

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِي نَعْمٍ وَاِنَّ الْفٰسِقَ لَفِي عَذَابٍ

الحمد لله کہ اس زمان سعادت اقرآن سلطنت ۱۲۸۸ ہجری شمسی میں

حزب الابرار  
محال الابرار

حسب ارشاد ہدایت بنیاد مولانا مولوی محمد قطب الدین خاں صاحب کی کمال تصحیح

مستطانی مان محمد حسن خان کی ہمام بی جہا







بسم الله الرحمن الرحيم

شرح کرتا ہوں سائنہ نام اللہ بخش کر نیوالی مہربان کی

الحمد لله الذي رفع اقدار العلماء بمقدار معرفته كتابه المحكم ثم هدى المحدثين بمصابير

سبب تعریف ہی اوس خدا کی لئی کہ بلند کین قدرین علماء کی موافق معرفت کتاب اپنی کی جو مضبوطی بہر ہدایت کیا محدثین کو سائنہ چراغوں

المصباح من شبه الظلم وجعل علم الكتب كالعلم لمن تقدم من اصحاب الامم واصبح

روشن کی اپنی حدیثوں کی تاریک شبہات سی اور گردانا علم کتاب کو مانند نشان کی اونکی لئی کہ آگ کی گزری امتوں میں اور پہنچائی

عليهم سوانح النعم بعرفانه بمصابير السنة والعرفان المقدم واعزهم في الدارين

پوری نعمتیں اپنی معرفت کی سنت کی چراغوں اور عرفان پہلی گزری ہوئی سی اور انکو دین و دنیا میں بہت ۱۵

واكرم واجتزم على العلمين في سابق القدم بالقران الاحكم فقال الذين يجتنبون

اعزاز کرام کیا اور حرمت بخشی تمام عالم پر ازل میں قرآن استوار سی اور ارشاد کیا جو لوگ بچیں ہیں

كتاب الاشارة الفواحي لا اله الا الله فبما ان من يعلم المحكم فيمن اخروا قدم احده حمد عاجز

بڑی گناہوں کی اور اچھا بنی کی کاموں سی مگر کچھ صغیر سو پاک ذات ہی جو سکھاتا ہی حکمتیں پہلوں اور پھولوں کو میں اوسکی حمد کرتا ہوں عاجز کیسی

شكرا اولاه من عظيم النعم واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا

کہ شکر ادا کرتا ہوں اسی کی کہ عذابت کین اوسکو بڑی نعمتیں اور گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اسکی وہ اکیلا ہی اوسکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد

عبده ورسوله اكرم المبعوث الى جميع الامم نسل الله ان يختم لي كتاب العلم بيا اذ ختمه صل

اوسکا بندہ ہی اور اوسکا بزرگ رسول ہی پہنچا ہوا تمام امتوں کی طرف ہم اسکی مانگتی کہ پوری کری ہماری عمل فی کتاب اور ختم کرے ختم کرے رحمت

الله عليه وعلى اله وصحبه وسلم الذين هم اولو الفضل والحكم ما عبد الله احدا احرم هذا

نازل کری اللہ تعالیٰ اوسپر اوسکی آل پر اور اوسکی پیاروں پر اور سلام کہ اہل فضل اور صاحب حکمت ہیں جب اللہ کی بندگی ہو جو محمود ہی اور حرمت میں ہیں

المكتوب بالقلم شرح بعض اصحاب الحديث المعظم وبعض الحسان المفخم من

کتاب لکھی ہوئی قلم کی شرح چند صحیح حدیثوں بزرگ کی اور چند حسن حدیثوں بزرگ کی کتاب صلیت

الظلم دافع الهم والالام جمعته لبعض اخوان الاخرة مع صفة

الظلم میں سی دور کر نیوالی ہم اور الم کی ہی مینی اسکو واسطی بعضی بہائیوں اخرو کی اور اور مصلحت میں میں سے ملا کر جن کیا

من التفسير والحديث والفقه والكلام وتصوف الخيرة واثبات منافع من الاعتقادات

تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نیک لوگوں کی تصوف کی اور بیان کردوں کا اوسمیں صحیح اعتقادات

الصحة في الاخرة واحترضا ما فيه من استمداد القبور وغيره من فعل الكفرة واهل

برعہ آخرت کی اور برائی میان کرو لگا اسمیں قبروں سی مردمانگنی کی اور سوا اوسکی افعال کفار اور

نقطة اصحاب الحديث غلط معلوم می شود شاید کہ غلط صحیح لالت می کند بین نقطه حسن و کفر و کفر

الضلالة المضلة الفجرة لما رایت کثیرا من الناس فی هذا الزمان جعلوا بعض القبور  
جو گمراہ کرنیوالی بدکار ہیں جب میں نے اس زمانہ کی اکثر لوگوں کو یہ دیکھا کہ اونہوں نے بعضی قبروں کو

کالاوٹان یصلون عندها ویزجون القربان ویصدر منهم افعال واقوال لا تلحق باهل  
بت بنالیہی کہ وہ ان نماز پڑھتی ہیں اور قربانیان فوج کرتی ہیں اور اوتسی وہ افعال اور اقوال پیدا ہوتی ہیں جو ایمان والوں کو

الایمان فامردت ان ابین ماورد به الشرع فی هذا الشان حتی یتیز الحق من الباطل عند  
سزاوار نہیں اسلی میں نے یہ سارا دیکھا کہ جو اس باب میں حکم شرعی ہی وہ بیان کردوں تاکہ حق باطل سے جدا ہو جاوی

من یرید تصحیح الایمان والخلاص من کید الشیطان والنجاة من عذاب النیران والدخول  
اوسکو کہ ارادہ درستی ایمان کا اور شیطان کی مکر سے رستگاری کا اور آگ کی عذاب سے بچنے کا اور جنت میں

فی دار الجنان واللہ الهادی وعلیہ التکلان ولم ابال ما فیہ من التکرار لما وقع فی  
جانی کا ہو اور اللہ رستہ دکھائیوالا ہی اور اوس پر بہرہ و اور مکر جو اس میں ہو گیا ہی اسکی کچھ پرواہ نہیں کی کیونکہ ایسا

نصبیۃ الابرار وانبہ ما فیہ من الاحوال الذی یسمیہ الناس الخیر والشر والطیرة والفعال  
بزرگوں کی نصیحت میں ہوتا ہی اور سب حالات بیان کرونگا جو لوگ خیر اور شر اور شگون اور قال کہا کرتے ہیں

وسمیتہ مجالس الابرار ومسالك الاخیار ومحائف البدع ومقامع الاشترار کہا اور  
اور اسکا نام میں نے مجالس الابرار ومسالك الاخیار ومحائف البدع ومقامع الاشترار کہا اور

على معانة مجلس المجلس الاول فی تمثیل من یدکر بہ ومن لم یدکر بہ بالحی والمیت وفی بیان  
سو مجلسوں پر مرتب کیا پہلی مجلس مثال بیان کرتی میں اوس شخص کی یاد کرتا ہی اپنی رب کو اور ایسا کہ نہیں یاد کرتا ساتھ زندہ اور مرد کی اور بیان

معرفۃ ذکر اللہ تعالیٰ المجلس الثاني فی بیان فضیلة الذکر من کل اعمال البر و بیان اقسامہ  
معرفت ذکر خدا تعالیٰ کی دوسری مجلس بیان میں فضیلت ذکر کی جملہ اعمال حسنہ سی اور اوسکی اقسام کی بیان میں

المجلس الثالث فی بیان فضیلة الایمان ومن من المجلس الرابع فی لزوم محبة التبع صلی  
تیسری مجلس بیان میں فضیلت ایمان کی اور مؤمن کی چوتھی مجلس بیج لازم کرتی محبت نبی صلی

اللہ علیہ وسلم زیادة من والده وولده والناس اجمعین المجلس الخامس فی لزوم الایمان  
اللہ علیہ وسلم کی زیادہ اپنی ما باپ اور فرزند اور سب لوگوں سی بیج لازم ہونی ایمان کی

المجلس السادس فی بیان من رضی باللہ رباً وبالاسلام دیناً ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیاً ذاق طعم الایمان المجلس  
کہا رضی ہوا اللہ کی رب ہونی پر اور اسلام کی دین ہونی پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی ہونی پر اوسنی چکھا مزہ ایمان کا ساتویں مجلس

السابع فی بیان مؤمن بہ و بیان لزوم الایمان بہ اجمالاً علی الاحرار وتفصیلاً عند البعض  
بیج بیان اولن چیزوں کی کہ ایمان لایا جاوی او پیر اور بیج لازم ہونی ایمان کی ساتھ اوکی بطریق اجمال کی بحسب صحیح روایت کی اور بطریق تفصیل کی نزدیک

المجلس الثامن فی بیان من یدخل الجنة ومن لا یدخلها من الطبع للرسول علیہ السلام والمخالفة  
بیج بیان اوسکی کہ داخل ہوگا جنت میں اور اوسکی کہ نہیں داخل ہوگا او میں یعنی فرمان بردار رسول علیہ السلام کا اور اوکی مخالفت

المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما جاء بہ وفیہ تحقیق المجلس العاشر  
بیج لازم ہونی اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیج او بچنے کی کہ لای حضرت اور کچھ تحقیق لکھی ہی مجلس دسویں

یعنی جسے اللہ تعالیٰ چاہے  
یعنی شریعت کے لوگوں کی  
اس کی جزا و سزا میں ہے  
یعنی جسے اللہ تعالیٰ چاہے  
یعنی شریعت کے لوگوں کی  
اس کی جزا و سزا میں ہے  
یعنی جسے اللہ تعالیٰ چاہے  
یعنی شریعت کے لوگوں کی  
اس کی جزا و سزا میں ہے

یعنی ایمان سے  
اسکا کہ ایمان بردار  
رسول کا داخل ہوگا  
بیشک میں اور مخالف  
اونکا نہیں داخل ہوگا



فی بیان الفرق بین المؤمن والمسلم و بین المجاهد والمهاجر المجلس الحادی عشر

بیج بیان فرق کی درمیان مؤمن اور مسلم کی اور میان مجاہد اور مہاجر کی مجلس گیارہویں

فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء المجلس الثانی عشر فی بیان اسعد الناس بشفاعۃ

بیج بیان افضل ذکر اور افضل دعا کی مجلس بارہویں بیج بیان بڑی سعادت کوگون کی قیامت تک دن

النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم القيمة المجلس الثالث عشر فی بیان اخلاص التوحید

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہی مجلس تیسرہویں بیان میں اسکی کہ خالص توحید

سبب حرمة النار المجلس الرابع عشر فی بیان ایمان المنجی لصاحبه یوم القيمة المجلس

سبب ہونی ہی حرام ہونی آگ جہنم کی مجلس چودھویں بیج بیان ایمان نجات دہنی والی کی روز قیامت کی مجلس

الخامس عشر فی بیان ان کل مولود یولد علی فطرة الاسلام وفيه تفصیل المجلس السادس عشر

بیج بیان میں اسکی کہ ہر بچہ پیدا کیا جاتا ہی لیانت واستعداد ایمان پر اور اس میں تفصیل ہی مجلس سولہویں

فی تحقیق السعید والشفی و بیان اقسام الکفر وغیرہ المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز

بیج تحقیق نیکبخت اور بخت کی اور بیان اقسام کفر وغیرہ کی مجلس سترہویں بیج بیان نہ جائز ہونی

الصلوة عند القبور والاستعداد من اهلها واتخاذ السروج والشموع علیها المجلس الثامن عشر

نماز کی باس قبروں کی اور نہ جائز ہونی مردانگی کی مردوسی اور نہ جائز ہونی چراغ اوشمع روشن کرنی قبروں پر مجلس اٹھارہویں

فی اقسام البدع والحکامها وغیرها من الامور المهمة المجلس التاسع عشر فی بیان بدعة

بیج قسم بدعتوں کی اور احکام اوکیکی اور سوائی امور ضروری سی مجلس انیسویں بیج بیان بدعت ہونی

صلوة النوافل بالجماعة كالرغائب وغیرها المجلس العشرون فی بیان فضائل المبرور و بیان

نماز نفل کی جماعت سے مانند صلوۃ رغائب وغیرہ کی مجلس بیسویں بیج بیان فضیلتوں ج مقبول کی اور بیج بیان

البدعة فيه المجلس الحادی والعشرون فی بیان فضائل الزکوة وغوائل ترکها المجلس الثاني والعشرون

بدعت کی ج میں مجلس اکیسویں بیج بیان فضائل زکوۃ کی اور خرابیوں ترک ادیکسی مجلس بائیسویں

فی بیان فضائل الصوم مطلقا المجلس الثالث والعشرون فی بیان فضيلة صوم شعبان المجلس

بیج بیان فضائل مطلق روزہ کی عہ مجلس تیسویں بیج بیان فضیلت روزی شعبان کی مجلس

الرابع والعشرون فی بیان فضيلة احياء ليلة البراءة علی وجه السنة والاحترار عن البدعة المکررة

چوبیسویں بیج بیان فضیلت حاکمین رہنمی کی شب برات میں بطریق سنت کی اور ہمیز کرنی کی بدعت مکررہ سی

المجلس الخامس والعشرون فی لزوم طلب رؤية هلال رمضان وکراهة صوم يوم الشك

مجلس پچیسویں بیج لازم ہونی تلاش روبرت جانہ رمضان کی اور کراہت روزی یوم شک کی

المجلس السادس والعشرون فی بیان فضيلة رمضان ورعاية حقہ وتعظيم شأنه المجلس

مجلس چھیسویں بیج بیان فضیلت رمضان کی اور اسکی حق کی رعایت میں اور عظیم شان میں مجلس

السابع والعشرون فی بیان كيفية النية وما یفسد الصوم وما لا یفسد وما یلزم به الکفارة

سنا بیسویں بیج بیان کیفیت نیت روزہ کی اور اسکی کہ توڑتی ہی روزہ کی اور جو نہیں توڑتی اسکو اور جو مستلزم ہی کفارہ کو

وما لا یلزم المجلس الثامن والعشرون فی بیان كيفية التزاوريم وفضيلتها المجلس التاسع والعشرون

اور جو نہیں مستلزم مجلس اٹھاسویں بیج بیان کیفیت تراویح کی اور فضیلت تراویح کی مجلس انیسویں

بیج زیادہ مستحق شفاعت کا ہونے کی

ص

صلوة رغائب  
رجب کی پہلی  
تاریخ کی شب  
میں بعضی پرستی  
ہیں جماعت کی  
وہ بدعت ہی  
۱۲  
عہ خواہ  
نفل ہو خواہ  
فرض ہو

بیج زیادہ مستحق شفاعت کا ہونے کی

فی بیان فضیلة تأخیر السجود و تعجیل الافطار و غیره المجلس الثالثون فی بیان غائلة من  
 بیج بیان فضیلت تأخیر سجدہ کی اور تعجیل افطار کی اور غیر اس کی مجلس تیسویں بیج بیان غائلة من  
 فطریوما من رمضان فیما یجب فیہ الکفارة المجلس الحادی والثلاثون فی بیان منیة  
 کہ افطار کرے یا نہ کرے رمضان میں اس حال میں کہ واجب ہو اوہیں کفارہ سلاہ مجلس اکیسویں بیج بیان منیة  
 الاعتکاف و طلب لیلۃ القدر فیہ و فضیلۃ المجلس الثانی والثلاثون فی بیان صدقۃ  
 اعتکاف کی اور طلب کرنی شب قدر کی اور فضیلت اس کی مجلس بیسویں بیج بیان صدقۃ  
 الفطر و احکام العیدین و بیان البدع فیہ المجلس الثالث والثلاثون فی بیان فضیلة  
 فطر کی اور احکام عیدین کی اور بیان بدعتوں کی غیر میں مجلس تینسویں بیج بیان فضیلت  
 صوم شوال و عدم جواز التشاءم بہ المجلس الرابع والثلاثون فی بیان فضیلة  
 روزوں شوال کی مثلاً اور یہ کہ شوال کو منحوس سمجھنا جائز نہیں ہے مجلس چونسویں بیج بیان فضیلت  
 ایام العشر الاول من ذی الحجة المجلس الخامس والثلاثون فی بیان فضیلة هرقة  
 اول دہرہ بقرہ عید کی مجلس بیسویں بیج بیان فضیلت  
 دم القربان فی ایام النحر و نوعہ و کیفیۃ ذبحہ المجلس السادس والثلاثون فی بیان  
 خون قربانی کی ایام قربانی میں اور بیان اقسام قربانی کی اور کیفیت ذبح کی مجلس چھتیسویں بیج بیان  
 فضیلة شہر اللہ المحرم و صوم یوم عاشوراء المجلس السابع والثلاثون فی بیان فضیلة  
 فضیلت مہینہ خدائی کہ محرم ہی اور بیان روزی روز عاشوراء کی مجلس سینسویں بیج بیان فضیلت  
 یوم عاشوراء و بیان ما یفعل فیہ من البدع المکروہة المجلس الثامن والثلاثون  
 روز عاشوراء کی اور بیان اول بدعات مکروہات کا جواب دہین کیجائی میں مجلس اٹھتیسویں  
 فی بیان عدم سداۃ المرض و عدم جواز الطیرة و عدم وجود العول المجلس التاسع والثلاثون  
 بیج بیان نہ لگ جانی بیماری کیسی کیسی اور نہ جائز ہونی شکوں بدکی اور نہ ہونی جنوں کی مجلس انتالیسویں  
 فی ذم الطیرة و الفال المذموم و افساھما و مدح فال المسنون و انوات المجلس الاربعون  
 شکوں اور فال بدکی بیان میں اور اسکی اقسام میں اور فال مسنون کی مدح اور اسکی اقسام میں چالیسویں مجلس  
 فی بیان استحسان التاتی فی عمل الدنیادون عمل الاخرة المجلس الحادی والاربعون فی  
 بیان میں خوبی درنگ کرنی کی دنیا کی کار بار میں سواء عمل آخرت کی اس لیے میں مجلس  
 بیان سبب نزول البلیات و سبب دفعہا من التوبة و الدعوات المجلس الحادی والاربعون  
 بیان میں سبب بلاؤں کی اور تیری کا اور بیان میں سبب اسکی دفع کی جزا بہ اور دعا ہی پچاسویں مجلس  
 فی بیان دفع الدعاء البلاء حین نزول البلاء و بعد النزول المجلس الحادی والاربعون  
 اس بیان میں کہ دعا روک دیتی ہی بلا کو اور ترقی وقت اور بعد اونتر کی سیسویں مجلس  
 فی بیان مسنونۃ الصلوة عند ظهور الایة الخفیة و الاستغفار بالاصور لمدۃ المدة المجلس  
 اس بیان میں کہ مسنون ہی نماز جب کوئی ام خوفنا کہ ظاہر ہو اور مشغول ہوا بیسی میں حورو کی  
 الرابع والاربعون فی بیان صلوة الکریم و خسوف و ظہور الایہ و رفعہ فیہ المجلس الخامس  
 چوالیسویں مجلس بیان میں نماز سورج کہیں چاہیں کی اور ظہور اور خوف کر کے بیسویں مجلس

بیج بیان غائلة من  
 و حالت کی و بیج بیان غائلة من  
 و حالت کی و بیج بیان غائلة من

بیج بیان غائلة من



والاربعون في بيان مسنونية صلاة الاستسقاء عند اصساك المطر المجلس السادس  
 مجلس بيان بين سنون هوني نماز استسقاء کی جب مینہ نہ برسی چہا تیسویں مجلس

والاربعون في بيان وجوب تعليم الفرائض والقران وتجويده ولحن الجلي والحفي المجلس  
 اس بیان میں کہ واجب ہی سکھانا فرائض اور قرآن کا اور اسکی تجوید یعنی اراۓ حروف میں اور بیان میں خطا و تشویش اور ظاہری

السابع والاربعون في بيان جواز التغني في القران وما لا يجوز فيه وغيره المجلس الثامن  
 سیتا تیسویں مجلس اس بیان میں کہ جائز ہی خوش آواز کا قرآن میں اور جو کہ جائز نہیں اور سواء اسکی اہتیا تیسویں مجلس

والاربعون في بيان فضيلة المؤذن وبيان سبب الاذان المجلس التاسع والاربعون  
 بیان میں فضیلت مؤذن کی اور بیان میں سبب تقرر اذان کی انچاسویں مجلس

في بيان فضيلة الجمعة وفي تفصيل يومها على سائر الايام المجلس الخمسون في بيان المصحة  
 بیان میں فضیلت جمعہ کی اور تفصیل اوس دن کی تمام دنوں پر پچاسویں مجلس مصافحہ کی بیان میں

وبیان كيفية وفوائدها وبدعيته في غير محلها المجلس الحادي والخمسون في بيان  
 اور بیان اسکی کیفیت کا اور فوائد کا اور اسکی بدعت ہونیکا بی محل اکہاون مجلس بیان میں

فرضية الصلوة بالكتاب والسنة واجماع الامة وفي الوعيد في حق تاركها المجلس الثاني والخمسون  
 فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی اور سزا میں اور اسکی جہوڑ نیوالی کی حق میں باون مجلس

في بيان فرضية الصلوة المفروضة واركائها تقصيلا المجلس الثالث والخمسون  
 بیان میں فرضیت نماز فرض کی اور اسکی ارکان کی تفصیل وار تری بن مجلس

في بيان فضيلة الصلوات الخمس وكونها كفارة للذنوب المجلس الرابع والخمسون  
 بیان میں فضیلت پنجون نماز کی اور اسکی کفارہ ہونی میں گناہوں سی چوں مجلس

في بيان فضيلة الجماعة وذكر الوعيد في تركها المجلس الخامس والخمسون في بيان صلوة  
 جماعت کی فضیلت کی بیان میں اور اسکی تارک کی باب میں جو وعید صادر ہوا پنجین مجلس نماز

الجنائزة وكيفية المجلس السادس والخمسون في بيان قوله عليه السلام من كان آخر كلامه  
 جنازہ اور اسکی کیفیت کی بیان میں چہین مجلس بیان میں آنحضرت علیہ السلام کی قول کی کہ جسکی آخر کلام

لا اله الا الله دخل الجنة المجلس السابع والخمسون في بيان جواز زيارة القبور وعدم  
 لا الہ الا اللہ اور وہ جنت میں داخل ہوگا ستاون مجلس زیارت قبور کی جواز اور عدم

جوازها المجلس الثامن والخمسون في بيان فوائد ذكر الموت ولزوم الاستعداد له  
 جواز میں اٹھاون مجلس موت یاد کرنی کی فائدوں میں اور مستعد رہنا اسکی لی

المجلس التاسع والخمسون في بيان ماهية الطاعون وعدم التقدم عليه وعدم  
 مجلس اونسہٹ طاعون کی حقیقت کی بیان میں کہ نہ اسکیلہ میں جاوی اور نہ

الفار منه المجلس الستون في بيان فضيلة الصبر في موضع الطاعون وعدم جواز  
 واپسی بہاگی ساٹھویں صبر کی فضیلت کی بیان میں جہاں طاعون نازل ہوا ہو اور اسکی

الدعاء لرفعه المجلس الحادي والستون في بيان فضيلة الصبر عند اليلاد والمصائب  
 رفع کی واسطی دعا کرنی میں اکٹھویں مجلس فضیلت صبر کی بیان میں بروقت بلا اور صیبتوں کی

سے  
 میں بعض اوقات  
 خطا واقع ہوتی  
 ہی اسکی اقسام  
 بیان کی ہیں ۱۲

وفضيلة الاسترجاع عندها المجلس الثاني والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام

اور فضيلت اناسد مانا اليه راجعون پڑھنی کی اوسوقت باسٹھویں مجلس بیان میں تحقیق اس حدیث کی

اغتنم خمساً قبل خمس الحديث وما يفرغ عليه المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة

غنیمت جانو پانچ کو پہلی پانچ سی آخر تک اور اسکی تفریعات تریسٹویں مجلس بیان میں حساب

العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب المجلس الرابع والستون في بيان محاسبة العبد

بندہ کی قیامت کی دن اور جو مناقشہ ہوگا حساب میں چوسٹویں مجلس بیان میں حساب بندہ کی

نفسه قبل ان يحاسب ويناقش في ذلك المجلس الخامس والستون في بيان حثالة

اپنی ذات سی پہلی اس سی کدوئی حساب لیا جاوے اور مناقشہ ہو کہ ہلاک ہو جاوے پینسٹویں مجلس میں بیان رجعت دلائی امرت

على التوبة ووجوبها على الفور وتحقيقها بالمعاني الثلاثة المجلس السادس والستون

توبہ پر اور ثرت واجب ہونا توبہ کا اور تحقیق توبہ کی تینوں معانی کا چھاسٹویں مجلس میں

في بيان قوله عليه الصلوة والسلام ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغفر المجلس السابع و

بیان قول علیہ السلام کہ اللہ توبہ بندہ کی قبول کرتا ہی جب تک نزع کو نہ پہنچی سترسٹویں مجلس میں

الستون في بيان حال الكيس وحال الاحق المجلس الثامن والستون في بيان فضيلة

بیان حال وانا اور احق اٹھسٹویں مجلس میں بیان

التقوى وحسن الخلق وحقبةما المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب

تقوی اور حسن خلق کی فضیلت کا اور ان دونوں کی حقیقت اوہترویں مجلس میں بیان اسکا کہ تلاش

كسب الحلال والى اطيب من المكاسب واقم منها المجلس السبعون

حلال پیشہ کی لازم ہی اور کونسا پیشہ اچھا ہی سترویں مجلس

في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الاحكام الشرعية

میں بیان احتکار کی حرمت کا اور جو احکام شرعی اس سے متعلق ہیں

المجلس الحادى والسبعون في بيان ائى تاجر يحشر يوم

اکہترویں مجلس اس بیان میں کہ کونسا تاجر

القيمة فاجدا والى صادقاً المجلس الثانى والسبعون

قیامت کو جر محشور ہوگا اور کونسا صادق بہترویں مجلس

في تحريض التاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله

امادہ کرتی ہیں تاجر کی ملازمت صدق وامانت پر اپنی جملہ اقوال

وافعال المجلس الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا

وافعال میں مجلس تہترویں بیان میں سود کی حقیقت

واحكامه ائله المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه

اور اسکی نقصان کی مجلس چوتھترویں بیان میں حقیقت بیع سلم اور اسکی احکام کی

وغيره من انواء العقود المجلس الخامس والسبعون في بيان سوال الحرام والوعيد

اور سوام اسکی انواع قود مجلس پچہترویں اس بیان میں کہ سوال حرام ہی اور اوہیں سزا موعود ہی

مجلس السبعون في بيان فضيلة



فیه وفي ای موضع یجوز المجلس السادس والسبعون فی بیان حقوق الممالیک  
اور کس مقام پر جائز ہے مجلس چہتر دین بیان میں حقوق غلاموں کی

علی المولی وغیرہ من الاحکام المجلس السابع والسبعون فی بیان حرمة اللواطہ  
مالک پر اور سواہ اسکی جو احکام ہیں مجلس ستر دین بیان میں حرام ہونی لواطت کی

وعقوبتہا وغیرہا المجلس الثامن والسبعون فی بیان حرمة الخمر وبيان عقوبتها  
اور اسکی عذاب کی اور سواہ اسکی مجلس اٹھ دین شراب کی حرمت اور اسکی عذاب

وسائر المنکرات المجلس التاسع والسبعون فی بیان حرمة التلذذ ووجوب التقصیر  
اور جملہ ممنوعہ کی بیان میں مجلس اٹھاسی غلول کی حرام ہونی بی بی میں درپہ کہ لقمہ کرنا

بین الغائبین المجلس الثمانون فی بیان ظهور الفتن وما یخالف الشرع وكيف یعمل حیثہ  
غیبت کرنیوالوں میں ضرورتی مجلس اسی فتنوں کی ظہور کی بیان میں اور جو مخالف شرع ہے اور کس طرح کیا جاوی اور وقت

المجلس الحادی والثمانون فی بیان احکام القضاء وأخذة بأیثوة وحکومتہ  
مجلس اٹھاسی بیان میں احکام قضائے قاضی ہونی کی اور اسکی لکھنا رسوت دیکھنا اور حکم کرنا

بشهادة الزور المجلس الثاني والثمانون فی بیان من یجوز له الودع للذاس ومن لا یجوز  
جہول گواہ ہونی مجلس بیاسی بیان میں اس شخص کی بسا و عطا کرنا جائز ہے اور جو نہیں جائز ہے

وما یتفرع علیہ المجلس الثالث والثمانون فی بیان ان الذی یقتل ببغیة هذه الامة  
اور اسکی تقریعات مجلس تراسی بیان میں مسلمات کی کہ اللہ تعالیٰ اور ہمارے اس امت کی لپی

علی راس کل سنة من یجدہ الدین المجلس الرابع والثمانون  
سورس کی شروع پر اور شخص کو کہ تازہ کری دین کو مجلس چوراسی

فی بیان کیفیت السلام وافضلیۃ من بدأ به المجلس الخامس والثمانون  
بیان میں کیفیت سلام کی اور پڑائی پہلی سلام کرنیوالی کی مجلس کجاسی

فی بیان ہجران اخیه المسلم فوق ثلثة ایام المجلس السادس والثمانون  
بیان میں ترک کرنی کسی مسلمان بھائی کی تین روز سی زیادہ مجلس جیاسی

فی بیان التحذیر من سوء الظن وهي الخمس المجلس السابع والثمانون  
ڈرائی کی بیان میں بدگمانی سی اور وہ غیر کی طل کی تلاش مجلس سہاسی

فی بیان النهی عن المصاحبة والمواکلة مع الفاسق المجلس الثامن والثمانون  
اس بیان میں کہ ممنوع ہے مصاحبت اور کھانا فاسق کی ساتھ مجلس اٹھاسی

فی بیان افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض  
اس بیان میں کہ افضل اعمال ہے محبت خدا کی راہ میں اور بغض خدا کی راہ میں

المجلس التاسع والثمانون فی بیان لزوم متابعۃ  
مجلس نواسی اس بیان میں کہ لازم ہے متابعت

الرسول علیہ السلام فی الامر والنہی ولا یجوز المخالفة المجلس العاشر  
رسول علیہ السلام کی امر و نہی میں اور نہیں جائز ہے مخالفت مجلس دس

فی

عقوبتہا وغیرہا  
بیان میں

فی بیان سبق رحمة الله و غلبتها على غضبه و ماهيتها المجلس الحادى والتسعون فی بیان

رحمت الله کی سبقت اور غلبہ کی بیان میں غضب پر اور دلو کی حقیقت مجلس اکتون اس بیان میں

ان الشیطان یجری من الانسان مجرى الدم المجلس الثانى والتسعون فی بیان عدم المراجعة

کہ شیطان بہر تابی انسان میں سجای خون کی مجلس یانون اس بیان میں کہ دوسو ستر و تھندہ

بالوسوسة ما لو تعلم بها وتكلم المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان الشیطان لم ی

نہیں جب تک کہ سپر علی نکرى یا موند سى کہی مجلس تزانون اس بیان میں کہ شیطان کو قرب ہوتا ہی

بابن ادم والمملکة له المجلس الرابع والتسعون فی بیان ظہر الاسلام عزیزاً وسیعاً

بنی آدم کی ساتھ اور فرشتہ کو قرب ہوتا ہی مجلس چرانون اس بیان میں کہ اسلام پیدا ہوا تھا غریب اور پھر ہو جاوگا

غریباً كما ظهر المجلس الخامس والتسعون فی بیان نعمة الصحة والفراغ و بیان مغیوبة

غریب جیسا ظاہر ہوا تھا مجلس پچانون اس بیان میں نعمت تندرستی اور فراغت کی اور غن میں ہونی

صاحبها المجلس السادس والتسعون فی بیان غمی من اكل ما فيه رائحة كريهة من دخول المسجد

صحیح و فاسخ کی مجلس چہیانون اس بیان میں کہ جو شخص کھاوے ایسی چیز جس میں بدبو ہووے تو مسجد میں نہ جاوے

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترك ما لا يعنيه من القول والفعل المجلس الثامن

مجلس ستانون اس بیان میں کہ لازم ہی ترک بیفائدہ قول اور فعل کا مجلس اٹھانون

والتسعون فی بیان الوصية فی حق النساء حال المعاشرة بهن المجلس التاسع والتسعون

بیج بیان وصیت کی عورتوں کی حق میں اور انکی ساتھ گزاران کی حالت مجلس یتزانون

فی بیان تحقیق قوله عليه السلام استوصوا بالنساء خيراً الى اخره المجلس المائة فی بیان لزوم

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی تحقیق میں کہ استوصوا الخ مجلس سوین اس بیان میں کہ لازم ہی

رعاية حق الزوج على زوجته و بیان الوعيد عند عدمها المجلس الاول فی بیان تمثيل من

حق شناسی اپنی خاوند کی بانی کو اور بیان سزا کا جبکہ یہ نہ ہو ہی پہلی مجلس بیج مثال بیان کرنی اوس شخص کی

بدن کر ربه و من لم يذكره بالحی والمیت و فی بیان معرفة ذکر الله تعالى قال رسول

کہ اپنی رب کی یاد کرتا ہی اور جو اوسکی یاد نہیں کرتا ساتھ زندہ اور مردہ کی اور بیان میں ذکر اللہ کی فرمایا رسول

الله صلى الله عليه وسلم مثل الذى يذكر ربه والذي لا يذكر ربه كمثل الحی والمیت هذا الحديث

خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی حال اوس شخص کا کہ بکی یاد کرتا ہی اور اوس شخص کا جوابی رب کی یاد نہیں کرتا جیسی زندہ اور مردہ یہ حدیث

من صحاح المصابيم رواه ابو موسى الاشعري فانه عليه السلام جعل فيه الذاکر مثل الحی مع

مصاییح کی صحاح میں ہی ابو موسی اشعری کی روایت سی سو بیخبر صلی اللہ علیہ وسلم اسمین یاد کر نیوالی کو مانند زندہ کی ٹھرایا یاد کر نیوالی

كونه حیاً لان المراد بالحی من له حیوة حقیقة ابدیة وهی انما تحصل بذكر الله تعالى لان

وہ زندہ ہی ہوتا ہی اعلیٰ کہ زندہ سی وہ مراد ہی جو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہی اور ایسی زندگی بجز یاد اللہ کی حاصل نہیں ہونی کی حقیقت

الذکر یحیی قلوب الناکرین و یوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمین والوصول الى الحیوة الا

ذکر کر نیوالی کا دلوں کو زندہ کر دیتا ہی اور بالضرورة انکی الی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کر دیتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کی لائق بنا دیتا ہی

فی داسر النعیم و من کان خالیاً عن الذکر فهو بمنزلة المیت لكونه خالیاً عما یحیی قلبه و عما یوجب

اور جو شخص یاد اللہ نہیں کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اوس بات سی خالی ہی جس سی دل زندہ ہوئی اور خدا کی

الذکر یحیی قلوب الناکرین و یوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمین والوصول الى الحیوة الا

ذکر کر نیوالی کا دلوں کو زندہ کر دیتا ہی اور بالضرورة انکی الی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کر دیتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کی لائق بنا دیتا ہی

فی داسر النعیم و من کان خالیاً عن الذکر فهو بمنزلة المیت لكونه خالیاً عما یحیی قلبه و عما یوجب

اور جو شخص یاد اللہ نہیں کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اوس بات سی خالی ہی جس سی دل زندہ ہوئی اور خدا کی

الذکر یحیی قلوب الناکرین و یوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمین والوصول الى الحیوة الا

ذکر کر نیوالی کا دلوں کو زندہ کر دیتا ہی اور بالضرورة انکی الی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کر دیتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کی لائق بنا دیتا ہی

فی داسر النعیم و من کان خالیاً عن الذکر فهو بمنزلة المیت لكونه خالیاً عما یحیی قلبه و عما یوجب

اور جو شخص یاد اللہ نہیں کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اوس بات سی خالی ہی جس سی دل زندہ ہوئی اور خدا کی



له المعرفة والحیوة الابدیة لان شرف الانسان وفضيلته التي بها فاق جميع اصناف الخلق

معرفت اور دائمی زندگی پیدا ہو کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جسی تمام اقسام مخلوقات پر فائق ہوتا ہی

لیکن باستعداد معرفة الله تعالى وانما يستعد لمعرفة الله تعالى بقلبه لا بجارحة من

بہر استعداد معرفت الہی کی نہیں ہی اور استعداد معرفت الہی کی دل ہی سی علاقہ رکھتی ہی اہمہ بانو وغیرہ

جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدم ليستخدمها استخدام المالك للرايا وليستعملها استعمال

اعضائے کچھ علاقہ نہیں بلکہ تمام اعضا دل کی تابع اور خدمت گزار ہیں ان اعضا سی اسطور کار لیتا ہی جسی بادشاہ رعیت سی اور ایسی برتتا ہی

السيد للعبيد وهو انما يطمئن بدن كرا لله تعالى كما قال الله تعالى الا بدن كرا لله تطمئن

جسی مولی غلاموں کو اور دل کو طمانینت صرف باد الہی سی ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی یا ربی اسے ہی کی یا ربی دل چین پاتی ہیں

القلوب افضل الذكر على ما ورد في الحديث لا اله الا الله فلا بد للعبد المكلف ان يشتغل

اور سیبائی بہتر ذکر موافق مضمون حدیث کی لا الہ الا اللہ ہی اب بندہ عاقل بالغ کو ضروری کہ اس ذکر میں

بهذا الذكر حتى يطمئن قلبه ويستعد لمعرفة الله تعالى لكن قبل اشتغاله به يجب عليه

مشغول رہی تاکہ اوسکا دل اطمینان پکڑی اور معرفت الہی کی استعداد حاصل کری لیکن اس شغل سی پہلے اوسپر واجب ہی

ان يحصل من علم الكلام ما يصح به اعتقاده على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز

کہ اتنا علم عقاید سیکھی جس سی اسکا اعتقاد موافق اہل سنت و جماعت کی ہو ٹھیک ہو جاوی اور

به عن شبه المبتدعة لان القلب ما دام مكذرا بظلمة البدعة الاعتقادية لا ينور انوار

اہل بدعات کی شبہات سی بچ جاوی کیونکہ جب تک دل اعتقادی بدعت کی تاریکی میں مکر رہتا ہی تو اوسمیں طاعت کی روشنی نہیں چمکتی

الظلمات ويجب عليه ايضا ان يحصل من علم الفقه ما يصح به اعماله على وفق الشريعة المطهرة

اور اوسپر یہ بھی واجب ہی کہ اتنا علم فقہ سیکھے لی جس سی اوسکی اعمال موافق شریعت پاک کی صحیح ہو

والا فالتقدم لمعالی الامور قبل تقان وصولها وضبط طرفها عجلة شيطانية وشهوة نفسية

اور نہیں تو بڑی کام کریشنا بغیر محکم کرنی اصول کی اور ٹھیک دریافت کرنی طریقوں کی شیطانی جھپٹ اور نفسانی شہوت میں

توجب لصاحبها الفضيحة في الدنيا والاخرة اذ قد يغتر صاحبها بالتخيلات النفسانية

داخل ہی جو ایسی شخص کو دنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل کر چھوڑتی ہی اس لی کہ ایسا جاہل کہی فریب میں اگر نادانی سی خیالات نفسانی

والتلبس الشيطانية ويظنها كرامات وهي في الحقيقة استدلاب وزيادة له في انواع

اور شبہات شیطانی کو کرامت تصور کر لیتا ہی اور اصل میں وہ استدراج ہوتا ہی اور اوسکی حق میں طرح طرح کی

الضلالات لان من اشتغل بالذكر والرياضة قبل ان يحصل من علم الكلام ما يصح به الاعتقاد

گرا ہی زیادہ ہوتی ہی کیونکہ جو شخص مشغول ذکر اور ریاضت کا اختیار کرتا ہی بدون سیکھی علم عقاید کی کہ جتنی میں اسکا اعتقاد

على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز به عن شبه المبتدعة ومن علم الفقه ما يصح

اہل سنت و جماعت کی مذہب پر صحیح ہو جاوی اور بدعتیوں کی شبہات سی بچ جاوی اور بدون سیکھی علم فقہ کی جتنی میں

به اعماله على وفق الشريعة المطهرة لا يبعد ان يقهر له كشف حتى لبعض الاشياء او امر خارق

اوسکی اعمال مطابق شریعت پاک صحیح اور درست ہو جاویں تو کیا بعید ہی کہ اوسکو بعض عجوبات کا کشف ہونی لگی یا کوئی بات کرامت کی سی

من خوارق العادات بمقتضى الرياضة او مراعاة الشيطان كما حكى كثير من ذلك عن بعض الكفرة

خلاف عادات میں سی ریاضت کی موافق یا شیطانی یا کبھی سی ہو جاوی چنانچہ ایسی بہت کہانیاں بعضی کفار

للزنا صین فیظن انه ولاية وكرامة وهو في الحقيقة مكر واستدراج لا كرامة ولا ولاية  
 ریاضت منش کی مشہور ہیں پہر یہ نادان خیال کرتا ہی کہ یہ ولایت اور کرامت ہی اور اصل میں وہ مکر اور استدراج ہوتا ہی شکر امت ہی اور نہ ولایت  
 اذ قد يحصل الكشف والامر الخارق لبعض الرهبان وغيرهم ممن يعتنون بزيادة الرياضات  
 اسلئی کہ کشف اور امر خارق کہی کہی بعضی ایسی راہب وغیرہ کی ہی ہو جاتی جو بڑی ریاضت اختیار کرتی ہیں  
 مع فساد العمل والاعتقاد ولا اعتداد به لانه تعالى قد جعل الرياضة سببا للتصفية  
 باوجودیکہ اوکلی عمل اور اعتقاد فاسد ہوتی ہیں پہر اسکا کیا اعتبار ہی اسلئی کہ اللہ تعالیٰ بیشک ریاضت ہی لکن کو الہی صاف کر دیتا ہی  
 القلوب بحيث يوصل بها الى الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى  
 کہ جس سی کشف اور کشف کی مانند اور خوارق ہوتی لکئی ہیں اور اس سی اللہ تعالیٰ کی یقینی رضامندی  
 بذلك السبب البتة ومن المعلوم قطعا ان الخوارق ليست فحصة بالمعجزة والكرامة  
 اوس سبب پر معلوم نہیں ہوتی اور یہ بات یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو کچھ معجزہ اور کرامت ہی سی خصوصیت نہیں ہی  
 بل قد تكون استدراجا ايضا فتصير صدرت من فيه خلل على او اعتقادي يحكم بكونها  
 بلکہ بعضی وقت استدراج ہی ہوتا ہی پہر اگر یہ امر خارق ایسی شخص سی پیدا ہو دی جسکا عمل یا اعتقاد باطل ہی تو وہ  
 استدراجا لا كرامة لان الكرامة ظهورا مخرقا للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلا  
 استدراج ہی سمجھا جاوے گا کرامت نہیں ہوگی کیونکہ کرامت تو وہ ہی کہ امر عادت کی خلاف ایسی صالح آدمی کی ہاتھ سی ہو جسکی نیک کردار ہی ہو  
 وهذا القيد الاخير للاحتراز عن الاستدراج وهو ظهورا مخرقا للعادة على يد الاشقياء  
 اور یہ پہر پہلی قید استدراج سی احتراز کی لئی ہی کیونکہ استدراج وہ ہوتا ہی کہ امر خارق عادت اشقیاء کی ہاتھ پر پیدا ہو  
 كالرجال وفرعون والمجذبة الضالين المضلين فان الخوارق كما تظهر على يد الاتقياء تظهر  
 جیسی رجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کفریالی کیونکہ خوارق جیسی پرہیزگاروں کی ہاتھ پر ہوتی ہیں  
 على يد الاتقياء ايضا فها يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يصير  
 اشقیاء کی ہی ہاتھ پر ہوتی ہیں سو جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتھ پر ظاہر ہو جو شرعی حکومت کا مطیع ہی تو  
 سببا لمزيد مجاهدته في عبادته وما يظهر من ذلك على يد من لم يكن تحت سياسة الشرع  
 اوسکی مجاہدہ عبادت کو زیادہ بڑا دیگا اور جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتھ پر پیدا ہو جو شرعی حکومت کا مطیع ہی تو  
 يصير سببا لمزيد بعده وغرورة ولا يزال الشيطان يغويه حتى يخلع ربة الاسلام  
 تو اوسکو اور ہی دوری اور غرور بڑھے گا اور شیطان ہمیشہ اوسکو بہکا تا رہی گا آخر کو اسلام کی رشتی اوسکی گردن میں سے نکال کر  
 من عنقه بانكار الحدود والاحكام والحلال والحرام فعلى هذا يجب على العبد الناكر  
 حدود اور احکام اور حلال اور حرام کا منکر ہونا کیسا اسلئی بندہ ڈاکر کو یہ واجب ہی  
 ان يجعل جميع اعماله موافقا لاحكام الشرع مادام حيا عاقلا ولا يجوز له ان يعمل عملا مخالفا  
 کہ اپنی تمام اعمال جبتک ہوش حواس میں ہی احکام شرعی کی موافق رکھی اور اوسکو یہ جائز نہیں ہی کہ کہی ہی کئی وقت کوئی عمل  
 لاحكام الشرع في وقت من الاوقات واحكام الشرع على قسمين قسم يتعلق بالظاهر وهو البدن  
 احکام شرعی کی مخالفت عمل میری لاوی اور شرع کی احکام دو قسم پر ہیں ایک وہ قسم جو ظاہر یعنی بدن سے علاقہ رکھتی ہیں  
 وقسم يتعلق بالباطن وهو القلب وكل واحد من القسمين على نوعين احدهما يجب فيه الفعل  
 اور ایک قسم وہ جو باطن یعنی دل سے علاقہ رکھتی ہیں اور یہ دو قسمیں دو طرح کی ہیں ایک وہ جسکا کرنا واجب ہی



والاخر یجب فیہ التزک فجملة احکام الشرع اربعة فمن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب  
 دوسری وہ جسکا ترک واجب ہی پس تمام احکام شرعی چار طرح کی ہوئی پہر وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا عمل میں لانا واجب ہی  
 فیہ الفعل التکلم بکلمتی الشهادة واقامة الصلوة وایتاء الزکوة وصوم رمضان وحج  
 دونو کلمی شہادت کی پڑھنی اور نماز قائم رکھنی اور زکوة ادا کرنی اور رمضان کی روزی اور  
 البيت وجهاد الکفار والاهل بالمعروف والنهي عن المنکر وغير ذلك من الفرائض والواجبات  
 کعبہ کا حج اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنی اور بدی سی روکنا اور سوا اسکی اور فرائض اور واجبات  
 ومن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب التزک القتل والزنا واللواطه والسرقه ونشر الخمر  
 اور وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا ترک واجب ہی خون برتنی اور بیکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خواری  
 والغیبة والفیمة والکذب والنظر الى ما حرم نظرة واستماع ما حرم استماعه وغير ذلك من  
 اور غیبت اور سخن چینی اور جوہر پھیلانا اور دیکھنا ایسی چیز کا جسکا دیکھنا حرام ہی اور ایسی آواز سننی جسکا استماع حرام ہی اور سوا اسکی  
 المحرمات والمکروهات ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیہ الفعل التوبة والاخلاص  
 اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور عمل کرنا واجب ہی توبہ اور اخلاص  
 والتوکل والصبر والشکر والخوف والرجاء وغير ذلك من الاخلاق الحميدة والخصال الجميلة  
 اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امید داری اور سوا اسکی اور نیک عادتیں اور پسندیدہ خصلتیں  
 ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیہ التزک الکبر والعجب والریاء والحسد وغير ذلك  
 اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور ترک واجب ہی تکبر اور خود پسندی اور ریاء یعنی دکھلاوا اور حسد اور سوا اسکی  
 من الاخلاق الذميمة والخصال القبیحة فمن خالف حکما واحدا من هذه الاحکام الاربعة  
 اور بد خوئیان اور قبیح خصلتیں سو جو شخص خلاف کری کسی ایک حکم کا ان چاروں حکموں میں سی  
 عصی الله تعالى واستحق عذابه فلا یدخلون الجنة ولا یدخلون النار ولا یدخلون الخلاوة ثلثة اياما واكثر ثم یخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتین  
 وہ خدا کا نافرمان ہی اور اوسکی عذاب کا سزاوار وہ دلی اور کرامت والا کب ہو سکتا ہی اور بعضی لوگ اس  
 الزمان یدخلون الخلاوة ثلثة اياما واكثر ثم یخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتین  
 زمان میں تین دن کا یا زیادہ کا جلد کہیں کر پھر فارغ ہو جاتی ہیں اور جب ایک یا دوبار جلد کر چکی  
 یدعون نیل الاحوال والوصول الى مقامات الرجال مع انهم یرتکبون ما یخالف الشرع الشریف  
 تو دعوی کرتی گئی کہ ہم سب حالات کہیں گئی اور عمدہ لوگوں کا درجہ پالیا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کئی جاتی ہیں  
 واذا انکر علیهم ما ارتکبوه یقولون حرمة ذلك فی العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه  
 اور جب اونی اونکی اعمال کی برائی بیان کرو تو کہتی گئی ہیں میان بہر علم ظاہر میں حرام ہی اور ہم تو باطنی علم والی ہیں سو بہر علم  
 حلال فیہ وان الوصول الى الله تعالى لا یدخلون الخلاوة ولا یدخلون النار ولا یدخلون الجنة  
 اوس علم میں حلال ہی اور قربت الہی بدون چھوڑنی علم ظاہری کی نہیں ملتی تم  
 کتاب السنة وانا بالخلوة وهمة الشيخ نضل الى الله تعالى فینکشف لنا العلوم فلا نحتاج  
 قرآن اور حدیث سی فائدہ لیتی ہو اور ہم جلد اور پیر کی مدت سی خدا کی درگاہ میں جاتی ہیں بہر پیر سب علوم کہیں جاتی ہیں ہمکو  
 الى مطالعة الكتاب والقراءة على الاستاذ واذا صدر منا مکروه او حرام ننهي عنه فی المنام ہی  
 کتاہوں کی مطالعہ کی اور استاد سی پڑھنی کی کچھ حاجت نہیں ہی اور ہم سی جب کوئی مکروہ یا حرام عمل میں آجاتا ہی تو خواب میں ہمکو مانعت ہو جاتی

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام لم ننه عنه في المنام فعلنا انه ليس بحرام

سوہم حلال اور حرام کو سمجھتی ہیں اسب جسکو تم حرام بتاتی ہو تمکو اس سے خواب میں منع نہیں کیا سو ہم نے جان لیا کہ یہ حرام نہیں ہی

ونحذرك من التزهات التي كلها الحاد وضلال اذ فيه انذر من الملة الحنيفة والشيعة

اور اسبطرح کی خرافات باتیں جو سراسر الحاد اور گمراہی کی ہیں کہتی ہیں کیونکہ اس میں ملت خفی اور شریعت نبوی

النبوية وعدم الاعتماد على الكتاب والسنة واجماع الامة فالواجب على كل من سمع

کی حقارت ہی اور بی اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سودا جب ہی اوسپر جو ایسی باطل گفتگو سنی

امثال تلك الاقاويل الباطلة الانكار على قائله والجزم ببطلان كلامه بلا شك ولا تردد

کہ بلا شک اور بی تردد اور بغیر توقف قائل کی اس کلام کو بیہودہ و اہمیت سمجھی

ولا توقف ولا فهو يكون من جملتهم ويحكم عليه بالزندقة فانهم لما كانوا في الاعتقاد

اور نہیں تو وہ ہی اوی گروہ میں داخل ہی اور اوسپر حکم کفر کا ہوگا کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد رجب

هذه المرتبة كان بينهم وبين الشيطان مناسبة فيرى في بعض الامكان اشياء

اس نسبت کو پہنچا تو انہیں اور شیطان میں ایک رابطہ پیدا ہو گیا پھر وہ شیطان اونکو بعض دفعہ کچھ تجلی وغیرہ دکھاتا

من الانوار وغيرها فيغترون بها ويظنون انهم محسنون وعند الله مكرمون ولا يعلمون

پس یہ قوم دھوکھا کھا کر یہ خیال کرتی ہیں کہ ہم کیا خوب عمل کرتی ہیں اور خدا کی نزدیک ہم عزت والی ہیں اور پھر خبری

ان الشيطان لا يزال يحسن لاهل الخلوة وارباب الرياضة ان يعملوا بحواجسهم وزيار

کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوت اور ریاضت کی نظر دشمن یوں پکارتا ہی کہ اپنی توبہات اور خیرات کی توقیر

من غير تحكيم الشرع فيها فيقولون القلب اذا كان محفوظا مع الله تعالى يكون خوار

بدون موافقت شرع کی عمل کیا کریں پھر یہ کہتی ہیں کہ دل جب اللہ کی طرف سے محفوظ ہوتا ہی تو اسکی سب خطرات خطاسی

معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم كيد العدو فيهم لان الخواطر ثلاثة انواع رحمانية

بچی ہوئی ہوتی ہیں اور یہ اونکی حق میں دشمن کا بڑا ہی دھوکھا ہی کیونکہ خطرات تین طرح کی ہوتی ہیں رحمانی

وشيطانية ونفسانية فلو بلغ الانسان ما بلغ من الرياضة والمجاهدة فضعه شيطانه

اور شیطانی اور نفسانی یہ ہر انسان کیسی ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کری پر شیطان

ونفسه لا يفارقانه الى الموت والشيطان يجري منه مجرى الدم والعصمة ليست

اور نفس اونکی ساتھ ہی رہتی ہیں مرنے تک جدا نہیں ہوتی اور شیطان اوس میں ایسی پھرتا ہی جیسی بدنہن خون اور عصمت صرف

الا للرسول الذين هم وسائط بين الله تعالى وبين خلقه في تبليغ امره ونهيه ووعدة

انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم کا خاصہ ہی جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اسکی خلقت کی واسطہ ہیں واسطی پہنچا دینی امر اور نہی اور جزا

ووعدة ومن عداهم ليس بمعصوم ومن ظن انه يستغنى عما جاء به الرسول بما يلحق

اور سزا اور سوار انبیاء کی کوئی معصوم نہیں ہی اب جو شخص یہ خیال کری کہ مجھکو احکام نبوی کی کچھ حاجت نہیں مجھکو وہ ہی کافی ہی

في قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس كفرا لان ما يلقي في القلب يحتمل ان يكون من

جو دلیں خطرات آتی ہیں سو وہ بڑا ہی کافر ہی اسلئے کہ دلیں جو خطرہ آتا ہی تو شاید کہ

القاء النفس والشيطان فلا عبرة به ولا التفات اليه حتى يعرض على ما جاء به الرسول

وہ نفس یا شیطان کی طرف سے آتا ہو پھر اوسکا کیا اعتبار ہی اور نہ اوپر توجہ کہ احکام نبوی کی مقابل ہو سکی



ویشہدہ بالموافقة اذ ليس كل ما يراه الانسان في النوم واليقظة صحيحاً بل قد تكون بعضه

اور اوسکی لئی موافقت کا شاہد چاہی کیونکہ آدمی جو جو خواب یا بیداری میں معلوم کرتا ہی وہ سب درست نہیں ہو کرتا بلکہ بعضی  
من الخواطر النفسانية وبعضه من الوسوس الشيطانية وبعضه من الله تعالى بالهام

خطرات نفسانی بعضی دوسوسہ شیطانی ہوتی ہیں اور بعضی اللہ کی طرف سے بواسطہ

ملك الرؤيا فلا بد من التمييز بين هذه الثلاثة ليعلم ان ما يراه من اي نوع هو فاذا تعين

فرشتہ خواب کی ہی ہوتی ہیں پھر ان تینوں میں تمیز کرنی ضرور چاہی جس سے معلوم ہو کہ یہ خطرہ کس قسم کا ہی جب یہ ثابت ہو جائی

انه من الله تعالى فلا بد من عالم يعلم المراد منه فان المراد منه ان كان ظاهراً لاحتاج

کہ اللہ کی طرف سے ہی تب ایسا عالم چاہی کہ اوتی مراد کو سمجھی کیونکہ اسی مراد اگر ظاہری تو

الى التاويل بل انما يحتاج الى التنبيه وان كان غير ظاهر يحتاج الى التاويل فياويل بتاويل

تاویل کی کچھ حاجت نہیں بلکہ صرف تنبیہ کی حاجت ہی اور اگر مراد ظاہر نہیں ہی تو تاویل کی حاجت ہی پھر صحیح تاویل کرنی چاہی

صحيح كما ان الكتاب والسنة لا شبهة في كونهما من الله تعالى ورسوله لكن المراد منهما

چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہ اللہ اور رسول کی کلام ہیں پر اوسکی مراد

قد يكون ظاهراً فلا يحتاج الى التاويل وقد يكون غير ظاهر فيحتاج الى التاويل وقد صرح

بعضی جگہ ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ تاویل کی کچھ حاجت نہیں ہوتی اور بعضی جگہ مراد ظاہر نہیں ہوتی تو ان تاویل کی حاجت پڑتی ہی اور

العلماء بان الهام وكذلك الرؤيا في المنام ليس شيء منهما من اسباب المعرفة بالاحكام

علماء کا کہنا ہے کہ الہام اور ایسی ہی نیند کی خواب ان دونوں سے معرفت احکام کی حاصل نہیں ہوتی

خصوصاً اذا خالف كل منهما كتاب الله وسنة رسوله عليه الصلوة والسلام فان عمر

علی الخصوص جبکہ یہہہ دونوں کتاب اللہ اور سنت رسول سے برخلاف ہوں حضرت عمر

بن الخطاب رضي الله عنه سبب الملهين والمحدثين كان اذا وقع في قلبه الخواطر لا يلتفت

بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کی پیشوائی تو یہی جب اوسکی دل پر کوئی خطرہ آتا تو اس پر توجہ

اليها ولا يحكم بها ولا يعمل بها حتى يعرضها على الكتاب والسنة فهو لاء الجهلة قد يرى

نکرتی اور نہ اوسپر یقین کرتی اور نہ اوسکی موافق عمل کرتی جب تک اوسکو کتاب اور سنت کی مطابق نہ لگتی اور یہہہ جہال جب

احدهما ادنى شيء فيحكم فيه خاطره على الكتاب والسنة ولا يلتفت اليهما والمحققون من

کوئی ادنی بات معلوم کرتی ہیں تو اوسہی پر اپنی خطرات کو پکایتی ہیں اور کتاب اور سنت کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتی اور طریقت کی محقق

علماء الطريقة قد تمسكوا بالكتاب والسنة ووزنوا بها افعالهم ومحاسنهم ومكاشفاتهم

علماء کتاب اور سنت ہی سے سندیتی تھی اور اپنی افعال اور محاسبہ اور مکاشفات کو انہی تول کر پورا کرتی تھی

فما وجدوه غير موزون بهذين الميزانين وغير ثابت بهذين الشاهدين لم يعتبروه ولم يلتفتوا

پھر جس عمل کو ان دونوں ترازو یعنی کتاب سنت میں کم پایا اور ان دونوں شاہد عدل کی گواہی سے ثابت نہوا تو اوسکا اعتبار نہیں

اليه قال ابو سليمان الداراني ربما يقع في قلبه نكتة من نكتة القوم فلا قبلها الا بشاهدين عدلين

ابو سليمان دارانی فرماتی ہیں ایک نکتہ اس قوم کی نکات میں سے اکثر میری دلیل آتا ہی سو میں اوسکو بدولت گواہی دو شاہد عدل

من الكتاب والسنة وقال ابو سعيد الخزاز كل باطن يخالف الظاهر فهو باطل وقال ابو حفص

کتاب اور سنت کی نہیں ملتا اور ابو سعید خزاز کہتی ہیں جو الہام ظاہر شرع کی برخلاف ہو سو وہ باطل ہی اور ابو حفص کبیر فرماتی ہیں

الكلية

الکبیر من لم یزین افعاله واقواله واحواله بمیزانی الكتاب والسنة ولم یتیم خواطره فلا تدره

جو شخص اپنی افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو میں نہ تولی اور اپنی دلی خطروں کو بجا نہ جانی تو اسکو

فی دیوان الرجال وقال ابو یزید البسطامی لو نظرتہ الی رجل اعطی انواعا من الکرامات حتی یرج

مردوں میں شمار مت کرو اور ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتیں دیکھو

فی الهواء ومشی علی الماء فلا تغزوا به حتی تنظر کیف تجدونه عند الامر والنہی وحفظ

پالٹیاری بیٹھا ہو یا پانی پر پھرتا ہو تو ہی اسکی فریب میں نہ آؤ جب تک یہ نہ جانچو

الحدود واداء احکام الشریعة وقال الجنید البغدادی الطرق الی اللہ تعالی بعد انفا سر

حدود اور احکام شرعی میں کیسا ہی اور جنید بغدادی فرماتی ہیں اللہ کی ان کی رستی اتنی ہیں جتنی نفوس

الخلائق وکلها مسدودة علی الخلق لا علی من اقتفی اثر الرسول وحکی انہ افتی بقتل المحاجر

خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہیں بجز اسکی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کری اور کہتی ہیں کہ جنیدنی

لاجل ما صدر عنه من قوله انا الحق فانظر ایها العاقل الطالب للحق ان هؤلاء الکرام مع

فتویٰ انا الحق کی کہتی پر دیتا اسبای ہوشیار حق کی طالب دیکھو تو کہ ان تمام بزرگوں کی با

کونہم عظماء مشائخ الطريقة وکبراء ارباب الحقیقة قد تمسکوا بالشریعة ولم یخالفوها

وجودیکہ طریقت کی بڑی بڑی مشائخ اور حقیقت کی بڑی بڑی بزرگ لوگ ہیں کیسا شریعت سے تمسک کیا اور کسی بات میں

فی شیء اصلا فلی هذا یجب علی العبد المشتغل بالذکر ان یتمسک بالشریعة فی جمیع اقواله

اصلا مخالفت نہیں کی باہن لحاظ شخص ذکر شاغل پر واجب ہی کہ اپنی تمام اقوال اور افعال اور احوال میں شریعت سے تمسک

وافعاله واحواله ولا یخالفها فی شیء اصلا لکن ینبغی ان یعلم ان الموتر النافع من الذکر هو الذکر

کیا کریں اور شریعت کی اصلا مخالفت نہ کیا کریں لیکن یہہ ہی سمجھ لینا چاہی کہ ذکر موثر اور مفید وہ ہی جو

علی الدوام مع حضور القلب فاما الذکر مع ذہول القلب فهو قلیل الجودی لان الذکر

ہمیشہ اور دائمی دلی توجہ سے ہو اور جو ذکر دلی غفلت کی ساتھ ہوتا ہی وہ قلندہ خوب نہیں دیتا کیونکہ ذکر کا

اولا و آخر اوله یوجب الانس والحب و آخره یوجبہ الانس والحب والمطلوب ذلک الانس

ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا ابتدا میں ذکر سے محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا میں ذکر کو انس اور محبت پیدا ہوتی ہی اور مقصود یہہ ہی انس

والحب لان الذکر فی ابتدا امره یكون متکلفا فی صرف قلبه عن الوسوس الی ذکر اللہ

اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذکر اول حال میں تو اپنی دل کو بزور و تکلف وسوسوں کی شاکر ذکر کی طرف نکالتا ہی

فان وفق للبداء و صمۃ انس به وانغرس فی قلبه حب المذکور وصار مضطرا الی کثرة ذکره

پھر اگر اسکو مداومت کی توفیق ہوئی تو آدمی مانوس ہو جاتا ہی اور اسکی دل میں وہ محبت چڑھتی ہی اور کثرت ذکر کی طرف بیقرار ہو جاتا ہی

بحیث لا یصبر عنه لان من احب شیئا اکثر ذکره ومن اکثر ذکر شیء ولو تکلفا یقع فی

ایسا کہ ذرہ صبر نہیں آتا کیونکہ جو شخص کسی شیء کو محبوب رکھتا ہی تو اسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شیء کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف ہی ہو

قلبه حبه والحاصل ان الذکر یكون بالتکلف الی ان یثمر الانس بالمذکور والحب له ثم

اسکی دل میں محبوب ہو جاتی ہی حاصل یہہ ہی کہ ابتدا میں ذکر تکلف سے ہوتا ہی آخر کو ایسا مانوس اور محبوب ہو جاتا ہی کہ

یستمتع الصبر عنه فیصیر الموجب موجبا والثمر مثمرا ثم اذا حصل للذکر الانس بذکر اللہ

اوس صبر دشوار ہو جاتا ہی پھر تو بالعکس یعنی عاشق معشوق ہو جاتا ہی اور طالب مطلوب پھر جب ذکر کو یاد الہی سے محبت ہو جاتی ہی



ينقطع عن غير الله ويجد كمال فائدته بعد الموت لانه يفارق ماسوى الله تعالى عند الموت

تو غیر اللہ سے الگ ہو جاتا ہے اور اس کا کمال فائدہ موت کی بعد حاصل ہوتا ہے کیونکہ مرقی دم تمام ماسوی اللہ سے الگ ہو جاتا ہے  
ولا يبقى معه في القبر اهل ولا مال وانما يبقى معه في ذكر الله تعالى فان كان قد انشبه

اور اس کے ساتھ گور میں نہ اہل ہوتا ہے اور نہ مال وہاں صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہے سو اگر ہمہ ذکر اوتی مانوس تھا  
بتمتع به ويتلذذ بانقطاع العوائق الصارفة عنه لان ضرورت الحاجة كانت تصد

تو فائدہ دیکھ لیا اور مزہ پاؤ لگا کردہ تعلقات جو ذکر اللہ سے باز رکھتی تھیں جاتی رہی کیونکہ ضروری کار بار بیک ذکر اللہ سے باز رکھتی تھیں  
عن ذكر الله تعالى ولا يبقى بعد الموت عائق فكانه خلى بينه وبين محبوبه وتخلص من

اور موت کی بعد کوئی روک ٹوک نہ رہی باقی نہیں رہتا اب گو یگو سو محبوب کی سادہ خلوت ملی اور ایسی  
السجن الذي كان فيه ممنوعا عما به انسه ويهن الانس يتلذذ العبد بعد الموت الى ان

قید سے چھوٹ گیا جس میں اپنی محبوب سے روکا جاتا تھا اور اس انس سے موت کی بعد آدمی مزا اوٹھا کر آخر  
ينزل في جوار الله تعالى ويزرق من الذكر الى اللقاء اذ لا مقصود له بقوله لا اله الا الله

جوار الہی میں جا پہنچتا ہے اور ذکر سے مرتبہ بڑھ کر نوبت دیدار کی مل جاتی ہے کیونکہ غرض تو اس کو  
سوى الله تعالى اذ كل مقصود معبود وكل معبود اله وبالملازمة على ذكر لا اله الا الله

سوائے اللہ تعالیٰ کی اور کچھ نہیں تھی کیونکہ جو مقصود ہوتا ہے وہ معبود ہے اور جو معبود ہے وہ اللہ ہی اور لا اله الا اللہ کی دائمی ذکر سے  
ينتفي جميع المعبودات الباطلة ولذلك فضل على سائر الاذكار وذكر المطلق في بعض

تمام باطل معبود جاتی رہتی ہیں اس ہی واسطی اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہے اور بعضی روایت میں مطلق ذکر مذکور ہے  
المواضع في بعضها مقيد بالصدق والاخلاص كما روى عن زيد بن ارقم انه عليه الصلوة و

اور بعضی روایت میں صدق اور اخلاص کی قید ہے چنانچہ زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و  
السلام قال من قال لا اله الا الله فخلص ادخل الجنة ومعنى الاخلاص مساعدة الحال

سلم نی فرمایا جس نے لا اله الا اللہ  
للمقال فمن قال لا اله الا الله بلسانه ولم يسأع حاله لمقاله لا يكون فيه شيء من

قول سے پھر جس نے لا اله الا اللہ زبان سے نہ کہا اور اس کا حال مطابق قول کی نہ ہوا تو اوس میں فائدہ ہے  
الاخلاص فيكون امره في مشيئة الله تعالى ولا يؤمن في حقه الخطر المجلس الثاني

اخلاص نہیں ہے اوس کا معاملہ مشیت الہی میں ہے اندیشہ سے صاف نہیں ہے دوسری مجلس  
في بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه قال رسول

ذکر کی فضیلت میں تمام نیک اعمال سے اور اقسام کی بیان میں فرمایا رسول  
الله صلى الله عليه وسلم الا انبئكم بخير اعمالكم وازكاها عند مليكم وارفعها في درجاتكم

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہو تو بتا دوں تم کو ایک بڑا نیک عمل اور مالک کی حضور میں بہت پاکیزہ اور تمہاری درجات کا بلند کرنے والا  
وخير لكم من انفاق الذهب والورق وخير لكم من ان تلقوا عدوكم تضرحوا عناقهم

اور تمہاری حق میں بہتر سونا چاندی نہ ہائشی سے اور تمہاری حق میں بہتر جہاد سے کہ دشمن سے مقابلہ کر کے تم کو اپنی سرکالٹ  
ويضربوا اعناقكم قالوا بلى يا رسول الله قال ذكر الله هذا الحديث من حسن المصابيح

اور وہ تمہاری سرکالٹیں عرض کیا ان یا رسول اللہ فرمایا اللہ کا ذکر یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے رواہ

رواه ابو الدرداء وانما كان ذكر الله تعالى من سائر العبادات ارفع وخير من انفاق الذهب

ابو الدرداء کی روایت سی اور ذکر اللہ تمام عبادات سی بہتر

والفضة وملاقات العدو والمقاتلة معهم لان سائر العبادات وسيلة الى ذكر الله تعالى

چاندی باتنی اور جہاد سی خوشتر اسلٹی ہی کہ تمام عبادات ذکر اللہ کا وسیلہ ہیں اور اصل میں

وذكر الله تعالى هو المطلوب الاعلى والمقصود الاقصى الا انه ينقسم الى قسمين احدهما

ذكر باللسان والاخر ذكر بالجنان اما الذكر باللسان فهو ذكر ملفوظ باللسان مسموع بالاذن

ذکر زبانی اور دوسرا ذکر دل سی پھر زبانی ذکر تو صرف زبانی الفاظ ہوتی ہیں کافون سی سنی جاتی ہیں

يحصل بالحرف والصوت واما الذكر بالجنان فهو غير ملفوظ باللسان ولا مسموع بالاذن

حروف اور آواز سی مرکب ہوتی ہیں اور دل کی ذکر نہ تو زبان پر الفاظ آتی ہیں اور نہ کانوں سی سنا جاتی ہیں

بل هو فكر وملاحظة القلب هو اعلى مراتب الذكر ولا يبعد ان يكون المراد بالذكر ههنا هذا

بلکہ وہ فکر اور دل کی سوچہ ہی اور یہی ذکر اعلیٰ مرتبہ کا ہی اور کیا بعید ہی کہ مراد ذکر سی اس حدیث میں یہی ہی

الذكر القلبي الفكري لانه هو الذي له هذه الفضيلة الزائدة على بذل المال والنفس لما

ال کا ذکر اور فکر ہو کیونکہ جان اور مال دینی پر یہی ذکر فائق ہی اس واسطی

جاء في الخبر تفكر ساعة خير من عبادة سبعين سنة وهو لا يحصل الا بعد اقامة العبد

کہ حدیث میں آیا ہی کہ ایک ساعت کا تفکر ستر برس کی عبادت سی بہتر ہی اور ذکر کا یہ مرتبہ جب حاصل ہوتا ہی

على الذكر باللسان مع حضور القلب حتى يتمكن الذكر في قلبه وليستولى عليه بحيث يحتج

کہ ذکر لسانی ذکر حضور دل سی بلا ناغہ کرتا ہی تاکہ ذکر اس کی دل میں جگہ پکڑ جاوی اور اس پر اتنا غالب ہو جاوی کہ دلو ذکر سی محتاج

في صرفه عنه الى غيرة الى تكلف كما كان في ابتداءه يحتاج في قراره فيه الى تكلف لكن حضور

طرف پہرئی میں تکلف کرنا پڑی جیسا کہ ابتدا میں ذکر کی طرف لگانا کیواسطی تکلف کرنا پڑتا تھا لیکن ذکر دل میں

فيه بهذا الوجه موقوف على معرفة الله تعالى لان من لا يعرف الله تعالى كيف يمكن

ایسا قرار پکڑنا معرفت الہی پر موقوف ہی کیونکہ جو شخص اللہ ہی کو نہیں پہچانتا تو اس کا ذکر

ذكرة بقلبه ولسانه وطريق معرفة الله تعالى من وجهين احدهما طريق اهل النظر

دل اور زبانی کب کرینگا اور طریق معرفت الہی کا دو وجہ پر ہی ایک طریق مناظرہ

والاستدلال وثانيهما طريق اهل الرياضة والمجاهدة فالسالكون طريق اهل النظر و

اور برہان کا اور دوسرا طریق اہل ریاضت اور مجاہدہ کا پہر وہ مناظرہ اور

الاستدلال ان الترمصولة من طلل الانبياء فهم المتكلمون والافهم الحكماء المشاءون

برہان والی اگر کسی دین کی سمادی دینوں میں سی معتقد ہیں تو وہ متکلم کہلاتی ہیں اور نہیں تو حکماء مثالی ہیں

وهم قوم من الفلاسفة اختاروا طريق ارسطو وماله من البحث والبرهان ولم يكونوا

یہہ مشائی فلاسفہ میں سی ایک قوم ہی جنہوں نے ارسطو کی وضع پر بحث و برہان اختیار کر رکھی ہی یہہ لوگ

من اهل الايمان والسالكون طريق اهل الرياضة والمجاهدة ان وافقوا في رياضتهم

صاحب ایمان نہیں ہیں اور ریاضت اور مجاہدہ والی اگر موافق احکام شریعت کی ریاضت



وینالھدتم احکام الشریعة فہم الصوفیة المتشرعون والافہم الحکماء الاشراقیون وہم  
 اور مجاہدہ کرتی ہیں تودہ صوفی باشرع ہیں نہیں تو حکماء اشراقی ہیں اشراقی ہیں  
 قوم من الفلاسفة اختاروا طریق افلاطون ومالہ من الکشف والعیان ولم یکنوا من  
 ایک قوم فلاسفہ کی ہی جنہوں نے طریق افلاطون کشف اور عیان کا اختیار کیا ہی یہہ لوگ ہی  
 اہل الایمان فعلی هذا یكون لكل طریق طائفتان فیکون المؤمنون العارفون باللہ قسمین  
 صاحب ایمان نہیں ہیں اس بیان کی موافق ہر ایک طریقہ میں دو طرح کی لوگ ہیں سو مؤمن عارف باللہ دو قسم کی ہوتی  
 احدهما اہل الاستدلال والبرہان وثانیہما اہل المشاہدۃ والعیان لان عرفانہم بہ تعالیٰ  
 ایک استدلال اور برہان والی اور دوسری مشاہدہ اور عیان والی اسلئے کہ معرفت الہی  
 ان کان بالاستدلال بالدلائل العقلیة والنقلیة فہم من اہل العلم الظاہر والبرہان  
 اگر دلائل عقلی اور نقلی کی واسطہ سے حاصل کی ہی تودہ علم ظاہر اور برہان والی ہیں  
 وان کان عرفانہم بہ تعالیٰ بالمشاہدۃ بعین البصیرۃ فہم من اہل العلم الباطن والعیان  
 اور اگر معرفت الہی چشم بصیرت کی مشاہدہ سے حاصل کی ہی تودہ علم باطنی اور عیان والی ہیں  
 وحاصل الطریق الاول الاستکمال بالقوة النظریة والترقی فی مراتبہا وحصول الطریق الثانی الاستکمال بالقوة  
 اور طریق اول کا فائدہ تو قوت نظری کی امداد سے حاصل کرنا اور اسکی درجات میں ترقی کرتی اور خلاصہ دوسری طریق کا قوت عملی کی زور سے کامل ہونا  
 العلیۃ والترقی فی درجاتہا فہذہ ہی الکرامۃ الحقیقۃ الی تظہر من اولیاء اللہ تعالیٰ اذ غایۃ الکرامۃ  
 اور اسکی درجات میں ترقی کرنے اور کرامت حقیقی یہہ ہی ہوتی ہی جو اولیاء اللہ سے ظاہر ہوا کرتی ہی کیونکہ انجام کرامت کا تو  
 حصول الاستقامۃ والوصول الی کمالہا واللہ تعالیٰ لو یعط العبد من الکرامۃ مثل ان یعینہ  
 یہہ ہی راستی کا حاصل ہونا اور کمال پورا کرنا ہی اور اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ کو اس سے بہتر کرامت نہیں دی کہ تقویٰ  
 علی ما یحبہ ویرضاہ من التقویٰ والاستقامۃ واما الکرامۃ بمعنی ظہور امر خارق للعادة فلا عبرۃ  
 اور استقامت پر اپنی مرضی اور خواہش کی موافق اعانت فرما دی اور یہی وہ کرامت کہ امور خلاف عادت ظاہر ہو جا یا کریں  
 بہ عند المحققین من اولیاء اللہ تعالیٰ لظہورہ من الکفرۃ المرتاضین وغیرہم من اہل الریاضۃ  
 محقق اولیاء اللہ کی نزدیک اسکا کچھ اعتبار نہیں ہی کیونکہ ایسی امور تو کفار ریاضت کیش وغیرہ سے جو ریاضت کیا کرتی ہیں ہوجاتی ہیں جنکی نہ عمل شکیستہ  
 سم فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك علی ما ذکرہ بعض المدققین انه تعالیٰ قد وضع اسبابا وانا لہما  
 نہ اعتقاد درست ہوتا ہی اور اسکا سبب موافق بیان بعض مدققین کی یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ اسباب پیدا کر کی اوکی ساتھ  
 مسبباتہا واجری عادتہ ان لا یختلف مسبب عن سببہ کلا احتراق عند النار ومن جملة  
 ات متعلق کر دیتی ہیں اور عادت یوں جاری رکھی ہی کہ کوئی مسبب اپنی سبب سے جدا نہ ہو وی ساتھ ہی رہی جیسی جلانا آگ کی ساتھ ہی  
 فی الریاضۃ فانه تعالیٰ جعلها سببا لتصفیۃ القلوب وانا طہا بہا بحیث یوصل ہا الی  
 ریاضت ایک سبب ہی کہ اسکو اللہ تعالیٰ نے صفاء قلب کا سبب بنایا ہی اور اسکی بہرہ متعلق کر دیا ہی  
 ن ونحوہ من الخوارق ولا یدل ذلك علی رضائہ تعالیٰ بذلك السبب الذی هو الریاضۃ  
 وغیرہ خوارق پیدا ہو جا یا کریں پر اس کشف وغیرہ سے رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اس ریاضت پر ثابت نہیں ہوتی  
 اعلوم قطعا ان الخوارق لیست مقتصرۃ علی المعجزۃ والکرامۃ بل قد تكون استکمالا  
 معلوم ہی کہ خوارق کو معجزہ اور کرامت سے کچھ خصوصیت نہیں ہی بلکہ بعضی اوقات استدراج ہی ہوتا ہی

ايضا فتى صلات من ادخل في عمله واعتقاده يحكم بكونه استدرجا لان الكرامة ظمورا مخرق

پير اگر ایسی شخص سی پیدا ہوئی کہ جسکی عمل اور اعتقاد میں خلل ہی تو استدرج ہی کہیں دیکھا کیونکہ کرامت تو ایسی مرد صالح کی ہوتی ہے  
للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلاحه وبهذا القيد لا خير يخرج الاستدرج لان ظمورا مخرق

پیدا ہوتی ہے جسکا تقویٰ ظاہر ہوگا اور اس بچہ کی قید سی استدرج الگ ہوگی کیونکہ استدرج وہ خارق  
للعادة على يد الاشقياء كالرجال و فرعون والجهالة الضالين المضلين فان الخوارق كما تقع من الاتقياء

عادت ہوتی ہے جو اشقیاء کی ہوتی ہے جیسی رجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی بیشک خوارق جیسی اتقیاء سی ہوتی ہیں  
تقع من الاشقياء فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يعتبر سببا لمزيد مجاهدة في عبادة

اشقیاء سی ہی ہوتی ہیں پھر جو خوارق ایسی شخص سی ہوں جو شرع کا مطیع ہی تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا  
وما يظهر من ذلك على يد من لو يكن تحت سياسة الشرع يصير سببا لمزيد بعدة

اور جو خوارق ایسی شخص سی ہوں جو شرع کا مطیع نہیں ہی تو شرع سی  
ولا يزال الشيطان يقويه حتى يخلع ربة الاسلام من عنقه بانكار الحدود والاحكام

اور شیطان اسکو بہکا تا رہیگا آخر اسلام کی رسی  
والحلال والحرام وهذا قال ابو يزيد البسطامي لو ان رجلا مشى على الماء او يرفع في الهواء فلا

اور حال اور حرام کا منکر نہ ہوگا اور اسہیلٹی ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر کوئی شخص پانی پر سنبھ چلی یا اوہر میں چار زانو بیٹھی تو  
تعتروا به حتى تنظر وا كيف تجدونه في الامر والنهي ومراعات الشريعة وقيل له فلان

ہی اسکی فریب میں نہ آؤ جب تک اسکو  
يمر في ليلة الى مكة فقال الشيطان يمر في لحظة من المشرق الى المغرب وهو في لعنة الله

ایک رات میں مکہ چلا جاتا ہی آپ نے فرمایا شیطان لحظہ بہرین مشرق سی مغرب تک چلا جاتا ہی پھر ہی وہ ملعون ہی  
فعل هذا كل من يظهر فيه شيء من الخوارق لا يجوز ان يظن انه من اولياء الله تعالى لانه

اس بیان کی موافق جس شخص سی کچھ خوارق ظاہر ہو اگرین تو اسکو  
لما يجوز ان يكون من اولياء الله تعالى يجوز ان يكون من اعداء الله تعالى لا حتمال كون ظهورها

خوارق تو جیسی اولیاء سی ہوتی ہیں ایسی ہی کفار دشمنان خدا سی ہی ہوتی ہیں شاید کہ یہ  
فيه بمقتضى الرياضة او اراءة الشيطان فان الشيطان يخيل للانسان الامور بخلافها

بباعث ریاضت اور شیطان دھوکے کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکھاتا ہی  
عليه ويؤريه الاشياء الباطلة في صورة الحق فمنهم من ياتهم بعض الاشخاص فتخاطبهم

حق کی صورت میں بنا دیتا ہی بعض ایسی شخص میں کہ انکی پاس انسان کی صورت بن کر باتیں کرتا ہی  
ويتمثل لهم ويظنونها ملائكة وهي اجن والشياطين وكان اول من ظهر له من هؤلاء

وہ اسکو فرشتہ خیال کرتی ہیں اور حقیقت میں وہ جن یا شیطان ہوتی ہیں پہلی پہل اسلام میں ایسا شخص  
في الاسلام المختار ابن ابي عبد الله الثقفي الذي اخبر به النبي عليه الصلوة والسلام في الحديث

مختار ابن عبد اللہ ثقفی ہوا ہی جسکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی صحیح حدیث میں  
الصحيح وقال سيكون في ثقيف كذاب وقيل لابن عمر وابن عباس ان المختار زعم

ثابت ہوئی ہی آپ نے فرمایا ہی نزدیک ہی کہ ثقیف میں ایک جھوٹا پیدا ہوگا کسی نے ابن عمر اور ابن عباس سی عرض کیا کہ مختار یہ کہتا ہی



انه ينزل عليه فقال لا صدق قال الله تعالى ان الشياطين ليروحون الى اوليائهم ليحيادلوكم  
 کہ مجھ پر وحی آتی ہی جواب دیا جبریل ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور شیطان دہین ڈالتی ہیں اپنی دوستوں کی کہنتی جھکا کر  
 وقال الله تعالى هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل فاک اثم وکثیر من ینسب  
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ میں بتاؤں تمکو کس پر اور ترقی ہیں شیاطین اور ترقی ہیں ہر جہوٹی گنگار پر اور بہت لوگ  
 الى لا سلام فی الظاهر وهو برئ منه فی الباطن یكون له نصیب من هذه الاحوال الشیطانیة  
 ظاہر کی مسلمان اور باطن میں اسلام سی بی بہرہ ہیں کہ انکو ایسی ایسی شیطانی حالات میں سی  
 بحسب مولاتہ للشیطان ومعاداة للرحمن ویصیر فتنة بین الانام وبعضهم وان كانوا  
 موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمانی کی حصہ دہی اور خلقت کو فتنة میں مبتلا کرتی ہیں اور بعض شخص اگرچہ  
 صدقین فی معاملتهم وكان لهم عبادۃ واجتهاد فی العمل لکنهم لقلۃ علیہم بحقائق الایمان  
 اپنی معاملہ میں سچی ہیں اور عبادت اور مجاہدہ عملی ہی کرتی ہیں لیکن چونکہ حقائق ایمانی سی کم واقف ہیں  
 وعدم تمیز ما هو من احوال الشیطان وما للرحمن یتیس علیہم ما لا یریدون ویقعون فی شدة  
 اور حالات شیطانی اور امور رحمانی میں فرق نہیں کر سکتی لاچار او نہر وہ لطیف پوشیدہ رہ جاتے ہیں اور شیطان کی جال میں بہسکر  
 الشیطان ویدعون کشفنا قضا العقل والشرع ویقولون قد ثبت عندنا فی الکشف  
 ایسی کشف کا دعویٰ کرتی گئی ہیں جو نہ عقل میں آوی اور شرع کی برخلاف ہو اور کہتی ہیں کہ ہم کو کشف میں وہ امر ثابت ہوا ہی  
 ما یناقض صریح العقل والشرع وهم قوم لا یتعمدون الکذب لکن یخیل الیہم اشیاء یتفق  
 جو عقل اور شرع سی صاف مخالف ہی یہ وہ لوگ ہیں جو عمداً جھوٹ نہیں بولتی پر انکی خیالات میں وہ چیزیں آتی ہیں  
 وجودها فی الخاسر ویظنونها من کرامات الصالحین ولا یعرفون انها من تلخیص الشیاطین  
 جو خارج میں نادر الوجود ہیں گاہی گاہی ہوتی ہیں انکو صلحا کی کرامات سمجھ لیتی ہیں اور یہ نہیں سمجھتی کہ یہ شیطانون کی دغا بازی ہیں  
 فان کثیرا من الناس یظنون انہم من اولیاء اللہ تعالیٰ وهم لیسوا من اولیاء اللہ تعالیٰ بل هم  
 بیشک اکثر لوگ یوں گمان کر لیتی ہیں کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور وہ اولیاء اللہ نہیں ہوتی بلکہ  
 من اولیاء الشیطن فان اولیاء اللہ تعالیٰ هم الذین وصفہم اللہ تعالیٰ فی کتابہ وقال الا ان  
 شیطان کی دوست ہوتی کیونکہ اولیاء اللہ تو وہ لوگ ہوتی ہیں جنکی اللہ تعالیٰ فی اپنی کتاب میں یہ تعریف کی ہی فرمایا ہی جو لوگ  
 اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون الذین امنوا وكانوا یتقون وقال فی ایتہ اخرى ان  
 اللہ کی دوست ہوتی ہیں نہ ڈری اور نہ وہ انعم کہادین جو لوگ ایمان لائی اور بہرہ نگاری کرتی رہی اور ایک اور آیت میں فرمایا نہیں ہیں  
 اولیاء الا المتقون فبین سبحانہ وتعالیٰ فی ہاتین الایتین ان اولیاء اللہ هم المتقون ولبس  
 دوست اسکی سوای پرہیز گاروں کی سوا اللہ سبحانہ تعالیٰ فی ان دونو آیتوں میں بیان فرمادیا کہ اسکی اولیاء پرہیز گار ہوتی ہیں اور  
 لہم فی الظاهر من الامور المباحۃ شئی یتیمزون بہ عن الناس فلا یتیمزون بلباس دون لباس  
 ظاہر میں مباح چیزوں میں سی کوئی ایسا نشان نہیں ہی جس سی فرق کرکر اور لوگوں سی الگ پہچان لین نہ کوئی ایسا خاص لباس ہی کہ سب  
 اذا کان کل منہما مباحا بل یوجدون فی جمیع اصناف امۃ محمد اذالم یكونوا من اهل البدعۃ  
 مباح ہووین بلکہ وہ لوگ یعنی اولیاء امت محمدی کی تمام اقسام میں ہوتی ہیں اگر بدعتی  
 واهل الفجور ولبس من شرط الولی ان یكون معصوما بحیث لا یغلط ولا یخطا وھذا لا یجوز  
 اور بدکار ہون اور ولی کی شرط کچھ معصومیت نہیں ہی کہ اوستی کہیں نہ غلط ہو نہ خطا \* اور پہلی اسکو یہ طرز نہیں

له ان يعتمد على ما يلقي اليه في قلبه ولا على ما يقوله مما يراه الها ما وخطابا من الحق بل يجب  
 ان يعرض ذلك كله على ما جاء به النبي عليه الصلوة والسلام فان وافقه يقبله  
 وان خالفه لا يقبله وان لم يعلم انه موافق او مخالف يتوقف فيه والناس في هذا الباب  
 يغلطون كثيرا ويظنون في شخص انه ولي ويعتقدون ان الولي يقبل منه كل ما يقول  
 يسلم اليه في كل ما يفعل وان خالف الكتاب والسنة ويوافق ذلك الشخص في مخالفتهم  
 بعث الله به رسوله الذي فرض على جميع الخلق تصديقه فيما اخبر وطاعته فيما امر فيجزيهم  
 مخالفتهم للرسول وموافقهم لذلك الشخص ولا الى البدعة والعصيان واخر الى الكفر والطغيان  
 ويكونون من الذين قال الله تعالى فيهم ويومر بعض الظالمين على يديه يقول يلبتني اتخذت مع  
 الرسول سبيلا يوليتي لبيتني لما اتخذ فلانا خليلا لقد اضلني عن الذكر بعد ان جاءني وكان  
 الشيطان للانسان خذلا بل يكونون مشايخين للنصارى الذين قال الله تعالى فيهم اتخذوا  
 احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله قال عدى بن حاتم للنبي عليه الصلوة والسلام ما عبدت  
 فقال النبي عليه الصلوة والسلام اطاعوهم فمن اطاع احدكم فاعلم يا ذن به الله تعالى فقد عبد  
 واتخذ سربا فاذن كل من خالف شيئا مما جاء به الرسول مقلدا في ذلك لمن يظن انه ولي وان الولي  
 لا يخالف في شيء مما يصدر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعبد هؤلاء في ذلك انهم يرون  
 قد يقع من شخص مكاشفة في بعض الحالات او شيء من خوارق العادات مثل ان يطير في الهواء او يمشي  
 على الماء ويخبرهم بحال غائبهم او بما سرق لهم او غير ذلك وليست تدلون بهذه الامور على ولايته  
 بل هي من خوارق العادات ويكفي في جسي هو امين او ثا



ولا یجوزون مخالفتہ صرنا تلك الامور وامثالها قد توجد فی شخص لا یطهر الطهارة الشرعية

او کسی مخالفت جائز نہیں جانتی باوجودیکہ ایسی باتیں کہیں ایسی شخص سے ہو جاتی ہیں جسکو استنجا کر نیکا شعور نہیں ہوتا

ولا ینظف النظافة الدينية وقد روی انه علیه السلام قال ان الله نظیف یحب النظافة

اور نہ موافق دین مذہب کی پاک ہوتا ہی اور حال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہے کہ اللہ پاکیزہ ہی دوست رکھتا ہی پاکیزگی کو

وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ان الله طیب لا یقبل الا طیباً وذلك الشخص

اور نہ قنایت میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ فی فرمایا اللہ پاک ہی سوای پاک کی قبول نہیں کرتا اور وہ شخص ولی ہو ہوم

لا یغتسل ولا یتوضأ ولا یصلی الصلوة المكتوبة بل یرکع ولا یسأل النجاسات ومعاشر الکلاب

نہ تو نہائی اور نہ کہیں منہ نہ ہوتی اور نہ کہیں فرض نماز ادا کری بلکہ نجاست میں نہ ہوتا ہوا اور کتوں میں ملا جلا

ویاوی المزابل والمواضع النجسة التي یحبها الجن والشیاطین فکیف یرکع ولما فان الولی علی

اور کوڑی وغیرہ نجس مقامات میں پڑا ہوا جسی سوای جن اور شیاطین کی کوئی پسند نہ کری بہلادہ شخص کیونکر ولی ہو سکتا ہی ولی تو موافق

تذکر فی الكتب الکلامیة هو العارف بالله وصفاته المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی

مضمون کتب عقائد کی وہ ہی جو خدا کو اور اسکی صفات کو جانی مداہی عبادت کری اور گناہوں

والمحرمات المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات لا الملائس للنجاسات ولا المعاصی للکلا

اور محرمات سے بچتا ہی لذات اور شهوات سے نفرت کری ولی وہ نہیں ہی جو نجاسات پھرا کتوں میں ملا جلا ہی

ولا التارک للصلوة وسائر العبادات ولا المجنون المعلوم العقل المكشوف العوة العاری عن

اور نماز اور بی عبادت اور نہ مری بیہوش اور نہ ستر تنگ درہنگ بدن پر کثرت

الشیاب ولسبب عدم التمزیز بین اولیاء الله تعالی والمقتشبهین بهم من اولیاء الشیطن وقع

نہ لاشا اور چونکہ اولیاء اللہ اور اولیاء شیطان میں تمیز اور فرق نہیں کرتی اسلی ایک عالم

الناس فی البلاء فحسبوا کل خارق کرامة وولاية ولم یفرقوا بین کرامات اولیاء وما یشبهها من

اس بلا میں مبتلا ہی کہ ہر خارق کو کرامت اور ولایت سمجھ لیا ہی اور اولیاء کی کرامت اور اسکی مثل

الاحوال الشیطانیة ولا بد من فرق بینهما لئلا یقع الناس فی البلاء وهو ان کرامات الاولیاء

شیطانی احوال میں فرق نہیں سمجھا اور ان دونوں میں امتیاز اور فرق کرنا ضروری تاکہ خلق بلا میں نہ آوی اور فرق یہ ہے کہ اولیاء کی کرامت

سببها الایمان والتقوی علی ما فهم من قوله تعالی الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یجزنون

ایمان اور پرہیزگاری ظاہر ہوتی ہی چنانچہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی دیکھو جو لوگ اللہ کی دوست ہیں نہ ڈر ہی اور نہ غم کھا دین

الذین امنوا وکانوا یتقون واما احوال الشیطانیة فسببها ارتکاب ما فی الله تعالی ورسوله

جو لوگ ایمان لائی اور پرہیز کرتی ہی اور شیطانی احوال سبب اختیار کرنی خلاف خدا اور رسول کی ہوتی ہیں

فان الخوارق اذا كانت لا تحصل الا بما یجبه الشیطان من امور التي فیها الشرک والظلم وفعل

کیونکہ خوارق جب بدون عمل امور محبوبہ شیطانی کی جس میں شرک اور ظلم

الفواحش فهي من احوال الشیطانیة لا من کرامات الرحانیة فان اولیاء الله تعالی هم المؤمنون

فحش ہوتا ہی نہ ہو سکی تو وہ ہمیشہ حالات شیطانی میں کرامات رحمانی نہیں ہی اسلی کہ اولیاء اللہ

المتقون العارفون بالله المقتدون برسوله فی فعلون ما امرت بہون عما جروہم کرامات و

متقی عارف باللہ رسول مقتدون کی امر کی تابع اور نہ ہی بیزار ہوتی ہیں ان میں ہی کرامت ہوتی ہی اور

کراماتہم حجة فی الدین حیث یكون حصولها ببركة اتباع رسول رب العالمین وهي فی الحقیقة  
 ایہ ہی کرامت دین کی حجت ہی کیونکہ رسول رب العالمین کی اتباع کی برکت ہی حاصل ہوتی ہے اور یہ ہی کرامت حقیقت  
 یكون من معجزاته علیہ الصلوٰۃ والسلام بخلاف احوال الشیطانیۃ فانہا انما تحصل بالاتباع  
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی برخلاف شیطان کی حالات کی سو یہ جن اور شیاطین کی اتباع ہی  
 الجن والشیاطین کا حصلت لکثیر من حکیت عنہم هذه الاحوال منهم عبد اللہ بن صیاد  
 ہوتی ہیں چنانچہ یہ حالات بہت شخصوں سے ظاہر ہوئی ہیں انہیں ہی ایک عبد اللہ بن صیاد ہی  
 الذی ظہر فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وظن بعض الصحابة انہ الدجال وتوقف النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ میں تھا بعض صحابہ نے اسکو دجال خیال کیا تھا اور نبی  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام فی امرہ حتی تبین لہ انہ لیس الدجال وانما هو من جنس الکھان والکھان یكون  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی حال میں توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہیں ہی کاسین ہی اور کاسینوں میں سے  
 لاحد من قرین من الجن یخبرہ بکثیر من المخبیات مما یسترقہ من السمع مع خلط الصدق بالکذب  
 کسیک یا جن ہوتا ہی اکثر جوری جوری سنکر کچھ سچ کچھ جھوٹ ملا کر غیبی خبریں بتایا کرتا ہی  
 ومنہم الاسود بن العنسی الذی ادعی النبوة وكان لہ من الجن من یخبرہ ببعض الامور الغائبة فلما  
 اور ایک اسود بن العنسی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اسکی پاس ہی ایک جن تھا بعضی خبریں غیب کی اسکو بتا دیتا تھا جب  
 قابلہ المسلمون لیقتلوه خافوا من الشیاطین ان یخبروه بما یقولون فیہ حتی اعانت علیہ امراتہ  
 مسلمان اسکی قتل کی نئی مقابلہ کئی تو شیاطین ہی یہ خوف ہوا کہ یہاں کی گفتگو ہی اسکو مطلع نہ کر دیں آخر اسکی جورو کو  
 حین تبین لہا کفرہ فقتلوه ومنہم مسیلة الکذاب الذی کان معہ من الجن من یخبرہ من  
 جب معلوم ہوا کہ یہ کافر ہی تو اسنی مدت کی تب اسکو قتل کیا اور ایک مسیلة الکذاب ہی اسکی پاس ہی ایک جن تھا جو پوشیدہ باتیں اسکو  
 المخبیات ویعینہ علی بعض الحاجات ومنہم الحارث الدمشقی الذی خرج بالشام فی زمن عبد الملک  
 جنتا دیتا تھا اور اسکی بعضی حاجات روا کر دیتا تھا اور ایک حارث دمشقی جو شام کی ملک میں عبد الملک بن مروان کی عہد میں ظاہر ہو کر  
 بن مروان وادعی النبوة وكان شیطانہ یخرجہ من القید ویبصر السلام ان ینفذ فیہ وکا  
 نبوت کا دعویٰ کیا اسکا یا شیطان پانوں میں سے زنجیر الگ کر دیتا تھا اور کوئی ہتھیار اسکی بدن پر اثر نہ کرتا تھا اور  
 یری الناس اشخاصا رکبانا فی الهواء ویقول ہی الملائکۃ وانما ہی الجن والشیاطین فلما امسکہ  
 ہوا میں سوار دکھا کر کہتا یہ فرشتے ہیں اور حقیقت میں وہ جن اور شیاطین ہوتی تھی جب اسکو  
 المسلمون لیقتلوه طعنہ رجل بالرمح ولم ینفذ فیہ الرمح فقال لہ عبد الملک انک لم تسلم اللہ تعالیٰ  
 مسلمانوں نے قتل کی نئی گرفتار کیا تو ایک شخصی اسکی برچی ماری ذرہ ہی اثر نہ کیا تب عبد الملک نے کہا تو نے بسم اللہ پڑھ کر نہ ماری  
 فسمی اللہ تعالیٰ طعنہ فقتلہ ومن غیر هؤلاء الذکور بن من یحله شیطانہ عشیۃ عرفتہ الی  
 پھر اسنی بسم اللہ پڑھ کر ماری تو ایک کوچہ میں مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کی سوار ایک اور شخص تھا کہ شیطان اسکو شب عرفہ کو  
 عرفات ولا یحی الی الشرع الذی امر اللہ ورسولہ بہ حیث لا یحرم عند المیقات ولا یلبی فیہا  
 عرفات پر پہنچا دیتا تھا پھر وہ شخص موافق شرع کی جستجو خدا اور رسول کا حکم ادا نہیں کرتا تھا کیونکہ نہ تو میقات پر ہی احرام باندھتا اور نہ لبیک پکارتا  
 ولا یقف لزلزلة ولا یطوف بالبیت ولا یسعی بین الصفا والمروة ولا یرعی الجار بل یقف بثیابہ ثم  
 اور نہ مزدلفہ پر توقف کرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفا مہرہ کی نیچ میں سعی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تھوڑا سا توقف کر کر



یخرج من لیلته وهو بصیر کمن یحضر الجمعة ویصلی بلا وضوء ومنهم من یمسح بیده بالخلو  
 او سبب من یسبح صلاتا او سکا حال ایسا ہوتا جیسی کوئی جمعہ میں توجاوی پر نمازی وضو پڑھی اور بعضی وہ لوگ ہیں جو محض کسی  
 سواء کان المخلوق حیا او میتا او مسلما او غیر مسلم ویتصور الشیطان بصورته ویقضى  
 زندہ ہو یا مردہ مسلمان ہو یا کافر مدد مانگتی ہیں پھر شیطان اسکی صورت بنکر منتیث کا کاپورا کر دیتا ہی  
 حاجۃ من یمسح بیده فیظن تلك المسلمین انه من استغاث به ولبس کما ظن بل انما هو  
 ابس من انکس اس شیعہ ہیں ڈالتا ہی کہ یہ وہ شخص ہی جس سے میں فی حاجت جا ہی تھی اسکا یہ خیال باطل ہوتا ہی بلکہ وہ  
 الشیطان اضل لما اشرك بالله فان الشیطان یضل بنی ادم بحسب قدرته فانما اذا عاھم  
 شیطان گمراہ کر دیتا ہی جب اسنی اسکا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی ادم کو جہان تک بن آدمی بچاتا ہی پھر شیطان جب انکی  
 علی مقاصدھم فهو یضربھم اضعاف ما ینفعھم فان من کان منتسبا الی الاسلام اذا استغاث  
 مقصد پوری کرتا ہی تو اسی زیادہ تر نقصان پہنچا دیتا ہی پھر جو شخص مسلمان ہو کر  
 بمن یحسن بہ اظن من شیوخ المسلمین یحیی الیہ الشیطان فی صورة ذلك الشیخ فان الشیطان  
 اپنی پیروی میں معتقد فیسے فریاد کرتا ہی تو شیطان اس پیروی کی صورت بدل کر اسکی پاس آتا ہی کیونکہ شیطان تو  
 کثیرا ما یحیی علی صورة الصالحین ولا یقدر ان یقتل بصورة رسول رب العالمین ثم ان ذلك  
 اکثر صلحاء کی صورت بدل لیتا ہی ان پر یہ قدرت نہیں ہی کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکی پھر وہ  
 الشیخ المستغاث بہ ان کان من علمہ لا یخبرہ الشیطان بأقوال صحابہ المستغثین بہ  
 پیر جتنی فریاد کی تھی اگر صاحب علم ہوتا ہی تو شیطان اوسے مرید فریاد کر بیوگی کا حال بیان نہیں کرتا  
 وان کان من علمہ لا یخبرہ بأقوالھم وینقل الیہم کلامہ فیظن اولئك الجھلۃ ان الشیخ سمع  
 اور اگر بنی علم ہوتا ہی تو اوتنی حال کہہ دیتا ہی اور بعضیہ کلام نقل کر دیتا ہی وہ جہال مریدیوں سمجھتی ہیں کہ ہماری پیروی اتنی دور سی  
 اصواتہم واجابہم مع بعد المسافة ولبس كذلك بل انما هو بتوسط الشیطان وقد روی عن  
 ہماری بات سنکر جواب دیا اور حقیقت میں یہ سب غلط ہی بلکہ یہ بواسطہ شیطان کی ہی چنانچہ  
 بعض المشائخ الذین قد جرى لھم مثل ذلك بصورة المكاشفة والمخاطبة انه قال یری لی شیء سرف  
 بعضی مشائخ سی کہ انکو ایسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت میں پیش آیا روایت ہی وہ کہتی ہیں کہ مجھ کو کوئی چلتی چیز  
 مثل الماء والزجاج یمثل لی فیہ ما یطلب منی من الاخبار فاخبر الناس بہ وبھذا الوجه  
 جیسی پانی یا شیشہ نظر آتا ہی اسکی اندر جو چیز بھی مطلوب ہوتی ہی نقش ہو جاتی ہی سو میں لوگوں کو بتا دیتا ہوں اور اسی طور  
 یصل الی کلام من یمسح بیدہ من اصحابی فاجیبہ فیصل الیہ جوابی وکثیر من ہذہ  
 مرید مستغث کی بات سمجھتے آجاتی ہی اور میں جو جواب دیتا ہوں تو اسے مرید کو معلوم ہو جاتا ہی ایسی ہی  
 الخوارق یحصل لکثیر من الشیوخ الذین لا یعلمون الكتاب والسنة ولا یعملون بہما فان  
 خوارق اکثر مشائخ کو جو کتاب سنت سی ناواقف ہوتی ہیں اور نہ اون پر عمل کرتی ہیں پس انکی باتوں  
 الشیطان کثیرا ما یلعب بالناس ویبریھم بالاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمن کان بصیرا لھما  
 شیطان بنی آدم سی اکثر ایسی ہی کہلا سیکر تا ہی اور باطل کو حق کی صورت میں بنا کر دکھا دیتا ہی پھر جو شخص حقائق ایمان سی  
 الایمان وخیر البشر اثم الاسلام یعلم انه من مکر الشیطان ولبس تعالیٰ عنہ  
 واقف اور اسلامی احکام سی آگاہ ہوتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہ سب شیطان کا مکر ہی اور خدا سی پناہ مانگتا ہی

ومن لم يكن من اهل المعرفة واليقين يغتريه ويكون من الهالكين واعظم ما يقرب به

اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہیں ہی تو بہک کر ہلاک ہوتا ہی اور جس بات سے یہ شیطان حالات مضبوط اور

الحوال الشیطانية سماع الغناء اذ هو سماع المشركين الذين قال الله تعالى في حقهم وما

راسخ ہو جاتی ہیں وہ غنا کا مشغلہ ہی کیونکہ سماع اولن مشرکین کا کام ہی جسکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور

كان صلاتهم عند البيت الامكاء وتصدية قال ابن عباس وغيره من السلف التصديق

اور انکی نماز کچھ نہ تھی کعبہ کی پاس مگر سینٹیان اور تالی بجاتی ابن عباس وغیرہ متقدم فرماتی ہیں تصدیق کی معنی

التصديق باليد والمكاء الصغير وكان هذا مما اتخذ المشركون عبادة فمن يوثر سماع

تالی بجاتی انتہی اور مکاء کی معنی سینٹ مشرکوں نے یہ عبادت مقرون کر رکھی تھی پس ایسی راگ سنا اختیار کیا

الغناء فهذا من علامته كونه من اولياء الشيطان لا من اولياء الرحمن اذ لم يجتمع النبي

- تو بہ نشانی اولیاء شیطان کی ہی اولیاء رحمان کی نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ

عليه السلام واصحابه على استماع الغناء قط بل جميع الصحابة والتابعين وسائر اكابر امته

وسلم کو اور صحابہ کو کبھی غنا سننے کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین اور تمام اکابر ائمہ

الدين لم يجعلوا هذا طريقا الى الله تعالى ولم يعدوه من القرب والطاعة بل عدوه من

دین میں سے کسی غنا کو طریق اللہ کا نہیں ٹھہرایا اور اسکو قریب اور عبادت میں شمار نہیں کیا بلکہ

البدعة والمنكرات حتى قال ابن مسعود الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء البقل فمن

بدعت اور گنہ گنہوں میں داخل کیا ہی چنانچہ ابن مسعود نے فرمایا ہی کہ غنا نفاق کو دلکی اندر ایسا اگاتا ہی جیسی پانی ترکاری کو پھر پھونچ

كان من اهل المعرفة التي هي كمال الولاية يعرف ان للشيطان فيه نصيبا وافرا ومن كان من

اہل معرفت کامل دلایت والا ہی وہ جانتا ہی کہ اسمین شیطان کا بڑا حصہ ہی اور جو شخص

المعرفة بعد يكون فيه نصيب الشيطان اكثر فانه بمنزلة الخمر يثر في النفوس اكثر من

معرفت سے دور ہی اور یہی بڑا حصہ ہی کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کی ہی نفوس کی لڈ شراب سے زیادہ

تأثير الخمر ولهذا اذقوى سكر اهله ينزل اليهم الشيطان ويتكلم على السنة بعضهم ويجمل

تاثیر کرتا ہی اسہیل غنا سکر جیبت میں مست ہو جاتی ہیں تو وہ ہر شیطان آکر بھٹتا ہی بعض کی زبانی بولتی لگتا ہی اور کسیکو

بعضهم في الهوى ويظن الجاهل ان هذا من كرامات الاولياء وليس كذلك بل انما هو من

ادھر میں اوٹھائی پھرتا ہی جاہل سمجھتی ہیں کہ یہ اولیاء کی کرامت ہی یوں نہیں بلکہ شیطانی

الاحوال الشيطانية ولذلك اذا قرئ هناك ما يطرده الشيطان مثل آية الكرسي وغيرها

حالات ہیں اسہیل اگر اسوقت وہاں وہ پڑھو جسی شیطان بھاگ جاتا ہی جیسی آیت الکرسی وغیرہ

ينصرف عنه فيسقط كما جرى ذلك لغير واحد فان التوحيد يطرده الشيطان حتى حكي ان بعضهم

تو شیطان بھاگ جاتا ہی اور وہ شخص گر پڑتا ہی چنانچہ بہت لوگوں کو ایسا اتفاق ہوا ہی کیونکہ توحید شیطان کو بھکا دیتی ہی کہتی ہیں کہ ایک شخص کو

حمل في الهوى فقال لا اله الا الله فسقط فلما كان الخوارق كثيرا ما ينقص بها درجة الرجل كان

ادھر میں اوٹھالیا اوکی زبان سے لا الہ الا اللہ نکلا وہ ٹرت گر پڑا اور چونکہ ایسی خوارق سی اکثر درجہ آدمی کا پست ہو جاتا ہی

كثير من الصالحين يفرقنها ويستغفر الله ويتوب اليه كما يستغفر من الذنوب ويتوب

تو اکثر صالحی اس سے گریز اور اللہ سے ایسی استغفار اور توبہ کرتی ہیں جیسی کوئی گناہ سے توبہ اور استغفار کرتا ہی





غیر ہم قال بلی والذی نفسی بیدہ سرجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین هذا الحديث من صحاح  
 فرمایا کیون نہیں قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ میں میری جان ہی وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی یہ حدیث مصابیح کی صحیح  
 المصابیح رواہ ابوسعید وصعناہ ان اهل الجنة ينظرون الى اصحاب المنازل الرفیعة العالیة من  
 حدیثوں میں ہی ابوسعید کی روایت سی مراد یہ ہے کہ اہل جنت دیکھیں گی بلذ مرتبہ والوں کو  
 فوقہم کما تنظرون انتم الى الکواکب المضحیة الباقی فی الافق من جهة المشرق والمغرب بعد انتشار  
 او پس جیسی تم دیکھتی ہو چمکتا ستارہ انتہا کنارہ مشرق یا مغرب میں جب صبح کھل جاتی ہی  
 الصبح لتراکم درجاتہم علی غیرہم فانه علیہ الصلوۃ والسلام لما بین مراتبہم بهذا الوجه قال  
 بسبب بلندی مرتبہ کی غیروں پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی اونکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا  
 الحاضرون من الصحابة یا رسول اللہ تلك الغرف منازل الانبیاء لا یبلغها غیرہم فاجاب بان  
 تو صحابہ فی جو وہاں موجود تھے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مراتب  
 تلك المنازل یتلغھا مرجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین لان بلی لا یجاب النفی وانما قرت  
 یہہ اون لوگوں کی مراتب میں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلی نفی کو مثبت کر دیتا ہی اور قسم اس واسطی  
 بالقسم لاستبعاد السامعین وصول المؤمنین منازل الانبیاء وفيہ اشارۃ الى ان الواصلین  
 یاد فرمائی کہ وہ لوگ بہت بعید جانتی تھی کہ مومنوں کو انبیاء کا مرتبہ سیر ہو اور اس میں یہ اشارہ ہی کہ  
 الى منازل الانبیاء هم المؤمنون من هذه الامۃ لان تصدیق جمیع الرسل انما وقع منهم لا من  
 انبیاء کا درجہ وہ لوگ پاویں گی جو اس امت کی مومن ہیں کیونکہ تمام انبیاء کی تصدیق اس ہی امت میں پائی جاتی ہی جو  
 الخ یعنی قبلہم وعلم من هذا ان الايمان بالله الذی اتصف به المؤمنون من هذه الامۃ مرکب من  
 پہلی لڑگئی اوس ہی میں پہنچی اس ہی معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کی مومنین کی صفت ہی  
 جزء من الاول الايمان بالله تعالی والثانی الايمان بجمیع الرسل والمراد من الايمان بالله تعالی العلم  
 دوسری مرکب ہی اول ایمان اللہ پر دوسری ایمان تمام انبیاء پر اور اللہ پر ایمان لانی سی یہ مراد ہی کہ یقین کری  
 لوجودہ وقدمہ وكونہ واحدا متصفا بالقدرۃ والارادة والعلم والحیوة وسائر ما یلیق بہ من  
 اللہ موجود ہی اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور اور جو جو صفات اور کو  
 لصفات فان العلم بوجودہ تعالی وان کان ثابتا فی فطرۃ بنی آدم من صبا خلقہم بمقتضى قولہ  
 ستر اور میں اور علم وجود الہی کا اگرچہ بنی آدم کی طبائع میں ابتداء پیدایش سی ثابت ہوتا ہی جیسی مضمون آئی  
 فطرۃ اللہ التي فطر الناس علیہا لکنہ تعالی قدر شدہم الی وجودہ بایات منها قوله تعالی ان فی خلق  
 یہہ تراش اللہ کی جسپر نر شا لوگوں کو پر تو ہی اللہ تعالی فی اپنی وجود کی طرف کئی آیتوں میں راہ بتائی ہی ایک یہہ تحقیق  
 السموات والارض واختلاف الیل والنهار لا یت وقولہ تعالی افرایتم ما تسمون عانتہم تخلقونہ ام نحن  
 آسمانوں اور زمین کا بنانا اور دن کا بنانی آنا اللہ نشانیاں ہیں اور ایک یہہ پہلا دیکھو جو پانی ٹپکاتی ہو اب تم او سکون بناتی ہو یا ہم  
 الخالقون وقولہ تعالی افرع یتیم ما تحرثون عانتہم تزرعونہ ام نحن الزارعون وقولہ تعالی افرع یتیم  
 بنانیوالی میں اور یہہ پہلا دیکھو جو بولتی ہو کیا تم لوگوں کو کرتی ہو کہیتی یا ہم میں کہیتی کر نیوالی اور یہہ پہلا دیکھو تو  
 الماء الذی تسربون عانتہم انزل تموة من المزن ام نحن المنزلون وقولہ تعالی افرع یتیم الناس التي تورون عانتہم انشائتم  
 پانی جو پیتی ہو کیا تمہی اوتارا او سکون بادل سی یا ہم میں اوتار نیوالی اور یہہ پہلا دیکھو تو جو آگ سلگاتی ہو کیا تمہی اوٹھایا



شجرتها امر من المنشئون وغيرها من الايات التي تدل على وجوده تعالى فان من يتامل

او سكا رخت یا پیم او پیمانی اور سواہ انکی اور بہت آیتیں ہیں جو وجود الہی پر دلالت کرتی ہیں بیشک جو شخص ان آیات کی

مضمون هذه الايات ويدبر فكمرة فيما ذكر فيها من خلق السموت والارض فافهم من عجائب المخلوقات

مضمون میں یعنی آسمان اور زمین کی پیدائش اور جو جو اسکی اندر عجیب عجیب مخلوقات ہیں غور اور تامل کری وہ خود بخود یقین کریگا

يضطر الى الحكم بان هذه الامور لا يستغنى بشئ منها عن صانع بوجهه ويدبره وعلى هذا الاعتقاد

کہ یہ تمام اشیا صانع پیدا کر نیوالی اور مدبری کی پرواہ نہیں ہیں بلکہ محتاج ہیں کہ پیدا کر کر اس شکر اور تمام بنی آدم کیا سکریں

جميع الناس كما يدل عليه قوله تعالى ولئن سألتهم من خلق السموت والارض ليقولن الله وانما كفر

یہ ہی اعتقاد رکھتی ہیں چنانچہ اس آیت سے ثابت ہے اور جو تو پوچھی اونی کسی بنائی آسمان اور زمین تو کہیںکی اسنی بہر

من كفر بالاشراك ولذلك كان شان الانبياء دعوة الخلق الى التوحيد ليقولوا لا اله الا الله لا

جو لوگ کافر ہو گئی ہیں وہ شرک کی شامت سے ہیں اسبیلے تمام انبیاء علیہم السلام توحید کی طرف دعوت کرتی تھے تاکہ لا الہ الا اللہ کی قائل ہوں

الى ان يقول للعالم اله فاذن في فطرة الانسان ودلالة ايات القرآن ما يغني عن اقامة البرهان

یہ نہیں سکھاتی تھی کہ یہ کما کرو عالم کا معبود ہی اب طبیعت انسانی اور دلالت آیات قرآنی فی وجود الہی پر برہان قائم کرنی کی کچھ ضرورت نہیں رہی

على وجوده تعالى لكن العلماء بينوا اثبات وجوده تعالى دليلا عقليا وقالوا الدليل على وجوده تعالى

لیکن علماء فی توحیدی واسطی اثبات وجود الہی کی عقلی دلیل بیان کی ہے کہتی ہیں کہ دلیل وجود الہی کی یہ ہے

حدوث العالم فبيان حدوثه انه اعيان واعراض والمراد بالاعيان الاجرام القائمة بذواتها

حدوث عالم کا ہے یہہ حدوث یوں معلوم ہوا کہ عالم یا اعیان ہیں یا اعراض اعیان سے مراد اجسام ہیں جو ذات خود قائم ہیں

والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفك عنها وكل منهما

اور اعراض سے مراد صفات ہیں جو اپنی ذات میں آپ قائم نہیں رہ سکتیں بلکہ اجسام کی سہارہ سے اور اجسام کو لازم ہیں کہیں الگ نہیں ہوتی اور یہ

حادث اما الاعراض فحدوث بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والصنوع بعد

حادث ہیں اعراض میں سے بعضی کا حدوث تو مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے جیسی حرکت بعد سکون کی اور احوالا بعد اندہیری کی

والسواد بعد البياض وحدوث بعضها يعلم بالدليل وهو طريان العدم كما في اضداد ما ذكر واما الاجرام

اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضی کا حدوث دلیل سے معلوم ہوتا ہے یعنی عدم کا آجانا جیسی ان مذکورات کی ضدوں پر اور اجسام کی

فدليل حدوثها انها لا يخلو عن الحوادث وكل ما لا يخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم خلوها عن

حدوث کی بہہ دلیل ہے کہ اجسام حوادث سے کبھی خالی نہیں ہوتی اور جو شئی حوادث سے خالی نہ ہو وہ ہی حادث ہوتی ہے اور اجسام کا حوادث سے خالی ہونا

الحوادث فلا يخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مدرك بالبداهة والاضطرار فلا يجتنب فيه

یوں ثابت ہے کہ اجسام حرکت اور سکون سے خالی نہیں ہوتی اتنا تو ظاہری خود بخود معلوم ہوتا ہے اور میں کچھ تکرار اور تامل کی حاجت نہیں

الى تامل واقتدار فان من عقل جسم لا ساكنا ولا متحركا كان عن نفع العقل ناكبا ولمتن الجهل راكبا

کو تامل جو شخص اپنے جسم خالص کو نہ متحرک ہونہ ساکن تو وہ شخص عقل کی مستی گمراہ ہے اور جہالت کی لشت بر سوار

والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما وانقضاء كل منهما عند وجود الآخر وذلك

اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکی حدوث پر انکی آگے پیچھے پیدا ہونا دلالت کرتا ہے اور جب ایک پیدا ہوتا ہے تو دوسرا فنا ہو جاتا ہے

مشاهد في بعض الاجرام واطم بشاره فيه ذلك فما من ساكن الا والعقل يقتضي مجاز حركته وما من

یعنی حرکت سے سکون اور سکون سے حرکت فنا ہوتی ہے یہہ حال بعضی اجسام میں تو مشاہدہ ہوتا ہے اور جہان نہیں ہے تو یہہ کہہ سکتی ہیں کہ ہر ساکن باعتبار تجویز عقل کا متحرک ہو

متحرك الا والعقل يقتضي بجواز سكونه فالطاري منهما حادث بطريقه والسابق حادث اذ لو كان  
 اور متحرك باعتبار تجويز عقل کی ساکن ہو سکتا ہی اب نو پیدا تو حادث ہی کیونکہ اب پیدا ہوا اور موجود سابق ہی حادث ہی کیونکہ اگر  
 قدیم ہوتا تو او سپر عدم ہرگز نہ آتا اور جوشی حادث سی خالی نہ ہو او کی حادث کی یہہ دلیل ہی کہ اگر وہ حادث نہ ہوگا تو بیشک قدیم  
 ثابتاً فی الانزل فیلزم ثبوت الحادث فی الانزل وهو محال اذ یلزم ان یکون قبل کل حادث حادث مرتبة  
 اور انزل میں ثابت ہوگا اس سی لازم آتا ہی کہ حادث یعنی حرکت اور سکون انزل میں ثابت ہو اور یہہ امر محال ہی کیونکہ اس سی یہہ لازم آتا ہی کہ ہر حادث سی پہلی ہی انتہا حادث  
 لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرها فانهم ومن تبعهم  
 جسکا ابتداء نہ پایا جاوی موجود ہوں جیسی فلاسفہ حرکات فلک اور اشخاص حیوانات وغیرہ میں قائل ہوئی ہیں فلاسفہ اور جو نام کی مسلمان  
 فمن ينسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصيب قالوا ان العالم العلوي قدیم بذاته وصفاته  
 او کی تابع ہیں اور اسلام ہی بی نصیب وہ کہتی ہیں کہ عالم سماوی اپنی ذات اور صفات میں  
 الاحركات فانها حادثة باثنا صها قديمة بانواعها فلا حركة الا و قبلها حركة لا الى اول واما العالم  
 سواء حرکات کی قدیم ہی حرکات جزئی البتہ حادث ہیں اور کلی قدیم ہیں یعنی ہر حرکت سی پہلی حرکت ہی ہی انتہا اور عالم  
 السفلى الذى هو عالم الكون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقلوا ان هیولاه قديمة وكل ما فيه من  
 سفلی کہ عالم کون اور فساد کہہ سکتا ہی اور فلک قمر کی نیچی ہی سوا ہیں یہہ کہتی ہیں کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہی اور اسکی  
 الصور والاعراض حادثة باثنا صها قديمة بانواعها فلا ولد الا من ولد ولا بيضة الا من دجاجة  
 صور اور اعراض جزئی سب حادث ہیں اور کلی نوعی قدیم ہیں پس جو بیٹا ہی سو باپ سی ہی اور جو اندا ہی سو مرغی سی ہی  
 ولا دجاجة الا من بيضة ولا نذر الا من بزرا وهكذا الى غير النهاية فيلزم على قولهم ان يوجب حادث  
 اور جو مرغی ہی سو اندی سی ہی اور جو نبات ہی سو بیج سی ہی ایسی ہی غیر نہایت تک اب او کی قول کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ ایسی وجود  
 لا اول لها اذ ما من حادث على قولهم الا و قبله حادث لا الى اول وعلى تقدير وجود حادث لا اول لها  
 جسکا ابتداء نہ ہو کیونکہ اسکی موافق ہر حادث سی پہلی حادث ہوگا جسکا ابتداء نہ ملی اور جب حادث غیر متناہی ہوئی  
 يلزم ان یکون قبل کل حادث من حرکات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرها فانهم ومن تبعهم  
 تو ہر حرکت فلکی سی اور ہر حیوان وغیرہ سی پہلی حادث غیر متناہی ہی مرتب موجود ہونگی جسکا  
 لا اول لها فما لم ينقص تلك الحوادث بجلتها لا تنتهي النوبة الى وجود الحادث الحاضر لان الحركة  
 ابتدائین پہرچہ تمام حادث بالکل نگذر چکین گی نو بت حادث حاضر حال کی وجود کی نہیں آوگی اسواسطی کہ حرکت  
 اليومية وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها مشروط بمثل ذلك  
 یومیہ مثلاً آج کی جب ہو سکتی ہی کہ اس سی پہلی کی تمام حرکتیں گزر لیں اور ایسی وہ حرکت جواس سی پہلی کی ہی یعنی کل کی جب ہو سکتی ہی کہ اس سی پہلی کی سب گزر لیں  
 وهلم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بيانه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الى ما قبله  
 اور اس طرح ہر حرکت اور تمام ہو چکا غیر متناہی کا محال ہی تفصیل یہہ ہی جب تو حادث حاضر کو غور کری پہر اسکی ما قبل کو  
 ولا حظته وهلم جرا على الترتيب لا يفضى الى نهاية حتى تجد طريقا الى وجود الحادث الحاضر فيلزم ان  
 لحاظ کری اور اس ہی طرح اس سی پہلی کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہ ملے گی کہ کوئی طور حادث حاضر کی وجود کا ہووی اس سی لازم آتا ہی  
 يكون وجود الحادث الحاضر محالاً لكن وجود الحادث الحاضر ثابت فيبطل وجود حادث لا اول لها  
 کہ حادث حاضر کا وجود محال ہی لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہی پس وجود حادث غیر متناہی کا باطل ہی



فَاذا بطل وجود حوادث لا اول لها يبطل كون ما لا يخلو عن الحوادث قد بيا ثابتا في الازل فاذا بطل كونه  
 باطل هو تراودن اشياء كما جو حوادث سی خالی نہیں ہیں قدیم اور ازل ہی ہونا ہی باطل ہی ہے چرب اور اشیا کا  
 قدیم اور ازل ہی ہونا باطل ہو تو حادث ہونا ثابت ہوا ہے چرب وہ حادث ہوئی تو یہ ثابت ہوا کہ عالم کی تمام اجزاء  
 السموت وما فیہا ومن الارض وما علیہا حادثا محتاجا الى محدث يخرجہ من العدم الى الوجود وذلك  
 آسمان اور جو جو اسکی اندر ہی اور زمین اور جو جو اسکی اوپر ہی سب حادث اور پیدا کر نیوالی کی محتاج ہیں کہ نیست سی موجود کری اور وہ  
 المحدث يلزم ان يكون قدیميا واحدا متصفا بالقدرۃ والارادة والعلم والحیوة لانہ لم یکن قدیميا  
 پیدا کر نیوالا ضروری کہ قدیم واحد قدیم صاحب ارادہ علم والا ہی ہو اس لئی کہ اگر قدیم نہ ہوگا  
 بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل الذي هو وجود حوادث لا اول لها  
 بلکہ حادث ہو تو وہ اپنی محدث کا محتاج ہوگا پھر دور لازم آویگا یا تسلسل کہ وہ وجود حوادث غیر متناہی کا ہی  
 وكلاهما محالان ولولم یکن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضي لعدم وجود العالم  
 اور یہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو دی بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہوں تو انہیں جھکڑا اور روک ٹوک واقع ہوگی جسی وجود عالم کا معدوم ہی  
 ولولم یکن متصفا بالقدرۃ والارادة والعلم والحیوة لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان  
 اور اگر قدیم اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہ ہو تو بیشک عالم کی پیدا کر نی میں عاجز ہوویگا کیونکہ  
 الایجاد اثر القدرۃ وتأثیر القدرۃ فی شئ من الاشياء یقتضي ارادة ذلك الشئ واردة ذلك الشئ یقتضي  
 ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شئ میں جب ہوتا ہی تب اسکا ارادہ کری اور ارادہ اس شئ کا  
 العلم به لان القصد الى ايجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلاثة یقتضي  
 اسکی علم پر موقوف ہی کیونکہ ایجاد کرنا کسی شئ کا بغیر جانی بوجہ محال ہی اور یہ تینوں صفات بدو حیات کی نہیں ہو سکتیں قطعاً  
 الحیوة لكونها شرطاً فیہا فعلی هذا یكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دلیلاً قاطعاً علی وجو  
 اس لئی کہ حیات انہیں شرط ہی اب اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی وجود انہی  
 وكونه قدیميا واحدا متصفا بهذه الصفات الاربعة ولهذا كان بعض اهل النظر یقولون استدل لا  
 اور قدیم اور وحدت پر کہ ان چاروں صفات سی موصوف ہی اسبیل ہی بعضی اہل نظر اثر سی مؤثر پر استدلال جاری کر کے  
 بالاثرة علی المؤثر ما راينا شئ الا وراينا الله بعدة فان كل ذرة من ذرات الكائنات من حيث حدوتها  
 یہ کہتی ہیں کہ ہم نے جب کسی چیز کو دیکھا تو اسکی بعد اسے کو دیکھا کیونکہ ہر ذرہ کائنات کا باعتبار حدوث کی  
 وافقارها الى من یوجدہا لا تزال تتکلم بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لها موجدا قدیميا واحدا  
 موجود کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال سی جس میں نہ حرف ہی اور نہ آواز یہ کہتا ہی کہ میرا موجود ہی قدیم واحد  
 متصفا بالقدرۃ والارادة والعلم والحیوة وسأثر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون  
 قدرت والا ارادہ والا علیم حی تمام ستاروں صفات والا یہ کلام سب سماعت والی سماعت ہیں  
 ولا یسمعه الذین هم عن السمع بل عزولون والمراد من السمع الباطن الذي یسمع به کلام لیس بحرف ولا  
 اور وہ نہیں سنتی جو سمجھ سی بیکار ہیں اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی جس میں نہ حرف ہو اور نہ  
 صوت ولا عری ولا عجبی لا السمع الظاهر الذي لا یسمع غیر الا صوت وتشارك فیہ الہام انسا  
 آواز عری ہو نہ عجبی ظاہری سماعت مراد نہیں ہی جسی سوا آواز کی کچھ نہیں معلوم ہوتا اور اسمیں بہا میں ہی انسان کی شریک ہیں

اذ لا قدر شیء تشترك فيه البهائم الانسانية والحاصل ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا  
 اسئلی کہ اوس چیز کی کیا تعریف ہے اور انسان یکساں ہوں حاصل یہ ہے کہ انسان بزور عقل صفات الہی میں سے وہ ہی دریافت کر سکتا ہے  
 ما دل علیه افعاله فما لم يدل عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى  
 جسبہ اس کے افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات  
 تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كمالها  
 کبھی دلیل عقلی سے ثابت کرتی ہیں اور کبھی دلیل نقلی سے دلیل عقل اول صفات کی ثبوت کی توبیہ ہے  
 صفات نقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب  
 نقصان کی صفات میں اور اسے تعالیٰ کا صفات کمال سے موصوف ہوتا اور صفات نقصان سے بری ہونا واجب ہے پس  
 اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد  
 اب موصوف ہونا اللہ کا ان صفات سے واجب ہوا اور استدلال نقلی انکی ثبوت جیسے ہے کہ شرع یعنی کتاب و سنت  
 ورد بثبوتها له تعالى فوجب لقطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولی من دليل العقل  
 انکی ثبوت پر ناطق ہے سو اب انکا ثابت ماننا واجب ہوا اور اس باب میں نقلی دلیل عقلی دلیل سے بہتر ہے  
 لان تلك الصفات لا تتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى  
 کیونکہ ان صفات پر افعال الہی موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال سے ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اس کی ذات  
 لم يكن معلوما لا حرج حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم  
 کیونکہ معلوم نہیں ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ صفات انکی حق میں صفات کمال ہیں انکا ثبوت ضروری ہی نہیں تو  
 ان يتصف باضدادها وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة  
 انکی ضدین لازم آویگی اور یہ جو کہتی ہیں کہ یہ صفات کمال ہیں تو کمال البتہ ہماری حق میں ہی اور ہماری حق میں کمال ہونی سے کیا ضروری ہے  
 اليها كما لان يكون كمالا في حقه تعالى لا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة اليها امتنعان  
 ذات الہی کی ہی کمال ہو کیا ممکن معلوم نہیں کہ لذت اور الم ہماری حق میں کمال ہیں اور اسے تعالیٰ کا نسبت متمنع ہیں  
 على الله تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى التمسك  
 کیونکہ یہ اجسام کی اوصاف ہیں اس بیان کی موافق لازم ہے کہ ان صفات کی اثبات کی لئی دستاویز  
 بالنقل عن الانبياء الذين تثبت نبوة كل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدي  
 انبیاء علیہم السلام سے نقل کیا دی جکی نبوت الہی معجزہ سے ثابت ہے جو قائم مقام اس ارشاد الہی کی ہو کہ میرا بندہ  
 في كل ما يبلغني عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصديق فعلى من الله تعالى  
 جو میری طرف سے احکام پہنچاتا ہے سب سچے ہیں برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول ہو یا فعل ہو یا سکوت سے ہو کیونکہ معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے  
 لرسوله لكونها فعلا من افعاله خارقا للعادة منزلة منزلة صدق القول في تصديق رسوله في دعوى  
 رسول کی حق میں فعلی تصدیق ہی اسلی کہ معجزہ کوئی فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف اور صریح رسالت کی دعویٰ میں رسول کی  
 الرسالة فانه تعالى لما خلق امر خارقا للعادة على يده عند دعائه الرسالة صار كانه قال صدق  
 تصدیق کرتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب کوئی امر خارق رسول کی اہتر پر بر وقت دعویٰ رسالت کی پیدا کیا تو یہ ایسا ہی کہ فرمادیا  
 رسولی في كل ما يبلغني عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا  
 میرا رسول سچا ہی میری طرف سے جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول ہی ہو یا فعل ہی ہو یا سکوت سے ہو علماء نے اسکی یہ مثال بیان کی ہے جیسی کوئی شخص



اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من الشكايف  
 بادشاه کی دربار میں ایک جماعت کی سامنے یوں کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلی ہوں تمہاری حق میں فلاں فلاں حکم جاری کرنا چاہتا ہوں  
 فطلبوا منه الحجة تدل على صدقه فقال اية صدقني اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم  
 پھر اس جماعت نے تصدیق کی لی اوی حجت طلب کی اس شخص نے جواب دیا میری صدق کی یہ نشانی کہ میں بادشاہ سے کہتا ہوں کہ اپنی خلاف عادت  
 من مقامه ويقعد تلك مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا ريب ان ذلك الفعل من الملك  
 اپنی جگہ سے بیٹھ کر بار کھڑا ہو جا اور بیٹھ جا پھر بادشاہ نے اس کی کہنی سے وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہ حرکت ایسی ہی  
 قاتلهم مقام قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني وصفيد للعلم الضروري بصدقته لمن شاهد  
 جیسی زبانی کہتا کہ یہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سے جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ سے جس سے یہ کام مشاہدہ کیا تو اس کو ایسا یقینی علم  
 ذلك الفعل من الملك ولم يشاهده بل وصل اليه خيرة بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق  
 حاصل ہو کہ جس میں دلیل کی کچھ حاجت نہیں ہے جس کو دیکھ کر اتفاق نہیں ہوا بلکہ اسی بہت آدمیوں سے بالتواتر یہ حال سنا اس کو یہی اور بیشک یہ مثال  
 لحال الرسل عليهم الصلوة والسلام في افادة معجزتهم العلم الضروري بصدقهم لمن شاهدوا ومن  
 انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حال سے مطابق ہے کہ اس کی معجزہ سے ہی دیکھنے والوں کو  
 لو يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان كل امين بالله وصدق الرسل  
 تو اتر سے سنی والوں کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہے جیسے تو یہ سمجھ چکا تو یاد رکھ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاکر اور نبیوں کی تصدیق کرے  
 اذا اراد ان يكون من اهل الغرف لا بد له ان يشتغل بالطاعة ويحترز عن السيئات لان الايمان وحده  
 یہ آرزو کی کہ اہل عرف میں داخل ہو تو اس کو ضروری ہے کہ عبادت میں مشغول اور ممنوعات سے بچتا رہی اس لئے کہ  
 وان كان ينجيه من العذاب الموبد لكن لا يكفيه في الفوز بالدرجات بل لا بد له من ضم العمل  
 اگرچہ دائمی عذاب سے نجات دے گا مگر حصول درجات کی لئے کافی نہیں ہے بلکہ اس کی ساتھ نیک اعمال ہی چاہئیں  
 الصالح اليه كما يدل عليه آيات القرآن من جملتها قوله تعالى وما اموالكم ولا اولادكم بالتي تقر بكم  
 چنانچہ کئی آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے منجملہ انکی ایک یہ آیت ہے اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد ایسی نہیں کہ نزدیک کر دی  
 عندنا ذل في الاصل من عمل صالحا فاولئك لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم في الغرفات امنون فذللت الآية  
 ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور پہلا کام کیا سوا انکو ہی بدلا دونا اونکی کئی پر اور وہ جہر کون میں بیٹھتے ہیں خاطر جمع سے آیت سے معلوم ہوتا ہے  
 على ان العمل الصالح لكونه اقبالا على الله تعالى واشتغالا بطاعته يقرب العبد الى الله تعالى واما الاموال  
 کہ عمل صالح کہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا اور اس کی طاعت کا شغل ہے بندہ کو اللہ تعالیٰ سے نزدیک کر دیتا ہے یہی مال  
 والاولاد فذلكون كل منهم يشتغل الانسان عن الله تعالى لا يقرب احدا الى الله تعالى الا المؤمنون  
 اور اولاد کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کرتے ہیں کیونکہ خدا سے نزدیک نہیں کرتے کسی کو خدا سے نزدیک نہیں کرتی بجز صالحی و مؤمنین کی  
 الصالحين الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله ويعلمون اولادهم الخیر ويربونهم على الصلاح فانهم  
 جو اپنا مال خدا کی رحمت میں خرچ کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکھاتے ہیں اور نیک اطواری پر پرورش کرتے ہیں ایسی اولاد کی  
 باقصارهم بما ذكر يكون لهم جزاء الضعف بان يصاعف حسنتهم ويكون الواحد عشرة اضعافا فوقها وهم في غرف  
 جوان اوصاف سے موصوف ہیں دونا ثواب ہے اسطور کہ انکی حسنتات بڑھتی ہیں ایک سے دس گونہ ہوتی ہیں اس سے بھی زیادہ وہی لوگ  
 الجنة امنون من جميع المكاره بما عملوا من الصالحات يسرنا الله تعالى بلطفه وكرمه المجلس الرابع  
 اعمال صالح کی سبب غرات میں تمام مکروہات سے بچی رہینگے الہی اپنی لطف و کرم سے ہمہ آسان کر چوتھے مجلس

فی لزوم محبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یادة من والده وولده

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ تر لازم کرتی ہیں

باب اور اولاد

والناس اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اكون احب الیہ

اور تمام لوگوں سے

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مؤمن نہیں ہووے گا کوئی تم میں سے جب تک کہ میں اس کو نہ چھوؤں

من والده وولده والناس اجمعین ہذا الحدیث من صحیح المصابیح رواہ انس ولبس المراد بالحب ہهنا

اس کی باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے

یہ حدیث

مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی انس کی روایت سے اور محبت سے مراد اس کے

الحب الطبیعی التابع للشہوت النفسانیة لانه خارج عن حد الاختیار فلا یؤخذ به الانسان

محبت طبعی نہیں ہے جو شہوت نفسا کی تابع ہو اگر قی ہی کیونکہ یہ محبت اختیاری نہیں ہوتی سو ہی اختیاری میں انسان کی کچھ نہیں ہے

لقوله تعالی لا یكلف الله نفسا الا وسعها بل المراد به الحب العقلي الاختیاری الذی هو اثار یقضى

خدا فرماتا ہے تکلیف نہیں دیتا اللہ کسی کو مگر جتنا اس کی ہوگی بلکہ عقلی اختیاری محبت مراد ہے یعنی اختیار کرنا اس امر کا جس کو

العقل رجحانه ویستند علی اختیاره وان كان علی خلاف الطبع الا ترى ان المريض بكرة الدواء المرینفر

عقل غالب سمجھی اور اس کی اختیار کو پسند کری اگرچہ طبیعت کی برخلاف ہو تو جانتا نہیں کہ بیمار کو کڑوی دوا سی نفرت ہوتی ہے

عنه طبعه ومع ذلك یمیل الیہ باختياره ویقصد تناوله بمقتضى عقله لعلہ وظنه ان حتمه

اور اس کی طبیعت کی برتری تھی پہر ہی با اختیار خود اپنی عقل سے یہ سمجھ کر کہ میری صحت اس ہی میں ہی خواہش کر رہی تھی

فیه وكذلك المؤمن اذا علم ان الرسول لا یافرو ولا ینہی الامام فیہ صلاحه فی الدنیا والاخره

ایسی ہی مؤمن مسلمان جب یہ جان لیتا ہے کہ رسول وہ ہی فرماتا ہے جس میں دین دنیا کی بہلائی ہے

یرجح جانب الرسول علی جمیع الناس فیمثل امره ویجتنب نهیه وهذا مما لا یحصل الا بایمان الابه

پہر خواہ مخواہ تمام لوگوں پر رسول کی جانب غالب رکھ کر اس کی اطاعت اور نہی سے نفرت کرتا ہے اور یہ تو اتنا امر ہے کہ جس بغیر ایمان ثابت نہیں ہوتا

لان الایمان وان كان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنه فی الشریعة بمعنی التصدیق مقیدا

اس لئے کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتی ہیں پر شریعت میں مطلق تصدیق نہیں ہے

بامر مخصوص وهو تصدیق الرسول فی جمیع ما علم ضرورة انه من دینہ علیہ الصلوٰة والسلام

بلکہ خاص تصدیق ہی یعنی رسول کی تصدیق تمام دینی ضروریات میں

والمعتبر فی التصدیق الیقین والیقین لفظ مشترك یطلق علی العینین احدهما عدم الشک فکل علم

اور تصدیق میں یقین معتبر ہے اور یقین مشترک لفظ ہے اس کی دو معنی ہیں ایک تو شک نہ ہونا سو جو علم

یکن فیہ شک وهو یقین وعلى هذا المعنی لا یوصف الیقین بالقوة والضعف لعدم التفاوت

مشکوک نہ ہو وہ یقینی ہوتا ہے اس اعتبار سے یقین قوی اور ضعیف نہیں ہوتا کیونکہ شک کی نفی میں کچھ تفاوت نہیں

فی نفی الشک فمن كان فی قلبه مثقال ذرة من الشک فی شیء مما علم ضرورة انه من دینہ علیہ السلام

ہی پہر جس شخص کی دل میں ذرہ بہر ہی شک ہو وہی بہ نسبت دینی ضروریات کی

لا یكون مؤمنا البتہ بل لابد فیہ من یقین هذا المعنی لیحصل له المحبة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہرگز مؤمن نہیں بلکہ ان ضروریات کا یقین ہونا ضرور ہے تاکہ اس کو نبی کی محبت حاصل ہو دی

ویمثل امره ویجتنب نهیه لکن قد یجعل الظن الغالب الذی لا یخطر معه احتمال النقیض

اور اس کی امر کی اطاعت اور نہی سے نفرت کری لیکن بعضی وقت ایسی ظن غالب کو بھی جس کی ساتھ احتمال نقیض کا دلیل نہ آوی



بالبال فی حکم الیقین فی کونه ایمانا حقیقیا فان ایمان اکثر العوام من هذا القبیل وتحقیقه علم  
 قائم مقام یقین کا ہر اگر حقیقی ایمان کا حکم دیتی ہیں کیونکہ اکثر عوام کا ایمان ایسا ہی ہوتا ہے اور اس مقام کی تحقیق

ما ذکرہ الامام الغزالی فی الاحیاء ان میل النفس الی التصدیق لہ اربع مقامات الاول استواء  
 موافق بلان امام غزالی کی احیاء میں یہ ہے کہ نفس کا میلان تصدیق میں چار درجہ پر ہوتا ہے اول یہ ہے کہ

الطرفین عندک كما اذا سالت عن شخص مجهول الحال عندک هل یعاقب فی الاخرة ام لا  
 تیری رائی میں دونوں جانب برابر ہوں جیسے کسی شخص کا حال جسکو تو نہیں جانتا تجھسی پوچھیں بتا او سکوا آخرت میں عذاب ہوگا یا نہیں

فانک لا تمیل الی الحكم علیه بشئ من نفی او اثبات بل یستوی عندک امکان الامرین و یعد  
 اب تو یقینہ کچھ نہیں کہہ سکتا نہ انکار نمودن اثبات بلکہ تیرے عند یہ میں دونوں امر ممکن ہیں ایسی حالت کو

عنه بالشک والثانی مرجحان احد الامرین عندک مع الشعور امکان نقیضه امکانا لا یمنع  
 شک کہتی ہیں دوسرا درجہ یہ ہے کہ تیری رائی میں ایک جانب کا غلبہ ہو پراسکی ساتھ دوسری جانب بھی ایسی ممکن معلوم چوں سی جانب

فترجیح الاول كما اذا سئلت عن شخص تعرفه بالصلاح انه ان مات علی هذا الحال هل یعاقب  
 اولی کا غلبہ فوت ہو جاوی جیسے تجھسی ایسی شخص کا حال پوچھیں جسکو تو پہنچا جانتا ہے کہ اگر یہ شخص اس حال پر ہوتا تو بتا اسکو آخرت میں عذاب ہوگا

فی الاخرة ام لا فانک تمیل الی انه لا یعاقب اکثر من میلک الی عقابه لظہور علامات صلاحه  
 یا نہیں اب تیری رائی ثواب کی طرف زیادہ ہوگی بہ نسبت عذاب کی کیونکہ تیری عند یہ میں صلاح کا نشانیاں ظاہر ہیں

عندک ومع هذا يجوز اخفاء امر موجب للعقاب فی باطنه وهذا التحیز غیر دافع لرجحانه و  
 تو بھی یہ شبہ ہوتا ہے کہ کوئی بات اسکی دل میں ایسی پوشیدہ نہ ہو جس سے عذاب ہو جاوی لیکن یہ شبہ اسکی غلبہ کو نہیں اوجھاتا

یسمی جانب الرابع ظنا وجانب المرجوح وهما والثالث میلک الی الحكم بشئ بحيث یغلب علیک  
 ایسی وقت جانب غالب کو ظن کہتی ہیں اور جانب مغلوب کو ادھم تیسرا یہ درجہ ہے کہ تجھ کو کسی شے کا ایسا یقین حاصل ہو کہ اسکی نقیض

ذلك الحكم ولا یخطر ببالک نقیضه ولو خطر لناکت عن قبوله لکن لیس ذلک الحكم عن معرفتہ  
 تیری دل میں ہرگز نہ آوی اور اگر نقیض کا خیال آوی بھی تو اسکو تو نہ مانی لیکن یہ یقین معرفت حقیقی سے نہیں

محققہ بل عن مجرد السماع ویسمی هذا اعتقادا مقارنا للیقین وهو اعتقاد العوام فی الشرع  
 بلکہ صرف سنی سنائی سے پیدا ہوا ہو اس طرح کی حالت اعتقاد مقارن للیقین کہلاتی ہے یعنی یقین سے ملا ہوا عوام کا اعتقاد تمام شرعیات میں

کلها اذا سئلت فی نفوسهم بمجرد السماع حتی ان کل حدیث بصحة مذهبه واصابة امامه ولو  
 ایسا ہی ہوتا ہے جب کہ سنی سنائی اور انکی دین پر یہ جانتا ہے چنانچہ ہر ایک شخص اپنی مذہب کی صحت اور اپنی امام کا صواب پر ہونا یقینی جانتا ہے

ذکر له امکان خطأ امامه یفر عن قبوله لکنه لو احسن التأمل لانتفعت نفسه الی قبوله والرابع  
 کوئی کہی کہ امام سے بھی غلطی ہو سکتی ہے تو انک بہاگ جاوی کہی نہ مانی لیکن اگر وہ خوب سوچ بچار کریں تو البتہ انکا دل قبول کر سکتا ہے چوں ہا درجہ یہ ہے

میلک الی الحكم بشئ علی طریق المجزم الذی لا یوجد معه الشک ولا یتصور فیہ الشکیک فکل  
 کہ تو کسی شے کا ایسا یقین بالجزم کری کہ اصلا اسکی ساتھ شک باقی اور کسی شک دلانی کا بھی تصور نہ ہی پس جو

علم کان علی هذا الوجه یسمی یقینا لان شرط الحلاق اسم الیقین علی العلم عدم الشک فکل علم  
 علم اس درجہ کا ہوتا ہے اسکو یقین کہتی ہیں کیونکہ یقینی کہنی کی یہی مشط ہے کہ شک اصلا باقی نہیں پس علم میں

انتفی عنه الشک فهو یقین سواء حصل بالحس کالعلم بوجود الاشیاء المحسوسہ سنا او بغیر ذلک العقل  
 وہی یقین ہی برابر ہی کہ بواسطہ حس کی حاصل ہوا ہو جیسے علم ہشیاء محسوسہ کی وجود کا یا بواسطہ طبیعت عقلی کی شک ہوگا

کالعلم باستحالة حدوث حادث بلا سبب او بالتواتر کالعلم بوجود ملة او بالتجربة کالعلم بكون  
جیسی علم محال ہونا وجود حادث کا بدون محدث کی

المطبوع مسہلا او بالقلیل کالعلم بوجود شیء قدیم کما اذا قیل لك هل فی الوجود شیء قدیم لا یمكن  
مطبوع کی دست آور ہو چکا یا دلیل سی جیسی علم ایک ذات قدیم کی موجود ہو چکا چنانچہ اگر تجھے پوچھیں کیا کوئی ذات قدیم موجود ہی تو تجھے فوراً حکم کرینا

الحکم به بدلائل لان القدیم لیس محسوسا کالشمس والقمر حتی یکن الحکم بوجوده بالحس ولا ضروریا مثل  
کیونکہ قدیم آفتاب مہتاب کی طرح تو محسوس نہیں کہ اسکو دیکھ کر کہہ دی

کون الواحد نصف لاثنين حتی یکن الحکم بوجوده بالضرورة بل حق غریزة العقل ان یتوقف عن  
ایک کو دو کا آواز جانتی ہیں تاکہ اس بدایت سی اوسکی وجود کا حکم کیا جاوی

الحکم بوجوده بالبداهة ثم من الناس من یحکم بوجوده بالسماح حکما جزما ویستمر علیه وهذا  
از روی بداہت کی حکم کر نہیں توقف کری پھر بعضی شخص تصور کر یقین بالزوم کر لیتی ہیں اور اوسے پھر قائم رہتی ہیں اور اسکو

هو لا اعتقاد وهو حال جمیع العوام ومن الناس من یحکم بوجوده بالبرهان مثل ان یقول لو لم یکن  
اعتقاد کہتی ہیں اور تمام عوام کا تو حال اعتقاد میں ایسا ہی ہوتا ہی اور بعضی شخص برہان سی اوسکی وجود کا یقین کرتی ہیں اسطور پر کہ اگر

فی الوجود قدیم بل کانت الموجودات کلها حادثا لکان حدوثها بلا سبب وهو محال والمردی الی  
موجودات میں کوئی ذات قدیم نہ ہو بلکہ تمام موجودات حادث ہوں تو وہ حادث بی سبب پیدا ہو چکی یہہ ام محال ہی اور جس بات سی محال

المحال محال بیانہ ان الحادث لا یتصور وجوده بنفسه بل یحتاج فی وجوده الی غیره وهو ظاهر  
الزوم آتا ہی وہ ہی محال ہوتا ہی اسکی تفصیل یہہ ہی کہ حادث خبیث میں نہیں تاکہ خود بخود پیدا ہو چکی بلکہ غیر کا محتاج ہوتا ہی اتنی بات تو ظاہر ہی

وکن لا یتصور ایجادہ لغیره لانه فرغ وجوده فلو انحصر الوجود فی الحادث یلزم ان لا یوجد شیء من  
اور ایسی ہی ایک حادث کا دوسری حادث کو پیدا کرنا متصور نہیں کیونکہ پہلے ہی اسے پیدا ہو چکی پس موجود اگر سب حادث ہی ہوں تو لازم آتا ہی کہ اصلا موجودات پیدا نہیں

الموجودات اصلا فبالضرورة یلزم ان یحکم العقل بوجود شیء قدیم موصوف بالقدرة والارادة و  
اب عقل صاف یقین کرتی ہی کہ ایک ذات قدیم ہی جو صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہو

العلم والحیوة حتی یتأتی منه احداث المحدثات کلها لانه لو لم یکن فیہ تلك الصفات لکان  
علیم اور حی ہی تاکہ اوسے تمام محدثات کا پیدا کرنا ہو سکی کیونکہ اوسمیں اگر یہہ صفات نہ ہو چکی تو

عاجزا عن ایجاد شیء من الکائنات لان ایجاد اثر القدرة وتأثیر القدرة فی شیء من الاشياء یتوقف  
کائنات میں سی ایک شیء ہی پیدا نہ کر سکیگا کیونکہ ایجاد تو قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شیء میں

علی ارادة ذلك الشیء واردة ذلك الشیء یتوقف علی العلم به لان القصد الی ایجاد شیء من غیر العلم به  
بدون ارادہ اوس شیء کی نہیں ہوتا اور ارادہ کسی شیء کا بدون علم اوس شیء کی نہیں ہوتا کیونکہ قصد کسی شیء کی پیدا کر چکا یا جانی ہو چکی

محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث یتوقف علی الحیة لكونها شرط فیها فعلی هذا یكون وجود العالم  
محال ہی اور یہہ تینوں صفتیں بدون حیات کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات انہیں شرط ہی اب اس بیان کی موافق وجود عالم کا

من السموات ووافیها ومن الارض ومن علیها دلایلا قطعیا علی وجود شیء قدیم موضوع بهذه الصفات  
ساری آسمان اور جو زمین ہی اور زمین یقینی دلیل ہی ایک ایسی ذات قدیم کی وجود پر جس میں یہہ

الاربع وهو الله سبحانه تعالی ولہذا کان بعض اهل الیقین یقولون استدلالا بالاثار علی المورثات انہا  
چاروں صفات پائی جاوین وہ ہی ہی اللہ سبحانہ تعالی اسے ہی بعضی اہل یقین اثر سی مؤثر پر استدلال جاری کرتی ہو چکی ہیں کہ ہمیں



نشیئاً الا سرائینا الله بعدہ فان کل ذرۃ من ذرات العالم لکونها حادثۃ مفتقرۃ الی من یحدثها لا تزل  
 جب کسی چیز کو دیکھا تو فوراً اسکی بعد اسکو دیکھا کیونکہ عالم کا ہر ہر ذرہ باعتبار حدوث کی اپنی موجودگی محتاج ہی ہمیشہ بنان حال سی  
 تنطق بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لها موجوداً قديماً واحداً متصفاً بالقدرة والارادة والعالم  
 یہ کلام جسین نہ حرف نہ آواز نہ صوتی کہ ہمارا موجود ہی قدیم یگانہ قدرت والا صاحب ارادہ علیم  
 الحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات لیسمع کلامها السامعون ولا یسمعه الذین ہم عن السمع معزولون  
 حی اور تمام سزاوار صفات والا اور انکی یہ کلام سمجھتی والی سب سنی گوگ نہیں سنی جو سمجھتی ہی بیکار ہیں  
 والمراد من السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عری ولا عجمی لا السمع الظاهر  
 اور سماعت مراد باطنی سماعت ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی کہ نہ حرف ہو اور نہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہیں ہی  
 الذی لا یسمع به الا الاصوات وتشارك فیها الیها ثم الانسان اذ لا قدر لشیء تشارك فیها الیها ثم  
 جسی سوائ آواز کی کچھ نہیں معلوم ہوتا اور آدمین بہائم ہی شریک میں انسان کی کیونکہ او سچڑ کی کیا عزت ہی جسمین بہائم اور انسان برابر ہوں  
 الانسان والحاصل ان العقل لا یعرف من صفاته تعالی الا ما یدل علیه افعاله وامامه لا یدل  
 حاصل یہم ہی کہ عقل صفات الہی میں سوا وہ ہی دریافت کر سکتی ہی جسپر انکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جس صفت پر  
 علیه افعاله كالسمع والبصر والكلام فیستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل واجه  
 انکی افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات کہی تو عقلی دلیل ہی ثابت کرتی ہیں اور کہی نقلی دلیل ہی  
 الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فہو انھا صفات کمال و اضدادھا صفات نقصان  
 عقل دلیل انکی ثبوت پر تو یہ ہی کہ سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتیں ہیں اور انکی ضدین نقصان کی صفتیں ہیں  
 واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی  
 اور اسد تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی اب اسد تعالی کا  
 بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فہو ان الشرع قد صرح بثبوتها  
 ان صفات سی موصوف ہونا واجب ہوا اور نقلی دلیل انکی ثبوت پر یہم ہی کہ شرح یعنی کتاب ہدنت سی یہ صفات صحت ثابت ہیں  
 له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك  
 اب انکو ثابت ماننا واجب ہی اور اس باب میں نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی کیونکہ ان  
 الصفات لا تتوقف علیھا افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته لم یکن معلوماً  
 صفات پر افعال تو موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور ذات الہی کیو معلوم نہیں ہی  
 للبشر حتی یعلم انھا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف  
 تاکہ یہ معلوم ہووی کہ یہ صفات انکی حقین صفات کمال ہیں انکا ثبوت واجب ہی نہیں تو انکی ضدین لازم آویگی  
 باضدادھا وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالاضافة الینا ولا یلزم من کون الشیء بالاضافة الینا  
 اور یہ صفتا ہماری حق میں البتہ کمال کی ہیں اور ہماری حق میں کمال ہونی سی لازم نہیں آتا  
 کمالا ان یکن فی حقہ تعالی کمالا الا ترى ان اللذۃ والامر مع کونھما بالاضافة الینا کمالا مستعار  
 کہ اسد کی واسطی ہی کمال کی ہوں کیا تجکو معلوم نہیں کہ لذت اور امر باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں  
 علی الله تعالی لکونھما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلك الصفات له تعالی  
 اسد تعالی کی نسبت متمنع ہیں کیونکہ اجسام کی صفات ہیں اس بیان کی موافق ضروری کہ ان صفات کی ثبوت کی لئی

التمسك بقول الرسول الذي ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدك

دست آویز ایسی رسول کی قول سی لجاوی جسکی رسالت معجزہ سی ثابت ہوئی ہو جو قائم مقام اس ارشاد الہی کی ہو میرا بندہ

فی كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصديق فعلی من الله

جو میری طرف سی احکام بتاتا ہی سب سچہ ہیں برابر ہی کہ وہ بتانا قول سی ہو یا فعل سی یا چپ رہی سی کیونکہ معجزہ اس کی طرف سی رسول کی حق میں فعلی تصدیق

لرسوله لكونه فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منزلة صريح القول فی تصديق رسوله

ہوتی ہی اسلئے کہ معجزہ خدا کی طرف سی ایک فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف و صریح رسالت کی دعوی میں رسول کی تصدیق کرتا ہی

فی دعوى الرسالة فانه تعالى لما خلوها من الخلق امارا خارقا للعادة على يد رسوله عند ادعائه الرسالة

کیونکہ اسد تعالیٰ فی جب ایک امر خارق رسول کی انہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا

صار كانه قال صدق رسولی فی كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته

تو یہہ ایسا ہی کہ فرما دیا میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی یا سکوت سی

قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام في مجلس يحضر جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني

علماء فی اسکی مثال یہہ بیان کی ہی کہ کوئی شخص بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی یہہ بیان کری کہ میں اس بادشاہ کا ایلی ہوں مجھ کو

اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدق في اني اطلب

تمہاری حق میں فلا فی فلا فی حکم جاری کر نیو یہہی ہی اس جماعت فی تصدیق کی نئی اس سی حجت طلب کی اسنی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ میں

من الملك ان يخالف عاداته ويقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه

بادشاہ کو کہتا ہوں کہ اپنی عادت کی برخلاف اپنی مقام سی تین بار کھڑا ہو جا اور بیٹھ جا پہر بادشاہ اسکی کہنی سی اوٹھا بیٹھا

فلا ريب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی كل ما يبلغ عنى ومفيد

اب بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی جیسی زبانسی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ کی

للعلم الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولم يشاهده بل وصل اليه خبره

جسنی یہہ حال مشاہدہ کیا اسکو ایسا علم یقینی حاصل ہو کہ جسین حاجت لیل کی نہیں اور جسکو دیکھنی کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ اسنی متواتر سہ آدمیوں سی

بالتواتر ولا شك ان هذا المثال موافق لحال الرسول في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه لمن

سنا اسکو یہی اور بیشک یہہ مثال رسول علیہ السلام کی حال سی مطابق ہی کہ اسکی معجزہ سنی دیکھنی والوں کو

شاهدها ولم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر والمعنى الثاني لليقين ان لا يلتفت

اور تواتر سی سنی والوں کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی اور یقین کی دوسری معنی یہہ ہیں کہ شک کی نہوتی کا کچھ دھیلا نہو

الى عدم الشك بل الى استيلائه وغلبته على القلب بحيث يصير هو المتصرف فيه بالتحريض والمنع

بلکہ یقین کا غلبہ اور تصرف دل پر اتنا ہو کہ تمام دلی گھاڑ اور مخالفت میں اسکی تصرف ہو

على هذا المعنى يوصف اليقين بالقوة والضعف حتى يقال لمن لا يستعد للموت فلان ضعيف

ان معنون کی لحاظ سی یقین قوی اور ضعیف ہو سکتا ہی ایسا کہ جو شخص موت کی سامان میں غفلت کری تو اسکو موت کا ضعیف

اليقين بالموت مع عدم شكه فيه اذ كريب في كون الناس سواء في القطع بالموت وعدم الشك

الیقین کہتی ہیں باوجودیکہ موت میں اصلا شک نہیں ہی کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہوتی میں تمام بنی آدم برابر ہیں

فيه لكن فيهم من لا يلتفت اليه ولا يستعد له كانه لا يؤمن به ومنهم من يستولي خوفه

بر بعضی اسکی طرف کچھ توجہ نہیں کرتی اور نہ اسکا کچھ سامان کرتی ہیں گویا وہ لوگ موت کا یقین نہیں کرتی اور بعضی ایسی ہیں جسکی دل پر موت کا خوف



على قلبه وليست غرقهم بالاستعداد له ولا بغادر فيه متبعاً لغيره كما هو شأن من يخاف عن  
 ایسا غالب ہوتا ہی اور اسکی ہمت موت کی تیاری میں ایسی نکلتی ہی کہ اسکی دل میں کسی چیز کی اصلاح گنجائش نہیں رہتی یہ حال اون لوگوں کا ہی جو دوزخ سی  
 الناس ويرجو الدخول في دار القرار فعلى هذا يلزم للعاقل ان يصرف العناية الى تحصيل اليقين بالمعنيين  
 ڈر فی بین اور بہشت میں جانی کی آرزو کرتی ہیں اس بیان کی موافق ہر عاقل کو لازم ہی کہ ہمت اور ہر لگاوی کہ یقین باعتبار دوزخ و موت کی حاصل ہو  
 وهما نفى الشك عن النفس اولاً ثم تسليط اليقين عليها ثانياً لكن ينبغي ان يعلم ان نفى الشك  
 یعنی پہلی نفس میں سی شک جاتا ہی پہر آخر کو یقین غالب آجائی لیکن سمجھنا چاہی کہ شک کا رفع ہونا  
 وتسليط اليقين لا يحصل الا بعد معرفة متعلقاته ومحاربه وهي المعلومات التي جاء بها النبي  
 اور یقین کا غالب آنا بدون معرفت متعلقات اور محاربتوں کی نہیں ہوتا یعنی وہ معلومات جو نبی صلی اللہ  
 عليه الصلوة والسلام من عند الله تعالى فمن صدق بها فهو مؤمن ومع هذا لا يمان ان انتفى  
 علیہ وسلم خدا کی طرف سے لائی ہیں پہر جسکی ادنیٰ تصدیق کی وہ مؤمن ہی اور باوجود اس ایمان کی اگر  
 عن قلبه امكن الشك فهو موقن بالمعنى الاول وان غلب على قلبه فهو موقن بالمعنى الثاني وبه  
 اسکی دل میں سی احتمال شک ہی جاتا ہی تو وہ موقن ہی یعنی پہلی معنی یقین کی حاصل ہوئی اور اگر اسکی دل پر غلبہ ہو گیا تو موقن باعتبار دوسری معنوں کی ہوا  
 يحصل الامتنان بالاوامر والاجتناب عن النواهي فان من غلب على قلبه ان من يعمل مثقال  
 اطاعت اوامر کی اور منہیات سی اجتناب اسہی سی ہوتا ہی کیونکہ جسکی دل پر پر توہ اس آیت کا چھتا ہی سو جسکی ذرہ بہر  
 ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وتيقن ان نسبة الطاعات الى الثواب كنسبة الطعام  
 بہا لائی کی وہ دیکھ لینگا اور جسکی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکھ لینگا اور اسکو یہ مرتبہ یقین کا ملا کہ طاعات بہ نسبت ثواب کی ایسی ہیں جیسی کھانا  
 الى الشبع لا شك انه كما يحصر على تحصيل الطعام للشبع ويحفظ قليله وكثيره كذلك يحصر على  
 واسطی حکم سیر کی تو بیشک وہ جیسی طعام کی حرص کرتا ہی پیٹ بہر فی کی واسطی اور اسکا قلیل اور کثیر محفوظ رکھتا ہی ایسی ہی  
 تحصيل الطاعات للثواب ويحفظ قليلاً وكثيراً ومن تحقق ان نسبة المعاصي الى العقاب  
 طاعات کو واسطی ثواب کی حاصل کرینگا اور قلیل اور کثیر کو نگاہ رکھینگا اور جسکو بہ ثابت ہوا کہ نافرمانی بہ نسبت عذاب کی ایسی ہی  
 كنسبة السموم الى الهلاك لا شك انه كما يجتنب عن قليل السم وكثيره خوفاً عن الهلاك كذلك  
 جیسی زہر واسطی ہلاک کی تو بیشک وہ جیسی زہر کی قلیل اور کثیر سی موت کی ڈر کا مارا بچتا ہی ایسی ہی  
 يجتنب عن قليل الذنوب وكثيرها وصغيرها وخوفاً من العقاب فان سبب ارتكاب المعاصي  
 نافرمانی کی قلیل اور کثیر سی اور صغیرہ اور کبیرہ سی عذاب کی ڈر کا مارا بچینگا کیونکہ باعث معاصی  
 والفجور ليس الاسباب فساد العلم فان من علم ما في المعاصي من المضرة حقيقة العلم لا يؤثرها الاثر  
 اور فجور کی اختیار کرتی پر سوا فساد علم کی اور کچھ نہیں ہی اسلئے کہ معاصی کی مضرت جسکو حق الیقین کی مرتبہ میں ثابت ہی دے معاصی کو کبھی نہیں اختیار  
 ان من علم من طعام لذين انه مسموم لا يقدم على تناوله فيعلم من هذا ان الايمان الحقيقي هو  
 کھانا کبھی ہی مزہ دار لذیذ ہو جب معلوم ہو کہ اس میں زہر طاہی تو کبھی نہیں کھائیگا اب معلوم ہوا کہ حقیقی ایمان وہ  
 الايمان الذي يحمل صاحبه على فعل ما ينفعه في الآخرة وعلى ترك ما يضر فيه فان الذي يفعل ما ينفعه  
 ہوتا ہی جو مؤمن کو اس کام کی رغبت دی جسکی آخرت میں نفع ہو اور اس کام سی روکی جا آخرت میں ضرر دی بہر اگر ایسی نافع کو عمل میں نہ لائی  
 فيها ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايماناً حقيقياً بل لسانياً لا قلبياً فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان  
 اور ایسی مضرت نہ چھوڑی تو وہ حقیقی مؤمن نہیں ہی بلکہ صرف زبانی دلی نہیں ہی کیونکہ دوزخ کا ایسا حقیقی مؤمن

حتی کہ نہ یرہا لا یسلک طریقها الموصول الیہا فصداع السعی فی تحصیل دخولها وان لم یؤمن بچیئہ حقیقۃ ایمان  
گو یا روزخ سامنی نظر آتا ہی او کی رستہ بچہ دوزخ میں گرا دی کہیں نہیں چلیگا کہ جسکی حصول میں کوشش کری ایسی ہی ایسا حقیقی مؤمن چست کا

حتی کہ نہ یرہا لا یرک طلبہا بل السعی فی تحصیل دخولها وهذا امر یجیدہ الانسان فی نفسه عند  
گو یا جنت سامنی نظر آتا ہی او کی طلب میں کہیں قصور نہ کریگا بلکہ او کی دخول کی کوشش کریگا اور یہ بات ہر شخص اپنی دلیل جانتا ہی

فی امور الدنیا فی دفع ما یضرہ وجلب ما ینفعہ یرنا اللہ من الاعمال ما یوافق رضاه المجلس الخامس  
جب امور دنیاوی میں مضرتوں کی کیسا اجتناب اور مفید باتوں میں کیسی کوشش کرتا ہی اللہ تعالیٰ ہم پر وہ کام آسان کری جو اسکی رضا کی موافق میں پانچویں مجلس

فی لزوم الايمان بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم ولا يجوز  
ایمان کی لازم ہونی میں اول احکام پر جو بنی صلی اللہ علیہ وسلم لای ہیں اور او کی مخالفت

المخالفة فيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفس محمد بيده لا يسمع بي  
جائز نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قسم ہی اس ذات کی جسکی قبضہ میں محمد کی جان ہی جو سینگامیری

احد من هذه الامة يهودى ولا نصرانى ثم يمتد ولم يؤمن بما ارسلت به الا كان من صفا  
نبوت کو اس امت میں سی کوئی یہودی ہو یا نصرانی پھر وہ مری اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پر وہ دوزخی ہوگا

النار هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابوهريرة وليس المراد بالامة ههنا امة الاجابة بدليل  
یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور امت سی مراد اسجگہ امت اجابت یعنی اہل اسلام نہیں ہی اسکی

كون اليهودى والنصارى مذکور فيه بل المراد بها امة الدعوة فعلى هذا يدخل فيه جميع اهل المل  
کہ اس حدیث میں یہودی اور نصرانی کا بھی ذکر ہی بلکہ مراد تمام امت دعوت ہی اس تقریر پر اس امت میں تمام باطل مذاہب والی بھی داخل ہیں

الباطلة وتخصيص اليهود والنصارى بالذكر ليعلم انهما مع كونهما اهل كتاب وصاحبى شريعة  
اور یہود اور نصرانی کا خاص جو نام لیا تو اسکی کہ یہ دونوں اہل کتاب اور صاحب شریعت ہو کر

اذا كانا من اهل النار بترك الايمان بما جاء به النبي عليه الصلوة والسلام فغيرهما من لم يكن له كتاب  
جب شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانی سی دوزخی ہو ہی تو باقی جن کی پاس نہ کتاب ہی

ولا شريعة اولى بذلك فكانه عليه الصلوة والسلام قال اقسم بالله الذي نفسي بقدرته  
اور نہ شریعت بطریق اولی دوزخی ہوں گی تو گو یا نبی علیہ السلام فی بہ فرمایا کہ قسم ہی اسکی جسکی قبضہ میں میری جان ہی

ان كل من يسمع بنبوتى ولا يؤمن بما جئت به من عند الله تعالى حتى يمتد يوت يكون من اهل النار  
کہ بیشک جو جو میری نبوت کو سینگا اور میری شریعت پر مرقی دم تک ایمان نہ لائیگا تو وہ دوزخی ہوگا

ويعلم منه ان الايمان وان كان في اللغة بمعنى التصديق مطلقا لكنه في الشريعة تصديق الرسول  
اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتی ہیں پر شرع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو

في كل ما علم ضرورة انه جاء به من عند الله واشتهر كونه من دينه عليه الصلوة والسلام بحيث  
کہ ہر شے میں ہر ایک حکام میں جو صاف معلوم ہوتی ہیں کہ یہہ احکام خدا کی طرف سے لائی ہیں اور دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر شے چکی ہیں ایسا کہ

يعلم كل احد من افتقار في معرفته الى الاستدلال اصلا بدليل العقل ولا بدليل النقل وان كان  
ہر شخص بدون استدلال کی سبھی غایت ظہور سی نہ عقلی دلیل کی حاجت ہو نہ نقل دلیل کی اگرچہ

في نفسه يتوقف معرفته على الاستدلال عليه بدليل من دليل العقل والنقل كوجوه الامانة  
نفس الامر میں اسکی معرفت عقل یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صابہ کا وجود



وجوب الصلوة وحرمة الخمر وحوال الآخرة فان كل واحد منها وان كان في نفسه يتوقف  
 اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال یہ سب مطالب کی معرفت اگرچہ نفس الامر میں

معرفته على الاستدلال عليه اما بدليل العقل كوجود الباري تعالى وصفاته او بدليل النقل  
 استدلال پر موقوف ہی یا تو عقل دلیل پر جیسی باری تعالیٰ کا وجود اور اسکی صفات یا نقلی دلیل پر

كوجوب الصلوة وحرمة الخمر وحوال الآخرة لكن كونه من دينه عليه الصلوة والسلام  
 جیسی نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال لیکن ہر ایک کو صاف معلوم ہی کہ یہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں

معلوم بالضرورة لكل احد من غير احتياج في معرفته الى الاستدلال عليه بدليل ويكفي  
 اسکی معرفت میں اصلاً کسی دلیل کی حاجت نہیں ہی اور جو احکام

الاجمال فيما يلاحظ اجمالاً وليشترط التفصيل فيما يلاحظ تفصيلاً حتى ان من لم يصدق بوجوب  
 محمل لحاظ کئی جاتی ہیں وہاں اجمال کفایت کرتا ہی اور جہاں ملاحظہ تفصیلی چاہی وہاں تفصیل شرط ہی اتنا کہ سوال کی وقت جو شخص وجوب

الصلوة عند السؤال عنها وبجرمة الخمر عند السؤال عنها لا يكون مؤمناً بل يكون كافراً الكون  
 نماز اور حرمت شراب کی تصدیق نہ کری وہ مؤمن نہیں ہی بلکہ کافر ہو ویگا کیونکہ

كل منهما صاعداً علم بالتواتر انه من دينه عليه الصلوة والسلام والحاصل ان من اراد ان  
 یہہ دونو حکم تواتر سی معلوم ہو چکی ہیں کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سی ہیں اور حاصل یہہ ہی کہ جو شخص ایمان لایا چاہی

يكون مؤمناً وقال بلسانه لا اله الا الله محمد رسول الله وصدق معناه بقلبه يكون مؤمناً  
 اور اپنی زبان سی لا اله الا الله محمد رسول الله اور دل سی اسکی معنی کی تصدیق کری وہ مؤمن ہو جاتا ہی

وان لم يعرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قيل الصلوات الخمس في كل يوم وليلة فرض عليك فان  
 اگرچہ اسکو فرائض اور محرمات معلوم نہ ہوں بہر اگر اسی کہا جاوی کہ ہر رات دن میں پانچ نمازیں تجہہ پر فرض ہیں بہر اگر

صدقها وقبلها يكون ثابتاً على ايمانه وان انكرها ولم يقبلها يكون خارجاً عن الايمان كذلك  
 اسی او اسکی تصدیق کی اور مان لیا تو وہ اپنی ایمان پر ثابت رہا اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو ایمان سی خارج ہوا اور اسی ہی

مسائل الفرائض والمحرمات الثابتة بدليل قطعي من الكتاب والسنة واجماع الامة وان اشكل  
 اور تمام فرائض اور محرمات جو دلیل قطعی کتاب اور سنت اور اجماع امت سی ثابت ہو چکی ہیں اور اگر اشکالی

عليه مسألة من مسائل الايمان يجب عليه في الحال ان يعتقد على الاجمال ما هو الصواب عند  
 کوئی مسئلہ ایمان کی مسائل میں سی او سپر مشتبہ ہو جاوی تو اس سبب بالفعل تو یہہ واجب ہی کہ محمل یہہ اعتقاد کری کہ جو اللہ کی نزدیک

بان يقول اعتقدت ما هو الصواب عند الله تعالى وهذا القدر يكفي الى ان يجد عالماً يعلم مسائل  
 حق ہی میں فی قبول کیا اور زبانی کہی کہ جو اللہ کی نزدیک حق ہی وہ میں فی مانا بجملاً اتنا اعتقاد کہ کفایت کرتا ہی کہ کوئی عالم دینی مسائل کا سیجی

الايمان فيسأله عما اشكل عليه ولا يجوز له تاخير الطلب لقوله تعالى فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون  
 اور سکھاوی پہر اس سی وہ مسئلہ مشتبہ ہو جہاں لی اور جاز نہیں کہ اسکی تلاش میں تاخیر کری کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہی بوجہہ لو یا در کہنی واللہ سی اگر تم نہیں جانتی ہو

ولا يكون معذراً بالتوقف فما اشكل عليه بل يكون كافراً بالتوقف ان كان ما اشكل عليه من ضروريات  
 اور اس مسئلہ مشتبہ میں توقف کی باب میں معذور نہیں ہوگا بلکہ اگر وہ ضروریات دینی سی ہی تو عجزاً توقف کرنی سی کافر ہو جاویگا

الدين لان التوقف في المومن به يمنع التصديق فيكون كفاً من اشكل عليه وحدانية الله تعالى  
 کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات میں تصدیق میں خلل پیدا کرتا ہی سو یہہ کفر ہی مثلاً کسی شخص کو اللہ کی وحدانیت میں

او قدرته على شيء او علمه بكل شيء من الكليات والجزئيات وحشر الاجساد وحدث العالم  
يا اوسكى قدرت مين كسى شىء بر يا اوسكى علم مين تمام كليات او جزء يا است پر يا ايدان كى بيدائيش مين بعد مرنى كى يا عالم كى حادث هونى مين

وانحذلك فقال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى يثبت ايمانه الاجمالى لوجود التسليم والقبول  
يا ايسى هى كسى اور بات مين شىء واقع هوا پر بهر قليل هولر جو خدا كى نزديك حق هى مين فى مانا توا وكما اجمالى ايمان ثابت رهى گا كيونكه اجمالى قبوليت اور تسليم موجود هى

اجمالا لكن ان لم يسئل عما اشكل عليه من هذه المذكورات بل انه اخر الطلب اولم يطلب اصلا  
ليكن اگر اوسنى اوس مشتبه مسئله كو ان المذكورات مين سى ذال ركها دير مين بچيا يا كسى بهى نه پوچھا توا اتنى تسليم

لا يبقى مؤمنا بقوله اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى بل يكون كافرا بترك السؤال و  
اجمالى سى كه جو خدا كى نزديك حق هى وه مين فى مانا مؤمن مين بهر بچيا

الطلب لان هذه المذكورات من ضروريات الدين يعلمها كل عاقل نشا بين المؤمنين فى الحال  
تلاش كى كافر چاويگا كيونكه بهر تمام المذكورات ضروريات دين سى مين انكو هر يك عاقل جو مسلمانون مين پيدا هوا هى جانتا هى خلاصه بهر هى

ان من اشكل عليه كون اله العالم واحدا ومتعددا ولم يعمل قلبه الى واحد منهما يجب عليه  
كه جس شخص بهر بهر مسئله مشتبه هوا وى كه پروردگار عالم كا ايك هى يا كنى مين اور اوسكى دل مين كوئى ايك جانب راسخ نهو توا او سپر واجب هى

ان يقول فى الحال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى ثم يجب عليه الطلب والسؤال بلا توقف  
كه فوراً بهر كسى مين فى مانا جو اسد كى نزديك حق هى بهر او سپر تررت بلا توقف تلاش اور دريا فت كرنا واجب هى

ولا تاخير حتى لو اخر الطلب او تركه ولم يعتقد كون اله العالم واحدا لا يكون مؤمنا بل يكون  
انكا كه اگر اسنى اس تلاش كو ذال ركها يا چهو دريا او پروردگار عالم كو واحد نه جانا تو مؤمن نهوگا بلكه كافر هوگا

كافرا وكذا من توقف فى يوم القيامة او فى الجنة او فى النار او فى الميزان او فى الحساب او فى الصراط  
ايسى هى جو شخص قيامت كى دن يا بهشت يا دوزخ يا ميزان يا حساب يا بل صراط

او فى الصحائف التى كتب فيها اعمال العباد او فى شفاعت الشافعين لا يكون مؤمنا بل يكون كافرا  
يا نام اعمال جسيم بندون كى اعمال لكى جاتى مين يا شفاعت شافعين مين توقف كرى مؤمن مين نهوگا بلكه كافر هوتا هى

لان التوقف والتردد بينا فى التصديق المفسر به الايمان وتحقيقه ان الايمان فى اللغة التصديق وهو  
اسلئ كه توقف اور سوچ بچار اوس تصديق كى برخلاف هى جسكو ايمان كهتى مين اسكى تحقيق بهر هى كه ايمان لغت مين تصديق كو كهتى مين اور وه

ذعان حكم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العلم بصدقه ولم ينقل فى الشرع الى معنى اخر بدليل  
يقين كر كرمان لينا مخبر كى حكم كا اور اوس مخبر كو سچا جان كر سچا طرانا اور شرع مين تصديق كو اس معنى سى اور معنى كى طرف نقل مين كيا دليل بهر هى

نه عليه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامثل منهم من امتثل من غير استفسار ولا  
له رسول صلى الله عليه وسلم فى عرب سى گفتگو مين تصديق طلب كى اور جو انمين سى مطيع هوا توا اسنى تصديق كى نه معنى پوچھى نه

فتقار الى بيان الاجسب المتعلق وهو ما يجب الايمان به فبينه عليه الصلوة والسلام وفصله  
يان طلب كيا ان متعلق كا فرق هوتا هى يعنى جبريلان لانا جا هى سور رسول صلى الله عليه وسلم فى اوسكو بيان فرمايا اور كچيه تفصيل كى

عض التفصيل حين جاءه جبريل عليه السلام على صورة رجل غريب من الايمان فقال يا محمد اخبرني  
جب كه جبريل عليه السلام فى ايك مرد سا فر كى صورت مين كر ايمان كو دريافت كيا عرض كيا يا محمد بتاؤ

عن الايمان فقال عليه الصلوة والسلام الايمان ان تؤمن بالله وملكته وكتبه ورسله الى اخر الخ  
ايمان بهر هى كه تو يقين كرى اسد كا اور اوسكى فرشتون كا اور كتابون كا اور رسولون كا آخر حديث نك



فانه عليه الصلوة والسلام بين فيه معنى الايمان بهذا اللفظ تعويلا على ظهرو معناه عندهم  
رسول صلى الله عليه وسلم في ايمان كور ان الفاظ سي بيان فرمايا  
اس بهر دى پر كه اسكى معنوں كو وه خوب جانتى هين

ثم قال هذا جبريل اناكم يعلمكم دينكم فلو كان الايمان نقل الى معنى غير التصديق تبين نقله  
پير آپ في فرمايا يه جبريل تها نكرو دين سكهاني آياتها  
پس اگر ايمان كى معنى سواى تصديق كى اور كچه منقول هوتى توده مشهور هوتى

كما تبين نقل الصلوة والزكوة ونحوهما والا لكان هذا خطأ بالظن بفهمه ولما صرح ان يكون تعليلها لهم  
جيسى منقول معنى صلوة اور زكوة وغيره كى مشهور هين اور نهين تو يه ارشاد اس امر كا هوتا جسكو نهين سمجهتى اور يه تعليم كب هوتى

ولما صرح امتثالهم من غير استفسار فظهر ان الايمان لم يعتد فيه شرعا الا الخصوص باعتبار  
اور وه لوگ ابغير پوچھى كيو نكر مان ليتى  
اب ظاهير هوكيا كى ايمان مين باعتبار شرح كى لغوى معنوں مين يعنى تصديق مين صرف خصوصيت

متعلقه بعد اريد به التصديق بالمعنى اللغوى وهو ما يعبر عنه فى الفارسية بگرويد وفى التركية  
مستقلات كى هى معتبرى  
جكو فارسى مين گرويد اور تركى مين

بانا نطق ثم التصديق من ضرورة المعرفة واليقين فعلى هذا لا يتحقق تصديق الرسول الا بعد  
بانا نطق كبتى هين پير تصديق مين معرفت  
اور يقين ضرور چاهى اسكى موافق رسول كى تصديق ثابت هونگى

اثبات رسالته بالمعجزة الدالة على صدقه ودلالة المعجزة على صدقه تتوقف على العلم بكون المعجزة  
جيتك اسكى رسالت معجزة سى جو اسكى صداقت پر دلالت كرتا هوتايت هونى اور معجزة كى دلالت رسول كى صداقت پر اس علم پر موقوف هى كه معجزة

فعلا من افعاله تعالى خارق للعادة اظهره على يد رسوله عند دعائه الرسالة تصديق له فانه تعالى  
ايك فعل هى افعال الهى سى عادت كى برخلاف كه اسكو اسد تعالى رسول صلى الله عليه وسلم كى هته پر وقت دعوى رسالت كى تصديق كى واسطى ظاهر كرتا هى سوا تعالى

بأظهار المعجزة على يده صار كانه قال صدق رسولى فى كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله  
پير معجزة رسول كى هته پر ظاهر كر كر گويا يه فرماتا هى مير رسول سچا هى تمام احكام مين جو ميرى طرف سى پيچايدى برابر هى كه وه تبليغ قول سى هوى يا فعل سى

اوسكوتته وقد مثل العلماء بشخص قام فى مجلس تلك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنى  
يا سكون سى علماء اسكى به مثال بيان كى هى مثلاً ايك شخص بادشاه كى دربار مين ايک جماعت كى سامنى كرتا هوكر كهي كه مين اس بادشاه كا اليچى هون جكو

اليكم بكذا وكذا من التكليف فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال آية صدقنى انى اطلب من  
تجهاى حق مين فلا نافذ نا حكم ديا هى  
پير اس جماعت في اتوى صداقت كى سند طلب كى اوسنى كها ميرى صداقت كى يه نشانى هى كه مين بادشاه سى كرتا هون

الملك ان يخالف عادته يقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان  
كه برخلاف اپنى عادت كى ميرى كبتى سى تين بار اوڻي اور بيٺي پير بادشاه كى اسكى كبتى سى وه هى كيا تو بيشك

ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الشخص فى كل ما يبلغ عنى ومفيد للعلم الضرورى  
بادشاه كى يه حركت ايسى هى جيسى اوسنى يه كها كه يه شخص جو ميرى طرف سى بيان كرتا هى سب سچ هى اسى اسكى صداقت كا يه علم حاصل هونگا

بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا مريان  
او كجو جنهون في بادشاه سى يه حركت ايسى هى كها اور جس شخص في نهين ديكيا او كجو اور لوگ ونسى سنتى سنتى حاصل هونگا اور بيشك

هذا المثال مطابق لحال الرسول عليه الصلوة والسلام فى افادة معجزة العلم الضرورى بصدقه  
پير مثال رسول عليه الصلوة والسلام كى حال سى مطابق هى كه معجزة ديكينى والون كو صداقت كا يقينى علم حاصل هوتا هى

لمن شاهدوها ولمن لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر وقد وصل اليها بالتواتر  
اور جو نه ديكى گا او كجو تواتر سى سكر حاصل هونگا اور كجو تواتر سى يه خبر آچكى هى

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ادعی النبوة واظهر المعجزة حتى جرى ذلك مجرى الشمس في الظهور فوجب  
 کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزہ ایسا ظاہر کیا کہ آفتاب کی مانند روشن ہو  
 علينا تصديقه في جميع ما جاء به من عند الله تعالى من الاحكام التكليفية التي هي وجوب الواجبات  
 ہم پر اونی تصدیق تمام احکام تکلیفی میں جو جو خدا کی طرف سے لای ہیں واجب ہیں اور وہ احکام یہ ہیں واجباً کا واجب  
 ونذب المندوبات واباحة المباحات وحرمة المحرمات وكراهة المكروهات ومنه امور الاخرة التي اول  
 اور مندوبات کا نذب اور مباحات کی اباحت اور محرمات کی حرمت اور مکروہات کی کراہت اور بعضی امین امور اخروی ہیں جسکی  
 منزل من منازلها القبر واحياء الميت فيه وسؤال منكر ونكير ثم كونه اماروضة من رياض الجنة  
 منزل میں سے پہلی منزل قبری اور آدمین مردہ کا جینا اور منکر نکیر کا سوال پہر وہ قبر یا چمن بہ جنت کی باغ کا  
 او حفرة من حفر النار ثم البعث منه يوم القيمة الى العرش ثم اعطاء الكتب التي كتب فيها اعمال  
 یا گڑھی دوزخ میں کا پہر وہ انسی قیامت کی دن محشر کی میدان میں جانا پہر نامہ اعمال کا دینا جس میں تمام عمل بندوں کی لکھی ہوئی  
 العباد فيوتى كتاب بعضهم بيمينه وكتاب بعضهم بشماله او من وراء ظهره ثم الحساب ثم نصب  
 ہوگی پہر کسیکو دہنی ہاتھ میں دیا جاوے گا اور کسیکو بائیں ہاتھ میں یا پس پشت سے پہر حساب کا ہونا پہر  
 الميزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سيئاته فهو في عيشة مراضية ومن خفت  
 ترازو کھڑی کرنی اعمال تولنی کی لئی بہر جسکی نیکیاں بہاری یعنی زیادہ اور گناہ ہلکی یعنی کمتر ہوگی وہ تو اچھی جین میں رہا اور جسکی نیکیاں کمتر  
 حسناته وثقلت سيئاته فامه هاوية ثم وضع الصراط على متن جهنم لمروا الناس عليه فيمير بعضهم  
 اور گناہ زیادہ ہوئی تو اوکا ٹھکانا گڑھا ہی بہر دوزخ کی اوپر صراط کا تان دینا آدمیوں کی جینی کی لئی پہر کوئی نہ  
 كالبرق الخاطف وبعضهم كالزبرج العاصف وبعضهم كالفرس الجواد وبعضهم يعدو عدداً وبعضهم يعيش  
 مثال چمکتی بجلی کی اور کوئی مانند تند ہوا کی اور کوئی مثل دوڑتی کہوڑی کی اور کوئی دوڑتا ہوا اور کوئی لپکتا ہوا تعالیٰ  
 مشياً وبعضهم يجبرحباً وبعضهم يسقط الى النار ويتلقونه الزبانية بالسلاسل والاغلال نسأل الله  
 اور کوئی کھٹکتا ہوا جاوے گا اور کوئی دوزخ میں گرے گی اور دوزخ کی موکل او سکونت زنجیرون اور طوق میں قید کریں گی الہی ہو  
 ان يحفظنا من جميع هذه الاهوال وقد تبين جميع ذكران تصديق الرسول عليه الصلوة والسلام لم يتحقق  
 ان تمام ہولوں سے محفوظ رہیں اس تمام تقریری ظاہر ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق  
 الابعاد ثبات رسالته بالمعجزة الدالة على صدقه ودلالة المعجزة على صدقه تتوقف على العلم بكون تلك المعجزة  
 بدون ثبوت رسالت کی معجزہ سی جو اسکی صدق پر دلالت کرتا ہو متحقق نہیں ہوتی اور معجزہ کی دلالت اسکی صدق پر اس علم پر موقوف ہے کہ یہ معجزہ  
 فعلا من افعاله تعالى والعلم بكونها فعلا من افعاله يتوقف على العلم بوجوده تعالى وكونه قدماً واحداً  
 ایک فعل ہی افعال الہی سے اور معجزہ کا فعل ہونا افعال الہی سے اس علم پر موقوف ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود قدیم واحد  
 متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحياة لانها لكونها فعلا من افعاله تعالى يتوقف وجودها على وجود  
 قدرت والا ارادہ والا عیلم محی ہی کیونکہ معجزہ جب فعل ہے افعال الہی سے تو بیشک اسکا عمل میں آنا وجود الہی  
 وكونه موصوفاً بهذه الصفات والعلم بوجوده تعالى لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوساً كالشمس  
 اور ان تمام صفات پر موقوف ہوگا اور علم وجود باری تعالیٰ کا حوس کی وسیلہ سے حاصل ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آفات اور جہتات کی طرح  
 والقمر حتى يعلم وجوده بالحس وليس العلم بوجوده ضرورياً كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم  
 تو محسوس نہیں ہے جو حواس کی وسیلہ سے معلوم ہو جاوے اور نہ علم وجود الہی کا البسا بدیہی ہی کہ جیسا ہم دو کو ایک سے بڑھتی جانتی ہیں تاکہ بدایت سے



وجوده بالبداية بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاثر الى المورث كما روى ان  
 معلوم هو جادى . . . بجز استدلال كى . . . مصنوع سى . . . صانع بر . . . اور اثر سى مؤثر بر كوى طرفى نهين هى چنانچه در  
 اعزايها شئ عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروث على الحبر واثار الاقلام  
 كه ايك اعزاي سى البسى دليل پوچھى جس سى وجود الهى ثابت هو جادى او سنى جواب ديا كه ميگفتى اونٹ پر . . . اور ليده گدھى پر . . . اور پاؤں كا نشان  
 على المسير او لتدل سماء ذات ابراج وارض ذات فجيج وبجارت ذات امواج على الصانع القدير وروى ان ابا  
 جعفر والى پر دلالت كرتا هى پر كيا بر جون والا آسمان . . . اور رستون والى زمين . . . اور موج مار تادريا . . . صانع قدیر پر دلالت نهين كرتى . . . اور روايت هى كه  
 حنيفة كان سيفاً حاداً على الدهرية وكانوا ينتهضون الفرصة ليقتلوه فبينما هم قاعد في المسجد يوم  
 امام ابو حنيفة دھريون كى حق مين مثل تيز تلوار كى تھى . . . اور دھريہ او كى قتل كى لى فرصت كى تاك مين رھتى تھى ايك روز امام صاحب تنہا مسجد مين بيٹھى تھى  
 وحده اذ هم عليه جماعة منهم يسوف مسلولة فقتلوه فقتلوه فقال لهم اجيبوني عن مسئلة ثم افعلا  
 ننگا دھريون كا غول . . . ننگى تلوار مين كھينچ كر قتل كى لى جھڑايا . . . امام صاحب كى كھا ميري ايك بات كا جواب ديده پر جو چا ہو  
 ما شئتم فقالوا ما مسئلتك فقال لهم ما تقولون في رجل يقول انى رايت سفينة مشحونة بالاحمال  
 سوكرتا . . . بولى وه كيا بات هى . . . امام كى كھا . . . كيا كھتى هو . . . البسى شخص كو جو پرہہ كھتا هى مين فى ايك كشتى مال اسباب كى بھرى ہوئى ديكي هى . . . يہ  
 هلمة بالاثقال قد احتوشتها في لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة وهى من بينهما تجرى مستوية  
 كه دريا كى اندر . . . موجون كا طباچہ . . . اور مختلف ہواؤں كا صدمہ او پھر پھرتا ہوا بروہ كشتى  
 من غير صلاح يجريها ولا مدبر يدبر امرها هل يجوز هذا في العقل قالوا لا هذا شئ لا يقبله العقل فقال  
 بدون صلاح كى جو تدبير سى او سكى خبردارى كرى برابر كى كھنگ چلى جاتى تھى آيا پرہہ بات عقل كى نزديك ہو سكتى هى وه بولى اس بات كو عقل قبول نهين كرتى . . . پر  
 الامام ابو حنيفة يا سبحان الله ان سفينة اذا لم يجز في العقل ان تجرى مستوية من غير صلاح  
 امام صاحب كى كھا . . . سبحان الله . . . جب ايك كشتى عقل كى نزديك . . . بدون صلاح كى  
 يدبر امرها في جريانها فكيف يجوز في العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتقدير اعمالها  
 جو تدبير سى لى جلى برابر سيمى درست نهين چل سكتى تو كيو نكر عقل بيہ قبل كرتى هى كه دنيا جسكى احوال مختلف اور اعمال متفرق  
 وسعت اطرافها وتباين اكنافها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه  
 اطراف وسيع . . . كندارى الگ الگ . . . بغير صانع كى جو اسكى حال كو سنبھالى اور حفاظت كرى قايم ہى . . . پرہہ كلام ستنى هى  
 بكوا جميعاً فقالوا صدقت لسيفوفهم وتابوا واسلموا بين يديه وروى ان بعض الزنادقة انكر الصانع  
 سب كى سبدوى اور بولى آپ سچ فرماتى هين اور اپنى تر وارين ميان كر لين اور توبہ كر كر او كى سامنى مسلمان ہو گئى اور روت هى كه كسى زندقى كى  
 عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبتم البحر قال نعم قال هل رايت احواله قال نعم قال هاجت  
 حضرت جعفر صادق كى آگى خدا كا انكار كيا حضرت جعفر كى فرمايا تو فى دريا كا سفر ہى كيا هى بولا ان پر فرمايا اوس سفر كى سختيان هى بھگتى هين بولا ان  
 يوما سريكم هالكة فكسرت السفينة واعزقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عنى ذلك  
 ايك روز ايتنى تھى جلى . . . كه كشتى ٹوٹ گئى . . . اور ملاح ڈوب گئى . . . مين ايك تختہ بر چٹا رہ گيا . . . پر وہ تختہ بھى چھوٹ كيا  
 اللوح وانا مدفوع في تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك اولا على السفينة  
 اور مين موجون مين غوطہ كھاتا ہوا . . . كندارہ جا لگا . . . حضرت جعفر كى فرمايا . . . بھگيو پھلى تو كشتى  
 مع الملاح ثم على اللوح بانه ينجيك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك  
 اور ملاح پر ہوا تنہا پر اوس تختہ پر ہر وسيلہ كہ پرہہ بچا ليگا . . . پر جب نيرى لائتہ سى پرہہ سب چيزين چھوٹ گئين تو بول كيا تو فى اپنى جان موت كى حوالہ كى تھى

ام كنت ترجو سلامة بعد قال بل رجوت السلامة قال فمن كنت ترجوها فسكت الرجل فقال الجعفر  
یا پیرہی نجات کی امید باقی تھی بولا نجات کی امید باقی تھی فرمایا ہم امید کستی تھی اب وہ زنجیق چپ ہو رہا ہر امام جعفر فی فرمایا

ان الصائم هو الذي ترجوه في ذلك الوقت من غير شعورك به وهو الذي انجاك من الغرق فلما  
وہ ہی ہی خدا جستی تو اس وقت ہی نجات کی امید رکھتا تھا گو تجھ کو معلوم نہ تھا اور اوس ہی فی تجھ کو ڈوبنی سی بچایا جب

سمع ذلك الرجل هذا الكلام منه قبل قلبه فاسلم بين يديه فقد علم من هذا ان طريق معرفة  
اوس شخص فی یہ بات سنی دل سی مان اوٹھا اور اوسکی سامنی مسلمان ہو گیا اس سی معلوم ہوا کہ معرفت الہی کا طریق

الله تعالى بالاستدلال الذي هو النظر في الدليل فيكون النظر واجبا لانه تعالى امر به فقال  
استدلال ہی ہی یعنی دلیل میں غور کرنا سو نظر کرنا واجب ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہی

قل انظر اماذا في السموات والارض فمن تركه يكون اثما لانه تعالى اعطى الانسان نعمة العقل  
تو کہہ نظر کرو کیا ہی آسمانوں میں اور زمین میں ہر جو شخص استدلال نہ کری وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فی انسان کو عقل کی نعمت اسی ہی دی ہی

ليستدل به على وجوده تعالى وقدمه ووحده وسائر صفاته التي تدل عليها افعاله وهي القدرة و  
اور اوسکی قدم اور وحدت اور تمام اوصاف پر جو افعال الہی سی ثابت ہوتی ہیں یعنی قدرت اور

الارادة والعلم والحياة فاذا لم يستدل به لا يكون مؤديا شكر نعمة العقل فيكون اثما فان لم يغض  
ارادہ اور علم اور حیات استدلال کیا کری ہر جب استدلال نہ کیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا کیا سو یہ شخص گنہگار ہوگا اگر اوس کو اللہ تعالیٰ

الله له فانه وان كان عاقبته الجنة لكن بعد ان يعذب بقدر ذنبه فعلى هذا يجب على كل مؤمن  
تواختیار ہی یہ شخص اگرچہ اسکا انجام بہشت ہی پر گناہ کی موافق عذاب بہگت کر اس سے تقرب کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی

ان يعتنى في معرفة الله تعالى ومعرفة ما يجب عليه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتى يخرج  
کہ معرفت الہی اور تمام اعتقادی امور میں نظرا اور استدلال کیا کری تاکہ اہل تقلید سی

من التقليد ويكون من اهل اليقين لان المقلد لا يفطن له اصلا لانه هو الذي لم يتفكر في خلق  
نکل کر اہل یقین میں داخل ہو جاوی کیونکہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کہیں حاصل نہیں ہوتا کیونکہ مقلد تو وہ ہوتا ہی جو

السموات والارض واختلاف الليل والنهار حتى يعرف خالقه وسائر ما يجب عليه اعتقاده بل خبره  
آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی اختلاف میں غور اور فکر نہیں کرتا تاکہ اپنی خالق کو اور تمام اعتقادی امور کو دریافت کری بلکہ اوس کو

احد بها وصدقه فيها ففي صحة ايمانه اختلاف بين العلماء واما الذين نشأوا في دار الاسلام وسمعو  
کسینی کچھ بنا دیا اوسنی تسلیم کر لیا سو ایسی شخص کی ایمان میں علماء اختلاف کرتی ہیں کہ صحیح ہی یا نہیں اور جو لوگ دار اسلام میں پیدا ہوئے ہیں اور

معجزات النبي عليه الصلوة والسلام وتفكروا في خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار فلا خلا  
معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی اختلاف میں فکر کرتی ہیں سو

في صحة ايمانهم لكونهم من اهل النظر والاستدلال ولا يشترط الاقتدار على التقرير والتحرير ومجادلة  
اہل ایمان میں اصلا اختلاف نہیں ہی کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والی ہیں اور تقریر اور تحریر اور

الخصوم ودفع شبهاتهم المجلس السادس في بيان من رضى بالله ربا وبالاسلام  
بی دین کی ساتھ مناظرہ کرنا اور اسکا شبہ دفع کرنا کچھ شرط نہیں ہی چھٹی مجلس اس بیان میں کہ جو خوش ہو اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو

دينا ويحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذاق طعم الايمان قال رسول  
دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجھ کر اوسنی ایمان کا مزہ چکھا فرمایا رسول



اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الايمان من رضی باللہ رباً وبالاسلام ديناً ومحمد رسولاً هذا  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ایمان کا مزہ اوشخص نے چکھا جس نے خوشی سے مان لیا اللہ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول یہ  
 الحديث من صحاح المصابيح رواه العباس بن عبد المطلب ومعناه ان من اطمن قلبه بكون  
 حديث مصابيح کی صحیح حدیثوں میں ہے عباس بن عبد المطلب کی روایت سے اس کی معنی یہ ہے کہ جس کی دل میں طمانینت خدا کی

اللہ تعالیٰ ربہ ولم يطلب ربا غيره واكتفى بكون الاسلام دينه ولم يطلب ديناً غيره وقنع بكون محمد  
 ربوبيت پر اور رسول اور اس کی دوسرا رب تلاش نہ کری اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرا دین تلاش نہ کری اور رسالت محمدی

صلى الله عليه وسلم رسوله ولم يطلب رسولا غيره يتحقق فيه الايمان ومن لم يرض بواحد منها لا  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کر کر دوسرا رسول تلاش نہ کری ایسی شخص میں ایمان متحقق ہوتا ہے اور جو شخص ان امور میں سے کسی ایک پر ہی

يوجد فيه الايمان لان الايمان في الشريعة هو التصديق بالمعنى اللغوي وهو اذعان حكم المخبر وقبوله  
 راضی ہوگا اور میں ایمان کا پتا نہیں کیونکہ شریعت میں ایمان سے مراد تصدیق باعتبار معنی لغت کی ہے یعنی خبر کی حکم کا یقین کرنا اور ان میں

وجعله صادقا بعد العلم بصدقه لا مجرد العلم بصدقه اذ يلزم ان يكون كل ما لم يصدق النبي عليه  
 اور اس کو سچا جان کر صادق ہونا نرا علم صداقت کا مراد نہیں ہے نہیں تو جو کو علم صداقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو اگر

الصلوة والسلام مؤمنا وليس كذلك لان كثيرا من الكفار لم يؤمنوا به مع كونهم عالمين بصدقه  
 وہ مؤمن ہو اگر اور یہ امر غلط ہے اس لیے کہ اکثر کفار جیسی یہود ایمان نہیں لائے اور نبی کو سچا جانتے تھے

كما يدل عليه قوله تعالى في حق بعض الكفرة والذين اتينهم الكتب يعرفونه كما يعرفون ابناءهم فذل  
 چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو بعض کفار کی حق میں نازل ہوا ہے اس دعویٰ پر دلالت کرتا ہے جن کو دی ہوئی کتاب وہ جانتے ہیں اور جو جیسی جانتے ہیں اپنے پیروں کو

النص على ان التصديق ليس مجرد العلم بل هو اذعان لما علم وقبوله له بترك الجحود والعناد وبناء الاعمال  
 اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تصدیق صرف علم نہیں ہے بلکہ تصدیق کیا ہے یقین کرنا احکام معلومہ کا اور مان لینا انکار اور مخالفت چھوڑ کر اور اسی پر عمل

عليه وهذا امر نائد على العلم لا يحصل في الغالب الا بعد العلم والعلم هو الجزم المطابق لما في نفس الامر  
 کی بنا ہے اور یہ امر علم سے جدا ہے اکثر اوقات یہ امر بعد حصول علم کی ہوتا ہے اور علم کیا ہے یقین کرنا نفس الامر کی مطابق

بشرط ان يحصل ذلك الجزم بسبب واما الجزم الحاصل بغير سبب فليس بعلم بل هو اعتقاد وتحقق  
 بشرطیکہ وہ یقین کسی دلیل سے حاصل ہوا ہو اور جو یقین کہ بی دلیل حاصل ہوتا ہے اس کو علم نہیں کہتے بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہے اس کی تحقیق

ذلك على ما ذكره الامام التنوسي ان الحكم الحادث ينشأ عن امر خمسة علم واعتقاد وظن ووهم  
 موافق تقریر امام تنوسی کی یہ ہے کہ حکم یعنی کوئی چیز مبتدا کو ثابت کرنی یا خبر مبتدا سے نفی کرنی پانچ طرح پر ہوتا ہے علم اور اعتقاد اور ظن اور وہم

وشك لان الحاكم باهر على امر ثبوتاً ونفياً اما ان يجد في نفسه جزمًا بذلك الحكم او لا الاول الذي  
 اور شک کیونکہ حکم کرنا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اس کی دل میں اس حکم کا یقین جزی ہے یا نہیں ہے پہلی صورت میں

هو وجود الجزم ان كان بسبب من ضرورة امر او برهان فهو علم وليمي معرفة ويقيناً ايضاً وان كان بغير  
 یعنی اگر یقین کامل ہو اگر وہ اقسام بہت سے حاصل ہوا ہے جیسی محسوسات کا یا دلیل سے حاصل ہوا تو ان دونوں صورت میں یہ حکم علم ہے اور جو محسوسات پر یقین ہے کبھی

سبب بل بتقليد محض فهو اعتقاد والثاني الذي هو عدم وجود الجزم ان كان راجعاً على مقابله فهو ظن  
 دلیل سے حاصل نہیں ہوا بلکہ صرف تقلید سے تو وہ اعتقاد کہلاتا ہے اور دوسری صورت میں یعنی اس کی دل میں یقین کامل نہیں تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر اپنی مقابل پر غالب ہے

وان كان مرجوحاً فهو وهم وان كان مساوياً فهو شك فالإيمان ان حصل من الاقسام الثلاثة الاخيرة  
 اور اگر مغلوب ہے تو وہم ہے اور اگر برابر ہے تو شک ہے اب ایمان اگر ان تین پہلی قسم سے حاصل ہوا ہے جو سوا یقین کامل کی ہیں

لغير الجرم وهي الظن والوهم والشك فالاجماع على بطلانه وان حصل من القسم الاول من قسمي الجرم  
 یعنی ظن اور وہم اور شک تو بہ بالافتاق باطل ہی اور اگر پہلی قسم جرم کی دو نو قسم سی یعنی بد اہست یا بد پس چل  
 العلم والمعرفة فالاجماع على صحة القسم الثاني من القسمين الجرمين وهو الاعتقاد فيقسم الى قسمين احدهما مطابق لما في نفس المرء يسمى اعتقاداً صحيحاً  
 علم اور معرفت ہی تو بالافتاق صحیح ہی اور جرم کی دوسری قسم جو اعتقاد ہی اسکی دو قسم ہیں ایک تو نفس الامر کی مطابق یہہ تو اعتقاد صحیح کہلاتا ہی جیسی  
 عاقل المؤمنین المقلدین لائمة الدين والثاني غير مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقاداً فاسداً وجهلاً مرکباً  
 عام سمائلان کا اعتقاد جو ائمہ دین کی مقلد ہیں اور دوسرا نفس الامر کی برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہل مرکب کہتی ہیں  
 كاعتقاد كافة الكفرين المقلدین لائمة الكفر فالفاسد اجمعوا على كفر صاحبه وكونه فخذلاً في النار  
 جیسی تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کی پیشواؤں کی مقلد ہیں پس فاسد اعتقاد والا بالافتاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہی  
 واختلافوا في الاعتقاد الصحيح الذي يحصل بحض التقليد والصحيح ان صاحبه يكون مؤمناً لكنه يكون  
 اور اختلاف ہی صحیح اعتقاد میں جو نری تقلید ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کا ایسی اعتقاد والا مؤمن ہوتا ہی پردہ  
 عاصياً بترك النظر والاستدلال فيبقى في مشية الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عذاب  
 نظر اور استدلال کی ترک کرنی سی گنہگار ہوتا ہی پس یہہ اللہ تعالیٰ مشیت میں ہی چاہی معاف کرے بلا عذاب جنت میں داخل کری  
 وان شاء يعذبه بقدر ذنبه ثم يدخله الجنة فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يتعلم كل مسألة من  
 اور چاہی گناہ کی موافق عذاب دی پھر جنت میں داخل کری اس بیان کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اعتقادی ہر مسئلہ ایمان کا  
 مسائل عقائد الايمان بدليل واحد حتى يكون في دينه على بصيرة لان العقائد الحاصلة بالتقليد  
 ایک ہی دلیل سی سیکھی تاکہ اپنی دین میں صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقاید تقلید سی حاصل ہوتی ہیں  
 يخشى على صاحبها الشك عند عروض الشبهات فان التصميم على العقائد من غير تحصيلها بالادلة  
 اوسمیں یہہ خوف ہی کہ اگر کچھ شبہات پیش آویں تو مقلد کو شک پیدا نہ ہو جاوی کیونکہ تصمیم عقائد کی بدون دلائل کی جب ذرہ بہر شے پیش آوی  
 لا يامن صاحبها من زوالها عند عرض ادنى شبهة وعلى تقدير ان يقابل ذلك الشك والزوال  
 تو یقین نہیں ہی کہ زوال سی بھی اور یہہ مانا کہ شک اور زوال کی مقابلہ میں  
 بالتصميم اللساني فاني يتقعه والقلت الذي هو محل الايمان متخبر بقول الادري في زهرة  
 تصمیم زبانے عمل میں آوی پر کیا فائدہ جس حال میں کہ دل جو ایمان کا گہری حیران ہو کر بہر گہی میں کیا جانو پھر تو منافقین کی ذمہ میں نظر  
 المنافقين الذين يقولون بافواههم طالس في قلوبهم ولذلك قيل النفاق نوعان احدهما نفاق يعرفه  
 جو منہہ سی ایسی باتیں بنایا کرتی ہیں جو انکی دلیں نہیں ہوتی اسہی لہی کہتی ہیں کہ نفاق کی دو قسم ہیں ایک تو وہ نفاق جو منافق  
 صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يظهرون الاسلام بين الناس ويضمرون الكفر في قلوبهم كنفاق الذين  
 یہہ نفاق اول شخصوں کا ہی جو ظاہر میں اسلام کی سامنی اسلام ظاہر کرتی ہیں اور دلیں کفر چھپا رکھتی ہیں جیسی نفاق اونکا  
 كانوا في عهد النبي عليه الصلوة والسلام ومن في معناه من الزنادقة والملاحدة والثاني نفاق لا يعرفه  
 جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں تھی اور اور زندقہ اور ملحدوں کی مثل دوسرا وہ نفاق ہی کہ اوسکو  
 صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يولدون بين المؤمنين فيسمعون منهم كلمة الايمان فيقولون  
 منافق دلیں تیز نہیں کرتا یہہ اونکا نفاق ہی جو مسلمانوں میں پیدا ہوتی ہیں پھر اوسی ایمان کی باتیں سن سنا کر جیسی سنی  
 مثل ما سمعوا اتباعاً وتقليداً حتى انهم لو ولدوا بين اليهود والنصارى لقالوا مثل قولهم ولفعلوا مثل  
 ویسی ہی تقلیداً بولنی لگی اتنا کہ اگر اتفاقاً یہودی یا نصاریٰ میں پیدا ہوتی تو انکی سی کہا کرتی او ویسا ہی کیا کرتی



فعلہم اتباعاً وتقليداً من غیر ان یلاحظوا من ای شیء خلقوا ولا شیء خلقوا لیعرفوا خالقہم وما امرہم بہ

یہ لحاظ نہیں ہوتا کہ ہم کہاں سے پیدا ہوئے اور کس نے پیدا ہوئے تاکہ اپنی خالق کو جانی اور اسکی امر

وما انہم عنہ بانزال الکتب وارسال الرسل فیکونون من الذین یقولون اذا ماتوا ووضعو فی القبر

اور نہ ہی کو جو بواسطہ انزال کتب اور ارسال رسل پہنچے ہیں پہچانی پھر وہ اول لوگوں میں ہیں کہ جب مرکز قبر میں جاویں گی

وسالہم منکر ونکر لاندری سمعنا الناس یقولون قولا فقلناہ فانہم اذا اتاہم الملکان فی القبر ینطقون

اور منکر و نکر کو سوال کریں گی تو جواب دیں گی ہم کچھ نہیں جانتی ہم تو جو اور دوسری سنتی تھی وہ ہی ہم ہی کہتی تھی کیونکہ انکی پاس گور میں جب دوسری آویں گی

بما عندہم من غیر زیادة ولا نقصان لان الانسان فی ذلک المحل لا یترک کما فی الدنیا ان یتکلم بما لیس فی

تو ہی کہم وکاست فہی بول اوٹھیں گی جو دہلین تہا اسلئے کہ انسان گور میں ایسا مختار نہوگا جیسا دنیا میں تہا کہ زبان پر کچھ اور اور دہلین کچھ

قلہ بل ان کان عالماً بالحق ینطق بہ وان کان شاکاً فیہ غیر عالم بہ یقول لا ادری کما کان یقول بقلہ

بلکہ اگر حق جانتا تہا تو ویسا ہی کہیگا اور اگر شک تھا تو کہیگا میں نہیں جانتا جیسی کہ جیتی جی دہلین کہتا تہا

فی حال حیوئہ لا ادری وقد روی انہ علیہ السلام قال اذا کان یوم القیمة ینادی مناد من کان یعبد

میں نہیں جانتا اور روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قیامت کی دن منادی پکارے گا جو شخص جسکو پوجتا تہا

شیئاً فلیتبعہ فمن عبد الشمس اتبعہا ومن عبد القمر اتبعہ ومن عبد الطواغیت اتبعہا فبقیہ هذه الامة

اب اسکی ساتھ رہی پھر جو آفتاب کی پوجا کرتا تہا اسکی ساتھ ہوگا اور جو گور پوجتا تہا گور کی ساتھ ہوگا اور جو بتوں کی پوجا کرتا تہا انکی ساتھ ہوگا پھر بہ امت

وفیہم منافقوہم والمراد بالمنافقین فی ہذا الحدیث لیس الذین عبدوا الاصنام فی منازلہم سراً واطہراً لئلا

سہ اپنی منافقوں کی باقی رہ جاویں منافق سی مراد اس حدیث میں وہ لوگ نہیں ہیں جو اپنی گہروں کی اندر پوشیدہ بت برستی کرتی تھی اور مسلمانوں کی

الاسلام فانہم یتبعون الطواغیت بمن اتبعہا لانہم کانوا یعبدونہا فیدھبون فی جہنم معہا بل المراد بھم

سامعی اسلام ظاہر کرتی تھی یہ لوگ نوتون کی ساتھ ہوئے کیونکہ یہ تو بتوں کو پوجتے تھے سو انکی ساتھ دوزخ میں جاویں گی بلکہ منافق سی مراد

الذین کان الریب فی قلوبہم وہم لا یعرفون ذلک اغلبة التغلید علیہم فان اکثر العوام بل کثیر من کان

وہ لوگ ہیں جنکی دہلین تردد تہا اور تغلید کی غلبہ سی اسکو سمجھیں بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ میں اکثر ایسی شخص

فی شکل العلماء فی ہذا الزمان لا یعرف حال نفسہ فیظن انہ فی قمر جہۃ المعرفة والیقین مع انہ لم یتقن ایمانہ

جو علماء کی صورت میں ہیں اپنی حال سی خبردار نہیں ہیں وہ یہ سمجھتی ہیں کہ ہجو مرتبہ معرفت اور یقین کا حاصل ہو رہی اور اصل میں ایمان

ولو بدرجۃ التغلید بل بعض المقلدین ینطق بکلمتی ایمان من غیر ان یعرف معناہا ولا ان یمیز بین

اگرچہ تقلید کی درجہ کا ہو بلکہ بعض مقلدوں کو کلی ایمان کی زبان سی تو پڑھتی ہیں پر انکی معنوں سی واقف نہیں ہیں اور نہ اللہ میں

اللہ ورسولہ لان اکثر الناس فی ہذا الزمان لیسوا فی درجۃ الاعتقاد التغلیدی الصحیح المطابق بل ہم

اور اسکی رسول میں تمیز کرتی ہیں کیونکہ اس زمانہ کی اکثر لوگوں کو درجہ تغلیدی اعتقاد کا صحیح اور مطابق ہوئی حاصل نہیں ہی بلکہ اسکو

فی درجۃ الاعتقاد التغلیدی الفاسد الغیر المطابق لما فی نفس الامر وما ذلک الا لان ذراس العلماء الراستخیر

تغلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کی حاصل ہی اور یہ تمام خرابی اسکی ہی کہ علماء جنکی علم راسخ تہا

فی العلم وکثرة الضالین المضلین من الدجاجة الذین ینضمون الی التصوف لقطع طریق الدین علی المسلمین

ہو چکی اور خود گمراہ اور گمراہ کرنیوالی رجال صفت متصوف بن کر بہت بہیل گئی شیطانی جال عیا کر دین کی مسلمانوں پر

بنصب حبائل الشیاطین لما روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون

رازدنی کرتی ہیں چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ آخر زمانہ میں رجال کی مانند جوڑی پیدا ہوں گی

يَا تَوَنُّكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاءُكُمْ فَأَيَّاكُمْ وَآيَاتُكُمْ لَا يَصْلُوْنَكُمْ وَلَا يَفْتَنُوْنَكُمْ فَانْتُمْ  
ایسی حدیثیں روایت کریں گی کہ نہ تمہاری سنی اور نہ تمہاری باپ دادانی سوتہ دور ہو اونی اور دور کرواؤ گویا ہی ایسا ہو کہ تم کو گمراہ اور فتنہ میں نہ لے

عليه السلام بين في هذا الحديث ان جماعة من اهل المكرو والتليبين يخرجون في اخر الزمان  
اس حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی یہ بیان فرمایا کہ آخر زمانہ میں جماعت مکارہ و فحشہ باز

يزي العلماء والمشائخ ويقولون للناس نحن علماء وهشائخ نعلمكم دينكم ونزشتكم الى  
علماء اور مشائخ کی وضع پر پیدا ہوگی کہیں کی کہیں عالم اور شیخ وقت میں ہم تم کو دین سکھائی ہیں اور راہ حق بتائی ہیں

الحق وهم كذابون يحدثونكم بالاحاديث الكاذبة يعلمونكم اعتقادات فاسدة ويبتدعون  
اور اصل میں جھوٹی ہوگی اور وضعی حدیثیں روایت کریں گی اور فاسد عقیدے تم کو سکھائی ہوگی اور نئی باطل

لكم احكاما باطلة فاحذروا عنهم ولا تقربوا منهم كيلا يضلونكم ولا يوقعونكم في الفتنة فعلى  
احکام تمہاری الٹی گڑھ دیں گی سوائی بچو اور انکی پاس نہ جاؤ مبادا تم کو گمراہ کر دیں اور فتنہ میں نہ پھنسا دیں اس

هذا كل من لم يجاهد نفسه في هذا الزمان لتعلم علم الايمان يموت على انواع البدع والكفر  
ضمون کی موافق جو شخص اس زمانہ میں علم دین کی واسطی جان سی کوشش نہ کرے گا نودہ بخر طریق بدعت اور کفریات پر مرے گا

وهو لا يشعربها ويكون من الذين يقولون يوم القيمة ما حكي الله تعالى عنهم بقوله يوم القيمة  
اور اس زمرہ میں داخل ہوگا جسکی قول کی قیامت کی دن اسد جل شانہ حکایت کرتا ہی جس کی کہیں

لَمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقُونَ الَّذِينَ اَمْشَوْا نَظَرًا نَقْتَسِبُ مِنْ تَوْرِكُمْ فَاَنْتُمْ يَقُولُونَ ذَلِكَ لَكُنْهُمْ  
منافق مرد اور عورتیں ایمان والوں کو شہرہ ہم بھی بلیں تمہاری روشنی ہی سہمہ لوگ یہ بھی کہیں کی کہیں یہ

صناعة وكون المؤمنين على ركاب تسرع بهم الى الجنة ونورهم بين ايديهم وبأيمانهم كما قال  
بیادہ پا ہوں گی اور مؤمنین کھوڑوں پر سوار کہ دوڑی جنت میں لٹی جاتی ہوگی اور انکی سامنی اور دہنی روشنی ہوگی جہاں جہاں

يوم تزي المؤمنين والمؤمنات بسعي نورهم بين ايديهم وبأيمانهم واختلف في ذلك النور فقيل  
جس دن تو دیکھی ایمان والی مرد اور عورتوں کو دوڑی چلتی ہی انکی روشنی انکی آگے اور انکی دہنی اور اختلاف ہی اس نور میں کوئی کہتا ہی

المرا د به الضياء الذي يستضيئون به على الصراط على ما روى عن ابن مسعود انه قال يؤتون  
نور سی مراد روشنی ہی جتنی صراط پر روشنی ہو جاوے گی ابن مسعود سی یہ روایت ہی یہ کہتی ہیں کہ انکو

نورهم على قدام أعماهم فمنهم من يؤتى نورهم كالنخلة ومنهم من يؤتى نوره كالرجل القائم وادهم  
اعمال کی موافق روشنی ملی گی بعضوں کو برابر کھجور کی درخت کی اور بعضوں کو بمقدار قد آدم اور کھڑے ہو

نوراً من يكون نوره على إبهام رجله ينطفي عتارة ويلهم أخرى وقيل المراد به معرفة الله تعالى  
نور میں وہ ہوگا کہ اسکی پاؤں کی انکو ٹپی پر روشنی ہوگی کہیں جتنی کہیں بھی ہوئی اور کوئی کہتا ہی نور سی مراد اسد تعالیٰ کی معرفت ہی

فمقادير الانوار يوم القيمة على حسب مقادير المعارف الالهية المكتسبة في الدنيا فلا نور  
بہر قیامت کی روشنی بلانڈہ معارف الہی کی ہوگی جس قدر دنیا میں حاصل کی ہوگی

في عرصة القيمة الانوار الايمان والطاعة التي اكتسب في الدنيا باستعمال الآلات البدنية والقوى  
قیامت کی میدان میں سوار نور ایمان اور عبادت کی جو دنیا میں بوسیلة اعضاء بدنہ اور قوئی

الجسمانية من الحواس الظاهرة والباطنة لتخصيل المعارف الربانية فكل احد يعطي من النور يوم  
جسمانی یعنی حواس ظاہر و باطن کی معارف ربانی حاصل کی ہوں گی کوئی اور نور نہیں ہوگا بہر ایک کو قیامت کی دن اتنا نور دیا جاوے گا



القيمة مقدار ما اكتسبه في الدنيا من المعارف اليقينية ومن لم يكن شياً من المعارف  
حتى انتهى الدنيا من يقيني معارف حاصل هو كذا  
دینی معارف میں سے کچھ حاصل کیا ہوگا

الدنيا تبقى يوم القيمة في ظلة بلا نور على ما روى عن أبي اطمية انه قال يعيش الناس يوم القيمة  
نور قیامت کی دن اندھیری میں بی نور یہ جادو کا  
چنانچہ ابوامامہ سی روایت ہے وہ کہتی ہیں قیامت کی روز لوگوں کو

ظلمة شديدة ثم يقسم النور بينهم فيعطى كل مؤمن نوره بقدر علمه بالله تعالى وعلمه له ويتزك  
تاریک اندھیرا ڈھانپ لینگا پھر ان میں نور تقسیم ہوگا  
بقدر معارف الہیہ کی نور لینگا اور جو اس کی علم میں ہوگا اور

الكافر والمنافق في ظلة لا يعطيان شيئاً من النور بل يحال بينهما وبين المؤمنين بان يضرب بينهم  
کافر اور منافق تاریک اندھیری میں رہ جادو کی کچھ نور نہ ملے گا  
بلکہ انکی اور مؤمنین کی بیچ میں

سور دون جسر جهنم وفي الآية السابقة إشارة الى ان المراد بالمنفقين المذكورين فيها هم الشاكرون  
ایک دیوار جسر جهنم سی وری فاصل ہو جاوے گی اور پہلی آیت میں یہاں اشارہ ہے کہ منافقین سی مراد وہ لوگ ہیں جو شک اور تردد میں گرفتار  
تعالیٰ

المرتابون الذين يصلون في المساجد ويدخلون مع اهل الايمان في مداخل الاسلام ولذلك قال الله  
اور مسجدوں میں نماز ادا کرتے ہیں اور ایمان والوں کی اسلامی مکانات میں آتے جاتے ہیں  
اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ينادونهم الوكن معكم قالوا بلى ولكنكم فتنتم انفسكم وترتبتم وارتبتم وغرتكم الاماني حتى جاء  
یہہ انکو پکارے گی کیا ہم نہ ہی تمہاری ساتھ وہ کہیں گی البتہ پر تمہیں بھلا دیا آپ کو اور راہ دیکھتی رہی اور وہی میں بڑی اور یہی امیدوں پر آخر کیا  
سورج

امر الله وعزمهم بالله الغرور فذلت الآية على انهم لم يعبدوا صنابل كانوا مع المؤمنين لكن لم يكونوا  
حکم اللہ کا اور حکو بھکا دیا اس کی نام سی غرور سی سو یہ آیت دلات کرتی ہے کہ وہ لوگ بت پرست نہیں تھے بلکہ مؤمنین کی ہمراہ رہتے تھے پراہنوں کی

عاسرفين بما وجب عليهم معرفته حتى جاءهم امر الله الذي هو الموت فقال لهم يوم القيمة فالיום  
جو انہر واجب تھا وہ معرفت الہی حاصل کی آخر حکم الہی یعنی موت آگئی  
اور کو قیامت کی دن یہ حکم ہوگا سورج

لا يؤخذ منكم فدية ولا من الذين كفروا وما ولكم النار هي مولكم وبئس المصير فاذا كان كذلك ينبغي  
تجسی نہیں قبول فدیہ اور نہ کافروں کی تمہارا ٹھکانا دوزخ ہی وہی تمہارا رقیق ہی اور بری بازگشت پس جب مراد یہ ہوئی تو

للمؤمن المقلدان لا يفتروا ويستدل بقوة تصميمه وكثرة عبادته انه على الحق لتوجه النقض عليه  
مقلد مؤمن کو لایق ہے کہ ہرگز سستی نہ کری اور نہ اپنی تصمیم کی قوت اور کثرت عبادت سی یہہ استدلال کری کہ میں حق پر ہوں کیونکہ اس پر یہہ اعتراض ہوگا

بتصميم اليهود والنصارى على ابا طيلهم تقليدا لآباءهم الضالين المضلين فان تصميم المقلد على كون  
کہ یہود اور نصاریٰ یہی جھوٹی باتوں پر اپنی باپ دادا ضالین مضلین کی تقلید سی جم رہے ہیں اس لئے کہ مقلد کی تصمیم کسی

شيء حقا وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشير لا يدل على كونه في دينه على بصيرة لان جزمه  
شیء کی حقیقت پر اور اوستی نہ ملتا اگرچہ اڑتہ سی چیرا جادی دہلالت نہیں کرتی کہ وہ اپنی دین میں بصیرت پر ہے کیونکہ اس کا جزم

وتصميمه على كون شيء حقا ليس من حيث معرفته بكونه حقا بل من حيث نشأته بين قوم يدينون  
اور تصمیم کسی شئی کی حقیقت کا باعتبار معرفت یقینہ حقیقت کی نہیں ہے بلکہ اس سبب سی ہے کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہے کہ وہ اس شئی کو

به وللنشأة والمخالطة اثر عظيم في تصميم كون شيء حقاً سوء كان حقاً اولم يكن الا ترى ان مثل هذا  
اور پیدائش اور ملاپ کو اشیا کی حقیقت میں بڑا اثر ہوتا ہے برابر ہی کہ وہ حق ہو یا ناحق دیکھو ایسی ایسی

التصميم يوجد عامة من ذوي الجهل المركب كاليهود والنصارى ولهذا قال بعض العلماء من جزم في  
تصميم تمام جہل مرکبوں میں ہوتی ہے جیسی یہود اور نصاریٰ اسہیلٹی بعضی علماء کہتی ہیں جو شخص

یہ کہ کوئی شے حقا و لم یبدل انک الجزم سبباً خاصاً برجم الیہ فلیس له فی ذلک بصیرة  
 این کسی شے کو حق یقین کری اور اس یقین کی ایسی خاص دلیل معلوم ہو جسکی طرف رجوع کریں کہ اسکو دین کی اندر بصیرت نہیں ہے

لا ملازمة بین الجزم الاعتقادی وكون ما جزم به حقا فاذ لم یکن بینهما ملازمة یجب علیہما ان  
 کہ جو کسی اعتقادی یقین میں اور اس شے کی حقیقت میں کوئی علاقہ نہیں ہے جب ان دونوں میں علاقہ نہ ہو تو یہ لازم نہیں ہے کہ

یاتی بما یكون به بینهما ملازمة لیتیمز ما کان علیہ من الدین اھو حق ام لا حتی یكون فی ذلک علی  
 اول دون میں علاقہ پیدا کری تاکہ اسکو یہ تمیز ہو کہ آیا سیرا دین حق ہے یا نہیں تاکہ اسکو دین کی

بصیرة وانما یحصل ذلك بالنظر الصحیح بالبراهین لا بالضرورة اذ قد جرت عادة اللہ تعالیٰ  
 بصیرت پیدا ہو اور یہ تمیز بخیر نظر صحیح اور برہان کی بدولت ہی نہیں ہوتی کیونکہ عادت الہی یوں جاری ہے

ان یحصل بالبرهان لا بالضرورة اذ لو کان حصولہ بالضرورة لادرکہ جمیع العقلاء ویکفی فی  
 ان کے دلائل سے ہو بدولت ہی نہیں ہوتی اگر یہ تمیز بدولت ہی حاصل ہو کر تھی تو تمام عقلاء حاصل کر لیا کرتی اور مکلف کو

خروج المكلف من التقليد الدلیل الجملی الذی یحصل له فی الجملة العلم والطمانینۃ بعقائد  
 تقلید سے پاک ہو لی میں مجمل دلیل بھی کافی ہے جس کی کچھ علم اور طمانیت عقائد ایمان میں حاصل ہو جاوی

الایمان بحیث لا یقول بقلبه لا ادری سمعت الناس یقولون قولا فقلته ولا یشرط القدرة علی  
 اتنا کہ اپنی دل میں یوں نہ کہی کہ میں نہیں جانتا لوگوں کی جہات میں تبارا وہ ہی میں ہی کہتا ہوں اور یہ شرط نہیں ہے کہ اس دلیل کو

ترتیبه علی الوجه الذی یرتبہ العلماء ولا القدرة علی دفع المشبهة الواردة علیہ من جهة البتة  
 علماء کی طور پر موافق قواعد منطقی کی مرتبہ کری اور نہ یہ شرط ہے کہ بدعتی کی شبہات دفع کرینی استعداد ہو

ولا القدرة علی التعبير عنه بل اذا فہمہ بحیث یخرج بہ عن التقليد فهو عارف وان لم یقدر ان  
 اور نہ یہ شرط ہے کہ اسکو صاف بیان کری بلکہ اسکو اتنا سمجھ لیا کہ تقلید سے پاک ہو جاوی تو یہ وہ عارف ہی اگرچہ اس میں مجمل دلیل کو

یعبّر عما فی ضمیرہ من ذلك الدلیل الجملی ولا ان یرد شبہة یردھا مبتدع علیہ لان کثیرا من  
 دل سے زبان پر نہ لاسکی اور نہ یہ شرط ہے کہ بدعتی جو شبہات وارد کریں رد کیا کری کیونکہ اکثر

العلماء یعجزون عن التعبير عما فی ضمائرہم من العلوم المحققة عندہم فکیف بالعامۃ والحاصل  
 علماء اپنی حقیقی علوم کو بیان کرتی سے عاجز ہو کر تے ہیں ہم عوام کی تو کیا اصل ہی حاصل یہ ہے

ان من اراد ان یعلم قدر نفسه من عقائد الايمان هل هو فی مرتبة المعرفة ام فی مرتبة التقليد  
 کہ جو شخص اپنا حال معلوم کیا چاہی کہ عقائد ایمانی میں آیا مجھکو مرتبہ معرفت کا ہے یا ابھی مرتبہ تقلید میں ہوں اور آیا میں اپنی عقائد میں

وہل هو مصیب فی عقائده ام غیر مصیب فیہا یلزمہ ان یسئل عن حقیقة المعرفة وعن حقیقة  
 صواب پر ہوں یا خطا پر تو اسکو لازم ہے کہ معرفت کی حقیقت اور تقلید کی حقیقت

التقلید لیمیز احدهما عن الآخر ویعلم ایہما حاصلہ فالمرکبة فی الجزم للموافق لما عند اللہ تعالیٰ  
 دریافت کری تاکہ ایک کو دوسری سے تمیز کری اور جان لی کہ مجھکو دونوں میں سے کیا حاصل ہے سو معرفت تو یقین کرنا موافق حکم الہی کی

بشرط ان یحصل ذلك الجزم بدلیل واما الجزم الحاصل بغیر دلیل فلا یسمی معرفة بل یسمی اعتقادا  
 بشرطیکہ وہ یقین دلیل سے حاصل ہو اور جو یقین بی دلیل حاصل ہو تو اسکو معرفت نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہے

سواء کان موافقا لما عند اللہ تعالیٰ اولم یکن والتقلید هو الجزم بقول الغیر من غیر دلیل سواء کان  
 برابر ہی کہ موافق علم الہی کی ہو یا نہ ہو اور تقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سے بلا دلیل برابر ہی



حقاً و باطلاً لا مقلد لا معرفة عنده وإنما عنده الجرم بقول الغير خاصة سواء كان حقاً و باطلاً

کہ حق ہو یا باطل سو مقلد کو معرفت کہی نہیں ہوتی اور کو صرف یقین غیر کی کہنی کا ہوتا ہے برابر ہی کہ حق ہو یا باطل

فمن علم هاتين الحقيقتين ثم نظر الى ضميره ايها حاصل له فيه فانه يعرف طاهر الحاصل له منها

اب جو شخص ان دونو الحقيقت کو سمجھی پھر اپنی دلیلیں سوچی تو جان لیگا کہ اس کو دونوں میں سے کونسا مرتبہ حاصل ہے

فان كان الحاصل له منها هو التقليد لا المعرفة يجب عليه اولاً اقامة البرهان لتحصيل المعرفة

پس اگر اس کو مرتبہ تقلید کا ہے معرفت کا مرتبہ نہیں ہے تو اس پر وجہ ہے کہ پہلی دلیل قائم کری تاکہ معرفت پہنچے

في عقائد الايمان وثانياً البحث عن العقائد الصحيحة حتى يعلم هل كان مصيباً في عقائده ام

عقائد کی حاصل ہو پھر صحیح صحیح عقائد کی بحث کری تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عقائد میں حق پر تھا یا نہیں

لم يكن فان وجد نفسه على الصواب فيها يشكر الله تعالى على هذه النعمة العظيمة التي لا يكا فيها

پھر اگر وہ اپنی آپ کو صواب پر پاوی تو اس نعمت عظیمہ پر جس کی برابر کوئی دنیا کی متاع نہیں ہے شکر اسد تعالیٰ کا ادا کری

من متاع الدنيا وان لم يجد لها على الصواب فيها يفترض عليه ان يسعى في تصحيح اعتقاده بالبرهان

اور اگر صواب پر نہ پاوی تو اس پر فرض ہے کہ واسطی صحت عقائد کی دلائل میں کوشش کری

حتى يحصل له النجاة من عذاب النار والدخول في دار القرار ليسرنا الله تعالى بفضلہ المجلس السابع

تاکہ اس کو دوزخ کی عذاب سے نجات ملی اور بہشت میں جانا مسیر ہو الہی اپنی فضل سے ہمراہ آسان کر سائیں مجلس

في بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالاً على الاصح وتفصيلاً

اول چیزوں کی بیان میں جن پر ایمان لانا چاہی اور ان پر ایمان مجمل لازم ہے موافق مذہب اصح کی اور تفصیل

عند البعض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبريل عليه السلام حين جاءه على

بعض کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جبریل ہی فرمایا جب ادبی پاس

صورة رجل غريب وسئل عن الايمان الايمان ان تؤمن بالله وملكته وكتبه ورسله واليوم

ایک مرد مسافر کی صورت میں آیا اور پوچھا ایمان کیا ہے ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لاوی اللہ پر اور اس کی فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں پر اور قیامت کی

الآخر وتؤمن بالقدار خيره وشره هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن الخطاب وهو

دن پر اور تو یقین کری نیک اور بد کی تقدیر کا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے عمر بن الخطاب کی روایت سے اس حدیث میں

جامع الاصول وما يصح الاعتقاد عليه فان الاصل في الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما

تمام اصول دین کی اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہی سب مذکور ہیں ابتداء اصل تمام اعتقادات میں مبدأ اور معاد کی معرفت ہے اور

ذكرت الملئكة وما عطف عليه ليتوصل الى معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تقتضيها العقول

ملائکہ کا جو معطوفات کی ذکر ہے تو واسطی معرفت معاد کی ہے اسلئے کہ مبدأ کی معرفت کو تو سلیم عقلمن پالیتی ہیں

السليمة لكونها ثابتة في فطرة بني آدم من مبدأ خلقهم بمقتضى قوله تعالى فطرة الله التي

اسلئے کہ بنی آدم کی اصل فطرت میں ابتداء ہی پیدائش سے ثابت ہے موافق قول اللہ تعالیٰ کی تراش اللہ کی جیسے

فطر الناس عليها واما معرفة المعاد والاستعداد له فلا سبيل اليها الا بتوفيق من الله تعالى

کہ تراشا آدمیوں کو اور ہی معرفت معاد کی اور اس کا سامان سوا اس کا کوئی راہ نہیں ہے بجز توفیق الہی کی

بواسطة الانبياء الذين وصل اليهم علم ذلك بارسال الرسل من الملئكة بانزال الكتب فلذلك

بوسیلة انبیاء علیہم السلام کی جن کو اس کا علم بواسطہ فرشتوں کی اور بوسیلة کتب منزل کی حاصل ہوا ہے اس ہی لئے یہ

دخل جميع ذلك في مفهوم الايمان وذكر كله في هذه الحديث فلا بد لطالب معناه من الاستكشاف

بیسب ایمان کی مفهوم میں داخل ہیں اور اس حدیث میں سب مذکور ہیں سو جو اسکی معنی کا طالب ہو اور کو ضروری کہ حقیقت

عن حقيقة معنى الايمان بهذه الاشياء الستة المذكورة فيه ليكون في دينه على بصيرة

ایمان کی تہ کو ان چیزوں اشیاء مذکورہ کی تفصیل سی دریافت کری تاکہ دین میں بصیرت ہو

الاول صايجب الايمان بالله تعالى والمراد من الايمان به تعالى العلم بوجوده وقدمه وكونه

اول ایمان اللہ پر واجب ہے اور اس پر ایمان لانی سی یہ مراد ہے کہ اسکی موجود اور قدیم اور

واحد ومتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحياة وسائر ما يليق به من الصفات لكن العلم

واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی اور تمام صفات لائقہ سی موصوف جانی لیکن اسکی

بوجوده لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن العلم بوجوده

وجود کا علم حواس ہی حاصل ہوتا ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مانند آفتاب اور مہتاب کی نظر نہیں آتا تاکہ اسکا وجود حواس کی وسیلہ سے

بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم جوده بالضرورة

معلوم ہو جادی اور نہ علم اسکی وجود کا ایسا بدیہی ہے جیسا دو کا عدد ایک سی زیادہ ہے تاکہ اسکا علم بالہدایت خود بخود آجائے

بل انما يعلم وجوده تعالى بالدليل وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا يحتاج الى محدث

بلکہ علم اسکی وجود کا دلیل سی حاصل ہوتا ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ عالم حادث ہونی کی سبب پیدا کرنیوالی کا محتاج ہو کر

يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم

دلائل کرہائی کہ اسکا کوئی پیدا کرنیوالا ہی اور وہ پیدا کرنیوالا بالضرورت قدیم واحد قدرت والا ارادہ والا علیم

والحياة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما

اور حی ہونا چاہی اس واسطی کہ اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو یہ وہ خود محدث کا محتاج ہو دیگا آخر یا دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہ دونوں

محال ولولم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما القائل مقتضى لعدم وجود العالم

محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ کئی ہوں تو آپس میں روک ٹوک واقع ہوگی جس سی عالم کا وجود نہ ہوگی

ولولم يكن متصفا بالقدرة والارادة والحياة والعلم لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان

اور اگر قدر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم نہ ہو تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سی کوئی شئی ہی پیدا نہ کر سکی اسلی

الايجاد اثر القدرة وتأثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضى ارادة ذلك الشيء واردة ذلك الشيء

کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کی تاثیر کسی شئی میں بیرون ارادہ اس شئی کی نہیں ہو سکتی اور ارادہ اس شئی کا

يقتضى العلم به لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلاث

بیرون علم کی نہیں ہو سکتا اسلی کہ پیدا کرنا کسی شئی کا بی جانی بوجہی محال ہی اور یہ تینوں صفتیں بیرون

يقتضى الحياة لكونها شرط فيها فعلي هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعا

حیات کی نہیں ہو سکتی اسلی کہ حیات انہیں شرط ہی اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی

على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات الاربعة اذ لا يعرف صفاته تعالى

اسکی وجود اور قدیم اور وحدت پر اور ان چاروں صفات سی موصوف ہونی پر اسلی کہ اسکی صفات

بالعقل الا صا يتوقف عليه افعاله واما ما لا يتوقف عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيجوز ان

عقل سی وہ ہی معلوم ہو سکتا ہیں جن پر اسکی افعال موقوف ہیں اور جن پر افعال موقوف نہیں جیسی سمع اور بصر اور کلام سو جائز ہی



یستدل علی ثبوتہا لہ تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی  
 کہ عقلی دلیل قائم کریں اور کہی نقلی دلیل عقلی انکی ثبوت کی توجہ یہی  
 بالعقل فہر انہا صفات کمال واضدادہا صفات النقصان واتصافہ تعالی بصفات الکمال  
 کہ یہ صفات کمال کی ہیں اور انکی ضدین صفتین نقصان کی ہیں اور اسد تعالی کا موصوف ہونا صفات کمال سی  
 وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب اتصافہ تعالی بتلك الصفات واما وجه  
 اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی لازم آیا کہ اسد تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور  
 الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالنقل فہو ان الشرع قد ورد بثبوتہا لہ تعالی فوجب القطع بثبوتہا  
 نقلی دلیل انکی ثبوت کی یہی کہ شرع سی ان صفات کا ثبوت ثابت ہی سوائی ثبوت کا یقین کرنا واجب ہی  
 لہ تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف علیہا  
 اور اس مسئلہ میں نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتری اس لئی کہ ان صفات پر افعال الہی موقوف نہیں ہیں  
 افعالہ تعالی حتی یستدل بہا علی ثبوتہا لہ تعالی وذاتہ تعالی لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم  
 تاکہ اول افعال سی ان صفات کو ثابت کریں اور ذات الہی کی کو معلوم نہیں ہی جس سی یہ معلوم ہو  
 انہا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافہ بہا بحیث لو لم یتصف بہا یلزم ان یتصف باضدادہا  
 کہ یہ صفات بہ نسبت ذات الہی کی کمال کی ہیں اسد کا موصوف ہونا ضروری ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہوگا تو انکی اضداد پیدا ہوگی  
 وما ذکر من كونہا کمالا انما هو بالنسبة الیہا ولا یلزم من كون الشئ بالنسبة الیہا کمالا ان یكون  
 اور ان صفات کو کمال جو کہتی ہو توجہ ہماری حق میں ہیں اور ہماری حق میں کمال ہونی سی لازم نہیں آتا کہ  
 فی حقہ تعالی کمالا والثانی مما یجب الایمان بہ الایمان بالملئکة والمراد من الایمان بہا العلم  
 اسد کی ذات میں کمال ہونا دوسری جیسپر ایمان لانا چاہی ملائکہ میں اور ملائکہ پر ایمان لانی سی یہ مراد ہی  
 بوجودہا لکن لا سبیل الی اثبات وجودہا بدلیل العقل بل هو ما انعقد علیہ الاجماع ونطق بہ  
 کہ ملائکہ کو موجود جانی پر انکا وجود عقلی دلیل سی کسی راہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ انکی وجود پر اجماع ہو چکا ہی اور  
 الکتاب والسنة فان ظاہر الکتاب والسنة يدل علی وجودہم وكونہم اجساما لطيفة نورانية  
 کتاب اور سنت سی ثابت ہی بیشک ظاہر معنی کتاب اور سنت کی یہہی دلالت کرتی ہیں کہ فرشتی موجود ہیں لطیف اور نورانی جسم  
 کاملۃ فی العلم قادرة علی افعال الشاقة وعلی التشکل بأشکال مختلفة ولا یوصفون بالذکورة  
 علم میں کامل دشواری دشوار کار کر سکتی ہیں اور مختلف صورتیں بدل سکتی ہیں اور نہ مذکر ہیں  
 ولا نوثۃ شانہم الطاعات وصکنتہم السموات وهم رسل اللہ علی انبیائہ واصناؤہ علی وحبہ  
 اور نہ ملہ شغل اوکھا عبادت اور مکان اوکھا آسمان اور وہ ہی اسد کی طرف سی انبیاء کی پاس بھی ہوئی آتی ہیں اور وحی پر امین ہیں  
 فمن ثبت تعینہ باسمہ کجبریل وصی کا عیل واسرافیل وعزرائیل یجب الایمان بہ تفصیلا ومن  
 اور جن فرشتوں کی تعین نام سی ثابت ہی جیسی جبرائیل اور صی کا عیل اور اسرافیل اور عزرائیل اون پر تفصیلی ایمان واجب ہی اور  
 لم یعرف اسمہ یجب الایمان بہ اجمالا والثالث مما یجب الایمان بہ الایمان بالکتاب والمراد من الایمان  
 جنکا نام معلوم نہیں اون پر اجمالی ایمان واجب ہی اور تیسری شی جیسپر ایمان واجب ہی کتاب میں ہیں اور کتابوں پر ایمان لانی سی یہ مراد ہی  
 بہا العلم بكونہا کلام اللہ تعالی انزل علی انبیائہ وجملتها مائة واربعۃ کتب انزل منها علی آدم علیہ السلام  
 کہ یقین کری کہ خدا کا کلام ہی اپنی انبیاء پر نازل کیا ہی اور تمام کتابیں ایک سو چار ہیں انہیں سی حضرت آدم پر

عشر صحائف علی بن شدیث علیہ السلام خمسون صحیفة وعلی ادریش ثلاثون صحیفة وعلی ابرہیم  
 دس صحیفہ نازل ہوئی اور حضرت شدیث پر پچاس اور حضرت ادریش پر تیس اور حضرت ابرہیم پر

علیہ السلام عشر صحائف وعلی موسی علیہ السلام التوراة وعلی داود علیہ السلام الزبور وعلی  
 علیہ السلام دس اور حضرت موسی علیہ السلام پر توریت اور حضرت داود علیہ السلام پر زبور اور

عیسی علیہ السلام الانجیل وعلی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام القرآن فما ثبت تعینہ باسمہ یجب  
 حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور جس کتاب کی تعین نام سے ثابت ہے

الایمان بہ تفصیلاً واما لم یعرف اسمہ یجب الایمان بہ اجمالاً والرابع ما یجب الایمان بہ الایمان  
 تو اس پر تفصیل ایمان واجب ہے اور جس کی تعین نام سے نہیں ہے اس پر اجمالی ایمان واجب ہے اور چوتھی جہ پر ایمان لانا واجب ہے

بالرسل والمراد من الایمان بہم العلم بكونهم صادقین فیما خبروا بہ عن اللہ فانه تعالی بعثہم  
 رسول ہیں اور اور رسولوں پر ایمان لانی سے یہ ہے کہ یقین کری کہ وہ اپنی اپنی خبروں میں جو خدا کی طرف سے لائی ہیں سچی ہیں بیشک انکو اللہ تعالیٰ نے

الی عبادہ لیبلغوہم امرہ ونفیہ ووعیدہ وایدہم بالمعجزات الدالة علی صدقہم اوہم  
 اپنی بندوں کی پاس بھیجا تاکہ اسکا امر اور نہی اور وعدہ اور وعید پہنچا دیں اور معجزات سے انکی حکمت کی جو انکی صداقت پر دلالت کرتی ہیں سب

ادم علیہ السلام واکثرہم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ولم یبین فی القرآن حدہم کم ہم بل المذکور  
 آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن میں انکی گنتی نہیں ہے کتنی ہیں بلکہ قرآن میں

فیہ منہم باسمہ العلم علی ما ذکرہ بعض المفسرین ثمانية وعشرون وهم ادم وادریس ونوح وھو  
 نام معین لیکر بعض مفسرین کی قول کی موافق اٹھائیس کا ذکر ہے وہ یہ ہیں آدم اور ادریس اور نوح اور ہود

وصالح وابرہیم واسماعیل واسحق ویعقوب ویوسف ولوط وموسی وھرون وشعیب ویزکریا  
 اور صالح اور ابرہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف اور لوط اور موسیٰ اور ہرون اور شعیب اور زکریا

ویحیی وعیسی وداود وسلیمن والیاس والیسع وذاکفل وایوب ولونس ومحمد وذو القرنین وعزیر  
 اور یحییٰ اور عیسیٰ اور داود اور سلیمان اور الیاس اور الیسع اور ذاکفل اور ایوب اور یونس اور محمد اور ذو القرنین اور عزیر

ولقمن علی القول بنبوۃ هذه الثلاثة الاخيرة صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین قال بعض  
 اور لقمان بوجوب قول ان تینوں کی نبوت کی جو آخر میں ہیں رحمت اللہ کی اور سلام ان سب پر بعضی

العلماء یجب علی المؤمن ان یعلم صبیانہ ونسائہ وخذلہ اسماء الانبیاء الذین ذکرہم اللہ تعالیٰ فی  
 علماء کہتے ہیں کہ ہر مؤمن پر واجب ہے کہ اپنی بچوں اور عورتوں اور غلاموں کو ان انبیاء کا نام جگاتا کر اللہ تعالیٰ نے

کتبہ حتی یؤمنوا بہم ویصدقوا بجمیعہم ولا یظنوا ان الواجب علیہم الایمان بحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 اپنی کتاب میں کیا ہے کہ ان سب پر ایمان لادین اور سب کی تصدیق کریں اور یہ خیال نہ کریں کہ ایمان صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب ہے

فقط لا غیر فان الایمان بجمیع الانبیاء سواء ذکر اسمہ فی القرآن اولم ینکر واجب علی المكلف فمن  
 اور کہ نہیں کیونکہ ایمان تمام انبیاء پر لانا قرآن میں اور انکا نام مذکور ہو یا نہ ہو مکلف پر واجب ہے ہر جسکی

ثبت تعینہ باسمہ یجب الایمان بہ تفصیلاً ومن لم یعرف اسمہ یجب الایمان بہ اجمالاً والخامس  
 تعین نام سے ہوگئی ہے اس پر تفصیلی ایمان لانا چاہی اور جسکا نام معلوم نہیں اس پر اجمالی ایمان لانا چاہی اور پانچویں شی

فما یجب الایمان بہ الایمان بالیوم الآخر والمراد من الایمان بہ العلم بما یكون فیہ من احوال  
 جہ پر ایمان لانا واجب ہے قیامت کا دن ہے اور قیامت کی دن پر ایمان لانی سے مراد یہ یقین کرنا ان حالات



الآخرة التي أول منزل من منازلها القبر وأحياء الميت فيه وسؤال منكر ونكير وهما ملاك

آخری کا جو اس روز گزریگی جسکی منزلوں میں سی پہلی منزل قبری اور اوسمیں زندہ کرنا مرده کا اور سوال منکر نکیر کا اور یہ دونو فرشتے ہیں

مهيبان يُقعدان العبد في قبره ويسألانه عن ربه وعن دينه وعن نبيه ويقولان له من

ہیبت ناک صورت قبر میں مردہ کو بہشاکر اوس سی پوچھتی ہیں بدوردگار کو اور دین کو اور نبی کو اور اوس سی کہیں گی کون ہی

سربك وما دینك ومن نبیک وسوالهما اول فتنه بعد الموت فمن وفق الى الجواب يكن قبره

تیرا رب اور کیا ہی تیرا دین اور کون ہی تیرا نبی اور اولکلمہ سوال موت کی بعد پہلا فتنہ ہی سوچو جو آپ کی توفیق ہوئی تو اس کی گور

مروضة من رياض الجنة ومن لم يوفق الى الجواب يكون فبدره حفرة من حفر

ایک چمن ہی بہشت مین کا اور جسکو جواب کی توفیق نہ ہوئی تو اوسکی گور ایک سڑک ہوگا۔ دوزخین کا

الذين اذا بعث الناس من قبورهم الى الموقف قاموا فيه

پہر جب بنی آدم کو قبروں میں سی اور ہمارے موقف میں لجائیں کی اور وہ اور جگہ پر رہیں

ما شاء الله حفاة عراة واذا جاء وقت الحساب يؤمر بالكتب التي كتبها الكرام الكاتبون لان

جس قدر مرضی اسد کی ہوگی تنگی پائو تنگی بدن اور جب وقت حساب کا ہوگا تو حکم ہوگا اعمال نامی دینی کا جو کہ اسم کا تین فی لکھ رکھی ہیں اسلئے

الناس اذا بحثوا من قبورهم لا يكونون ذاكرين لاعمالهم فيوتوان كتبهم ليقفوا على اعمالهم فمنهم من

کہ نبی آدم جب اپنی اپنی قبروں میں سی اور ہٹائی جاوے گی تو اونکو اپنی اعمال کچھ یاد نہ ہوں گی اس واسطے

بوتنى كتابه بيمينه وهو من السعداء لان الله عز وجل له ما يشاء من الجنته وعلم الخلق

ماہ اعمال واپنی اہت میں ملیگی وہ تو سب ہوں گی کیونکہ ماہ اعمال واپنی اہت میں ملیگی وہ تو سب ہوں گی کیونکہ ماہ اعمال واپنی اہت میں ملیگی وہ تو سب ہوں گی کیونکہ

في الناس ومنهم من يؤتي كتابه بشماله او من وراء ظهره وهو من المشركين فاذا وقف الناس

نرہنی کی شادی کا اور بعضوں کو نامہ اعمال یا نین اٹھنے میں ملینگی یا پس پشت کی طرف سے "درہ شقی ہوتی جب بنی آدم اپنی احوال سے خبردار

على اعمالهم يحاسبون بها فاذا انقضى الحساب ينصب الميزان لوزن الاعمال اذ بالحساب

ہو جاوینگی تو پھر ادسی حساب ہوگا پھر جب حساب ہو جلیگا تو اعمال تولنی کیواسطی ترازو قایم کی جاوے گی اسنی کہ حساب سی

يعلم العبد ما هو المقبول من الأعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المغفور من الأعمال

معلوم ہوگا بنی آدم کو کہ نیک عملوں میں سی کوشا مقبول ہے اور کوشا مردود ہے اور کوشا اعمال بد میں سی معاف ہوا

السيئة وما هو المأخذ بها وبالوزن يظلم على ما يتوجه اليه من الثواب والعقاب ويعلم مقدراً

اور کونسی بر سزا ہوگی اور تو لینی سی معلوم ہوگا کس عمل پر ثواب ملیگا اور کس پر عذاب ہوگا اور معلوم ہوگا انذار

ثواب المقبول من الاعمال الصالحة ومقدار عقاب المواخذ من الاعمال السيئة ولذلك يكون

ثواب کا اعمال نیک میں سے مقبول کا اور اندازہ عذاب کا اعمال بد میں سے قابلِ داگیر کا اسہی لئی

بعد الحساب نصب الميزان وقد ورد في الخبر ان احدى كفتيه من نور واخرى من ظلمة فالكفة

میزان بعد حساب کی قائم ہوگی اور حدیث میں مذکور ہے کہ تیرا نہ و کا ایک بلڑا نور کا ہوگا اور دوسرا اند میر کا یعنی سیاہ پس ۵

النيرة للحسنات والكفة المظلمة للسبب والناس في الآخرة على ما قال علماءنا ثلاثة اصناف

مؤمن پڑھا واسطی نیکیوں کی ہی اور سیاہ بلڑا واسطی .. یوں کی .. اور بنی آدم آخر میں موافق قول ہماری علماء کی تین قسم ہونگی

كفار ومعتقون وفلحان من اهل الكفار فيوضع كفرهم في الكفة المظلمة فلا يوحدهم حسنة حتى

نری کفارید اور نری متقی بہر سیزگار۔ اور ملی جلی پہر کفار کا کفر سببہ یلہی مین رکبا جاو بکا  
اور کوئی عمل کیا اونکا ہوگا

توضیع فی الکفۃ الاخری فتبقى فارغة فترفع لفراغها وخلوها عن الخیر فیما امر الله تعالى بهم الی  
 پڑھی میں رکھا جاوی نا چار دہ خالی رہ جاو گیگا پیر اوپر کثیر ہوگا بلکہ اور عمل نیک سی خالی ہو کر تب حکم ہوگا اللہ تعالیٰ کا

النار واما المتقون فهم الذين لا كباثر لهم فتوضع حسنتهم في الكفة النيرة وصغار ثمرهم ان كانت  
او كفي حق من روضه كا اور پر ہیز کار شخص جس سی گناہ کبیرہ نہیں ہوئی او کی حسنت روشن پڑے میں رکھی جائیگی اور او کی گناہ صغیرہ اگر

لهم الصغائر في الكفة الاخرى فلا يجعل الله تعالى لتلك الصغائر وزنا وتثقل الكفة النيرة حتى  
بالفرض ہونگی تو دوسری پلڑہ میں سوا اللہ تعالیٰ اول صغائر کو ہلکانی وزن کر دیگا اور وہ روشن پلڑہ ایسا بہاری ہو جاویگا

لا تبرح من مكانه وترفع الكفة المظلة ارتفاع الفراع الخالي واما المخلصون ومم الذين ارتكبوا  
 كتابي جبهه سي نهين انبريكا اورسيه پلره اليسا بلند هوجا ويكا جيسي هكا خالي هو اور مؤمن گنهگار شخص جو كه كبير و گناه كرتي ههكه

الکبار ولم يتوبوا عنها فتوضع حسنا تهم في الكفة النيرة وسياتهم في الكفة المظلمة فيكون  
اور توپ کی سو او کی حسنت توروشن پڑھ میں رکھی جاوینگے اور او کی اعمال بد سیاہ پڑھی میں

نکباتر م ثقل فمن كانت حسناته الثقل ولو بصوابة يدخل الجنة ومن كانت سيئاته الثقل و  
اونکي کباير مين بوجه بود لکجا سوچکی حسنت بوجھل ہون گی۔ اگرچہ لیکھ کی برابر وہ بہشت میں جاوینگے اور جسکی بدیاں بوجھل ہونگی

لو بصوابه يدخل النار الا ان يعفو الله تعالى لان مذهب اهل الحق ان العباد اذا اتى بطاعات  
اگر چه اینکه کسی بر او دوزخ میں جاوے گا یا اللہ معاف فرماوی کہ چونکہ مذهب اہل حق کا یہ ہے کہ نہ اگر عبادات

کامثال الجبال ثم كانت له مخالفة واحدة فهو في مشيئة الله تعالى ان شاء يعاقبه عليها ثم  
 پہاڑ کی مثالیں ادا کری پھر اس کی اعمال میں کوئی گناہ بھی ہو تو وہ مشیت الہی میں ہی اگر چاہی اوس گناہ پر عذاب دیکر پھر

يعطيه ثواب طاعاته وان شاء يغفرها له ولا يعاقبه عليها هذا اذا كانت الكبائر فيها بينه وبين  
 اوسكو ثواب عبادات کا عطا کری اور اگر چاہی معاف کردی اور کچھ عذاب نکوی یہ کیفیت جب ہی کہ وہ کبائر حقوق الہی ہوں

اللہ تعالیٰ ہوا اذ اكانت عليه تبعات وكانت له حسنات كثيرة فبقدر جزاء التبعات ينقص  
اور اگر اس کی ذمہ پر حقوق العباد ہوں اور اس کی حسنات کثرت سی ہوں تو پھر موافق مقدار بدلہ حقوق عباد کی

من ثواب حسنة فاذا لم يبق له حسنة لكثرة ما عليه من التبعات يحمل عليه من اوزار من ظلم  
 ثواب حسنة كما كتب يا جاد لكجا برب اوكي پس کوئی حسنة نہ بچی گا بسبب کثرت حقوق عباد کی  
 تو او سپر مظلوموں کا بوجہ ڈالا جاوے گا

نہم یعذب علی اجمعین اذ قیل لو کان لرجل ثواب سبعین نبیا وله خصم واحد ینصف دانق کایدخل  
 بہر سب کی بدلہ عذاب کہیں پیچھا سہلی کہ کہتی ہیں اگر ایک شخص کی پاس ستر نبیوں کا سا ثواب ہو اور اس کا ایک مدعی ہو آدھی دانق کا تودہ بہشت میں

الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يؤخذ بدانق قسط سبعائة صلوة مقبولة فتعطى للنصم ذكر القشيري

نہیں جاسکتا بدون راضی کئی مدعی کی اور کہتی ہیں لیا جاوے گا بعوض ایک دانق کی ثواب ستر مقبول نمازوں کا پھر اوس مدعی کو دیدیگی قشیری

تجربین ذکر کیا جب یہ بات ٹھیک لگے تو دونوں پہلی قسمین وہی قرآن میں مذکور ہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے عین ذکر کیا وزن کی آیتوں میں

الام من ثقلت موازينه ومن خفت موازينه وقطع لمن ثقلت موازينه بكونه من المفلحين  
سواء اوسكى جو بوجہل ہون وزن اوسكى اور جو ہلکى ہون وزن اوسكى اور طى كرويا چكى وزن بوجہل ہون كہ سعادت مند و نعيم بہ

اور آرام پسندیدہ مین ہی اور جکی دکن ہلکے ہون کہ ہمیشہ کو دوزخی ہی بعد اسکہ کہ سان کھا اوسکا کفر اور باقی رہی وہ لوگ



خلطوا عملاً صالحاً وآخر سيئاً فينبئهم النبي عليه السلام حيثما ذكر انفا ثم ينصب الصراط على جهنم  
جنہوں کی اعمال نیک اور بد کو طایفہ دو کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بیان کیا ابھی ذکر آچکا پھر صراط کو دوزخ کی اوپر تان دیگی  
قال بعض العلماء يكون طرفه الاول في ارض القبة وطرفه الآخر في ارض الجنة وارض القيمة تكون  
بعضی علماء یہ کہتے ہیں کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کی میدان میں ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین میں ہوگا اور قیامت کا میدان  
على النار ويكون اجتماع الخلائق باسرامهم عليها وتقوم النار حتى تغلوص من جوانبها وتحيط باهل المحشر  
دوزخ کی اوپر ہوگا اور انہوہ تمام خلقت کا اوسے جگہ ہوگا اور جوش میں آدیگی آگ اتنا کہ اوپر جا دیگی ہر طرف سے اور گہیریگی اہل محشر کو  
حتى لا يبقى للجنة طريق الا الصراط فلا يكون الذهاب الى الجنة الا على الصراط وقد ورد في الحديث  
اتنا کہ جنت میں جائیگا کوئی راستہ نہ چھوٹا سوا صراط کی سو کوئی صورت جنت میں جائیگی نہوگی سوائے طرہ کو اور حدیث میں آیا ہی  
انه ادق من الشعر واحد من السيف ويجوز ان الناس بقدر اعمالهم يجوز بعضهم كالبرق الخاطف وبعضهم  
کہ صراط ہاں سے زیادہ باریک ہی اور تلوار سے زیادہ تیز اور سپر کو لوگ گزریگی اپنی اپنی اعمال کی موافق بعضی ایسی گزر جا دیگی جیسی چمک بجلی کی اور بعضی  
كالريح العاصف وبعضهم كالفرس الجواد وبعضهم يعدو عدواً وبعضهم يمشی مشياً حتى يكون آخر  
مانند آندھ تندی اور بعضی مانند تیز رو کہوڑی کی اور بعضی خوب دوڑتی ہوں گی اور بعضی چہتی ہوئی ہوں گی ایسا کہ سب سے پہلا  
من يجوز ان يجوبوا فيقول يا رب ابطات لي فيقول الرب تعال ابطي بك انما ابطي بك عملك بعضهم  
جادوگیا کہتے ہوں یا رب عرض کریگا یا رب تو نے مجھ کو دیر لگادی پھر اللہ تعالیٰ فرماوے گا میں نے تجھ کو دیر نہیں لگائی مجھ کو دیر نہیں لگائی تیری اعمال نے دیر لگائی اور بعضی  
يجر جلاسه ويتعلق يدها وبعضهم ليسقط على وجهه الى جهة النار ويتلقونه الزبانية بالسلاسل  
اپنی ہاتھ کھینچتی ہوں گی دونوں ہاتھوں سے پکڑی ہوئی اور بعضی منہ کی بل دوزخ کی اندر گر پڑیں گی اور دوزخ کی موکل اوسکو زنجیر  
والاغلال ويقولون له اما نهيت عن كسب الاوزار اما حذرت من عذاب النار فتفكر يا مسكين اذا  
اور طوق میں جکڑ لیگی تو اوسے کہیگی کیا تجھ کو کسب سے منع نہیں کیا تھا اعمال بد سے کیا تجھ کو ڈرایا نہیں تھا دوزخ کی عذاب سے اب تصور کر لی اوسکین جب  
نظرت الى جهنم وانت على الصراط مع ضعف حالك وثقل اوزارك على ظهرك والخلائق بين يديك  
تو نظر کریگا دوزخ کی طرف اور تو صراط کی اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجہ گناہوں کا تیری کمر پر اور تمام خلق تیری سامنے  
كيف ينزلون وينكبون فتعالوا جلهم وتسفل رؤسهم الى جهة النار وما يكون في اليوم الآخر من احوال الآخرة  
کیونکر اتریں گی اور گر بیگی پہر پاؤں اوپر کو ہو جا دیگی اور سر نیچی کو دوزخ کی طرف اور منجملہ حالات آخری کی جو قیامت کی دن پیش آوے گی  
الشرب من الحوض فان لكل نبي حوضاً يشرب منه مع امته وحوض نبينا عليه الصلوة والسلام أكبر  
حوض میں سے پانی پینا ہی ہر ہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوسمیں سے پانی پیوے گی اپنی امت کی ساتھ اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سے بڑا  
من غير متسع الجوانب والزوايا مقدار مسيرة شهر كما روى عن عبدالله عمر بن العاص انه عليه  
ہوگا کہلی ہوئی کنارے اور کوئی بمقدار سفر ایک مہینے کی چنانچہ روایت ہی عبد اللہ بن عمر بن العاص سے کہ فرمایا  
الصلوة والسلام قال حوضي مسيرة شهر وزواياها سواء وماءه ابيض من اللبن واحلى من العسل و  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہر حوض برابر سفر ایک مہینے کی ہی کوئی اوسکی برابر یعنی قائمہ ہیں اور اوسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں  
ريجه اطيب من المسك وكيزانه كنجوم السماء من يشرب منه فلا يظم أبداً فقد دل هذا الحديث  
اور اوسکی خوش بو مشک سے زیادہ پاکیزہ اور اوسکی آنچورہ برابر گنتی آسمان کی ستاروں کی جتنی اوسمیں سے پیا کہی پیا سانس ہوگا یہ حدیث یہ حالات کرتی ہی  
على ان من شرب يسمنه لا يعذب بالعطش ابداً لكن يزد عنه من بدل وغير لما روى عن سهل بن  
کہ جس نے اوسمیں سے پانی پیا اوسکو عذاب پیاس کا کبھی نہوے گا لیکن ہر ماں جی جاوے گی حوض پرسی وہ لوگ جنہوں نے دین کو بدلا اور بدعت پیدا کی اسی کہ روایت ہے

بہرہ ہوا کہ قیامت کی دن حوض حق ہی

سعدانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انا فرطکم علی الحوض من مر علی یشرب ومن شرب لایظما ابدا  
 سعدی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی میں تمہارا میر منزل ہوں حوض پر جو شخص میری تک آویگا سو پیوگا اور جو شخص پیوگا کبھی پیاسا نہ ہوگا  
 لیردن علی اقوام اعرفہم وبعرفوننی ثم یقال بینی وبینہم فاقول انہم منی فیقال لا تدری ما احدثوا  
 البتہ آویگی مجھے تک وہ قوم کہ میں انکو پہچانوں گا وہ مجھے پہچانیں گی پھر میری اور انکی بیچ میں ہوتا بیگا میں کہوں گا یہ تو میری ہی ہیں جواب آویگا آپ کو خبر نہیں انہوں نے  
 بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی فانہ علیہ السلام انما یعرف امتہ فی ذلک الیوم لیرودہم  
 بعد آپ کی پھر میں کہوں گا دور دور جسٹنی دین کو بدلا میری بعد پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہچانیں گی اپنی امت کو اوس روز کہ وہ آویگی آپ کے پاس  
 علیہ غرا مجلین من اثر الوضوء کما روی عن حذیفۃ انہ علیہ السلام قال حوضی لہوا شد بیاضا  
 ہاتھ منہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سی چنانچہ روایت ہی حذیفہ سی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی میرا حوض البتہ بہت سفید ہی  
 من الثلب واحلی من العسل وانیتہ اکثر من عدد النجوم وانی لاصد الناس عنہ کما یصد الرجل ابل  
 برف سی اور بہت شیرین ہی شہدی اور اسکی برتن یعنی کوزہ بہت زیادہ ہیں ستاروں کی گنتی سی اور میں البتہ روگون کا خیر لوگون کو جیسی روکتا ہی کوئی شخص  
 الناس عن حوضہ قالوا یا رسول اللہ اتعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیما لیست لاحد من الائمہ  
 غیر کی اونٹ کو اپنی حوض پر سی پوچھا یا رسول اللہ کیا تم پہچانوں گے ہمکو اوس روز فرمایا ہاں تمہاری چہرہ ایسی ہوگی جو کسی کی تمام استوں میں سی نہوگی  
 تردون علی غرا مجلین من اثر الوضوء فہذہ الاحادیث قد دلت علی کون الحوض یوم القیمۃ حقاً لکن  
 تم میری پاس آویگی ہاتھ منہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سی ان حدیثوں سی معلوم یہہ ہوا کہ قیامت کی دن حوض حق ہی لیکن  
 اختلف فیہ هل ہو قبل الصراط او بعدہ وهل ہو قبل المیزان او بعدہ فقال بعضهم انہ یکون بعد الصراط  
 اختلاف اس میں ہی کہ آیا وہ صراط سی پہلی ہی یا صراط کی بعد اور آیا وہ میزان سی پہلی ہیں یا بیچ ہی سو بعضی کہتی ہیں کہ حوض صراط کی بعد ہوگی  
 اذ لوکان فی الموقف لما دخل النار من ثمری سمعہ لانہ علیہ السلام قال من شرب منه لایظما ابدا وقد  
 کیونکہ اگر وہ موقف میں ہوتی تو دوزخ میں کبھی نہ جاتا جو اس میں سی فی لیتا اس واسطی کہ پھر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہی جو اس میں سی پیوگا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور  
 ثبت ان بعضا من عصاة المؤمنین یدخلون النار ثم یخرجون منها بسبب لایمان فمتی یکون  
 بیشک یہ ثابت ہی کہ بعضی کھنگار مؤمن دوزخ میں ڈالی جاویں گی بہرہ اس میں سی تکلیفی بسبب ایمان کی بہرہ انکو بیا کب میر ہوگا  
 شربہم منہ وھذا القول لیس بصحیح بل الصحیح انہ یکون فی الموقف قبل الصراط وقبل المیزان لان  
 اور یہ قول صحیح نہیں ہی بلکہ صحیح یہہ ہی ہی کہ حوض موقف میں ہوگا صراط سی پہلی اور میزان سی پہلی اسلی  
 الناس یخرجون من قبرہم عطا شافذک یقتضی ان یکون الحوض قبلہما وقد روی البخاری عن  
 کہ نبی آدم قبروں میں سی پیاسی تکلیفی اسی معلوم ہوتا ہی کہ حوض ان دونوں سی پہلی ہوگا اور بخاری فی روایت کی ہی  
 ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال بیانا انا قائم علی الحوض اذ امرۃ حتی اذا عرفتم خرج رجل  
 ابو ہریرہ سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ایک وقت میں حوض پر کھڑا ہوگا چاک ایک گروہ پیدہ ہوگا ایسا کہ جب میں انکو پہچانوں گا تو  
 من بینی وبینہم فقال لهم ہلم فقلت الی ابن قال الی النار واللہ قلت ما شانہم قال انہم ارتدوا بعد  
 میری اور انکی بیچ میں ایک شخص آجاویگا وہ شخص کہیں اوس چلو میں پوچھوں گا کہ ہر کو کہیں دوزخ میں قسم خدا کی میں کہوں گا انکا کیا ہی کہیں گے یہ لوگ پھر گئی ہی بعد آپ کی  
 علی ادبارہم قہقری ثم اذ امرۃ حتی اذا عرفتم خرج رجل من بینی وبینہم فقال لهم ہلم فقلت  
 پیر پشت اولی پانوں پھر چاک ایک گروہ ہوگا ایسا کہ جب میں انکو پہچانوں گا پیدہ ہوگا ایک شخص بیچ میں میری اور انکی وہ اوس کہیں چلو میں پوچھوں گا  
 الی ابن قال الی النار واللہ قلت ما شانہم قال انہم ارتدوا علی ادبارہم فلا ری یخلص منہم الا مثل  
 کہ ہر کو وہ جواب دیگا دوزخ میں قسم اللہ کی میں کہوں گا کیا حال ہی انکا وہ کہیں گے یہہ پھر گئی ہی پس پشت اپنی سو معلوم نہیں ہوتا مجھے کہ کبھی ان میں سی گر آتے



همل النعم یعنی ان من ینجو منهم قلیل قلۃ النعم الضالۃ علی ان اهل بفتحتین جمع ہامل وهو الضال

گم گشتہ اونٹ کی مراد یہ ہے کہ جو بچیں گی اونہیں سی تھوڑی ہونگی جیسی اونٹ گم گشتہ کیونکہ ہل ساتھ زبرا اور میم کی ہل کی جمع ہی اور اسکی معنی ہوگا

من الابل قال القرطبی فی تذکرۃ نقلہ عن شیخہ ہذا الحدیث مع صحۃ اذ دل دلیل علی کون

اونٹ قرطبی اپنی تذکرہ میں اپنی اوستاد سی نقل کر رہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بڑی قوی دلیل ہی اسکی

لحوض فی الموقف قبل الصراط لان الصراط محدود علی جہنم یجاز علیہ فمن جازہ یسلم من النار فایکون

کہ حوض موقف میں صراط سی پہلی ہوگی اسلئے کہ صراط دوزخ کی اوپر چھایا ہوا ہوگا اوسپر کو گذر کر جاوینگے پھر جو شخص اوسپر سے گذر گیا تو دوزخ سے بچ گیا

لہ رجوع الیہا ابدًا فکیف یصح ان یدعی الیہا وکذا حیاض الانبیاء تکنون فی الموقف لما روی عن ابن عباس

پہرہ کب ہٹ کر آوینگا حوض پر پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ اوسکو حوض پر بلا دین اور ایسی ہی حوضیں اور نبیوں کی موقف ہی میں ہوں گی اسلئے کہ ابن عباس

انہ علیہ الصلوۃ والسلام سئل عن الوقوف بین یدی اللہ تعالیٰ هل فیہ ماء قال والذی نفسی بیدہ

روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حال وقوف کا سامنی اللہ تعالیٰ کی آیا اور کبھہ پانی ہی فرمایا قسم اوس ذات کی جسکی قبضہ میں

ان فیہ الماء وان اولیاء اللہ لیردون حیاض الانبیاء ویبعث اللہ تعالیٰ سبعین الف مائک بایدیکم

بیشک دہان پانی ہی اور بیشک دوست خدا کی نبیوں کی حوضوں پر پانی پیوین گی اور اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتی بھیجے گا اونکی ہاتھوں میں

عصی من النار یدودون الکفار عن حیاض الانبیاء وھذا الحدیث یدل علی کون حیاض الانبیاء فی

آگ کی لاشیان ہونگی کفار کو نبیوں کی حوضوں پر سی ہٹا دینگے اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ حوض تمام نبیوں کی

الموقف فیلزم منہ ان یکون حوض نبیاً فی الموقف ایضاً واذکر من انہ لوکان فی الموقف لما دخل

موقف میں ہونگی اسلئے لازم آتا ہے کہ حوض ہماری صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی موقف میں ہو اور یہہ جو کہتی ہیں کہ اگر حوض موقف میں ہوتا تو ہرگز

النار من شرب منہ فالجواب عنہ ان من شرب منہ من اهل الکبار اثران دخل النار بمشیۃ اللہ تعالیٰ

دوزخ میں نہ جاتا جو شخص اوس میں سے پانی پی چکا تو اسکا جواب یہہ ہی بیشک جو شخص اوس حوض میں سے پیوے گا اہل کبیرہ میں سے اگر وہ دوزخ میں داخل ہوگا مشیت الہی

لا یعذب بالعطش ولا یجرق النار جوفہ واما الذین بدلوا و غیرہ واحد ثواب الیس فی شریعتہ علیہ السلام

تو اوسکو پیاس کا عذاب نہیں ہوگا اور آگ اندر سے پیٹ کو نہ جلاوے گی اور وہ لوگ جنہوں کی دین کو بدلا اور بدعتیں پیدا کیں جو شریعت نبوی میں نہیں ہیں

فان کان تبدلہم فی الاعمال ولم یکن فی الاعتقاد فانہم قد یتعدون عن الحوض فی حال ثمر یشر بون منہ

پس اگر وہ تبدیل صرف اعمال ہی میں ہی اور اعتقاد میں نہیں ہی تو ایسی لوگ روکی جاوینگے حوض سی ایک وقت پھر پیوین گی اوس حوض سی

بعد المغفرۃ وان کان تبدلہم فی الاعتقاد اختلف فی خلودہم فی النار ومن المعلوم قطعاً ان المخلد فی

بعد بخشش کی اور اگر وہ تبدیل اونکی اعتقاد میں ہی تو اختلاف ہی اونکی دائمی دوزخی ہونہیں اور یقینی معلوم ہی کہ دائمی دوزخی

النار لیس الا کافر وقد ثبت ان المطر و دین عن الحوض اصناف المنافقون الذین یظہرون الایمان ویضمرون

سواء کافر کی کوئی نہیں ہی اور بیشک یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حوض پر سی نکالی ہوئی کئی قسم کی لوگ ہوں گی ایک تو منافق جو ظاہر میں ایمان جتلاتی ہی اور

الکفر و اهل الکفر والبدع والاهواء والمعلنون بالکبار والمستخفون بالمعاصی والظلمۃ واعوانہم علی ما

کفر چھپاتی ہی اور ظاہر کافر اور بدعتی اور ہوا ہوس پرست اور گناہ کیو ظاہر کر بنوالی اور گناہ کو ہلکا جانتی والی اور ظلم پیشہ اور اونکی مددگار اسلئے

روی عن کعب بن عجرۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال لہ یا کعب بن عجرۃ اعیز لک باللہ من امر

کہ روایت ہی کعب بن عجرہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا ای کعب بن عجرہ تجھ کو خدا کی بناء اولن امیر دن سی

یکون من بعدی فمن غشی ابوابہم فصدقم فی کد بہم واعرہم علی ظہرہم فلیس منی ولست منہ

جو میری بعد ہونگی پس جو شخص اونکی دروازہ ہر گیا اور اونکی جھوٹی باتوں کو تصدیق کیا اور ظلم میں شامل ہو کر مددگار بن نہ وہ میرا اور نہ میں اوسکا

ولا یرد علی الخوض ومن لم یغش ابوابہم ولم یصدقہم فی کذبہم ولم یعنہم علی ظلمہم فهو منی وانا منہ  
اور نہ وہ حوض پر آسکیگا اور جو شخص اونکی دروازہ پر نگیا اور نہ اونکی جھوٹی باتوں کی تصدیق کی اور نہ ظلم پر اونکی مدد کی پس وہ شخص میرا اور میں اونکا  
ویرد علی الخوض یسرنا اللہ تعالیٰ الورد علیہ والنجاة من النار والسادس ما یجب الایمان بہ الایمان  
وہ ہی حوض پر آویگا الہی آسان کر ہم پر حوض پر جانا اور نجات دی آگ سی اور چھٹی شی جس پر ایمان لانا واجب ہی ایمان تقدیر کا ہی  
بالقدر والمراد من الایمان بہ العلم بكون کل ما یمجرى فی العالم من الخیر والشر والنفع والضر والاسلام  
اور تقدیر پر ایمان لانی سی مراد یہی کہ یقین کرنا تمام حالات کا جو عالم میں گذرتی ہیں نیک اور بد اور فائدہ اور نقصان اور اسلام  
والکفر والطاعة والعصیان والریح والخسران والارادات والمخاطرات والحركات والسکنات بقضاء  
اور کفر اور عبادت اور گناہ اور نفع اور ٹوٹا اور ارادہ اور خطرہ دل اور حرکت اور سکون یہ سب حکم  
اللہ تعالیٰ وقدرہ فعلی هذا کان الظاہران یدکر الایمان بالقضاء ایضاً وانما لم یدکر لكون الایمان  
الہی سی اور اوسکی اندازہ سی میں اس تقریر کی موافق ایمان قضاء پر ہی ذکر کرنا مناسب تھا  
بالقدر مستلزماً للایمان بالقضاء اذ القضاء وجود الموجودات فی اللوح المحفوظ اجمالاً والقدر  
تقدیر پر بعینہ ایمان قضاء پر ہی اسلی کہ قضائے وجود ہی تمام موجودات کا لوح محفوظ میں مجمل اور قدر  
تفصیل القضاء السابق بايجاد تلك الموجودات فی المواد الخارجية واحد بعد واحد وقيل القضاء  
تفصیل اسٹی قضائے ہی باعتبار پیدایش اسی موجودات کی مادہ خارجی میں ایک کی بعد ایک آگے پیچھے اور بعضی کہتی ہیں قضائے تمام  
هو الارادة الانزلیة والعناية الالهية المقتضية لنظام الموجودات علی ترتیب خاص والقدر تعلق  
ارادہ قدیم کا اور خواہش الہی کا جسی سلسلہ موجودات کا خاص ترتیب سی بنا ہوا ہی اور تقدیر متعلق ہونا  
تلك الارادة بالاشیاء فی اوقاتها الخاصة بها قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیر سورة یوسف اعلم  
اسی ارادہ کا تمام اشیا سی اونکی وقتوں پر جو اونکی لی مقرر ہو چکی ہیں امام فخر الدین رازی سورۃ یوسف کی تفسیر میں کہتی ہیں سمجھ لی  
ان الانسان مأمور بان یراعی الاسباب فی هذا العالم فانه مأمور غالباً بان یحذر من الاشیاء المملوكة  
کہ انسان کو حکم ہی کہ اسباب ظاہری کو اس عالم میں رعایت یعنی استعمال کیا کری کیونکہ اوسکو حکم ہی اکثر جا کہ بچتا رہی مہلک چیز ونشی  
والاخذیة المضرّة بان یسعی فی تحصیل المنافع ودفع المضار بقدر الاصل کان ثم انه مع ذلك ینبغی له  
اور ایسی غذا اول سی جو ضرر کریں اس طرح کہ اپنی مقدور کی موافق کوشش کر کہ منفعت کی اشیا حاصل اور ضرر چیزوں کو دفع کری پھر تو ہوا انسان کو لایق یہہ ہی  
ان یرکون جازماً بانہ لا یصل الیہ الا ما قدر اللہ له ولا یحصل له الا ما ارادة اللہ له فقول یعقوب  
کہ یہہ یقین کری کہ مجھکو وہی ملیگا جو اللہ فی میری واسطی اندازہ کیا ہی اور مجھکو کہی نہیں حاصل ہوگا سواء اونکی جو اللہ فی ارادہ کیا ہی اب قول حضرت یعقوب  
النبی علیہ السلام لبنیہ لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة اشاره الى رعاية  
علیہ السلام کا جو اپنی بیٹوں سی فرمایا تھا تم سب ایک دروازہ میں نہ جانا اور الگ الگ دروازوں سی جانا اشاره ہی واسطی  
الاسباب المعتمدة فی هذا العالم وقوله وما اغنی عنکم من اللہ من شیء اشاره الى التوحید المحض  
استعمال اسباب ظاہری کی جو اس عالم میں معتبر ہیں اور قول اولکا اور میں نہیں بچا سکتا تھو اللہ کی کسی چیز سی اشارہ ہی طرف خاص توحید کی  
وعند الالتفات الی الاسباب وقد ذکر الامام الغزالی فی کتاب الشکر من الاحیاء سوالاً وهو ان اللہ تعالیٰ  
اور توجہ نہ کرنا اسباب پر اور امام غزالی فی احیاء کی کتاب الشکر میں یہہ اعتراض ذکر کیا ہی کہ اللہ تعالیٰ فی  
قد امرنا ان نعمل له ولا فنحن من مومنین ومعاقبون علی العصیان مع كون الكل من اللہ تعالیٰ  
بیشک حکوام فرمایا کہ اوسکی اطاعت کریں اور نہیں تو ہم قابل سزا نش اور عذاب کی ہیں نافرمانی سی باوجودیکہ یہہ تمام اللہ کی حکم سی ہو سکتا ہی



ولیس الیناشئ فكیف نذم وكيف نعاقب ثم اجاب بان هذا الرعيد من الله تعالى سبب لحصول  
ہماری اختیار میں کچھ ہی نہیں ہی ہوا کہ وہ کو کیوں سرزنش ہی اور کیوں عذاب ہوتا ہی بہر اونی یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی اس دہک ہی ہو کہ اعتقاد حاصل ہی  
الاعتقاد فیما وحصول الاعتقاد سبب لہیجان الخوف وھیجان الخوف سبب لتترك الشهوات وترك  
اور اعتقاد حاصل ہونی سی دل پر خوف اتی خوف طاری ہوتا ہی اور خوف کی جوش سی شہوات نفسانی چھوٹی ہی اور

الشهوات سبب للوصول الى جوار الله تعالى والله سبحانه وتعالى مسبب الاسباب ومرتبتها  
شہوات نفسانی کی چھوٹی سی قریب حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہی تمام اسباب کا بنانیوالا اور راستہ کرنیوالا ہی

فمن سبق له السعادة في الازل يتيسر له هذه الاسباب حتى يقوده سلسلته الى الخير ومن لم يستو  
پہر جو اوائل میں سعادت فی جالیا او کو یہ تمام اسباب میسر ہو جاتی ہیں آخر کو وہ سلسلہ او کو خیر کی طرف کہینچ لیجاتا ہی اور جو

له السعادة يكون بعيدا عن سماع الله تعالى وكلام رسوله وكلام العلماء واذا لم يسمع لا يعلم  
سعادت حاصل نہوئی تو وہ کلام اتی سنی اور نہ کلام او سنی رسول کی مانی اور نہ کلام علماء کی قبول کری اور جہاں سنی کچھ نہ سنا تو ہی

واذا لم يعلم لا يخاف واذا لم يخف لا يترك الركون الى الدنيا وشهواتها واذا لم يترك الركون الى الدنيا  
اور جب ہی علم ہوا تو پھر کیا خوف ہوگا اور جب کچھ ہی نہواتو دنیا کی رغبت اور او کی ہوا ہوس کہ چھوڑ لگا اور جب دنیا کی رغبت

وشهواتها يكون من حزب الشيطان وان جهنم لم يعد لهم اجمعين المجلس الثامن في بيان  
اور او سنی ہوا ہوس دلیلیں سی نہ گتین تو شیطان کی کردہ میں داخل ہوا اور بیشک دوزخ ان سب کو لہکانا ہی مجلس آٹھوین بیان میں

من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام  
اون لوگوں کی جو بہشت میں جاویں گی اور جو شخص بہشت میں نہیں جاویں گی رسول علیہ السلام کی فرمان برداروں

والمخالفة له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل امّني يدخل الجنة الا من ابى قالوا  
اور مخالفتوں میں سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امیری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اوس شخص کی جو منکر ہوا

ومن ابى يا رسول الله قال من اطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد ابى هذا الحديث من صحاح  
منکر کوں ہی یا رسول اللہ فرمایا جس نے میرا کہا مانا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میرا کہا مانا وہ بیشک منکر ہوا یہ حدیث مصابیح کی

المصابيح رواه ابوهريرة والمراد بالامة فيه يحتمل ان تكون امة الدعوة فعلى هذا فالابي هو الكافر  
صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد امت سی اس حدیث میں شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کا فر ہی ہیں

فيكون المعنى ان كل من امن بما جئت به من عند الله تعالى يدخل الجنة اما قبل دخول النار  
پہر معنی حدیث کی یہ ہیں کہ جو شخص یقین کری گا احکام کا جو میں اس کی طرف سی لایا ہوں وہ جنت میں داخل ہوگا یا تو بد دن داخل ہونی دوزخ کی

او بعد الخروج منها ومن ابى وامتنع عن الايمان بما جئت به من عند الله تعالى لا يدخل الجنة  
یا دوزخ سی نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور باز ایمان سی اون احکام پر جو میں لایا ہوں اللہ کی طرف سی تو وہ جنت میں ہرگز نہیں جاویگا

اصلا بل يبقى في النار ابد الاباد ويحتمل ان يكون المراد بالامة الاجابة فعلى هذا فالابي هو  
بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی میں پڑا ہی گا اور شاید مراد اس امت سی امت اجابت یعنی اہل اسلام ہوں اس تقدیر پر منکر وہ ہیں جو

العاصي من امته عليه الصلوة والسلام فيكون المعنى من اطاعني بعد ما آمن بي وتمسك بسنتي  
گنہ میں مبتلا ہیں امت نبوی سی صلی اللہ علیہ وسلم اب معنی حدیث کی یہ ہیں جس نے میرا کہا مانا نہیں پر ایمان لا کر اور میری طریق منوں پر عمل کیا

وعمل بشريعتي يدخل الجنة ولا يدخل النار اصلا ومن ابى بعد ما آمن بي وامتنع عن تمسك بسنتي  
اور میری شریعت کو بدلتا وہ جنت میں داخل ہوگا اور دوزخ میں ہرگز نہیں جاویگا اور جو منکر ہوا ایمان لا کر اور باز ایمان میری سنت کی عمل سی

والعمل بشریعتی واتبع هواه وضل عن سواء السبیل یبقی فی مشیئة الله تعالى ان شاء یعفو عنه

اور میری شریعت کی برتنی سی اور بھی لگا اپنی ہوا ہوس کی اور یہکا سید ہی راہ سی تروہ خدا کی مشیت میں ہی چاہی ہو کو معاف کر کے

ویدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخله النار ویعدن به فیها بقدر ذنبه ثم ینخرجہ منها ویدخل

بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی ہو کو دوزخ میں داخل کری اور موافق گناہوں کی اوسمیں عذاب دیکر پھر اوسمیں سی نکال کر جنت میں داخل کری

الجنة والحاصل ان من اطاع مولاہ وجاہد نفسه وهواہ وخالف شیطانہ ودنیاه ینکون

اور حاصل یہ ہے کہ جسسی اپنی مولیٰ کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سی اور ہوس سی اور مخالفت کی شیطان اور دنیا سی تو

الجنة منزله وما ولیہ ومن تمادی فی غیہ وعصیانہ وارخی فی الدنیا زمام طغیانہ ووافق

جنت اوس کی گاہ اور ٹھکانا ہی اور جو شخص کہپارا اپنی کجی اور نافرمانی میں اور ٹھیکسی ڈال دی دنیا میں باگ سرکشی کی اور پیروی کرتا رہا

هواہ فی لذاته وشهواتہ ینکون النار ولی بہ اذ قال الله تعالى فاما من طغی واثرا لحيوة الدنيا فان

اپنی خواہش کی لذت اور شہوات میں تو دوزخ اسہیک لئی سزاوار ہی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فی فرمایا ہی سو جسنی شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو

الجحیم ہی الماوی واما من خاف مقام ربہ وظی النفس عن الهی فان الجنة ہی الماوی وروی عن

دوزخ ہی ہی ٹھکانا اور جو کوئی ڈر اپنی رب کی پاس کھڑی ہونی سی اور روکا جی کو چاؤسی سو بہشت ہی ٹھکانا اور روایت ہی

ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال لا یدخل النار الا شقی قیل ومن الشقی یارسول الله قال من لم یحلم

ابو ہریرہ سی کہ رسول علیہ السلام فی فرمایا دوزخ میں کوئی داخل نہوگا سوای شقی کی کسینی پوچھا شقی کون ہوتا ہی یا رسول اللہ فرمایا جسنی

الله بطاعة الله ومن لم یزلف له معصیة فهو شقی وروی عن شداد بن اوس انه علیہ السلام

خدا کی واسطی طاعت کی اور جسنی اوسکی خوف سی گناہ کو بچھوڑا وہ شقی ہی اور روایت ہی شداد بن اوس سی کہ رسول علیہ السلام فی فرمایا چالاک قاتل

قال الکبیر من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله فانه

وہ ہی جسنی خدا کی واسطی اپنی جان بچکا دی اور آخرت کی واسطی عمل کیا اور عاجز نادان وہ ہی جو اپنی جان سی ہوا ہوس کی پیچی پڑا اور اسدی بجا آرزو کی

علیه الصلوة والسلام بین فی هذا الحدیث ان العاقل من بذل نفسه وجعلها مطیعة لامر

رسول علیہ الصلوة والسلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ ہوشیار وہ شخص ہی جو خوار کری اپنی جان کو اور اپنی جان کو امر الہی کی تابع بنادی

الله تعالى ویحاسبہا فی الدنیا قبل ان یحاسب فی الآخرة فان وجدها علمت خیرا یشکر الله تعالى

اور اوسکا حساب دنیا میں سمجھ لی آخرت میں حساب ہونی سی پہلی پھر اگر معلوم ہو کہ اوسی اعمال خیر ہیں آی تو اللہ کا شکر بجا لادی

وان وجدها علمت شرابا یتغفر الله تعالى یتوب الیہ ویبأسف علی ما ضیع من عمرہ ولیستعد

اور اگر یہ معلوم ہو کہ اعمال بد گئی ہیں تو اللہ سی بخشش طلب کری اور اوسکی طرف رجوع کری اور اتنی عمر کی بریادی پر افسوس کری اور اپنی آخرت کی لئی سلطان بنے

لعاقبة امرہ بالتوجه الی صالح عملہ والتصل من سالف زلله ولاشتغال بعبادة ربہ فی جمیع احواله

نیک عمل کی طرف متوجہ ہو اور گزری ہوئی لغزشوں سی بینار ہو اور اپنی برزور کار کی عبادت کا ہر وقت مشغول رہی

فهذا هو الزاد لیوم المعاد والاحق من یقصر فی امر مولاہ ویسعی فی تحصیل هواہ وهو مع تقصیرہ

یہہ ہی توشہ معاد کی دن کا اور احق وہ ہی جو اپنی مولیٰ کی کہا مانتی میں قصور اور ہی خواہش حاصل کر نہیں کوشش کری اور وہ تپہر ہی کہ

فی طاعة ربہ واتباع شهوات نفسه ینقذ علی الله تعالى فهذا هو الغرور لانه تعالى امر ویکی ثم

اپنی رب کی طاعت میں قاصر ہی اور اپنی نفس کی خواہش میں لگا چلا جاتا ہی اسدی آرزو میں مانگتا ہی پس غرور یہہ ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ فی امر ہی کیا اور نہی ہی کی پھر

قال وان لیس للانسان الا ما سعی وروی عن ابی ہریرۃ انه علیہ الصلوة والسلام قال ما من حدیث

فرمایا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو اوسنی لکھا اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی



الاندم قالوا وما ندما مته يا رسول الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون ازداوان كان  
 بچتا وی نہیں عرض کیا بچتا واکیا ہو گا یا رسول اللہ فرمایا اگر وہ شخص نیکو کار ہی تو بچتا ویکو کیسی کیوں نہیں زیادہ عمل کیا اور اگر  
 مسیئا ندم ان لا يكون نزع فیا ایہا العاقل لا تضیع عمرک فی الغفلة فاجتهد فی تحصیل امتعة  
 بدکار ہی تو بچتا ویکو کیوں نہیں باز رہا پس ای شخص ہو شیار غفلت میں اپنی عمر برباد مت کر سامان آخرت کی پیدا کر فی میں کوشش کر  
 الاخرة قبل ان یحیی یوم لا تقدر علی تحصیلہا فی ذلک الیوم فانک عن قریب تغاین ذلک الیوم فتقدم  
 اس ہی پہلی کہ وہ دن آج ہی کہ پہر تجھ کو اس روز حاصل کرنی کی کچھ طاقت رہی تو ابھی نزدیک اوس دن کو دیکھ لیگا  
 علی ما فات من عمرک ولا ینفعک الندم قال الامام الغزالی فی رسالته المسماة بابہا الولدانی رایت  
 غفلت میں عمر برباد کئی ہوئی بچتا اور اس ندامت سی کچھ فائدہ نہ ہو گا امام غزالی اپنی رسالہ میں ابہا الولد جسکا نام ہی کہتی ہیں  
 فی الانجیل ان المیت من ساعة ان یوضع علی الجنائزة الی ان یوضع الی شفیق القبر یبطلہ تعالیٰ  
 انجیل میں دیکھا ہی کہ مردہ سی اتنی عرصہ میں کہ اوسکو جنازہ پر رکھ کر قبر کی کناری پر لیجا کر رکھیں اللہ تعالیٰ اپنی عظمت سی  
 بعظمتہ اربعین سوا اولہ یقول عبدی طهرت منظر الخلق سنین و ما طهرت منظر  
 چالیس سوا پو چہتا ہی پہلی یہ ہی فرماتا ہی ای میری بندی پاکیزہ کیا تو فی اپنی قن بدن کو برسوں تک اور میری نظر گاہ کو  
 ساعة فانه ینظر فی قلبک کل یوم ویقول ما تصنع بغیری وانت تحفوف بخیری اما انت اصم  
 ایک دم پکٹ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر روز تیری دل کی طرف دیکھتا ہی اور فرماتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی اور دل کی واسطی اور تو کہہ رہا ہی میری انعام سی کیا تو بہرا ہی  
 لا تسمع وقد قال ابو سلیمان الدارانی لولہ یبیک العاقل فیا بقی من عمرہ علی قوت ماضی منہ  
 سنتا نہیں ابو سلیمان دارانی کہتی ہیں اگر عاقل افسوس سی نہ روی اپنی بقیہ عمر میں بی عبادت غفلت میں گزری ہوئی عمر پر  
 فی غیر الطاعة لکان خلیقا ان یجزئہ ذلک الی المات قال الامام الغزالی انما قال هذا لان  
 نواوسکو لائق ہی کہ مرتی دم تک اس ہی غم میں رہی امام غزالی کہتی ہیں ابو سلیمان فی یہ بات اسلئی کہی ہی کہ  
 العاقل اذا ملک جوهرة نفیسة وضاعت منہ فی غیر فائدة یتبکی علیہا لا محالة فاذا ضاعت  
 عاقل کو اگر کوئی نفیس جوہر آجاتا ہی اور پورہ اوسکی انہ سی بی فائدہ جاتا ہی تو بیشک اوسکی غم میں روتا ہی بہر اگر وہ جوہر  
 منہ وصار ضیاعا سببا لہلاکہ یكون بکاءہ اشد فکل ساعة من العمر بل کل نفس منہ  
 بی فائدہ گم ہو کر باعث ہوا اوس شخص کی تباہی کا تو اوس ہی زیادہ تر روتا رہیگا پس ہر ساعت عمر کی بلکہ ہر دم عمر کا  
 جوهرة نفیسة لا خلف لها ولا بدل لها لانها صالحة لان یوصلک الی سعادة الابد وینقذک  
 ایک نفیس جوہر ہی جسکا نہ کچھ عوض ہی اور نہ بدل کیونکہ وہ عمر اس قابل ہی کہ تجھ کو سعادت ابدی میں پہنچا دی اور  
 من شقاوة السرد وای جوهرا نفس من هذه الجوهرة فاذا ضیعت فی الغفلة فقد خسرنا  
 شقاوت دائمی سی بچا دی اور کو لسا جوہر اس جوہر سی زیادہ نفیس ہو گا جب تو فی اسکو غفلت میں برباد کیا تو تو صفا بڑی ہی ٹوٹی میں  
 مبینا فاذا صرفنا الی المعصية فقد هلكت ہذا کا مبینا فان کنت لا تبکی علی هذه المعصية  
 مبتلا ہوا بہر اگر تو فی اوسکو گنہوں میں صرف کیا یہ تو فی ہر گز تو خوب نباہ ہوا  
 فذلک لجهلک فنصیبتک لجهلک اعظم من کل مصیبة تکی الجهل مصیبة لا یعرف صاحبہ  
 تو بہر تیری جہالت ہی تیری جہالت کی مصیبت تمام مصیبتوں سی بدتر ہی لیکن جہالت البی مصیبت ہوتی ہی کہ جاہل اوسکو  
 کونہ مصیبة لان نوم الغفلة یحول بیدنہ وین معرفتہ والناس ینام فاذا ماتوا انتبھوا  
 مصیبتا نہیں سمجھتا کیونکہ خواب غفلت جاہل ہو کر نہیں سمجھتی رہتی اور آدمی اب تو سو تی ہیں جب مرینگے تو جاگینگے

فخذ ذلك ينكشف لكل مفلس افلاسه ولكل مصاب مصيبته فان الناس في الآخرة ينقسمون الى عدة

اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ**

من قرة أعين جزاء بما كانوا يعملون قال النبي عليه السلام حكاية عن الله تعالى اني اعددت لعبادي

الصالحين ما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر والقسم الثاني قسم الهالكين وهم

الذين كن بواب الحق ولم يصدقوا به فان سعادة الآخرة لا تكون الا في القرب من الله تعالى والنظر اليه

وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها بالايان والتصديق وهم لما كن بواب الحق ولم يصدقوا به

كانوا بعيدا عنه وهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون وكل محجوب عن ربه يكون هالكا معذبا بآثار الفراق

وقاس سعادته دور هو نكي اورده اپنی ربی سے اور ذالبتہ اوٹ میں ہوگی اور جو شخص اپنی ربی سے اوٹ میں رہا ہلاک ہووے گا جدائی کی آگ میں

ونار جهنم ابدا لا ياد والقسم الثالث فيه قسم المعدنين وهم الذين تحلوا باصل الايمان لكنهم قصر في العمل

بمقتضاه فان اس الايمان التوحيد وهو نفى الشرك وهو اعتقاد العبدان الله تعالى واحدا في ذاته و

وافعاله وكل ما يظهر في العالم لا يظهر الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فعلى هذا

كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول اني اعتقدت انه تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله

ولا يظهر في العالم شئ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو وان التزمت عبادته

ولا اعبد الاياه وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه وهو موحد بلسانه

فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هواه

ولو في فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك قاصر في كمال التوحيد ولعدم خلوصه عن

ذلك في غالب الامر قال الله تعالى **وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّا وَارِدُهَا فَيَكُونُ** ورود كل احد على النار متيقنا وانما

قائم نہیں رہتی اسد تعالیٰ فرماتا ہی ایسا کوئی نہیں جو اس پر گزری پس یقیناً آگ سب کی گزرگاہ ہی

اور اس میں کسی کی عبادت نہ کرے گا سوائے اس کی اور یہہ اقرار کرے جو شخص اپنی ہوا میں کی پیروی کرے تو اس نے بیشک اپنا معبود ہوا ہوس کو بھلیا اب وہ شخص فقط زبانسی

توحید کا قائل ہی اور توحید بدون استقامت کی پوری نہیں ہوتی اور جو شخص توحید پر قائم نہ رہی اگرچہ اپنی کلام میں بلکہ اپنی ہوا میں کی پیروی

اور اس میں وہ سید ہی رستہ سی بیراہ ہی اور اس میں وہ سید ہی رستہ سی بیراہ ہی اور اس میں وہ سید ہی رستہ سی بیراہ ہی اور اس میں وہ سید ہی رستہ سی بیراہ ہی



الشك فيمن يخرج منها وقد جاء في بعض الاخبار ما يدل على ان اخر من يخرج منها يخرج بعد سبعة الاف  
سنة من ان يكون كونه نجات يادىكا بعض حديثون من اليسا آياى حتى يهر معلوم هوتاى كه سبى سى پچى دوزخين سى نكلى والا سات هزار برس كى بعد نكلى كا  
سنة ويعضهم يجوز منها كبرق خاطف فلا يكون له فيها لبث ويعضهم يمكث فيها لحظة ويدين اللحظة  
اور بعضى اوسمين سى ايسى كزر جاويكى جيسى چكى بجلى ايسى شخصكو دوزخ دين دزه بهر رنگ نهوگى اور بعضى دوزخ دين لحظه بهر شريگى ايك لحظه سى  
وسبعة الاف سنة درجات متفاوتة من اليوم والاسبوع والشهر والسنة والسنتين وسائر العدد  
سات هزار برس كى اندر اندر بهر درجه متفاوت بين جيسى ايك دن يا ايك هفته يا ايك مهبينه ايك برس دو برس اور باقى تمام گنتى  
واما الاختلاف بالشدة فلانهاية لاعلده وادناه المتعديب بالمناقشة في الحساب فان اختلاف عذاب  
اور در حال سختى كا اوسكى اعلى درجه كا تزكيه نكلى ناهين اور كم سى كم عذاب حساب كى گرفت سى سختى سى كيونكه اختلاف آخرت كى عذاب كا  
الآخرة وثوابها بحسب قوة الايمان وضعفه وكثرة الطاعات وقلتها وكثرة الذنوب وقلتها وشواهد  
اور ثواب كا موافق ايمان كى قوت اور سستى كى سى اور باعتبار زيادتى اور كوتاى عبادت كى اور بظا كثرت اور قلت گنا نهوگى اور گناه

هذا في القرآن قوله تعالى اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم وقوله تعالى وان ليس للانسان الا  
اسكى قرآن مين مين قول الله تعالى كا آج بدلاى جاويكى هر جان جو جواد سى كياتا آج ظلم نهين سى اور قول الله تعالى كا اور بهر كه آدمى كوده سى متاى  
ما سعى وقوله تعالى فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وغير ذلك مما ورد في كتاب  
اور قول الله تعالى كا جوسنى دزه بهر بهلاى كى وه ديكه ليكا اور جوسنى دزه بهر برائى كى وه ديكه ليكا اور سواد اسكى جو اور كتاب مجيد مين  
الله تعالى وسنة رسوله من كون الثواب والعقاب جزاء الاعمال فعلى هذا كل من احكم اصل الايمان  
اور سنت رسول بى حديث مين وارد سى كه ثواب اور عذاب دونو بدلا كنى كا سى بس اس بيان كى موافق جوسنى اصل ايمان كو درست اور حكم كيا  
واحسن جميع الفرائض التى هي الاركان الخمسة للاسلام باتيان كلمتى الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزكاة  
اور تمام فرائض اچى طرح ادا كنى يعنى بانجون ركن اسلام دونو كلمتى شهادت كى پڑهى اور نماز كو فائز ركهى اور زكوة ادا كرتا ر

وصوم رمضان وحج البيت واجتناب الكبائر ولم يصدر منه الا صغائر متفرقة من غير ان يصير عليها  
اور روزى رمضان كى ركهى كيا اور حج بيت الله كيا اور كبيره گنا نهوگى بچتا ر اور اوسى سواء متفرق صغيره بدول اصرار كى يعنى دشه جالى كى كوى نهين  
وادنى معنى امر تكاب الكبائر والا صرار على الصغائر بمعنى الاكثر فيها سواء كانت من نوع واحد ومن  
اور كم سى كم كبيره عمل كرنى سى اور صغيره پراصرار كرنسى مراد بهر سى كه اكثر اوقات اوسمين مبتلا سى برا بهر سى كه وه گناه ايك سى طرح كا سوا

النوع مختلفة يشبه ان يكون عذابه بالمناقشة في الحساب فاذا حوسب برجح حسناته على سيئاته  
كئى طرح كى بطى تو قريب به يقين سى كه ايسى شخصكا عذاب حساب مين سخت گيرى كا هو بهر جب حساب هو چكيكا تو اوسكى حسنات كو برايون پر غلبو چكيكا  
اذ قد جاء في الحديث ان الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن  
اسوسطى كه حديث مين آياى كه بيكه كظنچون نمازين اور جمعة اكلى جمعة تك اور رمضان اكلى رمضان تك او نازدالتى مين بيچى صغيره كى گنا نهوگى

سوى الكبائر وكذا اجتناب الكبائر مكفر للصغائر بحكم نص القرآن وهو قوله تعالى ان تجتنبوا كبائر  
سواى كبيره گنا نهون كى اور ايسى سى كبيره گناه سى بچتى رهتا او نازدالتى صغيرهون كو قرآن كى صاف حكم سى وه بهر قول الله تعالى كا سى اگر تم بچتى رهوگى بڑى عملونى  
ما نذرون عنه نكفر عنكم سيئاتكم واول درجات التكفير ان يدفع العذاب اذ الم يدفع الحساب  
جو نكفر منع نهوگى مين تو هم او نازديكى تسي گناه تمهارى اور كم سى كم درجه معافى كا بهر سى كه عذاب موقوف هو اگر حساب موقوف نهو

وكل هذا حاله يكون من ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية هذا حال من اجتنب جميع الكبائر  
اور ايسى سى لوگ نهوگى جكى تولين بهارى نهوگى سوده نهايت پسنديه ارام مين مين بهر حال تو اوسكا سى جو تمام كباير سى بچتا ر





مقدار خردلة و ذرة فسن فی قلبه مثقال دینار من ایمان فهاول من يخرج من النار و اخر من يخرج  
برابرانه رانی اور ذره کی ہی پھر چکی دل میں ایمان برابر دینار کی ہی وہ سب سی پہلی روزخ کی اندر سی باہر اولیگا اور سب سی پہلی روزخ کی  
منها من فی قلبه مقدار ذرة من ایمان و اکثر ما یدخل الموحدين النار مظالم العباد و قد جاء فی الاثر  
اندر سی وہ نکلیگا جسکی دل میں ایمان برابر ذره کی ہی اور موحدا دی اکثر روزخ میں بسبب حق العباد کی جاوینگی اور حدیث اثر میں آیا ہی  
ان العبد لیوقف بین یدی اللہ تعالی و له حسنات امثال الجبال لو سلمت له لکان من اهل الجنة فیقوم  
کہ ایک شخص سامنی اللہ تعالی کی کھڑا ہوگا اور اسکی حسنات پہاڑ کی برابر ہوں گی اگر وہ سب اسکی لئی پچی بہتین تو بیشک جنتی ہوتا پہر اسکی  
اصحاب المظالم فکان قد سب هذا و ضرب هذا و استخدم هذا و اخذ مال هذا فیقترض من حسناته  
مدعی کھڑی ہونگی اوسنی اسکو گالی دی تھی اور اسکو مارا تھا ایک سی خدمت لی تھی کسیکا مال چھین لیا تھا اب ان سبکا بدلہ اسکی حسنات میں سی  
حتی لا یبقی له حسنة فیقول المثلثة یا ربنا قد فنیث حسناته و یقی الطالبون کثیر فیقول اللہ تعالی  
آخر اسکی پاس کچھ بھی نہیں بچکا پہر فرشتی کیسکی یا الہی اسکی حسنات تو ہوں گی اور مدعی بہت موجود ہیں اللہ تعالی فرماوینگا  
القوام سبیا تهم علی سیئاته و صکوله صکا الی النار و کما یهلك الظالم سیئته غیرة بطریق القضاء  
او کی گناہ اسکی ذمہ پر رکھدو اور اسکی لئی دروازہ روزخ کا کھول دو اور جسی ظالم غیر کی گناہ سی یعنی بدلہ میں مارا جاتا ہی  
فکذلک ینجو المظلوم بحسنة الظالم اذ تنقل حسنة الیه عوضا عما ظلم به و اذ اتقر هذا فالنار  
ایسی ہی مظلوم ظالم کی حسنة سی بچ جاتا ہی جب ظالم کی حسنة مظالم کی بدلہ میں مظلوم کو ملتی ہیں جب یہ بات پڑی تو ہر مسلم پروا نہی  
علی کل مسلم البدار الی محاسبة نفسه کما روی عن عمر الخطاب انه قال حاسبوا انفسکم قبل ان  
کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجھ لی چنانچہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی کہ فرماتی ہیں ایسا حساب سمجھ رکھو پہلی  
تخاسبوا و زنوا انفسکم قبل ان تزنوا فانکم ان کنتم تخاسبون انفسکم الیوم و تزنونها لعل من اکبر  
حساب دینی سی اور ایسا کیا تول رکھو پہلی تول دینی سی کیونکہ اگر تم آج ایسا حساب سمجھ لوگی اور پڑی وقت کی واسطی تول رکھوگی  
یکون الحساب علیکم خدا هول و تعرضون بومئذ ولا تخفی علیکم خافية و طریق المحاسبة ان  
توکل کو حساب تم پر بہت آسان ہوگا اوسدن سب سامنی ہوگا کوئی بات چھپی نہ ہوگی اور حساب سمجھنی کا بہرہ ڈھب ہی  
ینظر المرء فی حواله هل علیہ شی من حقوق اللہ تعالی و حقوق الناس ام لا فیقضى ما فاته من فرائض  
کہ آدمی اپنی حال میں غور کری آیا مجھے کونسی حق اللہ یا حق العباد باقی ہی یا نہیں پہر چاہی کہ ادا کری اگر کوئی فرض  
اللہ تعالی و یرد المظالم حبة حبة و لیستحل کل من تعرض له بیده و لسانه و قلبه بان اساء له الظن  
ابہرہ گیا ہو اور حق العباد کا دانہ دانہ پہر دی اور معاف کرا لی ہر یک سی جسکو ستایا ہو ہاتھ سی اور زبان سی اور دل سی اسطوریہ اسکی حق میں بدگانی کی  
و یطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق شی علیہ من حقوق اللہ تعالی و حقوق العباد و یدخل الجنة بغير  
اور انکا دل خوش کردی آخر ایسی حال میں مرے کہ اسکی ذمہ پر کوئی حق اللہ اور حق العباد باقی نہ ہو اور بہشت میں بی  
حساب یسرنا اللہ بفضلہ المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی اللہ علیہ  
حساب چلا جا ابی اپنی فضل سی ہمہ آسان کردی نون مجلس ضروری ہونی میں اتباع نبوی صلی اللہ علیہ  
وسلم فیما جاء به و فیہ تحقیق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم  
وسلم کی تمام احکام میں جو لای ہیں اور اس میں تحقیق ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مؤمن نہیں ہو کوئی تم میں سی  
حتی یکون هواه تبع لما جئت به هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عبد اللہ بن عمرو بن العاص و  
جیتک ہو دی خواہش اسکی مطابق میری لائی ہوئی کی بہرہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سی

معناه ان احکم لا يبلغ درجۃ کمال الايمان حتى يخالف هواه ويتبع الحق ولا يسلط هواه على الحق  
 اسکی معنی یہ ہے کہ البتہ کوئی تم میں سے نہیں ہوگا درجہ کمال ایمان کا بیان نہ کہ اپنی ہوا سے کسی خلاف کری اور تابع حق کا ہو اور اپنی ہوا سے کسی کو حق پر غالب نہ کرے  
 بل يكون الحق الذي جئت به مسلطا على الهوى فان من يعمل هوى نفسه لا يريد نفسه شيئا الا  
 بلکہ حق ہی جو میں لایا ہوں خواہش پر غالب رہی کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کی عمل کیا کری تو پھر اسکا نفس جو خواہش  
 يرتكبه ويخالف مولاه ويجعل هواه لها لنفسه كانه يعبد وهذا قال النبي عليه السلام ما عبد تحت  
 سوغ کر گیا اور اپنی مولیٰ کا مخالف ہو کر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا لگا گویا یہ وہ کسی پرستش کرتا ہی اسہیلے فرمایا ہی بنی صلی اللہ علیہ فی زمین پہاڑ لیا آسمان  
 السماء الى ابغض الى الله تعالى من الهوى وفي رواية ان ابغض الله عبدا في الارض عند الله تعالى  
 تنی کوئی معبود جو بدتر ہو نزدیک اللہ تعالیٰ کی ہواسی اولیٰ روایت میں یہ ہے ہی سیکر بدتر معبود جو پوجا جاتا ہی زمین پر نزدیک اللہ کی  
 هو الهوى وفي الحقيقة ان من تامل يعلم ان من يعبد الصنم لا يعبد الصنم وانما يعبد هواه لكون  
 ہوا ہی اور حقیقت میں جو شخص غور کر دیکھی تو جان لی کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہی وہ بت کو نہیں پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہی کیونکہ اسکا  
 نفسه مائلة الى دين ابيه فيتبع ذلك الميل الذي يجبر عنه بالهوى اذ من عادة اهل الهوى ان يستحسنوا  
 دل باپ دادوں کی دین بر جہک نام ہی سو یہ شخص اسہی توجہ دل کی پیچی لگا ہوا ہی اسہی کو ہوا کہتی ہیں اسہی کہ اہل ہوا کی یہ عادت ہی کہ جو بت اوکی خوشی  
 كلما يوافق هواهم وان كان بكل شر وويل وان يستقبحوا كل ما يخالف هواهم وان كان جالبا لكل خير  
 موافق ہو او کو چہا سمجھیں اگر چہ اسہی تمام برائی اور وبال آپری اور جوبات اوکی خوشی کی خلاف ہو سکو برا سمجھیں اگر چہ اسہی تمام سہلای  
 ونول فالسعيد من يخالف هواه ويطيع مولاه والشقي من يتبع هواه ويخالف مولاه ويكون هالكا  
 اور غوی ہو نہیں سکتا جت وہ ہی ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی خلاف اور مولیٰ کی اطاعت کری اور بد بخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی پیچی مولیٰ کا خلاف کر کرے  
 لان من يتبع هواه يفعل ما يضره ويهلك حالا او مالا وهو لا يشعر ويشعر لکن لحفة عقله يروح  
 اسواسطی جو اپنی ہوا نفسانی کا تابع ہوگا تو وہ ہی عمل کر گیا جو اسکی حق میں مضر اور دنیا اور آخرت میں ہلاک کردی اور وہ خیال نہیں کرتا یا خیا کرتا ہی یہ بھوتی  
 اللذة المحاضرة التي لا بقاء لها على العقوبات العظيمة التي لا نهاية لها ويظن لعن بصيرته وغاية حماقة  
 حال کی لذت کو جسکو اصطلاح میں نہیں ہی اول بڑی بڑی عذابوں سی جکی کچھ انتہا نہیں ہی بہتر جانتا ہی اور یہیہ کا انداز اپنی حماقت سی یہ گمان کرتا  
 انه ظفر بشئ من لذائذ ولا يعلم ذلك الا حق انه يخرج من الدنيا ويرى انه لو يظفر بشئ من اللذائذ  
 کہ میں فی خوب عیش آؤنی اور حق یہ نہیں سمجھتا کہ دنیا سی نکلتی ہی یعنی مری ہی دیکھ لیکھا کہ اسکو کچھ ہی مزہ حاصل نہوا  
 اصلا من لذائذ الدنيا ولا من لذائذ الآخرة بل اتبع هواه فيما ليس بشئ لان لذائذ الدنيا عنه تزول  
 نہ تو دنیا ہی میں مزا اوٹھایا اور نہ آخرت میں کچھ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتوں میں لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا رہیگا سر  
 ولذائذ الآخرة ليس له الوصول فيبقى في حيرة وندامة حين لا ينفعه الندم وقد قال ابن عباس  
 اور آخرت کا عیش کہی میسر نہ ہوگا اب عرف حیرت اور ندامت میں مبتلا رہی گا سو اب ندامت سی کیا ہوتا ہی ابن عباس کہتی ہیں  
 ما ذكر الله الهوى في القرآن الا ذممه فانه تعالى قال بل اتبع الذين ظلموا اهلوا هم بغير علم وقال وان  
 کہ اللہ تعالیٰ فی قرآن میں جہاں ہوا سے کا ذکر کیا ہی سب برائی سی کیا ہی اللہ تعالیٰ فی فرمایا ہی بلکہ چلی میں یہی بی انصاف اپنی چاؤ برین سمجھی اور کہا اور بہت لوگ  
 كثيرا ليضلون باهلوا هم بغير علم وقال ومن اصل من اتبع هواه بغير هدى من الله فعلم من  
 بہکا تی ہیں اپنی خیال پر بغیر تحقیق اور کہا اور ادنیٰ زیادہ بہکا کون جو چلی اپنی چاؤ برین راہ بنائی سدکی  
 هذه الايات ان اتباع الهوى لا يكون في الاكثر الا بغير علم بالحق فلا بد للمؤمن ان يعرف الحق ويميزه عن  
 ان آیات سی معلوم ہو کہ ہوا سے میں مبتلا ہونا اکثر اوقات بے تابستگی امر حق کی ہوتا ہی سو مرد مؤمن کو لازم ہی کہ امر حق کو دریافت کر کر باطل ہی

دعا ہوا ہی

ما ذكر الله الهوى في القرآن الا ذممه



الباطل ويعمل بالحق ويختار على الباطل لان من لم يعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار عليه  
 او سلك تميز حاصل كرى پر حق پر عمل كرى اور باطل پر اسكو پسند كرى كيونكر جو شخص حق كو نهين پہچاننا وہ گمراہ ہوتا ہي اور جو شخص حق كو تو پہچانی پر غیر حق كو  
 غیر فهو مغضوب عليه ومن عرفه وابتغاه فهو منعم عليه وقد امرنا الله تعالى ان نسله في كل يوم  
 پسند كرى تو اس پر خدا كا غضب ہوتا ہي اور جو حق كو پہچان كرى اسكو اطاعت كرى اور ہر خدا كى رحمت ہي اور ہر خدا كا حكم ہي كہ ہم اوس ہی پر دعا مانگا كرين  
 وليلة مرات عديدة ان يهدينا صراط الذين انعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين وبتن في  
 رات ميں كئی كئی بار كہ دہا ہر رستہ اون لوگوں كا جن پر تونى رحمت كى نہ رستہ اون لوگوں كا جن پر تونى غضب فرمایا اور نہ گمراہ ہونكا اور  
 ضمنہ ان اهل السعادة هم الذين عرفوا الحق وابتغوه وكانوا مهتدين وان اهل الشقاوة هم الذين  
 اسہي كى ضمن ميں بيان كيا كہ سعادتمند وہ لوگ ہوتے ميں جنہوں نے حق كو پہچان كرا اطاعت كى اور اہم ہت پایا اور بدبخت وہ لوگ ميں جنہوں نے  
 لم يعرفوا الحق بل جہلوا وخرجوا منه وكانوا ضالين او عرفوه وخالفوه ولم يتبعوه بل اتبعوا غيرہ و  
 حق كو نہ پہچانا اور جہالت كى باری حق ہی خارج ہوكر گمراہ ہو گئی یا حق كو پہچان كرا اسكا خلاف كيا اور اطاعت كى بلكہ غیر حق كى اطاعت كى اور  
 كانوا مغضوباً عليهم وقد ثبت في الحديث ان المغضوب عليهم اليهود وان الضالين النصري وانما  
 او پير غضب نازل ہوا اور حدیث سے ثابت ہي كہ مغضوب عليهم سى مراد يہود ميں اور ضالين سى مراد نصارى ميں اور كيا وجہ  
 سمي اليهود بالمغضوب والنصري بالضالين مع كون كل واحد منهما ضالاً ومغضوباً عليهم لكون  
 كہ يہود مغضوب عليهم ہي اور نصارى ضالين ہي باوجود كہ يہود دونو گمراہ اور ستر اور غضب كى ميں اسہي وجہ كى  
 كل واحد منهما فخصاً بما غلب عليه من الجہل والعناد فان اليهود كانوا امة عناد فخصوا بالغضب  
 كہ دونو فرقوں كو خصوصيت ہي غلبہ جہل اور عناد سى سو يہود يوں ميں تو عناد زيادہ تھا وہ تو ستر اور غضب كى ہي  
 والنصري كانوا امة جہل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفيان بن عيينة من فسد من علمائنا  
 اور نصارى ميں جہالت زيادہ تھی وہ گمراہ سى مخصوص ہوئى اسہيلئى سفيان بن عيينہ کہتے ميں كہ ہم سب جو عالم ہوكر بگڑ جاوى  
 ففيہ شبه من اليهود لان اليهود عرفوا الحق ولم يتبعوه بل عدلوا عنه وكانوا مغضوباً عليهم  
 تو وہ يہود يوں سى ملتا ہي كيونكہ يہود يوں نے حق كو پہچان كرا اطاعت كى بلكہ حق سى الگ ہو گئی پھر قابل غضب الہى كى ہو گئی  
 ومن فسد من عبادنا ففيہ شبه من النصارى لان النصارى لم يعرفوا الحق بل جہلوا وكانوا  
 اور ہم ميں سى جو عابد بگڑ جاوى تو وہ نصارى يوں سى ملتا ہي كيونكہ نصارى يوں نے حق كو نہين پہچانا بلكہ نادانستہ سى  
 ضالين فانه تعالى جعل العبادۃ سبباً للثواب والمعصية سبباً للعقاب فمن يرجو الثواب ينجى  
 آخر گمراہ ہوئى بیشك اسہ في عبادۃ كو واسطہ ثواب كا بنایا ہي اور گناہ كو واسطہ عذاب كا بنایا پھر جو شخص آرزو ثواب كى كرى اور  
 العذاب لا بد له ان يعرف العبادۃ والمعصية ليستغل بالاولى ويصل الى الثواب ويحترز عن الثانية  
 عذاب سى ڈرى تو اسكو لازم ہي كہ عبادت اور معصيت كى حقيقت دريافت كرى تا كہ عبادۃ كى شغل سى ثواب پاوى اور گناہ سى ہر پيز كر كر  
 وينجو من العذاب لان من لم يعرفهما ولم يفرق بينهما يضر احداهما مقام الاخرى فيكون من الخسرين  
 عذاب سى بچي كيونكہ جو شخص ان دونوں سى خوب عاقف نہوگا اور دونوں ميں فرق نہ كرگا تا كہ دوسرى كى جگہ برت ليگا پھر اسكو بڑا ہی خسارہ ہوگا  
 وذلك لان في قلب الانسان قوتين قوة العلم وقوة الارادة وهما لا يتعطلان ابداً ولا يحصل  
 اور پيہيت اسلى كہ انسان كى دل ميں دو قوت ميں قوت علم كى اور قوت ارادہ كى اور پيہ دو نو كہي بيكار نہين ہوتى اور ان دونوں  
 عمل الا بهما سوء كان خيراً او شر كان من يفعل شيئاً سوء كان خيراً او شر لا يفعلہ ما لم يرد  
 كوتى عمل نہين ہوكتا برابر ہي كہ نيك ہو يا بد ہو اسلى كہ جو شخص كچھ كا كر تا ہي برابر ہي كہ بھلا ہو يا برا ہو تو بدوں ارادہ كى نہين كر سكتا

ولا يريد ما لم يعلمه فكمال الانسان وصلاحه باستعمال هاتين قوتين فيما ينفعه في الدارين  
اور ارادہ اوسکا بدون علم کی نہیں ہو سکتا سو تمام خوبی اور برائی آدمی کی ان دونوں قوتوں کو دارین کی منفعت میں استعمال کرنی ہی

ويعينه في نيل الدولتين فلا بد له من استعمال قوة العلم في ادراك الحق وتميزه عن الباطل  
اور ان دونوں قوتوں کی حصول میں مددگار بنانی ہی سو آدمی کو چاہی کہ قوت علمی کو حق الامر کی مدد سے کرتی ہیں استعمال کر کے حق کو باطل سے جدا کری

واستعمال قوة الإرادة في طلب الحق وإيثاره على الباطل لانه اذا لم يستعمل قوته العلمية في معرفة  
اور قوت ارادہ کو حق کی تلاش میں استعمال کر کے حق کو باطل پر اختیار کری کیونکہ جب یہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان میں استعمال نہ کریگا

الحق وادراكه فلا جرم انه يستعملها في معرفة الباطل وما يليق به واذا لم يستعمل قوته الإرادية  
تو بیشک اوسے قوت کو باطل کی پہچان میں اور جو جو اسی متعلق میں استعمال کریگا اور اگر اپنی قوت ارادہ کو

في طلب الحق والعمل به فلا شك انه يستعملها في طلب الباطل والعمل به ثم ان الانسان مجبول  
طلب حق میں اور حق کی عمل میں نہیں صرف کریگا تو بیشک اوسکو باطل کی طلب اور اوسکی عمل میں صرف کریگا پھر آدمی کی خلقی عادت ہی

على معرفة صناعه ويقتضى طبعه عبادة خالقه والتقرب اليه بحكم الفطرة التي فطر الناس  
کہ اپنی پیدا کر نیوالی کو پہچانی اور اوسکی طبیعت کی خواہش ہی کہ اپنی خالق کی عبادت اور نزدیک کرے باعتبار اصل پیدایش کی جیسے آدمی کی پیدایش ہی

عليها لکن لا عبرة بالمعرفة الجبلية والعبادة الطبيعية لانها تكون على مقتضى النفس متناهية  
پر عادت کی موافق پہچان کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور طبیعی عبادت کی کچھ اصل نہیں کیونکہ ایسی عبادت بطور خواہش نفس اور متابعت

هواها فلا يخلو عن شوب الشرك وانما المعتبر المعرفة والعبادة على وفق الشرع لا على وفق الطبع  
ہواہوس کی ہوتی ہی سو اس میں ملوثی شرک کی ضرور ہوتی ہی معرفت اور عبادت وہ ہی معتبر ہی جو شرع کی موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کی ہواہوس

الأتري ان ابليس كان في طبعه السجود لربه حتى عبد الله تعالى فيما يروى ثمانين الف سنة  
کیا تجھ کو معلوم نہیں ہی کہ ابلیس نجاہش طبع رب کو سجدہ کرتا تھا ایسا کہ موافق ایک روایت کی اسی ہزار برس خدا کی عبادت کی

وانتظم بكثرة عبادته في سلك الملكة المقربين ثم لما تاب السجود على خلاف طبعه ابى واستكبر وكا  
اور اس عبادت کی برکت سے مقرب فرشتوں کی جماعت میں شامل ہو گیا تھا پھر جب اوسکو سجدہ کا حکم اوسکی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور

من الكفرين فان من يتبع طبعه وهواه فانه لا يفعل شيئا من المعروفات الا ما يوافق هواه ولا يترك  
کافر ہو گیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہوا نفسانی کا تابع ہوتا ہی تو وہ حسنت میں ہی وہ عمل کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی موافق ہو اور

شيئا من المنكرات الا ما يخالف هواه وقد قال بعض السلف من لم يعمل من الحق الا ما يوافق هواه  
منکرات میں ہی وہ ہی ترک کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص حق الامر میں ہی وہ ہی عمل کری جو اوسکی مرضی کی مطابق

ولم يترك من الباطل الا ما يخالف هواه لا يصلح جرم عمل من الحق ولا ينجم من وزر ما ترك من الباطل  
اور باطل میں ہی وہ ہی کام چھوڑی جو اوسکی مرضی کی مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پر عمل کر نیکیا ثواب ملی اور نہ باطل کی ترک کرنی پر گناہ سی بھی

بل يكون هذا سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان لسوء الخاتمة اسباب يجب على المؤمن  
بلکہ اوسکی یہ عادت باعث ہوگی خاتمہ بد کا اور انجام بد کا کیونکہ خاتمہ بد کی بہت اسباب ہوتی ہیں مؤمن آدمی پر واجب ہی

ان يحترز عنها منها الفساد في الاعتقاد وان كان مع كمال الزهد والصلاح فان مرجحان له فساد  
کہ اوسنی بچتا رہی اور نہیں سی ایک اعتقاد کا فساد ہی اگرچہ اوسکی سادہ زہد اور صلاح ہی کامل ہو اری کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہی

في اعتقاده مع كونه قاطعا متيقنا به له غير ظان انه اخطأ فيه قد ينكشف له في حال سكرات  
بوجودیکہ وہ قطعی اور اوسکو یقینی جانتا ہی اوسکو یہ گمان نہیں ہی کہ میں اسباب میں خطا پر ہوں پھر جب نزع کی وقت میرا ظاہر ہوگا



بطلان ما اعتقده فيظن ان سائر ما اعتقده من الاعتقادات الحققة مثل هذا الاعتقاد باطل  
 کہ او سکا یہ اعتقاد باطل تھا تو اسکو یہ خیال ہوگا کہ اسکی تمام اعتقادات حق ہی  
 مانند اسہی اعتقاد کی باطل ہیں

لا اصل له ان لو يكن عنده فرق بين اعتقاد واعتقاد فيكون انكشاف بطلان بعض اعتقاد  
 انکی کچھ اصل بنیاد نہیں ہی اگر اسکو ہر ہر اعتقاد میں فرق حاصل نہ تھا  
 سوا اسکو بعض اعتقاد باطل ظاہر ہوتی ہی

سبب الزوال بقية اعتقاداته فان خرج روحه في هذا الحالة قبل ان يتدارك ويعود الى اصل  
 سبب اعتقاد زایل ہو جائیگی پہر اگر ایسی حالت میں اسکی جان نکل گئی  
 پہلے اسکی کراؤ سکا تدارک اور نہ ہی کر کر اصل

الایمان يختم له بالسوء ويخرج من الدنيا بغیر ایمان فيكون من الذين قال الله تعالى فيهم  
 ایمان حاصل کر لی تو اسکا خاتمہ بد ہوگا اور دنیا سی بی ایمان جا دیگا  
 پہر ادون لوگوں میں داخل ہوگا جنکی حق میں اللہ سے فراتاہی

وَبَدَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ وَقَالَ فِي آيَةِ أُخْرَى قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا  
 اور نظر آیا اسکو اللہ کی طرف سی جو خیال نہیں رکھتی تھی اور فرمایا انکی اور آیت میں کہ ہم بتا دیں تمکو ان کی کئی بہت اکارت کام  
 اور فرمایا انکی اور آیت میں کہ ہم بتا دیں تمکو ان کی کئی بہت اکارت کام

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا فَإِنَّ كُلَّ مَنْ اعتقد  
 جنکی دوش بہک رہی ہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں کام  
 بیشک جو شخص کسی شے کو برحق واقع

شئاً على خلاف ما هو عليه اما نظر برآيه وعقله واخذاً من هذا حاله فهو واقع في هذا الخطر ولا  
 یعنی غلط اعتقاد کر لی یا تو صرف اپنی سمجھ بوجہ سی یا کسی اور ایسی ہی شخص سی ہر سنا کر  
 تو اسکی حق میں یہ ہی اندیشہ ہی اور

يدفعه الزهد والصلاح وانما يدفعه الاعتقاد الصحيح المطابق لكتاب الله تعالى وسنة رسوله  
 زہد اور صلاح سی یہ اندیشہ دفع نہیں ہوگا اس اندیشہ کو وہ ہی اعتقاد دفع کرتا ہی جو صحیح اور کتاب اللہ  
 اور سنت رسول کی مطابق ہو

لان العقائد الدينية لا يعتد بها الا ما اخذت منهما ومنها الاصرار على المعاصي فان له اصرار  
 اسواسطی کہ عقاید دینی وہ ہی معتبر ہیں جو کتاب اللہ سنت کی مطابق ہوتی ہیں اور انہیں اسباب میں سی ایک سبب ہی گناہوں پر اصرار نا بیشک شخص  
 اور انہیں اسباب میں سی ایک سبب ہی گناہوں پر اصرار نا بیشک شخص

على المعاصي يحصل في قلبه الفها وجميع ما الفه الانسان في عمرة يعود ذكره عند موته فان كان  
 اڑ جاتا ہی تو اسکی دل میں گناہ کی محبت پیدا ہو جاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزیں زندگی بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہیں پس اگر اسکو  
 اور اگر اسکو رغبت گناہوں کی

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر الطاعات وان كان ميله الى المعاصي  
 رغبت عبادت کی زیادہ ہوگی تو موت کی وقت عبادات بہت یاد آویگی اور اگر اسکو رغبت گناہوں کی

اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر المعاصي فرما يغلب عليه حين نزول الموت به قبل التوبة  
 بہت ہوگی تو مرنی وقت وہ ہی گناہ بہت یاد آویگی سو اکثر اوقات مرنی وقت توبہ سی پہلی

شهوة من الشهوات ومعصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها ويصير جبابينه وبين ربه وسببا  
 کوئی شہوت شہوت میں سی اور کوئی گناہ گناہوں میں سی اسپر غالب ہو جاتا ہی پہر اسکا دل اوسہی میں لگا رہ جاتا ہی وہ ہی اوسہی میں اور اسکی بین میں پر وہ جاتا ہی

لشقائوته في آخر حياته لقوله عليه السلام المعاصي تزيد الكفر والذى لم يرتكب ذنباً اصلاً  
 آخر دم وہ ہی اوسکی شقاوت کا سبب ہو جاتا ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی گناہ کفر کی ایچی ہوتی ہیں اور جسنی کبھی کوئی گناہ نہیں کیا ہی

لو ارتكب وتاب فهو بعيد عن هذا الخطر وما الذي ارتكب ذنوباً كثيرة حتى كانت اكثر من طاعاته  
 اگر گناہ تو کیا بد توبہ کی سوا ایسا شخص اس اندیشہ سی الگ ہی اور جو شخص اکثر گناہ کرتا رہ  
 ایسا کہ اسکی عبادات سی زیادہ ہو گئی

ولو يتب عنها بل كان مصر عليها فهذا الخطر في حقه عظيم جداً اذ قد يكون غلبة الالف بها  
 اور غشی توبہ ہی نہی بلکہ گناہ ہی میں مبتلا رہا تو اسکی حق میں اس خطر کا اندیشہ ہی اسلی کہ بعضی وقت بے غلبہ محبت کی

سبب لان يتمثل في قلبه صورتها ويقعر منه ميل اليها ويقتبض روحه عليها فيكون سبب السوء  
او سبب دليله كغناه في صورت جسمه هو جاتي هي اوراس شخصكواوسكي طرف رغبته آتي هي اوراسي حالته بين او سبب جان نكل جاتي هي سبب موتاي او سبب  
خاتمته ويعرف ذلك بمثال وهو ان الانسان لا شك انه يري في منامه من الاحوال التي فيها هو  
خاتمته بركا يهتات مثال سي خوب سمجه بين آتي هي مثال يهت هي كه آدمي بيك سوكر خواب بين وه حالات ديكا كرتاي جو عمر بهر محبوب هوني بين

عمره حتى ان الذي قضى عمره في العلم يري من الاحوال المتعلقة بالعلم والعلماء والذي قضى عمره  
اننا كه جسي اي عمر پڑھنی لکھنی میں صرف کی ہی تودہ وہ ہی حالات دیکھتا ہی جو علم اور علمای میں متعلق ہیں یعنی دوات قلم کتاب اور جسنی اپنی عمر  
في الخياطة يري من الاحوال المتعلقة بالخياطة والخياط اذ لا يظهر في حال النوم الا ما حصل له  
درزي گری میں کہوئی تودہ وہ ہی حالات دیکھتا ہی جو درزي گری ہی متعلق ہیں یعنی گز قچی اسلکی کہ نیند میں وہ سوچتا ہی جو سبب کثرت الفت کی  
مناسبة مع قلبه بطول الالف والموت وان كان فوق النوم لكن سكراته وما يتقدمه من  
او سبب دسی مناسبت رکھتا ہی اور موت اگر چه نیند کثرت برتر ہی پر او سبب سكرات اور حال جو موت سی پہلی گذرتا ہی

الغشبة قریب من النوم فطول الالف بالمعاصي يقتضي تذكرها عند الموت وعودها في القلب  
جیسی غشی یہہ نیند ہی کی مثال هوني میں اور کثرت الفت کی معاصی ہی یہہ ہی چاہتی ہی کہ معاصی موت کی وقت دھین ہٹ کر یاد آئیں

وتتمثلها فيه وصيل النفس اليها وان قبض روحه في تلك الحالة يختم له بالسوء ومنها العدول عن  
اور دھین صورت پکڑھین اور نفس کو او دہر رغبته ہو ایسی حالت میں اگر او سبب جان قبض ہوگئی تو او سکا خاتمہ بد ہوگا اور اوں سبب میں ہی ایک سبب یہہ ہی  
الاستقامة فان كان مستقيما في ابتداءه ثم تغير حاله وخبر ما كان عليه في ابتداءه يكون  
کہ استقامت سی تجا و زکری البنت جو شخص پہلی توبہ سید ہوا پھر اپنا حال پلٹ کر وہ سید راہ چھوڑ دیا جو ابتداء میں تھا یہہ ہی خاتمہ بد کا

سبب سوء خاتمته كالبليس الذي كان في ابتداءه رئيس الملائكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العباد  
سبب ہوتا ہی جیسی شیطان کہ پہلی تو تمام فرشتوں کا سردار اور اوں کا استاد تھا اور عبادت پر بہت کوشش کیا کرتا

حتى قيل لم يبق في سبع سموات وسبع ارضين موضع شبرا الا وهو قد سجد فيه ثم لما امر بالسجود  
اننا کہ کہتی ہیں کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین میں ایک بالشت بہر جگہ اسکی سجدہ ہی خالی نہیں تھی بہر جب حکم ہوا آدم علیہ السلام کی

لادم ابی واستكبر وكان من الكافرين وكيلعام بن باعورا الذي اتته الله اياته فانساه منها بخلوده  
سجدہ کا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور کافر ہو گیا اور جیسی بلعام بن باعورا جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں دین پر او سنی الگ ہو کر سبب

الى الدنيا واتباع هواه وكان من الغاوين وكبر صيصا العابد الذي قال له الشيطان اكفر فلما كفر  
دنیا اور ہوا پرستی کی آرزو کی اور گمراہ ہو گیا اور جیسی برصيصا عابد جب او سی شیطان نے کہا انکار کر بہر جہ منکر ہوا

فاني تربيته من اني اخاف الله رب العالمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه فحذره ان يشاركه في العذاب  
تربیہ میں ان کا تالہاوسدی جو سبب ساری جہان کا البنت شیطان نے او کو کفر کی رغبت دلائی جب او سنی کفر کیا تو او سی الگ ہوا اور خوف سی کہ ایسا نہ ہو میں ہی اسکی ساتھی

ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فكانا قيتهما انهما في النار خالدين فيها وذلك جزؤ الظالمين ومنها ضعف الايمان فان كان  
اگر چه اسکی کچھ او کو فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی پس از اون دونو کا یہہ ہی کہ وہ دونو میں آگ میں سدا رہیں او میں سدا رہیں ہی سزا گنہگاروں کی اور وہی سبب میں ہی ایمان کی سستی ہوئی

فيما ضعف حب الله تعالى فيمقر حيا الدنيا في قلبه ويستولي عليه بحيث لا يبقى فيه موضع لحب الله  
ایمان میں سستی ہوگی او کو محبت الہی میں سستی ہوگی اور دنیا کی محبت او سکی دل میں قوی اور ایسی غالب ہو جائیگی کہ محبت الہی کی لئی ذرہ بہر جگہ باقی نہ رہی گی

الا من حيث حيث النفس لا يظهريه اثر في مخالفة النفس ولا يؤثر في الكفر عن المعاصي  
ہاں اگر ہودی تو مثل خیالات نفسانی کی جسکا اثر نفس کی مقابلہ میں کچھ ہی ظاہر نہو اور نہ گناہوں سی باز رہنی میں اثر کرے



ولا في الحث على الطاعات فينهك في الشهوات وارتكاب السيئات فيتراكم ظلمات الذنوب

اور نہ طاعات کی رغبت پر پس صرف شہوات میں کہیا رہیگا اور معاصی کرتا رہیگا پہر دل پر تیرتہ سیاہی گناہوں کی

على القلب فلا تزال تطفئ ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاءت سكرات الموت

چڑھتی جا دی گی پہر جس قدر ایمان نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہو کر بجھتا چلا جاویگا پہر نزع کی وقت

يزداد حب الله تعالى ضعفا في قلبه لما يرى انه يفارق الدنيا وهي محبوبة له وجبها غالب عليه

حب الہی میں اور بھی زیادہ دل میں سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا مجھسی چلی اور دنیا چونکہ اوسکی پیاری اور اوسکی محبت کو ہم غالب ہی

لا يريد تركها ويتالم من فراقها ويرى ذلك من الله تعالى فيخشى ان يحصل في باطنه بغضة

تو چھوڑی نہیں جاتی اوسکی فراق سی رنجیدہ ہوتا ہی اور اس فراق کو خدا کی طرف سی جانتا ہی اب یہہ ڈر ہی کہ اوسکی دل میں بجای حب الہی کی بغض نہ پیدا ہو جاوی

يدل المحب ينقلب ذلك الحب الضعيف بغضا فان خرج روحه في اللحظة التي خُطرت فيها هذه

اور وہ تہوڑی سی محبت جو ہی بغض نہو جاوی اگر اوسکی جان ایسی حالت میں کہ جب یہہ خیالات پیش ہتی نکل گئی

الخطير يختم له بالسوء ويهلك هلاكاً مريداً والسبب المفضي الى هذه الخاتمة حب الدنيا والركن

تو اوسکا خاتمہ بر ہی ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہے اور باعث اسکا جسی یہہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رغبت

اليها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال قد عم

اور دنیا کی خوشی ہی تسپر سستی ایمان کی جسی محبت الہی میں سستی آگئی اور یہہ ہی بیماری سخت ہی جو

اكثر الخلق فان من يغلب على قلبه عند الموت امر من امور الدنيا ويمثل ذلك الامر في قلبه يستغفر

تمام خلق کو لگے ہی کیونکہ جسکی دل پر مرتی دم کوئی بات دنیا کی چہا جاوی اور وہ ہی بات اوسکی دل میں تصویر کی طرح صورت ہو کر اوسکو ایسا

حتى لا يبقى لغيره متسع فان خرج روحه في تلك الحالة يكون راس قلبه منكوساً الى الدنيا ووجهه

کہ حیر کی لئی کچھ کچھ پیش نہ ہی پہر اگر ایسی حالت میں اوسکی جان نکل گئی تو اوسکا دل دنیا ہی کی طرف جھکا ہوا اور اوسکا منہ دنیا ہی

مصر و فاليها ويحصل بينه وبين ربه حجاب لا يمكنه ان يكتسب بعد الموت صفة اخرى

کی طرف متوجہ رہی گا اور اوسمیں اور اوسکی رب میں پردہ حایل ہوگا اب یہہ طاقت نہیں کہ موت کی بعد ایسی صفت حاصل کری

نصار صفة الغالبة عليه ان لا تصرف في القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح واعمالها

جس وہ صفت جاتی رہی جو اوپر غالب ہتی اوسطی کہ دل پر تصرف بدون اعضا جسمانی کی نہیں ہو سکتا اور فی سی اعضا جسمانی سب بطل اور اوسکی اعمال

ولا مصطعم في الرجوع الى الدنيا حتى يمكن التدارك ويبقى في حسرة وندامة فمن اراد النجاة من هذه

اور اب یہہ ہی توقع نہیں کہ دنیا میں ہٹ کر آویگی تاکہ اوسکا عوض ہوگی اب سوء حسرت اور ندامت کی کچھ نہیں ہی پس جو شخص اس ہلاکت سی بچا چاہی

الورطة فعليه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصي وقلبه عن الفكر

تو اوسکو لازم ہی کہ پہلی دنیا کی محبت دلیں سی دور کری اور اپنی اعضا کو گناہوں سی

فيها والاحترار عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلك ايضا يؤثر في قلبه ويصرفه فكم له

اور دنیا اور اہل دنیا کی نہکتنی سی پرہیز کری کیونکہ یہہ ہی دلیں اثر کر اوسکی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہی

ان يواظب على الطاعات لكونها ثرة محبة الله تعالى ولا يتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته

پہر عبادات برداومت کری کیونکہ محبت الہی کا یہہ ہی ثرہ ہی اور محبت الہی بدون معرفت الہی کی نہیں ہو سکتی

اذ لا يجب الانسان مالا يعرفه وانما يجب ما يعرفه فمن عرف الله تعالى وعرف ان جميع النعم الواصلة

اس لئی کہ آدمی نامعلوم چیز کو محبوب نہیں رکھتا محبوب وہ ہی ہوتی ہی جو معلوم ہو پہر جسنی اللہ کو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتیں جو مجھکو ملین

الیہ والی غیرہ لیس الامنہ تعالیٰ لاجرم یجبہ فاذا احبہ ینسعی فی تحصیل مرضاتہ بالاحتراز  
یا اور دل کو عین سبب اللہ ہی کی عنایت ہی تو خواہ مخواہ اسکو دوست رکھنا پھر جب اسکو اپنا محبوب بنایا

عن الافعال القبیحۃ والاشتغال بالاعمال الحسنۃ فاعلم من ہذا ان المقصود من العلوم والاعمال  
تو افعال بدیہیہ پر ہینز کر کر اور نیک اعمال میں مشغول ہو کر اسکی رضا مندی حاصل کر لیا اسکی معلوم ہوا کہ مقصود اصلی علوم اور اعمال سی

معرفۃ اللہ تعالیٰ حتی یتقر المعرفة المحبۃ اذ لا ینبغی لاحد ان یفارق الدنیا الا بحیالہ تعالیٰ و  
اسد تعالیٰ کی معرفت ہی تاکہ معرفت سی محبت حاصل ہو کیونکہ بہتر یہ ہی ہی کہ جو کوئی دنیا سی جدا ہو تو خدا کی محبت میں نور

محبۃ للقاء فان من احب لقاء اللہ تعالیٰ احب اللہ لقاۃ ومن قدم علی محبوبہ یعظم سرورہ  
اسکی ملاقات کی شوق میں جدا ہو اسلیٰ کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا مشتاق ہوگا تو خدا اسکی ملاقات کا مشتاق ہوگا اور جو شخص اپنی محبوبہ پاس جاتا ہی

بقدر محبتہ لا محبا للدنیا لانه یفارقہا ومن یفارق محبوبہ یشتر المہ وعذابہ فہما کان  
تو اسکی بقدر محبت کی غرت ہوتی ہی دنیا کی محبت میں جان نہی اسلیٰ کہ دنیا سی تو جدا ہوتا ہی اور جو شخص اپنی محبوبہ سی جدا ہوتا ہی تو اسکو بڑی ہی رنج ہوتی جیٹک

الغالب علی القلب حب الولد والمال والمسنک والعقار فہذا رجل جمیع محابہ فی الدنیا والدنیا  
دلپر محبت اولاد اور مال اور گھر باہر کی غالب ہوتی ہی تو یہ ایسا شخص ہی کہ اسکی تمام محبوب دنیا میں ہیں اور دنیا ہی

جنتہ فموتہ خروج من الجنة وحیلولة بینہ و بین محبوبہ ولا یخفی الہ من یحال بینہ و بین  
اسکی لئی بہشت ہی پس موت اسکو جنت سی نکالتی ہی اور اسکو اسکی محبوبہ سی دور کرتی ہی اور ظاہر ہی جسکا محبوب چھوٹا ہی اسکو کیا رنج و الم ہوتا ہی

محبوبہ و اما اذ الم یکن لہ محبوب سوی اللہ تعالیٰ فالدنیا سجنۃ فموتہ خروج من السجن ولقی  
اور وہ شخص جسکا محبوب سوا ہی ذات الہی کی کوئی نہی تو دنیا اسکی حق میں دوزخ ہی سوا اسکی موت کو یا دوزخ سی نکل کر اپنی محبوبہ سی

محبوبہ فہذا اول ما یلقاہ کل من یفارق الدنیا عقیب موتہ من الفرح والالہ فضلا عما اعدہ  
ملاقاتی لیس یہ پہلی خوشی اور الم ہی جو دنیا سی مرکز جانی والوں کو حاصل ہونیوالا ہی پھر آگ کیا کہنا ہی جو

اللہ تعالیٰ من النعم المقیم لعبادہ الصالحین ومن العذاب الالیم للذین استحبوا الحیوة الدنیا و  
اسد تعالیٰ کی صلحا کی واسطی عیش دائمی اور دنیا کی زندگی اور نازکی پسند کرنیوالوں کی واسطی جو

رضوا ہا ولم یستعدوا للقاء اللہ تعالیٰ وحکی ان سلیمان بن عبد الملک لما دخل  
اسد تعالیٰ کی ملاقات کا سامان مکر تی تہی عذاب دردناک تیار کر رکھا ہی بیان کرتی ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک حج کی ارادہ

المدينة حاجا قال هل ہا رجل ادرك عدة من الصحابة قالوا نعم ابو حازم فارسل الیہ فلما اتاہ  
مدینہ شریف میں آیا تو پوچھا بیان کوئی ایسا مرد ہی جسنی کئی صحابہ کو پایا ہو جواب دیا ہن ابو حازم ہی آدمی بھیج کر اسکو بلا یا جب وہ آئی

قال یا ابا حازم مالنا نکرہ الموت قال انکم عمرتم الدنیا وخربتہم الاخرة فتکرمون الخروج من  
تو کہا ای ابو حازم ہمکو موت کیوں ہی لگتی ہی جواب دیا تمنی دنیا کو آباد کیا ہی اور آخرت کو اوجاڑا ہی سو تم آبادیسی اوجاڑیں

العمر ان الی الخراب قال صدقت ثم قال لیت شعری مالنا عند اللہ تعالیٰ خدا قال عرض عمار  
جانا برا سمجھتی ہو کہا تو فی سچ کہا پھر پوچھا کاشکی ہمکو معلوم ہوتا کہ کل خدا کی ہاں ہمارا کیا حال ہونیوالا ہی جواب دیا اپنی اعمال کو

علی کتاب اللہ تعالیٰ قال فاین اجدہ قال فی قوله تعالیٰ ان الاکثر لفی نعیم وان الفجاء لفی جحیم قال  
قرآن کی مطابق کر کی معلوم کر لی پوچھا کس جا مقابلہ ہو سکتا ہی جواب دیا اس آیت میں بیشک نیک لوگ عیش میں ہیں اور بیشک گنہگار دوزخ میں ہیں پوچھا

فاین رحمت اللہ قال ان رحمت اللہ قریب من المحسنین قال لیت شعری کیف العرض علی اللہ تعالیٰ  
پھر رحمت اللہ کی کہا ہوگی جواب دیا بیشک اللہ کی رحمت قریب ہی نیکی والوں سی پوچھا کاشکی معلوم ہوتا کہ کل کو کس طور اس کی سامنی جانا ہوگا



عذرا قال اما المحسن فكا الغائب الذي يقدم على اهله واما المسلم فكا لا بق يقدم على مولاه فبكي

جواب دیا نیکی والا تو جیسی بیچارہ ہو اپنی اہل کی پاس آتا ہی اور بدکار جیسی غلام بیچارہ ہوا اپنی مولیٰ کی سامنی آتا ہی پھر یہاں

سليم حتى خلاصته واشتد بكاءه ثم قال اوصني قال اياك ان يراك الله حيث نهاك

روپڑا اور آواز بلند ہوئی اور بہت ہی روتا پھر کہا مجھ کو وصیت کر جواب دیا پھر یہ کہ تجھ کو اللہ دیکھی جگہ جہاں منع کیا ہی

ويفقدك حيث امرك المجلس العاشر في بيان الفرق بين المؤمن والمسلم

اور نہ دیکھی جس جگہ امر فرمایا ہی دسویں مجلس فرق کی بیان میں مؤمن اور مسلم میں

وبين المجاهد والمهاجر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المسلم من آمن بالله ورسوله وجاهد نفسه

اور مجاہد اور مال بچالین اور مسلم وہ ہی کہ مسلمان جکی زبان اور ہاتھ سے کلمہ پڑھیں اور مجاہد وہ ہی جس نے اپنی جان کو

في طاعة الله تعالى والمهاجر من ترك الخطايا والذنوب هذا الحديث من حسان المصابير رواه

اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری میں اور مهاجر وہ ہی جو خطا اور گناہوں کو ترک کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سی ہی

فضالة بن عبيد ومعناه ان المؤمن ليس من يدعي الايمان فقط بل المؤمن الكامل في ايمانه

فضالہ بن عبید کی ہدایت سی اسکی معنی یہہ میں کہ مؤمن وہ نہیں ہی جو ایمان کا صرف دعویٰ کیا کری بلکہ کامل مؤمن اپنی ایمان میں وہ ہی

هو الذي ظهر امانته واستقامته بحيث يكون الناس منه امينا لا يخافونه على سفك دماهم

جسکی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہووی کہ خلق اللہ اور سکوا میں جان کر یہہ خوف نکرین کہ ہوں ناحق مار ڈالیں گے

واخذن اموالهم ظلما والمسلم ليس من يتكلم بكلمتي الشهادة فقط بل المسلم الكامل في اسلامه

یا لوٹ لیگا اور مسلم وہ نہیں ہی کہ صرف دو تو کلمہ شہادت کی بڑا کری بلکہ کامل مسلمان اپنی اسلام میں

هو الذي لا يؤذي احدا من المسلمين لا بلسانه بالشتم والغيبة والبهتان ولا بغيره بالضرب

وہ ہی جو کسی کو مسلمانوں میں سی ایذا نہ دی نہ تو اپنی زبان سی کالی گلوڑی کر اور غیبت کر کر اور سخن چینی کر کر اور تهمت لینی سی اور نہ اپنی ہاتھ سے مار کر

والقتل واخذناله بغير حق وانما خص اليد واللسان بالذكر من بين سائر الاعضاء مع الايداء

یا قتل سی اور ناحق مال چسین کر اور تمام اعضا میں سی صرف ہاتھ اور زبان کو کس لای خاص کر ذکر کیا ہی باوجودیکہ ایذا

كما يكون بهما يكون بغيرهما من الاعضاء كالعين والاذن والرجل اذا نظر الى بيت الغير واستقم

جیسی زبان اور ہاتھ سی ہوتی ہی ایسی ہی اور اعضا سی ہی ہوتی ہی ہاوی زبان اور ہاتھ کی جیسی آنکھ اور کان اور پاؤں جب جہاں کی

قولا لا يرضاه او دخل ملكه بغير اذنه لان اكثر الايداء يحصل بهما واما الجمع بينهما فلان

کلمات پر اسکی بی مرضی یا جاگہ سی اسکی ملک میں بی اجازت اسکی ذکر کیا کہ اکثر ایذا نہیں دونوں سی ہوتی ہی اور دونوں کو جمع اسکی کیا ہی

كف اليد يحتمل ان يكون بسبب الضعف وعدم القدرة واذا ضم اليه كف اللسان يتعين

کہ ہاتھ کا روکنا شاید کہ بسبب ناتوانی کی ہو کہ اتنی طاقت نہیں ہی اور چپ زبان کو اسکی ساتھ روکا تو یہہ مقرر ہو گیا

ان كف اليد كان للاسلام والمجاهد ليس من يقاتل الكفار فقط بل المجاهد الكامل من يقاتل

کہ ہاتھ کا روکنا اسلام کی جہت سی ہی اور مجاہد وہ نہیں ہی کہ صرف کفار سی جنگ کیا کری بلکہ مجاہد کامل وہ ہی جو اپنی نفس سی جنگ کر کی

نفسه ويحملها على طاعة الله تعالى ويمنعها عن معصيته تعالى لان نفس الانسان اشده على

اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری پر نگہاری اور اللہ کی نافرمانی سی اور سکوروک دتی اس لئی کہ نفس انسانی انسان کا کفار کی نسبت زیادہ تر

معه من الکفار لکون الکفار فی ابعدها منہ لا یتفق تلاحقهم به وتقائلهم معه الاحیان  
 دشمن ہوتا ہی اسلئے کہ کفار تو اس سے دور سافت پر ہوتی ہیں اسی اتفاقاً کہیں کہیں مقابلہ اور مقاتلہ پیش آجاتا ہی  
 بعد حین وانفسہ فانہا ابدان لزمہ وتقائلہ وتمنعہ عن الخیرات والطاعات وتحمہ علی  
 رہیم نفس یہ تو ہر وقت اسکی ساتھ لگا ہوا لڑتا رہتا ہی اور خیرات اور طاعات سے روکی جاتا ہی اور  
 المعاصی وانواع الفسادات ولا مثک ان القتال مع العدو والملازم اھم من القتال مع العدو  
 گناہ اور طرح طرح کی فساد پر رغبت دیتی جاتا ہی اور بیشک جنگ پاس کی دشمن کی رشوار ہوتی ہی جنگ دور کی دشمن سے  
 البعید یشہد ہذا قولہ یا ایھا الذین امنوا قاتلوا الذین یلکونکم من الکفار فانہ تعالیٰ امر المؤمنین  
 یہ قول اسکا شاہد ہی ای ایمان والو لڑتی جاؤ اپنی نزدیک کی کافروں سے کیونکہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو  
 ان یمتدوا بقتال الکفار الذین کانوا اقرب منہم فاذا فرغوا من الاقرب فلیقاتلوا البعید والہاجر  
 یہ امر فرماتا ہی کہ پہلی قتال ان کفار سے کریں جو اونسے پاس ہیں جب پاس کی کفار سے فارغ ہو جاویں تو دور کی کفار سے لڑیں اور مہاجر  
 لیس من ہاجر من مکة الى المدينة قبل فتح مکة فقط حتی تنقطع علی الهجرة بعد فتح مکة بل الهجرة  
 وہ ہی نہیں ہی جو گھر چھوڑ کر مکہ سے مدینہ کو چلا گیا فتح مکہ سے پہلی پہلی کہ بعد فتح مکہ کی ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت  
 باقیہ الى يوم القيمة لانہا انتقال من الکفر الى الایمان ومن دار الحرب الى دار الاسلام ومن  
 قیامت تک ہوتی رہی گی اسلئے کہ ہجرت تو یہ ہی کفر کو چھوڑ کر ایمان حاصل کرنا اور کافروں کی ملک سے مسلمانوں کی ملک میں جانا اور  
 السیات الى الحسنات وھذه الاشیاء باقیہ مادام التکلیف باقیہ فالہاجر کامل هو الذی  
 گناہوں کو چھوڑ کر حسنات پر عمل کرنا اور یہ امور تو باقی رہیں گی جب تک خطاب الہی باقی ہی پس کامل مہاجر وہ ہی جو  
 یتزک جمیع ما نھی اللہ تعالیٰ من المعاصی ولیشغل بما امر اللہ تعالیٰ من محاسن الاعمال کما جاء  
 تمام ممنوعات شرعی کو ترک کری کوئی ہی گناہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی امر بحالانی میں مشغول رہی کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ  
 فی حدیث اخر انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال المہاجر من ہجر ما نھی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ علی الصلوٰۃ  
 ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہاجر وہ ہی جو ترک کری وہ کار جو منع کیا ہی اللہ تعالیٰ فی پس پیغمبر صلی اللہ علیہ  
 والسلام یأتی فی ھذا الحدیث ان الهجرة الكاملة التامة هي هجران الفواحش والمنكرات والمجد فی  
 وسلم فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت فواحش اور منکرات کی چھوڑنی  
 الطاعات والعبادات لکن ینبغی ان یعلم صحیۃ الطاعات والعبادات موقوفة علی صحیۃ الاعتقاد  
 طاعت اور عبادت میں کوشش کرنیسی ہوتی ہی لیکن یہ سمجھنا ضرور چاہی کہ طاعات اور عبادات کہیں صحیح اور درست نہیں ہوتی جب تک اعتقاد درست نہ ہو  
 لان الایمان اصل والعمل فرع والعبادۃ الذی یعرف ما الایمان والہدایۃ لا یعرف ما الکفر والضلالۃ  
 اسلئے کہ ایمان اصل ہے اور عمل شاخ اور آدمی کو جب یہ ہی خبر نہیں کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہی تو وہ کیا جانی کہ کفر کیا اور گمراہ کیا ہی  
 فتارة تجری علی لسانہ کلمۃ التوحید علی طریق الاعتیاد لا بالعلم والاعتقاد وتارة یتلفظ  
 پھر تو کہیں اسکی زبان پر کلمہ توحید کا آجا دیکھا عادت کی موافق بدون علم اور اعتقاد کی ادب کی کلمہ  
 بالفاظ الکفر ویدخل فی حیز الارتداد ومن کان فی الاعتقاد بھذہ المرتبۃ لوبقی الف سنة  
 کفر کا ایک دیکھا جتنی مرتبہ ہو جاوی اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک  
 فی الصوم والصلوٰۃ لن ینفعہ ذلک الاعتقاد یوم العرض الا کبر ومصدیرہ الى النار ومن زعم انہ مسلم  
 روزہ نماز کیا کریگا تو ہرگز ہرگز یہ اعتقاد پیش کی دن کچھ فائدہ ندیکھا آخر ایسی کا انجام آگ ہی اور جو یہ گمان کری کہ وہ مسلم ہی



وَتَقَاعِدُ مَنْ تَعْلَمُ قَدْرَ مَا هُوَ فَرَضَ عَلَيْهِ مِنْ عَقَائِدِ الْإِيمَانِ لَا يُوْجَدُ فِيهِ مِنَ الْإِيمَانِ إِلَّا  
 پھرستی کری سیکھنی میں عقاید ایمان کی جس قدر اوپر فرض عین ہی تو اس میں ایمان کا صرف دعویٰ ہی دعویٰ پایا جاتا ہی  
 مجرد الدعوی وهذا النوع من الإيمان إنما يظهر فائدته في الدنيا حيث لا يؤخذ منه الجزية كما  
 ایسی ایمان کا فائدہ صرف دنیا ہی میں ہو جاتا ہی اسلئے کہ اسی خراج نہیں لیا جاتا لیکن  
 تؤخذ من الكفار لكن يتعدى له الوصول في العقبي الى درجة الأبرار فان العبد بمجرد الأتيان بكلمته  
 اور کفار سے لیا جاتا ہی لیکن اس کو درجہ صلحاء کا آخرت میں ملتا بہت دشوار ہی کیونکہ آدمی صرف کلمہ شہادت کا پڑھ کر  
 الشهادة وتقرر الفاظ الإيمان على طريق العادة وعلى نفسه من المؤمنين من غير فهم معناها  
 اور عادت کی موافق الفاظ ایمان کی بول کر اور اپنی آپ کو مؤمنین میں شمار کر کے بدون سمجھنی معنوں کی  
 لا يصير مؤمناً بينه وبين الله تعالى حتى يصدق بقلبه جميع شرائعه وينقاد في جميع أحكامه  
 خدا کی علم میں مؤمن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اپنی دل سے تمام احکام شرعی کی تصدیق کری اور تمام احکام کا مطیع ہو دی  
 ولا يشك ولا يتردد في شيء منها ولوجود هذا التصديق والانقياد في القلب علامات منها ان  
 اور کسی بات میں اصلاً شک اور تردد نہ آوی اور بہت نشانیان ہیں کہ جسے یہ تصدیق اور انقیاد دل میں موجود معلوم ہو ایک یہ ہی  
 لا يفرغ عن امر دينه بل يسعى في اصلاحه بتعليم من اهله والعمل به ومنها ان لا يشتق على قلبه  
 کہ دین کی معاملہ سے نکال ہو کر نہ ہو بیٹھی بکد دین کی درستی میں کوشش کرتا ہی اپنی اہل کو سکھاوی اور عمل کرتا ہی اور ایک علامت یہ ہے کہ اوسکی دل پر دشوار بخواری  
 اذا اخبر عن شيء من امر دينه ولا يتهاون به ولا يتكبر عنه بل يقبله ويطيعه وان كان ذلك الامر  
 جیسا مور دینی میں سے کوئی سا حکم سنی اور اوسکو حقیر نہ سمجھی اور اوسکی گردن کشی نہ کری بلکہ اوسکو مان لی اور اطاعت کری اگرچہ وہ حکم کیا ہی  
 في غاية الصعوبة والخبر في غاية الحقايرة ومنها ان لا يكون له هواه اميرا والشرع تابع له بان  
 سخت دشوار ہو اور وہ حکم سنا نیوالا کیسا ہی ذلیل و خوار ہو اور ایک بہ نشانی ہی کہ اوسکی ہوا نفسانی حاکم نہ ہو جاوی اور شرع اوسکی تابع نہ بنی اسطو  
 لا ياخذ من الشرع شيئا الا ما يوافق هواه بل يجب ان يكون له الشرع اميرا وهواه اسير له فلا يأخذ  
 کہ شرعی احکام میں سے وہ ہی اختیار کیا کری جو اوسکی مرضی کی موافق ہو بلکہ واجب ہی کہ شرع ہی اوسکی حاکم اور اوسکی ہوا اس میں مغید ہو پھر  
 من هواه ومردة شيئا الا باذن الشرع وان كان فيه نقصان المال والجاه والعرض كما اخبر به النبي  
 اپنی خواہش میں سے بدون اجازت شرع کی کچھ اختیار نہ کر سکی اگرچہ اس میں مال اور مرتبہ کا نقصان ہو جا اور عزت بکڑ جاوی چنانچہ نبی صلی اللہ  
 عليه السلام وقال لا يؤمن احدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به فاذا وجد في العبد تلك العلامات  
 علیہ وسلم فی خبری ہی فرمایا کہ کوئی تم میں سے مؤمن نہ ہوگا جب تک کہ اوسکی مرضی تابع میری احکام کی نہ ہو جاوی جب آدمی میں یہ علامت موجود ہو جاویں  
 كان مؤمناً حقاً وهذا هو الإيمان المنجي من العذاب الابدي لكن بشرط التحفظ من جميع ما يهدم هذا  
 تو وہ بیشک مؤمن حقیقی ہی اور یہ ہی ایمان ہی جو عذاب ابدی نجات دیتا ہی لیکن بشرطیکہ بجا رکھی تمام ایسی حالات سے جو اس تصدیق کو  
 التصديق وينافيه مما يجري على قلبه ولسانه وسائر جوارحه مما يوجب الكفر فان الإيمان لا يزول الا  
 بکار دین اور کفر دین وہ خطرات دلی اور زبانی اور تمام اعضا کی بن جن جن سے کفر لازم آجاوی کیونکہ ایمان بدون کفر کی نہیں گم ہوتا  
 بالكفر والكفر ثلثة انواع النوع الاول كفر جهلي وسببه عدم الاصفاء وعدم الالتفات وعدم التامل  
 اور کفر تین قسم کا ہوتا ہی پہلی قسم کفر جہلی ہوتا ہی اوسکا سبب یہ ہی نہ سننا اور نہ دیکھنا اور غور اور فکر نہ کرنا  
 في الآيات والدلائل مثل كفر العوام فان اكثرهم لا يعرفون ما وجب عليهم معرفته من عقائد الإيمان  
 آیات میں اور دلائل میں جسے کفر عام لوگوں کا کیونکہ اکثر عوام یہ ہی نہیں جانتے کہ اوں پر کون کون سی عقاید ایمانی کا سمجھنا واجب ہی

بل بعضهم ينطق بكلمتي الشهادة لكن لا يعرف معناها ولا يميز بين الله تعالى ورسوله والنوع الثاني  
بلکہ بعضی لوگ شہادت کی دونوں کلمی تو پڑھتی ہیں پر ان کی معنی نہیں جانتی اور اس میں اور اس کی رسول میں تمیز نہیں کرتی دوسری قسم کفر  
کفر ججودی وسببه اما الاستكبار مثل كفر فرعون وطلأته او خوف زوال الرئاسة وعدم الوصول  
انکاری ہوتا ہی اسکا سبب یا تو خود بینی اور تکبر جیسی کفر فرعون اور اس کی امراء کا یا خوف ریاست کی جاتی رہتی کا اور سرداری میں نہ ہونی کا  
الیها مثل كفر هرقل او خوف الذم والتعير مثل كفر ابي طالب والنوع الثالث كفر حکی وهو الذم  
جیسی کفر هرقل کا یا خوف بدنامی کا اور شرم جیسی کفر ابو طالب کا اور تیسری قسم کفر حکے ہوتا ہی یہ وہ کفر ہی  
جعله الشرع من علامات التكذيب كشذ الزنا وسجود الصنم او كان عن استخفاف ما يجب تعظيمه  
جکو شرع فی نشانیاں کذب کی مقرر کی ہی جیسی جنینو کا گلی میں ڈالنا اور بت کو سجدہ کرنا اور حقارت کرنی اور چیزوں کی جنکی شرع میں تعظیم  
كالقاء المصحف في المزبلة واستهزاء العلم والعلماء وها هو من امور الدين وعن استحلال حرم  
نمودنایہ جیسی مصحف کوڑی میں ڈال دینا اور علم اور علماء اور امور دینی کا ہتھیار کرنا یا حرام لعینہ کو جکی

لعينه وثبت حرمة بدليل قطعي كالزنا وشرب الخمر ومن فعل شيئا من ذلك يحبط جميع اعماله من  
حرمت دلیل یقینی سی ثابت ہو چکی ہو حلال سمجھنا جیسی زنا اور شراب کا پینا اور جیسی اس مذکورات میں سے کسی کو ساکیا اس کی تمام عمل سوخت ہو جاتی  
الدينية فيلزم تجديد النكاح وتكرار الحج ان كان قادرا بعد التوبة واما غير تلك الذنوب صغيرة  
پہر نئی سرسی نکاح کرنا چاہی اور حج پھر ادا کرنا چاہی اگر بعد توبہ کی مقدور رکھتا ہو اور سوای ان مذکورات کی باقی کی گناہوں سی

كانت او كبيرة فلا يخرج المؤمن بفعلها من الايمان بل يكون فاسقا لكن يخاف عليه امر عظيم  
صغیرہ ہوں یا کبیرہ تو مرد مؤمن کسی گناہ کی شامت سی ایمان سی خارج نہیں ہوتا بلکہ فاسق ہو جاتا ہی لیکن اس پر مرنی نام بڑا اندیشہ ہی  
عند النزاع ان كان مصرا عليها ولويتب عنها لما روى انه عليه السلام قال المعاصي يزيد الكفر  
اگر وہ شخص گناہ پر جم رہا ہوتا اور توبہ نہیں کی ہی اسلی کہ روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی گناہ کفر کی ایچی ہوتی ہیں

فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يتوب عن الذنوب كلها في الحال لان التوبة عن الذنوب صغيرة  
اس حدیث کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ تمام گناہوں سی ای ہی فی الحال توبہ کری کیونکہ توبہ کرنا گناہوں سی صغیرہ ہوں  
او كبيرة واجبة على الفور اما وجوبها فلقوله تعالى وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون ولقوله تعالى  
یا کبیرہ فی الفور توبہ واجب ہی وجوب توبہ کا اس آیت سی ثابت ہی توبہ کرو اللہ کی آگے سب مکر ای ایمان والو اور اس آیت سی

يا ايها الذين آمنوا توبوا الى الله توبة نصوحا فانه تعالى قد امر في هاتين الآيتين بالتوبة والامر للجواب  
ای ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دکی توبہ بیشک اللہ تعالیٰ ان دونو آیتوں میں توبہ کا حکم فرمایا اولیہ واسطی وجہ کی توبہ  
فيكون التوبة واجبة واما وجوبها على الفور فلا يلزم بالتاخير الا صارا محرما الذي يؤدي الى الهلاك  
سو توبہ واجب ہو گئی اور توبہ کا توبہ واجب ہونا اسلی ہی تاکہ تاخیر کر نیسی اصرار حرام نہو جاوی جسکا انجام ہلاکت ہوتا ہی

لما روى عن ابن عباس انه عليه السلام قال هلك المستوفون والمسوفون من يقول سوف اتوب وفي حديث  
اسلی کہ روایت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی ہلاک ہوئی دیر اور تاخیر کرنیوالی اور مستوف اور مسوف اسکو کہتی ہیں جو یہ کہہ کر ایبتے ہو کہ توبہ کرو گا  
اخرانه عليه الصلوة والسلام قال كل بني آدم خطاء وخير الخطائين التوابون فلا بد للمؤمن  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا تمام بنی آدم ہی خطا دار ہیں اور خطا داروں میں سے ایچی وہ ہیں جو بہت توبہ کرتی ہیں پس مؤمن کو

ان يداوم على التوبة ليكون من التوابين فانه تعالى دعا عباده المؤمنين بعد ما اذنوا الى التوبة  
لازم ہی کہ ہمیشہ توبہ کرتا رہی تاکہ ثواب میں داخل ہو دی کیونکہ اللہ تعالیٰ فی اپنی مؤمن بندوں کو بعد گناہ کرنی کی توبہ کی ہدایت کی ہی



وَأَمْرُهُمْ بِهَا وَتَسْلَامُ الْمُؤْمِنِينَ ثُمَّ بَيَّنَّ مَا لَهُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ وَالْمَغْفَرَةِ فَقَالَ عَسَىٰ أَنْ يَكْفُرَ عَنْكُمْ

اور توبہ کا حکم کیا ہی اور انکو مؤمن کہہ کر کیا ہی بہر بیان فرمایا جو اوکی لئی عزت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب اوتاری متی تمہاری

سَيَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَقَالَ فِي آيَةِ أُخْرَىٰ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً

برائیان اور داخل کریں گے باغوں میں جنکی نیچی بہتی نہریں اور فرمایا ایک اور آیت میں اور وہ لوگ جب کریں گے کبھی گناہ

أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذُكِّرُوا بِاللَّهِ فَأَسْتَغْفِرُوا لِلَّذِينَ تُوذَوْنَ وَمَنْ يُغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَكِنْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا

یا برائے کریں اپنی حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگی اپنی گناہوں کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوای اللہ کی اور نہ انکو چاہی اپنی

فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ أُولَٰئِكَ جَزَاءُ هُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

کئی پر جانتی ہوئی اوکی جزا ہی بخشش اوکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہریں رہ پڑی اونہیں

فِيهَا وَنَعْمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ ثُمَّ أَخْبَرَهُمْ بِطَهْرِهِمْ بِالتَّوْبَةِ عَنْ انْجَاسِ الذُّنُوبِ فَقَالَ لَنْ لَللَّهِ حُجُوبٌ

اور خوب مزدوری ہی کام کرنے والوں کی بہر یہ خبر دی کہ اوکو پسند ہے کہ اوکو پاک کریں توبہ کر اگر گناہوں کی نجاست سی سو فرمایا بیشک اللہ کو خوش آتی

التَّوْبَاتِ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ فَإِذَا كَانَ كَذَلِكَ فَكَيْفَ لَا يَشْتَغِلُ الْمُؤْمِنُ بِالتَّوْبَةِ وَكَيْفَ يَنْفَكُ عَنْهَا لَكِنْ

توبہ کرنے والی اور خوش آتی میں سہرائی والی جب یہ طہر تو مؤمن ہو کر توبہ کیونکر کرے گا اور توبہ سی کیسی جدا ہوگا لیکن

لَهَا أَرْبَعَةٌ شَرْطَانِ أَحْتَلِ شَرْطُهَا لَا يَتَحَقَّقُ التَّوْبَةُ الْأُولَىٰ النَّدَمُ بِالْقَلْبِ عَلَىٰ فِعْلٍ مِنَ الذُّنُوبِ فِي

توبہ کی چار شرطیں ہیں اگر ایک ہی شرط جاتی نہ ہوگی تو توبہ کا پتا نہیں پہلی دل ہی شرمندہ ہونا گناہوں کی کرنی پر

الْمَاضِي وَالثَّانِي تَرْكُ الْمَعْصِيَةِ فِي الْحَالِ وَالثَّلَاثُ الْعَزْمُ عَلَىٰ أَنْ لَا يَعُودَ إِلَىٰ مِثْلِهَا فِي الْأَسْتِقْبَالِ وَالرَّابِعُ

زمانہ گذشتہ میں دوسری فوراً گناہ کو ترک کرنا تیسری عزم کرنا کہ آئندہ کو بہر کبھی ایسی حرکت نہ کروں گا چوتھی

أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ خَوْفًا مِنَ اللَّهِ تَعَالَىٰ لَا لِأَمْرِ آخِرٍ فَإِنْ نَدِمَ عَلَىٰ شَرْبِ الْخَمْرِ وَتَرَكَهُ لِمَا فِيهِ مِنَ الصَّدَاعِ

یہ کہ تینوں امر اللہ تعالیٰ کی خوف سی ہوں کسی اور سبب سی ہوں کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور اوکو ترک کیا اسلی کہ اوسے سرور دہتا

وَزَوَالِ الْعَقْلِ وَالْخَلَلِ بِالْمَالِ وَالْعَرَضِ لَا يَكُونُ تَائِبًا شَرْعًا وَلَا يَنَالُ الثَّوَابَ الْمَوْعُودَ لِلتَّائِبِينَ وَكَذَلِكَ

اور بہکتا ہی اور مال تلف ہوتا ہی اور عزت جاتی ہی تو شرعاً یہ شخص تائب نہیں ہی اور جو ثواب تائب کی واسطی مقرری یہ نہیں پاوے گا اور نہ

مَنْ قَالَ بِلِسَانِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَقَلْبُهُ مَصْرُوعٌ عَلَىٰ الْمَعْصِيَةِ فَاسْتَغْفَارَهُ ذَلِكَ يَحْتَاجُ إِلَىٰ اسْتِغْفَارٍ مَقَامًا

جسے زبان سی کہا استغفر اللہ اور دل اوکا گناہ پر اٹارے تو ایسی توبہ سی شرمندہ ہو کر توبہ کرنی چاہی

بِالنَّدَمِ لِمَا رَوَىٰ عَنْ عَلِيٍّ رَأَىٰ جَلَادًا قَدْ فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَقَالَ سَرِيعًا اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

کیونکہ روایت ہی کہ حضرت علی نے ایکے دیکھا کہ اوسے نماز سی فارغ ہوئی تھگی سی یہ کہا اے میں بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں

فَقَالَ عَلَىٰ يَا هَذَا انْ سَرَعَ اللِّسَانَ بِالْإِسْتِغْفَارِ تَوْبَةُ الْكَذَّابِينَ وَتَوْبَتُكَ تَحْتَاجُ إِلَىٰ تَوْبَةٍ وَعَنْ الْحَسَنِ

پس حضرت علی نے کہا اے شخص جلدی سی زبان توبہ پر چلائی جھوٹوں کی توبہ ہوتی ہی تیسری یہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن

الْبَصْرَانِ قَالَ اسْتَغْفِرُنَا يَحْتَاجُ إِلَىٰ اسْتِغْفَارٍ قَالَ الْقُرْطُبِيُّ هَذَا قَوْلُهُ فِي زَمَانِهِ فَكَيْفَ فِي هَذَا الزَّمَانِ

بصری سی روایت ہی کہ کبھی تہی ہماری توبہ قابل توبہ کرنی کی ہی قرطبی کہتی ہیں یہ قول حسن بصری کا اوکی زمانہ میں ہی پسل زمانہ کا تو کیا جاوے

الَّذِي يَرَىٰ الْإِنْسَانَ فِيهِ مَكِبًا عَلَى الظُّلْمِ حَرِيصًا عَلَيْهِ وَلَا يَقْلَمُ عَنْهُ وَالسَّبْحَةُ فِي يَدِهِ يَزْعُمُ أَنَّهُ يَسْتَغْفِرُ

کہ ہم دیکھتی ہیں انسان کو کہ حرص کا مارا ظلم پر دہکا چلا جاتا ہی اور ہرگز باز نہیں آتا اور تسبیح ہاتھ میں لی ہوئی ہی اس خیال پر کہ توبہ کرے گا

مِنْهُ وَذَلِكَ اسْتِهْزَاءٌ مِنْهُ وَاسْتِخْفَافٌ لِمَا رَوَىٰ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اسْتَغْفِرُ بِاللِّسَانِ الْمَصْرُوعِ

اب یہ ہنسنا چل اور حقارت ہی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبانی توبہ کرنا لا گناہ پر لگا ہوا

الذنب المستمترى بربه وانما التوبة ان يستغفر بلسانه وينوى بقلبه ان لا يعود الى الذنب اصلا  
 گویا اینی رب سی چهل کرتا ہی اور توبہ یہہ ہوتی ہی کہ زیادتى بخشش مانگی اور دل ہی بہ نیت کری کہ پیر کہی نافرمانی نکرے گا

فاذا فعل ذلك يغفر الله ذنبه وان كان ذنبه عظيما اذ ليس ذنبا اعظم من الكفر وقد قال الله تعالى  
 جب ایسی توبہ کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اوسکی خطائے مہربانی کیسا ہی گناہ ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہیں ہی اور اللہ کا فرود کی حق میں

في حق اهل الكفر قل للذين كفروا ان يئسوا يغفر لهم مما قد سلف فاما ذنوبكم فاما ذنوبه من المعاصي  
 یہہ فرماتا ہی تو کہہ دی کا فرود کو اگر باز آئیں تو معاف ہوا دنگو جو ہو چکا پھر تو کیا سمجھتا ہی کفر سی کتر گناہوں کو

وقد روى انه عليه السلام قال لو اخطأ احدكم حتى يملأ ما بين السماء والارض ثم تاب تاب الله عليه  
 اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اگر تم میں سی کوئی شخص اتنی گناہ کری کہ بہر جا وی میدان آسمان اور زمین کا بہر وہ توبہ کری تو اللہ اوپر رحمت کرتا

وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان العبد اذا اعترف بذنوبه تاب الله عليه يعني انه اذا  
 اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ بندہ جب خطا کا اقرار کرتا ہی پھر توبہ کرتا ہی تو اللہ اوپر اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہی مراد یہہ ہی

اقر بكونه من ذنبا ثم ندم على ما فعل من الذنوب وعلى ما اكتسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله  
 کہ اپنی تین خطا وار کہہ کر پھر گناہ کئی ہو ہی پر اور برای کائی ہو ہی پر شرمندہ ہو دی اور آگے گو یہ غم کری کہ پیر ایسی حرکت نکرے گا

يقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن سيئاته لكن ينبغي ان يعلم ان الذنب على نوعين ذنب بينه و  
 تو اللہ تعالیٰ اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی خطا سی درگزر فرماتا ہی لیکن یہہ سمجھنا چاہی کہ گناہ دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو صرف حقوق الہی

بين الله تعالى وذنب بينه وبين العباد فالذنب الذي بينه وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار  
 بین اللہ تعالیٰ و ذنب بینہ و بین العباد پیر گناہ صرف حقوق اللہ کی ہیں تو اس میں کفایت کرتی ہی توبہ

باللسان والندم بالقلب والعزم على ان لا يعود فاذا فعل ذلك لا يبرح من مكانه حتى يغفر له ذنبه  
 زبانسی اور ندامت دل سی اور یہہ غم کرے کہ پیر کہی نکرے گا جب ایسی توبہ کر چکا تو فوراً اوسے جگہ اوسکی خطا معاف ہو جاتی ہی

الا ان يكون عليه شئ من فرائض الله تعالى فان الشرع لا يكتفي فيه بمجرد التوبة بل اضاف الى ذلك  
 ہاں اگر اوسکی ذمہ کچھ فرائض الہی میں سی ہی ہو تو اس صورت میں شرع فی صرف توبہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس توبہ کی ساتھ

في البعض قضاء كالصلوة والصوم وغيرها وفي البعض كفارة واما حقوق الادبيين فلا بد من اصالها  
 بعضی فرائض کا قضا چاہی جیسی نماز اور روزہ اور بعضی میں کفارہ چاہی رہی حق العباد اس میں ضروری کہ وہ حق مستحق کی پاس

الى مستحقها فان لم يوجدوا يلزم تصدقها عنهم بنيه ان يكون وديعة عند الله تعالى يوصلها  
 پہنچا دی اور اگر وہ مستحق نہ ملے تو لازم ہی کہ اوسکو ادائیگی طرف سی خیرات کردی اس نیت سی کہ اللہ تعالیٰ یہہ امانت قیامت کی دن

الى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد سبيلا لخروجه عما عليه من التبعات لا عساره فعليه ان يكثر  
 انکی مستحق کو پہنچا دی اور جو شخص ماری سنگدستی کی کوئی راہ نہ پاوی حقوق العباد کی ادا کا تو اسکو یہہ لازم ہی

من الاعمال الصالحة وليستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر الاوقات فانه اذا فعل  
 کہ اعمال صالح بہت کری اور اپنی مظلوموں مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کی لئے اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کری جب یہہ عمل کرے گا

كذلك يرجى من الله تعالى ان يرضى خصماءه يوم القيمة بلطفه وكرمه المجلس الحادى عشر  
 تو اللہ تعالیٰ کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیوں کو اپنی لطف اور کرم سی راضی کر دی گیا۔ جوین مجلس

في بيك افضل الذکر وفضل الدعاء قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 اور افضل دعا کی بیان میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی



افضل الذکر الہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد لله هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر

سبب ذکر کردن میں سے بہتر ہی لا الہ الا اللہ اور سبب دعاؤں میں سے بہتر ہی الحمد لله یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہی جابر کی روایت سی

وانما جعل فیہ الحمد لله من افضل الدعاء لان الدعاء عبارة عن ذکر العبد ربہ وسوالہ عنہ

اور الحمد لله سبب دعاؤں سے افضل اسلئے بہتر ہے کہ دعا اسکو کہتی ہیں کہ بندہ اپنی رب کو یاد کرے اور اس سے فضل کا سوال کرے

ففی الحمد لله المعنی موجودا ذیہ کر الیہ طلب المزیل لانہ راس الشکر والحمد فیہ نقولہ الحمد لله راس الشکر ما الشکر اللہ علیہ

سوال الحمد لله میں یہ معنی موجود ہیں اسلئے کہ اس میں رب کی یاد ہی اور ترقی کی طلبی اسلئے کہ الحمد اصل ہی شکر میں اور حمد ہی اسلئے کہ ذاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

والشکر یستلزم المزیل لقولہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم فمن قال الحمد لله یصیر کانه سئلہ عنہ

اور شکر ہی ترقی ہو کر کہتی ہی واسلئے کہ فرمود اللہ تعالیٰ کہ اگر حق مانو گی تو اور دون گانگو یہہر جس میں الحمد کہا گویا اس سے اللہ تعالیٰ ہی

تعالیٰ زیادۃ فضلہ بعد الثناء علیہ واما کون لا الہ الا اللہ من افضل الاذکار فلان فیہ معنی لا یوج

بہا کہ ذکر فضل کی ترقی طلب کی اور لا الہ الا اللہ جو تمام ذکروں میں افضل ہی تو اسلئے کہ اس میں وہ معنی ہیں

فی ذکر غیرہ وبمعرفۃ ذلک المعنی یحصل للمکلف جمیع ما یجب علیہ معرفتہ فی حقہ تعالیٰ وذلک المعنی

جو اور ذکر نہیں نہیں پائی جاتی تمام معنوں کی دریافت کرنی ہی مکلف کو حاصل ہو جاتی ہیں جو جو واجب ہی دریافت کرنا بہ نسبت ذات باری تعالیٰ کی اور وہ معنی

اثبات الالہیۃ لہ تعالیٰ ونفیہا عما عداء ویندرج فی معنی الالہیۃ جمیع ما یجب علی المكلف معرفتہ

ربوبیت کا ثابت کرنا واسلئے اللہ تعالیٰ کی اور الوہیت کا سلب کرنا ماسوا اسلئے اور الوہیت کی معنوں میں تمام باتیں انکس جتنکا جاننا مکلف کو ضرور ہی

فما یجب فی حقہ تعالیٰ وما یستحیل علیہ وما یجوز لہ لان الالہیۃ تشتمل علی معنیین احدهما

اوصاف الہی سی جو واجب ہیں اور جو محال ہیں اور جو جائز ہیں اللہ تعالیٰ کی حق میں اسلئے کہ الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو

استغناؤہ تعالیٰ عن جمیع مأساؤہ والثانی افتقار جمیع ما عداء الیہ تعالیٰ فعلی هذا یكون معنی کلام

اللہ کا بی نیاز ہونا تمام اپنی ماسوا سے اور دوسرا تمام ماسوا کا محتاج ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف اس تقریر کی موافق معنی کلام

التوحید لا مستغنی عن جمیع مأساؤہ ولا مفتقر الیہ جمیع ما عداء الالہ تعالیٰ اما استغناؤہ

توحید کی یہہ میں کہ نہیں ہی کوئی بی نیاز تمام ماسوا اپنی سی اور نہیں ہی کوئی محتاج الیہ تمام ماسوا اپنی کا سواء اللہ تعالیٰ کی اللہ تعالیٰ کی بی نیازی

عن جمیع مأساؤہ فیوجب لہ تعالیٰ الوجود والقدم والبقاء اذ لو لم تجب لہ تعالیٰ هذه الصفات

تمام ماسوا سے جو ہی اس سے واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ موجود اور قدیم اور باقی ہی اسلئے کہ یہہ صفتیں اگر اللہ تعالیٰ کو بضرورت ثابت نہ ہو جاتیں

لکان محتاجا الی محدث لان انتفاء شئی عن هذه الصفات لیستلزم الحدوث وكل حادث مفتقر

تو یہہ مشابہ وہ محدث کا محتاج ہوگا اسلئے کہ ان صفتوں میں سے جوئی نہ ہوگی تب ہی حدوث لازم آوے گا اور ہر حادث محدث کا محتاج

الی محدث وکان یوجب لہ تعالیٰ التنزه عن النقائص ویدخل فی التنزه عن النقائص وجوب السمع و

ہوتا ہی اور ایسی ہی واجب ہوا اللہ تعالیٰ کا بری ہونا نقصان سی اور نقصان سی بری ہونی میں آگئی واجب ہونا سمع اور

البصر والكلام اذ لو لم یجب لہ تعالیٰ هذه الصفات لکان متصفا بالنقائص ومحتاجا الی من یدفع

بہر اور کلام کا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کو اگر یہہ صفتیں واجب نہ ہوگی تو البتہ اس میں نقصان کی باتیں پائی جائیں گی اور محتاج ہوگا ایسی کا جو اس

عنہ تلك النقائص وکان یوجب لہ تعالیٰ التنزه عن الاغراض فی افعالہ واحکامہ اذ لو لم یجب

نقصان کو دور کر دی اور ایسی واجب ہوا پاک ہونا اللہ تعالیٰ کا غرض سی افعال اور احکام میں اسلئے کہ اگر واجب نہ ہو

لہ تعالیٰ التنزه عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل بہ غرضہ وکان یوجب لہ تعالیٰ ان لا یجب

لہ کا پاک ہونا غرض سی تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شئی کا جس سے اسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا اللہ تعالیٰ کو نہ پر کچھ واجب نہ ہوا

لہ تعالیٰ التنزه عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل بہ غرضہ وکان یوجب لہ تعالیٰ ان لا یجب

لہ کا پاک ہونا غرض سی تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شئی کا جس سے اسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا اللہ تعالیٰ کو نہ پر کچھ واجب نہ ہوا

لہ تعالیٰ التنزه عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل بہ غرضہ وکان یوجب لہ تعالیٰ ان لا یجب

لہ کا پاک ہونا غرض سی تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شئی کا جس سے اسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا اللہ تعالیٰ کو نہ پر کچھ واجب نہ ہوا

لہ تعالیٰ التنزه عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل بہ غرضہ وکان یوجب لہ تعالیٰ ان لا یجب

لہ کا پاک ہونا غرض سی تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شئی کا جس سے اسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا اللہ تعالیٰ کو نہ پر کچھ واجب نہ ہوا

لہ تعالیٰ التنزه عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل بہ غرضہ وکان یوجب لہ تعالیٰ ان لا یجب

لہ کا پاک ہونا غرض سی تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شئی کا جس سے اسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا اللہ تعالیٰ کو نہ پر کچھ واجب نہ ہوا

لہ تعالیٰ التنزه عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل بہ غرضہ وکان یوجب لہ تعالیٰ ان لا یجب

لہ کا پاک ہونا غرض سی تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شئی کا جس سے اسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا اللہ تعالیٰ کو نہ پر کچھ واجب نہ ہوا

لہ تعالیٰ التنزه عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل بہ غرضہ وکان یوجب لہ تعالیٰ ان لا یجب

عليه فعل شيء من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شيء منهما لكان محتاجا الى ذلك الشيء  
 کسی فعل کا ممکنات میں سے کرنا اور نہ کرنا اسلی کہ اگر واجب ہو اسکی ذمہ پر کچھ ان دونوں میں سے تو البتہ محتاج ہوگا اس شے کا

ليكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كماله واما افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فيوجب له تعالى  
 تاکہ اوستی کامل بن جاوی اسلوسی کہ احد تعالیٰ کو صفات کمال ہی واجب ہوتی ہیں اور تمام ممکنات ماسوی اسکی محتاج ہوتی ہیں اسکی طرف واجب ہوا

القدرة والارادة والعلوم والحياة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن إيجاد شيء  
 احد تعالیٰ کا قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہونا اسلی کہ یہ چاروں صفت اگر احد تعالیٰ کو واجب نہ ہوں تو وہ تمام ممکنات کی پیدا کر دے

من الممكنات وكذا يوجب له الواحدية اذ لو لم يجب له تعالى الوحدة لكان معه غيره في  
 عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت بھی واجب ہوتی ہی اسلی کہ اگر وحدانیت نہ ہو

الالهية لو يفتقر اليه شيء من الممكنات للزوم عجزها ويؤخذ من افتقار جميع ما عداه اليه تعالى  
 تو ہر کوئی شے ممکنات میں سے اسکی محتاج نہ ہوگی کیونکہ بیک سوک کی دونوں عاجز ہو جائیگی اور جب تمام ممکنات ماسوی اسکی

حدوث العالم باسرها اذ لو كان شيء منه قد يملكه مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر اليه يؤخذ  
 اسکی محتاج ہوئیں تو ایسی معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اسلی کہ عالم میں سے کچھ ہی اگر قدیم ہو تو وہ احد تعالیٰ ہی پر وہ ہوگا اسکی طرف محتاج نہ ہوگا اور یہ بھی

ايضا ان لا يؤثر شيء من المخلوقات في شيء من المخلوقات اذ لو كان في شيء من المخلوقات تأثير في شيء من المخلوقات لكان ذلك لا اثر مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر  
 معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات میں سے کسی امر میں کچھ اثر نہ ہو اسلی کہ اگر مخلوقات میں سے کسی شے کو کچھ اثر مستقل ہوتا تو البتہ وہ اثر احد تعالیٰ کا محتاج

اليه فعل هذا كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول لا واجب الوجود الا الله تعالى ولا واجب  
 بلکہ بنیاد نہ ہو اس تقریر کی موافق جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہی گوید کہ وہ یہ کہتا ہی کوئی واجب الوجود نہیں سواي احد تعالیٰ کی اور نہ کوئی واجب

القدم والبقاء الا الله ولا قادر على إيجاد الممكنات كلها الا الله ولا عالم بما لا يتناهي من المعلومات  
 اور قدیم اور باقی سواي احد تعالیٰ کی اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدائش پر سواي احد تعالیٰ کی اور نہ کوئی دائرہ معلومات بی انتہا کا

الا الله ولا منزلة عن جميع النقائق ولا عن الاغراض في فعاله واحكامه الا الله ولا مؤثر في شيء من  
 سواي احد تعالیٰ کی اور نہ کوئی بری تمام نقصانوں سے اور نہ غرض سے اپنی افعال اور احکام میں سواي احد تعالیٰ کی اور نہ کوئی اثر کرنے والا کسی چیز میں

المخلوقات الا الله وعلى هذا القياس كل ما وجب في حقته تعالى واستحال عليه وجاز له فقد  
 مخلوقات میں سے سواي احد تعالیٰ کی اسہی طرح جو جو صفات احد تعالیٰ کو واجب ہیں اور جو اسکی حق میں محال ہیں اور جو جائز ہیں

ظهر من هذا ان فهم معنى كلمة التوحيد يتوقف على معرفة الله تعالى ومعرفة الله تعالى  
 اس سے ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کی معنوں کو سمجھنا معرفت الہی پر موقوف ہی

ليست ضرورية حتى يحصل بالبداهة معرفة كون الواحد نصف الاثنين بل بما تحصل  
 نہیں یعنی ظاہر نہیں ہی تاکہ خود بخود معلوم ہو جاوی جیسی ایک کو دو کا آدہ جانتی ہیں بلکہ استدلال سے

بالاستدلال الذي هو النظر في الدلائل فيكون النظر واجبا لانه تعالى امر به وقال انظر واما اذا  
 معلوم ہو سکتا ہی جسکو نظر فی الدلیل کہتی ہیں پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ احد تعالیٰ ہی ارشاد کیا ہی فرمایا دیکھو کیا کیا

في السموات والأرض فمن تركه يكون أثم لانه اعطى الإنسان نعمة العقل فيستدل به على وجوده  
 موجود ہی آسمانوں اور زمین میں پہر جسنی استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار ہوگا اسلی کہ احد تعالیٰ ہی آدمی کو عقل کی نعمت اسہی واسطی عطا کی ہی کہ اسکی ذہنی ثبوت کرے

وقدمه ووحده وسائر صفاته التي تدل عليها افعاله وهي القدرة والارادة والعلوم والحياة  
 اسکا وجود اور قدم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہی



فاذا لم يستدل به لا يكون مؤديا لشكر نعمة العقل فيكون اثنا فيبقى في مشية الله تعالى

پہر اگر اسنی اوس عقل سی استدلال نکیا تو اسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا پس یہہ گنہگار ہوگا یہہ مشیت الہی میں ہی گا

ان شاء يعفر عنه ويدخله الجنة بلا عذاب وان شاء يعذب به بقدر ذنبه ثم يدخله الجنة

جاہی اسکو صاف کرکر جنت میں بلا عذاب داخل کری اور اگر جاہی اسکی خطا کی موافق اسکو عذاب دیکر جنت میں داخل کری

فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يعتنى في معرفة الله تعالى حتى تيسر له فهم معنى كلمة التوحيد

اب ہر مؤمن پر واجب ہی کہ معرفت الہی میں کوشش کیا کری تاکہ اسکو سمجھنا کلمہ توحید کی معنوں کا سہل ہو جاوی

التي هي ثمن الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤبد وقد ائض العلماء على لزوم فهم معناها

جو کہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سی رستگاری کا باعث ہی اور علماء صاف کہہ گزری ہیں کہ سمجھنا معنوں کا لازم ہی

والا لا ينتفع بها متلفظها في الانقاذ من الخلود في النار اذ ليست فضيلتها بانزاع تحريك اللسان

اور نہیں تو زبان پر ہی سی اصل فائدہ نہیں ہی کہ دائمی آگ کی عذاب سی بچی اسواسطی کہ اسکی فضیلت زبان ہلائی سی نہیں ہوتی ہی

بها من غير حصول معناها في القلب بل فضيلتها بازاء حصول معناها في القلب بسبب

جسٹک کہ اسکی معنی دل میں نہ حاصل ہوں بلکہ اسکی فضیلت یہہ ہی ہی کہ اسکی معنی بسبب معرفت الہی کی دل میں متیقن ہوں

معرفة الله تعالى وليس المراد من معرفة الله تعالى معرفة ذاته لان ذاته تعالى ليست معلومة

اور معرفت الہی سی مراد یہہ نہیں ہی کہ اسکی ذات کو دریافت کری اسلی کہ اسکی ذات تو بشر کو معلوم نہیں ہو سکتی

للشرب بل المراد بها معرفة ما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له ليعلم من

بلکہ معرفت سی یہہ مراد ہی کہ یہہ دریافت کری کہ اللہ تعالیٰ کی حق میں کیا تو واجب ہی اور کیا محال ہی اور کیا جائز ہی تاکہ دریافت کری

ينطق بها ما نفى عن غيره تعالى وما اثبت له فانها مركبة من نفى واثبات فالمنفى كل فرد من

کلمہ پڑھنی والا کیا صنف نفی کیا جاہی غیر اللہ سی اور کیا ثابت کیا جاہی اللہ تعالیٰ کو کیونکہ کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی پس نفی کرنا تو ہر فرد

افراد حقيقة الاله سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى

معبود حقیقی کا ہی سوای ذات الہی کی اور مثبت ایک فرد واحد ہی معبود حقیقی میں سی کہ وہ ذات الہی ہی اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنى كل يقبل بحسب مجرد ادراكه ان يصدق

اللہ کی یہہ ہی ہیں کہ واجب الوجود ہو سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہیں کہ صرف باعتبار ادراک کی ہو سکتا ہی کہ بہت افراد پر صادق

على كثيرين لكن الدليل القطعي يدل على استحالة التعدد فيه وكونه خاصا بذات الله تعالى فذلك

آوی پر دلیل قطعی سی معلوم ہوا کہ تعدد اسمیں محال ہی اور یہہ صفت خاص ہی ذات الہی کو اور وہ

الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا محتاجا الى محدث يدل على ان له موجدا قديما واحدا

دلیل عالم کا وجود ہی بیشک یہہ عالم حادث محدث کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک موجد ہی قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى

اور قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم اسلی کہ اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو البتہ محدث کا محتاج ہوگا

محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما محال ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بدنهما

یہہ دور یا تسلسل لازم آویگا اور یہہ دو محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہوں تو بیشک اسکی اسمیں

المتانم المقتضى لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحياة لكان

روک ٹوک واقع ہوگی جسی عالم موجود نہ ہوگی اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہ ہو تو بیشک

عاجز عن ايجاد شيء من العالم لان ايجاد اثر القدرة وتأثير القدرة في شيء من الاشياء  
عالم میں کسی ہر ذرہ کی ایجاد سے پہلے اس کی قدرت کا اثر ہوتا ہے اور تاثير قدرت کی کسی شے میں اس شے کی ارادہ کرنے پر

يتوقف على ارادة ذلك الشيء و ارادة ذلك الشيء يتوقف على العلم به لان القصد الى ايجاد شيء  
موقوف ہے اور ارادہ اس شے کا بدون علم اس شے کی نہیں ہو سکتا اس کی ارادہ کسی شے کی ایجاد کا

مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاثة يتوقف على الحيوة لكونها شرطاً فيها  
بدون علم اس شے کی محال ہے اور یہ تینوں صفتیں کب ہو سکتی ہیں بدون حیات کی کیونکہ حیات شرط ہے

فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل جزء من اجزائه دليلاً قطعياً على وجوده تعالى وكونه  
اس بیان کی مطابق وجود تمام عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا اس کی اجزاء میں سے یقینی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کی وجود پر کہ وہ

قدماً واحداً متصفاً بهذه الصفات الأربع المذكورة وعلى استحالة اضدادها ولهذا كان  
قدیم اور واحد ہی اور موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ سے اور دلیل ہے کہ ان صفات کا خلاف محال ہے اس لیے

بعض اهل التوحيد يقولون استدلالاً بالاثار على المثر ما راينا شيئاً الا ما راينا الله تعالى رجدة فان  
بعضی اہل توحید اثر سے مؤثر پر استدلال کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے جب کسی شے کو دیکھا تو اس کی مانند ہی اللہ تعالیٰ کو دیکھا بیشک

كل جزء من اجزاء العالم لكونه حادثاً محتكجاً الى من يوجده ويرتبه لا يزال يتكلم بكلام لا حرف فيه  
ہر ذرہ عالم کی اجزاء کا چونکہ حادث اور محتاج ہے اپنی پیدا اور پرورش کرنے والی کا ہمیشہ ایسی کلام سے جس میں نہ حرف ہے

ولا صوت ان له موجداً قديماً واحداً متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحيوة يسمع كلامه  
اور نہ آواز ہے کہ میرا پیدا کرنے والا قدیم ہی واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ صاحب علم صاحب حیات تیز والی

السامعون ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع  
اس کی کلام سنتی ہیں اور بی تیز جنکی سمجھ بیکار ہی نہیں سنتی اور سماعت سے مراد سماعت باطنی ہے جسی وہ کلام سنتی جاتی ہے

به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عجب لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الا صوت وتشارك  
جسمین حرف اور آواز نہ ہو اور نہ عجب ہے یہ سماعت ظاہری مراد نہیں ہے جسی ہوا اور آواز کی کچھ نہ معلوم ہو اور چو پائے

فيه البهائم الانسان انك قد رشتي تشارك فيه البهائم الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من  
اور انسان اور سمجھ شریک ہیں کیونکہ اس شے میں کیا خوبی ہے جس میں چو پائے اور انسان یکساں ہوں حاصل یہ ہے کہ آدمی مکلف

صفاته تعالى بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله وما لم يتوقف عليه افعاله تعالى كالسمع والصر  
صفات الہی میں سے ضرور عقل وہ ہی جان سکتا ہے جن صفات پر افعال موقوف ہیں اور جن صفات پر افعال موقوف نہیں ہیں جیسے سمع اور صر

والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو  
اور کلام ان صفات کی ثبوت پر کہیں تو استدلال عقلی کرتی ہیں اور کہیں استدلال نقلی استدلال عقلی تو یہ ہے

انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه  
کہ یہ صفتیں کمال کی ہیں اور انکی ضدین صفتیں نقصان کی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا صفات کمالیہ سے موصوف ہونا اور صفات نقصان سے

بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتلك الصفات واما الاستدلال بالنقل فهو ان  
بری ہونا واجب ہے اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان صفات سے موصوف ہو اور استدلال نقلی یہ ہے کہ

الشرع قد صرح بثبوتها له تعالى فوجب الجزم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة  
شرع سے ان صفات کا ثبوت صاف ظاہر ہے پس یقین کرنا انکی ثبوت کا واجب ہوا اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی



اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى ليستدل بها على شئها  
 بهتري عقل دلیل سی اسلئی کہ ان صفات پر افعال الہی تو موقوف ہیں نہیں تاکہ ان افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیلئے  
 له تعالى وذاته لم يكن معلوما لاحد حتى يعلم انها في حقه تعالى كما يجب اتصافه بها بحيث  
 اور اسکی ذات کسیکو معلوم نہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ صفات بہ نسبت ذات الہی کی یہی کالیہ میں انکا ثبوت ہی چاہئی ہونا ایسا  
 لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها واذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم  
 کہ اگر یہ صفات موجود نہ ہوں گی تو انکی اضداد موجود ہوں گی اور ان صفات کا کالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہماری حق میں ہی اور یہ کچھ لازم نہیں  
 من كون الشئ بالنسبة اليها كمالا ان يكون في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونها  
 کہ جو صفت ہماری حق میں باعث کمال کا ہو تو یہ نسبت ذات الہی کی یہی کالیہ ہو کیا تجھکو معلوم نہیں ہی کہ لذت اور اہم باوجودیکہ  
 بالنسبة اليها كالا لا يمتنع ان على الله تعالى لكونها من عوارض اجسام فعلى هذا يلزم في اثبات  
 ہماری حق میں کمال میں اسد تعالیٰ پر ممتنع ہیں اسلوسی کہ جسموں کی عوارض سی ہیں اس بیان کی موافق لازم یہہ ہی کہ  
 تلك الصفات له تعالى التمسك بالنقل عن الانبياء الذين ثبت صدق كل واحد منهم و  
 ان صفات کی باب میں دست آویز نقلی بیان کی جادی انبیاء علیہم السلام سی کہ صدق ہر ہر کا اور  
 امانته ونبوته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق رسول في كل ما يبلغ عنى سواء  
 امانت اور نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہو چکی ہی جو قائم مقام ارشاد الہی کی ہی میرا رسول سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی مع  
 كان تبليغه بقوله او فعله او سكوتة لان المعجزة تصديق فعل من الله تعالى لرسوله لكونها  
 کہ تبلیغ بواسطہ قول کی ہو یا فعل کی یا سکتہ سی اسلئی کہ معجزہ اسد تعالیٰ کی طرف سی تصدیق فعلی ہی واسطی رسول کی کیونکہ معجزہ  
 فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة قائما مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعوة السائل  
 ایک فعل ہی افعال الہی سی خلاف عادت کی قائم مقام صاف ارشاد کی ہی رسول کی تصدیق کی لہذا رسالت کی دعویٰ میں  
 فانه تعالى لما خلق امر خارقا للعادة على يده عند دعائه الرسالة تصدرا كانه قال صدق رسول  
 کیونکہ اسد تعالیٰ فی جب ایک امر خلاف عادت رسول کی ہتہ پر رسالت کی دعویٰ کرنی کی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہی  
 في كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوتة قال العلماء مثال ذلك ان  
 تمام احکام میں جو میری طرف سی ادا کری برابر ہکا کہ وہ تبلیغ رسول کی قوی ہو یا فعلی ہو یا سکتہ ہی سی ہو علماء فی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی  
 رجلا اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا  
 ایک شخص بادشاہ کی مجلس میں ایک جماعت کی روبرو کھڑا ہو کر کہی میں اس بادشاہ کا ایلیجی ہوں محکو تمہاری پاس فلانا فلانا حکم دیکر بھیجا  
 من التكليف وطلبوا منه حجة تدل على صدقه وقال اية صدق في اتي اطلب من الملك ان  
 اور وہ جماعت اسی صداقت کی دلیل طلب کری تب وہ شخص کچھ نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ میں بادشاہ ہی کہتا ہوں کہ  
 يخالف عادته ويقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات وفعل الملك ذلك بطلبه فلا شك  
 اپنی خلاف عادت اپنی جگہ سی تین دفعہ کھڑا ہوا اور بیٹھ جادی پہر وہ بادشاہ کچھ ایسی یہہ کر بیٹھی تو بیشک  
 ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عنى وصفيده للعلم  
 یہہ کار بادشاہ کا قائم مقام اس قول کی ہی یہہ شخص سچا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کری اور اسی علم  
 الضرورة بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره  
 یہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی یہہ حرکت بادشاہ کی دیکھیںگا اور جو شخص نہ دیکھیںگا بلکہ اسکو تو اتنی سی یہہ خبر پہنچیںگی

بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال الرسل عليهم الصلوة والسلام في افادة معجزتهم العلم  
اور ميشك يہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہے کہ اونکی معجزہ سی اونکی

الضروری بصدقہم لمن شاهدها ولم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر فاذا ثبت  
صدافت کا علم بدیہی حاصل ہوتا ہی دیکھنی والوں کو اور جنہوں فی نہیں دیکھا تو اتنی سی سکر جب اونکا صدق ثابت ہو چکا

صدقہم بدلالة المعجزة وجب تصديقهم في كل ما جاءوا به من عند الله تعالى وافضلهم  
معجزہ کی دلالت سی تو واجب ہوئی اونکی تصدیق تمام احکام میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سی لای ہیں اور تمام انبیاء میں افضل

نبينا ومولا محمد صلى الله عليه وسلم فانه تعالى قد بعثه الى اهل الارض ليلعلمهم امره ونهيهم وعونه  
اور برتر نبی اور صاحب ہماری محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بیشک اللہ تعالیٰ فی اونکو تمام اہل روی زمین کی طرف بھیجا تاکہ اونکو اللہ کا حکم اور مانت اور جزا

وعيدہ وايته بمعجزات كثيرة لا حصر لها لصدقه فوجب عليهم تصديقه في كل ما اخبر  
اور سنہ اپنی جان وین اور اونکی تائید کی بہت معجزات سی چکا انتہا نہیں تاکہ اونکی تصدیق کریں سو واجب ہی اول سب پر تصدیق اونکی تمام خبروں میں

وطاعته في كل ما امر ولا انتهاء عن كل ما زجر فمن لم يصدقه فيما اخبر ولم يطعه فيما امر ولم ينته  
اور واجب ہی اطاعت اونکی تمام حکموں میں اور باز رہنا جس چیز سی ممانعت کریں ہر جو شخص تصدیق نہ کری اور اطاعت نہ کری اور اونکی حکم کی اور باز نہ دے

عما زجر يكون من الذين قال الله فيهم في القرآن العظيم الذي هو افضل معجزاته اولئك كالانعام  
منع کی ہوئی سی تو وہ اول لوگوں میں ہی جنکی حق میں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں جو اونکا سب سے بڑا معجزہ ہی فرماتا ہی وہ جیسی چوپایہ

بل هم اضل فانه تعالى شبههم بالبهائم في كون مشاعره متوجهة الى اسباب الدنيا ومقصودة  
بلکہ اولیٰ زیادہ ہیرا اللہ تعالیٰ فی انسان کو چوپایوں سی مشابہت دی اسباب میں کہ اونکی عقول دنیا کی مال اسباب کی طرف متوجہ ہیں اور دنیا ہی پر

عليها وعدم التفكير فيما يفرح اذانهم من الايات القرآنية والحديث النبوية وعدم الالتفات بها  
ہر کتیں اور ہرگز تامل نہیں ہی اوسمیں جو کتنی ہیں آیات قرآنی اور احادیث نبویہ اور اصل اللہ پر توجہ نہیں ہی

بل جعلهم اضل منها لانها تدرك ما من شأنها ان تدرك من المنافع والمضار ويجهل غاية جهدها  
بلکہ اللہ تعالیٰ فی انسان کو چوپایہ سی ہیرا زیادہ کہا کیونکہ چوپایہ تو اپنی حیثیت کی موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتی ہیں اور خوب کوشش کرتی ہیں

في جلب ما ينفعها وسلب ما يضرها وتنقاد لصاحبها وتميز من يحسن اليها من يسيئ اليها وهو كمال  
اپنی منفعت کی پیدا کرنی میں اور ضرر کی دفع کرنی میں اور اپنی مالک کی اطاعت کرتی ہیں اور تمیز کرتی ہیں درمیان اونکی جو اونکی ساتھ احسان کری اور ضرر پہنچاوی

ليسوا كذلك حيث لا يميزون بين المنافع والمضار ويجهلون غاية جهدهم في جلب ما يضرهم  
ایسی نہیں ہیں اسلئے کہ اصلاً نفع اور ضرر میں فرق نہیں کرتی اور ضرر رسان چیز میں مرہب کر کوشش کرتی ہیں اور منفعت سی الگ بچتی ہیں

وسلب ما ينفعهم ولا ينفادون لربهم وخالفهم ورازقهم ولا يعرفون احسانه اليهم ويقدمون على  
اور اطاعت نہیں کرتی اپنی پروردگار اور پیدا کرنی والی اور روزی دینی والی کی اور نہیں سمجھتی کدوں پر اوستی کیا کیا احسان کیا اور عذاب

العذاب الاليم ولا يقدمون على النعيم المقيم ويكونون من الذين قال تعالى فيهم يعلمون ظاهرا  
در دنیا کی طرف دور کرتا ہی ہیں اور دائمی عیش کی طرف نہیں جاتی پھر وہ اون لوگوں میں ہیں جنکی حق میں اللہ تعالیٰ فوٹا ہی جانتی ہیں اور پورے

من الحيوة الدنيا وهم عن الآخرة هم غفلون يعني انهم يعلمون ظاهرا حقيرا خسيسا من الدنيا  
دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سی خبر نہیں رکھتی یعنی یہ لوگ بہر ہی ظاہر کی نگہی اور بیکار دنیا کو خوب جانتی ہیں

وهو ما يشاهدونه من زخارفها وملازها وسائر احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهوائهم  
اور یہ جو کہ اونکو نظر آتا ہی دنیا کی رونق اور لذت اور تمام احوال جو اونکی شہوات کی موافق اور اونکی ہواہوس کی مطابق ہیں



وهم غفلون عن الآخرة التي هي المطلب الاعلى والمقصد الاقصى ولا يخطر ببالهم ولا يتفكرون  
اور وہ آخرت سے جو کہ بڑا مطلب ہے اور عین مدعا ہے بالکل غافل ہیں اور انکی دلیل خطرہ نہیں آتا اور نہیں سوچتی  
 من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها فان العلم بامور الآخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى  
دنیا کی حالات کو اسطور کہ اس سے آخرت کی معرفت حاصل ہو کیونکہ علم امور آخرت کی کا علم وجود باری تعالیٰ  
 وقدرته واسراده وعلمه وحيوته وذلك العلم لا يحصل الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر فيها  
اور اسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہے اور یہ علم نہیں حاصل ہوتا بدون غور اور تامل کی مصنوعات میں  
 والاستدلال بتغيراتها على حدودها واحتياجها الى موجد قديم واحد متصف بالقدرة و  
اور بدون استدلال کی کہ حالات دنیا متغیر ہوتی سی حادثہ میں اور محتاج ہیں طرف پیدا کر نیوالی کی جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور  
 الاسرادة والعلم والحيوة وهم قصر والنظر على الظواهر الحسية كالبهائم ولم يتفكروا في عجائب  
صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہی اور بنی آدم فی اپنی نگاہ ظاہر دیکھتی پر چوپایہ کی طرح کوتاہ کی اور اسکی عجیب صنعت کو  
 صنعه ليستدلوا بها على وجوده وقدرته واسراده وعلمه وحيوته فيعلمون ان ما اخبر  
خیال نہ کیا تاکہ اوتی استدلال ہو اسکی وجود اور قدیم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر پہر یہ جانتی کہ جو حدیث میں ہے  
 من امور الآخرة امور ممكنة يلزم وقوعها وعند وقوعها يكون المكلف فيها بحكم صلاح الاعمال  
امور آخرت میں سے سب ممکن ہیں اور نکاح واقع ہونا ضروری اور جب وہ امور واقع ہونگی تو مکلف باعتبار اعمال نیک  
 وفسادها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير ينسأل الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة مع  
اور اعمال بد کی دو قسم ہونگی ایک قسم بہشت میں اور ایک قسم دوزخ میں ہم اللہ سے دعا مانگتی ہیں کہ ہمکو جنتی کری ہمراہ  
 الابراہیم من اهل النار مع الاشرار المجلس الثاني عشر في بيان اسعد الناس بشفاعته  
صلی اللہ علیہ وسلم کی دو قسمی نہ کری ہمراہ بدکاروں کی  
 النبي صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اسعد الناس بشفاعته  
قیامت دن بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بڑا سعادت مند آدمی میری شفاعت سے  
 يوم القيمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة  
قیامت کی روز وہ ہے جس نے کہا لا اله الا الله صاف دلی صلوٰۃ یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے  
 وقريب منه ما روى عن زيد بن ارقم انه عليه السلام قال من قال لا اله الا الله خالصا دخل الجنة فانه عليه  
اور ایسا ہی مضمون ہے جو زید بن ارقم فی روایت کی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی جس نے کہا لا اله الا الله صاف دل سے وہ داخل ہوا جنت میں بیشک  
 الصلوة والسلام قد شرط لنيل ما وعد في هذين الحديثين ان يكون فيمن قال لا اله الا الله الخالص  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شرط کیا ہے واسطی حصول جنت کی جو ان دونو حدیثوں میں وعدہ کیا ہے کہ لا اله الا الله کہنی والی میں خلوص  
 والاخلاص معنى الخلو من سائر الحاجات قال فمن قال لا اله الا الله ولم يسأده  
اور اخلاص ہو اور معنی خلوص اور اخلاص کی یہ ہیں کہ اسکا حال مقال کی مطابق ہو یہ جس نے کہا لا اله الا الله تو کہا اور اسکا حال مطابق  
 حاله لمقاله لا يكون فيه شيء من الخلو من الخلو وانما يكون فيه من الخلو والاخلال  
مقالہ ہی نہوا تواضعیں اخلاص اور خلوص کچھ نہیں ہے اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہے  
 اذا منعه هذا القول عن الذنوب وحمله على الطاعات وان لم يمنع من الذنوب ولم يحمله على  
کہ اسکو یہ قول گناہوں سے باز رکھی اور طاعات کی نصت لائی اور اگر اسکو گناہوں سے نہ روکا اور نہ طاعات پر رغبت دلائی

الطاعات لا يكون فيه الخلوص والاخلاص ويخاف ان يكون هذا القول فيه عامرية يستزده  
 تواضع خلوص واخلاص کہاں ہے اور اندیشہ یہ ہے کہ یہ قول آدمین بطور عاریت کی ہو بہر چہ نہ جاوی

لان من لم يكن فيه الا اصل الايمان وهو مقصر في الاعمال ومصر على الذنوب قريب من ان  
 کیونکہ جس شخص میں سوای اصل ایمان کی کچھ نہیں ہے اور وہ نیک اعمال میں قصور کرتا رہے اور گناہوں پر اڑا رہا کیا بعید ہی کہ

ينقلع شجرة ايمانه اذا صدمته الرياح العاصفة التي هي الوسواس الشيطانية المحركة لها  
 درخت ایمان کا بڑی سی اوکھڑ جاوی جب اوکو تند ہوائیں صدمہ پہنچائیں کہ وہ وسوسہ شیطانی میں جواؤ کو حرکت دیتی رہتی ہیں کیونکہ

كل ايمان لم يثبت في القلب اصله ولم ينتشر في الاعضاء فروعه ولم يظهر فيها ثمره لا تثبت  
 جسکی ایمان کی جڑ دھین خوب نہیں بیٹھی اور اوکی ٹہنیان تمام اعضا میں نہیں پھیلین اور نہ اوکو ابھی کچھ پھل لگا ہی

عند ظهور ملك الموت ويخاف عليه الزوال وانما يثبت في القلب اصل الايمان وانما ينتشر فروعه  
 تو وہ جب ملک الموت آویگا قائم نہیں رہیگا اور اندیشہ زوال کا ہی دل کی اندر ایمان کی جڑ جب خوب بیٹھی ہی اور اوکی ٹہنیان

في الاعضاء وانما يظهر ثمره فيها اذا سقى بماء الطاعات على توالي الايام والساعات حتى يرسم  
 اعضا کی اندر جب پھیلی ہی میں اور پھل ایمان کا جب ہی لگتی ہی کہ طاعات کی پانی سی ہمیشہ وقت رات دن سیراب کرتا رہے تاکہ اوکی جڑ محکم

ويثبت وينتشر فروعه ويظهر ثمره فهذا امر لا يظهر الا عند الخاتمة واصل ذلك على ما ثبت  
 اور ثابت ہو کر اوکی شاخیں پھیلین اور اوکو پھل لگی یہہ حال دری خاتمہ سی معلوم نہیں ہو سکتا اور اصل اسکی جیسی کہ

في العلوم العقلية ان تكرار الافعال سبب لحصول الملكة الراسخة في النفس فمن اصر على  
 علوم عقلی میں ثابت ہی یہہ ہی کہ ہر فعل بار بار کرنی کرتی نفس میں خوب کامل ہو جاتا ہی پھر جو شخص گناہوں پر

الذنوب يحصل في قلبه الفها وجميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان  
 اصرار کرتا ہی اوکی دھین محبت گناہوں کی پیدا ہو جاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزیں عمر بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہیں پھر اگر اس شخص کو

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر الطاعات وان كان ميله الى المعاصي  
 رغبت طاعات کی زیادہ تھی تو اکثر اسکو موت کی وقت طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہوں کی

اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر المعاصي فربما يقبض روحه عند غلبة شهوة من الشهوات  
 زیادہ تھی تو پھر موت کی وقت گھڑوہ ہی گناہ یاد آوینگی پس بعضی وقت نزدیک غلبہ کسی شہوت کی شہوتوں میں سی

او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتضير سببا لسوء خاتمه فاما الذي غلبت ذنوبه  
 یا کسی گناہ کی گناہوں میں سی اوکی جان نکل جاتی ہی اور اوکو اس میں اس میں گناہیں ہی سبب اوکی خاتمہ بدکا ہو جاتا ہی اور جس شخص کی گناہ بہت

وكانت اكثر من طاعاته ولم يتب عنها بل كان مصرا عليها وقلبه فرجا بها فهذا الخطر في حقه  
 اور طاعات سی زیادہ ہوں اور توبہ کی نہ ہو بلکہ گناہوں پر اڑا رہا اور اوکو اس میں اسی میں خوش رہا تو ایسی شخص کی حق میں اسکا

عظيم اذ قد يكون غلبة الالف سببا لان يمثّل صورة معصية في قلبه وتميل اليها نفسه  
 بڑا اندیشہ ہی اس واسطی کہ بعضی وقت ماری غلبہ محبت کی صورت گناہ کی اوکی دھین پیدا ہو جاتی ہی اور اوکو اس کا دل اور ہر کو مایل ہوتا ہی

ويقبض عليها روحه فذلك هو سوء الخاتمة واما الذي لم يرتكب ذنبا اصلا او ارتكب لكن  
 اور دھین جان نکل جاتی ہی سو خاتمہ بد ہی اور جس شخص کی کوئی ہرگز گناہ نہیں کیا یا گناہ تو کیا پھر

تائب وهو بعيد عن هذا الخطر فعلى هذا يجب على كل مسلم بعد ما قال لا اله الا الله ادعاء واجب  
 توبہ کر لی سو وہ اندیشہ سی محفوظ ہی اس بیان کی موافق ہر مسلم پر جو لا الہ الا اللہ کہتی ہیں واجب ہی کہ جو طاعات



عليه من الطاعات وحفظ لسانه وسائر اعضائه من السبب لان كثيرا من الناس يقولون  
 او انكى ذمه پر واجب ہی ادا کیا کریں اور اپنی زبان کو اور تمام اعضا کو گناہوں سے بچاویں اس واسطے کہ اکثر لوگ یہہ قول نہایت ہی کہتی ہیں  
 هذا القول شريز عنهم في اخرا عايرهم بسبب اعمالهم الخبيثة ويخرجون من الدنيا بغير ايما  
 پہر اوئی آخر عمر میں بسبب خبیث عملوں کی چھوٹ جاتا ہی اور دنیا سے بی ایمان مرنے میں  
 وای مصيبة اعظم من هذا ان يكون اسم الرجل في جميع عمرة في الدنيا من المؤمنين ثم يموت  
 اب کوئی مصیبت اس سے بڑی ہوگی کہ ایک شخص کا نام دنیا میں تو عمر بہر مسلمانوں میں درج رہے  
 ويكون اسمه في الآخرة من الكافرين ليس المحسرة على الذي يخرج من الكنيسة ويدخل في جهنم وانما  
 تو آخرت میں اوسکا نام کافروں میں درج ہوا افسوس کچھ اوسکی حال پر نہیں ہی جو توحید سے نکل کر  
 المحسرة على الذي يخرج من المسجد ويخرج من جهنم بسبب اعماله الخبيثة فان الناس في الايمان  
 افسوس تو بڑا اوسکی حال پر ہی جو مسجد میں سے نکل کر بسبب خبیث اعمال کی جہنم میں جاویں  
 على ضربين منهم من يكون له الايمان عارية يسترد منه ومنهم من يكون له الايمان عطاء  
 دو قسم کی ہیں بعض ایسی ہیں کہ اوسکا ایمان عاریت کا ہی پہر چھین جاویگا اور بعض ایسی ہیں کہ ایمان اوسکو بخشا ہوا ہی  
 لا يسترد منه والعلامة في ذلك ان الذي يمنعه الايمان من الذنوب ويحمله على الطاعات  
 پہر ہرگز نہیں چھینی گا اور نشان اس میں یہہ ہی کہ جسکو پاس ایمان کا گناہوں سے روکتا ہی اور طاعت کی رغبت دیتا ہی  
 فالایمان له عطاء لا يسترد منه والذي لا يمنعه الايمان من الذنوب ولا يحمله على الطاعات  
 تو اوسکا ایمان بخشا ہوا ہی اوتی پہر نہیں چھینا جاویگا اور جسکو پاس ایمان کا گناہوں سے نہیں روکتا اور نہ طاعات پر رغبت دیتا ہی  
 فالایمان له عارية يسترد منه لان ايمانه لو كان صحيحا خالصا لمنعه من الذنوب ويحمله على  
 تو اوسکا ایمان عاریت کا ہی وہ چھین جاویگا کیونکہ اگر اوسکا ایمان صحیح اور خالص ہوتا تو بیشک اوسکو گناہوں سے روکتا اور طاعت کی رغبت  
 الطاعات فلما لم يمنعه من الذنوب ولم يحمله على الطاعات علم ان قلبه الذي هو محل الايمان  
 رہتا پس جب اوسکو گناہوں سے روکا اور نہ طاعت پر رغبت دی تو معلوم ہوا کہ اسکا دل جو ایمان کا گھر ہی  
 مريض فان القلب قد يمرض ويشتد مرضه لكن لا يعرف صاحبه لغلبة الهوى عليه بل قد  
 بیمار ہی بیشک دل کہی بیماری میں سخت مبتلا ہو جاتا لیکن اوس شخص کو بسبب غلبہ ہواہوس کی معلوم نہیں ہوتا بلکہ بعض وقت  
 يموت قلبه وهو لا يشعر بموته وعلامة ذلك ان لا يؤلمه جراحات الذنوب فان القلب اذا كان  
 اوسکا دل مر جاتا ہی اور اوسکو موت کی خبر نہیں ہوتی اسکا نشان یہہ ہی کہ دل میں گناہ کی زخم سے الم نہیں ہوتا کیونکہ دل جب تک  
 فيه حياة ينال بمقدار حيوته من جراحات الذنوب وقد يشعر بمرضه صاحبه لكن لا يتحمل  
 زندہ رہتا ہی تو اوسکو جتنی اسبب حیات ہوتی ہی گناہوں کی زخموں سے الم پہنچتا ہی اوسکی اوس شخص کو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہی پر  
 مرارة الداء ولا يصبر عليها فيؤثر ببقاء الاله على مشقة الداء فان دواءه في مخالفة هواه وذلك  
 بزرگی دوا کی برداشت نہیں کرتا اور اسے صبر کرتا ہی پہر وہ الم پہنچتی رہتی دوا کی مشقت میں شکر کرتا ہی کیونکہ اوسکا علاج تو ہواہوس کی مخالفت ہی ہے  
 اصعب شئ على النفس ولطيس لها شئ انفع من ذلك قال سهل بن عبد الله هو لك داء فان خالفته  
 نفس پر بڑا ہی دشواری اور اوسکی حق میں اس سے زیادہ کچھ مفید نہیں ہی سهل بن عبد اللہ کہتی ہیں تیری خواہش تیرا مرض ہی اگر تو فی اسکا خلاف  
 فذلك دواءك وقال ايضا ترث الهوى مفتاح الجنة لقوله تعالى وما من خاف مقام ربه  
 تو یہہ ہی تیرا علاج ہی اور یہہ ہی کہا ہی ہواہوس کی ترک کرنا جنت کی کنجی ہی واسطی ارشاد الہی کی اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پوس کھڑی ہونی سے

وَتَحَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ فَالسَّعِيدُ مَنْ يَخَالِفْ هَوَاهُ وَيَطِيعَ مَوْلَاهُ وَالشَّقِيقُ

اور دو کا جی کو چاؤسی سو بہشت ہی ہی ٹھکانا نہیں نیک بخت وہ ہی ہے جو اپنی ہواہوس کی مخالفت کر کر اپنی صاحب کی اطاعت کری اور شقیق

مَنْ يَتَّبِعْ هَوَاهُ وَيَخَالِفْ مَوْلَاهُ فَإِنَّ اتِّبَاعَ الْهَوَىٰ سَمٌّ قَاتِلٌ مِنْ سُمومِ الدِّينِ يَفْضِي إِلَى الْهَلَاكِ

وہ ہی کہ اپنی ہواہوس کی پیروی لگاد ہی اور اپنی صاحب کی مخالفت کری بیشک اطاعت نفس کی زہر قاتل ہی دین کی زہرون میں سے ہمیشہ کی واسطی مار ڈالتا ہی

الْأَبَدِي يُؤْمَرُ لَا يَنْفَعُ مَا لَكَ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ فَالْخَائِفُ مِنَ الْهَلَاكِ فِي هَذِهِ

جسک نہ کام آوی کوئی مال نہ بیٹی نہ گھر نہ کوئی آیا اسد پس لیکر دل چنگا پس جو شخص ڈرتا ہی موت سے اس

الدُّنْيَا الْفَانِيَةِ إِذَا كَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حَالٍ الْاحْتِرَازُ عَنِ السُّمومِ وَمَا يُضِرُّهُ مِنَ الْمُهْلَكَاتِ فَالْخَائِفُ

دنیا فانی میں اور سپرد واجب ہی کہ ہر وقت ہمیشہ زہرون سے اور تمام مہلکات سے بچتا رہی سو جو کج ہلاک

مِنَ الْهَلَاكِ الْآبَدِي أُولَىٰ أَنْ يَجِبَ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حَالٍ الْاحْتِرَازُ عَنِ الْمَعَاصِي الَّتِي هِيَ سُمومُ الدِّينِ فَإِنَّ

ابدی کا خوف ہو تو اسکو تو ضرور تر واجب ہی کہ ہر وقت گناہوں سے بچتا رہی کہ وہ دین کی حق دین زہر ہیں کہ ان زہرون سے

الْمَخُوفُ مِنْ هَذِهِ السُّمومِ فَوَاتِ الْآخِرَةِ الْبَاقِيَةِ الَّتِي لَيْسَ أَعْمَارُ الدُّنْيَا عَشْرَ عَشِيرٍ مَدَّتْهَا

بہر ہی اندیش ہی کہ آخرت فوت نہو حاوی جو ہمیشہ کو باقی ہی اور کئی کئی بار دنیا کی عمریں اور کئی ستون حصہ کو نہیں ملتی

إِذْ لَيْسَ لِمَدَّتْهَا آخِرُ وَضَايَةٍ وَفِيهَا النِّعَمُ الْمُقْتَرِنُ وَالْمَلِكُ الْعَظِيمُ وَفِي فَوَاتِهَا بَأْسٌ مُجِيمٌ وَالْعَذَابُ الْكَالِيمُ

کیونکہ آخرت کی مدت کا انتہا اور آخر نہیں ہی اور وہیں نعمتیں دلتے اور ملک بڑا اور اسکی فوت ہوتی میں روزخ کی آگ ہی اور عذاب دھننا کد

فَالْبِدَارُ الْبِدَارُ إِلَى التَّوْبَةِ وَالْأَسْتِغْفَارِ قَبْلَ أَنْ يَجْعَلَ سُمومَ الذَّنْبِ فِي رُوحِ الْإِيمَانِ وَلَا يَنْفَعُ بَعْدَهُ

پس بدین رو جلدی طرف تدر اور استغفار کی پہلی اس ہی کہ گناہوں کا زہر ایمان کی روح میں اثر کری بہر نہ تو بہر میر فائدہ کر گیا

الْأَحْيَاءُ وَلَا الْمَيِّتُ وَلَا نَفْسٌ مِنْ النَّاسِ صَحِيحِينَ وَلَا وَعْظُ الْوَاعِظِينَ وَيُحَقِّقُ عَلَيْهِ الْقَوْلَ أَنَّهُ مَنْ

بچہ ارکی اور مردہ ہیں جسور کا اور نہ نصیحت لکنا صحیح کی اور نہ وعظ واعظوں کا اور اسکو بہر بہر ہی قول ثابت ہو جائیگا کہ یہ

الْكُفْرُونَ وَيَدْخُلُ ثَمَّتْ نَسَمُ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَنْفُسِنَا أَفْئِدَةً لَا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمِقُونَ

کافر ہی اور اس قول عاد کی لی داخل ہو جائیگا سمجھو ڈالی میں اور کئی گردنوں میں طوق سو وہ ہیں تھوڑیوں تک بہر اوکی سہ اقل رہی ہیں

وَلَا يَغْنَرُكَ لَفْظُ الْإِيمَانِ وَتَقُولُ الْمَرَادُ بِهِ الْكُفْرُونَ إِذْ قَدْ جَاءَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ الزَّانِيَ لَا يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اور ایمان کی لفظ سے کہہ میں نہ آتا کہ تو کہنی لگی آیت میں مراد کافر میں اس واسطی کہ حدیث میں یہ آیا ہی نہیں کہ زانی زنا کری اور مؤمن ہی ہو

فَإِنَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ نَفَى الْإِيمَانُ الَّذِي هُوَ الْعِلْمُ بِاللَّهِ وَمَلَئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہیں ہی کہ وہ ایمان سے ہی اللہ تعالیٰ کا اور اسکی فرستوں کا اور اسکی کتابوں کا اور اسکی رسولوں کا سلب ہو جاتا ہی

فَإِنَّ هَذَا الْإِيمَانَ لَا يَنَافِيهِ الزَّانُ وَسَائِرُ الذَّنْبِ بَلْ أَرَادَ نَفَى الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ الْعِلْمُ بِكَوْنِ الزَّانِ

کیونکہ یہ ایمان تو نہ منافی زنا کا ہی اور نہ منافی تمام اور گناہوں کا بلکہ مراد یہ ہی کہ وہ ایمان کہ جسی جانتا تھا کڑا اور

سَائِرُ الذَّنْبِ مَبْعَدًا عَنِ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَمَوْجِبًا لِمَقْتِهِ فَالْمَحْبُوبُ عَنْ هَذَا الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ فَرْعٌ

تمام گناہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے دور کرتی ہیں اور باعث ہلاکی کا ہیں وہ جاتا رہتا ہی سو جو شخص اس فرعی ایمان سے محجوب ہوا

سَيُجِبُ فِي الْخَاتَمَةِ عَنْ الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ أَصْلُ حَتَّىٰ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ قَوْلَ الْعَاصِي لِلْمُطِيعِ إِنَّا

تو کیا بعد ہی کھاتمہ کی وقت اصل ایمان سے ہی محجوب ہو جاوی بعضی علماء نے کہا ہی کہ عاصی کا یہ کہنا مطیع سے کہ میں ہی

مُؤْمِنٌ كَمَا أَنْتَ مُؤْمِنٌ بِشَبَهِ قَوْلِ شَجَرَةِ الْقَرْعِ لَشَجَرَةِ الصَّنوبرِ إِنَّا شَجَرَةٌ وَأَنْتَ شَجَرَةٌ وَهَذَا الْحَسَنُ

ویسا ہی مؤمن ہوں جیسا تو مؤمن ہے لیس کہ کدو کی درخت نی صنوبر سے کہا میں ہی ویسا ہی درخت ہوں جیسا تو درخت ہی بہر ضرور



ما قالت شجرة الصنوبر لها في الجواب انك ستعرفين حالك اذا عصفت رياح الخريف و

كيا هي خوب جواب ديا توآپ هي اپنا حال ديكه ليگا جب آند هيان خزان كي جلين كي اور

انقلعت اصولك وانتشرت اوراقك فعند ذلك ينكشف غرورك بمجرد مشاركتك اياي في

تيري جڑ او كھڑ جاي كي اور تيري پتي جھڑ كر بھر جاويگي تب تيرا يہ كھنڈ كھل جاويگا كنام مين تو بهي ميراشريك هي

اسم الشجر مع الغفلة عن اسباب ثبات الاشجار فكن العاصي سيعرف حاله اذا عصفت

درخت كھلتا هي يہ تجھكو خبر هي نہيں كہ درخت كيونكر قايم رہتي مين سوالسي هي عاصي گنھگار جلد اپني حال سي واقف ہو جاگا جب موت كي

سرايح الاجل وظهرت سكرات الموت فعند ذلك ينكشف غروره بمجرد مشاركتك للمطيع في

آند هي چلي كي اور موت كي سكرات پيدا ہوگي تب كھل جاويگا تمام غرور كنام كو مطيع كي طرح

اسم المؤمن مع الغفلة من اسباب ثبات الايمان وهذا امر يظهر عند الخاتمة حتى قال بعض

مؤمن كھلتا تانا يجرى مين كہ ايمان كسات سي قايم اور ثابت رہتا هي اور يہ حال خاتمہ كي وقت كھل جاتا هي اتنا كہ بعضي

العارفين اذا ظهرت لك الموت للعبد يعلم ذلك العبد انه لم يبق من عمره شيء فيدله جيتذ

عارف كھتي مين جب موت كا فرشتہ آوي كي پاس آتا هي تو جب وہ آدمي خبردار ہوتا هي كہ ميري عمر كچھ باقہ نہيں رہي اب او كھو اسقدر

من الحسرة والندامة ما لو كانت له من الدنيا بجملة ما كان يبذلها ليضم الى عمره ساعة حتى

حسرت اور ندامت پيدا ہوتی کھرا او سكي قبضہ مين تمام دنيا ہوتی تو بيشك خرچ كر ديتا تاكہ او سكي عمر مين ايک كھڑے زيادہ ہو جا

يتدارك تقريظه ولا يجد الى ذلك سبيلا فيتجرع غصة الباس عن التدارك وحسرة الندامة

كہ اپني افراط تقريظ كا عوض كردي سوا او سكا كوئي سبيل نہو سكيگا سوخوف كي كھونٹ گلہ كر تي ہوئی تدارك سي لاچار ہو كر پتيا رہيگا

على تضيق العمر في ما يضره ولا ينفعه فيجعل روحه يتفرغ فيغلق عنه باب التوبة فيبقى في

عمر بھگا كھو كر ايسي كار بار مين جو ضرر پہنچاوين اور كچھ فائدہ نہيں پہراو سكي جان نكلني كوگي مين آواز كر كي اور دروازي توبہ كي بند ہو جاويگي بہر طرف

الحسرة والندامة ولذلك قيل وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم

حشر اور ندامت هي رہ جاوي كي اسهلني كھا گيا هي اور او سكي توبہ نہيں جو كر تي جاتي مين بری كام جب تك سامني آبي ابي كسيكو

الموت قال اني ثبت لان وانما التوبة على الذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم

موت كھني لگا مين في توبہ كي توبہ قبول كرني اسكو ضرور سواو سكي جو عمل كر تي مين بُرا نادالي سي پہر توبہ كر تي مين

قريب والمراد بالقرب قرب العهد بالمعصية بان يندم عليها ويحوثرها بحسنه يرد فيها قبل

شتاب سي اور مراد قرب سي نزديك زمانہ گناہ كا هي يعني گناہ كر تي هي او سير مشر مندہ ہو كر او سكا نشان مطاوي نكوئي سي كہ او سكي ساته هي عمل كر ي

ان يتراكم ظلمتها على القلب فلا يقبل المحو ولذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام اتبع السيئة

اس سي پہلي كہ او سكي تاريكي دل پہر پہل جاتا كہ يہرہه تاريكي ہرگز نہ جاسي اسيلني فرمايا هي ني عليه الصلوة والسلام في برائي كي ساته

الحسنة تحوها وقال لقمان لابنه يبنئ لا تؤخر التوبة فان الموت تاتي بغتة فمن ترك المبادرة

نكوئي كر كہ وہ نكوئي او كھو سواو سكي اور لقمان في ابني بيٹي سي كھا اي بچہ توبہ مين دير نكرنا كيونكہ موت چاچك آجاتي هي سو جسني جلد سي توبہ نكي

الى التوبة بالتسوية قد يعاجله الموت فلا يجد مهلة للاشتغال بالمحو ولذلك ورد في الخبر

اور دير كر تاہا كھي جلد سي موت او سكو آيتي هي پہراو سكو اتني فرصت نہيں ملتي كہ توبہ كر ي اسيلني حديث مين آيا هي

عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال هلك المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب

ابن عباس كي روايت سي كہ فرمايا بي عليه الصلوة والسلام في هلك هوئي مسوف يعني دير كر نيوالي اور مشو وہ ہوتا هي جو يہ كھا كر ي ان اب توبہ كر دگا

وهو هالك لانه بنى الامر على البقاء الذي لو يفرض اليه ولعله لا يبقى وان بقى فانه كما لا يقدر على ترك

اورده شخص ہلاک ہوتا ہی کیونکہ وہ کام کی بنیاد بقاء پر رکھتا ہی جو کہ ہوگی سپرد نہیں ہی اور شاید کہ وہ باقی نہ رہی اور باقی ہی رہا تو شاید جس کی گناہ اب نہیں چھوڑ سکتا

الذنب اليوم لا يقدر على تركه خذ لان عجزه عن الترك في الحال ليل الغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تقدر

یعنی توبہ نہیں کرتا کل ہی چھوڑ سکتی کیونکہ اب غلبہ شہوت کا مارا توبہ نہیں کرتا توبہ شہوت تو اوس سی حد نہیں ہوگی

بل تضاعف وتتأكد بالاعتیاد فليست الشهوة التي اكدها الانسان بالاعتیاد كالشهوة التي لم يتركها

بلکہ بڑھتی جاوے گی اور زیادہ عادت ہوتی جاگی سو وہ شہوت جسکی آدمی فی خوب عادت کر لی ہی ایسی نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی

وعن هذا قيل هلك المستوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون ان الايام متشابهة في

اسی ہی کہتی ہیں کہ دیر کرنیوالی جاتی رہی کیونکہ یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دو نظیرون میں فرق ہی اور یہ نہیں سمجھتی کہ دن تمام ایک ہی ہیں

كون ترك الشهوات شاقا فيها ابدأ فعل العاقل ان يبادر بالتوبة اذا صدر منه شيء من المنهيات

شہوت ترک کرنا ہمیشہ دشوار ہی سو عاقل کو لازم ہی کہ جلد توبہ کری جب اوس ہی کوئی گناہ صادر ہو

لان من عصي الله تعالى في شيء منها ولم يبت عنه على الفور يكون من الظلمين لقوله تعالى

کیونکہ جو شخص نافرمانی کرتا ہی اللہ تعالیٰ کی کسی بات میں اور توبہ نہیں کرتا تو وہ ظالم ہی واسطی ارشاد الہی کی اور جو

لم يبت فاولئك هم الظالمون والتوبة عبارة عن معنى يحصل من امور ثلاثة علم وحال قصد

توبہ نہیں کرتا وہ ہی لوگ ہیں ظالم اور توبہ ایک کیفیت ہی جو پیدا ہوتی ہی تین چیزوں سی علم اور حال اور قصد

اما العلم فهو معرفة عظم ضرر الذنوب وكونه جابا بينه وبين محبوبه واما الحال فهو الندم ومع

علم تو یہ یقین کرنا کہ معصیت میں بڑا ہی ضرر ہی اور محبوب سی پردہ میں روکتا ہی اور حال سی مراد شرمندگی ہی اور معنی

الندم تآلم القلب و تحزنه عند شعوره بفوات محبته واما القصد فهو ارادة التدارك وله تعلق

شرمندگی کا یہ ہی کہ دل کو نہایت الم اور خزن پیدا ہو جب یہ سمجھی کہ میرا محبوب اب فوت ہوا اور قصد ارادہ کرنا عوض کا ہی اور توبہ متعلق

بالحال والاستقبال والماضي اما تعلقه بالحال فهو ترك كل محذور هو ملابس به واداء كل فر

زمانہ حال اور استقبال اور ماضی سی بہر توبہ بحال ہی توبہ نگاہی کہ ترک کری ہر گناہ کو جس میں مبتلا ہی اور اداری ہر فرض کو

هو متوجه عليه واما تعلقه بالاستقبال فهو دوام فعل الطاعات وترك المنهيات الى اخر

پوسکی ذمہ پر ہی اور زمانہ استقبال سی یہ علاقہ ہی کہ آئندہ کو ہمیشہ تمام عطاات میں مصروف ہی اور منہیات سی بچتا ہی

العباد واما تعلقه بالماضي فهو تداركه ما فرط فيه وطريق التدارك ان ينظر الى الطاعات وترك

اور زمانہ ماضی سی یہ علاقہ ہی کہ تمام قصورون کا عوض کری جو زمانہ ماضی میں گزری ہیں اور طریقہ تدارک کا یہ ہی کہ طاعات میں غور کر دیکھی گناہ

منها والى المعاصي فاعلم انها فان كان ترك شيئا من الطاعات يتداركه بالقضاء فاقضى عليه

ہوئیں ہیں اور معاصی میں تامل کری کہ کیا کسی عمل میں پھر اگر اسنی کوئی طاعت ترک کی ہی تو اسکا تدارک قضا کر کر دی بہر جب تمام فرائض

من الفرائض والواجبات ينظر في معاصيه فما كان منها بينه وبين الله تعالى يكفي فيه الندم بالقلب

اور واجبات اپنی ذمہ کی اوکری تو اپنی معاصی میں خور کری معاصی میں جو جو صرف حق اللہ میں تو اس میں فقط دسی ہی شرمندہ ہوتا

والاستغفار باللسان والعزم على ان لا يعود اليه ابدأ واما حقوق الخلق فاعلم صاحبها برده اليه

اور زبان سی استغفار کرنی کافی ہی اس عزم سی کہ پھر کسی ایسی حرکت ہرگز نہ کرونگا اور حقوق العباد میں سی جسکا مالک معلوم ہو تو اسکا حق ادا کروا کر دی

ان كان من الحقوق المالية وان كان من المحقوق الغير المالية ليستحل منه وان لم يجعل في حيز

اگر حق مالی ہو اور اگر وہ حق مالی نہ ہو تو اس سی معاف کرادی اور اگر وہ حق مالی نہ ہو تو اسکا تدارک توبہ ہی



عليه مظلمته فغلبه ان يحسن اليه ويسعى في مهماته حتى يسقي قلبه اليه ويجعله في

اب اسكود به لازم ہی کہ او سکی ساتھ پہنچائی پیش آوی اور او کی کاروبار میں کوشش کری تاکہ اس کا دل اس پر نرم ہو جا اور معاف

حل فان الانسان عبيد لاحسان وقد روى عن ابن مسعود رضي الله عنه عليه الصلوة والسلام قال

کردی کیونکہ انسان احسان کا بندہ ہوتا ہی اور ابن مسعود سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہی

جلبت القلوب على حب من احسن اليها وعلى بغض من اساء اليها فكل من نفر قلبه بسبب علة

عادت ہی دلوں کی کہ اپنی محسن کی دوست غیر خواہ ہوتی ہیں اور اپنی آزار رسان کی بد خواہ ہوتی ہیں پھر جس کا دل اس کی بدی کی سبب سے بیزار ہو گیا ہی

يطيب قلبه بحسنة فاذا طاب قلبه بكثرة الاحسان اليه والسعي في مهماته يؤمل ان يجعله

تو پہنچائی ہی خوش ہو جا گا ۔ پھر جب اس کا دل بسبب کثرت احسان کی اور اپنی کاروبار میں سعی و کوشش خوش ہو گا تو امید ہی کہ اس کو

في حل وان ابى الا اصرار يكون احسانه اليه وسعيه في مهماته من جملة حسناته التي يمكن

معاف کردی اور اگر وہ غامی سواي بدلائنی کی تو اس کی بدلائنیاں اس کی ساتھ اور اس کی کوشش اس کی کاروبار میں یہ سب ہی ایسی حسنات ہیں کہ ممکن ہی

ان يجبرها جانيته يوم القيمة فينبغي ان يكون قدر سعيه في فرجه وسرور قلبه بالاحسان اليه

کہ قیامت کی دن اس کی خطا کا بدلہ ہو جاوین اب لایق یہ ہے کہ اس کی خوشی اور دل راضی کرتی ہیں احسان سے

والسعي في مهماته كقدر سعيه في ابدائه حتى اذا قام احدهما الاخر اوزاد عليه ياخذ ذلك منه

اور کاروبار میں سعی کرتی ہی اتنی محنت اور ہڈاوی کہ جتنی اوسے تکلیف دی تھی یہاں تک کہ اگر دونو برابر کیجا دین تو اس کی محنت برابر نکلی یا زیادہ ہو جا کہ وہ اپنا اوس ہی

عوضا يوم القيمة وان غاب صاحب الحق او مات وعجز الظالم عن الاستحلال منه في الحقوق النعید

قیامت کی دن بدلہ لینی اور اگر وہ حق والا غایب ہو یا مر گیا ہو اور ظالم اوسی معاف نہیں کر سکتا حقوق غیر مالیکہ

المالية او كان فقيرا غير قادر على التصديق بمقدار ما عليه من الحقوق المالية يجب عليه ان

یا ظالم بنفس ہو قدرت نہیں ہی کہ جتنا اس کی ذمہ پر اس کا حق مالی ہی اس کی بدلہ خیرات کر سکی ثواب اسپر بہ واجب ہی

يكثرا فقدر عليه من الاعمال الصالحات ويستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر

کہ نیک اعمال بہت کیا کری اور ہر وقت مظلوم کی حق میں دعا مغفرت کی کیا کری مؤمن مرد ہو وہ مظلوم یا مؤمن عورت

الاوليات فانه اذا فعل كذلك يرجي من فضل الله تعالى وكرمه ان يرضى خصمه يوم القيمة لما روى

جب اس ظالم نے یہ عمل کیا تو خدا تعالیٰ کی فضل اور کرم سے امید ہی کہ اس کی مدد ہی کو قیامت کی دن راضی کردی کیونکہ وہ اپنی

عن ابی هريرة انه قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس اذ ضحك حتى بدت ثناياه

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ ہی تھے چنانچہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک نظر آنی لگی

فقيل له صم تضحك يا رسول الله قال رجالان من امتي حثيابين يدي رب العزة فقال احدهما

کہنی پچھا کیوں ہنستی ہو یا رسول اللہ فرمایا دو شخص میری امت کا سامنی رب العزت کی آبیٹھی ایک نے کہا

يا رب خذني مظلمتي من هذا فقال الله تعالى اعطاك مظلمته فقال يا رب لو تبقي من

یا ربی میرا بدلہ اس سے لی دی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی پہنچی کا حق ادا کردی اوسنی عرض کیا یا ربی میری حسنات میں ہی

حسناتي شيء فقال الله تعالى ما تصنع بلخيك لم تبقي من حسناته شيء فقال يا رب فليحمل

تو کچھ نہیں بچا پھر اللہ تعالیٰ فرمایا اب تو کیا کر گیا اپنی پہنچی کی ساتھ کہ اس کی حسنات میں سے کچھ ہی نہیں رہا پھر عرض کیا یا ربی تو میری گناہ

عني من اوزاري ففاضت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ان ذلك اليوم ليوم

اوسپر رکھدی پھر یہ پڑھین دو تو آپہنیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر فرمایا بیشک یہ وہ دن ہی کہ وہاں

یجتنب الناس فیہ الی ان یجمل عنہم ویزارہم ثم قال فیقول اللہ تعالیٰ للطالب حقہ ارفع بصرک فانظر  
یہ حاجت ہوگی آدمیوں کو کہ اوکلی گناہ اوپر چڑھاویں

الی الجنان فیرفع بصرہ فیری من الخیر والنعمۃ ما یحبہ فیقول لمن ہذا یا رب فیقول لمن یعطونک  
بہشت کی طرف توجہ کر رہا ہے اپنے نیکو اور نیکو کیسے کہ اوکو بہت پسند آوے گی

فیقول من ہذا فیقول یا رب فیقول بعفوک عن اخیک فیقول قد عفوت عنہ یا رب  
وہ عرض کرے گا کہ میں نے اس کو بخش دیا ہے تو فرماؤ گے یا رب اللہ تعالیٰ فرماؤ گے عرض معاف کر لی میں نے اس کو معاف کیا

فیقول للہ تعالیٰ خذ بید اخیک فادخلہ الجنة ہذا اذالم یکن صاحب الحق کافرا واما اذا  
پھر اللہ تعالیٰ فرماؤ گے اپنی بھائی کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جا

کان کافرا یكون الامر مشکلا لانه لعدم استحقاقہ لدخول الجنة لا یوجد طریق  
مدعی کافر ہوگا تو پھر بڑی مشکل کی بات ہے کیونکہ نہ تودہ کافر قابل دخول جنت کی ہے اوکلی راضی کر لیا کوئی طریقہ نہیں ہے

لا رضائہ ولا اعطاء ثواب المؤمن الیہ ولا التحمیل اثم الکفر علی المؤمن ولا یرجی منہ العفو  
اور نہ مؤمن کا ثواب اس کو دی سکتی ہیں اور نہ اس کا کفر کا گناہ مؤمن پر ڈال سکتی ہیں اور معافی کی ہے کافر سے امید نہیں ہے

فیكون خصومتہ اشد وکن اذا کان الحق للہ باثم بان ضربہا بغیر ذنب او ضربہا  
سو کافر کی خصومت بڑی سخت ہے اور ایسی ہی جب بھائی کا حق ہوگا کہ اوکو خطا مارا ہو یا خطا ہی پر اس کی چہرہ پر مارا ہو

بذنب او حملہا فوق طاقتہا اولہا بیتعاہد علفہا وراءہا تکن خصومتہا یوم القیمۃ اشد  
یا اوکلی طاقت سے زیادہ لا رہا ہو یا اوکلی چارہ پانی کی خبر نہی ہو تو اوکلی ہی خصومت قیامت کی دن بڑی سخت ہوگی

اذ لا ذنب لہا فیجمل عنہا ذنبہا ولیست اہلا لاخذ الحسنات فتعین العقاب المجلس  
اسی نہ بھائی خطا دار ہوتی ہیں کہ اوکلی گناہ اس کی ذمہ پر ڈالیں اور نہ وہ اس لائق ہے کہ حسنات اس کو دیدیں پھر عذاب ہی قائم رہے

الثالث عشر فی بیان اخلاص التوحید سبب لحرمة النار قال رسول اللہ  
تیسرین مجلس اس بیان میں کہ توحید اخلاص دل سے دوزخ کی آگ حرام کر دیتی ہے فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد لیثمد ان لا الہ الا اللہ وان لحد رسول اللہ صدقاً من قلبہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی یہ گواہی دی کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کی اور بیشک محمد اللہ کی رسول ہیں سچی دل سے

الاحرمہ اللہ علی الناس ہذا الحدیث من صحاح المصابیہ رواہ معاذ بن جبل وظاہرہ یقتض  
حرام کر دینا اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے معاذ بن جبل کی روایت سے ظاہر معنی اس کی یہ ہیں

ان لا یدخل النار کل من یاتی بکلمتی الشہادۃ وان لم یتمثل بالواہر ولم ینتہ عن النواہی لیس  
کہ دوزخ میں نہ جاوے گا جو شخص کلمہ شہادت کا پڑھتا ہے اگرچہ اولہ کو کچھ نہ لاوی اور نہ ہی سے باز نہ رہے اور حقیقت میں

کذلک لان معنایہ ان کل من لیثمد بوحدانۃ اللہ تعالیٰ وبرسالۃ رسولہ وجرى علی موجب  
یہ نہیں کیونکہ اس کی معنی یہ ہیں کہ جو شخص اس کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی گواہی دیتا ہے اور اپنی

شہادتہ بامثال الاوامر واجتناب النواہی حرمة اللہ تعالیٰ علی الناس یشیر الی ہذا المعنی  
شہادت کی پست پر چلا جاتا ہے اوامر پر عمل کرے اور نہنیت سے اجتناب کرے کہ اوکو اللہ تعالیٰ آگ پر حرام کر دینا ان معنوں کا اشارہ ہے

قوله علیہ الصلوۃ والسلام صدقاً من قلبہ لان الشہادۃ اذا كانت عن صمیم القلب  
اس حدیث میں اس لفظ سے کہ سچی دل سے کیونکہ گواہی جب سچی ارادہ دل سے ہوتی ہے



يتوجه العبد الى طلب مرضى مولاه باصتنال لا واهر واجتناب النواهي واذا لم يتمثل بالاوامر ولم  
تؤدى ابنى مولى الى رضا مندى تلاش کرتا ہے اور اسکی حکم کو بجا لا کر اور منع سے باز رہ کر اور اگر اسکی نہ حکم پر عمل کیا تو نہ

يئته عن النواهي يكون شهادته بجرم اللسان لا عن قلب واعتقاد لان اللسان ترجمان القلب  
روکتی سے رکھا تو اسکی وہ گواہی صرف زبانی ہی دل اور اعتقادی نہیں ہے اسلی کر زبان دل کا اظہار کر نبوالی ہے

والاعضاء شهود على ما يدعيه الانسان باللسان فمن ادعى بلسانه الايمان اذا استعمل  
اور ہتہ پاؤ وغیرہ اعضا کو گواہ ہیں انسان کی زبانی دعوی ہے پس جو شخص اپنی زبان سے ایمان کا دعوی کری اور وہ اپنی ارکان کو

اركانه على ما يقتضيه الايمان يكون صادقا في دعواه ويثبت مادعاة واذا لم يستعمل اركانه  
ایمان کی مطابق برتا ہے تو وہ شخص اپنی دعوی میں سچا ہے اور اسکا دعوی ثابت ہے اور اگر اسکی اپنی ارکان ایمان کی

على ما يقتضيه الايمان لا يكون صادقا في دعواه ولا يثبت مادعاة وظاهر من هذا ان ما يجري  
مطابق استعمال نکلی تو وہ اپنی دعوی میں سچا نہیں ہے اور نہ اسکا دعوی ثابت ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو زبان سے کہا کرتی ہیں

على اللسان قل لا يكون عن قلب واعتقاد وان كان صادقا في الواقع كقول المنافقين لرسول الله  
بعضی وقت وہ بات دل اور اعتقادی نہیں ہوتی اگرچہ واقع میں سچی ہو جیسی قول منافقوں کا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم تشهد انك لرَسُول الله فان قولهم هذا كان صدقا في الواقع بدليل قوله  
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم گواہی دیتی ہیں کہ بیشک تم اس کی رسول ہو تو یہ قول اس کا واقع میں سچا ہے اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا

والله يعلم انك لرَسُوله لكن لما لم يكن عن قلب واعتقاد كذبهم الله تعالى وتعالى يشهد ان  
اللہ جانتا ہے کہ تو بیشک اس کا رسول ہے لیکن چونکہ وہ منافق اپنی دل اور اعتقادی نہیں کہتی تھے تو اللہ تعالیٰ ان کو جھٹلا یا اور اسے گواہی دیتا ہے

المنافقين لكن بكون وسبب ذلك ان الشهادة على ما ذكر في الصحاح خبر قاطع وهذا شرط في  
کہ منافق بیشک جھوٹے ہیں اور اسکا سبب یہ ہے کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لغت کی خبر یقینی کو کہتی ہیں اسلی گواہوں میں

الشاهد ان يشهد بشئ ثابت عنده بيقين كما قال النبي عليه الصلوة والسلام اذا علمت مثل  
یہ شرط ہے کہ گواہی تب دیا کریں جب وہ شئی اسکی عنده میں یقینی ثابت ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے جب تم مجھ کو آفتاب کی مثال

الشمس فاشهد فمن شهد بشئ غير ثابت عنده بيقين يكون كذبا وان كان صدقا في الواقع  
ظاہر معلوم ہو تو گواہی دے پھر جو شخص ایسی مقدمہ کی جواوکی نزدیک یقیناً ثابت نہیں ہے گواہی دی تو وہ جھوٹ ہوگی اگرچہ واقع میں سچی ہو

ولذلك اعتبر في الحديث كونه صدقا ناشيا عن مركزه ومنبعه الذي هو القلب ليظهر  
اسی واسطی حدیث میں یہ اعتبار کیا ہے کہ وہ خبر سچی اپنی مرکز اور منبع سے پیدا ہوئی ہو کہ وہ دل ہی تاکہ اسکا اثر

اثره في الاعضاء فعلى هذا كل من ينطق بكلمتي الشهادة يدعى حصول علم اليقين عنده  
اعضائیں آوی اس تقریر کی موافق جو شخص کلمی شہادت کی پڑھتا ہے تو وہ دعوی کرتا ہے کہ مجھ کو اسکی معنی یقیناً معلوم ہیں

بمعناها واذا لم يكن عنده العلم بمعناها لا يكون صادقا في دعواه ولا يتحقق مادعاة فكيف  
اور اگر اسکو اسکی معنی معلوم نہیں تو وہ اپنی دعوی میں سچا نہیں ہے اور نہ اسکا دعوی ثابت ہے پھر

يكون مؤمنا فان النطق بهما من غير فهم معناها لا يكفي في حصول حقيقة الايمان  
وہ مؤمن کیونکر ہوگا اسلی کہ زبانی پڑھنی سے بدون معلوم کرنی معنوں کی حقیقت ایمان کی کہی حاصل نہیں ہوتی

بل لا بد من حصول حقيقة الايمان ان يكون النطق بهما مع فهم معناها لان جميع ما يجب  
بلکہ ضروری ہے واسطی حاصل کرنی حقیقت ایمان کی کہ دونوں کلمی اسکی معنی سمجھ کر زبان سے پڑھے اسلی کہ تکلف پر جو جو عقابہ

على المكلف معرفته من عقائد الايمان وفي حقه تعالى وحق رسله متدبر فيها لان الكلمة الاولى

که مکلف پر جو عقاید ایمانی ہیں سی - نسبت ذات الہی

منهما مركبة من نفي وإثبات والذي نفى عن غيره تعالى وإثبت له تعالى على طريق الحصر انما هو

کیسے مرکب ہے نفی اور اثبات سی اور جو چیز کہ غیر الہی سلب اور واسطی اللہ تعالیٰ کی ثابت لگائی ہے حصر کر کے

الالهية وهي تشتمل على معنيين أحدهما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه والثاني افتقار جميع ما

الوہیة وہی تشتمل علی معنیین احدهما استغناؤہ تعالیٰ عن جمیع ماسواہ والثانی افتقار جمیع ما

الیہ تعالیٰ فعلی هذا لیکن معنی قولنا لا اله الا الله لا مستغنی عن جمیع ماسواہ ولا مفتقر الیہ جمیع

اللہ تعالیٰ کی طرف اس بیان کی موافق معنی کلمہ کی یہ بین نہیں ہی کوئی بی نیاز تمام ماسواہی اور نہ کوئی محتاج الیہ تمام

ما عداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم و

ماسواہ کا سوا اللہ تعالیٰ کی بی نیازی اللہ تعالیٰ کی تمام ماسواہی واجب کردیتی ہے واسطی اللہ تعالیٰ کی وجود اور قدم اور

البقاء اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شيء من هذه

بقا کو اسلئی کہ اگر نہ واجب ہوں واسطی اللہ تعالیٰ کی یہہ صفتیں تو یہ وہ محتاج ہوگا کسی محدث کا اسواسطی کہ گم ہوتا کسی ایک صفت کا ان

الصفات يستلزم المحدث وكل حادث يحتاج الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص

صفات میں سی لازم کردیتا ہی حدوث اور حادث تمام محدث کی محتاج ہوتی ہیں اور ایسی ہی واجب ہوجاتا ہی پاک ہونا اللہ تعالیٰ کا تمام نقصان

ويدخل في التنزه عن النقائص جوب السمع البصر الكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان منقصا بالنقصان

اور نقصان سی پاک ہوتی میں یہہ ہی داخل ہی کہ بالضرور سمیع اور بصیر اور صاحب کلام ہواسطی کہ اگر یہہ صفات نہ ہوں گی تو بہر اوسمین نقصان پایا جاوے گا

ومحتاجا الى من يدفع عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض في فعاله وحكا

اور حاجت مند ہوگا ایسی امر کا کہ جسٹی وہ نقائص دفع ہوں اور ایسی ہی واجب ہوتا ہی واسطی اللہ تعالیٰ کی بری ہونا اللہ تعالیٰ کا غرض سی افعال اور احکام میں

اذ لو لم يجب له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى

اسواسطی کہ اگر نہ واجب ہو واسطی اللہ تعالیٰ کی بری ہونا غرضوں سی تو وہ حاجت مند ہوگا ایسی امر کا جسٹی وہ غرض حاصل ہوا ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالیٰ کی

ان لا يجب عليه فعل شيء من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شيء منهما لكان محتاجا الى ذلك

کہ اوکی ذمہ کوئی امر واجب نہ ہو کہ کسی امر ممکن کا یا نہ کرنا اوسکا اسواسطی کہ اگر واجب ہو دی اللہ تعالیٰ پر کوئی کار تو وہ حاجت مند ہوگا اوس کار کا

الشيء ليكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما افتقار جميع ما عداه الىه تعالى فيوجب له تعالى

تاکہ کامل ہوجاوی اسلئی کہ اللہ تعالیٰ کو وہ صفات واجب ہوتی ہیں جو کمال کی ہیں اور جمیع ماسواہ کی محتاج الیہ ہونی سی واجب ہوجاتی ہی واسطی اللہ تعالیٰ کی

القدرة والامادة والعلم والحياة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن ايجاد شيء

قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات اسواسطی کہ اگر واجب نہ ہوں واسطی اللہ کی یہہ صفتیں تو عاجز ہوگا کائنات میں سی ہر شئی کی

من الكائنات وكذا يوجب له تعالى الوحدة اذ لو لم يجب له تعالى الوحدة لكان معه ثا

پیدا کرنی سی اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اسلئی کہ اگر اللہ تعالیٰ واحد نہ ہو

في الالهية لم يفتقر اليه شيء من الكائنات للزوم عجزها ويؤخذ من افتقار جميع ما عداه الىه تعالى

الوہیت میں شک ہو تو یہ تمام کائنات میں سی کوئی شئی اوکی محتاج نہ ہوگی اسلئی کہ دونو عاجز ہوجانگی اور ظاہر ہوتا ہی تمام ماسواہ کی احتیاج سی طرف اللہ تعالیٰ کی

حدوث العالم باسره اذ لو كان شيء منه قدما لكان مستغنيا عنه تعالى غير محتاج اليه تعالى

کہ تمام عالم حادث ہی کیونکہ اگر کوئی شئی عالم میں سی قدیم ہوتی تو وہ اللہ تعالیٰ سی بی نیاز ہوتی حاجت مند اللہ کی ہوتی

بلك اوکی ساتھ ایک اور دوسرا



و یوجد منه ایضا ان لا یؤثر شیء من المخلوقات فی اثر ما اذ لو كان فی شیء من المخلوقات تاثیر

اسی ہی ظاهر ہوتا ہی کہ مخلوقات میں ہی کسی چیز کو کسی طرح کا کچھ اثر نہیں ہی کیونکہ مخلوقات میں ہی اگر کسی چیز میں اثر ہوتا

فی اثر ما لكان ذلك الاثر مستغنيا عنه تعالى غیر مفتقر الیہ تعالیٰ فعلى هذا كل من یقول لا اله

تو البتہ وہ اثر اللہ تعالیٰ ہی ہی نیاز ہوتا اللہ تعالیٰ کا حاجت مند نہوتا اس بیان کی موافق جو شخص لا اله الا اللہ

الا اله یصدیر کانه یقول لا واجب الوجود الا اله ولا واجب القدم والبقاء الا اله ولا قادر علی

کبتا ہی وہ شخص گویا یہ کہتا ہی کوی نہیں واجب الوجود سوا اللہ کا اور نہ کوئی قدم اور بقا والا سوا اللہ کی اور نہ کوئی تمام

ایجاد امکانات کلها الا اله ولا عالم بما لا یتناهی من المعلومات الا اله ولا متزہ عن جمیع النقائص

ممکنات کا پیدا کر نیوالا سوائے اللہ کی اور نہ کوئی دائرہ معلومات غیر متناہی کا سوا اللہ کی اور نہ کوئی ایک تمام نقصانوں سے

ولا عن الاغراض فی افعاله واحكامه الا اله ولا مؤثر فی شیء من المخلوقات الا اله وعلى هذا القیاس

اور نہ پاک غرضوں سے افعال اور احکام میں سوا اللہ کی اور نہ کوئی مخلوقات میں اثر کر نیوالا سوا اللہ کی اور اس ہی قیاس پر

كل ما وجب فی حقہ تعالیٰ واستحال علیہ وجازلہ فقد ظهر من هذا ان فہم معنی کلمة

جوہر صفات اللہ تعالیٰ کی لئی واجب ہیں یا اس کی نسبت محال ہیں اور جائز ہیں اس سے خوب ظاہر ہوا کہ سمجھنا کہ توحید کی معنوں کا

التوحید یتوقف علی معرفة الله تعالى وليس المراد من معرفة الله تعالى معرفة ذاته لان ذاته تعا

سرفت الہی پر موقوف ہی اور معرفت الہی ہی ہی معرفت الہی کا ادراک کری اسلی کہ ذات الہی

لیست معلومة للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقہ تعالیٰ وما یتحیل علیہ وما یجوز

کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد معرفت اول صفات کا جو خدا کی لئی واجب ہیں اور جو اسیر محال ہیں اور جو جائز ہیں

لیعلم الموحّد عند التکلم بها ما ینفی عن غیرہ تعالیٰ وما ینتبت لہ تعالیٰ فالمنفی فیہا کل فرد من

بکہ موحّد کو کلمہ پڑھتی ہوئی معلوم ہوئی کہ کوئی صفت کو غیر اللہ سے سلب کری اور کیا کیا اللہ تعالیٰ کو ثابت کری سو مسلوب اس کلمہ میں ہر فرد ہی

افراد حقیقة الا اله سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنی

افراد حقیقتہ اسکی ہی سوا اللہ تعالیٰ کی اور مثبت ایک فرد ہی اس حقیقت میں ہی یعنی اللہ تعالیٰ اور معنی

الا اله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنى کلی یقبل بحسب مجرد ادراک ان یتصدق

اسکی واجب الوجود سنوار پرستش کا اور یہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کا بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں

على كثيرین لكن الدلیل المعقل القطعی یدل علی استحالة التعدد فیہ وعلى كونه خاصا بذات الله

پر دلیل عقلی یقینی دلالت کرتی ہی کہ زیادہ ایک ہی محال ہی اور خاص بذات پاک الہی ہی

وذلك الدلیل وجود العالم فانه لكونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له محدثا وذلك المحدث

اور وہ دلیل یہ ہی عالم کا وجود ہی یہ عالم حادث ہونی ہی حادث کا محتاج ہو کر یہ دلالت کرتا ہی کہ اس عالم کا کوئی محدث ہی اور وہ محدث

لا بد ان یکن قدیما واحدا متصفا بالقدرۃ والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم یکن قدیما بل كان

ضروری کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرۃ اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم ہو اسلی کہ اگر قدیم نہ ہو بلکہ

حادثا لكان محتاجا الی محدث فیلزم الدور والتسلسل وكلاهما محال ولولم یکن واحدا بل كان

حادث ہو تو خود محتاج محدث کا ہوگا بہر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہ دونوں محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ

اکثر من واحد لوقع بینہما التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولولم یکن متصفا بالقدرۃ والارادة

ایک سے زیادہ ہوں تو اونہیں آسہیں روک ٹوک واقع ہوگی جتنی وجود عالم کا پیدا نہ ہو سکی اور اگر صاحب قدرت اور ارادہ

والعلم والحیوة لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان لايجاد اثر القدرة وتأثير القدرة في شئ

اور علم اور حیاتی نہ تو سوسر عاجز ہوگا علم میں سے کچھ پیدا کر سکیگا اسلئے کہ ایجاد قدرت کا اثر ہو تا ہی اور اثر قدرت کا کسی شئی میں

من الاشياء يتوقف على ارادة ذلك الشئ و ارادة ذلك الشئ تتوقف على العلم به لان القصد الى

استیلہ ہی بدون ارادہ اس شئی کی نہیں ہو سکتا اور ارادہ شئی کا بدون علم کی نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ارادہ کسی شئی کی

ايجاد شئ مع عدم العلم به محال والا تصاف بهذه الصفات الثلاث يتوقف على الحيوة لكونها

پیدا کر سکیگا لی جانی بوجہ محال ہی اور یہ تینوں صفات یعنی حیات کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات اتنے شرط ہی

شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا على وجوده تعالى

اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا عالم کی ذلت میں ہی یقینی دلیل ہی وجود الہی

وقدمه وكونه واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذكورة وعلى استحالة اضدادها ولهذا

اور قدم پر کہ وہ واحد ہی موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ ہی اور ان صفات کی ضدیں محال ہیں اسلئے ہی

كان بعض اهل التوحيد يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما راينا شيئا الا راينا الله بعده فان

بعضی اہل توحید اثر سے مؤثر پر استدلال کر کے یہ کہتے ہیں ہم نے جب کسی شئی کو دیکھا ہے تو اس کے بعد تو ہمیں اللہ کو دیکھا بیشک

كل ذرة من ذرات العالم من حيث حدوثها واحتياجها الى من يوجد لها لا تزال تتكلم بكلام لا حرف

ہر ذرہ عالم کی ذرات کا اس سبب ہی کہ وہ حادث ہیں اور اپنی موجد کی محتاج ہمیشہ زبان حال ہی یہ کلام کرتی ہیں جس میں شکوہ ہے

فيه ولا صوت ان لها موقدا قدليا واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة ليسمع

اور نہ کچھ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ علیم حی ہی

كلامها السامعون ولا يسمع الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي

اونکی کلام کو سمجھنے والی سب سنی ہیں اور وہ لوگ نہیں سنی جسکی سماعت بیکار ہی اور سماعت سے مراد وہ سماعت باطنی ہی جتنی

ليسمع به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عربي ولا عجمي السمع الظاهر الذي لا يسمع به غير الاصوات

وہ کلام سنی جاتی جس میں نہ کوئی حرف ہو نہ کچھ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی ہو سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جس سے صرف آواز سنی جاوی

وتشارك فيه البهائم الانسان اذ لا قدر لشيئ تشارك فيه البهائم الانسان والحاصل ان الانسان

اور آدمین بہائم ہی انسان کی شریک ہوں کیونکہ اس چیز میں کیا غول ہی جس میں آدمی اور چوہا یہ یکساں ہوں حاصل یہ ہی کہ انسان

لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الاما دل عليه افعاله تعالى فما لم يدل عليه افعاله تعالى

صفات الہی میں سے عقل کی زور سے وہ ہی جان سکتا ہی جن پر اونکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی

كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اقا وجه

جیسی سمع اور بصر اور کلام تو ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی کہیں استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کہیں نقلی

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهوانها صفات كمال واضدادها صفات نقصان

استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی یہ ہی کہ یہ صفات کمال کی ہیں اور انکی ضدیں صفات نقصان کی

واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى

اور اللہ تعالیٰ کا موصوف ہونا صفات کالیہ ہی اور بری ہونا صفات نقصان سے واجب ہی پس واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهوان الشرع قد صرح بثبوتها

ان صفات سے اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی یہ ہی کہ شرع ہی ثبوت ان صفات کا صاف ظاہر ہی



له تعالى فوجب العلم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان ثلاث

واسطی احد کی ہیں واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی احد تعالیٰ کی اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی بہتری دلیل عقلی ہی اسلئے

الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن

کہ افعال انکی ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ ان افعال سے استدلال کیا جاوی اور یہ ثبوت ان صفات کی احد تعالیٰ کو اور ذات احد تعالیٰ کا کیوں

معلوم الا حد حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب انصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم

معلوم نہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ صفات احد تعالیٰ کی ہی صفات کا لیے ہیں ان صفات سے موصوف ہونا ہی ضروری ایسا کہ اگر ان صفات سے موصوف

ان يتصف باضدادها بل كونها كالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة

تو انکی ضدین پائی جاوینگے بلکہ یہ صفات ہماری حق میں کالیہ ہیں اور ہماری حق میں کالیہ ہونی سے یہ لازم نہیں آتا

اليها كمالا ان يكون في حقه تعالى كالا لا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة اليها

کہ احد تعالیٰ کی واسطی یہی کالیہ ہوں کیا سمجھو معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق میں کال ہیں احد تعالیٰ کی نسبت کر کے محال ہیں

في حقه تعالى لكونها من عوارض الاجسام فقد ظهر من هذا ان الكلمة الاولى من كلمتي الشهادة

کیونکہ یہ دونو صفات جسمانی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ پہلی کلمہ میں دونو شہادت کی کلمہ میں ہی

تضمنت الاقسام الثلاثة التي يجب على المكلف معرفتها في حقه تعالى وهي ما يجب في حقه تعالى

تینوں قسمیں مندرج ہیں جنکی معرفت واسطی احد تعالیٰ کی مکلف پر واجب ہی یعنی جو واجب ہی واسطی احد تعالیٰ کی

وما يستحيل عليه وما يجوز له والمراد بما يجب في حقه تعالى صفاته الثبوتية وبما يستحيل

اور جو اس پر محال ہی اور جو جائز ہی اور صفات واجبہ سے مراد صفات ثبوتیہ ہیں اور محال سے مراد

عليه صفاته السلبية وبما يجوز له صفاته الفعلية واما الكلمة الثانية فقد حكم فيها بكون

صفات سلبیہ ہیں اور جائز سے مراد صفات فعلیہ ہیں اور دوسری کلمہ میں یہ حکم ہی کہ

محمد صلى الله عليه وسلم رسولا من عند الله ولا بد في معرفة ذلك من دليل وذلك الدليل ظهور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم احد کی پہنچی ہوئی ہیں اور اسکی معرفت کی واسطی کوئی دلیل ضرور چاہی اور وہ دلیل ظاہر ہوتا

المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله لانها فعل

معجزہ کا رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی کیونکہ معجزہ احد کی طرف سے فعلی تصدیق ہی واسطی اپنی رسول کی رسالت کی دعوی میں

من افعاله تعالى خارق للعادة قاهر مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعواه الرسالة فا

ہی احد تعالیٰ کی افعال میں سے خلاف عادت کی گویا صاف ارشاد ہی واسطی تصدیق اپنی رسول کی رسالت کی دعوی میں

لما خلق امر خارقا للعادة على يد رسوله حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق رسول في كل

جب انک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتھ پر رسالت کا دعوی کرتی وقت پیدا کیا تو گویا یہ فرمایا کہ میرا رسول سچا ہی

ما يبلغ عنى سوء كان تبليغه يقول او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذ اقام

جو جو حکم میری طرف سے بیان کری برابر ہی کہ وہ بیان قوی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار خاموشی کی ہو علماء کہتے ہیں اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص

في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انارسل هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكليف فطلبوا

بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنے کھڑا ہو کر کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلیجی ہوں مجھ کو تمہاری پاس فلا فی فلا فی حکم دیکر بھیجا ہی اوس جماعت نے

منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم من

اوس سے ایسی حجت طلب کی جس سے اسکا صدق معلوم ہو اوس شخص نے کہا نشان میری صدق کا یہ ہے کہ بادشاہ سے میں کہنا ہوں کہ اپنی عادت کی خلاف تین دفعہ کھڑا ہوں گا

مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله

صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ويفيد العلم الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من

الملك ولم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثل مطابق لحال الرسول

عليه السلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل

اليه خبرها بالتواتر ثم ان المعجزة لما كانت تصديقاً فعلياً من الله تعالى لرسولنا محمد صلى الله عليه

وسلم لزم ان يكون تصديقاً فعلياً منه تعالى لغيره من الانبياء لانهم في معناه فيجب في حق جميعهم

الصدق والامانة وتبليغ ما امر وتبليغ ما خلق وليستحيل في حقهم اضرار هذه الصفات وهي الكذب

والخيانة وكتمان شيء مما امر وتبليغ ما خلق ويجوز في حقهم من الاعراض البشرية ما لا يؤدي الى نقص فرائضهم

كالمرض ونحوه اما وجوب الصدق لهم واستحالة الكذب عليهم فلانه تعالى يصدقهم بالمعجزة القائمة

بمقام صريح القول فلزم يجب لهم الصدق بل جاز عليهم الكذب لجواز على الله تعالى لان تصديق

الكاذب كذب والكذب على الله تعالى محال واما وجوب الامانة لهم واستحالة الخيانة عليهم فلاهم

لو خانوا بفعل شيء مما هو محرم او مكروه لا تقلب ذلك الفعل طاعة لانه تعالى امر الخلق بالاقتداء

بهم في افعالهم وافعالهم وسكوتهم والله تعالى لا يامر بياهم محرم او مكروه فلو علم منهم خيانة لما امر

الخلق بالاقتداء بهم فثبت بذلك انه تعالى عصمهم عن فعل شيء مما هو محرم او مكروه فلا يقع منهم

الامانة والامانة واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فالحق ان افعالهم دائمة

بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوة بل انما يقع منهم

در میان فقط وجوب او استحباب کی مباح ہی اونی عمل میں نہیں آتا جیسی اور عوام سی موافق شہوت کی عمل میں آتا ہی

بہر پادشاہی اوسکی کہنی سی یہ ہی کیا پس تو پادشاہ کی یہ حرکت قائم مقام اس قول کی ہی

یہ شخص سچ کہتا ہی جو جو میری طرف سی بیان کرتا ہی لو اس سی علم ضرور کا اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی پادشاہ کی یہ حرکت دیکھیں

اور اسکو جو نہیں دیکھیں گا بلکہ اوسکو بطریق تواتر کی خبر پہنچیں اور بیشک یہ مثال مطابق ہی فعل عید السلام کی حال سی

کہ معجزہ سی یہی علم صداقت کا حاصل ہوا کرتا ہی دیکھنی والی کو اور اسکو جو نہیں دیکھتا بلکہ

اوسکو بطور تواتر کی خبر ملتی ہی بہر جب معجزہ تصدیق فعل ثابت ہو اسد تعالی کی طرف سی واسطی بہادی رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

تولازم ہی کہ تصدیق فعلی ہو اسد کی طرف سی واسطی اور انبیاء کی ہی کیونکہ وہ بھی نبوت میں یکساں ہیں پس سبکی حق میں

اوسکی حق میں خلاف ان صفات کا محال ہی یعنی جویشہ

اور خیانت اور خیانت کا محال ہونا اونپر اسواسطی ہی

تو یہ اسد تعالی پر جائز ہوگا اسلکی کہ

بلکہ اونپر کذب جائز ہو

بلکہ اونپر کذب جائز ہو

تو یہ اسد تعالی پر جائز ہوگا اسلکی کہ

بلکہ اونپر کذب جائز ہو

بلکہ اونپر کذب جائز ہو

بلکہ اونپر کذب جائز ہو

بلکہ اونپر کذب جائز ہو





ما هو ليس منها من المرض والجوع والعطش والمحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة  
 آسان کار پہلی دفع کر دیتی بیماری بہو کہ پیاس تکلیف گرمی سردی کی ایذا خلق کی اور مانند اسکی اور اس میں کچھ بڑا فائدہ ہی  
 عظيمة وهي تشريع الاحكام للخلق المتعلقة بها كما عرفنا احكام السهو في الصلوة من سهو عليه السلام  
 کہ خلقت کی واسطی وی احکام جو عوارض ہی متعلق ہیں جائز ہو جاتی ہیں جیسے نماز میں سہو کر کے کی مسائل پیغمبر خدا کی سہو کر کے ہی معلوم ہو گئی  
 وكيفية اداء الصلوة في حال المرض والخوف من فعله عليه الصلوة والسلام وهيئة اكل الطعام و  
 او کیفیت نماز پڑھنے کی بیماری اور خوف میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ادا کر کے ہی معلوم ہوئی اور طریق کھانا کھانے کا اور  
 شرب الماء ونحوه من اكله وشربه عليه الصلوة والسلام فقد ظهر من هذان كلمتي الشهادة  
 پانی پینے کا اور مانند اسکی آپ کی کہانی میں ہی معلوم ہوا اس ہی معلوم ہوا کہ دونوں کلمی شہادت میں  
 مع اختصاصهما متضمنتان لجميع ما يجب على المكلف معرفته في حقه تعالى وحق رساله من عقائد  
 باوجود اختصاص کی جو جو مکلف پر درباب معرفت الہی  
 الايمان ولذلك جعلها الشرع دليلا على ما في القلب من عقائد الايمان حتى لا يقبل من احد  
 ایمانی میں ہی واجب ہی سب داخل ہی اس ہی واسطی شرح فی انکو دلیل ہوتا ہی عقاید ایمانی پر جو دلیل ہوتی ہیں یہاں تک کہ ایمان کبھی مقبول نہیں ہی  
 الايمان الا بهما فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يستحضر معناها ثم يشتغل بذكرها صبا وحسا حتى  
 بدون الہیوں کی اسکی مرافق عاقل کو لازم ہی کہ انکی معنی یاد رکھی پھر انکو رات دن پڑھا کری یہاں تک  
 يمتزجا معناها بلحمه ودمه يسرنا الله المداومة على ذكرها مع فهم معناها ولا حول ولا قوة  
 کہ وہ دونوں معنی اسکی گوشت اور خون میں ملا دیں الہی پھر آسان کر مداومت ذکر کی معہ فہم معانی کی اور نہ پھر ناگنا ہی اور نہ طاقت کی  
 الا بالله العلي العظيم المجلس الرابع عشر في بيان ايمان المنجي لصاحبه يوم القيمة  
 سوال اللہ تعالیٰ برتر اور بزرگ کی جو دہویں مجلس بیان میں اوس ایمان کی جو قیامت کی دن نجات دے گی ایسا نہار کو  
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك  
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ جو بندہ لا الہ الا اللہ کہی پھر مر جاوی اوس ہی اعتقاد پر  
 الا دخل الجنة هذا الحديث من صحيح المصايب رواه ابو ذر وظاهره يقتضي ان يدخل الجنة  
 داخل ہوگا جنت میں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ذر کی روایت سی اسکی ظاہر معنی یہ کہتی ہیں کہ  
 كل من ياتي بكلمة الاولى من كلمتي الايمان وان لم يات بالكلمة الثانية منها وليس كذلك لانه  
 جو شخص پہلا کلمہ دونوں کلموں ایمان میں کا پڑھی وہ جنت میں داخل ہو اگرچہ دوسرا کلمہ نہ پڑھی اور حقیقت میں یوں نہیں ہو سکتا کہ رسول  
 عليه السلام وان لم يذكر فيه احدي كلمتي الايمان لكنها مرادة لان قول من يقول لا اله الا الله لا يستلزم  
 صلی اللہ علیہ وسلم فی اگرچہ اس حدیث میں دوسری کلمہ ایمان کا ذکر نہیں فرمایا پر وہ مراد ہی اس واسطی کہ جو شخص صرف لا الہ الا اللہ کہتا ہی کچھ لازم نہیں ہی  
 دخول الجنة ما يضم اليه قوله محمد رسول الله الا لا يتم الايمان الا بهما ثم انه عليه الصلوة والسلام  
 کہ جنت میں داخل ہو جب تک اسکی ساتھ محمد رسول اللہ ملاوی اس واسطی کہ ایمان دونوں کلموں کی پورا نہیں ہوتا پھر رسول علیہ السلام فی  
 اشار بقوله ثم مات على ذلك الى لزوم الثبات على الايمان الى الموت لان من لو ثبت على الايمان بل  
 اشارہ اس لفظ سی پھر اسی پر مری پھر ارشاد فرمایا کہ مرنے تک بدستور ایمان پر قائم رہی اس واسطی کہ جو شخص ایمان پر ثابت نہ رہا بلکہ  
 ما على الكفر لا ينفعه ايمانه الذي كان قبل ذلك وانما ينفعه الايمان الذي يكون ثابتا الى الموت  
 وہ کفر پر مری تو او کی حق میں پہلا ایمان کچھ فائدہ نہ کرے گا ایمان وہ ہی فائدہ کرتا ہی جو دم مرگ تک قائم رہی



حيث يكون سببا لدخول الجنة وان كان له ذنوب كثيرة لم يتب عنها فان من مات على الايمان  
وہی سبب ہوتا ہی واسطی دخول جنت کی اگرچہ وہ بڑا ہی گنہگار ہو اور توبہ ہی نہ کی ہو کیونکہ جو شخص ایمان ہی اٹھتا ہی

مع كونه مصرا على الذنوب غير ثابت عنها يكون في مشيئة الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخل  
اگرچہ وہ شخص گناہوں پر چارم اور گناہوں سے توبہ ہی نہ کی وہ خدا کی مرضے میں ہی اگر چاہی اللہ تعالیٰ اوسکو معاف کرے

الجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه بقدر ذنوبه ثم يدخل الجنة ولو بعد حين لكن ينبغي ان يعلم  
بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی گناہوں کے برابر سزا دیکر پھر جنت میں داخل کری گنجہ دم بہر کی بعد اب لایق ہی یہ سمجھنا

ان كلماتي الايمان لتضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وافعاله واثبات رسالة الرسول لا بد ان  
کہ دونوں کلمہ ایمان میں چونکہ اثبات ذات الہی کا ہی اور اسکی صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلی ضرور ہوا

يكون النطق بهما مع معرفة معناهما لان النطق بهما من غير معرفة معناهما لا يكفي في حصول  
کہ ان کلموں کا پڑھنا انکی معانی سمجھ کر ہونا چاہی کیونکہ انکی پڑھنی ہی بدون سمجھنی معانی کی واسطی حصول ایمان حقیقی کی کافی نہیں ہی

حقيقة الايمان لان الايمان مبناه على هذه الاسكان الاربعة فاذا لم يتحقق العلم بالتضمنات  
حقیقۃ الایمان لان الایمان کا بنیاد ان چاروں رکوع پر قائم ہی پہا اگر اوسکو علم ہی نہ ہو اوسکی مضمون کا

لا يكون لها طائل ولا فصول اذ ليست فضيلة هاتين الكلمتين بانزاع تحريك اللسان من  
پہر زبان کی پڑھنی ہی کچھ فائدہ نہ حصول اسلی کہ ان کلموں میں کچھ زبان ہلانی کی بزرگی نہیں ہی جبکہ دل میں

غير حصول معناهما في القلب بل فضيلتهما بانزاع هذه المعرفة التي هي حقيقة الايمان فغلي هذا  
انکی معنی نہ آوین بلکہ انکی بزرگی اسی معرفت سے ہوتی ہی کہ وہ ایمان کی حقیقت ہی اس بیان کی ہوتی

يجب على كل مؤمن ان يعتني بشأنهما في معرفة معناهما اذ هما من الجنة وسبب الخلاص من الهما  
ہر مؤمن پر واجب ہی کہ جہاں تک بن آدمی انکی معنی دریافت کر لی اسواسطی کہ قیمت جنت کی اور سبب رستگاری کا

في الدنيا والاخرة وقد نص العلماء على لزوم معرفة معناهما والا لا ينفع بهما متلفظهما في الانقاذ  
دنیا اور آخرت کی آفات سے ایسے ہی ہیں اور علماء اصاف کہہ چکی ہیں کہ سمجھنا انکی معنوں کا ضروری نہیں تو انکا زبان سے پڑھنا دائمی آگ سے

من الخلود في النار فان كثيرا من الامم قد سئلوا عن شخص ينطق بكلمتي الايمان ويصلي ويصوم  
نجات دینی میں کچھ فائدہ ندیکہ کیونکہ اکثر پیشوا دین سے پوچھا گیا ایسی شخص کی حال سے جو دونوں کلمہ ایمان کی پڑھتا ہی اور نماز روزہ ادا کرتا ہی

ويفعل انواعا من العبادات لكن بظقة وعبادته ليس على الايمان بعجز صور الاقوال والافعال  
اور اور عبادتیں کرتا ہی پراوسکا پڑھنا اور عبادت کرنی یہ ہی بحسب ظاہر ہی تمام قول اور فعل

على حسب يرى الناس يفعلون ويقولون حتى انه ينطق بكلمتي الايمان لكن لا يفهم منها معنى ولا  
وہی ہی عمل میں لاتا ہی جیسی اور لوگوں کو کرتی اور بولتی دیکھتا ہی اتنا کہ دونوں کلمہ ایمان کی پڑھتا ہی پراونکی معنی نہیں سمجھتا اور نہ

يدري معنى الاله ولا معنى الرسول ولا ما نفى ولا ما اثبت ودعما بتوهم ان الرسول نظير الاله وهل  
معنی اللہ کی جانتا ہی اور نہ معنی رسول کی سمجھتا ہی اور نہ یہ جانے کی کیا نفی کیا کہی اور کیا ثابت کیا کہی اوسکو یہ دم ہوتا ہی کہ رسول مثل اللہ کی ہی آیا

ينتفع هذا الشخص بما صدر عنه من صور الاقوال والافعال وهل يصدق عليه حقيقة الايمان  
فائدہ دیکھا اس شخص کو جو جو اسی ظاہر میں اقوال اور افعال عمل میں آتی ہیں اور آیا اوپر حقیقت ایمان کی صادق ہی

فيما بينه وبين الله تعالى ام لا فاجابوا جميعا بان مثل هذا الشخص ليس له من الاسلام نصيب  
خدا کی نزدیک مانہیں سو سب فی یہ ہی جواب دیا کہ ایسی شخص کو اسلام میں سے کچھ نصیب نہیں ہی

وان صدر عنه من صور اقوال الايمان وافعاله ما ذكر قال الامام السنوسي هذا الذي ذكره  
 اگر چه اوسى ظاہری قول او فعل مذکور ایمان کی سہی عمل میں آتی ہیں امام سنوسی کہتی ہیں یہہ جو اس شخص کی

فی حق ذلك الشخص ظاهري ظاهر جلی غاية الجلاء لا يمكن ان يختلف فيه احد من العلماء فعلى  
 حق میں ذکر کیا ہی سبب ظاہری ہی ہے بہت روشن ہی کوئی عالم اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا

هذا يجب على كل من يريد النجاة من العذاب والدخول في الجنة ان يسعى في معرفة معناها ثم ينطق  
 اس جواب کی موافق جو شخص عذاب دائمی سے بچا چاہے اور جنت میں داخل ہونا چاہے اوپر واجب ہی کہ ہم پہلی کوشش کرے اگر انکی معنی دریافت کرے پھر معنی سمجھے

بهما مع فهم معناها لينوجد فيه اقربا للسان وتصديق بالجنان ويحصل له حقيقة الايمان  
 زبان سے بڑی بات کہ وہ سمجھیں زبان اقرار اور دلی تصدیق پائے جاوی اور حقیقت ایمان کی او کو حاصل ہو

فالكلمة الاولى من هاتين الكلمتين مركبة من نفي واثبات فالمنفى كل فرد من افراد حقيقة الاله  
 پس پہلا کلمہ ان دونوں میں سے نفی اور اثبات سے مرکب ہی سو منفی تو ہر فرد مسبود حقیقہ کا ہی

سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى الاله هو الواجب الوجود  
 سوا ذات الہی اور مثبت ایک فرد واحد ہی اس حقیقت میں سے یعنی اللہ تعالیٰ اور معنی اللہ کی واجب الوجود

المستحق للعبادة وهذا المعنى كل يقبل بحسب ادراكه ان يصدق على كثيرين لكن الدليل العقلي  
 عزوار عبادت کا اور بہر معنی کلی میں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں پر دلیل عقلی یقینہ

يدل على استحالة التعدد فيه وكونه خاصا بذات الله تعالى وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه  
 دلالت کرتی ہی کہ کئی اللہ محال ہیں اور صرف ذات الہی ہی خاص ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ ہر عالم

حادثا محتاجا الى محدث يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون واحدا قديما متصفا  
 حادث اور موجود کا محتاج ہو کر دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک پیدا کر نیو الہی اور وہ محدث ضروری کہ واحد قدیم صاحب قدرت

بالقدرة والارادة والعلم والحياة لانه لو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقصود  
 اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلی کہ اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سے زیادہ ہوں تو بیشک اوکی آپس میں رکن ٹوک الی واقع ہوگی

لعدم وجود العالم ولولم يكن قديما بل كان حادثا لكان مفتقرا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكل  
 جس سے وجود عالم کا پیدا نہ ہوگی اور اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پھر دور لازم آجی یا تسلسل اور یہ دونوں

محال ولولم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحياة لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان  
 محال ہیں اور اگر صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہ ہو تو یہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کوئی شئی نہ پیدا کر سکی اسلی

الايجاد اثر القدرة وتأثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضي ارادة ذلك واردة ذلك الشيء تقتضي  
 کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی چیز میں جب ہوتا ہی کہ اسکا ارادہ کیا جاوی اور ارادہ اس شئی کا ہی جانی ہوگی

العلم به لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث يقتضي  
 نہیں ہو سکتا کیونکہ قصد الی شئی کی ایجاد کا کہ اسکو جانتا نہ ہو محال ہی اور موصوف ہونا ان تینوں صفات سے بدون

الحياة لكونها شرطاً فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلاً قاطعاً على وجوده  
 حیات کی نہیں ہوتا کیونکہ حیات انہیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا یقینہ دلیل ہی اللہ تعالیٰ کی وجود پر

وكونه واحدا قديما متصفا بهذه الصفات الاربعة المذكورة ولهذا كان بعض اهل التوحيد يقولون  
 اور اوکی وحدت اور قدیم پر اور موصوف ہونی پر ان چاروں صفات مذکورہ ہی اسی لئی بعضی اہل توحید



استدركه لا بالشر على المؤمن ما سارينا شيئا الاسراينا الله بعدة فان كل ذرة من ذرات العالم من حيث

اثر سی ہوش پر استدلال کر کے یہ کہتے ہیں ہمیں جب کسی شے کو دیکھا تو دیکھا ہمیں امد کو بعد اسکی بیشک ہر ذرہ عالم کی ذرات میں سی

حرفها و افتقارها الی من یوجد لها لای تنطق بکلام لا حرف فیه ولا صوت ان لها موجد واحد

طوٲ ارموٲ كا ٲٲاٲ

قد ربا منصفاً بالقدرۃ والامرأۃ والعلم والحیوة وسایر ما یلیق به من الصفات لیسبح کلامها السامعون

قدرت والا اراده والا علم والا حیات والا اور تمام سزاوار صفیوں والا اونکی یہ کلام سمجھنے والی سب سے پہلی حرف

ولا يسمعه الذين هم عن السمع المغزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس جرح

وہ لوگ نہیں سنتی جنکی سچہ بیکار ہی اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنتی ہیں جسین نہ حرف ہوں اصل

ولا صوت ولا عربي ولا عجمي لا يسمع الظاهر الذي لا يجاوز الاصوات وتشارك فيه البهائم الانس والجان

اور نہ آواز اور نہ عربی ہو اور نہ عجی سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جو سوار آواز کی نہ سن سکی اور اوسمین چو پاپیہ اور انسان یکساں ہو حلاوتیہ

ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا ما يدل عليه افعاله فيما لم يدل عليه افعاله كالسمع والبصر

اس کے بعد اس کی صفات پر افعال نہی دلائل کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال نہی دلائل کرتی ہیں جیسی سمع اور بصر

والكلام فقد يستدل على شرفه له تعالى بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على شرفه له تعالى

اور کلام انکار ثبوت پر کہیں عطا استدلال کرنی ہیں اور کہیں نقلیہ اور کہیں نقلیہ بہر استدلال عقلی ان صفات پر واسطی اللہ تعالیٰ کی

بالعقل فهو انما يصح عات كمال واضدادها صفات نقصان واقتضاه بصفات الكمال وعدم اقتضاه

اور اسد تعالیٰ کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا

بصفات نقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على شوبته

صفات نقصان سی واجب سی موصوفت ہونا اللہ تعالیٰ کے ان صفات سی واجب ہی

بالنقل فهو ان الشرع قد امر بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة

کہ شرعی ثبوت ان صفات کا واسطی اللہ تعالیٰ کی ثابت ہی  
سابقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالیٰ کی واجب ہوا اور نقی دلیل اس مسئلہ میں

اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يسند لها على شئها له تعالى

عقل اولیٰ ہی بہتر ہے اسلئے کہ افعال الہیہ ان صفات تیر موقوف نہیں ہیں تاکہ اولیٰ افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی

وَذَاتَهُ تَعَالَى لَمْ يَكُنْ مُعَلِّمًا لِلْبَشَرِ حَتَّى يَعْلَمَ أُنْهَافِي حَقِّهِ تَعَالَى كِمَالِ يَجِبُ تَصَافُهُ بِهَا جِثَّتْ لَوْ تَصَفَّ

اور ذات اللہ تعالیٰ کی کسم پاشی کو معلوم نہیں ہی جس سے معلوم ہو کہ بہ نسبت ذات باری کی کمالیہ میں ضرور بوضووف ہو ناچاہی ایسا کہ اگر بہہ صفت ہوگی

بها يلزم ان يتصف باضدادها بل كونها كما لا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة

تو انکے خدین موجود ہونگی بلکہ یہ صفات ہماری حق میں گالیہ ہیں اور یہ کچھ لازم نہیں ہی کہ جو صفت

السَّامِكُ لَا يَكُونُ كَمَا لَا فِي حَقِّهِ تَعَالَى إِلَّا تَرَى أَنَّ اللَّذَّةَ وَالْأَلَمَ مَعَهُ كَوْنُهُمَا بِالنَّسْبَةِ إِلَيْنَا كَمَا لَا مَحْتَمَلُ

بہاری جو بہن کالیتہ ہو وہ بہنست ذات باری تعالیٰ کی یہی کالیتہ ہو کیوں نہیں سمجھتا کہ لذت اور علم باوجودیکہ ہماری حق بہن کمال ہیں بہ نسبت باری تعالیٰ

حقه لعالي لكونها من عوارض الاجسام هذا تحقيق الكلمة الاولى من كلمتي الايمان واما الكلمة الثانية

میں کہہ دوں کہ کائنات جسمانیہ سی ہیں یہ تحقیق ایمان کی پہلی کلمہ کی ہی

من هاتين الكلمتين فقد حكم فيها يكون محمد رسول الله تعالى ولا بد في اثبات ذلك من دليل

ان دونوں کا ملنا منہ ہوا اور اس پر حکم آیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کے ہی ثبوت کی کوئی دلیل چاہئے

وذلك الدليل ظهور المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعل من الله تعالى لرسوله  
اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہونا رسول کی ہمت پر بروقت دعوی رسالت کی ہے کیونکہ معجزہ تصدیق فعل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی  
لانها فعل من افعاله تعالى خارقا للعادة نازل منزلة صريح القول في تصديق رسوله في دعواه  
کیونکہ وہ معجزہ ایک فعل ہے افعال الہی سے برخلاف عادت قائم مقام صاف ارشاد کی  
الرسالة فانه تعالى لما خلق امر خارقا للعادة على يده حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق  
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب ایک امر عادت کی خلاف رسول کی ہمت پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو گویا یہ فرمایا میرا رسول سچا ہے  
رسولي في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته مثال ذلك على ما ذكره العلماء ان  
جو جو میری طرف سے بیان کری برابر ہی کہاد کی تبلیغ قوی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار سکوت کی ہو اسکی مثال موافق بیان علماء کی یہ ہے  
رجلا اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكليف  
کہ ایک شخص بادشاہ کی دربار میں کھڑا ہو کر ایک جماعت کی سامنے کہی کہ میں اس بادشاہ کا سفیر ہوں مجھ کو تمہاری پاس فلا فی قلاتی حکم دیکر بھیجا ہے  
فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم  
اس جماعت نے اسی سے طلب کی جتنی صداقت معلوم ہو اس شخص نے جواب دیا کہ نشان میری صداقت کا یہ ہے کہ میں بادشاہ سے عرض کرتا ہوں کہ اپنے عادی  
من سرية ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلب فلا شك ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام  
تین بار اپنی تخت پر سے کھڑا ہوا اور بیٹھ کر بادشاہ نے اسکی کہنی سے وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہ حرکت قائم مقام اس حکم کی ہے  
قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ومفيد للعالم الضروري بصدقه بلا فرق بين من شاهد ذلك  
کہ یہ شخص سچ کہتا ہے جو جو حکم میری طرف سے کہتا ہے اور اس سے علم میری اسکی صداقت کا حاصل ہوگا اس میں کچھ فرق نہیں کہ کسی نے بادشاہ کی حرکت کو  
الفعل من الملك ولو يشاهده بل بلغه خبره بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال رسول الله  
بچشم خود دیکھا اور کہنی نہ دیکھا لکن خبر تواتر سے سنا اور بیشک یہ مثال مطابق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حال سے اس باب میں  
عليه السلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه بلا فرق بين من شاهدها ومن لو يشاهدها  
کہ معجزہ سے علم میری صداقت کا حاصل ہوا ہے اس میں کچھ فرق نہیں ہے کہ کسی نے اس معجزہ کو بچشم خود دیکھا اور کہنی نہ دیکھا  
بل بلغه خبرها بالتواتر فكل من يتكلم بكلمتي الايمان بعد معرفة معناها بما ذكر من الدلائل يحصل  
کہ خبر تواتر سے سنا اس بیان کی موافق جو شخص دونوں کلمہ ایمان کی دلائل مذکورہ سے معنی سمجھ کر پڑھتا ہے اسکو حقیقت ایمان کی  
له حقيقة الايمان ويجب عليه ان يحفظه مما يضره بامثال الاوامر واجتناب النواهي لان الايمان  
حاصل ہوئی اور اس پر واجب ہے کہ ایمان کو مضرت سے بچاوی اور امر کو عمل میں لاکر اور نواہی سے پرہیز کرکے اس واسطی کہ ایمان  
يشبه السراج وامثال الاوامر واجتناب النواهي يشبه المحافظة عليه كجعله في فانوس ووساوس  
چراغ کی مانند ہے اور اوامر کی اطاعت کرنی اور نواہی سے بچنا یہ اسکی محافظت ہے جیسا چراغ کا فانوس میں رکھ دینا اور شیطانی  
الشيطان تشبه الرياح العاصفة فمن اوقد سراج الايمان في قلبه ولم يحفظه ولم يجعله في فانوس  
دوسری اور توہمات ایسی ہیں جیسی تند آندھیاں ہیں جیسا ایمان کا چراغ اپنی دہلیز روشن کر کر اسکی حفاظت نہ کی اور کو کو طاعا کی فانوس میں نہ رکھا  
الطاعة بانيان الما مورات وترك المنهيات يحا ف عليه انطفاء سراج ايمانه عند هبوب الرياح العاصفة  
ما مورات پر عمل کر کر اور منہیات سے بچ کر تو اس پر اندیشہ یہ ہے کہ اسکی ایمان کا چراغ بروقت چھتی آندھ  
التي هي الوسواس الشيطانية ولذلك قال بعض العلماء اياك والذنب فان الذنب كجرح يوضع على الخنثيق  
وسوسہ شیطانی کی بجہ نجاتی اسبیلی بعضی علماء کہتی ہیں یا رب مجھے رہنا گناہ سے بیشک گناہ ایسا ہے جیسا کہ جرح جو گویا یہ میں رکھ کر



فَيُضْرَبُ بِهِ حَاطُّ الطَّاعَاتِ وَيُجْصَلُ فِيهِ ثَلَاثَةٌ وَيَدْخُلُ مِنْهُ رَجُلٌ أَهْلِيٌّ وَتُطْفِئُ سِرَاجُ الْإِيمَانِ فَإِنَّ

طاہرات کی دیوار میں ماریا اور اسی دیوار میں سورج پیدا ہوا اوس راستہ سے ہوا ہوس کی باؤ اندر چکرایان کا چراغ بجھائی بیشک

نوال الإيمان لا يكون إلا لمن كان له فساد في قلبه وأصرار على المعاصي يدل على ذلك قوله عليه السلام

ایمان ایسی ہی شخص کا جائزہ ہوتا ہے جسکی دلیمن کچھ فساد ہوتا ہے اور گناہوں پر ہمارے ہتھی اس مدعا پر یہ حدیث دلت کرتی ہے

المعاصي يريد الكفر فان الاصرار على الصغائر يفضي الى الكبائر والاستمرار عليها يؤدي الى الكفر بشير الى هذا

کہ گناہ کفر کی ایلیجی ہوتی ہیں کیونکہ گناہ صغیرہ پر ارٹجانا کبیرہ ہوتا ہے اور کبیرہ گناہ پر ارٹھا رہنا کفر تک پہنچا دیتا ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے

قوله تعالى في حق اليهود وضربت عليهم الذلة والمسكنة وباءوا بغضب من الله ذلك بانهم

جو یہود کی حق میں داردی اور مالی اوں پر ذلت اور محتاجی اور کالائی غصہ اسکا یہہ اوں پر کہہ

كَانُوا يَكْفُرُونَ وَإِن يَأْتِ اللَّهُ بِدَلِيلٍ مِّن دُونِ الَّذِي بَاءْتُمْ بِاللَّهِ بِهِ أَفَئِن تَأْبَهُتُمْ أَفَرَأَيْتُمْ أَصْحَابَ الْأَنْبِيَاءِ مِمَّنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَمِنْ أَقْسَامِهِمْ أَن يَكُونُوا بَدَلًا لِلَّذِينَ ظَلَمُوا بِإِذْنِ اللَّهِ بَلْ كَانُوا طَائِفًا مِّنَ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ ۚ

تو نہ مانتی حکم اللہ کی اور خون کرتی بنیوں کا ناحق یہ اس پر کہ فی حکم حق اور حد پر فرشتہ تھی اللہ تعالیٰ فی

تعالیٰ بین فی هذه الاية ان العصیان والعدوان جرهم الى الکفر وقتل الانبياء وحكاية مثل ذلك في

اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ گناہ اور سہ کشم ازکو کفر کی طرف اور قیام نبیاء کی طرف کشن لایا اور الہ حکمت بنا کر فی

کتابہ لطف منہ بنیہ و امتہ لیسعۃ و یحترق عنہ فانه علیہ السلام لما کان خذ الخلف افضل

[illegible]

کانتامتہ خیر الامم وافضلہم فلا ینبغی لہم ان یرکبوا کفر الامم وانفسب الی خیر الخلق ان رضہ بنفسہ

[illegible]

ن یکن ص ۱۰ شہ الزات یارتکار المعاصم یا بدیع الزمان سبع فی اصلاح نفس و بالاد آت و العباد

کے لیے کہ ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک شے کی طرف متوجہ کرنا چاہیے۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ لَمَّا تَوَلَّوْا الْبُقْعَةَ الَّتِي كُنْتُمْ يُرْسِلُونَ فِيهَا آيَ الْكُنُوزِ ۝ لَمَّا تَوَلَّوْا الْبُقْعَةَ الَّتِي كُنْتُمْ يُرْسِلُونَ فِيهَا آيَ الْكُنُوزِ ۝ لَمَّا تَوَلَّوْا الْبُقْعَةَ الَّتِي كُنْتُمْ يُرْسِلُونَ فِيهَا آيَ الْكُنُوزِ ۝

لَمَّا حَسَنَى يَتِيمَ بْنَ يَسِيرٍ لَمَّا قَالَ لِلَّهِ لَعَالَى إِنَّ لِلْبَنِّ صَبْرًا وَسُجُودًا وَصِدْقًا وَلِيَّتَكَ لَقَدْ

تلاہ اپھی لوگوں میں داخل رہی چاہے اللہ تعالیٰ فرمائے وہ لوگ جو یقین لائے اور کئی پہلی کام وہی لوگ

خَدُّوْاۤیَکَۃً وَقَالَ النَّمْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَدُّوْاۤیَکَۃً عَامِرٌ وَشَرُّ النَّاسِ مَطْلَعُهُ

خير لبريه وقال لمبي عليه السلام خير الناس من طال عمره وحسن عمله وشهر الناس من طال عمره

سَاءَ عَمَلِهِ فِي حَرْبٍ اِذَا نَهَى عَلَيْهِ الْاَمْرَ اَخْبَرَ كَيْفَ يَخْذُلُ مَنْ يَشَاءُ وَيُشْرِكُ بِهِ اِلٰهَاجِ

وَلَسَاءَ عَمَلُهُمْ فِي مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

اور افعال بہ ہون اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جس سے پہلائی کی امید ہو اور برائی کا اندیشہ نہ ہو اور تم میں سے بدیہی

خبره ولا يؤمن بشيء وفي حديث آخر أنه عليه السلام قال شر الناس عند الله منزلة هم. تركه الناس

سب سے پہلا سچ کی امید نہو اور برائی کا اندیشہ ہو اور ایک اور خدیش میں ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا بدتر آدمیوں میں اس کی نزدیک مرتبہ میں وہ ہی جو چور دین لوگ

تقاء شرم وفي رواية اتقاء فحشه وروى ان اعمال الامة تعرض علي بنينها في البرزخ فليست العبدان

اور ایک روایت میں بد زبان سی بچنی کو اور روایت ہی کہ ہر امت کی عمل اسکی بنی پر عالم برزخ میں پیش ہوتی ہیں سو شرم کرنی چاہی آدمی کو

عرض على نبيه من عمله ما نهاه عنه وقبل من أذنب ذنباً فحسب الخلائقهم الإنس والرباب والوحوش

ادسکی بنی کی سامنی اوسکا وہ عمل پیش ہو جس سی اوسکو منع کیا ہو اور کہتی ہیں جب کوئی شخص گناہ کرتا ہی تو تمام خلقت انسان اور چوپایہ اور جنگل کی جانور

الطيور والذخاوة يوم القيمة لانه تعالى يمنع المطر شوم المعصية فتضرر بذلك اهل البيرو

لیخرج جميعاً فعلى المؤمن ان يحترز عن جميع المعاصي لیسیرنا الله الاحترار عنها المجلس الخامس عشر

عشر فی بیان ان کل مولود یولد علی فطرة الاسلام قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

یسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابیوة یهودیة وینصرانیة ویمجستانیة کما ینتج البهیة

بھیة جمعاء هل تجدون فیها من جدعاء حتی تكونوا انتم تجدعونها ثم قال فطرة الله التي فطر

الناس علیها هذا الحديث من صحاح المصا بیه رواه ابو هريرة ومعناه ان کل مولود من البشر لا یولد الا

علی الجبلة السلیمة والهیة المستعدة لمعرفة الله تعالی والتمیز بین الحق والباطل ببارکب فیہ من

العقل القوی والوضع المستقیم ولولوی یعرضه من الخارجه افة من فساد التزیة وتقلید الابوین و

الانهماء فی الشهوات ونحو ذلك من الافات لصف فطرته الی ما نصب لمعرفة الله تعالی من الدلائل

واستدل بها علی وجوده وقدمه وكونه واحداً منصفاً بالقعدة والارادة والعلم والحیة وسائر ما

یلحق به من الصفات لکن یصد عن ذکر من الافات کما ان الیہیة تولد سویة الا طرف سلیمة من

الجدع الذی هو قطع الانف والاذن والشقة فلولم یتعرض الناس لها بالکی وقطع شئ مما ذکر لبقیت سلیمة

کما كانت فانه علیہ السلام شبهه ولادة الطفل علی الفطرة السلیمة بولادة البهیة سلیمة غیر المراد

بالسلامة فی البهیة سلامتها عن العیوب الظاهرة و فی الطفل سلامة عن العیوب المعنویة المانعة عن

معرفة الله تعالی وقبول امره ونهیہ ثم انه علیہ السلام بعد ما بین ان الناس کلهم یولدون علی الفطرة

التي هی الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالی والتمیز بین الحق والباطل ببارکب فیهم من العقل حتم

علیها فقال علی طریق الاقتباس فطرة الله التي فطر الناس علیها فانه فی قوة ان یقال الزم فطرة الله

سوف یأی بطور صنعت اقتباس کی تراش اس کی جیسے تراشا آدمیوں کو پس یہ عقل بمنزل اس قوی کی ہی اپنی ذمہ لازم پکڑو



التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل فعلى هذا كان الواجب على كل  
 فطرت الله في استعداد هي قابل معرفت الہی کی اور تمیز کی درمیان حق اور باطل کی اس تقریر کی موافق ہے  
 مكلف ان لا يضيع تلك الفطرة بل ينبغي له ان يستعملها في تحصيل معرفة الله تعالى والتميز بين الحق  
 مكلف پر واجب ہے کہ اس فطرت کو ضائع نہ کری بلکہ اس کو لایق ہی کہ اس فطرت کو معرفت الہی میں اور تمیز کر نہیں درمیان حق  
 والباطل وليس المراد بمعرفة الله تعالى معرفة ذاته تعالى لان ذاته تعالى ليست معلومة للبشر بل المراد  
 اور باطل کے امتثال کری اور معرفت الہی ہی مراد معرفت ذات الہی کی نہیں ہے اسلئے کہ ذات الہی کسی بشر کو معلوم نہیں ہے بلکہ مراد  
 بها معرفة صفاته وصفاته نوحان سلبية وثبوتية اما السلبية فتزيتها تعالى عن جميع ما لا يليق  
 معرفت صفات الہی کی ہے اور صفات الہی دو قسم پر ہیں سلبی یعنی نفی کرنی کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اسد تعالیٰ کا بری ہونا تمام ایسی صفات سی جو ان کے لائق  
 به ما يشعر بالاحتياج والنقصان واما الثبوتية فهي قسمان القسم الاول الصفات التي يتوقف عليها افعال  
 لایق نہیں ہیں جن صفات کے نیماز مندی اور نقصان لازم آوی اور ثبوتی کی دو قسم ہیں پہلی قسم وہ صفات جن پر افعال الہی موقوف ہیں یعنی قدرت  
 وهي القدرة والارادة والعلم والحياة والقسم الثاني الصفات التي لا يتوقف عليها افعاله وهي السمع والبصر  
 اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات جن پر افعال الہی موقوف نہیں ہیں یعنی سمع اور بصر  
 والكلام وتحقيق ذلك انه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يعلم وجوده بالحس وليس العلم بوجوده  
 اور کلام اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ اسد تعالیٰ کی ذات محسوس نہیں ہے جیسی آفتاب اور مہتاب تاکہ اس کا وجود دیکھ کر معلوم کر لیں اور نہ اس کا وجود دیکھ کر  
 ضروريا كالعلم بكون الواحد نصف الاثنين حتى يعلم وجوده بالضرورة بل انما يعلم وجوده بالدليل  
 جیسی ہم ایک عدد کو دو کا آدمی حانتی ہیں تاکہ اس کا وجود براہت سے معلوم ہو بلکہ اسکی وجود کا علم دلیل سے حاصل ہوتا ہے  
 وذلك الدليل حدوث العالم وبيان حدوثه انه اعيان واعراض والمراد بالاعيان الاجرام القائمة  
 اور وہ دلیل عالم کا حادث ہونا ہی عالم کی حدوث کی دلیل یہ ہے کہ عالم یا تو اعیان ہیں یا اعراض ہیں اعیان سی مراد اجسام ہیں جو اپنی آپ  
 بذواتها والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بدواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا ينفك عنها وكل  
 بی سہاری قائم ہیں اور اعراض سی مراد وہ صفات ہیں جو اپنی ذات میں بی سہاری قائم نہیں ہوتی بلکہ اجسام کی ساتھ قائم ہوتی ہیں اجسام کی ساتھ رہتی ہیں  
 منها حادث اما الاعراض فحدث بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والضوء بعد الظلمة  
 یہ دونو حادث ہیں اعراض میں سے بعضوں کا حدوث تو مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے جیسی حرکت بعد سکون کی اور روشنی بعد اندھیری کی  
 والسود بعد البياض وحدث بعضها يعلم بالدليل وهو طريان العدم كما في ضد ما ذكر وما  
 اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضوں کا حدوث دلیل سے معلوم ہوتا ہے اور وہ آجائے عدم کا جیسی اونکی ضدوں میں اور  
 الاجرام فدل على حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وكل ما يخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم  
 اجسام کی حدوث کی دلیل یہ ہے کہ اجسام حوادث سی کہی خالی نہیں ہوتی اور جو چیز حوادث سی خالی نہ ہو سو وہ حادث ہوتی ہی  
 خلوها عن الحوادث فلا تخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مدرك بالبدية والاضطرار  
 اجسام کا حوادث سی خالی نہ ہونا تو اسلئے ہی کہ حرکت اور سکون سی خالی نہیں ہوتی اور یہ ظاہر بدیہی بضرورت نظر آتا ہے  
 فلا يحتاج فيه الى تامل وافتكار والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما تعاقبهما وانقضاء  
 اس میں کچھ تامل اور فکر کی حاجت نہیں ہے اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکا حدوث انکی آگے پیچھے پیدا ہونی سے ثابت ہے اور  
 كل منهما عند وجود الآخر وذلك مشاهد في بعض الاجرام وما لم يشاهد فيه ذلك فاما من ساكن الا  
 ایک گزر جا ہی جب دوسرا پیدا ہو ہی اور یہ حال بعض اجسام میں تو نظر آتا ہے اور جن اجسام میں یہ مشاہدہ نہیں ہوتا تو یہ دلیل ہی کہ جو ساکن ہے

والعقل یقضي بجواز حرکتہ وما من متحرك الا والعقل یقضي بجواز سكونه فالطاری منها حادث  
عقل او سكون متحرك تجوز کر تی ہی اور جو متحرك ہی او سكون عقل ساکن تجوز کر تی ہی پس جو حرکت اور سكون میں سی اب پیدا ہو گا وہ حادث ہی

بطریقہ والسابق حادث اذا لو كان قدیم الاستحالة عدم ما اكون ما لا یخلو عن الحادث حادثا  
کاب پیدا ہوا اور پہلے ہی حادث ہو گا اس واسطے کہ اگر قدیم ہوتا تو اس کا عدم محال ہوتا کہی ہو سکتا اور جو چیز حادث سی محالی نہ تو وہ اسلئے حادث ہوتی ہی

فلانه لو لم یکن حادثا لکان قدیم ثابتا فی الازل فیلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ یلزم  
کہ اگر وہ حادث نہ ہو تو پھر بیشک قدیم اور ازل میں ثابت ہوگی اس سے لازم آتا ہی ثبوت حوادث کا ازل میں اور یہ محال ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان یكون قبل كل حادث حادث مرتبة لا اول لها كما یقول الفلاسفة فی حركات الافلاك واشخاص  
کہ ہر حادث سی پہلے حادث مرتب موجود ہوں جس کا ابتداء نہ نکلی جیسی فلاسفہ یونان حركات افلاك اور اشخاص

الحيوانات وغیرها فانهم ومن تبعهم ممن ینسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصیب قالوا ان العالم  
حیوانات وغیرہ میں قائل ہیں تمام فلاسفہ اور جو انکی تابع ہی کہ اپنی تئیں اسلام کی طرف نسبت کرتا ہی اور اس کو اسلام سی کچھ نصیب نہیں کہتی ہیں کہ عالم

العلوی قدیم بذاته وصفاته الحركات فانها حادثہ باشخاصها قدیمة بانواعها فلا حركة الا  
علوی یعنی افلاك اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہی مگر حركات فلكی جزئیات البتہ حادث ہیں اور انواع کلیہ قدیم ہیں پس جو حرکت ہی

وقبلها حركة لا الى اول واما العالم السفلی الذی هو عالم الكون والفساد وهو ماتحت فلك القمر فقالوا  
میں سی پہلے حرکت ہی بی انتہا اور عالم سفلی یعنی ارضی جس کو عالم کون و فساد کہتی ہیں یعنی فلك فمرکی نیچی اسمیں یہ قول ہی

ان هی بولہ قدیمة وكل ما فیہ من الصور والاعراض حادثہ باشخاصها قدیمة بانواعها فلا ولدا  
کہ اس کا مادہ تو قدیم ہی اور تمام صورتیں اور اعراض جو جو اس میں موجود ہیں جزی جزی حادث ہیں اور باعتبار انی نوع کی قدیم ہیں یعنی جو کچھ ہی

من والد ولا بیضة الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بیضة ولا زرع الا من بزر وهكذا الى غیر النهایة  
سواپ سی اور جو انڈا ہی سومر غی سی اور جو مرغی ہی سوانڈیسی اور جو کہتی ہی سو بیج سی اس ہی طور غیر نہایت تک

فیلزم علی قولهم ان یوجد حادث لا اول لها اذا ما من حادث علی قولهم لا وقبله حادث لا الى اول و  
پس انکی قول سے لازم آتا ہی کہ اتنی حوادث موجود ہوں جس کا ابتداء نہ نکلی اسلئے کہ انکی قول پر جو حادث ہی اسکی پہلے حادث ہی بی انتہا اور

علی تقدیر وجود الحادث لا اول لها یلزم ان یكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشخاص الحيوانات  
اور تقدیر حوادث غیر متناہی کی لازم آتا ہی کہ پہلے ہر حادث حركات فلكی اور اشخاص حیوانات وغیرہ کی

وغیرہا حادث مرتبة لا اول لها فاما لم ینقض تلك الحادث بجلتها لا تنتهی الترتیبی وجود الحادث  
حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہوں اور جب تک وہ سب کی سب حوادث نگذر سکیں گی تو ثبوت پیدا ہونی اس حادث کی جو حال میں موجود ہیں

الحاضر لان الحركة الیومیة وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها  
آویگی اسلئے کہ حرکت آج کی بدون گذر چکنی تمام پہلے حركات کی نہیں ہو سکتی اور ابی ہی وہ حرکت جو اس سی پہلے ہی وہ ہی بدون گذر چکنی پہلے

مشروطة بمثل ذلك وهلم جرا وانقضاء ما لا اول لها محال بیا انه انک اذا لاحظت الحادث الحاضر  
حركات کی نہیں ہو سکتی اس ہی طور کہینچی جا اور تمام ہو چکا غیر متناہی کا محال ہی اس کا بیان یہ ہی کہ جب تو خیال کری حادث حاضر یعنی موجود کو

ثم انتقلت منه الى ما قبله ولا حظته وهلم جرا علی الترتیب لا تقضي الى نهایة حتی تجد طریقاً  
یہ تو خیال کری اوس سی پہلے کو اور اس ہی طرح ترتیب سی تو کہی تو انتہا کو نہیں پہنچ سکتا تاکہ طریقہ پیدا ییش

الی وجود الحادث الحاضر فیلزم ان یكون وجود الحادث الحاضر محالاً لکن وجود الحادث الحاضر ثابت  
اس حادث موجود کا انتہا ہی اس سے لازم آتا ہی کہ پیدا ییش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن وجود حادث موجود کا تو ظاہر ثابت ہی



فی بطل وجود حادث لا اول لها فاذا بطل وجود حادث لا اول لها یبطل كون ما لا یخلو عن الحادث  
 لیس باطل ہوا وجود حادث غیر متناہی کا بہر جہ وجود حادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو اول اجسام کا جو حادث سی خالی نہیں ہیں  
 قدیم اور انزل میں ثابت ہو گا کہ باطل ہوا تو اول اجسام کا جو حادث ہوتا ثابت ہوا جبکہ حادث ہوتا ثابت ہوا  
 لثبت كون العلم بجميع اجزائه من السموات وما فيها ومن الارض وما عليها حادثا محتاجا الى  
 تو یہ ہر جہ ثابت ہوا کہ عالم سے تمام اجزائی آسمان اور جو اس کی اندر ہیں اور زمین اور جو اس کی اوپر ہیں سب حادث اور محدث یعنی پیدا کرنا محتاج  
 محدثا یخرجه من العدم الى وجود وذلك الحادث یلزم ان یکون قدیم واحد متصفا بالقدرة  
 کہ اس کو عدم سی پیدا کری اور وہ محدث ضروری کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرت  
 والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن قدیم بل کان حادثا لکان محتاجا الى محدث فیلزم الدور  
 اور صاحب ہوا اور علم اور حی ہوا اسلی کہ اگر قدیم نہیں ہوگا بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا بہرہ تو دور لازم آوے گا  
 او التسلسل الذی هو وجود حادث لا اول لها وکلاهما محال ولولم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد  
 یا تسلسل جہین وجود حادث غیر متناہی کا ہی اور یہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سی زیادہ ہو  
 لو فم بینهما التمانع الموجب لعدم وجود العالم ولولم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة  
 تو بیشک اول دونوں روک روک واقع ہوگی جس سی وجود عالم کا پیدا نہ ہو سکی اور اگر اس میں قدرت  
 لکان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان ایجاد اثر العدة وتاثير القدرة فی شیء من الاشياء  
 تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سی کچھ پیدا نہ کر سکی اسلی کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شیء میں  
 یقتضی ارادة ذلك الشئ واردة ذلك الشئ یقتضی العلوبه لان القصد الى ایجاد شیء مع عدم العلم  
 بدون اراده اس شیء کی نہیں ہو سکتا اور ارادہ اس شیء کا بدون علم اس شیء کی نہیں ہو سکتا اسلی کہ قصد کسی شیء کی ایجاد کا بی سمجھی ہو جی  
 به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلاث یقتضی الحیوة لكونها شرطاً فیها فلی هذا یكون وجود  
 نہیں ہو سکتا اور یہ تینوں صفتیں بدون حیات کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات انہیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود  
 العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلاً قطعياً علی وجوده تعالی وكونه قدیم واحد متصفا  
 عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی باری تعالی کی وجود پر اور اس کی قدامت اور وحدت  
 بهذه الصفات الاربع ولهذا کان بعض اهل النظر یقولون استدل لا بالاثار علی المؤثر مارا اینا شیئا  
 اور چاروں صفتوں کی اتصاف پر اسلی ہی بعضی صاحب نظر اثر سی مؤثر پر استدلال کر رہے کہتی ہیں کہ ہمیں جو کوئی شیء دیکھی  
 الا ربنا الله بعدہ فان کل ذرة من ذرات العالم من حیث حدوثها واقترانها الی من یوجدھا  
 اسکی ساتھ ہی اللہ کو دیکھا بیشک ہر ذرہ عالم میں سی باعتبار حدوث کی اپنی موجود کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال سی  
 لا ترال نتکلم بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لها موجدا قدیم واحد متصفا بالقدرة والارادة  
 یہ کلام کرتا ہی جس میں نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہی  
 والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون ولا یسمعها الذین هم عن السمع  
 اور علم اور حیات والا اور تمام صفات والا جو اسکی لائق ہیں اسکی کلام سننے والی سب سننے ہیں وہ نہیں سننے جتنی سماعت بیکار ہی  
 لمغزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عری ولا عجم  
 اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جس سی وہ کلام سننے جاتی ہی جس میں نہ حرف ہو نہ آواز نہ عربی ہو نہ عجمی

بہر جہ

لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الاصوات وتشارك فيه البهائم الانسان اذ لا قدر لشئ تشابه فيها  
 ظاهري مراد بهين هي جس سي سواد آواز کی کچھ نہیں معلوم ہوتا اور اس میں جانور اور انسان برابر ہیں اس لیے کہ اس میں شئ میں کیا خوب ہے جس میں جانور  
 الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الاما دل عليه افعاله تعالى فالله  
 اور انسان یکساں ہوں حاصل یہ ہے کہ آدمی صفات نہیں میں سے بزرگ عقل وہ ہی معلوم کر سکتا ہے جس پر اس کی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر  
 عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل  
 اس کی افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام تو ان کی ثبوت پر کبھی استدلال عقلی کیا جاتا ہے اور کبھی نقلی  
 اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصا  
 استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ یہ صفات کمالیہ ہیں اور ان کی ضدین صفات نقصان ہیں  
 واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى  
 اور موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کا یہ صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سے واجب ہوا موصوف ہونا نقصان  
 بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى  
 ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ شرع کا ان کا وجود واسطی اللہ تعالیٰ کی ثابت ہے  
 فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اقوى من دليل العقل لان تلك الصفات  
 ہو واجب ہو یقین کرنا ان کی ثبوت کا واسطی اللہ تعالیٰ کی اور نقلی دلیل اس مسئلہ میں دلیل عقلی سی بہت بہتر ہے اس لیے کہ ان صفات پر  
 لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن معلوما لا احد  
 افعال الہی موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال سی ان کی ثبوت پر استدلال کیا حادی اور اس کی ذات کیسے معلوم نہیں ہے  
 حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها حتى لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها  
 تاکہ معلوم ہو کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی واسطی کالیہ ہیں موصوف ہونا ضروری ہے اگر ان صفات سی موصوف نہ ہو گا تو ان کی اضداد سی موصوف ہو گا  
 وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة اليها كمالا ان يكون  
 اور کالیہ ہونا ان صفات کا البتہ ہماری حق میں ہے اور یہ کچھ لازم نہیں ہے کہ جو شئ ہماری حق میں کالیہ ہو  
 في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والام مع كونها كمالا بالنسبة اليها امتنعان على الله تعالى  
 وہ نسبت ذات ہمارے کی ہی کالیہ ہو کیا تجھی نظر نہیں آتا کہ لذت اور ام ہماری حق میں کمال ہیں ہر بہ نسبت اللہ تعالیٰ کی محال ہیں  
 لكونها من عوارض الاجسام فلي هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى التمسك بالنقل  
 اس واسطی کہ یہ کیفیت جسمانیہ ہیں اس بیان کی موافق ان صفات کی ثبوت کی واسطی تمسک نقلی دلیل کا چاہی  
 عن الانبياء الذين ثبتت نبوة كل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبد في  
 انبیاء سی جنکی نبوت معجزہ سی ثابت ہے جو قائم مقام ارشاد الہی کی ہو کہ میرا سچ کہنا ہے  
 كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصدق بقوله من الله تعالى  
 جو جو میری طرف سے حکم بیان کرتا ہے برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول ہی ہو یا فعل ہی ہو یا خاموشی ہی ہو اس لیے کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فعلی تصدیق ہی  
 لرسوله لكونها فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منزلة صريح القول في تصديق رسوله  
 اپنی رسول کی کیونکہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الہی سی برخلاف عادت قائم مقام صاف ارشاد کی اپنی رسول کی تصدیق ہی  
 في دعوى الرسالة فانه تعالى لما خلق امر خارقا للعادة على يد عند ادعائه الرسالة صار كانه  
 واسطی رسالت کی دعویٰ میں بیشک اللہ تعالیٰ فی جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتھ پر رسالت کی دعویٰ کی وقت پیدا کیا تو گویا



قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته مثال ذلك علیا  
 یہ ارشاد کیا میرا رسول سچ کہتا ہے جو جو حکم میری طرف سے پہنچتا ہے یا میری کہ وہ تبلیغ ہو یا فعل ہو یا خاموشی ہو اسکی مثال موافق  
 ذکر العلماء ان رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال ان رسول هذا الملك بعثنی الیکم  
 بیان علماء کی یہ ہے کہ جب ایک شخص بادشاہ کی دربار میں رو بہ و ایک جماعت کی کھڑا ہو کر یہ کہی کہ میں اس بادشاہ کا سفیر ہوں مجھکو تمہاری پاس  
 بکنا و کذا من التکالیف فطلبوا منه حجة یدل علی صدقه فقال ایه صدق انی اطلب من  
 فدا تا فلا نا حکم دیکر بھیجی اس جماعت فی اوس سے سند طلب کی جس سے اسکی صداقت معلوم ہو اوس شخص نے کہا میری صداقت کا نشان یہ ہے کہ میں بادشاہ  
 الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا ریب  
 کہتا ہوں کہ میری کہنی سنی اپنی عادت کی خلاف تین بار کھڑا ہوا اور بیٹھ گیا وہی کرا تو بیشک  
 ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی وصفید العلم للضرر  
 یہ حرکت بادشاہ کی قائم مقام اس بات کی ہے کہ یہ شخص سچ کہتا ہے جو جو حکم میری طرف سے بیان کرتا ہے اس سے علم میری  
 یصدق لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شک  
 اسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو جو یہ حرکت بادشاہ کی دیکھیں اور جو دیکھنا نہیں ہوگا بلکہ اسکو متواتر خبر اسکی پہنچی گی اور سمجھیں گے  
 ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری  
 کہ یہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سے خوب مطابق ہے اس باب میں کہ اونکی معجزہ سے علم میری اونکی صداقت کا حاصل ہوتا ہے جو جو کہ اونکا معجزہ  
 بصدق لمن شاهدھا ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرھا بالتواتر فاذا ثبت صدقهم  
 دیکھتی ہیں اور جو نہیں دیکھتی بلکہ اونکو متواتر خبر ملتی ہے جب انبیاء کا صدق ثابت ہوا  
 یجب الایمان بهم ولا یحصل الایمان بهم الا بمعرفۃ ما یجب فی حقهم وما یتخیل علیہم وما یجوز  
 تو انہیں ایمان لانا واجب ہوا اور انہیں ایمان لانا معتبر نہیں ہوتا بدون دریافت کرنی اول احوال کی جو اونکی حق میں واجب ہے اور انہیں ایمان لانا واجب نہیں  
 لهم فما یجب فی حقهم الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا بتبلیغه وما یتخیل علیہم اصداد هذه  
 جائز ہے سو جو اوصاف اونکی حق میں واجب ہیں صدق اور امانت اور تبلیغ امر معروف کی اور جو انہیں ایمان لانا واجب ہے صدق ان صفات کی  
 الصفات وهی الکذب والخيانة وکتمان ما امروا بتبلیغه وما یجوز لهم الاعراض بشریۃ التی لا تؤد  
 یعنی جھوٹ اور خیانت اور چھپانا امر معروف کا اور جو اونکی حق میں جائز ہے حالات بشریہ جس سے اونکی بلند مرتبہ میں  
 الی نقص فی مراتبهم کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق فی حقهم واستحالة الکذب علیہم فلان معجزتهم  
 نقصان عاید نہیں جیسی بیماری اور مانند ہونے اور واجب ہونا صدق کا اونکی حق میں اور محال ہونا جھوٹ کا اسلئے ہی کہ انکا معجزہ  
 قد ثبت علی صدقهم فلو جاز لهم الکذب لادی الی ابطال دلالة المعجزة علی الصدق وهو محال واما  
 انکی صداقت کی دلیل ہے پس اگر اونکو جھوٹ بولنا بھی جائز رہی تو اس سے دلالت معجزہ کی جو صدق پر تھی باطل ہو جاتی اور یہ محال ہے اور  
 وجود الامانة فی حقهم واستحالة الخيانة علیہم فلا نهم لو خانوا بفعل شئ مما هو حرام او مکروه  
 اور واجب ہونا امانت کا اونکی حق میں اور محال ہونا خیانت کا اور نہ اسلئے کہ انبیاء اگر خیانت کریں کوئی امر حرام یا مکروہ عمل میں لاکر  
 لکننا مأمورین باتباعهم فیه لانه تعالیٰ امر الخلق باتباعهم فی افعالهم واقوالهم وسکوتهم فلو علم الله  
 تو ہو کو بھی اونکی اطاعت کا اوس باب میں حکم ہوتا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فی تمام امت کو اونکی اتباع کا حکم دیا افعال اور اقوال اور سکوت میں پس اگر اللہ تعالیٰ کی علم میں  
 منهم خیانة لما امر الخلق باتباعهم فثبت بذلك انه تعالیٰ عصمهم عن فعل شئ مما هو حرام او مکروه  
 انہی خیانت ہو سکتی تو ہرگز خلق کو اونکی اتباع کا حکم نہ دیتا اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ فی انکو معصوم بنایا ہی تمام فعل حرام اور مکروہ سے

فلا یقع منهم الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل ما بالنظر اليهم فالحق  
 سوائی وہ عمل ہوتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہ حال باعتبار ذات فعل کی ہی ورنہ بلحاظ ذات علیہم السلام کی حق یہ ہی  
 ان افعالهم دائرة بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بقتضى الشهوة  
 کہ افعال اوکل صرف واجب ہیں یا مستحب اور کچھ نہیں اسلئے کہ انبیاء ہی مباح ہی نہیں واقع ہوتا جیسی اور عوام ہی باعتبار شہوت نفس کی  
 بل انما يقع منهم بنية صالحة يصيرها عبادة وقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذ ثبت هذا  
 ہوتا ہی بلکہ اولیٰ اگر ہوتا ہی تو نیک نیت ہی ہوتا ہی تاکہ وہ عبادت ہو جاوے اور کم ہی کم بارادہ تعلیم غیر کی واقع ہو جب یہ بات ثابت ہوئی  
 فالواجب على كل مؤمن ان يكون على حذر عظيم وجل شديد على ايمانه ان يسلب منه بان  
 تو ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ نہایت پرہیز کرتا رہی اور بہت خوف کرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا سلب ہو جاوے اس سبب ہی  
 يصغى باذنه ويلتفت بذنه الى خرافات ينقلها في حقم كذبة المورخين ويتبعهم في بعض ما بعض  
 کسی کان لگا کر اور متوجہ ہو اپنی فکر ہی اون خرافات کی طرف جو اونکی حقین جھوٹی مورخ بیان کرتی ہیں اور بعضی بات میں جاہل مغرور  
 الجھلة من المفسرين فانه لقلة تحصيلهم وعدم تحقيقهم ربما يفترون في ذلك بظواهر من الكتاب  
 ہی اونکی تابع ہو گئی ہیں یہ لوگ سبب کم علی کی بی تحقیق اکثر اوقات اسباب میں کتاب اور سنت کی ظاہر معنی کی اعتبار ہی اقرار کرتے ہیں  
 والسنة ولهذا قيل المتسك في عقائد الايمان بمجرد ظواهر الكتب والسنة من غير تفصيل  
 اسہی لئی کہتی ہیں کہ سند کرنی عقائد ایمان میں صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کی ہی بدون تفصیل کی  
 بين ما يستحيل ظاهره منهما وبين ما لا يستحيل فلا خفاء في كونه اصلا من اصول الكفر  
 درمیان اول امور کی جو حقیقت میں وہ ظاہر معنی دونوں کی محال ہیں با محال نہیں ہیں سو بیشک صاف کفر اور بدعت کی جڑ ہی  
 والبدعة قال الامام السنوسي وكذا تلقى هذا العلم من هجر الكتب والمشاخر المصحفين والتفقيين  
 امام سنوسی کہتی ہیں اور البی ہی مان لینا اس علم کا صرف مشایخ غلط کاروں کی کتابوں ہی اور فقہا ہی بی تحقیق  
 بلا تحقيق واما وجوب التبليغ في حقم واستحالة الكتمان عليهم فلا لهم لو كتموا شيئا مما امروا بتبليغه  
 اور امر معروف کی تبلیغ اور محال ہونا چھپائی کا اسلئے واجب ہی کہ اگر انبیاء علیہم السلام چھپا لیتی کچھ ہی امر معروف ہی  
 لكان الناس ما مورين باتباعهم في كتمان ما امروا بتبليغه من العلل النافعة لمن اضطر اليه وكيف يتصور  
 تو امت کو اپنی اتباع کی لئی حکم ہوتا واسطی چھپا لینی کی بعضی امر معروف کی یعنی جو علم تفید ہو حاجت مند کو اور کب تصور میں آسکتا ہی  
 ذلك والكتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالى ان الذين يكتمون ما اؤتوا من البينات  
 حال یہ کہ چھپانا حرام ہی چھپانیوالا ملعون ہی اس آیت کی گواہی ہی جو لوگ چھپاتی ہیں جو کچھ ہمیں اوتارا صاف حکم  
 والهدى من بعد ما بكتة للناس في الكتيب اولئك ملعونون والله وليعذبهم اللعنون واما جواز  
 اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہوں چکی لوگوں کی واسطی کتاب میں اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہیں سب لعنت ربی والی اور  
 الاعراض البشرية فلا تها لتضر في رسالتهم وعلوم منزلتهم بل هي ما يزيد في مراتبهم باعتراف عظيم  
 حالات بشری اونکی لئی اس واسطی جائز ہیں کہ اونکی رسالت اور علوم مرتبہ میں اصلا مضر نہیں ہیں بلکہ وہ حالات اونکا مرتبہ اور بڑائی میں باعتبار عظمت  
 اجرهم من جهة ما يقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالى كان قادرا على اصاله اليهم ذلك الثواب  
 ثواب کی جو اونکو صبر کی عبادت پر ملتا ہی بیشک اللہ تعالیٰ قادر ہی کہ اونکو بہہ ثواب  
 العظيم بلا مشقة يلحقهم لكن تعظيم حكمة اختياره بوصول اليهم ذلك الثواب مع تلك الاعراض  
 عظیم بی مشقت پہنچائی عنایت کرتا پر اپنی حکمت تعلیم ہی یہ ہی پسند سا کہ اونکو بہہ ثواب بعد اوس مشقت کی عنایت ہو



وفقاً لضعفاء العقول كيلا يعتقدوا فيهم الالهية وفيها ايضا اعظم دليل على صدقهم وكونهم  
 واسطى نرمي في ضعيف عقولهم انما انبيا كرموا من عباده وسميهم  
 مصبون من عند الله تعالى وكون ما ظهرت على ايديهم من الخوارق مخلوقة لله تعالى من غير  
 آتني بين اور حوجو معجزه اولن كي آتني پر ظاهر هوني بين وه اسد تالي كسيدر اكي هوني بين  
 ان يكون لهم قدرة على اختراعها اذ لو كان لهم قدرة على اختراعها لدفعوا عن انفسهم ما هو ليسير  
 او كواون معجزات كي جاري كرتي مين كچه دخل بين هي اسطى كي اكر اذكو ان معجزات پر قدرت هوني توفيقه اپني جان پري اوس سي اسان كو دور كر ديتي  
 منها من المرض والجوع والعطش والمحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة عظيمة  
 يعني بيماري جهوك بياس تكليف كرتي جاو كي تكليف دي خلق كي اور مانند اسكي اور اسمين هي بڑا فائدہ هي  
 وهي تشريع الاحكام للخلق المتعلقة بها كما عرف في شرايعتنا احكام السمو في الصلوة من سهو  
 وه جايز هونا احكام كا واسطى عوام كي جواي حالات سي متعلق بين چانچي بيماري شريعت مين احكام سهو كي نمازين معلوم هونكي  
 نبينا عليه السلام في الصلوة وكيفية اداء الصلوة في حال المرض والخوف من فعله عليه السلام  
 بيماري نبی كي سهو كرتي سي نمازين اور كيفيت نماز ادا كرتي كي بيماري اور خوف مين نبی عليه السلام كي فعل سي معلوم هوني  
 وهيئة اكل الطعام وشرب الماء ونحو ذلك من اكله وشربه المجلس السادس عشر في  
 اور وضع كهانا كهاني اور ياي يميني كي اور مانند اكي آپ كي كهاني اور يميني سي سورين مجلس  
 تحقيق السعيد والسفي وبيان اقسام الكفر وغيره قال رسول الله صلى الله عليه  
 نبينجت اور بد بخت كي تحقيق مين اور كفر وغيره كي فسمين بيان كرتي مين فرمايا رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم ان العبد يعمل عمل اهل النار وانه من اهل الجنة ويعمل عمل اهل الجنة وانه من اهل النار  
 وسلم في بيشك بعضا بنده عمل كرتا هي دوزخيون كي سي اور وه هوتا هي اهل جنت سي اور دخل كرتا هي بهشتيون كي سي اور وه هوتا هي دوزخي  
 وانه الاعمال بالخواتيم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه سهل بن سعد وليس فيه دلالة  
 اعمال خاتمه كچه معتبر هوني بين بيه حديث مصابيح كي صحيح حديثون مين سي هي سهل بن سعد كي روايت سي اسو حديث مين عمل  
 على ترك العمل بل فيه حث للعبد على مواظبة الطاعات واجتناب السيئات في كل وقت ومن  
 ترك كرتي دليل بين هي بل كاس حديث مين بنده كو واسطى دائمي طاعات كي اور گنا هونسي اجتناب پر رغبت هي هر هر وقت  
 اوقات العسر خوفا من ان يكون ذلك الوقت اخر عمرة وفيه ايضا زجر له عن العجب والفرح  
 تمام عمر اس خوف سي كه سبادا عمر كا بيه هي آخري وقت هو اور اسمين زجر بهي هي اعمال پر تنگبر اور خوش هوني سي  
 لانه لا يدري ماذا يصيبه في العاقبة اذ رب شخص يعمل عمل اهل الجنة من الايمان والطاعات وفي  
 اسلي كه ابهي كيا خبر هي كه عاقبت كو كيا حال هوگا اسو اسطى كه بعضي شخص عمل بهشتيون كي سي كرتي بين ايمان اور عبادات اور  
 تقدير الله تعالى انه من اهل النار فيتحول في اخر عمرة من الايمان والطاعات الى الكفر والمعاصي فيموت  
 تقدير آبي مين وه دوزخي هي سو آخر عمر مين وه ايمان اور طاعات سي كفر اور معاصي كي طرف متوجه هو جاويگا بيه  
 على الكفر والمعاصي فيدخل النار ورب شخص يعمل عمل اهل النار من الكفر والمعاصي وفي تقدير الله  
 كفر اور معاصي پر عمر كر دوزخ مين داخل هوگا اور بعضي شخص عمل كرتي بين دوزخيون كي سي كفر اور معاصي اور تقدير آبي مين  
 انه من اهل الجنة فيتحول في اخر عمرة من الكفر والمعاصي الى الايمان والطاعات فيموت على الايمان والطاعات  
 وه جنتي هي سو وه آخر عمر مين كفر اور معاصي سي بچكر ايمان اور طاعات كي طرف متوجه هو جاويگا پس ايمان اور طاعات پر بر كر

فدخل الجنة فلذلك قال النبي عليه السلام انما الاعمال بالخواتيم يعني ان اعمال العبد جنت من داخل هو كما اسي لى فرمايا نبى عليه السلام فى

متعلقة فى السعادة والشقاوة باخر العمر وفى حديث اخر انه عليه السلام قال اعلموا فكل سعادته اور شقاوته من آخر عمر سى متعلق بين اور ايك اور حديث بين هى كه نبى عليه السلام فى فرمايا عمل كيا كرو هريك كوه هى عمل

ميسر لها خلق له اما من كان من اهل السعادة فسييسر له عمل اهل السعادة واما من كان من اهل آسان هو كما جسكى واسطى ده شخص پيدا هو اى يعنى جو شخص سعادتمند هى او كوا عمل سعادتمندون كى ميسر هو كى اور جو شخص

الشقاوة فسييسر له عمل اهل الشقاوة فانه عليه الصلوة والسلام بين فى هذا الحديث ان كل احد بدخنت هى او كوا بدخنتون كى سى عمل آسان هو كى پس نبى عليه السلام فى اس حديث بين هى بيان فرمايا كه هريك كا تقم

مهباء وموقف لذى خلق لاجله من الخير والشرف من خلق وقدرانه من اهل الجنة يجرى الله سامان اور كمانا تيام هى جسكى واسطى وه پيدا كيا كيا هى نيك اور بد پس جو پيدا هو اى اس تقدير پر كه جنتى هو تو الله تعالى

على يديه اعمال اهل الجنة وييسرها عليه حتى يموت ويدخل الجنة ومن خلق وقدرانه من اهل النار او كى ده ته پر اعمال جنيدون كى جارى كركر او سپر آسان كوديتا هى آخر مر كرجنت مين چلا جاتا هى اور جو شخص پيدا هو اى اس تقدير پر كه ده دوزخى هى

يجرى الله على يديه اعمال اهل النار وييسرها عليه حتى يموت ويدخل النار فالعمل دليل يغلب الظن تو الله او كى اته پر دوزخيدون سى عمل پيدا كركر آسان كوديتا هى آخر مر كرجنت مين چلا جاتا هى پس عمل باعتبار ظن غالب كى ايك دليل هى

ان الشخص من اتى الصنفين يكون ومن هذا كان الواجب على ان لا يكون خاليا عن العمل الصالح كه آدمى دو نو قسم مين سى كونساهى اس بيان سى واجب هى كه آدمى كهى كسى وقت تمام عمر مين سى نيك عمل سى خالى نركارى

فى وقت من الاوقات لانه لا يدري متى ياتيه الموت اذ ليس له سن ولا وقت معلوم ولا مرض معلوم كيونكه كيا معلوم هى كه او كوا كوكب آجاونكى اسلى كه موت كا كوئى سال اور وقت معلوم نهين هى اور نه كوئى بيمارى مقرر هى كيونكه

لمن رزقه الله تعالى الفهم واليقظة من نوم الغفلة والتفكر فى امر الخاتمة واسأل الله ان يجعلنا شخص بين جنكو الله تعالى فى فهم اور بيدارى عنايت كى هى خواب غفلت سى اور سوچ دى هى خاتمه كى حال كى اور دعا مانگا هو الله تعالى سى كه موت

فى خبر مع البشارة فان المؤمن له بشارة من الله تعالى عند الموت كما قال الله تعالى ان الذين اچى وقت بشارت كى ساته دى ميشك مؤمن كوا الله كى طرف سى موت كى وقت بشارت هوتى هى چنانچه الله تعالى فرماتا هى تحقيق جنيدون فى

قُلْ اَرْبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَنْزِيلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ اَلَا تَخَافُوْنَ اَوْ لَا تَحْزَنُوْنَ اَوَابَشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ كهارب همارا الله هى پهر اسى پر پهرى هى اولن پر اور ترقي بين فرشتى كه تم نه ڈرو اور نه غم كهاو اور خوشى سواوس بهشت كى جسكا نكو

تَوَدُّونَ فانه تعالى بين فى هذه الاية ان الذين اقروا برؤيتهم واعترفوا بوحدايته ثم استقاموا وعده تها الله تعالى فى اس آيت مين بيان فرمايا هى كه جس فى او كى ربوبيت كا اقرار كيا او وحدانيت كومان ليا پهر وه اوسى اقرار

على ذلك الاقرار والاعتراف الى الموت باتيان جميع الماصوات واجتناب جميع المنهيات اذ لا يتحقق اور قبوليت پر موت كى قايم رى اسطور كه تمام احكام بجا لاتار اور تمام منهيات سى برهيز كرتار كيونكه پورى

الاستقامة بدون ذلك بل يحصل الاعوجاج بترك شئ من الماصوات وارتكاب شئ من المنهيات استقامت بدون اسكى نهين هوتى بلكه استقامت مين جنبش آجاتى هى ماصوات كى ترك اور منهيات كى عمل سى

تنزل عليهم الملائكة من جهته تعالى عند الموت بالبشارات التى هى قولهم ان لا تخافوا ولا تحزنوا تو ايسى لوكون پر الله كى طرف سى موت كى وقت فرشتى پهر بشارت ليكر آتى بين كراب مت ڈرو اور نه غم كرو



وَابَشُرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا عَلَىٰ أَصْحَابِ الْإِيمَانِ نَبِيِّكُمْ وَقَالَ لَا عُدَاءَ لَكُمْ قَالُوا كُنْتُمْ صِدِّيقِينَ  
 اور خبر سنو بہشت کی جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری نبی کی زبان پر اور اسکی دشمنوں کی حق میں یہ فرمایا تو سناؤ مرنے کو اگر تم بھی ہو  
 وَلَا يَتَقَمَّنُونَهُ أَبَدًا بِمَا قَدْ مَتَّ أَيْدِيَهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ فَبَيَّنَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي هَذِهِ الْآيَةِ  
 اور کہیں نہ سناؤ وینگی مرنے اسوسطی کہ آگے بھیج چکی ہیں اونکی آہٹہ اور اللہ کو خوب معلوم ہیں گنہگار اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا  
 أَنَّ الصَّادِقِينَ فِي أَقْرَارِهِمْ لَكُمْ مِمَّنْ يَمُوتُ يَتَقَمَّنُونَهُ وَلَا يَفْرُونَ مِنْهُ لَكُنْ عِلْمُهُمْ حَسَنًا وَأَمَّا  
 کہ جو سچا اقرار کریں گے کہ میں موت کو مانتا ہوں اور اس سے بھاگتی نہیں اسکی کٹاؤنکی عمل نیک ہیں اور  
 الظَّالِمُونَ فَلَعَدَمُ كُنْهُمْ مِمَّنْ يَمُوتُ لَا يَتَقَمَّنُونَهُ بَلْ يَفْرُونَ مِنْهُ لَكُنْ عِلْمُهُمْ سَوَاءً فَإِنَّ لِكُلِّ سَوَاءٍ  
 ظالم چونکہ سامان موت کا نہیں کرتے رہی تو موت کو نہیں مانتے بلکہ اس سے بھاگتی ہیں کیونکہ اونکی عمل بد ہیں کیونکہ عمل بد  
 وَإِنْ لَمْ يَخْرُجْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ الْإِيمَانِ إِلَّا أَنَّهُ سَبَبٌ لِسُوءِ خَاتَمَتِهِ وَشَوْمٌ عَاقِبَتِهِ فَإِنَّ سُوءَ الْخَاتَمَةِ لَا يَكُونُ  
 اگرچہ مؤمن کو بی ایمان تو بالکل نہیں کر دیتا پر سبب ہوتا ہی خاتمہ بد کا اور عاقبت منحوس کا اسوسطی کہ بد خاتمہ اوسے کا ہوتا ہی  
 إِلَّا مَنْ كَانَ لَهُ فُسَادٌ فِي الْأَعْتِقَادِ وَأَصْرَارٌ عَلَى الْمَعَاصِي أَوْ عَدُولٌ عَنِ الْإِسْقَامَةِ أَوْ ضَعْفٌ فِي الْإِيمَانِ  
 جسکی اعتقاد میں فساد ہوتا ہی اور گناہوں پر اصرار ہوتا ہی یا استقامت سے ٹل جاتا ہی یا اوسکا ایمان سست ہوتا ہی  
 أَمَّا الْفُسَادُ فِي الْأَعْتِقَادِ فَإِنْ يَكُونُ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنْ أَنْوَاعِ الشَّرْكِ فَإِنَّ أَنْوَاعَ الشَّرْكِ سِتَّةٌ أَحَدُهَا  
 پھر فساد اعتقاد کا یہ ہے کہ اوسکی دل میں کسی قسم کا شرک ہو کیونکہ شرک کی قسمیں چھ ہیں ایک شرک  
 اسْتِقْلَالٌ وَهُوَ اثْبَاتُ إِلَهِيْنِ مُسْتَقْلِلَيْنِ كَشَرِكِ الثَّنَوِيَّةِ فَإِنَّهُمْ قَالُوا لَوْ أَنَّ جَدِّي فِي الْعَالَمِ خَيْرٌ أَكْثَرًا وَشَرٌّ  
 بالاستقلال یعنی سخت وہ یہ ہے کہ دو اللہ مستقل ثابت کری جیسی ثنویہ کرتے ہیں وہ یہ کہتی ہیں کہ ہم عالم میں بہتری بہت دیکھتی ہیں اور برائی ہی  
 كَثِيرٌ وَالْوَحْدُ لَا يَكُونُ خَيْرًا وَشَرًّا بِالضَّرُورَةِ فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ لِكُلِّ مِنْهُمَا فَاعِلٌ عَلَىٰ حِدَةٍ ثُمَّ انْتَهَمَ  
 بہت دیکھتی ہیں اور ظاہری کہ ذات واحدی خیر اور شر نہیں ہو سکتا پس بالضرورہ دونوں کا فاعل الگ الگ ہوگا پھر اس فرقہ کی  
 انْقَسَمُوا قِسْمَيْنِ الْقِسْمَ الْأَوَّلَ الْمَانَوِيَّةَ وَالَّذِي صَانِيَةُ فَإِنَّهُمْ قَالُوا فَاعِلُ الْخَيْرِ النُّورُ وَفَاعِلُ الشَّرِّ الظُّلْمَةُ وَالْقِسْمَ  
 دو قسم ہوئے پہلی قسم تو مانویہ ہی اور صانیہ آفاقیہ یہ قول ہی کہ خیر کا فاعل تو نور ہی اور شر کا فاعل تاریکی ہی دوسری  
 الثَّانِي الْمَجُوسُ فَإِنَّهُمْ قَالُوا فَاعِلُ الْخَيْرِ يَزِيدَانِ وَفَاعِلُ الشَّرِّ هَرَمَانِ يَعْنُونَ بِهِ الشَّيْطَانَ ثُمَّ اخْتَلَفُوا فِي أَنْ  
 قسم مجوس میں یہ کہتی ہیں فاعل خیر کا یزدان ہی اور شر کا فاعل آہرمن ہی یعنی شیطان پھر اہرمن کی حق میں اختلاف کیا ہی  
 أَهْرَمَنْ قَدِيمٌ كَيْزْدَانِ أَوْ حَادِثٌ مِنْهُ وَالثَّانِي مِنْ أَنْوَاعِ الشَّرْكِ شَرِكُ تَبْعِيضٍ وَهُوَ جَعْلُ الْإِلَهِ مَرْكَبًا  
 آہرمن یزدان کی مانند قدیم ہی یا اوسکا پیدا کیا ہوا حادث ہی اور دوسری قسم شرک کی شرک تبعیض ہی اور وہ مرکب کرنا اللہ کا  
 مِنْ آلِهَةٍ كَشَرِكِ النَّصَارَى فَإِنَّهُمْ اثْبَتُوا الْأَقَانِيمَ الثَّلَاثَةَ الَّتِي هِيَ الوجود والعلم والحياة وَحَكَمُوا  
 کئی اللہ سی جیسی شرک نصاریٰ کا نصاریٰ نے تین اصول ثابت کئے ہیں وجود اور علم اور حیات پھر ان تینوں پر  
 عَلَيْهَا بِأَنَّهَا إِلَهٌ ثَلَاثَةٌ وَاعْتَقَدُوا أَنَّ الْإِلَهِ جَوْهَرٌ فَرْدٌ مَرْكَبَةٌ مِنْ هَذِهِ الثَّلَاثَةِ وَقَالُوا مَجْمُوعُ هَذِهِ الثَّلَاثَةِ  
 یہ حکم کیا ہی کہ تینوں خدا ہیں اور یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ اللہ جوہر فرد ان تینوں سے مرکب ہی اور کہتی ہیں کہ مجموعہ ان تینوں کا ملکہ  
 إِلَهُ وَاحِدٌ وَجَعَلُوا الْذَاتَ الْوَاحِدَةَ ثَلَاثَ صِفَاتٍ وَذَلِكَ غَيْرُ مَعْقُولٍ الْعَاقِلُ وَالثَّلَاثُ مِنْ أَنْوَاعِ  
 اللہ واحد ہی ایک ذات واحد کو تین صفت ہر تین اور یہ عاقل کی نزدیک معقول نہیں ہی تیسرے قسم شرک کی  
 الشَّرْكِ شَرِكُ تَقَرُّبٍ وَهُوَ عِبَادَةُ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى لِيُقَرَّبَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى كَشَرِكِ مُتَقَدِّمِ عِبْدَةِ الْأَصْنَاءِ  
 شرک تقریب ہی اور وہ پوجنا غیر کا سوای اللہ تعالیٰ کی تاکہ اللہ سے نزدیک کر دی جیسی شرک متقدمین بت پرستوں کا

فانهم لما راوا ان عبادتهم للمولى العظيم على ما هم عليه من غاية الدناءة ونهاية الحقارة سوء  
انكى خيال من جب یہ آیا کہ ہمارا عبادت کرنا مولیٰ بزرگ کو اس حال میں کہ ہم کو ذلت حاصل ہے اور ہم بڑی حقیر ہیں بری

ادب عظیم یقربوا الیہ بعبادة من هو اعلیٰ منهم عندہ كالمشکة والشمس والقمر والنجوم و  
بی ادبی ہے اسلئے قرب الہی کی واسطی پر جو خدا اول چیزوں کا شروع کیا جو اولیٰ اور انکی خیال میں بہتر تھی جیسی فرشتی اور سورج اور چاند اور ستارہ اور

النار ونحوها ثم انهم لما راوا غيبة من اختاروا عبادته عنهم صنعوا الاصنام امثلة لما غاب  
آگ اور مانند اسکی پہرہوں کی جب دیکھا کہ جنکی ہم عبادت کرتے ہیں وہ ہماری سامنی ہی غیب ہو جاتی ہیں تو انکی صورت کی بت بنائی کہ کوئی انکا محبوب و

عنهم من معبوداتهم واشتغلوا بعبادتها ویتهم فی ذلك ان یتقربوا الی ما جعلوه مثالا له  
غائب ہو جاتا تو ان بتوں کو پوجی لگتی اور عرض انکی اس سے بہتر تھی کہ نزدیک ہو جاویں اور اس سے جسکا بت بنایا ہے

وقصدهم من جميع ذلك ان یتقربوا الی المولى العظيم لكن تلاعب الشیطان بعقولهم وافغم  
اور اس سبب سے یہ مراد تھی کہ مولیٰ بزرگ سے قریب ہو جاویں پر شیطان نے انکی عقلوں کو گھملا دیا تاکہ

فی الضلال والرابع من انواع الشرك تقلید وهو عبادة غیر الله تعالى تقلید الغیر شرك  
گمراہ کر دیا اور چوتھی قسم شرک کی تقلید شرک اور وہ پوجنا غیر اللہ کا اور ان کو دیکھ کر جیسی شرک

متاخری عبدة الاصنام فانهم لما وجدوا اباؤهم واجدادهم مشغولين بعبادتها قلروهم فیها  
پچھلی بت پرستوں کا انہوں نے اپنی باپ دادوں کو جو بت پوجتی دیکھا بت پرستی میں انکی تابع ہو گئی

وقالوا انا وجدنا اباؤنا علی صلاتة وانا علی اثرهم مقتدون وهم کاباشم فی صلل مبین والخاص  
اور کہی لگی ہم نے اپنی باپ دادی اکیسہ پر اور ہم انہی کی قدموں پر چلتے ہیں اور وہ اپنی باپ دادا کی مانند صریح گمراہی میں ہیں

من انواع الشرك الاشباب وهو اسناد التأثير للاسباب العادیة كشرک الفلاسة الطبا  
پانچویں قسم شرک کی اشباب ہے اور وہ نسبت کرنا تاثیرات کا اسباب سے موافق عادت کی جیسی شرک حکماء یونان اور طبیوں کا

ومن تبعم علی ذلك من جهة المؤمنین فانهم لما راوا ارتباط الشبع باكل الطعام وارتباط الی  
اور جو انکی ساتھی ہیں اس باب میں اسلامیوں میں سے انہوں نے جب دیکھا کہ ربط شکم سیری کا کہنا کہانی سے اور ربط تازگی کا

بشراب الماء وارتباط ستر العورة بلبس الثیاب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذلك مما لا ینحصر فہم  
پانی پینی سے اور ربط ستر پوشی کا کپڑا پہنی سے اور ربط روشنی کا سورج سے ہے اور مانند اسکی بی قیاس تو

بجہلهم ان تلك الاشیاء هی المؤثرة فیما یرتبط وجودہا بطبعها او بقوة وضعها الله فیہا وهو  
اپنی جہالت کی یہ سمجھی کہ یہ چیزیں مستقل تاثیر رکھتی ہیں اپنی اپنی سبب سے یا تو اپنی طبع کی تاثیر سے یا بزور قوت کی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کی تھیں

غلط وسبب غلطهم قیاسہم ادراك الحس بادراك العقل فان الذی شاہدہ انہا ہوتا اثرشی  
سبب غلط ہے اور سبب غلط کا یہ ہوا کہ محسوسات پر عقلیات کو قیاس کر لیا ہے کیونکہ جو یہ دیکھتی ہیں تو یہی اثر لینا ایک چیز کا

عندشی وهذا هو حظ الحس واما تاثیرہ فیہ فلا یدرك بالحس بل انہا یدرك بالعقل والسادس من  
پاس کی چیز میں سے یہ محسوس ہوتا ہے اور تاثیر اسکا جو اس میں ہوتی ہے سو وہ صرف عقل سے دریافت ہو سکتی ہے چھٹی قسم

انواع الشرك شرك الاغراض وهو العمل لغير الله تعالى كشرک المرائین فانہم عند علمہم المأمورہ  
شرک کہ وہ شرک اغراض ہے اور وہ عمل کرنا واسطی غیر اللہ کی جیسی شرک ریاکاروں کا جب یہ ریاکار کوئی مامورہ

من واجب ومنذوب وعند ترکہم المنہی عنہ من محرما ومکروہ لیس مقصودہم طلب رضا الله  
واجب یا مستحب اور کرتی ہیں جسکی منہی عنہ حرام یا مکروہ سے احتراز کرتی ہیں تو انکو مقصود رضا مندی خدا تعالیٰ کی نہیں ہوتی



بل مقصودہم مجرد نیل مدح من بعض عبیدہ او حیث منہ لہ اور یا سبۃ من حندہ اوظفر  
 بلکہ انکی مراد صرف تعریف کرانی بعض بندگان الہی سی ہو تی ہی یا محبت اپنی او انکی دلین یا بڑائی او انکی نزیک یا اونی کچھ مال حاصل کرنا  
 من قبلہ اوصرف مذمتہ یا بجا فہا منہ ومثلہ العمل لجر الظفر بالحوار والقصور ونعیم الجنان  
 یادور کرنا بدنامی کا جو او انکی طرف سی خوف ہو اور ایسا ہی ہی عمل کرنا صرف واسطی حاصل کرنی حورون اور محبون اور نعمتون بہشت کی  
 والسلامۃ من النیران والسبب الحامل لہم علی ذلک نسیانہم توحیدہ تعالیٰ حتی توہم امکان  
 اور واسطی بچنی کی آگ سی اور یہ سب فساد نیت اسلٹی ہی کہ خدا کی توحید کو بھول جاتی ہیں یہاں تک کہ او انکو یہہ وہم ہو کہ  
 حصول نفع اوضر من غیرہ تعالیٰ وتوہم اكون الخلق قادرین علی النفع والضرر حتی راعوہم  
 اور ضرر سواہ اللہ تعالیٰ کی اور سی ہی ہو سکتا ہی اور یہہ وہم ہو کہ خلقت کو نفع اور ضرر کی قدرت ہی کیونکہ  
 فی طاعتہم وتوہم اكون طاعتہم موثرۃ فی استجلاب نفع اودفع ضرر فی الدنیا والاخرۃ  
 اپنی طاعت میں او انکی رعایت کرنی لگی اور یہہ وہم ہو کہ ہماری عبادت کو اثر ہی نفع پیدا کرنی میں اور ضرر دفع کرنی میں دنیا اور آخرت کی  
 ولس كذلك بل لو انہم احضروا فی ذہنہم انفرادہ تعالیٰ بخلق جمیع الکائنات بلا واسطۃ  
 اور حقیقت میں یہہ نہیں ہی بلکہ اگر یہہ لوگ وحدانیت اللہ تعالیٰ کی اپنی ذہن میں قائم رکھتی کہ پیدا کرنی والا تمام موجودات کا بلا واسطہ وہی ہی  
 وعدم تأثیر لکل ما سواہ فی اثرہا ومن جملة ذلك طاعتہم لکانوا لا یقصدون بطاعتہم  
 اور کسی امر میں کسیکو اصل کچھہ تاثیر نہیں ہی اور اسی میں او انکی طاعت ہی داخل ہی تو کبھی اپنی طاعت سی جسکی او انکو توفیق ہوئی ہی  
 التي وقفوا لہا الا مجرد الامتثال لامر اللہ تعالیٰ ثم لطبعوا عندها فیما وعدہ اللہ تعالیٰ من  
 سواہ اطاعت امر الہی کی کچھ غرض نہ کہتی بہر بعد اطاعت کی خواہش کرتی جو اللہ تعالیٰ فی وعدہ فرمایا ہی  
 الخیر معہا لبعض فضلہ من غیر وجوب بلا استحقاق وحکم الاربعۃ الاولی التي ہی شرک  
 نعمت کا او انکی محض فضل سی کہ نہ اوسپر واجب ہی نہ اسکا کچھ حق ہی اور حکم شرک کی پہلی چاروں قسم کا کہ وہ شرک  
 استقلال وشرک تبعیض وشرک تقریباً تقلید الکفر بالاجماع وحکم السادس الذی ہو  
 استقلال ہی اور شرک تبعیض ہی اور شرک تقریب ہی اور شرک تقلید ہی بالاتفاق کفر ہی اور حکم چہٹے قسم کا  
 شرک الاغراض المعصیۃ بالاجماع وحکم الخامس الذی ہو شرک الاسباب بالتفصیل  
 جو شرک اغراض ہی بالاتفاق معصیت کا ہی اور حکم پانچویں قسم کا جو شرک سبب ہی اس تفصیل پر ہی  
 وهوان اهل الشرک فی اعتقادہم التأثير لتلك الاسباب فختلفون فمنہم من یعتقد ان تلك  
 کہ ایسی شرک اپنی اعتقاد میں تاثیر ان سبب کی سببات میں کئی طرح پر جانتی ہیں بعضی یہہ اعتقاد رکھتی ہیں کہ  
 الاسباب توثر بطبعہا وحقیقتہا فی الاشیاء التي تقارنہا ولا خلاف فی کفر من یعتقد ہذا ومنہم  
 تاثیر ان سبب کی جن اشیا سی یہہ ملتی ہیں طبعی اور حقیقی ہی ایسی اعتقاد والوں کی کفر میں کسیکو خلاف نہیں ہی اور بعضی  
 من یعتقد ان تلك الاسباب لا توثر بطبعہا وحقیقتہا بل بقوة اودعھا اللہ فیہا ولونز عہا منہا  
 یہہ اعتقاد کرتی ہیں کہ یہہ سبب باعتبار طبیعت اور حقیقت کی اثر نہیں کرتی بلکہ بزور ایک قوت کی کہ اللہ تعالیٰ فی ان سبب میں پیدا کی ہی اور اگر اس قوت کو  
 لا توثر قد تبعہم فی ہذا الاعتقاد کثیر من عامۃ المؤمنین ولا خلاف فی بدعۃ من یعتقد ہذا  
 تو اثراتی نہ ہی اس اعتقاد میں اکثر عوام مسلمان ہی او انکی شامل ہیں ایسی اعتقاد والوں کی بعضی ہوتی ہیں خوف نہیں ہی  
 وانما الخلاف فی کفرہ فمن کان فیہ شیء من ہذا المذکورات ولم یستع فی انزالہ عن نفسه واصلاح  
 خلاف ہی تو کفر میں ہی پس جس شخص میں کوئی سا اعتقاد ہو ان مذکورات میں سی اور وہ اوسکی دور کرنی میں سعی نہ کری اور اپنا اعتقاد درست کری

شأنه بختمه بالسوء وان كان مع كمال الزهد والصلاح لان زهده وصلاحه انما ينفعه

نواز سکا خاتمہ بد ہوگا اگرچہ کمال ہے اور صلاح رکھتا ہو اسلوسی کہ نہ اور صلاح اور کو جب فائدہ دینگا

اذا كان مع الاعتقاد الصحيح للموقف لكتاب الله وسنة رسوله واما اذا لم يكن مع الاعتقاد

کہ تب ساتھ اعتقاد صحیح کی موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کی ہو اور اگر ساتھ اعتقاد

الصحيح الموافق لها بل كان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لها فلا ينفعه واما الاصرار على المعاصي

صحیح کی ہو مگر موافق کتاب اور سنت کی ہی بلکہ ساتھ اعتقاد فاسد کی کتاب اور سنت سے مخالف سو کچھ فائدہ نہ دینگا اور محاصی پر ایسی اڑ کر فی

في ان يحصل في قلبه الفها فان جميع ما الفه الانسان في عمرة يعود ذكره عند موته فان كان

کہ اول میں معاصی کی محبت پیدا ہو جاوی تو انسان اپنی زندگی بہر میں جو جو محبوب رکھتا ہی مرقی وقت وہ یاد آتی ہیں بہر اگر

ميله الى الطاعات اكثر ما يحضره عند موته ذكر الطاعات وان كان ميله الى

اسکی رغبت طاعات کی طرف زیادہ ہوگی تو مرقی وقت اکثر طاعات یاد آونگی اور اگر اسکی رغبت

المعاصي اكثر ما يحضره عند موته ذكر المعاصي فربما يغلب عليه حين نزول الموت به

معاصی کی طرف زیادہ ہوگی تو مرقی وقت معاصی یاد آونگی پس بعضی وقت نزع کی حال میں

قبل التوبة شهوة من الشهوات او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتصير حجابا بينه وبين

نوبہ سے پہلی کوئی شہوت تمام شہوت سے یا کوئی گناہ گناہوں میں بدل پر غالب آجاتا ہی بہر اسکا دل اوس میں الجھا رہتا ہی اور وہ اوس میں اسکی

مرية وسبب الشقاوته في اخر حياته لقوله عليه السلام المعاصي بريد الكفر واما الذي لم يرتكب

رب میں پردہ ہو کر آخر وقت میں شقی بنا دیتا ہی واسطی قول علیہ السلام کی کہ گناہ کفر لپیچ ہوتی ہیں اور جسنی اصلا کوئی گناہ

ذنبا اصلا او ارتكب لكن تاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة

نہیں کیا یا گناہ تو کیا پر توبہ کر لی سو وہ شخص ایسی اندیشہ سے پاک ہی اور استقامت سے مل جاتا

فان يظهر فيه الاعوجاج فان من كان مستقيما في ابتداءه ثم تغير عن حاله وخرج عما كان

اسطور پر کہ اوس میں کچی پیدا ہو جاوی اگر یہ شخص ابتدا میں مستقیم تھا بہر اپنی حال سے بدل گیا اور جن اوجہ اف پر

عليه في ابتداءه يكون سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته كالبليس الذي كان في ابتداءه رئيس

ابتدا میں تھا اوس سے الگ ہو گیا تو یہ سبب خاتمہ بد اور عاقبت مخوس کا ہی جیسی ابلیس کہ ابتدا میں فرشتوں کا سردار

الملئكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العبادة حتى قيل لم يبق في سبع سموات وسبع ارضين

اور اونکا استاد اور عبادت میں بڑا سعی تھا بہان تک کہ کہتی ہیں کہ ساتوں آسمان اور زمین میں

موضع شبرا لا هو قد سجد فيه ثم لا عرف بالسجود لادم النبي عليه السلام آي واستكبر وكان من

کہیں بالشت بہر جگہ اسکی سجدہ ہی خالی نہیں رہی تھی بہر جب اوسکو آدم کی لئی سجدہ کا حکم ہوا تو غانا اور تکبر کیا اور وہ تھا

الكافرين وكبلعام بن باعور الذي اتاه الله تعالى آياته فانسى منها بخلوده الى الدنيا واتباع هواه

منکروں میں کا اور جیسی بلعام باعور کا بیٹا جسکو اللہ تعالیٰ فی اپنی نشانیاں عنایت کیں پر وہ اوسکی الگ ہو کر دائمی دنیا کی طرف متوجہ ہو اوروں کی پیروی کی

كان من الغوين وكبر صيما العابد الذي قال له الشيطان اكفر فلما كفر قال اني بري منك اني اخا

گمراہ ہو گیا اور جیسی برصیصا عابد جسکو شیطان نے کہا منکر ہو جا جب وہ منکر ہوا تو کہا میں تجھ سے الگ ہوں جسکو اندیشہ ہی

الله رب العالمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه مخافة ان يشامرك في العذاب

اللہ کا جو پروردگار ہی عالم کا بیشک شیطان نے اوسکو پر لایختہ کیا جب وہ کافر ہوا تو اوس سے الگ ہو گیا اسخ کا مارکہ اوسکی عذاب میں شریک نہ ہو جاوے



ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهمما انهما في النار خالدین فیہا وذلك جزاء

اور اس سے شیطان کو کچھ فائدہ نہ ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پہر آخر اوں دونوں کا یہی کدہ دونوں میں آگ میں سدا رہیں اور یہی سزا

الظلمین وما الضعف فی الايمان فبان يكون حب الله تعالى في قلبه ضعيفا فان من كان في

کینکاروں کی اور ایمان کی سستی اسطور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل

ایمانه ضعف يستولى على قلبه حب الدنيا بحيث لا يبقى فيه لحب الله تعالى شيء الا من حيث

ایمان میں سستی ہوتی ہے تو اس کی دل پر دنیا کی محبت چھا جاتی ہے کہ وہ میں محبت الہی کی کچھ گنجائش نہیں رہتی

حديث النفس على وجه لا يظهريه اثر في مخالفة الهوى ولا يؤثر في الكف عن المعاصي ولا في الحث

جیسی وہی بات ہو ایسی کہ ہوا کی مخالفت میں اس کا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا اور نہ کچھ اثر معاصی سے رکنی میں ہو اور نہ کچھ اثر

على الطاعات فينبهك في الشهوات وارتكاب السيئات فيتركك ظلمات الذنوب على قلبه ولا تزال

عبادت کی رغبت میں ہو سو شہوات اور بدیوں کی کر نہیں ڈوب رہتا ہی اور تاریکی گناہ کی نہ برتے

تطفى ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاء اليه سكرات الموت وعلم انه يفارق الدنيا هو

نور ایمان کا جو وہ میں ہوتا ہی بجھتا جلا جاتا ہی باوجودیکہ ضعف ہی جب اس کو نزع کی حالت آتی ہے اور جاننا ہی کہ اب دنیا سے چلے اور دنیا

محبوبة له وجهها غالب عليه حتى لا يريد تركها ويتألم من فراقها يرى ذلك من الله تعالى فيخشي

اس کی محبوبہ ہی اور اس کی محبت اس پر ایسی غالب ہے کہ اس کا چہرہ نا نہیں چاہتا اور اس کی فراق سے رنج اوٹھتا ہی سمجھتا ہی کہ یہ فرق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے

عليه ان يحصل في قلبه بغضه تعالى بدل حبه فان اتفق خرج روحه في تلك اللحظة

یہ ہی کہ اس کی دل میں خدا کی طرف سے محبت کی جگہ کینہ پیدا ہو جادی اگر اتفاقاً وہی حالت میں جان نکل گئی

يختم له بالسوء ويهلك هلاكاً ابدياً والسبب المفضي الى هذه الورطة حب الدنيا والركون

تو اس کا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو گیا گذر ہوا اور سبب اس ہلاکا یہی دنیا کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ

اليها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال الذي

اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کی جس سے محبت الہی سست ہو جادی اور یہ بڑی سخت بیماری حسیں

عم اكثر الخلق فمن اراد النجاة من هذه الورطة فعليه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وتصحيم

اکثر خلقت مبتلا ہی سو جو شخص اس بلا سے بچا جاتی اس کو لازم ہے کہ اول دنیا کی محبت دل سے دور کری پہر اپنا عقیدہ

اعتقاده ان يحترق عن المعاصي عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها وان يواظب على الطاعات

درست کر کر گناہوں سے برہیز کری کہ نگاہوں کی طرف خیال کری اور نہ گناہگاروں کی طرف و طاعات دائمی اختیار کری

التي هي ثمرة محبة الله تعالى ولا يتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته اذ لا يحب الانسان فلا يعرف

کہ وہ محبت الہی کا پہل ہی اور محبت الہی نہیں ہو سکتی بدون معرفت الہی کی اس واسطی کہ آدمی نادانستہ چیز کو محبوب نہیں کہتا

وانما يحب ما يعرفه فمن عرف الله بما يحب عليه معرفته وعرف ان جميع النعم الواصلة اليه والى

محبوب اس کی کو کہتا ہی جس کو جانتا ہی پس جو شخص خدا کو پہچانے لگا اوں اوصاف سے جو اس کو وہ میں اور یہ سمجھی کہ حتی نعمتیں چھو اور اس کو حاصل ہیں

غيره ليس الا منه تعالى لاجرم يحبه فاذا احبه يسعي في تحصيل رضائه ويحترق عن موجبات

سب اس کی طرف سے ہیں تو بیشک اللہ کو دوست رکھنے کا ہر جب اس کو اپنا محبوب کیا تو اس کی رضا مندی میں کوشش کریگا اور اس کی غصہ سے بچتا ہی گا

سخطه فيكون لا ثقا لوصول احسانه ودخول جنانه بمقتضى وعده ليسرنا الله تعالى

پہر تو یہ اس کی احسان کی قابل اور جنت میں جانی کی لائق اس کی وعدہ کی موافق ہو دیکھا خدا ہم کو آسان کیجو

# المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز الصلوة عند القبور والاستعداد

من اهلها واتخاذ السروج والشموع علیها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لعنة الله علی اليهود والنصری اتخذوا قبورا نبیائهم مساجد هذا الحديث من صحاح المصابیح

روته ام المؤمنین عائشة وسبب دعائه علیه والسلام علی اليهود والنصری باللعنة انهم كانوا

یصلون فی المواضع التي دفن فیها انبیاءهم اما نظر منهم بان السجود لقبورهم تعظیم لهم وهذا شرك

جلی وهذا قال النبی علیه السلام اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبدوا وانا منهم بان التوجه الی قبورهم

حالة الصلوة اعظم وقعا عند الله تعالى لاشتماله علی امرین عبادة له تعالى وتعظیم انبیاءه و

هذا شرك خفی وهذا نفی النبی علیه السلام امتة عن الصلوة فی المقابر احتراماً لک عن مشابھتهم

بهم وان کان القصدان مختلفین وقال من کان قبلكم كانوا یتخذون القبور مساجد ولا تتخذوا

القبور مساجدا انی انھم عن ذلك قال بعض المحققین والصلوة فی المواضع المتبركة من مقابر

الصالحین داخلة فی هذا النهی لاسیما اذا کان الباعث علیها تعظیم هؤلاء لما فی ذلك من الشک

الخفی فان مبتدأ عبادة الاصنام کان فی قوم نوح النبی علیه السلام من جهة عکوفهم علی القبور

كما اخبر الله تعالى فی کتابه بقوله قال نوح رب انی اذنی وانا من کذابین

ولا تخسروا ولا یخسروا ولا یتضرروا ولا ینفکوا ولا ینفکوا ولا ینفکوا ولا ینفکوا ولا ینفکوا

ولما ماتوا عکف الناس علی قبورهم ثم صوروا تماثلهم ثم طال علیهم الامد فعبدهم وهذا هو مبتداء

جب یہ مرگئی تو لوگ انکی قبروں پر بیٹھی بہر رفتہ رفتہ تصویروں کی بت بنائی بہر مدت گذر گئی تو انہی کو پوجنی لگی اور یہی ابتدا



عبادة الاصنام وقال ابن القيم في غايته نقلا عن شيخه ان هذه العلة التي لا جلالها في الشك  
بت پرستی کی حارگی ہونیکا اور ابن قیم اپنی کتاب اغاٹہ میں اپنی اسناد سی نقل کرتا ہی جس علت کی سبب سی شارع فی قبروں کو مسجدین  
اتخاذ القبور تھی التي اوفقت كثيرا من الناس ما في الشرك الاكبر او في ادونه من الشرك فان الشرك  
بنی سی منع فرمایا ہی اسہی بہت لوگوں کو یا تو بڑی شرک میں یا کچھ کمتر شرک میں مبتلا کیا بیشک شرک  
بقبر الرجل الذي يعتقد صلاحه اقرب الى النفوس من الشراك بشجر او حجر ولهذا تجد كثيرا  
صالح مرد کی قبر کا دلون میں بہت جلد آتا ہی بہ نسبت شرک کسی درخت یا پتھر کی اسہی اسطی ہم بہت  
من الناس عند القبور يتضرعون ويخشعون ويخضعون ويعبدون بقلوبهم عبادة لا يفعلون  
لوگوں کو دیکھتی ہیں کہ قبروں پر جا کر روتی ہیں اور گڑ گڑاتی ہیں اور سر جھکاتی ہیں اور دلوں سی ایسی عبادت کرتی ہیں  
مثلها في بيوت الله تعالى ولا في وقت السجود يرجون من بركة الصلوة عندها والدعاء لها ما  
کو ویسی مسجدوں میں کہی نہیں کرتی اور نہ صبح کی وقت کرتی ہیں اور قبروں کی پاس نماز پڑھ کر اور دعا مانگ کر اتنی  
لا يرجون في المساجد فلحسم فادة هذه المفسدة هي النبي عليه الصلوة والسلام عن الصلوة في  
امید رکھتی ہیں کہ نہیں رکھتی مسجدوں میں یہ ہمارے فساد کا قطع کر نیکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مطلقا قبروں میں نماز پڑھنی سی منع فرمایا  
المقبرة مطلقا وان لم يقصد المصلی بصلوته فيها بركة البقعة كما هي عن الصلوة وقت طلوع  
اگرچہ مصلی کو قبروں میں نماز پڑھنی سی برکت اور جگہ مقصود نہو جیسی منع فرمایا نمازی عین طلوع  
الشمس ووقت غروبها ووقت استوائها لانها اوقات يقصد المشركون الصلوة للشمس فيها فنهى  
آفتاب بر اور عین غروب اور برابر دوپہر کو کیونکہ یہ وہ وقت ہیں کہ مشرک اسمین آفتاب کو پر جتی ہیں سو غیر صلی اللہ علیہ وسلم کی  
امته عن الصلوة فيها وان لم يقصد وما قصد المشركون واذا قصد الرجل الصلوة عند المقبرة  
اپنی وقت کو ان وقتوں میں نمازی منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہیں ہوتی جو مشرکوں کی نیت ہوتی ہی اور جب آدمی مقبرہ میں نماز پڑھنی سی  
تدبر کیا الصلوة في تلك البقعة فهذا غير المحادة لله تعالى ولرسوله والمخالفة لدينه وابتداء  
برکت اور جگہ کی حاصر کیا جا ہی تو اسد اور انکی رسول کی عین مخالفت ہی اور انکی دین کی برخلاف بنیادین  
دين لم ياذن به الله تعالى فان العبادات مبناها على الاستئذان والاتباع لا على الهراء ولا ابتداء  
احداث کرنا ہی جسکا اللہ فی حکم نہیں فرمایا بیشک عبادت کی بنیاد طریق سنت اور اتباع پر ہی ہوا ہوس اور بدعت پر نہیں  
فان المسلمين اجمعوا على ما علموه من دين نبينهم ان الصلوة عند المقبرة منهي عنها لان فتنه  
بیشک مسلمانوں فی بالاتفاق اپنی دین نبوی کی علم کی موافق یہاں اجماع کیا ہی کہ نماز قبروں کی پاس ممنوع ہی اسوا اسطی کہ فساد  
الشرك بالصلوة فيها ومشابهة عبادة الاصنام اعظم كثيرا من مفسدة الصلوة حين طلوع  
شرک کا بسبب نماز کی قبروں میں اور مشابہت بت پرستوں سی بہت زیادہ ہی فساد نماز کی سی جو وقت طلوع  
الشمس وحين غروبها وحين استوائها فانه عليه السلام لما هي عن تلك المفسدة سئل الذريعة  
آفتاب کی اور وقت غروب کی اور وقت برابر کی یعنی زوال پر کیونکہ نبی علیہ السلام فی جب اس فساد کی بند کر نیکی واسطی مشابہت کی وسیلہ سی منع فرمایا  
التشبيه التي لا تكاد تخطر ببال المصلی فكيف بهذه الذريعة التي كثيرا ما تدعو صاحبها الى الشرك  
کہ جگہ کا خطر ہی مصی کی دین نہیں آتا تو اس وسیلہ سی کیونکہ مخالفت نہوگی جو اکثر اوقات اس عمل والیکو شرک کی طرف پہنچا دیتا ہی  
بدعاء المولى وطلب الخواتم منهم واعتقاد ان الصلوة عند قبورهم افضل من الصلوة في المسجد  
کہ انکر یہاں نہوگی اور دنی حاجتیں طلب کری اور یہ اعتقاد کری کہ نماز انکی قبروں کی پاس مسجدوں کی نماز سی بہتر ہی

وغير ذلك ما هو محادة ظاهرة لله تعالى ولرسوله قال ابن القيم في اثاره من جمع بين سنة  
 اور سوار اسکی اور عقاید کہ صاف مخالفت ہی اس کی اور اسکی رسول کی ابن قیم اپنی اثار میں کہتا ہے جو شخص جمع کر کر دیکھی درمیان طریق  
 رسول الله عليه السلام في القبور وما اهر به وما في عنه وما كان عليه الصحابة والتابعون  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم کی قبروں کی بابت میں اور جوام فرمایا اور جو منع فرمایا اور جو طریق صحابہ اور تابعین کا تھا  
 وبين ما كان اكثر الناس اليوم راي احدهما مضادا للآخر ومناقضاله بحيث لا يجتمعان ابدا فانه  
 اور درمیان اوس طریق کی جس پر اکثر لوگ آج کل چلتے ہیں تو ایک کو دوسرے کا برخلاف اور اولیٰ کا دوسرے کے برعکس ہے جمع نہیں ہو سکتی کیونکہ غیر  
 عليه السلام في عن الصلوة عندها وهم يخالفون ويصلون عندها ونهي عن اتخاذ المساجد  
 عليه السلام فی قبروں کی یا علی سے منع فرمایا اور یہ لوگ خلاف کر کے قبروں کی پاس نماز پڑھتی ہیں اور قبروں پر مسجد بناتی ہی منع فرمایا  
 عليها وهم يخالفونه ويدنون عليها مساجد ويسمون لها مشاهد ونهي عن ايقاد السراج عليها وهم  
 اور یہ خلاف کر کے قبروں پر مسجد بناتے ہیں اور ان کا نام مشاہد رکھتی ہیں اور منع فرمایا قبر پر روشنی کرنی سی اور یہ  
 يخالفون ويوقدون عليها القناديل والشموع بل يقفون لذلك اوقافا ونهي عن تخصيصها والبناء  
 خلاف اسکی روشنی کی واسطی قندیلین اور شمعیں جلاتی ہیں بلکہ اسکی واسطی وقفی خرچ مقرر کر دیتی ہیں اور منع فرمایا کچھ گیری ہی اور عمارت بنانی  
 عليها وهم يخالفونه ويعقدون عليها القباب ونهي عن الكتابة عليها وهم  
 اور یہ خلاف کر کے قبروں پر چوند کی عمارت بنا کر برج بناتی ہیں اور منع فرمایا قبروں کی اوپر کھیتی سی اور یہ  
 يخالفونه ويتخذون عليها الالواح ويكتبون عليها القرآن وغيره ونهي عن الزيادة عليها غير ترايبها  
 اسکی برخلاف اوپر تختی لگا کر اوسپر قرآن وغیرہ دعائیں شکر لکھتی ہیں اور منع فرمایا کہ قبروں میں زیادہ اوپر ہی مٹی مت بڑھاؤ  
 وهم يخالفونه ويزيدونه عليها سوى التراب الاجر والجار والجص ونهي عن اتخاذها عيدا  
 اور یہ مخالفت کر کے سوائے اصلی مٹی کی پتلی اینٹیں اور پتھر اور چوند زیادہ کرتی ہیں اور منع فرمایا کہ قبروں کو عیدیت بناؤ  
 هم يخالفونه ويتخذونها عيدا ويجمعون لها كما يجمعون للعید او اكثر والحاصل انهم مناقضون  
 اور یہ مخالفت کر کے اول کو عید بنا کر اسپر انبوه عرس کرتی ہیں جیسی عید میں جمع ہوتی ہیں یا اوس سی ہی زیادہ اور حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ بالکل  
 لما اهر به النبي عليه السلام ونهي عنه ومحادون لما جاء به وقدال الامر لهؤلاء الضالين المضلين  
 نبی علیہ السلام کی حکم سی اور مخالفت سی بخلاف کرتی ہیں انکی احکام سی اب یہ حال ہو گیا ہے اس طائفہ گمراہ اور گمراہ کرنے والی کا سدک  
 الى ان شرعوا للقبور حجا ووضعوا له مناسك حتى صنف بعض غلاتهم في ذلك كتابا وسماه مناسك  
 کہ قبروں کا حج کرنا شروع کیا ہے اور اسکی آداب اور طریق مقرر کئی ہیں بیان تک کہ بعضی کثوں نے اس باب میں کتاب تصنیف کر کے اسکا نام مناسک  
 حج المشاهد تشيها منه للقبور بالبيت الحرام ولا يخفى ان هذا مفارقة لدين الاسلام ودخول  
 حج المشاہد رکھا ہے اوسنی قبور کو بیت الحرام کی مشابہہ ٹھرایا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد گویا دین اسلام سی الگ ہو کر بت پرستوں کی  
 في دين عبادة الاصل فانظر الى ما يدين شرعه النبي عليه السلام في القبور من النهي عما تقدم ذكره  
 دین میں داخل ہونا ہی اب دیکھ تو یہی کہ درمیان طریقہ نبی علیہ السلام کی قبور کی بابت میں کہ منع فرمایا ہے مذکورات بالا سی  
 وبين ما شرعه هؤلاء وما قصده من التباين العظيم ولا ريب ان في ذلك من الفساد ما يعجز  
 اور درمیان طریقہ اس گمراہ کی اور جو یہ ارادہ کرتی ہیں کتاب بڑا فرق ہے اور بلاشبہ اس میں اتنی فساد ہیں  
 الانسان عن حصر منها تعظيمها الموقع في الافتتان بها ومنها تفضيلها على المساجد التي هي  
 کہ انسان گنتا ہوا تنکٹا ہے ایک یہ کہ قبروں کی اتنی تعظیم کرنی جس سی لو لوگ فتنہ میں ٹھہرے ہیں ایک یہ کہ قبروں کی فضیلت مسجی دن پر ہی ہے



خیر البقاء واجها الى الله فانهم اذا قصدوا القبور يقصدونها مع التعظيم والاحترام والخضوع والشوق  
تمام مکانی بہتر اور اللہ تعالیٰ کی محبوب ہیں کیونکہ یہ لوگ جب قبروں پر جاتی ہیں تو نہایت تعظیم اور حرمت اور انکسار اور خوف  
ورقة القلب وغیر ذلک مثلاً لا يفعلونه فی المساجد ولا یحصل لهم فیہا نظیرہ ولا مثله ومنہما اتقا  
اور روزی ولی کی کرتی ہیں اتنی کہ مسجدوں میں نہیں کرتی اور نہیں پیدا ہوتا انکو مساجد میں نظیر اور نہ مثل اور ایک یہ کہ قبروں پر  
المساجد والسرہ علیہا ومنہما العکوف عندہا وتعلیق الستور علیہا واتخاذ السدنة لها حتی  
مسجد میں بناتی ہیں اور روشنی کرتی ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر چلے کشتی کرتی ہیں اور قبروں پر خلاف چڑھتی ہیں اور مجاور بہتاتی ہیں یہاں تک  
ان عبادہا یرجیون المجاورة عندہا علی المجاورة عند المسجد الحرام یرون ساداتہا افضل من  
کہ گور بہت قبروں کی مجاورت کو مسجد الحرام کی مجاورت سے بہتر سمجھتی ہیں وہ جانتی ہیں کہ قبروں پر بیٹھی رہنا مسجد کی  
خدمة المساجد ومنہما التذلل لہا ولسدنتہا ومنہما زیادتها لاجل الصلوة عندہا والطواف لہا  
خدمت کرتی ہیں بہتری اور ایک یہ کہ قبروں کی اور انکی مجاوروں کی منتیں مانتی ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر جانا واسطی نماز کی اور انکی گرد پھر کر پڑھنا  
وتقبیلہا واستلامہا وتعقیر الخرد علیہا واخذ تراویحہا ودعاء اصحابہا والاستغاثۃ بھم  
اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبروں کی منی اوٹھا کر منہ پر ملنی اور ان مردوں کو پکارتا اور انکی مدد مانگتی  
وسوالہم النصر والرزق والعافیۃ والولد وقضاء الدیون وتفریح الکربات وغیر ذلک من  
پورا دینی نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کا ادا کرنا اور مصیبتوں کی کشادگی اور سوار ہونے  
الحاجات التي کان عباد الاوثان یسئلونها من اوتانہم ولس شیئ منها مشروعاً باقائۃ  
اور حاجتیں طلب کرتی جو کہ بت پرست اپنی بتوں سے مانگتی تھی اور اس میں سے کوئی بات جائز نہیں نزدیک کسی امام  
المسلمین اذ لم یفعل شیئاً رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الذین  
اہل اسلام کی اسلئی کہ اس میں سے رسول رب العالمین نے کچھ نہیں کیا اور نہ کسی نے صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی امام دین نے  
ومن المحال ان یکون شیئ منها مشروعاً وعلاصالحاً ویصرف عنہ القرون الثلاثة التي شہد  
اور محال ہی کہ ان تمام مذکورات میں سے کوئی امر جائز اور عمل صالح تھو اور تینوں عہدوں سے خالی گذر جاوین جن عہدوں کی صدق  
فیہم النبی علیہ السلام بالصدق والعدل ویظفر بہ الخلفاء الذین شہد فیہم النبی علیہ السلام  
اور عدالت پر نبی علیہ السلام نے گواہی دی ہے اور اس امر کو متاخر لوگ عمل میں لاوین جنکی نبی علیہ السلام نے  
بالکذب والفسق فمن کان فی شک من هذا فلینظر هل یمکن بشر علی وجه الارض ان یتاخی  
کذب اور فسق کی گواہی دی ہے جسکو اس میں کچھ شک ہو تو وہ دیکھ لے آیا ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی دنی زمین پر ہی  
عن احد منهم بنقل صحیح وضعیف انہم کانوا اذا بذلہم حاجة قصدوا القبور فدعوا عندہا بمسحور  
کسی ایک کی دین میں سے نقل صحیح وضعیف لا سکتا ہے کہ وہ لوگ ایسی تھی کہ جب انکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبروں پر جا کر دعائیں مانگتی اور قبروں کو جھپتی تھی  
بہا فضلاً ان یصلوا عندہا ولسئلوا حوائجہم منہا کلا یمکنہم ذلک بل انما یمکنہم ان یتوا بکثیر  
چہ جای کہ قبروں پر وہ نماز پڑھیں یا دینی اپنی حاجتیں مانگیں ہرگز یہ نہیں ہو سکتا بلکہ یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اکثر  
من ذلک عن الخلفاء التي خطفت من بعدہم ثم کلمات اخر الزمان وطال العهد کان ذلک اکثر حتی  
ان امورات کی سند متاخرین سے لاسکین جو انکی پیچی پیدا ہوئی ہیں پھر جتنا زمانہ ٹہرتا گیا اور مدت دراز ہوتی گئی وہ امور بھی ٹہرتی گئی یہاں تک  
رجرت من ذلک عدة مصنفات لیس فیہا عن النبی علیہ السلام ولا عن خلفائہ الراشدین ولا عن  
کہ چند کتابیں ایسی ملین کہ جن میں نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ انکی خلفاء راشدین سے اور نہ

لصحابة والتابعين حرف واحد بل فيها من خلاف ذلك كثير من الأحاديث المرفوعة التي من جملتها قوله عليه السلام كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمساواها <sup>اور نہ اور صحابی ہی اور تابعین ہی ایک ہی حرف نہیں بلکہ انہیں اسکی برصاف بہت حدیثیں مرفوع ہیں جنہیں کی</sup>

واي فحش اعظم من الشر <sup>ایک یہ حدیث ہی کہ مبینی حکمو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے اب جسکا دل زیارت کو چاہی تو زیارت کری پر فحش نہان پرمت لاؤ</sup>

ما في صحيح البخاري ان عمر بن الخطاب رأى انس بن مالك يصلي عند قبر فقال <sup>اور کونسا فحش بڑا ہوگا شرک کر بیسی قبروں کی پاس باعتبار قول و فعل کی اور انصار صحابی کی تو شمار سے زیادہ ہیں منجملہ انکی</sup>

القيم في غائته هذا يدل على انه كان من المستقر عندهم ما نهى عنهم من الصلوة عند <sup>ایک وہ جو صحیح البخاری میں ہی کہ عمر بن الخطاب نے انس بن مالک کو دیکھا کہ قبر کی پاس نماز پڑھتی ہیں عمر نے کہا دیکھ قبر ہی قبر ہی ابن القيم کہتا ہی اپنی کتاب غائتہ میں اس سے معلوم ہوتا ہی کہ او کی نزدیک وہ ہی مقرر تھا جو کہ او کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے</sup>

القبور وفعل الانس لا يدل على اعتقاده جوازها <sup>اور انکی نماز پڑھنے سے نہیں ثابت ہوتا کہ او کی نزدیک جائز تھا اس واسطی شاید کہ انس نے قبر نزدیک ہو یا او کو نہ معلوم ہو کہ یہاں قبر ہی یا خیال نہ ہو</sup>

فلما نبههم عمر تنبه ومنها اتخذها عيداً كما اتخذ المشركون من اهل الكتاب قبوراً انبياءهم <sup>جب عمر نے او کو جتلا یا تو خبردار ہوئی اور ایک یہ کہ قبروں کو عید بناتی ہیں جیسی اہل کتاب کی مشرکین نے اپنی انبیاء</sup>

وصلوا عليهم عيداً فانهم كانوا يجتمعون لزيارتها وليشتغلون بالغزو والطرب فيها فنهي النبي عليه <sup>اور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو عید بنا یا تھا بیشک وہ مشرک زیارت کی واسطی جمع ہو کر لغو اور خوشی میں مشغول رہتی تھی سو نبی علیہ</sup>

السلام امته عن ذلك كما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا تجعلوا قبوري عيداً <sup>السلام نے اپنی امت کو اس سے منع کیا چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قبر کو عید مت بنالین میری واسطی رو</sup>

على فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم فان قبرة عليه السلام مع كونه سيد القبور و افضل قبر <sup>پڑ ہو بیشک تمہاری درود میری پاس پہنچگی جہاں ہی پڑ ہوگی بیشک قبر علیہ السلام کو باوجودیکہ تمام روی زمین کی قبروں سے بہتر اور افضل ہی</sup>

على وجه الارض اذا وقع النهي عن اتخاذ عيداً فقبر غيره كائناً من كان اولى بالنهي ثم انه عليه <sup>تو اور قبرین چاہی کسی کی ہو اگر کی واسطی مانعت کی لایق تری بہر پیغمبر علیہ</sup>

السلام اشار بقوله فصلوا على فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم الى ان ما يناله من امته من <sup>السلام نے بطور اشارہ کی اس قول سے درود پڑ ہو میری او پر پس درود تمہاری مجھ کو پہنچتی ہی جہاں ہی پڑ ہوگی پیغمبر کا امت کی طرف سے</sup>

الصلوة والسلام عليه يحصل له مع قرابهم من قبرة وبعدهم عنه فلاحاجة لهم الى اتخاذ <sup>درود اور سلام آپ کو حاصل ہوتا ہی قبر سے نزدیک ہوں یا دور ہوں بہر کیا حاجت ہی کہ آپ کی قبر کو</sup>

عيداً لان في اتخاذ القبور عيداً من المفاسد ما لم يعلمه الا الله تعالى فان غلاة متخذيها <sup>عید بنانی میں جسکو خدا کی سوا کوئی نہیں جانتا بیشک کئی گور پرست جو قبروں کو</sup>

عيداً اذا مروا من مكان ينزلون عن دوابهم ويكشفون رءوسهم ويضعون جباههم على الارض <sup>عید بناتی ہیں جہاں سے قبر کو دور سے دیکھتی ہیں تو سواری پر سے پیادہ ہو جاتی ہیں اور رنگی سر ہو کر سجدہ میں گر پڑتی ہیں</sup>

ويقبلون الارض ثم انهم اذا وصلوا اليها يصلون عندها ركعتين ثم ينتشرون حول القبر <sup>اور زمین چومتی ہیں بہر جب پاس جاتی ہیں تو دو رکعت نفل ادا کرتی ہیں بہر قبر کی گرد قربان ہوتی ہیں</sup>



طائفین به تشبیهه بالبيت الحرام الذی جعله تعالی مبارکاً وهدی للانام ثم یلحدون

قبر کو بیت اللہ کی مانند سمجھ کر جھکوا اللہ تعالیٰ فی برکت والا اور خلعت کی لٹی ہریت بنایا ہی پہر

فی التقبیل والا ستلام کما یفعل الکجالب فی المسجد الحرام ثم یعفرون جباههم وخذودهم

بوسہ دینا اور چونکہ شروع کرتی ہیں جیسی حاجی مسجد الحرام میں کرتی ہیں پہرہ لگتی سی اپنی چہروں اور گانوں کو لگاتی ہیں

ثم یکملون مناسک حج القبر بالخلق والتقصیر ثم یقربون لذلك الوثن القربان فلا یدکون

پھر تمام ادب حج قبر کی سر منڈا کر اور لٹ کٹوا کر پوری کرتی ہیں پہرہ اس بیت پر قربانیان ذبح کرتی ہیں پس

صلاتهم ونسکهم وقربانهم وما یراق هناك من العبرات ویرفع من الاصوات ویطلبه من

او کی نمازیں اور ادب حج اور قربانیان اور اونکا آنسو بہانا اور چیخ کر رونا اور پکارنا اور حاجتین

الحاجب ویسئل من تغریم الکریات واغناء ذوی الفاقات ومعافات اولی العاہات والبلیات

مانگنی اور سوالات کشائش سختیوں کی اور غنی کرنا فاقہ کشوں کا اور درگزر کرنی صاحب مصیبت اور بلیات سی

لله تعالی بل للشیطان فان الشیطان لبی آدم عدو وعبین یصدھم بانواع مکائده عن

واسطی اللہ تعالیٰ کی نہیں ہیں بلکہ واسطی شیطان ہی بیشک شیطان بنی آدم کا کھلا دشمن ہی طرح طرح کی مکر و نسی بنی آدم کو

الطریق المستقیم ومن اعظم مکائده ما نصبه للناس من الانصاب الی الی جس من عمل

سید ہی راہ سی روکتا ہی اور اونکا بڑا مکر یہ ہی کہ واسطی بنی آدم کی بت مقرر کیا ہی جو نجس ہی کام

لشیطن وقد امر الله المؤمنین باجتنا بھا وعلق فلاحهم بذلك الاجتناب فقال یا ایھما

شیطان کا اور اللہ تعالیٰ فی حکم کیا ہی مؤمنین کو اوس سی بچنی کا اور مرد وطنی اوس بچنی پر متعلق کی ہی فرمایا ای

الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه

ایمان والو یہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسی گندی کام ہیں شیطان کی سوائسی بچتی رہو

لعلکم تقبلون فالانصاب جمع نصب بضم نین او جمع نصب بالفتم والسکون وهو کل ما نصب

شاید تمہارا قبول ہو انصاب نصب کی جمع ہی ساتھ پیش نزل اور صاف کی یا جمع نصب کی ساتھ زبر نون اور سکون صاد کی اوسکی سنی جو چیز نہ

وعبد من دون الله تعالی من شجر او حجر او قبر او غیر ذلك والواجب هدم ذلك كله ومحو اثره

واسطی عبادت کی سوا اللہ تعالیٰ کی مقرر کیا ہی درخت ہو یا پہتر یا قبر یا سوائکی اور ان سبکا مسہر کر دینا واجب ہی اور اونکا نشان مٹا دینا

کما ان عمر لما بلغه ان الناس یبتاعون الشجرة التي بویع تحتھا بالنبی علیہ السلام ارسل الیھا

جیسی حضرت عمرؓ نے جب سنا کہ لوگ ہر وقت آتی جاتی ہیں اوس درخت پر جسکی نیچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیعت کی تھی تو آدمی بھیج کر

فقطعھا فاذا کان عمر فعل هذا بالشجر التي یا یعم الصحابة رسول الله علیہ السلام تحتھا و

کٹوا والا پس جب حضرت عمرؓ نے یہ حال کیا اوس درخت کا جسکی نیچی صحابہؓ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کی تھی اور

ذکر الله تعالی فی القرآن حیث قال لقد رضى الله عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة

اللہ تعالیٰ اوسکو قرآن میں یاد کرتا ہی بیشک اللہ خوش ہوا ایمان والوں سی جب اللہ تعالیٰ لگی تجھی اوس درخت کی نیچی

فما فی ان یدکون حکمہ فیما عدھا من هذه الانصاب التي قد عظمت الفتنة بھا واشتدت البلیة

پس کیا حکم سونا چاہی سوا اوس درخت کی ان انصاب کی جو بیکسی سب سی کشتار فتنة اور کسی سخت بلا ہی

بسببھا وابلغ من ذلك انه سلب السلام هدم مسجد الضرار فی هذا دلیل علی هدم ما هو اعظم

اور اس سی یہی بڑا سبب یہی کہ سبب علیہ السلام فی مسجد ضار کو گروادیا اسمن دلیل ہی واسطی گرا دینی اسکی بکا بڑا فساد ہو

زمین سے برابر کر دین

اور یہی ہے کہ مکتبہ اور برج کہ فیروز بہ مناشی گئی ہیں سب کا ڈا دینا واجب ہے اس واسطے کہ سب کی بنیاد رسول کی نافرمانی اور جی لفت پری اور جو

عمارت کہ بنیاد پہی جاوی رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر اوسکا گرد و بنا بہتر ہے

منع فرمایا ہی جو قبروں پر مسجدیں بنادین پس واجب ہوا جلد ایسی شتاب کر اور بنا عمارت کا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منع فرمایا ہی

اور اسکی بیانیوں کو لعنت لی ہی اور یہی ہی جیسا دور کرنا فندیوں اور چرائوں اور شیخ کا جو قیرون بیرون کجاوین اسواسطی کہ روشنی کو نبی الہ معلوم ہی رسول اللہ

عَلَيْهِ السَّلَامُ لِي لَعْنَتِي      اَوْ جَبْنِ اِمْرٍ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي لَعْنَتِي كِي يَرِي      وَهَ كَنَاهُ كَبِيرُهُ يَرِي      اِسْمِي وَاسْمِي عَلَمًا، لَقَبِي بِرَيْنِ كَمَنْتِ مَا تَقِي

قبروں پر روشنی کی اور سبیل سی کی اور انہذا سبلی چایز ہیں ہی کیونکہ یہ بہت کھائی ہی اسکا پورا کرتا چایز ہیں بلکہ کفارہ مثل کفارہ قسم کی لازم ہی

اور وہ دفع بجوئی کیوں کی واسطی چھبہ عین کی بیستک یہ دفع حج عین اور نہ ثابت رہا کمال

حال کو تھم خدا رحمت ہو چکا

اور اس میں میخیں گاڑتی ہیں اور چٹا باندھتی ہیں لیکن وہ ذات الٹا ہی اسکو کاٹ ڈالو اور ذات الٹا مشرکین کا درخت تھا

يعلقون عليها أسلحتهم وامتعثم ويعكفون حولها كما روى البخاري في صحيحه عن أبي واقد

اور اسباب نکاح اولیٰ مرد چو کسی لری ہی چنانچہ جلدیابی صحیح بنی ہو وادائیسی روایت کرنا ہی

کہ وہ کہتا ہے کہ ہم براہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ کی طرف جارہے اور ہم تہذیبِ مسلمان بن رہے۔

يعكفون حولها وينوطون بها السلسلة وامتعته يقال لها ذات انواط فغيرنا سدة فقلنا يا رسول الله

دوسرا درجہ بیکاری سی اور وسیع پائی ہتھیار اور اسباب لکاری سی  
اوسکا نام ذات الواطہ تھا جب ہم اوس درخت پر گزری تو عرض کیا یا رسول اللہ

کتابخانه ملی افغانستان

لهذا ثم قال انكم قوم تجهلون لتكبر سننهم بكان قبلك فاذكركم يا اخوان يا اخوان هذا والله قول الله عز وجل

البته اختیار کردی نم سخته وقتی چو بهی نگذری نفس جب سحر کرد و رفت کلامی انکارا بهیائی کرد و در جانش کلامی برابر بهی بود و خود کردی انکارا

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

\_\_\_\_\_



من شجر او حجر او قبر و يعظمونه ويرجون منه الشفاء ويقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر  
 درخت ہو یا پتھر یا قبر اور اسکی تعظیم کرتی ہیں اور امید شفا کی رکھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ درخت یا پتھر یا قبر  
 يقبل النذر الذي هو عبادة وقربة ويقسمون بذلك النصب ويستلمونه ولقد انكر السلف القسم بحجر المقام الذي  
 منتہین قبول کرتی ہیں کہ جو عبادت اور قربت ہیں اور اس بت پرانہ متہ ملتی ہیں اور انکو اہل بیت سے جو قسمی ہیں اور منع کیا ہے ہلفی یا متہ ملتی ہیں اس مقام پر انکا  
 امر الله تعالى ان يتخذ منه مصلى كما ذكره الان رب في عن قتادة في قوله تعالى واتخذوا من مقام إبراهيم  
 کی بہتر ہے جسکا اللہ تعالیٰ یہ حکم کر رہی کہ اسکو نماز کی جگہ بنائی جا چنانچہ ازرق قتادہ سے روایت کرتا ہے تفسیر میں اس آیت کی اور پھر وہ مقام ابراہیم سے  
 مصلى فان الناس امر ان يصلوا عنده ولم يؤمروا ان يستلموه بل اتفق العلماء على انه لا يستلم ولا يقبل الا  
 نماز کی جگہ کہتا ہے کہ لوگوں کو یہ حکم ہے کہ اسکی پاس نماز پڑھیں یہ حکم نہیں ہے کہ اسپر ہاتھ ملین بلکہ علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ نہ ہاتھ ملے نہ چوما جاوی اور نہ بوسہ دیا جاوی  
 الحجر الاسود والركن اليماني فالصحيح انه يستلم ولا يقبل وهذا الشيطان في كل حين وزمان ينصب لهم قبر  
 حجر اسود کی اور رکن یمنی میں صحیح یہ ہے کہ ہاتھ نہ ملے نہ چوما جاوی اور بوسہ نہ دیا جاوی اور یہ شیطاں دہم دم کی لٹی کہ کسی بزرگ شخص کی قبر جسکی لوگ  
 معظم يعظمه الناس ثم يجعله وثنا يعبدون الله تعالى ثم يوحى الى اوليائه ان من نهي عن عبادة  
 تعظیم کرتی ہیں ہون نصب یا دیتا ہے پھر رفتہ رفتہ اسکو بت بنا کر پرستش کرتا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی پھر گور پرستوں کی دلین یہ پیدا کرتا ہے کہ جو شخص گور پرستی سے  
 وعن اتخاذه عيداً وعن جعله وثناً فقد نقضه وهضم حقه فيسعي الجاهلون في قتله وعقوبته يكفرون  
 اور گور کو عید بناتی ہے اور بت بناتی ہے منع کری وہ بھرتی کرتا ہے اور حق تلفی کرتا ہے پھر جاہل لوگ اسکی قتل اور ایذا میں کوشش کرتی ہیں اور انکو کافر کہتے ہیں  
 وما خبئه الا انه امر به الله تعالى ورسوله وفي عماضي الله تعالى ورسوله عنه والذي اوقع عباد القبور  
 اور سوا اسکی اسکی کیا خطا ہے کہ اسنی وہ ہی حکم کیا جو اللہ اور اسکی رسول نے فرمایا اور اسہی سے منع کیا جو اللہ اور اسکی رسول نے منع فرمایا اور گور پرستوں کی فتنہ میں  
 الاقتنان بها امور منها الجهل بحقيقة ما بعث الله تعالى به رسوله من تحقيق التوحيد وقطع اسباب  
 بڑنی کی کئی سبب ہیں ایک تو جهالت حقیقت بعثت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسول کو واسطی تحقیق توحید کی اور واسطی قطع کرنی اسباب  
 الشرك فالذين قل نصيبهم من ذلك اذا دعاهم الشيطان الى الفتنة بها ولم يكن لهم ما يبطل دعوته  
 شرک کی سبب ہے پھر جو لوگ کم نصیب ہیں جب انکو شیطاں اپکارتا ہے گھوڑن کی فتنہ کی طرف اور انکو اٹھاتا ہے جس سے شیطانی دوسوہ کو باطل کریں  
 استجابوا له بحسب ما عندهم من الجهل وعصموا منه بقدر ما معهم من العلم ومنها احاديث مكدوبة  
 تواد کو مان لیتی ہیں اپنی اپنی جهالت کی موافق اور صحیح جاتی ہیں اپنی اپنی علم کی موافق اور ایک سبب ہے کہ جو ہوشی بہت حدیثیں  
 وضعها على رسول الله صلى الله عليه وسلم اشباه عباد الاصنام من المقابرية وهي تناقض ما جاء به  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بت پرستوں کی مانند گور پرستوں کی وضع کی ہیں اور انکا مضمون سراسر دین سے  
 من دينه كحديث اذا تحيرتم في الامور فاستعينوا من اهل القبور وحديث اذا عيتكم الامور فاعلموا  
 خلاف ہے جیسی یہ حدیث جب تم حیران ہو جاؤ کسی امر میں تو مدد چاہو اہل قبور سے اور یہ حدیث جب تنہک جاؤ تم کسی امر میں تو لازم پکڑو  
 باصحاب القبور وحديث لو حسن احدكم ظنه بحرفه وامثال هذا احاديث التي هي مناقضة  
 اصحاب قبور کو اور یہ حدیث جو کوئی تم میں سے نیک اعتقاد کری بہتر کی ساتھ تو فائدہ دیوی اور ایسی ہی اور حدیثیں جو دین اسلام سے سراسر خلاف ہیں  
 لدين الاسلام وضعها اشباه عباد الاصنام من المقابرية وراحت على الجهال والضلال والله تعالى  
 یہ سب گور پرستوں بت پرستوں کی مانند فی وضع کین ہیں اور جهال اہل ضلال کو اٹھاتا ہے انکین اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے  
 انما بعث رسوله لقتل من حسن ظنه بالاجار والاشجار فانه عليه السلام جنب امته من الفتنة بالقبور  
 اپنی رسول کو واسطی قتل ایسی لوگوں کی بھیجا ہے جو بہتر ہوں اور درختوں کو پوجا کریں کیونکہ علیہ السلام نے اپنی امت کو قبروں کی فتنہ سے ہر طرح سے بچایا ہے

بكل طريق ومنها احكاميات حكيت عن اهل تلك القبور ان فلانا استغاث بالقبر الفلاني في شدة فخلص  
 اور یہ سبب ہی کہ کیا نیاں گور پرستوں کی مشہور ہیں کہ فلانی فی فلانی کی گوری مدد مانگی سختی کی وقت سواوس سختی سی نجات پائی  
 منها و فلان نزل به خروفا استدعى صاحب ذلك القبر فكشف ضرة وفلان دعاه في حاجة فقبضت حاجته  
 اور فلانی کو مصیبت پیش آئی تو اوس مصیبت زدہ فی فلانی قبر والی سی استدعا کی سواوس مصیبت دفع کر دی اور فلانی کو حاجت کی وقت پکارا سواوس کی حاجت پوری  
 وعند السدنة والمقابرية بشي من ذلك يطول ذكره وهم من الكذب خلق الله على الاحياء والاموات و  
 اور عجا ورون اور گور پرستوں کی پاس ایسی بہت تھیں جنکا ذکر درازی اور تمام خلقت سی یہ بڑی جھوٹ ہے زنون پر ہی اور مردوں پر ہی اور  
 النفوس مولعة بقضاء حوائجها وازالة ضرورتها لاسيما من كان مضطرا ينشيت بكل سبب وان كان  
 طبائع انسانی واسطی ادائی حاجتوں کی اور دفع مضرت کی حریص ہوتی ہیں خاص کر گھبراہٹ میں تو ہر چیز کا سہارا پاجنتا ہی  
 فيه كراهة ما فاذا سمع احدا من قبر فلان تريا قحرج يميل اليه فيذهب فيه ويدعوا عنه بخرة وذللة و  
 کیسا ہی مکروہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آزمودہ تریا قحرج تو اوسکی طرف متوجہ ہوگا پھر وہاں جاویگا اور اوسکو  
 انكسار فيجيب الله تعالى دعوته لما قام بقلبه من الذللة والانكسار لاجل القبر فانه لو دعا كذلك في الحانة  
 انكسار سی نہیں اسد تعالیٰ اوسکی دعا قبول کر لیتا ہی کیونکہ اوسکی دلین خوری اور انکسار پڑھتا ہی کچھ قبر کی جہت سی نہیں قبول کرتا کیونکہ اگر یہ شخص ایسی طور دکان  
 والحاجة والسوق لاجابه فيظن الجاهل ان للقبر تأثيرا في اجابة تلك الدعوة ولا يعلم ان الله تعالى يجيب  
 یا حمام یا بازار میں دعا کرتا تو ہی قبول کر لیتا پس چاہی ہی خیال کرتا ہی کہ قبر میں تاثیر ہی واسطی قبولیت اس دعا کی اور یہ نہیں سمجھتا کہ اسد تعالیٰ ہیقرر اکی دعا  
 المضطر ولو كان كافرا فليس كل من اجاب الله تعالى دعاءه يكون راضيا عنه ولا محبالة ولا راضيا لفعله  
 قبول ہی کرتا ہی اگرچہ وہ کافر ہو یہ بات نہیں ہی کہ اسد تعالیٰ جسکی دعا قبول کرتا ہی اوس سی راضی ہی ہوتا ہی بلکہ نہ اوسکا دوست ہوتا ہی اور نہ اوسکی کام سی راضی ہوتا ہی  
 فانه يجيب دعاء البر والفاجر والمؤمن والكافر يسرنا الله تعالى من الدعاء والعمل ما يكون موافقا لرضائه  
 بیشک اسد تعالیٰ دعا قبول کرتا ہی نیک اور بد کار کی اور مؤمن اور کافر کی خدا تعالیٰ ہمکو آسان کری ایسی دعا اور عمل جو اوسکی رضا کی موافق ہو  
 بلطفه وكرمه المجلس الثامن عشر في اقسام البدع واحكامها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 اپنی لطف اور کرم سی اہل دار وین مجلس بدعتوں کی اقسام دراوکی احکام امین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی  
 اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد وشر الامور محدثاتها وكل محدث بدعة  
 پھر بعد حمد کی تحقیق تمام باتوں میں اچھی کتاب اسد کی ہی اور اچھی ہدایت ہدایت محمد کی اور کاموں میں بدترین پیداغنی نکالی ہوئی یعنی بدعتیں اور ہر محدث بدعت  
 وكل بدعة ضلالة هذا الحديث من صحيح المصاير رواه جابر وفي حديث اخر رواه عراب بن سارية  
 اور ہر بدعت گمراہی ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور ایک اور حدیث میں عراب بن ساریہ کی روایت سی ہی  
 انه عليه السلام قال من بعث منكم بعدى فسيري اختلافا كثيرا فعليه كسر سنتي وسنة الخلفاء  
 کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی جو شخص جیتا ہی گامیری بعد سو قریب ہی کہ دیکھی گاہ بہت اختلاف سوا لازم پکڑو اپنی اور میری سنت اور سنت خلفاء  
 الراشدین المہدیین من بعده تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ اياكم ومحدثات الامور فان كل محدث  
 راشدین مہدیین کی ہنگاموں کی سند کرو اور دانوشی مضبوط پکڑو اور بجاؤ اپنی تین تئ باتوں سی کیونکہ ہر محدث  
 بدعة وكل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذكورة في هذين الحديثين البدعة السيئة التي ليس لها من  
 بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور راہ بدعت سی جو ان دونو حدیثوں میں مذکور ہی بدعت سیئہ ہی جسکی اصل  
 الكتاب والسنة اصل وسند ظاهر وخفي ملفوظ او مستنبط لا البدعة الغير السيئة التي يكون على  
 اور سند کتاب اور سنت سی نہیں نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ لفظوں سی یا مضامین سی سچی چادی بدعت حسنہ اور نہیں ہی جسکی



اصل وسند ظاهر او خفي فلما لا يكون ضلالة بل هي قد تكون مباحة كما استعمال المنخل والوظيفة  
اصل وسند ظاهر او خفي فلهذا لا يكون ضلالة بل هي قد تكون مباحة كما استعمال المنخل والوظيفة  
اصل وسند ظاهر او خفي فلهذا لا يكون ضلالة بل هي قد تكون مباحة كما استعمال المنخل والوظيفة  
اصل وسند ظاهر او خفي فلهذا لا يكون ضلالة بل هي قد تكون مباحة كما استعمال المنخل والوظيفة

واجبة كنظم الدلائل لرد شبه الملاحدة والفرق الضالة لان البدعة لها معنيان احدهما لغوي  
جسسي آراسته كزنا دلائل كذا واسطى دفع كذا شبهات ممدون اور گره فرقون كى اسلى كى بدعت كى دو معنى هين ايك تو معنى لغوي عام هين  
عام وهو المحدث مطلقا سواء كان من العبادات او من العبادات والثاني شرعي خاص وهو الزيادة في  
يعني محدث مطلق برابري كه عادات هين هو ايعبادات هين هو اور دوسرى معنى شرعي خاص هين يعنى دين هين كچه بڑا

الدين والنقصان منه بعد الصحابة بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا لا صريحا ولا اشارة  
يادون هين سى كچه كوشانا بعد عهد صحابه كى بدون اجازت شرعي كى كونه توقولى هو اور نه فعل اور نه صريح اور نه اشارة العام  
فانها في الحديث وان كانت عامة تشتمل جميع المحرثات لكن عمومها ليس بحسب معناها اللغوي  
پس بدعت دونو حديثون هين اگرچه عام هى اور شامل تمام محدثات كو بر عموم اور شامل باعتبار لغوي معنوں كى مقصود هين هى

بل عمومها بحسب معناها الشرعي الخاص فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر على بعض الاعتقادات  
بلکہ عموم باعتبار معنوں شرعي خاص كى مراد هى پهر پهر عادات كو بلکہ شامل هين هى بلکہ اسهين بعضى اعتقادات  
وبعض صور العبادات لانه عليه السلام لم يبعث لتعليم امر الدنيا وانما بعث لتعليم امر الدين يدل عليه  
اور بعضى صورتين عبادات كى داخل هين كيونكه نبى عليه السلام واسطى تعليم امر دنيا كى هين آئى و صود واسطى تعليم امر دين كى آئى هين اس حدیث سى

قوله عليه السلام انتم اعلم بامور دنيا كما اذا امرتكم بشئ من امر دينكم فخذوا به ثم البدعة في الاعتقاد  
سمجها جاتى كى كتم خوب جانتى ابو ايتى دنيا كى كار بار جب هين نكودين كى مات بتا ياكرون نولسيا كرو پهر بدعتين اعتقاد كى  
بعضها كفر وبعضها ليس بكفر لكنها اكبر من كل كبيرة حتى القتل والزنا وليس فوقها الا الكفر والبدعة في  
بعضى كفر هين اور بعضى كفر هين هين مگر تمام كها پهر سى سخت هين بيان نك كه قتل اور زنا سى هى اور اوس سى زياده درجه كفر هى اور بدعت

العبادة وان كانت دونها لكن فعلها عصيان وضلال لا سيما اذا صدمت سنة موكرة واما البدعة  
عبادت هين اگرچه اوس سى كترى براوسكا عمل كرنا نافرمانى اور گره هى هى خاص كر جب كه سنت موكره كى مقابل هو اور بدعت  
في العادة وليس في فعلها عصيان وضلال بل تركها اولى فتركها اولى اذا تقرر هذا فالمناسرة عون  
عادات كى اسكى كرتين كچه نافرمانى اور گره هى هين هى بلکہ ترك اولى هى سواسكا هى ترك اولى هى جب هه هه چكا تو مناره سى مدد هونى هى

لا علام وقت المصلاة وتصنيف الكتب عون للتعليم والتبليغ ونظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة  
واسطى خزينى وقت نماز كى اور كتابون كا تصنيف كرنا مدد گاهى واسطى تعليم اور تبليغ امر معروف كى اور آراسته كرنا دلائل كا واسطى دفع شبهات ممدون  
والفرق الضالة هي عن المنكر وذبح عن الدين فكل منها ما ذون فيه بل ما مور به لان البدعة الغير السبقة  
اور گره فرقون كى باز كر هتا هى منكر سى اور دفع كرنا هى شبهات كا دين سى سوهر كى انهن سى رخصت هى بلکہ تعميل كا حكم هى اسلى كى بدعة حسنه  
ما لم يحتج اليه الاوائل ثم الاحتج اليه الاواخر وراوه حسنا على سبيل الاجماع بلا خلاف ولا نزاع  
وهى كى متقدمين كو اوسكى حاجت نهى پهر متاخر اوسكى حاجت نهى اور سبكو بلا خلاف و نزاع پسند آى و بعد  
وعند الاستقرار لا توجد تلك البدعة الغير السيئة في العبادات البدنية المحضة كالصوم والصلاة  
تلاش كى بدعت حسنه عبادات بخالص بدنيه هين هين پائى جاتى جيسى روزہ اور نماز

وقراءة القرآن ووظائف كل منها بل لا تكون البدعة فيها الا سيئة لان عدم وقوع الفعل في الصدق والاول  
 اور تلاوت قرآن کی اور وظیفہ کی تمام عبادتوں میں یہی ہوں بلکہ انہیں ہمیشہ بدعت سیئہ ہی ہوتی ہے اسلئے کہ نہ تو کسی کا کا  
 قرآن اول میں  
 ليس الا لعدم الحاجة اليها ولوجود مانع منها او لعدم التنبيه لها والتكاسل عنه او لكرهه وعدم مشروعية  
 یا تو بسبب نہ ہونی حاجت کی یا بسبب موجود ہونی مانع کی یا بسبب بی خبری کی یا ہاری کا ہلی کی یا بسبب کورہ اور ناجائز ہونی کی ہی  
 ولا لان منتفیان فی العبادات البدنية المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا  
 دون پہلی سبب تو عبادات خالص بدنیہ میں نہیں ہو سکتی اسلئے کہ حاجت قربت الہی کی عبادت سے منقطع نہیں ہوتی  
 وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهلها لم يكن منها مانع وكذا عدم التنبيه لها والتكاسل عنها منتفيا ايضا  
 اور بعد ظاہر ہونی اسلام اور غلبہ اہلہ کی اس سے کوئی مانع نہیں تھا اور ایسی ہی بی خبری اور کاہلی ہی نہیں ہو سکتی  
 انذ لا يجوز ان يظن ذلك للنبي عليه السلام وجميع اصحابه فلم يبق الا كونها بدعة مكروهة غير مشروعة  
 اس واسطے کہ کہاں جائز ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوے کہ یہ سوا بدعت مکروہہ اور ناجائز ہونی کی کوئی بدعت  
 وهذا المعنى امراد عبد الله بن مسعود لما اخبرنا بالجماعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل  
 اور یہی ہی غرض ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جب انکو خبر ہوئی ایک جماعت کی جو بعد مغرب کی بیٹھا کرتی تھی اور انہیں ایک شخص  
 يقول كبروا لله كذا وكذا وسبحوا لله كذا وكذا واحمدوا لله كذا وكذا فيفعلون فحضرهم فلما سمع  
 کہتا تھا انا اللہ کبر کہو اتنی بار اور سبحان اللہ کہو اتنی بار اور الحمد لله کہو اتنی بار پس وہ لوگ کہتی جاتی سو عبد اللہ بن مسعود انکی پاس آئے  
 ما يقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدة ظلماء اولقد  
 جو کہتی تھی کھڑی ہو کر کہا میں عبد اللہ بن مسعود ہوں پس تم ہی اللہ کی جو نہیں معبود سوا اسکی بیشک تم بدعت کرنی ہو بنایت سیاہ  
 فقم على اصحاب محمد عليه السلام علمنا يعني ان حاجتكم به اما ان يكون بدعة ظلماء او انكم تداركتم  
 تم فائق ہو گئی ہو محمد علیہ السلام کی اصحاب پر علم میں مراد انکی یہ ہے تم جو یہ کرتی ہو یا تو یہ بدعت تاریک ہے یا تمتی ایسی بات جسکی  
 على الصحابة ما فاتهم لعدم تنبيههم له اولتكاسلهم عنه فعلموا منهم من حيث العلم بطريق العبادة  
 جو صحابہ کی آہ نہ آئی انکی بی خبری سے یا سستی سے طریق عبادت کی علم میں تم اوسے غالب ہو گئی  
 والثاني منتف فتعين الاول وهو كونه بدعة ظلماء وهكذا يقال بكل من اتى في العبادة البدنية المحضة  
 اور دوسری بدعت نہیں ہو سکتی تو پہلی ہی بات یعنی بدعت پہلی مقرر رہی یہی جاری ہو سکتی ہے ہر ایک کی حق میں در باب عبادت خالص بدنیہ کی  
 بصفة لم تكن في زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة في الفعل المبتدع يقتضي كونه بدعة حسنة  
 ایسی طور پر جو صحابہ کی وقت میں نہیں تھا اس واسطے کہ اگر عبارت کا وصف افعال محمہ نہ کو بدعت حسنة بناد با کری  
 لما وجد في العبادات ما هو بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة المكروهة على ما صرح  
 اور عبادات میں بدعت مکروہہ کہی نہوا کرتی اور حال یہ ہے کہ عبادات میں بدعت مکروہہ ہوتی ہے جنانچہ علماء نے  
 في تصانيفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فيها ومثل التصلية والنزضية والتامين في أثناء الخطبة  
 اپنی تصانیف میں صلوات کہا ہے جسے نماز رغائب کی اور اہمیں جماعت اور جیمی صلی اللہ کہنا اور رضی اللہ کہنا اور امین کہنا خطبہ پڑھنی میں  
 وانواع النغبات الواقعة فيها وفي الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذكر امام الجماعة وقراءة القرآن  
 اور اقسام ترنم جو خطبہ میں اور آذان میں اور تلاوت قرآن میں کرتی ہیں اور ذکر بجا کر جنازی کی آگے اور اہمیں کی آگے  
 في الطرق وغير ذلك من البدع المنكرة الواقعة في العبادات وليس لاحد ان يقول انها ليست من قبل  
 راستہ میں اور سوا اسکی اور انکی بدعتیں جو عبادات میں ہوتی ہیں اور کیا طاقت ہے کسی کہ کہی یہ امور بدعات سیئہ



البدعة السيئة المكروهة بل هي من قبيل البدعة الحسنة المشروعة بدليل كون بعض الاشياء المحذرة  
اور مكروهة نہیں ہیں بلکہ قسم بدعت حسنہ مشروع سی ہی اس دلیل سی کہ بعض چیزیں نوا حداث

بعد الصحابة حسنا كبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخيرات التي لم تعهد في عهد الصحابة  
بعد قرن صحابہ کی حسن ہیں جیسی مدرسے بنانی اور خانقاہ اور سرائ اور ماہذا سکی انواع خیرات کی جو صحابہ کی وقت میں اونکی رسم نہ تھی  
اذ يقال له عانت حسنة بالادلة الشرعية الصحيحة فهو ما ان لا يكون بدعة فيبقى عموم العام في  
اسواسطی کہ جواب یہی جس کا حسن دلائل شرعیہ صحیحہ سی ثابت ہو پس وہ یا تو اصلا بدعت نہیں ہی اب عام کا عموم

اكتسبت على حاله او يكون مخصوصا من هذه العام والعام الذي خص منه البعض دليل فيما عدا الخصوص  
دو لو حدیثوں میں اپنی حال پر باقی ہی یا مخصوص ہوگا اس عام میں سی اور جو عام کر اس سی بعض فرد خاص ہو جاوی وہ دلیل ہوتا ہی بخیر فرد مخصوص کی  
فمن ادعى ثبوت حسن العبادة المحدثه وكونها مخصوصة من هذا العام يحتاج الى دليل يصلح ان يكون  
اب جو شخص عبادات نوا حداث کی حسن کا دعویٰ کری اور او کو مخصوص بتاوی اس عام میں سی تو حاجت ہوگی ایسی دلیل کی جو قابل

مخصص لان عادة اكثر البلاد وقوله كثير من الزهاد والعباد ليس مما يصلح ان يكون معارضا  
مخصص کی ہودی اسواسطی کہ چلن اکثر شہروں کا اور اقوال زاہدون اور عابدوں کی اس قابل نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سی معارض  
كلام الرسول عليه الصلوة والسلام وكذلك الدليل المخصص هو الدليل الشرعي من الكتاب  
ہو سکتین اور ایسی ہی دلیل مخصص وہ دلیل ہوتی ہی جو موافق شرع کی اور ماخوذ کتاب اور

السنة والاجماع الذي هو مختص باهل الاجتهاد ومن ليس باهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو في حكم  
سنت اور اجماع سی ہو جو خاص اجتہاد والوں سی ہو اور جو زاہد اور عابد کہ صاحب اجتہاد نہیں ہیں وہ عوام لوگوں میں  
العوام لا يعتد بكلامه الا ان يكون موافقا لاصول والكتب المعتمدة وهذه قاعدة دلت عليه السنة  
داخل میں اونکی بات کا اس باب میں اعتبار نہیں ہاں اگر اونکی کلام اصول اور کتابوں معتبرہ سی مطابق ہو تو معتبر ہی اور یہ وہ قاعدہ ہی کہ سنت

والاجماع مع ان في كتب الله تعالى ما يدل عليها ايضا وهو انه تعالى قال ام لهم شركا وشركوا لهم من  
اور اجماع سی ثابت ہی باوجودیکہ کتاب اللہ میں ہی اس طرف اشارہ ہی وہ یہ آیت ہی فرمایا کیا اونکی اور شرک ہیں جو راہ ڈالی تھی اونہوں کی  
الذين ما لم ياذن به الله فمن احث شيئا يتقرب به الى الله تعالى من قول او فعل من غير ان يتشرع  
اونکی واسطی دین کی جسکا حکم نہیں دیا اللہ فی پیر جو کوئی نئی بات عبادت کی واسطی تقرب الہی کی پیدا کری قوی ہو یا فعل بدول مقرر کرنی

الله تعالى فقد شرع في الدين ما لم ياذن به الله تعالى فمن تبعه فقد اتخذ شركا ومعبودا كما قال  
اللہ تعالیٰ کی تو ادنیٰ درجہ میں ایسا نیا طریق نکالا کہ جسکا اللہ تعالیٰ فی حکم نہیں دیا پیر جو او سکنا تابع ہوا اوسنی گویا شرک اور معبود پیدا کیا چنانچہ  
الله تعالى في حق اهل الكتاب اتخذوا احبارهم وشرهاهم اربابا ومن دون الله فقال عدي بن حاتم  
اللہ تعالیٰ فی اہل کتاب کی حق میں کہا ہی ہر ائی میں اپنی عالم اور درویش خدا اسکو چھوڑ کر پس عدی بن حاتم نے

للنبي عليه السلام ما عبدوهم فقال عليه السلام طاعوهم فمن اطاع احدا في دين لم ياذن به الله تعالى  
نبی علیہ السلام سی عرض کیا اونہوں کی عبادت تو نہیں کی آپ فی فرمایا اونکی اطاعت کی اور جو شخص کسی اطاعت کری دینی امر میں بدول حکم اللہ تعالیٰ کی  
فقد عبده واتخذة ربا فعلم من هذا ان كل بدعة في العبادات البدنية المحضة لا تكون الا سيئة و  
تو ادنیٰ گویا عبادت کی دراؤ کو اپنا رب مقرر کیا اس سی معلوم ہوا کل بدعتیں عبادات بدنیہ خالص میں ستہ ہی ہوتی ہی اور

ربما لا يفرق كثير من الناس بين احسنة والسيئة فيظنون ان كل ما استحسنته نفوسهم وما مال اليه  
بعضی وقت اکثر لوگ بدعت حسنہ اور سیئہ میں تمیز نہیں کرتی وہ یہ سمجھ لیتی ہیں کہ جو بات دلکو پسند آوی اور طبیعت اونکی طرف متوجہ ہو

طباعهم بحسننا فيعدون السيئة من الحسنة فقد خبطا خطا خبط عشواء لا يفرق بين الواجب  
 وهو حسن ہی ہر وہ سبب کو بھی حسن تصور کرتی ہیں سو وہ رستہ بجلی جیسے تھی اور ٹٹنی کراچی چلتی ہیں مہلک رستہ  
 المہلکۃ والجادة المنجية في مشيها والضابط في هذا ان يقال الناس لا يحد ثون شيئا الا انهم  
 اور قاعدہ اسکا یہ ہے کہ یوں کہیں کہ بنی آدم نئی بات نہیں کرتی جب تک اوسین کچھ صحت  
 مصلحة اذ لو اعتقدوا فيه مفسدة لم يحد ثوه فمأراه الناس مصلحة ينظر في السبب فان كان  
 نہیں دیکھتی کیونکہ اگر اوسین کچھ برائی سمجھیں تو کیوں پیدا کریں پھر جس امر میں وہ لوگ مصلحت دیکھتی ہیں اوسکی باعث میں تامل کرنا چاہیے پس اگر وہ  
 السبب امر قد حدث بعد النبي صلى الله عليه وسلم فمجرد احداث ما تدعو الحاجة اليه كنظم  
 سبب ایسا امر ہی کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہوا ہی تو اب حاجت کی موافق اوسکی اصلاح کی واسطی جو کڑی جائز ہی جیسی قائم کرنا  
 الدلائل فان السبب الداعي اليه ظهور الفرق الضالة فانهم لما لم يظهروا في عهده عليه السلام  
 دلائل کا بیشک سبب باعث ان دلائل کا ظاہر ہونا اگر ہر فرق کا ہی وہ گمراہ فرق چونکہ نبی علیہ السلام کی زمانہ میں نہیں تھی  
 لم يحد ثوا في عصره عليه السلام لكن ترك لعارض نزول بموت  
 تو دلائل کی بھی حاجت نہیں تھی اور اگر سبب مقتضی اول امر تو احداث کا نبی علیہ السلام کی عہد میں موجود تھا مگر کسی عارضہ کی باعث ترک تھا کہ عارضہ کیسے  
 فذلك يجوز احداثه كجمع القرآن فان المانع منه في حياته عليه السلام كون الوحي لا يزال ينزل  
 تو بھی ایسی امر کا احداث کرنا جائز ہی جیسی قرآن کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام حیات میں بلا ناغہ وحی آتی رہتی تھی پھر اللہ تعالیٰ  
 فيغير الله تعالى ما يشاء فزال ذلك المانع بموته عليه السلام واما ما كان مقتضى لفعله في عهده عليه  
 جو بھی تھا سو بدل دیتا تھا پھر سبب موت حضرت کی یہ مانع جاننا اور جس امر کا مقتضی یعنی باعث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی  
 موجودا من غير وجود المانع منه ومع ذلك لم يفعل عليه السلام فاحداثه تغيير لدين الله تعالى  
 موجود تھا اور مانع اوسکا نہیں تھا اور تو بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس امر کو نہیں کیا تو ایسی امر کا کرنا اللہ کی دین کو تغیر کرنا ہی  
 اذ لو كان فيه مصلحة لفعله عليه السلام وحيث عليه ولما لم يفعل عليه السلام ولم يحد ث  
 اسواسطی کہ اگر ایسی امر میں کچھ خیر ہو تو بیشک اللہ علیہ السلام کرتی یا اوسپر رغبت دیتی اور چونکہ نہ تو اوکو کیا اور نہ اوسپر رغبت دی  
 علم انه ليس فيه مصلحة بل هو بدعة قبيحة سيئة مثاله الاذان في العيدين فانه لما حدثه  
 تو معلوم ہوا کہ اس میں کچھ خیر نہیں ہی بلکہ وہ سراسر بدعت قبیحہ ہی جیسی عیدین میں اذان کا پڑھنا اس اذان کو جب  
 بعض السلاطين انكروا العلماء وحكموا بکراهته فلو لم يكن كونه بدعة دليل على كراهته لقليل  
 بعضی سلاطین نے مقرر کی تو اوسیر علماء نے انکار کر کے اعتراض کیا اور مکررہ پڑایا پھر اگر وہ ہی اذان بدعت ہو کر کراہت کی دلیل نہ ہوتی تو البتہ کوئی جواب  
 هذا ذكر الله تعالى ودعاء الخلق الى عبادة الله تعالى فيقاس على اذان الجمعة او يدخل في العمارة  
 کہتا کہ حسب یہ تو خدا کا ذکر ہی اور اسکی خلقت کو عبادت کی واسطی بلایا ہیں یہ ایسی ہی جیسی جمعہ کی اذان یا داخل ہی تحت عام قاعدہ کی  
 التي من جملتها قوله تعالى واذكروا الله ذكرا كثيرا وقوله تعالى ومن احسن قولا لمن دعا الى الله  
 کہ انہیں ہی یہ آیت ہی اور یاد کرو اللہ کی یاد بہت اور اوس ہی بہتر کسی بات جتنی بلایا اللہ کی طرف  
 لكن لم يقولوا ذلك بل قالوا كما ان فعل ما فعل عليه السلام كان سنة كذلك ترك ما تركه عليه السلام  
 لیکن یہ جواب کسینی نہیں دیا بلکہ ہی قایل ہوئی کہ جیسی عمل کرنا اوس کا کار کا جو پیغمبر علیہ السلام نے کیا سنت ہی ایسی ہی ترک کرنا ہی اوس کا کار کا جو پیغمبر  
 مع وجوب مقتضى وعدم المانع منه كان سنة ايضا فانه عليه السلام لما امر بالاذان في الجمعة  
 اللہ علیہ وسلم نے یا وجوب مقتضی اور نہ ہونی کسی مانع کی ترک کیا سنت ہی بیشک پیغمبر علیہ السلام نے جب جمعہ کو اذان کا امر فرمایا

حکایت علیہ السلام





فعليك بالاتباع فان خاض الامر لا تدرك بالقياس او ما ترى كيف نذبت الى الصلوة ونهيت عنها  
 تجتنبوا اتباعه في لازم هي بيشك خواص امور قياس سي نهين معلوم هوني ديکيتا نهين که نماز کی باب میں کسی ترغیب ہی بالین ہے  
 في جميع النهار و امرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى قد  
 نهين اجزا اشار بين طاعت هي اور تجتنبوا حکم هي نماز نہ پڑھنی کا بعد صبح اور عصر کی اور وقت طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کی اور یہ سب ملکر تحفیناً  
 ثلث النهار وقال في الاحياء فكما ان العقول تقتصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل  
 تنهي الى ان هو تاي اور احياء بين کہا ہی جیسی عقل قاصر ہی منفعات دواء کی دریافت کرنی سی باوجودیکہ اس میں تجربہ کو دخل ہی  
 اليها كذلك تقتصر عن ادراك ما ينفع في الاخرة مع ان التجربة غير منطوق اليها وانما يكون ذلك لورجم  
 ایسی ہی عقل قاصر ہی دریافت کرنی اون امور کی سی جو آخرت میں نافع ہوں باوجودیکہ تجربہ کو اور ہر کوئی راہ نہیں ہی یہ حال جب معلوم ہوگئی ہی اگر  
 الينا بعض الامور ات واخبرنا عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وذلك مما لا مطمع فيه  
 ہماري پاس کوئی مردہ چلا آوی وہاں کہہ دیتا وی کونسا عمل اللہ تعالیٰ ہی نزدیک کر تاي اور کونسا دور کر تاي سو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا  
 وقال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان رجلا يوم العيد في الجبانة اراد ان يصلي قبل صلوة العيد  
 صاحب مجمع البحرين فی اوّلی شرح میں بیان کیا ہی ایک شخص نے عید کی دن مصلی میں ارادہ کیا کہ عید کی دو گانہ سی پہلی نماز پڑھی  
 فيها ه على فقال الرجل يا امير المؤمنين اني اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة فقال واني اعلم ان  
 سوعی فی لکون منع کیا اور نہ تمنی کہا با امیر المؤمنین میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب نہیں کرے گا پھر علی فی فرمایا میر جانتا ہوں کہ  
 الله تعالى لا يثيب على فعل حتى يفعل رسول الله عليه السلام ويحدث عليه فيكون صلاتك عشا  
 اللہ تعالیٰ نہ عتاب نہ عذاب دیتا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر لیں یا اور کو ان فرماوین آپ تشری ہی یہ نماز عیشہ ہی  
 والعيب حرام فلعله تعالى يعذبك به بما الفتك لنبیه وقال صاحب النهاية بكرة ان بتنفل بعد  
 اور عیب حرام ہی پس شاید کہ اسکی بدلہ اللہ تعالیٰ تجھ کو عذاب دی بسبب مخالفت نبی علیہ السلام کہ اور صاحب ہدایہ کہتی ہیں مکروہ ہیں تنفل پڑھنے بعد  
 الخبر اكثر من ركعتي الفجر لانه عليه السلام لم يزد عليه ما مع حصة على الصلوة فانظر كيف جعل  
 خبر صحیح صاف ہی کہ سوار دو رکعت سنت فجر کی اس واسطی کہ نبی علیہ السلام ہی اس دوسری زیادہ نہیں پڑھیں باوجود محبوب ہونی نماز کی اب دیکھ نبی علیہ السلام کی  
 فقل عليه السلام في العبادات دليل على الكراهة وقال ابن الهمام ما تردد من العبادات بين اهل  
 نماز نہ پڑھنے کو باب عبادات میں کسی دلیل کراہت کی پڑائی ہی ابن ہمام کہتے ہی جو عبادات کہ واجب  
 والاربعة ياتي بها احتياطاً وما تردد بين البدعة والسنة يتركه لان ترك البدعة لازم واد السنة  
 در بدعت کی چھ ہیں مشکوک ہو تو احتیاطاً عمل میں لاوی اور جو عبادات بدعت اور سنت کی پیچھن مشکوک ہو تو ترک ہی اس واسطی کہ بدعت کو چھوڑ  
 غير لازم وفي الخلاصة مسألة تدل على ان البدعة اشد ضرراً من ترك الواجب حيث وان اذا  
 کچھ ضرر نہیں اور خلاصہ میں ایک مسئلہ ہی جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بدعت کا ترک واجب سی ہی پڑا ہی جس جگہ کہا ہی اگر  
 شك في صلاته هل صلاحها ام لا ان كان في الوقت فعليه ان يعيدها وان خرج الوقت ثم شك  
 شک واقع ہو گا میں ایا ادا کی ہی یا نہیں اگر ہی وقت باقی ہی تو اسیر اعادہ ہی اور اگر وقت جاتا رہا پھر شک ہوا  
 لا شيء فيه ولو كان الشك في صلاة العصر يقرأ في الركعة الاولى والثالثة ولا يقرأ في الثانية والثالثة  
 تو میں کچھ نہیں اور اگر عصر کی نماز میں شک ہو تو اعادہ میں پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں قدرت ادا ہی اور دوسری رکعت  
 الرابعة فنحن الاوليين المقرأة في الفرض واجب دغداً بتركه حكا عن احتلال وقدم التنفل بعد العصر  
 چوتھی میں قدرت نہ پڑھی پس پہلی اور کھتوں کا میں کرنا واسطی قدرت کی فرض میں واجب ہی سو حکم ہوا انما شرک اسل اسطی لئی مساوا بعد عصر کی ملین





الصحابة فقط او لاستغراق خصائص الجنس فيراد بالمسلمين اهل الاجتهاد الذين هم الكاملون في صفة

صوابه بين فقط بالام واسطى استغراق خصائص جنس كى هى بهر مراد مسلمين اجتهاد والى علماء بين جو صفت اسلام بين كامل بين

الاسلام صرفا للطلق الى الكامل لان المطلق عند عدم القرينة ينصرف الى الفرد الكامل وهو المجتهد

واسطى صرف مطلق كى طرف كامل كى اسنى كى جب مطلق قرينة سى ظالى هوتاى لى او كى طرف لى جاتى لى طرف كى طرف كامل مجتهد هى

فيكون المعنى امرأة الصحابة اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وامرأة الصحابة اهل الاجتهاد

اب بهر معنى هو بى جسات كو صحابه يا علماء مجتهد حسن جاتى سوده اسدى كى نزديك حسن هى اور جسات كو صحابه يا علماء مجتهد

قيحا فهو عند الله قبيح ويجوز ان يكون للاستغراق حقيقى فيكون المعنى امرأة جميع المسلمين حسنا

قيح سجين سوده اسدى كى نزديك قبيح هى اور وه لام استغراق حقيقى كى بهر سكتاى اب بهر معنى هو بى جسات كو تمام مسلمان حسن جاتى

فهو عند الله حسن وامرأة جميع المسلمين قيحا فهو عند الله قبيح واختلاف فيه فالعبرة بالقرن

سوده اسدى كى نزديك حسن هى اور جسات كو تمام مسلمان قبيح جاتى سوده اسدى كى نزديك قبيح هى اور جسات كو تمام مسلمان قبيح جاتى

المشهور لهم بالخيرة للقرن المشهور لهم بالكذب وعدم الاعتماد في قوله عليه السلام خير القرن قرني

جسكى حق من شهادت خير كى هى باقى قرن كا اعتبار نهو كا جلى حق من شهادت كذب اور بى اعتبار كى هى اس حديث بين سب قرن من بهتر ميرا قرن هى

الذى بعثت فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفتشوا الكذب فلا تعمدوا اقوالهم وافعالهم ولا ريب

جسمين من مبعوث يفتشون بهر جواسى متصل بين بهر جواسى متصل بين بهر جواسى متصل بين بهر جواسى متصل بين

ان الصحابة والتابعين والائمة المجتهدين كانوا يرون ما جاوز قدر الضرورة من البدع قيحا فهو عند الله

صوابه اور تابعين اور ائمة مجتهدين جاتى تهى كى جو بدعت قدر ضرورت سى بڑه جادى وه قبيح هى پس وه اسدى كى نزديك هى

قبيح ومثل قوله عليه السلام لا تجتمع امتى على الضلالة فان المراد بالامة في هذا الحديث اهل الاجما

قبيح هى اور جيسى بهر حديث نهين متفق هو كى ميرى امت كى هى پر بيشك مراد امت سى اسديت بين وه اهل اجماع بين

الذى هو بكل مجتهد ليس فيه فسق ولا بدعتا صلا لان الفسق يورث التهمة وليسقط العدالة وصال

خمين بهر ايك ايسا مجتهد ملا هو كى اصلا او سمين نه فسق هو نه بدعت اسوسطى كى فسق سى تهمت پيدا هوتاى هى اور عدالت جاتى بهتتى هى اور

البدعة يدعون الناس الى البدعة ولا يكون من اامة على الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل

بدعتى كوكون كى بدعت كى طرف بلا تاتاى اور مطلق است مراد نهين هى اسوسطى كى امت مطلق سى مراد اهل

السنة والجماعة وهم الذين طريقهم طريق النبي عليه السلام واصحابه دون اهل البدع والضلال

سنت والجماعت بين وه وه لوگ بين جنكا طريقه بعينه طريقه بنى عليه السلام اور صحابه كاهى اهل بدعت اور اهل ضلال مراد نهين بين

كما قال النبي عليه السلام امتى من استن بسنتى ويصم ان يراد بامتى جميع الامة بناء على ان الاضافة

چنانچہ بنى عليه السلام فرماتى بين ميرى امت وه هى جو طريقه پکڑى ميرى سنت كو اور بهر سكتاى كى امت سى تمام است مراد هو اسوسطى كى اضافت

كالام قد تكون للاستغراق فيكون المعنى لا يجتمع جميع امتى في زمان من الازمنة على الضلالة كما

مانند لام كى كسى واسطى استغراق كى هوتاى هى اب بهر معنى هو جواسى نهين متفق هو كى ميرى تمام امت كى كسى زمانه بين گراى پر جيسى

اذ اجتمع اليهود والنصارى بعد نبيهم على الضلالة فيكون هذا الحديث موافقا لقوله عليه السلام

يهود اور نصارى ابناى بنى كى بعد گراى پر متفق هو كى بين پس بهر حديث موافق هو كى اس حديث سى

لا يزال طائفة من امتى قائلين بامر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى ياتي امر الله اذ تقر

هميشه سى كى كسى گروه ميرى امت كى قايم او پر امر الهى كى نه ضرر دىگا او كو جو قطع كرى او كو اور نه جواسى مخالف هو بيان كى كى جاتى كى قبيح بهر كى



هذا فالواجب على كل مسلم في هذا الزمان ان يحذر من الاعتزال والميل الى شي من البدع والمحدثات

تو اس زمانہ میں ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ہر چیز کو تاریخی فریب میں آئی اور تو کسی طرف کسی بدعت اور محدثات کی

ويصون دينه عن العوايد التي استأنس بها وترى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افانها و

اور عواصم سے اپنی دین کو بچاوی جن سے انس رکھتا ہے اور انہیں پرورش پائی ہے کیونکہ یہ زہر قاتل ہے اسکی آفت سی آدمی کم بختا ہے اور

ظهر له الحق معها الا ترى ان قريشا لاجل العوائد التي افتمها نفوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم

اسمیں اسحق کم ظاہر ہوتا ہے کیا معلوم نہیں کہ قریش نے نواہی کی ماری جس میں اونکی دل لگی ہوئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احکام سے انکار کیا

ما جاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم حتى قالوا في حقته عليه السلام

کہ جو سراسر ہدایت اور بیان تھی اسے سبب سے وہ کافر ہوئے اور طغیانی ٹھہری یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حق میں کہا سو کہا

ما قالوا بسبب ما تروا عليه وتنشوا فيه ولذلك كان ابن مسعود يقول اياكم وما يحدث من البدع

واسطی اور امر کی جس میں پرورش پائی تھی اور جو ان ہوئی تھی اے لئی ابن مسعود کہا کرتی تھی بچو نواحیات بدعات سے

فان الدين لا يذهب من القلوب برة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان

کیونکہ دین دلوں کی اندری ایک ہی دفعہ نہیں جاتا نہ ہنگام لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتیں پیدا کرے گا یہاں تک کہ ایمان

من قلوبكم فعليه ان لا ينجي للمؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة تصميته على شيء وكثرة عبادته به انه

تمہاری دلوں سے نکال دینا اس پر عمل کی موافق مؤمن کو لازم ہے کہ ہند من : آدمی کہ استدلال کرتی لگی قوت تصمیم سے کسی چیز پر اور کثرت عبادت سے کہ

على الحق فان تصميته عليه وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمدنا شيدا لا يدل على كونه على الحق في دينه

میں حق پر ہون کیونکہ اسکی تصمیم اور مانہ آنا اس چیز سے اگرچہ دفتر توجیہ لکھ جاوی برزخ کی حقیقت برداشت نہیں کرتا

لان جزمه واتصمه به عليه لبس من حيث كونه حقا بل من حيث انشائه بين قومين فويل بينه وبين

اس واسطی کہ اسکا جزم اور تصمیم اس چیز بر حقیقت کی جہت سے نہیں ہے بلکہ اس جہت سے کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہے کہ اسکو دین سے جانتی ہیں اور

للنشأة والمخاطبة في عظيم في تصميته شئ حقا كان او باطلا الا ترى ان مثل هذا التصميته يوجد

سدا نش اور صحیح : نہ کو انشاء کی حقیقت اور ابطال میں بڑا اثر ہوتا ہے کہا معلوم نہیں کہ ایسی تصمیم تمام

عامة من زوى الجمل المركب كاليهود والنصارى ومن في معذاهم فالحذر الحذر من هذا السهم القاتل

جمل ہر سوانہ میں پائنتی تال ہے جس میں بہر اور نصاری اور جو لوگ انکی طنی کی میں لبس بچو بچو اس زہر قاتل سے

وكن حائرا في الحق مستيقظا خادع من هجتك بالاتباع وترك الاستداع فان الاتباع افضل عمل عمله

اور مستحجبہ حق کی طرف : دہا علی خلاصی اپنی جان کی اتباع کی فیض اور بدعت کی چوڑی سے بے شک اتباع سنت آدمی کی واسطی

الموع في شدة الامر على خلاف السنة منذ زمان طويل فلا بد لك ان تكون شديد التوق

اس پر شدت امور عام انسان سے بڑی اسلوب علی کہ نہ دراز سے محو بدعت بر خلاف سنت پہل رہا ہے سو بچو بچو ضروری کہ بدعات اور محدثات امور سے بہت سی

صحت رطوبت ان لا يولد وان انفق عليه الجهد ولا يغرنك اتفاقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي

بچنا ہے کہ اگرچہ اول بدعت بہت خفقت لی اتفاق کیا سو سواونکی اتفاق سے بدعات پر جو بعد صحابہ کی نقل میں فریب نہ کہانا بلکہ بچو

الاجابة ان الله تعالى قد جعل في آياته من لا يولد وان انفق عليه الجهد ولا يغرنك اتفاقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي

یہ ہے : ہر آدمی کہ اونکی حالات اور عمل و توفیق سے نہ

الاجابة ان الله تعالى قد جعل في آياته من لا يولد وان انفق عليه الجهد ولا يغرنك اتفاقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي

یہ ہے : ہر آدمی کہ اونکی حالات اور عمل و توفیق سے نہ

اذا اختلف الناس فعلیکم بالسواد الاعظم والمراد به لزوم الحق واتباعه وان کان للمفسک به قلیلا ولما  
 کہ جب آدمیوں میں اختلاف پڑے تو لازم پکڑو انہوہ کثیرہ کو اور اس سے مرد لازم کر لینا حق کا اور اتباع او سکا ہی اگرچہ مفسک بہ قلیل ہو اور مخالف  
 لہ کثیر لان الحق ما کان علیہ الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبقة الی كثرة الباطل بعدهم وقد قال فضیل بن  
 کثیر بن اسوطی کہ حق وہی جس پر پہلی جماعت یعنی صحابہ ہیں اور بعد صحابہ کی انہوہ باطل کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور فضیل بن عیاض فی  
 عیاض ما معناه الزم طرق الهدی ولا یضرب قلة السالکین وایا طرق الضلالة ولا تغتر بکثرة الممالکین واما  
 یہ مضمون بیان کیا ہی اختیار کر طریقہ ہدایت کا اور کچھ کچھ نقصان نہیں ہے تو کچھ سالکین سے اور بچتارہ گمراہی کی رستہ سے اور غیب میں نہ آتا کہ ہونو الوکی کثرت سے  
 بعض السلف اذا وافقت الشریعة ولاحظت الحقيقة فلا یثبأل وان خالف رايك جميع الخلیقة وقال ابن  
 بعض متقدمین فی کہا ہی اگر تو شریعت کی موافق ہے اور حقیقت کو دیکھ چکا تو بہر کچہ برواہ نہیں ہے اگرچہ تیری رائی کا تمام عالم مخالف ہو اور ابن مسعود فی  
 مسعود انتم فی زمان خیرکم المسارع فی الامور وسیاتی زمان بعدکم خیرهم فیہ المثبت المتوقف لکثرة  
 کہ یہ ہی تم ایسی زمانہ میں ہو کہ تم میں بہتر وہ ہی جو جلدی کری کاموں میں اور تمہاری بعد زمانہ آتا ہی اوس زمانہ میں بہتر سب سے ثابت رہتی والا توقف کرنا وہی بسبب کثرت  
 الشبهات قال الامام الغزالی ولقد صدق لان من لو یثبت فی هذا الزمان ووافق الجماعة خیر فیہم فیہ وخاخر  
 شہادت کی امام غزالی کہتی ہیں البتہ سچ کہا ہی اسو اسطی کہ جو اس زمانہ میں قائم نہ رہے اور انہوہ کی ساتر ہو گیا جس میں وہ لگی ہوئی تھی اور ان کی  
 فیما خاضوا فیہ یهلك كما هلكوا فان اصل الدین وعمدته وقوامه لیس بکثرة العبادة والتلاوة و  
 بامین بنانی لگا تو ہلاک ہو گا جیسے وہ ہلاک ہوئی کہونکہ دین کی اصل اور خوبی اور رستی عبادت اور تلاوت کی کثرت سے اور  
 المجاهدة بالجموع وغیره وانما هو با حرازه من الافات والعاهات التي تأتي علیہ من البدع والمحدثات  
 کہونکہ کی منقبت اور بٹانی سے نہیں ہے نیکو دین کی خوبی آفات اور صدمات سے بچانی میں ہی جو اس پر بدعتیں اور نئی نئی منقبات کثرت سے  
 فانها اکثرتها وشيوعها صارت كانه من شعائر الدین او من الامور المفروضة علینا فی الیتنا  
 البتہ بہ بدعتیں اس کثرت سے پہلی ہیں کہ گویا دین کا نعمہ اور نشان ہو گئیں بالیسی کہ گویا ہماری اوپر فرض ہیں کا حکم ہم  
 کنائبها علی انہا بدعت اذ لو کان كذلك لرجی من التوبة والاستغفار ولكن اخذناها طاعة  
 ہم بدعت ہی جان کر عمل میں لاتی اگر ایسا ہوتا تو البتہ ہم سے توبہ اور استغفار کی امید ہوتی یرہنی تو بدعات کو طاعت  
 وعبادة وجعلناها دینا لنا مقتفین فی ذلك اثار من سہی او غلط او غفل من بعض من تقدمنا  
 اور عبادت اور ایسا دین بنایا ہی اسی سبب سے ہمیں پیروی متقدمین میں سے اول لوگوں کی کی ہی جہوں سہو کیا یا غلط کہا ہی یا غفلت کی  
 وجعلناہ قدوة فی دیننا فاذا جاء احد وانکر علینا ما ارتکبناہ من تلك الامور فان کان من له توقیر  
 اور ہمیں اونکو اپنی دین کا پیشوا ٹھہرایا اب اگر کوئی آکر ہمیں ان بدعات کی کرنی پر اعتراض کری یا برتابا دی پھر اگر وہ معترض لیسای کہ جسکی ہماری دین  
 فی قلوبنا فنقول لہ هذا جائز ذہب الی جوازہ فلان وتذكر لہ بعض من تقدمنا من سہی او غلط  
 عزت ہی تو اسکو یہ جواب دیگی صاحب یہ تو جائز ہی نہ نا شخص اسکی جواز کا قائل ہو ہی اور اوس ہی کا نام لیدینگے جو ہم سے پہلی سہو کر چکا ہی یا غلط کہا جاتا  
 او غفل وان کان من لا توقیر لہ فی قلوبنا لیسع منا ما لا یظنہ ولا یخطر ببالہ کل ذلك بسبب الجهل  
 یا غفلت کی ہی اور اگر وہ معترض لیسای کہ ہمارے لوگوں میں اسکی عزت نہیں تو ہم سے وہ دہشکار سے گا کہ نہ اوسکی گان میں تھی نہ دین خیال تھا یہ سبب سبب ہماری جہل  
 امرکب میں لانا اور ایسا علی انفسنا علی ما ہی علیہ من الجهل لقبنا جواب من ارشدنا الی الحق واثقنا  
 مرکب ہوئی ہی اسو اسطی کہ ہم اگر اپنی جہل مرکب ہوئی کو جانی سوالبتہ ہم جواب اوس شخص کا جسکی ہم کو راہ حق بتلایا مان لیتی اور اوس شخص کی بات کو  
 من سہی او غلط او غفل جہت فی دیننا اذ لا یجوز ان یقلد الانسان فی دینہ لامہو معصوم وهو صاحب الشریعة  
 جس فی سہو کیا یا غلط کہا ہی یا غفلت کی ایسی دین میں جہت قائم کہ اسو اسطی کہ جائز نہیں کہ آدمی اپنی دین میں مقلد ہو سوائے معصوم کی کہ وہ صاحب شریعت کا ہو



او من شہدہ صاحب الشریعۃ بالخیر وہم القرون الثلاثۃ الذین اقتضت حکمۃ الشارع ان  
 اجکی حق میں صاحب شریعت فی شہادت خیر کی دی ہو اور وہ تینوں قرن میں جن میں سی موافق اقتضا حکمت شارع کی  
 یختص کل قرن منهم بفضیلۃ فالقرن الاول خصہم اللہ بمنزلیۃ لا سبیل لاحد ان یلحقہم فیہا فأنہ  
 ہر قرن ایک ایک فضیلت سی مخصوص ہی پس قرن اول کو اللہ تعالیٰ فی خاص کیا ہی ایسی فضیلت سی کہ او میں کوئی اور ہی نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ  
 تعالیٰ خصہم لرویۃ نبیہ وبمشاہدۃ نزول القرآن علیہ والہم حفظہ حتی لا یكون حرف واحد منہ  
 بقالی فی انکو خاص کیا ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سی اور نزول قرآن کی مشاہدہ سی اور انکو الہام کیا قرآن کی حفاظت کا بیان نکمہ او میں سی ایک حرف  
 ضایعاً فجمعوہ ویستروہ لمن بعدہ فحفظوا احادیث نبیہم فی صدورہم وابتوتہا علی ما ینبغی فحصل لہم  
 ضایع نہیں ہوا اور اسکو جمع کر کر بچھون پر آسان کیا بہرہ یاد کیا فرمودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زبان میں اور ثابت رکھا چنانکہ باید و شاید سواد کی واسطی  
 فی اقامۃ ہذا الدین حظاً کثیراً لیسکن الاحاطۃ بہ ولا یصل احد الیہ فخر اہم اللہ تعالیٰ عن امۃ نبیہم  
 اس میں کی قائم رکھنی میں ہر ہی جواب حاصل ہوا کہ احاطہ سی باہر ہی اور کوئی اور کی مرتبہ کو نہیں پاسکتا اور اللہ تعالیٰ امت نبی علیہ السلام کی طرف سی  
 خیر جزاء ثم عقبتہم التابعون فجمعوا ما کان من الاحادیث ومسائل البدین متفرقا وانقلوا الاحکام  
 اچھی جزا عنایت کری بہرہ انکی بعد تابعین پیدا کی اور انہوں فی تمام حدیثیں اور دینی مسائل متفرقہ جمع کی  
 والنفسیر من الصحابۃ حتی کان احدهم یرتجل فی طلب الحديث الواحد والمسئله الواحدة مسیره  
 اور تفسیر صحابہ سی روایت کی یہاں تک کہ بعضا واسطی نہاں ایک حدیث  
 شہر او شہر میں وضبطوا امر الشریعۃ انہ ضبط فحصل لہم فی اقامۃ ہذا الدین ایضا فضل کثیر ثم عقبتہم  
 ایک ایک دورہ مہینی کا سفر کرتا تھا اور احکام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا انکو ہی دین کی قائم کرنی میں بڑی فضیلت حاصل ہوئی بہرہ انکی بعد  
 تابعوا التابعین الذین ظہر فیہم الفقہاء المرجوع الیہم فی النوازل فوجدوا القرآن مجموعاً میسل  
 تابعینوں کی تابع پیدا ہوئی جنہیں فقہاء ظاہر ہوئے جنکی سامنی حوادث پیش کئی جاوین اور کو قرآن جمع کر لیا آسانی سی آہنہ آیا اور  
 وجدوا الاحادیث قد احرزت وضبطت فتفقہوا فی القرآن والاحادیث علی مقتضی قواعد  
 احادیث جمع اور ضبط کی ہوئی یا نہیں سواد انہوں فی احکام موافق اقتضا قواعد شریعت کی قرآن اور احادیث سی  
 الشریعۃ واستنبطوا منہما احکاماً علی مقتضی الاصول وعینوا وجوہ الدلالات ولبسوها علی الناس  
 سنباط کئی و اصول کی موافق بہت احکام نکالی اور دالات کی طریق مقرر کئی اور کو اور کو لگ پر آسان کر دیا  
 وانتظم الحال واستقر دین الامۃ المحدثۃ بسببہم فحصل لہم فی اقامۃ ہذا الدین خصوصیت  
 اور انکی سبب سی حال مستقر اور دین امت محمدی کا درست ہو گیا ان صاحبوں کو ہی اس میں کی قیامت سی ایک خصوصیت حاصل ہوئی  
 ایضاً فلما مضوا سبیلہم اتی من بعدہم فلم یجدوا وظیفۃ یقوم بہا بل وجدوا الامر علی اکل الحلات  
 جب یہ لوگ بھی گندہ کی تواد کی بعد کی خلقت پیدا ہوئی تواد انکو ایسا کوئی وظیفہ نہ ملا جکی درستی میں گلیں بلکہ انکو وہی کامل تر حالات پر ملا  
 فلم یبق لہ الا ان یحفظ ما استنبطوہ و ینوۃ ولا یحصل لہ خیر الا بالاتباع و تقلیدہم و بقاءہ فی  
 انکاستہ ہی کاری کہ جو پہل لوگ جو احکام وغیرہ نکال گئی ہیں او کو یا اور محفوظ رکھیں انکی حق میں بہتر یہ ہی ہی کہ او انکی رستہ پر چلیں اور انکی تقلید اور انکی  
 میزانیہم فان ظہر لہم فقہ غیر فقہم فہم ردود علیہ الا ان یكون ما لم یقم بیانہ فی زمانہم لا بالفعل  
 وضع پر قائم رہیں اگر کوئی حکم انکی احکام کی مخالف ظاہر کریں تو سبب رد ہی ان اگر ایسی حادثہ کا ہو کہ جسکا بیان انکی زمانہ میں نہیں ہوا نہ فعل سی اور  
 لا بانقول فخر ینبغی لہ ان ینظر فیہ علی مقتضی قواعدہم فی الاحکام الثابت عنہم فاذا کان علی مقتضی  
 انقول سی اب یہ سچا ہی کہ اس حکم میں انکی قواعد کی موافق جو احکام میں ثابت کر گئی ہیں غور اور تامل کریں بہرہ اگر وہ حکم انکی

اصولهم یقبل عنه ولا فلا لان کل من اتی بعدهم یقول فی بدعة ام فاصتخبه تشبیهاتی علی ذلک دلیل  
 قاعده اور اصل کی موافق ہو تو مقبول اور مشطوب ہی اور نہیں تو نہیں سلطنتی حوائج کی بعد پیدا ہوتا گیا ہی بدعت کو مستحسن کہتا رہی یہ ہر دو سپر ایک دوسرے کو  
 خارج عن اصولہم فلذلک غیر مقبول منہ لان التقليد والاقتداء بالغیر بحج حسن الظن انما یجوز  
 اصول ہی مخالف قائم کر دیتا ہی سو یہ دلیل اوکی مقبول نہیں ہی اس واسطی کہ تقلید اور پیروی غیر کی صفت نیک گان ہی  
 من کان مجتہدا عدلا لمن کان مقلدا لکن لما انقطع الاجتهاد منذ زمن صوبین منحصر طریق  
 مجتہد عادل ہی کی جائز ہی مقلد کی جائز نہیں ہی لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت دراز ہی نہیں ہی تو طریقہ  
 معروفة منہب المجتہد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء من کان قادرا علی استخراجہ  
 مجتہد کی مذہب دریافت کرنیکی بواسطہ نقل معتبر کتاب کی ہی جو علماء میں مستعمل ہوتی رہی ہو ایسی کی نئی حواشی استخراج پر قادر ہو  
 واخبار عدل موثوقا بہ فی علمہ وعملہ لمن لم یکن قادرا علی استخراجہ فلا یجوز العمل بکتاب  
 یا بواسطہ بیان عادل کی ہی حکم اور عمل پر اعتماد ہو یہ ایسی کی واسطی جو قدرت استخراج کی نہ کہت ہو سو کتاب پر عمل جائز نہیں ہی  
 اذ ظہر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعف الرجال من غیر معرفة بحقیقة الحال ولا یقول کل عالم  
 اسلئی کہ اس زمانہ میں بہت کتابیں ایسی ہیں کہ جو ضعیف لوگوں کی بدون دریافت حقیقت حال کی جمع کیں ہیں اور نہ ہر عالم کی کہنی پر عمل جائز ہی  
 اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلاثة فالمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة  
 اس واسطی کہ بعد قرون ثلاثہ کی لوگوں میں فسق غالب ہو گیا ہی پس مرد مستور الحال ہی فاسق کی مثال ہی پس ضروری کہ عدالت صدق کو غالب کر دے  
 بجانب الصدق ثم ہنا قاعدة مقررة لا بد من معرفتها وهي ان المسئلة الفقهیة اذا نقلت  
 موجود ہو یہ بیان ایک قاعدہ ظہر ہو ہی اوسکی دریافت کرنا ضروری وہ یہی کہ کوئی مسئلہ فقہی اگر نقل کیا جاوی  
 ینبغي ان ینظر فیہا فان کان ماخذها معلوما مشهورا من الکتاب والسنة والاجماع فلا نزاع  
 تو اس میں نظر کرنی چاہی یہاں اگر اوسکا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو کتاب اور سنت اور اجماع ہی تو اس میں کسیکو  
 فیہا لاحد وان لم یکن ماخذها معلوما بل کانت جہادیة فان کان ناقلها مجتہدا یلزم علیہ  
 کچھ خلاف نہیں ہی اور اگر اوسکا ماخذ معلوم نہیں ہی بلکہ وہ مستند اجتہادی ہو یہاں اگر اوسکا ناقل مجتہد ہی تو مقلد پر لازم ہی  
 کان مقلدا ان یتبعہ ولا یلزم علیہ ان یطلب منہ دلیل لان کلام المجتہد دلیل لہ وان لم یکن  
 کہ اوسکا اتباع کری اور دلیل طلب کرنی لازم نہیں ہی اس لئے کہ مجتہد کا قول ہی اوسکی دلیل ہی اور اگر  
 ناقلها مجتہدا بل کان مقلدا فان نقلها من المجتہد فاثبت نقلہ منہ یلزم الاتباع فیہا ایضا  
 اوسکا ناقل مجتہد نہیں بلکہ مقلد ہی یہاں اگر اوسنی کسی مجتہد ہی نقل کیا ہی اور نقل ہی ثابت کردی تو اس میں ہی اتباع لازم ہی  
 وان لم ینقلها من المجتہد بل نقلها من قبل نفسه او من مقلد اخر او اطلق فان بین فیہا دلیلا شرعی  
 اور اگر مجتہد ہی نقل نہیں کیا بلکہ اپنی طرف ہی نقل کیا ہی یا اور مقلد ہی نقل کیا ہی یا نام کسیکا نہیں لیا یہاں اگر اوس میں کوئی دلیل شرعی  
 فلا کلام فیہا حیث وان لم ینظر ان کان کلامه موافقا لاصول والکتب المعتمدة ولم یکن فیہا خلاف  
 بیان کی ہی تو اس میں اب بھی کچھ کلام نہیں ہی اور اگر دلیل نہیں بیان کی تو اس میں تامل کیا چاہی اگر اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ ہی مطابق ہی اور اس میں خلاف ہی نہیں  
 یجوز العمل بہا لکن ینبغي للعامل بہا ان لا یقف فی مقام تقلید بل یطلب منہ دلیل علی ما نقل وان کان  
 موافق ہی عمل جائز ہی لیکن غل کر نیوالی کو چاہی کہ صرف تقلید پر نہ رہ جاوی بلکہ اوس منقول پر دس ہی دلیل طلب کری اور اگر  
 کلامه مخالفا لاصول والکتب المعتمدة فلا یلتفت الیہ اصلا اذ قد صرح العلماء بان ما لا یعلم  
 اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ ہی مخالف ہو تو اس طرف کچھ توجہ نہیں ہی اس واسطی کہ علماء صاف کہہ چکی ہیں جس مسئلہ کی صحت معلوم ہو



صحة لا يثبتها وان لم يعلم بطلانه فضلا عما علم بطلانه المجلس التاسع عشر

بيان بدعية صلوة النوافل بالجماعة كالرغائب وغيرها قال رسول الله صلى

الله عليه وسلم في خطبة يوم النحر في حجة الوداع ان الزمان قد استبدل كهيئة يوم خلق السموات

والارض السنة اثنا عشر شهرا منها اربعة حرم ثلاث متواليات ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب

مضر فوالذي بين جمادى وشعبان هذا الحديث من صحيح المصايب رواه ابو بكر ومعه ان الزمان

الذي انقسم الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختار

الله تعالى يوم خلق السموات والارض وعاد الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

بالنسي الذي احدثوه وهو النسي الذي ذكره الله تعالى في كتابه وقال انما النسي نسي في التكفر

ومعناه تاخير تحريم شهر الى شهر اخر فانهم في الجاهلية كانوا يعظمون شهر الحرام وراثته من ابراهيم

واسماعيل عليهما السلام وكانوا يحرمون فيها القتال حتى احدثوا النسي فغيروا التحريم لانهم بسبب كون

عامة معاشهم من الغارة كانوا اصحاب حروب وغارات فاذا جاء شهر حرام وسهم في حرب كان يشق عليهم

ترك الحرب فيجلبونه ويحرمون مكانه شهر اخر حتى يفضوا خصوصا لا شهر واعتبروا مجرد العدد وربما

زادوا في عدد شهور السنة وجعلوها ثلثة عشر واربعه عشر يتسرع لهم الوقت ولذلك ورد التنصيص

على العدد في الحديث فانه سلبه السلام بايت فيه ان السنة اثنا عشر شهرا وانها في شرعه مقدرة

بغير القدر لا يسير انتم من اهل الكتاب ومن هذه الاشهر القمرية اربعة حرم ثلاث منها متواليات

وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم وواحد فرد وهو رجب وانما اضيف الى مضر في الحديث لان قبيلة

مضر هي التي كانت في مكة في الجاهلية

التي خلت

كانت تزيد في تعظيمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام منها  
 اسکی تعظیم اور حرمت بہت کرتا تھا اس سبب سے اس مہینہ میں اہل جاہلیت کی بہت احکام تھی ایک یہ حکم تھا

انہم كانوا يحرمون فيه القتال على ما سبق وكان تحريمه جاريا في ابتداء الاسلام واختلف  
 کہ اس میں جنگ و جدال کو حرام جانتی تھی چنانچہ اوپر گزرا اور یہ تحريم ابتداء اسلام میں ہی جاری تھی اور اسکی قائم رہنے میں علماء کو اسلام

العلماء في بقاءه فذهب الجمهور الى نسخه واستدلوا عليه بان الصحابة اشتغلوا بعد النبي  
 اختلاف ہی جمہور کی نزدیک منسوخ ہی اس دلیل سے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ بعد نبی علیہ السلام کی فتح بلاد میں مشغول رہی

بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف على القتال في شيء من الاشهر  
 اور قتال اور جدال برابر کرتی رہی کسی سے یہ منقول نہیں ہوا کہ اشہر حرام میں سے کسی مہینے میں جنگ میں توقف کیا ہو

الحرام وهذا يدل على اجماعهم على نسخه ومنها انهم كانوا في الجاهلية يذبحون فيه ذبيحة يسمى  
 یہ دلالت کرتا ہے کہ بالاجماع تحريم منسوخ ہوئی اور ایک یہ حکم تھا کہ کفار جاہلیت میں اس میں قربانی دینے کی تھی اسکا نام عتیرہ کہہ جاتا تھا

عتيرة واختلف العلماء في حكمها بعد الاسلام فالأكثر على ان الاسلام ابطالها لما ثبت في  
 اوکی حکم میں ہی بعد اسلام کی علماء میں اختلاف کیا ہی اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ اسلام نے اسکو باطل کر دیا چنانچہ

الصحيحين عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا فرع ولا عتيرة والفرع بفتح تين اول ولد تلده الناقة  
 صحیحین میں ابو ہریرہ کی روایت سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا نہ فرع ہی اور نہ عتیرہ اور فرع سائہ زبر فاء اور اوکی پہلا بچہ جو ادنیٰ جنی

وكان اهل الجاهلية يذبحونه لالهتهم في الجاهلية ويتبركون به والعتيرة ذبيحة كانت تذبح  
 اور اہل جاہلیت اسکو اپنی بتوں کی نام پر برکت کی واسطی جاہلیت میں دینے کی کرتی تھی اور عتیرہ ایک قربانی تھی

في العشر الاول من رجب وتسمى رجبية وكان يتقرب بها اهل الجاهلية في الجاهلية واهل الاسلام  
 جو رجب کی پہلی دہی میں دینے کی کرتی تھی اسکا نام رجبیہ تھا اہل جاہلیت جاہلیت میں اسکو ثواب جانتی تھی اور اہل اسلام بھی

في صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرع ولا عتيرة وقد روى عن الحسن انه قال ليس في الاسلام  
 ابتداء اسلام میں بہر یہ اس حدیث سے لا فرع ولا عتیرہ منسوخ اور حسن سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اسلام میں عتیرہ نہیں ہے

عتيرة وانما كانت العتيرة في الجاهلية كان احدهم يصوم رجب ويعتريه وشبه الذبح فيه  
 عتیرہ جاہلیت میں تھا بعضا اور میں سے رجب میں روزہ رکھتا اور عتیرہ دینے کی کرتا اور رجب میں دینے کی کرتا

باتخاذه موسما وعيدا وروى عن طاؤس انه قال لا يتخذوا شهرا عيدا ولا يوما عيدا واصل هذا  
 کہ گویا موسم اور عید بنایا ہے اور طاؤس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مت بناؤ کسی مہینہ کو عید اور نہ کسی دن کو عید اور اسکی اصل یہ ہے

ان المسلمين لا يجوز لهم ان يتخذوا وقتا من الاوقات عيدا الا ما جاءت الشريعة باتخاذ عيدا  
 کہ مسلمانوں کو جائز نہیں ہے کہ کسی وقت کو وقتوں میں سے عید ٹھہرائیں سوا اُنکی جو شریعت میں عید ٹھہرا ہی یعنی ہر ہفتہ میں

وهو في الاسبوع يوم الجمعة وفي العام يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق وامامنا ذلك  
 جمعہ کا دن اور ہر سال میں دن عید الفطر کا اور دن بقرہ عید کا اور ایام تشریق کی اور جو ان دنوں میں سوا ہر

فاتخاذ عيدا وموسما بدعة لا اصل له في الشريعة المحمدية بل من اعياد المشركين وقد كانت لهم  
 سوا انکا عید اور موسم ٹھہرانا بدعت ہی شریعت محمدی میں اوکی کچھ اصل نہیں ہے بلکہ مشرکوں کی عید ہی اور مشرکوں کی

اعیاد من مانیة واعیاد مکانیة فلما جاء الاسلام ابطالها الله تعالى وعوض عن اعیادهم الزکا  
 بہت عیدیں نہیں زمانی ہی اور عیدیں مکانی ہی بہر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے سب باطل کر دی اور عوض میں اوکی زکوٰۃ عید کی



عيد الفطر وعيد النحر وایام التشريق ومن اعيادهم المكانية الكعبة وعرفات والمني والمزدلفة

عيد الفطر اور بقدر عید اور ایام تشریق مقرر کردی اور اوکلی مکانے عید کی بدل کعبہ اور عرفات اور منی اور مزدلفہ شہر ادیا

ولیس من هذه المواسم موسم ولا من هذه الأماكن مكان الا وفيه لله تعالى وظيفة من وظائف

اور ان موسموں میں سے نہ کوئی موسم اور نہ ان مکانوں میں کوئی ایسا مکان کہ جس میں وظیفہ الہی اور وظیفہ طاعت مقرر نہ ہو

طاعاته يتقرب بها اليه وظيفه من لطائف نفحاته يصيب بها من يشاء من عباده بفضل و

کہ سبب ہو تقرب کا طرف اللہ تعالیٰ کی اور لطیفہ نہ ہو لطائف خوشبو سی دیوی جسکو چاہی اپنی بندوں میں سے اپنی فضل اور

رحمته فالسعيد من اغتم هذه المواسم والأماكن وتقرب فيها الى مولاه بما شرع فيها من وظائف

رحمت سی پس نیک بخت وہ شخص ہی جو غنیمت جانی ان موسموں اور مکانوں کو اور تقرب حاصل کری اپنی مولاسی بوسیلا ان وظایفوں

الطاعات حتى يصيبه نفع من تلك النفحات ويا من بها من عذاب النار وما فيها من النفحات

طاعات کی جو ان موسموں اور مکانوں میں مشروع ہوئی ہیں یہاں تک کہ ایک لپٹ اس خوشبو کی حاصل ہو اوروکلی سبب سی آگ کہ عذاب سی اور جو اوکلی اندر صدمات میں بھی اور

اما الصوم فيه فقد ورد فيه احاديث من جلتها ما رواه البيهقي في شعب اليمان عن انس انه عليه السلام

رجب میں روزہ کی بہت حدیثیں آئی ہیں اونہیں سی ایک حدیث ہی جو بیہقی فی شعب الیمان میں انس سی روایت کی ہی کہ آپ فی فرمایا

قال في الجنة نهر يقال له رجب اشربوا من اللبن واحلى من العسل من صام يوما من رجب

جنت کی اندر آئیب ہر ہی اور سکا نام رجب ہی دورہ کثایہ سپید اور شہد سی زیادہ شیرین جو شخص ماہ رجب میں کسی دن روزہ رکھیں

اشربوا من ذلك النهر هذا في صيام بعضه واما صيام كله فلم يصرف فيه بخصوصه شيء

اور کہ نہ تعالیٰ اس ہر مہینہ سی پانی پلاوے گا یہ سبب ہی رجب کی تہوڑی روزوں کی اور روزہ تمام کامل مہینہ کی سو خاص رجب کی باب میں کہی سبب

عن انس عليه السلام ولا عن صحابه وانا ورد في صيام الاشهر الحرم كلها ورجب اجمعها فيا زمرا لا ينفق

بیم علیہ السلام سی اور اصحاب سی ثابت ہیں ہی اور سبب ہی تو تمام اشہر الحرم کی اس میں ہی اوہیں کا اک رجب ہی ہی ابلاہم بہ ہی کہ رجب کی

عن انس عليه السلام وقد روي عن ابي قلابه انه قال في الجنة قصر لصوم رجب قال البيهقي ابو قلابه من

روزہ میں سے ایک تہجواوی اور ابی قلابہ سی روایت ہی کہ کہتی تھی جنت میں ایک محل ہی جس کی روری داروں کی لٹی بیہقی کہتای ابو قلابہ

ابن ابي عمير لا يقول مثله الا عن بلال عن عمن فوقه من سمع عن النبي عليه السلام نعم قد روي عن

ابن ابي عمير سی ایسا شخص ایسی بات بدوں سنی اپنی سی عمدہ سی کہ اوستی بے حد اصلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہو نہیں کہہ سکتای ہاں ابن اعباس سی روایت ہی

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

کہ انس سی روایت ہی کہ تمام رجب کی روزہ رکھی جاوین اور مکروہ حائض امام احمد ہی امام احمد کہتی ہیں کہ ایک بار روزہ انظار کردی اور حکایت ہی

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

عن انس عليه السلام ان صام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما اول يومين وحكي

لم یروى انه عليه الصلوة والسلام قال وایا کم ومحدثات الامور فان کل محدث بدعة وكل بدعة ضلالة

اسو اسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہی بچتی رہو نئی نئی باتوں سی کیونکہ ہر محدث یعنی نوا ایجاد بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی

وفی حدیث اخر انه عليه السلام قال شر الامور محدثاتها وكل محدث بدعة وكل بدعة ضلالة

اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ فی فرمایا سب کاموں میں بدتر نوا ایجاد ہیں اور ہر محدث بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اب

من هذين الحديثين يدل على كون تلك الصلوة في هذه الليلة بدعة وضلالة لكونها من محدثات

یہ دونو حدیثین دلالت کرتی ہیں کہ یہ نماز اس رات میں بدعت اور گمراہی ہی اسو اسطی کہ نوا ایجاد ہی

الامور لعدم وقوعها في عصر الصحابة والتابعين ولا في عهد الامامة المجتهدين بل حدثت بعد

من صحابہ کی عہد میں تھی اور نہ تابعین کی زمانہ میں اور نہ ائمہ مجتہدین کی وقت میں بلکہ ہجرت نبوی ہی

المائة الرابعة من الهجرة النبوية ولذلك لم يعرفها المتقدمون ولم يتكلموا فيها وقد ذهبوا العلماء من اعيا

جدہ ہی صدی کی بعد پیدا ہوئی ہی اسہی لہی متقدمین اسکو نہیں جانتی تھی اور نہ اسہیں کچھ کلام کی ہی اور عمدہ علماء

المتأخرين وصرحوا بانها بدعة قبيحة مشقة على منكرات وقالوا الاحاديث الواردة فيها موضوعة

متاخرین فی اسکی برائی میان کی اور صراحت کیا ہی کہ یہ نماز بدعت قبیحہ ہی اسہیں کئی منکرات ہیں اور کہا ہی کہ تمام حدیثیں اس باب کی وضعی ہیں

والمتم بوضعها ابن جهم وبعد هذا التصريح لا اعتداد بكونها مذکور في بعض الكتب والرسائل لاننا نعرف

اور انکا واضع ابن جهم کو کہتی ہیں اور جب علماء یہ تصریح کر چکی تو یہ اسکا کیا اعتبار ہی کہ بعضی کتابوں اور رسالوں میں مذکور ہی اسو اسطی کہ ہمکو

الدين وحصول الثواب والعقاب من الشارح لعدم استقلال العقل فيه فتلك الصلوة في هذه الليلة

دین اور حصول ثواب اور عقاب کا شارع سی معلوم ہوا ہی کیونکہ عقل اسباب میں مستقل نہیں ہی پس یہ نماز اس رات میں

لم يصلها النبي عليه السلام ولا احد من الصحابة ولم يثبت عليها فلا يحصل فيها الثواب بل يكون فعلها

نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور نہ کسی فی اصحاب میں سی اور نہ کسی اور کو تعلیم کی پس اسہیں ثواب نہیں حاصل ہوگا بلکہ اسکا پڑھنا

عبثا يخشى منه العقاب كما قال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان رجلا يوم العيد في الجبابة امره

عبث ہوگا اسہیں اندیشہ عقاب کا ہی چنانچہ صاحب مجمع البحرین اپنی شرح میں کہتا ہی کہ ایک شخص فی عید کی دن عید گاہ میں

ان يصلح رجلا في العيد فنهاه على فقال الرجل يا امير المؤمنين اني اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة

دو گنا نہ عید الفطر سی پہلی نماز پڑھنے کا ارادہ کیا اسکو حضرت علی فی منع کیا اور شخص کی کہا یا امیر المؤمنین میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب

فقال علي واني اعلم ان الله تعالى لا يشيب على فعل حتى يفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم او يثبت عليه

پس علی کی کہا میں یہ خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی کام پر ثواب نہیں دیتا جب تک کہ اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل میں نہ لائیں یا اور کو تعلیم کریں

فيكون صلاتك عبثا والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به ويخالفك لرسوله وقال ابن همام

اب تیری نماز عبث ہی اور عبث حرام ہی ایشایہ کہ اللہ تعالیٰ اس نماز پر تجھکو عذاب دی اور تیری اس مخالفت پر اپنی رسولی ابن الہمام کہتا ہے جو عبادت

تردد من العبادات بين الواجب والبدعة ياتي به احتياطاً و ترددين السنة والبدعة يتركه لان ترددين

مشکوک ہو در میان واجب اور بدعت کی توازن کو واسطی احتیاط کی اور اگر تردید بین سنت اور بدعت کی توازن کو ترک کریں اور اگر

البدعة لانهم وادله السنة غير لازم فتلك الصلوة مما تردد بين حادون السنة والبدعة فتعين تركها ولا

بدعت کا تو ضروری اور اسنت کا ضروری ہی اب یہ نماز یعنی صلوة الرغائب ایسی ہے جو مشکوک ہی در میان میں کمتر کی سنت نہ بدعت نہ اسکو چھوڑنا

يجل احد فعلها لان الجماعة فيها بدعة ايضا اذ ادنى مرتبة الجماعة ان يكون في صلاة الجماعة

چاہی کیو اسکا پڑھنا حلال نہیں ہی نہ ایک ہی اور نہ جماعت سی اسو اسطی کہ اسہیں جماعت ہی بدعت ہی اسلی کہ انکا ادنی مرتبہ یہ ہی کہ نفل ہو اور کتب معتدہ میں



فی الكتب المعتبرة كالکافی وغيره ان الفقهاء اتفقوا علی کراهة الجماعة فی النوافل عدا التراویح والكسوف والخسوف  
جیسی کافی وغیرہ صاف مذکور ہے کہ فقہاء بالاتفاق قائل ہیں کہ سوای تراویح اور صلوة کسوف اور خسوف  
والاستسقاء اذا كان سوا الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعة انما یکره اذا كان علی سبیل التداخی بان  
اور استسقاء کی غفلت کی غفلت مکرہ ہے اگر سوای امام کی چار آدمی ہو جائیں اور کہتی ہیں کہ نوافل جماعت سے جب مکرہ ہیں کہ وہ جماعت بطور اجتماع کی ہو ایسا  
یجتمہ جماعۃ فوق الثلثة ویقتدر ابواحد والواقتری واحدا واثنتان بواحد لیکرہ وفي الثلثة اختلاف  
کہ تین سے زیادہ جمع ہو کر ایک امام کر لیں اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکرہ نہیں ہے اور تین مقتدی ہو تو تیسرے اختلاف ہے  
فی الاربعة یکره اتفاقا وقد ثبت فی الاصول ان الاداء بالجماعة فیما شرعت فیہ الجماعة کالمکتوبات والجمعة و  
اور چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکرہ ہے اور اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ اگر کتا نماز کا جماعت سے جن نمازوں میں جماعت جائز ہے جیسی فرائض یجبکناہ اور نماز  
العیدین والتراویح والوتر فی رمضان اداء کامل و فی غیرہا عیب نقصان بمنزلة الاصبغ الزائدة وتلك الصلوة  
اور عیدین اور تراویح اور رمضان میں وتر یہہ اور کامل ہے اور ان سے سوا اور نماز میں جماعت سے عیب دار اور ناقص ہیں جیسی چہٹی اونگی اور یہہ نماز  
لیست ضمہا فتكون الجماعة فیہا عیبا ونقصانا ولو بعد المند لان التنفل بالجماعة مکره ومعصية والنذر  
اول نمازوں میں داخل نہیں ہے پس جماعت اس نماز کی عیب اور نقصان ہے اگرچہ مننت مانی ہو اسلئے کہ نفلین جماعت سے مکرہ اور گناہ ہے اور مننت کرنی  
بالمعصية لا یجوز ولا یلزم الوفاء به لما ثبت فی صحیح البخاری عن عائشة انه علیه السلام قال من نذر  
گناہ کی جائز نہیں ہے اور اس کا پورا کرنا بھی لازم نہیں ہے اسلئے کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جیسی اطاعت  
ان بطیع الله ومن نذر ان يعصى الله فلا یعصه فذل الحديث يدل علی ان النذر انما یجب الوفاء به اذا  
الہی کی مننت مانی تو لازم ہے کہ پوری کری اور جیسی معصیت کی مننت مانی معصیت اگر پوری نہ کری تو یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ نذر جب ہی پوری کرنی واجب ہوتا ہے کہ  
كان فی طاعة الله تعالى والمراد بطاعة الله ههنا ما ليس بجواب لا معصية لان النذر مفهوم الشرع ایجابا  
طاعت الہی کی ہو اور مراد طاعت سے اسباب میں وہ ہی جو واجب نہ ہو اور نہ معصیت ہو اسلئے کہ شرع میں نذر کی معنی واجب کر لینا  
المباح فلا یبغق فی الواجب لا فی المعصية بل ان وقع فی المعصية یجزم الوفاء به ویلزم الکفارة كما فی الیمین  
مباح کا پس امر واجب اور گناہ میں نذر ذمہ پر نہیں آتی بلکہ اگر معصیت کی نذر مانی تو اس کا پورا کرنا حرام ہے اور کفارہ لازم ہو جائے جیسی قسم میں  
لان حکمہ حکم الیمین عند کثیر من العلماء منهم ابو حنیفة واصحابہ وحجتہم ما روی عن عائشة انه  
اسلئے کہ نذر اور قسم کا اکثر علماء کی نزدیک ایک حکم ہے امام ابو حنیفہ اور ان کی یاروں کا یہی مذہب ہے اور دلیل انکی وہ ہی حدیث ہے عائشہ کی روایت سے  
علیه السلام قال لا نذر فی معصية وكفارة یمین وفي حديث اخر رواه ابن عباس انه علیه السلام  
کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا نہیں ہے نذر معصیت میں اور اس کا کفارہ مانند کفارہ قسم کی ہے اور ایک اور حدیث میں ابن عباس کی روایت سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
قامن نذر نذر فی معصية فكفارة یمین فان قيل صلوة التنبیخ اصلها ثابت عن النبی علیہ  
جیسی کہ کوئی مننت مانی تو اس کا کفارہ کفارہ قسم کا سا ہے اگر کوئی پوجی صلوة التنبیخ کی اصل تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے  
فهل یجوز ادائها بالجماعة بعد النذر فی هذه الليلة قال الجواب ان الجماعة فی النوافل لما كانت مکرهة تکره تحريم  
پس اس کا ہی جماعت سے ادا کرنا مننت کی بعد اسی رات میں جائز ہے یا نہیں اس کا جواب یہہ ہے جب غفلت میں جماعت مکرہ تحریمی ٹہری  
لکونها بدیعة كان النذر بها مکرهه ایضا فلا یجوز ارتکابہ لاسیما مع وجود تخصیص الوقت بل تجب علی الخلق  
بسیب بدعت ہونی کی تو اس کی نذر ہی مکرہ ہے تو اب اس طور پر ادا کرنا جائز نہیں ہے خاص ایسی حال میں کہ وقت بھی خاص کر رہا ہو بلکہ خلق کی ذمہ  
اتباع الحق وان لم یدر کوا ما فیہ من المصالح والاحترار عن البدع والمحدثات وان لم یفهموا ما فیہا من المفاسد  
اتباع حق کا جیسی اگرچہ اس کی خوبیوں سے واقف نہ ہوں اور بدعت اور محدثات سے احتراز کرنا واجب ہے اگرچہ اس کی مفاسد کو نہ سمجھتی ہوں

فان مفاسدها كثيرة من جعلها ان كل ما احدث من الاعمال في يوم من الايام او في ليلة من الليالي  
 كيونك اسكى مفاسد هبت بين چنا نچد انمين سى ايك بهه سى كه هر بدعت على مخصوص كسى دن بين تمام ايام بين سى ياكسى رات بين تمام راتون بين سى  
 لا بدان يكون من يعمل به معتقد ان ذلك اليوم افضل من سائر الايام والعمل فيه افضل من العمل في سائر  
 ضرورتى على كرنيا ليكا بهه عقيدة هوگا كه بهه دن تمام دنون بين افضل بهه اور اسدن بين عمل تمام اعمال سى جو اور دنون بين هو افضل بهه

الايام وان تلك الليلة افضل من سائر الليالي والعمل فيها افضل من العمل في سائر الليالي الى ان لو كان هذا الاعتقاد في قلبه لما اقدم على تخصيص  
 اور بهه رات تمام راتون بين افضل بهه اور اس رات بين عمل اور راتون كى اعمال سى افضل بهه اسو سى كه اگر بهه عقيدة او سى دن هوتا تو كرن روزه او روز كا خاص  
 ذلك اليوم بصيام وتلك الليلة بقيام لان النعم في تخصيص بعض الاوقات بصلوة او صيام ورخص في ذلك ان لم يكن على وجه التخصيص  
 كرتا اور كيون اوس رات كا جاكنا خاص كرتا اسلى كه منع كيا سى بهه صلى الله عليه وسلم في خاص كرينا بعض وقت كا واسطى نازكى ماروزه كى اور كروزه اور نازكى خصوصيت كى ساهته  
 كما روى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال لا تخصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي ولا تخصوا  
 اسو سى كه روايت سى ابو هريره سى كه فرما ينى عليه السلام في

يوم الجمعة من بين الايام الا ان يكون في صوم يصومه احدكم فعلم من هذا ان الفساد انما نشأ من تخصيص  
 روز جمعه كو واسطى روزه كى تمام دنون بين سى متخاص كو مگر بهه كذا جادن جو كى ده روزه جسكو كرتا هو اس سى معلوم هوگا كه بهه فساد اسى سى پيدا هوگا خاص كيا

ما لا اختصاص له في الشرع وهذا المعنى موجود فيما نحن فيه لان الناس انما يخصون تلك الليلة بما  
 ايسى وقت كو چكى شرع بين كچه خصوصيت بهه سى اور بهه سى خصوصيت جس نازمين هم بحث كرتى بين موجود سى يعنى رغب اسو سى كه اوس شب كو اس ناز كى داسلى  
 يفعلونه فيها لاعتقاده انهم ان فيما يفعل فضيلة زائدة على ما يفعل في غيرها فلما لم يكن فيه فضل منعموا  
 اسى اعتقاد سى خاص كرتى بين كه جو عبادت با نياز اس رات بين او اسو كى او سكو بڑى فضيلت سى اوس عبادت پر جو اور راتون بين او اسو اور اس سب بين جو كه فضيلت  
 عن التخصيص اذ لا يثبت التخصيص الا عن اعتقاد الاختصاص فمن قال اعتقادي ان الصلوة في تلك  
 تو خصوصيت سى منع كرتا اسلى كه خصوصيت خصوصيت كى اعتقاد سى پيدا هوتى سى اب جو شخص كى كه ميرى اعتقاد بين اس رات بين ناز

الليلة والصوم في ذلك اليوم كما في غيرها ومع ذلك اني اخصها بالصوم والصلوة فلا بدان يكون باعته  
 اور اس دنون روزه ايسا سى سى جيسى اور رات دنون بين بهه سى ميسى اول دنون رات اور دن كو واسطى روزه اور ناز كى خاص كرتا سى بهه ضرورى سى اسكا باعث  
 اما موافقة اهل الدنيا لحاجته عندهم وخوف اللوم واتباع العادة او نحو ذلك وفساد الكل ظاهر لان كل  
 يا اهل دنيا كى موافقت هوگى اوسى كار برائى كى لى يا انديشه طعن زنى كا يا پيروي عادت كى يا ايسا سى كوئى اور امر هوگا اور ان سب باتون كا فساد ظاهر سى  
 رياء والرياء بالعبادة حرام مع ان من يعمل بما هو بدعة مع اعتقاده انه غير مشروع في الدين يكون فاسقا  
 رياء كى باتين بين اور عبادت بين رياء كرتى حرام سى اور بهه سى كه بدعت كا عمل كرنيا لا اس اعتقاد سى كه بهه عبادت دين كى اندر جائز بهه سى فاسق

غير مبتدع وان عمل به مع اعتقاده انه مشروع في الدين يكون فاسقا ومبتدعا فكثير من اهل الزمان يصلون  
 غير بدعتى هوتا سى اور اگر عمل كرى اس اعتقاد سى كه بهه دين كى اندر جائز سى تو فاسق اور بدعتى هوتا سى پس اس زمانه كى اكثر آدمى بهه ناز

تلك الصلوة في هذه الليلة بجمع كثير مع اعتقادهم انها مشروعة في الدين فيلزم ان يكونوا يفعلون هذا فاسقا  
 اس شب بين بڑى بڑى جماعت سى او كرتى بين اس اعتقاد سى كه دين كى اندر جائز سى اب لازم آتا سى كه ده لوگ اس ناز پڑ بهه سى فاسق

مبتدعين لعلم البدعة مع اعتقادهم انها عبادات مشروعة في الدين وقد كان من عادتهم اذا انكر عليهم  
 اور بدعتى لى اس بدعت كى عمل كرتى پر اس اعتقاد سى كه بهه عبادت دين كى اندر جائز سى اور او كى بهه عادت پڑى هوتى سى كه جب او كو منع كرين

ان يقولوا هذا خير من الاشتغال بالمعاصي في مثل هذه الليلة فان هؤلاء المساكين لو تاملوا تامل كافي  
 تو كنى كنى بين بهه عبادت ايسى رات مين گناه كرتى سى تو بهه بيشك بهه مساكين اگر تامل كر كر انصاف كرتى

نوع العبادات

اسو سى كه



لو جرد هذا العمل اشد ضررا من فعل المعاصي لان من يفعل المعاصي يعلم حمة ما فعل فربما يستغفر عنه  
 توجاني كبره من معاصي ضررين سخت مزيج اسوسطى كه جو شخص گناه كرتاى تو جانتاى كه مجبسى گناه واقع هوا تو اكثر اس سى توبه كر كر مغفرتا گناى  
 ويعدم عليه ويحصل له الذلة والانكسار بخلاف هؤلاء فانهم باعتقادهم انها قربة وعبادة مشروعة  
 اورا اسير شرمند هواى اورا سكودلت اورا انكسار حاصل هواى برخلاف اس گروه كى يه گروه اس اعتقاد كى سبب كه يه ثواب اورا عبادت مشروعه  
 فى الدين لا يستغفرون منها ولا يندمون عليها بل يحصل لهم المباشرة والافتخار وهذا ما يذكر عن ابليس  
 دين من نه تو استغفار كرتى يه اورا اسير شرمند هواى يه بلكه او نكو اورا تاز اورا افتخار حاصل هواى يه يه جو ابليس كى حكايت كرتى يه  
 انه قال قصمت ظهور بنى ادم بالمعاصي والاوزار وقصموا ظهري بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم  
 كه كهتاى ميسى بنى ادم كى بيست معاصي اور گناه كى بوجبه توبه اور بنى ادم كى ميرى بيست توبه اورا استغفار سى توبه ميسى او كى لى  
 ذنوبا لا يستغفرون منها ولا يتوبون عنها وهى البدعة فى صورة العبادات ولذلك قيل البدعة شر من الفسق  
 ايسى گناه بخير كرتى يه كه نه او نسى استغفار كرتى اورا او نسى توبه كرتى يعنى بدعتين ظاهر من عبادت اسى لى كهتاى يه كه بدعت فسق سى بدعتى  
 فان من يفعل البدعة يزعم انه فى طاعة وعبادة فيكون شاقا لله تعالى ورسوله لا يستحسنه ما كرهه  
 كيونكه بدعتى ابني تيس طاعت اور عبادت من مصروف جانتاى سو يه الله تعالى پر اورا سكى رسول پر دشوار گذرتاى كيونكه يه نيك سمجھتاى جكو  
 الشرع وخلق به وهى الاحداث فى الدين فانه تعالى قد شرع لعباده من العبادات ما فيه كفاية طهراكل  
 شرع كى برا جانا اور شرع كى بدعت دين كى باب من بيتك الله تعالى مقرر كرتاى ايسى بدعتون كى لى اتنى عبادات جمن انكو كفايت يه اورا كل رجاى  
 دينهم وانهم عليهم نعمته كما احببه فى كتابه اليوم اكملت لكم دينكم وانتم على نعمتي فالزيادة  
 او نكو دين اورا روى كرتاى او نكو دين نعمت چا كرتاى كرتاى اسكى خبر دى يه آج كامل كيا ميسى واسطى نهارى دين تمهارا اورا پورى كى نهار ابني نعمت پس كاس پر  
 على الكمال نقصان واختلال وليس لاحد ان يقول تلك الصلوة وان كانت بدعة الا ان فيها الاذكار وقراءة  
 كچه زياده كرنا نقصان هواى اور عيب اور نهين هوسكتا كه كوى به كى يه مانا گرچه بدعت يه براس مازين الله كا ذكر سى اور قرآن كى  
 القرآن فيرجى الثواب في مقابلة تلك الاذكار والقراءة اذ يقال ان تلك الصلوة لما كانت بدعة وضلاكا للاذكار والقراءة  
 تلاوت يه پس اميدى كه اس ذكر اور تلاوت قرآن كا تو ثواب هوا اسوسطى كه جواب به يه به غرض بدعت اورا كرتاى شرى تو تمام ذكر اور تلاوت جو  
 الوقت فيها امر ببل خطا طاعة بالمعصية فهو معصية اخرى اشد استقباحا من الاولى فيبطل اجزا عنها وكذا اليك احلان يقول لامنه من تلك  
 اوس نماز من يه ايسى كى كوا طاعات من معصية ملا جلا دى اب بهريك اور نصيت يه پهل سى يه بدعت سوس شى احترامى كرنا جاسى ايسى يه نهين هوسكتا جوكوى به كى  
 الصلوة لقوله تعالى انزع بيت الذى ينهى عبدا اذا صلى ولا ان يستدل على خيريتها بما روى انه عليه السلام  
 اس نماز سى بنا براس آيت كى مانعت بهين تو كى كيهاده جو منع كرتاى بندى كى كوجب نماز بڑى اور نه به بحال كه كوى استدلال كرى اسكى خوي براس آيت سى كه ان كى  
 قال الصلوة خير موضوع اذ يقال له ما قلت انما هو فى صلوة لا يخالف الشرع بوجه من الوجوه وبذلك  
 فرمايا نماز خوب يه وضع كى هوى اسوسطى كه يه جواب يه كه به حديث ايسى نماز كى حق من يه جو كسى وجه سى شرع كى خلاف نهو  
 الصلوة مخالفة للشرع من وجوه على ما ذكره العلماء فى تصانيفهم منها الاعتقاد على الحديث الموضوع  
 نماز شرع كى خلاف كى وجه سى يه خاتمه علماء كى ابني ابني تصانيف من ذكر كيا يه ايك به كه وصي حديث بر اعتقاد كيا  
 فانه اذا ثبت كونه موضوعا يخرج من المشروعية ويكون مسنعة من خدام الشيطان ومنها فعلها  
 كيونكه جب اورا وضوح هوا نا بين هوا تو مشروعية سى خارج هوى اب اسير عمل كرتاى شيطان كا حادم يه اورا ايك به كه  
 بالجماعة ان الجماعة فى النوافل مكروهة فكيف فيها ومنها تخصيصها بليلة الجمعة وقد روى النهى عن تخصيص  
 جماعة نوافل اورا كرتاى رجعت مطلق تفرد من مكروه سى انهن كهون نهو اورا ايك به كه خصوصيت شب جمعة كى اورا حال يه كه نهى اسكى خاص كرتى

لیلۃ الجمعة بقیام و بیعہا بصیام ومنها السراج السمر الکثیرۃ لاجلہا وذلک لا یجوز لکونہ متبذرا  
شب جمعہ سی واسطی جاگنی کی اور خاص کر فی دن جمعہ سی واسطی روکھا اور ایک یہ کہ اسکی لئی روشنی خوب کرتی ہیں اور یہ جائز نہیں ہے کہ اس طرف ہی  
والتبذیر حرام بنص القرآن ومنها اعتقاد العامة انها سنة بل کثیر من العوام یعتقدون فرضا  
اور اس طرح حرام ہی نص قرآن سی ثابت اور ایک یہ کہ عوام اوکو سنون سمجھتی ہیں بلکہ اکثر عوام فرض جانتی ہیں

حتى انہم یترکون الفرائض ولا یترکونہا بل یعدونہا راس جمیع الصلوٰۃ المفروضۃ بسبب فعلہا وحضورہا  
یہاں تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کر دیں اور اس نماز کو نہ چھوڑیں بلکہ اسکو تمام فرض نماز دیتی افضل شمار کرتی ہیں کیونکہ اوکو پڑھتی ہیں اور اس میں  
بعض من لا کابر من لا یحضر الجماعة فی المكتوبات ومنها اتخاذها وظیفۃ وظائف الدین وشعیرۃ من  
وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتی ہیں جو فرائض کی جامعیت میں حاضر نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ اسکو ایک وظیفہ دین کی وظیفوں میں سی اور ایک نشان

شعائر المسلمین حتی ان الاحکام ینتہون الائمۃ والمؤذنین ان لا یغفلوا عنہا فی هذه اللیلۃ بل یظہرون النداء  
مسلمان کی نشانیں میں سی مقرر کیا ہی یہاں تک کہ حاکم وقت امام اور مؤذن کو خبردار کر دیتی ہیں کہ ایسا نہ غفلت سی اس بات میں تھا ہو بلکہ منادی کرتی ہیں  
بان من لا یصلیہا یضرب ضربا شديدا ویعزلون الا صام الذین یختلف عنہا کما جرى کل ذلک فی بعض  
کہ جو شخص اس نماز کو نہیں پڑھتا تو خوب پٹی گا اور امام کو موقوف کر دیتی ہیں جو اتفاقاً نہ پڑھی جناحہ بہ تمام حال بعضی وقتوں میں

الاورقات فی بعض البلاد فیما لیتہم فعلوا مثل ذلک فی الفرائض والواجبات وهذه هی الفتنة التي قال فیہا  
بعضی شہروں میں گزرا ہی پس کاشکی ایسی تاکید فرائض اور واجبات میں کرتی اور یہ وہ ہی فتنہ ہی جسکی باب میں

ابن مسعود کیف انتم اذ البستکم فتنة یهزم فیہا الکبیر وینشأ فیہا الصغیر تجری علی الناس یتخذونہا سنة  
ابن مسعود کی کہا ہی تمہارا کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ گہیر کی کہ بڑا ہو جاوی اوہیں کبیر اور جوان ہو جاوی اوہیں صغیر عادت ہی لوگوں کی کہ اوکو سنت پڑھتی ہیں  
اذا غیرت قیل غیرت السنة او هذا منکر وکان یقول ایضا ایاکم وما یحدث من البدع فان الدین لا یرہ  
جب تونی بدلا تو کہیں تونی سنت کو تبدیل کیا یا یہ بیجا ہی اور ابن مسعود یہ بھی کہتی تھی بچتی رہو تو احداث بدعتوں سی کیونکہ دین ایک باری

من القلوب بجمرة ولكن الشيطان یحدث لکم بدعا حتی ینہب الایمان من قلوبکم فعلى هذا یجب علی  
دلون میں سی نہیں نکلے اور یگانہ لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتیں پیدا کریگا یہاں تک کہ ایمان تمہاری دلوں میں سی نکل جاوے گا اس بیان کی موافق ہر مسلمان پر  
کل مسلم ان یحذر من الاغترار والمیل الی شئ من البدع والمحدثات ونصون دینہ عن العوائد التي استأذرت  
واجب ہی کہ بچتا رہی فریقگی اور غفلت اور توجہ سی طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنی دین کو عادت سی بجاوی جس میں الفت پڑی

بها وتری علیہا فانہا سم قاتل قل من سلم من افاته وظہر لہ الحق معہا لان لها حلالة فی قلوب اہلہا  
اور پرورش پائی بیشک یہ نہ قاتل ہی اسکی آفات سی کہ بچتی ہیں اور اسکی ساتھ حق کہی نہیں ظاہر ہوتا اسلی کہ اسکا فرہ بدعتوں کی دل میں ایسا آیا ہی  
یستحسنہا طباعہم فلا یترکونہا ولذلک کان هشام بن عروة یقول لا تسئل الناس عما احدثوا فانہم قد  
کہ اوکی دل اسکو پسند کرتی ہیں سو کہی نہ چھوڑیں گی اسی لئی هشام بن عروة کہتی تھی کہ لوگو تسئل کیا پوچھتی ہو بدعات کو اسکا تو انہوں کی

اعدوا لہ جوابا لکن اسئلوہم عن السنة فانہم لا یعرفونہا یسرنا اللہ الیوم العمل بالسنة والاحترار عن بدع  
جواب تیار کر رکھا ہی لیکن دینی یہ پوچھو سنت کیا ہی یہ سنت کو نہیں جانتی اللہ تعالیٰ ہمکو آج سنت پر عمل آسان کری اور بدعت سی بجاوی  
المجلس العشرون فی بیان فضائل حج المبرور و بیان البدع التي قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
بیسویں مجلس بیان فضائل حج مبرور کی اور بیان حج کی بدعتوں کا فرما بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم من حج لہ فلم یرفث ولم یفسق مرجع کیوم ولدتہ امہ هذا الحديث من صحاح المصنأ یہ رواہ ابو  
وسلم فی جسی ہی کیا واسطی اسکی پر نہ فحش کہا سامنی عورتوں کی اور نہ بدکاری کی ایسا بلکہ ہو جاوے گا جیسا اسکا اوکی ما (۱) یہ حدیث صحیح حدیث نہیں ہی





صالح الله تعالى وقيل يمينه وقال عكرمة الحجر الاسود يمين الله تعالى في الارض فمن لم يدرك بيعة  
 الله تعالى سي مصافحه کیا اور اسکا ہاتھ چومے اور عکرمة کہتا ہے حجر اسود دہنا ہا ہے ایسا ہی اللہ تعالیٰ کا زمین میں جسکو بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 رسول اللہ فمسمی الرکن فقد یا علیم اللہ ورسوله وورث فی الحدیث ان اللہ تعالیٰ لما استخرج من ظہر آدم  
 مبررین ہوئی پہر او سنی رکن کو ہاتھ سے چھو تا تو اسنی بیشک مد اور اسکی رسول سی بیعت کی اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم کی پشت میں سی  
 ذریعہ و اخذ علیہم الميثاق كتب ذلك في رق ثم استودعه هذا الحجر الاسود وقيل فمن حج اذا استلم الحجر فانه  
 اسکی اولاد کو نکال اور اسنی عہد لیا الست برکیم کا اسکو ہست آہویر لکے کر اس حجر اسود میں امانت رکھ دیا اور کہتی ہیں کہ حاجی جب حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے تو گویا  
 یحج البیعة ویلتزم الوفاء بالعہد المتقدم فیذبحی له اذا رجع من الحجر ان یحافظ ما عاہد اللہ علیہ  
 از سر نو بیعت کرتا ہے اور اسکی عہد کا پورا کرنا اپنی ذمہ پر لیتا ہے اب یہ ہے الیق ہی کہ جب حجر اسود کی پاس سی جدا ہو تو اسدی جو عہد کیا ہے  
 عند استلام الحجر اذ یقیم هذا المن کل مبیانی الاسلام ان یشرع فی نقض ما بنی بالمعاصی فان علامة  
 ہوقت بوسہ دینی حجر اسود کی اسکی حفاظت کریں گنا برا ہے کہ مبیانی اسلام کی پورا کر اور ان مبیانی کا نقض معصیت سی شروع کری کیونکہ نشان  
 قبول الطاعت ان توصلہ بطاعة اخرى بعد ما علامة ردها ان توصل بمعصية بعدها وما احسن  
 اعظم قبول ہونی کا یہ ہے کہ اس طاعت کی بعد اور طاعت کرے تا جادای اور نشان مردود ہو نیکیا یہ ہے کہ بعد اسکی معصیت ہونی لگی اور کیا خوب ہے  
 الحسنة بعد الحسنة وما اقيم السيئة بعد الحسنة فقد قيل ذنب بعد التوبة اقيم من سبعين ذنبا  
 طاعت بعد طاعت کی اور کیا برا ہے بدی بعد طاعت کی کیونکہ کتنی ہیں ایک گناہ توبہ کی بعد بدتری ستر گناہ سی  
 قبلها فان النكث صعب من المرض الاول فالخا حج اذا كان حجه مبرورا يغفر له ولئن استغفر له  
 توبہ کی پہلی کیونکہ دوبارہ مرض کا عود کرنا اول مرض سی سخت ہوتا ہے پس جائی ہوگا حج مبرور ہوتا ہے تو وہ بخشا جاتا ہے اور جسکی واسطی مغفرت مانگی  
 واذا رجع يرجع وذنبه مغفور ودعائه مستجاب ولذلك يستحب تلقيه والسلام عليه وطلب الاستغفار  
 اور جب وہ ہٹتا ہے تو اس حال میں کہ اسکی گناہ معاف اور اسکی دعا مقبول ہے اسہی لئی مستحب ہے اس سی ملنا اور سلام علیک کرنی اور اس سی مغفرت کی کارا  
 منه لما روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال اذا لقيت الحاجر سلم عليه وصافحه وهره ان يستغفر  
 موافق روایت ابن عمر کی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جب تو کسی حاجی سی ملی تو سلام علیک کر اور صافحه کر اور عرض کر کہ تیری لئی اپنی کمر میں جالی ہے  
 لك قبل ان يدخل بيته فانه مغفور له وروى عن الحسن انه قال اذا خرج الحاجر فشييعوه ويزودوهم للعلم  
 مغفرت مانگی کیونکہ وہ بخشا ہوتا ہے اور حسن سی روایت ہے کہ کتنی تہی جب حاجی حج کی لئی روانہ ہوں تو اونکی ساتھ جا کر رخصت کرو اور دعا  
 فاذا فعلوا فالقومهم وصافحهم قبل ان يخاطبوا الذنوب فان البركة في ايديهم لكن من قليل يكون حجه مبرورا  
 توشہ دویر جیسے حج کر کر اوین تو اسنی مو اور صافحه کر دے پہلی اس سی کہ وہ گناہوں میں مبتلا ہوں کیونکہ اونکی ہاتھوں میں برکت ہے برہمت شخص میں جسکا حج مبرور ہوتا ہے  
 قيل لابن عمر ما اكثر الحاجر فقال وما اقلهم وقال ايضا الركب كثير والحاجر قليل وانما قال ذلك لظهور البدع  
 کسی نے ابن عمر سی کہا حاجی کتنی بہت ہیں اسنی جواب دیا کہ حاجی بہت تھوڑے ہیں اور یہ ہے کہ سوار تو بہت ہیں پر حاجی تھوڑے ہیں یہاں سی لئی کہا کہ حج حاج میں  
 والمنكرات الكثيرة بلن الحاجر فاعظها فتنة واكبرها مصيبة واكثرها وقوعا وبليية ترك اكثرهم الصلوة  
 اور منکرات بہت ہوتی ہیں پس مٹاؤ تہ اور بڑی معصیت اور بڑی بد جو اکثر واقع ہوتی ہے یہ ہے کہ اکثر حاجیوں کی نماز چھوٹی ہے  
 ومن لم يتركها يضيع وقتها ويجمعها على غير الوجه الشرعي وذلك حرام بلا جامع ومن علم انه اذا خرج  
 اور جو نماز نہیں ترک کرتا تو وقت کو بھرتا ہے اور برخلاف وجہ شرعی کی حج کر اور کراتا ہے اور یہ بالاتفاق حرام ہے اور جو جانتا ہے کہ جبہ حج کی لئی جادوگا  
 الى الحج تفوته صلوة واحدة يحرم عليه الحج رجلا كان او امرأة لان من يترك صلوة واحدة لا يكفرها اقل  
 تو اسکی ایک نماز فوت ہوگی تو اسکو حج کو جانا حرام ہے مرد ہو یا عورت اسواسطی کہ جسکی ایک نماز قضا ہوتی ہے تو اسکا عوض ستر حج سی کم میں



من سبعين حجة فيكون كمن ضيع الف دينار في طلب درهم واحد فاذا كان كذلك فعلى الحجاج ان يلزم  
 نهين موتنا پھر یہ شخص ایسا ہی کہ ایک درہم کی واسطی ہزار دینار خراب کئی جب حال یہ ہی تو حاجیوں کو ضرور ہی کہ نمازین  
 الصلوة في وقتها بالجماعة عند التيسر وبالا نفراد عند التعسر مع الاحتياط عن التيمم حال كفاية  
 وقت پراسانی میں جماعت ہی اورنگی کو وقت تنہا ادا کیا کریں ہر تیمم سی احتیاط کریں اگر پانی غلبہ ظن میں  
 الماء للوضوء والشرب له ولرفيقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بماء نجس وعن الصلوة قبل وقتها  
 واسطی وضوء اور پینٹی سکی اور اسکی رفیق کی کافی ہو اور احتیاط وضوء کی نایاک پانی سی اور احتیاط نماز کی وقت کی پہلی سی  
 ومع الاجتهاد في امر القبلة في موضع الاشتباه ومن منكرات الحجاج تزيين الجمل بالجمل من الذهب  
 اور کوشش کریں سمت قبلہ میں اشتباہ کی مقام میں اور حاجیوں کی بدعات میں سی ہی اونٹ کا سونی اور چاندی کی گہسی سی  
 الفضة والقلائد والاساور والباس الحرير وتزيين المشاعل بذلك ايضا يفعلون ذلك عند خروجهم  
 اور قلادہ اور گنگن سی اور حریر پہنا کر سنگا کرنا اور ایسی ہی زیب و زینتوں سی شعلیں روشن کرنی ہی اور بہہ سا نگ جب اپنی شہری خست  
 من بلدهم ورجوعهم اليه وعند دخولهم مكة والمدينة وهم اثنون في جميع ذلك ويشاركهم في الاثم  
 ہوتی ہیں اور جب ہنگر پہنچیں شہر میں داخل ہوتی ہیں اور جب مکہ اور مدینہ میں داخل ہوتی ہیں تو کیا کرتی ہیں اور وہ سب ان بدعات کی کرنی پر ہنگام ہوتی ہیں  
 من يتناول لروية ذلك ويستحسنه او يسكت عنه ومن منكراتهم ايضا خروج النساء عندهن  
 جو دیکھتی کو جاتی ہیں اور کو نیک سمجھتی ہیں یا جب ہو کر منع نہیں کرتی اور حاجیوں کی بدعات میں سی بہہ ہی ہی کہ عورتیں اونکی جاتی وقت  
 وعند هجرتهم فان الواجب على المرأة قعودها في بيتها وعدم خروجها من منزلها وعلى الزوج منعها عن  
 امد آتی وقت ساتھ نکلتی ہیں کیونکہ عورتوں پر اپنی کہ میں بیٹھی رہنا اور اپنی رہنی کی مقام سی باہر نجانا واجب ہی اور شوہر پر اونکا روکنا نکلتی سی  
 الخروج ولو اذن لها وخرجت كانا عاصيين والاذن قد يكون بالسكوت فهو كالقول لان النهي عن  
 واجب ہی اور خاوند فی اگر اسکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونوں گنہگار ہوگی اور اجازت کہی چپ رہنی سی ہی ہوتی ہی وہ ایسی ہی جیسی نائسی کہا اسطی کہ باہر نجانا  
 المنكر فرض وان خرجت بغير اذن زوجها يلعنها كل ملك في السماء وكل شئ يبر عليه الا الانسان والجن وقد  
 اربہ سی فرض ہی اور اگر وہ بغير اجازت خاوند کی نکلی تو او سیر تمام فرشتی آسمان کی اور جس جس چیز پر کو گذرتی ہی بجز انسان اور جن کی سب لعنت کرتی ہیں اور  
 جاء في الحديث انه عليه السلام قال ما تركت بعدى فتنة اضر من النساء فخرج النساء في هذا الزمان  
 حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے کوئی فتنة اپنی بعد بدتر عورتوں سی نہیں چھوڑا سو نکلتا عورتوں کا اپنی کہرون میں سی  
 من بيوتهن من اكثر الفتن لاسيما الخروج المحرم كخروجهن خلف الجنازة ولزيارته القبور وعند خروج الحج  
 اس زمانہ میں بڑا ہی فتنة ہی جبہ حرام وجہ سی نکلتا بدتر ہی جیسا جانا عورتوں کا جنازہ کی پیچی اور قبروں کی زیارت کو اور حاجیوں کی رخصت کی وقت  
 وحجبتهم والخير لهن قعودهن في بيوتهن وعدم خروجهن عن منزلهن لا ترى انه تعالى امر خير النساء الدنيا و  
 وراونکی آتی وقت اونکی حق میں کہرون کی اندر بیٹھی رہنا ہی اور اپنی منزل سی باہر نہونا ہی بہتر ہی کیا نہیں جانتا کہ اسے تعالیٰ دنیا میں سی بہترین عورتوں کو  
 هن انزواج النبي عليه السلام بعائلهن من بيوتهن فقال وَقَدْ فِيْ بَيْوتِكُنَّ وَهَذَا النِّظْمُ الكريه وان نزل فيهن  
 کہ ودارواج مطہرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں کہرون میں سی نکلتی سی منع کرتا ہی فرمایا اور قرار پکڑ واپنی کہرون میں اور یہ آیت بزرگ اگر جہازواج مطہرت کی حق  
 الا ان حكماء يعجم الجعیم لما تقران خطابات القران تعم الموجودين وقت نزوله ومن سيوجد الى يوم القيمة  
 پراسحا حکم سب کی حق میں عام ہی کیونکہ اصول میں ہر جگہ ہی کہ احکام خطابی قرآن شریف کی تمام موجودین کو وقت نزول کی اور اونکو جو فیاست نکلتا ہوتا ہے  
 ومن منكراتهم ايضا ان بعض ما لا يجب عليهم الحج من الفقراء يخرجون معهم بلا زاد ويقولون نحن متوكلون  
 اور حاجیوں کی منکرات میں سی یہ ہی ہی کہ جن بی مقدوروں پر حج فرض نہیں ہی وہ ہی اونکی ساتھ ہو جاتی ہیں بی توشہ خالی ہتھ اور کہتی ہیں کہ ہم توکل پر ہیں

فبكون كل على الناس وثقل عليهم غير متفكين عن ابرامهم بالسؤال والسؤال  
 موه لوكون بر بهاری پڑتی ہیں اور رشتہ ہوتی ہیں اونکی بسک مانگنی بہین جھوٹ تی اور حال یہ ہے کہ مانگنا حرام ہی اور وہ اس حرام کو امر و نہی  
 ذلك الحرام لاداء ما يجب عليهم بل يتزكون كثيرا من الصلوات الخمس ويقعون في انواع المعاصي فيكون  
 ادا کی لئی اختیار کرتی ہیں بلکہ اکثر اوقات نمازین پنجگانہ میں سی ترک کرتی ہیں اور قسم قسم کی معاصی میں گرفتار ہوتی ہیں پھر وہ ہی  
 سبب کمالہم و زیادتہم سببا لنقصانہم و خسرانہم وقد قل بعض المفسرين ياتي على الناس زمان يحج اغنياءهم  
 سبب جو اونکی خوب اور زیادت کا ہی باعث اونکی نقصان اور خسارہ کا ہو جاتا ہی اور بعض مفسرین کہتا ہی لوگون پر ایسا زمانہ آوے گا جس میں دولت مند تو  
 لذتوفه و اوساطهم للتجارة و قراءهم للرباء و السمعة و فقرهم للمسئلة ولا يبعد ان يقال و ستر اثمهم للفس  
 حج کرینگے واسطی عیش تن آسانی کی اور درمیانہ لوگ تجارت کی واسطی اور قاری واسطی اور فقراء واسطی مانگ کہانی کی اور عبید نہیں کہ یہ ہی کہیں اور ہی  
 والحاصل ان الحج قد صار في هذا الزمان فتنة ومحنة لكثير من الناس حيث لا ينظرون فيما اوجبه الله  
 اور حاصل یہ ہے کہ حج اس زمانہ میں بہت لوگون کی حق میں فتنہ اور محنت ہو گیا ہی واسطی کہ وہ ہی نگاہ نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ اور پھر کیا کیا  
 تسليم فيه من حقوق عباده فانه تعالى اوجب عليهم الحج بشرط الاستطاعة وهي تقتضي  
 اپنی حق اور اپنی بندوں کی حق واجب کئی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ فی اوپر حج اس شرط سے فرض کیا ہی کہ استطاعت ہو یعنی اتنی  
 القدرة على ما يكفي الانسان ما يحتاج اليه مدة ذهابه و هجته من مأكول ومشروب ومركوب  
 قدرت ہو کہ انسان کو حاجات کی لئی جانی اور آئی کی مدت میں کفایت کر جاوی کہانی کو اور پانی کو اور سوار کا کو  
 فمن الناس من يخرج الى الحج بلا زاد وراحلة لفقره فربما يهلك في الطريق عند حاجته الى اكل والشرب  
 پھر بعض لوگ جو حج کی واسطی نادار نیکی خالی اتہ لی توشہ اور سواری روانہ ہو جاتی ہیں تو اکثر راستہ کی اندر کہانی اور پانی  
 والركوب فيموت عاصيان لان الله تعالى نهاه عن السفر على تلك الحالة ومن خرج الى الحج من غير ان  
 سواری کی محتاج ہو کر تباہ ہوتی ہیں پھر گناہگار ہو کر مرتی ہیں واسطی کہ اللہ تعالیٰ فی ایسی حالت میں سفر سے منع کیا ہی اور جو شخص حج کو جاوی بدون  
 يملك ما يكفيه وقصد في خروجه ان يسئل الناس ما يحتاج اليه في وقت ضرورته من اكل وشرب وركوب  
 اتنی مقدور کی کہ اوسکی واسطی کافی ہو اور ارادہ کری کہ بیانی نکلتی ہی لوگونسی حاجت کی چیز کہانا بیانا سواری ضرورت کی وقت مانگ نہیں کی  
 فقد اساء اكبر اساءة لان الغالب من حال الحجاج ان يتزود كل واحد منهم قد كفايته لمشقة الحمل وبعد  
 تو اتنی بہت ہی برا کیا واسطی کہ اکثر حاجیوں کا حال یہ ہی کہ توشہ موافق کفایت اپنی بار برداری اور درازی راہ کی بیکر جاتی ہیں  
 الطريق فمن سافر معهم بلا زاد فانه يضائعهم في زادهم فيكون سفره هذا اذى لنفسه ولغيره واكثر من  
 پھر جو خالی اتہ اونکی ساتھ ہو جاوی تو اتنی توشہ میں مہانی مانگی کا پھر ادسکا یہ سفر وبال ہو گا اوسکو ہی اور اور ونگو ہی اور اکثر ایسا کام  
 يفعل هذا هم الذين لا يعرفون شرائط الدين واحكام الاسلام ولا يقصدون طاعة الله تعالى طاعة  
 وہ ہی کرتی ہیں جو شرع اطاعت کی اور احکام اسلام کی نہیں جانتی اور نہ اونکو طاعت الہی اور اتباع رسول سی کچھ غرض ہوتی ہی  
 رسول الله بل يقصدون قضاء ما تشتهيه نفوسهم من روية الاماكن البعيدة الغربية و روية مكة  
 بلکہ اپنی دل کی ارمان نکالتی ہیں دیکھنا عجیب و غریب دور کی شہروں کا اور دیکھنا کہ  
 والمدينة والتفرج على الناس في مجامعهم اذياتون من كل فج عميق وان يقال له الحاج لاهية له الا  
 اور مدینہ کا اور سیر کرنا لوگون کی مجلسوں کا واسطی کہ وہاں دور دور کی لوگ آتی ہیں اور حاجی کہانیں اسکی اتنی ہی ہمت ہی  
 ذلك ومنهم من يزين له الشيطان صعبة الركب ولا مقصود له الا اخذ اموال الناس من سرقة  
 اور بعضوں کی دلیں شیطان و الدیتا ہی اونکا مقصود صرف یہ ہی ہوتا ہی کہ لوگون کا مال چوراکر



او خصه بکيف يمكن فان الشيطان يجتهد دائماً في ايقاع بني آدم في الشر فيفتنه له باباً من الخير ليرفعه  
 باجتهاد كرايا جسطرح بنی یجعی کیونکہ شیطان ہمیشہ یہہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ نئی آدم کو برائی میں مبتلا کرے پہراونکی لئی تھا ہرین دروازہ غیر کا کہنوں کر  
 فی انواع المعاصی والمحرمات فی السر ومن منكراتهم ايضا انهم فی اکثر الاحوال يضيعون حقوق صيتهم اذ قد  
 درپردہ قسم قسم کی معاصی اور حرام اور برائی میں مبتلا کر دیتا ہے اور حاصیوں کی منکرات میں سی یہہ ہی ہے کہ وہ اکثر حال میں اپنی مردہ کا حق تلف کر دیتی ہیں  
 يموت واحد من فقائهم حين كونهم نازلين فلا يغسلونه ولا يكفونونه ولا يصلون عليه بل يرتحلون  
 جب کوئی اونکا رفیق منزل میں اترتی ہوئی رجائتا ہے پہراونکو نہ تو نہلا دین اور نہ کفن دین اور نہ اوپر نماز جنازہ کی پڑھتے ہیں بلکہ وہ انکی کوچ کرتی ہیں  
 ويتركونه هناك ضايعا بلا دفن ويقعون في الاثام لان كل واحد من هذه الامور من فروض الكفاية التي  
 اور مردہ کو اسی جگہ ہی دفن ڈال جاتی ہیں اور گنہ میں پہنستی ہیں کیونکہ یہہ سب باتیں فرض کفایہ ہیں اگر کوئی ایک ہی

اذا ترك واحد منها ياتر الكل وقد يموت حين كونهم ذاهبين في الطريق فيرمونه في مكان قفر بلا دفن ويكله  
 متروک ہو تو سب گنہگار ہوں اور بعض وقت رستہ میں چلتی ہوئی رجائتا ہے تو پہراونکو یونہی جگہ پھینک دیتی ہیں کئی پہنچ جاتی ہیں او سکو گیتھ  
 السباع وسبب ارتكابهم امثال هذا الجرائم اخرى فهم ان يأخذ البيت المال ماله ويختارون متاع  
 بہتر کی کہا جاتی ہیں اور ایسی ایسی یہہ تمام گناہ صرف اس خوف کی ماری کرتی ہیں کہ مبادا اسکا مال بیت المال میں داخل ہو جاوے یہہ لوگ دنیا کی پونجی کو  
 الدنيا على الاخرة ويضيعون امثال هذه الفروض ويقعون في الاثام فكيف يكون حجتهم مبروراً والى حال  
 آخرت کی مقابلہ میں پسند کرتی ہیں اور ایسی ایسی فرض یا نون کو ضایع کر گنہ میں مبتلا ہوتی ہیں اب کیونکر اونکا حج مبرور ہوگا حاصل یہہ ہی

ان من يريد ان يكون حجه مبروراً يلزمه ان يحج باقامة اركان له وواجباته وسننه ويحترز في الاحرام  
 جو شخص چاہی کہ اسکا حج مبرور ہو دی تو اسکو لازم ہے کہ حج میں تمام ارکان اور واجبات اور سنن ادا کری اور احرام کی مدت میں تمام  
 عن محظورات الاحرام وعن سائر المعاصي كلها كذا في اوصافها ويتوب قبل الاحرام عن الذنوب كلها  
 منہیات سے جو احرام میں ہیں اور تمام اور معاصی کیا بر اور صفائے احرام کی اور احرام سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ کرے

بأداء الفروض والواجبات وارضاء الخصوم في حقوق العباد ويكون طعامه وشرابه ولباسه وركبه من  
 فرض اور واجبات ادا کری اور حقوق العباد میں مدعیوں کو راضی کری اور اپنے کھانا اور پینا اور پہنا اور سوارے

الحلال لا من الحرام اذ قد اختلف الفقهاء فيمن يحج بماز به حرام هل يصح حجه ام لا عند الامام احمد لا يصح ويجب  
 حلال مال میں سے ہو حرام میں سے نہ ہو اسواسطی کہ فقہاء میں اختلاف کیا ہے کہ ہر شخص حرام مال سے حج کرے تو اسکا حج ادا ہو جاتا ہے یا نہیں امام احمد کی نزدیک  
 عليه ان يحج ثانياً بالحل وحده الثلثة يصح حجه ولي قطع عنه الفرض ولا يجب عليه الاعادة لكن  
 اسکا حج صحیح ہیں ہوتا او سپرد واجب ہے کہ حج دوبارہ حل حال سے کری اور نہیون اماموں کی نزدیک اسکا حج تو صحیح ہی اور اسکی ذمہ سے فرض ادا ہو گیا اور او سپرد حج دوبارہ ہی واجب نہیں  
 لا يكون حجه مبروراً لان الشرط في كون الحج مبروراً الاجتناب عن كل ما نهى الله عنه مع اداء الحج بشرطه  
 اسکا حج مبرور نہیں اسواسطی کہ حج مبرور کی لئی یہہ شرط ہے کہ اسکی تمام منہیات سے اجتناب کری اور حج کو تمام شرائط

واركانه وواجباته وسننه واداءه فشرائطه نوعان شرائط الاداء وشرائط الوجوب اما شرائط الاداء  
 اور ارکان اور واجبات اور سنن اور ادائے اسکی شرطیں دو قسم کی ہیں ایک شرط ادا کی ہے اور ایک شرط واجب ہونے کی ہے شرط ادا کی  
 فهي الزمان والمكان والامتنان والشرائط الوجوب فهي العقل والبلوغ والحرية والاستطاعة وسلامة  
 نو وقت کی اور مکان کی اور امان کی اور شرط وجوب کی عقل اور جوانی اور آزادی اور قدرت مالی اور صحت

البدن وامن الطريق فلكون امن الطريق من شرائط الوجوب اختلف العلماء في وجوب الحج في هذا الزمان  
 بدنی اور امن رستہ کا پس اس رستہ کا جو شرط وجوب کی ہے اسلئی علماء کو اختلاف پیدا ہوا کہ اس زمانہ میں حج فرض ہی یا نہیں

و لا تنفعا الا من بظهور القرامطة وغيرهم من الفساق والسارق فقال ابو القاسم الصفاري لا شك  
 انهم من رسته كما جاتا به بسبب غلبه قرامطه وغيره فساق اور چور ٹون کی  
 ابو القاسم صفاری کہتی ہیں عورتوں کی ذمہ سی  
 في سقوط الحج عن النساء في هذا الزمان واما الاشك في سقوطه عن الرجال وقال ايضا لا اري الحج فرضا منذ عشرين  
 حج کی ساقط ہونی میں اس زمانہ کی اندر کچھ شک نہیں ہی شک اس میں ہی کہ مردوں کی ذمہ سی بھی ساقط ہی یا نہیں اور یہ بھی کہا ہی کہ میں حج کو فرض نہیں جانتا  
 سنة منذ خرجت القرامطة والبادية عندي دار الحرب وقال ابو بكر الاسكاف ولا اقول الحج فريضة  
 میں ہوں کی مدت سی جب سی قرامطہ پیدا ہوئی ہیں اور بادیہ میری نزدیک دار الحرب ہی اور ابو بکر اسکاف کہتی ہیں میں نہیں قایل ہوں کہ  
 في زماننا قاله في سنة ثمان وعشرين وثلاثمائة وافق ابو بكر الرازي ان الحج قد سقط عن اهل بغداد  
 اب ہماری وقت میں حج فرض ہی یہہ گفتگو سنہ تین سو چھیسی کی ہی اور ابو بکر رازی فی یہہ فتویٰ دیا ہی کہ حج اس زمانہ میں اہل بغداد کی ذمہ سی  
 في هذا الزمان وبه قال جماعة من المتأخرين قيل واما قالوا ذلك لان الحجة لا يتوصل الى الحج الا بالرشوة  
 بیشک ساقط ہو گیا اور ایسی ہی اور متأخرین کہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ عدم فرضیت کی اس واسطی قائل ہوئی ہیں کہ حاجی قرامطہ وغیرہ کو رشوت دینی بغیر  
 الى القرامطة وغيرهم فيكون الطاعة سببا للمعصية فمتى صارت الطاعة سببا للمعصية يرتفع  
 ہرگز حج نہیں کر سکتی اب طاعت سی معصیت ذمہ آئی جب طاعت معصیت کا سبب بنی تو پھر طاعت نہیں رہتی  
 الطاعة لكن ذكر في الفتية ان من قدر على الحج يجب عليه الحج وان علم انه يؤخذ منه المكس او لو سقط  
 لیکن فتیہ میں یہہ مذکور ہی کہ جسکو حج کی طاقت ہو تو وہ سپر حج فرض ہی اگرچہ یہہ جانتا ہو کہ اس سی خراج لیا جاوے گا اس واسطی کہ اگر اتنی خوف  
 الحج به فمتى يعمل بقوله تعالى **وَلِيْلَهُ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ** وسئل ابو الحسن الكرخي عن لا يخرجهم الى الحج خوفا  
 حج ساقط ہو جاوی تو پھر اس آیت پر کب عمل ہووے گا اور واسطی اس کی ہی لوگوں پر حج بیت اللہ ابو الحسن کرخی سی پوچھا حال اسکا جو ماری خوف  
 من القرامطة فقال ما سلمت البادية عن الافات يعني ان البادية لا تخلو عن الافات لقلة الماء وشدة  
 قرامطہ کی حج کو نہیں جاتا اور سنی جواب دیا بادیہ آفات سی سالم نہیں ہی یعنی بادیہ آفات سی کہی خالی نہیں ہی سبب کوتاہی پانی اور شدت  
 الحر وهيجان الریح السموم وقال المفقيه ابوالليث ان كان الغالب في الطريق السلامة يجب وان كان  
 گری اور تیزی ہواؤں کی اور فقیہ ابواللیث کہتی ہیں اگر راستہ میں احتمال غالب سلامتی کا ہی تو حج فرض ہی اور اگر احتمال  
 الغالب خلاف ذلك لا يجب وعليه الاعتماد وفرائضه الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة فان فات  
 غالب تلف کا ہی تو واجب نہیں ہی اسی قول پر اعتماد ہی اور فرائض حج کی یہہ ہیں احرام اور عرفات پر ٹھہرنا اور طواف الزیارة اگر ان تینوں میں سی  
 واحد منها يبطل حجه ويجب قضائه في العام القابل وواجباته السعي بين الصفا والمروة والوقوف  
 ایک ہی فوت ہوگا تو حج باطل ہوگا دیکھا یہ سال آئندہ میں اسکی قضاء واجب ہوگی اور واجبات حج کی یہہ ہیں صفا اور مروه کی بیچ میں دوڑنا اور  
 بالمزدلفة ورعى الجمار والعلق والتقصير وطواف الصدد للافاقي فان ترك شيئا منها يجوز حجه و  
 مزدلفہ میں ٹھہرنا اور جمرات میں کنکریاں اور سر منڈانا یا بال کٹوانی اور طواف الصدد سوا مکہ والوں کی پس اگر کوئی واجب ان واجبات میں سی ترک کیا تو حج تو جائز  
 عليه الدم وما عدا ذلك سنن واداب ووقت شوال وذو القعدة وعشر ذي الحجة ويكره الاحرام للحج  
 ہوگا پرا سپر حج لازم ہی اور سوا ان فرائض اور واجبات کی سنن اور اداب میں اور حج کا وقت ماہ شوال اور ماہ ذیقعد و عشر ذی الحجہ کی ہیں اس مدت سی پہلی احرام حج کا باندھا  
 قبل ذلك لان الاحرام يطول فربما يقع في الحرام ولا يكون حجه مبرورا فان من احرم للحج والعمره وارتكب  
 مکروہ ہی اسلئے کہ مدت احرام کی دراز ہو جاوی کی سوا اکثر احرام میں واقع ہو جاتا ہی یہہ اسکا حج مبرور ہوگا کیونکہ جسنی احرام حج کا یا عمرہ کا باندھا یہہ کوئی قسم کی  
 شيئا من محظورات الاحرام بلا عذر يخرج حجه عن ان يكون مبرورا وان تاب الى الفور لان التوبة ترفع  
 ممنوعات میں سی بی عذر عمل کیا تو اسکا حج مبرور نہیں رہتا اگرچہ فی الفور توبہ کری اس واسطی کہ توبہ سی گناہ مٹا جاتا ہی



لا تهم ولا ترفع ما وقع من نقصان ثواب الحج لان الشرط في كون الحج مبرورا ان لا يقع في حال الاحرام ذنب  
اور جو نقصان حج کی ثواب میں ہو گیا وہ نہیں موقوف ہوتا اس واسطے کہ شرط حج کی مبرور ہونے کی یہ ہے کہ احرام کی اندر

من الذنوب بلا عذر ولا حرام النية والتلبية وهما ركنا في الاحرام لا يصح الاحرام باحدهما دون الآخر  
بلا عذر کوئی گناہ کسی طرح کا نہ ہونی پاوی اور احرام کی دو جز ہیں نیت اور تلبیہ یہ دونوں احرام کی رکن ہیں احرام ایک سی بدلتا ہے

فمن اراد الاحرام يتوضأ او يغتسل والغسل افضل وينزع الخيط ويلبس ثوبين ازارا او رداءا تجلدين  
صحیح نہیں ہوتا جو شخص احرام باندھی پہلی وضو کری یا نہاوی اور نہتا افضل ہی سینین کپڑی او تار ڈالی صرف دو کپڑی پہن لی تہم اور چادر نئی ہوں

او غسيلين والجديد افضل ويقص شاربه ويقلم اظفاره ويحلق عانته ثم يصلي ركعتين و  
یاد ہوئی ہوئی نئی ہوں تو بہتر ہی موچیں کتر وادی اور ناخون تر شوادی اور موئی ہنای موئی پھر دو رکعت نماز ادا کری

يقول بعد السلام اللهم اني اريد الحج فيسره لي وتقبله مني ثم يلبي ويقول برفع الصوت لبك اللهم  
پھر بعد سلام کی یہ ہے پڑھی انہی میں حج کیا چاہتا ہوں سوتو مجھ آسان کر دی اور مجھے سی قبول کر لی پھر یہ تلبیہ پکار کر بلند آواز سے کہی حاضر ہوتا ہوں انہی

لبك لبك لا شريك لك لبك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك ولا ينقص منها وان زاد  
حاضر ہوتا ہوں حاضر ہوتا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں بیشک حمد اور نعمت تیری ہی اور ملک تیرا تیرا کوئی شریک نہیں اس عبارت میں سی کچھ کمزری اگر کچھ بڑھائی

يجوز فاذا التى بالنية والتلبية فقد احرم وتبقى محظورات احرامه وهي الرفث والفسوق والجبال  
تو جائز ہی پھر نیت کرتا ہے تلبیہ پکا تو احرام ثابت ہو گیا اب احرام کی ممنوعات سی بدلتی کری اور وہ باتیں بیجا بیانی کی ہوئی اور بدکاری اور طرائی

وتعرض الصياح بالاختار والاشارة والدلالة والاعانة ولا يلبس الخيط قباء او قميصا او سراويل او  
اور شکار کو چھڑنا بکنا با انارہ سی بتانا یا ظاہر بتانا یا مدد کرنی اور سیا ہو اکڑا نہ ہنی قبا باگتو یا یا بجا مہ اور

عامة وتلتزم رية او حقا الا ان يقطع الخف اسفل من الكعبين ولا ياخذ شعرا ولا ظفرا ولا يقتل القمل  
بگڑی نہ بانہ ہی چڑی نہ ہنی اور موزہ ان اگر موزہ ٹخنے کی بھیج تک کتر ڈالی تو ڈر نہیں پھر نہ بان کتری نہ ناخن کتری نہ جون ماری

ولا يغطي راسه ولا وجهه ولا باس بلا استئذان بالبيت والحمل ولا يحك راسه الا برفق حتى ي  
اور نہ سر ڈھکی اور نہ مہر ڈھکی اور اسکا ڈر نہیں کہ سایہ میں بیٹھی بیت کی یا کجاوی کی اور سر کو نہ کجاوی مگر نرمی سی یہاں تک

عن ابي حنيفة انه يحكه ببطون الاصابع كيلا يوذى شيئا من هوام راسه ويكثر التلبية برفع  
ابو حنیفہ سی روایت ہی کا وہ ٹھکیوں کی بیٹھی کجاوی تاکہ کوئی جانور سر میں کا جو وغیرہ ایزا نہ پاوی اور تلبیہ بار بار جب نماز بڑھی

الصوت متى حصل او على اشراف او هبط واديا او لقي ركبا او اسحر واذا دخل مكة يبدأ بالمسبح وحين  
یا ابو حنیفہ پر چڑھی یا بیچی کو او تری کسی نالہ میں یا سوار میں یا صبح ہو پکار کر چڑھی اور جب مکہ میں داخل ہو تو پہلی مسجد الحرام میں جاگا

راى البيت بكبر ويهلل ثم يستقبل الحجر مكبرا محملا رافعا يديه كما في الصلوة ويستسلم ولا استلاما  
ور جب بیت کو دیکھی تو اسکا کبری اور لا الہ الا اللہ پڑھی پھر حجر اسود کی سامنی بکبر اسلا الہ الا اللہ کہتا ہو ہتہ او ہٹائی ہوئی جاوی جیسی نماز میں اور او کو چولی اور

عند الفقهاء ان يضع كفيه على الحجر ويقبله بقبلة ان قدر بلا ايداء احل الاستلام سنة وترك  
فقہاء کی نزدیک سنتام کی یہ وضع ہی کہ دونوں ہتہ حجر اسود پر رکھے کہ منہ سی جوم لی اگر کسی کو تکلیف دہی بغیر یہ ہو سکی اس واسطے کہ استلام تو سنت ہی اور

الايداء واجب فالانتيان بالواجب اولى وان لم يقدر على ذلك يمسه شيئا في يده ويقبله وان عجز  
ايداء دینی واجب ہی اور واجب کا لو کرنا ولی ہی اور اگر اس پر قابو نہ ہو تو حجر اسود کو کسی چیز سی چھو یا پھر اسکو جوم لی اور اگر یہ دونوں

عنهما لم يقبل رافعا يديه حذاء منكبيه جا علا ظاهرها نحو وجهه وباطنهما نحو الحجر مشبرا  
اگر نہ ہو سکیں تو حجر اسود کی سامنی کھڑا ہو کر دونوں ہتہ برابر موند ہوں کی او ہٹائی ہوئی پشت ہتوں کی اپنی موندہ کی طرف اور رواؤنی حجر اسود کی طرف اشارہ کرتا ہوا

جہا الیہ مکبرا ھللا حامدا لله تعالیٰ ومصلیا علی النبی علیہ السلام ویطوف للقدوم ووادع الحطیم  
 طرف حجر کی اسد اکبر کہتا ہوا لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوا اسد کی حمد کرتا ہوا نبی علیہ السلام پر درود پڑھتا ہوا یہ طواف القدوم کری حطیم کو طواف کی اندر لیکر  
 اخذاً عن یمنہ ھما یلی الباب جا علا رداءہ تحت ابطیہ الیمنی ملقی طرفہ علی کتفہ الیسری  
 داہنی طرف سے شروع کر کر جس طرف باب سے متصل ہے چادر کو دہنی بغل تلے لیکر اور اسی کو فی بائیں موند ہی پر ڈال کر  
 سبعة اشواط یرمل فی الثلثة الاول فقط من الحجر الی الحجر وکلما ھربا الحجر یفعل بہ ما ذکر من الاستلام  
 سات گردشیں اگر کر صرف پہلی تین گردشوں میں حجر سے حجر تک اور جب حجر کی پاس پہنچی وہ ہی استلام کری موافق مذکور بات کی  
 ویستلم الرکن الیمانی وهو حسن ولا یستلم غیرھا ویختم الطواف بالاستلام الحجر ثم یصلی رکعتین  
 اور استلام کری رکن یمنی کو یہ بہتر ہے اور سواران درون کی اور کو استلام نہ کری اور طواف کو حجر کی استلام پر ختم کردی یہ مقام کی پاس دو رکعت نظر  
 عند المقام او غیرہ من المسجد ان منعه الزحام وھذه الصلوة واجبة بعد کل اسبوع ثم  
 ادا کری یا مسجد میں اور جگہ اگر انہوہ کی سبب مقام میں میسر نہ آوی اور یہ نماز واجب ہے بعد ہر یک پوری طواف یعنی سات گردش کی  
 یعود ویستلم الحجر ویخرج من المسجد ویبعد الصفا ویستقبل البیت ویکبر ویہلل ویصلی  
 ہٹ کر حجر کا استلام کری اور مسجد سے باہر آکر صفا پر چڑھ جاوی اور بیت کا طرف منہ کر کر اسد اکبر کی اور لا الہ الا اللہ پڑھی اور نبی علیہ السلام پر  
 علی النبی علیہ السلام ویرفع یدیه ویدعو ما شاء ثم یمشی نحو المروة علی ہیئۃ حتی یصل بطن الوادی  
 درود پڑھی اور اتمہ اوٹھا کر جو چاہی دعا مانگی ۷۷ مروجہ کی طرف چلی اپنی چال میں یعنی فی تکلف بیان تک کہ بطن وادی پر پہنچی  
 ثم یسعی بین المیلین الا خضرین فاذا جاہز بطن الوادی یمشی علی ہیئۃ حتی یاتی المروة فاذا انتہا  
 پہر درمیان میلین خضرین کی درمیان چلی جب بطن وادی سے نکل جاوی نو اپنی چال پر سستی لگی یہاں تک کہ مروجہ پر جا پہنچی وادع جاکر  
 یصل علی الوادی یأفعل علی الصفا ثم یزول عنها ویسعی الی الصفا یفعل ھذا سبعا ید  
 او سکی پر چڑھی وادع جاکر وہی صفا پر چلی حوصفا پر کیا تھا پہر مروجہ سے اتر کر صفا کی طرف جاوی اسی طرح سات دفعہ کری صفا سے شروع کر  
 بالصفا ویختم بالمروة ثم یسکن بمكة محرماً ویطوف بالبیت نفل ما شاء فاذا صلی بمكة فخر ثامن  
 مروجہ پر ختم کردی یہ کہ من احرام باندھی ہوئی رہتی لگی اور بیت کا طواف نفل کیا کر کا جس قدر چاہی جب کہ من یوم تروی یعنی اشون تاریخ  
 الشہر یخرج الی منی یمکت بہا الی فجر عرفة ثم یروح الی عرفات وکلھا موقف الا بطن عرفة فبعد  
 ذابحہ کو صبح کی نماز پڑھ چکی منی کو جاوی وادع جاکر نوین تاریخ کی فجر تک پڑھاری یہ عرفات میں جاوی وہ تمام پڑھنی جگہ ہی سواء بطن عرفہ کی جب  
 ما صلی الظهر والعصر فی وقت الظہر ینھب الی الموقف بغسل سن وبعد الغروب یاتی الی المزدلفۃ  
 نماز ظہر اور عصر کی جمع کر کر ظہر کی وقت میں پڑھ چکی تو غسل سنوں کر کر موقف کو جاوی اور دن چہی مزدلفہ کو چلا جاوی  
 وکلھا موقف الا وادی محسرو ینزل عند جبل قریح ویصلی العشائین ھہنا باذان واقامة فاذا اطلعت  
 وہ تمام پڑھنی کی جگہ ہی سواء وادی محسرو کی اور جبل قریح کی پاس اونتری یہاں مغرب اور عشا ملا کر ایکسا دان اور تکبیر سی ادا کری جب صبح صادق  
 الفجر یصلی الفجر بغسل وهو ظلمۃ فی آخر اللیل ثم یقف ویکبر ویہلل ویلی ویصلی علی النبی علیہ السلام  
 کھل جاوی تو فجر کی نماز اندھیری میں پڑھی غسل اندھیرا ہوتا ہی آخر لیل میں یہ پڑھ کر اسد اکبر کی اور لا الہ الا اللہ پڑھی اور تکبیر سی اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھی وادی  
 ویدعو اذا اسفرباتی منی ویرمی جمرة العقبة من بطن الوادی من اسفل الی اعلاہ سبع حصی  
 اور دعا مانگی جب خوب روشنی ہو جا تو منی میں اگر جمرة العقبة کو رمی کری بطن وادی کی جانب اسفل سے اعلیٰ کی طرف سات کنکرن اور کھلی اور کھلی  
 خذفا ویکبر بکل منها فیقول بسم اللہ واللہ اکبر رجما للشیطان وحزبہ اللہم اجعل حجی مبروراً وسیعاً  
 اور ہٹ کر پراسد اکبر کہتا جا اسطور بسم اللہ واللہ اکبر واسطی خاک آلودگی شیطان اور ادا کی گروہ کی آہی تو چیچ میرا مبرور اور کو نشان مبرور



مشکورا و ذنبی مغفورا و یقطر التلبیة باولها ثم یذبح ثم یحلق فی حلق واحد و یحلق کل شیء

مشکور اور گناہ میری معاف کر اور اول رمی پر تلبیہ موقوف کری بہر قریانی کری اگر چاہی بہر ہال کتر وادی اور سر منڈانا افضل ہی اور اسکو ممنوعات احرام میں

من محظورات الاحرام الا النساء ثم یطوف للزیارة یوما من ایام النحر سبعة اشواط بلا رمل ولا سعی

سوائی جمیع کی سب شی حلال ہو جاتی ہیں بہر طواف زیارت کسی دن ایام نحر میں سی سات گردشیں بدون اگر اور سعی کی کری

ان فعل الرمی والسعی قبل ولاقبها وان اخره عن ایام النحر بیکرة و یحیی الدم ثم یاتی منی و یرمی الجمار

اگر رمل اور سعی پہلی کر چکا ہی اور نہیں تو اب کری اور اگر طواف زیارت کو ایام نحر سی ٹکادی تو مکروہ ہی اور ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہی بہر منی میں آوی اور

الثلاث بعد زوال ثانی النحر یبدأ بایلی مسجد الخیف ثم بایلیہ ثم بالعقبة سبعة سبعة و یکبر کل

تینون جہوں کو بعد دن و پہنی دوسری دن نحر کی کنکرماری شروع اوس جہوں کی جو مسجد خیف سی نزدیک ہی بہر جواس سی پاس ہی بہر حجرۃ العقبة کو سٹا سٹا ہر کنکر

حصاة و یقف بعد رمی و یدعو ولا یقف بعد الثالثة ولا یعد رمی یوم النحر ثم غدا کذا

کی ساتھ تکیس کر جادوی اور پٹری بعد اوس ہی کی کہ پیچی اوسکی رمی ہو اور دعا مانگی اور بعد تیسری کی نہ پٹری اور نہ بعد رمی یوم نحر کی بہر اگلی دن اسبطور

و بعد غدا کذا ان مکث و بکرة ان لا یبیت بمنی لیاالی الرمی و اذا اراد الرجوع الی وطنه یطوف للصد

اور بعد اوسکی اگلی پہنی اگر پٹری اور اگر رمی کی شیون میں منی میں شب کو نہ رہی تو مکروہ ہی اور اگر ارادہ مراجعت کا اپنی وطن کو کری تو طواف الصدر

سبعة اشواط بلا رمل ولا سعی ثم یصلی رکعتین ثم یرث من زمر ثم یاتی البیت و یقبل العتبة

سات گردشیں بدون رمل اور سعی کی کری بہر دو رکعت نماز ادا کری بہر آب زمزم نوش کری بہر بیت کی پاس آوی اور آستانہ بوسی کری

و یضع صدره و وجهه علی الملتزم و هو ما بین الحجر و الباب و یثبت بالاسنار ساعة و یدعو مجتهدا

اور اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم پر رکھی اور ملتزم حجر اور باب کی بیچ بیچ میں ہی اور ایک ساعت بہر پردہ کعبہ کا پکڑی رہی اور خوب تضرع سنی مانگی

و یبکی علی فراق الکعبة و یرجم قهقري حتی یخرج من المسجد و المرأة کالرجل الا انها تلبس الخیط ولا

اور کعبہ کی جدائی پر روئی اور پس پشت پٹی یہاں تک کہ مسجد میں سی نکل آوی اور عورت کا حال ہی مرد کا سا ہی اتنا فرق ہی کہ عورت سیٹا پڑا پہنی

تکشف راسها بل تکشف وجهها و لو اسدلت علیه ثیابا و حافته عنه یصم ولا یرفع صوتا بالتلبیة

اور اپنا سر نہ کھولی بلکہ منہ کھولی رکھی اور اگر کسی کپڑیسی کھونکٹہ رکھی اور منہ سی کپڑی کو الگ رکھی تو بھی صحیح ہی اور تلبیہ میں بکار کراوا نہ کری

ولا تقرب الحجر الا عند کونه خالیا ولا ترمل فی الطواف ولا تسعی بین المیلین بل یمشی علی هیئتہا ولا

اور حجر کی پاس انہوہ میں نہ جادوی اگر چاہی خالی ہو جادوی اور طواف میں مل نہ کری اور میلین کی بیچ نہ دوڑی بلکہ اپنی طرح پر چلی جادوی اور سر

یخلق بل تقصروان حاضت عند الاحرام تغتسل و یكون هذا الغسل للاحرام لا للصلوة و یفید النظا

نہ مونڈاوی بلکہ لٹ کتر وادی اور اگر احرام باندہ ہی وقت حاضر ہو جادوی تو نہادوی اور بہر غسل احرام کی لئی ہی نماز کی واسطی نہیں اس سی سوار طواف کی طہارت

لغیر الطواف و هو بعد الرکنین اللذین هما الوقوف بعرفة و طواف الزیارة یسقط طواف الصدر ولا یجوز علیها شئ

کا فائدہ ہوگا اور حیض بعد دو نو رکن کی کہ وہ وقوف عرفات اور طواف الزیارة ہی طواف الصدر کو ساقط کر دیتا ہی اور اوسکی ترک سی تو سپر کچہ لازم

بترکہ ولا تاخیر طواف الزیارة عن ایام النحر بسبب حیض ثم ینبغي ان یعلم ان المرأة شابة کانت او عجوزا

نہیں آتا اور نہ طواف الزیارت کی تاخیر سی جو ایام نحر سی بسبب حیض کی ہو چا کچہ لازم آوی بہر جائی بات ہی کہ عورت جوان ہو یا بوڑھی

اذا کان بینہا و بین مکة مسیرة سفر لا یثبت لها الاستطاعة الا بحرم و هو الزوج و من لا یجوز نکاحها

جب اوس میں اور مکہ میں مسافت سفر کی ہو تو اس عورت کو استطاعت حاصل نہیں جتنی حج فرض ہوتا ہی بدین محرم کی اور وہ خاوند ہوتا ہی یا وہ جس سی

علی التابید بنسب او صهریة وان لم یکن لها محرما لا یجب علیہا ان تتزوج لیجربہا و ذکر فی التخصیص

کبھی کسی حال میں نکاح جائز نہیں ہی بسبب کی یاد دہدی یا سہدانی کی اور اگر اوس عورت کی ساتھ محرم نہیں تو اسپر بہر واجب نہیں کہ حج کی واسطی خاوند کری اور تخیس میں نہ کرے

ان محرمها ان كان فاسقا او مجنوناً او صلباً لا يجب عليها الحج ويحرم عليها السفر معه وليشترط لها  
 كذا كذا او سكا محرم فاسق هو يا بچہ نابالغ ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے اور ایسی محرم کی ساتھ سفر حرام ہے اور عورت کی واسطی  
 ان تكون خاليا عن العدة عند خروجها الى الحج حتى لو كانت في العدة لا تخرج الى الحج وكذا لو وجب  
 یہ ہے شرط ہے کہ جب حج کو چلی تو عدت سی پاک ہو بیان نکلا کہ اگر عدت میں ہو تو حج کو نہ جاوی اور ایسی ہی اگر اس پر

لها العدة في الطريق في مصر من الامصار وبين مكة مسيرة سفر لا تحرج عن ذلك المصرا لم تنقصر  
عدت رسته بين کسی شهر مین واجب ہو جاوی کہ او سہین اور مکہ کی پیچمن مسافت سفر کی ہو تو اس شهر مین سی عدت کی گزری بغیر بخاوی

فی بیان فضائل الزکوٰۃ و غوائل ترکھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من

صاحبِ ذہب و لا فضہ لایؤدی منها حقها الا اذا کان یوم القیۃ صفحۃ له صفاء من نار  
سو فی جائزہ والا کہ اوسمیں سے اوسکا حق یعنی زکوٰۃ نہ ادا کرتا ہو مگر جب دن قیامت کا ہوگا تو اوسکی لئے تختہ آگ کی بنائی جاوے گی

فاحصی علیہا فی نار جہنم فتکوی بها جنبیہ وجبینہ وظہورہ وکلما یردت اعیدت لہ فی یوم

پہر اولو دوحی ال کین لرم لر اولو دوحی لروین اور پیتانی اور پست ریح رک جوی کی اور بپ ہندی جوی پیر رمی جین کی اور  
 کان مقداره خمسين الف سنة حتى يقضى بين العباد فيرى سبيله اما الى الجنة واما الى النار  
 کہ سراسر محاسب ہزار برس کی ہوگا یہاں تک کہ تمام خلائق کا فیصلہ ہو جاوے پیر دیکھ اپکا راہ یا جنت کا طرف ہو اور یا دوزخ کی طرف

هذا الحديث من صحيح المصابيح رواه ابو هريرة فانه عليه السلام ذكر فيه جنسين من المال وهما

الذهب والفضة ثم فرد الضمير الراجع اليها فقال لا يؤدى منها حقها نظر الى المعنى دون اللفظ  
سناء اور جاندی یہ ضمیر اور ناظر ہوں یہ تہی وہ مفرد ہوا کہ وہاں کہنا ادا کر اور سمجھو ہر حق اور سب تو ملحوظ معنی کہ لفظ کا لحاظ نہیں کیا

لان المراد بها دنانير و دراهم و قيل يحتمل ان يراد بهما الاموال لان الحكم عام و تخصيصها بالذكر لفضلها

اسو سبھی کے مراد ادا کرنے میں اور درہم بین اور لوی ہوتا ہے کہ شاید سو فی صدی کی مراد ہر قسم کی مال ہو تو اسو سبھی حکم کو عام ہی اور خصوصیت پر مبنی سمجھنا  
 علی ماثر الاموال من حيث انها اصل القبول و ثمن الاشياء و بمثلها ورد قوله تعالى وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ  
 ذکر من واسطه فضلہ کہ تمام مال ان پر ہی اسلئے کہ اصلاً مالست او قیمت تمام اشیا کہ یہ دوزخ میں اور اسے بے قرۃ آتے ہیں اور دنیا ہی اور حلال گناہ کر کے ہیں

دکترین کو اسلامی تعلیمت کی کامیابیوں پر ہم کی انتہائی تسلی ہوئی اور ہمیت تمام اسلامیوں کی پیروی اور یسویٰ کی قرآن میں وارد ہوئی اور جو لوگ کارہی ہیں

الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُجْزَىٰ عَنْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ

سونا اور روپا اور فضہ و زہرہ نہ ہونے کی انتہائی تسلی ہوئی اور ہمیت تمام اسلامیوں کی پیروی اور یسویٰ کی قرآن میں وارد ہوئی اور جو لوگ کارہی ہیں

فَتَكُونُ بِحَاجِبِهِمْ وَحُشُونِهِمْ وَظُهُورِهِمْ هَذَا مَا كَرِهْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْذِبُونَ

پس راعین لی ادس سی ادنی مانیقی اور کروٹیں اور پشیمین یہ ہی جو تم گاڑتی ہی اپنی واسطی اب چکھو مزہ اپنی گارنیکا

والمراء بعدم اداء حقها وبعد انفاقها في سبيل الله عدم اداء زكواتها فان الذين يجمعون الاموال

اور حق بدیہی سی اور راہ الہی میں خرچ نہ کرنی سی ندینا زکوٰۃ کا مراد ہی پس جو لوگ مال جمع کرتے ہیں

ویدخرونها ولا یعطون زکوٰۃہا یعدون یوم القیامۃ بانواع من العذاب فمن جملتها ما ذکر فی هذه الا



وهذا الحديث وجه تخصيص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم يعود نفسه  
اور اس حدیث میں مذکور ہے اور وجہ خصوصیت ان اعضا کی ساتھ اس عذاب کی یہ ہے کہ مال والی آدمی کو جب زکوٰۃ دینی کی عادت نہیں ہوتی  
اعطاء الزکوٰۃ بعد وجوبها بجمیع وقتها فهو اذ اصاب الفقير الطالب للزکوٰۃ یعبس وجهه واذ اسال صیغ  
اگرچہ زکوٰۃ واجب ہو اور وقت بھی کہیں بھی پس وہ شخص جب فقیر زکوٰۃ طالب کو دیکھتا ہے تو تیرہ چڑھتا ہے اور وہ اگر ملگتا ہے تو اوس سے ہنسنے  
عنه ویولی الیه جنبه واذ ابالغ فی السؤال یقوم من مقامه ویولی الیه ظہره وینہض لایعطیه  
پہر کرکٹ مڑ لیتا ہے پہر اگر فقیر سوال میں زیادتی کی تو اپنی جگہ سے اٹھ کر اوسکی طرف پشت کرکے چلا جاتا ہے اور زکوٰۃ میں سے جو  
شیئاً من حقہ الذی هو الزکوٰۃ فتادی الفقیر بكل واحد من هذه الافعال فیعذبه اللہ تعالیٰ  
اوسکا حق ہی کچھ نہیں دیتا پس فقیر کو اوسکی اس ہر حرکت سے ایذا ہوتی ہے سوئی اللہ تعالیٰ اوسکو

بجعل امواله التي هي الدينانير والدرهم الواحد من نارتکوی بها تلك الاعضاء التي اذی بها الفقیر  
یہ عذاب دیتا ہے کہ اوسکی تمام مال کو جو دینا نیر اور درہم میں آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیکھا جن سے اپنی فقیر کو ایذا دی تھی  
وروی عن ابن مسعود انه قال لا یوضع دینار علی دینار ولا درہم علی درہم ولكن یوسع جلدہ حتى  
اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہیں رکھا جاوے گا بلکہ اوسکی کہاں کو فراخ کرکے  
یوضع کل دینار ودرہم موضعاً علی حدة کلماتہ ووصل کبھا من اولھا الی اخرھا اعید ذلک الکی  
ہر دینار اور درہم الگ الگ جگہ رکھی جاوے گی جب پوری ہو کر داغ اول کا آخر سے مل جائے گا پھر وہ ہی داغ اول سے آخر تک دوہرا کرے گی  
اولھا حتی یصل الی اخرھا ہکذا یستمر هذا النوع من العذاب یوم القیمة حتی یحکم بین العباد  
اسی طرح اس قسم کا عذاب قیامت کی روز ہوئی چلا جاگا یہاں تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو چکی

فیری سبیل اما الی الجنة ان لم یکن له ذنب سواہ او کان لکن اللہ تعالیٰ عفی عنه واما الی النار ان کان  
پہر دیکھا جائے کہ اوسکا راہ جنت کی طرف ہے اگر اوسکا کوئی اور گناہ نہیں ہے یا گناہ تو ہی پر اللہ تعالیٰ فی مساف کر دیا دنیا و آخرت کی طرف ہے اگر اس حال  
علی خلاف ذلک وفی حدیث اخر انه علیہ السلام قال من اتاه اللہ مالاً فلم یؤد زکوٰۃ مثله مالہ  
کی خلاف ہو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جسکو اللہ تعالیٰ فی مال دیا اور اوسنی زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کی دن

یوم القیمة شجاعاً اقرع له زبیبان یطوقہ ثم یأخذ بلہزمیتہ فیقول انا مالک انا کنزک تم بتلا  
اوسکا مال گنجا سانپ جسکی دو داغ ہوں بن کر اوسکی ٹانگیں چاٹے گا پھر اوسکی دونوں جڑی پکڑ کر کھینچے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں یہاں فی ہشت  
ولا یحسب الذین یخافون بما انتم اللہ من فضلہ ہو خیر لہم بل ہو شر لہم سبیطوقون ما یخافون  
پہر ہی اور نہ سمجھیں جو لوگ بخل کرتے ہیں کہ اللہ فی انکودی ہی اپنی فضل سے کہ یہ بہتر ہی اونکی حق میں بلکہ یہ برا ہی اونکی واسطی آگے طوق پڑے گا اوسکی ٹانگیں

یہ یوم القیمة فانه علیہ السلام بین فی هذا الحدیث ان من اعطاه اللہ تعالیٰ مالاً ولم یؤد زکوٰۃ مالہ  
دن قیامت کی سو پیغمبر علیہ السلام فی اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ جسکو اللہ تعالیٰ فی مال عنایت کیا اور اوسنی اپنی مال کی کوۃ نہ ادا کی تو اللہ تعالیٰ  
یجعل مالہ یوم القیمة فی صورة الحیة التي انحسر شعر اسھا من کثرة سمھا وطول عمرھا ولھا فوق  
قیامت کی دن ایسی سانپ کی صورت بنا دے گا جسکی سر کی بال ماری نہ ہوگی بسبب درازی عمر کی جھڑکی ہوں اور اوسکی

عینھا نکتان سوداوان وهي اوحش ما یكون من الحیات وتجعل فی عنقه کالطوق ثم یأخذ بشد ثقبہ  
دونوں آنکھوں کی اوپر دو داغ سیاہ ہوں یہ قسم تمام سانپوں میں بدتر ہوتی ہے اور اوسکی گردن میں طوق کی مثال ڈالاجاوے گا پھر وہ اوسکی دونوں ٹانگیں پکڑ کر  
وتذرعہ وتقول له انا مالک الذی جمعتہ ولم یؤد زکوٰۃ فلما کان فی منہ الزکوٰۃ مثل هذا الشد بد  
کا ٹیگا اور کھینچا میں تیرا وہ ہی مال ہوں کہ جمع کرکے زکوٰۃ نہیں دی تھی چونکہ زکوٰۃ کی تدبیر میں اتنی بڑی سختی ہے

الشديد لزم بيان وجه الحكمة في ايجابها وهو الامتحان لان التلفظ بكلمة الشهادة التزام للتوبة  
تولزم هو بيان كذا ان اسكى فرض كرتى من كيا حكمت هي اورده امتحان هي اسولى ككلمة شهادت كازبانى پڑھنا توحيد كاذمه پريينا هي

وشهادة بانفراد المعبود وادعاء المحبة فان من يقول اشهد ان لا اله الا الله يصير كانه قال انى  
اور كواهي هي معبود كى يكانه هو نى كى اور محبت كادعوى هي اسلى كجوشخص كيتا هي مين كواهي ديتا هو نى كسواي اسكى كوى معبود نهين هي كواهي كيتا هي

رايت بقلبي وعلمت بعقلي ان لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمت عبادته ومحبته ولا اعبد ولا  
مين نى دل سي دريافت كيا اور عقل سي جا تا كنه كوى معبود كونه كوى محبوب سوا الله كى سوسنى او سكى عبادت اور او سكى محبت اپنى ذملى نهين پريش كرتا

احب الاياه فيلزم الوفاء بما ادعاه من التوحيد في المحبة وتتمام الوفاء ان لا يبقى للموحد محبوب  
اور نه دوست رك هو ن سوا الله سكى اب اس دعوى توحيد كاپورا كرتا چاهي معني محبت ايك كى اور انجام وفا كايه هي كى موحد كى واسطى كوى محبوب

سوى الفرح الواحد لان المحبة لا تقبل الشراكة والتوحيد باللسان قليل النفع وانما يظهر درجة  
سوار ايك ذاك كى باقى تا اسطى كى محبت مين شركت نهين هو نى اور زيانى توحيد كى فائده هو نى هي اور درجه محبت كاجب هي كيتا هي

المحبة بمفارقة المحبوبات والاموال محبوبة للخلق لكونها آله لشغفهم وقضاء حاجاتهم في الدنيا  
تب تمام محبوبات جهو ط جادين اور طوط خلق كو اسلى محبوب هي كواهي مين او نى لى عيش عشرت اور كارروا نى هو نى هي

وبسببها ياتسون بهذا العالم وينفرون من الموت مع ان فيه لقاء المحبوب فاصنعوا في صدق  
اور او هي كى سبب سي اس عالم كى الفت پكر كرموت سي نفرت كرتى مين باوجود كى موت سي محبوب كى ملاقات هو كى سواس مال كى خرچ كرتى مين

دعواهم في المحبة بذي المال الذي هو معشوقهم وهم في بدن له ثلثة اقسام القسرة اول هم الذين  
او كى معشوق هي يه امتحان ليا كيا كى محبت كادعوى راست هي يا نهين اورده لو كى مال خرچ كرتى مين تين قسم پرين پهل قسم وه توب مين

صدقوا في التوحيد وادعاء المحبة وبنوا جميع موالهم ولم يدخروا لانفسهم شيئاً من ذلك ابو بكر الصديق  
جو توحيد مين اور محبت كى دعوى مين خوب سمج مين اور اپنا تمام مال خرچ كرتا اور اپنى واسطى كچه نه بجا يا چنا كچه ابو بكر صدق نى يه هي كيا

حيث جاء بحاله كله الى رسول الله عليه السلام لينفقه في سبيل الله تعالى وقال له رسول الله صلى  
اسلى كى اپنا تمام مال رسول الله صلى الله عليه وسلم كى پاس لى آئى تا كى خدا كى رسته مين خرچ كرتين اور جب او نى رسول الله صلى

الله عليه وسلم فماذا بقيت لنفسك فقال الله ورسوله فانه وفي بتمام الصدق فلم يبق عنده سوى  
الله عليه وسلم نى پوچھا اپنى واسطى كتنار كيا توبه عرض كيا الله اور او كى رسول سوا ابو بكر نى اپنا صدق پورا كيا سوا نى پاس سوا

محبوبه الذي هو الله تعالى ورسوله وهذا جائز لمن كان توكله على الله تعالى تاماً كاملاً ولهذا لما  
محبوب كى جو الله هي اور او سكا رسول كچه نهين تها يه بنى او كى لى جائز هي جسكا توكل الله تعالى پر پورا او كامل هو اور اسى لى جب

سئل رسول الله عليه السلام عن افضل الصدقة قال جهد المقل فانه عليه السلام بين في هذا  
كسى نى رسول الله صلى الله عليه وسلم سي پوچھا كى بهتر صدقة كو نسا هي تو آپ نى فرما يا كوشش مفلس كى بيك نى صلى الله عليه وسلم نى حديث

الحديث ان افضل الصدقة ما يتصدق الفقير مع احتياجه اليه واما من لم يكن توكله تاماً كاملاً  
مين بيان فرما كى بهتر صدقة وه هي جو فقير اپنى حاجت رو ك كرتا هي اور البته جسكا توكل پورا اور كامل نهو

فلا بد له ان يترك قوت نفسه وعياله ثم يتصدق ما فضل من ذلك لما روى عن ابى هريرة انه عليه  
توضو هي كاپنا اور اپنى عيال كا كبا ن كيه ليا كرى بهر جو اس سي بختا هي وه خيرات كرى كيونكو روايت هي ابو هريره سي كى نى صلى الله عليه وسلم نى

قال خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى ولا مخالفة بين هذا الحديث والحديث السابق لان الغنى قسم  
فرما يا اچھا صدقة وه هي جو تو انكى ساتھ هوى اور اس حديث مين اور او پر كى حديث مين كچه مخالفت نهين هي اسلى كى تو انكى دو طرح كى هو نى

السلام

السلام

السلام

السلام

السلام



غنى المال وغنى النفس وخير الصدقة ما كان عن أحد المعنيين إما عن غنى النفس وعن غنى المال إذا  
 توکری مال کی اور توکری دل کی اور اچھا صدقہ وہ ہے جو کسی ایک توکری ہو یا دل کی توکری ہو یا مال کی توکری ہو اس واسطی  
 لا بد للمتصدق فيما يبذل ان يستغنى عنه ما بسخاوة نفسه وقوة غريمته ثقة بالله تعالى كما  
 کہ ضرور ہے کہ خیرات کرنیوالا جو دینا ہی اسی بی نیاز ہو یا تو اپنی دل کی سخاوت اور قوت غریمت سی حد اعلیٰ پر پہنچا کر جیسا  
 فعله ابو بكر الصديق او بماله الذي بقي في يده بعد البذل اذ لا يجوز لاحد ان يصرف قوت عياله  
 ابو بکر صدیق کی کیا یا اپنی مال کی سبب جو خرچ کر کر اسکی پاس بچا ہی اس واسطی کہ کسیکو جائز نہیں ہے کہ اپنی عیال کا کھانا ہی فقرا کو  
 الى الفقراء ويتركهم جيا عا الا اذا رضوا به واذ نواله فيه بل لا يجوز له ان يعطى احدا الا بما يفضل  
 بانٹ دی اور اونکو بہوکا ماری ہاں اگر وہ راضی ہوں اور اسکو اجازت دیدین بلکہ اسکو یہ جائز نہیں کہ سوا بچتی ہوئی کسی  
 عن نفسه وعياله كما جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال خير الصدقة ما ابقت غنى يعني ان  
 اپنی اور اپنی عیال کی خرچ سی کسیکو دیوی چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا بہتر صدقہ وہ ہے جو دینی بہرہی غنا باقی رہی یعنی  
 المتصدق لا بد له فيما يبذل له عن احد الامرين اما ان يستغنى عنه بماله او يستغنى عنه بجاله وهذا  
 خیرات کرنیوالی کو چاہی کہ جو خرچ کرتا ہی دو امر میں سے ایک پر ہو یا تو اپنی مال کی باعث سی صدقہ دیکر بی نیاز رہی یا اپنی دل سی استغنی ہو ان دونوں  
 افضل اليسارين لما روى في الحديث الصحيح انه عم قال ليس الغنى عن كثرة المال انما الغنى عن النفس فان الفقير اذا  
 استغنى من سي به فضل في اسطی کہ حدیث صحیح میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ تو توکری مال کی بہتایت سی نہیں ہوتی تو توکری وہ ہے جو دل سی ہو بیشک  
 تصدق ما قدر عليه من قوت يومه وصبر على الجوع يكون صدقته افضل اذ لا شك في كون  
 خیرات کردی کجواؤ کو قوت ایک روز کا میسر آتا ہی اور آپ بہوک پر صبر کری تو اسکا صدقہ بہت اچھا ہی اس واسطی کہ بیشک  
 الصدقة بالشئ مع الحاجة اليه افضل اذ لم يضرك ذلك بدینه من ضعفه عن القيام في الصلوة و  
 صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکھتا ہو افضل ہی اگر یہ صدقہ اسکی دین میں نقصان نہ کری جیسی نماز پڑھنی سی ضعیف ہو جاوی  
 كشف العورة وقد مدح الله تعالى الانصار على ذلك وقال وَيُؤْتُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصٌ  
 یا شکرارہ جاوی اور اللہ تعالیٰ فی سپر انصار کی تعریف کی ہے اور فرمایا اور اول رکعتی میں اونکو اپنی جان سی اور اگر چہ ہوا اپنی اوپر بہوک  
 القسم الثاني هم الذين لا يقدرون على هذه المرتبة بل همسكون اموالهم لمواقيت الحاجة ومواسم الخيرات  
 دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو اس مرتبہ تک نہیں پہنچتی بلکہ اپنی مالوں کو واسطی اوقات حاجت اور مواقع خیرات کی روک رکھتی ہیں  
 وليس قصدهم في الامساك التمتع والتلذذ بل قصدهم فيه الاتفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفائض الى  
 اور اس روکنی سی اونکی عرض عیش و عشرت اور حظ لذت نہیں ہوتی اونکی یہ مراد ہوتی ہے کہ بقدر حاجت خرچ کر کر پھر بچتی کو اقسام  
 وجوه الخيرات مما ظهرت القسم الثالث هم الذين يقتصرون على ادعاء ما وجب عليهم فلا يزيدون عليه  
 خیرات میں جب پیش آویں تو لگا دیں تیسری قسم وہ لوگ ہیں کہ جو اوپر واجب ہوتا ہی سوا اگر دینی میں نہ اس سی بڑی دین  
 ولا ينقصون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب وعلى هذه المرتبة اقتصر اكثر الناس لبغلمهم بالمال وميلهم  
 نہ اس سی کچھ کم دین اور یہ مرتبہ سب سے کم بجلی ہے اور اس ہی مرتبہ پر اکثر لوگ ماری بخل اور مال کی محبت کی  
 اليه وضعف جهنم للآخرة وليس بعد هذه المرتبة شئ من المحبة بل من ينزل من هذه المرتبة ينزل في  
 اور کمتر مونی محبت آخرت کی کثافت کرتی ہیں اور اس مرتبہ کی بعد اصلاً ہی محبت نہیں ہے بلکہ جو شخص اس مرتبہ سی اوڑھ کر ہوتا ہی  
 الكذب في ادعاء المحبة ويظهر من نفسه ان ادعاه من المحبة كان من لقلقة اللسان فعلى هذا يجب  
 تو اسکا دعویٰ جھوٹا ہی گویا وہ بہ ظاہر کئی دینا ہی کہ میرا دعویٰ محبت کا صرف تیز زبانی سی ہی اس بیان کی موافق واجب ہے

على من لا يقدر على المرتبة الاولى والثانية ان لا ينزل من المرتبة الثالثة بل ينبغي له ان يسعى في اداء  
 که جو اول یشانی مرتبه پر قدرت نہیں کہتی تو تیسری مرتبہ ہی تو نہ گر جاوین

فما وجب عليه على الفور اظهار الرغبة في امتثال الامر وايصال السرور الى قلوب الفقراء واحتراما  
 واجب کو ترے اکیا کریں تاکہ رغبت فہم ان ہدایت کی ظاہر ہو دی اور فقیروں کی دلوں کو خوشی پہنچی اور غم غفلت کی

عن شبهة الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبها فوری حتی یاتم بالتاخير ویرد شہادۃ وہی انما تجب اذا  
 شبہ ہی بیچ جاوین اسو علی کہ بعضی علماء کی نزدیک وجوب نہ کوہا فوری ہی یعنی ترت چاہی تاکہ دیر کر لی نہ گہنگا رہو تا ہی اور لو کی شہادۃ مردود ہی اور زکوۃ جب

تم الحول على النصاب فلكل احد حول يخصه بحسب وقت كونه مالكا للنصاب فاذا تم حوله يجب عليه اخراجه  
 واجب ہوتی ہی کہ نہایت پر برس ان پور گزردی پھر ہر یک سال جدا جدا ہوتا ہی جس وقت سی وہ نصاب تک مالک ہی جب سال پورا ہو جاوے تو او سیر زکوۃ نکالنی واجب ہو جاتی ہی

زکوته في اي شهر كان وان عجل زكوته قبل حول الحول يجوز عند جمهور العلماء سواء كان تعجيله لدخول  
 کوئی سامینہ ہو اور اگر جلدی کر کر اپنی زکوۃ برس بدنگزنی ہی پہلی ادا کر دی تو سب علماء کی نزدیک جائز ہی برابر ہی کہ او کی جلدی واسطی آجانی

الاشرف من الاوقات التي لا يوجد مثلها عند تمام الحول كشمهر رمضان وما قبله من شهر رجب وشعبان  
 اچھی وقت کی ہو اور وقتوں سی کہ ایسا وقت برس کی تمامی پر نہ ملے گا جیسی رمضان کا مہینہ و راس سی پلا مریم روزہ کا اور شب بڑا کا مہینہ

اول وجوده لا فضل من المصارف بان يكون من لا تقيا للمتجرين لتجارة الاخرة فانهم يستعينون بما اعطى لهم  
 او لو کی جلدی واسطی موجود ہوتی اچھی مصرف کی ہو کہ کوئی متقی پر ہیز گار دنیا سی الگ تاجر آخرت کا موجود ہو کیونکہ ایسی مرد جو انکو اتنے آسانی اوس سی امداد

على الطاعة فيكون المعطي شريكا لهم في ضاعتهم باعانتهم اياهم فيها او بان يكون من العلم او وزن لا عطاء لهم  
 طاعت کی حاصل کرتی ہر پس بی والا ہی او کی عبادت میں شریک ہو جاتا ہی کیونکہ عبادت میں او کا مدد گاری یا کوئی عالم موجود ہو کیونکہ علماء کی خدمت

معونة لهم على العلم والعلم اشرف العبادات حتى وان بعض السلف لا يصرف زكوته الى اهل العلم ويقول في الامر  
 کرنی علم کی مدد ہوتی اور علم سب عبادت میں اشرف ہی بیان تک بعضی اگلی بزرگ اپنی زکوۃ صرف علماء ہی کو دیتی تھی اور کہتی تھی کہ

بعد مقام النبوة افضل مقام العلم والملا من اهل العلم هم الذين يطلبون العلم لاجل الاخرة لا لاجل الدنيا فان لذ  
 میں بعد مرتبہ نبوت کی کوئی مرتبہ علماء کی مرتبہ نہیں جانتا اور علماء سی مراد وہ عالم ہیں کہ علم آخرت کا واسطی پڑھتی ہیں دنیا کی واسطی نہیں پڑھتی اور جو لوگ

يطلبون العلم لاجل الدنيا لا ينبغي للمتصدق ان يعاونهم بصدقة على عصيانهم حتى لا يكون شريكا  
 علم کو دنیا کی واسطی پڑھتی ہیں تو زکوۃ دینی والی کو نہیں چاہی کہ اپنی زکوۃ سی دینی گناہ کا مدد گاری تاکہ استحقاق عذاب میں

فهم في استحقاق العذاب ومن افضل المصارف من يكون ذاعبال او مديونا او مريضاً او قريبا فان اعطاه  
 انوکا شریک نہو جاوے اور بہترین مصارف وہی جو کنب والا ہو یا قرضدار ہو یا بیمار ہو یا ناتق دار ہو کیونکہ انکی داد کو

الى القريب يكون صدقة وصلة ولا يخفى على احد ما في صلة الرحم من الثواب والصدقة والآخر  
 دنیا صدقہ اور صلہ دونو ہوتی ہیں اور سب کو معلوم ہی کہ صلہ رحم کا کتنا بڑا ثواب ہی اور دوست اور پی بیانی

في الدين يقدمون على المصارف كما يقدم الاقارب على الاجانب لكن ينبغي ان يعلم ان المتصدق  
 اور مصارف پر مقدم ہوتی ہیں جیسی ناتق دار غیروں پر مقدم ہوتی ہیں لیکن یہ یہی سمجھنا چاہی کہ زکوۃ دینی و لو کہ

لا بد له ان يجتز عن ابطال صدقة باليمن والا ذی اذ قال الله تعالى لا تبطلوا صدقاتكم  
 لازم ہی کہ اپنی صدقہ کو احسان جتا کر اور تکلیف دی کر باطل نہ کر دی اسو علی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی مت ضایع کرو دینی خیرات احسان نہ

والا ذی وحقيقة المن ان يرى نفسه محسنا الى الفقير فمهم راى نفسه محسنا ان يقرم عنه  
 اور ستا کر اور حقیقت میں احسان کرنا ہون ہوتا ہی کہ اپنی تین فقیر کا محسن سمجھی بہر جب اوسنی اپنی تین محسن جانا تو پھر اس سی بظاہر ہی حرکات



صاحب ہوگی جس سے ثواب جاتا رہی جیسی کہتی پھرنا اور ظاہر کرنا اور فقیر سی ٹوکوں کا لب پہونا رکھنا جو سر پر ہوتا ہے

والخدمۃ والمتوکلین والتعظیم وكان من حقه ان یری الفقیر محسناً الیه اذ جعل کفه ناشئاً عن

اس واسطہ کہ اسے ستر اپنا اس واسطہ قضا حق اسکی

اور خدمت سی اور توقیر اور تعظیم سی اور حق بہ تہا کہ فقیر کو اپنا محسن جانتا  
 (اس واسطی اوستی بجا بہ واسطی بیضی سنی سنی)  
 اللہ فی قبضہ حقہ الذی بہ نجاتہ من النار اذ روی عن ابن عباس انہ علیہ السلام قال الصدقۃ

تقرب بید اللہ تعالیٰ قبل ان تقرب بید السائل فلیتحقق انہ مسلم الی اللہ تعالیٰ حقہ والفقیر اخذ من

اس کی آیت میں اس سے پہلے پہنچتی ہے کہ سائل کی آیت میں پہنچی سو حقیقت میں غیرات اس کا حق ہے اوسکی حوالہ ہوا ہے اور پھر فی اللہ تعالیٰ ہی بہادر رہا ہے

اللہ تعالیٰ مرزقہ واما الاذی فظہرہ التوبیخ والتعیر والتخشین فی الکلام ونقطیب الوجه وھتک المستر

تشریح: یہ آیت میں پہنچی سو حقیقت میں غیرات اس کا حق ہے اوسکی حوالہ ہوا ہے اور پھر فی اللہ تعالیٰ ہی بہادر رہا ہے

اور ہمنانا سو ظاہر میں بد مزاجی اور شہمانا اور بد زبانی گفتگو میں اور بیوری چیزانی اور چھانری ابوری کری

بالا اظہار و فتون الاستخفاف وباطنه الذی هو منبعہ امران احدهما کراہیۃ اخراج المال عن یدہ و

اور طرح طرح کی استغفار اور باطن میں جس سی بہ حالت بیدار ہوتی ہی دو یا تین مہینے ایک تو ایسی قبضہ میں سی مل جاتی ہے اور

شدة ذلك على نفسه والثاني رويته انه خير من الفقير وان الفقير بسبب حاجته اخس منه مرتبا

اسکی دشواری دوسری یہ سمجھا کہ میں فقر سی بہتر ہوں اور فقر از بسکہ حاجت مندای مجھ سی رتبہ میں بہت کمتر سی

ومنشأ كل منها الجهل اما كون كراهية تسليم المال جهدا فلان من كره بذل درهم في مقابلة ما يسا

سینہ کے لئے کہ جس کا ہر روز کھانا پکانا اور دوسرے کے واسطے (سنا کر گد سی

اور اصل منشادوں کا جہالت ہی بہر دولت مال دینی کی اسٹی جہالت کی بات ہے کہ جس شخص کو ایک روپیہ خرچ کرنا ہزار روپیہ کی فاسطی دستور لگدی

اس سے زیادہ احمق جاہل کون ہے اس واسطے کہ زکوٰۃ واسطے رضامندی اللہ تعالیٰ کی دی جاتی ہے اور آخرت میں جو اس کا ثواب حاصل ہو گا وہ کام نہ دیا جی  
وہاں بھی اما کون رویۃ بنفسہ خیر امنہ جہا فلا نہ لوعرف فضل الفقر علی الغنی وعرف خطر الغنی

اور جو دنیا میں ہی سب سے بہتری اور انی تین فقیر سی بہتر سمجھا اس واسطی کہ حالت کی بات ہے کہ اگر یہ شخص جانتا کہ فقیر کو عقی پرستی نصیلت ہی اور جیسا کہ سنی مذہب

فی الآخرة لما استحقه بل بتبرک به وتمنی درجته لان صلیاء الاغنیاء یدخلون الجنة بعد الفقراء

آخرت میں کیا کیا خوف و خطر، نو فخر کو، گر حقیر، جانا لکھا اس سے رکت لینا اور اس کی درجہ کی ارزو کرتا اس لئے کہ تو نکر حلی و تغیر کسی پادشہ بریں پہنچی ہے۔

عام و کیف يستحقرة وقد جعل الله تعالى خادماله اذ يكتسب المال بجهدة ويستكثره منه ويجهده في

داخل ہوئی اور کیونکر فقیر کی حقارت کرتا ہی ہو حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فی اسکو فقیر کا خادم بنایا ہی اسکو سچی رحمت اور بوسل و برپا پروردگار ہی ہو اور یہ مستحق  
وقد کلفان یسلم الی الفقیر قدر حاجتہ ویکف عنه الفاضل التي یضرة لو سلم الیه فالغنی مستحق

پہلو اسکو بزرگم ہی کہ فقیر کو اسکی حاجت کی موافق حوالہ کردی اور مافی بختی کو جسکی دینی سی فقیر کا ضرر ہو نامی پاس محفوظ رہی

للسعی فی رزق الفقیر و متمیز عنه بالتزام مشاق الاسفار فی البراری والبحار وحراسة الفضلات من الد

اور بختی در ہم

والدینا والی ان بیعت ویاکله الاغیار مع بقاء ما الکثیره فی تحصیلہ علیہ من الاوزار بسیرنا اللہ

اور دنیا کی عمر بہ نگاہ ساری کرتا تھا تاہی ہر اوسکو بار لوگ کہانی میں اور سنی حاصل کر میں جو جو لہائی وہ ایسی سیر کردی جیسا کہ

اعمال موافق الرضا ہے بلطف او کر مہ و ممتہ المجلس الثانی والعشرون فی بیع فضائل الص

فصلت سن

وہ اعمال جو تیری مرضی کی موافق ہوں وہی لطف اور کرم اور احسان کی باتیں ہیں مجلس مطلقہ رورہ کی فصلت ۱۰

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احصوا هلال شعبان لرمضان هذا الحديث من حسان المصانم

رسول الله صلى الله عليه وسلم في فرمايا گنتی رہو شعبان کی مہینہ کو رمضان کی واسطی ہم حدیث مصابیح کی جس حدیثوں میں ہی رواہ ابوہریرۃ فان صوم رمضان لما كان دكنا من اركان الدين وقرضا لا تراعى على المسلمين ولم يعلم بحجته ابوہریرہ کی روایت سی کیونکہ روزہ رمضان کا چونکہ دین کی رکٹوں میں سی ایک رکن اور مسلمانوں پر فرض لازم ہی اور لو سکا آنا بغیر ضبط کرنی

الا بضبط هلال شعبان امر النبي عليه السلام بضبطه فصاير كانه قال اطلبوا هلال شعبان وعدوا ايامه مہینہ شعبان کی معلوم نہیں ہوتا نبی علیہ السلام کی واسطی ضبط شعبان کی امر فرمایا انجام یہ ہو گا یا فرمایا تھا نہ کہ شعبان کی جائد کو اور اس کی دن گنتی رہو لتعلموا دخول رمضان ثم ان شعبان لما كان كالمقدمة لرمضان استحب التأهب له فيه بالصوم وقراءة تاکہ رمضان کا آنا معلوم ہو بہرہ شعبان جب رمضان کا مقدمہ تھا تو شعبان میں رمضان کی تباری استحب ہی روزی رکھنی اور قرآن پڑھنی

القرآن حتى ترتاض النفس بذلك على طاعة الله تعالى قبل دخول رمضان فانه عليه السلام كان يصوم تاکہ نفس کو طاعت الہی کی عادت رمضان کی آتی سی پہلی ہو جاوی کیونکہ نبی علیہ السلام شعبان میں انی روزی رکھتی تھی

في شعبان ملا يصومه في غيره من الشهور على ما روى عن عائشة انها قالت ما رايت رسول الله عليه کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکھا مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

السلام استكمل صيام شهر ربيع الاخر رمضان وماريته في شهر اكثر منه صياما اشهر شعبان وفي رواية وسلم کو کہ یہی پوری کئی ہوں روزی کسی مہینہ کی سوا اور رمضان کی اور نہیں دیکھا مینی او کو کسی مہینہ میں زیادہ روزی رکھتی ہوئی سوار شعبان کی اور نہ کہ کان يصوم شعبان كله وهذه الرواية موافقة لما روى عن ام سلمة انها قالت ما رايت النبي عليه السلام مین نہ ہی کہ روزی رکھتی تھی تمام شعبان کی اور یہ روایت ام سلمہ کی روایت سی موافق ہی کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکھا مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو

يصوم شهرين متتابعين من ربيع الاخر رمضان وبهذه الرواية اخذ الفقهاء حتى قل قاضيان في کہ روزہ رکھتی ہوں دو مہینوں کی پی در پی سوار شعبان اور رمضان کی اور فقہاء نے اسی روایت کو اخذ کیا ہی یہاں تک کہ قاضیان فی

فتاواه من صام شعبان ووصل رمضان فهو حسن وذلك لان الصوم قد يتاكد استحبابه اپنی مناوی میں کہا ہی جو شخص شعبان کی روزی رکھے کراؤ کو رمضان سی ملاوی تو یہ بہتر ہی اور یہ اسلئے کہ روزہ کہی استحباب میں

في بعض الاوقات للفاضلة من الشهر ورواها لا يام ويكون بابا للعبادة كما روى عن ابي الدرداء انعم بعضی نیک اوقات میں باعتبار مہینوں اور دنوں کی زیادہ تر فائز

قال لكل شيء باب وباب للعبادة الصوم ثم انه ربع الايمان بمقتضى ما جاء في الحديثين اللذين روى احدهما فرمایا ہر شے کا دروازہ ہوتا ہی اور دروازہ عبادت کا روزہ ہی یہ روزہ ایمان کی چوتھا ہی ہوتا ہی موافق مضمون اول دو حدیثوں کی جو ایک

عن ابي هريرة وهو قوله عليه السلام الصوم نصف الصبر وروى الاخر عن ابن مسعود وهو قوله عليه ابوہریرہ سی روایت ہی یعنی قول علیہ السلام کا روزہ آدھا صبر ہی اور دوسری ابن مسعود سی روایت ہی یعنی قول علیہ السلام کا

الصبر نصف الايمان فلما كان الصوم نصف الصبر كان ثوابه متجاوزا عن قانون التقدير والحساب صبر آدھا ایمان ہی ہر جب روزہ آدھا صبر ہوا تو اس کا ثواب ہی اندازہ اور حساب کی قاعدہ ہی زیادہ ہو گا

لقوله تعالى انما يؤتى الصابرون اجرهم بغير حساب ثم انه متميز من سائر العبادات بخاصية نسبتہ واسطی سائر الہی کی ہر نیوالوں ہی کو ہر روزہ کو تمام عبادات پر بسبب خصوصیت نسبت کی

الى الله تعالى اذ قال الله تعالى فيما اخبر عنه نبيه بقوله كل حسنة بعشر امثالها الى سبعائة ضعف ثم انه لم يوف الله تعالى في شرفه ہی واسطی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی چٹا اسکا ہی اس کی خبر دیتا ہی اس قول میں ہر نیکی دس گونہ ہوتی ہی سات سو گونہ تک اور وہ



فانه لي وانا اجزي به والكره اذا اخبر انه يتولى الجزاء بنفسه ولا يكله الى غيره يكون ذلك الجزاء

سویب روزہ میری گائی ہی اور میں ہی اسکی جزا دوں گا اور نہ کریم جب یہ خبر دی کہ میں آپ اسکی جزا کا ذمہ اڑھوں اور کی حوالہ نہ ہو گا تو اس جزا کا

فی غایة العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له حد ولا عد وقد روى عن ابي سعيد الخدري

کیا انتہائی نہایت عظیم اور بہت کثیر ہوگی ایسا کہ نہ اسکی کچھ حد ہی اور نہ کچھ گنتی اور روایت ہی ابو سعید خدری سے

انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله يقدر الله وجهه عن النار سبعين خريفا

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنی ایک دن واسطی اسکی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اسکی منہ کو آگ سے ستورس دور رکھیگا اور ایک

وفي حديث اخر رواه ابو امامة الباهلي انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله جعل

اور حدیث میں ہی ابو امامہ باہلی کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنی ایک دن روزہ واسطی اللہ تعالیٰ کی رکھا تو

الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء والارض يعني ان من صام يوما لوجه الله ورضائه

اللہ اسکی اور دوزخ کی بیچ میں ایسی خندق بنا دیگا جیسی فرق درمیان آسمان اور زمین کی یہی معنی بیشک جسنی ایک دن کا روزہ واسطی وجہ اللہ کی اور وہ اسکی

ينجيه الله من النار عترة عن التجبة بطريق القميط ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شيء بهذا

رضائے کی کی رکھا تو اللہ تعالیٰ اسکو آگ سے نجات دے گا اس نجات کو بطور تمثیل کی بیان فرمایا تاکہ مبالغہ زیادہ نہ ہو واسطی کہ جو شخص ایک شے سے

المقدار لا يصل اليه البتة وروى عن ابي هريرة انه قال عليه السلام للصائم فرحتان فرحة

ایتنی دور ہے جو تودہ شے بیشک دس تک نہیں پہنچیگی اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی

عند فطره وفرحة عند لقاء ربه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان للصائم سرور مرتين

جب روزہ کہو لتا ہی اور ایک خوشی جب اپنی رب سے ملیگا بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں بیان فرمایا کہ روزہ دار کو خوشی دو مرتبہ ہوتی ہی

احداهما عند فطره والاخرى عند موته ولقاء ربه اما سرورة عند فطره فيما يتناول له من

ایک تو روزہ کہو لتی ہوئی اور دوسری موت کی وقت اپنی رب کی ملاقات پر یہ روزہ دار کا سرور روزہ افطار کرتی وقت تو یہ ہی کہ اسکو کھانا

الطعام والشراب في الجماع لان النفس مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب والمنكح فاذا

میں جمع سیسہ آیا کیونکہ طبیعت انسان کی عادت ہی کہ اپنی مرغوب چیز پر جھکتی ہی کہانا ہو یا بربا ہو یا جماع ہو اور جب

منعت من ذلك في وقت ثم اذن لها في وقت اخر تفرح بذلك طبعاً خصوصاً عند اشتداد الحاجة

اسکو ان امور سے ایک وقت مانعت ہوئی ہو پھر اسکو دوسری وقت اجازت ملی تو اس سے خود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر ایسی وقت کہ ماری ہو کہ

اليه لتاثير الجوع والعطش فيها وتقاضيهما باحد حاجتها يبين هذا المعنى ما روى عن ابن عمر انه عم

وہیاس کی نہایت حاجت مند ہو کر اپنی خواہش کا طلبگار ہو یہ مضمون ابن عمر کی روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام

كان اذا افطر قال ذهب الضم واستلت العروق ونبت الاجران شاء الله تعالى مع ان له عند فطره

جب روزہ افطار کرتی تو فرمائی یہاں تک گئی اور رگین تر و تازہ ہوئے اور اچھ ثابت ہو چکا ان شاء اللہ تعالیٰ یا جو کہ روزہ دار کی افطار کی وقت

دعوة مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند فطره دعوة مستجابة بل يكون نوحاً عبداً

دعا مقبول ہوتی ہی چند کچھ حدیث میں آئی کہ روزہ دار کی فطر کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ روزہ دار کا سونا ہی عبادت ہی

كما جاء في الحديث يوم الصائم عبادة قال ابو العالية الصائم في العبادة صائم لغت وان كان

چنانچہ حدیث میں آئی کہ نیند روزہ دار کی عبادت ہی ابو العالیہ نے کہا الصائم فی عبادت میں ہوتا ہی جب تک عیبت نکری اگرچہ

ناماً اعلیٰ فرأشه فعلى هذا يكون في ليله ونهاره على عبادة واما سرورة وفرحة عند موته ولقاء

اپنی بستر پر ہوتا ہی اسکی موافق تمام رات اور دن عبادت ہی میں رہنا ہی اور روزہ دار کا سرور اور خوشی مرے وقت نبی رب کی ملاقات پر

فیما یجده متذخرا عند الله تعالى من ثواب صومه فان من ترك طعامه وشرابه وشهوته یعوضه  
 بهیة کی اسکی یہاں اپنی روزہ کا ثواب جمع کیا ہو ایک بار پاویگا کیونکہ جس فی واسطی خدا کی اپنا کھانا اور پینا اور شہوت موقوف کرنا اسکو  
 الله تعالى خیرا من ذلك كما قال الله تعالى وما تَقْدِرُواْ لَآ نَفْسُکُمْ مِنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرٌ  
 عرض اسکا اوس سی بہت اچھا عنایت کرے گا چنانچہ اسد تعالیٰ فرماتا ہی اور جو آگے بہجوگی اپنی واسطی کوئی نیکی اسکو پاؤگی اسکی پس بہتر  
 واعظم اجر و جاء فی الخبر انه علیه السلام قال لرجل انک لن تدع شیئا اتقاء الله تعالى الا اشک الله  
 اور ثواب میں زیادہ اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا بیشک تو کبھی نہیں ترک کرے گا کوئی چیز اسد تعالیٰ کی خوف سی مگر مجھ کو اسد تعالیٰ  
 خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیامة مائدة تحت العرش یا کون علیها والناس فی الحساب  
 بہتر اوس ہی دیکھا اور وقت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی دن عرش کی تہی دسترخوان چنا جائے گا اور سپر تناول کریں گی اور اور خلقت ابھی حساب میں نہیں  
 فیقول الناس ما طؤ لاء یا کون ونحن فی الحساب فیقال لهم انهم كانوا یصومون وانتم تغفرون فی الصائمین  
 پھر کہیں گی یہ کیسی لوگ ہیں کہ بیٹھی کھاتی ہیں اور ہم حساب میں مبتلا ہیں کوئی انکو جواب دے گا یہ لوگ روزہ رکھتی تھی اور تم روزہ خور تھی اور صحیح بخاری کا روایت  
 انه علیه السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له ربان لا یدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمین  
 ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ربان ہی اوس دروازہ میں ہی صرف روزہ دار داخل ہوں گی اور روزہ داروں سی مراد یہ ہی  
 هم الذین یكثرون الصوم فانهم لما تجلوا تعب العطش خصوا باب فیہ الی والامان من العطش قبل تمکنهم  
 کہ جو لوگ اکثر روزہ رکھتی تھی کیونکہ ان لوگوں فی جو بہوک اور پیاس کی برداشت کی تو ایسی دروازہ سی مخصوص ہوئی جس میں تازگی اور پیاس کا بچاؤ  
 من الجنة هذا کله اذا کان صومهم مع الاحتراز عن کل ما یحرم علیهم والا فہم یكونون من الذین  
 جنت کی اندر جانی سی پہلی عہدہ تمام باتیں جب میں کہ انکا روزہ تمام ایسی اعمال سی جو اونپر حرام ہیں محفوظ ہو اور نہیں تو وہ روزہ دار ایسی ہیں جسکی حق میں  
 قال فیہم رسول الله علیه السلام فی حدیث رواہ ابو ہریرۃ کہ من صائم لیس له من صیامہ الا الجوع  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں جو ابو ہریرہ سی روایت ہی فرماتی ہیں بہت روزہ دار ایسی ہیں کہ انکی لئی روزہ میں سی سوای بہوک  
 والعطش فی حدیث اخر رواہ ابو ہریرۃ کہ من صائم لیس له من صیامہ الا الظما وکم من قائم لیس  
 اور پیاس کی کچھ نہیں ہی اور ایک حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی بہت روزہ دار ایسی ہیں کہ انکی لئی روزہ میں سوا پیاس کی کچھ نہیں بہت رات کی عبادت میں ہیں  
 من قیامہ الا السهر فان التقرب الی الله تعالى بترك المباح لا یتم الا بعد التقرب الیہ بترك المحرمات  
 کہ انکی لئی رات کی عبادت میں سی سوا بیداری کی کچھ نہیں کیونکہ قرب الہی مباح چیزوں کی چھوڑنی سی پورا نہیں ہوتا جب تک محرمات کو چھوڑ کر قرب الہی نہ پیدا کریں  
 كما روی عن ابی ہریرۃ انما قال من لم یترك الکذب والعمل بمقتضاہ فلیس لله حاجۃ فی ان یدع طعامه  
 چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہکا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ جوہٹے کو اور چھوٹے کی مناسب کار بار کو نہیں ترک کرتا تو اسکو کو ادنیٰ کچھ پرواہ نہیں ہی کھانا کھانا  
 وشرابه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان من لا یترك الکذب والعمل بمقتضاہ لا یقبل الله صلاته  
 بیان بند کری بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں یہہ بیان فرمایا کہ جو شخص جوہٹے کو اور چھوٹے کی لائق اعمال کو نہیں چھوڑتا تو اسد تعالیٰ اسکا روزہ  
 ولا یمنظر الیہ لانه امسک عما یمیہ له ولم یمسک عما حرم علیہ والمقصود من الصوم لیس بنفس الجوع و  
 قبول نہیں کرے گا اور نہ اسپر شفقت کرے گا واسطی کہ وہ شخص مباح سی تو بچا اور محرمات سی نہ بچا اور روزہ سی غرض صرف بہوک اور پیاس کا مارنا نہیں ہی  
 العطش فقط بل المقصود منه کسرة الشهوة وقهر النفس لا ماسرة بالسوء فاذا لم یحصل شیء من ذلك  
 بلکہ روزہ سی عرض شہوت کا توڑنا اور نفس امارہ کا حورائی کی طرف لجاتا ہی مغلوب کرنا ہی جب یہہ غرض کچھ نہ حاصل ہوئی  
 فای فائدة فی ترك الطعام والشراب فعلى هذا اذا اراد العبد ان ینال الثواب والفضائل التي ذکرها  
 تو پھر کھانا پینا بند کرنی سی کیا فائدہ اسکی موافق جب کوئی شخص بہہ چاہی کہ مجھ کو وہ ثواب اور فضیلت حاصل ہو جسکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے



النبي عليه السلام ينبغي له ان يعرف حرمة الوقت وشرفه ويحفظ فيه بطنه عن الحرام ولسانه عن  
ذكر فرمایا ہی تو اسکو لازم ہی کہ وقت کی حرمت کو پہچانی اور وقت کی خوبی کو دریافت کری اور اس میں اپنی پیٹ کو حرام کہانی سے اور اپنی زبان کو  
الکذب والغيبة وقبح الكلام وجوارحه عن الخطايا والاثام وقلبه عن العجب والكبر وعادة  
جھوٹے اور غیبت اور بیہودہ کلام سے اور اپنی باقی اعضا کو خطا اور گناہوں سے اور اپنی دل کو خود بینی اور تکبر اور غفلت کی دشمنی سے  
الا نام ثم انه اذا فعل ذلك ينبغي له ان يكون خائفا من الله تعالى هل يقبل منه ام لا يقبل ويدعو  
بجای وہی پھر وہ شخص جب یہ سب کر چکا تو اب اسکو لائق ہی کہ اللہ تعالیٰ سے یہ خوف کرتا رہی کہ آیا میرے یہ روزہ قبول کرتا ہی یا نہیں قبول کرتا اور دعا کری  
ان يقبل المجلس الثالث والعشرون في بيان فضيلة صوم شعبان كان رسول الله  
کہ قبول کری تیسویں مجلس فضیلت روزہ ماہ شعبان کی بیان میں نبی رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم يصوم شعبان كله الا قليلا وفي رواية بل كان يصوم شعبان كله هذا الحديث  
صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمام شعبان کی روزی رکھتا کرتی تھی مگر کچھ تھوڑا سا افطار کرتی اور ایک روایت میں ہی بلکہ تمام شعبان کی روزی رکھتی تھی  
من صحاح المصابيح روتها ام المؤمنين عائشة وهذه الرواية الاخيرة موافقة لما روى عن ام سلمة  
یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت سے یہ پہلی روایت اس روایت کی موافق ہی جو ام سلمہ سے روایت ہے  
انها قالت ما رايت النبي عليه السلام يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان فان قيل يلزم  
کہ وہ کہتی تھیں نہیں دیکھا میں نبی علیہ السلام کو کہ دو مہینے پوری پوری روزی رکھی ہوں سوائے شعبان اور رمضان کی اگر کوئی کہی

على هذه الرواية ان يكون افضل الصيام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انه عليه السلام  
کہ اس روایت سے لازم آتا ہی کہ بعد روزہ رمضان کی شعبان کی روزی افضل ہوں اور حال یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے  
قال افضل الصيام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم فالجواب ان جماعة من الناس ان اعتقدوا ان  
فرمایا ہی اچھی روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہیں سو جواب یہ ہے کہ بیشک ایک جماعت کا اگرچہ یہ ہی اعتقاد ہے

صيام المحرم ولا شهر المحرم افضل من صيام شعبان لكن لا يظهر خلاف ذلك فان صيام شعبان  
کہ محرم اور اشہر المحرم کی روزی شعبان کی روزوں سے بہتر ہیں لیکن اسکی خلاف ظاہر نہ ہے بیشک شعبان کی روزی

افضل من صيام الاشهر الحرم يدل على ذلك ما روى عن انس انه عليه السلام سئل اي الصيام افضل  
اشہر الحرم کی روزوں سے بہتر ہیں دلیل اسکی وہ ہے جو انس سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا رمضان کی بعد کون سی

بعد رمضان فقال شعبان تعظيما للرمضان وروى عن اسامة انه كان يصوم اشهر الحرم فقال  
روزی افضل ہیں آپ نے فرمایا شعبان کی رمضان کی تعظیم کی لئے اور اسامہ سے روایت ہے کہ اسامہ اشہر الحرم کی روزی رکھتا کرتی تھی سو

له رسول الله عليه السلام صم بشوا لا فترك صوم اشهر الحرم رق كان يصوم بشوا لا حتى مات فها انظر  
انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شوال میں روزی رکھا کرے اسامہ نے اشہر الحرم کی روزی چھوڑ دی پھر شوال میں روزی رکھا لئی آخر مگنی سو یہ روایت

في تفصيل صيام شوال على صيام اشهر الحرم فاذا كان صوم شوال افضل من صوم الاشهر الحرم  
شوال کی روزوں کی فضیلت پر نص ہے اشہر الحرم کی روزوں سے بہتر ہوں لیکن اشہر الحرم کی روزوں سے بہتر ہوں

فكون صوم شعبان افضل من صيام الاشهر الحرم انما يصيام النبي تحية الاسلام له دون غيره الى  
نہ شعبان کی روزی اشہر الحرم کی روزوں سے زیادہ تر افضل ہوگی اس لیے کہ نبی علیہ السلام روزی شعبان میں رکھتی تھی شوال میں نہیں رکھتی تھی

وانما كان كذلك لانهم ايليان من بعدة ومن قبله من هذا ان افضل التطوع من الصيام في  
انہ یہ اس لئے ہی کہ یہ دو مہینے یعنی شعبان اور شوال متعلق ہیں یہ رمضان کی بعد از رمضان سے پہلی سترہ مہینوں میں ہوا کہ نفل روزوں میں وہ ہی افضل ہیں

قرباً من رمضان قبله وبعده فيكون منزلته من الصيام بمنزلة السنن الرواتب مع الفرائض  
 رمضان سی قریب ہون پہلی اور پچھی پہر ایسی روزوں کا درجہ ایسا ہی جیسی مرتبہ سنتوں رواتب یعنی موکدہ کا فریضہ نمازی  
 قبلہا وبعدها فان السنن الرواتب كما يلحق بالفرائض في الفضل وتكون تكملة لنقص الفرائض فكذلك  
 فریضہ سی پہلی اور پچھی بیشک سنن رواتب یعنی موکدہ جیسی فضیلت میں فرائض کی ساتھ ہیں اور فرائض کی نقصان کو پورا کرتی ہیں ایسی ہی  
 صيام ما قبل رمضان وما بعده فانه ملحق في الفضل بصيام رمضان لقربه منه ويكون قوله عام  
 نفل روزی رمضان سی پہلی اور پچھی یہ بھی فضیلت میں رمضان کی روزوں کی ساتھ شامل ہیں کیونکہ رمضان سی متصل ہیں اب منی اس حدیث کی  
 افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم محمول على التطوع المطلق واما ما كان قبل رمضان وبعده  
 کہ اچھی روزی بعد رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہیں مطلق نوافل پر محمول ہوگی اور جو روزی رمضان سی پہلی اور پچھی ہیں  
 فانه ملحق به في الفضل كما ان قوله عليه السلام في تمام الحديث وافضل الصلوة بعد المكتوبة  
 وہ تو فضیلت میں رمضان کی شامل ہیں جیسی یہ قول علیہ السلام کا تتمہ حدیث میں اور بہتر نماز بعد فرائض کی  
 قيام الليل انما يراد به تفصيل قيام الليل على التطوع المطلق دون السنن الرواتب عند جمهور العلماء  
 رات کی نماز ہی اس سی ہی تمام علماء کی نزدیک فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہی سنن موکدات پر نہیں ہی  
 وقد ذكر في صيام النبي عليه السلام لشعبان دون غيره من الشهور معنى حسنا وهو ما روى عن اسامة  
 اور در باب روزہ رکعتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعبان میں سوار اور مہینوں کی خوب معنی ذکر کی ہیں اور وہ یہ ہے کہ اسامہ سی روایت ہی  
 انه عليه السلام قال ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان فانه عليه السلام اشار الى  
 کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا یہ ایسا مہینہ ہی کہ لوگ اس سی غافل ہیں رجب اور رمضان کی نیچیں پس نبی علیہ السلام فی یہ اشارہ کیا  
 انه لما اكتنفه شهران عظيمان الشهر الحرام وشهر الصيام اعرض الناس عنه بالاشتغال بهما فصلا  
 کہ شعبان کو دو بڑی عظمت کی مہینوں کی کبیر رکھا ہی ماہ محرم اور ماہ صیام فی تو شعبان سی لوگ بہر کراؤن و لو میں مشغول ہو گئی ہیں سو یہ مہینہ  
 مغفول عنه حتى ظن كثير من الناس ان صيام رجب افضل من صيام شعبان لانه شهر حرام وليس  
 بہ ولا بہر ہو گیا یہاں تک کہ اکثر لوگ یہ مان کرتی ہیں کہ رجب کی روزی شعبان کی روزوں سی افضل ہیں اسلی کہ رجب ماہ حرام ہی اور  
 كذلك لما روى عن عائشة انها قالت ذكر لرسول الله عليه السلام قوم يصومون رجباً فقال واين هم  
 یہ بات نہیں ہی اس واسطی کہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی ایک قوم کا ذکر آیا کہ وہ رجب میں روزی رکھتی تھی آپ فی فرمایا  
 عن شعبان وفيه اشارة الى ان بعض ما اشتهر فضله من الايمان والماكن والاشخاص قد يكون غيره  
 وہ لوگ شعبان کو چھوڑ کر کہہ گئی اور اس میں یہ اشارہ ہی کہ بعض دفعہ جو کوئی وفات یا بعضا مکان یا بعضا شخص فضیلت میں مشہور ہو جاتا ہی کبھی دکان غلری  
 افضل منه اما مطلقا او لخصوصية فيه لا يتفطن بها كثير من الناس فيشتغلون عنه بالمشهور  
 افضل ہوتا ہی یا تو مطلقا یا کسی خصوصیت سی جو اس میں ہوتی ہی کہ اکثر لوگوں کی خیال میں نہیں آتی تو وہ اس کو چھوڑ کر مشہور کی طرف مشغول ہو جاتی ہیں  
 ويضوتون لتحصيل فضيلة ما ليس بمشهور عندهم وفيه دليل على استحباب عمارة ازمان غفلة الناس  
 اور اس کی فضیلت سی جو ان کی نزدیک مشہور نہیں ہی مجرم رہ جاتی ہیں اور اس میں دلیل اس مطلب کی ہی کہ عبادت سی معہ کرنا ایسی وفات کا جیسے تمام لوگ غافل  
 بالاعانة وان ذلك محسوب عند الله تعالى ولذلك كان طائفة من السلف يستحبون احتياجا ما بين  
 رہتی یہ مستحب ہے اور یہ سی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہی اس ہی واسطی کہ یہ جماعت متقدمین سی نماز پڑھتی رہنا اور میان  
 الحسنة ايام بالصنوة ويقولون هي ايام الغفلة فانه عليه السلام لما خرج على اصحابه وهم ينظرون  
 منہ اور عشا کی بہت پسند کرتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ غفلت کا وقت ہی پس نبی علیہ السلام ہم جب صحابہ کی پاس آئی اور صحابہ عشا کی تلاش کرتے تھے



صلوة العشاء قال ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم وفي هذا الشارة الى فضيلة التفرغ بذكر الله  
تفرغ ما اس نماز کا سواء تمہاری روی زمین پر کوئی منتظر نہیں ہی اس میں اشارہ ہی کہ تنہا ذکر الہی میں مشغول رہنا

فی وقت من الاوقات لا يوجد فيها ذكر ولدنك فضل القيام في وسط الليل لشمول الغفلة عن الذكorie  
تمام وقتوں میں سے ایسی وقت کہ کوئی اور وقت نہ کرنا ہو بہت افضل ہی اس میں ہی آدمی رات کی وقت جاگنا بہت افضل ہی اس میں ہی کہ اکثر لوگ ذکر الہی  
لاكثر الناس في احياء الوقت المغفول عنه بالطاعة فوائدها انه يكون اخفى واخفاء النوافل و  
غافل ہوتی ہیں اور غفلت کی وقت عبادت کرنی میں بہت فائدہ ہے ایک یہ کہ یہ وقت پوشیدہ ہی اور نوافل چھپا ہوا

اسرارها افضل لاسيما الصيام فانه سر بين العبد وربه لا يطلع عليه غيره تعالى ولهذا قيل لا يكون  
پوشیدہ رکھنا افضل ہوتا ہی خاص نفل روزی کیونکہ روزہ در میان بندہ اور پروردگار کی راہ ہوتا ہی اس پر سوا کسی اور تعالیٰ کی کسی کو اطلاع نہیں ہوتی اس میں واپس  
فيه رياء وصنها انه يكون اشق على النفوس وافضل الاعمال اشقها على النفوس وسبب ذلك ان النفوس  
کبھی ہیں کہ روزہ میں ریا نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ روزہ طبیعتوں پر دشوار ہوتا ہی اور اعمال میں افضل وہ ہی ہوتا ہی جو طبیعتوں پر دشوار ہو اور سبب اس کا یہ ہی طبیعت

تناسي بما شاهد من احوال ابناء الجنس فاذا كثرت يقظة الناس وطاعتهم يكثر اهل الطاعة لكثرة  
بجنس کی حالات میں سے جو دیکھتی ہیں وہ ہی عادت اختیار کر لیتی ہیں پس اگر لوگوں کی بیداری اور ان کی عبادت کثرت سے ہوتی لگی تو اہل طاعت ہی زیادہ ہونگی  
المقتدين بهم فتسهل الطاعة عليهم واذا كثرت الغفلة واهلها يتاسي بهم عموم الناس فيشق على  
کیونکہ دیکھا دیکھی بہت پیرو ہونگی پھر ان پر عبادت آسان ہو جائیگی اور اگر غفلت اور غفلت والی زیادہ ہونگی تو عام لوگوں کی ویسی ہی عادت ہو جائیگی اب جاگنی والوں پر

نفوس المتقنين طاعتهم لقله من يقتدون بهم فيها وهذا قال النبي عليه السلام للعامل منهم اجر  
عبادت کرنی دشوار ہوگی اس واسطی کہ اس وقت میں ہماری کثرت ہیں اس میں ہی نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں سے ایک عمل کرنے والی کو اجر  
خمسین منكم انكم تجدون على الخير اعوانا ولا يجدون وقال عليه السلام العباداة في الهرج كالهجرة  
پچاس آدمیوں کا تم میں سے ہی کیونکہ تم کو خیر پر بہت مددگار ميسر آتی ہیں اور ان کو نہیں ملتی اور فرمایا علیہ السلام فی فساد کی وقت عبادت کرنی جیسی

الى فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان ثواب العباداة في وقت الفتنة واختلاص امور الناس  
میری طرف ہجرت کی بیشک بخیر علیہ السلام فی اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا بردقت آشوب اور ابتتری چلن آدمیوں کی اتنا ہی  
كثواب الهجرة من مكة الى المدينة في زمانه عليه السلام قبل فتح مكة وسبب ذلك ان الناس في وقت  
گویا مکہ سے مدینہ کی طرف بخیر علیہ السلام کی عہد میں فتح مکہ سے پہلی ہجرت کی اور اس کا سبب یہ ہی کہ آدمی فتنہ اور آشوب کی وقت

يتبعون اهواءهم ولا يتقيدون بدينهم فيكون حالهم شبيها بحال اهل الجاهلية فاذا انفرد من بينهم من  
اپنی ہوا ہوس کی تابع ہو جاتی ہیں اور اپنی دین کی قید میں نہیں رہتی پھر ان کا حال اہل جاہلیت کا سا ہو جاتا ہی پھر اگر ان میں سے ایک شخص الگ ہو جاوی  
يتمسك بدينه ويعبد ربه ويتبع امره ويجتنب نهيه يكون كمن هاجر من بين اهل الجاهلية الى رسول الله  
کہ اپنی دین کو اتہ سے نہی اور اپنی رب کی عبادت کری اور اس کی امر کا تابع اور اس کی نہی سے بچتا ہی تو وہ ایسا ہی کہ اہل جاہلیت میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

مؤمننا صلتا لا وامره مجتنب النواهي وقال عليه السلام بدأ الاسلام غربيا وسيعود غربيا كما بدأ  
مؤمن اور امر کا تابع اور منہیات سے مجتنب ہو کر ہجرت کر گیا اور فرمایا علیہ السلام فی شروع ہوا ہی اسلام غریب ہو کر اور پھر غریب ہو جاوے گا جیسی شروع ہوا تھا  
فطوبى للغرباء يعني ان الاسلام في ابتداء ظهوره كان غربيا لم يوجد الا في احاد من الناس وقلة منهم  
سو خوشی ہی غریبوں کو مراد یہ ہی کہ اسلام ابتداً ظہور میں غربت تھا نہیں پایا جاتا تھا مگر کسی کسی آدمی میں بہت کثر

ثم انتشر وشارق قويا وبعد ذلك سيلحقه نقص واختلال حتى لا يبقى الا في احاد من الناس وقلة منهم وهم  
پھر پھیل گیا اور بہت فوی ہو کر منتشر ہو گیا اور بعد اس کی قریب ہی آدمیوں نقصان اور خلل آ جاوی یہاں تک کہ باقی نہیں رہے مگر کسی کسی آدمی میں بہت کثر

الغریاء فطوبی لهم وقد جاء تفسیرهم فی حدیث اخر انهم التزاع من القبائل یعنی انهم الذین كانوا قلیة  
 غریبین سواد کو خوشی ہی اور غریبا کی تفسیر ایک اور حدیث میں آئی ہے کہ وہ قبائل میں کوئی کوئی ہیں یعنی غریب اور وہ ہیں جو تہوڑی ہوں  
 فلا یوجد فی کل قبيلة منهم الا الواحد الا نشان بل لا یوجد واحد منهم فی القبائل والبلدان کما کان كذلك فی  
 ہر قبیلہ میں ایک ایک دو دو ہوا نہ ہوگی بلکہ قبیلوں اور شہروں میں کوئی نہ ملے گا جیسے کہ ابتداء میں ظہور اسلام میں  
 ابتداء ظهور اسلام فی حدیث اخر انهم الذین یصلون اذا فسد الناس یعنی انہم قوم صالحون عاملون  
 بہہ ہی حال تھا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ غریب وہ ہیں جو اصلاح پر عمل کرتے ہیں اگر آدمیوں میں فساد ہو جائے ہے کہ غریب قوم صالح ہی  
 بالسنة فی زمان فساد الناس منها ان المنفرد بالطاعة بین اهل الغفلة والمعاصی یدفع به البلاء  
 فساد کی زمانہ میں سنت پر عمل کرنے والی اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جو تنہا عبادت کرنیوالا ہی غفلت اور معاصی والوں میں اسکی سبب سے لوگوں کی بلا دفع ہوتی ہے  
 عن الناس فکانہ یحییہم ویبذلہم عنہم ولا تار فی هذا المعنی کثیرہ جدا وقد ذکر لصومہ علیہ السلام لشعبان  
 کو یہ وہ شخص اور نکاح جاتی ہی ہوگی بلکہ کو دفع کرتا ہی اس باب میں آئمہ بہت آئی ہیں اور واسطی روزی رکعتی پیغمبر علیہ السلام کی ماہ شعبان میں  
 معنی اخر وہ انہ علیہ السلام کان یصوم من کل شہر ثلثة ايام وربما اخر ذلك لیقضیہ بصوم شعبان  
 ایک اور وجہ یہی بیان کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام ہر مہینے میں تین تین روزی رکعتی تھے اور بعضی وقت تاخیر فرمادیتی تاکہ اسکا عوض شعبان کی روزی  
 یعنی ان صوم علیہ السلام یماکان لا یبلغ ثلثة ايام فی بعض الشہور فیکمل ما فاتہ من ذلك فی شعبان اذا  
 کر دین مراد یہ ہے کہ روزی پیغمبر علیہ السلام کی بعض دفعہ بعض مہینوں میں تین تین پوری نہیں ہوتی تھی سو جس قدر روزی فوت ہو جاتی تھی وہ شعبان میں پوری کر دیتی  
 کان اعمالہ علیہ السلام دائمة فکان اذا دخل علیہ شعبان وکان علیہ بقیة من صیام تطوع لم یصم  
 تھی جن روزوں کا رکعتا دا ہی ہوتا تھا سو آپ کا طریقہ یوں تھا جب اونکو ماہ شعبان شروع ہوتا اور اوپر کچھ نوافل روزی باقی ہوتی کہ نہ رکھی ہوں  
 یقضیہ فی شعبان حتی یکمل نوافلہ بالصوم قبل دخول رمضان کما کان یقضی ما فاتہ من سنن الصلوة  
 تو وہ روزی شعبان میں قضا کر دیتی تھی تاکہ تمام نوافل روزی رمضان کی آئی سی پہلی پوری ہو جائیں جیسا کہ نماز مسنون کو جو رہ جاتی تھی قضا کر دیتی تھی  
 وکما کان یقضی بالنهار ما فاتہ من قیام اللیل وقالت عائشة ربا اردت ان اصوم فلم اطق حتی  
 اور جیسا کہ قیام لیل میں سی جو رہ جاتا تھا وہ دین پورا کر دیتی تھی اور عائشہ کہتی ہیں بعضی وقت میں روزہ رکعتی کا ارادہ کرتی سو نہ ہو سکتا  
 اذا صام النبی علیہ السلام فی شعبان صمت معہ فانہا کانت ح تغتم فتقضی ما علیہا من  
 یہاں تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان میں روزی رکعتی تو میں ہی اونکی ساتھ روزی رکعتی پس عایشہ اسوقت کو غنیمت جان کر جو جو اونکی ذمہ ہے  
 صوم رمضان لفطرہا فیہ بالحیض وکان فی غیرہ من الشہور مشغلة بالنبی علیہ السلام  
 رمضان کی روزی ہوتی تھی بسبب عارضہ حیض کی سبب ادا کر دیتی تھیں اور اور باقی کی مہینوں میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتی تھیں  
 فان المرأة لا تصوم وبعلاہا شہادہ لا باذنه فمن دخل علیہا شعبان وقد بقی علیہ شیء من  
 کیونکہ عورت اپنی خاوند کی سامنے بی اجازت روزہ نہیں رکھ سکتی پس جس شخص کو ماہ شعبان آجائے اور اوپر کچھ نوافل روزی باقی ہوں  
 نوافل صیامہ یستحب لہ قضاء فیہ حتی یکمل نوافل صیامہ بین رمضان ومن کان علیہ شیء  
 تو اسکو مستحب ہی کہ شعبان میں ادا کر دی تاکہ اسکی نوافل روزی دو روز رمضان کی شے میں ادا ہو جائیں اور جس پر کچھ  
 من قضاء رمضان یجب علیہ قضاء قبل رمضان اخر مع القدرة علیہ ولا یجوز لہ تاخیر  
 قضا رمضان کی باقی ہو تو اوپر واجب ہی کہ دوسری رمضان سی پہلی اگر نہ رہے کہتا ہو تو قضا کر دی اور لو کو یہ جاہز نہیں ہی  
 الی ما بعد رمضان اخر لغیر ضرورة وان کان تأخیرہ لعدہ مستقر بین الرضایین کان علیہ قضاء  
 کہ بی ضرورت دوسری رمضان کی بقدر تاخیر بسبب ایسی عدہ کی جو وہ رمضان میں براہ چلا آیا ہی ہو تو اوپر





الليالي ايضا لما روى انه عليه السلام قال ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث  
 اربعون سنة في موافق اس روى ان النبي صلى الله عليه وسلم في فرما يا كنه ظهور فرماتا هي بار رب تبارك وتعالى في شب من طرف ورى آسمان في حبس يجهل  
 الليل الاخير يقول من يدعوني فاستجب له من يستغفرني فاغفر له من يسئلي فاعطيه الا ان  
 تنهائي رات باقى راتى هي فرماتا هي كوى هي دعا كرنوا لا كمن اسكى دعا قبول كوى هي مغفرت ما كنى والا كمن اسكى نحت دون كوى هي سائل كمن اسكى عطا كرون  
 النزول في سائر الليالي مقيد بوقوعه حين يبقى من كل ليلة ثلثها الاخير وفي ليلة البراءة ليس هذا  
 اثنا فرق هي كنه ظهور اور تمام راتون من اس قيدي هي كنه حبس يجهل تنهائي رات باقى راتى اور شب رات من يبه قيدي نهين هي  
 التقيد بل المقصود تخصيص هذه الليلة بمرز الشرف والفضل لكونها ليلة شريفة عظيمة  
 بل كنه مقصود به هي كنه اس رات من خصوصيت شرافت اور فضيلت كى زياده هي كنه كنه يبه شب بهت هي شريف هي  
 كما روى عن عطاء بن يسار انه قال ما من ليلة بعد ليلة القدر افضل من ليلة نصف شعبان  
 چنانچه روایت هي عطاء بن يسار هي كنه كنه تنه يبه شب قدر كى كوى رات شب برات بهتر نهين هي  
 وقد ورد في فضلها احاديث اخر متعددة وكان التابعون من اهل الشام كخالد بن معدان ومكحول  
 اور اس شب كى فضيلت من اور بهي چند حديثين آي هيين اور اهل شام من سى تابعي جيسى خالد بن معدان اور مكحول  
 واثمان بن عامر وغيرهم يعظمونها ويجهدون بالعبادة فيها فلما اشتهد ذلك عنهم في البلد  
 اور اثمان بن عامر وغيره اس شب كى بهت نعظيم كرى تنه اور اس شب من عبادت من مبالغه كرى تنه جب او كنه يبه حال ملكون من مشهور بهوا  
 اختلف الناس في ذلك فمنهم من قبله منهم وواقفهم على تعظيمها لكن اكثر العلماء من اهل الحجاز  
 تو لوكون من اختلاف بيده هو بعضون في اس امر كومان ليا اور وكني موافق هوكر تعظيم كرى كنى ليكن اكثر علماء اهل حجاز  
 انكروا ذلك وقالوا كل ذلك بدعة والحق ان المؤمن اذا اشتغل في تلك الليلة الخاصة بنفسه بانواع  
 اسكا الكار كرى من اور كنه يبه سب بدعت هي اور حق يبه هي كنه مؤمن تنه اگر اس شب من عبادت من مشغول هوكر نماز پڑهي  
 العبادات من الصلوة والنزلة والذكر والدعاء يجوز ولا يكره واصلا الاجتماع فيها في المساجد والجوامع  
 يا تلاوت كرى اور اس كنه نام لى اور دعا مانگي تو جائز هي كنه نهين اور اس شب من مسجد محله مسجد جامع من  
 للصلوة النافلة بالجماعة الكثيرة كما هو المعتاد في نجاننا فيكرة وهذا قول الاوزاعي امام اهل الشام و  
 جمع هو نا اور نغليين پڑهي جماعت ادا كرى جيسى همارى زمانه من عادت هو كنى هي سوب كروه هي يبه قول اوزاعي كاهي جواهل شام كاهي شيوا اور  
 عالمهم وفقههم وكذا اسراج السراج الكثيرة في المساجد وايضا القناديل الكثيرة في الجوامع في تلك  
 عالم اور فقيه هي اور ايسى هي مسجدون من روشني كرى اور قنديل منقود جامع مسجد من روشن كرى اس شب من  
 الليلة لا يجوز لما ذكر في القنية ان اسراج السراج الكثيرة ليلة البراءة في السكك والاسواق بدعة وكذا  
 جائز نهين هي اس واسطى كنه يبه من يبه مذكور هي كنه بهت سى چراغ روشن كرى شب برات كو كوچون اور بازارون من بدعت هي اور ايسى هي  
 في المساجد ويضمن القيم بل لو ذكره الواقف وشرطه لا يعتد بذلك الشرط شرعا وان لم يكن من مال الوقف  
 مسجدون من اور مهمم ضامن هو تا هي بكو وقف كرنوا الا اگر صريح كر شرط كرى تو بهي شرعا وه شرط معتبر نهين هي اور اگر مال وقفى نهين هي  
 بل تبرع به يكون ذلك تبديرا وازاحة المال والتبذير حرام بنص القرآن وقد هي النبي عليه السلام عن  
 بل كنه تبرع هي تو بهي خرج اسراف من داخل هي اور مال كضايغ كراي اور اسلاف حرام هي نص قرآن سى اور بيشك نبي عليه السلام في مال نفق كرى هي  
 اضاءة المال واعتقاد ان ذلك قرينة من اعظم البدع واقبح السيئات وكذا التنقل في تلك الليلة بالجماعة  
 منع فرماي هي اور يله اعتقاد كرا كنه يبه ثواب هي بڑهي بدعت اور سخت برائى هي اور ايسى هي اس رات كو بڑهي عيشي غلين پڑهي



الكثيرة بدعة قبيحة يجب الاجتناب عنها لان الفقهاء قد اتفقوا على كراهة الجماعة في النوافل ما عدا التراويح  
بشيء بدعتي هي اس بدعت سي يجناجاني اسوسلي كه فقهاء سب متفق بين كه نفلون كي جماعت سواي تراويح

والاستسقاء والكسوف اذ كان سعي الامام اربعة والصلوة التي تصلي في تلك الليلة بالجماعة الكثيرة و  
اور صلوة استسقاء اور صلوة كسوف كي اگر سوار امام كي چار آدمي جمع هون تو كروه هي اور وه نماز جو اوس رات كو بڑي جماعت سمه پڑھتي هي اور

تسمى صلوة البراءة بدعة ايضا لعدم وقوعها في عصر الصحابة والتابعين بل لما ظهرت بعد المائة  
صلوة البرات اور سكا نام كه به چوڑا هي وه بهي بدعت هي اسوسلي كه صحابه اور تابعين كي عهد مين نهين تهي بلكه هجرت نبوي سي چار سو برس كي بعد

الرابعة من الهجرة النبوية فانها حدثت في المسجد الاقصا سنة ثمان واربعين واربعائة واصلها على ما  
پيدا هوني هي كيونكه بيده نماز مسجد اقصا مين سنه چار سو اشتهائيس مين شروع هوني هي اور اسكي اصل موافق بيان

ذكره الامام الطرطوسي ان رجلا تابلسيا قدم بيت المقدس فقام يصلي ليلة التصف من شعبان في المسجد  
امام طرطوسي كي بهي هي كايك شخص تابلسيا بيت المقدس مين آيا اور مسجد اقصا كي اندر شب برات كو نماز نفل پڑھتي شروع كي

فاخره خلفه واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فها خفها الا وهم جمع كثير ثم جاء في العام الثاني فصلي معه خلق  
پهرا وكي پچھي كي مقتدي هوكيا پهرا دوسرا پهرا پهرا پهرا چو تها اهي نماز پوري نه كرتي پاي تها كه بڑي جماعت هوكي پهرا وه شخص اگلي برس مين آيات او كي تها

كثير ثم شاعت في المساجد وانتشرت في البلاد واستقرت سنة بين العباد وقد ذمها العلماء من  
بهت خلق كي نماز پڑھي پهرا اور مسجد مين مشهور هوكي اور ملكون مين پھيل گئي اور خلقت كي طريق مسنون پھليا اور اسكي برائي عده علماء رمتاخرين كي

اعيان المتأخرين وصرحوا بانها بدعة قبيحة مشتملة على منكرات فعلى هذا ينبغي للعاجز عن تغيير تلك  
بيان كي هي اور صحت كها هي كه بيده نماز بڑي بدعت هي اسمين بهت منكرات هين اس بيان كي موافق لائق هي كه جو شخص ان منكرات كو دور

المنكرات ان لا يحضر الجماعة في تلك الليلة بل يصلي في بيته ان لم يجد مسجدا سالما من هذه البدع  
نهين كرسكتا نواوس شب مين اس نماز مين شامل بهي نهو بلكه تنها اپني كهر مين نماز پڑھ لي اگر كوي مسجد ان بدعات سي خالي نه مسير آوي

لان الصلوة في المسجد بالجماعة سنة وتكثير سواد اهل البدع منه عنه وترك المنع والوجوب فضل الواجب متعين  
اسلي كه مسجد مين جماعت كي نماز تو سنت هي اور بدعتيون كا انبوه بڑا نا ممنوع هي اور امر ممنوع كا ترك كرتا واجب هي اور واجب پر عمل كرتا مستحب هي

لا سيما لمن كان مشهورا بين الناس بالعلم والزهد فان الواجب عليه ان لا يحضر في مسجد يشاهد فيه  
خاص ليسي شخص كو جسكي علم اور زهد كي دنيا مين شهرت هو ايسي شخص پر بهي هي واجب هي كه جس مسجد مين بهي بدعات منكره كي تو وان نجاي

هذه المنكرات لان حضوره مع عدم الانكار يوم للعامة ان هذه الافعال مباحة او مندوبة  
اسوسلي كه اوسكا جانا بخوشي خاطر عام لوگون كو اس و هم مين مبتلا كريگا كه بهي افعال مباح هين يا مستحب هين

اليها فيكون حضوره شبهة عظيمة في ظن العوام ان تلك الافعال مستحسنة شرعا فاذا ترك  
اوسكا جانا هي ايسي مقام مين عام لوگون كي كان مين بڑا شبه و اليگا كه بهي افعال ازروي شرع مستحسن هين جب وه شخص

عادته ولم يجمع في المسجد تلك الليلة وانكر بقلبه لعجزه عن تغييره بيدة ولسانه يسلم من الاثم  
اپني بهي عادت چوڑديگا اور اوس شب كو مسجد مين نهين آويگا اور اپني دلسي انكار كريگا اگر اتمه اور زباني نهين روك سكتا تو آپ گناه هي پچيگا

ولا يغتر به غيره بل يتشعر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غير مرضية عند  
اور دوسري كو و هم نهين هوكا بلكه اوسكي شامل نهو في سي بعض لوگ بهي سمجهين گي كه بهي افعال خدا تعالي كو پسند نهين هين

بل هي بدعة لا ينسوغها الشرع ولا يرضاها اهل الدين فرما يمتنع بعض الناس عن ذلك فيحصل له الثواب  
بلكه بدعت هين نه شرع انكو جائز كهنتي هي اور نه بل دين پسند كرتي هين پس كيا عجب هي كه بعضي لوگ اس سي باز آوين پهرا اسكو ثواب حاصل هو

بفعل ما يقدر عليه من الإنكار بالقلبية لا امتناع عن الحضور والحاصل ان تلك الليلة وان ورد في  
 کہ جو اس سے ہو سکتا تھا یعنی انکار قلبی اور شامل ہونا سو کر چکا خلاصہ یہ ہے کہ اس رات کی فضیلت میں اگرچہ کئی حدیثیں

فضلها احادیث متعددة لكن ليس لاحد ان يعظمها بما ذمه الشرع وفي عنه مع ان بعض العلماء  
 آئی ہیں برکتی کو اختیار نہیں کہ اس کی تعظیم ایسی امور میں کری جسکو شرع پر اکتفا ہی اور اس سے مانعت کرتی ہی باوجودیکہ بعض علماء

قالوا لم يثبت في قيامها شيء عن النبي عليه السلام ولا عن اصحابه فعلى هذا يجب على كل مسلم في هذا  
 یہ کہتی ہیں کہ اس رات کی نماز کی بابت کچھ ثابت نہیں ہے نہ تو پیغمبر علیہ السلام سے اور نہ ان کے اصحاب سے اس بیان کی موافق اس زمانہ میں ہر مسلم پر واجب ہے

الزمان ان يحذر من الاعتزاز والميل الى شيء من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التي استأ  
 الزمان ان يحذر من الاعتزاز والميل الى شيء من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التي استأ

نها وتربي عليها فانها سمة قاتل من مسلم من افاقها وظهر له الحق معها لان البدعة لها حلاوة في  
 کہ بدعت کی پیروی سے اور محدثات کی توجہ سے پرہیز کریں اور اپنی دین کو اولیٰ اشغال سے جس میں اللہ نے منع کیا ہے

اور پرورش پائی ہی سالم بجاوی بیشک یہ اشغال نہر قاتل ہیں اسکی آفات سے آدمی کم بختا ہی اور اسکی ساتھ حق کفر ظاہر ہوتا ہی اسلوسی کہ بدعت کا مزہ  
 اور پرورش پائی ہی سالم بجاوی بیشک یہ اشغال نہر قاتل ہیں اسکی آفات سے آدمی کم بختا ہی اور اسکی ساتھ حق کفر ظاہر ہوتا ہی اسلوسی کہ بدعت کا مزہ

قلوبها استحسنها طبا عهم فلا يتركونها وقد روى عن عكرمة وغيره من المفسرين ان الليلة  
 قلوبها استحسنها طبا عهم فلا يتركونها وقد روى عن عكرمة وغيره من المفسرين ان الليلة

المبركة الواقعة في سورة الدخان قد فسرت بليلة نصف شعبان كما ذهب اليه الاكثرون فانها ليلة  
 المبركة الواقعة في سورة الدخان قد فسرت بليلة نصف شعبان كما ذهب اليه الاكثرون فانها ليلة

يقدّر فيها كل امر يكون في تلك السنة لقوله تعالى فيها يفرق كل أمر حكيم قال عطارد بن مبارك  
 جسکا ذکر سورہ دخان میں ہی وہ شب براءت ہی چنانچہ اکثر مفسرین یہ ہی کہتی ہیں کیونکہ یہ لیلہ براءت ہی

اذا كان ليلة النصف من شعبان يرفع الى ملك صحيفة فيقال له اقبض روح من في هذه الصحفة  
 کہ جب شب براءت ہوتی ہی فرشتہ کو نامہ دیکر کہہ دیتی ہیں کہ جن جن کا نام اس کاغذ میں ہے انکی روح قبض کر لینا

فكم من شخص يبني الدور ويشيد القصور ويغرس الاشجار ويجفر الانهار ويتزوج النسا وبنوغل في  
 سو بہتیری شخص کہہ بناتی ہیں اور محلوں کی گنج گیری کرتی ہیں اور باغ لگاتی ہیں اور نہرین کھودتی ہیں اور غورنولسی نکاح کرتی ہیں اور عمارت میں کہتی

البنسبان وقد كتب عليه الموت ودفعت نسخته الى ملك الموت وهو في هواه ولا يعلم منتهاه فيا مفرق  
 ہیں اور انکی موت کہی ہوئی ہوتی ہی اور وہ کاغذ ملک الموت کو مل جکتا ہی اور وہ اپنی ہوا میں بہول رہا ہی اور انجام کی خبر نہیں سوائی

بطل الاصل ويا مسرف بسوء العيز كن من الموت على الوجل فلا تدرى متى ما يهجم عليك الاجل فكم  
 امیدوں کی دیوناہ اور ای اعمال بدکی متوالی موت سے ڈرتا رہے تو کیا جانی کہ موت تجکو تسوقت آگہیری گی

من مستقل يوم لا يستكمل له وكم من موطن غدا لا يدركه يسرنا الله تعالى التدارك الموت قبل هجومه  
 الی سمجھتی الی ایک دن کی اسکو پور نہیں کرتی اور بہت امیدوار لگتی دن کی کہ اسکو نہیں پاتی اتنی جگہ موت کا تدارک اسکی آئی سے پہلے آسان کر

المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب روية هلال رمضان قال رسول الله صلى  
 یہ جیسوب محمد سے من تماش رمضان کی چاند کی ضرورت

الله عليه وسلم لا تقصروا حتى تروا الهلال ولا تقصروا حتى تروا الهلال فان غم عليكم فاقدروا له  
 اللہ علیہ وسلم فی فرما یا روزه ست نہ ہو بدو ان کی پہنی ہلال کی اور نہ افطار کرو بدو ان کی پہنی ہلال کی اور اگر کہتا ہو جاوی تو اسکو اندازہ کرو

له وفي رواية فاكملوا العدة ثلثين هذا الحديث من صحاح المصايم رواه ابن عمر معناه ان السماء  
 اور اولیٰ روایت میں ہی تو گنتی تیس دن پوری کرو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عمر کی روایت سے اسکی معنی یہ ہیں

المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب روية هلال رمضان قال رسول الله صلى  
 رسول اللہ صلی

الله عليه وسلم لا تقصروا حتى تروا الهلال ولا تقصروا حتى تروا الهلال فان غم عليكم فاقدروا له  
 اللہ علیہ وسلم فی فرما یا روزه ست نہ ہو بدو ان کی پہنی ہلال کی اور نہ افطار کرو بدو ان کی پہنی ہلال کی اور اگر کہتا ہو جاوی تو اسکو اندازہ کرو

له وفي رواية فاكملوا العدة ثلثين هذا الحديث من صحاح المصايم رواه ابن عمر معناه ان السماء  
 اور اولیٰ روایت میں ہی تو گنتی تیس دن پوری کرو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عمر کی روایت سے اسکی معنی یہ ہیں



اذا كانت مصحبة ولم يكن فيها علة فلا تصوم ما صوم رمضان حتى تروا هلال رمضان ولا تقطروا  
 من آسمان اگر صاف ہو اور دسپین کچھ ابر یا غبار نہ ہو تو روزہ رمضان کا بدون دیکھنی ہلال رمضان کی مت رکھو اور نہ عید الفطر کی دن  
 یوم الفطر حتی تروا هلال الفطر فان غم عليكم كوا هلال ولم تروه فقد راعى الشهر الذي كنتم فيه  
 بدون دیکھنی ہلال شوال کی افطار کرو پس اگر ہلال ابر میں آجادی اور تمہاری نظر نہ آوی تو مہینہ حال کی گنتی جسمیں تم موجود ہو  
 ثلثین يوما ثم صوموا ان كان الشهر المقدس شعبان وافطروا ان كان الشهر المقدس رمضان وذلك  
 تیس دن کرلو پھر روزہ رکھو اگر وہ ماہ حال جسکا اندازہ کیا ہی شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جسکو اندازہ کیا ہی ماہ رمضان ہو اور پھر  
 لان الأصل في كل ثابت بقاءه الى ان يوجد دليل على عدم بقاءه والشهر كان ثابتا ببقين فوقه الشك  
 اسلی کہ قاعدہ یوں ہی کہ ہر شئی ثابت باقی ہی رہتی ہی جب تک کوئی دلیل اسکی عدم کی نہ ملے اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہی پس شک اسپین ہی

في خروجه فلا يخرج الا بروية الهلال او اكمال العدة ولم يوجد واحد منهما فيكون باقيا نظرا  
 کہ تمام ہو چکا یا نہیں تو اسکا تمام ہونا بدون دیکھنی چاند یا پوری کرنی گنتی کی نہیں ہوکتا اور دونوں میں سے کچھ نہ ہو تو وہ ہی مہینہ باقی رہی گا موافق  
 الى ما روى انه عليه السلام اشار باصابع يديه مكشوفة وقال الشهر هكذا وهكذا وعقد يدها  
 اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام فی اپنی دونوں ہاتھ کی انگلیاں کھول کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ

في الثالث ثم قال الشهر هكذا وهكذا ومن غير عقد ابهامه فعلم منه ان الشهر قد يكون  
 انگلیوں سے مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا ابلی بار انگلیوں سے مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ  
 تسعة وعشرين يوما وقد يكون ثلثين فيقع الشك في دخول رمضان وخروجه وعلى تقدير علم  
 تیس دن کا ہوتا ہی اور کبھی تیس دن کا اب شبہ رہتا ہی رمضان کی آئی میں اور تمام ہونی میں اور جس صورت میں کہ رمضان

خروجه يحرم الفطر وعلى تقدير عدم دخوله يكره الصوم على قصده صوم رمضان اذ يلزم  
 تمام نہوا ہو تو افطار کرنا حرام ہی اور جس صورت میں کہ رمضان نہ آیا ہو تو روزہ رمضان کی نیت سے مکرہ ہی کیونکہ لازم آتا ہی  
 ان يؤدى قبل اوانه فهو حرام ولهذا قال عمار بن ياسر من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم و  
 کہ وقت سے پہلی ادا ہو جا سو یہ حرام ہی اسے واسطی عمار بن یاسر کہتے ہیں جو شخص شک کی دن روزہ رکھی وہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہی  
 الشك فيه ان ليسوى طرفا العلم والجحيل بان يقع الغيم في التاسع والعشرين من شعبان ولا يدرك  
 شک اسپین یہ ہوتا ہی کہ دونوں جانب علم اور جہل کی برابر ہوں اسطور کہ شعبان کی انیسویں تاریخ میں ابر ہو جاوی اور یہ نہ معلوم ہو

ان الغد من شعبان او من رمضان فعلى هذا ينبغي للناس ان يطلبوا هلال رمضان في التاسع  
 کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہی یا رمضان کا ہی اس صورت میں لایق یہ ہی کہ لوگ رمضان کا ہلال انیسویں شعبان کو تلاش کریں  
 والعشرين من شعبان فان راوه صاموا وان لم يروه اكملوا عدد شعبان ثلثين يوما ثم صاموا  
 پھر اگر دیکھیں تو صبح کو روزہ رکھیں اور نہ دیکھیں تو گنتی میں شعبان کی تیس دن پورے کریں پھر روزہ رکھیں

لقوله عليه السلام صوموا الروية وافطروا الروية فان غم عليكم كوا هلال فاكملوا عدد شعبان ثلثين  
 موافق قول علیہ السلام کی روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر پس اگر تمہاری نظر سے ہلال ابر میں ہو تو گنتی میں شعبان کی تیس دن پوری کرو  
 واما اليوم الذي يشك فيه انه من شعبان او من رمضان فالصحيح ان الصوم فيه غير مكروه  
 اور وہ دن جسمیں یہ شک ہی کہ شعبان کا ہی یا رمضان کا ہی صحیح روایت یہ ہی کہ اس دن کا روزہ مکروہ نہیں

اذا كان تطوعا لكونه مستثنى من النهي بقوله عليه السلام لا يصام اليوم الذي يشك فيه انه  
 اگر نفل ہو اسلی کہ نبی میں سے اسکو جہاں دی ہی اس حدیث میں کہ شک کی دن میں جسمیں یہ شک ہو

من رمضان لا تطوعا والمراد بالنهي عن الصوم فيه الصوم بنية صوم رمضان لانه يلزم ان يؤدي  
 کہ رمضان کا ہی یا نہیں یعنی انیسویں شعبان کی کوئی روزہ نہ رکھی مگر نفل اور اوراد روزہ کی عافیت سے روزہ ہی جو رمضان کی نیت سے رکھیں اس واسطے کہ یہ لازم آتا ہی

قبل مجيء وقته وقد مر انه حرام لحديث عمار بن ياسر مع ما فيه من التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم  
 کہ اپنی وقت سے پہلے ادا ہو جاوے گا اور اگر چاہی کہ موافق حدیث عمار بن یاسر کی حرام ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب سے تشبیہ لازم آتی ہی کہ وہ مدت اپنی روزہ کی زیادہ کر لیا کرتی ہیں

في مدة صومهم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان يصوم في ذلك اليوم منتظرا غير مفطرو ولا عازما على  
 اسکی موافق مؤمن کو یوں چاہی کہ اوس دن کی صبح کو منتظر ہی نہ تو کچھ کھاوی اور نہ روزہ کی نیت کری

فان ثبت قبل الضحوة الكبرى انه من رمضان يعزم على الصوم لان النية الى الضحوة الكبرى جائزة  
 پہر اگر پہر بہر دن چتر ہی سے پہلی ثابت ہو کہ یہ دن رمضان کا ہی تو اب نیت روزہ کی کر لی اسلئے کہ نیت پہر بہر دن چتر ہی تک رمضان کی روزہ نہیں

في صيام رمضان وفي صيام النفل ايضا وان لم يثبت ان شاء صام تطوعا وان شاء افطر ولكن ان  
 اور نوافل روزوں میں بھی جائز ہی اور اگر نہ ثابت ہو تو پہر اختیار ہی چاہی نفل روزہ رکھی اور چاہی افطار کری لیکن اگر

وافق يوما كان يصومه بان كان يوم الاثنين والخميس والجمعة فوافق يوم الشك فالصوم افضل  
 وہ دن شک کا وہ ہی دن ہو جس میں یہ شخص روزہ رکھا کرتا تھا اس طور کہ ہمیشہ پیر کا اور جمعرات اور جمعرات کا رکھا کرتا تھا سو نہیں ایک دن وہ شک کا دن پڑا تو اس

لقوله عليه السلام لا يتقدم من احكم رمضان بصوم يوم ولا بصوم يومين الا ان يوافق صوما كان  
 اس حدیث کی موافق رمضان سے پہلے کوئی اگر روزہ نہ رکھی نہ ایک دن نہ دو دن مگر اس صورت میں کہ موافق ہو جاوی یوم شک اس

يصومه وكذا ان كان يصوم شعبان كله او نصفه الا خيرا وثلثة ايام من اخر كل شهر وان لم يوافق  
 دن ہی کہ روزہ رکھا کرتا تھا اور ایسا ہی جائز ہی اگر یہ شخص تمام شعبان کی روزی رکھا کرتا ہی یا اخیر کی آدھی شعبان کی یا ہر مہینہ کی آخر میں تین دن کی اور اگر موافق ہو

يوما كان يصومه فقد قيل الفطر افضل احترازا عن ظاهر النهي وقيل الصوم افضل اقتداء بعائشة  
 اوس دن سے جو یہ روزہ رکھا کرتا تھا تو بعضی کہتی ہیں افطار افضل ہی واسطی احتراز کی ظاہر نہی سے اور بعضی کہتی ہیں روزہ افضل ہی واسطی متابعت عائشہ

وعلى فانها كانا يصومان ويقولان لان نصوم يوما من شعبان احب اليانا من ان يفطر يوما من رمضان  
 اور علی کی یہ دونوں روزہ رکھا کرتی تھیں اور یہ کہتی تھیں شعبان کی ایک دن کا روزہ ہم کو بہت محبوب ہی رمضان میں ایک دن افطار کرنی سے

والمختار ان يصوم الخاص كالمفتي والقاضي تطوعا لانهم يعرفون كيفية النية ولا يخالطون الكراهة فكان  
 اور بات لہند یہ یہ ہی کہ خاص لوگ جیسی مفتی اور قاضی نفل روزہ رکھا کریں کیونکہ ان لوگوں کو نیت کی کیفیت معلوم ہی یہ لوگ کراہت کو نہ مٹنی دینگے

اللايق بهم ان يصوموا بانفسهم وبامر العامة بالانتظار الى وقت الزوال ثم بالافطار ان لم يثبت اهل  
 ان لوگوں کو لایق ہی کہ آپ تو روزہ رکھا کریں اور عوام کو حکم زوال تک انتظار کا دیا کریں پھر زوال کی بعد اگر ہلال ثابت نہ ہو تو افطار کا حکم دیا کریں

وكل من يعرف كيفية النية فهو من الخاص فكيفيتها ان ينوي التطوع ولا يخطر بباله صوم رمضان او  
 اور جو شخص نیت کی کیفیت سے واقف ہوں وہ خواص میں اور نیت کی کیفیت یہ ہی کہ نفل کی نیت کری اور اس کی دلیل رمضان کی روزہ کا یا

صوم واجبا خرو لا يتردد فيها فان النية معرفة بقلبه انه يصوم وهي في ذلك اليوم على وجه احوالها  
 کسی اور واجب کا خطر نہ آوی اور اس میں کچھ تردد نہ واقع ہو کیونکہ نیت یہ ہی کہ دل سے جانی کہ میں روزہ رکھتا ہوں اور نیت اس دن کی اندر کئی طرح پر ہی ایک ہے

ان ينوي صوم رمضان وهو مكره لما مر من حديث عمار بن ياسر مع ما فيه من التشبيه باهل الكتاب ثم  
 کہ رمضان کی روزہ کی نیت کری یہ تو مکروہ ہی چنانچہ عمار بن یاسر کی حدیث میں گذرا ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب کی تشبیہ ہی

ان ظهر انه من رمضان يجرئه لانه لو كان يكون صومه عن رمضان وكان ذلك اليوم من رمضان  
 اگر معلوم ہو جاوی کہ وہ دن رمضان کا ہی تو یہ ہی روزہ کا ہی ہی اس واسطی کہ نیت کر چکا تھا کہ میرا روزہ رمضان کا ہی اور وہ دن بھی رمضان کا تھا

ان ظهر انه من رمضان يجرئه لانه لو كان يكون صومه عن رمضان وكان ذلك اليوم من رمضان  
 اگر معلوم ہو جاوی کہ وہ دن رمضان کا ہی تو یہ ہی روزہ کا ہی ہی اس واسطی کہ نیت کر چکا تھا کہ میرا روزہ رمضان کا ہی اور وہ دن بھی رمضان کا تھا

صورت میں روزہ رکھنا افضل ہی





عليه اما في الاول فلانه كالمظنون واما في الثاني فلعدم وجود الالتزام من كل فجه والرابع ان ينوي التطوع  
 نہیں ہی پہلی صورت میں تو اسلمی کہ مظنون ہی اور دوسری صورت میں اسلمی کہ ہر طرح سی التزام نہیں ہی اور چوتھی یہ کہ نفل کی نیت کری  
 وقد مر انه يصح نية النفل من غير كراهة في الصحيح نشان ظہرانہ من رمضان یقیم عنہ لما مر انه یصح  
 اور گذر چکا ہی کہ نفل کی نیت موافق صحیح روایت کی بی کراہت صحیح ہی پہر اگر معلوم ہو کہ وہ دن رمضان کا ہی نوروزہ رمضان ہی کا ہوگا کیونکہ گذر چکا  
 بنیة النفل وان ظہرانہ من شعبان یكون تطوعا وان افطر یلزمه القضاء لانه شرح ملتزمًا بخلاف  
 نفل کی نیت سی ہی درست ہو جاتا ہی اور اگر معلوم ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو گا اور اگر افطار کرے گا تو قضاء لازم آوے گی اسلمی کہ اپنی ذمہ پر لیکر شروع کیا تھا  
 مسألة المظنون ثم ينبغي ان يعلم ان روية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام  
 بخلاف مسئلہ مظنون کی پہر سمجھنا چاہی کہ ہلال کا دیکھنا اگرچہ روزہ کی وجوب اور افطار دونوں کا سبب ہی موافق اس حدیث کی  
 صوم الرویة وافطر الرویة لكن العمل به لا یلزم الا بقضاء القاضي لهذا یلزم المراجعة اليه ثم انه اذا  
 کہ روزہ رکھو ہلال دیکھ کر اور افطار کرو ہلال دیکھ کر براس حدیث پر بدون حکم قاضی کی عمل نہیں ہو سکتا اسلمی واسلمی قاضی کی سامنی پیش کرنا چاہی پہر اگر  
 كان في السماء علة سوا كانت غيا او دخانا او غبارا او بخارا او نحو ذلك یقبل في هلال رمضان خبر  
 آسمان میں کچھ علت ہو برابر ہی کہ کھٹا ہو بادھوان ہو یا غبار ہو یا بخار ہو یا السبا ہی کچھ اور ہو نور رمضان کی چاند میں خبر ایک عادل  
 مسلم عاقل بالغ حر کان او عبدا ذکر کان او انشی لانه فحبر بامر ديني وهو وجوب الصوم على الناس فیقبل  
 مسلمان کی کہ عاقل اور جوان ہو آزاد ہو یا غلام مرد ہو باعورت مقبول ہی اسلمی کہ امر دینی کی خبر دیتا ہی یعنی لوگوں پر روزہ واجب ہی سوا کسی خبر مقبول ہی  
 خبره لكن بشرط ان یفسر ویقول رايته خارج البلد او بين خلال السحاب وما بدون التفسير فلا یقبل لكان  
 لیکن بشرطیکہ تفصیل بیان کری کہ مینی چاند شہر سی باہر ابر کی اندر دیکھا ہی اور بدون تفصیل کی معتبر نہ ہوگا کیونکہ  
 التهمة والفاستق اذا بص هلال رمضان ینبغي له ان یشهد عند القاضي لا حتمال قبول شهادته لكن  
 شب کی گجہ ہی اور اگر فاستق ہلال رمضان کا دیکھ لی تو اسکو چاہی کہ قاضی کی روبرو جا کر گواہی دی شاید کہ اسکی گواہی مقبول ہو جاوی لیکن  
 القاضي یرد شهادته لان خبر الفاسق فی الدیانات مردود غیر مقبول ویشرط العدالة وقال الطحاوی لا یشرط  
 قاضی اسکی شہادت کو رد کردی کیونکہ فاسق کی خبر دیانات میں مردود ہوتی ہی مقبول نہیں ہوتی عدالت بشرط ہی اور طحاوی کا ہی کہا ہی کعدالت  
 العدالة ومن لم یشرط من قال راد به المستور ولا یشرط الدعوی ولا لفظ الشهادة ویقبل في هلال رمضان  
 شرط نہیں ہی اور بعضی شایخ کہتی ہیں کہ اس سی مراد مستور الحال ہی اور دعوی ہی شرط نہیں ہی اور نہ لفظ شہادت کچھ ضروری ہی اور رمضان کی ہلال میں  
 الواحد علی شهادة الواحد ومن رای هلال رمضان فی الرستاق ولم یکن هناك وال ولا قاض فان کان  
 ایک شخص کی گواہی ایک شخص کی گواہی پر مقبول ہی اور جسنی رمضان کا ہلال البسی گانوگوں میں دیکھا جہاں نہ امیر ہو اور نہ قاضی تو اگر وہ  
 الرئی ثقة بصوم الناس بقوله ثم اذا قبل القاضي شهادة الواحد في هلال رمضان وصام الناس ثلثین  
 رکیمنی والا ثقة ہی تو نسب لوگ اسکی کہتی سی روزہ رکھیں ہر اگر قاضی فی ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال کی قبول کر لی اور اسکی موافق تیس روزہ  
 یوما ولم یروا هلال الفطر لا یفطرون فیما روی عن ابی حنیفة وابی یوسف لان الفطر لا یتثبت بشهادة الواحد  
 پوری ہو گئی تو ہی عید کا چاند نظر نہیں آیا تو ہی افطار نہ کریں موافق روایت ابو حنیفہ اور ابو یوسف کی اسلمی کہ افطار ایک آدمی کی گواہی ہی ثابت نہیں ہوتا  
 وعن محمد انهم یفطرون ویثبت الفطر فی ضمن ثبوت الرضائية بشهادة الواحد وان کان لا یتثبت ابتداء  
 اور محمد سی روایت ہی کہ افطار کریں کیونکہ افطار ثبوت رمضان کی ضمن میں ایک ہی آدمی کی گواہی ہی ثابت ہو جاتا ہی اگرچہ ابتداء ثابت نہیں ہوتا  
 فان فی هلال الفطر اذا کان فی السماء علة لا یقبل الا بشهادة حریں او حرو حریں لتعلق حق العباد به لانهم  
 بیشک شوال کی چاند دیکھنی میں اگر آسمان میں ابر یا گرد غبار ہو تو مقبول نہیں مدون گواہی دو آزاد مردوں یا ایک آزاد مرد و آزاد عورت کی اسلمی کہ اس میں حق عباد

نفل کی نیت کری

نفل کی نیت کری



یثبت بیه فیثبت بما یثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع  
 اس سے قائمہ مندر ہوتی ہیں سوا اس ہی طرز ثابت ہوگا جس طور انکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں بخلاف ہلال رمضان کی کیونکہ اس سے صرف حق شرعی کا متعلق ہوتا ہے  
 وهو الصوم فیکتفی بخبر الواحد واما اذا لم یکن فی السماء علة فلا یقبل شهادة الواحد فی هلال رمضان  
 یعنی روزہ سوا ایک آدمی کی گواہی کفایت کرتی ہی اور اگر آسمان صاف ہو تو پہر ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال میں مقبول نہیں ہوگی  
 ولا شهادة الاثنین فی هلال الفطر واما یقبل شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم واختلفوا فی مقدار  
 اور نہ دو کی گواہی عید الفطر کی ہلال میں پہر تو اتنی بڑی جماعت چاہی جتنی خبر سے یقین حاصل ہو جاوی اور اس جماعت کی مقدار میں اختلاف  
 ذلك فقیل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسین رجلا وعن حجر لا بد ان یتواتر الخبر من کل جانب  
 بعضی کہتی ہیں ایک محلہ کی آدمی چاہیں اور بعضی کہتی ہیں پچاس آدمی ہوں اور امام محمد سے روایت ہے ہر طرف سے بی در پی خبر کا آنا چاہی  
 والصحیح انه مفوض الی رای الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم هو العلم الشرعی الموجب للعمل وهو غلبة  
 اور صحیح یہ ہے کہ حاکم کی رائی پر حوالہ ہے اس واسطی کہ مراد علم سے جو انکی خبر سے حاصل ہو وہ علم شرعی ہی جس سے عمل کرنا واجب ہو جائے یعنی ظن غالب  
 الظن لا العلم بمعنی التیقن وان جاء واحد من خارج المصر فشهد بروية الهلال ثمة ففي ظاهر الرواية  
 علم بمعنی یقین نہیں ہے اور اگر ایک شخص شہر کی باہر سے اگر گواہی دی کہ وہاں چاند دیکھا ہے ظاہر روایت میں اسکی گواہی مقبول نہیں ہوگی  
 لا یقبل شهادته لقيام التهمة وذكر الطحاوی ان شهادته مقبولة لقلة المانع فی خارج المصر وكذا لو شهد  
 کیونکہ شبہ کا مقام ہے اور طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ اسکی شہادت مقبول ہے اس واسطی شہر سے باہر رکاوٹ کم ہوتی ہی اور ابی ہی اگر چاند  
 بروية الهلال فی المصر علی مکان مرتفع ومن رای هلال رمضان وحده وشهد ولویقبل شهادته کان علیه  
 دیکھنی کی شہر کی اندر اونچی مقام پر سے گواہی دی اور جس نے رمضان کا چاند تنہا دیکھا اور گواہی دی تو مقبول نہیں ہوتی تو ہی اسکو لازم ہے  
 ان یصوم لقوله علیه السلام صوموا لرویتہ فانه قد لاه فیلزمه الصوم وان افصر کان علیه القضاء  
 کہ روزہ رکھی اس حدیث کی موافق روزہ رکھو چاند دیکھ کر کیونکہ اسنی چاند دیکھا ہے سوا سکو روزہ رکھنا لازم ہے اور اگر افطار کر لیا تو اس پر قضاء لازم ہوگی  
 الکفارة وان افطر قبل ان ترد شهادته اختلفوا فیہ والصحیح ان لا یجب علیه الکفارة والحاکم اذا رای هلال  
 کفارہ نہیں آویگا اور اگر شہادت رد ہونی سے پہلی افطار کر ڈالا تو اس صورت میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ کفارہ واجب نہیں اور اگر حاکم تنہا رمضان کا  
 رمضان وحده یصوم ولا یامر الناس بالصوم ولوان الناس غم علیہم هلال رمضان واکملوا شعبان  
 چاند دیکھنے سے تو وہ آپ روزہ رکھی اور دن کو روزہ کا حکم دی اور اگر لوگوں کو رمضان کا چاند بسبب برکی نظر نہ آیا اور انہوں نے شعبان یا چھین  
 ثلثین یوما ثم صاموا رمضان ثمانية وعشرين یوما ثم راوا هلال شوال فانهم ان كانوا اعدا وشعبان  
 تیس دن پوری کر کے رمضان کی روزی اٹھائیں دن رکھی تہی پہر شوال کا چاند نظر آگیا اب اگر انہوں نے گنتی شعبان کی  
 عن غیر روية قضوا یومین وان کان عدوہ عن روية قضوا یوما واحدا فیکون شہر رمضان فی تلك  
 بی چاند دیکھی پوری کی تہی تو دو روزی قضا کریں اور اگر چاند دیکھ کر گنتی پوری کی تہی تو ایک روزہ قضا کریں اب ماہ رمضان اس سال میں  
 السنة تسعة وعشرين یوما حتی انهم لو كانوا راوا هلال شوال بعد ما صاموا رمضان تسعة وعشرين  
 انیس دن کا ہوا یہاں تک کہ انہوں نے اگر عید کا چاند رمضان کی انیس روزی رکھ کر دیکھا  
 یوما لا یلزمهم شیء ولوان اهل بلدة راوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرين یوما فشهد جماعة  
 تو انہیں کچھ لازم نہیں آتا اور اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا چاند دیکھ کر انیس روزی رکھی پہر ایک جماعت نے قاضی کی پاس  
 عند القاضي فی الیوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی ليلة کذا فیلزمکم بیوم  
 کہ فلاں شہر والوں نے رمضان کا چاند فلاں رات میں تیس ایک دن پہلی دیکھ کر روزی

وصاموا هذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال في تلك الليلة

والسماء مضيئة لا يباح لهم الفطر عدا ولا يترك التراويح في تلك الليلة لان هذه الجماعة لم يشهدوا

بالروية ولا على شهادة غيرهم وانما حكموا روية غيرهم واما لو كانوا شهداء عند القاضي ان قاضي بلدة

كذا شهد عند شاهدان بروية الهلال في ليلة كذا وقضى ذلك القاضي بشهادتهما جاز هذا القاضي

ان يقضى بشهادتهما لان قضاء القاضي الاول حجة وهذا على قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع

حتى اذا صام اهل بلدة ثلثين يوما للروية واهل بلدة اخرى تسعة وعشرين يوما للروية ايضا

فعلی هذا علی من صام تسعة وعشرين يوما قضاء يومه الا تشبه على ما ذكره الزيلعي ان يعتبر لان

كل قوم يخاطبون بما عندهم والدليل على اعتبار ما روى عن كريب انه قال قدمت الشام واستهل

شهر رمضان فرايت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة في آخر الشهر فسئلني عبد الله بن عباس

فقال متى رايت الهلال فقلت رايناه ليلة الجمعة فقال نحن رايناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى

نكمل ثلثين او نراه فقلت له افلا تكفي بروية معاوية وصيامه فقال لا هكذا امرنا رسول الله عليه

السلام وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت وخروجه

يختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت في المشرق لا يلزم منه ان تزول في المغرب بل كلما تحركت

درجته فذلك طلوع لقوم وغروب لآخرين ونصف ليل لبعض وطلوع فجر لغيرهم وروى ان ابا موسى

الضري الفقيه قدم الاسكندرية فسئل عن صعد المنارة فرأى الشمس بعد غروبها في البلدة بزمان طويل

ايحل له الافطار فقال لا يحل له الافطار ويحل لاهل البلدة لان كل احد مخاطب بما عنده ومن رأى هذا

يا اسكو فطار كرامة مست هي فقيه في جواب روى اسكو فطار حلال نهين هي اور شهر والون كود درست هي اسلمی كه هريك كوده هي حكم هي جواد سكي پاس هي اور حسيني هلال

تنتي رمضان كاجاند كدب ديكتا تها مين ني كهامي چاند شب جمعه كود ديكتا تها عبد الله بن عباس كها مني هفت كي شمع كها سوم روزي ركبي جواد سكي پاس

نكسل ثلثين او نراه فقلت له افلا تكفي بروية معاوية وصيامه فقال لا هكذا امرنا رسول الله عليه السلام

وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت وخروجه

يختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت في المشرق لا يلزم منه ان تزول في المغرب بل كلما تحركت



الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم واخطأ قال في المحيط اختلافوا في وجوب الكفارة والاكثر

فطر كما عصر في وقت ديكها پھر اس خیال ہی کہ مدت روزی کی گزر گئی افطار کر ڈالا محیط میں کہا ہی کہ علماء کو درباب وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثریوں کا مذہب

على الوجوب وقد ظن بعض الناس ان النهي عن الصوم قبل رمضان بيوم او يومين يراد به اغتنام

بیمہ ہی کہ کفارہ واجب ہی اور بعضی لوگوں کو یہ گمان ہی کہ روزی کی ممانعت رمضان سی ایک یا دو دن پہلی اس لئی ہی کہ

الاكل والشرب واخذ النفوس شهواتها قبل ان تمتع منها بالصيام وهذا كله خطأ وجهل اذ قد ذكر

کہا نا پینا اور نفوس کو اپنی شہوت سی ملندہ ہونا اس سی پہلی کہ روزوں کی سبب ممانعت ہو جاوی اغنیعت ہی یہ تمام خیالات خطا اور جهالت ہی اسطی کہ

اصل ذلك متلقى من النصارى فانهم عند قرب صومهم يفعلون كذلك فيلزم التشبيه بهم وقد كان

کرتی ہیں کہ یہ اصل من نصاری سی لیا ہی کیونکہ نصاری کی جب روزی نزدیک آتی تھی تو ایسا ہی کیا کرتی تھی یہ نصاری سی تشبہ لازم آتی ہی اور

النهي عن الصوم في ذلك الوقت لمنع التشبه بالكافرين النامنه بد وهو من صوم شرعا لقوله عليه السلام

نہی روزہ کی اس وقت میں صرف کفار کی مشابہت کی سبب سی تھی جس جگہ عسی مشابہت رفع ہو سکتی ہی اور تشبہ شرعاً مذموم ہی واسطی زیادہ رسول علیہ السلام

من تشبه قوما فهو منهم وربما لا يقتصر بعضهم على الشهوات المباحة بل يتعدى الى المحرمات فمن

جو شخص مشابہ ہو کسی قوم سی پس وہ انہی میں سی ہی اور کبھی کبھی بعضا شخص شہوات مباح پر حصر نہیں کرتا بلکہ محرمات میں داخل ہوتا ہی جسکا

كان هذا حاله فالبهاائم اعقل منه وله نصيب واقر من قوله تعالى ولقد ذرانا لجهنم كثيرًا من

ایسا حال ہو تو اس سی ڈنگر ہوشیار ہیں اسکا اس آیت میں بڑا حصہ ہی اور معنی یہ ہلا کہی ہیں دوزخ کی واسطی بہت

النجس والانس لهم قلوب لا يفقهون بها وهم آعین لا يبصرون بها وهم اذان لا يسمعون بها اولئك

جن اور آدمی جنکو دل میں اس سی سمجھتی نہیں اور انکھیں ہیں اونسی دیکھتی نہیں اور کان ہیں اونسی سنتی نہیں وہ لوگ

كالا نعام بل هم اضل وبعضهم لا يجتنب كبائر الذنوب الا في رمضان فيطول عليه ويكره صيامه ويشق

جیسی چوپائی بلکہ اونسی زیادہ سیرہ ہیں اور بعضی شخص گناہ کبیرہ سی سوار رمضان کی کبھی نہیں باز آتی سوا دیکو رمضان دوپہر ہو جاتا ہی اور روزی کی کڑواہٹ

على نفسه مفارقتها كما لو فاتها فبعد الايام والليالي ليعود الى المعاصي وبعضهم لا يصلي الا في رمضان فيستقل

اور اسکی دل پر مفارقت کبار کی دسوار ہو تی ہی جیسی موت ہو گئی پھر دن رات گستا ہی تاکہ معاصی ہر حاصل کری اور بعضی ہوا رمضان کی نماز میں پڑھتی پھر

رمضان لا يستقل العبادات المشروعة فيه من الصلوة والصيام وبعضهم لا يصبر على المعاصي فواقعها

رمضان اون پر بہاری پڑ جاتا ہی بسبب گرانی عبادت کی جو رمضان میں ہوتی ہیں نماز روزی اور بعضوں کو گناہونسی صبر نہیں تواتر ہر وہ رمضان میں

في رمضان وهذا هو الخسران المبين المجلس السادس والعشرون في بيان فضيلة رمضان

بہی مبتلا ہوتا ہی اور یہ ظاہر ٹوٹا اوٹھانا ہی چہیسویں مجلس رمضان کی فضیلت میں

ورعاية حقه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفي

اور اسکی حق کی رعایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تی فرمایا جب رمضان آتا ہی تو آسمان کی دروازی کھل جاتی ہیں اور ایک

رواية ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وصفدت الشياطين هذا الحديث من صحيح المصاحم ليو

روایت میں جنت کی دروازی اور دوزخ کی دروازی بند کئی جاتی ہیں اور سب شیاطین قید ہو جاتی ہیں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی

ابوهريرة وهو ان حمل على معناه الظاهر لا يفيد زيادة فائدة لان الانسان مادام في الدنيا لا يتيسر له الصعود

ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث کی اگر ظاہر معنی مراد لیویں تو کچھ خوب بڑا فائدہ نہیں ہی اس لئی کہ انسان جب تک دنیا میں ہی تو اسکو آسمان پر چڑھنا نہیں

الى السماء ولا الدخول في احدي الدارين فاي فائدة في فتح الابواب واغلاقها الا ان يقال من مات من

ہو سکتا اور نہ بہشت اور دوزخ میں داخل ہو سکتا ہی ہر دروازوں کی کھلتی اور بند ہونے کی فائدہ ہوا مگر یوں کہیں کہ جو شخص صالح ایمان والوں میں

صالح

صلیاء اهل الايمان اذا فتحت ابواب الجنة ياتيهم من روحها ونسيمها فوق ما كان ياتيهم قبل الفتح و  
مرجاتاى <sup>توجب دروازی جنت کی کھلجی آتی ہیں تو انکو جنت کی ہوا اور خوشبو زیادہ تر آتی ہے بہ نسبت اوکی کہ دروازی کھلتی سی پہلی آتی تھی اور</sup>  
من مات من عصاة ثم اذا خلقت ابواب جهنم لا يصيبهم من حرها وسمومها كما كان يصيبهم من حرها  
جو گنہگار مرجاتاى <sup>تو اگر دروازی دوزخ کی بند ہوئی ہیں تو انکو اوکی گری اور لپیٹ ادتی نہیں آتی جتنی گری</sup>  
وسمومها قبل التعلیق وهو بعيد لانه انما ذكر لترغيب الناس فيما امروا به من صوم شهر رمضان فتوصم  
اور لپیٹ بند ہوئی سی پہلی آتی تھی اور یہ معنی بعید ہیں اسلوسی کہ یہ مضمون صرف واسطی آدمیوں کی ترغیب کی ہے جو انکو حکم ہوا ہی ماہ رمضان کی روزوں کا  
عليه حتى يستعد له وتصير ابواب الجنان كأنها فتحت لهم وابواب النيران كأنها اغلقت عليهم فيلزم  
تاکہ روزی کی واسطی تیار ہو جاویں اور گویا جنت کی دروازی اوکی لئی کھل گئی اور دوزخ کی دروازی گویا اوکی اوپر بند ہو گئی اب کوئی تاویل  
الرجوع الى التاويل بان يقال فتم ابواب السماء كناية عن ثواب نزول الرحمة وتوالي صعود الطاعة لان الباب اذا  
کرنی لازم ہے کہ یوں کہیں کہ کھلنا آسمان کی دروازوں کا اشارہ ہے پی در پی رحمت کی آنیکا اور پی در پی عبادت کی چڑھنی کا اسلوسی کہ جب دروازہ  
فتحه يخرج ما في داخله متتابعاً ويدخل ما في خارجه متوالياً ويؤيد هذا التاويل ما جاء في رواية اخرى فتحت  
کھلنا تاہی جو اوکی اندر ہی فوراً کھل آتا ہی اور جویا ہر ہوتا ہی وہ فوراً داخل ہوجاتا ہی اور اس تاویل کی تائید وہ ہی جو ایک اور روایت میں آیا ہی کھلجی ہیں  
ابواب الرحمة وفتحت ابواب الجنة كناية عن حصول ما يؤدي الى دخولها من انواع العبادات وتعلیق  
دروازی رحمت کی اور جنت کی دروازوں کا کھلنا اشارہ ہی اذن امور کی حاصل ہونیکا جنت کی اندر پہنچاویں یعنی ہر قسم کی عبادتیں اور بند ہونا  
ابواب جهنم كناية عن انتفاء ما يؤدي الى دخولها من انواع السيئات لان الصائم يتنزه عن الكبائر  
دوزخ کی دروازوں کا اشارہ ہی دور ہونی اذن امور کا جو دوزخ میں داخل کر دیتی ہیں یعنی ہر قسم کی گناہ اسلوسی کہ روزہ دار ایسی کبائر گناہوں سی بچتا ہی  
التي من جللتها الا صرا على الصغائر فيغفر له بركة الصوم سائر الذنوب كما جاء في الحديث الصلوات الخمس  
جنکی اندر <sup>اگر کئی صغیرہ گناہوں کی ہی داخل ہی سو روزہ کی برکت سی اوکی تمام گناہ معاف ہوجاتی ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ پانچوں نمازین</sup>  
والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن ان اجتنبت الكبائر ونصفي الشياطين  
اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک سچ کی گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اگر کبیرہ گناہوں سی پرہیز کئی جا اور قید ہونا شیاطین کا  
يحتفل ان يكون المراد به ما هو الظاهر من كون الشياطين مقيدة تعظيماً للشهر وعلامة ذلك ان اكثر المنكرين  
احتمل یہ ہے کہ اس سچ اور وہ ہی معنی ظاہر ہی ہوں کہ شیاطین واسطی تعظیم اس مہینہ کی قید ہوجاتی ہیں اسکی نشانی یہ ہے کہ اکثر لوگ گناہوں میں کہی ہوئے  
في الطغيان يجتنبون المعاصي ولا يزال بعد حرصهم عليها ويشرعون في قامة الصلوة بعد ما كانوا  
گناہوں اور بدی سی بچتی لگتی ہیں باوجودیکہ گناہوں کی بڑی حرص ہوتی ہیں اور غار پڑھنی شروع کر دیتی ہیں باوجودیکہ نماز میں  
يتهاونون بها ويقبلون على استماع النصيحة وتلاوة القرآن واما ما يرى من بعض الفسقة انهم لا يستغفرون  
کمال سستی کرتی تھی اور وعظ نصیحت سنی پر اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہوجاتی ہیں اور یہ جو فاسق معلوم ہوتی ہیں کہ اپنی فسق سی ذرہ باز  
عن فسقهم بل ان تركوا نوعاً منه ياتون نوعاً اخر قد لك من انما بقي في نفوسهم الخبيثة من تسويلات  
نہیں آتی بلکہ اگر ایک قسم کرتی ہیں تو دوسری قسم کرنی شروع کر دیتی ہیں سو یہ اثر اس خباثت کا ہی جو اوکی دلوں میں دوسرے شیطانی باقی ہیں  
الشياطين وقال بعض العلماء لفظ الشياطين وان كان عاماً الا ان المراد به رؤسائهم يؤيد ما جاء في بعض  
اور بعضی علماء کہتی ہیں لفظ شیاطین کا اگر جامع ہی ہو مراد اس شیطانوں کی گرو کہنٹال ہیں اسکی تائید ہی جو اس حدیث کی بعضی  
طرق هذا الحديث وسيلست مردة الشياطين فيقع الفساد بتسويلات غيرهم من شياطين الانس والجن  
روایت میں واقع ہوا ہی کہ اور قید ہوجاتی ہیں سرکش شیطان بہر فساد اور ان کی وسوسہ سی جو شیاطین جن اور انسان کی ہیں واقع ہوتا ہی



وقیل ہو مجاز عن امتناع نفوس الصائمین عن قبول وساوسهم وذلك لان رمضان اذا دخل يشتغل الناس بالصوم  
اور کہتی ہیں کہ یہ مجاز ہی اصل روزہ داروں کی دل شیطانی وسوسہ قبول کرنی سبب ہوتی ہیں اسلئے کہ جب رمضان آتا ہے تو آدمی روزہ میں مشغول ہوجاتی ہے  
فتکسر قوتہم الخیونۃ التي هي مبدأ الشهوة والغضب المتداعيين الى انواع الفسوق والفجور وتنبعث قواهم  
سوا نکی قوت حیوانی ضعیف ہوجاتی ہے جو باعث شہوت اور غصہ کی ہو کہ ہر قسم کی فسق اور فجور کی طرف بجاتی ہے اور انکی قوت عقلی  
العقلیة داعية الى الطمأنينة عن المنكرات فتجعلهم مقبلين على وظائف العبادات معرضين عن  
یہا ہو کہ طمأنینہ کی طرف بجاتی ہے اور منکرات سے منع کرتی ہے ہر آدمی کو روزمرہ کی مقرری عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کی منکرات سے  
اصناف المنكرات فیصیرون کانهم فتح لهم ابواب الجنان وغلقت عليهم ابواب النيران ولم یبق  
بیزار کہتی ہے پہر وہ ایسی ہوجاتی ہیں کہ انکی نئی بہشت کی دروازی کھل گئی اور دوزخ کی دروازی اول پر بند ہو گئی اور  
عليهم للشيطان سلطان وروی عن ابی هريرة انه عليه السلام قال اذا كان اول ليلة من شهر رمضان  
اول یر شیطانون کا اصل تسلط غلبہ باقی نرا اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے  
صفدت الشياطين ومردة الجن وغلقت ابواب جهنم فلم یفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم  
توشیاطین اور سرکش جن قید ہوجاتی ہیں اور دوزخ کی دروازی بند ہو کر کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور دروازی بہشت کی کھل جاتی ہیں سو  
یغلق منها باب فینادی منادیا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصرو الله فيه عتقاء من النار وذلك  
اونہیں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا پہر منادی پکارتا ہے ای طالب خیر کی ادھر آؤ اور ای حدیثی بڑھتی والی شر کی بس کر اور رمضان میں اسکی ازاد کنی آگ سے بہت ہیں اور  
فی کل ليلة ومعنى هذا الحديث علم من تاویل الحديث السابق لكن هنا زيادة لابد من بیان معنى تلك  
پہر شب میں ہوتی ہے اور اس حدیث کی معنی پہلی حدیث کی تاویل سے معلوم ہو گئی لیکن اس میں کچھ لفظ زیادہ ہیں انکی معنوں کا بیان کرنا ہی ضرور چاہی  
الزيادة وهوان منادیا ینادی فی لیالی رمضان ویقول یا طالب الخیر تعال اطلب الثواب فانك تعطى  
وہ یہ ہیں کہ منادی رمضان کی راتوں میں پکارتا ہے یہ کہتا ہے ای خیر کی طالب یہاں آؤ ثواب لی یہہ ایسا وقت شریف ہے  
ثوابا کثیرا یعمل لقليل لشر الوقت ویا طالب الشر اترك الشرفان عذاب المعصية فيه اکثر وقلب الى الله تعالى  
کہ تہوڑیسی کار پر بہت ہی بڑا ثواب عطا ہوگا اور ای شر کی طالب بدھ سی باز آ کیونکہ رمضان میں معصیت کا عذاب بڑا سخت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف  
فانه تعالى یعتق کثیرا من عبادة الصائمین من النار ویغفر ذنوبهم الماضیة لحرمة الشهر کما جاء فی  
رجوع کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی بہت بندی روزہ دار آگ سے ازاد کرتا ہے اور انکی پچھلی گناہ اس مہینے کی برکت سے معاف کرتا ہے چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہے  
حدیث اخر من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه یعنی ان من صامہ مصدقاً  
جسنی رمضان کی روزہ واسطی ایمان اور ثواب کی رکھی تو اسکی تمام پچھلی گناہ معاف ہوئی مراد یہ ہے کہ جسنی رمضان کی روزہ اسکی حقیقت  
بحقیقته وفرضيته وطالب الرضاء الله تعالى وثوابه لا خوف من الناس واستحياء منهم یغفر له ذنوبه  
اور فرضیت تصدیق کر اسکی مرضی اور ثواب حاصل کر نیو کہ کسی شخص کی خوف سے اور نہ کسیکی حیالاج سے تو اسکی تمام پچھلی گناہ  
المتقدمة وذلك النداء یكون فی كل ليلة من لیالی رمضان وروی عن ابی امامة باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا  
معاف ہو گئی اور یہ نذر رمضان کی راتوں میں سے ہر رات کو ہوتی ہے اور ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا  
قال من صام یوما فی سبیل الله جعل الله بینه وبين النار خندقا کما بین السماء والارض وفي حديث اخر  
جسنی ایک روز واسطی خدا کی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ دوزخ اور اس شخصکی بیچ میں ایسی چوڑی خندق کر دیگا جیسی بیچ آسمان اور زمین کا اور ایک اور حدیث میں  
رواہ ابو سعید الخدری انه عليه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعد الله تعالى وجهه من النار  
ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جسنی روزہ ایک دن کا واسطی اللہ کی کہا تو اللہ اسکی جہنم کو آگ سے ستر برس کی راہ پر دور کر دیگا

سبعین خریفا یعنی ان من صام یوما فی سبیل اللہ ورضائه ینجیہ اللہ تعالیٰ من النار عبر عن النجیة  
مراد یہ ہے کہ جسنی ایک دن کا روزہ واسطی اسکی رضا مندی کی لئی رکھا اسکو اللہ تعالیٰ آگ سے نجات بخشے گا دوسری کو بطور تمثیل کی

بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شئ بهذا المقدار لا یصل الیہ البتہ والمراد بالخریف بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہو وی واسطی کہ جو شخص ایک چیز سے اس قدر دور مسافت پر ہو تو وہ چیز اس تک ہرگز نہیں پہنچے گی اور خریف سی مراد

السنة ذکر الجزء وارید بالکل وانما عبر عنها به دون غیرہ من الفصول لکونہ وقت بلوغ الثمار وحوصلہ سال ہی جزو کو ذکر کیا اور کل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو جو دور زخریف کی مانند واسطی بیان کیا کہ اس وقت میں پہل پہنچتے ہیں اور عیش

سعة العیش وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال کل ابن آدم یضعف بحسنۃ بعشر مائتہا لہا فروخ ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا تمام بنی آدم کی حسنات دس گونہ بڑھتی ہیں اور دس سی

لسبعۃ ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شہوتہ وطعامہ وشرابہ من اجل سات سو گونہ تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی روزہ کی سوار کیونکہ روزہ میری واسطی ہی میں ہی اوکا بدلہ ہو کیونکہ اپنی شہوت کھانا پینا میری لئی ترک کرتا ہی

یعنی ان کل طاعة وخیر اذا لم یکن سرباء ونفاقا فاقل ما یعطى لصاحبه من الاجر عشرة لقوله تعالیٰ من مراد یہ ہے کہ ہر ایک عبادت اور خیر اگر بدون ریا اور نفاق کی ہو تو کم سی کم اسکا اجر عابد کو دس گونہ عطا ہوگا اس آیت کی سند سی جو

جاء بالحسنۃ قلہ عشر مثلالہا وقد بڑا الی سبعۃ مائۃ واكثر لقوله تعالیٰ مثل الذین ینفقون اموالہم لادی بہلئے اسکی واسطی ہی اوس سی دس گونہ اور کبھی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت بڑھ جاتی ہی اس سند سی مثال اسکی جو خرچ کرتی ہیں اپنی مال

فی سبیل اللہ کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة واللہ یضعف لمن یشاء اللہ کی راہ میں جیسی ایک دانہ اوس سی اوگین سات خوشہ ہر خوشہ میں سو سو دانہ اور اللہ بڑھاتا ہی جسکی واسطی چاہی

واما الصوم فتوابہ بغير حساب لانه لا یتادی الا بالصبر وقد قال اللہ تعالیٰ انما یورق الصابر ورن اجرہم اور روزہ کی ثواب کا تو کچھ حساب ہی نہیں کیونکہ روزہ بدون صبر کی پورا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی صبر کر نیوالوں کو ملتا ہی اونکا اجر

بغير حساب ثم الصبر وان کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجودہ فیہ لیس کوجودہ فی غیرہ بی گنت پھر صبر اگر جہ سوار روزہ کی اور عبادات میں ہی ہوتا ہی لیکن صبر روزہ کا ایسا نہیں ہی جو اور عبادات میں ہوتا ہی

لانه ثلثة انواع صبر علی طاعة اللہ تعالیٰ وصبر علی محارم اللہ تعالیٰ وصبر علی الالام والشدائد کلہا کیونکہ صبر تین طرح کا ایک تو صبر اللہ تعالیٰ کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالیٰ کی محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیوں پر اور روزہ میں

یوجد فی الصوم اذ فیہ صبر علی ما وجب علی الصائم من الطاعات وصبر علی ما حرم علیہ من الشهوات ینون قسم کا صبر موجود ہی واسطی کہ روزہ میں صبر ہی اوس طاعت پر جو روزہ دار پر واجب ہیں اور اوس شہوت پر صبر ہی جو اس پر حرام ہیں

وصبر علی ما یصیبہ من الالم الجوع وحرارة العطش وضعف البدن لان الصائم تعرض بدنہ النحر للقسا اور اوس الہم پر صبر ہی جو بھوک لکٹی ہی اور پیاس کی گرمی ہوتی ہی اور بدن ناتوان ہوتا ہی کیونکہ روزہ دار کا بدن دہلا اور کم زور ہو جاتا ہی

والمفضی الی الهلاك طلبا لرضاء اللہ تعالیٰ اشیر الیہ حیث یتدع شہوتہ وطعامہ وشرابہ من اجل اور واسطی طلبکاری مرضی الہی کی ہلاکت میں چڑتا ہی اسہی کی طرف اشارہ ہی جو مذکور ہی کا اپنی شہوت اور کھانا پینا میری خاطر چھوڑ دیتا ہی

وايضاً ان الصائم بسبب منع نفسه عن الاکل والشرب والجوع یصیر متخلفا باخلاق اللہ تعالیٰ لکونہ تعالیٰ اور یہ ہی کہ روزہ دار اپنی جان کو کھانی اور پینے اور جماع سی روک کر خوگیر صفات الہی کا ہوجاتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ

منزہا عن ہذہ الاشیاء فلما کان فی الصوم ہذہ المعانی خصہ اللہ تعالیٰ بذاتہ وتولی جزاؤہ بنفسہ ان سب امور سی پاک و صاف ہی اور چونکہ روزہ میں یہ خوبیان ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ فی روزہ کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ کی ثواب کا اپنی



ولم یكله الى غیره فاعطى الصائم من عندہ اجر اليس له حد ولا عد وقيل ان الصوم ستر بينه وبين العبد  
 وانه دارہوا کسی اور پر حوالہ نہ کیا پھر روزہ دار کو اپنی درگاہ ہی اتنا اجر عطا کیا کہ جسکی کچھ انتہا اور شمار نہیں اور بعضی یہ کہتی ہیں کہ روزہ ایک پانچویں اسد اور بندگی  
 یفعلہ خالصا لوجهہ وطالب الرضائہ لا یطلع علیہ غیرہ لکونہ نية وامساكا حتی قبل ان الحفظة  
 بیچ میں کہ اسکو خالص اسکی اور واسطی اور سکی رضا مندی کی ادا کرتا ہی اسکی سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نام نیت اور امساک ہی پہا تک کہ کہتی ہیں  
 لا یطلع علیہ ولا تکتبه بخلاف الطاعة فانہا ما یطلع علیہ غیرہ تعالیٰ فلما کان ہوا العالم بہ دون  
 کرام کاتبین کو بھی معلوم نہیں ہوتا اور نہ وہ اسکو لکھتی ہیں بخلاف اور عبادت کی کیونکہ اور عبادت کو اور بھی سوا اسد تعالیٰ کی جان جاتی ہیں اور چونکہ روزہ کی خبر  
 غیرہ خصہ بذاتہ وتولی جزاءہ بنفسہ ولم یؤکلہ الى غیرہ کا نہ تعالیٰ قال الصوم لی ولا یطلع علیہ  
 سوا اسد تعالیٰ کی اور کو نہیں ہوتی تو اسکو اسد تعالیٰ فی اپنی ذات ہی خاص کر کر آپ ہی اسکی ثواب کا ذمہ دار ہوا اور پر حوالہ نہ کیا گیا اسد تعالیٰ فی یہ شاد فرمایا روزہ  
 غیرہ وحرانا التولی الجزاء علیہ ولا اکلہ الى غیرہ والکریہ اذا اخبزانہ یتولی الجزاء بنفسہ یقتضی ان یکون  
 ثواب میں ہی اسکی ثواب کا ذمہ دار ہوں اور پر حوالہ نہیں کرتا اور سخی جب یہ کہی کہ میں آپ اسکی عوض کا ذمہ دار ہوں تو لازم ہی کہ وہ  
 ذلك الجزاء فی غایة العظمة ونہایة الکثرة بحيث لا یکن لہ احصاء ولا حساب وروی عن ابی ہریرۃ انہ  
 عوض نہایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نہ گنتی میں آوی اور نہ حساب میں اور ابو ہریرہ سی روایت ہی  
 قال للصائم فرحتان فرحة عند فطرة وفرحة عند لقاء ربہ یعنی ان الصائم لہ سرور مرتین علی الفجر  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ کہوتی ہوئی اور ایک خوشی خدا کی دیدار کی وقت مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو روزہ  
 مرة من الفرح وهو السرور واماسورہ عند لقاء ربہ فیما یجده من ثواب الصوم مدخر عند اللہ تعالیٰ  
 فرح سی مشتق ہوئی اور سرور کو کہتی ہیں اور سرور پروردگار کی ملاقات پر استقامت ہی کہ ثواب روزہ کا دفعہ جمع کیا ہوا اسد تعالیٰ کی پاس پاویگا  
 فان من ترک طعامہ وشربہ وشہوتہ للہ تعالیٰ یعوضہ اللہ تعالیٰ خیرا من ذلك كما قال اللہ تعالیٰ  
 اس لئی کہ جسکی انتہا نہ ہو اور شہوت حد کی واسطی چھوڑی تو خدا تعالیٰ اسکا عوض اوس سی بہتر عطا کرے گا جتنا چاہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی  
 وَمَا تُقَدِّمُوا لَا تُفْسِدُكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا وَقَالَ النبی علیہ السلام لرجل  
 اور حوالگی پیچوگی اپنی واسطی کوئی نیکی اسکو پاوگی اسد کی پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام فی ایک شخص کو  
 انک لن تدع شیئا اتقاء للہ الا اتاک اللہ خیرا منہ وروی ان الصائمین یوضع لہم یوم القیمة مائدة  
 تو ہرگز نہیں ترک کریگا کوئی گناہ خدا کی خوف سی مگر عطا کریگا جتنا اسد تعالیٰ بہتر اوس سی اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی دن دسترخوان  
 تحت العرش یأکلون علیہا والناس فی الحساب فیقول الناس ما لہؤلاء یا کلون ونحن فی الحساب فیقال انہم کانوا  
 عرش کی تلی چنا جاویگا اور سپر پیشی کہا ویگی اور اور لوگ ابی حساب میں مبتلا ہو گئی وہ لوگ دیکھ کر یہ کہیں گی یہ کون لوگ ہیں کہ کھانا کھاتی ہیں اور ہم حساب میں  
 یصومون وانتم تفتطرون فی الصحیحین انہ علیہ السلام قال ان فی الجنة بابا یقال لہ ربان لا یدخل منہ  
 روزی رکھتی تھی اور ہم روزہ خور تھے اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ربان ہی اوس دروازہ سی  
 الا الصائمون والمراد بالصائمین ہم الذین یکثرون الصوم فانہم تجلوا تعب العطش خصایا بہ فیہ الری الاکان  
 صرف روزہ دار ہی داخل ہو گئی اور روزہ داروں سی مراد وہ لوگ ہیں جو روزی بہت رکھتی ہیں کیونکہ انہوں فی جو بہوک پیاس کی شدت اور شہائی تو ایسی طرز سی خاص ہوئی  
 من العطش قبل تمکنہم من الجنة واما سرورہ عند افطارہ فیما یتناولہ من الطعام والشراب والجماع لان النفس  
 کہ جسمین تازگی اور پیاس کا بچاؤ جنت میں داخل ہونی سی پہلی ہی اور افطار کی وقت سورا سلی ہوتا ہی کہ کھانا پینا جماع سب حاصل ہوتا ہی کیونکہ آدمی کا جی  
 مجبولة علی الميل الی ما یلائمہا من المطعم والمشراب والمنکر فاذا صنعت من ذلك فی وقت من الاوقات ثم اذن  
 بطور عادت کی اپنی مناسبات کھانی پینی جماع وغیرہ کی طرف متوجہ رہتا ہی جب اسکو ان باتوں کی کسی وقت میں روک ہو کر پھر دوسری وقت میں

میری ہی کہتے ہیں کہ روزہ کی کوئی اور طاعت نہیں ہوتا  
 اور نہ حساب میں اور ابو ہریرہ سی روایت ہی  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ کہوتی ہوئی اور ایک خوشی خدا کی دیدار کی وقت مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو روزہ  
 مرة من الفرح وهو السرور واماسورہ عند لقاء ربہ فیما یجده من ثواب الصوم مدخر عند اللہ تعالیٰ  
 فرح سی مشتق ہوئی اور سرور کو کہتی ہیں اور سرور پروردگار کی ملاقات پر استقامت ہی کہ ثواب روزہ کا دفعہ جمع کیا ہوا اسد تعالیٰ کی پاس پاویگا  
 فان من ترک طعامہ وشربہ وشہوتہ للہ تعالیٰ یعوضہ اللہ تعالیٰ خیرا من ذلك كما قال اللہ تعالیٰ  
 اس لئی کہ جسکی انتہا نہ ہو اور شہوت حد کی واسطی چھوڑی تو خدا تعالیٰ اسکا عوض اوس سی بہتر عطا کرے گا جتنا چاہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی  
 وَمَا تُقَدِّمُوا لَا تُفْسِدُكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا وَقَالَ النبی علیہ السلام لرجل  
 اور حوالگی پیچوگی اپنی واسطی کوئی نیکی اسکو پاوگی اسد کی پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام فی ایک شخص کو  
 انک لن تدع شیئا اتقاء للہ الا اتاک اللہ خیرا منہ وروی ان الصائمین یوضع لہم یوم القیمة مائدة  
 تو ہرگز نہیں ترک کریگا کوئی گناہ خدا کی خوف سی مگر عطا کریگا جتنا اسد تعالیٰ بہتر اوس سی اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی دن دسترخوان  
 تحت العرش یأکلون علیہا والناس فی الحساب فیقول الناس ما لہؤلاء یا کلون ونحن فی الحساب فیقال انہم کانوا  
 عرش کی تلی چنا جاویگا اور سپر پیشی کہا ویگی اور اور لوگ ابی حساب میں مبتلا ہو گئی وہ لوگ دیکھ کر یہ کہیں گی یہ کون لوگ ہیں کہ کھانا کھاتی ہیں اور ہم حساب میں  
 یصومون وانتم تفتطرون فی الصحیحین انہ علیہ السلام قال ان فی الجنة بابا یقال لہ ربان لا یدخل منہ  
 روزی رکھتی تھی اور ہم روزہ خور تھے اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ربان ہی اوس دروازہ سی  
 الا الصائمون والمراد بالصائمین ہم الذین یکثرون الصوم فانہم تجلوا تعب العطش خصایا بہ فیہ الری الاکان  
 صرف روزہ دار ہی داخل ہو گئی اور روزہ داروں سی مراد وہ لوگ ہیں جو روزی بہت رکھتی ہیں کیونکہ انہوں فی جو بہوک پیاس کی شدت اور شہائی تو ایسی طرز سی خاص ہوئی  
 من العطش قبل تمکنہم من الجنة واما سرورہ عند افطارہ فیما یتناولہ من الطعام والشراب والجماع لان النفس  
 کہ جسمین تازگی اور پیاس کا بچاؤ جنت میں داخل ہونی سی پہلی ہی اور افطار کی وقت سورا سلی ہوتا ہی کہ کھانا پینا جماع سب حاصل ہوتا ہی کیونکہ آدمی کا جی  
 مجبولة علی الميل الی ما یلائمہا من المطعم والمشراب والمنکر فاذا صنعت من ذلك فی وقت من الاوقات ثم اذن  
 بطور عادت کی اپنی مناسبات کھانی پینی جماع وغیرہ کی طرف متوجہ رہتا ہی جب اسکو ان باتوں کی کسی وقت میں روک ہو کر پھر دوسری وقت میں





علی فراشه فعلى هذا یکن فی لیلہ ونهارہ علی عبادۃ و روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال الخلف  
سوتا ہو اس قول کی موافق روزہ دار رات دن عبادت ہی میں ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا البتہ

فہم الصائم اطیب عند اللہ تعالیٰ من ریح المسک یعنی ان الخلف وہو بضم الخاء مراۃ حاصلۃ فی  
روزہ دار کی منہ کا بو اس تعالیٰ کی نزدیک مشک کی خوشبو سی پسندیدہ تر ہی مراد یہہ ہی کہ خوف خاکی پیش سی اوس بو کو کہتی ہیں جو

فہم الصائم من تصاۃ لا یخرۃ لخلو المعدة من الطعام والشراب وان كانت عند الناس مستکرة  
روزہ دار کی منہ میں معرہ میں سی بخارات چڑھ کر پیدا ہو جاتی ہی جب معہ کہانی پیپی سی خالی ہوتا ہی اگرچہ وہ بو آدمیوں کو نا پسند ہو

لکنہا عند اللہ احب من ریح المسک حیث كانت ناشئة عن طاعة اللہ تعالیٰ فلذلك ذهب الشافعی الى  
پس اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سی زیادہ تر پسند ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سی پیدا ہوئی ہی اسہو اسطی امام شافعی کی مذہب میں

استحب لب استدامتها و کراہۃ ازالتها بالسواک بخلاف الخلف الذی یحدث من غیر الصوم حیث یلزم  
اوس بو کا باقی رکھنا مستحب ہی اور مسوک سی اوس کا دور کرنا مکروہ ہی برخلاف اوس بو کی جو فائدہ میں بدون روزہ کی پیدا ہو جاوی اسواسطی کہ اسکا

انزلتہ بالسواک فان من عبد اللہ تعالیٰ و اطاعہ و طلب ضاہہ فندشأ من ذلك العمل ان یستکرة لنفسه  
دور کرنا مسوک سی لازم ہوتا ہی بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اطاعت بجا لاوی اور اوسکی رضا مندی طلب کرے اس میں اگر کچھ اثار آدمیوں کی خلاف طبع

فتلك الاثار غیر مستکرة عند اللہ تعالیٰ بل ہی محبوبۃ طيبة عنده و یجعلها فی الاخرۃ اطیب  
نا پسند پیدا ہو جاوین تودہ آٹا با اللہ تعالیٰ کو نا پسند نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان محبوب اور پاکیزہ میں اور اللہ تعالیٰ اولن اثار کو آخرت میں مشک کی زیادہ تر

سریح المسک فان الصوم لکونه سگارین العبد و ربہ فی الدنیا ینظر اللہ تعالیٰ فی الاخرۃ و یکن علانیۃ  
پاکیزہ کر دیکھا کیونکہ روزہ جو درمیان بندہ اور پروردگار کی دنیا میں بہید تھا تو اللہ تعالیٰ آخرت میں ظاہر کر دیکھا پھر سب پر ظاہر ہو جائیگا اور

ولیشتر اهل الصیام بذلك بین الناس لما روی عن قوم عا ان الصائمین یخرجون من قبورہم یعرفون بریح  
روزہ دار اس سی تمام خلقت میں مشہور ہو جاوینگی چنانچہ انس سی مرقوعا روایت ہی کہ روزہ دار جب اپنی قبروں میں سی اوٹھیں گی تو منہ کی خوشبو سی پھانی جاوینگی

افواہم فان ریح افواہم اطیب من ریح المسک والحاصل انہ علیہ السلام لما اراد ان یمین فضل الصیام  
کیونکہ اوسکی منہ کی بو مشک سی زیادہ تر خوشبو ہوگی خلاصہ یہہ ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی جو ارادہ کیا کہ روزہ کی فضیلت

و درجۃ الصائم شہ ما یستکرة منه فی الطباع البشریۃ من الرائحة باطیب ما یرام و یطلب ولینتشیق من  
اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرماوین تو جو چیز آدمیوں کی طبیعت کو نا پسند ہی یعنی منہ کی بد بو اوسکو اوس پاکیزہ تر خوشبو سی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہی اور

الروائح والمقصود من هذا التشبیہ الثناء علی الصائم ونظیب قلبہ لئلا یمتنع عن المواظبۃ علی الصوم  
سوئکی جاتی ہی اور غرض اس تشبیہ سی روزہ دار کی ثنا اور اوسکا دل خوش کرنا ہی تاکہ روزہ کی مدامت سی جس سی منہ میں بو پیدا ہوتی ہی بیٹہ نہ ہی

الجالب للخلف و حیث فضل ما یستکرة منه علی اطیب ما یستلن من جنس الطیب لیماس علیہ ما فوقہ من الاثار  
اور جب ایک نا پسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوئی جس سی نعمت حاصل ہوتی ہی تو اب عمدہ اثار کو اوس پر قیاس کر لین باوجودیکہ افطار کی وقت

مع ان لہ عند افطار دعویۃ مستجابۃ کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطارہ دعویۃ مستجابۃ  
روژہ دار کی دعا قبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ افطار کی وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہی

لکن بشرط ان یکون افطارہ علی حلال فان من صام عما حله اللہ تعالیٰ و افطر علی ما حرّمہ اللہ تعالیٰ لا  
پس اس شرط سی کہ افطار حلال چیز سی ہو کیونکہ جو شخص حلال چیز ونسی بند ہو کر روزہ رکھی اور حرام چیز سی افطار کری تو اوسکی دعا قبول نہیں ہوتی

دعاہ ولا یقبل صومہ لما روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال من لم یدع قول الزور والعمل بے قلیس  
اور نہ روزہ قبول ہوتا ہی اسواسطی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جو شخص جو بڑھ بولن اور اسپر عمل کرنا ترک نہ کری تو اللہ تعالیٰ

حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابه یعنی ان من لم یترك الكذب والعجل بمقتضاه لا یقبل الله تعالى  
تجارت پر وہی اسکی کہ وہ اپنا کھانا اور پینا ترک کر دی مراد یہی جو شخص جھوٹ بولنا اور باطل اعمال کو نہ چھوڑے تو اسے تعالیٰ اسکا روزہ قبول نہیں کرتا  
صومہ ولا یبظر الیہ لانہ امسک عما یدہ فی غیر حال الصوم ولم یسک عما لا یحل لہ فی جمیع احوال  
اور نہ اسکی طرف توجہ کری اسلی کہ جو چیزیں اسکو بدو دن روزہ کی مباح تھیں اونی تو باز رہا اور جو چیزیں اسکو ہمیشہ کو حرام تھیں اونی باز نہ آیا

لأن المقصود من الصوم ليس نفس الجوع والعطش فقط بل المقصود منه ما يتبعه من كسرة الشهوة  
 کیونکہ روزہ سی مقصود صرف بہوک پیاس نہیں ہی بلکہ روزہ سی مقصود وہ ہی جو اسکی بعد حاصل ہوتی ہیں شہوت کا توڑنا نفس امروہ کا مغلوب  
 وقهر النفس الامارة بالسوء عفا ذالم يحصل شئ من ذلك فائدتان في ترك الطعام والشراب فعلى هذا  
 کرنا جب انہیں سی کچھ ہی حاصل ہوا تو یہ کہتا پینا ترک کرنی سی کیا فائدہ ہی اس تقریر کی موافق

يكون نفى الحاجة عبارة عن عدم القبول من قبيل نفى السبب وإرادة المسبب وفي حديث أخرجه  
 حاجت کی نفی سی مقبول نہ ہونا روزہ کا مراد ہی جیسی سبب کی نفی اگر مسبب کی نفی مراد لیتی ہیں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے

قال الصيام جنة فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد او قاتله فليقل  
فيا روزه دُهل ہی جب کوئی تم بین کسی روز روزہ دار ہو تو فحش نہ کی اور نہ چلاوی بہر اگر او کو کوئی گالی دی یا لڑائی کری تو لازم ہی کہ کہی

انی امری صائم یعنی ان الصوم جنة وہی بضم الجیم الترس واما جعل الصوم ترسلان الصائم یستتر  
 بین تو روزہ دار ہوں مراد یہ ہے کہ روزہ جنت ہے اور جنتہ جیم کی پیش سی ڈال کو کہتی ہیں اور روزہ کو اسلمی ڈال پڑایا کہ روزہ دار کو سب کثرت ثواب

عن النار لكثرة ثوابه ويحفظ به عن المعاصي ووسوسة الشيطان لانه يطبق هجاري الدم التي هي  
 آگ سی بجا لیتا ہی اور روزہ دار روزہ کی سبب گناہوں اور شیطانی وسوسہ سی بچ جاتا ہی اس واسطے کہ مسامات خون کی جو شیطان کا راستہ ہوتا ہی

فجاء الشيطان فان الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم فتكسر الشهوة وليسكن الغضب لكن ينبغي  
بند سوجاتی ہیں کیونکہ شیطان ابن آدم کی اندر خون کی مثال پھرتا ہے اس واسطے شہوت ضعیف ہو جاتی ہے اور غصہ مجھ جاتی ہے لیکن

ان يعلم ان الجنة كما لا يكمل الانتفاع بها الا اذا كانت محكمة من غير اختلال كذا الصوم كما يتحقق بال  
 صحیح کی بات ہے کہ رمل سی جیسی کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا جب تک وہ پوری اور مضبوط اور بی خلل نہ ہو ایسی ہی روزہ سی اوٹ حاصل نہیں ہو سکتی

التسترا على حسب كونه محفوظا عن الخطاء والخلل فان وجد فيه شيء من الخلل ينتقص بمقداره  
جيتك كه خطا اور خلل سى صاف محفوظ نهو

ثواب العمل ولهذا قال النبي عليه السلام في هذا الحديث فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب  
اسبغوا نبي عليه السلام في اس حديث بين يديه فرما يهي اگر تم میں کوئی کسی روزہ وار ہو تو فحش نہ بکے اور نہ چلاؤ

والرفق الفحش من القول وما أيضا هي من التصريح مما يجب ان يكفى عنه عن الفاظ الجاهل والصفى بال  
اور رفش کی معنی بیہودہ باتیں گالی گلوڑ وغیرہ اور جواب کی مانند ہر معنی جماع کی لفظوں میں سی صاف کہنا اور اس لفظ کا جواب اشارہ کیا جاوی اور صخب خار

المجبة الصليخ والخصومة والمعنى ان الصائم عند الخصومة يجب عليه ان لا يتكلم بالفحش ولا يرفع  
 لفظه داری چیخنا چلانا اور جھگڑا کرنا اور مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو لازم ہے کہ تنگدستی وقت کلام بیہودہ فحش نہ کہے اور نہ بیہودہ پکار کر بولی

صوتہ بالہذا بیان بل یلزمہ ان یكون همسکا عن جميع المناهي لأصل الطعام والشراب فقط فان شتمہ  
بلکہ اوسکو لازم ہر کتعام مناهی ہی بند رہی نہ صرف کہانی اور بیانی ہی  
پھر اگر کوئی اوسکو گالی دی

احد فليقل بلسانه صيانه لصيامه ويسمع شائته اتي صائمه وليجعل هذا القول جوابا له وقيل يقول  
 تو چاہی کہ واسطی حفاظت روزہ کی اپنی زبانسی گالی دینی والی کو سنا دی کہ میں روزہ دار ہوں اور اوسکی گالی کا یہی جواب سمجھی اور بعضی کہتے ہیں



ذالک بغلبہ بان یتفکر فی کونہ صائما لیرتدع نفسه عن سبی القول ویقوی علی کظم الغیظ ولا یکافیہ

کراہی دلیلی اسطور کہ خیال کری کہ میں روزہ دار ہوں تاکہ اسکا نفس سخن بہودہ سے باز رہی اور غصہ کو پی جاوی اور گالی کی ہلی گالی نہ دی

علی شتمہ لیلہ یحبط ثواب صومہ ویكون من الذین قال النبی علیہ السلام فیہم کم من صائم لیس من صیامہ

تاکہ روزہ کا ثواب سوخت نہ جاوی پہر اولی گون میں ہو جاویگا جنکی حق میں نبی علیہ السلام فی فرمایا ہی بہت لوگ ایسی روزہ دار ہیں کہ انکو روزہ میں ہی

الا الظماؤ کم من قائم لیس من قیامہ الا السمر فان التقرب الی اللہ تعالیٰ بترك المباح لا یتیم الا بعد التقرب

صوف بیاس ہی ہی بہت رات کی ایسی نمازی ہیں کہ انکو رات کی نماز میں کھرف پیدا کی ہی کیونکہ خدا کی قربت مباحات کی ترک ہی پوری نہیں ہوتی

الیہ بترك المحرمات فان من امتثل امره تعالیٰ فی ترك الطعام والشراب فی نهار صیامہ فلیمتثل امره فیما

جب تک محرمات کو جوہر کر قربت نہ حاصل کری کیونکہ جو شخص روزہ کی دن کہنا اپنا چہرہ کرحد اکا حکم بجایا تو اسکو چاہی کہ محرمات میں ہی

یجرم علیہ فی کل وقت ولا یجمل لہ بحال من الاحوال فمن تعجل فیما حرم علیہ قبل وفاتہ یعاقب فی الآخرة

جو اوپر دایہی حرام ہیں اور کسی حالت میں حلال نہیں ہیں اور اسکا حکم مانی سو جو کوئی جلدی کر محرمات کو زندہ گی میں برتی گا تو آخرت میں یہ عقاب ہوگا کہ اس شی ہی

بجرمانہ وفواتہ وشاہدہ ہذا قولہ علیہ السلام من شرب الخمر فی الدنیا لم یشربہا فی الآخرة ومن لبس

مخدوم ہی گ اس دعوی کا شاہد یہ حدیث ہی جس فی دنیا میں شرب پی آخرت میں نہیں پیوگا اور جس فی دنیا میں

الخمر فی الدنیا لم یلبسہ فی الآخرة فاتقوا اللہ یا عباد اللہ فی قامة حدود اللہ اذ کثیر من الناس فی ہذا

حد پر پہنا آخرت میں نہیں پیوگا سو آئی بندگان اتہی اسدی ڈرد اسکی حدود کو قائم رکھو کیونکہ اکثر بنی آدم اس زمانہ میں

الزمان یمشی علی العوائد الشائعة بین الامام لا علی ما یقتضیہ الا یمان المجلس السابع والعشرون

اوس راہ ورسم پر چلتی ہیں جو خلقت میں مشہور اور مستعمل ہیں اوپر نہیں چلتی جو ایمان کی لائق ہی سنا بیسویں مجلس میں

فی بیان کیفیت النیۃ استدعیہ الاسلام قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من

بیان نیت کی کیفیت کا مطابق اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جس

صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ومن قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما

رمضان کی روزہ واسطی ایمان اور ثواب کی رکھی اسکی خطائیں معاف ہونگی گزری ہوئیں اور جس رمضان میں واسطی ایمان اور ثواب کی شب بیدار کی اسکی خطا

تقدم من ذنبہ ہذا الحدیث من صحیح المصابیہ رواہ ابو ہریرۃ وقد ذکر فیہ نوعان من العبادة اختصر

گزری ہوئیں معاف ہونگی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث میں دو قسم کی عبادت کا ذکر ہی کہ

کل منہما بشہر رمضان احدهما صیام النہار والاخر قیام اللیل فیلا بد من معرفتہما اما الصوم فهو فی

دو روزہ کو ماہ رمضان سی خصوصیت ہی ایک دن کی روزی اور دوسری راتوں کا جاگنا اب ان دونوں کی معرفت ضروری ہیں صوم لغت میں

اللغة الامساک مطلقا وفي الشرع الامساک عن المفطرات المعهودة التي هي الاكل والشرب والجماع من

مطلق امساک یعنی روک کو کہتی ہیں اور شرع میں کہتی ہیں امساک کو مفطرات مقرر سی یعنی کھانی اور پینی اور جماع سی

الصبر الی غروب الشمس مع النیۃ وهو ثلثة اقسام فرض واجب ونفل اما الفرض فصوم رمضان اداء وقضاء

نہر کا کی کر آفتاب کی ڈوبنی تک نیت کی ساتھ اور روزہ کی تیرہ قسم ہیں فرض و واجب اور نفل حسین فرض تو رمضان کی روزہ ہیں اور ہین یا قضا

وصوم الکفارة واما الواجب فالنذر معبایکان او مطلقا واما النفل فماعداء ومن شرع فیہ قصد

اور روزہ کفارہ کی اور واجب نذر کی ہوتی ہیں نذر معین ہو یا نہ مطلق نذر ہو اور نفل ان دونوں کی سوا اور جس فی قصد روزہ کرنا یا

یلزمہ اتمامہ وان افسدہ فعلیہ قضاء ولا یجوز افطارہ بلا عذر لانہ ابطال العمل وقد قال اللہ تعالیٰ

تو اسکا پورا کرنا لازم ہو جاتا ہی اگر توڑی گا تو اسیر قضا لازم آوگی اور اسکا افطار کرنا بلا عذر جائز نہیں ہی اسواسطی کہ یہ عمل کا باطل کرنا ہی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

وَلَا تُبْطَلُ إِذَا كُنْتُمْ وَالضِّيَافَةُ عَذْرٌ فِي حَقِّ الضَّيْفِ وَالْمُضَيَّفِ وَمَنْ ظَنَّ التَّهْلِيكَ صَوْمًا فَهُوَ كَقِيَمَتِهِ

اور نہ باطل کرو تم اپنی اہمال کو اور مہمانی بھی مہمان اور مہندار کی حق میں ایک عذر ہوتا ہے اور غرضی یہ خیال کیا کہ میری ذمہ دہ روزہ میری ہر اس خیالی

نہ علم عداۃ فاکل لا یلزمہ شیء لانه ظان والمظنون لا یقضی لان القضاء منوط بالالتزام والالتزام

روزہ رکھنا ہر معلوم ہوا کہ نہیں ہی پس کہا لیا اس پر کچھ نہیں تھا اس واسطے کہ اس کو یقین نہیں تھا اور شبہ کی بدلی قضا نہیں آتی اس واسطے کہ قضا یا تو لازم کو تخصیص آتی ہی یا لازم

ولم یوجد واحد منهما واشترط لفرضیة صوم رمضان الاسلام والعقل والبلوغ ولفرضیة اداء

سوان دونوں میں سے کچھ نہیں ہی اور رمضان کی روزوں کی فرض ہونی کی شرط اسلام یعنی کافر پر نہیں اور عقل یعنی دیوانہ پر نہیں اور بلوغ یعنی بچہ پر نہیں اور ادا کی

الصحة والاقامة فان المريض والمسافر یجوز لهما الافطار ثم القضاء لكن صوم المسافر افضل وصحة

شرط صحت یعنی بیمار نہ ہو اور اقامت یعنی مسافر نہ ہو کیونکہ بیمار اور مسافر کی نفی جائز ہے کہ افطار کر کے پھر قضا کریں لیکن مسافر کو روزہ رکھنا افضل ہے اور اسطے صحت

ادائه الطهارة عن الحيض والنفساء لا الطهارة عن الجنابة اذ یجوز صوم من اصبح جنباً او نام واحتمل

ادا کی شرط ہی پاک ہونا حیض اور نفاس سے پاک ہونا شرط نہیں ہے اس واسطے کہ اگر جنابت میں صبح ہو جاوے یا دن کو سو گیا اور احتلام ہو گیا

واما الحائض والنفساء فلا یجوز صومها بل یلزمها الافطار ثم القضاء لكن الحائض تفتطر سراً لا جہراً وكذا كل

تو روزہ جائز ہے اور حیض اور نفاس الی عورت کا روزہ جائز نہیں ہے بلکہ ان کو چاہی کہ افطار کر کے قضا کریں لیکن حیض الی عورت چھپی ہوئی افطار کر کے ہر گز نہیں

من ییم له الافطار لانه اذا اكل ولم یكن العذر ظاهراً یكون متصفاً عند الناس بالفسق الذي هو كل رمضان

جس جس کو افطار کرنا مباح ہے اس واسطے کہ اگر کوئی شخص کھادی اور اس کا عذر ظاہر نہ ہو تو اور لوگوں کی عندیہ میں فسق میں بنام ہو گا یعنی رمضان میں دن کو کھانا

والاحتراس عن موضع التهم واجب لروى انه عليه السلام قال من كان یؤمن بالله والیوم الاخر فلا یقفن

اور تمت کی جگہ سے پرہیز کرنا واجب ہے اس واسطے کہ روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس پر اور قیامت کی دن پر ایمان لاوے تو تمت کی

مواقف التهم وقد ذكر فی النزایة ان من اكل فی شهر رمضان شهراً عیاناً متعمداً یوم یقتله لان صنعه

مقام پر ہرگز نہ کھڑا ہو اور نزایہ میں مذکور ہے کہ جو شخص ماہ رمضان میں تمام مہینے پر مطلقاً قصداً کھایا کری تو اس کو قتل کریں اس واسطے کہ اس کا یہ عمل

دلیل الاستحالة وصیحة اداءه بنیة من اللیل الى الصخرة الكبرى وبنیة مطلقة وبنیة التغل وبنیة واجبة

دلیل حلال سمجھنی کی ہے اور رمضان کی روزہ کرات سے چاشت کی وقت تک نیت کر کے ادا کرنا صحیح ہے اور مطلق نیت سے اور نفل کی نیت سے اور دوسری واجب کی

ثم عندنا لا بد من النیة لكل یوم ولا فضل للتبیت وهو النیة من الیل لیقع اول جزء من الصوم مع النیة

نیت سے ہی صحیح ہے ہر ہمارے نزدیک ہر دن کی نئی علیحدہ نیت ضرور ہے اور تبئیت افضل ہے یعنی رات سے نیت کرنی تاکہ پہلا جزء روزہ کا ہی نیت سے واقع ہو

والنیة ان یعرف بقلبه انه یصوم ولا عبرة بالنیة بالمتقدمة علی الغروب وانما الاعتبار بالنیة المتأخرة

اور نیت یہ ہے کہ دل میں قصد کرے کہ میں روزہ رکھوں گا اور اس نیت کا اعتبار نہیں ہے جو غروب آفتاب سے پہلے ہو اعتبار اسی نیت کا ہے جو آفتاب کی ڈوبنے سے

عن الغروب حتی لو نوى قبل ان تغیب الشمس ان یكون صائماً غدا ثم غفل الى الزوال من الغد لا یجوز صومه

چھپی ہو یہاں تک کہ اگر آفتاب کی ڈوبنے سے پہلے یہ نیت کی کہ میں کل روزہ رکھوں گا پھر اگلے دن دوپہر تک بھول گیا تو اس کا روزہ جائز نہیں ہے

ولو نوى بعد غروب الشمس یجوز والنذر المطلق لا یصح الا بالنیة من اللیل وانما النذر المعین والنفل فكل

اور اگر آفتاب کی ڈوبنے کے بعد یہ نیت کی تو روزہ جائز ہے اور نذر مطلق رات سے نیت گئی بغیر جائز نہیں ہے اور نذر معین اور نفل دونوں

منهما كما داء صوم رمضان یجوز بالنیة من الیل الى الصخرة الكبرى لكن النیة من اللیل افضل كما صدر

مانند ادا روزہ رمضان کی رات سے لیکر دوپہر سے پہلے پہلی نیت کرنی سے جائز ہو جاتی ہیں پر رات سے نیت کرنی افضل ہے چنانچہ گذر چکا ہے

فكل صوم لا یتادی الا بالنیة من اللیل اذا نواه مع طلوع الفجر یجوز لان الواجب قرآن النیة بالصوم لا بقرآن

پھر جو روزہ بدون رات کی نیت کی ادا نہیں ہوتا اگر صبح صادق کی ساتھ ہی نیت کرے تو بھی جائز ہو جاتا ہے اس واسطے کہ نیت کا روزہ کی ساتھ ہونا واجب ہے نیت روزہ کا



حلیه ولو نوى بعد طلوع الفجر عن القضاء لا يقع عن القضاء بل يكون نظراً حتى لو افطر يلزمه القضاء

پہلی ہوا ضرور نہیں ہے اور اگر بعد طلوع صبح صادق کی نیت کرے تو قضا کا روزہ نہیں ہوتا بلکہ نفل ہو جاتا ہے اگر ب افطار کر لیا تو اسکی قضا آگے

واذا وجب على أحد قضاء يومين من رمضان واحد واراد ان يقضيهما ينبغي له ان ينوي اول يوم

اور اگر کسی شخص پر ایک رمضان کی دو روزی ذمہ پر ہوں اور وہ شخص انکو قضا کرنا چاہے تو اسکو چاہی کہ پہلی نیت پہلی دن کی کرے جو اوپر اس رمضان میں ہی

وجب عليه من هذا رمضان وان لم يعين الاول يجوز وكذا لو كان من رمضانين ينبغي له ان ينوي

واجب ہوا ہے اور اگر اول روز کو نہیں معین کر لیا تو یہی جائز ہے اور اگر دو روزی دو رمضان کی ہوں تو اسکو چاہی کہ اول نیت

قضاء يوم رمضان الاول وان لم يعين اختلاف فيه والمختار انه يجوز ومن افطر عمداً في يوم من رمضان

قضا پہلی رمضان کی روزہ کی کرے اور اگر یوں معین نہ کرے تو اس میں اختلاف ہے اس اختلاف میں سے مختار یہ ہے کہ جائز ہے اور جس نے عداً رمضان کا ایک روزہ

حتى وجب عليه الكفارة وهو فقير وصام احدي وستين يوماً عن القضاء والكفارة ولم يعين

کہا لیا یہاں تک کہ اوپر کفارہ واجب ہو گیا اور مفلس تھا اور اسکی اسطرح روزی بابت قضا اور کفارہ کی رکھی اور قضا کا روزہ کوئی سامعین نکلیا

يوم القضاء يجوز ويصير كانه نوى القضاء في اليوم الاول وستين يوماً بعدة عن الكفارة وتقديم

نوعاً نیز ہوتا ہے اور یوں ہو جاتا ہے گویا اسنی پہلی دن قضا کا روزہ رکھا اور پھر بعد اسکی ساٹھ روزی کفارہ کی رکھی اور کفارہ کا مقدم کرنا

الكفارة على القضاء هل يجوز ام لا قال القاضي الامام يجوز والكفارة انما يجب بافساد اداء رمضان

قضا پر آیا جائز ہے یا نہیں قاضی امام کہتے ہیں جائز ہے اور کفارہ ادا رمضان کی فاسد کرنی سے واجب ہوتا ہے

لا بافساد قضاؤه ولا بافساد اداء غيره او قضاؤه وهي اعتاق رقبة وان عجز عنه فصيام شهرين

قضا کی فاسد کرنی سے اور عدا کی فاسد کرنی سے اور کفارہ یہ ہے اول غلام آزاد کرنا اگر یہ نہ ہو سکی تو روزی دو مہینہ کی

متتابعين وان عجز عنه فاطعام ستين مسكيناً بان يعطى لكل واحد منهم نصف صاع من

بی در پی بی تحلل اور اگر یہ نہ ہو سکی سو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا اسطرح کہ ہر کو ایک نصف صاع آدھا آدھا صاع

بر اوصلها من شعير اذا تقرر هذا فلا بد من معرفة ما يفسد الصوم وما يوجب الكفارة

کہوں کا با پورا پورا صاع جو کا دیوی جب یہ بیان ہو چکا تو جان لینا چاہی کہ روزہ کیونکر فاسد ہو جاتا ہے اور کیونکر فاسد نہیں ہوتا اور کس صورت میں کفارہ واجب

وما لا يوجبها فاعلم ان من جامع او جمع في احد السبيلين في نهار رمضان عمداً يلزمه القضاء وكذا

ہو جاتا ہے اور کس صورت میں واجب نہیں ہوتا واضح ہو کہ جس نے جامع کیا یا جامع کیا گیا دونوں میں سے کسی رستہ میں رمضان میں دن کو قصد اتوا و نہر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں

ولا يشترط الا نزال في الجانبين اذا توارت الحشفة وكذا الواكل او شرب غداء او دواء عمداً يلزمه القضاء

دونوں کی حشفہ نزال کا ہونا شرط نہیں ہے اگر سر و کراٹھ ہو جاوی اور ایسی ہی اگر کھادی یا پیوی غذا یا دوا قضا تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں

والكفارة اما الواكل او شرب او جامع ناسياً لا يفسد صومه سواء كان فرضاً او نفلاً ولو ظن ان صومه

ان اگر کھادی یا پیوی یا جمع کرے بہول کر تو روزہ فاسد نہیں ہوتا برابر ہی کہ روزہ فرض ہو یا نفل اور اگر اسنی یہ گمان کیا کہ روزہ

فسد فاكل عمداً في رمضان يلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو افطر فخطئ بان كان ذاكر الصوم

جائز یا پھر اسنی قضا رمضان میں کہا لیا تو اب قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر خطا سی بی اختیار افطار ہو گیا اسطرح کہ روزہ تو باقی تھا

وتنضمض فوصل الماء في جوفه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة ولو ابتلع البزاق الذي

پر غرارہ کرتی ہوئی پانی حلق میں اتر گیا تو روزہ جاتا رہیگا اور قضا لازم آدگی کفارہ نہیں آتا اور اگر تھوک جو اوکھی منہ میں

اجتمع فيه لا يفسد صومه بل يكره وكذا الوابتلع المخاط الذي ينزل من راسه الى الفم لا يفسد صومه

جمع ہوا تھا تو نفل گیا تو روزہ نہیں جاتا برعکس وہی اور ایسی ہی اگر بلغم کو جو سر کی طرف سے منہ میں آتا ہے نفل جاوی تو روزہ نہیں جاتا

وكان الوقي في فيه بعد المضمضة بل وابتلعه بالزاق لا يفسد صومه لتعد الا احتراز عنه وكذا اذا خرج  
 اور ایسی ہی اگر منہ کی اندر کچل کا بعد تراوت پانی کی باقی رہی اور اسکو ہر تھوک کی نکل گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سے بچا نہیں جاتا اور ایسی ہی اگر  
 الدم من بين اسنانه ودخل في حلقه وابتلعه ان كانت الغلبة للزاق ولم يجد طعمه لا يفسد صومه  
 اسکی دانتوں میں سے خون نکل کر حلق میں چلا گیا اور وہ شخص اسکو نکل گیا اگر تھوک زیادہ تھا کہ مزہ خون کا نہ معلوم ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہی  
 وان كانت الغلبة للدم بفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو استوى يفسد صومه  
 اور اگر خون زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر تھوک اور خون دونوں برابر ہوں تو  
 احتياطاً ولو كان بين اسنانه شيء فابتلعه لا يفسد صومه ان كان قليلاً لانه تبع للريق وان كان  
 احتیاط کی لئے روزہ جاتا رہتا ہی اور اگر اسکی دانتوں میں کوئی چیز رہ گئی تھی اسکو نکل گیا تو روزہ نہیں جاتا اگر وہ چیز تھوڑی ہی اسکی کہ تھوک میں شامل ہی اور اگر کچھ  
 كثير يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وقدر المحصة فما فوقها كثير ومادونها قليل و  
 زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور چھٹی کی زیر اور اس سے زیادہ بہت میں داخل ہی اور اس سے کچھ تھوڑا کچھ تا ہی یعنی تھوک  
 الدم وعرق الوجه اذا دخل فيه وابتلعه ان كان قليلاً كالقطرة والقطرتين لا يفسد صومه وان كان  
 اور آنسو اور چہرہ کا پسینہ اگر منہ میں چلا جاوی اور یہ نکل جاوی اگر وہ تھوڑا ہی ایک یا دو قطرہ تو روزہ نہیں جاتا اور اگر بہت ہو  
 كثير احتی وجعل ملحاً في جميع فم يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو ادخل الا بوسم  
 یہاں تک کہ اسکی منہ میں تمام منہ میں ہو گئی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم ہوتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر بریشم رنگین منہ میں چلا گیا  
 المصبوغ في فيه فخرجه لون الصبغ واختلط بالريق وابتلعه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة  
 اور اسکا رنگ اور تھوک میں مل گیا اور اسکو نکل گیا تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا  
 وكذا لو ابتلع شيئاً مما لا يتغذى به ولا يتداوى به عادة كالتراب والحجر ونحوها يفسد صومه ويلزمه  
 اور ایسی ہی اگر ایسی چیز نکل گیا جو عادت کی موافق نہ غذا ہوتی ہی اور نہ دوا جیسی مٹی اور کنکر اور مانند انکی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم  
 القضاء دون الكفارة وذكر في القنية نقلاً عن الفقيه ابی جعفر ان من افطر في رمضان مرة بعد  
 آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور قنیہ میں فقیہ ابو جعفر سی نقل کر ذکر کرتا ہی کہ جو شخص رمضان میں بار بار  
 اخرى بتراب او مدلاً لاجل المعصية فعليه الكفارة زجر الله وكتب غيرة نعم والفتوى على ذلك وبه اخذ  
 مٹی یا کنکر سی روزہ توڑ ڈالے گناہ کی راہ سی تو اسپر دہش کی راہ سی کفارہ ہی اور اوروں کی لکھا ہی کہ ان اور اسہی پر فتوی ہی اور تمام ملک کی  
 اثمة الامصار وذكر فيها ايضا ان المحترف المحتاج اذا علم انه لو اشتغل بحرفته يلحقه ضرر مبيد للفطر  
 علماء کا یہ ہی مذہب ہی اور اسہی میں یہ ہی مذکور ہی کہ کار بگر محتاج اگر یہ جانی کہ اپنا پیشہ عمل کرنی سی ایسی ماندگی ہو جاوی گی جس سی افطار کرنا مباح ہی  
 يحرم عليه الفطر قبل ان يبرض وذكر فيها ايضا ان الخبز لا يجوز له ان يخبز خبزاً يوصله الى ضعف  
 تو اسپر ماندگی سی پہلی افطار کرنا حرام ہی اور یہ ہی مذکور ہی کہ ہشیارہ کو جائز نہیں کہ اتنی روٹیاں بکاوی جس سی ضعف ہو کر  
 مبيد للفطر بل يخبز نصف النهار وليس يحر في النصف وذكر فيها ايضا ان من تعب نفسه في عمل حتى  
 افطار مباح ہو جاوی بلکہ آدھی دن روٹی بکاوی اور آدھی دن آرام کری اور اسہی میں یہ ہی مذکور ہی جسنی اپنی جان پر کام کرنی میں اتنی محنت لی  
 اجتهد العطش فطر يلزمه الكفارة لانه ليس بمسافر ولا مريض بخلاف الامنة فانها اذا اصابها ضعف  
 کما و سکو شدت کی پیاس لگ آئی اور افطار کر ڈالا تو اسپر کفارہ لازم ہی کیونکہ یہ شخص نہ مسافر ہی اور نہ بیمار ہی بخلاف لونڈی کی کیونکہ لونڈی اگر مولی کا  
 من عمل السيد من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها وخافت على نفسها وافطرت كان عليه القضاء دون  
 کار بار کرتی کرتی تھک جاوی سالن روٹی پکا کر اور کپڑی دھو کر اور اور کار بار میں اور اپنی جان پر خوف کر کی روزہ افطار کردی تو اسپر قضا آدگی



الكفارة وكذا الزوجة اذا فطرت لذلك كان عليها القضاء دون الكفارة اذ يجب عليها ديانة ان تفعل كفارة نہیں آتا اور ایسی ہی ہے کہ روزہ افطار کر دی ایسی ہی کار بار میں تو اس پر قضا لازم ہے کفارہ نہیں آتا اس واسطے کہ از روی دیانت ہی پر واجب ہے کہ کل خدمتہ فی داخل البیت من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا منها تكون آثمة کہ کھانا پکھنا کپڑی دھونی اور سوا اسکی چارو وغیرہ کیا کری یہاں تک کہ اگر کسی نے کچھ ہی کار نکری تو گنہگار ہوگا وان لم يجبر عليها وكذا الرقيق او الخادم الذي ذهب بسكر الفهر او لكرهه او لاصلاح المريض وعليه اگر چه اس پر جبر نہیں ہو سکتا ایسی ہی غلام یا خادم جو واسطے بند کرنی پائی نہر کی یا واسطے کہ وہی نہر کی یا واسطے درستی فصیل شہر کی جاوی اور موکل من جانب السلطان واشتد الحر وخاف على نفسه الهلاك فانه لو افطر كان عليه القضاء دون سلطان کی طرف سے اس پر تعینات ہو اور حرارت کی شدت سے جان پر ہلاکت کا خوف ہو تو اگر یہ شخص افطار کر لیا تو اس پر قضا لازم ہے الكفارة ومن اكل عذرا حتى لزمت الكفارة ثم مرض تسقط عنه الكفارة وكذا المرأة اذا فطرت عذرا کفارہ نہیں ہے بل جس وقت روزہ توڑ دیا ایسا کہ اس پر کفارہ لازم آیا پھر اس میں مرض پڑ گیا تو اس پر قضا لازم ہے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے ایسی ہی اگر عورت قصیدہ حتی لزمتها الكفارة ثم حاضت يسقط عنها الكفارة لان الكفارة تسقط لعروض الحيض والمرض ومن روزہ توڑ دیا ایسا کہ اس پر کفارہ لازم ہو جاوی پھر اس میں دن حائضہ ہو گئی تو اس کی ذمہ سی کفارہ جاتا رہتا ہے اس لیے کہ کفارہ حیض یا بیماری کی عارضہ سی ساقط افطر فی اول النهار عذرا حتى لزمت الكفارة ثم سافر باختیاره لا تسقط عنه الكفارة وكذا لو اكرهه السلطان ہو جاتا ہے اور جس شخص نے اول روزہ روزہ افطار کیا ایسا کہ اس پر کفارہ لازم ہو یا پھر اس میں اپنی اختیار سے سفر کیا تو اس پر قضا لازم ہے کفارہ ساقط نہیں ہوگا اور ایسی ہی اگر علی السفر لا تسقط عنه الكفارة فی ظاهر الرواية ومن سافر فی نهار رمضان لا یجوز له ان یفطر فی ذلك بادشاہ فی زبردستی سفر پر روانہ کیا تو ظاہر روایت میں کفارہ ساقط نہ ہوگا اور جس نے رمضان میں دن کو سفر کیا تو اس روز اس کو افطار کرنا حلال نہیں ہے البیوم لان الوجوب قد ثبت علیه فلا یسقط بفعل باختياره ولو افطر كان عليه القضاء لا الكفارة اس واسطے کہ وجوب اس پر ثابت ہو چکا ہے تو اب وہ وجوب ایسی کاری جو اپنی اختیار سے کرتا ہے ساقط نہیں ہوگا اور اگر افطار کر دیکر تو اس پر قضا لازم ہے ولو لم یفطر حتى تذکر شيئا لشيء في منزله فرجع الى منزله فاكل شيئا ثم خرج من منزله كان عليه القضاء کفارہ نہیں ہوگا اور اگر ایسی افطار نہیں کیا تہا جو اس کو کوئی چیز کہ میں پہنچی ہوئی یا دانی ہے ہنسی کہ میں آیا اب کچھ کھا لیا پھر کہیں سے روانہ ہوا تو اس پر قضا والكفارة لكونه مقیما عند الاكل حيث رفض سفره بالعود الى منزله واذا علم المسافر انه يدخل فی اور کفارہ دون لازم میں کیونکہ کہاں ہی وقت مقیم تھا اس واسطے کہ سفر کہ میں آئی سی قطع ہو گیا تھا اور اگر مسافر کو معلوم ہو کہ آج اپنی شہر میں جا پہنچوں گا یومہ مصر بیکرہ له الفطر لاجتماع حکم الإقامة والسفر فی هذا اليوم فیتزوج جهة الإقامة ومن تو اس کو افطار کرنا مکروہ ہے اس واسطے کہ اس روز حکم سفر اور اقامت کا جمع ہو گیا ہے تو اب اقامت کی جانب غالب ہوگی اور جس کو علیہ الفی وقاء سواء كان ملا الفم او دونه لا یفسد صومه سواء كان فرضا او نفلا لقوله عليه السلام خود بخود ہی ہو گئی برابر ہی کہ پر دہن ہو یا کھڑ ہو تو روزہ نہیں جاتا برابر ہی کہ فرض ہو یا نفل ہو واسطے اشارت ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی من قاء لا قضاء علیه وان تقیما فان كان ملا الفم یفسد صومه لقوله عليه السلام من تقیما فعليه القضاء جس نے کسی تو قضا نہیں ہے اور اگر آپ ہی کی تو اگر پر دہن ہوگی تو روزہ جاتا ہے گا واسطے فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جس نے آپ ہی کی تو اس پر قضا ہے وان لم یکن ملا الفم یفسد صومه ایضا عند محمد لظاهر الحديث ولا یفسد عند ابی یوسف ویبغی للصائم اور اگر ہی پر دہن نہ ہو تو امام محمد کی نزدیک روزہ جاتا ہے گا واسطے ظاہر معنی حدیث کی اور امام یوسف کی نزدیک روزہ نہیں جاتا اور روزہ دار کو چاہی ان لا یبال الفم فی الاستنجاء ولا یتنقیس ولا یقوم من مقامه حتى ینشف ذلك الموضع بخرقه لئلا یصل کہ استنجا کرتا ہوئی مبالغہ نہ کری کہل کرنے بیٹھی نہ اوپر کودم بہری اور اپنی جگہ سے جب تک موضع استنجا کو کپڑی سے نہ پونجی کہل نہ ہو جاتا کہ پانی اندر

الماء الى باطنه فيفسد صومه فان من بالغ في الاستنجاء حتى يبلغ موضع الحقنة يفسد صومه

من چلا جاوی پیر روزہ جاتا رہی گا کیونکہ جو استنجائیں مباغہ کری بیان تک کہ حقنہ کی جگہ پہنچ جاوی تو روزہ جاتا رہی گا

لكن لا يلزم الكفارة هذا حكم الصوم المجلس الثامن والعشرون في بيان كيفية التراويح

پرفکارہ نہیں آتا یہہ ہیں روزہ کی احکام اثباتیہ ہیں مجلس تراویح کی کیفیت

وفضيلتها واما القيام في ليالي رمضان فالمراد به احياء ليلاليه واحياء بعض من كل ليلة

اور فضيلت کی بیان میں اور قیام رہنا رمضان کی راتوں میں اس سے تمام تمام راتوں کو جاگنا یا ہر ایک رات میں سی تھوڑا تھوڑا جاگنا

بادء التراويح فانه عليه السلام كان يرغب الناس في قيام رمضان من غير ان يامرهم فيه بعز

واسطی اور تراویح کی ترغیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو واسطی قیام رمضان کی رغبت دلاتی تھی لیکن حکم غریبیت کا نہیں فرماتی تھی

فيقول من قام رمضان ايماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه يعني ان من قام الى الصلوة في

یوں ارشاد کرتی جو شخص رمضان میں واسطی ایمان اور ثواب کی جاگتا رہی تو اس کی تمام گناہ گدیری ہوئی مثلاً ہوگی مراد یہہ ہی جو شخص رمضان کی راتوں میں

ليالي رمضان تصديقاً بحقيقته وسنيته وطلب الرضاء الله تعالى وثوابه لا خوفاً من مذمة النا

اور سکو حق اور مسنون سمجھ کر واسطی رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اور ثواب کی نماز پڑھتا رہی کچھ خوف لوگوں کی برا کہنی کا

واستحياء منه يغفر له ذنوبه المتقدمة وهذا ان الشرطان لا ينفك عنهما عمل سواء كان فرضاً او

اور لوگوں کی شرم نہ ہو تو اس کی تمام پہلی گناہ معاف ہوگی اور یہہ دونوں شرطیں تمام اعمال میں معتبر ہیں کوئی عمل خالی نہیں برابر ہی کہ فرض ہو یا

نفل اذ هما شرطان لقبول كل عمل والله تعالى لا يقبل عملاً الا بهما وبعد هما شرط اخر لا بد منه وهوان

نفل ہو اسو اسطی کہ ہر عمل کی مقبول ہونی کی یہہ ہی شرط ہی اور اللہ تعالیٰ کوئی عمل بدون ان شرطوں کی قبول نہیں کرتا اور بعد انکی ایک اور یہی شرط ضروری ہی یعنی

يكون العمل موافقاً للسنة لان العمل متى كان على خلاف السنة لا يقبله الله تعالى والسنة فيها الحكمة

عمل سنت کی مطابق ہو اسو اسطی کہ عمل اگر سنت کی برخلاف ہوگا تو اس کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا اور تراویح مسجد میں جماعت سے

في المسجد لكن على طريق الكفاية حتى لو تركها اهل مسجد اساء واو كانوا تاركين للسنة ولو اقامها

اذا کرتی مسنون ہی لیکن بطور فرض کفایہ کی ہی یہاں تک کہ اگر کسی مسجد والی تمام جماعت ترک کریں تو سب گنہگار اور تارک سنت ہوگی اور اگر بعضوں کی

البعض في المسجد بالجماعة وتختلف البعض وصلاتها في بيته فالمتخلف يكون تاسراً للفضيلة ولا يكون

مسجد میں جماعت سے ادا کی اور بعض جو نہ شامل ہوئی اپنی کہ میں پڑھ لیں سو جو جماعت میں شامل نہوا وہ فضیلت سے محروم رہ گنہگار

مسيئاً ولا تأسر كاللجنة لان بعض الصحابة قد روى عنهم التخلف وعن ابي يوسف ان من قدر

اور سنت کا تارک نہیں ہوگا اسلئے کہ بعضی اصحاب سے روایت ہے کہ جماعت میں شریک نہیں ہوتی تھی اور ابو یوسف رحمہ ہی روایت ہے کہ جو شخص

على اذاتها بالجماعة في بيته مع مراعاة السنة فالصلوة في بيته افضل والصحيح ان الجماعة

تراویح کو جماعت سے اپنی کہ میں ادا کر سکتا ہی سنت کی رعایت کر کر تو اس کو کہ میں پڑھنا افضل ہی اور صحیح یہہ ہی کہ ہر کی اللہ

في بيته فضيلة وللجماعة في المسجد فضيلة اخرى فهو حاز احد الفضيلتين وترك الفضيلة

جماعت کرنی میں ایک فضیلت ہی اور مسجد میں جماعت کرنی میں اور ہی فضیلت ہی سو اس میں دونوں فضیلت میں سے ایک حاصل کی اور فضیلت زائدہ

الرائدة لترك الجماعة في المسجد وقال صاحب الخلاصة وهكذا الجواب في المكتوبات واما نفس التراويح

اسلئے نہ ہی کہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ والا کہتا ہی یہہ ہی جواب فرائض میں ہی اور لیکن صرف تراویح

فهو سنة مؤكدة على الاعيان للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاريخ رسول الله

ہر مرد اور عورت پر سنت موکدہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سے آج تک پہنچتی پہنچتی سنئی چلی آئی ہیں



سو تراویح کا ترک کرتا سزاوارہ نہیں اور دلیل اسکی یہی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد میں حصیر یعنی بوریہ کا حجرہ بنایا تھا

تاکہ اوسکی آمد سنبتین پڑا کرین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مین سی باہر اگر نرا ویج لوگون کی ساتھ جماعت سی پڑا کرتی ہتی تین رات تک ایسا ہی

اجب چوتھی رات آئی۔ تو خلقت بہت جمع ہو گئی کہ مسجد میں تنگی سی جگہ نہ ملے۔ جب آپنی یہہ انبہ دیکھا تو فرض پڑھتی ہی حجرہ میں تشریف لیگئی۔

اُن اُور یہ لوگ تشریف لائی کی منتظر بیٹھی رہی آخر یہ خیال کیا کہ آپ سو گئی پر کہیں تو کہا نہ شروع کیا تاکہ جاگ کر ماہر تشریف لاوین

بتا ہوا تھا تیار ہی پھر آپ باہر تشریف لائی فرمائی گئی کہ میں تمہارا یہ شوق ہمیشہ دیکھی جاتا ہوں یہاں تک کہ مجھ کو یہ خوف ہوا کہ تمہیں فرض ہو جاوے

سوئم آئی صاحبو اپنی اپنی کہر میں پڑھ لو کیونکہ آدمی کی نماز سوا فرایض کی کہر میں افضل ہوتی ہے

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وفات کی اور حال یہ ہے کہ پھر حضرت ابو بکر کی خلافت میں ہی حال یوں ہی رہا

اور ابتدا خلافت میں حضرت عمرؓ کی ہی پہر حضرت عمرؓ نے اپنی ایام خلافت میں لوگوں کو دیکھا کہ تراویح مسجد میں الگ الگ پڑھتی ہیں

تو اونکو یہ حکم کیا کہ جماعت سی پڑا کرو اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم کیا کہ امام ہو کر اور لوگوں کو غائبہ اورین سوالین دونوں

کراچی اور اسی وقت بہت موجود تھی یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبداللہ بن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ

۴ اور بہت مہاجر اور انصار موجود تھے سوانہیں سی کسینی کچھ اعتراض نکلیا بلکہ انکی مددگار اور شریک ہوئی اور اسکی صلاح دی

یہاں تک کہ حضرت علیؑ نے عمرؓ کی تعریف کی اور نیک عادی اور دعائیں فرمایا اللہ عمرؓ کی گور روشن کری جیسی اوسنی ہماری مسجد میں روشن کر دے۔

میری سنت اپنی ذمہ بردارم کر لو اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور تراویح بیس رکعت ہیں

ت کا نام مجانا ترویج ہے کیونکہ اس کا آخر میں ترویج ہوتا ہے یعنی آرام کی لٹی ہر جاتی میں ترویج کا نام جلسہ کا ہی اور جلسہ کو ترویج نہ

ہیں کہ صحابہ ہر چار کعت کی بعد بیٹھ کر آرام کیا کرتی تھی کیونکہ نماز میں قیام بہت طویل دراز کرتی تھی اور ہر ہر تروکیہ میں دو دو سلام ہیں

لام دس ہوئی اور ترویجہ پانچ ہوئی اور امام اور مفندی تکبیر غریبہ کی بعد سجاٹک اللهم اخر تکبیرا کرین اور ہر دو ترویجہ کی

10

بین کل الترویحتین قدر ترویجاً واحدة وکذا بین الخامسة والوتر لانه المتواتر من زمن الصلابة  
 یجین بقدر ایک ترویج کی بیعتی رہ کرین اور ایسی ہی پانچویں ترویج اور ووتر کی بیعت کیونکہ صحابہ کی وقت سی آج تک یہی چلا آئی  
 الی یومنا هذا وهم فی الانتظار یخیرون ان شاء واسبحوا وان شاء واهلوا وان شاء واسکتوا ای  
 اور صلیوں کو استراحت کی وقت میں اختیار ہی چاہیں سبحان اللہ پڑھیں اور چاہیں لا الہ الا اللہ پڑھیں اور چاہیں جبکی بیعتی رہیں  
 ذلك فعلموا فهو حسن لقوله عليه السلام المنتظر للصلوة كانه في الصلوة واهل مكة كانوا يطوفون  
 جو کرین سو ہی بہتری واسطی قول علیہ السلام کی نماز کا منتظر گویا نماز میں ہی اور مکہ والی ہر دو ترویج کی  
 بالبيت بين كل ترویجین اسبوعاً ویصلون رکعتین للطواف واهل المدينة كانوا یصلون  
 بیعتی بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتی تھی اور دو رکعت طواف کی پڑھتی تھی اور مدینہ والی دو سو وقت میں  
 فی ذلك اربع رکعات ثم لا فضل فیها استیعاب اکثر اللیل بالصلوة والاستراحة ويستحب  
 چار رکعت پڑھ کر تھی بہر افضل تراویح میں یہ ہی کہ آدھی سی زیادہ رات استراحت اور نماز میں صرف کری اور نماز کی تاخیر  
 تاخیرها الی انتماء ثلث اللیل ثم الاصل ان وقتها بعد العشاء الی اخر اللیل قبل الوتر وبعده لانها  
 تہائی رات کی تمامی تک مستحب ہی بہر صحیح یہ ہی کہ وقت تراویح کا عشاء کی بعد ہی آخر رات تک وتر سی پہلی اور سچھی کیونکہ تراویح  
 نوافل سنة بعد العشاء وهل یحتاج فی کل شفع ان ینوی الترویج قال بعضهم یحتاج لان کل شفع  
 نوافل بعد عشاء کی سنت ہیں اور آیا یہ حاجت کی ہر ہر شفع میں جدا جدا نیت کری بعضی کہتی ہیں ان حاجت ہی کیونکہ ہر ہر شفع  
 صلوة علیہ ولا یحتاج لان کل بمنزلة صلوة واحدة فان فاتت لا تقضى اصلا  
 جدا گانہ نماز ہی اور صحیح یہ ہی کہ حاجت نہیں ہی اس واسطی کہ سب کی سب گویا ایک نماز ہی اگر فوت ہو جاوین تو اصلاً قصا نہیں ہی  
 لا بالجماعة ولا بدونها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلی العشاء وحده فله ان یصلی  
 نہ جماعت سی اور نہ بدو نہ جماعت کی اس واسطی قصا کرنا خاصہ فرض ہی کا ہی اور جسنی عشاء کی نماز علیحدہ پڑھی تو اسکو جائز ہی کہ تراویح  
 الترویج بالامام ولو ترکوا الجماعة فی الفرض لم یصلوا الترویج بالجماعة ومن لم یصل الترویج بالامام  
 جماعت سی پڑھی اور اگر سب فی فرض کی جماعت ترک کی تو بہر تراویح کی لئی جماعت نکرین اور جس فی تراویح جماعت سی نہیں پڑھیں  
 یجوز له ان یصلی الوتر به ولو اقاموا الترویج بامامین فصلی کل امام تسلیمة قال بعضهم یجوز  
 تو اسکو جائز ہی کہ وتر جماعت سی پڑھی اور اگر تراویح میں باری باری دو امام کی ہر ہر امام فی ایک ایک شفعہ پڑھایا تو بعضی کہتی ہیں کہ جائز ہی  
 والصحیح انہ لا یستحب المستحب ان یصلی کل امام ترویجاً فاذا اقام الترویج بامامین  
 اور صحیح یہ ہی کہ مستحب نہیں مستحب یہ ہی کہ ہر ہر امام ایک ایک ترویج پڑھی اور جب کہ تراویح کا پڑھنا دو اماموں کی ساتھ  
 علی هذا الوجه یجوز ان یصلی احدهما الفرض والاخر الترویج ویکره للامام فی هذا الزمان التطویل  
 اسطور بہر جائز ہوا تو جائز ہی کہ امام فرض پڑھادی اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانہ میں قرارت کو  
 الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة ولا ذکر علی وجه یحصل للجماعة صل لان ذلك سبب للتغیر  
 اور فی حد سنت سی زیادہ دراز کرنا اور ذکر اس طور پر کرنا جس سی جماعت کو طلال پیدا ہو کر وہی کیونکہ اس میں لوگ جماعت سی بہا لگین گی  
 عن الجماعة والتغیر عن الجماعة مکروه ولكن لا ینبغی له ان ینقص عن حد اقل السنة فی القراءة و  
 اور جماعت سی بہگانا مکروه ہی لیکن یہ ہی نہ چاہی کہ سنت کی ادنی مقدار سی قرارت اور  
 التسبیح لملام لانہم غیر معذورین فیہ وادنی ما یحصل به السنة فی تسبیحات الركوع والسجود  
 تسبیحات میں ادنی ملالت کی خوف سی کوتاہی کری کیونکہ اوکو اس میں کچھ عذر نہیں ہی اور کم سی کم جمیع سنت تسبیحات رکوع اور سجود کی حاصل ہو جاوی





لیس بصحیح لان هذا القد لا يحصل الختم والختم فيها مرة واحدة سنة ولا يترك لكسب الجماعة  
 صحیح نہیں ہی اس کی کہ اتنی قرات سی ختم قرآن نہیں ہو سکتا اور ایک دفعہ ختم کرنا مسئلہ ہی  
 جماعت والوں کی کسالت کی ماری ترک نہ کرے  
 حتی لو قرء الامام بعض القرآن في سائر الصلوات لثلايل الجماعة من طول القراءة في التراويح يكون  
 یہاں تک کہ اگر امام نے کچھ کچھ قرآن تمام نمازوں میں اسلئے پڑھا کہ جماعت والی تراویح کی اندر طول قرات سی ملول نہیں  
 له ثواب الصلوة ولا يكون لهم ثواب الختم وقبل الا فضل في زماننا ان يقرء الامام على حسب  
 تو انکو نماز کا ثواب ہوگا ختم کا ثواب نہیں ہوگا اور کہتی ہیں کہ ہمارے زمانہ میں یہ افضل ہی کہ امام جماعت کی  
 حال الجماعة من الرغبة والنفرة فيقرء قدر ما لا يوجب التنفير عن الجماعة لان تكثير الجماعة  
 حال کی موافق رغبت اور نفرت کی لحاظ سے پڑھ کرے سو اس قدر پڑھے جس میں جماعت سے نفرت نہ کریں اس واسطے کہ جماعت کا زیادہ ہونا  
 افضل من تطويل القراءة لكن لا يقتصر بعد الفاتحة على اية قصيرة او ايتين قصيرتين  
 تطویل قرات سی بہتر ہی بہر ہی بعد فاتحہ کی ایک یا دو آیتوں چھوٹی چھوٹی پر اقتصار نہ کریں  
 لان قراءة ثلاث ايات او اية طويلة مع الفاتحة واجبة وذكر في التحنيس ان بعض الناس اعتادوا  
 اس واسطے کہ تین آیت چھوٹی یا ایک آیت دراز ہمراہ فاتحہ کی پڑھنی واجب ہی اور تحنيس میں مذکور ہی کہ بعض لوگوں کی عادت ہی  
 قراءة سورة الفيل الى اخر القرآن مرتين وهو احسن في هذا الزمان اذ روى عن بعض المشائخ  
 کہ سورۃ فیل سی آخر قرآن تک دوبار پڑھتی ہیں اس زمانہ میں یہ بہت خوب ہی اس واسطے کہ بعضی مشائخ سی روایت ہی  
 على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان لم يكن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اكثر الناس في هذا الزمان  
 چنانچہ فتاویٰ قاضیخان میں مذکور ہی کہ جو شخص اپنی عہد کی لوگوں کا حال نہ پہچانی تو وہ جاہل ہی اسلئے کہ اس زمانہ کی اکثر لوگوں کی  
 طبايعهم جامدة صعبة الانقياد ان يروا سبيل الرشيد لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الخبيث يتخذوه  
 طبیعتیں ایسی بستہ ہیں کہ مطیع ہونا دشوار ہی اگر دیکھیں راہ ہدایت کی تو وہ نہ پھر ان کی راہ اور اگر دیکھیں راہ الٹی پھر ان کو اسکو  
 سبيلا فانهم قد جعلوا التراويح عادة لا عبادة يتقرب بها الى الله تعالى على ما شرطه رسول الله  
 راہ سوان لوگوں نے تراویح کو عادت کر لی ہی عبادت نہیں جانتی جس میں قرب الہی ہو جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فيها من القراءة وغيرها فيتخذون صلواتها خلف امام لا يتم الركوع والسجود والقنوت والجلوس  
 تراویح میں قرات وغیرہ کی شرط کی ہی سوا ایسی امام کی پیروی نماز شروع کرتی ہیں جو نہ رکوع پورا کرے اور نہ سجدہ پورا کرے اور نہ قنوت اور نہ جلوس  
 ولا يترك القرآن كما امر الله به بل هو من غاية السرعة يقع في اللحن الجلي يترك بعض حروف الكلمة او  
 اور نہ جیسی حکم الہی سی قرآن ترتیل کی ساتھ پڑھے بلکہ وہ جلدی کا مارا صاف راگنی میں پڑھنی لگتا ہی بعضی کلمات کی حروف یا حرکات رہ جاتی ہیں  
 حرکاتها وقد ذكر في الزانية ان اللحن حرام بلا خلاف وذكر في الفتاوى ان الامام اذا كان لحنًا لا بأس  
 اور ہلذیہ میں مذکور ہی کہ راگنی میں قرآن کا پڑھنا بالاتفاق حرام ہی اور فتاویٰ میں مذکور ہی کہ امام اگر راگنی میں پڑھتا ہو تو اگر کوئی شخص  
 للرجل ان يترك مسجدة ويجول الى مسجد اخر فانه لا ياثم بذلك لانه قصد الصلوة خلف تقى  
 اس مسجد کو چھوڑ کر اور مسجد میں جانی لگی تو کچھ مضائقہ نہیں اس سی گنہگار نہیں ہوتا اس واسطے کہ یہ شخص پر ہیز گار کی پیروی نہ پڑھتا ہی  
 وقد قل النبي عليه السلام من صلى خلف عالم تقى فكانما صلى خلف نبي من الانبياء وفيه اشارة  
 اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کچھ جس نے نماز عالم پر ہیز گار کی پیروی پڑھی تو گویا نبیوں میں سے کسی نبی کی پیروی پڑھی  
 الى انه لو ترك مسجدة بلا عذر لكان انما فكيف يكون حال الذين يتركون مسجدهم بلا عذر  
 کہ اگر کوئی بلا عذر اپنی مسجد میں جانا چھوڑ دی تو گنہگار ہوتا ہی اب ادھکا کیا حال ہوگا جو اپنی مسجد کو بلا عذر چھوڑ دیتی ہیں اور جلدی سی



الی مسجد یتکون فیہ انوار من الانعام والاحسان ویطلبون اما ما لا یتیم الزکوة والشحیذ ولا یرتل القرآن  
 ایسی مسجد میں جاتی ہیں جہاں طرح طرح کی نعمتیں اور راک ہوتی ہیں اور ایسا امام تلاش کرتے ہیں جو نہ رکوع تمام کرے اور نہ سجود پورا کرے اور نہ قرآن کو ترسیل کرے  
 بل ربنا یمکرون علی من یتیم الزکوة والسجود ویرتل القرآن وینفرون عنه ویکونون من الذین الخذلان  
 بلکہ بعضی وقت ایسی امام پر اعتراض کرتے ہیں جو رکوع اور سجود پورا کرے اور قرآن کو اچھی طرح پڑھے اور اس سے نفرت کرتے ہیں چہرہ اول لوگوں میں ہیں جنہوں نے اپنی  
 ذینہم لعباء ولہم وعرشہم فی الحیوة الدنیا وہم عن الآخرة غفلون فان من صلی التزاوریم بترك القومة  
 جن کو کسی کھیل شہلایا اور فریب کھایا دنیا کی زندگی کا اور وہ آخرت سے غافل ہیں بیشک جس نے تزاوریم ایسی طور پر پڑھیں کہ نہ قومیہ پورا کیا  
 والجلسة والطمانیة المقدرة بمقدار تسبیحة فیہا یکون عاصیا مستحقا للعذاب بالنار لان هذه  
 اور نہ جلسہ کیا اور نہ اونچین کی ایک تسبیح کی برابر طمانیت کی تو گنہگار ہوتا ہی اور مستحق آگ کی عذاب کا کیونکہ یہ  
 الاشیاء فرض عندابی یوسف والشافعی حتی تبطل الصلوة بتركها وواجب عندابی حنیفة ومحمد فی  
 سب چیزیں امام ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہیں انکی ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی نزدیک ایک روایت میں  
 روایة حتی یجب اعادة الصلوة بتركها فی روایة اخرى سنة وعلى هذه الروایة یکون تاركها مستحقا  
 واجب ہیں یہاں تک انکی ترک سے اعادہ نماز کا واجب ہی اور ایک اور روایت میں سنت ہیں اور اس روایت کی موافق انکا تارک عتاب کا مستحق نہیں  
 للعتاب وحرمان الشفاعة فیکون من الذین ضل سعبہم فی الحیوة الدنیا وہم یحسبون انہم یحسبون  
 اور شفاعت سے محروم ہوں اور ان لوگوں میں ہی جنکی دوش پر ہٹک رہی ہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بنائی ہیں  
 صنعا ومن الذین بدلہم من اللہ ما لم یکنوا یحذیرون وهذا هو الخسران المبین والغبن العظیم ثم  
 کام اور ان لوگوں میں سے کہ نظر آیا اونکو اس کی طرف سے جو خیال نہ کرتی ہی اور بہ صاف ٹوٹا اور بڑا ہی خسارہ ہی ہے  
 ان ہہنا نکتۃ لابد من التنبیہ علیہا حتی یتضح من کان فیہ انصافا وصیل الی الحق وھی ان التزاوریم عشر  
 یہاں ایک نکتہ ہی اوسکا بیان ہی ضروری ہی تاکہ جسین انصاف اور حق کی طرف رغبت ہی پسند نہ کریں ہو وہ نکتہ یہ ہی کہ تزاوریم بیس گنتیں ہیں  
 رکعة وفی کل رکعة قومة وجلسة وطمانیة ہا وفی ترک کل منها ذنب فلو ترک طمانیة احدہا یکون  
 اور ہر رکعت میں ایک قومہ اور ایک جلسہ ہی اور دو اونچین طمانین اور دو اونچین سی ہر ایک کا ترک کرنا گناہ ہی پس اگر ایک کی طمانیت ترک ہوئی  
 عدد الذنوب عشرين ولو ترک طمانیتہا یصیر عدد الذنوب اربعین ولو ترکت انفسہا ایضا یصیر  
 تو گنتی میں بیس گناہ ہوئی اور اگر وہ فو کی طمانیت ترک ہوئی تو گنتی میں چالیس گناہ ہوئی اور اگر وہ دونو خود ہی ترک ہوئی تو  
 مجموع الذنوب ثمانین واذا ضم الیہ معصیۃ لاطہار یصیر مجموعہا مائۃ وستین ذنبا واذا ضم  
 تمام گناہ اسی ہو جاوینگی اور اگر اسکی ساتھ معصیت ظاہر کرئی کی مائین تو تمام گناہ ایک سو ساٹھ ہو جاوینگی اور اگر اسکی ساتھ  
 الیہ عدم الاعادة الواجبة یصیر المجموع مائۃ وثمانین ذنبا مع ان ترک هذه المذکورات یکون سببا  
 اعادہ نکردنا جو واجب تھا مایا جاوی تو سب مگر ایک سو ساٹھ گناہ ہو جاوینگی باوجودیکہ ان مذکورات کی ترک کرنی ہی جو جو ذکر انتقالات کی اندر  
 لاتیان الاذکار المشروعة فی الانتقال و فی اتیان الاذکار المشروعة فی الانتقالات  
 مشروع ہیں وہ سب ذکر بعد تمامی انتقالات کی ہو جاتی ہیں اور جو ذکر انتقالات کی اندر مشروع ہیں  
 بعد تمام الانتقال کراہتان ترکها عن موضعها وتخصیلها فی غیر موضعها فیقع فی کل رکعة اربع مکروہات  
 بعد تمامی انتقال کی لانی میں دو کراہتیں ہیں ایک تو اپنی مقام سے ٹلا دینا اور غیر جگہ رکھ دینا اب ہر رکعت میں چار چار مکروہ ہو گئی  
 فیلزم منه ترک اربع سنن فان من ترک القومة والطمانیۃ فیہا یقع سمع اللہ من حمدہ والتکبیر حین الانتفا  
 اور اس سے ترک کرنا چار سنتوں کا لازم آتا ہی کیونکہ جس نے قومہ یا قومہ کی اندر طمانیت کو ترک کیا تو سمع اللہ من حمدہ اور اللہ اکبر جتنی ہوئی کہنی میں آوینگی

بل یقع التکبیر بعد السجدة والسنة ان یقع مع الله لمن خدع حين رفع الرأس من الركوع والتکبیر حين الانخفاض وكن  
 بکد الله اکبر بعد سجدة کی کہنی میں آویجی اور طریق سنو کہ یہی کہ سجدہ میں حرکہ رکوع ہی سر اوٹانی ہوئی کہی اور اسد اکبر سجدة کی کہنی میں آویجی ہوئی کہی اور ابیسی ہی  
 اذا تركت الجلسة والطمانينة فيها یقع بعض التکبیر الاول حين الانخفاض بل یقع بعض التکبیر الثاني بعد السجود والسنة ان یقع  
 اگر جلسہ کو ترک کری یا جلسہ میں طمانیت کو ترک کری تو کچھ لفظ ہی کہی کہ جتنی ہوئی کہنی میں آویجی کہ کچھ لفظ دوسری تکبیر کی ہی کہی کہ کہنی میں آویجی اور طریق سنو یہی  
 التکبیر الاول حين الرفع والثاني حين الانخفاض فیصير عدد المکروهات فی جميع الركعات ثمانین فیلزم منه ترك ثمانین سنة فاذا  
 کہ پہلی تکبیر سجدة ہی اوٹنی ہوئی کہی اور دوسری تکبیر جتنی ہوئی سو اب مکروہات کی گنتی تمام رکعتوں میں اسی ہو جائیگی اور اس ہی آتی سنین چوٹ جاتی ہیں اور جب ان مکروہات میں  
 الى ذلك اظهر كل منهما فان اظهر المکروه مکروهه ایضا یصير المجموع ثمانین مکروهات واثمانین سنة وھل بعد من العیال  
 اظہر لا یمن شامل کریں کیونکہ مکروہات کا ظاہر کرنا ہی مکروه ہی تو تمام مکروہات ہی ایک سو ساٹھ ہو جائیگی اور ایک سو ساٹھ سنین ترک ہوگی ہر ایک شخص عاقل گناہگار  
 یفعل فی لیلۃ من لیلۃ مضایا اداء الترویج ثمانین باراً وثمانین سنة وھل بعد من العیال  
 جو رمضان کی راتوں میں آتی ہر رات کو صرف ترویج کی اور کرتی ہوئی ایک سو ساٹھ گناہ کری اور ایک سو ساٹھ سنت کری کیونکہ ہر ہر سنت کی ترک  
 سنة عتابا وحرمان الشفاعة فهل یرضی العاقل ان یجعل نفسه محروراً من شفاعة رسول رب  
 کہ نہیں عتاب ہوتا ہی اور شفاعت ہی محرومی ہر مرد عاقل کہ پسند کرتا ہی کہ اپنی تین رسول رب العالمین کی شفاعت ہی محروم کری

المعالین التي یرجوها ویطلبها کل الخلائق حتی الانبیاء والاولیاء والالحائین لیسال الله تعالی ان لا

یجعلنا من المحرمین المجلس التاسع والعشرون فی بیان فضیلة تأخیر السجود وتجهیل  
 جسکی تمام خلق اللہ امید اور تلاش رکھتی ہی یہاں تک کہ انبیاء اور اولیاء اور صالحا  
 محروم نہ کری  
 انیسویں مجلس میں بیان  
 حکیمان میں تاخیر اور غلطی میں تہجیل کی فضیلت کا

الا فطار قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تسحروا فان فی السجود بركة هذا الحديث من صحیح  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا سحر کیا کرو کیونکہ سحر میں برکت ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح  
 المصابیح رواه انس والمحفوظ فيه عند أصحاب الحديث فیه السین فی السجود وهو اسم لما یؤکل فی وقت  
 حدیثوں میں ہی انس کا روایت ہی اور اس حدیث میں محدثین کی نزدیک سحر کی لفظ میں سین کا ترجمہ ہو ہی اور طعام کا نام ہی جو سحر کی وقت کہا جاتی ہیں  
 السجود الذی هو آخر لیل ای سدسہم الاخیر فیحتاج الی مضاف محذوف تقدیرہ ان فی کل سجود برکت  
 اور سحر آخر شب یعنی چٹا حصہ پچھلا  
 سواں حکام میں ایک مضاف محذوف ہی واقع میں یوں ہی کہ سحر کہا جاتی ہیں برکت ہی

لان البرکة لیست فیما یؤکل من الطعام بل فی استعمال السنة ویجوز فی ضم السین فعلى هذا یراد  
 کیونکہ برکت طعام میں جو کہا جاتا ہی نہیں ہی بلکہ سنت کی استعمال میں ہی اور اس لفظ میں سین کا پیش ہی جائز ہی اسکی موافق سحر صیغہ مصدر کا ہی  
 فلا یحتاج الی تقدیر المضاف والمعنی ان فی الاکل وقت السجود بركة والمراد بالبركة ههنا زیادة القوة علی  
 اب مضاف پیدا کرنی کی کچھ حاجت نہیں اور معنی یہ ہے کہ سحر کی وقت کہا کہانی میں برکت ہی اور یہاں برکت ہی مراد زیادت قوت روزہ دہنی کی  
 اداء الصوم بدلیل قوله علیه السلام استعینوا بقائلة النهار علی قیام اللیل وبأن کل السجود علی حبیبکم  
 اس دلیل ہی کہ حدیث میں آیا ہی  
 دن کی سوئی ہی نماز کی لیلی رات کی جاگنی پر بدلیل اور کچھ کہانی ہی دن کی روزہ پر

النهار ویجوز ان یراد بها زیادة الثواب فی الاخرة وقوله علیه السلام تسحروا امر و اقل مراتب الاستحباب  
 اور یہ ہی جائز ہی کہ برکت ہی مراد آخرت میں زیادتی ثواب کی ہو اور حدیث کا لفظ تسحروا امر کا صیغہ ہی اور کم ہی کم مرتبہ سمین استحباب کا ہو  
 فیکون السحر وهو الاکل فی وقت السحر مستحباً وقد روی عن عمرو بن العاص انه علیه السلام فی فصل ما یمن  
 اب سحر یعنی سحر کی وقت طعام کھانا مستحب ہوگا  
 اور روایت ہی عمرو بن عاص ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ ہماری روزہ میں



صيامنا وصيام اهل الكتاب اكلة السحر اكلة بالضممة اللقمة والمعنى ان اللقمة التي تؤكل في وقت  
 اور اہل کتاب کی روزہ میں فرق سحر کھانی کا ہی اور اکلہ غزہ کی پیش سی لقمہ کو کہتی ہیں اور منہی حدیث کی یہ ہے کہ وہ لقمہ جو سحر کی وقت کھایا جاتا ہے  
 السحر هو الفارق بين صيامنا وصيام اهل الكتاب لان الله تعالى اباح لنا في ليلة الصيام ما حرم عليهم  
 یہ ہے فرق ہی ہماری روزی میں اور اہل کتاب کی روزہ میں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری لئی رمضان کی راتوں میں مباح کر دیا ہے جو جو انہیں حرام کر دیا تھا  
 فان بني اسرائيل قبل تغير دينهم وتبدل شريعتهم كانوا ليلة صيامهم اذا ناموا كان الطعام والشراب  
 کیونکہ بنی اسرائیل اپنی دین کی تغیر اور اپنی شریعت کی تبدیلی سے پہلے اگر روزوں کی راتوں میں سو جاتی تو انہیں کھانا پینا  
 والجماع حراما عليهم كما كان الحكم كذلك في ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلك الحكم وخص لنا في هذه الاشياء  
 جماع سہ حرام ہو جاتا تھا چنانچہ ابتداء اسلام میں یہی حکم تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور جب تک صبح صادق نہ ہوا ان اشیا کی ہکو اجازت ہو گئی  
 ما لم يطلع الفجر وكان سبب ذلك امران احدهما ما روى عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه في رواية هي ان النبي في ابني بي بي سي سوني في بعد جماع کیا پھر اس حرکت سے نام ہو کر  
 ما فعل واتى النبي عليه السلام واعتذرا اليه فتول قوله اجل لكم ليلة الصيام الرقت الى نسائكم وصارت  
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عذر کیا پھر یہ آیت نازل ہوئی حلال ہوا تم کو روزی کی رات میں بی پردہ ہونا اپنی عورتوں سے اور ان کی لغزش  
 نلتهم رحمة في حق جميع الامم والثاني ما روى عن قيس بن حزمة انه صام ولم يجد وقت الافطار شيئا  
 تمام امت کی حق میں رحمت ہو گئی اور دوسری وہ جو قیس بن حزمہ سے روایت ہے کہ اسی روزہ رکھا پھر افطار کی وقت کچھ ایسا نہ ملا جس سے روزہ افطار  
 يفطريه فذهبت امراته في طلب شيء فغلب عليه النوم فنام وجاءت امراته بطعام بعد ما كان الطعام  
 کرا پھر اونکی بی بی کچھ کھانی کی تلاش میں گئی اس عرصہ میں انہیں نیند کا غلبہ جو ہوا تو سو گئی اور اونکی بی بی کھانا اورو وقت لائی کہ  
 عليه حراما فانتبه بعد ما مضى وقت الاكل ولم ياكل شيئا فلما كان نصف النهار من الغد غشي  
 او نہی حرام ہو چکا تھا پھر اسی وقت جاگی کہ کھانی کا وقت گزر چکا تھا سو اسنی کچھ نہ کھایا جب اگلے دن کا دوپہر ہوا تو انکو غش آگیا  
 فقال النبي عليه السلام طالك فقصر عليه القصة فنزل قوله تعالى واكلوا واشربوا حتى يبين لكم الخيط  
 بنی علیہ السلام نے پوچھا تیرا کیا حال ہے اونی تمام قصہ بیان کیا پھر یہ آیت اتری اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف نظر آوی تمکو  
 الابيض من الخيط الاسود من الفجر فانه تعالى لما احل لنا في ليلة الصيام هذه الاشياء بعد النوم وغيب  
 سفید جلدی داری سیاہ سی فجر کی کہیں اللہ تعالیٰ نے جب یہ چیزیں رمضان کی راتوں میں سونی کی بعد حلال کر دی تو بنی علیہ السلام کو  
 في اكل السحور قال تسحروا فان في السحور بركة وبين انه فصل بين صيامنا وصيام اهل الكتاب وهذا  
 سحر کی کھانی میں رغبت ہوئی فرمایا سحر کھایا کرو کیونکہ سحر بکت ہے اور بیان کیا کہ ہماری روزہ میں اور اہل کتاب کی روزہ میں سحر کا فرق ہی اور اسی لئی  
 بيان مستحبنا ومن كان غير محتاج اليه يستحب له ان ياكل شيئا يسيرا ولونثرة او تينة او شربة ماء  
 مستحب ہو گئی اور جو سحر کھانی کی حاجت نہ ہو تو اسکو بھی مستحب ہے کہ کچھ تھوڑا سا کھالیا کری اگرچہ ایک چہارہ ہو یا ایک انجیر یا ایک کھنٹ یا نیم  
 كما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم واغتناما لبركة السحور وليستحب تأخيرها ايضا لما روي انه  
 تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو اور سحر کی برکت غنیمت ہو اور تاخیر سحر کی مستحب ہے کیونکہ روایت ہے کہ بنی علیہ السلام نے  
 قال ثلث من اخلاق المرسلين تعجيل الافطار وتأخير السحور والسواك فان قيل كيف يكون تأخير السحور  
 فرمایا کہ تین امور مرسلین کی عادات میں سے ہیں افطار میں تعجیل اور سحر میں تاخیر اور مسوک اگر کوئی کہی تاخیر سحر میں سے ہیں  
 صين استدل في منعه من ان ياكل ما لا ياكله الاكل الثاني فانها كانت تجري  
 اخلاق میں سے کیونکہ سحر کی ہی حال یہ ہے کہ سحر صرف اسی است کی واسطی ہی تو جواب یہ ہے کہ سحر سی مراد دوبارہ کھانا ہی کیونکہ یہ او کی حق میں قائم

فجرى السحور في حقهم وفي حديث آخر انه عليه السلام قال لا يزال امتي بخيرا اخر السحور وعجلوا  
 مقام سحوركم يتا اورا كيه حدیث میں ہی کہ آپ فی فرمایا کہ میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہیگی جب تک سحر میں تاخیر اور افطار میں  
 الفطر لکن ينبغي ان لا يؤخر على وجه يقع الشك في طلوع الفجر فان من شك في طلوع الفجر فلا فضله  
 جلدی کرتی رہیں لیکن لایق یہ ہے کہ اتنی تاخیر نہ کری کہ صبح صادق کی پہلی من شک پیدا ہو جاوی کیونکہ جسکو صبح صادق میں شک ہو تو اوکو یہ ہی فضلی  
 ان يترك كل شئ اخر من الوقوع في المحرم ولو اكل فصوره تام لان الاصل بقاء الليل ولا يخرج بالشك وروي  
 کہ نہ کہاوی ایسا نہ کہ حرام نہیں واقع ہو جاوی اور اگر اس حال میں کہا لیا تو روزہ پورا ہی اسو طی کہ اصل تو رات کا باقی رہتا ہی شک سی خارج نہیں ہو  
 عن أبي خيفة انه لو كان في موضع يتبين له الفجر لا يلتفت الى الشك ولو كان في موضع لا يتبين فيه  
 اور ابو خیفہ سی روایت ہی کہ سحر کیا نیو لا اگر ایسی مقام میں ہو تو فخر مشکفت ہو جاتی ہی تو شک کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر ایسی مقام میں ہی جہاں فجر ظاہر  
 الفجر وكانت الليلة مقمرة او متغية او كان ببصرة علة تكون مستثناة في الاكل مع الشك لقوله عم  
 نہیں ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا کہٹا ہو یا یہ شخص کم سوجہ ہو تو اب حالت شک میں کہنا تا اچھا نہیں واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 دعم ما يربك الى ملا يربك وان كان اكبر رائه انه اكل والفجر طالع فلا احتياط فيه ان يقضى ذلك  
 چھوٹا ہو تو جس میں شک ہی طرف اسکی جس میں شک نہیں اور اگر اسکی رائ میں احتمال غالب یہ ہو کہ نہ کہتا ہی ہو صبح صادق ہو گئی تو احتیاط اس میں یہ ہی  
 اليوم عملا بغالب الراي لان اكبر الراي كاليقين فيما يبنى على الاحتياط وعلى ظاهر الرواية لا قضاء عليه  
 غالب احتمال پر عمل کرنی کو واسطی کہ احتمال غالب یقین کی مانند ہوتا ہی جہاں احتیاط کرنی ہوتی ہی اور ظاہر روایت پر اس پر قضا نہیں ہی  
 لان اليقين لا يزول الا بمثله ولا اصل بقاء الليل ولو ظهرا ان الفجر قد كان طالعا يلزمه القضاء  
 اسو اسطی کہ یقین بدون یقین کی نہیں جاتا اور اصل یہ ہے کہ رات باقی ہو اور اگر یہ معلوم ہو جاوی کہ فجر بیشک ہو گئی تھی تو اس پر قضا لازم ہی  
 ولا كفارة عليه لانه يبنى الامر على الاصل الذي هو بقاء الليل هذا كله حكم التسخروا ما افطار  
 اور کفارہ نہیں ہی اسو اسطی کہ بناء اوسے اصل پر ہی کہ رات باقی تھی یہ سب احکام سحر کی تھی اور کما افطار  
 فليست تحجب تعجيله قبل طلوع النجوم لما روي عن سهل بن سعد انه عليه السلام قال لا يزال الناس  
 سو او کی تعجيل مستحب ہی ایسا کہ ستاری نکلنی نہ پاوین اسو اسطی کہ سهل بن سعد سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہمیشہ خلقت  
 بخير ما عجلوا الفطر يعني ان الناس اذا ما يحفظون هذه الخصلة يكونون على خير واذا تركوها  
 بہلائی پر ہی گی جب تک افطار میں تعجيل کریں گی مراد یہ ہے کہ خلقت جب تک اس طریقہ کو نگہ رکھیں گی تو بہلائی پر رہیں گی اور جب اسکو چھوڑ دیں گی  
 ينقص خيرهم فان الستة ان يجعل الصائم الافطار قبل الصلوة اذا تحقق غروب الشمس لان اهل الكتا  
 تو او کی بہلائی میں نقصان آوے گا کیونکہ طریق مسنون یہ ہے کہ روزہ دار افطار میں جلدی کری نماز سی پہلی جبکہ آفتاب کا ڈوبنا معلوم ہو چکی اسو اسطی کہ اہل کتا  
 كانوا يؤخرون الافطار الى اشتباك النجوم ثم صار في ملتنا شعرا لاهل البدعة وسمة لهم وندب  
 افطار میں اتنی دیر کیا کرتی تھی کہ ستاری خوب روشن ہو جاوین پھر یہ ہے ہماری امت میں بدعتیوں کی عادت ہو گئی اور طریق ہر گیا اور افطار میں تعجيل  
 تعجيله مخالفة لهم وقد روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال قال الله تعالى احب عبادي الي اعلم  
 او کی مخالفت کی لئی مستحب ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی مجھ کو محبوب تر وہ بندے ہیں جو افطار میں  
 لم افان من كان اكثر تعجلا في الافطار فهو احب الى الله تعالى لكونه متمسكا بشريعة نبيه ومعتبرا  
 ہی کرتی ہیں سو جو شخص افطار میں جلدی کرے گا وہ ہی اللہ تعالیٰ کا زیادہ محبوب ہو گا کیونکہ اوسکی نبی کی شریعت کو خوب پکڑا اور شریعت کی مخالفت  
 أيضا لفهامه انه اذا فطر قبل الصلوة يودي الصلوة عن حضور القلب وطمانينة النفس فمن كان  
 وجہ کی اور یہ ہے ہی کہ اگر نماز سی پہلی افطار کر لے گا تو پھر نماز خوب دلی حضور اور طبیعت کی قراری ادا ہوگی پھر ایسا شخص

سحر سحر کا روزہ پھر کہہ دی



بھذا الصفة فهو واجب الى الله تعالى فمن لم یکن كذلك ویسمی ان یفطر علی تمر او ما یقوم مقامه  
 ۱۔ نقلی کا محبوب کیون نہیں ہوگا یہ نسبت ایسی شخص کی جو ایسا نہ ہو اور لایق ہے کہ جو باریسی افطار کری یا جو شیرینی میں او کی قیام

فی الحلاوة کالتین والزبيب وان لم یجدہ فعلی ماء لما روی عن انس انه علیه السلام کان یفطر قبل  
 مقام ہو جیسی انجیر یا مویر اور اگر نہ میسر آوی تو پانی اس واسطی کہ انس سی روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نمازی پہلی

الصلوة علی طیبات وان لم یکن فتمیرات فان لم یکن حسا حسوا من الماء وقال علیه السلام اذا  
 تازہ چو باری سی افطار کرتی اگر نہ ہوتا تو خشک چو باری اگر یہ نہ ہوتا تو کئی کھونٹ پانی اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم فی جب

افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانه بركة فان لم یجد فلیفطر علی ماء فانه طهور ویدعو عند الافطار  
 کوئی افطار کری تو ترسی افطار کری کیونکہ یہ بکرت ہے اگر نہ پاوی تو پانی سی افطار کری کیونکہ نہایت پاک ہے اور افطار کی وقت

بأهم مهماته فانه من مظان الاجابة كما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة  
 اپنی بڑی سی بڑی مطلب کی دعا مانگی کیونکہ اس وقت ظن قبولیت کا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کی لئے افطار کی وقت دعا مقبول ہے

وروی عن ابن عباس انه علیه السلام کان اذا فطر قال اللهم لك صمت وبك امنت وعلى رزقك  
 اور عبد اللہ بن عباس سی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتی ہوئی یہ فرماتی اللہم لك صمت الى آخرہ الہی تیری واسطی میں فی روزہ رکھا اور تیری اور تیری لایا

افطرت ووقت الافطار ما روی عن عمر بن الخطاب انه علیه السلام قال اذا قبل اللیل من ههنا  
 یعنی روزہ کھولا اور وقت افطار کا وہی وقت ہے جو عمر بن الخطاب سی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جب یہاں سی رات سامنی آوی

وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم فانه علیه السلام اتی باسم الاشارة ههنا فی  
 اور یہاں سی دن جلائی اور آفتاب ڈوب جاوی تو روزہ دار نزلت افطار کری اس حدیث میں دونوں جگہ لفظ ہہنا اسم اشارہ کا بیان فرمایا ہے

الموضعین والشارب الاول الى جانب المشرق لان ظلمة اللیل تظہر اولاً من ذلك الجانب واللیل عبارة  
 اول مقام میں اشارہ مشرق کی طرف ہے اس واسطی کہ رات کی تاریکی پہلی اوسہی طرف سی ظاہر ہوتی ہے اور رات اوسہی

عن ظهور ظلمة اللیل من جانب المشرق وشارب الثاني الى جانب المغرب لان ضوء النهار حاصل  
 تاریکی کا نام ہے جو مشرق کی طرف سی پیدا ہوتی ہے اور دوسری مقام میں مغرب کی طرف اشارہ فرمایا اسلئے کہ دن کی روشنی جو

من الشمس یدھب الى ذلك الجانب والنهار عبارة عن بقاء الشمس واذا غربت یدھب النهار وعلو  
 آفتاب سی ہوتی ہے اوسہی طرف کو جاتی ہے اور آفتاب کی باقی رہنی کو دن کہتی ہیں جب آفتاب ڈوب جاتا ہے تو دن جاتا رہتی ہے

هذا یكون غروب الشمس معلوماً من قوله وادبر النهار لان الادبار یعنی الذھاب ولا حاجة الى قوله  
 اس حال کی موافق آفتاب کا چھب جانا تو لفظ ادبر النهار سی معلوم ہو چکا تھا اس واسطی کہ ادبار چلی جانی کو کہتی ہیں اب اس لفظ کی

وغربت الشمس لکن اتی به لبيان کمال الغروب حتی لا یظن ان یغروب بعض الشمس یجوز الافطار  
 وغربت الشمس کیا حاجت تھی لیکن یہی یہ لفظ واسطی بیان کمال غروب کی فرمایا کوئی یہ خیال نہ کری کہ آفتاب کی ادھی تہائی ڈوبنی پر یہی افطار جائز ہے

والمعنی ان غروب الشمس اذا تم وکمل فقد یصل الصائم فی وقت الافطار فیجوز له الافطار بل لیستحب  
 مراد یہ ہے کہ آفتاب کا غروب جب خوب پورا ہو چکی تو روزہ دار کو وقت افطار کا آگیا پھر وہ کو افطار جائز ہے بلکہ تجھیل مستحب ہے

تجھیل لکن فی یوم الغیم لا یستحب تجھیل ولا یفطر حتی یغلب علی ظنه غروب الشمس وان اذن  
 لیکن اگر کی دن تجھیل مستحب نہیں ہے اور افطار ہرگز نہ کری جب تک کہ اسکی گمان غالب میں آفتاب غروب نہ ہوئی اگرچہ مغرب کی

للمغرب وان شک فی غروب الشمس لا یجزلہ الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعلی القضاء  
 اذان ہو چکی اور اگر آفتاب کی غروب میں شک ہو تو افطار حلال نہیں ہے اس واسطی کہ اصل دن کا باقی رہنا ہے اور اگر افطار کر لیا تو اس پر قضاء ہے

لا سيما اذا افطر واكبر رايه انه افطر قبل الغروب يجب عليه القضاء عملا بالاصل الذي هو بقاء  
خاص اي في وقت كه افطار كرى اورا قلى راي مين احتمال غالب هو كه غروب سى پہلى افطار كيا تو او سپر قضا واجب ہى تاكه اصل پر ہو جاوى كره دن كا  
النهار بخلاف ما تقدم في اكل السحور لان الاصل فيه بقاء الليل ولوتبين ان الشمس لم تغرب ينبغي ان  
باقى رہناى بخلاف گذشته كى جو سحور كى حال مين گذرا كيونكه و ان اصل رات كا باقى رہناى اور اگر ظاہر ہو جاوى كه آفتاب نہیں چھپا تو لایق ہى كه  
يجب الكفارة نظر الى الاصل الذي هو بقاء النهار وكل من افطر خطأ أو بنى على ظن يفسد صومه  
بلحاظ اوس اصل كى جو دن كا باقى رہناى كفارة واجب ہو جوى اور جسنى روزہ چوك كر يا گان سى افطار كيا تو روزہ فاسد ہو جاتا ہى  
ويلزمه امساك بقية يومه ويجب عليه القضاء ولا يجب عليه الكفارة ولا ياتم افساد صومه  
اور باقى دن بہر امساك لازم ہوتا ہى اور قضا او سپر واجب ہى اور او سپر كفارة نہیں آتا اور نہ گنہگار ہوتا ہى روزہ تو اسنى فاش نہ  
فلا تفسد مكنه بخلط يمكن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقية يومه فلقضاء حق الوقت بالقدر  
كه غلطى سى اور سكار كن فوت ہو جس سى احتراز ہو سكتا ہا اور امساك باقى دن كا اسنى لازم ہى كه وقت كا حق جتنا ہو سكى ادا كرنا چاہئى  
الممكن ولنفى التهمة عن نفسه لانه اذا اكل ولا عذريه يصير متصفا عند الناس بالفسق والتحرش  
اور تاكه ذمہ پر تہمت نہ ہى اسنى كه اگر عذر كہاوى ہو يوكا تو خلقت كى نزديك فسق كى تہمت لگى گى اور تہمت كى جگہ سى  
عن مواضع التهم واجب لقوله عليه السلام من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقفن مواقف التهم  
بجتنى رہنا واجب ہى واسطى ارشاد نبى صلى الله عليه وسلم كى جو شخص اسد پر اور قیامت كى دن پر ایمان لایا ہو تو تہمت كى جگہ ہرگز نہ كھڑا ہو  
واما وجوب القضاء فلانه حق مضمون بالمثل شرعا فاذافات يجب قضاءه واما وجوب الكفارة  
اور قضا اسو اسطى واجب ہى كه روزہ ايک حق ہى شرع مين اوسكا بدلہ ديسا ہى چاہئى اگر وہ فوت ہو تو قضا واجب ہى اور كفارة اسو اسطى واجب نہیں ہى  
فلكون الجنابة قاصرة غير كاملة لعدم القصد واذا لم يوجد القصد ينتفى الاثم ايضا لما روى عن  
كه خطا كترى يورى نہیں كيونكه بلا قصد صادر ہو گئى ہى اور جب قصد نہیں ہوتا تو گناہ ہى نہیں ہوتا اسو اسطى كه روايت ہى  
عمرانه كان جالساً مع أصحابه في رجة مسجد الكوفة عند غروب الشمس في رمضان فأتى كاس  
عمرى كره اپنى ياروں كى ہمراہ مسجد كوفہ كى صحن مين رمضان مين شام كى وقت بیٹھى ہنى سو كوى شخص  
من اللبن فشرب وهو صاحب فامر المؤذن ان يؤذن فلما صعد المؤذن المئذنة رأى الشمس فقال  
پيالہ دودہ كا لایا پھر عمرى اور انكى اصحاب فى پيا پھر مؤذن كو اذان كا حكم ديا جب مؤذن مئذنه پر چڑھا تو ديكھتا كيا ہى كه آفتاب موجود ہى بولا  
الشمس يا امير المؤمنين فقال له عمر بعثناك داعياً لارعيان ما تجانفنا الاثم نقضى يوماً مكا  
يا امير المؤمنين آفتاب ہى عمرى جواب ديا تجھكو اذان بڑھنى كو بھیجا ہى يا آفتاب ديكھنى كو ہمنى گناہ كى طرف رغبت نہیں كى ايكن اسكى بدلہ  
فقضاء يوم علينا سير فان هذا الحديث يدل على لزوم القضاء وعدم لزوم الكفارة والاثم  
قضا كر ديكى ہمپر ايكن كى قضا آسان ہى بیشك اس حديث سى معلوم ہوتا ہى كه قضا لازم ہى كفارة اور گناہ كچھ نہیں ہى  
لان قوله ما تجانفنا الاثم معناه لم نعمل الى الاثم واتعمدنا في ذلك ارتكاب المعصية وكذا كل من  
اسو اسطى كه اولكنا قول ما تجانفنا الاثم اسكى معنى یہ ہى كه ہمنى گناہ كى رغبت نہیں كى اور ہمنى اس افطار مين عزم معصيت كا نہیں كيا اور لیسى ہى جو شخص  
كان أهلاً للصوم في أثناء النهار ولم يكن في أوله كذلك يلزم امساك بقية يومه كما اذا سلم الكافر  
آخر روزہ مين روزہ كه اہل ہو اور اول روزہ مين روزہ كا اہل نہ ہو تو اوسكو امساك باقى دن كا لازم ہى جيسى كه آخر روزہ مين كا نفر مسلمان  
ويلزم العصبى وفاق المجنون وقدم المسافر وبرئ المريض وظهرت الحائض والنفساء فان كل واحد منهم  
يا بچہ بالغ ياد دانه ہوشيار يا مسافر مضيم يا بھير چنگا يا حيض نفاس والى عورت پاك ہو جاوى تو ہر يك كو اونہى سى



بیلزمه امساک بقیة یومه تشبہا بالصائمین ولاصل فی هذا ان من كان فی اثناء النهار علی صفة  
 باقی روز کا امساک روزہ داروں کی طرح لازم ہی <sup>اور قاعدہ اسمین یہ ہے کہ جو شخص درمیانہ روز ایسی حال پر ہو</sup>  
 لو كان علیہا فی اوله یلزمه الصوم فعلیہ الامساک ومن لم یکن كذلك لا یجب علیہ الامساک  
 کہ اگر روز میں ایسا ہوتا تو اوپر روزہ واجب ہوتا تو ایسی شخص پر امساک لازم ہی <sup>اور جو ایسا نہ ہوتا تو اوپر امساک واجب نہیں ہی</sup>  
 کمن كان مریضا أو مسافرا أو حائضا أو نفساء فان الامساک لا یجب علیہم لتحقق المانع عنه وهو قیام  
 جیسی کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت حیض یا نفاس والی ہو ان لوگوں پر امساک واجب نہیں ہی <sup>اسلوسی کہ روزہ کا مانع موجود ہی یعنی</sup>  
 هذه الاعذار فیہم فانها کما تمنع عن الصوم تمنع عن التشبہ اما فی الحائض والنفساء فلا الصوم علیہا  
 اور نہیں یہ عذرات باقی ہیں ان لوگوں پر جیسی روزہ نہیں ہی ایسا ہی روزہ داروں کی مشابہت ہی نہیں حایضہ اور نفاس والی عورت کو تو اسلوسی کہ اوپر روزہ  
 حرام والتشبہ بالحرام حرام واما المریض والمسافر فلان الرخصة فی حقہما باعتبار الحرج ولو الزمانها  
 حرام ہی اور حرام کی ساتھ مشابہت ہی حرام ہی اور مریض اور مسافر کو اسلوسی کہ انکی حقین باعتبار حرج کی اجازت ہی <sup>اور اگر ان پر ثابت ہو کہ</sup>  
 التشبہ عاد الحرج ثم الحائض تاكل سراجا وکذا کل من ایلح له الافطار سراجا کل سراجا الا ان یکن  
 تو وہ ہی حرج کا صرح موجود ہی <sup>پھر حایضہ عورت پوشیدہ کباوی ظاہر نکباوی اور ایسی ہی جس جس کو افطار کرنا مباح ہی پوشیدہ کباوی ظاہر نکباوی ان جسکا</sup>  
 العذر ظاهرا كالمريض والسفر والنفاس لانه اذا اكل ولم یکن العذر ظاهرا یصیر عند الناس متهما بالفسق  
 عذر ظاہر معلوم ہو وہ ظاہر کباوی جیسی بیماری اور سفر اور نفاس اسلوسی کہ اگر یہ کباوی لگا اور عذر ظاہر نہیں ہوگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت  
 الذی هو اکل رمضان ولا حترار عن مواضع التهم واجب کما مر ثم ینبغی ان یعلم ان المریض نوعان نوع  
 لگی کی یعنی رمضان میں دن کو کباتا ہی اور تہمت کی جگہ سی احتراز کرنا واجب ہی چنانچہ گزر چکا پھر جاننی کی بات ہی کہ بیمار دو طرح کا ہوتا ہی ایک تو ایسا  
 لا یضر الصوم بل ینفعه ونوع یضره الصوم وهذا هو الذی یلزم الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفسه  
 جسکو روزہ ضرر نہیں کرتا بلکہ فائدہ کرتا ہی اور ایک ایسا کہ روزہ ضرر کرتا ہی ایسی بیمار کو روزہ افطار کرنا مباح ہی اسلوسی کہ اجازت افطار کی مطلق نفس  
 المرض بل بوجود المشقة فلا بد من معرفته وطریق معرفته قد یكون باجتهاد المریض بان یعلم بنفسه  
 مرض سی نہیں ہی بلکہ مشقت کا ہونا چاہی اب مشقت کو سمجھنا چاہی اور طریقہ اسکی پہچان کا بعض دفعہ بیمار کی سمجھ پر ہی کہ وہ اپنی آپ تجربہ ہی  
 بالتجربة انه ان صام یزداد المله ووجعه بالصوم وقد یكون باخبار طبیب حاذق مسلم عدل  
 جان لی کہ اگر میں روزہ رکھوں گا تو روزہ رکھنی سی میرا دکھ اور مرض بڑھ جاویگا اور بعض دفعہ طبیب کی کہنی پر موقوف ہی لیکن طبیب دانا مسلما عادل ہو  
 لا فاسق لان خبر الفاسق فی الدیانات مردود غیر مقبول بخلاف السفرفان الرخصة تتعلق بنفسه  
 فاسق نہوا اسلوسی کہ فاسق کی خبر دیانات میں مقبول نہیں ہی مردود ہی بخلاف سفر کی کیونکہ سفر میں اجازت صرف سفر ہی ہی متعلق ہی  
 لانه لا یخرج عن المشقة فاقیم مقامها وادیر الحکم علیہ المجلس الثلاثون فی بیان غائلة من افطر  
 کیونکہ سفر مشقت سی کہی ظالی نہیں ہوتا سو سفر کو قایم مقام مشقت کی ہر اگر حکم لگا دیا <sup>نیسویں مجلس شرکی بیان میں اوس شخص کی جو ایک دن رمضان میں</sup>  
 یوما من رمضان فاما یجب فیہ الکفارة قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم من افطر  
 روزہ توڑ دی <sup>جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی</sup> رسول الله صلی الله علیہ وسلم فی فرایا جسنی رمضان کا ایک روزہ  
 یوما من رمضان من غیر خصه ولا مرض لم یقض عنه صوم الدهر کلہ هذا الحدیث من جسا  
 بی اجازت شرعی اور یہ دن بیمار کی توڑ ڈالا <sup>تو اسکا عوض تمام عمر کی روزی نہیں ہو سکتی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں</sup>  
 المصابیح رواہ ابو هريرة وهو وارح علی طریق الانذار والتخويف بما یلحقه من الاثم ویفوتہ من الاجر  
 ہی ابو هريرة کی روایت سی اور یہ حدیث برسیل ڈرانی اور خوف دلائلی کی وارد ہوئی ہی کہ روزہ توڑ فی میں کتا گناہ ہی اور کتا ثواب جاتا رہتا

فانه لايجز فضيلة الصوم المفروض بضموم الدهر كله نافلة وليس معناه انه لو صام الدهر كله بنية قضاء  
 کیونکہ فضیلت فرض روزه کی ساری عمر کی نقل روزہ نشی نہیں حاصل ہوتی اور یہ مراد نہیں ہے کہ اگر تمام عمر رمضان کی ایک روزہ کی بدلہ

يوم من رمضان لا يسقط قضاء ذلك لان الاجماع على انه يجزیه قضاء يوم مكانه اصام مع الكفارة  
 قضا کی نیست سی روزہ کی کما کرے تو اسکی زمرہ سی قضا اور سدن کی ساقط نہیں ہوتی کیونکہ سب کا اتفاق ہو چکا ہے کہ اسکی بدلہ ایک کی قضا کا فی ہی یا تو ہر روزہ  
 ان كان افطاره بها يوجب الكفارة بما هو غداء او دواء او غير الكفارة ان كان افطاره بها لا يوجب الكفارة  
 کفارہ کی اگر کوئی افطار ایسی چیز سے کیا جس میں کفارہ واجب ہوتا ہے جیسی غذا اور دوا یا بغیر کفارہ کی اگر ایسی چیز سے افطار کیا جس میں کفارہ واجب نہیں ہوتا  
 مما ليس غداء ولا دواء من المفسدات للصوم فلي هذا فالرخان الذي ظهر في هذا الزمان من قبل الكفرة  
 جیسی نہ غذا ہو اور نہ دوا روزہ فاسد کرنے والی چیزوں میں سے اس بیان پر دہوان یعنی حقہ جو اس زمانہ میں کفار کی طرف سے

العدوة لاهل الايمان وابتلى به كافة الانام من الخواص والعوام هل يفسد الصوم ام لا فالجواب فيه ان قول  
 جواب ایمان کی دشمن میں پیدا ہوا ہے اور اس میں تمام خلقت خاص و عام مبتلا ہو رہی ہیں آیا روزہ فاسد کرتا ہے یا نہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ  
 الفقهاء في عامة الكتب وان كان نصا على ان مطلق الدخان اذا دخل الحلق لا يفسد لكنهم قالوا في تعليله  
 فقہاء کا صریح قول عام کتابوں میں ہے کہ مطلق دہوان اگر حلق میں داخل ہو جاوی تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اسکی علت یہ بیان کی ہے  
 لانه لا يمكن الاحتراز عنه فان الصائم لا يجد بدا من فتح فيه عند التكلم فيدخل الدخان حلقه والقياس  
 کہ روزہ اسلوسی فاسد نہیں ہوتا کہ دہوان میں سے بچاؤ نہیں ہو سکتا کیونکہ روزہ دار کو اسکا کیا علاج کہ بات کرنے میں منہ کھولی اور دہوان حلق میں چلا جاوے اور قیاس

ان يفسد صومه لوصل المفطر الى جوفه بفعله وكونه مما لا يتغذى لا ينافي في الفساد كالتراب والحصاة وهذا  
 میں یہ آتا ہے کہ روزہ جاتا رہی اسلوسی کہ مضر پیٹ میں اسکی اختیاری گلیا اور غذا ہونے فساد کی منافی نہیں ہے جیسی مٹی اور کنکری روزہ فاسد ہوتا ہے  
 التعليل يقتضي ان يكون ذلك الدخان مفسدا للصوم لانه يصل الى جوفه بفعله ويدل عليه ما قالوا قاضيا  
 تعلیل چاہتی ہے کہ حقہ کا دہوان روزہ ٹوٹنیوالا ہو کیونکہ یہ دہوان اختیاری پیٹ میں جاتا ہے اور قول قاضی خان کا فتویٰ میں اسے پروردگار

في فتاواه وان صب الماء في اذنه اختلفوا فيه والصحيح انه هو الفساد لانه وصل الى جوفه بفعله فانظر  
 اور اگر اسکی کان میں پانی ڈالیں تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ روزہ جاتا رہتا ہے اسلوسی کہ اسکی اختیاری اندر جاتا ہے اب دیکھو تو

كيف اعتبر الوصول الى جوفه بفعله في فساد صومه فانه لو اغتسل فدخل الماء في اذنه لا يفسد صومه فعلم  
 اختیار سے اندر جانی کا روزہ ٹوٹنی میں کیسی اعتبار کیا ہے کیونکہ اگر نہانی ہوئی پانی کان میں چلا جاوی تو روزہ نہیں ٹوٹتا اس سے معلوم ہوا

من هذا ان لفعله دخلا في فساد صومه بل لو نظر الى اذنه مستعمله من انه دواء يلزم ان يجب الكفارة  
 کہ روزہ ٹوٹنی میں اختیار کو دخل ہے بلکہ اگر حقہ نوشونکی دعویٰ کو خیال کرو کہ حقہ دوا ہے تو لازم آتا ہے کہ کفارہ ہی واجب ہو

لان الاصل في وجوبها وصول الغذاء والدواء الى الجوف من المسلك المعتاد في نهار رمضان على وجهه  
 اسلوسی کہ قاعدہ کفارہ واجب ہونے کا یہ ہے کہ غذا یا دوا اندر کی طرف عادت کی راہ سے رمضان میں دن کو قصداً داخل ہو

وهذا المعنى على تقدير صدق دعوى يكون موجودا فيه ثم انه في غير حال الصوم حل استعماله اطلاقا  
 اور یہ امر اگر ان کا دعویٰ سچا ہے تو حقہ میں موجود ہے یہ یہ بات کہ حقہ خالی دھون میں فی روزہ یا جیسا حال ہے یا نہیں تو

فيه الا قایل والحق الذي عليه التعويل ان الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يترتب عليه فائدة  
 اس میں بہت گفتگو اور حقائق جیسے اعتماد ہے یہ ہے کہ اختیاری کار جو مکلف کی قصد سے صادر ہو تو اگر اس میں کوئی فائدہ دین کا

دينية او دنيوية فهو داي بين العبد والله ولم يفرق بين هذه الثلاثة في كتب اللغة ولا بد من الفرق  
 یاد نکا کہ نہ تو وہ کلمہ یا عبت یا لعب اور ہو ہوتا ہے اور لغت کی کتابوں کی اندر اس میں کچھ فرق نہیں لکھا اور فرق ضرور چاہی



لغطف بعضهم على بعض في القرات وهو على ما ذكره بعض الفحول وكان حقيقاً بالقبول ان العيب الفعل الذي  
اسواسطى له قرآن من ابيك كوايك يرد عطف كما هي اورده فرق موافق بيان بعض علماء الكي جولايق قبول كرنى كي هي ييه هي كه عيب وه كار هوتا هي  
ليس فيه لذة ولا فائدة واما الذي فيه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ النفس  
جسمين به كچه لذت او نه كوئى فائده اور جس كا رمين لذت هو پر بي فائده وه لعب هوتا هي اور اليسي هي لهوي پر لهو مين حظ نفس زياده هوتا هي  
بحيث ليستغل به عما يهونها وكل حرام لا نها لم تذكر في القران الا على طريق الذم فلما علم حرمة اللعب للهو  
استدرك ان شي شغل مين اور ضرورت كو بهول جاتا هي اور ييه سب حرام هين اسواسطى كه قرآن مين جهان انكا اكر هي سو جو كي طور پر هي جب لعب اور لهو  
والعيب علم حرمة استعمال ذلك الدخان لدخوله اما في اللعب واللهو وفي العيب بل هو بالعيب النسب  
اور عيب كي حرمت معلوم هوئي تو حرمت حققة پيني كي هي معلوم هوئي كيونكه حققه يا تو لعب هوگا يا لهو هوگا يا عيب هوگا بلكه حققه كو عيب سي زياده مناسب هي  
نخلوه عن اللذة التي في اللعب للهو والهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له بتسويل شيطاني خبيث  
ايكونكه لذت خالي هي جو لعب اور لهو مين معتبر هي ان شايد بعضي حققه نوشون كو شيطاني آراستگي سي لذت حاصل هوگی سوئی اب

فی اللعب او اللہو لکن لا یكون فیہ شئ من الفائدة اصلا من الفائدة الدینیة وهو ظاهر ولا من الفائدة  
 لعب اور لہو میں داخل ہوگا لیکن حقہ میں کوئی فائدہ ہرگز نہیں ہے نہ تو دین کا یہ تو ظاہر ہی اور نہ کوئی فائدہ

الدينوري لا يوصله شيء من الغذاء او الدواء اصل بل هو مضر لا طباق الاطباء على ان مطلق الدخان  
دنيا كما كيونكه نه اسمين سرگز امكان غذا كا هي نه دو كا بلكه وه ضرر سان جي كيونكه تمام طبيب اسپر متفق مين كه مطلق دهبوان

مضر قال بن سبينا لولا الرخان والقتام لعاش بن ادم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة  
ضرر كذا هي شيخ ابن سبينا كذا هي اگر دھوان اور غبار ہوتا تو ابن آدم ہزار برس جیا کرتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیز سی بچنا چاہی اور چار چیز کا استعمال چاہی

ولا حاجة لكم الى الطبيب تجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعليكم بالدرسم والحلوى والطيب والمحمام  
 ہر طبیب کی کچھ جت نہیں بچتی رہو دیوٹین اور غبار اور بدبو سی اور استعمال کیا کرو جگنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام

وذكر في القوانين ان جميع اصناف الرخام يحفف بحجارة الارض وفيه نارية يسيرة قال بعض الفضلاء  
 اور قانون میں نہ لور ہی کہ دہوئیں کی تمام قسمیں باعتبار ایسی جوہر ارضی کی محفف ہیں اور اس میں کچھ ناریت ہوتی ہی بعضی فاضل کہتی ہیں

فإذا كان مجففاً يكون مجففاً للرطوبة البدنية فيؤدي إلى حصول أمراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب  
جب وهو ان مجفف هوا تویدن کی رطوبت کو خشک کر لیا پہر اس سے بہت سی بیماریاں پیدا ہونگی تو اسکا برتنا جائز نہیں ہے اس واسطے کہ

صيانة النفس عن حقوق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض اطباء  
او يضاب الاحتساب بهن المذكورين كمنفعة استعمال كرايم هي

قد يعالجون بعض الأمراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه فكيف يجد المنعم عن استعمال جميع اصنافه  
 طبیب بعضی بیماریوں کا علاج بعضی قسم کی دھوئیں سے کرتی ہیں یہاں سے اسکا فائدہ ظاہر معلوم ہوتا ہے تمام قسم کی دھوئیں سے ممانعت کرنی کیونکہ صحیح ہے

فالجواب انہم يعالجون به لحظة بسيرة لاعلى الدوام حتى يحصل فاذا كرم من التخفيف فالنقل فاذا كرم من التخفيف  
خسكى بيا هو پير اگر كوى به اعراض كرى كخسكى حرم

لا یضر فی البالغی لکثرة رطوباته وانتفاعه بتخفیفها واما وجه المنع فالجواب ان حد الانتفاع به هجوع ریل فانی

ب اس کے دریافت کی واسطی بڑا حاذق طبیب چاہیے جو آدمی کی مزاجیوں سے واقف ہو اور اس مقدار کو جانی جس میں نفع ہو تا ہو اور نہ ہی تو عمل کرے یا نہ کر جائے نہیز کی

اصلا لوقوع التردد بین السلامة وعدمها فان العدل من كانوا استعمالوه قد اختلفوا فیہ فمنهم  
 اسواسطی کہ سلامتی اور عدم سلامتی میں شک ہے کیونکہ منصف عادل حقہ نوشون کو اس میں اختلاف ہے بعضی اذہین سی  
 من يقول بضره ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذي جانب الحر  
 ضرر کی قائل ہیں اور بعضی کہتے ہیں ضرر نہیں ہے اور بعضوں کو ضرر میں شک ہے لیکن اکثر اشخاص کہ حق بات ان کی طرف  
 الیہ اقرب يقول انه في ابتداءه يجر ثقل في الجسم وحلة في البصر وهضم في الطعام ونشاط في الاعضاء  
 قریب تر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہتی ہیں کہ حق پہلی تو جسم میں قوت پیدا کرتا ہے اور نگاہ میں تیزی اور کھانسی کا ہضم اور اعضا میں سرور  
 فاذا حصلت المدامنة يورث غشاوة في البصر وثقل في الاعضاء وامساك في الهاضمة وضعف في البدن  
 پھر جب مداومت ہو جاتی ہے تو یہاں سے پھر پڑھ کر تا ہے اور اعضا میں گرانی اور ہضم میں امساک اور بدن میں سستی  
 وذلك لانه كما قال الاطباء محقق مع نوع حرارة فيفعل في ابتداءه ما ذكره أولا وفي انتهاه ما ذكره ثانيا على انه  
 اور یہ اس لئے کہ جیسا طبیب کہتے ہیں کہ دھواں خشکی کرتا ہے کچھ حرارت سی سوئی پہلی پہلی وہ ہے اثر کرتا ہے جو پہلی بیان کیا اور آخر کو وہ کرتا ہے جو پھر بیان کیا  
 لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه لم يكن دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا  
 اگر فائدہ ثابت ہو تو بعد فائدہ کی استعمال کی ممانعت اس لئے ہے کہ حقاب دوا ہوا اور دوا کا استعمال بیماری جانی کا بعد جائز نہیں ہے کیونکہ دوا  
 لم يجد مرضا ينزله ياخذ من البدن فيؤدي الى الضرر واما يؤدي الى الضرر فيمنع من استعماله وان كان فيه  
 اگر بیماری کو نہیں پاتی کہ جس کو دفع کری تو پھر بدن میں اثر کرتی ہے بہر اوس سے ضرر ہوتا ہے اور جس چیز میں ضرر ہوتا ہوا اس کا استعمال کرنا منع ہے اگرچہ وہ میں  
 فعم الا ترى ان الخبر المحرم بالنص قد خبر القرآن بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر  
 فائدہ یہی ہو کیا معلوم نہیں کہ شراب جو صریح آیت سی حرام ہے قرآن میں اوسکی فائدہ کی خبر نہ کر رہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تجھے پوچھتی ہیں حکم شراب مجھ کو  
 قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يحسب جانب الضرر حتى قال الفقهاء  
 کہہ انہیں گناہ بڑا ہے اور فائدہ بھی ہیں لوگوں کو لیکن نفع کی جانب سے اگر ضرر کی جانب مقابل ہو جاتی ہے تو ضرر کی جانب محفوظ ہوتی ہے یہاں تک فقہاء کہتے ہیں  
 لو كان في شيء وجوه شتى توجب الحل والجواز ووجه واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة  
 اگر ایک چیز میں کئی وجوہ ہوں جس سے حلت اور جواز لازم آتا ہوا اور ایک وجہ ایسی ہو جس سے حرمت اور عدم جواز لازم آتا ہو تو اب واسطی احتیاط کی  
 احتیاطا فان قيل ان المستعملين له يدعون انهم يجدون عقيب استعماله خفة في البدن فكيف يصح القول  
 مت کی جانب کو غالب کہیں گی اگر کوئی اعتراض کری کہ حقہ نوش دعویٰ کرتی ہیں کہ حقہ پیتی کی بعد بدن میں خفت پیدا ہوتی ہے پھر کیونکر کہتی ہو  
 عدم النفع فيه فالجواب على ما ذكره بعض المتناولين لتجربة نفعه وضرره ان المستعملين له يحصل لهم  
 اس میں فائدہ نہیں ہے پس جواب موافق بیان بعضی حقہ نوشوں کی جنہوں نے اوسکی نفع ضرر کا تجربہ کیا ہے یہ ہے کہ حقہ نوشوں کو حقہ پیتی ہوئی  
 قال استعماله الم شديد فعند فراغهم عنه ينجون من ذلك الالم ويحصل لهم راحة فيظن هؤلاء المتنا  
 یہ سخت الم ہوتا ہے جب وہ پی چکتے ہیں تو تب اوس الم سے نجات ہوتی ہے اور ایک طرح کی راحت ملتی ہے سو یہ بیچاری یہہ جانتی ہیں  
 ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا يدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله ثم ان  
 کہ یہہ راحت حقہ پیتی سے حاصل ہوئی ہے یہہ نہیں سمجھتی کہ یہہ راحت حقہ موقوف کرتی ہے ہوئی ہے  
 نافي معرفة حرمة الاشياء وابطاحتها وجها حسنا يرجع الى الاصول وهو ان الحق في الاشياء قبل البعثة  
 ری پاس واسطی دریافت اشیاء کی حرمت اور اباحت کی ایک خوب وجہ ہے اصول سے متعلق ہے وہ یہہ ہے کہ حق یوں ہے کہ بعثت سے پہلی  
 ان لا يكون فيها حكم وبعد البعثة اختلف العلماء فيها على ثلاثة اقول الاول انها متصفة بالحرمة الا  
 شیا میں کوئی حکم حلت اور حرمت کا نہیں تھا اور بعثت کی بعد علماء کی تین قول اختلاف میں ہیں اول یہہ کہ تمام اشیاء حرام  
 مگر

علاوة یہی



مادل دليل الشرع على اباحتها والثاني انها متصفة بالاباحة الامادل دليل الشرع على حرمتها والثالث  
 جسكو دليل شرعي في مباح كرويا اور دوسرا قول تمام اشياء مباح مگو جسكو دليل شرعي في حرام كرويا اور تيسرا قول  
 وهو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهوان المضار متصفة بالحرمة بمعنى ان الاصل فيها الحرمة وان المنافع  
 جو صحيح هي كه انكيا مين تفصيل هي كه توهم اشياء ضرر رسالي تو حرام يعني اصل او مين حرمت هي اور اشياء نفع مند  
 متصفة بالاباحة لقوله تعالى هو الذي خلق لكم في الارض جميعا فانه تعالى ذكره في معرض الامتنان  
 مباح مين واسطى اس آيت كي وهي هي جسي بنايا تباري واسطى جو كچه زين مين هي سب كيئكه اسد تعالى ني بيه آيت منت دي كي جكه پنازل فرماي  
 ولا يكون الامتنان الا بالمنافع المباح فانه قيل هو الذي خلق لاجل ففعلكم جميع ما في الارض من المنافع لتتقوا  
 اور منت دي بدون منفعت مباح كي مين پوسكي گويابه مطلب هو كه اسد تعالى وه هي جسي تباري فانه كي واسطى تمام منفعت كي چيز مين جوز مين پير مين پشيا  
 بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان ايضا فانه لو كان نافعا لكان الاصل فيه الاباحة  
 تاكه اوس هي منفعت لو اسهي تباري قول سي جو صحيح هي حقه كاحكم هي نكلتا هي بيشك حقه اگر مفيد هوتا تو البتة اصل مين مباح هوتا  
 لكن قد ثبت باخبار الحذاق من اطباء انه مضر ولو في الاجل فيكون الاصل فيه الحرمة بل لو وقع في الشك  
 ليكن حاوق طبيبون كي خبر ديني سي ثابت هو چكا هي كه حقه مضر هوتا هي اگر چه انجام مين پير اصل حقه مين حرمت هي بلكه اگر ضرر كرني مين شك هوتا  
 لغلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية فانه عليه السلام قال بالبين والحرام بين وبينهما مشبهات است  
 تو هي حرمت كي جانب غالب هوتي چنا نچه هي قاعده شرعي هي كيئكه پيغمبر صلى الله عليه وسلم ني فرمايا حلال ظاهر هي اور حرام ظاهر هي ان دونو كي پيچين مشبهات مين  
 لا يعلم من كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات وقع  
 جسكو اكثر آدمي مين جاني پير جو شخص شبهات سي پچتا را تو اوسي اپنا دين اور آبرو بچالي اور جو شبهات مين كهس گيا تو حرام مين واقع هوا  
 في الحرام كالراعي يرعى حول الحمى يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه الشبهات فذهب بعضهم  
 جيسي چوپا به بيتر كا گر دچتر چتر بيتر كي انذكر كهس جاتا هي اور علماء ني اختلاف كيا هي ان مشبهات كي حكم مين بعضي تو  
 الى حرمتها لانه عليه السلام قد اخبر في هذا الحديث بان من ترك ما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف  
 او كي حرمت كي قائل هو هي مين اسو طي كه پيغمبر صلى الله عليه وسلم ني اس حديث مين فرمايا هي جس شخص ني ترك كيا اليهي چيز جو جسكا حكم او كسو معلوم نهوا او ساوسكا طي  
 امره يكون دينه سالما مما يفسده او ينقصه ونفسه ناجيا مما يعيبه ويلازم عليه ومن لم يتركه بل فعل يقع  
 نكلتا هوتا تو اوسكا دين مفسدت اور نقصان سي بچا اور او سكي جال عيب سي اور علامت سي بچي اور جس ني ترك نكيا بلكه عمل مين ليا  
 في الحرام وهذا الدخان مما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه  
 تو حرام مين پشيا او حقه كا هي حكم صاف معلوم مين هي اور او سكا حال كهلا هو انمين هي پير جيني او سكو ترك كيا نه پيا تو اوسكا دين  
 سالما من الفساد والنقصان ناجيا من العيب واللو مدين لانام ومن لم يتركه بل استعمله يقع في الحرام وذهب  
 فساد اور نقصان سي بچا هو اي خطت كي طرف سي نه او سكو كچه عيب هي نه علامت اور جيني ترك نكيا بلكه پيا حرام مين پشيا اور  
 بعضهم الى كراهتها لما جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال الامور ثلاثة امر تبين لك بشدة فاتبعه وامر تبين  
 بعضي علماء مشبهات كي كرايت كي قائل هو هي مين اسو طي كه اور حديث مين آيا هي كه آپ ني فرمايا تين چيز مين مين كيئكه جسكي خولي جسكو معلوم هو گي او كي پير ترك  
 لك غيبة وامر اختلف فيه فدع ما يريبك الى ما لا يريبك ولا شك ان امر الدخان مما ارب ووقع في الاضرار  
 عيب جسكو معلوم هو گيا تو اوسكي پير ترك كيئكه هي جسيين اختلاف سواب چيو مشكوك كوطرف غير مشكوك كي اور شك مين كه حقه كا حال اليها هي جسيين شك اور اضطرار واقع  
 واقل مراتبه الكراهة ولا يظن انه ينتهي الى درجة الاباحة بتعلل كثير من يتعاطاه انه نافع لكل داعواهم  
 او سكا مرتبه كم سي كم كرايت كا هي بهر خيال مين مين آتاكه اباحت كي درجه كو پيچ جاوي اكثر حقه نوشون كي علت بيان كرني سي كه حقه هر مرض كي دوا هي











یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی یتوفاه الله تعالی ثم اعتکف ازواجه من بعدہ قال الزہری  
 رمضان کی پچھلی عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف کرتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فی اوکو وفات دی پھر اونکی اچھڑاواج مطہرات کرتی رہیں زہری کہتا ہی  
 عجباً من الناس کیف یترکون الاعتکاف ورسول اللہ علیہ السلام کان یفعل الشیء ویترکہ ولم یترک الا ف  
 لو کونی تعجب آتا ہی کہ اعتکاف کبسا چھوڑ رکھا ہی اور حال یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کار ہو کرتی ہی اور چھوڑ ہی دیتی اور اعتکاف  
 حتی قبض ثم الاعتکاف فی اللغۃ الاقامة علی الشیء وحبس النفس علیہ وفي الشرع الاقامة فی المسجد واللبث  
 ایک شی پر قایم رہنا اور اوس شی پر نفس کو روکنا اور شریعت میں نیت کی ساتہ مسجد میں دیکھ ہی  
 اخیر دم تک نہیں چھوڑا پھر اعتکاف کی معنی لغت میں

فہ مع النیۃ اما اللبث فترکہ واما المسجد والنیۃ فشرطہ والمعنی اللغوی موجود فیہ مع زیادۃ وصف  
 درنگ کر فی معنی پڑی رہنا تو اعتکاف کا رکن ہی اور مسجد اور نیت اعتکاف کی شرط ہیں اور لغوی معنی ہی شرعی مضمون میں زیادتی وصف کی ساتہ  
 رہنا

وهو سنة مؤكدة فی العشر الاخير من رمضان لانه علیہ السلام واظب علیہ بعد ما قدم المدينة الى  
 پائی جاتی ہیں اور اعتکاف سنت مؤکدہ ہی رمضان کی پچھلی عشرہ میں اسو علی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سی مدینہ میں تشریف لائے تو اعتکاف ہمیشہ کرتی رہی

ان توفاه الله تعالی فان قيل المواظبة من غیر ترك دليل الوجوب فلم یجب الاعتکاف فالجواب انه علیہ  
 یہاں تک کہ اللہ فی اوکو وفات دی اگر کوئی اعتراض کری ہمیشگی ایک عمل کی بدون ترک کی وجوب کی دلیل ہوتی ہی پھر اعتکاف واجب کیوں نہیں ہوا تو جواب  
 کان فی حق الوجوب بعد المواظبة علیہ ینکر علی تارکہ ولم ینکر علی من ترک الاعتکاف فعلم انه لیس بواجب

کہ نبی علیہ السلام عمل واجب کی باب میں بعد مواظبت کی اوس عمل کی تارک کو برا جانتی ہی اور اعتکاف کی تارک پر کہی انکار نہیں کیا اس سی معلوم ہوا کہ اعتکاف  
 بل هو سنة مؤكدة علی طریق الکفاية فی العشر الاخير من رمضان وفي غیرہ من الايام نفل وانما یجب

واجب نہیں ہی بلکہ سنت مؤکدہ رمضان کی پچھلی عشرہ میں بطور کفایہ کی ہی اور رمضان کی پچھلی عشرہ کی سوا اور وقتوں میں نفل ہی اور واجب تب ہوتا ہی

بالنذر والتعلیق بالشرط واما ما کان بالشرع فهو تطوع ثم ان اقل الواجب یوم حتی لو نذر اعتکاف یوم  
 کہ نذر مانا یا کشتی متعلق کرو لیکن جو اعتکاف شروع کرنی سی لازم ہوتا ہی سو وہ تطوع ہی پھر کم سی کم مدت اعتکاف واجب کی ایک دن ہی یہاں تک کہ اگر اعتکاف

بیدخل المسجد قبل طلوع الفجر ولا تخرج الا بعد غروب الشمس فان قطعه قبل ذلك او افسده یقضیه  
 ایک دن کا نذر مانا تو مسجد میں صبح صادق سی پہلی داخل ہوا اور بعد غروب آفتاب کی مسجد سی نکلی سو اگر غروب آفتاب سی پہلی اعتکاف کو قطع کیا یا فاسد کر دیا تو اسکو

ولو نذر اعتکاف یومین او اکثر بیدخل المسجد فی ابتداء مشروعہ قبل غروب الشمس  
 اور اگر دو دن یا کئی دن کی اعتکاف کی نذر کری تو اعتکاف شروع کریکو مسجد میں غروب آفتاب سی پہلی داخل ہو

ولا یخرج عند تمامہ الا بعد غروبها ولو مات قبل ان یعتکف یلزمہ ان یوصی بان یطعم  
 اور پورا ہونی کی بعد مسجد سی بعد غروب آفتاب کی نکلی اور اگر اعتکاف کرنی سی پہلی مر جاوی تو لازم ہی کہ وصیت کر دی

عنه لكل یوم نصف صاع من الخنطة ولا یصح ما وجب من الاعتکاف الا بالصوم  
 کہ ہر ہر دن کی بدلہ آدم آدم صاع گہون کا مساکین کو دیدین اور اعتکاف واجب بدون روزہ کی اور انہیں ہوتا

حتى لو نذر اعتکاف یوم قد اکل فیہ لا یصح نذره ولا یلزمہ شیء وکذا  
 یہاں تک کہ اگر کسی فی ایک دن کا اعتکاف نذر مانا کہ اوس میں کھا چکا ہوتا تو اسکی نذر صحیح نہیں ہی اور اسکی ذمہ کچھ لازم نہیں ہی اور ایسی ہی

لو نذر اعتکاف لیلة لا یصح لان اللیل لیس محلاً للصوم واما النفل فالصوم  
 اگر رات کی اعتکاف کی نذر کی تو صحیح نہیں ہی اسلی کہ رات کو روزہ نہیں ہوتا اور اعتکاف نفلی میں ظاہر روایت کی موافق روزہ

لیس شرطاً فیہ فی ظاہر الروایۃ وهو قولہما ایضاً فعلی هذه الروایۃ لیس قلہ تقدیر حتی ان من  
 شرط نہیں ہی اور صاحبین کا ہی ہی قول ہی اب اس روایت کی موافق کم سی کم مدت اعتکاف کی مقرر نہیں ہی یہاں تک کہ جو شخص

دخل المسجد ونوى الاعتكاف الى ان يخرج يكون معتكفا مادام فيه ويحصل له ثواب المعتكفين فاذا خرج  
 مسجد من آوى او نكثني تك في وقت من اعتكاف في نيت كرى تو معتكف هو جاوليك جيتك مسجد من مهي كا اور او كوا اعتكاف في لون كسا ثواب ليكا ارجب  
 منه ينتهي اعتكافه وروى الحسن بن ابي حنيفة ان الصوم شرط الصحة فعلى هذه الرواية اقله يوم ثم الاعتكاف  
 مسجد من نكثنيكا تو او كوا اعتكاف پورا هو جاوليك اور حسن امام ابو حنيفة سي روايت كرتا هي كه روزه صحت اعتكاف في شرط هي اس روايت كي موافق كسي كم مدت  
 لا يصح الا في مسجد الجماعة امام ومؤذن يصلي فيه الصلوات الخمس بالجماعة لانه عبادة انتظار الصلوة  
 سوار مسجد جماعت كي جسكا امام اور مؤذن معين هو اور اوسمين پانچون نمازين جماعت سي هوني درست نهين هوتا اسلوسطى كه نماز كي انتظار سي هوني  
 فيختص بمكان يصلي فيه ذلك والمرأة تعتكف في مسجد بيتها اي في موضع صلواتها في بيتها ولا يخرج منه  
 سوا اوسي جگه هوتا چاهي جهان وه نمازين هوني اور عورت اپني كهر كي مسجد من اعتكاف كرى يعني جس جگه اپني كهر من نماز پڑھتي هي پهر اوس جگه سي  
 اذا اعتكفت فيه وليس لها ان تعتكف في غير موضع صلواتها في بيتها وان لم يكن في بيتها موضع الصلوة  
 اگر اعتكاف كيا تونه ثلي اور عورت كو جايز نهين هي كاپني كهر من سوار نماز كي جگه كي اور كهر من اعتكاف كرى اور اگر اوس كي كهر من نماز كي جگه كي معين نهين  
 لا يجوز لها الاعتكاف فيه ولا يخرج المعتكف من المسجد الحاجة شرعية كالجمعة او طبعية كالبول و  
 نوا و اسكو كهر من اعتكاف كرنا جايز نهين هي اور معتكف مسجد سي بدون حاجت شرعي كي باهر نه نكثي جيسي نماز جمعه يادرون حاجت طبعي كي جيسي پيشاب اور  
 الغائط واذا خرج لبول او غائط لا يمكث في منزله بعد الفراغ من الطهور ويخرج الى الجمعة حين تزل الشمس  
 يا خانه اور اگر واسطى پيشاب يا پا خانه كي مسجد سي باهر آيا تو طهارت سي فارغ هو كر كهر من دير نه لگاوي اور نماز جمعه كي واسطى آفتاب دهنی كي وقت وگانه  
 ان كان معتكفا قريبا من الجامع بحيث لو انتظر زوال الشمس لا يفوته الخطبة وان كان تفوته الخطبة  
 اگر مسجد جامع سي نزديك معتكف هو ايسا كه اگر آفتاب دهنی كا انتظار كرى تو خطبة فوت هو جاولي اور اگر جاني كه خطبة هو چكي كا  
 لا ينتظر زوال الشمس بل يخرج في وقت يمكثه ان ياتي الجامع ويصلي اربع ركعات قبل الاذان الذي بين يدي  
 آفتاب دهنی كا انتظار كرى بلكه ايسي وقت روانه هو كي مسجد جامع من جاك چار ركعتين نماز كي اول ثلث سي پيلي پڑھ لي جو منبر كي سامني هوني هي  
 المنبر وفي رواية ست ركعات رعية المسجد واربع سنة وبعد الجمعة يمكث بقدر ما يصلي اربع  
 اور ايك روايت هي كه چهر ركعتين پڑھ لي دو ركعت تحية المسجد كي اور چار سنتين اور بعد نماز جمعه كي اتنا پڑھي كه چار ركعتين  
 ركعات اوست ركعات على حسب اختلاف الاخبار الواردة في النافلة بعد الجمعة ولا يمكث اكثر من ذلك  
 يا چهر ركعتين پڑھ لي موافق اختلاف حديثون كي كه جمعه كي بعد كي نفلون من وارد هوني هين اور اسقدر سي زياده دير نه لگاوي  
 وان مكث لا يضره ولو يوما وليلة لكن لا يستحب له ذلك ولا يخرج لعيادة المريض ولا لصلوة الجنازة ولا  
 اور اگر دير لگاويكا تو كچه نقصان نهين هي اگر چه ايك دن رات تك ليكن بيه خلاف مستحب هي اور بيا سي كي واسطى نه جاولي اور نه واسطى نماز جنازة كي جاولي اور نه  
 لاداء الشهادة وهذا كله قول ابي حنيفة لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعة يفسد الاعتكاف عند  
 گواهي ديني جاولي بيه تمام قول امام ابو حنيفة كا هي اسواسطى كه مسجد من سي بلا عذر نكثنا اگر چه ايك ساعت كي لئي هو او نكثي نزديك اعتكاف كو فاسد كر ديتا هي  
 وهو لا قيس لان الخروج بينا في اللبث وما بينا في الشئ يستوفي فيه القليل والكثير كالاكل في الصوم والحديث  
 اور بيه هي قابل قياس كي هي اسواسطى كه باهر نكثنا الله نكثي كي خلاف هي اور جوشي كسي شئ كي خلاف هوني هي اسمين تهو ايهت سب برابر هي جيسي فده من كمانا  
 في الطهارة وكذا اذا خرج ساعة بعد المرض يبطل لان الخروج بعد المرض من حيث انه لا يغلب وقوعه لم يكن  
 اور وضوء من حدث اور ايسي هي اگر ايك ساعت كي واسطى بيماري كي عذر سي نكثي تو اعتكاف باطل هو جاتا هي اسواسطى كه بيماري كي عذر سي نكثنا باين اعتبارا كه تادرو وقوع هي  
 مستثنى عن الايجاب فصار كانه خرج من غير عذر الا انه لا ياثم بالخروج بعد المرض وكذا اذا خرج بغير عذر  
 ايسي كهي هوني هي ايجاب سي مستثنى نهين هو اي سواب گويا بلا عذر باهر نكثي آيا ان اتنا هي كه بيماري كي عذر سي نكثني من كنهگار نهين هوتا اور ايسي هي اگر بلا عذر

في الاعتكاف





لا یجوز ولفظ الشائع اذا دار بین المعنی الشرعی والمعنی اللغوی یتعین حملہ علی المعنی الشرعی ما لم یکن لا متعنی بین اور شائع کی کلام اگر دو میان معنوں شرعی اور معنوں لغوی کی دایرہ ہوئی ہی تو وہ معنی جہاں تک ہو سکی شرعی معنوں پر حمل کئی جاتی ہیں اس واسطے الغالب من حال النبی علیہ السلام تعریف الاحکام دون اللغات فعلى هذا یكون المعنی ان وجوب صدقة الفطر کہ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعی کو بیان فرماتی تھی لغات نہیں بیان کرتی تھی اس تقریر کی موافق معنی حدیث کی یہ ہے ہوئی کہ صدقہ فطر کا علی الانسان لغات تین احدیہا کو نہا کفارة لخطایہ وتطہیرا لہ مما صدعہ فی حال الصوم من اللہ واللغو انسان پر دو فائدہ کی واسطی واجب ہوا ہی ایک تو کفارہ ہی اسکی خطاؤں کا اور دوسری پاکیزگی ہی اسکی اعمال کی جو روزہ کی حالت میں ہوا ہو اور لغو الذین لیس فی واحد منہما فائدة دینیة او دنیویة ومن الرث الذي هو الکلام القبیح وما یضاهیہ من الغالب الجاع جنین کوئی فائدہ نہیں ہی نہ تو فائدہ دین کا اور نہ فائدہ دنیا کا اور طہارت ہی رفت ہی یعنی کلام بد اور جو اسکی مانند ہی الفاظ جماع کی لا تحسنات یذہبن السیئات والثانية كونها اقرب للمساکین حتی یكون الفقیر فی هذا الیوم کالغنی فی البیت نیکیان ودر کفر بین برائیوں کو اور دوسرے فائدہ مساکین کی روزی ہی یہاں تک کہ فقیر اس روز قوت حاصل کرے غنی کی مانند ہو جائے اور وجوب القوة وعدم الاحتیاج الی السؤال لانه علیہ السلام قال اغنؤهم عن المسئلة فی مثل هذا الیوم واشاء لدر حاجت سوال کی نہیں رہتی اس واسطی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا انکو سوال کرنی ہی آج کی روز غنی کرو اور یہہ اشارہ ہوا الی ان هذا الیوم انما یكون عید للفقراء اذا استغفروا فیہ عن السؤال بوصول صدقة الاغنیاء الیہم کہ یہ دن فقیروں کی حق میں عید ہے کہ تو انکروں ہی صدقہ لیکر سوال کرنی کی حاجت نہ رہی لان الاغنیاء مکلفون بانفاق المال فی سبیل الخیر وسیر ذلك التکلیف ان المال محبوب الخلق وھم مأمورون اس واسطی کہ تو انکروں کو حکم ہی کہ راہ خیر میں مال خرچ کریں اس حکم میں یہید یہ ہی کہ مال تمام خلقت کو محبوب ہوتا ہی اور انکو محبت الہی کا حکم ہی یحب اللہ تعالیٰ وقد ادعوا ذلک بنفس الايمان لان قولہم لا اله الا اللہ معناه انا قد علمنا واعتقدنا ان اور وہ ہی صرف ایمان کی راہ ہی محبت کا دعویٰ کرتی ہیں اسکی کہ انکا قول لا اله الا اللہ اسکی یہ معنی ہیں ہم نے جان لیا اور اعتقاد کیا کہ لا معبود ولا محبوب الا اللہ فالترصنا عبادتہ ومحبتہ ولا نعبد ولا نحب الا ایاہ فجعل بذل المال معیاً نہ کوئی معبود ہی اور نہ کوئی محبوب ہی سوا اسکی ہو مہنی اسکی عبارت اور محبت اپنی ذمہ پر لی نہ ہم اسکی سوا کسی عبادت کریں نہ کسی کو محبوب رکھیں سوال کا بھی کرنا لہم ومصدق الصدقة من حیث ان جمیع المحبوبا یستبدل فی سبیل المحبوب الذی غلب حبہ فی قلبہم انوکی محبت کا نشان مقرر ہوا ہی اور انکی بھی دعویٰ کی تصدیق ہی اس لحاظ سے کہ تمام محبوب چیزیں ایسی محبوب کی واسطی کہ اسکی محبت دل میں زیادہ تر ہو خیر کرنا کہ فیمن یذل وهو من الذین صدقوا ما عہدوا للہ علیہ ومن لم یذل یكون من الذین یقولون با فکواہم سو جسکی مال خرچ کیا وہ ان لوگوں میں ہی کہ اسے جو عہد کیا تھا وہ سچ کر دیکھا یا اور جسکی مال خرچ کیا وہ ان لوگوں میں ہی جو زبانی وہ باتیں بتاتی ہیں ما لیس فی قلوبہم بل من اتبع ہوہ وجعلہ الہا لنفسہ حتی کاذہ یعبدہ فان من یعمل بہوی نفسہ لا جو انکی دل میں نہیں ہیں بلکہ وہ نہیں ہیں جو اپنی ہوا کی تابع ہیں اور ہوا کو اپنا معبود بنا لیا ہی گویا وہ ہی کی عبارت کرتا ہی کیونکہ جو ہوا نفسانی پر عمل کرتا ہی یہوی نفسہ شیئا الا یرتکبہ ویخالف مولاہ ولہذا قال النبی علیہ السلام لبغض الہ عبد فی الارض عند تو یہ ہوا اسکا نفس جو تمنا کرتا ہی سو ہی کرتا ہی اور مولا کی مخالفت کرتا ہی اسکی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا بدتر معبود کو زمین کا اور بدتر جا گیا ہی اللہ تعالیٰ هو الہوی فعلى هذا یجب علی الکافر فیہ ۱۱۱ نیدرۃ الاشیاء الاول ترک المعاصی فان المعصیۃ خدا کی نزدیک ہوا ہو اس ہی اسکی موافق مکلف ہو اس کے ۱۱۱ دل مواہا کا ترک کرنا کیونکہ معصیت کا ترک کرنا بعض الا زمان الزم وواجب لقولہ تعالیٰ ان عدل وان کان ترکہا لا اگرچہ ہمیشہ ہر اور واجب ہوتا ہی اس دلیل سے مہینوں کی گنتی



الشَّهْرُ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ لِكُلِّ  
 آسَدُكَ بِاسْ بَارَهُ مَهْنِي مِينِ آسَدُكَ حَكَمٌ مِينِ جِسَدُكَ پِيدَاكِي آسَمَانِ وَزَمِينِ اَوْنِيْنِ جَاهِدِيْنِ اَرَبِكِي بِهِي سِيدَا  
 الْقِيَمِ وَلَا تَظَاهَرُوا فِيْهِمْ اَنْفُسَكُمْ يَعْنِي اَنْ عِدَّةَ الشَّهْرِ الْقَمَرِيَّةِ الَّتِي عَلَيْهَا يَدُوْرُ كَثِيْرٌ مِنَ الْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ  
 دِيْنِ سَوَاوْنِيْنِ ظَلَمُ نَكْرُوْ اِيْنِيْ اُوْپَرِ اِيْنِيْ كُنْتِي قَرِيْ مَهْنِيُوْنِ كِيْ جِسْمِ سِيْ بِهِيْتِ سِيْ اَحْكَامِ شَرْعِيْ مُوَافِقِيْ حَكَمِ اَلَّهِ كِيْ مُتَعَلِقِيْ هُوْدِيْ مِيْنِ  
 فِيْ حِكْمِهِ تَعَالَى اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مَثْبُتًا فِي الْوَحْ الْمَحْضُوْطِ مِنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْ تِلْكَ الشُّهُوْرِ اَلَا نَحْنُ عَشْرُ  
 وَهْ تَامَامِ بَارَهُ مَهْنِيْ مِيْنِ لَوْحِ مَحْضُوْطِ مِيْنِ ثَابِتِ جِبْ سِيْ اَسَدُ تَقَالَى فِيْ آسَمَانِ وَزَمِيْنِ كُوْ پِيدَاكِيْ اِيْ اَوْنِ بَارَهُ مَهْنِيُوْنِ مِيْنِ سِيْ .

اربعۃ حرم وہی ذوالقعدة وذوالحجة والمحرّم ورجب وکون هذه الشهور الاربعة المعينة حروما هو الدين  
چار معززین یعنی ذیقعد خالی اور ذالحج بقوه عید اور محرم دہ اور رجب مہرم روزہ اور یہہ چاروں معین مبین جو معزز اور حرم شہری ہیں یہہ طریق  
المستقیم دین ابراہیم واسماعیل علیہما السلام فلا تظلموا فیہن انفسکم بہتک حرمتها وارثکار المعاصو  
راست دین ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا ہی سوئم لگ ان مہینوں کی حرمت تو ذکر اور انکی اندر عمل بد کر کر اپنی جان پر ظلم مت اتارو  
فیہا فان العمل الصالح کما انہ اعظم اجر فیہن كذلك المعصیۃ فیہن اعظم وزر من المعصیۃ فی غیرہن  
کیونکہ نیک کار جیسی ان مہینوں کی اندر ثواب میں زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی گناہ ان مہینوں کی اندر سزا میں بد نسبت اور مہینوں کی سخت ہوتا ہی

وكان المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر وايام العيدين ولياليهما  
اورا ایسی ہی گناہ ماہ رمضان میں اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتوں میں اور شب قدر میں اور روز عید کی دن اور انکی راتوں میں  
اکثر ورا لانه تعالی فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل فيها وجعل ثواب العبادات ونزول  
سزا میں زیادہ ہی اسلئے تعالیٰ نے ان اوقات کو یہ فضیلت بخشی ہی کہ ان وقتوں میں خاص خاص عبادتیں مقرر فرمائیں جو لوگوں میں عمل میں آتی ہیں اور ثواب عبادتوں کا  
الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة هذه الامة فمن لم يعرف هذه النعمة التي كانت عليه فيها  
اور رحمت کا نازل کرنا اور مغفرت کا دینا ان وقتوں میں بہ نسبت اور وقت کی واسطی رحمت اس امت کی زیادہ مقرر فرمایا ہی پہر جو شخص اس نعمت کی قدر نہ سمجھی جو اسکو ان اوقات میں  
بل هتك حرمتها بأرتكاب انواع الذنوب فيها فقد استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى  
حاصل ہی بلکہ ان مہینوں کی حرمت طرح طرح کی گناہ عمل کر کر خراب کری تو بیشک وہ شخص سخت تر عذاب کا مستحق ہی اور اسکا عذاب زیادہ تر جہمی  
سو

ابن یعرف ما انعم علیہ و یعظم ما عظمہ اللہ تعالیٰ حتیٰ یکون عند اللہ عظیما و تعظیم هذه الاوقات  
 عند فی انعام و یا ہی او کو بیچانی اور جس کو اللہ فی عظمت دی ہی او کی تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیک او کو بھی عظمت ملی اور ان اوقات کی تعظیم  
 المست فیہا فمن عجز عنها فاقبل احواله فی التعظیم ان یحترز عما یحرم علیہ و یکرہ لہ  
 نہ سکو تو یہ کم ہی کم تعظیم اس کی حق میں یہہ ہی کہ محرمات اور مکروہات کا نہ کرے سو تمام بدعات  
 ات و کثیر من الناس فی انہ الارض ان فقد  
 انہ ان امور کی نہ کرے

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

هو عدوة وعدو الله تعالى والثالث بعدة من الجنة والرابع قربة من جهنم والخاص جفاء من

جو اسکا ہی اودھا کا دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتھی دوزخ سنی تری پانچویں اپنی جان پر ظلم کرنا

هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي جعلها الله تعالى طاهرة والسابع ايد الحفظة

جسکو سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہی چھٹی اپنی جان کا ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالیٰ نے پاک پیدا کیا ہی ساتویں کرام کا تین کو ایذا دینی

الذين لا يؤذونه والثامن اخزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الارض والليل والنهار على نفسه

جو کہ اسکو نہیں ستاتی آٹھویں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر تکلیف کرنا نوین زمین اور رات دن کو اپنی برائی پر گواہ کرنا

والعاشر خيانتة لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنوب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة هذا فاذا

دسویں تمام عالم کی بدخواہی اسواسطی کہ گناہوں کی شامت سی مینہ برساتا ہو جاتا ہی جب ایک گناہ مین یہ حال ہو تو پھر دیکھو

يكون حال من يفعل فنونا من السيئات لا سيما في هذه الايام المباركات مع ان الخطباء ينادون على

اوس شخص کا جو طرح طرح کی گناہ کرتا ہی کیا حال ہوگا خاص کر ان مبارک دنوں مین باوجودیکہ دعاؤں نصیحت کرینوالی منبروں پر کچا رکھ کر

المنابر ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن امن الوعيد ليس العيد لمن تخرب العود انما

کہی جاتی ہیں کہ عید اوسکی لئے نہیں ہی جوئی کپڑی پہن لی عید اوسکی ہی جو عید سی پناہ مین رہنی عید اوسکی لئے نہیں ہی جو خوشبو مین بسی

العيد للشايب الذي لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزايا التقوى ليس العيد

عید اوسکی ہی کہ توبہ کر کر بہر نہ پہنسی عید اوسکی نہیں ہی جو دنیا کی زینت سی ارایش کری عید اوسکی ہی جو توشہ تقویٰ سی آرایش کری عید اوسکی نہیں ہی

المن ركب المطايا انما العيد لمن ترك الخطايا ليس العيد لمن ببسط البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقا

جو اونٹنیوں پر سوار ہو عید اوسکی ہی جو خطا سی بیزار ہو عید اوسکی نہیں ہی جو فرش فروش بچاوی عید اوسکی ہی جو صراط پر سی سلامت گذر جاوی اور

النبي عليه السلام استماع الملاحم معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروى انه عليه السلام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکی ہیں کہ ملاہی کا سنا تو معصیت ہی اور اوسکی جاوٹ کرنا فسق ہی اور اوس سے مزہ لینا کفر ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ادخل صبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يذعنون

ملاہی کی آواز نہ کرکے ان مین اونٹلیاں دیکھتے ہیں اب یہہ لوگ ایسی ایسی کلمات سننے ہیں اور اوس روایت کی طرف توجہ نہیں کرتے بلکہ تپہ اسلام کا دعویٰ

الاسلام ومحبة الله ورسوله وصمعه زايخالفونهما في الاوه والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام

کرتے ہیں اور اسکا در رسول کی محبت جلتی ہیں اور تمام امر اور نہی مین اللہ رسول کی مخالفت کئی جاتی ہیں اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حکم وقت

يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمتنعون شيئا منها بل يساعدون فيها فمن كان ياكيا فليباد على

ان تمام منہیات کو دیکھتی ہیں اور سمیع ہی نہ منع نہیں کرتی بلکہ اوسمیں اور مدد دیتی ہیں اب جو کوئی روی تو چاہتی کہ اسلام کی

الاسلام وغرته اذ قد عاد الاسلام غريبا كما بد اغريبا نعم ان هذه الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان

غریب ہو روی کیونکہ اسلام اب ویسا ہی غریب ہو گیا جیسی غریب شروع ہوا تھا ان یہ دن فرح اور سرور کی ہیں پر یوں چاہی

يكون اظهار الفرحة والسرور فيها بما كان صباحا او مستحبا كالاعتسال والتطيب ولبس احسن الثياب

کہ خوشی اور سرور ایسی اسباب سامان سی ظاہر کری جو مباح یا مستحب ہووی جیسی نہانا اونچے شیعہ لگانا اور اچھی اچھی مباح کپڑی پہنی

المباحة التي تكون جديدة او غسيلة على ما سيجي لا بما كان حراما كلبس الخمر والخوض في الباطل لان العيد

کہ وہ یا نئی ہوں یا دھوئی ہو چکا ہوں چنانچہ آگے آتا ہی حرام سامان سی نہ کری جیسی حرام کپڑا اور باطل باتوں مین گستاخاں کہ عید کو

انما سمي عيدا لانه تعالى يعود فيه بالامؤمنين بالمغفرة والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية والطغيا

اسی لئے عید کہی گیا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں پر مغفرت اور احسان کرتا ہی پھر ان پر یہی واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی نہ کریں



حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والنكد لان وقد حكى عن بعض العارفين انه

تاکہ سعادت ملد اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہو۔ بد بخت اور ٹوٹی والوں میں نہیں اور بعض عارفوں کی حکایت کرتی ہیں کہ وہ

فَرِيْدُ الْعِيَادِ بِمَرْحُومَةِ الْعَبَّاسِ وَيَضْحَكُونَ فَقَالَ إِنْ كَانَ قَدْ تَقَبَّلَ مِنْ هَؤُلَاءِ لَزِمَهُمْ أَنْ يَشْكُرُوا وَلَيْسَ هَذَا

عہد کی دن ایک قدم پہنچنے کی گھیل رہی تھی اور ہنستی تھی فرمایا اگر ان لوگوں کی عہد مقبول ہوئی ہی تو ان کو لازم ہی کہ شکر کریں اور یہ شکر گزاروں کی

فَعَلِ الشَّاكِرِينَ وَإِنْ كَانَ لَمْ تَقْبَلْ مِنْهُمْ لَزِمَهُمْ إِنْ يَخَافُوا أَوْ لَيْسَ هَذَا فَعَلِ الْخَائِفِينَ ثُمَّ يَتَّبِعِي أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ بَعْضَ

کام نہیں ہیں اور اگر مقبول نہیں ہوئی تو لازم ہے کہ خدا کا خوف کریں اور یہ قرینہ الہی کی کام نہیں ہیں پھر سمجھنی کی بات ہے کہ بعض لوگ

الناس قد علموا ان صوب الدف والغناء يوم العيد جائز لما روى عن عائشة ان ابا بكر قد دخل عليها يوم  
 كدف دائره بجائنا اور گانا عید کے دن جائز ہے اس کے روایت یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے اور ابوبکر عید کے

تھی ہیں کہ وہ سرورِ بجا اور کاما عیسیٰ کی دن جابر ہی اسٹی کہ روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلی بیان عیسیٰ

ان آئی اس وقت اونکی پاس دو لڑکیاں گاتی تھیں اور دف بجاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرا۱ اور پی ہوئی تھی اولن لڑکیوں کو ابوکرنی منع کیا تو نبی صلی اللہ

جہہ فقال دعہما یا ابابکر فان لكل قوم عیداً فهذا عیدنا فان هذا الحديث وان كان يدل علی ان

علم الی منہ کہو کر فرمایا ابو بکر جانی دی کیونکہ ہر قوم کی عید ہوتی ہے جہاں عید ہے اب یہ حدیث اگرچہ اونکی قول پر جو جائز بتاتی ہیں دلالت کرتی ہے

كن ليس كما زعموا اذ قد ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث مذكور غير معمل به لقوله تعالى ومن الناس

• دیون نہیں ہی جو وہ لہتی ہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ یہ حدیث متروک ہے اس حدیث پر عمل نہیں ہے واسطی اس آیت کی ایک لوگ ہیں

من یستتر بهو الحدیث فان المراد من هو الحدیث علی ما ذکر فی معالم التنزیل عن ابن مسعود و ابن عباس  
 فرید الدین کبیر کی رائے کہ کنکر مراد لہ الحدیث ہے حجت من ہے موافق تمام معالم التنزیل ہے ابن مسعود و ابن عباس

عكرمة وسعيد بن جبيل الغناء وما في معناه من المعازف والمزاهر والمراد من اشتراه اختباره والمعنى ان بعضا

اور جو اسکی مثل ہی گان اور مزمار بجاتی اور اشتراء سی مرادی پستہ کرنا یعنی بعضی ایسی لوگ ہیں

الناس يختار الغناء وما في معناه من العارف والمزمار ليُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَ هَاهُوًا

و غنا کو پسند کرتی ہیں اور اس کی مثال کو سرود اور مزار تا بچلاوین اسد کی راہ سی بن سبھی اور پھر اوین اسکو ہنسی

لِيَكُ هَذَا عَذَابٌ مُّجِينٌ فَذَلِكِ الْآيَةُ عَلَى تَحْرِيمِ الْغَنَاءِ وَمَا فِي مَعْنَاهُ مِنَ الْمَلَاهِي وَيَدُلُّ عَلَى هَذَا أَيْضًا نَاقِشَةُ

جہاں اولاد نہ تھی یہہ آیت عباد کی حرمت پر دلالت کرتی ہے اور جو اولیٰ مثل ہوں چیزیں ہیں اور حرمت اس سے ہی معلوم ہوتی ہے کہ

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ الْمَمْنُونِ (النور: ۲۵) اَلَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

بنا ہوئے ہیں۔ ان کے لئے دعا ہے کہ وہ ہم کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی سبقت لے جائیں۔

نَهَا تَجِبُ عَلَى كُلِّ مَسْلَمٍ حَرَّغَتِي وَالْغِنَى الَّذِي هُوَ شَرْطُ لُجُوبِهَا أَنْ يَمْلِكَ نَصَابًا أَوْ مَا يَكُونُ قِيَمَتُهُ نَصَابًا أَوْ أَضَاهَا

رقۃ الفطر ہر ہر مسلم آزاد تو انگریز واجب ہی اور مقدور جو واسطی وجوب صدقہ فطر کی چاہی اتنی ہی ہے کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی شی کا مالک کہ اس کی قیمت فضائی

من حاجته الأصلية ولا يعتبر فيه وصف النماء فمن كانت له دار لا يسكنها فيوجرها أو لا يوجرها تعتبر قيمتها

بہت حاجت اصلی سی زیادہ ہوا و نامی ہونا یعنی بڑھنی والی چیز ہونا کچھ ضرور نہیں یہ زکوٰۃ میں معتبر ہی جو جسکی پاس ایک ہر سو کو جسمین و انہیں کرتا ہر کرایہ دیتا ہو

[illegible]

بدان بکن مشغول رہا اور یہی ہمارا اور یہی ہی کوئی طبقہ حاصل ہو تو اب اس کا اصل ہی قیمت اس عمارت میں تعمیر ہوئی کیونکہ جتنا دوسری عمارتیں ہوں

ابا اوسکی برتاؤ میں ہر وہ نہیں ہی جسکی اگلی کو حاجت پیدا ہوگی اسواسطی کہ جو مال ہوتا ہی سوا اوسکی حاجت کہی نہ کہی آہی لگتی ہی یہاں تک

و

لو کان فی دار بکراء فاشترى قطعة ارض بما فی دهرهم وبنی فیها دارا لیسکنها فهو غنی بها لانها فاضلة  
 کما ان کراره کی گهر من رہتا ہو اور ایک اور قطعہ زمین کا دوسرا پیکو مول لیکر رہتی کی لٹی کرنا یا تو اب اس گھر کی ملکیت سی غنی ہو ویکسا اسٹی کی یہ گھر اس وقت کی حاجت  
 عن حاجته الحالية وانما يحتلر اليها فی المستقبل ومن كان له دار فیها بیتان صیفی وشتوی  
 فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو نہ آئندہ میں ہوگی اور کسی مکان میں در مقام ہون گری کا اور چاروی کا

لا یكون بها غنيا ولو كان فیها ثلثة بیوت یعتبر قیمته الثالث فی الغنی وصاحب الثیاب لا یكون  
 غنیا بثلث دسجات احدی البذلة والثانیة للحنه والثالثة للجمع والاعیاد وكذا بالفراش  
 تین جوڑی کپڑی سی غنی نہیں ہوتا ایک روزمرہ کی پہننے کا اور دوسرا کار کا بچو وقت کا تیسرا جمعہ اور عید کی دلوں کا اور سیسی دی در بچو دن کی غنی نہیں

وإن زاد علی الدسجات الثلث من الثیاب وعلی الفراشین یعتبر قیمته فی الغنی والغازی بفرسین  
 اور جس قدر تین جوڑہ اور دو بچو دن سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی میں اور کسی قیمت حساب میں بچاوی کی اور غازی کا مجاہد دو کھڑولسی

لا یكون غنيا وان كان له ثلثة افراس یعتبر قیمته احدیها فی الغنی وما زاد علی الواحد من الدواب  
 غنی نہیں ہوتا اور اگر تین کھڑکی ہوگی تو ایک کھڑکی کی قیمت غنی ہونے میں حساب کیجاوی کی اور جس قدر ایک چوپایہ سی زیادہ ہوگا

لغير الغازی فرسکان او حمارا للدهقان او غیرة او الخادم الواحد یعتبر قیمته فی الغنی وكذا كتب  
 مساوی غازی کی اور شخص کی پاس کھڑا ہو یا گدا رئیس کا نوکی لٹی یا اور کسی یا ایک خادم سی زیادہ تو غنی ہونی کی لٹی اور نایک قیمت حساب میں بچاوی کی اور سیسی  
 التفسیر والحديث والفقہ لاهل ما زاد علی نسخة واحدة من رواية واحدة یعتبر قیمته فی الغنی  
 تفسیر حدیث فقہ کی کتاب میں علماء کی لٹی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہوگی تو ایک روایت میں غنی ہونے کی قیمت اور کسی حساب کیجاوی کی

وكذا ما زاد علی الواحد من المصاحف لمن یحسن القراءة یعتبر قیمته فی الغنی والتمرا من نورین والتمرا من ثمر  
 اور سیسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنی کی باب میں اور کسی قیمت معتبری اور کسان دو بیوں سی اور کبھی کی راجہ مل جاتی سی

لا یكون غنيا و كان له ثلثة ثیران یعتبر قیمته احدیها فی الغنی والبقرة الواحدة یعتبر قیمته فی الغنی  
 غنی نہیں ہوتا اور اگر تین بیل ہوگی تو ایک کی قیمت غنی میں معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنی میں اور کسی قیمت بچاوی کی

والخیز اذا كان له حطة او ملح یعتبر قیمتها فی الغنی وكذا القصار اذا كان له اشنان او صابون یعتبر  
 اور نان پنکی پاس اگر کیوں اور شک ہو تو انکی قیمت وسطی غنی کی معتبر ہوگی اور سیسی ہی رہو گی اگر کسی پاس اشنان یا صابون ہوگا تو غنی کی لٹی

قیمته فی الغنی ومن كان له قوت سنة یساو کصا بأفقیه کلام والظاهر انه لا یعد من الغنی فکن قاضیا  
 قیمت انکی بچاوی کی اور جسکی پاس ایک سال کا کھانا جسکی قیمت نصف کی برابر ہو تو اس میں اختلاف ہی اور ظاہر یہ ہی کہ وہ غنی نہیں شمار کیا جائیہ قول قاضیان فی

فی فتاویہ والمرأة اذا كانت لها جواهر ولالی تلبسها فی الاعیاد وتزین بها للزوج یعتبر قیمتها فی الغنی وكذا  
 اپنے فتاوی میں ذکر کیا ہی اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہوں کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی لہانی کو سنگار کرتی ہو تو غنی کی بابت اسکی قیمت معتبر ہوگی اور

ان كانت لها دار تسکن فیها مع زوجها یعتبر قیمتها فی الغنی ان قدر الزوج علی الاسکان ویبتلعق بهذا النصاب  
 ایسی ہی اگر عورت کی ملک میں گھر ہو جس میں خاوند کی ساتھ رہتی ہی تو اس گھر کی قیمت غنی میں معتبر ہوگی پر اس شرط پر کہ اسکا خاوند گھر دینی کا مقدور رکھتا ہو اور سیسی

حرمة اخذ الزکوة ووجوب صدقة الفطر والاضحية لان الغنی علی ثلث مراتب غنی مجرم علیہ السؤال  
 زکوٰۃ لینی حرام ہے اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتا ہی کیونکہ غنی تین قسم پر ہوتی ہیں ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا

واخذ الصدقة ویجب علیہ صدقة الفطر والاضحية والزکوة وهو من یملک نصابا کاملانا میا وغنی  
 اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اس پر صدقہ فطر اور قربانی اور زکوٰۃ واجب ہوتی ہی ایسا غنی وہ ہی جسکی ملک میں پورا نصاب کامل نامی ہوتا ہو اور



یحرم علیہ السؤل واخذ الصدقة ویجب علیہ صدقة الفطر والاضحیة دون الزکوة وهو من  
 ایسا ہوتا ہی جسکو سؤل کرنا اور صدقة لینا حرام ہوتا ہی اور صدقة فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوة واجب نہیں ہوتی وہ ایسا شخص ہی  
 یمالک ما قیمتہ نصاب من غیران یکون فیہ نماء وغنی یحرم علیہ السؤل لا اخذ الصدقة ولا یجب  
 جسکی پاس ایسی چیز ہو جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز نامی نہ ہو اور ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سؤل کرنا حرام اور صدقة لینا جائز اور  
 علیہ شئی ما ذکر من صدقة الفطر والاضحیة والزکوة وهو من یمالک قوت یومہ وما یستزعرہ ثم  
 اوپر جو جو اور بزرگوار ہو کچھ واجب نہیں ہوتا نہ تو صدقة فطر اور نہ قربانی اور نہ زکوة وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک ٹکڑا کھانا ہو اور بدل کچھ ہی کو کچھ ہی  
 الواجب عندنا نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعیر والصاع ما یسع فیہ الف واربعون درہما  
 پھر تھاری نزدیک کپھوں کا آدھا صاع واجب ہوتا ہی اور پورا صاع چھواری اور جو کا اور صاع وہ ہوتا ہی جسین ایک ہزار چالیس درہم آجودین  
 وهو صاع عمر وکان قد فقد واخرجه الحجج ولذلك سمي حجاجیا والظاهر انہ کان صاع رسول اللہ صلی  
 پھر صاع حضرت عمر والا ہی پھر یہ گم ہو گیا تھا اور حجاج فی نکالا اسی لچ صاع حجاجی کہلاتا ہی اور ظاہر یوں ہی کہ یہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 اذ کان عمر لا یخالفہ فی شئی هذا اذا اعطی صدقة الفطر بالصاع ولوا عطاها بالوزن یجوز ایضا  
 اسکی کہ حضرت عمر کسی باب میں اصلا نکلے نہیں کرتی تھی پھر صاع جب چاہی کہ صدقة فطر صاع ہی ناپ کر ادا کری اور اگر صدقة فطر تول کر دی تو بھی جائز ہی  
 لان تقریر الصاع لما کان بالوزن جاز لا عطاء بالوزن والزبد عندابی حنیفة کالبر وعندها کا  
 اسکی کہ اندازہ کرنا صاع کا جب وزن سی جائز ہو تو ادا کرنا بھی وزن سی جائز ہی اور مولیام ابو حنیفہ کی نزدیک کپھوں میں داخل ہیں یعنی آدھا صاع دینا چاہی اور  
 وقد کرفی الجامع الصغیر ان دقیق البر وسو فیہ کالبر الا ان العلماء قالوا الا ولی ان یراعی فیہما القدر والقیمۃ  
 اور جامع صغیر میں مذکور ہی کہ کپھوں کا آٹھا اور کپھوں کا ستو کیونکہ مثال ہی یعنی آدھا صاع دینا چاہی پر علماء یوں کہتی ہیں کہ بہتر یہ ہی کہ آٹھ اور ستو میں احتیاط  
 احتیاط الضعفاء لاثار الواردۃ فیہما والمعتبر فی الخبر القیمۃ ولا یراعی فیہ القدر اذ لم یرد فیہ اثر والا صل  
 دونو کا ٹکڑا چاہی کیونکہ جو آثار انکی باب میں آئی ہیں ضعیف ہیں اور روئی میں قیمت ہی کا اعتبار ہی اسین اندازہ کی رعایت نہیں ہی اسلئے کہ اسین کوئی اثر نہیں پایا ہی اصل  
 فی هذا البک انما هو منصوص علیہ لا یعتبر فیہ القیمۃ وانما یعتبر فیہ القدر حتی لوادی مکان نصف  
 صدقة فطر میں وہ ہی جو منصوص علیہ ہی یعنی جسکا صفا ذکر ہی اسین قیمت کا اصلا اعتبار نہیں ہی اسین صرف اندازہ ہی کا اعتبار ہی بیان نک کہ اگر کسی کی کپھوں کی آدھی  
 صاع من بر نصف صاع من تمر لا یجوز ان کان قیمت التمر اکثر من قیمت البر واما مالیس بمنصوص علیہ فانما  
 صاع کی جگہ آدھا صاع چھواری کا آدھا کر دیا تو جائز نہیں ہی اگرچہ چھواریوں کی قیمت کپھوں سی بہت زیادہ ہی اور جو اناج صاف مذکور نہیں ہیں تو وہ  
 یلحق بالمنصوص علیہ باعتبار القیمۃ لا بالقدر وعن ابی یوسف ان دقیق اولی من البر لکونہ اقرب الی  
 اسین جنکا ذکر آئی ہی قیمت کر ملا دیتی ہیں اندازہ کی روسی نہیں ملاتی اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ آٹھ کپھوں سی بہتر ہی کیونکہ کھانی میں جلد کھتا ہی  
 المقصود والدرام اولی من کل لکونہا اذ دفع للحاجة علی المكلف الغنی ان یودی ما ذکر من القدر والقیمۃ  
 اور نقد سب سی بہتر ہی کیونکہ نقد سی بہت خوب حاجتین پوری ہوتی ہیں اور مکلف غنی پر لازم ہی کہ فطرہ باعتبار اندازہ یا قیمت کی  
 عن نفسه وعن ولده الصغیر ذکر ان کان اوانشی ان لم یکن للصغیر مال حتی لو کان للصغیر مال یودی  
 اپنی طرف سی اور اپنی اولاد نابالغ کی طرف سی رکھا ہو یا لڑکی جس صورت میں نابالغ کی ملک میں مال نہ ہو ادا کری بیابانک کہ اگر صغیر نابالغ کی پاس مال ہو تو اسکا  
 عنه ابوه او وصیہ من ماله ولا یجب علیہ صدقة ولده الکبیر وان کان فی عیالہ ولا صدقة زوجۃ  
 اب یا وصی اسکی مال میں سی ادا کر دی اور اولاد نابالغ کی طرف سی صدقة فطر باپ پر واجب نہیں ہوتا اگرچہ اسکی عیال میں داخل ہی اور نہ صدقة جو رکھا واجب ہی  
 ولوادی عنہا بغیر امرہا یجوز استحسانا لانہما ذون فیہ عادة ویعطی عن مملوکہ للخدمة ولومدبرا  
 اور اگر اسکی طرف سی اسکی بی بی ادا کر دی تو استحسانا جائز ہی کیونکہ عادت کی موافق اسین اجازت ہوتی ہی اور اپنی غلام کی طرف سی بھی ادا کر دی جو خدمت کی دہائی

اوام ولد او كافرا ولا يعطى عن عبدة للتجارة وعن مملوكه الا بق فان عاد مملوكه عن الا باق بعد ماضي  
 يا ام ولد هو يا كافر هو او سودا كرى كى غلام كى طرف سى دينا لازم نهين هي اورنه بها كى هوئى غلام كى طرف سى پير اگر غلام بها كى هوئى وقت حاضر هو كى روز فطر كا كذا كذا  
 يوم الفطر حتى ان من مات من ماله كى واو لاده قبله لا يجب صدقة وكذا لو ولد له ولدا وملك عبد  
 بهان تكه اگر كوى غلامون مين سى يا اولاد مين سى صبح صادق سى پيلي مر جادى تو او سكا صدقة واجب نهين ربهتا اور ايسى سى اگر بعد صبح صادق كى بچي پير  
 بعد لا يجب عليه صدقة ولو ولد له او ملك عبد اقبله كان عليه صدقة وكذا لو صار غنيا قبله  
 يا كسى قتم كمالك هو كيا تو صدقة واجب نهين ربهتا اور اگر صبح صادق سى پيلي بچي پيدا هو او غلام كى مالك هو تو او سكا صدقة واجب هو كيا اور ايسى سى اگر بچي غنى هو كيا  
 وبعد لا والمستحب اداءها قبل صلاة العيد ولا تله قط بتاخيرها وان افتقر وطال المدة لانها  
 تو واجب هي اور بعد هو تو نهين او صدقة عبيد كى نماز سى پيلي او كذا مستحب هي اور دير كرى سى سا قظ نهين ربهتا اگر چه فقير هو جادى اور اسپر مدت دراز كذا جادى  
 متعلقة بالذمة دون المال ويجوز تقديمها عن وقت وجوبها بلا تفصيل فيه بين مدة ومدة في الصبح  
 كيونكه صدقة فطر ذمه پر لازم ربهتا هي كچه مال پر نهين هي اور صدقة فطر وقت وجوب سى پيلي ديدينا صحيح مذ هب مين جاي نهين كچه مدت كم زياده كا فرق نهين هي  
 ويجب دفع فطر كل شخص الى فقير واحد حتى لو فرقت الى فقيرين لا يجوز لان المنصوص عليه الاغناء  
 اور ايك شخص كا فطر ايك هي فقير كودينا واجب هي كچه كچه كى آدمي صاع سى كندى اگر دو فقيرون كو پادو باو صاع تقسيم كرديگا تو جاي نهين هي اسو طى كچه كچه كچه  
 لقوله عليه السلام اغنوهم عن المسئلة في مثل هذا اليوم ولا يستغنى بآدون ذلك وقيل يجوز دفعها  
 لفظ غنى كودينا هي اس حديث مين كه ان فقيرون كو سوال كرى سى آج كا دن غنى كر دو اور اس سى كتر مين غنى نهين ربهتا اور بعضى كبتى مين ايك فطره  
 الى فقيرين لكن الاول اولى ويجوز دفع ما وجب على جماعة الى فقير لكن الاولى ان يكون الدفع بدفعات  
 دو فقيرون كو هي دينا جاي نهين پر اول مذ هب بهتر هي اور كى شخصون كا فطره ايك فقير كودينا جاي نهين بر اولي بهه هي كه كى بار ايك ايك فطره عليه كر كا پير  
 لا دفعة واحدة لان نصف الصاع من ادنى المقادير يمنع النقصان لا الزيادة فاذا وقع التفرق في  
 ايك دفعه هي نه ديوى اسو طى كه آدم صاع كسى كم مقدار هي سو كتى سى رو كتى هي زيادت سى نهين منع كر تا سوجب دينا مين عليه و كرى  
 الدفع يكون الفقير في الدفعة الثانية في حكم مسكين اخر ولا يجوز دفعها الى صولة وفروعه وماله كى  
 تو كوديه هي فقير دوسرى دفعه مين نيا اور مسكين هي اور صدقة فطر كا دينا اپنى اصل يعنى ما باپ وغيره كو اور اپنى فردع كو بهنى بيا پيلي كو اور اپنى غلامو وغيره كو  
 وغيرهم من لا يجوز دفع الزكاة اليهم ويجوز صرفها الى فقراء اهل الذمة لكن بكرة بخلاف الزكاة حيث لا يجوز  
 دينا جاي نهين هي جن جن كو زكاة كا دينا جاي نهين هي اور صدقة فطر ذمى فقيرون كو دينا جاي نهين پر كروه برخلاف زكاة كى كيونكه زكاة كا دينا  
 دفع الزكاة اليهم الثالث ما يجب على المكلف في هذا العيد الصلوة وقبل الصلوة يستحب للرجل السوء  
 ذميون كو هرگز جاي نهين هي تيرى اس عيدين جو مكلف پر واجب هي نماز هي اور نماز سى پيلي مرد كو مستحب هي مسواك كرى  
 والاغتسال والتطيب ولبس حسن الثياب المباحة بان يكون جديا وغسلا لا حيرا فانه حرام  
 اور نهانا اور خوشبو لگانا اور اچي كپڑى بهنى جو مباح هو نهين نى هو نهين ياد هوئى هوئى هو نهين حرير نهو كيونكه حرير  
 على الرجال حتى الصبيان لكن الاثم على من البسمم والا فطاريا لحواداء صدقة الفطر وصلاة الغداة  
 مردون به بچون تك حرام هي پر گناه او نهري جو او كوى بهنادين فقط اور ميها كهانا اور صدقة فطر او كرا اشراق كى  
 في مسجد حية والتبكير وهو سرعة الانتباه والابتكار وهو المساح سى اسو طى كه عيدين كا نماز توجه اليه ما  
 محله كى مسجد مين اور تبكير يعنى جلد تيار هونا اور ابتكار كى معنى بهان عيدين كا طرف جلد تيار هونا اور پياره پا جانا  
 والرجوع من طريق اخر ثم الخروج الى الجبابة سنة وان وسعهم الجاهل لكن يستخلف الامام من  
 اور دوسرى رسته سى آنا بهر جنگل مين جانا مسنون هي اگر چه مسجد جامع مين تمام نماز آسكى هو نهين ليكن امام كى كيو پيا خليفه كرى

كان عليه صدقة فطر حتى مضى وقت وجوبها طوى الفجر من يوم الفطر  
 لو ان صدقة فطر كذا رشتة واجب هي اور صدقة فطر كذا رشتة واجب هي يوم فطر كى صبح صادق پيلي

منه قوله  
 الحمد لله



یصلی فی المصبر بالضعفاء والمرضى بناء علی ان صلوة العید فی الموضعین جائزۃ بالاتفاق بخلاف  
جو شهر کی اندر نانوئل اور بیابون کو غار پڑاوی کیونکہ عید کی غار ایک شهر میں ہے

الجمعة فانها جامعة للجماة والتفرق بینا فيه ويستحب التكبير فی طریق المصلی لکن عند اضعفاء الجماة  
جموعہ کی جمعہ جگہ جائز نہیں ہے کیونکہ جمعہ جماعت کو جمع کر دیتا ہے اور تفرقہ اسکی خلاف ہے اور عید گاہ کی رستہ میں تکبیر پڑھتی ہوئی جانا مستحب ہے یعنی اندر اندر اندر

فی هذا العید عندهما یجہر به وهو رواية عنه ایضا وعن ابی جعفر انه قال لا ینبغی ان یمنع  
عید الفطر میں آہستہ آہستہ پڑھے اور صاحبین کی نزدیک لپکار کر یہ پڑھے ابو جعفر سی روایت ہے اور ابو جعفر سی روایت ہے کہ عام کو تکبیر سی منع کرنا

العامۃ عن ذلك لقلة رغبته فی الخیر فعلی هذا كان لا ولی یمن ان یکبر والکن لا علی هیئۃ  
اجہا نہیں ہے کیونکہ خیرات کی طرف پہلی ہی اوگلو توجہ کرتی اس روایت کی موافق یہ ہے بہتر ہے کہ تکبیر پڑھا کرین پر سب کو ملکہ

الاجماع والاتفاق فی الصوت ومراعات الانعام فان ذلك كله جرم بل یکبر کل واحد بنفسه واذا  
اور ایک آواز بنا کر راگنی کی تال سم پر نہیں چاہی کیونکہ یہ تمام طریق حرام ہیں بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑھے اور جب

بلغ المصلی قطع التكبير وروی عن ابی موسی الرضا انه یکبر فی کل عشر خطوات مرة حتی یبلغ الجمانۃ  
عید گاہ میں چاہی تو تکبیر موقوف کرے اور ابو موسی رضا سی روایت ہے کہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑھتی ہوئی عید گاہ تک پہنچ جاتی تھی

ولو توجه الرستاقی الی المصلی لیل من فرسہ ونحوه یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة  
اور اگر کوئی گردناح کا رستہ والارات کو عید گاہ میں کوس پہنچا کم زیادہ فاصلہ سی آجادی تو صبح صادق ہوتی ہے تکبیر پڑھنی شروع کرے ہر جگہ کا وقت

وخرج وقت الکراهۃ بارتقاء الشمس یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامة یکبر اوله للافتتاح  
آجادی اور وقت مکروہ آفتاب بلند ہونی سی گذر جادی تو امام لوگوں کی ساتھ دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑھے پہلی تکبیر تحریمہ کی

ثم یضع یدیه تحت ستره ثم یشی ثم یکبر ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرۃ بقدر ثلث تسبیحات  
پھر دونوں ہاتھ ناف کی نیچی باندھ لی پھر سجائے اللہ پڑھے پھر تین دفعہ تکبیر کی ہر تکبیر کی بیچ میں بقدر تین تسبیح کی فرق رکھی

لانها تقام بجمع عظیم وبالموالاة یشتبہ علی من کان بعیدا ویرفع یدیه عند کل واحدة من ثلاث  
اسو اسطی کہ بڑی انہو میں اتفاق ہوتا ہے پی در پی یا فاصلہ کہنی میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی نہ دے اور اپنی دونوں ہاتھ ہر تکبیر کی ساتھ

التکبیرات الثلاث ویرسلہما فی اثنا ین ثم یضعہما تحت ستره بعد الثالثة ویتعذ ویشی ثم یقرأ  
تینوں دفعہ کان تکبیر اور بیچ میں دونوں ہاتھ چھوڑی رکھی پھر بعد تین بار کی ناف کی تلی دستور کی موافق باندھ لی اور غولہ پڑھ کر

الفاتحة وسورة ثم یکبر ویرکم فاذا قام الی الركعة الثانية یبدأ بالقراءة ثم یکبر بعدہا ثلثا یفصل  
سورہ فاتحہ اور ایک کوئی سورہ پڑھے پھر اسے اکبر کہہ کر رکوع کرے پھر جب دوسری رکعت کی واسطی پڑھے تو قرات قرآن کی شروع کرے پھر بعد قرات کی تین تکبیر

بینہن بقدر فاذا کرا فافعل یدیه ویرسلہما عند کل تکبیرۃ ولس هنا وضع ثم یکبر ویرکم فیکون  
اونکی بیچ میں ہی اسبق قدر فاصلہ کی جواب دے کر کیا ہی اور دونوں ہاتھ اوٹھا دی اور ہر تکبیر پر چوڑی رکھی اسوقت میں ہاتھ کا باندھنا ثابت نہیں ہے ہر تکبیر کے رکوع کے

الركعتین تسعا ثلث منها اصلیت تکبیرۃ الا فتاۃ وتکبیرتان للركوع وستۃ منها زوائد ثلث فی الركعة  
اب تکبیرین دون رکعت کی نو ہو گئیں۔ تسعا ثلث اصلیت تکبیرۃ الا فتاۃ وتکبیرتان للركوع وستۃ منها زوائد ثلث فی الركعة

الاولی قبل القراءة والبقیۃ من الخیر والقراءة بعد القراءة ولونسی التکبیر فی الركعة الاولى حتی قرأ بعض  
قرات سی پہلی اور تینوں کے بعد سی

الفاتحة او کلها ثم تذکر یکبر ویجید الفاتحة وان تذکر بعد قراءة الفاتحة والسورة یکبر ولا یجید الفاتحة  
یساری سورہ فاتحہ پڑھے لی ہر تہ یا دای تو اب تکبیر کہہ کر فاتحہ کو دوبارہ پڑھے اور فاتحہ اور دوسری سورہ پڑھ کر یا دای تو صرف تکبیر ہی کی قرات کو دوبارہ

لا یجوز ان یمنع

—

نہایتی

البيان  
في  
الاشهر  
والاين

مختبرین و اخصیبتین انکار و انکار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



عند الامام بروية الهلال فانه يصلي بالناس صلوة العيد من الغد لان هذا تاخير بعد وقد روى

امام کی پاس چاند کی گواہی دین تو اب امام عید کی نماز کو کون کو اگلی دن یعنی دوسری تاریخ پڑا دی کیونکہ لاچار کی من تاخیر ہوئی اور دوا بہت ہی  
ان قوماً شهدوا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الزوال بروية الهلال فامر النبي عليه السلام  
کہ ایک قوم فی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اگر دو پہر ٹہلی چاند کی گواہی دی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا

بالخروج الى المصلي من الغد واما التأخير بعد فلا يجوز ان حدث عذر يمنع من الصلوة بعد  
کہ کل یعنی دوسری تاریخ عید گاہ میں چلین اور بی عذر تاخیر کرنی جائز نہیں ہے اور اگر ایسا عذر پیش آوی کہ جس میں اگلی دن ہی نماز نہ ہو سکی

الغد لا يصلي بعده لان الاصل فيها ان لا يصلي في اليوم الثاني ايضا لكون يوم الفطر واحداً لکن قد ورد  
تو پہر نماز نہیں ہے کیونکہ اصل اس میں یہ ہے کہ اگلی روز ہی نماز نہ پڑھیں کیونکہ یوم فطر ایک ہی ہے لیکن حدیث شریف میں

الحديث بالتأخير الى اليوم الثاني عند العذر فبقى ما وراءه على قضية القياس ثم ينبغي ان يعلم  
اگلی دن تک تاخیر عذر کی حالت میں آگئی ہے سوا اسکی بعد قیاس کی مطابق ممنوع ہے بہر سمجھنی کی بات ہے

ان روية الهلال وان كان سبباً لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا  
کہ چاند کی دیکھنی سے اگرچہ روزہ رکھنا ہی اور روزہ افطار کرنا ہی واجب ہو جاتا ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار

لرؤيته لکن العمل به لا يلزم الا بعد قضاء القاضی ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء  
کہ چاند دیکھ کر ہر عمل اس حدیث کی موافق بدون حکم قاضی کی نہیں ہوتا اسہیواسطی قاضی کی پاس مراجعت کرنی چاہی بہر اگر آسمان میں کچھ

علة سواء كان غيماً او دخاناً او غباراً او نحو ذلك لا يقبل في هلال الفطر الا شهادة رجلين  
رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو یا دھواں ہو یا بخار ہو یا گرد غبار ہو یا مانند اسکی تو ہلال فطر میں گواہی مقبول نہیں ہوگی بدون دو مردوں

او رجل واحدین وکما يشترط فيه العدد يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حق العباد به لا فهم  
یا ایک مرد اور دو عورتوں کی اور جیسی بہر عدد بشرط ہی ایسی ہی بہر شرط ہی کہ گواہ ازاد عادل ہوں اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس سے حق العباد متعلق ہیں

ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو  
اسلی کہ اونکا اس میں نفع ہی سو عید کا چاند اسہی طور پر ثابت ہوگا جسطور اونکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں برخلاف چاند رمضان کی کیونکہ اس چاند سے صرف حق شرع کا متعلق ہے

الصوم فيكتفي فيه بخبر الواحد لحد حرا كان او عبداً ذكر اكان او انثى واما اذا لم يكن في السماء علتاً فلا  
یعنی روزہ سوا اس میں ایک شخص عادل کی خبر ہی کافی ہے ازاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ان اگر آسمان صاف ہو کچھ روک نہ ہو تو اب

شهادة الواحد في هلال رمضان ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر وانما تقبل شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم  
گواہی ایک شخص کی رمضان کی چاند میں اور گواہی دو شخصوں کی عید الفطر کی چاند میں مقبول نہیں ہوگی لب گواہی بہت انہوں کی وصول ہوگی جنکی خبر سے یقین آجادی

واختلفوا في مقدار ذلك فقيل لابد من اهل محلة وقيل لابد من خمسين رجلاً وعن محمد لا بدان يتواتر  
اور اس انہوں کی مقدار میں اختلاف ہے بعضی کہتی ہیں ایک محلہ والی چاہیں اور بعضی کہتی ہیں پچاس مرد چاہیں اور امام محمد سی روایت ہے کہ ہر طرف سے

الخبر من كل جانب والصحيح انه مفض الى رأي الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب  
خبر کا ہر دوری آنا چاہی اور صحیح مذہب یہ ہے کہ حاکم کی رائے پر حوالہ ہے اسواسطی کہ جو علم اونکی خبر سے حاصل ہوتا ہے تو اس سے علم شرعی مراد ہی جس سے عمل

للعمل وهو غلبة الظن لا العلم بمعنى التيقن ومن راي هلال الفطر وحده وشهد عند القاضي ولم يقبل  
کرنا واجب ہو جادی یعنی ظن غالب ہو جادی علم یقین کی درجہ کام اور نہیں ہے اور اگر کسی نے عید کا چاند اکیلی ہی دیکھا اور قاضی کی رو برو جاکر گواہی دی پراونکی گواہی

شهادته فانه يصوم ولا يفطر وان افطر يقضى ولا كفارة عليه ولو راي الامام هلال الفطر وحده لا  
مقبول نہ ہوئی تو اسکو چاہی کہ روزہ رکھنی افطار نہ کری اور اگر افطار کیا تو قضا کری اور اسپر کفارہ نہیں ہے اور اکیلی امام نے اگر عید کا چاند دیکھا تو افطار نہ کری

ولا يخرج لصلاة العيد ومن يراى هلال الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال في المحيط المختار  
 اور عید کی نماز کو ہی نچا دی اور اگر کسی نے عید کا چاند عصر کی وقت دیکھ کر اس خیال سے کہ مدت روزوں کی تمام ہوئی رخصۃ افطار کر ڈالا محیط میں ہمتا ہی  
 فی وجوب الکفارة ولا کثر علی الوجوب ولوان اهل بلدة راوا هلال رمضان صاموا تسعة وعشرين  
 کہ بابت وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثر فقہ کفارہ واجب بتا ہی ہیں اور اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا چاند دیکھ کر انقیس روزی رکھی تھی  
 یوما فشهد جماعة عند القاضي فی اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی  
 کہ اسمیں ایک گروہ نے قاضی کی پاس انقیسویں تاریخ اگر گواہی دی کہ فلاں شہر والوں نے رمضان کا چاند فلاں شب میں تسمی ایک دن پہلی  
 لیلة کذا قبلکم بیوم فصاموا وهذا اليوم یوم الثلاثین من رمضان واهل هذه البلدة لم یروا الهلال  
 دیکھ کر روزی رکھی ہیں اور آج رمضان کی تیسویں تاریخ ہی فقط اور حال یہ ہے کہ اس شہر والوں کو اس شب میں چاند نہیں نظر آیا تھا  
 فی تلك اللیلة والسماء صحیبه لا یبلح لم الفطر خدا ولا یتراک التراویح لان هذه الجماعة لم یشهدوا برویة  
 باوجودیکہ آسمان صاف تھا تو اب ان لوگوں کو اگلی دن افطار کرنا مباح نہیں اور نہ تراویح ترک کریں اسلئے کہ اس گروہ نے نہ چاند دیکھنی کی گواہی دی ہی  
 ولا علی شهادة غیرهم وانما حکوارویة غیرهم واما لوکان شهدوا عند القاضي ان قاضی بلدة کذا  
 اور نہ اور دیکھنی گواہی پر گواہی دی ہی صرف اور دن کی رویت کا حال بیان کیا ہی ان اگر قاضی کی سامنی یہ گواہی دی کہ فلاں شہر کی قاضی کی سامنی  
 لشهد عنده شاهدان برویة الهلال فی لیلة کذا وقضى ذلك القاضي بشا دتهما جاز هذا القاضي ان  
 دو گواہوں نے فلاں شب میں چاند دیکھنی کی گواہی دی تھی اور اس قاضی نے ان کی گواہی کی موافق حکم جاری کیا تو اب اس قاضی کو ہی جائز ہوتا کہ اگلی گواہی کی موافق  
 یقضى بشهادتهما لان قضاء القاضي الاول حجة فیجوز العمل به یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضا الله بلطفه  
 حکم کر دیتا اس واسطی کہ پہلی قاضی کا حکم حجت ہی اور پھر عمل کرنا جائز ہی الہی مہر آسان کر اعمال اپنی موافق رضا کی اپنی لطف اور  
 وكرمه امین یامعین المجلس الثالث والثلاثون فی بیان فضیلة صوم شوال قال رسول الله  
 کرم سی قبول کر یا دو گار تیتیسویں مجلس میں بیان روزہ ماہ شوال کی فضیلت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی  
 من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر هذا الحديث من صحاح المصا بیع رواه  
 جس نے رمضان کی روزہ رکھی پھر اوسکی پیچھی چہ روزہ شوال کی رکھی تو ایسا ہی جیسی تمام سال کی روزی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ اور  
 ابو ہریرۃ وابو ایوب الانصاری وانما كان ذلك كصيام الدهر لان الحسنة تضاعف بعشر امثالها  
 ابو ایوب انصاری کی روایت سی اور یہ روزی مانند روزوں سال کی اسلئے ہیں کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتی ہیں  
 فمن صام رمضان يصير كأنه صام عشرة أشهر ثم اذا صام بعدة سنة ايام من شوال يصير  
 پھر جس نے رمضان کی روزی رکھی تو گویا دس مہینوں کی روزی رکھی پھر اگر بعد اوسکی شوال میں چہ روزی رکھی تو  
 كأنه صام شهرين فيكون المجموع كاثني عشر شهرا فان قيل يفهم من هذا الكلام ان المراد من الدهر  
 گویا دو مہینوں کی روزی رکھی پھر سب ملکر گویا بارہ مہینوں کی روزی ہوئی اگر اعتراض کریں کہ اس کلام سی یہ سمجھا جاتا ہی کہ دہر سی مراد  
 السنة لكن استعمال الدهر بمعنى السنة غير متعارف فی کلام ہم بل هو عند اهل اللغة يطلق علی الابد  
 ایک سال ہی پر دہر کا استعمال سال کی معنوں میں عرب کی کلام میں بایا نہیں جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والی زمانہ ابدی پر بولتی ہیں  
 وقد اتفق ابو حنیفة وصاحباه علی ان الدهر المعروف باللام يكون للمعروف الظاهر ان يحمل علی مدة العمر  
 اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہیں کہ دہر کا لفظ الف لام کی ساتھ یعنی الدہر تمام عمر کی معنوں میں ہی تو اب ظاہر ہوں معلوم ہوتا ہی کہ تمام عمر  
 ولا وجه لحمله علی السنة فالجواب ان الحمل علی السنة هو الحمل علی مدة العمر لان المكلف لا بد ان يصوم  
 معنی میں ایک سال کی معنوں کی کوئی وجہ نہیں ہی تو جواب یہ ہے کہ سال کی معنی یعنی مدت عمر کی ہیں اس واسطی کہ مکلف آدمی کو ضرور ہی کہ رمضان کی روزی



رمضان ثم اذا اعتاد ان يصوم بعد ستة ايام من شوال يكون لمن صام مدة عمره فان قيل  
 رکھی پہر جب یہ عادت ہوئی کہ بعد اوسکی شوال میں چہ روزی رکھا کری تو ایسا ہی کہ اپنی تمام عمر روزی رکھی اگر کوئی اعتراض کری  
 من صام ثم ہر اکمل ای شہر کان ثم صام بعد ستة ايام يكون كصيام سنة بمقتضى قوله تعالى  
 جب کوئی کسی ایک پوری مہینہ کی روزی رکھی پہر اوسکی بعد چہ روزی اور رکھی تو یہ ہے برابر ایک سال کی ہونگی موافق مضمون اس آیت کی  
 مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مَثَلًا فَمَا وَجَّهَ تَخْصِيصَ رَمَضَانَ وَشَوَّالٍ بِالذِّكْرِ فَالْجَوَابُ ان شہر  
 جو کوئی لایا نیکی اوسکو ہی اسی دس گونہ پہر خاص رمضان اور شوال کی ذکر کرنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہ ہے کہ رمضان کا  
 رمضان متعین للصوم وشہر شوال لوقوعه عقبہ کان صیامہ فی الفضل وحقاقہ فی الشرف  
 مہینہ وروزوں کی لئی متعین چلا آتا ہی اور شوال کا مہینہ چونکہ اوسکی بعد اوس ہی متصل ہی تو شوال کی روزی ہی فضیلت میں رمضان کی مانند ہیں اور شرف میں  
 حتی قيل صيام ستة ايام من شوال يلحق بصيام رمضان ويكون لمن صامها مع رمضان كصيام  
 اوسکی ساٹھ ٹی ہونگی میں یہاں تک کہ کہتی ہیں چہ روزی عید کی چاند کی رمضان کی روزوں میں داخل ہیں اور جو کوئی شوال کی چہ روزی ہمراہ رمضان کی ادا کری اوسکو ایسا تو  
 الدهر فرضا فلذلك خصا یا ہما بالذکر من بین سائر الشہور ثم لا فضل ان يكون صومها بعد يوم الفطر  
 ہی گویا تمام سال کی فرض روزی ادا کئی اس لئی خاص ان دونو مہینوں کا تمام مہینوں میں ہی ذکر کیا پہر افضل یہ ہے کہ روزی شوال میں بعد عید الفطر کی  
 متوالية وحكى عن بعض العلماء كراهة صومها متصلا به حرا عن التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم  
 پی در پی ہونا اور بعضی علماء سی مذکور ہی کہ متصلا روزی مکروہ میں تاکہ اہل کتاب کی مشابہت نہ ہو  
 على الفرض لكن كراهة فيه في المختار لان الكراهة انما تكون فيما لا يؤمن ان يعد ذلك من رمضان  
 لیکن مختار مذہب میں کچھ کراہت نہیں ہی کیونکہ کراہت تنبی ہی کہ یہ خوف ہو کہ یہ روزی رمضان میں شمار کئی جائیگی  
 ويكون تشبيها بالنصارى في زيادتهم على الفرض فذكر ان هذا المعنى لا يتفاءل اتصال بفصل يوم  
 اور مشابہت نصاری کی فرض چہ بڑا لینی میں ہو جائیگی اور یہ بات کہ ان ہی جب کہ عید کا روز بچیں آجانی سی اتصال جاتا رہے  
 الفطر مع ان كلامهم يشير الى ان الكراهة في حق العوام لا في حق اهل العلم وروى عن ابى حنيفة انه  
 باوجود کہ فقہاء کی کلام میں یہ اشارہ ہی کہ عوام کی حق میں مکروہ ہی اہل علم کی حق میں مکروہ نہیں ہی اور روایت ہی ابو حنیفہ صلی کہ  
 كرهه متتابعاً ومتفرقاً والمتأخرون من علماء مذهبه لم يروا به باسألكنهم اختلفوا في ان لا فضل  
 مکروہ جانتی ہی پی در پی کو اور جدا جدا کو اور متاخر علماء حنفی مذہب اس میں کچھ باک نہیں جانتی پر اس میں اختلاف کرتی ہیں کہ آیا افضل پی در پی ہیں  
 التتابع والتفرق فان فرقها واخرها عن اوائل الشهر يحصل له فضيلة الاتباع ويكون ابعده من شبهة  
 یا جدا جدا اگر جدا جدا رکھی یا اول ماہ سی گذر کر آخر مہینہ میں رکھی تو اوسکو فضیلت اتباع کی ملجائی ہی اور اختلاف کی شبہ سی ہی الگ ہوتا ہی  
 الاختلاف واما ما قيل هذا شيء وضعه الجهال وكل حديث يروى فيه فهو موضوع فلا ينبغي ان يسمى هذا  
 اور یہ جو کہتی ہیں کہ یہ بات جاہلون کی گھڑ ہی اور جو حدیث اس باب میں مروی ہی وہ سب موضوع ہیں تو یہ طعن سنن کی لائق  
 الطعن لان هذا الحديث ثابت في صحيح مسلم وكل حديث ثبت في احاديث الصحيحين لا يسمى طعن الوضع فيه  
 نہیں ہی کیونکہ یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہی اور جو حدیث صحیح مسلم یا صحیح بخاری میں موجود ہو اس میں عیب وضعی ہونیکا مستوجب نہیں  
 ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس كانوا لا يرون يمتنا في التزوج في شوال ويتطيرون به وهذا من الجاهلية  
 پہر سمجھنے کی بات ہی کہ بعضی آدمی شوال میں نکاح کر نیکو مبارک نہیں جانتی اس میں مدفا لیتی ہیں سو یہ بات جاہلیت کی ہی  
 فانهم كانوا ينشأون بشوال من النكاح فيه وسبب ذلك على ما قيل ان طاعونا وقع في شوال في سنة  
 جاہلیت والی شوال میں نکاح کر نیکو خمس جانتی ہی اسکا سبب یہ کہتی ہیں کہ ایک سال میں ماہ شوال کی اندر وبا طاعون پیدا ہوئی تھی

من السنین ومات فیہ کثیر من العرالیس فتشام به اهل الجاهلیة وقد ورد فی الشرع بابطاله  
 او چنان بہت نئی دہنیں مرگئی تھیں سوال جاہلیت فی اسکو بخش ہوا اور شرع میں اسکا ابطال ظاہر موجود ہے

کما روى عن عائشة انها قالت تزوجني رسول الله صلى الله عليه وسلم في شوال وبنی بی فی شوال فابی  
 چنانچہ عائشہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شوال میں نکاح کیا اور ماہ شوال میں مجھ سے بیاہت کی پہلی  
 نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم كان احظى عنده منى قال للنوى انها قصدت بهذا رجلا كان عليه  
 بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ سے زیادہ بہرہ مند تھی نودی کہتا ہے کہ عائشہ مقصود اس بیان سے رو کرنا اعتقاد

اهل الجاهلية من تطير التزوج في شوال فانهم كانوا تشامون بشهر شوال في النكاح خاصة كما كانوا يشمون  
 اہل جاہلیت کا ہی یعنی ماہ شوال میں نکاح کرنا بد شکونی کیونکہ اہل جاہلیت وہ شوال میں صرف نکاح کرنا کو بخش جانتی تھی جیسی ماہ صفر کو

بشهر صفر مطلقا ويقولون انه شهر مشثوم وكثير من الناس في هذا الزمان يوافقونهم ويتشامون  
 مطلق سب باب میں منحوس جانتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ مہینہ منحوس ہے اور بہت لوگ اس زمانہ میں بھی انکی ساتھی بنکر ماہ صفر کو منحوس سمجھتی ہیں

بشهر صفر ويستمعون فيه عن السفر والتزوج وغيرهما فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشم شوال  
 اور اس مہینے میں سفر اور نکاح وغیرہ نہیں کرتی بیشک خصوصیت نحوست کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہ ہو جیسی ماہ شوال

وغیره غیر صحیح فان الزمان كله من خلق الله تعالى ويقع فيه افعال العباد فكل زمان شغل العبد بطاعة  
 وغیرہ میں صحیح نہیں ہے کیونکہ تمام زمانہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے جس میں تمام عباد اللہ کا بارگاہی ہیں سو جس زمانہ کو آدمی عبادت میں صرف کری

فهو زمان مبارك عليه وكل زمان شغل العبد بمعصية فهو زمان مشثوم عليه والشوم واليمن  
 وہ زمانہ اوسپر مبارک ہے اور جس زمانہ کو آدمی معصیت میں صرف کری وہ زمانہ اوسکی حق میں بخش ہے اور بخش اور مبارک

في الحقيقة هو المعصية والطاعة كما قال عدي بن حاتم من المرء وشومه بين لحبيه يعني لسان  
 حقیقت میں معصیت اور طاعت ہے چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہے آدمی کی برکت اور نحوست دونوں جڑوں میں ہی ملا زبان ہے

وقال ابن مسعود ان كان الشوم في الشئ ففيا بين اللحيين يعني اللسان وما شئ اوجب الى طول السجين  
 اور ابن مسعود کہتی ہیں اگر کسی چیز میں نحوست ہو اگر فی تو اس میں ہی یعنی زبان اور کوئی چیز سوا زبان کی ایسی نہیں جو قید کی زیادہ نکاح

من اللسان وروى عن عائشة انه عليه السلام قال الشوم سوء الخلق فلا شوم في الحقيقة الا المعاصي  
 اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا نحوست بد خلقی ہوتی ہے سو اب حقیقت میں نحوست سوا معاصی اور

الذنوب فانه تسخط الله تعالى فانه تعالى اذا سخط على عبد يكون ذلك شقيا في الدنيا والاخرة واذا  
 گناہوں کی کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ گناہ سے اللہ تعالیٰ بیزار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اگر کسی بندہ سے بیزار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں بد بخت ہے اور اگر

رضى عن عبد يكون ذلك العبد سعيدا في الدنيا والاخرة وبعض الصالحين قد شكى اليه عن  
 کسی بندہ سے راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں نیک بخت ہے اور بعضی صلحا کی پاس عام مصیبت کی جبین

بلاء وقع الناس فيه فقال ما اري ما اثم فيه من البلاء الا بشوم الذنوب فعلى هذا يكون  
 تمام خلق گرفتار تھی شکایت کی جواب دیا جس بلا میں تم گرفتار ہو مجھ کو سوا نحوست گناہوں کی معلوم نہیں ہوتی اس حکایت کی موافق

المعاصي مشوما على نفسه وعلى غيره فانه لا يؤمن ان ينزل عليه عذاب فيم الناس  
 نافرمان بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر منحوس ہی کیا بعید ہے کہ اوسپر عذاب نازل ہو پھر سب کو پکڑ لی

خصوصا من لم ينكر عمله فالبعد عنه لانه وكذا الاماكن التي يفعل فيها المعاصي  
 خاص اُن لوگوں کو جو اوسکی عمل سے انکار نہیں کرتی سو اوس سے دور رہنا لازم ہے ایسی ہی اُن مکانوں سے جہاں معاصی عمل میں آتی ہیں



یازم البعد عنها والهرب منها خشية نزول العذاب على من كان فيها كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لا صحابة  
 در رہنا اور ہاگنا چاہتی اس خوف کی ماری کہ مبادا جو جو اس مکان میں ہیں سب پر عذاب نازل ہو چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی یاد رکھی  
 حین ہر علی دیار نمود بالجہ لا تدرخلوا ما کن ہوکلاء المعتدین الا ان تكونوا باکین خشية ان یصیبکم واصلاً  
 منع فرمایا جب وہ حجر میں دیار قوم شود پر گزری کہ نہ لوگوں حدیثی ہر ہی ہو وکی مکاتولہ میں داخل نہ ہوتا مگر وہی اس خوف کی ماری مبادا پھر ہی وہ غذا  
 فان هجران اهل العصیان من جملة الهجرة المأمورة التي سبب المغفرة الذنوب والخطايا الا ترى ان الذکر  
 جو اونہر آتا آجای بیٹک اہل عصیان سی ملاپ ترک کرنا ہجرت میں داخل ہی جسکا حکم ہی اور باعث بخشش ذنوب اور خطا کا ہی کیا تجکو معلوم نہیں کہ صبی  
 قتل ماہ نفس من بنی اسرائیل مثل عالما من علماءہم هل له توبة فقال له العالم نعم وامر ان ینقل من  
 سو آدمی بنی اسرائیل کی قتل کر آئیں عالموں میں سے ایک سی پوچھا آیا میری کوئی توبہ ہی عالم فی اوکو جواب دیا ان اور اوکو بتایا کہ مفسد  
 قرينة الفساد الى قرية الصلاح وادبركه الموت بينهما واختصم فيه ملشكة الرحمة وملشكة العذاب وادحر  
 گانو میں سی صالح گانو میں چلا جا پھر وہ دونو گانوں کی بیچیں جاتا ہوا مر گیا اب رحمت اور عذاب کی فرشتوں میں جھگڑا ہوا کہ دونوں میں سے اسکو کون ہی  
 اللہ الیہم ان قیسوا بینہما والی زہما کان اقرب الحقوہ ما فوجدها الی القرية الصالحة اقرب برصية الحجر  
 اور اللہ تعالیٰ نے انکو وحی بھیجی کہ یہاں سے کڑی پوچھو جو دیکھو نزدیک ہو اور دہر ملا دو پھر اسکو صالح گانو کی طرف اتار نزدیک پایا جتنا وسیلا پہنچتی ہیں  
 بها برحمة الله تعالى و مغفرته المجلس الرابع والثلاثون فی بیان فضیلة العشر الاول من ذی  
 سوا اللہ کی رحمت اور مغفرت سی ادھر ہی ملا دیا چونیسویں مجلس ماہ ذی الحجہ کی پہلی عشرہ کی فضیلت کی بیان میں  
 الحجۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام العمل الصالح فیہن احب الی اللہ تعالیٰ من ہذہ الايام  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کوئی دن ایسی نہیں ہیں جتنیں عبادت اللہ تعالیٰ کو محبوب تر ہو نہ نسبت ال دنوں کی  
 هذا الحديث من صحاح المصابير رواه ابن عباس والمراد من هذه الايام العشر الاول من ذی الحجۃ بدلیل قوله  
 یہ حدیث مصابیر کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سی اور مراد ہذہ الايام سی الذی الحجہ کا پہلا دہائی اسواسطی کہ اور حدیث میں ارشاد ہی  
 فی حدیث اخر ما من ایام احب الی اللہ تعالیٰ ان یتعبدلہ فیہا من عشر ذی الحجۃ یعدل صیام کل یوم منها  
 کوئی دن نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت اور انہیں محبوب تر ہو نہ نسبت عشرہ ذی الحجہ کی کہ اسہیں سی ہر روز کا روزہ برس دن کی روزوں کی برابر  
 بصیام سنۃ و قیام کل لیلۃ منها بقیام لیلۃ القدر وانما کان العمل الصالح فی ہذہ الايام افضل لانہا ایام  
 اور ہر شب کا قیام قیام لیلۃ القدر کی برابر ہوتا ہی اور ان دنوں میں عمل صالح اسلٹی افضل ہی کہ یہ دن بیت اللہ  
 زیارة بیت اللہ تعالیٰ والمسجد الحرام والبلد الحرام والوقت اذا کان افضل یکن العمل الصالح فیہ افضل  
 اور مسجد حرام اور مکہ کی زیارت کی ہیں اور وقت جب افضل ہوتا ہی تو اسہیں عمل صالح ہی افضل ہوتا ہی  
 وروی عن ابی الدرداء انه قال علیکم بصوم ایام العشر واكثر الدعاء والاستغفار والصدقة فیہا فانی  
 اور ابو درداری سی روایت ہی کہ کہتی ہی اپنی اوپر روزی ان دس دن کی اور بہت دعا اور استغفار اور خیرات لازم کرلو  
 سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الولیل من حرم خیر ایام العشر وعلیکم بصوم الیوم التاسع خاصة فان فیہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ساری افسوس ہی اوس شخص پر جو ان دس دن کی خوبی سی محروم رہا اور اپنی اوپر خاص کر نوین تاریخ کا روزہ لازم کرلو کہ اسہیں  
 من الخیر اکثر من ان یحصیہا العادون وروی انہ علیہ السلام قال یوم عرفة احتسب علی اللہ تعالیٰ ان یکفر السنۃ  
 اسقدر خوبی ہی کہ شمار کر نیوالوں کی اندازہ سی پڑھتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں ایسا گان کرنا ہوں کہ عرفہ کا دن ایک سال گذشتہ  
 التي قبلها والسنۃ التي بعدها یعنی ان من صام یوم عرفة ارجو من اللہ تعالیٰ ان یغفر ذنوبہ الصغائر  
 اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہو جاوی مراد یہ ہی کہ حسنی تاریخ ذی الحجہ کو روزہ رکھا تو امید ہی اللہ تعالیٰ سی کہ اوکی نام صغیرہ گناہ

لواقعة في السنة الماضية ويكون في حفظ الله تعالى وكنفه من اقتران الذنوب في السنة بيان فضيلة

جو سال گذشتہ میں ہوئی ہیں معاف ہو جائیں اور سال آئندہ میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہی کہ گناہ اس سے تمام ہو

في فتاواه ولا بأس بصوم يوم عرفة سواء كان في الحضر والسفر اذا كان يقوى عليه ويكره صوم عرفة وصوم يوم عرفة

ہی فتاویٰ میں کہتا ہے عرفہ کی دن کی روزہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہے برابری مقیم ہو یا مسافر ہو اگر روزہ رکھنی کی طاقت رکھتا ہے اور عرفات میں عرفہ کی دن کا

يوم التروية لانه يعجز عن اداء افعال الحج فاذا اراد العبد ان ينال الثواب والفضائل التي ذكرها النبي عليه السلام

ذبح کی آیتوں تاریخ کاروزہ اسلامی کہ اس کا حج کی ادا کر فی سعی شکر ہے کا اگر آدمی یہ روزہ رکھ کر وہ نواس اور فضیلت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمائی ہے

ينبغي له ان يعرف حرمة الوقت وشرفه ويحفظ فيه لسانه عن الكذب والغيبة وقيم الكلام ويحارح عن الخلق

قرین چاہی کہ وقت عزت اور شرافت کا لحاظ رکھی اور میں اپنی زبان کو جھوٹ اور غیبت اور بیہودہ کلام سے بند رکھی اور اپنی اعضا انکھ اور غیو خطائی بچا دی

ولا تأثم وقلبه عن العجب والكبر وعلو الانام هذا ما بينه النبي عليه السلام من العبادة في يوم عرفة واما الاجتماع

ور اپنی دل کو غرور اور تکبر اور خلقت کی دشمنی سے نگاہ رکھی عرفہ کی دن میں ہر عبادت ہی جو نبی علیہ السلام نے فرمائی ہے

في ذلك اليوم في الجامع او في مكان خارج المصر تشييبا بالواقفين فليس بشئ لان الوقوف عبادة مخصوصة بعرفات

مسجد جامع میں یا جنگل میں کسی مکان کی اندرونہ کرنا عرفات والوں کی مشابہت کی ہی صرف ہی اصل ہی اس واسطے کہ وقوف بعرفات عبادت مخصوصہ عرفات برہی

فلا يكون عبادة في غيرها كسائر الناس حتى ان احدا طاف حول المسجد سوى الكعبة يخشى عليه الكفر وروى عن

سودہ اور کسی جگہ عبادت نہیں ہو سکتی جیسی حج کی اور احکام بہان تک اگر کوئی شخص کسی مسجد کی گرد طواف کری سوای کعبہ کی تو کفر کا خوف ہے اور ام سلمہ سے

ام سلمة انه عليه السلام قال اذا دخل العشر وايمر ان يضحي فلا يميس من شعرة وبشرته شبثا وفي رواية من راي هلا

روایت ہے کہ سیدہ علیہ السلام نے فرمایا جب عشرہ ذی الحجہ کا شروع ہوئی اور قرانی کر سکا ارادہ ہو تو اپنی بال اور بدن کو کچھ نہ جھوٹی اور ایک روایت میں یوں ہے جس نے دی جھوٹا کر

ذی الحجة واراد ان يضحي فلا يخذ من شعرة واطفاره قال في شرح السنة اختلف العلماء في العمل بظاهر هذا الحديث

اور قرانی کر سکا ارادہ ہوا تو مال اور ناخن نہ تراشی شرح السنہ میں مذکور ہے علماء اس حدیث کی ظاہر پر عمل کرتے ہیں اختلاف کرتے ہیں

فذهب قوم الى ان يري يد التضحية لا يجوز له بعد دخول العشر ان يخذ من شعرة وطفرة ما لم يذبح وقالوا النهي

سوا ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ جو عمر قرآن سکا ارادہ کری تو اس کو ماہ ذی الحجہ شروع ہونے کے بعد قرانی دیکھ کر ہی بال یا ناخن تراشی جائز نہیں ہیں اور کہتی ہیں کہ عبادت

فيه للتحريم وكان ابو حنيفة ومالك والشافعي يرون ذلك على النذب والاستحباب قال في شرح المنية يندب لمن

واسطی حرمت کی ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اس کو مندوب اور مستحب سمجھتی تھی منی کی شرح میں کہتا ہے قرآن کریم کو مستحب ہے

اراد ان يضحي تاخير تقليم الاظفار وحلق الراس الى ان يضحي ولا يجب ان استنزم التأخير الكراهة لا يؤخر وهو ما

کہ قرانی دیکھ کر ہی تک ناخن تراشی اور سر مونڈانی میں تاخیر کری اور واجب نہیں ہے اور اتنی تاخیر کرنی من اگر کراہت لازم آتی ہو تو ناخن نہ کری اور کراہت ہے

زاد على الاربعين ان قد خكر في القنية ان الا فضل للعبد ان يقلم اظفاره ويقص شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه

کہ چالیس دن سے زیادہ ہو جاوے اسلامی کہ قنیہ میں مذکور ہے کہ آدمی کو افضل یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں ناخن تراشی اور پیر کتر وادی اور بی ہانی مونڈی اور ہا ہا ہر کر ملک کو

بالاغتسال في كل اسبوع فان لم يفعل ففي كل خمسة عشر يوما ولا عذر في تركه وراى الاربعين فالا سبوع هو الا فضل

تک صا کری ہر اگر ہر ہفتی میں نہ ہوگی تو ہر بندہ دن کی بعد اور چالیس دن کی بعد دہر کرتی ہیں کوئی عذر نہیں ہے اس ہفتہ تو افضل مدت ہے

والخمس عشرة لا وسط والاربعون الا بعد ولا عذر له فيما وراء الاربعين ويستحب الوعيد ثم ان النهي ليس بالتنبيه

اور بندہ دن مدت درمیانہ ہے اور چالیس دن انتہا کی مدت ہے ہر چالیس دن کی بعد کوئی عذر نہیں ہے ہر سزاوار و عید کا ہی ہر یہ عادت بال مونڈانی کی اس ہی نہیں ہے

بالجمل المحرمين كما ذهب اليه بعض العلماء اذ لو كان للتنبيه لاشاع في سائر محظورات الاحرام ولم يختص بما يؤخذ من اجزاء

کہ حجاج احرام والوں سے مشابہت ہو جائے بعض علماء کا یہ مذہب ہے کہ کیونکہ اگر مانعت مشابہت کی لگی ہوئی تو احرام کی تمام ممنوعات میں جاری ہوتی جیسی شکار قتل چران وغیرہ



فی بیان فضیلة العشرة الاولى من ذی الحجة

البدن بل حلة النہی علی ما ذکرہ التوریشتی ان المضحی يجعل اضحیته فدية یفتدی بها نفسه من عذاب

یوم القيامة ویزداد بها قربة الى الله تعالی فكان بما اكتسب من السيئات وما اتى به فی حقوق الله تعالی من

عذبات رأى نفسه مستوجبة لا عظم العقوبة وهو لقتل غیرانه اجم عن الاقدام علیه لانه لم یأذ

نه فيه فیجعل قربانه فداء لنفسه فصار كل جزء من قربانه فداء لكل جزء من بدنه فعمت بركة القربان

اب قربانی کو اپنی جان کا بدلہ دیا سو ہر جزو قربانی کا اکابر کی ہر جزو کا بدلہ ہے

جميع اجزاء البدن فلم یخل منها ذرة ولم یحرم منها شعرة فلما كانت هذه الفضيلة ملحقة بالاجزاء المتصلة

کوی ذرہ بدن کا خالی اور کوئی بال تمام بدن میں سے محرم نہیں رہتا اور یہ فضیلت انہیں اجزائی خاص تھی جو قربانی کرنیوالی کی بدست نقل ہو

بالمضحی دون المنفصلة عنه رأى النبی علیه السلام ان لا یمس شیئا من بشعره ولشعرته لثلاث یفقد من ذلك

اجزاء منفصل سی نہیں ہوتی تو بغیر علیہ السلام فی فرمایا کہ اپنی بال اور بدن کو نہ چھوئی تاکہ کوئی فضیلت بڑھت اور تیری رحمت

شیء ما عند نزول الرحمة و فیضان النور الاهی فیتم له الفضائل ویزرع عنه النقائص فعلى هذا ینبغی

اور فیضان نور الہی کی گم نہ ہو یہ فضائل تمام پوری ہوں اور نقصان کچھ باقی نہ رہی اب لوگوں کو چاہی

للناس ان یطلبوا هلال ذی الحجة ویعلموا یامه لیعلموا وقت ذبح الاضحية ویستعدوا لها لکن ثبوت

کہ ماہ ذی الحجہ کا چاند تلاش کیا کریں اور اس کی دن گنتی رہیں تاکہ قربانی کا ذبح کا وقت ٹھیک معلوم ہو اور اس کی تیاری کریں لیکن تقریر

روية الهلال لما توقف علی حکم القاضی ازم المراجعة الیه ثم انه اذا کان فی السماء علة سواء کان غیما

ما تھ کا قاضی کی حکم پر موقوف ہے تو قاضی کی پاس رجوع کرنا لازم ہے پھر اگر آسمان میں کچھ رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو

او دخان او بخار او غبار او نحو ذلك لا یقبل الا شهادة رجلین اور رجل وامرأتین فی ظاهر الرواية وهو الاصح

یا دیوان یا بخار یا غبار یا ایسا ہی اور کچھ تو ظاہر روایت میں گواہی جب قبول ہوگی کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد و دو عورتیں اور یہ ہی صحیح ہے

لتعلق حق العباد به بالتوسعة بلحوم الاضاحی وینت بما ینت به سائر حقوقهم وکما یشترط فیہ العدد

کیونکہ اس میں حق العباد علاقہ رکھتی ہیں قرآن میں کی گوشت کی قرخی ہوتی ہے چنانچہ اس پر ثابت ہوگا جسطور عام حقوق ثابت ہوتی ہیں اور جسی اس میں عدد کی شرط ہے

یشترط الحریة والعدالة ولفظ الشهادة وان لم یکن فی السماء علة لا یقبل الا شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم

ویسی ہی اگر آدمی اور عدالت اور شہادت کا لفظ چاہی اور اگر آسمان میں کوئی روک نہ ہو تو پھر اتنی انہو کثیر کی گواہی مقبول ہوگی جنکی خبر دینی سی یقین آجادی

واختلفوا فی مقدار ذلك فقیل لا بد من اهل محلة وقیل لا بد من خمسین رجلا وعن محمد لا بد ان یتواتر الخبر

اور اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ایک محلہ کی لوگ چاہیں اور بعض کہتے ہیں پچاس مرد چاہیں اور عام محمدی روایت ہے کہ پنی درہی ہر طرف سی

من کل جانب والصحیح انه مفوض الی رای الحاکم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعی الموجب للعمل وهو غلبة

جزو کا آنا چاہی اور صحیح یہ بات ہے کہ حکم کی دای پر حوالہ ہے اسلی کہ مراد اس علم سی جو اس کی خبر سی حاصل ہوتا ہے وہ علم شرعی ہے جس سی عمل واجب ہو جاوی یعنی ظن غالب

الظن لا العلم بمعنی التیقن ولو وقع الشک ان هذا الیوم کان من عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط

علم یعنی کی معنون میں نہیں ہے اور اگر بہ شبہ ہو جاوی کہ آج کا دن ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہے یا نوں تاریخ ہے تو اب احتیاط اس میں ہے

ان یضحی فی الغد بعد الزوال ولا یؤخر الدیم بعدہ الی یوم الثالث لاحتمال ان یقع فی غیر وقتہ وان اخر کان

کہ قربانی اگلے روز دوپہر ڈی ذبح کری اور اسکی بعد ذبح میں نہیں دینے کی تاخیر نہ کری کیونکہ شاید کہ بی وقت ذبح ہو جاوی اور اگر تیسری دن تک تاخیر کری

المستحب ان يتصدق بجميع لحمه ولا ياكل منه المجلس الخامس والثلاثون فی بیان فضیلة

هراقة دم القربان فی ایام الخمر ونوعه وکیفیتہ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ابن ادم من عمل يوم النحر احب الى الله تعالى من هراقة الدم وانه لياتي يوم القيمة بنقراتها والشعائر لها واطلافيها

وان الدم ليقم من الله تعالى مكان قبل ان يقع على الارض فطوبوا بها نفسا هذا الحديث من حسان المصابيح

روقه ام المؤمنين عائشة رضي ومعه ان افضل العبادات يوم النحر اراقة دم القربان وان صلياني يوم القيمة

كما كان في الدنيا من غير ان ينقص منه شيء ليكون لكل عضو منه اجر ويصير مركبه على الصراط وكل وقت يختصر

بعبادة وهذا اليوم اختص لعبادة فعلها ابراهيم النبي عليه السلام ولو كان شيء افضل منه لما فدى به اسمعيل

وهذا قال صاحب خلاصة شرائع الاصلية بعشرة ودجها افضل من التصديق بالفلان القرية التي تحصل

بأراقة الدم لا تحصل بالصدقة لكن ينبغي ان يعلم ان اراقة الدم في هذا اليوم وان كانت افضل العبادات

الا ان قوله تعالى ان ياكل الله لحومها ولا دمها واما ولكن يتناولها التقوى منكم يشير الى ان المعتبر ليس مجرد اراقة

الدم واطعام اللحوم بل المعتبر تحصيل التقوى التي هي شرط لقبول الطاعات كلها كما قال الله تعالى انما يتقبل الله

من المتقين والتقوى لا تحصل الا بالاجتناب عن جميع المنهيات والالتيان بجميع المأمورات واذ لم يحصل ذلك

عنهم اراقة الدم والتصدق بالحلم وان اكثر منهم ذلك فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العيد عدة اشياء الاول

ترك المعاصي فان المعصية وان كانت قبيحة في جميع الازمنة الا انها في بعض الازمان يكون اكثر قبحا واكثر جرمًا

لشر الزمان فيكون تركها الزم ووجب لقوله تعالى ان علة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتب الله يوم

خلق السموات والارض منها اربعة حرم ذلك الدين القيم ولا تظلموا فيه من انفسكم يعني ان هذه الشهور القمرية

سواء من اهل البيت او من غيرهم

سواء من اهل البيت او من غيرهم

سواء من اهل البيت او من غيرهم

سواء من اهل البيت او من غيرهم

سواء من اهل البيت او من غيرهم



التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا في الموضع المحفوظ منذ خلق السموات

عن اكثر شرعي احكام كما مداري حكم التي من باره ميسلي  
لوح محفوظ من ثابته جبسي اسد تعالی فی آسمان

والارض من تلك الشهور الاثني عشر اربعة حرم هي ذوالقعدة وذوالحجة والمحرم ورجب وكون هذه الاشهر

اور زمين سيد كئي اون باره مين سي چار اداپ اور عزت كي مين ذيقعد اور ذوالحجة اور محرم اور رجب يعني غالي بقرة عبید دامرچ روزہ اور ان چاروں

الاربعة المعينة حرما هو الدين المستقيم دين ابراهيم النبي عليه السلام فلا تظلموا فيه من انفسكم بهتك

معين کا ادب عزت والا سونا بہ ہی دين درست دين ابراهيم عليه السلام کا سوائين تم اپنی جانوں پر ان اوقات کی حرمت کہو کر

حرمها وارثا بالمعاصي فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم من

اور انھن معاصي اختيار کر کر ظلم مت اور تارو کیونکہ نیک عمل کا ان مہینوں میں جیسی ثواب زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی معصیت ان مہینوں میں

المعصية في غيرهن وكذلك المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر

اور وقت کی معصیت سی بدتر ہی اور ایسی ہی معصیت ماہ رمضان میں اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور ان کی راتوں میں اور شب قدر میں

وايام العيدين ولياليها اكثر وزنا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل

اور دو نو عبید کی دن اور ان کی راتوں میں ستر میں زیادہ نری اسلی کہ اسد تعالی فی ان اوقات کو خاص خاص عبادات سی جو ان اوقات میں عمل کی جاتی ہیں فضیلت دی ہی

فيها وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة

اور عبادات کا ثواب اور رحمت کا نازل فرمانا ان اوقات میں بہ نسبت اور اوقات کی مقدار و قیاس ہی صرف واسطی رحمت کی

المرحومة فمن لم يعرف النعمة التي كانت عليه فيها بل هناك حرصتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد

سرحومہ پر اب جو شخص اس نعمت کی قدر جو اسوت میں اسپر مبذول ہوتی ہی بخانی نکل اسوقت کی حرمت اور ہمار کئی طرح کی گناہ عمل کر کر تو بیشک

استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى المسلم ان يعرف النعمة التي كانت عليه ويعظم ما

پر بہ شخص سزاوار ہی کہ اسکو سخت عذاب اور بڑا ہی عقاب ہو سو مسلمان کو لازم ہی کہ اس نعمت کی قدر جو اسپر مبذول ہی سمجھی اور جیکو اسد فی

عظمه الله حتى يكون عند الله تعالى عظيما وتعظيم هذه الازمنة انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة

عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیکی عزت باوی اور تعظیم ان اوقات کی یہ ہی صالح اعمال کی کثرت سی ہوتی ہی

فيها فمن عجز عن ذلك فاقبل احواله في التعظيم ان يجتنب عما يحرم عليه ويكره له فيترك البدع والمنكرات

پر جو شخص اعمال صالح سی عاجز ہو تو کم سی کم اوسکی تعظیم یہی کہ ان اوقات میں تمام محرمات اور مکروہات سی کنارہ کری بہر تمام بدعات اور منکرات

وما لا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمنة قد ارتكبوا ضد هذا المعنى حيث

اور جو جو یہی بدہ کار اور ممنوع میں ترک کری اور بعضی لوگ کہی کہی ان اوقات میں اسکی خلاف کر بیٹھی ہیں چنانچہ یاد

كانوا يسارعون في ايام العيدين ولياليها الى اللهو واللعب وغيرها من انواع السيات بعضهم بالمباشرة وبعضهم

عیدین میں شب و روز ہر دو لعب وغیرہ اقسام منہیات میں مصروف رہتی ہیں بعض خود عمل کرتی ہیں اور بعضی

بالمشاهدة مع ان السيئة الواحدة عشرة من الضرر على ما ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول اسفا

تماشا دیکھتی ہیں باوجودیکہ ایک گناہ میں موافق بیان فقیہ ابو الیث کی کتاب تنبیہ الغافلین میں دس ضرر مقرر ہیں اول انہی خالقہ

خالقه عليه بخالفه امره والثاني تفريجه ابليس الذي هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعدة من الجنة و

اپنی اصل پر اوسکی حکم کی مخالفت کر کر آزر دہ کرنا دوسری ابلیس کا خوش کرنا کہ وہ اسکا اور اسد کا بہی دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتھی

قربه من جهنم والخامس جفاء من هوا حب اليه وهو نفسه والسادس تجيس نفسه التي قد خلقها الله تعالى

دورخ سی نزدیکی پانچویں اپنی جان سے جفا کرنا جو سب سی زیادہ محبوب ہی چھٹی اپنی جان کو ناپاک کرنا جیکو اسد تعالی فی پاکیزہ پیدا کیا ہی

طاهرة

طاهرة والسابع ايداء الحفظه الذين لا يؤذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الارض  
ساقون كرام كاتبين كوستانا اورده اسكونين ستاقی آهون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غناک کرنا قرین زمین

والليل والليل في نفسه والعاشر خيانة لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة  
اور رات اور دن کو اپنی گناہ پر گواہ مقرر کرنا دسویں تمام خلق اسکی بدخواہی کیونکہ گناہوں کی شامت سی منہم پرستای یہ حال اوسکا ہی جسنی ایک گناہ کیا  
هذا فماذا يكون حال من يفعل فمونا من السيئات سيما في هذه الايام المباركة مع ان الخطباء ينادون على المنابر  
اب قیاس کیا جاوے اوسکا حال جو قسم کی گناہ کرتا ہی خاص ایسی مبارک ایام میں کیا ہوگا باوجودیکہ نصیحت کر منبروں پر بجا رہے کہ بکری

ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن آمن الوعيد ليس العيد لمن بخر بالعود انما العيد للتائب الذي  
کہ عید اوسکی ہی نہیں ہی جوئی پڑی ہیں لی عید اوسکی ہی جو عید سی محفوظ رہے عید اوسکی نہیں جو خوشبو میں لبس جاوی عید اوسکی ہی جو توبہ کر کر  
لا يعول ليس العيد لمن تزین بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد لمن ركب المطايا انما العيد لمن

پہر نہ پہری عید اوسکی نہیں ہی جو دنیا کی زیب و زینت کری عید اوسکی ہی جو تقوی کا توشہ پیدا کری عید اوسکی نہیں جو ادھی بر سوار ہو عید اوسکی ہی  
ترك الخطايا ليس العيد لمن جلس على البساط انما العيد لمن جاز الصراط وقال النبي عليه السلام استمعوا للاداعي معصية  
جو خطا سی باز رہی عید اوسکی نہیں جو فرش پر بیٹھی عید اوسکی ہی جو صراط پر کوسلست گذر جاوی لا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہی عی ستا تو معصیت ہی  
والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروى انه عليه السلام ادخل صبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون  
اور کچھ بیٹھ رہنا یا پیشہ کرنا فسق ہی اولاد سی فرادہ کفر ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی سماع کی آواز سی اپنی دونوں کانوں میں اونگٹیا دیں تھیں اور یہ لوگ ایسی ہی

امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون الاسلام ومحبة الله تعالى ورسوله ومع هذا يخالفونها  
کلمات سنتی ہیں اور ادھر اصل توجہ نہیں کرتی بلکہ اسلام کا اور خدا اور رسول کی محبت کا دعوی کرتی ہیں اور یہ بھی اوامر اور نواہی میں  
في الامور والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل  
خدا رسول کی مخالفت کئی جاتی ہیں اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت ہی ایسی ہی حرکات ممنوعہ کو دیکھتی ہیں اور ذرہ منع نہیں کرتی بلکہ

يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبلى على الاسلام وغرته اذ قد عاد الاسلام غربا كما بدأ غربا نعم ان هذا  
اسمیں اور امداد کرتی ہیں اب جو رووی تو چاہی کہ اسلام اور اوسکی غربت پر رووی کیونکہ اب اسلام غریب ہو گیا ہی جیسی کہ شروع ہوا تھا ان میں دن  
الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان يكون الفرح والسرور فيها بما كان مستحبا او مباحا كالاعتساب  
خوشیاں کرنی کی دن میں پر یوں چاہی کہ خوشیاں ایسی وقت میں یا مستحب ہوں یا مباح جیسی ہنا نا خوشبو لگانا

ولبس حسن الثياب التي تكون جديدة او غسيلة لا بما كان حراما او مكروها كلبس الحرير والخوص في الباطل  
اچھی کپڑی پہنی یعنی نئی ہوں یا دھوئی ہوئی ہوں حرام یا مکروہ نہ ہوں جیسی حریر کا پہنا اور باطل امور میں کہنا  
لان العيد انما سمي عيد لان الله تعالى يعوذ فيه على المؤمنين بالمغفرة والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية  
کیونکہ عید کو اسی ہی عید کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین پر دوبارہ مغفرت اور احسان فرماتا ہی سو مؤمنین پر واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی

والطغيان حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس  
اجتناب کریں تاکہ سعادت مند اور اہل رضوان ہو جاویں بد بخت نہ ہوں اور اٹھادین ہر سمجھنی کی بات ہی کہ بعض لوگ کہتی ہیں  
قد زعموا ان ضرب الدف والغناء به في يوم العيد جائز لما روى عن عائشة ان ابا بكر دخل عليها يوم العيد عند  
کہ دف کا بجانا اور گانا عید کی روز جائز ہی کیونکہ عائشہ سی روایت ہی کہ ابو بکر عید کی روز اوکی ان آئی اوکی پاس

جارتان تغنيان بالدف ورسول الله صلى الله عليه وسلم متغش بثوبه فرجها ابوبكر فكشف النبي عليه السلام  
دو عورتیں دف لائی گاتی بجاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا ڈھلی ہوئی تھی سولہن لوکیں کو ابوبکر نے ڈھلیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی منہم کہول کر



فقال دعها يا ابكر فان لكل قوم عيد فهدا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا لكن ليس كما زعموا

فروا ابو بكر جاني دى هر قوم كى لى عيد هو لى سويى بهارى عيدي كيونكه به حديث اگر چه او كى مطلب پر دلالت كرتى هى ليكن ويسى نهين هى جوده كهتى بن  
اذ قد ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمول به لقوله تعالى ومن الناس من يشتري ظهرو

الاسلوطى كى نصاب الاحتساب بن ذكره هى كيه به حديث متروك العى هى اسهر عمل نهين كرتى اس آيت كى موافق اورا يك لوگ بهن كه خبر دار بهن كهيل كى

الحديث فان المراد من هو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس وعروة وسعيد بن

كيونكه موافق بيان معالم التنزيل كى ابن مسعود اور ابن عباس اور عروة اور سعيد بن جبير سى هو الحديث سى غنا اور جو او كى مثل هى معارف

جبير الغناء وما في معناه من المعارف والمزاير والمراد من اشتراكه اختياره والمعروفان بعضا من الناس يختار

اور مزاير وغيره مراد هى اور اشتراك سى مراد اختيار اور پند كرنا اور معنى آيت كى بهن بهن كه بعضى لوگ

الغناء وما في معناه من المعارف والمزاير لم يخل عن سبيل الله بغير علم ويخونها ههروا اولئك هم عذاب جهنم

غنا كو پند كرتى اور جو او كى مثل هى معارف اور مزاير وغيره امجد الدين اسكى راه سى بن سمجى اور هزار دين او سكونه سى وه جو بهن او كى ذلت كى ماري

فدلت الآية على تحريم الغناء وما في معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة بعد بلوغها لم ينقل عنها الا

سويى آيت غنا كى اور او كى مثل ملاهى وغيره كى حرمت پر دلالت كرتى هى اور حرمت اسكى اس سى بهن ثابت هوتى هى كه حضرت عائشة سى بعد بلوغ كى غنا

ذم الغناء والمعارف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد الاضحية فانها تجب على مسلم حر مقيم موسر

اور معارف بهن سوار برائى كى اور كچه منقول نهين هى دوسرا امر جو اس عيد بهن مكلف پر واجب هى قربانى هى سقر باني مسلم زاد نقيم تو انكره واجب هى

واليسار فيها ان يملك نصابا او ما يكون قيمته نصابا فاضلا عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف النمل من

اسمين مقدور انتا هى چاهى كه نصاب كمالك هوى اليجى كاك او كى قيمت حاجت اصلى سى بڑهتى برابر نصاب كى هو اسمين نامى هوتا كچه ضرور نهين هى جكى ملك بهن

كانت له دار لا يسكنها فيوجرها يعتبر قيمتها في الغنى وكذا اذا سكنها وفضل عن سكنها شئ يعتبر قيمة الفاضل

ايك كهر هو جسمين رشتا نهين كرايه ديتا هى تو مقدور كى لى او كى قيمت كا اعتبار كيا جاوگا ايسى هى اگر او بهن بهن لى ليكن او كى بهن سى كچه باقى ره جاوگا تو اس باقى كى قيمت

في الغنى لان ما كان من حاجته الاصلية لا بد ان يكون مشغولا بها لا يحتاج اليه اذا ما من مال الا ويقع الحاجة

مقدور كى باين لي جاو كى اسلوطى كه جعفر او كى حاجت اصلى كى لى هى تو ضرور هى كى اب او كى بڑا وهن هوى بهن كه آينه كو بڑا وهن او كى اسلوطى كه ايسا مال كوى نهين هوتا جكى

اليه في وقت من الاوقات حتى لو كان في دار براء فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم فبنى فيها دارا يسكنها فهو غنى

كهى نه كچه حاجت بهن نه آجاو كى بهن ككه اگر ايك شخص كرايه كى بهن رهنا هوى بهن كچه قطعه زمين كا دوسور هم كو خر يد كر سنى كى لى كه تيار كيا تو اب بهن شخص اس كهر كى سببى

لانها فاضلة عن حاجته الى البنية وانما يحتاج اليها فيما سيجى ومن كان له دار فيها بيتان حبيفي وبتستوى ليكن

كيونكه بالفعل او كى حاجت سى فاضل هى اگر حاجت هوى تو بهر كچه هوى اور جكى پاس ايك مكان هو اسكى اندر روكه سى اور جارى كى سون تو غنى

غنيا وان كان فيها ثلث بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغنى وصاحب الثياب لا يكون غنيا بثلاثة دستجات

نهين هى اور اگر او سى كا نهين تيسر كهر هو تو اس تيسر كهر كى قيمت غنا كى لى جاو كى اور كبرون كمالك تين جوڑى كهر سى غنى نهين هوتا

احدها للبذلية والثانية للههنة والثالثة للجمعة والاعبياد وكذا بالفرشين وما زاد على الدسجات الثلث

ايك وزمزه كى بهن كا دوسرا كار كرتى كى دنت كا تيسر جمع كى دل اور عيبه كى رذن كا اور ايتى دو بجهو سى غنى بهن هوتا اور جعفر تين جوڑى كهر سى

من الثياب وعلى الفرشين يعتبر قيمة في الغنى والغزى لا يكون غنيا بفرشين وان كان له ثلثة افراس يعتبر

اور دو بجهو نونى زياده هوى تو غنى هوى كى او اسكى قيمت حساب مين لي جاو كى او غنى بهن سى بڑا وهن او كى اسلوطى كه ايسا مال كوى نهين هوتا جكى

فانما احداهما في الغنى وما زاد من الاغنياء من اشد اب انما يزداد من الاغنياء من اشد اب انما يزداد من الاغنياء من اشد اب انما يزداد من الاغنياء من اشد اب

كهو كى قيمت غنى سونجهين حساب كيا جاو كى اور غنى بهن سى بڑا وهن او كى اسلوطى كه ايسا مال كوى نهين هوتا جكى





يعطيه ولو كان له مال كثير غائب في يد شريكه او مضارب به ومعه ما يشتري به الاضحية من الحج  
ديديگا اور اگر بہت سامان اسکی قبضہ سی باہر ہو شریک یا مضارب کی قبضہ میں اصلہ کی قبضہ میں

او متاع البيت يلزمه الاضحية وال وقتها بعد طلوع الفجر من يوم النحر لكن يشترط تقديم صلوة  
بیکر کا اسباب ہی تو ایسی حال میں قربانی واجب ہی اور اس وقت قربانیکا دسویں تاریخ جسکو یوم نحر کہتے ہیں بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہنی والوں کی حق میں

العید علیہا فی حق اهل الامصار حتی یجوز الذبح لمن كان في المصر لا بعد فراغ الامام من الصلوة ولو  
عید کا لو اگر کہیں بیان تک کہ شہر میں رہنی والی کو قربانی ذبح کی جائز نہیں ہی جب تک امام دو گناہ سی فارغ نہ ہوئی اور اگر امام کی غازی پہلی ذبح کردی تو درست نہیں

ضحی قبل صلوة الامام لا یصح ولو خرج الامام بطائفة الى الجبابة واهل رجلا وان یصلی بالضعفاء فی  
یعنی قربانی او کسی ذمہ رہتی ہی اور اگر امام پہلے جماعت کی عید گاہ کی طرف روانہ ہوا اور کسی شخص کو نایب کیا کہ ناتوانوں کو شہر میں غازی ہوئی

المصر وضحی البعض بعد اصابی احد الفريقین یجوز استحسانا وان كانت بلدة لا یصلی فیها صلوة  
اور بعضی جلد بازوں فی قربانی ذبح کردی بعد فراغت نماز ایک شخص امام یا نائب کی تو استحسانا جائز ہی اور اگر ایسا شہر ہی کہ اوہیں عید کی غازی نہیں ہوتی

العید ما لعدم الامام او غلبه اهل السنة یجوز التضحية فی اليوم الاول بعد الزوال و فی اليوم الثاني و  
یا تو اسکی کہ امام نہیں ہی یا اہل فتنہ کی غلبہ سی تو قربانی پہلی دن یعنی دسویں تاریخ دوپہر ڈیڑھ بجے ہی

الثالث یجوز قبل الزوال و بعدة وقال بعضهم فی ذلك المكان یجوز التضحية فی ای وقت كان لوقوع الیاس  
بارہویں میں دوپہر ڈیڑھ بجے پہلی ہی اور بعد دوپہر کی ہی جائز ہی اور بعضی کہتے ہیں کہ ایسی جگہ قربانی جسوقت کردی ہر وقت جائز ہی کیونکہ نماز کی توقع تو کجا نہیں

عن الصلوة وان اخر الامام الصلوة یوم العید ینبغي للناس ان یؤخروا التضحية الى وقت الزوال ولو خرج  
اور اگر امام عید کی روز نماز میں دیر لگاوی تو لوگوں کو بھی چاہی کہ قربانی میں دوپہر ڈیڑھ بجے تک تاخیر کریں اور اگر امام نماز کی لگی

الامام الى الصلوة فی الغدا و بعد الغد قد ضحی بعض الناس قبل ان یصلی الامام یجوز لانه فات وقت الصلوة  
اگل دن یا اگلے سی اگلے دن روانہ ہوا اور بعضی لوگوں فی امام کی غازی پہلی قربانی ذبح کردی تو جائز ہی اسلوسی کہ مسنون وقت نماز کا

على وجه السنة ثم لمعت بر مكان المذبح ولا مكان المالك حتی لو كانت الاضحية فی المصر وصاحبها فی السواد  
تو حاتاسا پہر حوازی ذبح میں قربانی کی مکان کا اعتبار ہی مالک کی مکان کا اعتبار نہیں ہی یہاں تک اگر قربانی شہر میں ہو اور اسکا مالک شہر ہی دور ہو

فامر رجلا بالذبح فذبح الوکیل قبل الصلوة لا یجوز ولو كانت الاضحية فی السواد وصاحبها فی المصر و احد  
پہر اس مالک کی کسی شخص کو کہدیا کہ میری قربانی ذبح کردینا اس شخص کی غازی پہلی ذبح کردی تو جائز نہوگی اور اگر قربانی شہر ہی دور ہو اور مالک شہر میں ہو اور اسکی

اهل به بالذبح فذبح اهل قبل الصلوة یجوز و لكن لو كان رجل فی مصر و اهل فی مصر اخر و كتب الیهم ان یجوز  
یعنی اہل کو کہدیا کہ ذبح کردینا او اسکی اہل فی نماز سی پہلی ذبح کردی تو جائز ہی اور ایسی ہی اگر ایک شخص ایک شہر میں ہو اور اسکی اہل اور شہر میں ہوں اور اس شخص اپنی اہل کو کہدیا

یلزمهم ان یذبحوا عنه بعد صلوة الامام فی البلد الذی هم فیہ باعتبار المكان الذی بیحہ ومن اراد ان یتعجل  
تو لو کسی ذمہ پر لازم ہی کہ اسکی طرف سی دانی امام کی نماز کی پہر چھین وہ آپ رہتی ہیں ذبح کریں کیونکہ اعتبار قربانی کی مکان کا ہی اور جسنی جلدی بی گوشت کہا نا چاہا

له اللحم واخرج اضحیته من المصر و ذبحها قبل الصلوة قالوا ان اخرجها مقدار ما یبلغ للمسافر قصر الصلوة  
اور قربانی کو شہر ہی باہر لے جا کر نماز سی پہلی ذبح کریں تو علماء کہتے ہیں اگر اسکی قربانی کو اتنی دور لے جا کر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز

فیہ یجوز ولا فلا هذا کله فی حق اهل الامصار و اما اهل السواد والقری فیجوز نظم الذبح بعد الفجر الثاني من  
تو جائز ہی اور نہیں تو جائز نہیں ہی یہ سب بیان شہر والوں کا تھا اور گردنواح اصگا تو گوین کی لوگوں کو دسویں تاریخ ذبح کی صبح صادق کی بعد

اليوم ما لعاشر من ذی الحجة و اما اهل البوادی و هم لا یذبحون الا بعد صلوة اقرب الائمة الیهم واخرو قمرها  
اور جنگ کی رہنی والی بدون فراغت نماز اپنی سی نزدیک سی نزدیک امام کی ذبح نہ کریں اور آخر وقت قربانی کا

ذبح کرنا جائز ہی

تو جائز ہی

تو جائز ہی

تو جائز ہی

فی حق الكل قبیل غروب الشمس من اليوم الثالث من ایام النحر وفضل اوقات التضحية اليوم الاول وادونها

سبکی حق میں آفتاب ڈوبنے سے کچھ پہلے تک تیسری دن ایام نحر سے یعنی بارہویں کی اخیر عصر تک ہی اور قربانی کا افضل وقت پہلا روزہ ہی یعنی دسویں تاریخ اور کثرت

اليوم الاخر ويكره الذبح ليلا وان جاز لا حتمال الغلط في ظلة الليل ولو وقع الشك ان هذا اليوم كان من

سب سے پہلا دن اور رات کو ذبح کرنا مکروہ ہی اگرچہ جائز ہی مثلاً کہ رات کی اندھیری میں ٹھیک جگہ ذبح نہ ہو اگر یہ شبہ آپڑی کہ آج ذبح کی

عاشري الحجة او ناسم ذي الحجة فالاحتمال يضحى في الغد بعد الزوال قال قاضيان في فتاويه في كتاب

دسویں تاریخ ہی یا ذبح کی نوین ہی تو اب احتیاط یوں ہی کہ اگلے دن دوپہر ڈھلے ذبح کری قاضی خان اپنی فتاویٰ کی کتاب الصوم میں کہتا ہی

الصوم شهر رمضان اذا جاء يوم الخميس ويوم عرفة جاء يوم الخميس ايضا كان ذلك اليوم يوم عرفة لا

کہ ماہ رمضان کا چاند اگر جمعرات کی دن ہووی پہر عرفہ ہی جمعرات کی روز کا آپڑی تو وہ روز بیشک عرفہ کا ہی یوم النحر یعنی دسویں تاریخ

يوم النحر حتى لا يجوز التضحية في هذا اليوم اعتمادا على قول علي رضي يوم نحر يوم صومكم لان ذلك محتمل

نہیں ہی اور دن قربانی ذبح کر فی جائز نہیں ہی کیونکہ قول حضرت علی کا اسمین معتمد ہی دسویں ذبح کی پہلی رمضان کی انتہی اسلوسی احتیاط کرنا ہی

يحتمل انه اراد به ذلك العام دون الابد ثم الاضحية انما تجوز من اربعة اصناف من الحيوان الابل والبقر

کہ اس قول میں ہم یہ ہی احتمال ہی کہ آپنی اوہی سال کا حال ارشاد کیا ہو ہمیشہ کی لی قاعدہ فرمایا ہو پہر قربانی چار قسم کی حیوان کی جائز ہی اونٹ اور گای

والغنم والمعز ذكورها وانثاها الا انثى من الابل والبقر افضل والذكر من الغنم والمعز افضل ثم المعتبر من

اور بکری اور دنبہ نر اور مادہ دونوں پر اتنا ہی کہ اونٹنی اور گای مادہ افضل ہی اور بکری اور دنبہ سی نر افضل ہی پہر معتبر

هذه الاصناف الاربعة الشئ وهو من الغنم والمعز ماتت له سنة وطعن في الثانية ومن البقر ماتت له سنتا

ان چاروں قسم میں ثنیہ ہی یعنی نوجوان اور نوجوان بکری اور دنبہ میں وہ ہی جسکو ایک سال پورا ہو کر دوسرا سال شروع ہوا ہو اور گای میں وہ ہی جسکو دو برس

وطعن في الثالثة ومن الابل ماتت له خمس سنين وطعن في السادسة ولا يجوز ما دون ذلك من هذه الاصناف

پوری ہو کر تیسرے سال شروع ہوا ہو اور اونٹ میں وہ ہی جسکو پانچ برس پوری ہو کر چھٹا شروع ہوا ہو اور اس عمر سے چھوٹا ان قسموں میں سے کوئی جائز نہیں ہی

الا الجذع من الضأن اذا كان عظميا بحيث لو اختلط بالثنيات لم يتميز من بعيد وهو ما كان له الية والى

مگر جذع مینڈھی کا اگر کھان راس ہو ایسا کہ اگر ایک برس کی عمر والوں میں طحاوی تو دور سی پچا نا نہ جاوی اور جذع وہ ہوتا ہی کہ جسکی چھتی ظاہر ہو

عليه ستة اشهر وشئ من الشهر السابع وذكر في الخلاصة ان التضحية بالديك والدجاجة في ایام النحر ممن

چھ مہینے پوری ہو کر کچھ دن ساتویں مہینہ کی گزری ہوں اور خاصہ میں مذکور ہی کہ مرغ اور مرغی کی ایام نحر میں قربانی کرنی جکر

لا اضحية عليه بعساره تشبها بالمضحيين مكروه لانه من رسوم الجوس ولو اشترى فقير ساة الاضحية

افس کی سبب سی قربانی واجب نہیں ہی قربانی کرنا والوں کی مناسبت حاصل کر نیکو مکروہ ہی اسلوسی کہ یہ مجوسیوں کی رسم ہی اور اگر کسی فقیر نے قربانی کی داسلی بکری

ولم يضح حتى مضت ایام النحر كان عليه ان يتصدق بتلك المشاة حية او بقيمتها ولو انه ذبحها بعد ایام

پہر ذبح نہ کی یہاں تک کہ ایام نحر نکل گئی اب اسپر لازم ہی کہ وہ بکری جیتی خیرت کردی یا اسکی قیمت دیدی اور اگر بعد ایام نحر کی ذبح کر کر

النحر وتصدق بلحمها يجوز لكن ان كان قيمتها حية اكثر يلزمه ان يتصدق بالفضل فان اكل منها يغرم

گوشت خیرت کر دیا تو ہی جائز ہی لیکن اگر جیتی کی قیمت گوشت سے زیادہ ہو تو تنہی بڑھتی قیمت ہی خیرات کری اور اگر اس میں سی آپ کمالی

قیمته وان لم يفعل شيئا من ذلك حتى جاء يوم النحر من المقابل فضحى بها عن العام الاول لا يجوز لان كون

تو اسنی کی قیمت اور ادا کری اور اگر وہی ان امور میں سی کچھ ہی نکلیا یہاں تک کہ اگلے سال کا یوم نحر آگیا اب اسنی پہلی سال کی قضا کی نیت سی ذبح کی تو جائز نہیں ہی

الدم قرية عرفاء لا قضاء ويجوز الابل والبقر من احد الى سبعة اذا اراد كلهم القرية اتفقت جهة القرية او

جو عبادت ہی تو ادا یعنی اپنی وقت پر عبادت ہی بطور قضا نہیں ہی اور اونٹ اور گای ایک ہی لیکر سات آدمیوں تک حاضر ہی اگر ان سبکا ارادہ قربت کا ہو ایک ہی طرح



اختلفت كالأضحية والقران والمتعة والعقيقة والتقدير بالسبعة يسم الزيادة لا النقصان حتى يكون  
 كمنى طرح کی ہو جیسی قربانے اور قران اور متعه اور عقیقه اور سات تک کی حد بتدنی سے زیادہ کی مانعت ہوگئی ہی مکتی کی مانعت نہیں ہی یہاں تک  
 عن ستة وخمسة وأربعة وثلاثة واثنين ان لم يكن أحدهم اقل من السبع كما اذا مات رجل وترك ابنا وامراة  
 کہ چہ یا پانچ یا چار یا تین یا دو آدمیوں کی طرف سے بھی جائز ہی اگر کسی کا حصہ ساتوں حصہ سے کمتر ہو جیسی ایک شخص ہو اور دینی ایک بیٹا اور بیوہ  
 وبقرة وضحيها لا يجوز وكذا الواشترى ثلثة نفر ودفع أحدهم أربعة دنانبر والأخر ثلثة دنانبر والثا  
 اور ایک گائی ترکہ میں چھوٹی اونہوں فی وہ گائی قربانی کی تو جائز نہیں اور ایسی ہی اگر تین آدمیوں فی مکر قربانی خریدی ایک فی چار دینار دی اور دوسری فی تین دینار اور تیسری فی  
 دینار واشترى بقره على ان يكون البقرة بينهم بقدر أموالهم وضحيها لا يجوز ولو اشترى سبعة في بقره  
 دینار دیا پھر گائی مولی اسطور پر کہ دیناروں کی حساب پر شرکت ہی اور زوج کی تو قربانی جائز نہیں ہی اور اگر سات آدمی ایک گائی میں شریک ہوئی  
 ونوى بعض الشركاء التطوع وبعضهم الأضحية لهذه السنة وبعضهم قضاء عن السنة الماضية يجوز  
 اور کسی فی نیت نفل کی کی اور کسی فی اوہی سال کی قربانی کی نیت کی اور کسی پچھلی سال کی قضا کی نیت کی تو سب جائز ہی  
 الكل لكن يكون تطوعا عن نوى القضاء عن السنة الماضية فلا يقع عن قضاء بل يلزمه ان يتصدق  
 لیکن جس فی پچھلی سال کی قربانی فی قضا کی نیت کی ہی او کی نفل ہو جائی کی او کی قضا ذمہ سے ساقط نہوگی بلکہ او کو لازم ہی کہ قیمت درمیانہ  
 بقیته شاة وسطا مضى لو مات أحد السبعة وقال ورثته اذبحوها عنه وعنكم يجوز استحسانا  
 بکری کی بعض سال گذشتہ کی خیرت کردی اور اگر ساتوں شریک میں سے ایک مر گیا اور او کی وارثوں فی کہا کہ او کی طرف سے ہی عقیقہ کرلو تو استحسانا جائز ہی  
 ولو اشترى سبعة وضحي بقره واقتسموا اللحم وزنا يجوز ولو اقتصموا جزا فلا يجوز الا ان يضم الى اللحم شيء  
 اور اگر سات آدمیوں فی مکر گائی قربانی کی اور گوشت تول کر بانٹا تو جائز ہی اور اگر انکلی سی بانٹا تو جائز نہیں ہی ان اگر گوشت کی ساتھ کچھ کچھ  
 من الكارع والجمل سواء كان في كل جانب شيء من اللحم وشيء من الكارع او كان في كل جانب شيء من اللحم  
 پائے یا چھڑا ملاین تو جائز ہی برابر ہی کہ ہر حصہ پر کچھ گوشت اور کچھ پائے یا ہر حصہ پر کچھ گوشت اور کچھ گوشت  
 شيء من الجمل او كان في جانب لحم والكارع وفي آخر لحم وجلد وانما يجوز جزا فالجنس الى خلاف الجنس ولو  
 کچھ چھڑا یا ایک حصہ پر گوشت اور پائے اور دوسری حصہ پر گوشت اور چھڑا اس صوت میں انکلی کی تقسیم اسلی جائز ہی کہ ہر جنس کا خلاف جنس ہی  
 لم يضموا الى اللحم شيئا وحل كل واحد منهم لصاحبه الفضل لا يجوز لان تحليل الفضل هبة وهبة المشاء  
 گوشت کی ساتھ بدون ملا فی پائے یا چھڑی کی تقسیم کر کی ہر ایک شخص دوسری کو کتنی بڑھتی کی اجازت دی کہ حلال کردی تو جائز نہیں اسلی کہ بڑھتی کا حلال کرنا ہبہ ہوتا ہی اور ہبہ شائع  
 فيما يحتمل القسم لا يجوز وان اقتسموا اللحم وزنا وتصدقوا بالجمل على فقير او هبوا الغني يجوز ولو جعلوا  
 تقسیم ہونیوالی چیز میں جائز نہیں ہی اور اگر گوشت تول کر بانٹ لیا اور چھڑا سب فی مکر ایک فقیر کو دیدیا یا کسی غنی کو بخش دیا تو جائز ہی اور اگر  
 اللحم والشحم سبعة اسهم وقسموه بينهم جزا فاجوز ويجوز الخصى والجماء التي لا قرن لها والثؤلاء اي الجمل  
 گوشت اور چھڑی کی سات حصہ یعنی ہا کر گئی آپس میں انکلی سے تقسیم کر لیا تو جائز ہی اور بدہیا اور منڈا جسکی سینگہ پیدایشی نہیں اور باولی جائز ہی  
 ولا يجوز الجماء التي ليس لها عين ولا العولاء التي ليس لها عين واحد ولا العجفاء التي لا فخ في عظمها  
 اور اندہ ہی جسکی دونوں آنکھیں نہیں اور کانے جسکی ایک آنکھ نہیں اور ایسی دہلی جسکی ہڈی کی اندر مغز باقی نہو  
 ولا يعرجاء التي تمشي بثلاث قوائم ويجاف الرابعة عن الارض وان كانت تضع الرابعة على الارض وضعا  
 اور رینگڑی جو تین پاؤں پر چلتی ہو اور چوتھی پاؤں کو زمین پر نہ لگاتی ہو جائز نہیں ہی اور اگر چوتھا پاؤں ہی زمین پر ہو لی سی رکھ کر  
 خفيفا وتستعين بها الا انها تامل عند المشي تجوز ولا يجوز ما ذهب اكثر من ثلث اذنها والبيها وعينها  
 پراتنا ہی کہ چلتی وقت جبک ہی تو جائز ہی اور جسکا تہائی سے زیادہ کان یا خصیہ یا آنکھ جاتی رہی ہو تو جائز نہیں ہی

وطریق معرفة ذهاب الثلث من العين ان يشد عينها بالمفتوة بعد كونها جاثية فيقرب اليها العلف

اور طریقہ دریافت تہائی کہ پہلے جانی کا یہ ہے کہ اول پہوٹی ہوئی انگلی بند کر کے پھدات بہوک کی حالت میں اوسکو کہاس دیکھا دین

فينظر من اي مكان ترى العلف ثم يشد عينها بالصخرة ويقرب اليها العلف فينظر من اي مكان ترى العلف

پھر خیال رکھیں کتنی دور سے کہیں دیکھ لیتی ہے پھر اچھی انگلی بند کر کے کہاس دیکھا دین اب یہ خیال کریں کہ کتنی دور سے کہاس دیکھ لیتی ہے

ثم ينظر تفاوت طابن المكانين فان كان نصف فالذهب نصف وان كان ثلثا فالذهب ثلث وهكذا

اب دونو مکان میں فرق دیکھیں کتنی ہے اگر آدھوں آدھ کا فرق ہے تو آدھی انگلی نہیں ہی اور اگر تہائی ہے تو تہائی انگلی نہیں ہی اور ایسی ہی حساب پر

يشق الاذن والكي لا يمنع جواز الاضحية وكذا كسر القرن الا اذا بلغ الخ ولو ذهب عينها او كسر رجلها في

اور چری ہوئی کان اور داغدار ہوئی سہی قربانے منع نہیں ہوتی اور ایسی ہی سیگ ٹوٹی سہی ان اگر مغز تک جا پہنچی تو جائز نہیں اور اگر زچ کر نیکی ہی بچھاڑتی ہوئی تو

معالجة الذبح فانه ان لم يرسلها يخون وان ارسلها وضحي بها في وقت اخر في ذلك اليوم او في يوم اخر

اگر اوسکو نہ چھوڑا اور وقت زچ کر دیا تو جائز ہی اور اگر اوسوقت چھوڑ دیا اور اور وقت اسہی دن میں یا ایام نحر کی روز اور دن میں

من ايام النحر اختلفوا فيه وعن ابي يوسف انه يجوز وبه اخذ الزعفراني ولو ولدت الاضحية كان

ذبح کیا تو اس میں اختلاف ہے امام ابو یوسف کی نزدیک جائز ہی اور یہ ہے مذہب زعفرانی کا ہی اور اگر قربانی بیا پڑی تو

عليه ان يذبح الولد ايضا وان لم يذبحه حتى مضت ايام النحر فعليه ان يتصدق به حيا ولا فضلات

لازم ہے کہ بچہ کو ہی ذبح کر دی اور اگر بچہ کو ذبح نہ کیا اور ایام نحر گزر گئی تو لازم ہے کہ وہ بچہ جیتا خیرات کر دی اور افضل یہ ہے

يذبح اضحية بيده ان قد لانه عبادة فالاولى ان يفعلها بنفسه وان لم يقدر يا مرغاب ولا ياهر

کہ اپنی قربانی اگر ہو سکی تو اپنی اتہ سے ذبح کری کیونکہ ذبح کرنا عبادت ہے تو اولی یہ ہے کہ اپنی ذات سے ادا کری اور اگر نہیں ہو سکتا تو اور کو کہہ دی اور

الكتابي لانه قربة وهو ليس من اهلها ولو امره فذبح بجوز لانه من اهل الذكاة والقربة يحصل بان يذبحه

کتابی شخص کو نہ ہی اس واسطے کہ عبادت ہے اور وہ اس کام کا نہیں ہے اور اگر کتابی ہی کہہ دیا اور اوسنی ذبح کر دی تو جائز ہی اسلی کہ ذبح کتابی کا درست ہے تو عبادت

نيت له لكن بكرة وليست بحداد شفرته قبل الاضجاع وبكرة بعدة لما روى انه عليه السلام مر على رجل

ہو جائیگی پر مکروہ ہے اور چہری کا تیر کرنا پچھاڑنی مستحب ہے اور بعد پچھاڑنی کی مکروہ ہے اس واسطے کہ روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام ایک شخص کی پاس جا پہنچی

اضجع شاته وهو يحد شفرته وهي تلخظ اليه ببصرها فقال انريد ان يتيها صوتات هذا حدث

کہ وہ بکری پچھاڑ کر چہری تیر کرتا تھا اور بکری اپنی انگلیوں سے اور ہر دیکھتی تھی سو آپ نے فرمایا تو چاہتا ہے اسکو کئی موت سے ماری پچھاڑنی سے پہلی چہری تیر

شفرته قبل ان تضجعها وبكرة جرها برجلها الى المذبح وترك التوجه الى القبلة وبكرة النحر وهو الذبح

کیونکہ شکر ہے اور قربانی کو ٹانگ بکڑ کر مذج تک پہنچتی ہوئی لی جانا اور قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا مکروہ ہے اور منہ ہی یعنی ایسا سخت ذبح کرنا

الشد يد حتى يبلغ النخاع وبكرة السلق قبل ان يسكن عن الاضطرار وليست بحداد يضرب الانسان اضحية

کہ نخاع تک نہ بھرتے اور چھڑا چیلنا ہنڈی ہوئی سے پہلی مکروہ ہے اور سخت ہے کہ آدمی اپنی قربانی کی ذبح ہوتی ہوئی

عند المذبح ولو وضع صاحب الشاة يده مع يده القضا في المذبح حتى يكون ذا الجاعم القصا قال الشيخ اكام

پاس حاضر ہے اور اگر قربانی کی مالک نے ہی اپنا ہاتھ قصائی کی ساتھ چہری پر رکھ لیا تاکہ قصائی کی ہاتھ ذبح میں شریک ہو جاوے تو شیخ امام محمد

محمد بن الفضل تجب على واحد من التسمية حتى لو ترك احدهما لا يحل المذبح لان شرط حلة التسمية عليه

بن الفضل کہتی ہیں کہ دونو پر تکبیر ذبح کی کہنی واجب ہے یہاں تک کہ اگر دونوں میں سے کوئی ایک تکبیر ترک کر لیا تو نہ ذبح مردار ہوگا اس واسطے کہ شرط طہا ہونی کی

لقوله تعالى ولا تأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه فالذبح اذا تركها عمدا يكون الذبيحة ميتة لا يحل اكلها ولو

موافق اس آیت کی اور اس میں ہے کہ کھاؤ جس پر نام نہ لیا اس کا پہر ذبح کر نیو الا اگر تکبیر عمدت ترک کر لیا تو ذبیحہ مردار ہی ہو سکا کہانا حلال نہیں ہے اور اگر

اب دونو مکان میں فرق دیکھیں کتنی ہے

کہ اپنی قربانی اگر ہو سکی تو اپنی اتہ سے ذبح کری

بن الفضل کہتی ہیں کہ



ذکر مع اسم الله تعالى غيرة ان كان بالعطف مثل ان يقول بسم الله ومحمد رسول الله يحرم وان كان بغير

اسم الله تعالى کی نام کی ساتھ اور کچھ ہی کہہ دیا اگر عطف کی ساتھ کہا اسطور کہا کہ بسم الله ومحمد رسول الله تو ذبیحہ مردار ہی اور اگر بغير

العطف لا يحرم بل بکرة وبکرة ايضا ان يدعو بشيء بعد التسمية قبل الذبح مثل ان يقول بسم الله اللهم

عطف کی کہا تو حرام نہیں ہی بلکہ مکروہ ہی اور یہ مکروہ ہی کہ التسمیہ کے بعد ذبح سے پہلے کچھ اور بات زبان پر لاوی مثلاً یون کہی کہ بسم الله الہی

تقبل مني ومن فلان واما بعد الذبح فلا بأس به لما روى انه عليه السلام قال بعد الذبح اللهم تقبل هذه

مجہسی اور قربانی سے قبول کر لی بہر ذبح کری ان ذبح کی بعد اسکا کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے بعد ذبح کی فرمایا الہی یہ قربانی قبول کر لی

عن امة هجر من شهدك بالوحدانية ولي بالبلاغ وما تداولته الا لسن عند الذبح بسم الله والله اكبر

محمد کی تمام امت کی طرف سے جو تیری وحدانیت کی اور میری تبلیغ کی گواہی دیتی ہیں اور ذبح کرتے ہوئے جو زبانوں پر حسب رواج آتا ہے بسم الله والله اکبر

لكن ذكر في القنية ان المستحب ان يقول بسم الله الله اكبر بدلت الواو ومع الواو بکرة ولو ذبح رجل اضحية

قنیہ میں مذکور ہے کہ مستحب یہ ہے کہ بسم الله الله اکبر بدون واو کی کہی اور واو کی ساتھ مکروہ ہی اور اگر کسی شخص نے غیر کی قربانی

غيرة بغير اذنه يجوز استحسانا ولو كان بين الاثنين شاتان فذبحهما عن نسكهما يجوز ويأكل من لحمها

بی اجازت ذبح کر دی تو استحساناً جائز ہے اور اگر دو آدمیوں میں دو بکریاں مشترک ہوں بہر دونوں فی بلا تعین اپنی اپنی طرف سے ذبح کر دیں تو جائز ہے اور اسکا

ويؤكل غيرة من الاغنياء والفقراء وهب لمن يشاء ولا يعطى اجر الخزار منها وندب التصديق بثلتها وندب ترك

اور اور کو کھلاوی غنی ہو یا فقیر اور جو چاہی عطا کری اور مزدوری میں قصائی کو اوسمیں سے ہنڈا اور تہائی کا خیرات کر دینا مستحب ہے اور

التصدق ايضا الذي عيال توسعة عليهم ويجوز الانتفاع بجلدها بان يتخذة جرابا او غربالا او بساطا او

صاحب عیال کنبہ والی کو خیرات نکرنا بھی مستحب ہے تاکہ عیال پر فراغت ہو جاوی اور اسکی چمڑی سی فائدہ او ٹھکانا جائز ہے کہ تھلا یا تو برہ یا ڈول یا بچھونا

غيرها وله ان يبدله بما ينتفع به مع بقاء عينه كالخف ونحوه لا بما ينتفع به الا باستهلاك عينه كالخل

وغیرہ بنائی اور اسکو جائز ہے کہ اسکی بدلہ میں ایسی چیز لپی جس سے نفع ہووی ہر ذات باقی رہی جیسی موزہ اور مانند اسکی ایسی چیز بدلہ میں نہ لپی جس سے بدول ہلاک نہ ہو

ونحوه ولا بأس ببيعها بالدرهم ليتصدق بها على الفقراء وليس له ان يبيعه بالدرهم لينفقها على نفسه وعياله

وغیرہ اور اسکا ڈر نہیں کہ چمڑہ بیچ کر فقروں کو خیرات دیدی اور یہ جائز نہیں کہ چمڑہ بدلہ درہم کی بیچ کر اپنی اوپر یا اپنی عیال پر خرچہ کری

وان فعل ذلك يتصدق بثمنه ولو اراد ان يبيع لحمها ليتصدق بثمنه ليس له في اللحم الا اكل والا طعاما

اور اگر ایسا کیا تو اسکا نفع خیرات کر دی اور اگر چاہی کہ گوشت بیچ کر اسکا نفع خیرات کر دی تو اسکو گوشت میں آٹنا ہی تصرف ہے کہ کھالی اور کھینچو دیدی

ليس على الرجل ان يضحي عن ولده الصغير في ظاهر الرواية وان كان للصغير مال قال بعض مشائخنا يضحي عنه

اور ظاہر روایت میں کسی کا بہتہ ذمہ نہیں ہے کہ نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کری اگرچہ نابالغ اولاد مالدار ہو ہمارے بعض علماء صدقہ فطر پر قیاس کر کے کہتی ہیں

ابوه او وصيه من مال الصغير عند ايجافه قياسا على صدقة الفطر وقال الامام السرخسي زعم بعض المشائخ

کہ بچہ کا باپ یا وصی صغیر کی مال میں سے امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری اور امام سرخسی کہتی ہیں کہ بعض مشائخ یہ کہتی ہیں

ان على الاب والوصي ان يضحي من مال الصغير عند ايجافه حنيفة على قياس صدقة الفطر والاصح انه ليس له

کہ باپ یا وصی کا ذمہ ہے کہ صغیر کی مال میں سے امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری جیسی صدقہ فطر کا حال ہے اور صحیح مذہب یہ ہے کہ اسکو

ان يفعل ذلك وان فعل اخذ بقول بعض المشائخ لا يتصدق بشيء منه بل يأكل منه الصغير وما بقي بيد

قربانی کر نیکا اختیار نہیں ہے اور اگر موافق قول بعض مشائخ کی قربانی کر دی تو اوسمیں سے کچھ خیرات نکرے بلکہ اوسمیں سے وہ صغیر کھلاوی اور بچتی کی بدلہ میں

بما ينتفع به الصغير مع بقاء عينه كالشوب ونحوه لا بما ينتفع به الصغير الا باستهلاك عينه كالخبز

صغیر کی واسطی ایسی چیز نفع رسان لیدی کہ جسکی ذات باقی رہی جیسی کپڑا وغیرہ ایسی چیز نہ لیدی جیسی صغیر کو بدول ہلاک ذات کی فائدہ حاصل نہ ہو جیسی روٹی

وخنوخه وذلك لان الواجب لبقاء الدم واما التصرف فتبرع واما الصبي لا يحتمل التبرع واما جاز التبدیل قیاساً  
 وغیره اسلمی کہ واجب توصف ذبح کرنا ہی رہا خیرات کرنا سو وہ احسان ہی اور صغیر کا مال قابل احسان کی نہیں ہی اور تبدیل اسلمی جائز ہی کہ چرہ کو آخر تبدیل کرنا ہی  
 علی الجدل فان الجدل يجوز ان ينتفع به وان يبدل بما ينتفع به مع بقاء عينه لان البدل س يكون في حكم المبدل فيكون  
 کیونکہ چرہ ہی فائدہ لینا ہی جائز ہی اور بدل لینا نفع رسان چیز کا ہی جائز ہی پر اسکی ذات باقی رہی کیونکہ بدلہ کی چیز اس اصل مبدل کی حکم میں ہی ایسا ہی  
 کا لا تنفع بعينه فلما كان الحكم في الجدل هذا قاسوا عليه اللحم اذا كان للصبي ضرورة والثالث ما يجب على المكلف  
 گو یا اصل ہی سی نفع پایا چرہ کا جو یہ حکم تھا اسی پر کشت کو قیاس کر لیا ہی اگر صغیر کو کچھ ضرورت ہو اور تیسری شی جو مکلف پر

في هذا العيد تكبير التثنية فانه عند أبي حنيفة يجب على الأحرار المقيمين في الأماصار عقيب كل فريضة اذا  
 اس عید میں واجب ہی وہ تکبیرات تشریق میں سو یہ تکبیرین امام ابو حنیفہ کی نزدیک ازادوں شہر میں موجود ہوئیوں پر یعنی جو مسافر نہ ہو چچی ہر فرض نماز کی جو  
 جماعة فلا يجب على اهل القرى ولا على المسافر ولا على العبد ولا على المنفرد ولا على المرأة الا اذا اقتدى هؤلاء بمن يجب

جماعت سی ادا ہو واجب ہیں گانوں کوین والوں پر واجب نہیں اور نہ مسافر پر اور نہ غلام پر اور نہ منفرد پر جو اکیلا مانع نہ ہی اور نہ عورت پر ان اگر یہ لوگ جنکی ذمہ پر  
 عليه التكبير فيحكيرون معه تبعاله الا ان المرأة لا ترفع صوتها لان صوتها عورة وغيرها يحكيرون به لان  
 تکبیرین واجب نہیں ہیں مقتدی ہوجاویں جب واجب ہیں تو اب اسکی ساتھ تکبیر کہیں نام کی تبعیت میں مگر عورت بکا کر نہ ہی اور سکواؤن کا ہی چپا نا چاہی اور آواز

السنة فيه الجهر ولا مانع ولا يجب عقيب صلوة العيد ولا عقيب التواضع لان تلك الصلوات ليست بواجبة  
 کہ اس میں آواز کا ہن کرنا مسنون ہی اور کوئی مانع ہی نہیں اور عید کی نماز کی چچی واجب نہیں ہی اور نہ چچی نفلوں کی کیوں کہ یہ سب نمازین فرض نہیں ہیں اور نماز  
 عقيب صلوة الجمعة لانها فريضة وعندها يجب على كل من يصلي المكتوبة ولو كان قروياً او مسافراً او عبداً او منفرداً  
 جمعہ کی چچی واجب ہی کیونکہ جمعہ کی نماز فرض ہی ہوجا جین کی نزدیک ہر شخص پر جو نماز فرض ادا کرنا واجب ہی اگرچہ گانوں میں ہو یا مسافر ہو یا غلام ہو یا اکیلا ہو یا نہ ہو

وامرأة وليتداوه من فجر يوم عرفة الى عصر يوم النحر عند أبي حنيفة فيكون التكبير عقيب ثمان صلوات  
 یا عورت ہو اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک شروع تکبیر زین تا پنج کی فرض ہی دسویں کی عصر تک سو تمام تکبیرین آہٹ نمازوں کی بعد ہوں ہیں

وعندهما الى عصر اخر ايام التشريق وهو الثالث عشر من ذي الحجة فيكون التكبير عقيب ثلثة وعشرين  
 اور صاحبین کی نزدیک آخر ایام تشریق کی عصر تک واجب ہیں یعنی ذی الحجہ کی تیروین تا پنج تک تکبیرین تیس نمازوں کی بعد ہوں ہیں

صلوة والعمل في هذا الزمان على قولهما احتياطي باب العبادات وكيفيته ان يقول مرة واحدة بعد السلام  
 اس زمانہ میں واسطی احتیاط کی باب عبادات میں صاحبین کی قول پر عمل ہی اور اسکی کیفیت یہہ ہی کہ ایک دفعہ سلام کی بعد

قبل الكلام الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر والله الحمد واصله ان ابراهيم النبي عليه السلام  
 اور اقصی یون ہی کہ ابراہیم نبی علیہ السلام فی

لما اصبح ولده اسمعيل عليه السلام للذي امر الله تعالى جبريل عليه السلام ان يذهب بالفداء فلما جاء  
 جب اسماعیل نبی علیہ السلام کو واسطی ذبح کرنی کی لٹایا تو اللہ تعالیٰ فی جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فدیہ لیجا جب جبریل علیہ السلام

جبريل عليه السلام بالقرآن خاف ان يجعل ابراهيم عليه السلام فقال الله اكبر الله اكبر فلما سمع ابراهيم عليه السلام  
 قرآنی لیکر آئی تو خوف کیا ایسا نہ ہو کہ ابراہیم علیہ السلام ذبح میں جلدی کریں تو جبریل فی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جب ابراہیم علیہ السلام فی

صوت جبريل عليه السلام وقع في قلبه انه ياتيه بالبشارة فهل وذكر الله تعالى بالوحانية والكبرياء فقال  
 جبریل کی آواز سنی تو انکی دہن میں یہ خیال آیا کہ جبریل کوئی خوشخبری لاتی ہیں سو انہوں نے لا الہ الا اللہ پڑا اور اللہ کو وحدانیت اور بڑائی سی یاد کیا یہہ  
 لا اله الا الله والله اكبر فلما سمع اسمعيل النبي عليه السلام كلاماً في دونين في كلام في لسانه فقال الحمد لله وحده  
 کہانہ ہی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر جب اسماعیل علیہ السلام فی دونوں کی کلام فی لسانہ فقال الحمد لله وحده اور شکر بجا لایا اور کہا



الله اکبر والله الحمد فصار ذلك منهم ميراثا لنا في هذه الايام وان نسي الامام التكبير وقام وذهب في المخرج  
 الله اکبر وسد المحراب یہ تکبیر ہوئی میراث ہلکی واسطی آج تک جلی آتی ہے اور اگر امام تکبیر کہنی بھول کر کھڑا ہو کر روانہ ہو تو جب تک مسجد میں سی باہر نہیں نکلا  
 من المسجد يعود ويكبر وان خرب لا يعود ولا يكبر بل يكبر القوم وحدهم ومن ترك صلوة في هذه الايام قضى  
 تو ہٹ کر تکبیر کہی اور اگر مسجد سی باہر ہو گیا تو نہ ہٹے اور نہ تکبیر کہی بلکہ مقتدی تنہا کہلین اور اگر کوئی شخص ان دنوں میں نماز ترک کر کے ہر انہیں دنوں میں  
 فيها يكبر ولو تركها في غيرها وقضها فيها او تركها فيها وقضها في غيرها لا يكبر وكذا لو تركها فيها وقضها في غيرها  
 تو تکبیر کہی اور اگر کہی کی نماز ہی ہوئی ان دنوں میں قضا کرے یا ان دنوں کی نماز ہی ہوئی اور دنوں میں قضا کرے تو تکبیر نہ کہی اور ایسی ہی اگر ان دنوں کی نماز ہی ہوئی اگلی سال کی  
 عام اخر لا يكبر ومن حدث عمدا يسقط عنه التكبير ومن سبقه الحدث يكبر بلا وضوء ولو اجتمع سجود  
 ایام تشریق میں قضا کرے تو تکبیر نہ کہی اور جسنی قضا اور وضو تو دیا تو تکبیر اور سپر نہیں رہتی اور جسکا وضو بلا اختیار ٹوٹ گیا تو وہ بی وضو تکبیر کہی اور اگر سجدہ سہو کا  
 السهو والتكبير والتلبية يبدأ بسجود السهو ولا نه يؤدي في تحريمه الصلوة ثم بالتكبير لانه يؤدي بعد الصلوة  
 اور تکبیر تشریق اور تلبیہ جمع ہو جائیں تو پہلی سجدہ سہو کا ادا کرے کیونکہ سجدہ سہو نماز کی اندر ادا ہوتا ہے پہر تکبیر کہی کیونکہ تکبیر نماز کے بعد متصل ادا ہوتی ہے  
 متصلا بها ثم بالتلبية لانها تؤدي خارج الصلوة من كل وجه ولو قدم التكبير يسجد لانه لا ينال في الصلوة ولو  
 پہر تلبیہ کہی کیونکہ تلبیہ ہر صورت نماز سی باہر ادا ہوتا ہے اور اگر اسنی تکبیر پہلی ادا کر دی تو سجدہ کر لی کیونکہ تکبیر نماز کی منافی نہیں ہے اور اگر  
 قدم التلبية يسقط التكبير والسجود لانها كلام فيقطع الوصل والمسبوق يكبر عقيب قضاء ما فاتته لامع الامام  
 تلبیہ قدم کیا تو تکبیر اور سجدہ دونوں ساقط ہو جاتی ہیں کیونکہ تلبیہ کلام ہی نماز میں ہوتا ہے وصل کو قطع کر دیتا ہے اور مسبوق اپنی نماز فوت کی ہوئی پوری کر کے تکبیر کہی امام کی نماز  
 فانه وان كان يتابع الامام في سجود السهو الا انه لا يتابعه في التكبير والمتطوع اذا اقتدى بالمفترض في ايام  
 کیونکہ مسبوق اگر سجدہ سہو میں امام کا تابع ہے پہر تکبیر میں امام کا تابع نہیں ہے اور نفعیں پڑھیں والے اگر تکبیر کی دنوں میں فرض پڑھیں والے کا مقتدی ہو جائے  
 التكبير يكبر معه تعالىه والرابع ما يجب على المكلف في هذا العيد الصلوة وقبل الصلوة يستحب للرجل السوء  
 تو امام کا تابع ہو کر تکبیر کہی چوتھی جوامر اس عید میں مکلف پر واجب ہے وہ نماز دو گنا ہے اور نماز سی پہلی مرد کو مستحب ہے مسوک کرنے  
 والاغتسال والتطيب وليس حسن الثياب المباحة بان يكون جديداً وغسيلة لا حرجاً فانه حرام على الرجل  
 نہانا خوشبو لگانی اچھی کپڑی مباح ہیں نئی ہون یا دھوئی ہوئی ہوں حریر نہ ہو کیونکہ حریر مردوں کو بھنگا  
 حتى الصبيان الا ان لا تشعل من البسهم وصلوة الغداة في مسجد حيه والتكبير وهو سرعة الانتباه والا  
 بچوں تک حرام ہے پر گناہ او سکھ ہوتا ہے جو بچوں کو حریر پہنا دی اور اشرق کی نماز محلہ کی مسجد میں اور تکبیر یعنی صبح میں جلد تیار ہو جانا اور معنی ابتکار کی  
 وهو المسارعة الى المصلي والتوجه اليه ماشيا والرجوع من طريق اخر ثم الخروج الى المصلي سنة وان وسعهم  
 جلد سی عید گاہ کی طرف متوجہ ہو کر پیادہ پا جانا اور دوسری رستہ سی ہٹ کر آنا پہر عید گاہ میں جانا مسنون ہے اگرچہ جامع مسجد میں  
 الجوامع لكن الامام يستخلف من يصلي في المصرب الضعفاء والمرضى بناء على ان صلوة العيد في الموضعين جائزة  
 اتنی گنجائش ہو لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کر دی جو شہر کی اندر نا توانوں اور بیماروں کو نماز پڑا دی اسنی کہ عید کی نماز دو جگہ بالاتفاق جائز ہے  
 بالاتفاق بخلاف الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق بينها فيه ويستحب في هذا العيد تاخير الاكل حتى  
 برخلاف جمعہ کی کیونکہ جمعہ جامعہ کو جمع کرنا ہے اور تفریق اسکی منافی ہے اور اس عید میں کہانی میں اتنی تاخیر کر لی کہ عید کی نماز پڑھ لیں  
 يصلي صلوة العيد قبل هذا في حق من يضحي ليأكل من اضحيته او لان السنة ان يأكل من كبدها او لا واما  
 متقی بعض کہتی ہیں یہ تاخیر قربانی کر نیوالی کی لئی ہے تاکہ پہلی اپنی قربانی میں سی کھا دی کیونکہ مسنون ہے کہ پہلی قربانی کی کلیجی کھا دی اور اورون کی  
 في حق غيره فلا والاول اصح لما روي ان الصحابة كانوا يمنعون صبيانهم عن الاكل واطفاهم عن الرضاع الى الصلوة  
 حق میں نہیں ہوتا اول روایت صحیح ہے کیونکہ روایت ہے کہ صحابہ اپنی بچوں کو کہانی سی منع کیا کرتے تھے اور چھوٹی بچوں کو نماز ادا کرنے تک دودھ پینی ہی دیتی

ولیسحب فی هذا العید ایضا التکبیر جمہا فی طریق المصلی بالاتفاق لاعلیٰ ہیئة الاجتماع والاتفاق فی الصلوة  
 اور اس عید میں یہ بھی بالاتفاق مستحب ہے کہ عید گاہ کی رستہ میں تکبیر بلند آواز سے کہتا جاویں <sup>پرسکو ملکر</sup> اور ایک آواز بنا کر رانگی کی  
 ومراعاة الانعام فان ذلك كله حرام بل یکبر کل احد بنفسه واذ بلغ الی المصلی یقطع التکبیر وروی عن ابی  
 تال سم پر نہیں چاہی کیونکہ یہ سب حرام ہی بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑھی اور جب عید گاہ میں جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابو موسیٰ  
 موسیٰ الرضا انہ کان یکبر فی کل عشر خطوات مرة حتی یمبلغ الجبابة ولو توجه الرستاق الی المصلی لیملا  
 رضاسی روایت ہے کہ وہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑھتی ہوئی عید گاہ تک جلی جاتی تھی اور اگر کوئی گردنواح کا رہنی والا رات کو  
 من فرسخ ونحوه یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة وخرج وقت الكراهة بأسر تقاع الشمس  
 کوس پہر کی فاصلہ سے عید گاہ میں آجاویں تو صبح ہوئی ہی تکبیر پڑھنی شروع کری پہر جب نماز کا وقت آجاویں اور آفتاب بلند ہوئی سی وقت مکروہ گرجاویں  
 یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامة یکبر اولاً لا فتاک ثم یضع یدیه تحت سرتہ ویثنی ثم یکبر  
 تو امام لوگوں کیساتھ دو رکعت بدون اذان اور اقامت کی پڑھی پہلی تکبیر تحریمہ کہی پہر دونوں ہاتھ ناف کی پچی باندھ لی پہر جانک اللہم پڑھی پہر تین بار  
 ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بقدر ثلث تسبیحات لانها تقام بجمع عظیم بالمؤلة یشتبہ علی من کا  
 تکبیر کہی ہر تکبیر کا پچھن بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکھی اس واسطی کہ بڑی ابنوہ میں اتفاق ہوتا ہی پی در پی بی فاصلہ کہنی میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی  
 بعیداً ویرفع یدیه عند کل واحدة من تلك التکبیرات الثلث یرسلهما فی اثنا ثلثین ثم یضعهما تحت سرتہ  
 ندی اور اپنی دونوں ہاتھ ہر ہر تکبیر کیساتھ تینوں دفعہ کان تک اٹھاویں اور پچھن دونوں ہاتھ چوڑی رکھی پہر دونوں ہاتھ بعد تین بائیں بائیں پچی  
 بعد الثالثة ویعوذ ویسعی ثم یقرأ الفاتحة وسورة ثم یکبر ویرکع واذ قام الی الركعة الثانية یبدأ بالقراءة ثم  
 اور اعوذ باند پڑھی اور بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورہ پڑھی پہر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کری پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہہ اہو تو قرات قرآن  
 یکبر بعدھا ثلثاً یفصل بینہن بقدر ما ذکر انفا ویرفع یدیه ویرسلهما عند کل تکبیرة ولسن هنا وضع ثم  
 بعد قرات کی تین بار تکبیر کہی اور اوکی پچھن اسہی قدر فاصلہ رکھی جواب ذکر کیا ہی اور دونوں ہاتھ اٹھاویں اور ہر تکبیر پر چوڑی رکھی اسوقت اتہ کا باندھنا ثابت نہیں ہی  
 یکبر ویرکع فیکون تکبیرات الركعتین تسعاً ثلث منها اصلیت تکبیرة الافتتاح والتکبیرتان للركوع وست  
 تکبیر کہہ کر رکوع کری اب تکبیرین دونوں رکعت کی نو ہو گئیں تین نو اذنین سی اصل میں یعنی تکبیر تحریمہ اور دونوں تکبیرین دونوں رکوع کی اور چہ تکبیرین ناہیہ میں  
 من واند ثلث فی الركعة الاولى قبل القراءة وثلث فی الركعة الثانية بعد القراءة ولونشبت التکبیر فی الركعة  
 تین پہلی رکعت میں قرات سی پہلی اور تین دوسری رکعت میں قرات کی پچی اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہی پہل گیا اتنا کہ  
 الاولى حتی قرأ بعض الفاتحة او کلها ثم یکبر ویعید الفاتحة وان تذکر بعد قراءة الفاتحة والسورة  
 تہوڑی سی یا تمام سورہ فاتحہ پڑھ لی تو اب تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑھی اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ پڑھ کر یاد آویں تو صرف تکبیر کہی  
 یکبر ولا یعید القراءة لانها تمت وبعد التمام لا تقبل النقص بالاعادة بخلاف الوجه الاول والثانی فانها لم تتم  
 قرات کو نہ پڑھاویں اس واسطی کہ قرات پوری ہو گئی اور پوری ہونی کی بعد پڑھانی سی نقص نہیں ہو سکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرات  
 فیہا فصار کأنہ لم یشعر فیہا فیعیدھا رعایة للترتیب ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین یبدأ فیہما بالتکبیر ویفصل  
 سو یہ ایسا ہی گویا قرات ابھی شروع نہیں ہوئی اب واسطی رعایت ترتیب کی قرات کو پڑھاویں پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑھی دونوں خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونوں  
 بینہما بجلسة خفيفة مقدارها ان یستقر کل عضو منه فی موضعه والخطبة فی العیدین سنة ولسن  
 خطبوں میں اتنی دیر جلوسہ خفیف کری کہ تمام جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہو جاویں اور خطبہ دونوں عیدوں میں سنت ہی اور اس خطبہ میں  
 فیہما ما یسن فی خطبة الجمعة ویکرہ فیہا ما یکرہ فیہا ویعلم فی هذا العید احکام الاضحية وتکبیر التشریق ومن  
 وہ ہی امر سنوں ہی جو جمعہ کی خطبہ میں سنوں ہی اور اس میں وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مکروہ ہی اس عید میں احکام اور مسائل قرآنی اور تکبیرات تشریقی کی

دوسری صورت میں پڑھنی ہوئی

کی نوع پہر

دوسری صورت میں پڑھنی ہوئی

تکبیر کا ذکر



لا بد لك صلاة العيد مع الامام لا يقضيها ومن ادرك الامام الركوع يكبر للافتتاح قائما لان تكبيرة الافتتاح  
 عيدك في نماز امامك في سائبة انتبه نه آوى تواه سير قضا نهين هي اور جبني امامك ركوع من پايا تا اول كهري هوئ تكبير تحريره كهي اسوسطى كه تكبير تحريره  
 شرع في القيام المحض ثم للعيد ان ظن انه يدرك الامام في الركوع لان المحل الاصلى لتكبيرات العيد القيام  
 صرف حالت قيامك جازي هي پر عيدك تكبيرين كهي اگر سبه معلوم هو تا هو كه تكبيرين عيدك كهي كرامك ركوع من جالون كا اسطى كه اصلي جگه عيدك تكبيرين كهي صرف  
 المحض وان خاف فوت الركوع يكبر للركوع ويركع ثم يكبر تكبيرات العيد في الركوع لانها واجبة ولا اشتغال  
 قيام هي اور اگر سبه خوف هو كه تكبيرين كهي من ركوع امامك في سائبة فوت هو كا تو بعد تكبير تحريره كهي تكبير ركوع كهي كرامك ركوع من جلا جادى پر ركوع من تكبيرين عيدك كهي  
 بها اول ويترك تسبيحات الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة  
 اول هي اور تسبيحات الركوع كهي ترك كرى اسواسطى كه سنت من اور ركوع من رفع يدين هي موقوف ركعي اسواسطى كه رفع يدين سنت هي اور انهنون كا كهنون پر ركعنا هي  
 سنة ايضا ولا وجه لانيان سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه يسقط ما بقى من التكبيرات  
 سنت هي اسكي كوي وجه نهين كه ايك سنت كواپني موقع سي چو ركرد و سري سنت ادا كرى اور جب امام ركوع سي سر او پهاوى تو پر او سكي ذمه سي جو تكبير عيدك باقى هو ساقط  
 فلا يقيمها في الركوع ولا في القومة بل يسارع في متابعتها الامام لانها فرض فلا يترك للواجب ولو ادرك الامام  
 اركع من تكبير ركوع من پوري كرى اور نه قومه من بك امامك متابعت من جلد ركوع سي كهرا هو جادى كيونكه متابعت فرض هي سودا جب كى واسطى ترك نهين هو كنى تور نامكو  
 في القومة لا يكبر فيها لانه يقضى تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاتته ركعة واحدة اذا قام الى قضاء  
 قومه من پايا تو قومه من تكبير عيدك كهي كيونكه ركعت مع تكبيرات قضا كرى ذمه پر هي اور جكي ايك كعت فوت هو جادى تو جب فائت كوفضا كرى كهرا هو  
 ما سبق يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها تكبيرات العيد ويركع ولو ادرك الامام في التشهد وبعد السلام في  
 تا اول قراوت شروع كرى پر بعد قراوت كى تكبيرين عيدك ادا كرى پر ركوع كرى اور اگر امامك كواحيات من پايا يا سلام كى بعد  
 سجود السهو فانه يقوم ويصلى ويأتى بالتكبيرات في محلها ويستحب تعجيل الصلاة في هذا العيد وتأخيرها  
 سهو كى سجده من پايا تاوب سبه كهرا هو ركعنا زب ستور پر هي اور تكبيرين عيدك كهي اپني كهكاني سر كهي اور اس عيد من نماز كى تعجيل اور عيد الفطر من تاخير مستحب هي  
 في عيد الفطر وفي القنبة تقدم صلاة العيد على صلاة الجنازة اذا اجتمعتا وصلاة الجنازة على الخطبة  
 اور قنبة من هي كه عيدك كى نماز جنازه كى نماز سي بهلى ادا كرين اگر دو نو جمع هو جادى اور نماز جنازه خطبه سي بهلى ادا كرين  
 وفي البزارية ان اجتمع العيد والكسوف يقدم العيد لانه واجب كما تقدم على الجنازة لكون وجوبه  
 اور بزاريه من هي اگر نماز عيد اور نماز كسوف جمع هو جادى تو عيدك كى نماز بهلى پر نهين كيونكه واجب هي جيسي نماز جنازه پر مقدم هي اسوسطى كه عيدك كى نماز واجب  
 عينا ووجوب الجنازة كفاية ويكره التنفل في المصلى قبل صلاة العيد وبعدها للامام وغيره وان وقع  
 عيني هي اور جنازه كى نماز واجب كفاية هي اور عيد كاه من جاك عيدك كى نماز سي بهلى نفلين پر نهين كروه من اور بعد نماز عيدك كى امام وغيره خواص كو كروه هي اور اگر  
 في هذا العيد عذر يمنع من صلاة العيد تصل من الغد وبعد الغد ولا تصل بعد ذلك لانها موقوفة  
 اس عيد من كوي عذر عيدك كى نماز سي ركعي تو اكل دن گياره من كو پر نهين اور اس نسي اكل دن باره من كو پر باره من كى بعد نهين كيونكه اشكا وقت  
 بوقت الاضحية فتجزأ ما دام وقتها باقيا ولا تجوز بعد خروجه وقتها ثم العذر همنا ليس لنفى الجواز بل لنفى الكراهة  
 وه هي اضحية كاهتي سوجب تك هي جازي هي كه قرباى كا وقت باقى هو پر قربانكا وقت تكلي پچي جازي نهين بهر اس عيد من عذر كا هو نا واسطى نفى جواز كى نهين هي بلكه اسطى  
 حتى لو كان تأخيرها الى الغد وبعد الغد بغير عذر يجوز الصلاة لكن يلزم الاساءة بخلاف الفطر فان العذر  
 بهر كه كرا تاخر اكل دن تك اور اكل سي اكل دن تك با عذر هو تو بهي جازي هي  
 فيه لنفى الجواز حتى لو كان تأخيرها الى الغد بغير عذر لا يصح يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه باطفيه و  
 واسطى نفى جواز كى هي بهان تك كه اگر اس نماز من تاخير اكل دن تك في در بر ر حجه نهين كى آبي تلو اسان كر اعمال موافق ابني رضا كى ابني لطف اور

وكرمه المجلس السادس والثلاثون في بيان فضيلة شهر الله المحرم وصوم يوم عاشوراء

اور کرم سی چیتسویں مجلس

ماہنامہ

اور صوم عاشورا کی روزہ کی فضیلت میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم هذا الحديث من صحيح البخاري

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہیں یہ حدیث مصلح کی صحیح سنوں میں ہے۔

رواه ابوهريره واما الشهر الى الله تعالى تعظيم شان الشهر والمضامير وتقديره ان فضل الصيام بعد صيام رمضان صيام  
الذي هو كروايت يوم او شيئا كاضافت اسبوعا طرف واسطه تعظيم مرتبه صوم كروايت او مضامير في وف اي اصله من عبارات لوني افضا روزي لوني روزي لوني

شہر اللہ الحرمہ و هو صریح فی ان افضل ما تطوع به من الصیام بعد رمضان شہر اللہ الحرمہ لکن یحتمل ان یراد به ما نہ افضل

کی روزی ماہ الہی محرم کی ہیں اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل نوافل روزی بعد رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہیں لیکن بہت ہی اجمال ہے کہ اس سے یہ مراد اہل فضل

شهر تطوع بصيامه كاملا بعد رمضان واما التطوع ببعض الشهر فقد يكون غير افضل منه كصيام يوم عرفة او عشر

ہیٹا جسکی پوری روزگار کی جاوین بعد رمضان کی محرم ہی اور نفل روزی تہوڑی تہوڑی بعض اور مہینے کی محرم ہی افضل ہوتی ہیں جیسی روزہ روز عرفہ کا یا دس روزی اللہ

ذی الحجۃ اوستہ شول و شہد ہماروی عن علی ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقایا رسولہ  
 ذی الحجۃ کما یاجہ روزی شوال کما اور ماہین اسکے اور اسکا سند وہ روایت علی رضی اللہ عنہ کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کو خدمت میں حاضر ہو کر لو حیا یا رساء اللہ

انحر في شهر صوفه بعد رمضان فقال له النبي عليه السلام ان كنت صائما شهرا بعد رمضان فضم المحرم فاره

بنتھا ہی بعد رمضان کی کس مہینہ میں روزی رکھوں آپ فی فرمایا  
اگر تو غم مہینی کی روزی بعد رمضان کی رکھا چاہتا ہی تو محرم میں رکھے کہ کتبہ۔

شهر الله وفيه يوم تاب الله فيه على قوم ويتوب على آخرين لكن قد كان النبي عليه السلام يصوم شهر شعبان

مہنا سے کاہی اور اس مہینی میں ایک سال پہنچا۔ اسی سال ۱۱۰۰ھ کی اور اور کی خطا معاف کر گیا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان میں روزی رکعتی تھی

ولم ينقل عنه أنه كان يصوم الحرم وإنما كان يصوم منه يوم عاشوراء وقوله عليه السلام في حديث ابن عباس  
 اور یہ کہ کس نے بیان نہیں کیا کہ محمد بن رزق رکعت تہ محمد بن صرف یوم عاشوراء کا روزہ رکعت تہ محمد بن کا ارشاد

اور یہ سببی بیان ہیں کیا کہ حرم میں لڑکا رہی ہی حرم میں صرف یوم عاشورہ کا روزہ نہ رہی ہو اور آپ کا ارشاد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں

ان یقیمت الی قابل الا صوم التاسع بدیل علی انه علیہ السلام کان لا یصوم التاسع لکن روی انه علیہ السلام امر

مگر میں اگلی سال تک جیتا رہا تو البتہ نوین تاریخ روزہ رکھوں گا اس سے یہ ثابت آگا کہ نوین تاریخ میں روزہ نہیں رکھتی تھی لیکن روایت ہے کہ آپؐ نے ایک شخص کو فرمایا:

رجلا ان يصوم الاشهر الحرم وافضل صيام الاشهر الحرم صيام شهر الله المحرم وافضل شهر الله المحرم عشرة الاول

کہ اس مہر میں روزی رکھی اور اس مہر میں افضل روزی ماہ الہی محرم کی ہیں اور وہ الہی محرم میں سی افضل روزی پہلی رہی کی ہیں

فلما كان هذا الشهر من بين أشهر رمضان مضافاً إلى الله تعالى ثلث سبب أن يختص بعمل مضاف إلى الله تعالى وهو الصوم  
 اور یہ مہینہ تمام مہینوں میں سے ایک طرف مضاف ہے تو مناسب ہے کہ اس مہینہ میں عبادت الہیہ کی طرف مضاف ہو سو وہ علم پر مشتمل ہے

فان الصوم سرّ بين العبد وربه يفعل خالص الوجه طالع الرضا ولا يطعم عليه غيره لكونه نية وامساك

کیونکہ روزہ بندگی میں اور اس کی رب میں ہمید ہوتا ہے کہ صرف واسطی خدا کی اس کی رضا مندی کی لئی رکھتا ہے اور سوار اسد تعالیٰ کی کوئی اوس سی خبر نہیں ہوتا کیونکہ روزہ بندگی میں

حق قيل ان الحفظة لا يطلع عليه ولا تكتب به بخلاف سائر العبادات فانها ما يطلع عليها كثيرة تعالى فلكونه هو العالم به

یہاں تک کہ حق میں کرام کا تبیین کو خبر نہیں ہوتی اور نہ وہ کبھی میں برخلاف نام اور عبادات کی کہ وہ سوای اللہ تعالیٰ اور مہن کو ہی معلوم ہوتی ہیں اور اس ای کے فو کا

[illegible]

اور کوہین ہوتا تو اسے علی بن ابی طالب سے جواب دیا کہ ہر پیرے کی روایت ہی کہ سہ ماہی علی علیہ السلام کی فرمایا کہ ابن آدم

بریک عمل کا ثواب دس گونہ بڑھتا ہے سات سو گونہ بھی  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو بار روزہ کی کہ روزہ میری لئے ہے میں ہی اس کی جزا دوں گا

این کتاب در سال ۱۳۰۲ خورشیدی در تهران چاپ شد.



یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجل والمعنی ان کل طاعة وخیر اذا لم یکن رباء فاعل ما یعطى لصاحبه من اجر

میری لئی اپنی شہوت کھانا پینا سب چھوڑ دیتا ہی یعنی ہر طاعت اور نیک عمل جس میں ربا نہ ہو تو کم سی کم عابد کو اس کا ثواب دس گونہ ہی

عشرة لقوله تعالى من جاء بالحسنة فله عشر مثا لها وقد نیراد الی سبعمائة واكثر لقوله تعالى مثل الذین

اسطی قرانی اللہ تعالیٰ کی جو کوئی لایا نیکی اس کو ہی اس کی دس برابر اور کبھی سات سو گونہ اور اس سے زیادہ ہو جاتا ہی اسطی قول اللہ تعالیٰ کی مثال

یَنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِیْ كُلِّ سَنَابِلٍ عِائَةٌ حَبَّةٌ وَاللّٰهُ یُضَعِفُ

جو خرچ کرتی ہیں اپنی مال اللہ کی راہ میں جیسی ایک دانہ اس سے اوگین سات بالین ہر بال میں سو سو دانہ اور اللہ بڑا تباری

لَمِنْ لِّبَاءٍ وَّامَّا الصَّوْمُ فَشَرَاهُ بِغَيْرِ حِسَابٍ لّٰنْه لَا یَتَانِیْ اِلَّا بِالصَّبْرِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّمَا یُؤْتِی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُم

جکی واسطی چاہی اور روزہ کا ثواب تو بی حساب ہی کیونکہ بدون صبر کی ادائیگی ہوکتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی صبر کرنے والوں ہی کو ملتا ہی اور کتنا نیک

بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ الصَّبْرُ اِنْ كَانَ یُوجَدُ فِیْ غَیْرِ الصَّوْمِ مِنَ الْعِبَادَاتِ لَکِنْ وَجُودُهُ فِیْ غَیْرِهِ لَیْسَ کَوِجُودِهِ فِیْهِ لِاِنَّ ثَلَاثَةً

آن گنت پہر صبر اگرچہ سوار روزہ کی تمام عبادات میں ہی ہوتا ہی پر صبر اور عبادات میں اتنا نہیں ہوتا جتنا روزہ میں ہوتا ہی

اَنْوَاعُ صَبْرٍ عَلٰی طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَصَبْرٍ عَلٰی مَحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَصَبْرٍ عَلٰی الْاَلَامِ وَالشَّدَائِدِ وَکُلُّهَا یُوجَدُ فِیْ الصَّوْمِ

قسم پر ہوتا ہی صبر طاعت الہی پر اور صبر اللہ تعالیٰ کی محرمات سے اور صبر رنج اور بخیوں پر اور یہ تینوں صبر روزہ میں موجود ہوتی ہیں

فِیْهِ صَبْرٌ عَلٰی وَجِبِ عَلِی الصَّائِمِ مِنَ الطَّاعَاتِ وَصَبْرٌ عَلٰی حَرَمِ عَلَیْهِ مِنَ الشَّهَوَاتِ وَصَبْرٌ عَلٰی صِیْبِهِ مِنَ الْمَجْعَمِ

کیونکہ روزہ میں طاعت پر صبری جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہی اور شہوات سے صبری جو روزہ دار پر حرام ہوگئی ہیں اور بہوک کی تکلیف پر

وَحَرَارَةِ الْعَطَشِ وَضَعْفِ الْبَدَنِ فَانْه یُعْرَضُ بِدَنِّهِ النُّحُولُ وَالنَّقْصَانُ الَّذِیْ یَفْضِیْ اِلٰی الْهَلَاکِ طَلِبَا الرِّضَاةِ ثُمَّ

اور پیاس کی گرمی پر صبری اور بدن کی سستی پر کیونکہ روزہ دار کی بدنہن لاغری اور نقصان ایسا آجاتا ہی کہ جسم میں ہلاک ہو جاوی یہ سب اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی واسطی

اَشْبَارِیْہِ حِیْثُ قَبِلَ یَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ لَا جَلِیْ بِخِلَافِ سَائِرِ طَاعَاتٍ ثُمَّ اِنَّهٗ بِسَبَبِ مَنَعِ نَفْسِهِ عَنْ

اسی طرف اشارہ ہی یہ جو کھای کہ روزہ دار اپنی شہوت کھانا پینا میری لئی چھوڑ دیتا ہی برخلاف اور طاعات کی پہر روزہ دار اپنی نفس کو کھانی

الْاَکْلِ وَالشَّرْبِ وَاجْمَاعُ یَصِیْرُ مُتَخَلِّفًا بِاِخْلَاقِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَکُونَهُ مِثْلَ مَا عَنْ هَذِهِ الْاَشْیَاءِ فَلَمَّا كَانَ فِی الصَّوْمِ

اور اپنی اور جماع سے بند کر کر گویا صفات الہی پیدا کر لیتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ان تمام صفات سے پاک و صاف ہی یہ ہی اوصاف جو روزہ میں ہوتی ہیں

هَذِهِ الْمَعَانِیْ خَصَّہُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِذَاتِهِ وَتَوَلٰی جَزَاءَهُ بِنَفْسِهِ وَلَمْ یُکَلِّہُ اِلٰی غَیْرِہُ وَالْکَرِیْمُ اِذَا خَبَرَ اَنَّهُ یَتَوَلٰی الْجَزَاءَ

اسی نظر سے اللہ تعالیٰ فی روزہ دار کو اپنی ذات پاک سے خاص کیا اور ذمہ دار اس کی ثواب کا آپ ہو اور جو حوالہ نہیں کیا اور ذات کریم جو یہ خبر دی کہ میں آپ اس کی عوض کا

بِنَفْسِہِ یَقْتَضِیْ اِنْ یَکُونُ ذَلِکَ الْجَزَاءُ فِیْ غَايَةِ الْعِظَمَةِ وَنِهَايَةِ الْکَثْرَةِ بِحِیْثُ یَکُونُ لَهُ حَدٌّ وَلَا عَدُّ وَقَدْ رَوٰی

توضوری کہ وہ عوض بہت ہی بڑا اور اتنی کثرت سے ہو کہ اس کی نہ کچھ حد ہو اور نہ کچھ شمار اور

عَنْ اَبِیْ اَمَامَةَ الْبَآہِلِیِّ اَنَّهُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِی سَبِيلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ النَّارِ خَدَقًا کَا بَیْنِ

ابو امامہ باہلی سے روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا جس نے ایک روزہ واسطی اس کی رکھا تو اللہ تعالیٰ درمیان اس کی اور دوزخ کی ایک خندقی اس فاصلہ بنا دیا

وَالْاَرْضِ فِی حَدِیْثٍ اٰخَرَ رَوٰہُ ابُو سَعِیْدٍ الْخَدْرِیُّ اَنَّهُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِی سَبِيلِ اللّٰهِ بَعَدَ اللّٰهُ وَجْہَہُ

اور زمین کی ہی اور ایک اور حدیث میں ہی ابوسعید خدری کی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا جس نے ایک روزہ واسطی اس کی رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کا منہ

عَنْ النَّارِ سَبْعَیْنِ خَرِیْفًا وَمَعْنٰی الْحَدِیْثِ اَنْ مَنْ صَامَ یَوْمًا لَوْجْہَہُ وَرِضَاہُ یَنْجِیْہُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنَ النَّارِ عَنِ التَّجْنِیَةِ

دوزخ سے ستر خریف دور رکھیں گے اور معنی حدیث کی یہ ہے کہ جس نے ایک روزہ صرف واسطی رضا مندی الہی کی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے نجات دیکھا نجات کو

بِطَرِیْقِ التَّمْثِیْلِ یَکُونُ اَبْلَغُ لَانْ مَنْ كَانَ بَعِیْدًا عَنْ شَیْءٍ بِهَذَا الْمَقْدَارِ لَا یَصِلُ اِلَیْہِ الْبِتَّةُ وَالْمَرَادُ بِالْخَرِیْفِ السَّنَةِ

بطور تمثیل واسطی سبالت کی اس عبارت میں بیان کیا واسطی کہ جو شخص کسی شئی الٹنی دور ہو جاوی تو وہ شئی اس تک ہرگز نہ پہنچی گی اور خریف سے مراد سال ہی

ذكر الجزء واريد الكل وانما جديره عنادون غير من لفصول لكونه وقت بلوغ الثمار وسعة العيش وروى عن  
جزء ذكر کرکی کل مراد لیا ہی اور خریف خاص کرکی بدون اور فصول کی اس واسطی ذکر کیا کہ یہ وقت مہرون کی بختی اور عیش کی فراخی کا ہی اور ابوہریرہ

ابن ہریرۃ انه عليه السلام قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ومعنى هذا الحديث

سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ افطار کر کے ہوئی اور ایک خوشی رب کی ملاقات کی وقت اور اس حدیث کی تفسیر

ان للصائم سرور امرین علی ان الفرحة مرة من الفرح وهو السرور بالمسرة عند لقاء ربه فيما يجده من ثواب الصوم

کہ روزہ دار کو دو بار سرور ہوتا ہی اس واسطی کہ فرحہ کا لفظ مرت کی واسطی فرح سے مشتق ہوا ہی اور فرح کی معنی سرور کی ہیں یہ سرور روزہ دار کا رب کی ملاقات پر ہوتا ہی

مدخر عند الله تعالى فان من ترك الله تعالى طعامه وشربه وشهوته يعرضه الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله

اللہ تعالیٰ کی ان یکبار ذخیرہ کیا ہوا ہوگا کیونکہ جو شخص اللہ کی واسطی اپنا کھانا پینا شہوت بند کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو عوضاً اس سے بہتر عطا فرماوے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ

والتقدي مؤلا لنفسكم من خير تجدوه عند الله هو خيرا واعظم اجرا وقال النبي عليه السلام لرجل انك

اور جو آگے بھیجی گئی اپنی واسطی کوئی نیکی اس کو پاؤگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور نبی علیہ السلام نے کسی شخص سے فرمایا

لن تدعى شيئا اتقاء لله تعالى الا انك لله خير امنه وروى ان الصائم يوم القيمة مائدة تحت العرش

تو جب کسی منکر کو خدا کی خوف کا مارا ترک کرے گا تب ہی اللہ تعالیٰ تجھ کو اس سے بہتر عطا کرے گا اور وہ ایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی روز عرش کی

ياكلون عليها والناس في الحساب فيقول الناس ما هؤلاء ياكلون ونحن في الحساب فيقال لهم انهم كانوا يصومون وانتم تظفرون

اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو کھانے کی بجائے حساب میں لے گا اور وہ لوگ کہیں گے یہ کون لوگ ہیں اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا کہ تم نے روزہ داروں کی واسطی قیامت کی روز عرش کی

وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ان في الجنة بابا يقال له سرابان لا يدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمون

اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہی اس کو کہتے ہیں اس میں ہی صرف روزہ دار داخل ہونگے اور وہ دروازہ داروں کی

هم الذين يكثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوصا باب فيه الري والامان من العطش قيل تكثر من الجنة

وہ لوگ ہیں جو اکثر روزہ دار رہتی ہیں کیونکہ ان کو گونہ کی جو پیاس کی شدت اور ٹھانی تو ان کی نبی ایسا دروازہ خاص کیا گیا جس میں جنت میں جاتی ہی پہلی سیرانی اور یہاں تک پہنچاؤ

واما سرور عند فطره فيما يتناول من الطعام والشراب لان النفس مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب

اور روزہ کی پہلی وقت اس واسطی خوشی ہوتی ہی کہ کھانا اور پینے کا احتیاج تھا ہی اس واسطی کہ نفس کی عادت ہی کہ اپنی لالچ بنیاد کھانی اور پینی

والمنكر فاذا صنعت من ذلك في وقت من الاوقات ثلث اذن لها في وقت آخر تفرح بذلك طبعاً خصوصا عند اشتداد

اور منکر کی طرف متوجہ ہوتا ہی نفس کو اگر کسی وقت مانعت ہوئی ہو اس کو اور وقت میں اجازت سوا کا تو خود بخود خوش ہوتا ہی خاص یہی وقت کہ وہ کو مارا ہوگا

الحاجة اليه لتأثير الجوع والعطش فيها وتقاضيهما باخذ حاجتهما يشعر هذا ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام

اور پیاس کی نہایت حاجت مند ہو اور اپنی حاجت کا تقاضا لگتا ہو ابن عمر کی روایت سے یہ مضبوط ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

كان اذا فطر يقول ذهب الظما وابتلت العروق وثبت الاجران شاء الله تعالى مع ان له عند فطره دعوة

افطار کی وقت یہ فرمایا کرتی تھی بھگتی پیاس اور ترسوس رگین اور ثابت ہو گیا ثواب ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ہی کہ افطار کی وقت دعا

مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند فطره دعوة مستجابة بل يكون نومه عبادة قال ابو العالية

مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ اس کی خواب ہی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی

الصائم في العبادة ما لم يغترب وان كان نائما على فراشه فعلى هذا يكون في صومه ونهاره على العبادة تفرق في صوم المحرم

کہ روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہی جب تک غیبت نہ کری اگر یہ اپنی بستر بر سوتا ہی اس کو روزہ کی موافق روزہ دار شب و روز عبادت میں ہی یہ ماہ محرم کی روزہ میں

معنى اخر وهو ان الاشهر الحرم كانت افضل الشهور بعد رمضان وكان صوم كل ما صند وبأه من النبي عليه السلام

ایک اور بات ہی یعنی اشہر الحرم چونکہ بعد رمضان کی تمام مہینوں میں افضل ہیں اور ان سب مہینوں کی روزی مستحب ہیں موافق ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی



به وكان بعضها ختام السنة الهلالية وبعضها مفتاحها لزم ان يكون من صام ذى الحجة سوى ايام الحرم فيها  
 اورا وین ہی بعضا مہینہ قمری سال کا تہامی ہی . اور بعضا مہینہ قمری سال کا ابتدا ہی تو لازم ہی کہ جس ذی الحجہ میں سوار چاروں کی جنین روزی حرام ہیں  
 الصیام وصام الحرم قد ختم السنة بالطاعة فیرجی ان یکتب سنة کما طاعة وعبادة لیسر الله  
 روزی رکھی ہر محرم کی روزی رکھی تو اسی سال عبادت ہی میں تمام کیا اور عبادت ہی میں شروع کیا البتہ یہ ہے کہ سارا سال کا سال عبادت اور طاعت میں کیا جائے  
 عملہ بلطفہ وکرمہ المجلس السابع والثلاثون في بيان فضيلة يوم عاشوراء وبيان ما يفعل

الحال بنی لطفہ وکرمہ سی آسان کری سینتیسویں مجلس یوم عاشوراء کی فضیلت میں اور اس روز کیا کیا عمل میں آوی  
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صيام يوم عاشوراء احسب على الله تعالى ان يكفر السنة التي قبلها هذا الحديث  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوم عاشوراء کی روزی گان غالب ہی کہ اللہ تعالیٰ ایک سال گزشتہ کا کفارہ کر دی یہ حدیث مصابیح کی

صحیح المصابیح رواه ابو قتادة وصعناه ان من صام يوم عاشوراء اسرجو من الله تعالى ان يغفر ذنوبه التي وقعت في  
 صحیح حدیثوں میں ہی ابو قتادہ کی روایت سی اور معنی اس حدیث کی یہ ہے میں جس ذی یوم عاشوراء میں روزہ رکھا تو میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ اس کی گناہ جو کہ

السنة الماضية والمراد من الذنوب الصغائر لان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه  
 سال گزشتہ میں ہوئی ہوں معاف کر دی اور گناہ ہونے مراد صغیرہ گناہ ہیں اس واسطی کہ گناہ کبیرہ بدوں توبہ کی معاف نہیں ہوتی اور ایک حدیث میں ابو ہریرہ کی روایت سی

قال افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم يعني ان افضل الصيام بعد رمضان صيام شهر الله المحرم وهو  
 کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ آبی محرم کی ہیں مراد یہ ہے کہ افضل روزی بعد رمضان کی روزی ماہ آبی محرم کی ہیں اور یہ حدیث

ان كان ظاهر في فضيلة شهر الله المحرم بعد صيام رمضان لكن قيل المراد به صيام يوم عاشوراء وانما كان صيام  
 اگرچہ بظاہر تمام ماہ آبی محرم کی روزوں کی فضیلت میں ہی بعد رمضان ماہ رمضان کی لیکن کہتی ہیں کہ مراد اس سی روزہ یوم عاشوراء کا ہی اور اس دن کا روزہ

ذلك اليوم افضل لكونه فضا في اوائل الاسلام ثم نسخت فرضيته بوجوب صوم رمضان والعبادة التي نسخت  
 اسنی افضل ہی کہ اوائل اسلام میں فرض تھا پھر جب رمضان کی روزی فرض ہوئی تو اسکی فرضیت منسوخ ہو گئی اور جس عبادت کی فرضیت منسوخ

فرضيتها افضل من العبادة التي لم تكن فرضا اصلا فان قيل قد ذكر في الاصول ان الجواز يزول بنسخ الوجوب فكيف  
 ہو جاتی ہی تو وہ البتہ عبادت سی جو کہی فرض نہ ہوئی ہو افضل ہوتی ہی اگر کوئی کہی کہ اصول میں مذکور ہی کہ وجوب کی نسخ سی جواز ہی زائل ہو جاتا ہی پھر

يكون الصيام فيه افضل فالجواب ان ذلك اليوم لما نسخ وجوب الصيام فيه صار كسائر الايام في جواز الصيام فيه  
 یہ روزی افضل کیوں کہ ہر سکتی میں سو جواب یہ ہے کہ اس دن کی اندر وجوب صام جب منسوخ ہوا تو وہ روزی کی واسطی ایسا ہو گیا جیسی اور ساری دن میں

فيكون افضل قال ابن عباس عاريت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتحرى صيام يوم فضله على غيره الا هذا  
 سو افضل ہی ہوگا ابن عباس کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ تلاش کرتی ہوں روزہ کسی روز کا جسکو اوپر فضیلت دی ہو سوا اس

اليوم يعني عاشوراء فانه عليه الصلوة والسلام كان يبالغ في تفضيل صومه عالم يبالغ في تفضيل صوم غيره وقال ابن  
 دن یعنی یوم عاشوراء کی کیونکہ پیغمبر علیہ السلام یوم عاشوراء کی نصیبت میں تنہا مبالغہ فرماتی تھی جو اور روزی کی فضیلت میں نہیں فرماتی تھی اور ابن

عباس ايضا حين صام رسول الله عليه السلام يوم عاشوراء وهر يصيفه قانا ويا رسول الله اني يوم عظيم اليهود والنصارى  
 عباس یہ بھی کہتی تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا اور اوصحابہ کو اس روزہ کا ارشاد کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ یہ دن ہی کہ اسکی یہود و نصاریٰ

فقال النبي عليه السلام ان يفتت الى قابل لا صوم من التاسعة قبل انما اردان يضم اليها يوما اخر ليكون هديه فخالف  
 سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اگلی سال تک جیتا رہا تو بالصورہ نوین تاریخ کا یہی روزہ رکھوں گا کہتی ہیں عاشوراء کی ساتھ ایک اور دن کی ملائی کا اسنی ملا دیکھتا تھا کہ

لم يدر اهل الكتاب فلم يات العام القابل الا توفي رسول الله عليه السلام فعلم من هذه الاخبار ان يوم عاشوراء  
 اہل کتاب نے نہ دیکھا کہ اس نے آئی نہ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اب ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ یوم عاشوراء

اہل کتاب نے نہ دیکھا کہ اس نے آئی نہ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اب ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ یوم عاشوراء

یوم مبارک ینبغی للمؤمن ان یصومه لکن المستحب ان یصوم معہ التاسع والحادی عشر فحاشا لکم من ذل النذر  
روز مبارک ہی مؤمن کو چاہی کہ اس روزہ رکھا کری پرستحب یہ ہے کہ اسکی ساتھیہ ہو و نصاری کی مخالفت کی لئی توین تاریخ یا گیارہوین تاریخ کا ہی روزہ رکھیے  
و یتصدق علی الفقراء بما قدر و اما الصلوة فی هذا الیوم لا رضاء لخصوم علی ما وقع فی بعض الکتب فقد ذکر فی البزار  
اور اپنی مقدور کی موافق فقرا کو خیرت دی اور اس روز کی نماز مدعیوں کی پر جانی کی لئی جو بعضی کتابوں میں آئی ہے  
تو بزاز یہ میں مذکور ہے

انہا لا تقبل ان خصمہ ان کان عافیا فہو لا یؤخذ بما علیہ یوم القیامة فاما الفائدة سر وان کان لم یعف یاخذ من  
کہ اس نماز کا کچھ فائدہ نہیں ہی اسوسطی کہ مدعی اگر معاف کر چکا ہی تو اس سے قیامت کی دن کچھ مواخذہ نہ کر لگا پھر اب کیا فائدہ ہوا اور اگر معاف نہیں کیا  
حسناتہ یوم القیامة ان کان له حسنات وان لم یکن له حسنات یؤخذ من سیات خصمہ و یحل علیہ ثم یصل  
تو قیامت کی دن اسکی حسنات لیلیگا اگر اسکی پاس حسنات ہوں گی اور اگر اسکی پاس حسنات نہ ہوں گی تو اس مدعی کی گناہ لیکر اسکی سرکہہ دینگے پھر آگ میں پھینک دیں گی  
فی النار کما جاء فی حدیث رواہ ابوہریرۃ انہ علیہ السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درہم معہ  
چنانچہ حدیث میں ابوہریرہ کی روایت سی آئی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام فی پوچھا تم جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہی جسکی پاس نہ درہم ہو

ولا متاع قال المفلس من امتی من یاتی یوم القیامة بصلوة و زکوۃ و صیام و یاتی قد شتم هذا و قد ف هذا و ضر  
اور نہ کچھ اسباب ہو آپ فی فرمایا مفلس میری امت میں وہ ہی جو قیامت کی دن موع نماز اور زکوۃ اور روزوں کی تو لگا لور لگا کہ اسکو گناہی تھا اور اسکو تہمت لگائی تھی اور اسکو مارا تھا  
هذا و اکل مال هذا فیعطی هذا من حسناتہ و هذا من حسناتہ فان فذبت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ  
اور اسکا مال کھا لیا تھا پھر اسکی کچھ حسنات اسکو دی جاوینگی پھر اگر اسکی حسنات اس سے پہلی کہ حقوق ادا ہوں ہو چکی تو اسکی گناہ لیکر  
اخذ من خطایا ہم فطرح علیہ ثم طرح فی النار فی حدیث اخر رواہ ابوہریرۃ ایضا انہ علیہ السلام قال من  
اسکی ذمہ رکھ کر آگ میں ڈالا جاوینگا اور ایک اور حدیث میں ہی ابوہریرہ لگی روایت سی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جسکی

کانت عنده مظلة لآخیه من عرض او مال فلیتخل منه الیوم قبل ان یوحد منه یوم لا ینار فیہ ولا درہم ان  
ذمہ کوئی حق کسی بندہ کا ہو آبرو کا یا مال کا تو آج اس سے معاف کر لی اس سے پہلی کہ وہ ایسی روز مواخذہ کری کہ وہاں نہ دینار ہوگا اور نہ درہم اگر  
کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلتہ وان لم یکن له حسنات یؤخذ من سیات صاحبه فیحل علیہ قبل ان یؤخذ  
اسکی پاس عمل صالح ہوگا تو اس حق کی موافق لیدیا جاوینگا اور اگر حسنات کچھ نہ ہوں گی تو اس مدعی کی گناہ اسکی ذمہ رکھی جاوینگی  
بقدر دانق و هو سدس درہم سبعة صلوة مقبولة ادیت بحجاعة فیعطی الخصم و اما خط الجواب فی هذا الیوم فقد  
کہ ایک دانق کی بدلہ کہ چھ حصہ درہم کا ہوتا ہی سات سو نمازین مقبول جو جماعت سی ادا کین ہوں لیکر مدعی کو دیندینگے اور کرنا سختیوں کا یعنی غمگین ہونا اس دین میں

ذکر فی القنیۃ انہ لم یرد فیہ اثر قری لکن لا بأس بہ بل رجائا علیہ و کان الاحتمال فیہ سنة لکن لما صار علامة  
سوقنیہ میں مذکور ہی کہ اس باب میں کوئی روایت وارد نہیں ہی پر اسکا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ کہی سپر ثواب ہوتا ہی اور سرکہہ لگانا اس دن میں سنت تھا لیکن جب سی پیشانی  
لمبغضی اهل البیت وجب ترکہ و کرہ فعلہ حتی قیل لبعض السلف اھو سنة من غیر ذلک یوم عاشوراء فقال انہ  
دشمنان اہل بیت کی ہر گئی ہی تو اسکا ترک واجب ہی اور اسکا کرنا مکروہ ہی بیان تنگ کہ کسی اہل سف سی پوچھا کیا سرکہہ لگانا بغیر بغض اہل بیت کی روز عاشوراء میں سنت ہی

سنة المختشین و اما اتخاذہ مائلا لاجل قتل الحسین بن علی رضی اللہ عنہما فیقول الروافض فھو من عمل الذین صل سعیرہم  
یہ سنت زناؤن کی ہی اور اس دن میں مائتم کرنا واسطی شہادت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی جیسی افضی کرتی ہیں سو یہاں لوگوں کا عمل ہی جسکی جاتی رہی گائی  
فی الحیوة الدنیا و ہم یحسبون انہم یحسون صنعا ذلہم یا مر اللہ و لا رسولہ باتخاذ ايام مصائب الانبیاء و ہم  
دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں کام اسوسطی کہ نہ اللہ فی امر کیا اور نہ اسکی رسولی کہ انبیاء علیہم السلام کی ایام مصیبت اور ایام شکر

مائما فکیف جادونہم و القاص الذی یدکر الناس قصة القتل یوم عاشوراء و یخرق ثوبہ و یکشف لاسہ و یا مرہم  
مائتم کیا کر و پھر جو انبیاء کی مکنر ہی اسکا تو مائتم کہان اور قصہ خوان جو لوگوں کی سامنی قصہ شہادت کا یوم عاشوراء میں سناتی ہیں اور اپنی کپڑی پہاڑتی ہیں اور رنگی سر پہاڑتی ہیں



بالقیام والتسبیح تاشفا علی المصیبة یجب علی کالتدین ان یمنعوهم والمستمعون لا یعدون فی الاستماع

کثر کر تاسف کی حالت میں مصیبت پر کلمات یہودہ بکثرت دین کی حاکمیت پر واجب ہے کہ انکو منع کر دین اور سنی والی ہی معذور نہیں ہیں کہ ساکین

قال الامام الغزالی وغیره یحرم علی الواعظ وغیره رواية مقتل حسین وحکایة ماجری بین الصحابیین

امام غزالی وغیرہ فرماتی ہیں کہ واعظوں پر حرام ہے بیان کرنا امام حسین کی شہادت کا اور بیان کرنا ان حالات کا جو صحابہ رضی عنہم

التشاجر والتخاصم فانه مهمل علی بغض الصحابة والطعن فیهم واما اعلام الدین تتقی ائمة الدین عنهم یتلقی

جھگڑا اور خصومت واقع ہوگی کیونکہ ایسی کتابیں صحابہ کا بغض پیدا ہوتی ہیں اور حال یہ ہے کہ صحابہ دین کی پیشوا ہیں بزرگان دین کی

من الائمة فالطاعن فیہ طاعن فی نفسه و دینہ وقال الشافعی وغیره من السلف تلك دعاء طهر الله تعالى عنها

ان بزرگان کی سبکھا سو جو انکی عیب جوئی کری وہ ہی اپنے آپ کو عیب گاہی اور امام شافعی اور سواہر انکی اور بزرگ سلف کی کہتی ہیں کہ اس خوشنویس نے تعالیٰ کی ہدایت سے کہ

ایدینا فلنظهر عنها السنن وقد روى عن عبد الله بن مغفل انه عليه السلام قال الله اصحابي لا تتخذونهم غرضا

تو چاہتی کہ ہماری باتیں نہ لیں اور عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا ہی دشمن میری یادوں کی ہے میں میری بعد انکو

من بعدی ومن احبهم فحبی احبهم ومن ابغضهم فبغضی ابغضهم ومن اذنبهم فقد اذنبی من اذانی فقد اذی

میں سے بعد اور جو شخص انکو محبوب رکھے گا سو میری محبت ہی محبوب رکھے گا اور جو انکو دشمن رکھے گا سو میری بغض کا مارا دشمن رکھے گا اور جس نے انکو ستایا تو اسی کو جھکوتا اور جس نے جھکوا

الله ومن اذی الله تعالى فبوشك ان ياخذة وفي حديث اخر رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال لا تسبوا

لہ کو ستایا اور جس نے اللہ کو ستایا تو قریب ہے کہ اللہ اسکو پکڑے اور ایک حدیث میں آیا ہے ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میری یادوں کو بڑا مت کہو اگر

اصحابی فلان احدکم لو انفق مثل احد ذهباً ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه فعلى هذا یجب علی المؤمن تعظیمهم ذکر

کوہ تم میں سے کوہ احد کی برابر سونا خرچ کری تو صحابہ میں سے کسی کی مد کی برابر نہ ہوگا اور نہ آدمی کی برابر اب موافق اس حدیث کی ہر مومن پر انکی تعظیم اور خوشی کا

بالخیر وكف اللسان عن الطعن فیهم ان یسبب قتل عثمان وقتل حسین حرت فتن كبرى واكاذيب كثيرة وظهرت

یا کرنا اور ان پر طعن و طعن سے زبان بند رکھنا واجب ہے ایسا طعن کہ سبب شہادت بنتی اور شہادت امام حسین کی بڑی فتنہ بڑی ہوگئی اور بہت جھوٹی باتیں مشہور ہوئیں

اهواء وبدع وقع فيها طوائف من المتقدمين والمتأخرين وصارت الاكاذيب والاهواء والبدع لا ترال نردا حتی

اور بہت فتنہ اساطیل اور بدعتیں پیدا ہو گئیں جنہیں بہتری مقدم اور بہتری متاخر مبتدا ہو گئی اور صد جھوٹی قصی اور باطل مذہب اور بدعتیں بڑھتی چلی جاتی ہیں یہاں تک

حدثت امور بطول شرحها فمن حلتها ما ابتد عن كثير من الناس يوم عاشوراء فجعلوه ما تمايظهم وفيه النیاحة

کہ ایسی امور پیدا ہو گئی ہیں جنکا بیان دراز ہے چنانچہ ان میں سے ایک یہ ہے جو بہت لوگوں کی یوم عاشورا کو ماتم ہوا کہ یہاں سے اوس روز نوہ کر گئے

والجزم وتعذيب النفوس وسب من مات من اولياء الله تعالى والكذب علی اهل البيت وغير ذلك من المنكرات المنهورة

اور روئے بایستنا اور تکلیف اور ہٹائی اور اولیاء اللہ کو جو مرچکی ہیں برا کہنا اور اہل بیت پر جھوٹ بولنا اور سواہر اسکی بہت منکرات جو موافق

بكت الله تم وسنة رسوله واتفاق المسلمين فان الحسين قد اكرم الله تعالى بالشهادة في ذلك اليوم وهو اخره الحسن

کتاب اللہ اور سنت رسول کی ممنوع اور باتفاق مسلمانوں کی ماحاجزین بیشک حضرت امام حسین کو اوس روز اللہ تعالیٰ کی شہادت سی مشرف فرمایا وہ اور انکی بڑھ حسن

نشان اهل الجنة وقتلها وان كانت مصیبة عظيمة لانه تعالى شرع للمسلمين عند المصیبة الاسترجاع

جہان بہشت کی ہیں اور انکا قتل اگرچہ بڑی مصیبت تھی بر اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں کی لئے مصیبت کی وقت انا اللہ را بعون کما شئو

بقوله ثم وبشر الصابرين الذين اذاصابهم مصیبة قالوا ان الله وکبره راجعون اولئك علیهم صلوات من ربهم

اور خوشی سنائے گی ان صابرین کو کہ جب انکو کوئی مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں دیکھو انکی طرف پر جانا ایسی کتب و کتب شایستہ انکی سبکی

ورحمته واولئک هم المتمدنون وروی عن سعید بن جبیر انه قال بسط الاسترجاع لانه من الامم الالهة الاممة ولوا عطي

اور مہربانی اور وہ ہی ہرگز نہ پر اور سعید بن جبیر روایت ہے کہ کہتی ہیں کہ استرجاع نام امتوں میں سے سوا اس امت کی کہ سب کو عطا نہیں ہوا اس آیت عطا ہوتا

دین بزرگان کی سبکھا

دین بزرگان کی سبکھا





یخرج هذه الامراض فيما لا احتمال فيه للسراية كما اشير اليه فيما روى عن ابي هريرة ان اعرابيا قال للنبي عليه السلام  
 يه يا رب ان ابني جليبيد اهو جاتي بين يدي اصادا احتمال سرائت كانهين هي جناخه الي هريره كي روايت مين يه يه اشارة هي كه ايك اعرابي في يغير صلي الله عليه وسلم كنه  
 ما بال ابل في المل كانهما الظبا فيخا لظها البعير لا جرب فيجربها فقال النبي عم فمن اعدى الاول فانه عم اشار بهذا  
 كيا حال هي اونث هي اونث كا كه دور تا هي جيسي هرت پير اوس هي خارشتي اونث لجا تا هي اوسكو هي خارشتي كرتيا هي بني عليه السلام في فرما يا بيلي اونث كو كسي خارشتي كرتيا هي بني عليه السلام  
 القول الى ان الجرب في البعير الاول ان حصل من بعير اخر جرب يلزم التسلسل الى جلا نهاية له وهو محال وان لم  
 فرما كه اكر جيلي اونث مين هي خارش دوسري خارشتي اونث سي هوئي هي تو تسلسل لازم او ليكا جو كه مين جاكردن توئي يه تو محال هي اورا كرتي  
 يحصل عنه بل بسبب اخر فالذي اوصله الى البعير الاول هو الذي يوصل الى غيره من الاصحاء وهو الله الخ  
 دوسري خارشتي اونث سي نهين هوئي بل كه كسي اور بسبب سي هوئي تو پير جسي پيلي اونث مين پيدا كرتي هي ده هي پيلي چنگي اچهي بچي اونثون مين پيدا كرتيا هي ده الله هر شي كا پيدا كرتي  
 لكل شي القادر على كل شي وذهب بعضهم الى ان المنفى ليس نفس السراية لما روى انه عليه السلام قال لا يورد مرض  
 اور تمام اشيا بر قدرت ركني والاهي اور بعضو كا يه مذهب هي كه منفي عين سرائت نهين هي كيونكه روايت هي كه يغير عليه السلام في فرما يا بيلار اونثون والا اي اونث اچهي بچي  
 على مصر والمريض صاحب الابل المريضة والمصر صاحب الابل الصحيحة والمراد النهي عن ايراد الابل المريضة على الصحيحة  
 اونثون مين نه كهساوي اور مرض كرتي مين بيلار اونثون والي كو اور مصر كرتي مين پيلي چنگي اونثون والي كو اور مقصود بيلار اونثون كو اچهي بچي اونثون مين طاني سي منع كرتي  
 وفي حديث اخر انه عليه السلام قال فمن المجزوم فرارك عن الاسد فعلم من هذين الحديثين ان المنفى ليس نفس  
 اور ايك اور حديث مين هي كه يغير عليه السلام فرما يا بيلار مجزوم سي جيسي تو شير سي بها كتا هي اب ان دونو حديثون سي معلوم هوا كه منفي عين سرائت نهين هي  
 السراية بل المنفى اضافتها الى العلة وهذا القول الثاني اولى لما فيه من التوفيق بين الاحاديث الواردة فيه مع ما فيه  
 بل كه منفي سرائت بنسبت بيلار كي هي اور يه دوسر مذهب لي هي كيونكه اسمين تمام حديثين جو اسباب مين وارد مين موافق هو جاتي مين  
 من صيانة الاصول الطبية عن التعطيل بخلاف القول الاول فانه يفضي الى تعطيلها ولم يرد الشرع بتعطيلها بل ورد  
 اور طبي قاعد هي بيلار هوئي سي بچ جاتي مين برخلاف پيلي مذهب كي كه اسمين قاعدي طبي بيلار هوئي جاتي مين اور شرع في طب كو بيلار نهين پير يا بل كه  
 بانباتها واعتبارها على وجه لا يناقض اصول التوحيد فانه عليه السلام اراد ابطال ما كان اهل الجاهلية يعتقدون  
 قواعد طبي كواي شي طرح پز ثابت كر كر اعتنا كيا هي كه اصول توحيد كي برخلاف نهو سوئي صلي الله عليه وسلم كي غرض اهل جاهليت كي عقايد كا باطل كرتي هي وه يون جاتي تتي  
 من ان العلة تسري بطبعها فقال لا صدى وبيّن بقوله هذا ان الامر ليس كما نزعوا بل العلة تحصل بقضاء الله تعالى  
 كه بيلار خود بخود اثر كرتي هي سوآپ في فرما يا كه عدوي نهين هي اور شرع كرتي كيون نهين هي جيسي اهل جاهليت كرتي مين بل كه بيلار حكم آبي سي اورا كي تقدير سي هوئي هي  
 وقدرة لكن قد تكون المداناة من الاسباب المقدرة لحصول العلة بالنسبة الى بعض الاشخاص ولذلك نهى النبي  
 پير كه ي نزيك هو نا يعني مجا تا هي بيلار ي بيدا هوئي كي لي بعضي شخصون مين سبب تقدير سي هو جاتا هي اورا سي لي بني عليه السلام في  
 عن ايراد مرض على مصر واهر بالفرا عن المجزوم فان ذلك من باب الاجتناب عن الاسباب التي خلقها الله تعالى و  
 مار اونثون كو اچهي اونثون مين طاني سي منع كرتي اور مجزوم سي دور نهين كولر فرما يا كيونكه اسمين اولن اسباب سي جو كه الله تعالى في پيدا كر سبب بلا كا مقرر كيا هي بيلار سي اور  
 جعلها اسبابا للبلايا والعبد المأمور بالاجتناب عن اسباب البلايا اذا كان في عافية منها فانه كما يغمر عدم  
 بنده كو حكم هي كه بلا كي اسباب سي جب كه بنده اوس بلا سي ارام مين هي بچا كرتي جيسي كه يه حكم هي  
 الفقاء نفسه في الماء او في النار وبعد دخوله تحت الهدم ونحوه من هو من اسباب الهلاك كذلك يومر  
 كه دوب كرتي مرو ياگ مين مت جلو ياكرتي هوئي مكان تلي مت كهسو اورا سي اور امر جو موت كا سبب هوئي ابي يه حكم هي  
 بالاجتناب عن مقاربة الجرب والمجذوم ونحوهما هو من العلل المتعدية باذن الله تعالى فان هذه الاسباب  
 كه خارشتي اور مجزوم سي اورا نذا سكي اور بيلار يونس جوا الله تعالى كي حكم سي دوسري مين اثر كرتي مين اگ هو كيونكه يه امور

اسباب للمرض والتلف والله تعالى یخلق المسببات عندها لا بها فانه تعالى هو خالق الاسباب ومسبباتها لا خالق

اور بلاک کی اسباب میں اور اللہ تعالیٰ ایسی وقت پر مرض کو جو مسبب ہی پیدا کر دیتا ہی کچھ ایسی سبب سی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اسباب اور مسبب دونوں کا خالق ہی

سواء لکن الاسباب نوعان النوع الاول اسباب الخیر فان النعم لا تصاف الی الاسباب بل انما تصاف الی مسبباتها و

ایسی ہوا کوئی ظائق نہیں ہی لیکن یہاں دو قسم ہیں پہلی قسم تو اسباب خیر ہیں سو نعم کو اسباب سی کچھ علاقہ نہیں ہی بلکہ نعم صرف مسبب اور مقدر کی عظمت ہی

مقدرها فما ظهر منها ینبغی ان یغمر بها و ینشر عند ظهورها ولا یسکن الیها بل الی خالقها ومسبباتها كما قال الله تع

سوجو بہتر ہی پیش آوی تو لایق ہی کہ اس میں خوش ہو اور حق پرست حاصل کری اور اس کی طرف متوجہ نہ ہی بلکہ خالق اور مسبب کی طرف متوجہ ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

فامداد المؤمنین بالمسکة و ما جعله الله الا بشئ و لتظنن به فلو انکم و ما النصرة الا من عند الله و اکثر الناس

جب فرشتوں ہی مؤمنین کی امداد کی اور یہ قودی اللہ تعالیٰ خوشخبری اور تاجین پکڑیں دل تمہاری اور وہ نہیں مگر اللہ ہی اور اس زمانہ کی اکثر لوگ

فی هذا الزمان یرکون بقلوبهم الی الاسباب و ینسبون مسبباتها فمن اضاف شيئا من النعم الی غیر الله تعالى ان کان مع

اسباب کی طرف توجہ منوجہ ہوتی ہیں اور اصل سبب کو بھول جاتی ہیں سو جو شخص نعم کو سوا اللہ کی اور جہت سی سمجھی اگرچہ یہی

اعتقاده انه ليس من الله تع فهو شرك حقیقی وان کان مع اعتقاده انه من الله تعالى فهو نوع من شرك خفی والنوع

اعتقاد ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سی نہیں ہی تو حقیقی شرک ہی اور اگر اسباب کو لحاظ کرتا ہی ہوتا اعتقاد ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سی ہی ہے لیکن شرک ہی اور دوسری

الثانی اسباب الشرف ان المصائب لا تصاف الا الی الذنوب كما قال الله تعالى و ما اصابکم من مصيبة فیمما کسبت انفسکم

فسم اسباب شرف سو مصائب شرف گناہوں ہی سی علاقہ رکھتی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو بڑی تم پر کوئی سختی سوبدلہ او کا جو گناہ یا عبادت گناہوں ہی

و ما ظهر منها ینبغی ان یتقی عنها بقدر ما ورد به الشرع مثل اتقاء مقاربة الاجرب والمجذوم والقدرم علی مکان الطاء

اور جو اسباب یا مصائب نظر ہوں تو اس میں اتنا پرہیز کرنا چاہی کہ جتنا شرع ہی اجازت دی ہی جیسے خارشتی اور مجذوم کی ہم نشینی سی اور وہاں کی کان میں داخل ہونی سی

واما ما خفی منها فلا یشرع اتقاؤها واجتنابها لان ذلك من الطیرة المنهی عنها التي من اعمال الشرك والكفر كما حکا

و جو اسباب یا مصائب پوشیدہ ہیں تو اس میں پرہیز کرنا شرع میں نہیں آیا کیونکہ یہ بد شکوئی میں داخل ہی حواہیت ممنوع اور شرک اور کفر کا عمل ہی چنانچہ

الله تعالى عنهم فی مواضع من کتابه فانهم کانوا یتطیرون و یتشاءمون بالرسول و اتباعهم و سبب تشاورهم بهم

اللہ تعالیٰ اسکو اپنی کتاب میں کئی جگہ بیان فرماتا ہی کیونکہ وہ لوگ رسول علیہم السلام اور ان کی اصحاب سی بد شکوئی کر کر نحوست سمجھا کرتی تھی اور سبب خوش سمجھتی تھیں

ان الرسول لمادعوهم الی دین غیر الوفهم استغروہ واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة العوام ان

کہ رسول علیہم السلام نے جب اول لوگوں کو نئی دین کی دعوت کی تو وہ لوگ عجیب سمجھ کر قبیح سمجھتی لگی اور ان کی طبیعتیں نفرت کرنی لگیں کیونکہ عوام کی یہ عادت ہی

یتیمنا بکل ما یوافق هواهم وان کان جالبا لکل شر و وبال وان یتشاءموا بکل ما یخالف هواهم وان کان خازنا بکل خیر

کہ اپنی ہوس کی موافق آرزو کیا کرتی ہیں اگرچہ اس میں سراسر بدی اور وبال ہو اور جو ان کی مرضی کی مخالف ہو اسکو نحوست جانتی ہیں اگرچہ اس میں سراسر خیر اور برکت ہو

وفوال وقد ثبت انه علیه السلام قال لا طیرة و فی حدیث اخر انه علیه السلام قال الطیرة من الشرك و انبحث عن

اور ثابت ہو چکا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بد شکوئی بالکل نہیں ہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ نے فرمایا بد شکوئی شرک ہی اور گفتگو کرنی

اسباب السعتر بالرطل والنظر فی النجوم و ضرب الحصى والشعر و غیر ذلك هو الطیرة المنهی عنها والباحثون عنها لا

غیب کی باتوں میں بوسیلہ رطل کی اور ستاروں کی تاثیر دیکھ کر اور کنکریوں سی اور چھوڑانہ وغیرہ سی یہی طیرہ ہی جسکی مانعت ہوئی ہی اس میں گفتگو کرنی والی

یشغلون لما یدفع البلاء من الطاعنات بل یشغلون بلزوم البیت وعدم الحركة وهذا لا یمنع نزول القضاء والقدر

وہ کام نہیں کرتی جس میں بلا دفع ہو یعنی عبادات بلکہ یہ میں ہسکر بیٹھ رہتی ہیں اور چلنا پھرنا موقوف کر دیتی ہیں اس سی قضا اور قدر بند نہیں ہوتی

ومنهم من یشغل بالمعاصی وهذا ما یقوی وقوع البلاء ونفوذہ والذي جاءت به الشریعة هو ترك البحث عن

اور بعض لوگ گناہوں میں مشغول ہو جاتی ہیں یہاں لیساکام ہی جسمیں خواہ مخواہ بلا آوی اور ان کی حوصلہ واسطی دفع بلا کی شرع میں آیا ہی وہ یہی کہ اس میں کچھ گفتگو



ذلك لا عارض عنه ولا اشتغال بما يدفع البلاء من الدعاء والذكر والصدقة والتوكل على الله تعالى ولا يمان

اور نہ اور ہر توجہ کری اور وہ شغل اختیار کری جس میں بلا دفع ہو یعنی دعا اور یاد الہی اور خیرات اور خدا تعالیٰ پر بہرہ ور اور قضا

بقضائہ و قدرہ فانہ علیہ السلام عند ظہور اسباب العقوبات السماویة المخوفة كالکسوف والخسوف کان یاہر و

اور قدر کو تسلیم کرتا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بروقت ظاہر ہوتی سلمان خوفناک عذاب آسمانی کی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اور دن کو بھی حکم فرماتی

یشتغل باعمال البر من الصلوة والدعاء حتی ینکشف ذلك عن الناس وهذا کہ ما یدل علی ان اسباب العذاب انما

اور انہی نیک اعمال میں معروف ہوتی جیسی نماز نفل اور دعا یہاں تک کہ وہ سامان کو گون پرستی دور ہو جاتا ان تمام روایات سی یہ معلوم ہوتا ہی کہ عذاب کی سامان

ظہرت فالمرشح الاشتغال بما یرجى ان یدفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوی فان هذه الاشیاء

ظاہر ہوں تو موافق شرع کی ایسی عبادت میں مشغول ہو جس میں امید ہی کہ عذاب خوفناک محفوف ہو جاوی یعنی اعمال نیک اور پرہیز گاری بیشک یہ تمام اشیاء

کلاھا من اعظم ما یدفع به البلاء فانہ تعالیٰ یخلق اسبابا للعذاب واسبابا للرحمة اما اسباب العذاب فیخوف

بہ کی دفع کرنی میں بڑی ہی تاثیر رکھتی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ سلمان عذاب کا اور رحمت کا دونوں پیدا کرتا ہی عذاب کی سامان سی تو اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو ڈراتا ہی

اللہ تعالیٰ بها عباده لیتوبوا الیہ وتضرعوا الیہ كالریح الشدیدة فان الریح من روح اللہ تعالیٰ تاتی بالرحمة

تاکہ اس کی طرف رجوع لادین اور غبار ہو کر رودین جیسی تند اندھیاں بیشک ہوا اللہ تعالیٰ کا فیض ہی کبھی رحمت لاتی ہی

وتاتی بالعذاب وعند اشتدادها امر النبی علیہ السلام ان یسأل اللہ تعالیٰ خیرھا وخیرھا وارسلت بہ ولستعیه

اور کبھی عذاب اور تندی کی وقت نبی علیہ السلام کا حکم ہی کہ اللہ تعالیٰ سی خیر کی دعا کریں اور جو اس سی آدمی اس کی خیر مانگیں اور اس کی

بہ تعالیٰ من شرھا وشرھا ارسلت بہ فانہ علیہ السلام قد کان اذ رای یحيا او غیما تغیر وجهہ واقبل وادبر فاذا

شر سی اور اس کی شر سی جو وہ لاتی ہی پتلا مانگیں پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آندی یا ابرویکیتی تو چہرہ کی حالت بدل جاتی اور کبھی آتی اور کبھی جاتی پھر اگر

امطر سرعنہ ویقول قد عذب قوم بالریح وراى قوم السحاب فقالوا هذا عارض فطربا فنزل منه العذاب اما اسباب

میںہر برس جاتا تو خوش ہو جاتی اور فرماتی کہ ایک قوم کو عذاب آندی سی ہوا تھا اور ایک قوم ابر کو دیکھ کر کہنی لگی پیدا ہوئی چہرہ کا سوا دھین سی عذاب نازل ہوا اور رحمت کی

الرحمة فیرجى اللہ تعالیٰ بها عباده كالریح الطیبة والمطر المعتاد عند الحاجة الیہ ولهذا یقال عند نزوله اللهم

سلمان سی اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو امید دار کرنا ہی جیسی ہوا نرم ہشتی اور مہینہ حادث کی موافق حاجت کی وقت اور اسی واسطی میںہر برستی وقت دعا کرتی ہیں اہی

سقی رحمة لا سقی عذاب واما من اتقى عن اسباب الضرر بعد ظہورھا بالاسباب المنھی عنها فلا ینفعہ بل

بلا تا رحمت کا نہ بلا تا عذاب کا اور جو شخص اسباب ضرر سی بعد ظاہر ہوتی کی بطور منع کی بچا جا ہی تو اس کو کچھ فائدہ نہیں بلکہ

کثیرا ما یقع فیما یخاف منها واما قوله علیہ السلام لا صفر فقد اختلف فی تفسیرہ والقول الاشبہ ان المراد بہ شهر

اکثر اوقات خوفناک یوں میں آجاتا ہی اور یہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صفر نہیں ہی سوا اس کی تفصیل میں اختلاف ہی ظاہر حق یوں معلوم ہوتا ہی کہ مراد ماہ صفر ہی

صفر فان اهل الجاہلیة کانوا یتشاءمون ویقولون انه شر مشوم فابطل النبی علیہ السلام ذلك وكثیر من الناس

کیونکہ ایام جاہلیت میں اسکو منحوس جانتی تھی اور یوں کہا کرتی تھی کہ صفر برا منحوس ہی سوتی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو باطل کر دیا اور بہتری لوگ

فی هذا الزمان یتشاءمون بہ وربما یمتنعون فیہ من السفر والتزوج وغیرھا والتشاءم بہ من جنس الطیرة المنھی عنها ولكن

اب ہی اسکو منحوس بتاتی ہیں اور بعض دفعہ اس مہینہ میں سفر نہیں کرتی اور نہ بیاہ کریں اور نہ اور کوئی کام اس کی نحوستان ہی ہی بدشگونی کی قسم ہی جکی مانفت ہوگی ہی

التشاءم بسبب من الايام فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان کثیر صفر وغیرہ صحیح لان الزمان عبارة عن مدة

نخواست کسی اور دن کی تمام ایام میں سی بدشگونی ہی کیونکہ نحوست کی خصوصیت کسی شے کی جیسی ماہ صفر وغیرہ کی جائز نہیں ہی اس واسطی کہ زمانہ تو ایک مدت دراز کا نام ہی

ممتدة یعرف مقدارھا بحركة الافلاك والكواكب وهو فی ذاته امر واحد متشابه الاجزاء لا یحصل الا بخلق اللہ تعالیٰ

جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستاروں سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہی اسکی سبب آخر ایک ہی میں صرف خدا تعالیٰ کی پیدائش ہی

جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستاروں سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہی اسکی سبب آخر ایک ہی میں صرف خدا تعالیٰ کی پیدائش ہی

جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستاروں سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہی اسکی سبب آخر ایک ہی میں صرف خدا تعالیٰ کی پیدائش ہی

جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستاروں سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہی اسکی سبب آخر ایک ہی میں صرف خدا تعالیٰ کی پیدائش ہی

جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستاروں سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہی اسکی سبب آخر ایک ہی میں صرف خدا تعالیٰ کی پیدائش ہی

جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستاروں سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہی اسکی سبب آخر ایک ہی میں صرف خدا تعالیٰ کی پیدائش ہی

جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستاروں سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہی اسکی سبب آخر ایک ہی میں صرف خدا تعالیٰ کی پیدائش ہی

جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستاروں سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہی اسکی سبب آخر ایک ہی میں صرف خدا تعالیٰ کی پیدائش ہی

في بيان عدم سرية المرض وعدم جواز الطيرة

ويقع فيه افعال العباد فلا يكون فيه من ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فكل زمان شغله العبد بالطاعة فهو

زمان مبارك عليه وكل زمان شغله العبد بالمعصية فهو زمان مشغوم عليه واليمن والشوم في الحقيقة هو الطاعة

والمعصية كما قال صلى بن حاتم بن المرء وشوم بين لحية يعني لسانه وقال ابن مسعود ان كان الشوم في شئ

ففيما بين اللحيين يعني اللسان وقال ايضا ما شئ احوج الى طيل السج من اللسان وروى عن عائشة انه عليه السلام

قال الشوم سوء الخلق فعلى هذا لا الشوم الا المعاصي والذنوب فانها تسخط الله تعالى فانه اذا سخط على عبد يكون ذلك

العبد شقيقا في الدنيا والاخرة واذا رضى عن عبد يكون ذلك العبد سعيدا في الدنيا والاخرة وبعض الصالحين قد شكى اليه

عن بلاعوقم الناس فيه فقال ما ارى ما انتقم فيه من البلاع الا بشوم الذنوب فالعاصي مشغوم على نفسه وعلى غيره اذ لا

يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيم الناس خصوصا من لم ينكر عمله والبعد عنه لا نرم وكذلك لا ما كن التي يفعل فيها المعاصي

يلزم البعد عنها والهرب منها خشية نزول العذاب على من يوجد فيها كما روى انه عليه السلام حين مر على ديار ثمود بالجحر

قال اصحابه لا تدخلوا ما كن هؤلاء المعذبين لان تكونوا باكين خشية ان يصيبكم ما اصابهم فان هجران اهل

العصيان واما كنتم من جملة الهجرة المأمور بها بل العدى عند التحقيق في مخالطة من تركب المعاصي ويحسنها ويزينها

ويدعو اليها من شياطين الانس الذين هم اضر من شياطين الجن فان شياطين الجن يستعاذ من عبادة تعالى فينصرف

واما شياطين الانس فلا يبرح حتى يوقعك في المعصية وقد جاء في الحديث انه عليه السلام قال يحشر المرء على دين خيله

فلينظر احدكم من يخال وفي الحديث الاخر انه عليه السلام قال لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقى واما القول بالضم

فهو من زعمات الجاهلية فانهم كانوا يقولون انه نوع من الجن يترأى للناس في الفلوات باشكل مختلفة ويضلم

عن الطريق ويهلككم وقوله عليه السلام لا غول يجمل ان يكون المراد منه نفى وجوده كما هو ظاهر من لفظه لان المتبادر

في جوارحهم من الشياطين

زيت دكر

في الشياطين

او يبرأه شادني عليه السلام كما روى في الحديث



من نفى الشيء نفى وجوده لكن قال بعض العلماء ليس المراد به نفى وجوده بل المراد به نفى ما كان يعتقد اهل الجاهلية  
 کسی شئی کی نفی یہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیز موجود نہیں ہے لیکن بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ نفی اس کی وجہ سے یہ نہیں ہے بلکہ اس کی جاہلیت کا ان معتقدوں کی نفی مراد ہے

من التشكيل بأشكال مختلفة ولا ضلّاعن الطريق والاهل لا فيكون المعنى انه لا يستطيع ان يصل احد عن الطريق  
 کہ وہ طرح طرح کی شکل بناتی ہیں اور راستہ سے پہنچاتی ہیں اب حدیث کی یہ معنی ہوئی کہ عمل کسیکو رستی سے نہیں پہنچا سکتی

ولا ان يفعل شيئا مما ذكره هذا الوجه والى الوجهين لورود اخبار تدل على وجوده من جملتها ما روى انه عليه السلام  
 اور نہ کچھ اور ایسا مذکور آتا ہے کہ یہ معنی درود بھی اولیٰ ہیں کیونکہ ایسی حدیثیں بھی آئی ہیں جو غول کی وجود پر دلالت کرتی ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال اذا تعفّلت الغيلة فبادروا بالاذان فانه عليه السلام بين ان شرها يدفع بدن كرا لله تعالى فعلى المؤمن ان يشتغل  
 فرمایا جب غول سے ترس کرین تو جلدی اذان پڑھو سو یہ خبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دی کہ اگر کسی نے غول سے ترس کر اذان پڑھی تو وہ غول سے دفع ہو جاتی ہے سو مؤمن کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول

بطاعة الله تعالى ويتوكل عليه ويترك كل ما شاع بين الامم ما كان مخالفا لدين الاسلام ونهى عنه النبي عليه السلام  
 اور اوسے پر بہرہ و سہارا کرے اور جو خلقت میں خلاف شرع ہو اسے ترک کرے یعنی جو دین کی مخالفت ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے

بسم الله تعالى علاموفا الرضا به بلطفه وكرمه المجلس التاسع والثلاثون في ذم الطيرة والفا  
 اے میرے آسان کر عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف اور کرم سے انتالیسویں مجلس شگون بد اور فال بد کی برائی میں

المنصوم والمدح قال المسنون وانواعه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا طيرة وخيرها  
 اور مسنون فال کی مدح اور اس کی اقسام میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طیرہ کی کچھ اصل ہیں ہی اور میں سے بہتر

الفال قالوا وما الفال يا رسول الله قال الكلمة الصالحة يسمعها احدكم هذا الحديث من صحيح المصايير  
 قال ہے چو جاہا رسول اللہ فال کہا ہوتی ہے فرمایا اچھی بات جو کوئی سن لے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے

سواء ابوهريرة ومعناه ان الطيرة لا يجوز العمل بها لعدم الخیر فيها وانما الخیر في الفال للذي هو الكلمة الصالحة  
 ابو ہریرہ کی روایت ہے اس کی یہ معنی ہیں کہ بد شگون پر عمل کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں خیر نہیں ہوتی خیر صرف فال ہی میں ہے جو کہ نیک بات ہوتی ہے جو

يسمعها احدكم وليس معناه ان في الطيرة خيرا والقال خير منها اذ لا خير في الطيرة اصلا وهي مصدر بمعنى  
 کوئی سن باوے اور یہ معنی نہیں ہیں کہ بد شگون میں خیر ہے بل فال اوس سے بہتر ہے اسلوسی کہ بد شگون میں اصل خیر نہیں ہے اور طیرہ مصدر ہے

الطير صاخوذة من الطير لان العرب في الجاهلية كانوا يتبركون بسنوحها أي بهرورها من صياسر لئلا يصابوا  
 تھیر کی معنوں میں طیر سے مشتق ہوا ہے اسلئے کہ عرب کی لوگ جاہلیت میں سنوح کو مبارک مانتے تھے یعنی جو کہ بائیں ہاتھ کی طرف سے دایہنی طرف چلا جاوے

ويتشاءمون به وروحها أي بهرورها من صياسر لئلا يصابوا من صياسر لئلا يصابوا من صياسر لئلا يصابوا  
 اور روح کو منخوس سمجھتی تھی یعنی جو کہ داہنی ہاتھ کی طرف سے بائیں طرف چلا جاوے کہو کہ عرب کی یہ عادت تھی جب کسی کار کو نکلتی ہے اگر کسی پرندہ

اوالوحش يبرئ منه يتبركون به ويزهون في حاجتهم وان راوا الطير او الوحش يبرئ منه ويتشاءمون به ويرجعون  
 یا وحشی کو دیکھ کر اگر دایہنی طرف کو گیا تو اسی مبارک جان کو اپنی کار کو چلی جاتی اور اگر دیکھتی کہ پرندہ یا وحشی جانور بائیں طرف کو گیا تو منخوس جانکر دایہنی طرف سے اپنی کار کو چلی جاتی

الى بيوتهم وما كانوا ينظرون الطيور والوحش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين يتبركون به ويمضون في سفرهم  
 اور بعض دفعہ پرندہ کو اوڑھ کر اور وحشی کو بدکار دیکھتی کہ وہ سر کو جاتا ہے اگر وہ دایہنی طرف کو گیا تو مبارک جان کر سفر کار بار کو چلی جاتی

وحاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشاءمون بها ويرجعون عن سفرهم وحاجتهم والحاصل انهم كانوا يتبركون  
 اور اگر اوسنی دایہنی طرف سے بائیں طرف کو گیا تو منخوس سمجھ کر اپنی سفری اور کاری کئی ہٹ آتی حاصل یہ ہے کہ سوانح کو

بالسواخ ويتشاءمون بالبورح والسائم ما يبر من الطير والوحش بين يديك من جهة يسارك الى يمينك العز  
 نیک رکھنے والا جاننی اور بورح کو منخوس سمجھتی سائخ وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہے جو سامنی سے بائیں طرف سے دایہنی طرف کو چلا جاوے عرب کی لوگ

كانوا يفتنون به لا مكان رصيه وصيده من غير الاخراف والباسر حايبر من الطير والوحش من جهة يمينك اسكو مبارك جاني هي كيونك اسكو تير مارنا اور شكار كرنا بدون گردش كي سهل هوتاي اور بارح وه پرندہ جانور يا وحشي هوتاي كه راہي طرفي

الى يسارك والعرب كانوا يتشاءمون به لعدم اكلان رصيه وصيده من غير الاخراف فنفى النبي عليه السلام فلاح اين طرف چلا جاوي عرب كي لوگ اسكو منحوس جانتی ہيں كيونك اسكا تير مارنا اور شكار كرنا بدون گردش كي ممكن نہيں هوتا سوني صلى الله عليه وسلم اسكو منحوس

وابطل واخبرانه ليس له تاثير ينفع ولا ضرر هذا معنى قوله لا طيرة فان الطيرة على عامر مصدر بمعنى تطير اصل الطير التفاؤل بالطير ثم استعمل في كل ما يتفاول به ويعد شوما سواء كان طيرا او غيره وقد روي انه عليه السلام تطير طيرى قال يني كوتى ہيں پير اكي ستھال ہر يكين جو منحوس ہونگي برابر ہي كہ طير سى ہو يا سوار اسكى اور كچھ ہو اور روايت ہي كہ حضرت صلى الله عليه وسلم

قال لا طيرة من الشرك يعني انها من اعمال اهل الشرك والكفر كما حكاها الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا فرمايا بر شكوني شرك ہي مراد پير ہي كہ طير مشركين اور كفلا اعمال مين سى ہي چنانچہ اسد تعالیٰ ني او كى حال كچھ پير كى كتاب مين حكايت كي ہي كيونك وہ كفار

يتشاءمون بالرسول واتباعهم وسبب تشاؤمهم بھم ان الرسول المادعوم الى دين غير الوفاء لهم استغزوة واستنجرة رسولون اور او كى ساتھيون كو منحوس جانتی ہيں اور او كى منحوس سمجھيں كاسبب ہيں تہا كہ رسول جو او كى دين خلاف طبع سكباتی ہيں تو اسكو عجيب و غريب جانتی ہيں

ونفرت عنهم طباعهم اذ من عادة الجملة ان يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان حالبا لكل شر ووبال ان يتشاءموا اور او كى كفار كو بالطبع نفرت ہيں كيونك پير عبادت ہي كہ جو او كى دل گنتی بات مرضي كي موافق ہو او كى مبارك سمجھيں اگرچہ او مين تمام خرابيان موجود ہيں اور جرات

ما يخالف هواهم وان كان جازيا بكل خير ونوال ومن عادتهم ايضا التشاءم ببعض الايام والشهر كشمير صفر فان كثير او كى مرضي كي خلاف ہو تو اسكو منحوس سمجھيں اگرچہ او مين ہر طرح كي خير اور خوي حاصل ہو اور او كى پير ہي عادت ہي كہ بعضي تاريخون اور بعضي مہيتون كو منحوس جانتی ہيں چنانچہ

من الناس في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزويج ونحوها والتشاؤم به من جنس الطيرة لوگ اس زمانہ كي ہيں اسكو منحوس گنتی ہيں اكثر فقامت اس مہيتہ مين سفر اور بياہ وغيرہ نہيں كرتي پير بر شكوني ہي ايسی ہي منع ہي جيسی طيرہ

المنهي عنها فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان غير صحيح لان الزمان سبابة عن مدة ممتدة يعرف مقدارها كيونك نحوست كي خصوصيت بعضي بعضي وقت سى ہرگز نہيں ہو سكتي اسلى كہ زمانہ ايك مدت متصل دراز كو كہتے ہيں جسكى مقدار انوك

بحركة الافلاك والنجوم وهو في ذاته عام واحد متشابه الاجزاء يحصل بخلق الله تعالى ويقع فيه افعال العباد فلا يكون اور ستارون كي حركت سى معلوم هوتي ہي اور زمانہ اصل مين ايك چیز اسكى ايك طرح كي اجزا مين خدا كي پيدائش سى موجود ہي بندون كي افعال او مين واقع هوتي ہيں

فيه بين ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فكل زمان شغله العبد بالعبادة فهو زمان طبرك عليه وكل زمان سوا سمين نہ كچھ برکت ہي نہ كوئى نحوست مگر باعتبار كر دار بندون كي سوجرت وقت كو بندہ ني عبادت مين صرف كيا وہ زمانہ او كي حق مين مبارك ہي اور جو وقت

شغله العبد بالمعصية فهو زمان مشوم عليه وفي الحقيقة اليمن هو الطاعة والشوم هو المعصية كما قال علي معصيت مين صرف ہو او وہ زمانہ او كي حق مين منحوس ہي اور حقيقت مين برکت عبادت مين ہي اور نحوست گماہ مين چنانچہ عدى

بن حاتم يمين امرء وشوم له بين لحبيه يعني لسانه وقال ابن مسعود ان كان الشوم في شيء ففيا بين اللحيين يعني بن حاتم كہتے ہيں كہ ان كي برکت اور نحوست دونو جھڑون مين ہي يعنى زبان مين اور ابن مسعود كہتے ہيں اگر كسى چیز مين نحوست ہو تو او سمين ہي جو دونو جھڑون مين ہي

اللسان وروي عن عائشة رضي الله عنه قال الشوم سوء الخلق فعلى هذا ليس الشوم الا المعاصي يعنى زبان مين اور حضرت عائشہ سى روايت ہي كہ سبغبر صلى الله عليه وسلم ني فرمايا نحوست بر خلقي ہي سوس حديث كي موافق منحوس صرف معاصي اور فلو ہي ہي ہي

والذنوب فانها تسخط الله تعالى فانه تعالى اذا سخط على عبد يكون ذلك العبد كسى بندہ ہي غضبناك ہو او وہ شخص

بهم في خدا تعالیٰ كو غصہ دلاتی ہيں كيونك جب اسد تعالیٰ

اور اصل ہيں

مہينايت



مشقیاً فی الدنیا والاخرۃ واذا سرخی عن عبد ینکذلک العبد سعیداً فی الدنیا والاخرۃ وبعض الصالحین

دنیا اور آخرت میں شقی بد بخت ہوا اور جس بندہ سی اللہ تعالیٰ راضی ہوا تو وہ شخص دنیا اور آخرت میں نیک بخت ہوا کسی بیک بخت کی پاس

قد شکی الیہ عن بلاء وقع فیہ الناس فقال ما اری ما انتم فیہ من البلاء الا بشوم الذنوب والمعاصی فالعاصی مشوم

لوگون فی ایک بلاء میں مبتلا ہو کر شکایت کی اونہوں کی جواب دیا کہ جبکہ یہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ تم پر یہ بلاء صرف گناہ اور معاصی کی نحوست ہی نازل ہوئی ہی گنہگار

علی نفسه وعلی غیرہ اذ لا یؤمن ان ینزل علیہ العذاب فیعم الناس خصوصاً من اہل الذنوب والاعمال فالبعد عنہ لایزہر و

اوسپر اور غیروں پر بھی ہوتی ہی اس واسطی کہ کہاں پناہ ہی کہ اوس گنہگار پر عذاب نازل ہو پر سب خلق پر پہل جاوی خاص اولن لوگون پر جو اوسکی عمل کو برائیت ہی

کذا الا ما کن الی یفعل فیہا المعاصی یلزم البعد عنہا والهرب منها خشیۃ نزول العذاب علی من یوجد فیہا فان

ایسی ہی اولن مکانات ہی الگ سے رہنا ضروری جہان معاصی عمل میں آتی ہوں اس ڈر سی کہ مبادا عذاب اولن سب پر نازل ہو جو جو وہاں موجود ہوں کیونکہ

ھجران اھل العصیان واما کنہم من جلة الهجرة المامولہا ومن عادتہم ایضاً البحت عن اسباب الشر والوصل وضرب

تڑک کرنا نافرمانوں کا اور اونکی مکانات کا ہجرت میں داخل ہی جسکا حکم ہی اور اونکی عادت میں یہ ہی کہ بوسیلہ وصل اور

المحصى والشعیر والنظر فی النجوم وغیر ذلک وذلك کله من قبیل الطیرة المنہی عنہا ومن قبیل الاستقسام بالانزال

کنکر لوں اور دانہ جو کی اور ستاروں میں نظر کر کی اور سوار اسکی غیب کی حالات میں بحث کرتی ہیں یہ تمام بد شکونی میں داخل ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور استقسام بالانزال

ومعنی الاستقسام طلب معرفة ما قئم مما لم یقسم والا نزالہم القداس الی کان اھل الجاہلیۃ یکتبون علیہا الامر و

اور معنی استقسام کی یہ ہیں کہ طلب کرنا علم شدنی اور ناشدنی کا اور انزال کو کہتی ہیں جن پر اہل جاہلیت امر اور نہی یعنی مان یا نہیں کہتی تھی

والنہی یکتبون علی بعضہا فاعل الامر فی ربی وعلی بعضہا لا تفعل او نہی فی ربی ویضعونہا فی وعاء فاذا اراد احدہم امر

بعضی پر افعیل یعنی کر یا امرنی بنی یعنی اسکا حکم آئی ہی کہتی تھی اور بعضی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہی فی ربی یعنی اسکا حکم نہیں کہتی تھی اور کو ایک باسن میں رکھتی تھیں جسکی

ادخل بیدۃ فی ذلک الوعاء واخرجہا فان خرج فیہ الامر مضی لما قصده وان خرج مافیہ النہی کف عما قصده وکان

تو اوس برتن میں ہاتھ ڈال کر ایک تیر نکال لیتا اگر ایسا تیر نکلا جس میں حکم تھا تو وہ اپنی کار کو چلا جاتا اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ جس میں ممانعت تھی تو اپنا کار موقوف کرتا اور

سعید بن جبیر کان لاهل الجاہلیۃ حصبت قدام اصنامہم اذا اراد احدہم امر من السفر وغیرہ استقسم بہا ای

سعید بن جبیر کہتی ہیں کہ اہل جاہلیت بتوں کی سامنی کنکر کہتی تھی جب کوئی سفر وغیرہ کا لاکھناو استقام کرنا معنی علم شدنی اور ناشدنی کا حاصل کرتا کہ یہ کار کوں

طلب علم ما قئم لہ من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیرہ الاستقسام بالانزالہم حرام لانہ دخول فی

یاد کروں اور ابو اسحاق الزجاج وغیرہ کہتی ہیں استقسام بالانزال حرام ہی اسلی کہ یہ علم الہی میں

علمہ تعالیٰ وهو غیب عنا ویدخل فیہ ما یفعل فی زماننا ویسمونہ قال القرآن وقال دانیال ونحوہا فانہا لیست من

مداخلت ہوتی ہی حالانکہ وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اس میں داخل ہی جو اس زمانہ میں کرتی ہیں اور اسکا نام قرآن کی قال اور دانیال کی قال اور انداسکی کہہ جوڑا ہی کیونکہ

القال المحمود فی الشرع بل ہی من قبیل الاستقسام بالانزالہم فلا یجوز استعما لہا ولا اعتقادہا حقان فیہا الخبر عن

طریقہ وہ قال نہیں ہی جو شرع میں محمود ہو بلکہ یہ ہی استقسام بالانزال کی جنس سی ہی سو کا عمل کرنا اور حق اعتقاد کرنا جائز نہیں ہی کیونکہ اس میں غیب کی خبر

الغیب والتطیر بالقران العظیم واما القال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمۃ الموافقة للدرک والراشد والنجیم علی

اور قرآن کی ساتھ تطیری

روی عن انس انہ علیہ السلام کان یعجبہ اذا خرج للحاجة ان یسمع یأمر یا نہی یا نجیہ و فی حدیث اخر انہ علیہ السلام

جینا نجیہ انس کا روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تھا کسی کار کو جاتی ہوئی کہ سن پاوین یا راشد یا یا نجیہ اور ایک اور حدیث ہے کہ سفیر صلی اللہ علیہ وسلم

کان یتفول ولا یتطیر و فی حدیث اخر انہ علیہ السلام کان یحب القال ویکرہ الطیرق قال العلماء انما کان النبی علیہ السلام

قال یدکر فی تہی اور تطیر نہیں کیا کرتی تھی اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کو محبوب رکھتی تھی اور تطیر کو مکروہ جانتی تھی علماء کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

جسٹ

سوار سی الگ سے رہنا ضروری اور

یاد کروں

یاد کروں

یاد کروں

يجب التناول ويكره الطيرة لان الطيرة فيها الحكم على الغيب وسوء الظن بالله تعالى وتوقع البلاء والافعال فليس فيه الحكم  
 قال كوجوب اور طير کو مکروہ التجانی ہے کہ طیر میں غیب کی خبر اور اسے تعالیٰ کی جانب میں بدگمانی اور توقع بلاء کی ہوتی ہے یہی قال سوسمین غیب کی  
 علی الغیب بل فیہ مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله تعالى ورجاء حصول المرافعات لانسان عند ظہور سبب اذا مرجح  
 خبر نہیں ہوتی بلکہ اوس میں خیر کی طلب اور اسے تعالیٰ کی جانب میں نیک گمانی اور امیدواری حصول مراد کی ہے بیشک انسان بروقت ظہور سبب قوی ضعیف کی اگر اسے امید  
 اصل من الله تعالى خيرا نعمة عند سبب قوی وضعیف فهو خیر له واذا قطع رجاءه وامله من الله تعالى فهو شر له لقوله تع  
 خیر کی اور آرزو نعمت کی کری تو اس کی حق میں بہتری اور اگر اسے تعالیٰ سے اپنی امید منقطع کری تو اس کی حق میں بدہی کیونکہ اسے تعالیٰ فرماتا ہے  
 اِنَّهٗ لَا يَأْتِيَنَّ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الْكُفْرُوْنَ وَقَدْ كَفَرْنَا بِهٖ نَصَابًا لَّا حَتٰى اَنْ يَّخْرُجَ الْوَلَدُ مِنْ سِفْرِ صُلْحٍ الْعَقَقِ  
 نا امید نہیں ہوتا اس کی فیض سی مگر قوم منکر اور نصا الاحتساب میں مذکور ہے کہ آدمی جب سفر کی لئے روانہ ہو اور کو ابول بڑی  
 ورجع من سفره يكفر عند بعض المشائخ وذكر في المحيط ان الهامة اذا صلحت فقال رجل يموت المريض يكفر القائل  
 اور یہ شخص سفر موقوف رہی تو بعض مشائخ کی نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور محیط میں مذکور ہے کہ چند کی آواز پر اگر کوئی شخص کہی بیمار مرد کا تو وہ شخص  
 عند بعض المشائخ ومثال التناول ان يكون له حاجة فيسمع من يقول يا واجد فيقع في قلبه رجاء الوجدان او يكون  
 بعض مشائخ کی نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور قال کی یہ مثال ہے کہ کسی شخص کو کچھ مطلب پیش آوی وہ یہ سن کر کہ کوئی کہتا ہے یا واجد یعنی یا پانیوالی پھر اس کی دل میں توقع ہوتی ہے  
 له مرض فيسمع من يقول يا سالم فيقع في قلبه رجاء السلامة والفرق بين الغال والطيرة مع كون كل واحد منهما  
 شخص کچھ بیمار ہو اور سنی کہ کوئی کہتا ہے یا سالم یعنی ای سلامت رہنی والی اب اس کی دل میں امید سلامتی کی پیدا ہو اور فرق قال اور طیرہ میں باوجودیکہ دونوں میں  
 استدلال بالعلامة على عاقبة الامر وقال ان الكلمة الحسنة التي تجرى على لسان الانسان دلالة على المعنى اللوا  
 کار کی انجام اور مال پر نشانی سی استدلال کرتی ہیں یہ ہے کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گزرتا ہے اس کی مراد کی موافق معنوں پر دلالت کرتا ہے تو اس کی مراد پر  
 للمراد يمكن الاستدلال بها على المراد بخلاف طير الطير وحركات الميهائم واصواتها فانها لعدم دلالة على معنى لا يمكن  
 استدلال کرنا ہو سکتا ہے یہ بات جانور کی پرواز میں اور وحشیوں کی حرکات اور آواز میں نہیں ہے وہ کسی معنی پر دلالت نہیں کرتی تو اس سے  
 الاستدلال بها على شيء وان كان اهل الجاهلية جعلوا العبرة فيها تارة بحركاتها وتارة باصواتها وتارة بالوانها وتارة  
 کسی بات پر استدلال نہیں ہو سکتا اگرچہ اہل جاہلیت نے اوس میں کئی اعتبار ٹھہرائی ہیں کہیں اون کی حرکات سے اور کہیں آواز سے اور کہیں رنگوں سے اور کہیں  
 باسمائها ويتشاورون بعضهم ويتيمينون بعضهم فانهم كانوا يشاءون بالعقاب على العقوبة وبالغراب على الغربة ويتيقنون بالهدى على الهدى وكذلك كانوا يتبركون  
 ناموسی اور بعضی کو منحوس یعنی بن سمجھتی ہیں اہل جاہلیت عقاب سے عقوبت یعنی عذاب کی نحوست یعنی تھی اور غراب کی غربت یعنی مسافری کی اور ہر دہی ہایت کی برکت یعنی تھی تو  
 بالسائح ويتشاورون بالبارح السائح ما يمر من الطير والوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمينون به لا مكان رمية وصيدة  
 اور بارح سے نحوست یعنی تھی اور سائح وہ پرندہ یا وحشی ہے کہ بائیں طرف سے دائیں طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ اسی جانور کو مبارک سمجھتی تھی کیونکہ اس کی تیر مارنا اور شکار کرنا  
 من غير الخوف والبارح ما يمر من الطير والوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءون من عدم  
 بدون گردش کی ممکن ہے اور بارح وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہے جو دائیں طرف سے بائیں طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اس کو نحس جانتی تھی  
 امكان رمية وصيدة من غير الخوف اذ كان من عادتهم انهم اذا خرجوا الحاجة وراوا الطير والوحش يرمونه  
 کیونکہ اس کو تیر مارنا یا شکار کرنا بدون گردش کی نہیں ہو سکتا قدیم عرب کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کار کی لپی باہر نکلتی اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکھتی کہ وہ اپنی طرف  
 يتبركون به ويلذون في حاجتهم وان راوا الطير والوحش يرمونه ينشأ ثمن به ويرجعون الى بيوتهم وبعابكنا  
 چلا گیا تو اس کو مبارک جان کر اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکھتی کہ بائیں طرف چلا گیا تو اس کو منحوس جان کر اپنی گھر ہٹاتی اور بعضی وقت  
 ينفرون الطيور والوحش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين يتبركون بها ويلذون في حاجتهم وان اخذت ذات  
 پرندہ کو اوڑھ کر اور وحشی کو بدکار دیکھتی رہتی کہ اگر وہ دائیں طرف چلا گیا تو اس کو مبارک سمجھ کر اپنی کار و بار کو چلی جاتی اور اگر بائیں طرف چلا گیا

اور یہ شخص

یہ بات



يشتادون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه الصلاة والسلام عن ذلك بقوله اقروا الطير على وكناتها  
تومخوس جاكركار وبارسي نكي بنشياتي سوني صلي الله عليه وسلم في اس عادت سي رد كريا فرمايا جانور كو كهوت في تيشيار بني دو

وروى عن معاوية بن حكم انه قلت يا رسول الله كنانا تطير قال فذلك شيء يعد احدكم في نفسه فلا يصدقكم  
اور معاوية بن حكم سي روايت هي كهتا هي كه ميني عرض كيا يا رسول الله سم تطير كيا كرتي قجي آب في فرمايا به تهماري دل كي ده سي اعتقاد بين سوانتي اي كاري وباري كرتي  
يعني ان ذلك شيء يوجد في النفوس من قبل الطنون التي تقربكم بحكم البشرية من غير ان يكون له تاثير في شيء  
مراد به هي كه به ايسيات جودون ميني آتي هي تود هي بشرية كي جهت سي پيدا هوتي اي صرف بي تاثير هي اسمين نه كچه

من النعم والضرف لا يصدقكم عما تتوجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال  
نفع د كرتي ضرر سويدهم نكو كار بار مقصود كي ادرفت سي ندوك دي اورايك اور حديث مين آيا هي كه نبي عليه السلام لي فرمايا

من ذمته الطيرة عن حاجة فقد اشر ففيل وما كفارته يا رسول الله فقال ان يقول اللهم لا طير الا طيرك  
جكوكا رسي به نكو لي روك ركي وه مشرك هي كسي في پوچها يا رسول الله اسكا كفاره كيا هي آب في فرمايا به كهنا چاهي اللهم الي اخره مين كوي فلان تهماري

ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم يمضي الى حاجته يعني ان كل ما يصيب الانسان من الخير والشر والنعم والضر  
فال كي اور كوي خير سوي تيري خيري اور مين كوي معبود سوا تيري پهايني كام كوچلا جوي مراد به هي كه انسان كو جو بهلا هي اور براني اور نفع اور ضرر

والهم والنشوء لا يصيبه الا بقصائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفي حديث اخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام  
اور برکت اور نحوست پيش آتي بي بدون تيري قصا اور تقدير اور تيري حكم اور مرضي كي مين هي اورايك اور حديث مين ابن مسعود كي روايت سي هي كه نبي عليه السلام

الطير والشك الطير شك قال ثلثا واما الا ولكن الله تعالى يذهب به بالتوكل وقيل قول ما منا الا ليس من كلام النبي  
قال به شك قال به شك هي مين بار فرمايا اور كوي ايسا مين جود لين خيال نه لاداي ليكن الله تعالى او سكو توكل كي برکت سي دفع كر ديتا هي اور كسي مين كه تاكده مانا الانبي صلي الله عليه وسلم

بل هو من كلام ابن مسعود وفيه اختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شيء من ذلك على حاجت  
بلكه به كله ابن مسعود كا كلام هي اسمين سي واسطی اختصار كي حذف هواي اسكي به معنى مين كه آدميوني جوي سوا سكي دلبن او هوقت كچه به كچه اس قسم كيا جال اجاتا

به العادة لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا مؤثر الا الله فيسأله الخير ويستعيد به من الشر ويمضي  
چنانچه تليطوات عبا هي بي پرده خيال چم مين جاتا بلكه اسكا اعتقاد درست هوتا هي كه سواي الله تعالى كي كوي مؤثر مين سوا سي بهلا هي طب كرتا هي اور سي بي ثابته

مقصوده متوكل عليه يسرنا الله تعالى علاما موقفا الرضائه بلطفه وفضله وكرمه المجلس الا ربعون في  
اورا سپر بهر وسا كر رايني مقصود كي لي چلا جاتا هي الله تعالى ابني لطف اور فضل اور كرم سي ايسا عمل آسان كرتي جواو كا مرضي كي موافق هي چا ليسون مجلس پنج

بيان استحسانك التاني في عمل الدنيا دون الآخرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التوبة  
بيان خوبه درنگ كي دنيا كي كار بار مين سواي اعمال آخرت كي رسول الله صلي الله عليه وسلم في فرمايا درنگ

في كل شيء الا في عمل الآخرة هذا الحديث من حسان المصابير رواه مصعب بن سعد عن ابيه ومعناه ان  
هر شي ميچا هي مگر آخرت كي عمل مين بهر حديث مصلح كي حسن حديثون مين هي مصعب بن سعد ابني اب سي روايت كرتا هي اورا سكي معنى بهر مين كه

التاني مستحسن في جميع الامور الا في عمل الآخرة فان التاني فيه غير مستحسن اذ لا شك في كونه خيرا ولا خيرا في تاخير  
درنگ اور تا مل تمام امور مين بهتر هي سواي اعمال آخرت كي سوا مين خوب مين هي اسكي خوبي مين شك مين هي سوا سكي تاخير مين خوبي مين

بل المستحسن فيه المسارعة اليه بقوله وسارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعلمت  
بلكه اسمين جلدی خوب هوتي هي اس آيت سي اور دور و بخشش پهايني ربيكي اور جنت يرسكا پهايلوي آسمان اور مين طيار هوتي هي

للمتقين واما امور الدنيا فلا يعلم انها خير فيعمل بها او شر فيحترز عنها فلذلك شرعت المسارعة فيها فان هتم  
واسطی پر ميز كارون كي اور هي دنيا كي كار بار سويدهم معلوم مين هوتا كه نيك هي كيا چاهي يا بر اي اس سي بچا به چاهي سوا سكي اسمين جلدی مشروع هوتي بهر كر كيا

يستحب له ان يشاور فيه لما روى انه عليه السلام كئيش واصحابه في جميع الامور حتى حوايج بيته وروحي

تو منجب هي که او من مشوره کري باعتبار اس روایت کی که بنی علیہ السلام اینی اصحاب سی تمام کار و بار من مشوره کیا کرتے یہاں تک کہ کھر کی کار بار من اور علی سی

عليه قال اهل امار عن المشاورة وقيل لو شاور آدم عليه السلام المملكة في اكله من الشجرة الممنية لما وقع فيما

روایت ہی کہ آپ نے فرمایا مشورہ کرنی سی کوئی خراب نہیں ہوا اور کہتی ہیں کہ اگر آدم علیہ السلام فرشتوں سی مشورہ کر لیتی کھون کھانی من تو انبیر یہ مصیبت نہ آتی

وقع وقيل افراد الانسان ثلاثة اقسام رجل ونصف رجل ولا شيء فالرجل من له رأي صائب يشاور ونصف الرجل

جو آدمی اور کہتی ہیں بنی آدم تین قسم کی ہیں پورا مرد اور نوا مرد اور نکتہ سولہ مرد وہی جو خود انا ہو بہر مشورہ کري اور آدم مرد وہی

من له رأي صائب لكن لا يشاور ولا يشاور لكن ليس له رأي صائب ولا شيء مثل له رأي صائب ولا يشاور فاجتمع

جو انا تو ہو بہر مشورہ کري یا مشورہ تو کري پر خود انا نہ ہو اور نکتہ وہی جو خود انا ہو اور نہ مشورہ کري پس دونوں بات کی

الامر من الرجل تام وبانتصافها نصف وبانتفاها لا شيء والحادیث الصحيحة الواردة في المشاورة كثيرة

جمع ہوتی سی مرد پورا ہوتا ہی اور ایک بات سی آدم ہوتا ہی اور جب دونوں بات کم ہون تو نکتہ ہی اور صحیح حدیث من جو مشورہ کی باب من آدمی بہت ہیں اول سبکی

ويغني عن جميعها وشاورهم في الامر فانه عليه السلام مع كونه اكمل الخلق ولم يكن احدا فطن منه امر

بدلی یہ آیت کافی ہی اور مشورہ لی اولی سونی علیہ السلام کو باوجود کہ سب سی زیادہ کامل اور انکی سرب کوئی فہمیدہ نہیں ہی جب مشورہ کرنی کا حکم ہی

بالمشاورة في هذه الآية فالظن لغيرة لكن من يريد المشاورة لا يستحب له ان يشاور فيه جماعة من اهل

اس آیت من ہر اور ان پر نیز کیا خیال ہی لیکن جو شخص کسی کا دین مشورہ کا ارادہ کری تو اسکو مستحب ہی کہ مشورہ ایک جماعت اہل بصیرت و اناسی کری

البصيرة يكون اقلهم عشرة ويعلم من حاله النصيحة والشفقة ويشق بدينهم وصدقهم وورعهم وعلمهم

کم سی کم دس تو ہوں اور انکی حال عادت سی خبر خواہی اور شفقت معلوم ہوتی ہو اور انکی دین اور راستی اور پرہیزگاری اور علم پر اعتماد ہو

ويعرفهم مقصود من ذلك الامر ويبين لهم ما فيه من المصلحة والمفسدة ان علم شيئا من ذلك وان

اور اس کام من سی اپنا مقصود اور انکو جتلا دی اور جو جو او من خوبی اور برائی ہو اگر کچھ جانتا ہو تو سب انکی سامنی بیان کردی اور اگر

لم يجد منهم الا واحد يشاور في ذلك الواحد عشر مرات وان لم يجد واحدا يرجع الى امراته او الى امرأة اخرى يجوز

سواء ایک شخص کی کہ جس سی مشورہ کری کوئی نہ ملی تو اس ایک شخص سی دس مرتبہ مشورہ کری اور اگر ایک ہی نہ سمیر ہو تو انی بی بی سی رجوع کری یا کسی اور عورت سی

مكالمته ويشاورها وبعد المشاورة يخالفها وفي مخالفتها خير وبركة وقد روى انه عليه السلام قال

جس سی بات چیت کرنی جائز ہو اور بعد مشورہ کی اسکا خلاف کری اسکی خلاف من خبر اور برکت ہوتی ہی اور روایت ہی کہ بنی علیہ السلام نے فرمایا

شاؤر هن وخالفهن وحكى ان واحدا من اهل الشام شاؤر امراته في ايام فتنة يزيدان ي طرح نفسه من

کہ عورتوں سی مشورہ کر اور خلاف کر اور حکایت ہی کہ اہل تمام من سی کہتی انی بی بی سی جن دلی بربکہ فتنة بربکہ مشورہ کیا کہ من چہت پرسی نیچی گر پڑوں

السطح فقالت لا تطرح فخالفها وطرح نفسه من السطح فانكسر رجله فلما اصبح جاءه اعيان يزيد لي رسول

سولی بی کہا مت گرنا پر وہ شخص اسکا خلاف کر چہت پرسی نیچی گر پڑا اور اسکی ٹانگ ٹوٹ گئی جب صبح ہوئی تو بربکہ کی راز چہ کر آئی تاکہ اسکو

الى محاربة الحسين فلما راوا حاله تركوه فنجى من شقاوة الدنيا والآخرة ببركة عمله باليسير لان من اكره

حضرت حسین رضی کی مقابلہ پر روانہ کریں جب اسکا یہ حال دیکھا تو معاف کیا سو وہ شخص دنیا اور دین کی بد بختی سی بچ گیا اس حرکت سی کہ حدیث بر علی کیا تھا کیونکہ جس پر

بقتل او قطع عضو على قتل مسلم لا يجوز له ان يقتله بل يلزمه ان يصبر حتى يقتل فان قتله يكون اثما ان

قتل کی بل قطع اعضا کی زبردستی کیجادی واسطی قتل مسلم کی راہ کو جائز نہیں کہ مسلم کو قتل کری ملک و ملک سدا ہی کہ صبر کری ورا سی جان دی اور اگر اس مسلم کو قتل کرے تو گناہ ہو گا بلکہ

لا يستباح قتل مسلم بضربة ما ثم يجب على المستشايد ان يعمل في النصيحة وترك الخيرة اذ في

کھجرت من ہی قتل مسلم کامباح نہیں ہی پس مشورہ دینی ولی بر واجب ہی تا بعد رکوسر اگر خبر خواہی کا فکر کری اور مشورہ من ہر کھجرت یا نہت نکر دی





الخبرات على تعيين الوقت لا على نفس الفعل وفي أمور الدنيا على نفس الفعل وأما الجهالة والفسقة المتين  
 خبرات واسطى ثرائي وقت كي هوتا هئي نفس فعل كي هئي نهين هوتا اور امور دنيا دي مين صرف فعل بد هوتا هئي يعني كيون يا كيون اور وقت كا ثرائي انگ اور جانا وفاق  
 ضلوا عن طريق الحق وخرجوا عن سواء السبيل اذا غرم احد هم على امرين هب الي صاحب الرطل والحصى والشعير  
 جوره حق سي بهي هين اور سيد هي راه سي خارج هين جب وه كسي كار بار كا غرم كرتي هين تورال اور كنكريون داله اور جواله  
 والباقياء فيلبون بعقله وينزاد بسواهم جهلا وخسارة بصدقهم فيما يقولون له ويعطيهم على ذلك اجرة  
 اور باقي داله پاس جاتا هي سو وه لوگ دسكو باؤ لا بنا ديتي هين اور اوسي بوجھ كر اور هي جيل اور خسارت زياده هوجا تي هي كيونكه او نكي قول كي تصديق كرتا هي اور اوسي پير او كيونز دور كا تيا  
 ولا يعلم ذلك المسكين انه بذلك ينهدم دينه ودنياه لما ذكر في شرح العقائد ان نصديق الكاهن بما يخبره  
 اور بيچاره كونه خبري نهين كه اسمين دين اور دنيا سب تباه هوني اسلئي كه شرح عقايد مين مذكور هي كه غيب كي خبرون مين كا هين كو سچا سمجھنا كفر هي  
 عن الغيب كفر لقوله عليه السلام من اتى كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما انزل على محمد والكاهن هو المخبر  
 كيونكه حديث مين آيا هي كه جو شخص كا هين كي پاس آكر اوسكي قول كو سچا ماني بيشك كفر هوتا اون آيات سي جو محمد پر نازل هوني هين اور كا هين وه هي هوتا هي جو غيب كي  
 عن الغيب سواء كان بالرطل او الحصى والشعير او غير ذلك فذلك حرام لكونه من قبيل الطيرة المنهي عنها ومن قبيل  
 خبريتا تا هي برابر هي كه رطل سي هو يا كنكريون سي يا جوسي يا سوار اسكي اور سچي سيه سب حرام هي كيونكه سيه طير كي طرح كا هي جسكي هي هونگي هي اور  
 الاستقسام بالانزلام والطيرة مصدر بمعنى التطير واصل التطير التناول بالطيرة ثم استعمل في كل ما يتناول به ويعمل  
 استقسام بالانزلام كي مانده هي اور طيره مصدر هي تطير كي معنون مين اصل مين تطير كي معني هين طير سي فال ليني بهر هيك فال مين جو منحوس هوني هو مستعمل هونگا  
 شوا سواء كان طيرا او غيره وقد روي انه عليه السلام قال الطيرة شرك يعني انها من اعمال الشرك كما حكاها  
 برابر هي كه طير هو يا كچه اور هو اور روايت هي كه نبی عليه السلام في فرمايا طيره مشرك هي مراد سيه هي كه طيره شرك كي اعمال مين داخل هي چنانچه اسد تعالی  
 الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا يتشاورون بالانبياء واتباعهم وسبب تشاورهم بهم ان الانبياء  
 او نكي طرف سي ايئي كتاب مين كئي جكه حكاييت كرتا هي وه لوگ انبياء عليهم السلام اور او نكي اتباع كو منحوس سمجھتي هي اور سبب منحوس سمجھتي كا سيه تها انبياء جو او نكو  
 لما دعوا الى دين غير ما لوفهم استغربة واستقصوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة الجملة والفسقة  
 سيا دين سكها تي هي تورا دسكو غريب ديكه كر قبيح جانتی هي اور او نكي طبيعت اوس سي نفرت كرتي هي كيونكه جالون اور فاسقون كي سيه عادت هوني هي كه جوا نكي خواہش كي  
 ان يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان يتشاءموا بكل ما يخالف هواهم وان كان  
 موافق هو او كيو مبارك جانتی هين اگر چه سراسر بد اور ووبال هو اور جوا نكي خواہش كي خلاف هو او كيو منحوس سمجھتي هين اگر چه  
 جاذبا لكل خير ونوال والاستقسام طلب معرفة ما قسم مما يقسم والانزلام القلاح التي كان اهل الجاهلية  
 سراسر خير برکت هو اور استقسام كي معني طلب گاري معدوم كرتي مقسوم كي غير مقسوم مين سي اور انزلام قار كي تير هوني هين جن ير جاهليت كي لوگ  
 يكتبون عليها الامر والنهي ويكتبون على بعضها افعال وامر في ربي وعلى بعضها لا تفعل او نهاني ربي ويضعونها في وعاء  
 امر اور نهی كچه دي تي هي اور كسي پر افعال يعني كر يا امر في ربي يعني سيه حكم رب كا هي اور كسي پر لا تفعل يعني مت كر يا نهاني ربي يعني حكم رب كا هين كچه دي تي هي  
 فاذا اراد احد هم امر او دخل يد في ذلك الوعاء واخرج قد حافان خرج حافيه الامر مضى لما قصد وان خرج حافيه  
 اور كچه او كيو كچه تن مين ركبه دي تي هي پر جب كوي كچه كام كر نيكو هوتا تو اوس برتن مين هتمه ڈالكر ايك تير نكال اگر ايسا تير نكلنا جيسه اجازت هي تو اپنا كار شروع كرتا اور اگر ايسا نكلنا  
 النهي كف عما قصده وقال سعيد بن جبير كان لاهل الجاهلية حصاة قدام اصنامهم اذا اراد احد هم امر او السفر  
 جسين مانعت هي تو اپني كا رسي بند رھتا اور سعيد بن جبير كھتي هين اهل جاهليت بتون كي سامني كنكرين ركھا كرتي هي جب كوي شخص سفر وغيره كسي كار كا اراده كرتا  
 وغيره استقسام بها اي طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغيره الاستقسام  
 تو استقسام كرتا يعني اوس سي اپني قسمت كھتا اور شر اوس كار كي كرتي اور نكرتي مين ممانعت كرتا اور ابو اسحاق زجاج وغيره كھتي هين كه انزلام سي



بالان لام حرام لانه دخول فی علمه تعالی وهو غیب عنا ویدخل فیہ ما یفعل فی زماننا ویصونه فال دانیال ونحوها  
 خیر اور شرور یافت کذا حرام ہی کیونکہ علم الہی میں مداخلت ہوتی ہی اور وہ ہسی پوشیدہ ہی اور اسی میں داخل ہی جواب ہماری نمائندہ میں کرتی ہیں اور اسکا نام فال دانیال کہہ چھوٹی ہی  
 فانہا لیست من افعال المحمود فی الشرع بل ہی من قبیل الاستقسام بالان لام فلا یجوز استعمالها ولا اعتقادها  
 اور اسکی مانند تو ایسی فال شرع میں محمود نہیں ہی بلکہ یہہ ایسی ہی جیسی تیر طن سی قسمت کا دریافت کرنا سوندا اسکا استعمال جائز ہی اور نہ اسکی حقیقت کا اعتقاد  
 حقا لان فیہا الخبر عن الغیب والتطیر بالقران العظیم وانما افعال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمۃ  
 کیونکہ اس میں غیب کی خبر بتاتی ہیں اور قرآن عظیم ہی تطہیر کرتی ہیں شرح میں فال محمود ہی ہی جو خیر اور برکت کسی کلمہ سی لیوی کہ مراد کی موافق ہو  
 للموفق للسلام کالراشد والنحیر علی ما روی عن انس انه طیه السلام کان یعجبه اذا خرج کحاجۃ ان یسمع یارشد  
 جیسی اشد اور نہیج موافق روایت الشیخ کی کہ نبی علیہ السلام کو پسند آتا تھا جب کسی کا ذکر تشہیف یوحانی سننا یا راشد یا نہیج کا  
 یا بنحیر و فی حدیث اخر انه علیہ السلام کان یتفعل ولا یتطیر و فی حدیث اخر انه علیہ السلام کان یحب افعال  
 اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فال لیا کرتی تھی اور تطہیر نہیں کرتی تھی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فال کو محبوب رکھتی تھی  
 ویکرم الطیرۃ قال العلماء انما کان النبی علیہ السلام یحب التغاؤل ویکرم الطیرۃ لان الطیرۃ فیہا الحکم علی الغیب  
 اور تطہیر کو مکرمہ علماء کہتی ہیں کہ نبی علیہ السلام اسکی فال کو محبوب اور مکرمہ جانتی تھی کہ طیرہ میں غیب پر حکم ہوتا ہی  
 وسوء الظن بالله وتوقع البلاء واما افعال فلیس فیہ الحکم علی الغیب بل فیہ مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله  
 اور اسکی نسبت بدگمانی اور مصیبت کی توقع ہوتی ہی اور ظل میں غیب پر حکم نہیں ہوتا بلکہ فال میں صرف خیر کی طلب اور اسد تعالیٰ کی نسبت گمان نیک  
 ورجاء حصول المرد فان الانسان عند ظہور سبب اذا رچی وامل من الله تعالی خیرا ونعمۃ فهو خیر له واذا  
 اور مراد حاصل ہوتی ہی اگر نہ ہوتی ہی پس انسان کسی سبب ہی اگر اسد تعالیٰ ہی خیر اور نعمت کی آرزو کری اور امیدوار ہو تو یہہ اسکی حق میں بہتری اور اگر  
 قطع رجاء وامل من الله تعالی فهو شر له لقوله تعالی ولا یأیش من ذوق الله الا القوم الکفرۃ وقد  
 اسد تعالیٰ ہی اپنی امید قطع کی اور نا امید ہوا تو یہہ برائی دلیل اس آیت کی نا امید نہیں ہوتا اسد کی فیض ہی مگر قوم منکر اور  
 ذکر فی نصاب الاحساب ان الرجل اذا خرج الی سفر فصلح العفوق ورجع من سفره یکفر عند بعض المشائخ وذكر  
 نصاب الاحساب میں مذکور ہی کہ کوئی شخص اگر سفر کی لڑی روانہ ہو اس میں ناگاہ کو ابول پڑا اور اسکی سفر موقوف کیا تو بعض مشائخ کی نزدیک کافر ہو جاتا ہی اور  
 فی الحیط ان الہامۃ اذا صحت فقال رجل یوت المریض یکفر القائل عند بعض المشائخ ومثال التفاؤل ان  
 محیط میں مذکور ہی کہ چند یا بوم کی بولنی پر اگر کوئی کہی بیمار مر جاوے گا تو یہہ کہنی والا بعض مشائخ کی نزدیک کافر ہو جاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی  
 یکون له حاجۃ فیسمم من یقول یا واجد فیقع فی قلبه رجاء الوجدان او یکون له مرض فیسمم من یقول  
 کیونکہ کچھ کار در پیش ہو تو وہ اتفاقاً یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد اسکی دل میں توقع اسلوی کار کی پیدا ہو جاوے یا کوئی بیمار ہو وہ یہہ سنی کوئی کہتا ہی  
 یا سالم فیقع فی قلبه رجاء السلاۃ والفرق بین الفال والطیرۃ مع کون کل واحد منهما استدلالا بالعلامۃ  
 یا سالم اب اسکی دل میں توقع صحت سلاستی کی پیدا ہو جاوے اور فرق فال اور طیرہ میں باوجودیکہ دونوں میں علامت اور نشانی سی  
 علی عاقبۃ الامر و حاله ان الکلمۃ الحسنۃ التي تجری علی لسان الانسان لدلائلہا علی المعنی الموافق للبراد یکن  
 انجام اور مال کار پر استدلال کرتی ہیں یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر آجاتا ہی چونکہ وہ مراد کی موافق معنوں پر دلالت کرتا ہی تو اس میں مراد پر  
 الاستدلال بہا علی المراد بخلاف طیران الطیر و حركات البہائم واصواتها فانہا لعدم دلالتہا علی معنی لا یکن  
 استدلال ہو سکتا ہی برخلاف جانور کی پرداز اور چار پا یوں کی حرکات اور آوازوں کی کیونکہ اس میں کس طرح کی دلالت نہیں ہی تو اس میں کسی شے پر  
 او استدلال بہا علی شئی وان کان اهل الجاہلیۃ جعلوا العبرۃ فیہا تارۃ محركاتہا وتارۃ بصواتہا وتارۃ بالوانہا  
 است لال نہیں ہو سکتا اگرچہ اہل جاہلیت فی اس میں سی معنی مقرر کر رکھی ہیں کہی حرکات سی کہی آواز ونشی کہی رنگوں سی

کبھی ناموں سے اور بعضوں کو منحوس جانتی ہیں اور بعضوں کو مبارک سمجھتی ہیں چاہے بیت والی غراب سے غربت کی نحوست مانتی تھی اور عقاب سے

عقوب کی نحوست سمجھتی نہیں اور ہر ہمدی ہدایت کی برکت کی قائل ہے اور ایسی ہی مسیح کو مبارک اور باج کو منحوس جانتی ہے اور مسیح

وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہے جو شیر یا بلی کے طریق سے دامنِ لطف کو چلا جاویں اور عرب اسکو بہت مبارک مانتی تھی کیونکہ اسکی اشکار

بیرمی بغیر گردش کی ہو سکتا ہے اور بارح و دجانور اور وحشی مو تا ہی جو تیری داسنی طرف ہی نائین طرف کو چلا جاوی اور عرب ایسی کو مغربی شمار کرتی تھی

کیونکہ اس کا شکاوت تیرہ سی بدون گردش کی محکمہ نہیں ہی  
 کیونکہ او کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کو لکھتا اور دیکھتا کہ میری

پاجو باید رہن طرف کھانای تو اسکو مبارک جانتی ویرانی کام کو چاہ جاتی اور اگر کہتے کہ مرندہ یا وحشی پائین طرف کو جاتابی اسکو مخوس مانی اور طئی اپنی

رسد آتی اور بعض وقت جانوروں کا اور لاکھ اور چار ہزار تک ہر ملک تک وہ لگا دینے والے کہ حال قیام کو مسافر سمجھ کر اپنے کاروبار کو گھٹتے

اور اگر وہ بائیں طرف کو روانہ ہوا تو منہ پر ماکر اپنی کار سی الخ جل آتی

کرجانوردان کو کہیں ملن بہتر ارسنہ (دوا و سعادۃ من حکم) روایت کی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نظر کیا کرتی تھی آپ نے فرمایا اب بعد ایک بات ہی جو تمہاری

در مہم سدا سوئی، سو پتہ نگو کار سہ / من کو دیا اور یہ سچ کہ سہ وہی بات ہی دلہہ سدا سوئی ہے جسے خوارت شربت کی رحمت سے آجانی بن گئے رہا بہن

نفع ضرر کم، اس میں اصل تاثیر نہیں ہے۔ سو اس خیال کے باری انہی مقصود کے تو حصہ بند نہ تاجا ہے اور اگر اور حدت میں آیا ہے

کے لیے علیہ السلام نے فرمایا جو شخص طرحہ کہے یا ذکر اپنے کار بار سے باز رہے سو وہ مشکوک ہے کہ اس کا واسطہ ہے اس کا کہہ رہا ہے۔ فرمایا اس دعا الی

[illegible]

سُورَةُ النُّصُرِ اٰیٰتِ ١٠ وَتَسْمُوهُ بِصِيْبَةٍ اَوْ بِفَصَالِكَ وَالْفَرْدُ بِرِكَ وَحَمَلُكَ وَمُسْتَنِيْتُ وَوَحْدُ  
سُورَةُ النُّصُرِ اَوْ تَسْمُوهُ بِصِيْبَةٍ اَوْ بِفَصَالِكَ وَالْفَرْدُ بِرِكَ وَحَمَلُكَ وَمُسْتَنِيْتُ وَوَحْدُ

سُورَةُ النَّازِعَاتِ - النِّزَاعِيَّةُ = الصَّيْرَةُ السَّرِيَّةُ = قَالَهُ لَيْثٌ وَفَافٍ مِثْلُهُ وَلَكِنَّ الْمَلِكَةَ

يُحِبُّهَا بِالنَّوْلِ رِيَّاسٍ قَاهِمًا ۚ لَيْسَ مِنْ دَلَامٍ لِيَّيْهِ حَالِي الشَّيْءُ طَائِيَةً ۖ وَاسْمُ بَنِي هَوَيْنَ دَلَامٌ بَنِ مَسْعُودٍ ۖ



حذف واختصار ومعناه ليس منا الا من يقيم في قلبه عند ذلك شيء من ذلك على ما جرت به العادة

کچھ محذوف اور مختصر ہی اسکی یہ معنی ہیں کہ ہم میں سے ایسا کوئی نہیں کہ اسوقت اسکی دلیون کچھ وہم وخطر نہ آوی کیونکہ یہ یہی عادت پڑی ہوئی ہی

لكن لا يستغفره بل يحسن اعتقاده بان لا موثر الا الله فيسأل الخیر ويستعين به من الشیء

پہرہ دہ دلیون نہیں پھرتا بلکہ اعتقاد درست ہو جاتا ہی کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی کوئی کچھ اثر نہیں کرتا نیز وہ سبہ خدا سی خیر انگنای اور برائی سی پناہ

على مقصوده متوكلا عليه يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه وفضله المجلس

اور خدا پر بہرہ و سہا کر کرانی کار گنہا ہی آئی عمل اپنی مرضی کی موافق اپنی لطف و کرم اور فضل سی ہر آسان کر دی

المحادی والا ربعون في سبب نزول البلیک وسبب دفعها من التوبة والدعوات

اکتہا لیسرین مجلس میں نزول ہلا کی اسباب کا اور اسکی دفع کی وسبب کا بیان جو توبہ اور مستغفر ہی اور دعا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت متی خمس عشرة خصلة حل بها بلاء هذا الحديث

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت پندرہ عادتیں اختیار کر لیگی تو اوپر بلا نازل ہوگی یہ حدیث

من صحیح المصابیہ واه علی بن ابی طالب وعده هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفیء دولا والامانة مغنما

مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہی علی بن ابی طالب کی روایت سی اور وہ عادتیں گن دین اور فرمایا جب فی یعنی غنیمت کو دولت سمجھ میں اور امانت کو لوٹ

والزکوة مغنما واطلم الرجل امراته وعقماه وترصد بقیه وجنا اباه وظهره لصوات فی المسجد وساد

اور زکوٰۃ کو ڈنڈہ اور مرد جو روکا فرمان بزار ہو جاوی اور اسی ہر کشتی کری اور دوست سی احسا کرنا اور باپ پر جفا کری اور مسجد میں پکا کر لین اور قوم کا سردار

القبیلۃ فاسقمهم وكان نزعم القوم اذلهم واكرم الرجل مخافة شره وظهرت المغنیات والمعانف و

وہن سی بد کار ہو اور رئیس قوم کا لوٹھین کا دل نہ ہو اور مرد کی عزت اسکی بدی کی خوف سی کریں اور گانی والمان اور تال مہورہ غرہ طاہر ہو

شرب الخمر ولبس الحریر ولعن اخر هذه الامه اولها فعند ذلك يكون الناس مستحقين لنزول البلاء عليهم فعلى

اور شرب مین لگیں اور حریر پہنا شروع کریں اور محمل امت پہلی امت پر لعنت کرنی لگی تو اب یہ لوگ سزاوار ہو گئی کہ اوپر بلا نازل ہو دی

هذا ما توجه على قوم من البلاء فليس ذلك البلاء الا بسبب ذنوبهم قال الله تعالى وما اصابكم من مصیبة

اس حدیث کی موافق جو حویدا و مطہیت کسی قوم پر آتی ہی سبب صرف وہاں اسکی گناہوں کا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہی اور جب پڑی نہ ہوئی سنی

فما اكسبت ايديكم وفي آية اخرى انه تعالى قال وما كنا مفليكم القرى الا واهلها ظلموا فیدرهم ان یتزکوا من

سویہا اسکا جو کما یا اعتماد اسوں کی اہ ایکسایت من سی کہ اللہ تعالیٰ فرمایا اور ہم نہیں کسانو الی بستوں کو مگر جو کہ وہاں کی لوگ گناہگار ہوں اب انکو لازم ہی کہ جو گناہ اختیار

ارتکبوا من الاوزار ولشغلوا بالتوبة والاستغفار لیرفع عنهم ما توجه عليهم من البلاء لما روى عن عبد الله

ہی وہ سب ترک کریں اور توبہ اور استغفار میں مشغول ہوں تاکہ اسکی سرسی وہ ہلا حوا نہ ہو وہی ہی رفع ہو جاوی اسلی کہ عبد اللہ

بن عمر انه عليه السلام قال من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورتقه من حيث لا

برع سی روایت ہی کہ ہی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنا خاصہ بنالی تو اللہ اسکی واسطی ہر تنگی سی جھٹکا رہ اور ہر غم سی کشا لیت پیدا کر دیکھا اور اسکو حق دیکھا

يحتسب بل يلزمهم ان يقووا الى الصلوة في الاوقات الاسرار التي هي اوقات استجابة الدعاء لما روى انه عليه السلام

جہاں سی گان نہ ہو بلکہ انکو بہ لازم ہی کہ ہر صبح اوپہ کر نماز پڑا کریں کہ وہ وقت دعا کی قبولت کا ہی اس لی کہ روایت ہی کہ ہی علیہ السلام کو

كان اذا حزبه امر فرغ الى الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال الدعاء ينفع

اگر کسی کار سی ہمیشہ آتا تو نماز شروع کر دیتی پھر دعا میں مشغول ہوتی اسلی کہ عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ ہی علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا بجا دیتی ہی

فما نزل وهما ينزل فعنكم عباد الله تعالى بالدعاء فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الدعاء يرفع

اوس ہلا سی جو نازل ہوگی اور جواب ہی نازل ہوں سو تم اللہ کی بندہ اپنی اوپر دعا لازم کر دو کیونکہ اس حدیث من بیان ہو چکا کہ دعا اوس بلا کو رفع کرتی ہی

البلاء النازل ويدفع البلاء الذي في صدق التزول فداوموا يا عبدا لله بالدعاء فلا تتركوه فان البلاء ينزل فيلقا حوائجكم <sup>اوراوس بلا كو دفع كرتي</sup> جونا نزل هوئي كوي <sup>سواي بندو اعد كي</sup> حيث دعا كرتي <sup>دعا كو هرگز نچو و</sup> كيوكه بلا جب نازل هوئي <sup>هوتو</sup> تو

الدعاء فيعتلج الي يوم القيمة كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء يلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الي يوم <sup>دعائتي</sup> بيهر قيامت <sup>تنگ</sup> و <sup>نور</sup> نوري جاتي <sup>بين</sup> چنانچہ حديث <sup>مين</sup> آيا <sup>هي</sup> كودعا <sup>اور بلا</sup> زمين <sup>اور آسمان</sup> كي <sup>وسط</sup> مين <sup>طما</sup> جاتي <sup>بين</sup> بيهر قيامت <sup>تنگ</sup> و <sup>نور</sup> نوري جاتي <sup>بين</sup> لڑي جاتي <sup>بين</sup>

القيمة وفي حديث آخر رواه سلمان الفارسي انهم قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان لا مرد له ولكن <sup>اور ايڪ</sup> در حديث <sup>مين</sup> سلمان <sup>فارسي</sup> كي <sup>روایت</sup> سي <sup>آيا</sup> هي <sup>ك</sup> قضا <sup>كو</sup> سوا <sup>دعا</sup> كي <sup>كوي</sup> نين <sup>رد</sup> كر سكتا <sup>بيشك</sup> قضا <sup>كا</sup> اگر چه <sup>كوي</sup> هيا <sup>اولا</sup> نين <sup>هي</sup> پيريد <sup>هي</sup>

من جملة القضاء رد البلاء بالدعاء فكل بلاء قل ان يندفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء كالترسل <sup>حكم</sup> قضا <sup>كا</sup> هي <sup>ك</sup> دعائي <sup>بلا</sup> رد <sup>هو</sup> جاتي <sup>هي</sup> <sup>بيهر</sup> جو <sup>بلا</sup> بالعرض <sup>دعائي</sup> دفع <sup>هو</sup> سكتي <sup>هي</sup> تو <sup>دعا</sup> <sup>اور</sup> بلا <sup>كي</sup> رد <sup>هو</sup> نيكا <sup>سبب</sup> هي <sup>جيسي</sup> نال <sup>ك</sup>

يكون سببا لرد السهم فكما ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وكذا الصدقة تدفع البلاء لما روي <sup>واسطی</sup> رك <sup>جاني</sup> تير <sup>كي</sup> سبب <sup>هوئي</sup> هي <sup>پير</sup> جيسي <sup>نال</sup> تير <sup>كو</sup> رو <sup>ك</sup> دي <sup>هي</sup> <sup>اسي</sup> طرح <sup>دعا</sup> بلا <sup>كو</sup> دفع <sup>كر</sup> دي <sup>هي</sup> <sup>اور</sup> ايسي <sup>هي</sup> خيرات <sup>كر</sup> نا <sup>بلا</sup> كو <sup>دفع</sup> كرتا <sup>هي</sup> <sup>اسو</sup> سطي <sup>ك</sup>

على انه عليه السلام قال باكروا بالصدقة فان البلاء لا يتخطاها وفي حديث آخر انه عليه السلام قال كل يوم نحسر <sup>علي</sup> صلي <sup>عليه</sup> و <sup>آيت</sup> هي <sup>ك</sup> نبي <sup>عليه</sup> سلام <sup>في</sup> فرما <sup>يا</sup> صبح <sup>هوئي</sup> هي <sup>صدقة</sup> و <sup>ليس</sup> بلا <sup>اور</sup> سي <sup>اگي</sup> قدم <sup>نمين</sup> بڑا <sup>تي</sup> <sup>اور</sup> ايڪ <sup>در</sup> حديث <sup>مين</sup> هي <sup>ك</sup> نبي <sup>عليه</sup> سلام <sup>في</sup> فرما <sup>يا</sup> هر <sup>دن</sup> <sup>مين</sup> نحوست <sup>هوئي</sup> هي

فادفعوا نحس ذلك اليوم بالصدقة فان الصدقة تمنع وقوع البلاء بعد انعقاد اسبابه وكذا التسبيح يمنع وقوع البلاء <sup>سو</sup> نحوست <sup>اور</sup> دن <sup>كي</sup> صدقة <sup>سي</sup> دور <sup>كو</sup> و <sup>بيشك</sup> صدقة <sup>آي</sup> بلا <sup>كو</sup> بعد <sup>تیار</sup> هوئي <sup>سبب</sup> كي <sup>روك</sup> دي <sup>هي</sup> <sup>اور</sup> ايسي <sup>هي</sup> تسبيح <sup>بلا</sup> كو <sup>بند</sup> كر دي <sup>هي</sup>

لما روي عن كعب انه قال سبحان الله يمنع العذاب ويدل عليه قوله تعالى في حق يونس النبي عليه السلام قلوه <sup>اسطی</sup> كعب <sup>هي</sup> روایت <sup>هي</sup> كعب <sup>با</sup> سبحان <sup>الله</sup> عذاب <sup>كو</sup> روك <sup>دي</sup> هي <sup>اور</sup> قول <sup>الله</sup> تعالی <sup>كا</sup> يونس <sup>نبي</sup> عليه <sup>السلام</sup> كي <sup>حق</sup> من <sup>بهر</sup> هي <sup>دلالة</sup> كرتا <sup>هي</sup> <sup>پير</sup> اگر نه

انه كان من المستبحين لكيت في بطنه وكان تسبيح صاحبه الله تعالى بقوله فتادى في الظلمات ان لا اله الا <sup>هو</sup> تاركو <sup>هنا</sup> با <sup>كر</sup> تاركو <sup>پاک</sup> ذات <sup>كو</sup> تو <sup>رہتا</sup> او <sup>سكي</sup> پيٹ <sup>مين</sup> جسد <sup>تنگ</sup> مردی <sup>جويون</sup> اور <sup>تسبيح</sup> بولس <sup>كي</sup> بهم <sup>هي</sup> جسكو <sup>الله</sup> تعالی <sup>بيان</sup> فرما <sup>تاي</sup> اس <sup>آيت</sup> مين <sup>پير</sup> پير <sup>اول</sup> اند <sup>پير</sup> دن <sup>مين</sup> كوي <sup>هي</sup>

انت سبحانك اني كنت من الظالمين ثم انه تعالى عقيب ذلك قال فاستجبنا له ونجينا من الغم وكذلك <sup>سو</sup> ايتري <sup>تو</sup> بي <sup>عيب</sup> هي <sup>مين</sup> تها <sup>گهنگارون</sup> مين <sup>سي</sup> <sup>پير</sup> الله <sup>تعالی</sup> في <sup>اوسكي</sup> بعد <sup>بهر</sup> فرما <sup>يا</sup> <sup>پير</sup> سن <sup>لي</sup> جيني <sup>اوسكي</sup> يڪر <sup>اور</sup> چا <sup>ديا</sup> او <sup>سكي</sup> كشتي <sup>سي</sup> <sup>اور</sup> دين <sup>هي</sup> هم

نبي المؤمنين وروي انه عليه السلام قال ما من مكروب يدعوا بهذا الدعاء الا استجيب له وفي رواية اخرى انه <sup>چا</sup> دي <sup>هي</sup> امين <sup>وامان</sup> والون <sup>كو</sup> اور <sup>رويت</sup> هي <sup>ك</sup> نبي <sup>عليه</sup> سلام <sup>في</sup> فرما <sup>يا</sup> جو <sup>مصيبت</sup> زده <sup>بهر</sup> یرہ <sup>دعا</sup> مانگي <sup>تو</sup> قبول <sup>هي</sup> هوئي <sup>هي</sup> <sup>اور</sup> ايڪ <sup>در</sup> روایت <sup>مين</sup> هي <sup>ك</sup> نبي <sup>عليه</sup> سلام <sup>في</sup>

قال لا اخبركم بشي اذ انزل باحدكم كرب او بلاء فدعاه فترج الله عنه قيل بلى يا رسول الله قال دعاء ذي النون <sup>فرما</sup> يڪر <sup>بلا</sup> كو <sup>بلا</sup> اگر <sup>کسي</sup> برتم <sup>مين</sup> کچھ <sup>سختي</sup> يا <sup>بلا</sup> نازل <sup>هوئي</sup> <sup>پير</sup> او <sup>سكي</sup> و <sup>سبب</sup> سي <sup>دعا</sup> مانگي <sup>تو</sup> او <sup>سكو</sup> الله <sup>دفع</sup> كرگا <sup>عرض</sup> كيا <sup>ان</sup> يا <sup>رسول</sup> الله <sup>آي</sup> في <sup>فرما</sup> يا <sup>وه</sup> دعائي <sup>النون</sup>

لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين وذكر عن بعض الصالحين ان من اعظم الاشياء الدافعة للبلاء التوبة <sup>كي</sup> هي <sup>نمين</sup> كوي <sup>حاکم</sup> سوا <sup>نير</sup> تو <sup>بي</sup> عيب <sup>هي</sup> <sup>مين</sup> تها <sup>گهنگارون</sup> مين <sup>سي</sup> <sup>اور</sup> بعضی <sup>صلحا</sup> ذکر <sup>كر</sup> تي <sup>مين</sup> ك <sup>نام</sup> اشياء <sup>مين</sup> سي <sup>طا</sup> كي <sup>بڑي</sup> دفع <sup>كر</sup> نيوا <sup>درد</sup> كي <sup>کثرت</sup> هي

الصلوة على النبي عليه السلام فان كثرة الصلوة على النبي عليه السلام من الوسائل للامن من الخوف والفوز باعلى الدرجات يدل على ذلك حديث ابي <sup>الصلوة</sup> على <sup>النبي</sup> عليه <sup>السلام</sup> فان <sup>كثرة</sup> الصلوة <sup>على</sup> النبي <sup>عليه</sup> السلام <sup>من</sup> الوسائل <sup>للامن</sup> من <sup>الخوف</sup> والفوز <sup>باعلى</sup> الدرجات <sup>يدل</sup> على <sup>ذلك</sup> حديث <sup>ابي</sup>

بن كعب ان من شرط التزم ان يجعل صلواته كلها للنبي عليه السلام وقل الله عليه السلام انك في همك ويعف ذنوبك والحق ان البلاء <sup>بن</sup> كعب <sup>كي</sup> دلالت <sup>كر</sup> تي <sup>هي</sup> ك <sup>ايڪ</sup> شخصي <sup>عنه</sup> كيا <sup>تھا</sup> ك <sup>اسي</sup> تمام <sup>و</sup> ظني <sup>هر</sup> نبي <sup>عليه</sup> سلام <sup>رد</sup> و <sup>مذ</sup> كرگا <sup>سو</sup> بي <sup>عليه</sup> سلام <sup>في</sup> او <sup>سكو</sup> فرما <sup>يا</sup> بتيري <sup>نذر</sup> ك <sup>كالي</sup> هي <sup>اور</sup> تيري <sup>گناہ</sup> نچا <sup>جو</sup> و <sup>اس</sup> من <sup>نذر</sup>

اذا توجه فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما يرجي ان لا يترك اعمال البر والتقوى في عتاه <sup>اذا</sup> توجه <sup>فالمشروع</sup> الاشتغال <sup>بالتوبة</sup> والاستغفار <sup>وبما</sup> يرجي <sup>ان</sup> لا <sup>يترك</sup> اعمال <sup>البر</sup> والتقوى <sup>في</sup> عتاه <sup>اذا</sup> <sup>ك</sup> جب <sup>كوي</sup> عا <sup>سامي</sup> آوي <sup>نذر</sup> و <sup>مشرع</sup> بهم <sup>هي</sup> ك <sup>توبہ</sup> اور <sup>استغفار</sup> مستغفر <sup>هو</sup> اور <sup>اول</sup> اعمال <sup>توبہ</sup> مين <sup>سي</sup> نذر <sup>هي</sup> ك <sup>بلا</sup> دفع <sup>بهر</sup> جاتي <sup>هي</sup> <sup>اور</sup> پير <sup>بهر</sup> كوي <sup>واسطی</sup> اشار <sup>الصلوة</sup>





سعادة الآخرة لا تكون الا في القرب من الله تعالى والنظر الى وجهه الكريم وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها آخرت کی سعادت بدون قرب الہی اور مشاہدہ وجہ کریم کی کہی نہیں ہوتی اور بہت قرب اور مشاہدہ بدون معرفت کی حاصل نہیں ہوتا  
بالایمان والتصدق وهم لما كذبوا باحق ولم يصدقوا به كانوا بعيدا عنه وهم عن ربهم كئيبون وكل يحجب جسکا نام ایمان اور تصدیق ہی اور لوگوں نے جو حق کی تکذیب کی اور اسکو کچھ نہ مانا تو اوستی دور ہو گئی وہ اپنی رب سے اوسدن رو کی جاوے گی اور جو شخص اپنی  
عن ربه يكون هالكا محترقا بنار الفراق ونار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث قسم المعذبين وهم الذين تخلوا بصل ربی محبوب ہوا وہ ہلک ہوا فراق اور دوزخ کی آگ میں قدیم کو جلتا رہے گا اور تیسری قسم عذاب کی لوگ ہیں جو لوگوں میں جنہیں اصل الہی تو موجود ہی  
الایمان لكنهم قصروا في العمل بمقتضاه فان راس الايمان هو التوحيد والتوحيد نفي الشرك باعتقاد العبد ان الله براہمنون فی مطابق ایمان کی اعمال میں قصور کیا کیونکہ اصل ایمان تو توحید ہی اور توحید دور کرنا شرک کا ہی جب آدمی بہ اعتقاد کری کہ اللہ تعالیٰ

واحد في ذاته وصفاته وافعاله فما يظهر شئ في العالم الا بعلمه وامراده ولا يستحق العبادة الا هو ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں اور کوئی شئ عالم کی اللہ بدون اسکی علم اور ارادہ اور پیدایش کی پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی سزا و عبادت کا ہی  
فعلى هذا كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول اني اعتقد ان الله تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله سوا اسکی اس اعتقاد کی موافق جو شخص یہہ اقرار کرتا ہی کہ نہیں کوئی محبوب سوا اللہ کی تو ایسا ہی کہیوں کہتا ہی جو کو یقین ہی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال  
ولا يظهر في العالم شئ الا بعلمه وامراده ولا يستحق العبادة الا هو فاني التزمت عبادته ولا اعبدا الاياه اور عالم میں کوئی شئ بدون اسکی علم اور ارادہ اور پیدایش کی پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی سزا و عبادت کا ہی سوا اللہ کی اور اسکی عبادت اپنی ذمہ لیکھا ہوں اور سوا اسکی  
وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هدي فقد اتخذ الله هديه فهو موحى بلسانه فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقا کی عبادت نکرونگا اور بعد اس اقرار کی جو شخص اپنی ہوا ہوس کا تابع ہوا تو اوستی اپنی ہوا ہوس کو معبود بنالیا پس شخص صرف اپنی موصد ہی اور توحید پر چکے قائم ہی نہیں ہوتی  
عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هواه ولو في فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك قادم اور جو شخص توحید پر قائم نہ رہا اگرچہ ادنی بات میں بلکہ اپنی ہوس کا تابع ہوا اگرچہ چھوٹی سی کار میں تو وہ سید ہی راہ سی الگ ہی اور اس ہی کمال توحید میں  
في كمال التوحيد ولعدم خلق البشر عن ذلك قال الله تعالى وان منكم الا وادها فيكون الورد على النار لكل احد نقصان آتا ہی اور چونکہ اس سے کوئی بشر خالی نہیں ہی ترسمہ فی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اور پس ہر کوئی کا گذر یقینا آگ پر ہوگا

متيقنا وانما الشك فيمن ينجو منها وفي اي وقت يخرج منها وقد جاء في بعض الاخبار ما يدل على ان اخر من يخرج بعد شك انهم من جوارس من نجات پاوے گی اور کس وقت اوس میں ہی باہر آوے گی اور بیشک بعض احادیث کی مضمون سے معلوم ہوتا ہی کہ سب سے بعد سات ہزار برس کی  
سبعة الاف سنة وبعضهم يجوز عنها كبرق خاطف ولا يوجد له فيها البث نزول الله تعالى ان يجعلنا منهم بلطف تکلیم اور بعض اوس میں چکنی پچی کا طرح چہرے جاوے گی اور انکی لئی اوس میں ذرا رنگ نہوگی جیسو کہ اللہ تعالیٰ اپنی لطف اور فضل  
وفضله وكرمه المجلس الثاني في بيان دعاء البلاء حين نزول البلاء اور کرم ہی جیسو کہ وہی گروہ میں داخل کری بیالیسویں مجلس اس بیان میں کہ دعا اور توبہ کی بلا کہ اور توبہ کی ہوتی بلا کہ دفع کر دیتی ہی

وبعد النزول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الدعاء بينكم وبيننا انزل وصالم ينزل فعليكم عباد الله بالدعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم کوئی دعا کہو اور انکو جو انزل ہو اور جو نہیں انتری سوا اپنی اور پڑھو اللہ اسکی دعا کو لازم کرلو  
في الحديث من جسد ان المصائب رواه عبد الله بن عمرو ومعناه ان الدعاء يدفع البلاء النازل ويدفع البلاء الذي به حشره مصائب کی جس حدیث میں ہی عبد اللہ بن عمرو کی روایت سے اسکی معنی یہہ ہیں کہ دعا آئی ہوئی بلا کو دفع کر دیتی ہی اور اس بلا کو بہی  
كان في حشره النزول فدعوهم اليه الله بالدعاء فانه اذا دعا فانه ينزل فليست دعا الدعاء فليست الدعاء في حشره البلاء في حشره البلاء تیار ہو دفع کر دیتی ہی سو تم ای بندو کی جیسو دعا کہو بلا کو روکو اور انکو چھوڑو است کہ بیشک بلا آئی ہی اور دعا آئی ہی ہی تم قیامت روز لڑوے ہی ہیں



كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء يلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم القيمة وقد روى عن سلمان الفارسي  
 جنانة حديثه عن ابي ايوب كروا اور بلا آسمان اور زمين كين جين متي هين پہر قہمت تنگ رھی جاتی ہیں اور سلمان فارسی ہی روایت ہی  
 انه عليه السلام قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان ملامر له لكن من جملة القضاء رد البلاء  
 كقوله عليه السلام في رواية قضاك دعائي سواء كوني نبيين ردكنا كيكك قضاكا اگر چه كوی ہٹانی والا نہیں پہر یہ ہی حکم قضا کا ہی کہ دعائی بلا رد ہو جاوی  
 بالدعاء فكل بلاء قد رد ان يدفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء كالتبرس الذي يكون سببا لرد السهم فكما  
 بہر جو بلا بالفرض دعائی دفع ہو جاوی تو دعا واسطی دفع ہونی اوس بلا کی سبب ہو ویکی مانند قذال کی سوجھی قذال  
 ان التبرس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وقد روى عن ابن مسعود انه عليه السلام قال سلوا الله من فضله  
 وتبركا بكتاني كاسبہ ہی تبرک و رک دیتی ہی ایسی ہی دعا بلا کو دفع کر دیتی ہی ابن مسعود ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اسی اسکا فضل مانگا کرو  
 فان الله يحب ان يسال يعني ان الله تعالى كريم قادر على قضاء الحوائج يجب ان يطلب منه قضاء الحوائج فاطلبوا  
 کیونکہ اللہ تعالیٰ سوال کرے محبوب رکھتا ہی مراد یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کریم ہی اور حاجات رد کرنے پر قادر ہی یہ محبوب رکھتا ہی کہ مجھ حاجات طلب کرنے سوای ایمان والہ  
 منه قضاء حوائجكم ايها المؤمنون وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال من لم يسال الله يغضب عليه  
 اوس ہی اپنی اپنی حاجتیں طلب کرو اور ایک اور حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جو شخص اسی سوال نہیں کرتا تو اللہ اس پر غصہ کرتا ہی  
 لان من يطلب منه حاجة يكون في صورة الاستغناء عنه تعالى ولا يجوز للعبد ان لا يعرض حاجة على الله تعالى بل  
 اسکی کہ جو اللہ تعالیٰ سی حاجت طلب نہیں کرتا تو وہ ظاہر میں اللہ تعالیٰ سی بی نیاز ہوتا ہی اور بندہ کو یہ جابز نہیں ہی کہ اللہ تعالیٰ سی کوئی حاجت پیش نہ کری بلکہ ہر حاجت ہی اپنی نام  
 ليكون هذا اعترافا بعبوديته وفقرة وعجزه واحتياجه الى الله تعالى في قضاء حوائجه فان احب العباد الى الله تعالى  
 تاکہ یہ ہی اپنی عبودیت کا اور فقر کا اور عجز کا اور اللہ تعالیٰ کی طرف حاجت مندی کا تمام حاجات کی رد کرنے میں اقرار ہو جاوی کیونکہ محبوب تر بندہ اللہ تعالیٰ کا  
 من يساله وابغض العباد اليه من يستغني عنه واحب العباد الى الناس من يستغني عنهم ولا يسالهم شيئا وابغض  
 وہ ہی جو اوس سی مانگتا ہی اور بہتر بندہ اللہ کا وہ ہی جو اوس سی بی پروائی کری اور محبوب یعنی پسندیدہ آدمی اسپین وہ ہوتا ہی جو اوس سی بی پروا ہی اور اوس سی کچھ نہ مانگی اور ناکارہ  
 العباد اليهم من يسالهم وقد روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال ليس شيء اكرم على الله تعالى من الدعاء يعني ان اكرم  
 آدمی اسپین وہ ہی جو اوس سی سوال کیا کری اور ابو ہریرہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کوئی شی اللہ تعالیٰ پر دعائی زیادہ تر کرم نہیں مراد یہ ہی  
 العباد على الله تعالى الدعاء بل جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة ثم قرأ قوله تعالى ادعوني  
 کہ عبادت میں بڑی مغزز اللہ تعالیٰ پر دعائی بلکہ ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا دعائی عبادت ہی بہتر نسبت بڑی محکوم پکارو  
 استجب لكم فانه عليه السلام لما حكم في هذا الحديث ان الدعاء هو العبادة استدلل عليه بالآية لان في الآية  
 کہ سنچون تمہاری پکار سونی علیہ السلام فی جب اس حدیث میں یہ ارشاد کیا کہ دعائی عبادت ہی تو اس سبب اس آیت سی استدلال کیا اسنی کہ آیت میں دعا کر نیکا  
 امر بالدعاء واشتغال الامر عبادة يحصل للداعي في مقابلتها ثواب وان لم يحصل مراده لكن ظاهر عبارة عليه السلام  
 امر ہو ہی اور فردان بروری امر کی عبادت ہوتی ہی اسکی مقابل میں دعا کرنے والی کو ثواب ملتا ہی اگر چه اسکا مطلب نہ ملی لیکن حدیث کی ظاہر عبارت سی یہ  
 يدل على ان لا عبادة الدعاء وليس كذلك بل معنى الحديث ان الدعاء معظم العبادة لان في الدعاء اظهار العجز والاعتراف  
 معلوم ہوتا ہی کہ سوای دعا کی وہ کچھ عبادت ہی نہیں اور واقعہ میں یوں نہیں ہی بلکہ حدیث کی معنی یہ ہیں کہ دعا عمدہ عبادت ہی اسلی کہ دعا میں عجز کا اظہار اور فقر کا اقرار ہوتا ہی  
 بالفقر والاعتراف على الله تعالى والرجاء منه والاعراض عما سواه وهذه الاشياء عن العبادة ويقرب من هذا المعنى  
 اور اللہ تعالیٰ کی عزت ووجہ اور اسی سی امید واری اور اسوای ہینزاری ہونی ہی اور یہ سب باتیں عبادت کی ہیں اور اسی مضمون سی ملتا ہو ہی  
 ما روى عن انس انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة فان في الشيء خالصه وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام  
 جو انس روایت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا دعا عبادت کا مغزی کیونکہ مغز ہر شی میں سی خاص ہوتا ہی اور ابو ہریرہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا

بہر جو بلا بالفرض دعائی دفع ہو جاوی

قال من سره ان يستجيب الله دعاءه عند الشدائد فليكثر الدعاء عند الرخاء فعلى هذا ينبغي للعبد ان يواظب على  
 فرما یا جسکو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکی دعا سختی مصیبت میں قبول کرے تو چاہیے کہ عیش و آسائی میں خوش ہو گیا کری اس بیان کی موافق بندہ کلائی ہی کہ ہمیشہ بلا تضر  
 الدعاء ویکثرة في حالة النعمة والرخاء لينال النجاة في حال الضيق والبلاء فان من يداوم على الدعاء في الرخاء يصبر  
 اور نعمت اور عیش کی حالت میں زیادہ تر دعا کیا کری تاکہ تنگی اور بلا کی وقت شخصی حاصل ہو بیشک جو شخص عیش میں دعا کی مداومت کر گیا تو وہ  
 من حزب الله تعالى ومن عادة العظماء ان ينصروا خزيهم عند الشدائد ثم انه اذا دعى ينبغي له ان يكون موقفا  
 اللہ والوں میں داخل ہو جاوے اور عظماء کی عادت ہے کہ سختی میں اپنی وابستہ کی مدد کرتے ہیں پھر جب یہ دعا مانگی تو اسکو لایق ہی کہ قبولیت کا یقین کری اسلئے  
 بالاجابة لانه تعالى وعد بالاجابة قال ادعوني استجب لكم وروى عن ابي هريرة رضي الله عنه انه قال ان الله اذا دعاه وانه  
 کہ اللہ تعالیٰ قبول کرے گا وعدہ کر چکا ہے فرمایا جسکو یہ دعا کہ پیچون تمہاری پکار اور ابو ہریرہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ سی قبولیت کا یقین کر کے  
 موقنون بالاجابة فان الداعي اذا لم يكن موقفا بالاجابة لا يكون مستحقا في الرجاء فلا يكون رجاءه صادقا ولا دعاؤه  
 دعا مانگو اسلئے کہ وہ مانگنے والا اگر قبولیت کا یقین نہیں کرتا تو مستحق امید برائی کا نہیں ہوتا پھر اسکی امید صادق نہیں ہوتی اور نہ اسکی دعا  
 خالص لان الرجاء هو الباعث على الطلب فاذا لم يتحقق الرجاء لا يتحقق الطلب فالنقص كيف يمكن للداعي ان يكون موقفا  
 خالص ہوتی ہی اسلئے کہ امید واری ہی طلب کی باعث ہوتی ہی پھر جب امید واری ہی نہیں تو طلب ہی نہیں ہوگی اگر کوئی اعتراض کری کیونکر ہو سکتا ہے کہ دعا مانگنے والا اپنی  
 بالاجابة دعائه مع وقوع التخلف في الاجابة حيث يرى ان بعض الدعاء يستجاب وبعضه لا يستجاب فالجواب الداعي  
 دعا کی قبولیت کا یقین کرے یا جو دیکھ قبولیت میں خلاف واقع ہوتا ہی اسلئے کہ یہ دیکھتا ہے کہ کوئی دعا قبول ہو جاتی ہی اور کوئی دعا قبول نہیں ہوتی تو اسکا یہ جواب کہ مانگنے  
 لا يكون محرورا عن الاجابة البتة فان الاجابة المطلقة حاصلة له حيث ورد الوعد الصادق لكن امرها الى الله  
 مانگنے والا اگر قبولیت سی محروم نہیں رہتا مطلق اجابت اسکی ہی بیشک حاصل ہوتی ہی اسلئے کہ سچا وعدہ ہو چکا ہی لیکن اسکا حال قبضہ الہی میں ہی  
 ان يجعلها ما يشاء في اي وقت شاء فان حاسال الداعي ان كان حصوله مقدرا في الحال يحصل في الحال وان كان  
 اسکو جو چاہی اور جسوقت چاہی کرے کیونکہ سول دعا مانگنے والی کا اگر تقدیر میں ابھی ہو نیوالا ہی تو ثبوت ہو جاتا ہی اور اگر اس سوال کا ہونا  
 حصوله مقدرا في وقت اخر يحصل في ذلك وان لم يكن مقدرا يدفع عنه من البلاء مثل ما سأل عن عضاء اسال او  
 اور وقت پر منحصر ہی تو اسوقت ہو دیکھا اور اگر مقدر یعنی ہو نیوالا ہی نہیں تو اسپر سی کوئی بلا اسکی بدلہ میں سوال کی برابر دفع ہو جاتی ہی یا اسکو آخرت میں اس سوال کا بدلہ  
 يحصل له في الآخرة من الثواب عوضا لاسال لان الدعاء عبادة والعبادة لا يكون فاعلها محرورا من الثواب وقد  
 ثواب ملی گا اسلئے کہ دعا تو عبادت ہی اور عبادت کرنے والا یعنی عابد ثواب سی محروم نہیں ہوتا  
 روى عن يزيد الرقاشي انه قال اذا كان يوم القيمة عرض الله تعالى للعبد دعوات دعى بها في الدنيا ولم يستجب له فيقول  
 اور يزيد رقاشی سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ بندہ کو اسکی دعائیں دنیا میں مانگی ہوئی جو قبول نہیں ہوئی تھیں دیکھا دیکھا ہو گیا  
 عبك دعوتني يوم كذا وكذا فامسكت عليك دعاءك فخذ مكان دعائك وما ادخرت لك من الثواب فلا يزال العبد  
 ای بندہ تو نے مجھے فلاں فلاں دن یہ دعا مانگی تھی سو میں نے تیری لئی وہ دعائیں جمع کر رکھی ہیں اب تو اپنی دعا کا عوض یہ لے لی جو میں نے تیری لئی ثواب جمع کر رکھا ہے پھر  
 يعطى من الثواب حتى يمتي ليته تعالى لم يقض له حاجة فظف فاذا كان كذلك يلزم للداعي ان يكون موقفا في اجابة ما  
 اسکو ثواب ملی جائیگا آخر کو یہ آرزو کر لیا گا کہ اللہ تعالیٰ میری کوئی حاجت کہی نہ روا کرتا جب دعا کا یہ حال ہی تو دعا مانگنے والی کو لازم ہی کہ بعینہ دعا کی قبولیت کا یقین کری  
 ادعى به او بعوضه اما في الدنيا او في الآخرة فلما روى انه عليه السلام قال ما من مسلم يدعوا دعوة ليس فيها اثم ولا  
 یا اسکی بدلہ کا یا آخرت میں کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی مسلم جو ایسی دعائیں مانگی جس میں نہ کچھ گناہ ہو اور نہ  
 قطيعه رحم الا اعطاه الله بها احداي ثلث اما ان يعجل له دعوته اما ان يؤخرها في الآخرة واما ان يصرف عنه من  
 قطع رحم مگر عطا فرما دیکھا اسکو اللہ تعالیٰ ایک بات میں سے یا تو اسکی دعا بعینہ فوراً ہوگی یا اسکو پیر پر رکھیں آخرت میں اور یا اس سے کوئی مصیبت اسکی پر دفع کر دیگی





بها عبادة فقوموا إلى الصلوة فعلى هذا إذا ظهر علامة من العلامات المخوفة كالسوف والخسوف والزلازل والاصقاع  
 ابني بندون کو ڈراتا ہی تو تم نماز میں مصروف ہو جاؤ اس معنی کی موافق جب کوئی علامت خوفناک پیدا ہو وی جیسی سورج کھین اور چاند کھین اور پہونچال اور بجلی کا کرنا  
 ولا مطار الدائمة والرياح الشديدة والظلمة الماثلة بالنهار والضوء الهائل بالليل وعموم الامراض والخوف الغالب  
 اور متص باثر اور سخت اندھیاں اور دھن اندھیرا ہولناک اور رات کو روشنی ہولناک اور وبا ہی بیماریاں اور دشمن کا قوی  
 من العدو ونحو ذلك من الاهوال والا فزاعر ينبغي للناس ان يقوموا إلى الصلوة ويصلون ان شاء واركتين  
 خوف اور تشدد اسکی اور ہول اور خوف تو لوگوں کو یہ چاہی کہ نماز میں مشغول ہو جاویں اور چاہیں تو دو رکعت پڑھیں  
 وان شاء والاربعا لان كل ذلك من الايات المخوفة التي يخوف الله تعالى به عباده كما قال تعالى وقارسل  
 اور چاہیں چار رکعت پڑھیں کیونکہ یہ تمام نشان خوفناک ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور نشانیاں جو ہم  
 بالآيات لا تخوفنا وقد روى انه عليه السلام قال اذا رايت شيئا من هذه الافزع فافزعوا إلى الصلوة فانه  
 پہنچتی ہیں سو ڈرائی کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جب تم ان میں سے کوئی شے خوفناک کی دیکھو تو نماز پڑھنی لگو اسلئے کہ  
 عليه السلام كان اذا حزبه امر فزع إلى الصلوة وعند ظهور علامة من علامات العقوبات كان يامر  
 نبی علیہ السلام کو جب کسی باب میں خزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کر دیتی اور بروقت پیدا ہونی کسی نشان کی عذاب کی نشانیاں میں سے نماز پڑھنی  
 بالصلوة والدعاء والاستغفار ويشتغل بها حتى ينكشف ذلك عن الناس لانه تعالى قد يرسل علامة من علامات  
 اور دعا مانگنی اور توبہ کرینکا امر فرماتی اور آپ ہی ان میں مشغول ہوتی ہیں تاکہ لوگوں کی سرپرستی وہ نشان مثل جاسا اسو سطحی کہ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ علامت عذاب میں ہی  
 العذاب ويخوف بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه وعلم من هذا كله ان علامة من علامات العذاب اذا  
 کوئی نشان پیدا کرتا ہی اور اپنی بندوں کو اس سے ڈراتا ہی تاکہ اس کی طرف رجوع کر کے انکسار کریں اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ علامات عذاب میں سے جب کوئی علامت پیدا ہوئی  
 ظهرت فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما يرجي ان يرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى  
 تو توبہ اور استغفار میں اور ان اعمال میں مشغول ہونا مشروع ہی جہیں توقع عذاب ہولناک کی دفع ہو سکی ہو یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری  
 فان كل ذلك من اعظم ما يستدفع به البلاء واما الاشتغال بالمعاصي والملاهي فلا يمنع زوال البلاء بل  
 بیشک یہ تمام واسطی دفع کرنی ہلاکی بڑا ہی علاج ہی اور اشتغال بمعاصی اور ہولناک سوا سے بلا نہیں ملتی بلکہ ہلاکی  
 يقوى وقوة كما يدل عليه قوله تعالى وقاصابكم من مصيباتكم فيما كسبت ائلكم وقد روى ان بعض  
 آمدنی اور زور پکڑتی ہی چنانچہ اس آیت سے ثابت ہی اور جو بڑی تپیر کوئی مصیبت سو بدہ اور کا جو کایا تمہاری ہوتی ہو فی عود روایت ہی کہ ایک  
 الصالحين قد شكى اليه عن بلاء وقع فيه الناس فقال ما اري ما انتم فيه من البلاء الا بشوم المعاصي فالعامة  
 صالح مرد کی پاس عام ہلاکی شکایت گذری جہیں تمام خلقت مبتلا ہی سوا اس صالح مرد فی فرمایا میں اس ہلاکی کو بخیر نحوست تمہاری گنہگار کی نہیں جانتا پس گنہگار کی  
 مشوم على نفسه وعلى غيره اذ لا يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيم الناس خصوصا من لم ينكر عمله لان النهي  
 مخوس ہوتا ہی اپنی جان پر اور غریبوں پر اسلئے کہ یہ بچاؤ کہاں ہی کہ اسیر عذاب نازل ہو کر سب خلقت پر پہل جاوی خاص اول لوگوں پر جو اس کی عمل کو ناپسند نہیں کرتی  
 عن المنكر واجب فاذا تركه الناس يكون جميعهم مستحقين للعذاب كما روى عن جرير بن عبد الله رضي الله عنه عليه السلام  
 اسو سطحی کہ بد بات کی مانعت واجب ہی جب اس وجہ کو لوگوں نے ترک کیا تو سب ہی سزاوار عذاب کی ہو گئی چنانچہ جریر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی  
 قال ما من رجل يكون في قوم يعمل فيهم بالمعاصي وهم يقدرون على ان يغيروا عليه ولا يغيرون الا اصابهم  
 فرمایا نہیں کوئی شخص کہ ایک قوم میں رہ کر معاصی کیا کری اور حال یہ ہی کہ ان کو یہ قدرت ہی کہ منع کر دیں پر منع نہیں کرتی مگر ان سب پر  
 منه بعقاب قبل ان يموتوا وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان الله تعالى لا يعذب العامة بين نوب الخاصة  
 جیتی ہی عذاب آویگا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ بعض بعض کی گناہوں سے تمام خلقت کو عذاب نہیں کرتا



حتى یؤد المنكرین اظهروهم وهم قادرون علی ان ینكروا قلة ینكرونها فاذا فعلوا ذلك عذاب الله العامة  
جست که خلقت امر بگو ای سامی نیکمین اوروه یہہ قدرت کہتے ہیں کہ متکرمین ہر شخص نکرین جب وہ لیسہ کرتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ عوام  
والخاصة فان المنكر اذا اظهر بین الناس یجب علی کل من یرا ان یخبر به فان لم یفعلوا فکلام عاصی بعضهم  
وخواصک عذاب کرتا ہی اسلئے کہ کار بد جب سب کی سامی ہوتی لگی تو جو کچھ سب پر واجب ہے کہ منع کری اگر منع نہ کریگی تو پھر سب کی سب گنہگار ہیں  
بفعله وبعضهم یرضاه وقد جعل الله تعالیٰ بحکمه وحکمتہ الراضی بمنزلة العاصی ولهذا قال الله تعالیٰ ولتقوا  
بعضی تو عمل کر کر اور بعضی پسند کر اور اللہ تعالیٰ فی اپنی حکم اور حکمت سی پسند کرے لیکو برابر گنہگار کی ہوتا ہی ایسی ہی اللہ تعالیٰ فی فرمایا ہی اور بچتی وہ  
فِتْنَةً لَا تُصِيبُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا تُلْهِمُهُمْ مِّنْهَا خَاصَّةً قَالَ ابْن عباس فی تفسیر هذه الایة قدام الله المؤمنین ان یفعلوا  
اور فساد سی کہ نہ پڑے گی تم میں سی ظالموں پر چنکر  
متکرمین اظهروهم فیعذبهم العذاب فانظر ایها العاقل ان عاقر الناقة کان واحدا من قوم صالح النبی علیہ السلام  
ایہی سامی نہ ہوتی دین پھر سب پر عذاب آویگا سوائ عقلند کہہ تو حضرت صالح پھر علیہ السلام کی لایسی کا کاشیہ لایتم قوم کی ایک ہی تھا  
کما أخبر الله به حيث قال فنادوا صاحبهم فمعاط فمعاط فمعاط ثمانية فکانوا تسعة کابینہ الله حيث قال  
یہا بچہ اللہ تعالیٰ اسکی خبر اس آیت میں دیتا ہی پھر پکاری اپنی رفیق کو پھر اتہ چلا یا اور کا تا پھر اوکی ساتھیہ آدمی ہوگی اورہ کل نو ہوگی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا  
وكان في المدينة تسعة رهط يفسدون في الارض ولا يصلحون فانزل الله تعالیٰ العذاب علی قوم صالح النبی علیہ السلام  
اور تہی اوس شہر میں نو شخص خرابی کرتی ملک میں پھر اللہ تعالیٰ حضرت صالح بنی علیہ السلام کی قوم پر عذاب و نازل  
واهلكهم وشمل الا صغار والبهائم من العذاب شمل الا کابر حین لمینوا عاقر الناقة عن عقرها وکذا لیس اثر لاهم  
سیکچہ کیا اور بچوں اور جانوروں پر وہ ہی عذاب آیا جو بڑوں پر آتا تھا جب انہوں کی اوشنی کی قاتل کو قتل سی منع نکلیا اور ایسی ہی تلم استین مغذب  
المهلك شمل العذاب صغارهم وکبیرهم ونسائهم وحيوانهم وهذا کان الله تعالیٰ یاہر الانبیاء علیہم السلام ان ینخرجوا  
کہ اوکی بچوں اور بڑوں اور عورتوں اور جانوروں پر عذاب آگیا اور ایسی ہی اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو امر فرماتا تھا کہ مسلمانوں کو ساتھ لیکر  
مع المؤمنین من بین قومهم قبل نزول العذاب مع كون القدرة سالحة لانجاءهم وان فعلوا فی ما کنتم لکن لا تبطل  
ایہی قوم میں سی عذاب کی آئی سی پہلی یا پہلی جاوین باوجودیکہ اوکی بچا لینی کی قدرت ہی اگرچہ وہ اپنی کا نول میں بیٹھی ہیں پر عداوت ہی میں تبدیل نہیں ہوتی  
لئسنة الله تعالیٰ وقد کان من قاعدة العذاب انه اذا نزل بقومهم المستحق وعذبهم ثم یبعثون علی نجاتهم کجاء  
اور قاعدہ عذاب کا یوں ہی جاری تھا کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا تو مستحق وغیرہ سب پر عام ہوتا تھا پھر اپنی اپنی نیت پر پوچھیں گی چنانچہ  
فی الصحيحین عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام قال اذا نزل الله بقوم عذابا اصاب من کان فیهم ثم یبعثون  
صحیح بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سی آیا ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا  
علی بنائهم وروی عن مالک بن حینار رحمہ انہ قرأ هذه الایة وكان في المدينة تسعة رهط يفسدون في الارض  
سب پڑتا ہی پھر اپنی اپنی نیتوں پر اوٹھائی جاتی ہیں اور مالک بن حینار سی روایت ہی کہ انہوں کی بیہیت پڑی اور تہی اوس شہر میں نو شخص خرابی کرتی ملک میں  
ولا يصلحون قال فكم اليوم في كل محلة وكل جماعة من يفسد في الارض ولا يصح مع انه تعالیٰ فليخذر الذين يخالفون  
اور اصلاح نہ کرتی فرمایا آج ہر محلہ اور ہر جماعت میں کتنی ہیں جو ملک میں خرابی کرتی ہیں اور اصلاح نہیں کرتی باوجودیکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ہو رہی  
عن آفران ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقد روى عن ام سلمة رضى الله عنها قالت سمعت رسول الله  
ہیں جو لوگ خلاف کرتی ہیں اوسکی حکم کا کہ پڑی و پھر کچھ خرابی یا سبھی اوکو کہہ کہہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
الله عليه وسلم يقول اذا ظهرت المعاصي في اصق عمهم الله بعذاب من عنده فقلت يا رسول الله اما فيهم  
وسلم سی سنا کہ فرماتی تہی جب میری امت میں معاصی ظاہر ہوتی لگی تو اللہ تعالیٰ کی پاس سی سب پر عذاب آویگے میں فی عرض کیا یا رسول اللہ کیا اوس امت میں







جس سے ایک روزہ راہی

عَلَى السَّيِّئَةِ الْعَوَامِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّ شُومَ فَعْلِهِمْ وَسُوءَ عَاقِبَتِهِمْ فَسَادَةٌ لِيُشْمَلَ الْجَمِيعُ وَمِنْهَا أَنْ قِيَامَ أَهْلِ السَّيِّئَةِ

کی زبان پر گذرتی ہیں جو یہ نہیں جانتی کہ      خواست او کی عمل کی اور انجام بد او کی فساد کا سب پر آتا ہی      اور ایک یہ ہے کہ اہل سفینہ کا کبڑی ہو کر

وَمَنْعَ مَنْ يَرِيدُ خَرْقَهَا كَمَا يَكُونُ سَبَبًا لِلنَّجَاةِ جَمِيعِ أَهْلِ السَّفِينَةِ مِنَ الْغَرَقِ كَذَلِكَ قِيَامُ أَهْلِ الدِّينِ وَمَنْعُ الْمُنْكَرِ

وَمَنْعَ مَنْ يَرِيدُ خَرْقَهَا كَمَا يَكُونُ سَبَبًا لِلنَّجَاةِ جَمِيعِ أَهْلِ السَّفِينَةِ مِنَ الْغَرَقِ كَذَلِكَ قِيَامُ أَهْلِ الدِّينِ وَمَنْعَ الْمُشْكِرِ  
کشتی توڑنیوالی کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنے سے بچاتا ہی ایسی ہی دینداروں کا مستند ہو کر کبر اہلونا اور مشکری روکتا

کشتی توڑنیوالی کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنے سی بجائتا ہی ایسی ہی  
 دینداروں کا مستند ہو کر کٹر اہونا اور شکر سی روتنا  
 یكون سببا لنجاۃ جميع المسلمين من الاثم والعقوبة ومنها ان خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احق

يكون سببا لنجاة جميع المسلمين من الاثم والعقوبة ومنها ان خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احمق  
گناہ اور عقوبت سے تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب بنے گی اور ایک یہ ہے کہ کشتی کا توڑنا جیسی وہ ہے شخص اختیار کرتا ہی جو اتنا احمق ہو

گناہ اور عقوبت سی تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب ہے اور ایک بیہوشی کہ کشتی کا توڑنا جیسی وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اتنا احمق ہو

ليستحسن ما هو قبير في الحقيقة ولا يعلم هلاكه كذلك لا يقدم على المعصية الا من يستحسنها ولا يعلم ما فيها

لیستحسن ماہو قییم فی الحقیقہ ولا یعلم ہلاکہ کذلک لا یقدم علی المعصیۃ الا من لیستحسنہا ولا یعلم ما فیہا  
کہ اصحا بد امور کونیک سمجھی اور ڈوبتی سی واقعہ نہو ایسی ہی معصیت کو وہ ہی شخص اختیار کرنا ہی جواز کونیک سمجھی اور یہ بخانی کہ اس میں

کہ اصحاب امور کو نیک سمجھی اور ڈوبتی سی واقف نہو ایسی ہی مصیبت کو وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اس کو نیک سمجھی اور پیہنجائی کہ اس میں  
من عظیم الائم والیم العقاب اذ لو علم یقیناً انه بمعصیۃ یفعل فی دینہ من الضرر ما یفعلہ خارق السفینۃ لما

من عظیم لاثم والیم العقاب اذ لو علم یقیناً انہ بمعصیتہ یفعل فی دینہ من الضر ما یفعلہ خارق السفینۃ لما کتبا بڑا گناہ اور کیسا سخت عذاب ہی کیونکہ اگر یقیناً بہہ جانتا کہ معصیت میری دین کو ایسا نقصان کرتی ہے جیسی کشتی کا توڑ نیوا کرتا ہی تو معصیت کو کبھی

اقدام علیہا ابدًا و منها ان واحد من اهل السفينة اذا انكر على الذي يريد خرقها و اعترض عليه واحد منهم

اقدام عليها ابداً ومنها ان واحد من اهل السفينة اذا انكر على الذي يريد خرقها واعترض عليه واحد منهم احتیار نکردتا اور ایک یہ ہے کہ کوئی اہل سفینہ میں سے جب اس کشتی کوڑنیو ایکو تنبیہ کرے اب اگر کوئی اور شخص او میں سے اس پر یہ اعتراض کرے کہ تجھی کیا کام

فان ذلك المعترض كما ينسب الى الحمق وقلة العقل وعدم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من

فان ذلك المعتبر كما ينسب الى الحق وقلة العقل وعدم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من  
توحيشك يهبط اعتراض كرنيا لا جيبى الحق اور بهوقوف اور اس حرکت کی انجام سی نادان کمال اولی اسلوسطی کہ روکنی والا

تو بیشک یہاں اعتراض کرنا اوجہ جیسی حق اور بیوقوف اور اس حرکت کی انجام سی نادان کہلاو لگا اس واسطی کہ روکنی والا

الخرق ساعیا فی نجاۃ المعترض وغیرہ من اهلک کذلک من یعترض علی من یغیر المتکرا یعترض علیہ الا

الخرق ساعيا في نجاة المعترض وغيره من الهلاك كذلك من يعترض على من يغير المنكر لا يعترض عليه الا كشتي كي توطنى سي معترض وغيره كولاك هونى سي بجاتا هى

کشتی کی توڑنی سی معترض وغیرہ کو ہلاک ہونی سی بچاتا ہی ایسی ہی جو شخص اس پر اعتراض کری جو منکرات سی منع کرتا ہی ردہ اعتراض

من عظیم حمقہ وقلۃ عقلہ وعدم علمہ بعاقبۃ المعصیۃ وشوہا فان من یغیر المنکر یكون قائما باسقاط الفر

من عظیم حمقہ و قلة عقلہ و عدم علمہ بعاقبۃ المعصیۃ و شوقہا فان من یغیر المنکر یرکون قائما باسقاط الفرض  
بڑی حماقت اور بے دقونی اور معصیت کی انجام اور نحوست کی نادانی سی ہی بیشک جو شخص منکرات کو روکتا ہی نہ ہو وہ اسطی ادا کرتی فرض کی

بڑی حماقت اور بے وقوفی اور مصیبت کی انجام اور نخواست کی نادانی سی ہی بیشک جو شخص منکرات کو روکتا ہی تو وہ اسطی ادا کرنی فرض کی المتوجہ علی المعترض وغیرہ وساعیا فی نجاتهم من الاثم و خلاصهم من العقوبة ومنہا ان اهل السفینة اذا سکتوا

المتوجه على المعتز وغيره وساعيا في نجاتهم من الاثم وخلصهم من العقوبة ومنها ان اهل السفينة اذا سكتوا  
جو معتز وغيره پر آئی کو ہی کوشش کرتا ہی اور انکو خطاسی بچائی اور عقاب سی چھوڑانی میں سعی کرتا ہی اور ایک یہی کہ کشتی والی اگر توڑنیوالی سی

جو معترض وغیرہ پر آئی کو ہی کوشش کرتا ہی اور انکو خطاسی بچانی اور عقاب سی چہوڑانی میں سہی کرتا ہی اور ایک یہی کہ کشتی والی اگر توڑ نیوالی سی

عن یوم یدخرقہا ولم یمنعہ فانہم کما یكونون سوءا فی الہلاک معہ ولا یمیز الخارق من غیرہ ولا الصالح من الطالح کذلک

عمر پرید خرقہا ولم یمنعہ فانہم کما ینون سوء فی الہلاک معہ ولا یمیز الخارق من غیرہ ولا الصالح من الطالح کذا  
چشم پوشی کرے گی اور او کو منع نہ کرے گی تو یہ سب جس حال میں ہوں گی او کی ساتھ دُعا میں برابر ہوں گی غور یہ نہ معلوم ہو گا انہیں توڑیو الا کو نہ ہی اور نہ یہ سیکو کا کڑا

چشم پوشی کرے گی اور اسکو منع نہ کرے گی تو یہ سب جس حال میں ہوں گی اسکی ساتھ دُوبنی میں برابر ہوں گی اور یہ نہ معلوم ہوگا انہیں توڑیو الا کو نہ ہی اور نہ یہ کیسے ہوگا کہ  
 اهل الاسلام اذا سكتوا عن تغيير المنكر بعد ما العذاب ولا يميز بين مرتكبه الا نتم وغیره ولا بين الصالح منهم وعبره

اہل اسلام اذا سئلوا عن تعزیر المنکر بعدہم العذاب ولا یميز بین مرتکبه الاثم وغیره ولا بین الصالح منهم وعصیہ  
ہی اور بدکار کو نسا ایسی ہی اہل اسلام جب منکرات کی روکنی میں چشم پوشی کریں گی تو سب پر عذاب آویگا یہہ سیچان ہوگی منکر کا عمل کرنے والا کو نسا ہی اور صاف کو نسا ہی اور نہ

ولذلك قال النبي عليه السلام لا تزال آلاء الله ينفع من قالها وترد عنهم العذاب والنقمة ما لم يستحقوا جحيمها

وَلِذَلِكَ قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَلَمْ يَنْفَعِ الْعَذَابُ وَالنِّعْمَةُ مَا لَمْ يَسْتَخَفَّوْا بِجَهَنَّمَ  
 نِجَانِيكَوْكَأُورِيدُكَ كَلَامِي اسْمِي اسْمِي عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِي مَا كَلَّمَ اللَّهُ إِلَّا اللَّهَ جَوَاسِي يُرْمِيكَ عَيْشٌ فَائِدَةٌ دِيَارِي كَاوَرُ اسْمِي عَذَابُ أَوْ قَهْرُ كَوْشَاتَارِي كَا جَنْبُكَ أَوْ سَكَنِي حَنْ كَوْضَعِي

ما لویا رسول اللہ وما الاستخفاف بحکمہا قال یظهر العمل بمعاصی اللہ تعالیٰ فلا ینکروا لا یغیر فانه علیہ الصلوٰۃ والسلام  
عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا حق کہوں کہ ضعف یہ تاہم، فرما صاحب اعلا! بد ظاہر ہوئی لنگہ: بہرہ کوئی، اوسکے ناستد کری اور نہ کوئی، مذکری مشک نہ علیہ السلام فی

حضرت علیؓ فرمایا جب اعمال بد نظر ہوں تو لگن بہر نہ کوئی اور نہ کوئی بند کری بیشک نبی علیہ السلام نے  
 خبر فی حدیث ان ترک الإنکار والتعذر بكون استنفاة الكلمة التوحيد فلا مرد العذاب عن الناطقین بہا

خبر فی هذا الحدیث ان ترك الانكار والتغیر يكون استخفافا بكلمة التوحيد فلا يرد العذاب عن الناطقين بها  
 اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ انکار اور تغیر کی ترک کرنی میں کلمہ توحید کی خفت ہوتی ہے سو کلمہ پر مبنی والوں پر سی عذاب کو دفع نہیں کر لگیا

س حدیث میں ارشاد فرمایا کہ انکار اور تغیر کی حرکت کرنی میں کلمہ توحید کی خفت ہوتی ہے سو کلمہ پڑھنی والوں پر سی عذاب کو دفع نہیں کریگا  
 مکن ینبغی ان یعلم ان الفعل الذی یجب انکاره یشترط ان یکون منکرا سوءا کان من الصفات او من الکبار ان وجوب

کس نیکی انی علم ان الفعل لدری یجب الحاکم لیست شرط ان یدون مندر اسواء کان من اصغائر او من الکبار ان وجوب  
پر بہ ہی یاد کر لینا چاہی کہ جس کا رشتی الحاکم کرنا واجب ہی تو سمین شرط یہ ہی کہ وہ مذموم ہو پر برابر ہی صغیر ہو یا کبیر  
اسو اسطی کہ وجوب

پر بہہ بھی یاد رہے گا چاہی کہ جس کا رسی انکار کرنا واجب ہے تو ممکن نہیں ہے یہی کہ وہ مذموم ہو پھر برا بر ہی صغیرہ ہو یا کبیرہ اس واسطی کہ وجوب

۱۵۵

الانکار لا یختص بالکبار بل یعم الصغار ایضا ولا یشرط فی کونه منکرا ان یکون معصیة فان من رای صبیاً او انکاراً کچھ کبار ہی ہی خاص نہیں ہی بلکہ صغیر ہی ہی چاہی اور منکر ہونی میں یہ شرط نہیں ہی کہ معصیت ہو اگر کیونکہ جو شخص بالغ ہو کر یا  
مجنون یا شرب الخمر علیہ ان یرقی خمره و یمنعہ من الشرب و کذا لورای واحد امھما یفعل شیئاً من المنکرات  
باولی کو شراب پیتا دیکھی تو اوکو لازم ہی کہ شراب کھنڈاوی اور پی پی سی منع کر دی اور ایسی ہی اگر کسی کو انہیں ہی کوئی اور منکر عمل کرتی ہوئی دیکھی  
یجب علیہ ان یمنعہ و لیس هذا المنع لكون فعلهما معصية اذ لا یسعی فعلهما معصیة بل لكونه منکراً و متاً  
تواو کو طوطا جب ہی کہ منع کری اور یہ معاملہ اسطی نہیں ہی کہ وہ ادنیٰ حق میں معصیت ہی اسطی کہ نایا لغ اور باولی کی اعمال معصیت نہیں ہوتی بلکہ اسکی منکر اور  
یذبحی ان یعلم ایضا ان تغیر المنکر لا یختص بالحاکم ولا یتوقف علی اذنبہم بل یجب علی کل احد بحسب استطاعته  
بہ ہی یا در کئی کی بات ہی کہ منہیات ہی روکتا صرف حاکم ہی خصوصیت نہیں روکتا اور نہ ادنیٰ اجازت پر موقوف ہی بلکہ ہر ایک پر ایسی طاقت کی موافق ہوگی  
وان لم یاذرنا من جهة هم سواء کان رجلاً او امرأة او حراً او عبداً کما علیہ الاجماع لما روی عن ابی سعید الخدری  
اگرچہ حاکم کی طرف سے یا مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چنانچہ اسی پر امت کا اجماع ہوا ہی اسطی کہ پڑھدی ہی روایت ہی  
انہ علیہ السلام قال من رای منکم منکر ا فلیغیرہ بیدہ وان لم یستطع فلیسأله وان لم یستطع فلیقلبه  
کہ ہی علیہ السلام فی فرمایا جو کوئی تم میں سے منکر کو دیکھی تو چاہی کہ ہاتھ سے روک دی اور اگر یہ طاقت نہ ہو تو زبانی روکی اور اگر یہ ہی طاقت نہ ہو تو دل سے ہنر ہر ہی  
وذلك لضعف الايمان فقله علیه السلام فلیغیرہ امرایجاب بالاجماع و قوله من رای منکم عام یشمل الجواب  
اور یہ ادنیٰ ایمان ہی بس اشارة علیہ السلام کا چاہی کہ روک دی بالاجماع امرایجاب کی لہی ہی اور آپ کا قول جو کوئی تم میں سے دیکھی عام ہی تمام است پر واجب ہی  
جميع الامم لکن قوله تعالى وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اَلَّذِينَ عَلَى  
بریدہ آیت اور چاہی کہ ہی تم میں ایک جماعت بلائی یک کام پر اور حکم کرتی یسذبات کو اور منع کرتی نایسند کو یہ دلالت کرتی ہی کہ  
انہ فرض کفایة وفرض الکفایة اهم من فرض العین والاستغفال به افضل من الاستغفال بفرض العین لان  
فرض کفایہ ہی اور فرض کفایہ کا اہتمام فرض عین سے زیادہ ہوتا ہی اور فرض کفایہ میں مشغول رہنا فرض عین کی نفع ہی افضل ہوتا ہی اسواسطی  
من یترك فرض العین یخضع هو بالانتم ومن یفعله یخضع هو باسقاط الفرض عن نفسه واما فرض الکفایة  
کہ جو شخص فرض عین کو ترک کر گیا تو وہ ہی ایک گنہگار ہوگا اور جو شخص فرض عین کو ادا کر گیا تو وہ صرف اپنی ذمہ کا فرض ادا کر گیا اور فرض کفایہ  
فلو ترك یانہم اجمع و لو فعل لیسقط الاتم عن اجمع ففاعله ساء فی صيانة جميع الامم عن الاثم ولا شك ان من قام  
اگر ترک کر گیا تو عام امت گنہگار ہوگی اور اگر فرض کفایہ ادا کر گیا تو عام امت گنہگار نہ ہی بلکہ پس فرض کفایہ بحال انہ تمام است گنہگار ہی بجائی میں سے کرا ہی اور بیشک شخص  
مقام جميع المسلمين فی قامہ هم من مهمات الدین یكون افضل ولذلك قال السی علیہ السلام من امر بالمعروف و  
ضروری امر دینی کی قایم کرنی میں تمام مسلمانوں کا قایم مقام ہوا ہی وہ بہت بہتری اسی واسطی نبی علیہ السلام فی فرمایا جو شخص نیک کار سکھاوی اور  
فھی عن المنکر فهو خليفة الله تعالى فی ابضه و حلیفة کتابه و رسوله و انما کان كذلك لان الانبیاء ما بعثوا  
بد کار سی روکی سر وہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا اور باوکی کتاب اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہ خلافت اسطی ہی کہ انبیاء علیہم السلام اسی واسطی مبعوث ہوئی ہیں  
الا لامر بالمعروف والنهي عن المنکر وذلك وظيفتهم التي جاءوا بها فمن تبعهم فيها واهمروا فھی یكون نائباً عنهم فی هذا  
کہ نیک کار سکھاویں اور بد کار سی روکیں اور یہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو لائی میں اس باب میں جو اونکا پیرو ہو کر نیک کار سکھاویں اور بد کار سی روکیں وہ ہی  
الامر العظیم وتلی منزلته منزلة من فی هذا الخطب بحسب سواء کان حاکماً او مازوناً من جهة لو غیر مازون نعم من  
اس امر عظیم میں اونکا نائب ہو گیا اور اسکا رتبہ اس کا مقرر میں اونکی رتبہ ہی جانیگا برابر ہی کہ وہ حاکم ہو یا حکم فرما متین ہو یا غیر متین ان جو شخص  
کان حاکماً او مازوناً من جهة یتعین علیہ ذلك ویكون له من اقامة الحدود والتعزیر ما لیس لغيره من المسلمين  
حاکم ہو یا حاکم کی طرف سے متین ہو تو اسکا یہ ذمہ ہی اور اسکو بسبب انتظام حدود اور تعزیر کی انتداب ہوگا جو اور کسی مسلم کو نہ ہوگا



واذا اھمل فعلی کل مسلم ان یأمر بالمعروف وینہی عن المنکر بقدر طاقته ثم ان کان الوالی واضیاءہ فیہا وان لم

اور جب وہ ہستی کری تو پھر ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ امر بالمعروف اور منکر سی مانعت اپنی مقدور موافق کیا کری بہر اگر حکم اسپر خوش ہو تو کیا بات ہی اور اگر

یکن راضیا بل کان ساخطا فسخطہ منکر یجب الانکار علیہ لان العلماء قد فہموا من العمومات الواردة فی الامر

راضی نہ ہو بکنہ ناخوش ہو تو اسکی ناخوشی ہی منکر ہی اس سے ہی انکار چاہی اسوسطی کہ علماء رسول عموماً سے جو در باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وارد ہیں

بالمعروف والنہی عن المنکر دخول الامراء والسلاطین تحت تلك العمومات فکیف یجتاہل الی انہم فی الانکار علیہم

ہی ہی سمجھتی ہیں کہ امراء اور سلاطین ان عموماً کی تلی داخل ہیں بہر او انکی اجازت او انکی عمل کی جگہ نہ نہیں کیا حاجت ہی اور سلف کا عادت نہیں

وقد کان من عادات السلف الانکار علی الامراء والسلاطین كما رى ان المأمون بن ہارون الرشید بلغہ ان رجلاً

تنبیہ کرنا امراء اور سلاطین کا مقرر تھا چنانچہ روایت ہی کہ مامون بن ہارون رشید فی یہ سنہ کہ ایک شخص

یمشی فی الناس یاہرہم بالمعروف وینہیہم عن المنکر ولم یکن مأموراً بذلك من عندہ فامر ان یدخل علیہ فلما قام بین

لوگوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا پھر تہا ہی اور مامون کی طرف سے ہی اسکو یہ حکم نہ تھا مامون فی اسکو طلب کیا جب وہ سامنی اگر کھڑا ہوا

یدریہ قال بلغنی انک صریت نفسک اھلاً للامر بالمعروف والنہی عن المنکر وكان المأمون جالساً علی کرسیہ ینظر

تو مامون فی کہا مینی سنائی تو اپنی تین لایق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی سمجھتا ہی اور مامون کرسی پر بیٹھا ہوا کتاب کا مطالعہ کرتا تھا

فی کتاب فغفل فوقع منہ الكتاب فصار تحت قدمہ من حیث لا یشعر فقال لہ الرجل ارفع قدمک عن اسماء اللہ ثم

سو ایسا بھواس ہوا کہ کتاب اسکی ہاتھ سے گر کر پاؤں کی تلی آگئی ایسا کہ مطلق اسکو خبر نہ ہوئی تو اس شخص کی کہا اللہ کی نام پر ہی اپنا پاؤں اٹھلی پھر

قل ما شئت ولم یفہم المأمون مرہ فقال ماذا تقول حتی اعادة ثلثا ولم یفہم فقال هل ترفع ام تاذن لی حتی ارفع

جو چاہی سو کہنا مامون اسکی مراد کو نہ سمجھا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اس شخص فی تین بار یہ ہی کہا پڑو نہ سمجھا پھر اس شخص کی کہا گویا تو اوٹھتا ہی یا مجھی اجازت دیتا ہی کہ

فقال ذبت فلما توجه الرجل الی الرفع نظر المأمون فرأی الکتاب تحت قدمہ واخذہ وقبلہ ثم عاد وقال لم تأمر بالمعروف

اوٹھتا دول مامون فی کہا مینی اجازت دی جب وہ شخص اوٹھتا ہی کو جبکہ تو مامون فی کیا کہ کتاب پاؤں کی تلی آگئی ہی بہر او ہی اوٹھا کر چوم لی پڑو یہ ہی کہتی تھی تو کیوں امر بالمعروف

ونہی عن المنکر وقد جعل اللہ ذلک الینا ونحن من الذین قال اللہ تعالیٰ فیہم الذین ان مکملہم فی الارض أقاموا الصلوة

اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہ کار تو اللہ تعالیٰ فی بھو دیا ہی اور ہم لوگ ہیں جسکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وہ کہ اگر ہم اسکو مقدور دین ملک میں کھڑی کریں نماز

وانوا الزکوۃ وأمرؤا بالمعروف ونہی عن المنکر فقال رجل صدقت یا امیرانت کہا وصفت نفسک من السلطان والتمکن

اور دین زکوۃ اور حکم کریں پہلی کام کا اور منع کریں بری سے تیب اس شخص کی کہا امیر المؤمنین تو سچا ہی جیسا اپنا وصف بیان کرتا صاحب سلطنت اور صاحب مکتب پر

غیر اناعوانک واولیاءک فیہ لا ینکر ذلک الا من لا یعرف کتاب اللہ تعالیٰ وسنة رسولہ أما الکتاب فقوله تعالیٰ

ہم تمہاری اس باب میں مددگار اور ساتھی ہیں اس امر کا وہ ہی انکار کرتا ہی جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اسکی رسول کی حدیث کو نہیں جانتا قرآن میں یہ آیت ہی

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِیَاءُ بَعْضُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَبِالنَّهْيِ عَنْ الْمُنْكَرِ وَأَمَّا السُّنَّةُ فَقوله علیہ السلام

اور ایمان والی مرد اور عورتیں ایک دوسری کی مددگار ہیں سکھاتی ہیں نیکی بات اور منع کرتی ہیں بری سے اور حدیث علیہ السلام کا یہ ارشاد ہی

المؤمن بالبیان لیشد بعضہ بعضاً وهذا کتاب اللہ وسنة رسولہ فان انقذت لھما شکرت لمن اعانک بخیر منھما

مسلمان مگر مثال عمارت ایک سرے میں کھڑی ہوئی ہیں یہ ہی کتاب اللہ کی اور حدیث اللہ کی رسول کی پس اگر تو ان دونوں کا مطیع ہی تو اپنی مددگار کو شکر گزار ہو گا انہیں ہی چاہیے

وان لم تنقذ لھما لزمک منھما فان الذی لبہ امرک وبیدہ عزاک قد شرط ان لا یضیع اجر من احسن عملہ فقل الان ما

اور اگر تو ان دونوں کا مطیع نہیں ہی تو ان دونوں کا دیاں تیری سر پہ بیشک جسکی طرف تیرا مال ہی اور جسکی ہاتھ میں تیری عزت ہی اسنی شرط کی ہی کہ بیشک کار کا اجر نہایت نہیں کرتا ہے

فتشت فتعجب المأمون من کلامہ وسر بہ وقال مثلك یلیق ان یاہر بالمعروف وینہی عن المنکر فامض علی ما کنت علیہ

جائہ سو کہو پھر مامون کو اسکی کلام ہی تعجب آیا اور اس سے خوش ہو کر کہا تجھے شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لایق ہی جائینا وہ ہی کام کیا جا

کام کیا جا

فاستمر الرجل علی ذلك وقد جرى كثير من ذلك الجماعة من السلف قالوا ليس من مقتضى رحمة اهل المعاصي ترك  
 سوءه شخص او شيء حال پر را اولی ہی بہت لوگ سلف میں گزری ہیں وہ یہ کہتی ہیں گنہگاروں پر رحمت کا مقتضى یہ نہیں کہ انکو منع نہ کری  
 الا نكار عليهم وعدم التعرض لهم بل من كمال الرحمة عليهم انكار عليهم ووردهم الى منهم القويم والصلح المستقيم فان المؤمن  
 اور انکی حال سی متعرض نہ ہو بلکہ انکی حال پر بڑی رحمت یہ ہے کہ انکو منع کرتا رہی اور انکو روک کر شاہ راہ استوار اور طریق راست پر لا دی کیونکہ ایمان والا  
 اذا سمع باسیر من اسائر المسلمين فی ارض العدو یرجوه ویبدل ماله ونفسه فی تخلیصه فکیف لا یجتهد فی تخلص  
 جب سنتا ہی کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کی ملک میں قید ہو گیا ہی تو اس پر رحمت کرتا ہی اور اپنا مال اور جان اسکی چھڑانی میں نکالتا ہی پر اپنی بیانی مسلمان کی چھڑانی اور بچانی میں  
 اخیه المسلم وانقاذه اذا مره اسیر نفسه وشیطانہ وهما اعدی عدوه فان اعرض عنه وترك اسیرهما  
 کیونکہ کسی نہ کر گیا جب اسکو نفس اور شیطان کا قیدی دیکھتا ہی اور یہ دونوں سب سے بڑی دشمن ہیں اب جو اس سے پی پی پر داسی کری اور رسم کو نفس اور شیطان کا قیدی نہ  
 فذلك من جملة فان المؤمن بانقاذا سیر من یدعوه الا صغریکون ثوابه ما ذکرہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ بقوله  
 قید رہنی دی یہ اسکی جہالت ہی کیونکہ مؤمن کو چھوٹی سی دشمن کی انتہی قیدی کی چھڑانی میں تو یہ ثواب ہوتا ہی جسکا اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں یہ ذکر کرتا ہی  
 وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا فاما ذلك من انقاذ اسیر المعاصی من یدعوه الا کبر وقد اقام العلماء  
 اور جسکی جلائی ایک جان تو گویا جلائی سب لوگوں کو بہتیرا خیال کہ ہر ہی اسکی حق میں جو معاصی کی قیدی کو بڑی دشمن کا ہاتھ سے خلاصی دی اور بیشک علامہ  
 الا امر بالمعروف والنہی عن المنکر مقام جہاد لان منہ المسلمین من المعاصی التی تقضى الى دخول النار افضل  
 امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا قیام مقام جہاد کا ٹھکانا ہی اسواسطی کہ مسلمانوں کا معاصی ہی روکن جو دوزخ میں کہنچ لجاوی کفار کی قتالی سی  
 من قتال الکفار فکما لا یجوز فی الجہاد ان یفروا احد من اثنين كذلك فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر من رای  
 بہت بہتر ہی اب جیسی جہاد میں یہ جائز نہیں کہ ایک شخص دو کی مقابلہ سی ہر ایک جادوی ایسی ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو کوئی دو شخصوں کو  
 رجلین علی منکر لا یجوز لہ ان یتروکھا علی منکر بل یجب علیہ ان یامر بہنہی وان کانوا اکثر وخاف علی نفسه  
 کسی کا منکر پر دیکھی تو اسکو جائز نہیں کہ انکو منکر پر متوجہ رہنی دی بلکہ اسکو واجب ہی کہ مواخذہ کری اور اگر زیادہ ہوں اور یہ اپنی جان کا خوف نہ کری  
 فہو فی سعة من ترکہم لکن الا نکار اولی وافضل اذ قد قبل من قدر علی انکار المعاصی مع الخوف علی نفسه کان  
 تو اسکو گنجائش ہی کہ چپ ہو ہی پر منع کرنا تو ہی اولی اور افضل ہی اسواسطی کہ کہتی ہیں جسکو معاصی کی بندہ کر چکی طاقت ہو پر جان کا خوف ہو  
 انکارھا مندوب الیہ ومحتمل علیہ لان الخاطرة بالنفوس فی اعراب الذین مامور بہا کما فی قتل الکفار والبغاة  
 تو اسکی ممانعت ہی اور نہایت مرغوب کیونکہ وسطی عزت دین کی جان کو خطرہ میں ڈالنا ہی فظان برداری ہی جیسی کفار اور باغیوں کی قتل میں  
 وقد روی ان رجلا سال النبی علیہ السلام ای الجہاد افضل فقال کلمۃ حق عند سلطان جابر فانه علی السلام  
 اور روایت ہی کہ کسی شخص نے علیہ السلام سے پوچھا کہ جہاد افضل ہی فرمایا حق بات زبردست حاکم کی سامنی بیشک نبی علیہ السلام ہی  
 جعل کلمۃ حق عند سلطان جابر افضل الجہاد لان قائلھا یجود نفسه لاعلاء کلمۃ الحق ونصرة الدین مع کف  
 حق بات کو زبردست حاکم کی سامنی جہاد ہی افضل ٹھہرا اسواسطی کہ حق بیان کرنا اور واسطی پلندہ کا کل حق اور اساد دین کی اپنی جان تک دگڑ نہیں کرتا باوجودیکہ اسکا  
 یدہ عنہ بخلاف من یلاق عدوه فی القتال فانه یبسط یدہ الیہ ویرجوان یغلبہ ویقتلہ فلا یكون بذلہ  
 بندہ ہی برخلاف اسکی جو صف جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرتا ہی کیونکہ یہ تو دشمن پر ہاتھ چلاتا ہی اور اسید کرتا ہی کہ غالب ہو کر اسکو مار ڈالی سواس حالت میں  
 لنفسہ مع رجاء سلامۃ من یدلھا مع یاسہ من سلامتها لکن ینبغی ان یراعی فیہ التدریج فیدان فی انکار  
 جان کا آگے کر دینا باوجود امید سلامتی کی اسکی باوجودیکہ باوجود خوف سلامتی کی جان آگے کر دیتا ہی لیکن لایق یں ہی کہ اسراست میں آہستگی اور سہولت کی رعایت رکھی پہل پہل  
 اوکلا بالاسہل والارفق فانه یدلھا اولاً بالوعظ والنصیحة والتحذیر باللہ تعالیٰ وینظر الی المعاصی بنظر الرحمة  
 ممانعت بطور سہل نرمی کی ساتھ شروع کری پہلی وعظ اور نصیحت کرنی شروع کری اور اللہ تعالیٰ سے ڈراوی اور معاصی کی حق میں رحمت کی نظر کری



ویری اقدامه علی المعصیة مصیبة علی نفسه لكون المسلمین كنفس واحدة فان امرته بالمعروف ونهیته عن المنکر اور مصیبت میں اوسکا مبتلا ہونا اپنی مصیبت سمجھی کیونکہ مسلمان تمام مانند ایک جان کی ہیں اب حکو تو سر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی

فہو علی شفیر جہنم فایاک ان تدفعہ فترمی بہ فی قعر جہنم اذ قد یعلق بک فتقم معہ فیہا وذلک انک امرتہ لیومہ ودرخ کی کتارہ پر لگا ہوا ہی سو بچتا رہے البیان ہو کہ اوسکو دکھا دیکر درخ کی تہ میں پھینک دے یا سو اسطی کہ شاید تجھ ہی لپٹ جاویں پھر تو ہی اوسکی سلاستہ جاویں یہ اسطی

بالفاظ والنف اول مرة فلعلہ یتعدی علیک بالاذی بالید واللسان فتكون قد ردتہ شر علی شرہ فقلک کہ اگر تو فی پہلی ہی اوسکو سختی اور شدت سے کہہ تو شاید وہ تجھ پر جوڑ کر ہی ہاتھ سے اور زبان سے ایذا دی اب تو فی خرابی پر خرابی زیادہ کی اب تو فی اپنی جان پر ہلاک کر

بعد ہلاک نفسک واما اذالم یرجع بالوعظ والنصیحة وعلیم منہ الاصرار علی المعصیة فلا بد ان یغلظ لہ اوسکو ہلاک کیا ان اگر وعظ اور نصیحت سے باز نہ آویں اور معلوم ہو کہ مصیبت پر جم رہا ہی اب ہا جا رہو یہی کہ سختی سے کہہ جاویں

الکلام ویسب من غیر فحش مثل ان یقال یا فاسق یا جاہل یا احمق یا ظالم نفسه یا من لا یخاف الله تعالی و اور تا براجہی جسین فحش نہ ہوتا یہ الفاظ کہی ای فاسق ای جاہل ای بی وقوف ای اپنی جان کی دشمن ای وہ شخص جو خدا سے نہیں ڈرتا

نحوہذا الکلام ویلحی فیہ الصدق فان مثل هذا الکلام صدق فی الحقیقة اذ کل من یرتکب المنکر فاسق جاہل ایسی ہی اور لفظ اور اس میں سچ کی رعایت کرتا ہی بیشک یہ الفاظ حقیقت میں سچی ہیں اسو اسطی کہ جو شخص گناہ کو اختیار کرتا ہی فاسق جاہل

احق لان الاحق من اتبع نفسه هوہا و تمنی علی الله تعالی کہ اور در فی الحدیث ولیحذر من استر سال الغضب احمق ہوتا ہی کیونکہ احمق وہ ہی جو اپنی جان کو ہوا کی تابع کر دی اور خدا سے آرزو میں مانگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی اور لازم ہی کہ غصہ کی ماری کلام ناجایز نہ کہنی لگی

وخرج الکلام الی ما لا یجوز ہما ہو کذب صریح وفحش قبیح ومن لم یتمکن من ازالة المنکر الا بضرب مرتکبہ جو کہ صاف جھوٹا ہو اور فحش قبیح اور جس سے دور کرنا منکر کا بدوین زادو کوب کہہ سکا کہ نہیں ہو سکتا

فلیضرب بیدہ ورجلہ ونحو ذلک فاذا اندفع المنکر یجب ان یکف ویحذر مما یفعل کثیر من الناس من الاسترسال تو چاہی کہ نگہ لات وغیرہ ماری پھر جب وہ منکر چھوٹ جاویں تو واجب ہی کہ باز ہی اور اس سے بچتا ہی جو اکثر لوگ بعد دور ہونی منکر کی ماریت میں

فی الضرب بعد زوال المنکر فان ذلک لیس الا للحاکم ومن لم یستطع ان یغیر المنکر بیدہ ولا بلسانہ بکرة له تخیرا نہ ہارنے کرتی ہیں یہ مرتبہ حاکم کا ہی اور جو شخص منکر کو دور نہیں کر سکتا نہ ہاتھ سے اور نہ زبان سے تو اوسکو مکروہ تحریمی ہی

ان یدکر مساوی اخیه المسلم لاحد سوی اهل القوة یقدر علی منعه لانه اذالم یطمع الله تعالی بازالة المنکر فلا یعیب کہ اپنی بہائی مسلمان کی عیوب کی سامنی کہتا پھر ہی مساوی ایسی صاحب طاقت کی جو اوسکی روکنی کی طاقت رکھتا ہو اسطی کہ جب اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری منکر کی دور کر نہیں

بغیبة المسلم المجلس الرابع والأربعون فی بیان صلوة الکسوف والخسوف فی ظهور الاصول المخوفة یہو کی توسل کی عیبت کرنا فرما ہی یہی سگری جو الیسویں مجلس سورج کہیں اور چاند کہیں کی نماز کا بیان بروقت ظاہر ہونی امور ہونا کہ کی

قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم ان الشمس والقمر آیتان من آیت الله تعالی لا یخسفان بموت احد رسول الله صلی الله علیہ وسلم فی فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں نشانیاں میں سے کسی کی موت

ولا حیوۃ فاذا راۃتم ذلک فاذکروا لله تعالیٰ هذا الحدیث من صحیح المصابیہ رواہ عبد الله بن عباس اور حیا کی سبب سے نہیں گنتی جب تم ایسا نشان دیکھو تو اللہ کی یاد کرو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہی عبد اللہ بن عباس کی روایت سے

وسبب الخسوف فی حدیث اخر رواہ ابو مسعود الانصاری ان الشمس انکسفت یوم مات ابراهیم ابن رسول اور سبب شمس کا موقوف اوس مضمون کی جو اور حدیث میں ابو مسعود انصاری کی روایت سے آیا ہی یہی کہ جس روز ابراہیم ابن رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم کی موت

الله فقال الناس انکسفت لموتہ فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم ان الشمس والقمر آیتان فمن آیت الله سولگ کہنی لگی ابراہیم کی موت شی سورج کہیں ہوا ہی تب رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم فی فرمایا بیشک آفتاب اور مہتاب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں میں سے دو نشانیاں ہیں

لا ینکسفان لموت احد ولا حیوته فاذا امرت تم تفسیحا من هذه الاقرا ثم فافزعوا الى الصلوة فانه علیه  
 کیسی موت اور حیات پر نہیں گہتی جب تم کچھ ایسی باتوں اور خوف دیکھو تو نماز پڑھنی شروع کرو پس نبی علیہ السلام نے  
 السلام قدامہ فی الحدیث بالصلوة عند ظهور شیء من هذه الاحوال التي من جملتها کسوف الشمس  
 اس حدیث میں بروقت ظاہر ہونی ایسی ایسی احوال کی جنہیں سورج کہیں بھی داخل ہی نہ کرے گا حکم فرمایا  
 وعلم من هذا ان المراد من الامر بذكر الله تعالى في الحديث السابق الامر بالصلوة فانه علیه السلام  
 اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ مراد یاد آتی سی جو پہلی حدیث میں مذکور ہی تھا کہ حکم ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے  
 قد صلاها بالجماعة وكان القياس ان تكون صلوة الكسوف واجبة كما ذهب اليه بعض العلماء  
 صلوة کسوف جماعت سے پڑھی ہی اور قیاس میں آتا ہی کہ صلوة کسوف واجب ہو چنانچہ بعض علماء کا یہی مذہب ہی  
 واختاره صاحب الاسرار لكون الامر للوجوب لكن الجمهور قالوا انها سنة لانها ليست من شعائر  
 اور صاحب اسرار نے یہی اختیار کیا ہی اس واسطے کہ امر وجوب کی لفظ ہوتا ہی پر جمهور علماء سنت کہتی ہیں کیونکہ یہ نماز اسلام کی نشانیوں میں سے نہیں ہی  
 الاسلام وانما توجد بعرض الكسوف الا انه علیه السلام لما صلاها بالجماعة كانت سنة مشروعة  
 یہہ جب ہی ہوتی ہی کہ عارضہ کہیں کا ہو مگر ان نبی علیہ السلام نے جو یہ نماز جماعت سے پڑھی ہی تو سنت ہی جماعت سے بلا کر اہمیت  
 بالجماعة من غير كراهة وحملوا الامر على المذهب فعلى هذا ينبغي لاحام الجماعة اذا انكسفت الشمس ان يصلي  
 اور علماء نے اس امر کو مستحب کی لفظ رکھا اس بیان کی موافق امام چوہ کو لازم ہی کہ جب سورج کہیں ہو دی تو ہمراہ لوگوں کی  
 بالناس في الجامع او في المصلي ركعتين كل ركعة بركوع واحد كهيئة النافلة بلا اذان ولا اقامة ولا  
 مسجد جامع میں یا عید گاہ میں دو رکعت پڑھی ہر ایک رکعت میں ایک ایک رکوع کری جیسی نفلیں ہوتی ہیں نہ اذان پڑھی اور نہ تکبیر ہی اور نہ  
 خطبة ويقرأ فيها ما شاء من القرآن ويخفي القراءة عندنا في حنيفة وعندنا بجمهر والا فضل تطويل  
 خطبہ اور اذان دونوں رکعت میں چنانچہ قرآن پڑھی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک قرأت چکی سی پڑھی اور صاحبین کی نزدیک یکا کر پڑھی اور دو رکعت میں  
 القراءة فيها لان فيه متابعة النبي عليه السلام اذ قد ثبت ان قیامه علیه السلام كان في الركعة الاولى  
 تطویل قرأت افضل ہی اسلئے کہ اسمیں نبی علیہ السلام کی متابعت ہی اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کا قیام پہلی رکعت میں  
 بقدر قراءة سورة البقرة وفي الثانية بقدر سورة آل عمران ويجوز تخفيفها لان السنة استيعاب  
 بقدر قرأت سورة بقرہ کی تھا اور دوسری رکعت میں بقدر قرأت سورة آل عمران کی تھا اور اسمیں تخفیف ہی جائز ہی اسلئے کہ مسنون نماز  
 الوقت بالصلوة والدعاء لما روى عن مغيرة بن شعبة انه عليه السلام قال ان الشمس والقمر آيتان  
 اور دعائیں وقت کا پورا کر دینا ہی اس واسطے کہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہی  
 من آيات الله تعالى لا ینکسفان لموت احد ولا حیوته فاذا امرت بموہا فادعوا لله تعالى وصلوا حتى  
 دون نشانیان ہیں نہ کیسی موت پر گہتی ہیں اور نہ کیسی حیات پر جب تم اوکو دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور حتی نماز پڑھو  
 تنجلي الشمس وهذا الحديث يفيد استيعاب الوقت بالصلوة والدعاء فان خفف احدهما يطول الآخر  
 کہ سورج منہ ہو جاوی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ نماز اور دعائیں وقت کا پورا کرنا چاہی اگر ایک رکعت چھوٹی کر دی تو دوسرے کو بڑا دی  
 وبعد الصلوة يدعوا حتى تنجلي الشمس لان السنة في الادعية تاخيرها عن الصلوة ثم هو في الدعاء  
 اور نماز کی بعد اتنی دعا مانگی کہ سورج صاف ہو جاوی اس واسطے کہ طریق مسئلہ دعاؤں میں دعا نماز کی پیچھے ہی  
 فخير ان شاء دعا جالساً مستقبلاً القبلة وان شاء دعا قائماً مستقبلاً الناس بوجهاً او مستقبلاً القبلة  
 اختیار ہی چاہی بیٹھ کر دعا مانگی اور چاہی کھڑا ہو کر دعا مانگی کی طرف منہ کر کے یا رو بہ قبلہ ہو کر دعا مانگی



والناس قاعدون مستقبلوا القبلة على كل حال وان لم يوجد امام الجمعة يصلي الناس فرادى ان شاءوا

اور اگر امام جمعه موجود نہ ہو تو سب لوگ عیدہ علیہ نماز پڑھیں چاہیں دو رکعت اور لوگ بہر حال روئے قبلہ پیش ہی ہیں

رکعتین وان شاءوا اربعان هذه الصلوة تطوع والا صل في التطوعات ذلك وكذا في خسوف القمر

اور چاہیں چار رکعت کیونکہ یہ نماز نفل ہی اور نوافل میں یہی قاعدہ ہی اور ایسی ہی چاند کہیں میں

يصلي الناس فرادى وليس فيه جماعة تتعذر الاجتماع بالليل وربما يكون سببا للفتنة بل يصلي كل واحد

تنام لوگ جدا جدا نماز پڑھیں چاند کہیں کی نماز میں جماعت نہیں ہی اسلئے کہ رات کی وقت آدمیوں کا جمع ہونا دشواری اور بعضی وقت میں فساد ہو سکتا ہی

بنفسه وكذلك في انتشار الكواكب والضوء المائل بالليل والظلمة الهائلة بالنهار والرياح الشديدة والار

بلکہ ہر ایک ہی اپنی نماز پڑھے اور ایسی ہی سنا رہ تو ٹی میں اور خوفناک روشنی میں حورات کو پیدا ہو جاوی اور خوفناک اندھیر میں جو لوگ سووی اور تڑپا میٹھیں

الدائمة والصواعق والزلازل وعموم الامراض والخوف الغالب من العدو ونحو ذلك من الافراز و

اور متصل بارش میں اور بجلی کریمیں اور ہونچال میں اور دباؤ یا بیلاریوں اور دشمن کی سخت خوف میں اور سوا اسکی اور ہو ناک امور اور

الاهوال يصلي كل واحد بنفسه لعموم قوله عليه السلام فاذا رايتهم شيئا من هذه الافراز فافزعوا

خوفناک اوقات میں ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑھے واسطی عموم ارشاد نبی علیہ السلام کی جب تم دیکھو ایسا خوفناک امر توڑ کر تھڑسٹھ کر دو

اني الصلوة فان كل ذلك من الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وقارن رسول بالآيات

کیونکہ یہ سب نشانات خوفناک کی ہیں جس سے اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور نشان جو ہم بھیجتے ہیں

تخويفا واجام في الحديث انه عليه السلام قال هذه الايات التي يرسل الله تعالى بها لا تكون لموت

سورۃ ان کو اور حدیث میں آیا ہی ہے نبی اسلام کی فرمایا یہ وہ نشانیں ہیں جو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہی یہ کسی موت اور

احدا ولا الحيوة ولو كن يخوف بها عباده فاذا رايتهم شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله تعالى ودعا له

ایسی ہی حیات پر نہیں ہ فی ہذا ایمان اپنی بندوں کو ڈراتا ہی جب تم ان میں سے کوئی بات دیکھو توڑ کر خدا کی یاد اور دعا اور استغفار کرو

واستغفاره وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تعالى

اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ نشانوں میں سے دو نشان ہیں

لا يحسفان لموت احد من خلقه فاذا رايتهم ذلك فادعوا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا فان كل خير

کی کسی موت اور کسی حیات سے نہیں کہتی جب تم یہ حال دیکھو تو اللہ سے دعا مانگو اور بڑائی ہی یاد کرو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو کیونکہ ہر طرح کی خیرات

في مثل هذه الاهوال والا فافزعوا صوابه لكون الخيرات دافعة للبليات روى عن ابن عمر انه عليه السلام

ایسی خوف اور ہول کو کہ وقت رافتم سکھ رہی اسلئے کہ خیرات بلیات کو دفع کرتا ہی اور ابن عمر سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

ان الله اسجد من قبلنا بغير قبلك ولا نقول الا الحق ولا تفتننا بغير قبلك ولا نقول الا الحق ولا تفتننا بغير قبلك

جیسے کہ وہ ان میں سے کوئی نہ مانے اور ہم تو اللہ سے حق ہی کہتے ہیں اور تم کو اللہ سے حق ہی کہتے ہیں اور تم کو اللہ سے حق ہی کہتے ہیں

ان الله اسجد من قبلنا بغير قبلك ولا نقول الا الحق ولا تفتننا بغير قبلك ولا نقول الا الحق ولا تفتننا بغير قبلك

اور اس میں سے کوئی نہ مانے اور ہم تو اللہ سے حق ہی کہتے ہیں اور تم کو اللہ سے حق ہی کہتے ہیں اور تم کو اللہ سے حق ہی کہتے ہیں

ان الله اسجد من قبلنا بغير قبلك ولا نقول الا الحق ولا تفتننا بغير قبلك ولا نقول الا الحق ولا تفتننا بغير قبلك

اور اس میں سے کوئی نہ مانے اور ہم تو اللہ سے حق ہی کہتے ہیں اور تم کو اللہ سے حق ہی کہتے ہیں اور تم کو اللہ سے حق ہی کہتے ہیں

ان الله اسجد من قبلنا بغير قبلك ولا نقول الا الحق ولا تفتننا بغير قبلك ولا نقول الا الحق ولا تفتننا بغير قبلك

بلغ من شرها وشر ما فيها وشر ما أرسلت بها وروى عن ابن عباس أن رجلا لعن الرقيم عند النبي عليه السلام  
 أوادو كي برائی سی تیری پناه لیتا ہوں اور وادو کی برائی سی جو اس کی ہاتھ توتی پہنچا ہی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کی  
 فقال له النبي عليه السلام لا تلعن الرقيم فانها مأمورة وانه من لعن شيئا ليس له باهل رجعت اللعنة عليه  
 سامنی جو اہل لعنت کی تپ نبی علیہ السلام نے فرمایا لعنت منکر یہ تو مامور ہی اور حال یہ کہ جو شخص کسی شے پر لعنت کرے کہ وہ قابل لعنت کی نہ ہو تو وہ لعنت او شے پر ہی  
 وروى عن أبي هريرة أن قال الرقيم من روح الله تاتي بالرحمة والعذاب فلا تسبوها واستلوا الله خيرها  
 اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہو ایک حکم تھی ہی کہی رحمت لا تی ہی اور کہی عذاب ہوا سکویہ انکھو اور خدا تعالیٰ سی اسکی پہلائی مانگو  
 وعود. وامن شرها يعني ان الرقيم من الاشياء التي تنجى من عند الله تعالى كالمطر والبرودة والحراة وغير  
 اور اسکی شدہ سی خدا کی پناه لیتا ہوں اور وہ شے ہی جو خدا کی طرف سے آتی ہی جس سے مہینہ اور سردی اور گرمی اور سوا  
 ذلك تنجى تارة للرحمة وتارة للعذاب فاذا كان محيها باهل الله تعالى فلا يجوز سبها بحصول ضرر منها  
 اسکی کہی رحمت کی واسطی اور کہی عذاب کی واسطی جب اسکا آنا خدا تعالیٰ کی حکم سی ہوا تو اسکو برا کہنا طہ نہیں اگرچہ اوسے ضرر حاصل ہو  
 بل سبيل العباد فيما يتوهم منها الالتجاء الى الله والاعتصام بحبله والاستعاذة به من شرها ومن شر  
 بلکہ بندہ کو یہ سمجھ نہ ہو کہ وہ تو ہم پیدا ہو تو لازم ہی اللہ تعالیٰ کی طرف التجا کرنا اور اسکی شے کو مضبوط پکڑنا اور اسکی شر سے اور جو اسکی اندر ہی اسکی شر سے  
 ما فيها كما روى عن ابي بن كعب انه عليه السلام قال لا تسبوا الرقيم فاذا رايتهم انكرهم فقولوا اللهم  
 پناہ لینی چہ انجی ابی بن کعب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہو انکو برا مت کہو جب تمکو کچھ نہ مکرہ معلوم ہو تو یہ کہہ کر دو  
 اننا نسالك خير هذه الرقيم وخير ما فيها وخير ما امرت به ونعوذ بك من هذه الرقيم وشر ما فيها وشر  
 ہم تجہی اس ہوا کی خیر مانگتی ہیں اور خوبی اسکی اور اسکی اندر ہی اور خوبی اسکی جو توئی اسکو حکم دیا اور اس ہوا سی تیری پناہ لیتی ہیں اور برائی سی جو اسکی اندر ہی اسکی شر سے  
 ما امرت به وكذا من نزل منزلا يستعين بالله تعالى لما روى انه عليه السلام قال من نزل منزلا فقال  
 جو توئی اسکو حکم دیا اور ایسا ہی جو کئی کسی مکان میں داخل ہوا وہ سی پناہ لی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مکان کی اندر جا کر بیٹھ ہی  
 اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شيء حتى يرتحل منه منزله وروى عن ابن عباس انه عليه  
 کہ پناہ لیتا ہوں بوسیلہ اللہ تعالیٰ کی کلمات پوری کی مخلوق کی برائی سی تو اسکو کوئی ضرر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ کسی دوسرا مکان میں داخل ہی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام  
 كان يقول عند الكرب لا اله الا الله العظيم الحليم لا اله الا الله رب العرش العظيم لا اله الا الله رب  
 سختی کی وقت فرمایا کرتی تھی نہیں کوئی معبود سوا اللہ عظیم ہر دین کی نہیں کوئی معبود سوا اللہ رب عرش بزرگ کی نہیں کوئی معبود سوا اللہ پروردگار  
 السموات السبع ورب الارض ورب العرش الكريم وفهم من هذا الحديث ان ذكر الله تعالى ووصافه العظيم  
 ساتون آسمان کی اور پروردگار زمین اور پروردگار عرش بزرگ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا اور اسکی بزرگ اوصاف کا یاد کرنا  
 سبب الزول المقم وقد روى انه عليه السلام قال لا اخبركم بشيء اذا نزل بكم كرب او بلا فداها به شره من انزل  
 عقبت کو دور کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سنو میں تمکو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جب تم کو سختی یا بلا آوی پڑے وہ شر سے دور کرے اور اللہ تعالیٰ سے  
 قيل يا رسول الله قال دخلني النور لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين قال لا تسبوا الله ولا  
 کہتائش دیوی کسی ہر ضعیف یا ان یارسول اللہ خدایا دعا بوسیلہ النور کی کوئی ماکہ نہیں سوا نبی نبی تو ہی حبیب ہی میں تھا کہ تھکا نہ تھی بہر میں لی جمنی اسکی بکا اور  
 بَحْنَتُهُ مِنَ النِّعَمِ وَكَذَلِكَ يُنَجِّي الْمُؤْمِنِينَ وَرَوَى أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَا مِنْ مَكْرَبٍ يَدْعُو لِهَذَا الدُّعَاءِ  
 بچا دیا اوس سختی سی اور یوں ہیں ہم بچا دیتی ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی مصیبت آتا کہ وہ یہ دعا پڑھی  
 الا استجيب له يسرنا الله تعالى دعوة مستجابة بلطفه وكرمه المجلس الخامس والأربعون  
 مگر قبول ہی ہوگی اسی ہر دعا مستجاب اپنی لطف اور کرم سے سہل کیجیو  
 مینا لیسہ بیچ مجلس مین



فی بیان مسنونۃ صلوۃ الاستسقاء عند امساك المطر قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

بیان مسنون ہونی نماز استسقاء کا بروقت خشکی یا ریش کی  
 علیہ وسلم لیست السنۃ بان لا یطرر واولکن السنۃ ان تمطر ولا تنبت الارض شیاء هذا الحدیث من صحیح  
 فرمایا کہ اس میں نہیں پڑتا کہ مینہ نہ برسی بلکہ کال اس میں پڑتا ہی کہ مینہ تو برسی پر زمین سے کچھ پیدا ہو یہ حدیث مصابیح کی  
 المصابیح رواہ ابوہریرۃ ومعناہ ان القحط لیس بان لا ینزّل علیکم المطر بل القحط ان ینزل علیکم المطر  
 صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سے اور اسکی معنی یہ ہے کہ کال یوں نہیں ہوتا کہ تمہر مینہ نہ برسی بلکہ کال یوں پڑتا ہی کہ تمہر مینہ تو برسی  
 لکن لا ینبت من الارض شیء او ینبت وکن یهلك ولا یدخل فی ایدیکم شیء فان وقوع الشدة بعد توقع  
 پر زمین میں سے کچھ نہ پیدا ہو یا اوگی تو سہی پر ایسا تباہ ہو جاوے کہ تمہارے ہاتھ پر کچھ نہ آوے بیشک خشکی کا آنا بعد امید فراخی  
 السعة وحصول اسبابها اقطع مما کان الیاس حاصل من اول الامر ولیس هذا لھی عن الاستسقاء و  
 اور حاصل ہونی اسباب نراخی کی بہت ناگوار ہوتا ہی بہ نسبت ناامیدی کی جو پہلی ہی سے حاصل ہو اور یہ مانعت نہیں ہی کہ مینہ نہ مانگو اور  
 الاستسقاء بل هو لھی عن اعتقاد حصول الرزق بالمطر وعدم حصوله بعدم المطر فاللزام علی العبد ان  
 استسقاء کی دعا کرے بلکہ اس اعتقاد کی مانعت ہی کہ رزق کا ملنا منہ پر موقوف ہی اور رزق نہ ملنا منہ نہ برسی ہی اب بندہ کو لازم یہ ہے ہی  
 یسلم نفسه الی مولاہ ویعتقد ان الخیر فی جمیع حاجی الیہ من مولاہ وان کان مخالفا لمرادہ وهو فعلی  
 کہ اپنی جان اپنی صاحب کی حوالہ کر دی اور یہ جانی کہ جو مجھ پر گزرتا ہی مولا کی طرف سے ہی سب بہتر اور خیر ہی اگرچہ مراد اور خواہش میں موافق نہ ہو اب اس میں کوئی  
 هذا ینبغی للعبد ان یستسقی ویعلم ان الرزق من اللہ تعالی فان الاستسقاء والاستسقاء مستم  
 موافق آدمی کو چاہی کہ مینہ کی دعا مانگی اور استسقاء کی دعا کری اور یہ سمجھی کہ رزق اللہ کا دیا ملتا ہی اسلی کہ مینہ لگتا اور استسقاء کی دعا کرنی مستوی ہی  
 لور و لا اخبار ولا نار الکثیر فیہ فیستحب لکم ان یأمر الناس اولا بصیام ثلثة ايام ثم یخرج بهم فی یوم  
 کیونکہ اس باب میں خبریں اور آثار بہت وارد ہیں سو حاکم کو مستحب ہی کہ پہلی تمام لوگوں سے تین دن کی روزی رکھاوے پھر چوتھی روز سب کو جنگل میں لجاوے  
 الرابع الی الصحراء قیل ینبغی لکم ان یخرجوا ثلثة ايام متوالیة لانها مدة ضربت لارباب الاعذار ولم ینقل  
 کہتی ہیں کہ بہتر یوں ہی کہ تین روزہ ہر پی در پی استسقاء کی لئے جاوے واسطی کہ عذر والوں کی لئے یہ ہی مدت مقرر ہی اس سے زیادہ  
 اکثر من ذاک ویخرجون حشاة فی ثیاب البذلۃ التي تلبس کل یوم لابتیاہ الرینۃ کالعیل ینخرجون  
 مدت مسفل نہیں ہی اور پیادہ پا پہن پیرانی میل کیلی پٹری جو روزمرہ پہنتی ہوں پہن کر جاوے عزت کی پٹری عید کی دن کی سے پہن کر نہ جاوے  
 منذلین متواضعین خائفون من اللہ اھل النکسین مرغوسم ویقدمون الصدقة فی کل یوم قبل خروجهم  
 بلکہ قلیل حالت نکسارت ہوئی خدا کا خوف مانی ہوئی سر جھکا ہی ہوئی جاوے اور ہر روز عید گاہ کی طرف چلتی ہی پہلی خیرات کیا کریں  
 الی امصلی فان کل خیر فی مثل هذه الاوقات ما سولہ لکون الخیر دافعة للعقوبات ویردون الظلم  
 کہو کہ ایسی ایسی قوتوں میں خیرات کرنی حکم ہی واسطی کہ خیرات کرنا عقوبات کو دفع کرتا ہی اور حق حقوق لوگوں کی ادا کرنا  
 ویجحدون التوبة فان ذلک هو اللہ بب القویب فی الاجابة اذ روی عن کعب الاحبار انه قال اصاب  
 اور ان سر نو خطاسی توبہ کریں کیونکہ ٹرا سبب دعا کی ملے قبولیت کا یہ ہے ہی اسلی کہ کعب اخبار سے ہی روایت ہی وہ کہتی ہیں کہ حضرت موسی نبی  
 الناس قحط شدید علی عہد موسی النبی علیہ السلام فخرج موسی النبی علیہ السلام ببی اسرائیل الی الاستسقاء  
 علیہ السلام کی عہد میں لوگوں پر بڑا ہی سخت کال پڑا پس موسی علیہ السلام استسقاء کی واسطی بنی اسرائیل کو لیکر  
 ثلثة ايام فلم یسقوا فوحی الی اللہ تعالی الی موسی النبی علیہ السلام ان لا استجیب لکم وفیکم نمام فقال موسی  
 میں نے نہ کیا اور مینہ نہ برسا پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ نبی کو وحی بھیجی کہ میں تمہاری دعا اسلی قبول نہیں کرتا کہ تم میں ایک جیل خور ہی ہو کر

النبي عليه السلام يا رب من هو حتى نخرجه من بيننا فادحي الله تعالى موسى اني اهنكم عن القيمة فاكون  
يا اتي ده كون هي <sup>تلكه هم اوسكو</sup> اپنی میں سے نکال دین پھر اسے تعالیٰ نے یہ وحی بھی ای موسیٰ میں تمکو چل خوری سے منع کرتا ہوں پھر میں خود  
تماماً فقال موسى النبي عليه السلام لبي اسراءيل متوبوا باجمعكم من القيمة فتابوا فارسل الله تعالى عليهم  
چغل خری کرنی گون پھر موسیٰ علیہ السلام نے <sup>بنی اسرائیل سے فرمایا تم سب تمہارے توبہ کرو</sup> سواونہوں نے توبہ کی پھر اسے تعالیٰ نے اونہیں  
الغيث وروى عن سفيان انه قال بلغني ان بني اسرائيل قحطوا سبع سنين حتى اكلوا الجيف والاطفال  
مینہ برسایا اور سفيان ہی روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں میں نے سنا ہے کہ بنی اسرائیل پر سات برس کا قحط پڑا یہاں تک کہ مردار اور بچوں کو کھا گئی  
وكانوا يخرجون الى الحبال ويتضرعون الى الله تعالى فادحي الله الى انبيائهم اني لا اجيب لكم داعيا ولا ارحم  
اور وہ پہاڑوں میں جا کر نہایت آنکساری دعا کیا کرتی <sup>پھر اسے تعالیٰ نے انکی نبیوں پر وحی بھیجی میں نہ تمہاری دعا قبول کروں اور نہ</sup>  
لكم باكيا حتى تزدوا المظالم الى اهلها ففعلوا فمطرا وروى ان عيسى النبي عليه السلام خرج مع قومه  
تمہاری روٹی پر رحم کروں جب تک کہ تم حق داروں کی حقوق نہ ادا کرو <sup>سواونہوں نے حق ادا کی تو پھر مینہ برسا اور روایت ہے کہ عیسیٰ نبی علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر</sup>  
ليستسقي فلما اضجروا قال لهم عيسى النبي عليه السلام من اصاب منكم ذنب فليرجع فرجعوا كلهم  
دعا ہستسقا کی اپنی باہر گئی جب مینہ نہ برسا تو اوسنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا <sup>تم میں سے جو گنہگار ہو وہ ہٹ جاوی تب سب کی سب ہٹ گئی</sup>  
ولم يبق معه الا رجل واحد فقال له عيسى النبي عليه السلام امالك ذنب فقال والله لا اعلم لي ذنب  
او کی ساتھ سوائے ایک شخص کی کوئی باقی نہ رہا پھر عیسیٰ علیہ السلام نے <sup>اوس سے پوچھا تو نے کوئی گناہ نہیں کیا کہا اس کی قسم مجھ کو اپنا کوئی گناہ معلوم نہیں</sup>  
غير اني كنت ذات يوم اصلي فمرت بي امرأة فنظرت اليها بعيني هذه فلما جاوزت ادخلت اصبعي  
سوائے اسکی کہ میں ایک دن نماز پڑھتا تھا میری پاس کو ایک عورت آگئی سو میں نے اوسکی طرف اس انگلی سے دیکھا جب وہ چلی گئی تو میں نے اپنی اوٹلی انگلی  
في عيني فانتزعها فاقبعت المرأة بها فقال له عيسى عليه السلام فادع حتى اؤمن على دعائك فدعا  
میں ڈال کر انگلی نکال لی اور اوس عورت کی پچھی پچھنگ دی پھر اوس سے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تو دعا مانگ تو میں تیری دعا پر آمین کہوں پھر اوسنی دعا کی  
فتجللت السماء سجابا فسقوا وروى عن عطاء السلمي انه قال منعنا الغيث فخرجنا نستسقي  
پھر ترزت آسمان میں کھٹا کھٹا گئی اور مینہ برسا اور عطاء سلمیٰ ہی روایت ہے کہ <sup>تمہاری کہ ہمیر مینہ برسا بند ہو گیا سو ہم ہستسقا کی دعا کی تو</sup>  
فاذا نحن بسعدون الجنون في المقابر فنطرائي فقال يا عطاء هذا يوم النشور اوبعث من في القبور  
تاکہ گورستان میں سعدون دیوانہ مل گیا میری طرف دیکھ کر کہنی لگا <sup>ای عطا یہ دن نشر کا ہی یا قبروں سے مردوں کی اوٹنی کا</sup>  
فقلت لا لكننا منعنا الغيث فخرجنا نستسقي فقال يا عطاء بقلوب سماوية اوبقلوب  
میں نے کہا نہیں تو یہ ہم پر سی مینہ برسا بند ہو گیا اسلی ہستسقا کی دعا کی یا ہر آئی ہیں پھر کہا <sup>ای عطا آسمانی دل لیکر آئی ہو یا زمینی دل</sup>  
ارضية فقلت بل بقلوب سماوية فقال هيات يا عطاء قل للمهرجين لا يهزجوا فان الناقد  
میں نے کہا نہیں بلکہ آسمانی دل لیکر آئی ہیں <sup>پھر کہا افسوس ہی ای عطا کہوٹی شخصوں سے کہدی کہوٹی نہ بنیں کیونکہ پھر کہنی والا</sup>  
بصير ثم نظرا الى السماء فقال الهى وسيدى لا تهلك بلادك بذنوب عبادك ولكن بالمكثون  
جینا ہی پھر آسمان کی طرف دیکھ کر کہا <sup>اےہی وسیدی اپنی شہر دن کو گنہگار بندوں کی بدی میں ہلاک مت کر کیکن اپنی پوشیدہ</sup>  
من اسمائك وادارت الحجب من لائك اسقنا ماء خذا نحبي به البلاد وتزوي به العباد يا من هو على  
ناموں کی برکت سے اور جو کہ تیری نعمتیں پس پردہ ہیں <sup>پھر پانی بی انتہا پلا جس میں تمام شہر زندہ اور بندے سیراب ہو جاویں اے وہ</sup>  
كل شيء قد ير قال لعطاء فما استتم الكلام حتى ابردت السماء وابتقت ببطر كافواه القرب  
جو ہر شے پر قدرت رکھتا ہی عطاء بیان کرتا ہی کہ اوسنی اپنی دعا پوری کی تھی کہ آسمان گرجا <sup>اور بجلی چلی اور مینہ برسنی لگا جیسی مشک منہ کی جاتا ہی</sup>



وروی عن ابن المبارک انه قال قدمت المدينة فی عام شذیبا القحط فخرج الناس لیستسقون وخرجت

اور ابن مبارک سی روایت ہی وہ کہتا ہی کہ میں مدینہ میں ایسی سال میں آیا کہ بڑا سخت کال پڑہ رہا تھا سو تمام لوگ درستی دعا استسقاء کی نکلی اور میں ہی

معهم اذا قبل غلام اسود قطعنی المجلس قد اترز باحدہما والقی الاخری علی عاتقہ فجلس الی جنبی فسمعتہ

اونکی ساتہ چلا ناگاہ ایک حبشی لڑکا موٹی کولی چیتہڑی لٹی ہوئی کہ ایک کا اونچن سی تہبند کر رہا تھا اور دوسرا اپنی مونہڑی پر ڈال رکھا تھا اگر میرا برابر میرے گپا پس منی سنا

بقول الہی اخلقت الوجوه عند كثرة الذنوب ومساروی الاعمال وقد احتسب عساغیت السماء

کہ وہ کہتا تھا الہی گناہوں کی کثرت اور اعمال کی برائی سی چہری بگڑ گئی

لتودب بیدک عبادک فاسئلك یا حلیم اذا ناء یا من لا یعرف عبادۃ عنہ الا الحمیل ان لیستقیم

تاکہ تیری بنوی ادب پذیر ہوں سو میں تجھسی سوال کرتا ہوں اے حلیم سخاوت والی سو وہ ذات جسکی بندہ سوئی رحمت کی لمحہ نہیں جانتی تو انکو اسی سبب

الساعة فلم یزل یقول الساعة الساعة حتی اکتسب السماء بالغمام واقبل المطر من کل مکات

کردی پھر وہ یہی کہی جاتا تھا ابی ابی یہاں تک کہ آسمان میں کہتا کہ گئی اور ہر طرف سی مینہ برسنا شروع ہوا

فعلی هذا ینبغی للحاکم ان لیستسقی بصلحاء الناس وصعفاءهم وفقراءہم لاجل الدوابلھاشمة

اس بیان کی موافق حاکم کو لازم ہی کہ استسقاء کی دعا صلحا اور ضعفوں اور فقیروں سی واسطی پیاسی چو پاؤں

والانعام السائمة والاطفال المعجاة لما روی انه علیہ السلام قال لولا صبیان رضع وبعائم رتہ

اور چرنہ مویشی اور بچوں جلدی فی ہائنی والوں کی واسطی ری واسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اگر وہ بیتی بچی اور چرتی ہوئی جانور

وعبادکم لصیب علیکم العذاب صبا وعلی قول فی دعائہ كما قال النبی علیہ السلام اللهم اسو عبادک

اور عابد بندہ نبوتی تو تم پر عذاب ٹوٹ پڑتا اور دعا وہی صریح کری جیسی نبی علیہ السلام کی ہی الہی بانی دی اپنی بندہ دن کو

وبھائمک وانت رحمۃک وحی یدک المیت ویستقبل القبلہ بالدعاء قائما والناس قاعدا

راہی بھائم کو بانی بلا اور اپنی رحمت پہنچا اور اپنی قزہ شہر زندہ کر اور وہ قبیلہ کہرا اہو کر دعا مانگی اور باقی لوگ وہ قبیلہ بیٹی ہیں

مستقبلین القبلة لما روی انه علیہ السلام استقبل القبلة ودعا فاذا دعی یوقن بالاجابة

سو واسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی وہ قبیلہ ہو کر دعا کی تھی اور جب دعا مانگی تو قبولیت کا لقبین کری

ویصدق رجاءہ لما روی انه علیہ السلام قال ادعوا لله وانتم موقنون بالاجابة وقد قال الله

اور نبی امیر ہوئی جانی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اللہ سی قبولیت کا یقین کر کی دعا مانگو اور اللہ تعالی ہی فرماتا ہی

ادعونی استجب لکم وقال فی ایه اخرى واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوہ

مجھکو بکار د کہ سنجوں تہا سی بکار کو اور ایک اور روایت میں فرمایا ہی اور جب تجھسی پوچھیں بتدی میری مجھکو نہ میں تو ایک سون پہنچتا ہوں بیکارتی کی بیکار کو

اللہ اذا دعان ویجتہد فی الدعاء سرا ویقول اللهم انک امرتنا بدعائک ووعدتنا اجابتک

جسوقت مجھکو بکار تہا ہی اور دعا میں خوب مبالغہ کری پوسیدہ یوں کہی الہی تو فی تمکو پنی سی دعا کر نیکا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا

فقد عوناک كما امرتنا فاجبا كما وعدنا اللهم فامن علینا بمغفرة ما فرطنا واجابتک فی سقبا

سو میں تو تیری حکم کی موافق دعا مانگی اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی بانی برسا کر

وسعة رزقنا ویستحب للناس اذا کان فیہم رجل مشہود بالصلاح ان لیستسقوا بہ ویقولوا

اور فرخی رزق کی دی کہ ہمہ منت کر اور لوگوں کو مستحب ہی کہ اگر کوئی شخص وہیں نہ بکشت مشہور ہو تو اس سی استسقاء کی دعا کرائیں اور یوں کہیں

اللهم انا نستسقی ونستشفع الیک بعیدک فلا تزل اذ روی فی صحیح البخاری ان شہرا الخضا کان

الہی ہمہ بخشی مینہ مانگتی ہرین اہر تیری سامنی تیری فلا تزل اذ روی فی صحیح بخاری میں روایت ہی کہ عمر بن الخطاب

اذا قحطوا يستسقی بالعباس ویقول اللهم انکنا نتوسل الیک بنبینا محمد علیه السلام فتسقینا وانا  
جب قحط بڑتا تو حضرت عباس کی وسیلہ سے دعا استسقاء کرتی یوں کہتی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیا کرتی تھی سو تو سہنے برسنا تاکہ اب ہم  
نتوسل الیک بعم نبینا محمد علیہ السلام فاسقنا فیسقوا وکیس فی الاستسقاء عندابی حیفة درح  
نیری سامنی ابینی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کو وسیلہ کرتی میں سو تمکو پانی دی میں مہنے برساتا تھا اور استسقاء میں امام ابو حنیفہ کی نزدیک کوئی  
صلوة مسنونة بالجماعة فان صلی الناس وحدا ناز واما الاستسقاء عند دعا واستغفار  
نام مسنون جماعت ہی ثابت نہیں ہے اگر لوگ جدا جدا ناز لیں تو جائز ہے امام کی نزدیک استسقاء دعا اور استغفار ہی

لقلہ تعالی فقلت استغفروا ربکم انہ کان عفوا یرسل السماء علیکم ودا را و میزدکم باموالکم  
اس دلیل ہی تو میں نے کہا گناہ بخشو اور اپنی رب سے استغفار کرو چوٹی آسمان کی تیر داریں اور پڑھتی دی تمکو ملے اور  
بنین و یجعل لکم جنۃ و یجعل لکم اھرا فھذا لایۃ وان کانت حکایۃ لما قال نوح النبی علیہ السلام لقو  
بیٹوں ہی اور بنادی تمکو باغ اور بنادی تمکو نہرین پس یہ آیت اگرچہ نوح نبی علیہ السلام کی قول کی حکایت ہی جو اپنی قوم کو فرمایا تھا

لکن یصل الاستسقاء لہ لان شریعة من قبلنا شریعة لنا اذا قصھا اللہ تعالی فی کتابہ ولم ینکرھا ولم یرد  
بر اس آیت ہی استدلال صحیح ہی اس لیے کہ ہم ہی پہلی شریعت ہیں ہماری ہی شریعت میں جب او کو اللہ تعالی اپنی کتاب میں بیان فرمادی اور اسکا انکار نہ کیا اور نہ  
فہا النسخ کا فی ہذا لایۃ فانہ تعالی بین فیہا ان الاستسقاء سبب لا رسان السماء وھو المطر اذ روی ان  
او سکا نسخ وارد ہو جیسی اس آیت میں ہی پس اللہ تعالی اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ استغفار کی سبب ہی مہنے برساتا ہے

نوح النبی علیہ السلام کذہ قوم بعد تکریر الدعوة دھرا طویلا فحبس اللہ تعالی علام المطر واعقم  
کہ نوح نبی علیہ السلام کو اسکی قوم نے بعد تکرار دعوت کی مدت دراز تک کھدیب کی سوا اللہ تعالی نے چاہیں برس تک اور بعض کہتی ہیں  
ارحام نسایہم ربیعین سنة وقیل سبعین سنة فوعدہم نوح النبی علیہ السلام انہم ان استغفروا من  
ستر بر تک اور نہ مہنے برسنا بند کیا اور عورتوں کو بائج کر دیا پھر نوح نبی علیہ السلام نے دستی وعدہ کیا کہ اگر وہ اپنی گناہوں سے توبہ کریں تو آخر تک

ذہبہم پر قوم اللہ تعالی الخصب ویرفع عنہم ما کانوا فیہ فعلم منہ ان المسنون فی الاستسقاء الدعاء والا  
اللہ تعالی نازگی اور رزقی فراخی دی اور جس مصیبت میں مبتلا ہیں وہ دور کر دی اس ہی معلوم ہوا کہ استسقاء میں دعا اور استغفار ہی مسنون ہے  
وروی عن انس ان رجلا دخل المسجد یوم الجمعة ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطب فقال یا رسول  
اور انس ہی روایت ہے کہ ایک شخص جمعہ کی دن مسجد میں آیا اور وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تھی اونی عرض کیا یا رسول اللہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا الموائی وخشینا الھلاک علی انفسنا فادع اللہ تعالی ان یسقینا ورفع رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم موائی تو مر گئی اب تمکو اپنی جانوں کا خوف ہے سو تم اللہ کی دعا کرو کہ تمکو پانی عنایت کری پھر رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ قال اللهم اسقنا غیثا مغیثا مرثیا عند قدام غدا عجل الھلاک  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں آیتوں کا دعا کی اسی غیر مہنے برسنا اجا مہنے تازہ کرنیوالا بہت فائدہ مند ہے دیر نہو

فما کلن فی السماء قرعة فارفع السحاب من ہھنا وھھنا حتی صار کما ثم مطرت سبعاً من الجمعة الی الجمعة  
کہ آسمان میں کچھ ابر نہ تھا پھر ادھر ادھر سے ابر نمودار ہوئی لگا بیان تک کہ گستاخ گئی پھر سات دن تک اس جمعہ ہی اگلی جمعہ تک برسی لگا  
ودخل ذلک الرجل المسجد فی الجمعة القابلة ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطب والسماء تنسكب فقال یا رسول  
پھر وہی شخص اگلی جمعہ کو مسجد میں آیا اور وقت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تھی اور مہنے برساتا تھا عرض کیا یا رسول

اللہ تھدم البیان ونقطعت السبل فادع اللہ تعالی ان یمسک فیتسبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اللہ کہہ کی کہڑی گئی اور رستی بند ہو گئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالی مہنے کہول دی میں صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے



بملاۃ بنی آدم ثم رفع یدیه فقال اللهم حولینا الیہم علی الاکام والظراب و بطون الاودية ومساب  
بنی آدم کی ملائت سے قسم کیا پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی الہی ہماری گردنوں پر ہمیں نہیں الہی ٹیلوں اور زمین کی پشتوں پر اور پیادوں پر اور اونٹنوں کی اندر اور جان  
الشجر قال الراوی فما کان فی السماء خرقا فانجابت السحاب عن المدينة حتی صار تحت حوها کلا کلیل فالراوی  
درخت پیدا ہوئی ہوں راوی کہتا ہے آسمان میں کہیں ذرہ کھل ہوا نہ تھا سو مدینہ کی اوپری ابر کھل گیا یہاں تک کہ اس کی گردن تاج کی مثال ہو گیا پس راوی نے اس خبر میں  
لم ینکر فی هذا الخبر غیر الدعاء فعلم منه ان الصلوة فی الاستسقاء غیر مستنویة وقد ثبت ان عمر  
سوار دعا کی اور کچھ بیان نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء میں نماز مسنون نہیں ہے اور بیشک ثابت ہوا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے

استسقی لم یصل ولو كانت الصلوة سنة لما ترکها لانه کان اشد الناس اتباعا لسنة رسول الله علیه السلام  
استسقاء کی دعا کی اور نماز نہیں پڑھی اگر نماز مسنون ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ ہر گز چھوڑتی اس لئے کہ عمر کی برابر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع کوئی نہیں تھا  
صلی فیہ رکعتین کصلوة العید فذلک انما یدل علی الجواز وليس الکلام فیہ بل الکلام فی کوفها سنة والسنة  
استسقاء میں دو رکعت عید کی سی نماز پڑھی سو اس سے جواز معلوم ہوتا ہے اور اسمیں کلام نہیں ہے بلکہ کلام مسنون ہونی میں ہی اور سنت ہونا ایسی حکایات سے

لا تثبت بمثلہ بل انما تثبت بالمواظبة ولم یوجد المواظبة لانه علیه السلام فعلها مرة وتركها اخرى ولم یکن  
ثابت نہیں ہونا سنت ہونا مواظبت سے ثابت ہوتا ہے اور مواظبت نہیں پائی جاتی اس لئے کہ نبی علیہ السلام نے کبھی اس کو کیا اور کبھی ترک کیا اور عمل کرنا  
فعله اکبر من ترکہ حتی یكون مواظبة وقال یصلی الامام بالناس رکعتین کصلوة العید بلاذان ولا اقامة  
ترک کرنی سے زیادہ نہیں تھا جس کو مواظبت کہہ سکیں اور صاحبین کہتی ہیں کہ امام لوگوں کو ہمراہ لیکر عید کی طرح دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑھی

مع التکبیرات الزوائد والجهر بالقراءة ثم یخطب خطبتین یفصل بینہما بجلاسة خفيفة ویكون الاستغفار  
اور تکبیرات زوائد اور قرات بکار کر پڑھی پھر دو خطبہ پڑھی دونوں یکجہیں ہکسا جلسہ کری اور استغفار دونوں خطبوں کا عمدہ مضمون ہو  
معظم الخطبتین فاذا فرغ من الخطبة یستقبل القبلة ویحول رداءہ فی هذه الساعة تقولا یتحول الحال  
جب خطبہ پڑھے حکمی طور پر قبیلہ ہو کر اب چادر کو واسطی تفاعل بدل جانی حالت کی اولیٰ

فیجعل ما علی الیمین علی الشمال وما علی الشمال علی الیمین ثم یدعو ویقول فی دعائه اللهم اسق عبادک وبها تمک  
پس دایہی طرف کا پلہ بائیں طرف کر لی اور بائیں طرف کا پلہ دایہی طرف کر لی پھر دعا مانگی اور دعا کی اندر یہ دعویٰ اور اے الہی اپنی بندوں اور اپنی حیوانات کو پانی دے  
وانشر رحمتک واسحی بلادک المہیت اللهم انک امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتک فقد دعوناک کما امرتنا  
اور اپنی رحمت کو وسیع کر اور اپنی مودہ شہر زندہ کر الہی تو نے ہی ہم کو دعا کر نیک حکم دیا اور قبول کر نیک وعدہ فرمایا سو ہم تو بیشک تیری حکم کی موافق دعا مانگ چکی

فاجبنا کما وعدتنا اللهم فامن علینا ببغفرة ما فرطنا واجابتک فی سقینا ووسعنا رزقنا اللهم لا تھلك بلادک بدلتنا  
اب تو اپنی رحمت کی موافق قبول کر الہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سے ہم کو پانی دیکر اور رزق کی فراخی کر کہ ہم پر منت کر الہی گنہگار بندوں کی بدل اپنی شہر دل  
عبادک ولكن برحمتک الشاملة ونعمتک الکاملة اسقنا ماء غدا یحیی بہ البلاد وتروی بہ الصلوات انک  
دلیک یعنی رحمت شامل اور نعمت کامل سے ہم کو اتنا بہت پانی دی جس سے شہر زندہ اور نظام بندی سیراب ہو جاوین تو بیشک

علی کل شیء قدیر ربنا آیتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قتنا عذاب النار المجلس السادس  
ہر شیء پر قادر ہے ہر کچھ دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی دی اور ہم کو دوزخ کی عذاب سے بچا چھیا البیسون  
والاربعون فی بیان وجوب تعلیم الفرائض والقرآن ولحن الخفی والجلی  
اور قرآن کا اور لحن پوشیدہ اور ظاہر کا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا الفرائض والقرآن فانی مقبوض هذا الحديث من حسان  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیکھو لو فرائض اور قرآن کو کیونکہ میں قبض ہوں یہاں اس پر حدیث مصابیح کی

المصابیر واما بوهیڈہ وفيہ تخریض للامة علی تعلم النوعین من العلم لانهم لا یتلقفان التلقف بمعنی

حسن حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمین امت کی لئی واسطی سیکھنی دفعہ قسم علم کی ترغیب ہی کیونکہ یہ دونوں سوائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سی

الاخذ لامنہ علیہ السلام فانہ علیہ السلام اذا قبض لا یحصل للناس منہما شیء بعدہ الا ما تعلموا منہ

نہیں حاصل ہوتی تلقف کا معنی یعنی کی ہیں کیونکہ ہی علیہ السلام فی جوفات کی تو یہ بعد اویکی لوگوں کو دونوں میں سی کوئی علم نہیں حاصل ہو سکتا مگر وہی جو سیکھ چکے

وهما الفرائض والقرآن اما الفرائض فقد ذهب بعض الناس الی ان المراد بها قسمۃ الموارث ولا دلیل لہ

اور وہ دونوں علم فرائض اور قرآن ہی جسمین فرائض سی مراد تو بعض لوگ وراثت کا تقسیم کرنا بتاتی ہیں اور موافق ذکر تو پیشتی کی اس خصوصیت کی دلیل نہیں معلوم ہوتی

فی ہذا التخصیص علی ما ذکرہ التوریشتی بل الصحیح ان المراد بها الفرائض التي فرضها اللہ تعالیٰ علی عباده

بلکہ صحیح یہ ہی کہ مراد اس سی وہ امور ضروری ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی بندوں پر فرض کر دی ہیں

واما القرآن علی ما ذکر فی الاصول فهو ما كان منقولاً بالتواتر كالقراءة السبع المعروفة التي اختارها الائمة

اور قرآن علم اصول کی مضبوطی کے موافق وہ ہی جو تواتر سی منقول ہی جیسی ساتوں فرامین مشہور جسکو قرأت کی ساتوں اماموں نے اختیار کر رکھا ہی

السبعة من القراءة ما كان منقولاً بالتواتر فانه ليس بقرآن بل من القراءة الشاذة سواء نقلت بطريق الشهرة

وہ نہیں ہی جو بلا تواتر منقول ہی سو یہ قرآن کی احکام میں داخل نہیں ہی بلکہ وہ قرأت شاذہ ہی برابر ہی کہ بطریق شہرت منقول ہو

او بطريق الاحاد والنقل بالتواتر شرط في كون المنقول قرآناً سواء كان في جوهر اللفظ او في هيئته والمراد من

یا بطریق آحاد اور نقل بالتواتر منقول کی لئی قرآن ہونے میں شرط ہی برابر ہی کہ جو ہر لفظ میں ہو یا اسکی صورت میں اور جو ہر لفظ سی یہم لہی

جوهر اللفظ ان يختلف خطوط المصاحف في القرات السبع نحو مالك يوم الدين ومالك يوم الدين والمؤمن

کہ خطوط مصاحف کی قرأت سبعوں میں بدل جاوین جیسی مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین اور مراد لفظ کی

هيئة اللفظ ان لا يختلف خطوط المصاحف في القراءة السبع كالفتح والمالة ونحوها فاذا كان

ہیئت سی یہم ہی کہ مصاحف کی خطوط قرأت سبعوں میں نہ بدلیں جیسی مالہ نہ کرنا اور مالہ کرنا اصناف اسکی اور جب

النقل بالتواتر شرط في كون المنقول قرآناً ظهراً ان الشاذ سواء نقل بطريق الشهرة او بطريق الاحاد لا يكون

نقل بالتواتر منقول کی قرآن ہونے میں شرط موافق نظر ہو کہ قرأت شاذہ برابر ہی کہ نقل بطریق مشہور ہو یا بطریق آحاد موافق

حكم القرآن حتى لا يجوز قراءته في الصلوة والخاص ان المشهورين من ائمة القراء هم السبعة المذكورون في

حکم قرآن کا نہیں ہو گا یہاں تک کہ اسکو نماز کی اندر پڑھنا جائز نہیں خلاصہ یہم ہی کہ قرأت کی مشہور امام وہ ہی ساتوں ہیں جو

التيسير والشاذي وهم عاصم وحزرة والكسائي هذه الثلاثة من الكوفة وابن كثير من مكة ونافع من المدينة

تیسر اور شاذی میں مذكور ہیں اور وہ یہم ہیں عاصم اور حمزہ اور کسائی یہ تینوں کوفہ کی ہیں اور ابن کثیر مکہ کا اور نافع مدینہ کا

وابو عمرو من البصرة وابن عامر من الشام وقد ثبت شيوخ ثلاثة اخرون وهم يعقوب بن اسحق ويزيد بن

اور ابو عمرو بصرہ کا اور ابن عامر شام کا اور تین شیخ اور یہی ثابت ہیں وہ یہم ہیں یعقوب بن اسحاق اور یزید بن

القعقاع وخلف بن هشام والصحیح ان احكام القرآن من جواز الصلوة وغيره جارية في هذه الثلاثة ايضا

قعقاع اور خلف بن ہشام اور صحیح یہم ہی کہ احکام قرآن کی یعنی نماز کا جابر ہونا اور سوائے ان تینوں میں ہی

كالسبعة واما ما وراءها من القراءة الشاذة مشهورا كان او غير مشهور فلا خلاف في عدم جواز قراءته في

اولی ساتوں کی مانند جاری ہیں اور وہی سوائے ان تین اور شاذہ قرأتیں مشہور ہوں یا غیر مشہور اسمین خلاف نہیں ہی کہ وہ خارجی پڑھنی جائز نہیں ہیں

الصلوة وانما الخلاف في فسادها قال لا صفها ان لم يتواتر من القرات الشاذة فحكمها في الصلوة حكم كلام البشر

اور خلاف ہی نماز کی فساد کرنی میں ہی اصنافی کہتا ہی کہ قرأت شاذہ جسک متواتر ہو تو اسکا حکم نماز کی اندر حکم آدمی کی کلام کلامی

اور خلاف ہی نماز کی فساد کرنی میں ہی اصنافی کہتا ہی کہ قرأت شاذہ جسک متواتر ہو تو اسکا حکم نماز کی اندر حکم آدمی کی کلام کلامی





بل انما یجوز باللفظ لفساد رونقه وذهاب حسنه لكن یجوز بالفصاحة ولا قائل من اهل الايمان  
 ان یقر بکبر جاتنا ہی کیونکہ لفظ کی رونق اور حسن جاتا رہتا ہی پر فصاحت میں خلل پڑتا ہی اور اہل ایمان میں سے یہ کوئی قائل نہیں ہی  
 بعدم فصاحة القرآن ولذلك حرمت هذه التغيرات كلها في الصلوة وغيرها بيان ذلك ان القرآن  
 کہ قرآن فصیح نہیں ہی اور اس ہی لئی ایسی ہی تمام تغیرات نماز کی اندر اور سوا نماز کی حرام ہیں اسکا بیان یہ ہی  
 انما انزل بالفصحى لغة العرب المعربة وهي لغة قريش وهزبل وهو وزن وطى وثقیف واليمن وبني تميم  
 کہ قرآن افصح لغات میں نازل ہوا ہی جو خاص عربوں کی بولی ہی اور وہ بولی قریش اور ہزبل اور طوی اور ثقیف اور یمن اور بنو تميم کی ہی  
 فلا بد ان يراعى فيه قواعد لغتهم من اخراج الحروف من مخارجها وحفظ صفاتها من ترفيق المرقق وتفخيم  
 اسبب ضروری ہی کہ انکی بولی کی قاعدی رعایت کنی جاوین یعنی حرفوں کو انکی خارج سے نکالنا اور انکی صفات کی نرمی کی جگہ نرمی پر کی جگہ  
 المفخم ومد المدد وقصر المقصور وادغام المدغم واظهار المصهر واخفاء المخفي وغير ذلك مما هو لازم في كلامهم  
 پر مد کی جگہ مد فقر کی جگہ فقر ادغام کی جگہ ادغام اور اظہار کی جگہ اظہار اور اخفاء کی جگہ اخفاء اور سوا اسکی جو جو انکی کلام میں ضروری ہی  
 الذي هو سليف لهم لا یحسنون غيره فالقارى اذا لم يراع ذلك یصدى كانه قرء القرآن بغير لغة العرب وهو  
 اور جو انکا طریقہ ہی کہ سوائی اسکی پسند نہیں کرتی پس قاری اگر ان تمام امور کی رعایت نہ کری تو اسکا قرآن کو گویا سوا عربی کی اور زبان میں پڑا ہے  
 ان كان قارئاً صورة لكنه ليس بقارئ حقیقة بل هو هازي وعدم قراءته اولى من قراءته لانه بهذه القراءات  
 اور جو ظاہر میں قاری ہی پر وہ حقیقت میں قاری نہیں ہو سکتا وہ جہل باز ہی ایسی قرأت سے نہ پڑھتا ہی بہتر ہی اسلئی کہ ایسی قرأت سے  
 یصدى من الذين سئلوا في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا ولهذا قال الامام ابو الجوزي  
 ان لوكون من داخل عوالمنا جسکی دوڑ پھٹک ہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں کام اس ہی لئی امام ابن الجوزی  
 في كتابه المسمى بالاشارة ان الامم كلها متبعون بتصحيف الفاظه واقامة حروفه على الصفة المتلقية  
 اپنی کتاب میں جسکا نام نشری کہتی ہیں بیشک امت کو جیسی کہ قرآن کی فہم معانی کا حکم اور صحت اور حرف کی قایم دہنی کا حکم ہی اسطرح پر جو قرأت کی  
 من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبوية الافصحى العربية التي لا تجوز مخالفتها ولا العدول عنها الى  
 الامم منقول اور حضرت نبوی صی فصیح عربیہ کی وضع متصل ہوا ہی جسکی مخالفت جائز نہیں اور نہ اسکو چھوڑ کر اور وضع اختیار کرنی  
 غيرها والناس في ذلك بين محسن باجور ومسيء اثم ومعدن فمن قدر على تصحيح كلام الله تعالى باللفظ  
 اور اس پر یہ بین لوگ کہ وضع کی بین بعض محسن قابل ثواب کی اور بعضی ناکارہ گنہگار اور بعضی معذور لاچار اب جس سے یہ ہو سکتا ہی کہ کلام اللہ کو صحت الفاظ  
 والصحة في اللفظ الفاسد العجى القبيح فانه مقصر بلا شك واثم بلا ريب و  
 اور فصاحت عربیہ کی وضع پر درست کر سکتا ہو پھر اس وضع کو چھوڑ کر لفظ فاسد عجمی قبیح اختیار کری تو بیشک قصور وار اور بی سبب گنہگار ہی اور  
 عما هو كان لا يطأ وجه لسانه اولا یجد من يرشده الى الصواب فان الله تعالى قال لا يكلف الله نفسا الا  
 جس شخص کی زبان قاپڑ میں نہیں ہی یا کوئی تجوید سکھا نوالا نہیں ملتا تو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہی اللہ تکلیف میں دنیا کسی شخص کو نہ کرے  
 وسنعم لكن يجب عليه ان یجتهد جهده لعل الله یحدث بعد ذلك امرا وقد ذكر في فتاوى قاضيان ان  
 جو اسکی گنجائش ہی لیکن ایسی شخص کو واجب ہی کہ خوب محنت کئی جائے شاید کہ اللہ تعالیٰ بعد اسکی قدرت عنایت کری اور فتاویٰ قاضیان میں مذکور ہی  
 الرجل اذا كان لا یحسن بعض الحروف ینبغي له ان یجتهد ولا یعذر في ذلك وان كان لا ینتطق لسانه في  
 کہ ایسا شخص کہ بعضی حروف نہ پڑھ سکتا ہی تو اسے سزاوارت ہی کہ خوب محنت کری سمجھیں وہ معذور نہیں ہی اور اگر لوکی زبان بعضی حروف نہیں بول سکتی  
 تلك الحروف ان وجد اية لبس فيها تلك الحروف في قراءتها في صلوة تجوز عند الكل وان قرأ الآية التي فيها  
 تو اگر کسی آیت یا دو جسمیں وہ حروف نہیں ہیں اور وہ ہی آیت یا دو جگہ میں پڑے ہی تو بالاتفاق جائز ہی اور اگر ایسی آیت پڑے جس میں وہ حروف

بہاں معانی القرآن واقامة حروفہ کا ذکر ہے متعذر نہ ہے  
 اس ہی لئی امام ابن الجوزی



ثلاث الحروف تجوز صلواتہ لکن لا یؤثم غیرہ وکذا اذا کان الرجل لا یقف موضع الوقف او کان یتنغم عند القراءة  
موجود ہیں تو دوسری چیزیں بھی براور کی امامت نکرے اور ایسی ہی جو شخص وقف کی جگہ وقف نہ کرے یا قنارت میں کہنکار نہ کرے

لا یؤثم غیرہ المجلس السابع والأربعون فی جواز التغنی فی القرآن وما لا یجوز فیہ

تواؤز کی امامت نہ کرے سینٹا لیسون مجلس قرآن میں تغنی وغیرہ جائز ہوتی اور نہ جائز ہوتی میں

وغیرہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یتغن بالقرآن ہذا الحدیث من صحاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہم میں سے نہیں ہے جو قرآن میں تغنی نہ کرے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں

المصابیح ماہ سعد بن ابی وقاص والمراد بالتغنی المذکور فیہ لیس ہو المشہور المعروف بوجہ الاول

میں سے ہے سعد بن ابی وقاص کی روایت سے اور تغنی سے مراد جو اس حدیث میں مذکور ہے وہ تغنی مشہور و معروف نہیں ہے کئی وجہ سے پہلی وجہ یہ ہے

ان اول الحدیث وهو قوله علیہ السلام لیس منا ینتم عنہ لکن معناه لیس من اهل ملتنا ومن یتبعنا

کہ اول حدیث قول علیہ السلام کا لیس منا اس مراد سے روکتا ہے اسکو سہی کہ اسکی پیروی میں اور ہماری فرمان برداروں میں نہیں ہے

فی امرنا وهو من قبیل الوعد ولا خلاف بین الامۃ ان قارئ القرآن من غیر التغنی یشاہد ما جوف کیف

اچھا ایک وجہ یہ ہے اور تمام امت میں کیونکہ خلاف نہیں ہے کہ تغنی قرآن پڑھنے والا ثواب دیا جاتا ہے اور ماجور ہے یہ وہ کیونکہ سزاوار

الوعد والثانی ان الفقہاء صرحوا بكون قراءة القرآن بالتغنی معصیۃ ویكون التالی والسامع اثنان

وعدید کا ہوا دوسری وجہ یہ ہے کہ فقہاء نے صاف کہہ دیا ہے کہ تغنی کی سبابت قرآن کا پڑھنا گناہ ہے اور پڑھنے والا اور سنی والا دونوں گناہگار ہوتے ہیں

بل یكون المستحل کافرا وذلك لان التغنی حرام فی جمیع الادیان وکذا اللحن حرام بالاجماع قال البزازی

بلکہ اسکو حلال سمجھنے والا کافر ہوتا ہے اور یہ اسلئے کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہے اور ایسی ہی لحن بالاتفاق حرام ہے بزاز کی کہتا ہے

الحن حرام بلا خلاف وذكر ابو البرکات فی شرح النافع ان التغنی حرام فی جمیع الادیان وحکی عن ضہیر

لحن بالاتفاق بلا خلاف حرام ہے اور ابو البرکات نے فی نافع کی شرح میں یہ ذکر کیا ہے کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہے اور ظہیر الدین مرغینانی سے

المرشیدانی ان من قال لمقرئ زلفنا عند قراءۃ حسنت یکفر ووجه كون التحسین کفران قراءۃ هذا

حکایت کرتے ہیں کہ جس نے ہماری وقت کی قاری کو قنارت پڑھتی ہوئی کہا حسنت واہ کیا خوب کافر ہو جاتا ہے اور اچھا کہنا کفر اسلئے ہے کہ قنارت اس

الزمان قلما یخلو قراءۃہم فی المجالس والمحافل عن التغنی والتغنی للناس لماکان حراما بالاجماع کان قطعیا

زمانی کی قاریوں کی مجلسوں اور محافل میں تغنی سے خالی نہیں ہے اور تغنی لوگوں کی حق میں جو بالاتفاق حرام ہے تو قطعی ہوتی

ولذلك سماہ حلالا لئلا یخیر کبیرۃ وکذا صاحب المہدایۃ حثت قال فیہا ولا یقبل شہادۃ من یغنی للناس

اور اسلئے صاحب ذخیرہ اسکو کبیرہ نام لیتا ہے اور ایسی ہی صاحب ہدایہ جس جگہ تغنی کی باب میں کہتا ہے کہ اسکی گواہی مقبول نہیں جو لوگوں کی لئی تغنی کرے

لأنہ یجمعہم علی ارتکاب کبیرۃ فذل کلامہ ہذا علی ان استماع التغنی کبیرۃ فاذا کان استماع التغنی کبیرۃ

اسلئے کہ اسکو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہے پس جب تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہوا

فكون التغنی کبیرۃ اولی فالغنی مرتکب لہذا کبیرۃ فتحسینہ تحلیل للحرام القطعی وهو کفر وظہر من هذا

تو تغنی بطریق اولی کبیرہ ہوگی پس مغنی اسکی کو اختیار کرتا ہے اب اسکا اچھا کہنا حرام قطعاً حلال کرنا ہے یہ کفر ہے اب اس سے معلوم ہوا

ان من یحضر الجمعۃ والجماعۃ فی ہذا الزمان قلما ینجو عن ارتکاب کبیرۃ لان کثیرا من الخطباء والقراء

کہ جو شخص جمعہ اور جماعت میں آتی ہیں اس زمانہ میں ارتکاب کبیرہ سے بہت کم خالی ہوتی ہیں اسلئے کہ اکثر خطیب اور قاریوں کی جملی

قلما یخلو خطبتہم وقراءتہم عن التغنی بل ہم یاخذون فی الخطبۃ والقرآن ماخذہم فی الشعر والغزل

اور قنارت تغنی سے بہت کم خالی ہیں بلکہ وہ خطبہ اور قرآن میں شعر اور غزل کا رویہ برتتے ہیں

حتى لا يكاد يفهم ما يقولون وما يقرءون من كثرة النغمات والتقطيعات وكذا حال المؤذنين في التصلية وتلاوة  
 بيان تلك البسائط كثرة لغات اور تقطيعات سی سجد میں نہیں کیا کر کیا تو کتنی میں اور کیا پڑھتی ہیں اور سی ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور رضی اللہ عنہ  
 والتأمين وتكثير الانتقالات والسماع الحاضر من تكميل هذه الكبيرة وربما يستحسنهم بعضهم  
 اور آمین کہنی میں اور تکبیر انتقالات میں مؤذنون کا حال ہی اور سننی والی جو موجود ہوتی ہیں یہ کبیر اختیار کرتی ہیں اور بعضی وقت کوئی کوئی اچھا ہی کہنی لگاتی ہے  
 بل هو الاكثر في اكثرهم لغبة الهوى وعدم مبالاة بهم في امر الدين فيلزم ان يكفروا على ما حكى عن ظهير الدين المرغينا  
 بلکہ اکثر اشخاص میں اکثر یہ ہی ہوتا ہے کہ ہوا نفسانی کا غلبہ اور مردی میں بی پروائی بہت ہوگئی ہے مولانا یہ آٹا ہی کہ موافق حکایت ظہیر الدین مرغینا کی  
 وكذا من يحضر التراويح في ليالي رمضان لاستماع تسبيحات المؤذنين في الجوامع والمساجد فان اسماء الله  
 کافر ہوا میں اور ایسی ہی جو تراویح میں ماہ رمضان کی راتوں کو جوامع اور مساجد میں مؤذنون کی تسبیحات سننے کا واسطی جمع ہوتی ہیں کیونکہ خدا کی  
 الواقعة فيها مثل يا حنان يا ذا الجود والاحسان ونحو سبحان ذي الملك والملكوت سبحان ذي  
 ناموں میں جو تسبیحات کی اندر آتی ہیں جیسی یا حنان یا ذا الجود والاحسان اور جیسی سبحان ذي الملك والملكوت سبحان ذي  
 العزة والجبروت وغير ذلك من الاسماء الحسنى والصفات العليا بكثرة الانبعاث والالحان يغيرونها ويحرفونها و  
 العزت والجبروت اور اور سوار اسکی اسماء حسنی اور صفات علیا انہیں کثرت سی نفی اور الحان مکرر اسقدر تہریل اور تغیر اور تحریف اور اخفا کر دیتی ہیں  
 يخففها الى مرتبة لا يمكن تمييزها وتخصيصها مثل قولهم سبحان المالك الحنان سبحان المالك الحنان  
 کما ممکن نہیں کہ ذرہ تمیز اور تعین ہو سکی چنانچہ سبحان الملك الحنان کو یوں پڑھتی ہیں سبحان المالك الحنان سبحان المالك الحنان  
 بافراط المد في ضمة النسين وفتحة النون والميم وفي كسرة اللام والكاف وغير ذلك وكذلك الحان الصوفية مثل  
 سین کی ضمة میں اور نون اور میم کی فتحة میں اور لام اور کاف کی کسرة میں خوب کھینچ کر اور سوار اسکی اور ایسا ہی صوفیوں کا الحان ہی جیسی  
 قولهم عقب الطعام نزع الشكر الحمد ولبله الشكر ولبله بدل اللال والراء واللام ونحوها فينبغي للمسلم ان يحترز  
 کہنا تاکہ اگر شکر کی خیال پر کہا کرتی ہیں الحمد ولبله والشكر ولبله وال اور راء اور لام کو خوب کھینچ کر اور اتنے اسکی سوئم کو ملائیں ہی کہ ایسی پاس میں  
 عن حضورها وسماعها ويطلب مسجدا خاليا عنها از صوته عباداة وحقيقتها معصية وكبيرة فلعلة  
 نہ جاوی اور ایسی کلمات نہ سنی اور مسجد جو ان مفاسد سی خالی ہوتا شکر کی سوئم کی یہ ظاہر میں تو عبارت ہی اور حقیقت میں معصیت کی ہو ہی ایسا نہو  
 يستحسنها ويخدم دينه وهو لا يشعر بالحال ان الجهر لا يكون عذرا ولا يظن احد ان المراد بالتغنى للناس قراءة  
 کہ اسکو اچھا کہتی تھی اور اسکا دین بی خبری میں برباد ہو جاوی اور حال یوں ہی کہ نادانی کوئی عذر نہیں ہی تو کہی یہ خیال نہ کری کہ تغنی لوگوں کی سامنی یہ ہی  
 الابيات والاشعار بالاصوات الموزونة دون قراءة القرآن والاذكار فانه ظن فاسد بل هو لم التغنى بالقرآن  
 کہ بیتیں اور شعر آواز موزون بنا کر سناوی قرآن اور ذکر و نہیں تغنی نہیں ہوتی یہ خیال فاسد ہی بلکہ تغنی قرآن وغیر سب میں ہوتی ہی  
 وغيره لان الفقهاء صرحوا بكون قراءة القرآن بالالحان معصية وبكون التالى والسماع اثمين قال البرزالي  
 اسلی کہ فقہاء نے صاف کہا ہی کہ قرآن کو الحان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا اور سننی والا دونوں گنہگار ہوتی ہیں برزالی کہتا ہی  
 القرآن بالالحان معصية والتالى والسماع اثمان والوجه الثالث من تلك الوجوه المذكورة ان الحديث المذكور  
 قرآن الحان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا اور سننی والا دونوں گنہگار ہوتی ہیں اور تیسری وجہ وجوہات مذکورہ میں سی یہ ہی کہ یہ حدیث مذکورہ  
 يكون معارضا لمخرج الترمذ عن حذيفة انه عليه السلام قال قرأ القرآن بلحن العرب واصواتها ويايكم  
 اور حدیث سی معارض ہی جو ترمذی نے حذیفہ سی روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کو عرب کی لہجہ اور آواز پر پڑھا کرو اور فسقوں کی  
 ولحن اهل الفسق ولحن اهل الكتابين فانه لا يبيح بعد قوم يرجعون القرآن في ترجيم الغناء والهيبانية والنوح  
 لحن سی اور یہود اور نصاری کی لحن سی کچھ البتہ قریب ہی یہی حدیث قوم ہونگی کہ قرآن میں مانتہ ترجیع غنا اور راہوں اور نوحہ کر کے ترجیع لگائی



ولا یجوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یعجبهم شأنهم ذکر هذا الحدیث الامام الجعفی<sup>۱</sup>  
اور قرآن اور انکی گھنسی نیچی نہ اور ترنگیا اور انکی دل اور اوکی دل جو اوکی وضع پسند کرتی ہیں فتنہ میں ہیں اس حدیث کو امام جعفری نے

فی شرح الشاطبی وهو اصل عظیم فی هذا الباب الذی هو جواز التغنی بالقرآن وعدم جوازه وعلیه  
شاطبی کی شرح میں ذکر کیا ہے اس باب میں یہ بڑی اصل ہے یعنی قرآن میں تغنی جائز ہونی کی اور نہ جائز ہونی کی اور

یتفرع مسائل هذا الباب ومن لم یقف علی هذا الاصل یغلط کثیرا اذ جعل بعضهم التغنی حراما  
اس باب کی مسائل اس پر مبنی ہیں اور جو شخص اس اصل سے واقف نہیں ہے بہت غلطی کرتا ہے اسو سہی کہ بعضی تغنی کو جمیع

فی جمیع الادیان فیلزم الکفار مستحله وبعضهم اجازته فی الشریعة المحمدیة وکذا الحسن فتخیر  
ادیان میں حرام کہتی ہیں اب لازم آتا ہے کہ حلال سمجھتی والہ کافر ہوں اور بعضوں نے شریعت محمدیہ میں جائز رکھا ہے اور ایسی ہی الحسن کا حال ہے

الناظر لی هذه الاقوال فلا بد من معرفة معنی التغنی والحسن وما هو المراد منهما عند القائلین  
سو جو کہ ان اقوال کو دیکھتا ہے حیران ہوتا ہے اب تغنی اور حسن کی معنوں کا سمجھنا ضروری ہے اور جو ان دونوں سے مراد ہے اور انکی جو جواز کی قائل ہیں

بالجواز والقائلین بعدم الجواز حتی یتخلص من ورطة التخییر والهلاك اما التغنی فهو اما من الغنی بالکسر  
اور اوکی جو ناجائز بتاتی ہیں تاکہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی بہت سی خلاص ہوں اب تغنی یا تو مشتق ہے غنی سے جو غن کی برسی ہے

والقصار ومن الغناء بالکسر والمد فان کان من الاول فهو معنی الاستغناء وان کان من الثاني فهو  
بدون مد کی اور یا غنا سے مشتق ہے غن کی زیر اور مد سے پہر اگر تغنی اول سے مشتق ہے تو اسکی معنی استغناء ہی نیاز کا ہے اور اگر دوسری مشتق ہے تو

بمعنی الترجم والترجیم والتطریب اذ الغناء هو الصوت الموزون الرقیق الحزین والتغنی والترنم والترجیم  
اوکی معنی سرود اور آواز کا بلند اور پست کرنا اور رجحانا اسو سہی کہ غنائہ ہے آواز موزون بنی ہوں نرم دلیں جیتی ہوں کو کہتی ہیں اور تغنی اور ترنم اور ترجیم

والتطریب استعمال ذلك الصوت الموزون وتردیده فی الحلق بادخاله داخل الحلق مرة واخرجه  
اور تطریب اس آواز موزون کا برتنا اور استعمال کرنا اور اسکا حلق میں بہرانا کا ایک یا رطق کی اندر لیجانا اور یہ اسکا باہر لانا

اخری علی الطريقة المستفادة من الموسیقی وهذا هو المسموع المعروف المراد بالتغنی المحرم فی جمیع  
اس طرز پر جو گوئی کرتی ہیں اور یہی مشہور معروف تغنی سے مراد ہے جو کہ تمام دینوں میں حرام ہے

الادیان سواء اقتزن بالقرآن او بالاذان او بالخطبة او بالاذکار او بالاشعار او لم یقتزن بشئ منها  
برابر ہے کہ قرآن میں جاری ہو یا اذان میں یا خطبہ میں یا ذکروں میں یا شعروں میں یا انہیں کسی میں بھی ہو

ولذلك لما بین صاحب مجمع الفتاوی ان استماع صوت الملاهی كالضرب بالقصب وغیر ذلك  
اور یہی لے چو کہ صاحب مجمع الفتاوی نے بیان کیا کہ میٹک ملاہی کی آواز کا سنا جیسی ڈنکی وغیرہ سے بجاتا

هی حرام ومعصیة لقوله استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها من الکفر ومن سمع  
یہ سب حرام اور معصیت ہے واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ سنا ملاہی معصیت ہے اور اسکو پیشہ کرنا فسق ہے اور اسی مزہ او ٹھانا کفر ہے اور جسکی کان میں

بغته فلاثم علیه لکن یجب ان یجتهد کل الجهد حتی لا یسمع لما روی انه علیه السلام ادخل اصبعیه  
ناگاہ آواز اگئی تو بے پروا نہ بنیں لیکن واجب ہے کہ تمام ترکوشش کری کہ وہ آواز کان میں نہ آوی کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام آواز سنکر اپنی کانوں میں

فی اذنیہ عند سماعه قال دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء والاستماع الیه معصیة وان لم یقتزن  
اور انگلیاں دی لین نہیں کہا ہے کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق غنا اور اسکا سنا معصیت ہے اگرچہ کسی شے میں

بشئ من القرآن وغیره ووجه الدلالة ان الحاصل من الملاهی مجرد الصوت الموزون لا غیر فیکون مجرد  
قرآن وغیرہ سے جاری نہ ہو اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حاصل ملاہی سے

رفع الصوت الموزون وخفضه ونزله في الحلق من غير اقتران بشئ من القرآن وغيره كما يفعل الخشخاشون مستقيم  
آواز موزون كما يفتد كذا اور پست کرنا اور صحت کی اندر ہر تا بدل اسکی کہ قرآن وغیرہ میں جاری ہو جیسی کہ خوشخوان پڑھتی ہیں سب گناہ ہی  
وکن اذا قرن بالقرآن أو الألفان أو الخطبة أو غيرها من الأذکار بل هو اسوء واشنع لأنه خلط المعصية بالعباد  
اور ایسی ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اذکار میں جاری ہو بلکہ یہ بدتر اور شنیع تر ہی اسلی کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا  
وقلعت بالدين وان اعتقد هذا الصنيع الشنيع عبادة فهو معصية أخرى امتدادا لتقيا حاصل لا ولي وأما اللحن  
اور دین میں کبھی شرع کیا اور اگر اعتقاد کرتا ہی کہ یہ عمل بد عبادت ہی تو یہ الگ بڑا ہی گناہ پہل گناہ ہی سخت تر ہی  
فهو على ما فهم من كلام صدر الشريعة في باب الأذان انه قد يكون بتحريف الكلمات بان ينقص حرفا من  
سواء موافق اوس مضمون کی جو صدر الشریعہ کی کلام سی باب اذان میں معلوم ہوتا ہی یہ کہ لحن کبھی کلمات کی تغیری ہوتا ہی اسطورہ کو کوئی حرف اذکار میں  
حرفا سواء كان حرفا من حروف المد أو غيرها أو بان يزيد فيها حرفا من حروف المد أو غيرها وقد يكون بتغيير صفات  
میں ہی کہ کوئی برابر ہی کہ حرف مد ہو یا کوئی اور ہو یا اسطورہ ہوتا ہی کہ اوس میں کوئی حرف حروف مد وغیرہ میں سی بڑا ہی اور کبھی حرفوں کی صفات کی بدلتی ہی  
حرفها بان ينقص شيئا من كنهيات الحروف أو يزيد الحركات والسكنات والمدات وغير ذلك من الألفاظ  
ہوتا ہی اسطورہ کبھی کبھی صفات حروف کی کم کردی یا زیادہ کردی جیسی حرکات اور سکانات اور مدات اور سوار اسکی ادغام اور خفی کرنا  
والتشباع الحركات وتوفير الغنادات ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر في كتب التجويد وقد يستعمل اللحن بمعنى التقني  
اور حرکت کا بڑا اور غنہ کا پورا کرنا اور مانند اسکی جتنی گنتی بہت ہی چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہی اور کبھی لحن کو تقنی کی معنوں میں لیتی ہیں  
وقد يطلق كل من هذه الألفاظ ويراد به مجرد حسن الصوت من غير تخيير لفظ فعلى هذا متى قيل يجوز قراءة القرآن  
اور کبھی ان تمام لفظوں سی نری خوش آواز کی بدون تغیر لفظ کی مراد ہوتی ہی  
باللحن يراد به حسن الصوت ولحن العرب كما في قوله هم اقروا القرآن بلحن العرب المراد بلحن العرب صوابهم الطبيعية التي  
پڑھنا الحان سی جائز ہی تو خوش آوازی اور عرب کا لہجہ مراد ہوگا چنانچہ اس حدیث میں ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھو اور مراد عرب کی لہجہ ہی عربوں کی اصل طبیعی  
هي من المرد وقصر المقصول وتزويق المرقق وتخييم المفخم وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفي وغير ذلك مما هو لازم في  
آوازیں میں یعنی دراز کرنا مردو کا اور قصر کرنا مقصور کا اور طبع کرنا طبعی کا اور پر کرنا پر کا اور ادغام کرنا قابل ادغام کا اور اظہار کرنا قابل اظہار کا اور خفی کرنا قابل خفی کرنا اور سوار اسکی جو جو عز  
كلهم الذ هو سليقة لهم لا يحسنون غيره وصقيل قراءة القرآن باللحن حرام يراد به لحن اهل الفسق كما في قوله يوم ابالكهم  
کی کلام میں لوانا تہیں جو انکا اصل طریقہ کہ اسکی خلاف کو اجاب نہیں سمجھتی اور جب کوئی یہ کہی کہ قرآن کا پڑھنا الحان سی حرام ہی تو اب لحن فاسقوں کی مراد ہیں جیسی یہ حدیث میں ہی  
اهل الفسق والمراد بلحن اهل الفسق الانعام المستفاد من الموسيقى اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لا ريبا في كسيرة  
فاسقوں کی لحن سی بخفی رہو اور فاسقوں کی لحن سی وہ نعمات مراد ہیں جو گویں کی طرز پر ہوتی ہیں اسلی کہ جو شخص یہ نفی کرتا ہی وہ فاسق ہی کیونکہ کبیرہ اختیار کر لیا ہی  
الآثر ان ايا حنيفة وغيره من المشايخ يبيحون قراءة القرآن باللحن على ما ذكر في بعض الفتاوى على تقدير كون المراد بها  
دیکھتا نہیں کہ اہم ابو حنیفہ وغیرہ مشایخ الحان سی قرآن کا پڑھنا مباح کہتی ہیں چنانچہ بعضی فتاویں میں مذکور ہی اور جس صورت میں کہ مراد اس سی وہ نعمات ہوں  
المستفادة من الموسيقى كيف يبيحون نها مع صريح النهي عن ايقوله عليه السلام اياكم ولحن اهل الفسق وعلى تقدير كون المراد بها  
موسیقی کی طرز پر ہوتی ہیں تو کیونکہ مباح کہہ سکتی باوجودیکہ اس حدیث میں صامع فرمایا ہی فاسقوں کی لحن سی بخفی رہو اور اگر مراد اس سی خوش آوازی  
الصوت ولحن العرب كيف لا يبيحونها وقد امر النبي بقوله اقروا القرآن بلحن العرب وقد يقع الغلط على اقسام بعض الناس فيظنون المراد بحسن الصوت  
اور لہجہ عرب کا ہو تو کیونکہ منع کر سکتی باوجودیکہ نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں ارشاد کیا ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھو اور بیشک بعض لوگوں کی سمجھ غلط پڑتی ہی وہ یہ  
في قراءة القرآن الخطبة والأذان هي التقني المعرف المسمى بها هي التي لا يرمون عن هذا المعنى لمعزولون ثم انهم لا يكتفون بما ارتكبوا  
جو قرآن کی پڑھنی اور خطبہ اور اذان میں دکار ہی ہی نفی مشہور و معروف ہی افسوس افسوس انکی سمجھہ پر حق تو یہ ہی کہ وہ ان معنوں سی بہت دور ہیں پھر یہ ہی تو ہیں کہ جو اختیار کر لیا ہی

ان لحنی میں کہ خوش آوازی ہی



ولا يفتقر في طعن السلف الصالحين وينسب اليهم الفعل المحرم في جميع الاديان حيث يعتقدون ان الغناء  
 بلکہ علماء سلف کو طعن دیتی ہیں اور انہیں ایسی فعل کی جو تمام مذہبوں میں حرام ہی تھی تھی لیکن اس واسطے کہ یہ اعتقاد کرتی ہیں کہ بیشک یہ غنا  
 الذي يفعلونه اليوم هذا الذي كان السلف يفعلونه ومعاذ الله ان يظن بهم هذا ومن وقع له ذلك يتعجب  
 کہ جواب عمل میں آتی ہی یہ وہی غنا ہی جو سلف بزرگ استعمال کرتی تھی خدا کی پناہ اور کسی طرف ایسی گمان ہی ۔ اور جسکی خیال میں یہ یہ وہی گناہ  
 عليه ان يتقرب عنه ويرجع الى الله تعالى والا فهو من الهاكين لا تری ان حسن الصوت في الاذان مندوب  
 تو اسکو یہی جہی کہ اس عقیدہ سے تو یہ کہی اور خدا کی طرف جو رج کری نہیں تو وہ ہلاک ہوا دیکھتا نہیں کہ حسن صوت اذان میں مستحب  
 ومطلوب مع ان التغني فيه حرام ومكروه منصوص كراهته في عامة الكتب من المتن والشرح والفتاوى  
 اور مقصود ہی باوجودیکہ اذان میں حرام اور مکروہ ہی اسکی کراہت صاف تمام متنوں اور شرحوں اور فتاویٰ میں  
 مع ضرورة التاكيد والتهديد وقد صدر الاكثار على قاعله عن النبي عليه السلام وعن الصحابة والتابعين وغيرهم  
 بتاكيد اور تہدید مذکور ہی اور بیشک برای تغنی کر نیوالی کی نبی علیہ السلام ہی اور صحابہ اور تابعین وغیرہ  
 من السلف والخلف اذ روى عن ابن عباس رضي الله عنه انه كان له مؤذن بطرب ومنهاه عن ذلك وروى ان  
 اگلی اور پھیلون سے ثابت ہوتی ہی اسواسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہاں ایک مؤذن مطرب تھا اور مؤذن کو اس سے باز رکھا اور دیکھا  
 رجلا قال كان عمراني احب في الله فقال له ابن عمر اني ابغضك في الله لانك تغني في اذانك فظهر من  
 کہ ایک شخص نے ابن عمر سے کہا میں تمکو اس کی واسطے محبت رکھتا ہوں پس ابن عمر نے جواب دیا میں تجھکو خدا کی واسطے برا جانتا ہوں اسکی کہ تو اذان میں تغنی کرتا ہی  
 هذه الوجوه كلها ان المراد بالتغني في الحديث المذكور سابقا ليس هو المعروف والمشهور بل المراد به الاعلان  
 اب ان تمام وجوہات سے ظاہر ہوتا ہی کہ تغنی ہی جو پہلے حدیث میں آیا ہی وہ ہی تغنی معروف و مشہور مراد نہیں ہی بلکہ تغنی ہی قرآن کا ظاہر ہوتا  
 بالقرآن ولا يصح به كانه عليه السلام جعل الجهر به تنعابا لا قرار بتوحيد الله تعالى ونسوة انبياءه في كونه  
 اور نصیب زبان سے پڑھنا مراد ہی گویا نبی علیہ السلام فی قرآن بلند آواز سے پڑھنے کو نہ قرآن کی ہر پائی دہی تو حید اللہ تعالیٰ کی اور انبیاء کی نبوت کی اسباب میں  
 من شعائر الاسلام كالا اعلام بالشهادتين في صحة الايمان او المراد به الاستغناء بالقرآن عن الانشعار و  
 کہ نشان اسلام کا ہی جیسی دو کو کلمہ شہادت کا ظاہر کرنا واسطے درست ایمان کی نشان ہی یا تغنی ہی مراد نسبت قرآن کی شعروں ہی اور  
 احاديث الناس فقد ورد التغني بهذا المعنى وان مان يحجى تفعل بمعنى لست تفعل قليلا من قلة الاستغناء لا يمنع  
 یہاں کی تغنی کہانیوں سے ہی نیاز ہوتا بیشک تغنی کی یہی سنی میں اگر حوزہ تغنی کا مستعمل کی معنوں میں کثرت آتی ہی لیکن قلت استغناء ہی احتمال  
 مستعمل الارادة المتخيلة والقرين فان له نزين للقرآن لا سيما مع حسن الصوت فان التغني بمعنى حسن  
 ارادہ کا نہیں وقوف ہوتا اور مراد اس سے تجوید یا ترنیں ہی کیونکہ اس سے قرآن کو زینت ہوتی ہی خاص کر خوش آوازی نوبیشک تغنی بمعنی خوش آوازی  
 الصوت مندوب على ما ذكر في التاتارخانية ان التغني بالقرآن لم يغير الكلمة عن وضعها بل يحسنه تحسين  
 مستحب ہی چنانچہ تاتارخانیہ میں یہ مذکور ہی کہ تغنی قرآن میں اگر کلمات کو اپنی وضع سے بدل دی بلکہ اسکو آراستہ کر دی  
 الصوت وتزيين بالقرآن فذلك مستحب عندنا في الصلوة وخارجها وان كان يغير الكلمة عن وضعها يوجب  
 اور قرارت کو زینت دی تو یہ تغنی ہماری نزدیک مانیں اور نماز سے باہر ہی مستحب ہی اور اگر تغنی کلمات کو اپنی وضع سے بدل ڈالی تو نماز کو  
 فساد الصلوة لان ذلك منهي عنه وقال التوريشي القراءة على الوجه الذي يطيبه الوجد في قلوب السامعين  
 بگاڑتی ہی اس کی کہ یہ تغنی ممنوع ہی اور نوریشی کہتا ہی کہ اس وضع کی قرارت جو سنی والوں کی دلوں میں شور محبت بڑھاوی  
 ولورث الحزن ويجلب الرصوع مسد تخبة عالم يخرج من التغني عن التجويد ولم يصرفه عن عادات النظم في الكلمات  
 اور اندوہ پیدا کری اور آنسو بہاوی مستحب ہی بیشک کہ تغنی تجوید سے نہ نکال دی اور اس نظر سے جو کلمات اور حرف میں رعایت کی جاتی ہی دور نہ کر دی

والحر فاذ انتفى الى ذلك عاد الاستحباب كراهة اذا تقرر هذا ينبغي ان تعلم ان الفقهاء لما صرحوا بان التفتة  
 ہر اگر اس وقت کہ پہنچی تو مستحب نہیں مگر وہی جب یہ معلوم ہو چکا تو یہ بات یہی لایق سمجھنی کی کہ فقہاء جب تفتی کو

فی القرآن حراماً وشد وافہ مع ظوہر بعض الاحادیث الذی ہم جوازہ فیہ فکونہ حراماً فی غیرہ من الاذان  
 قرآن میں منہ حرام کہہ چکی اور اسباب میں تنہا کر چکی باوجودیکہ بعض احادیث کی ظاہر معنوں سے جواز کا وہم پڑتا ہے یہاں پہلے ہی تفتی سوا قرآن کی اذان

والخطبة والاذکار وغیرہا مع عدم ورود شیء ما یوہم جوازہ فیہا اصلاً من ظوہر الاحادیث واقوال العلماء  
 اور خطبہ اور اذکار وغیرہ میں باوجودیکہ ہرگز کوئی ایسی روایت نہ ہو کہ جس سے جواز تفتی کا اذان وغیرہ میں وہم پڑے مذکور کی ظاہر حدیث سے قول کس عالم کا بطریق اولیٰ حرام ہے

لانہ بقی علی الخطر الاصلی المستفاد من قولہ التفتی حرام فی جمیع الادیان المجلس الثامن والأربعون  
 اس واسطے کہ وہ خطر اصلی پر باقی ہے جو اوکی اس قول سے مفہوم ہوتا ہے کہ تفتی تمام دینوں میں حرام ہے

فی بیان فضیلة المؤذن و بیان سبب وضع الاذان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسمع  
 بیان مؤذن کی فضیلت کا اور بیان سبب اذان کی مقرر ہو چکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں سیکھا

مدی صوتی المؤذن جن ولا انس ولا شئ الا شہد لہ یوم القیمة ہذا الحدیث من صحیح المصابیہ رواہ ابو  
 انتہا آواز مؤذن کی جن اور نہ انسان اور نہ کوئی اور شئی مگر واسطی مؤذن کی قیامت کی روزگاہی دیکھا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو شیبہ کی روایت

الحدری و فیہ حث علی استفراہ الجہد فی رفع الصوت بالاذان لیکثر شہود من الجن والانس وغیرہا من  
 سی اور اس میں یہ ترغیب ہے کہ جہان تک ہو سکی تمام قوت اذان میں آواز بلند کری تاکہ گواہ جن و انس وغیرہ حیوانات

الحيوانات والجمادات یوم القیمة فان المؤذن کما جعل صوته اجہر یكون شہودہ یوم القیمة اکثر وانما  
 اور جمادات قیامت کی روز زیادہ ہو جائیں کیونکہ مؤذن جتنی آواز بلند کر لگا دیتی ہے اسی گواہ قیامت کی دن زیادہ ہوگی اور نہیں سیکھا

قال لا یسمع صوته لان مدی الصوت غایتہ وغایة الصوت تكون اخفی لاحیالہ فاذا شہد لہ من بعد  
 آواز اوسکی اس لئے فرمایا کہ مدی صوت انتہا آواز کا ہوتا ہے اور انتہا آواز کا بالضرورت بہت خفی ہو جاتا ہے

ووصل الیہ ہمس صوته فاوی ان یشہد لہ من قریب منہ وسمع مناد صوته والمراد من شہادة الشہد  
 پہر جلیہ سکی گواہی دے چیزیں جو اس کی آواز

یوم القیمة اشہادہ فی ذلک الیوم فیما بین اهل المحشر بالفضل وعلو الدرجة فانه تعالیٰ کما یہین قوماً  
 بزرگی اور بلند مرتبہ کی گواہی ہوگی بیشک اللہ تعالیٰ جیسے کسی قوم کو قیامت کی دن اوسکی حق میں گواہ ہوں کی بری گواہی سنکر ذلیل کرتا ہے تاکہ سب کے سامنے خوار و ذلیل

یوم القیمة بشہادة الشہود علی رؤس الاشہاد وتسمیوا لوجہہم فذلک الشک ربہم  
 اور کمالا منہ ہووی سوا ایسا ہی بعضی قوم کو

قوماً فی ذلک الیوم شہادۃ الشہود ہم تسمیوا لوجہہم تطیبوا قلوبہم ثم انہم بکثرة شہادۃ الشہود ہم یفہم  
 اس روز گواہوں کی ایک ایک گواہی خوشی پوری اور دل خوش کرینگی لئی عزت کرتا ہے پہر اس قوم کی طرح اور سبب بہتیت چچی گواہوں کی برہنہ باقی سے

سروہم وفرحہم فان قبل الاذان ذکر والاصل فی الاذکار الاخفاء لقولہ تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک خفاً  
 یہ اگر کوئی یہ کہی کہ اذان تو ذکر ہے اور تمام ذکر دن میں اصل انہی یعنی چکی سے بدلیل اس آیت کی اور یاد کرتا ہے ابنی رب کو دلین گڑھوٹا

وخیفۃ وادون الجہر من القول ولقولہ علیہ السلام للذی رفع صوته بالذکر لن تدعوا صم ولا غائباً  
 اور ڈرتا اور پکار سے کم آواز بولنی میں اور اس لئے کہ نبی علیہ السلام نے اس شخص کو پکار کر ذکر کیا تھا فرمایا تو ہرگز نہیں پکارتا یہاں اشارہ غائب کو

فما وجہ الجہر فیہ فالجواب ان الاذان وان کان ذکر وکان الاصل فی الاذکار الاخفاء الا ان فیہ معنی فاید  
 بہر اذان میں پکارنی کی کیا وجہ ہے تو جواب یہ ہے کہ اذان اگرچہ ذکر ہے اور اصل ہی ذکر دن میں اخفا ہی ہے پر اذان میں ایک اور بات بڑھتی ہے



یوجب الجهر علی خلاف الاصل وهو كونه اعلیٰ اوقات و هذا المعنی الزائد واجب فيه حکما عارضا علی  
 جس میں پکار کر کہنا اصل کی برخلاف ہو گیا اور وہ بات ہے کہ نماز کی وقتوں کی خبر دیتی ہیں اس ہی جتنی بات فی اوسمیں ایک حکم عارضی اصل سے الگ واجب کر دیا ہے  
 الاصل وهو الجهر لانه لا یصلح ان یکون اعلیٰ اوقات البصفة الجهر بیان ان الاذان وان کان ذکر ا یوجب الخفاء  
 یعنی پکار کر کہنا اس واسطے کہ اذان سے بدون پکار کر کہنی کی اعلام نہیں ہو سکتا اسکا بیان یہ ہے کہ اذان اگر چہ ذکر ہے جس میں اخفا واجب ہے  
 الا ان اخفاء امتنع فیہ لانه قوی هو كونه اعلیٰ اوقات الا اعلام لا یکن حصوله الا بصفة الجهر و وجوب  
 پر بیشک اس میں اخفا ایک قوی مانع کی سبب سے ممنوع ہے وہ مانع یہ ہے کہ وہ اعلام ہی اس واسطے کہ اعلام بدون پکار کر کہنی کی حاصل ہونا ممکن نہیں ہے اور ایک  
 علة توجب حکما علی وجه لا ینتم وجود علة اخرى توجب حکما اخریٰ فالاول بل اسمہ ایضاً یل علی  
 علت سے اسکا حکم اس طور پر واجب ہوتا ہے کہ اوس سے دوسری ایسی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہیں ہوتا جس سے دوسرا حکم اول کی برخلاف واجب ہو جاویں بلکہ اسکا نام ہی یعنی اذان ہے  
 یوجب الجهر فیہ لانه فی اللغة الاعلام مطلقاً و فی الشریعة اعلام مخصوص علی وجه مخصوص بالفاظ  
 کرتا ہے کہ اس میں جہر واجب ہی اس لئے کہ اذان کی معنی مطلق اعلام کی ہیں اور شریعت میں خاص اعلام کو کہتی ہیں بطور خاص الفاظ مخصوصہ سے  
 مخصوص وقد سبق ان الاعلام یمتنع حصولہ بدون الجهر بل سببہ ایضاً یل علی لزوم الجهر فیہ و ہونہ  
 اور وہ پورے پورے پکارا ہے کہ اعلام بدون جہر کی ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ اذان کی ایسا کہ سبب ہی دلالت کرتا ہے کہ اوس میں جہر لازم ہے وہ سبب یہ ہے  
 علیہ السلام لما قدم المدينة و بنی المسجد شاور اصحابہ فیما یجعل علامة لمعرفة وقت الصلوة وحضور الجماعة  
 کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ میں تشریف لای اور مسجد تیار کی تو صحابہ سے مشورہ کیا کہ اوقات نماز کی پہچان اور جماعت میں آنی کی لئی کیا علامت مقرر کریں  
 فنكرله ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصاری فنكرله النقر فی القرن فقال هو من شعائر الیہود فنكر  
 کہ نبی نے ناقوس کا بجانا نہ دیکھا تو آپ نے فرمایا وہ طریقہ نصاریٰ کا ہے پھر صور پھونک کر دیکھا کہ آپ نے فرمایا یہ یہود کا طریقہ ہے پھر کھینچنے  
 له ایقاً النار فقال هو من شعائر المجوس فتفرقوا من غیر ان یتفقوا علی شیء وکان فیہم عبد اللہ بن مرید  
 اگر جلالی کا ذکر کیا پھر آپ نے فرمایا یہ طریقہ مجوسیوں کا ہے پھر یہ یہی اختلاف رہا کسی ایک بات پر متفق نہ ہوئے اور اوس مجمع میں عبد اللہ بن زید انصاری بھی تھے  
 فاهتم ہما شدیداً لہم رسول اللہ علیہ السلام فلم یأکل الطعام تلك الليلة فبات محمداً فلما أصبح اتی رسول  
 سوا و نکو بسبب فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑا سخت فکر تھا کہ اوسنی رات کو کھانا نہ کھایا اس ہی فکر میں سو گیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی کنت بین النوم والیقظة اذ مریت نازلاً من السماء علیہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں کچھ سوتا کچھ جاگتا تھا  
 بردان اخضران فقام علی جرم حائط واستقبل القبلة وقال اللہ اکبر اللہ اکبر الی تمام کلنت الاذان فقال  
 دو چادر سبز اوڑھی ہوئی پھر وہ کمر کی دیوار پر روئے قبلہ کھڑا ہو کر کہنے لگا اللہ اکبر اللہ اکبر اذان کی آخر عبارت تک پس رسول  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذا الرؤیا حق فالق ما لم یتر علی بلال فانه امد منك صوتاً فالقیته  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب حق ہے سو جوتوئی دیکھا ہی بلال کو سکھادی کیونکہ بلال تجھ سے بلند آواز ہی سو مینی اوسکو سکھادی  
 علیہ فقام علی رفق سطح فاذا سمعہ عمر بن الخطاب وکان فی بیتہ فخرج یجرددائه حتیٰ لیسوا اللہ  
 پھر بلال نے ایک اونچی جگہ پر کھڑی ہو کر اذان پڑھی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نے اپنی کمر میں سنی سو چادر کھینچتی ہوئی کمر سے نکل کر رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ والذی بعثک بالحق لقد رأیت مثلاً قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ قسم یہاں اوس اندک جس نے تمکو برحق پہنچا ہی میں نے بھی دیکھا ہی جیسی بلال کہتا ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فله الحمد وروی انه رای فی المنام تلك الليلة احد عشر رجلاً من الصحابة مارواہ عبد اللہ بن زید فلما  
 فرمایا اللہ الحمد اور روایت ہے کہ اوس رات کو گیارہ مرد صحابیوں نے خواب میں یہ بھی دیکھا تھا جو عبد اللہ بن زید نے روایت کی بہر جب

ثبت شرعية الاذان بهذه الرواية التي شهد بحقيتها النبي عليه السلام كان من شعائر الاسلام حتى لو اذان كما شروع ہونا اوس خواب سی ثابت ہو چکا جسکی حقیقت میں نبی علیہ السلام کی گواہی دی تو اذان نشان اسلام کا مظہر ہوئی یہاں تک کہ اگر

اصد على تركه اهل مصر و اهل قرية او اهل محلة اجبرهم الامام على الاتيان به وان لم کسی شہر یا گاؤں والی یا اہل محلہ یا اہل قریہ سے اس پر جبر نہیں تو امام وقت اذان پر زور دینا ہر گز اور اگر

يفعلوا قاتلهم لانه لما كان من اعلام الدين كان الاصرار على تركه استخفافا بالدين فيلزم القتال وقد ما بین تو اذان پر جہاد کری اسواسطی کہ جب اذان اعلام دین سی ہوئی تو اسکا سراسر ترک کر دینا استخفاف ہی اسلئے جہاد کرنا لازم ہو اور

روی عن انس انه عليه السلام كان اذا طلع الفجر وكان يسمع الاذان فان سمع الاذان أمسك والا غار انس سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کا سفر جہاد میں یہ روایت تھا جب صبح ہوئی تو اذان کی طرف کان لگاتی اگر اذان کی تواسنی تو کھج جاتی اور نہیں تو غارت کرتی

يعني انه عليه السلام اذا اراد ان يغري الكفار كان من عادته ان يسير بالليل فاذا وصل الى بلدة لا يعرف مراد یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کفار پر غارت گری کا ارادہ کرتی تو یہ عادت تھی کہ رات کو روانہ ہوتی جب کسی ایسی شہر پہنچتی کہ اسکا حال معلوم نہوتا

حالتها ينتظر الصبح ويستمع الاذان ليعلم ان تلك البلدة بلدة المسلمين او بلدة الكفار فان سمع الاذان أمسك تو صبح تک منتظر رہتی اور اذان کی طرف کان لگاتی تاکہ یہ امر معلوم ہو جاوی کہ یہ شہر مسلمانوں کا ہی یا شہر کفار کا ہی ہے اگر اذان سن پائی تو غارت گری ہی

عن لا غارة وتركها وان لم يسمع الاذان غار هذا الحديث دل على كون الاذان من اعلام الدين ومع هذا باز رہتی اور اوس شہر کو چھوڑ دیتی اور اگر اذان نہ سنتی تو غارت کرتی پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اذان اعلام دین سی ہی اور باوجود اسکی

يفهم منه كونه واجبا لكن عند عامة المشائخ وهو الصحيح انه سنة مؤكدة وكذا الاقامة سنة مؤكدة للصلاة اسہی سی معلوم ہوتا ہے کہ اذان واجب ہی ہر عام مشائخ کی نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہی ہے یہ صحیح اور ایسی ہی تکبیر یا تحن نازکی واسطی سنت مؤکدہ ہی

الخمس اذ صليت بالجماعة اذ وقضاه للجمعة لانها فرض لا للواجب كصلوة النور والعیدین ولا للسنن بشرطیکہ باجماعت ہوں وقت پر اور ہوں یا قضا اور جمعہ کی لمی ہی اسواسطی کہ جمعہ فرض ہی اور نماز واجب کی واسطی نہیں ہی جیسی نماز تراویح اور عید اور سنتوں کی واسطی

كالتراویح ولا للنفول كصلوة الكسوف والاستسقاء اذ صليت بالجماعة كل واحد من تلك الصلوات ويزيد المؤذن جیسی تراویح اور نفول کی واسطی جیسی نماز سورج گہن اور استسقاء کی اگرچہ یہ سب نمازین باجماعت پڑھیں اور مؤذن فجر کی اذان میں

بعد فلاح الاذان في الفجر قوله الصلوة خير من النوم من تین نمازیں بل ان بل لا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم بعد صلی علی الفلاح کی الصلوة خیر من النوم دوبار زیادہ کی اسواسطی کہ بلال نبی علیہ السلام کی پاس آیا

فوجدنا نائبا فقال الصلوة خير من النوم فقال النبي عليه السلام ما احسن هذا جعله في اذانك وانا خير تو اچھو سوئی پایا پس بلال نے کہا الصلوة خیر من النوم پس نبی علیہ السلام نے فرمایا کیا خوب بات ہے اسکو تو اپنی اذان میں داخل کر لی اور خصوصیت

الفجر به لانه وقت نوم وغفلة فاحتج الى زيادة اعلام والاقامة مثل الاذان لانه يزيد بعد فلاحها قول فجر کی اسلئے ہی کہ نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہے سو اسلئے وقت تنبیہ کی حاجت ہے اور تکبیر و اذان کی ہی پر اتنا فرق ہی کہ تکبیر میں بعد صلی علی الفلاح کی اتنا لفظ

قد قامت الصلوة مرتین ویترسل فی الاذان و یحذر فی الاقامة لما روی انه عليه السلام قال لبلا ان اذا قد قامت الصلوة یعنی قدیم ہوئی نماز دومار کی اور اذان میں بڑا بڑا کر کے اور تکبیر میں شتہ شتہ کی کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے بلال سے فرمایا جب تو اذان پڑھی

فترسل واذا اقامت فاحذر والترسل ان يفصل بين كلمات الاذان بسكتة والحذر ان يوصل بين كلمات تو بڑا کر اور جب تو تکبیر کی تو جلدی کر اور ترسیل یہ ہے کہ اذان کی کلمات میں ایک ایک سکتہ کا فرق کرنا جاوی اور حد یہ ہے کہ تکبیر کی کلمات کو جلد جلد ملا جاوی

الاقامة بسرعة ویترسل الاعراب فیہا لما روی عن ابراهيم النخعي انه قال شیطان یحزمان کانا ولا یعربوہا الا طت اور اعراب یعنی حرکات کو دونوں میں ترک کری اسواسطی کہ ابراہیم نخعی سی روایت ہے کہ کتا تھا دو چیزیں جزم سی ہیں پہلی لوگ اور کوا عرہ نہیں دیتی ہی اذان



والاقامة قال الزیلعی یعنی علی الوقف لکن فی الاذان حقيقة وفي الاقامة ينوي الوقف قاله المروى وعلوم الناس

اور کچھ زبانی کہتا ہی یعنی وقف ہے لیکن اذان میں وقف حقیقی ہی اور کبیر میں وقف کی نیت کی یہ قول ہر طرف کا ہی اور علوم لوگ یوں

يقولون الله اكبر الله اكبر يضم الراء الاولى وكان ابو العباس المبرد يفتيها بنقل فتحة هرة اسم الله تعالى اليها

کہتی ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر نہیں راء کی ضم سی اور ابو العباس مبرد اس راوی پر زبرد چلتا ہی اس کی اف کا زبر نقل کر کر اس راوی کو دیتا ہی

لا لتقاء الساكنين كما يفتح الميم في قوله تعالى الله لا اله الا هو من الاصل في الحروف المقطعة الاسكان ويترتب بين

واسطی جمع ہونی دو ساکن کی جیسی میم اس آیت میں مفتوح ہوتا ہی باوجودیکہ اصل حروف مقطعات میں سکون ہی اور اس کی کلمات کو کسی ہی مرتب کی

كلماتها كما شرع حتى لو قدم بعضها واخر بعضها فلا فضل لاعادة مراعاة للترتيب ولا يتكلم فيها ولا يستقبل بها

جیسی مشروع ہوئی میں بیان تک کہ اگر کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے رکھ دیا تو وہی رعایت ترتیب کی دہرائی بہتر ہی اور دو کو پیچھے رکھتی ہوئی بیچ میں نہ لیں اور دو کو رو بہ قبلہ ہر

القبلة ويلتفت في الاذان مع ثبات قدميه في مكانه يميناً عند قوله حي على الصلاة وشمالاً عند قوله حي

پر ہی اور اذان میں دونوں پاؤں جمائی ہوئی اپنی جگہ میں حی علی الصلاة کہتی ہوئی دہنی طرف منہ پھری اور حی علی الصلاة کہتی ہوئی بائیں طرف

على الفلاح لان طرفي الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففي المناجاة يستقبل القبلة لان احسن احوال

اس واسطی کہ اذان کی اہل اور آخر میں مناجات ہی اور اس کی بیچ میں منادات یعنی لوگوں کو پکارنا ہی سو مناجات میں رو بہ قبلہ ہی اس واسطی کہ بہتر حال

الذاكرين استقبال القبلة في المنادات يلتفت الى من يناديهم لانه خطاب لهم فيتوجه اليهم واذا كان في

یاد رکھی کریں اذان کا رو بہ قبلہ رہنا ہی اور پکارتی وقت اور طرف منہ پھری جھکو پکارتا ہی اس کی کتاب ادنیٰ کو خطاب ہی سو ادنیٰ کو منہ پھری اور اگر مؤذن

المناجاة ولم يحصل تمام الفائدة بتحويل وجهه مع ثبات قدميه في مكانه ليستدير فيها ويجعل اصبعه في اذنيه

مناجہ کی اندر ہووی اور منہ پھرائی سی دونوں پاؤں اپنی جگہ پر جمی ہوئی میں خواہ وہ نہ ہو تو اس کی اندر گردش کری اور اپنی دونوں انگلیاں اپنی کانوں میں کر لی

لما روي انه عليه السلام قال لبطل جعل اصبعك في اذنيك فانه ارفع لصوتك وان لم يجعل اصبعه

اس واسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی بلال کو فرمایا اپنی دونوں کانوں میں انگلیاں دی لی اس سی تیری آواز بلند ہووی گی اور اگر وہ انگلیاں نہ لیں مندی

في اذنيه بل جعل يديه على اذنيه فحسن كما روي ان ابا محذورة ضم اصابعه

بلکہ دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لی تو ہی بہتر ہی اس واسطی کہ روایت ہی کہ ابو محذورہ فی اپنی چاروں انگلیاں ملا کر

الاصابع ووضعها على اذنيه وعن ابي حنيفة انه قال ان جعل احدي يديه على اذنه فحسن ولا يؤذن لصلاة

کا پھر رکھ لیں تھیں اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ فرمایا اگر کوئی سا ایک ہاتھ اپنی کان پر رکھ لی تو ہی اچھا ہی اور کسی نماز کی واسطی

قبل دخول وقتها ويجعل في الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله يكون تجهيدا

وقت آنی سی پہلی اذان نہیں اور وقت ہونی کی بعد دہرائی جاوی اگر اذان پہلی کہی ہو اس واسطی کہ اذان وقت کی آنی کی خبر دینی کی واسطی ہی پس اذان وقت سی پہلی پہلا وارینا ہی

لا اعلاما وعند ابي يوسف وهو قول الشافعي يجوز للفجر في النصف الاخير من الليل لتوارث اهل الحرمين اهل مكة و

اعلام نہیں ہی اور ابو یوسف کی نزدیک اور ہی قول شافعی کا ہی فجر کی آوی رات گزرنی کی بعد اذان جائز ہی بسبب عمل در آمد اہل حرمین اہل مکہ اور

اهل المدينة والحجة على كل قوله عليه السلام لبطل لا تؤذن حتى يستبين لك الفجر هكذا فذبه عرضا و

اہل مدینہ کی اور سب کی دلیل یہ حدیث ہی جو آپ فی بلال سی فرمایا اذان مت دینا جب تک شجرہ فجر اس طور پر ظاہر نہ ہووی پھر ایسا ہاتھ عرض میں کہنچا اور

لظهور التراب في الامم الدينية استحسن المتأخرون التشويب بين الاذان والاقامة في الصلوات كلها سوى المغرب

اور دینی میں سستی جو ظاہر ہونی لگی ہی تو متاخرین علماء فی تشویب کو درمیان اذان اور کبیر کی بجز مغرب کی تمام نمازوں میں پسند کیا ہی

وهو العود الى الاعلام بعد الاعلام بحسب طعارفه كل قوم لانه مبالغة في الاعلام فلا يحصل ذلك الا بما يتعارفون

اور تشویب دوبارہ آگاہ کرنا ایک دفعہ آگاہ کر کی موافق تعارف ہر ایک قوم کا اس واسطی کہ تشویب اعلام میں مبالغہ ہوتا ہی بعض تعارف قوم کی نہیں ہو سکتا

وابو یوسف شخص به من له زیادة اشتغال بامور المسلمين کالامیر والقاضی المفقی لانهم لا یعرفون وقت  
الحضور ولو حضروا کما سمعوا الاذان ولم یحضر الجماعة یحتاجون الی انتظار فیتعطل مصالح المسلمين ینبغي  
حضوره دهمان نہیں ہوتا اور اگر یہ لوگ اذان سنتی ہی چلی آکرین اور جماعت جمع نہ ہو تو انتظار کرنا پڑیگا پھر مسلمانوں کی کار بار معطل ملتی رہیگی اور مؤذن کو یوں چاہی

للمؤذن ان یفصل بین الاذان والاقامة ویکره وصلهما لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول  
وقت الصلاة لیتھیوا لها بالظہارة فیحضر المسجد لاقامتها وبالوصل ینتفی هذا المقصود وطریق الفصل  
کہ اذان اور اقامت کی بیچیں کچھ دنگ کیا کری دونوں کا متصل بدلون فاصل کی کہنا مکروہ ہی اسلی کہ غرض تو اذان ہی لوگوں کا آگاہ کرنا ہی کہ وقت نماز کا آگیا ہی  
یامکرہ نماز کی تیاری کرن وضوء غسل کر کر مسجد میں نماز کی لئی آئیں اور دونوں کی ملاپ میں یہ غرض فوت ہوتی ہی اور طریق فاصل کا یہ ہی

ان الصلوة ان كانت مما یطوع قبلها یفصل بینہا بصلوة سنة کانت او غیرہا لما روى عن عبد الله  
کہ اگر نماز ایسی ہی کہ اس سے پہلی نفلین پڑھی باقی ہیں تو انکی بیچ میں نماز پڑھنی لگی خواہ سنت ہو خواہ اور کچھ اسو مسلمی کہ روایت ہی عبد الله

بن مغفل انه عليه السلام قال بین کل اذانین صلوة بین کل اذانین صلوة ثم قال فی الثالثة لمن شاء والمراد  
بن مغفل ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ہر وقت درمیان دو نماز کی نماز ہی ہر وقت درمیان دو اذان کی نماز ہی پھر تیسری دفعہ میں فرمایا جو شخص پڑھا چاہی اور مرد

بالاذنین الاذان والاقامة علی طریق التغلیب والمراد بالصلوة التطوع سواء کان سنة او غیرہا من النوافل  
دو اذان سی اذان اور تکبیر ہی بطور تغلب سبکی اور نماز سی مراد نماز نفل ہی برابر ہی خواہ سنت ہو یا اور کہ نفل

لا الفرض بدلیل تحبیرہ علیہ السلام فی المرة الثالثة بقوله لمن شاء وهو حجت علی التنفل بین الاذان  
فرض مراد نہیں ہی اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام فی تیسری بار میں اختیار دیدیا اس لفظ سی لمن شاء اور اس میں اذان اور تکبیر کی بیچیں نفل پڑھنی کی ترغیب ہی

والاقامة لان الدعاء لا یرد بینہما علی ما روى عن انس انه عليه السلام قال لا یرد الدعاء بین الاذان والاقامة  
اسو مسلمی کہ دعا اذان اور تکبیر کی بیچ کی رد نہیں ہوتی موافق روایت انس کی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ دعا درمیان اذان اور تکبیر کی رد نہیں ہی

فاذا کان الدعاء غیر مردود بینہما یكون العبادۃ بینہما افضل وان لم یفصل بینہما بصلوة یفصل  
جب اذان اور تکبیر کی بیچیں دعا مردود نہیں ہوتی تو عبادت ادنیٰ حج من افضل سی اور اگر انکی بیچ میں نماز ہو کہ درگ نکر تو اتنی دیر تک

بینہما بجلسة مقدارها ما یتمکن فیہ قراءة عشرین آية او مقدار ما یصلی اربع رکعات لحصول المقصود  
میشا ہی رہی جتنی تک میں بیس آیتیں پڑھ سکی یا اتنی دیر تک جس میں چار رکعت نماز پڑھ سکی کیونکہ اس میں مقصود پورا ہوتا ہی

وان كانت اذ صلوة مما لا یتطوع قبلها کصلوة المغرب فعندابی حنیفہ یفصل بینہما قائما بسکنة  
اور اگر وہ نماز ایسی ہی جس میں اس سے پہلی نفلین نہیں ہیں جیسی مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک اذان اور تکبیر میں اتنی دیر جیسا کہ امام ربیع

مقدار ما یتمکن فیہ من قراءة ثلاث آیات قصار او اية طويلة وفي رواية عنه مقدار ما یخطو ثلث  
جس میں تین آیتیں چھوٹی یا ایک طویل پڑھ سکی اور ایک روایت میں امام سی اتنی دیر جس میں تین قدم پھر ہی

خطوات ثم یقیم لان التجمیل مامور بہ والتاخیر مکروہ فیکتفی بادی الفصل لیکون اقرب الی التجمیل  
پہر تکبیر کی اسو مسلمی کہ تجمیل کا حکم ہی اور دیر لگانی مکروہ ہی سواد فی فاصل کفایت کرتا ہی تاکہ تجمیل سی قریب رہی

وعندہما یفصل بینہما بجلسة خفیفة لان الفصل مکروہ ولا یحصل الفصل بالسکنة لوجودہا  
اور صاحبین کی نزدیک اون دونوں میں تو ایسی نشست کا فاصل کری اسلی کہ ملا دینا مکروہ ہی اور سکنت کا کچھ فاصل نہیں ہی کیونکہ سکنت تو

بین کلمات الاذان فیجلس مقدار ما یجلس الخطیب فی الخطبتین وتقضى الفاشة باذان واقامة کلہما  
اذان کی کلمات میں ہی موجود ہی سو اتنی دیر بیٹھ جاوی جتنی دیر خطیب دونو خطبوں میں بیٹھتا ہی اور نماز فاشہ کی قضا کی لئی اذان اور اقامت دونو چاہیں اسلی



من سنن الصلوة لا من سنن الوقت فان كانت الفاتحة واحدة تقضى بها ليكن القضاء على

سنن الاذان وقد روى انه عليه السلام قضى صلوة الصلوة صلاة التعرّيس مع الجماعة باذان واقا

وان كانت متعذرة وادب قضاءها متولية يؤذن وتقيم للاولى منها ويكون مخيرا في الباقي ان شاء

اذن واقام ليكن القضاء على حسب الاداء وان شاء اقتصر على الإقامة لما روى انه عليه السلام شغله

المشركون يوم الخندق عن اربع صلوات سوى الفجر فقضى الاولى مع الجماعة باذان واقامة وما سواها باقامة

فقط واهل السفر في المفازة يصلون بها ويكره لهم تركها من سنن الجماعة والسفر لا يسقط الجماعة ولا يسقط

ما هو من سننها ولو اکتفوا بالاقامة وتركوا الاذان لا يكره لان الاذان للاعلام بل دخول الوقت ليحضر الغائبون

والذين هم في اشغالهم متفرقون والرفقة حاضرون وفي محل نزولهم مجتمعون ولا حاجة الى جمعهم احضا

واما الإقامة فهي للاعلام بالانوع في الصلوة وهم اليه محتاجون ويكره اذا لم يكتفوا به مع الجماعة في

المسجد بغير اذان واقامة ولا يكره في البيوت والكرور وضياح القرية لان ما كان في المصلى القرية صلا

والاقامة يكفيه والمقيم في المصلى اذا صلى في بيته وحده ينبغي ان يصلي باذان واقامة ليكن الاداء

على هيئة الجماعة وان تركها ماعلا يكره ان وجد في مسجد محله لانه وان كان مصليا بغير اذان واقا

حقيقة لكنه مصلحها حكما لان المؤذن في المحلة ناشئ عن اهل المحلة في الاذان واقامة لنصبهم لياه

لذلك فيكون اذانه واقامته كاذان الكل واقامتهم ولهذا حين اراد ان يصلي في بيته بعلة

والا سوط فقل له الا تؤذن وتقيم قال اذان الحى يكفينا واما المسافر اذا صلى في المفازة وحده بغير اذان

اقامة يكره له ذلك لكونه مصليا بغير اذان واقامة حقيقة وحكما لان المكان الذي هو فيه ليس فيه

تكميل كذا في

احد يؤذن ويقيم لتلك الصلوة اصلا والمصلی فی المسجد ان صلی جماعة یصلی باذان واقامة ويكره له  
 جسیل ماس نماز کی لئی اذان اور اقامت کی سر اور صلی مسجد میں اگر جماعت سی نماز پڑھتا ہی تو اذان اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھی اور اسکو  
 ترك كل منهما وان صلی منفردا فحكمه حكم المصلی فی بیتہ واما القری فان كان فیها مسجد وكان فی ذلك  
 دونو كتركنا مکروہ ہی اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہی تو اسکا حال ایسا ہی جیسی ہی کہہ میں نماز پڑھتا ہی اور کانگوین اگر انہیں مسجد ہی اور اس مسجد میں  
 المسجد اذان واقامة فحكم من یصلی فیہ او فی بیتہ كما هو وان لم یکن فیہا مسجد كذلك فحكم المصلی فیہا  
 اذان اور تکبیر ہی ہوتی ہی تو اسکا حال ایسا ہی جیسی ہی کہہ میں نماز پڑھی یا اپنی کہہ میں چنانچہ گزر چکا اور اگر اوہیں ایسی مسجد نہیں ہی تو اسکا حال ایسا ہی  
 حكم المسافر ثم ینبغی ان یعلم ان السنة فی الاذان ان یكون بلا حن ولا تغیر لان المقصود منه دعوی الخلو  
 جیسی حال مسافر کا پھر سمجھنا چاہی کہ طریق مسنون اذان میں یوں ہی کہ بدون حن اور تغیر کی ہو کر ہی اسلی کہ غرض اذان سی نماز کی لئی خلقت کا بلا نا ہی  
 الى الصلوة باعلام دخول وقتها فلا بد ان یكون علی وجه بقاء السامع الفاظه حتی یظهر فائدة معنی قوله  
 یہ خبر جملہ کر کہ وقت ہو گیا ہی اب ضروری کہ اس وضع پر ہر وہی کہ الفاظ کا سننی والا سمجھ لی تاکہ اس قول کی معنی کا فائدہ ظاہر ہو ہی کہ  
 حی علی الصلوة حی علی الفلاح فان معناها اسرعو الی الصلوة اسرعو الی ما فیہ نجاتکم من النار وبقاؤکم فی الجنة  
 حی علی الصلوة حی علی الفلاح لیونکہ معنی الی یہ ہیں جلد آؤ واسطی نماز کی جلد آؤ اور ہر جہیں آگ سی تمہاری نجات ہی اور جنت میں ہمیشہ کو رہنا ہی  
 لكن قد عیرت هذه السنة فی هذا الزمان فی اکثر البلدان لان اهلها يؤذنون بانواع النغمات والالحان  
 لیکن اس طریق مسنون کو اس زمانہ میں اکثر شہروں میں بدل ڈالا ہی کیونکہ اکثر شہری اذان ایسی نغمات اور الحان سی پڑھتی ہیں کہ  
 لا یقیم ما یقولون من الفاظ الاذان ولا یسمع منهم الا اصوات ترفع وتخفض كصوت المزمار وهي علی ما ذکر فی الحدیث  
 یہ نہیں سمجھ میں آتا کہ الفاظ اذان میں ہی کیا کہتی ہیں اور کچھ سنیں جن نہیں آتا سو ہی آواز کی کہ کہی بلند ہوتی ہی اور کچھ نیست جیسی آواز فرما کی اور یہ طرز موافق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 بدعت قبیحہ احدیثا بعض الامراء فی مدینتہ بناھا ثم سری ذلك منها الی غیرھا ثم اقم لحرصهم علی التغنی لم یکتفوا  
 بدعت قبیحہ ہی اسکو بعض میطی ابی مدرسہ میں جاری کی تھی یہ یہ مدنی ساری میں پھیل گئی بہر اہلہ فی تغنی کی حرص کی ماری اذان کی الفاظ پر بس نکلیا  
 بكلمات الاذان بل زادوا علیہا بعض الكلمات من الصلوة والتسليم علی النبی علیہ السلام فان الصلوة والتسليم  
 بلکہ اذان پر اوہوں ہی بعض اور کلمات درود اور تسلیم نبی علیہ السلام کی پڑھ لئی بدعت درود اور تسلیم کا  
 وان كان مشروعا بنص الكتاب السنة وكان من اکبر العبادات واجبا لکن اتخاذها عادة فی الاذان علی المنار  
 مشروع ہونا اگر یہ صاف کتاب اور حدیث سی ثابت ہی اور بڑی اور بہتر عبادت میں سی ہی ہر اسکا اذان کی اندر منارہ کی اور عبادت کرنا  
 لم یکن مشروعا اذ لم یفعلها احد من الصحابة والتابعین ولا غیرہم من ائمة الدین ولبس لحدان یضع العبادات  
 مشروع نہیں ہی اسوسطی کہ یہ کہنی نہیں کیا نہ صحابہ ہی اور نہ تابعین ہی اور نہ کسی ائمہ شریان میں ہی اور کیسکو یہ اختیار نہیں ہی کہ عبادت کو اور کچھ ہی  
 الا فی موضعها التي وضعها فیہا الشرع ومضى علیہا السلف الا ترى ان قراءة القرآن مع كونها من اعظم العبادات  
 سوار اس موضع کی جہاں اسکو شرع فی وضع کیا ہی اور بزرگ متقدم اسکو کرنی چلی آئی ہی کیا نظر نہیں آتا کہ تلاوت قرآن کی موجودیکہ عمدہ ترین عبادت ہی  
 لا یجوز المسکف ان یقرأ فی الركوع ولا فی السجود ولا فی القعدة لان کلامہا لیس محلا للتلاوة ثم انظر الی هذه  
 مسکف کو جائز نہیں کہ رکوع میں قرآن پڑھ کری اور نہ سجدہ میں اور نہ قعدہ میں اسوسطی کہ یہ یہ فیقول مقام تلاوت کی محل نہیں ہیں یہ اس بدعت کو دیکھ تو  
 البدعة التي احدثوها فی الاذان من النغمات والالحان کیف تعدت الی محرما خروها ثم جعلوها فی الصلوة  
 جو ان لوگوں فی اذان کی اندر نغمات اور الحان پیدا کئی ہیں ایک اور حرام کی حرف کیسی برہ گوی وہ یہ ہی کہ ان لوگوں فی نغمات کو نماز کی اندر نغمات اسقاط میں  
 حال التبلیغ فی الانتقالات وذلك کلام فی الصلوة علی طریق العمد فیبطل صلوئہم فاذا بطلت صلوئہم لم یسری  
 داخل کیا ہی اور یہ طرز نماز کی اندر گویا عمدہ کلام ہی سو ادبکی نماز باطل ہو جاتی ہی اور جب ادبکی نماز باطل ہو ہی تو اب یہ ہر ہر ہر





بالنسبة الى خروجه من الجنة فعلى هذا يكون يوم الجمعة خيرا لا يام وقد عظم الله تعالى به دين الاسلام  
جوهري شت کی تکلیفی سی ہونیں اس بیان کی موافق جمعہ مکان دن سب مروتین میں بہتری اور بیشک اللہ تعالیٰ فی اس دن سی دین اسلام کو عظمت دی

وخصه بالمسلمين من بين الانام لما روى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال هذا يومهم الذي  
اور تمام خلق میں سی مسلمانوں کی ہی خاص کیا کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی فرمایا یہ وہ دن ہی

فرض عليهم واختلفوا فيه فهدانا الله له والناس لنا تبع اليه يود غدا والنصري بعد غد يعني انه تعالى  
جواسہ تعالیٰ اور پھر فرض کیا تھا اور انہوں نے اس میں اختلاف کیا سو اللہ تعالیٰ فی اسکی حکم ہدایت کی اور درگاہ ہمارے پیر دین یہود تو اگلے دن اور نصاریٰ اوس ہی اگلے دن مراد ہیں

امرته ان يجتمعوا في يوم الجمعة ويعظموه بالضاعه ولم يعينهم بل امرهم ان يعينوه باجتراحهم  
کہ اللہ تعالیٰ فی اپنی بندوں کو یہ امر فرمایا کہ جمعہ دن جمع ہو کرین اور طاعت سی اوسکی تعظیم کریں اور دن نہیں مقرر کر دیا تھا بلکہ یوں حکم تھا کہ آپ اپنی اگلی سی معین کریں

فاختلفوا فيه وهالت اليه يوم السبت لانه تعالى فرغ في هذا اليوم من خلق المخلوقات ونحو فرغ  
سوا انہوں نے اس میں اختلاف کیا یہود کو گھنٹی لگی وہ شنبہ کا روز ہی اوسطی کہ اللہ تعالیٰ شنبہ کی ہر تمام مخلوقات کو پیدا کر چکا ہے ہی

فيه من الاشغال الدنيوية ولتشتغل بالعبادة وقالت النصري هو يوم الاحد لانه تعالى ابتدأ في  
اس روز میں دنیا کی کاموں بار چھوڑ کر عبادت میں مشغول رہیں اور نصاریٰ کہنٹی لگی وہ یک شنبہ کا دن ہی اوسطی کہ اللہ تعالیٰ فی اس دن میں

هذا اليوم بخلق المخلوقات فهو اولي بالتعظيم فهدى الله تعالى هذا الامم ووفقم باصابة حتى  
مخلوقات کا پیدا کرنا شروع کیا تھا تو اسی دن کی تعظیم اولیٰ ہی آخر اللہ تعالیٰ فی اس امت کو ہدایت کیا اور توفیق صلوٰۃ کی دی یہاں تک

عينوه وقالوا ان الله تعالى اوجد في سائر الايام ما ينتفع به الانسان وفي يوم الجمعة اوجد نفسا  
کہ حمہ مقرر کر لیا اس دلیل سی کہ اللہ تعالیٰ فی تمام ایام میں تودہ چیزیں پیدا کیں جسمیں انسان کی منفعت ہی اور جمعہ کی دن میں انسان کی ذات کو پیدا کیا

والشكر على نعمه الوجودا هم واقدم وقد بين الله تعالى كيفية الشكر في هذا اليوم فقال اذا توردى للصلوة  
اور شکر گزاری نعمت وجود کی بہت ضرور اور بہت مقدم ہی اور اللہ تعالیٰ اس دن میں شکر کی کیفیت یوں بیان کی فرمایا جب اذان ہو

من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذرؤا البيع فانه تعالى امر اولا بالسعي الى الجمعة ثم امر بترك الاشتغال  
دن جمعہ کی تودو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو بیچنا سو اللہ تعالیٰ فی اول واسطی سنی کی طرف جمعہ کی امر فرمایا پھر واسطی ترک شغل کا بار

بالامور الدنيوية الصارفة عن السعي الى الجمعة وقد روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام  
دنیا کی جو جمعہ کی طرف جانی سی روکتی ہوں امر کیا اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا

قال لينتهين اقوام عن تركهم الجمعة او يختم الله على قلوبهم ثم ليكونن من الغفلين فانه عليه السلام  
ابنہ باز آؤں لوگ جمعہ ترک کرنی سی یا بیشک اللہ تعالیٰ اونکی دلوں پر مہر لگا دینگا پھر وہ سراسر غافل ہو جاؤں گی اب نبی علیہ السلام فی

بين في هذا الحديث ان احدا من كائن لا محالة اما الانتهاء عن تركهم الجمعة او ختم الله على قلوبهم  
اس حدیث میں بیان فرمایا کہ دونوں بات میں سی ایک بالضرر ہونیوالی ہی یا باز آنا جو ترک کرنی سی یا اونکی دلوں پر اللہ کا مہر لگانا

ثم ليكونن من الغفلين لان العبد اذا ترك امر من امر الله تعالى مرة يحصل في قلبه نكتة سوداء  
پھر ہو جاؤں گی وہ غفلت والی اوسطی کہ آدمی جب کوئی حکم اللہ کی حکم میں سی ایک بار ترک کرنا ہی تو اوسکی دل میں ایک داغ سیاہ پیدا ہو جاتا ہی

واذا ترك مرة اخرى يحصل في قلبه نكتة سوداء اخرى ثم كذلك حتى يسود قلبه فاذا اسود قلبه يغفل  
اور جب اوسی دوبارہ ترک کیا تو اوسمیں دوسرا داغ سیاہ پڑ جاتا ہی ہر اسی طور آخر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہی پھر جب دل تمام سیاہ ہو گیا

عليه الغفلة وينسى الموت وكونه من اهل العبودية وينسوا في الفسوق والفجور فان تاب وانتهى عن ترك  
تو اوسپر غفلت چھا جاتی اور موت کو بھول جاتا ہی اور گور میں جانا یاد نہیں رہتا اور فسق و فجور میں کہیں رہتا ہی پھر اگر اوسکی توبہ کی اور فحش ترک کرنی سی باز آیا



ما امر به نزول تلك النكتة عن قلبه نكتة نكتة فيعرض عن ارتكاب المنهيات ويستغل باداء المأمور  
تؤده داغ او سگی دل پر سی ایک ایک دور ہونی گنتا ہی بہر گناہ کرنی سی بہر ہیز کرتا ہی اور ادارہ امورات میں مشغول ہوتا ہی  
التي من جلتها صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب  
جنین جمعہ کی نماز ہی داخل ہی بیشک یہ فرض ہی اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو لی  
فقوله تعالى يا ايها الذين امنوا اذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الي ذكر الله فانه تعالى  
یہ آیت ہی ای ایمان والہ جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو بیشک اللہ تعالیٰ فی

امر في هذه الآية بالسعي الى ذكر الله تعالى ولا امر للجوب والمراد بذكر الله تعالى الخطبة وهي شرط لجواز  
اس آیت میں یہ امر کیا کہ طرف ذکر الہی کا جلد جاؤ اور امر واسطی وجوب کی ہوتا ہی اور ذکر الہی کا مراد خطبہ ہی اور خطبہ نماز جمعہ کی لئی  
صلوة الجمعة فاذا كان السعي الى الخطبة التي هي شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فيكون السعي الى ما هو  
صحت کی شرط ہی بہر جب سہی خطبہ کی لئی جو نماز جمعہ کی صحت کی واسطی شرط ہی واجب ہوئی توسعی واسطی بقصد اصلی کی  
المقصود الاصل وهو صلوة اولى واخرى ثم انه تعالى لتأكيد هذا الجواز امر بترك البيع المباح فقال  
کہہ نماز جمعہ ہی بطریق اولی واجب ہنر اور تہو گکی بہر اللہ تعالیٰ فی واسطی تاکید اس جواز کی واسطی ترک بیع مباح کی امر کیا فرمایا

وذكر البيع لان ذلك لا يكون الا امر واجب واما الشبهة فقوله عليه الصلوة والسلام اعلموا ان الله  
اور ترک کرو بیع کو اس واسطی کہ ایسا حکم بدل امر واجب کی نہیں ہو سکتا اور حدیث یہ ہی قول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جان لو کہ اللہ تعالیٰ فی  
كتب عليكم الجمعة في يومى هذا في شهرى هذا في مقامى هذا فمن تركها تها ونا بها واستخفافا  
تہر جمعہ فرض کیا ہی آج اس مہینہ میں اس مقام میں بہر جسنی اسکو ترک کیا حقیق جان کر اور اسکا حق ہلکا سمجھ کر

بحقها وله امام جائز او عادل الا فلا جمع الله شمله الا فلا صلوة له الا فلا زكوة له الا فلا صوم له الا  
اور حال یہ ہی کہ اسکا امام ہی جائز یا عادل ہو خبر وار جمع ذکر یو اللہ اسکی پرین فی خبر دار نہیں ہا اسکی نماز خبر دار نہیں ہی اسکی زکوٰۃ خبر دار نہیں ہی اسکا روزہ  
ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه واما الاجماع فلان الامنة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلى الله عليه  
اگر توبہ کر لی بہر جسنی توبہ کی اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اجماع امت یہ ہی کہ تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی

الى يومنا هذا على فرضيتها ولم يختلفوا فيها وانما اختلفوا في اصل الفرض هل هو الظاهر ام الجمعة والایام  
آج تک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہی کیونکہ اس میں اختلاف نہیں ہی اور اختلاف ہی تو اصل فرض میں ہی کہ آیا ظہر ہی یا جمعہ ہی اور بہر صورت  
كان يسقط الفرض باداء احدها وهما شرط زائدة على شروط سائر الصلوات وهي اثنا عشر شرطاً ستة منها  
دونوں میں ہی ہر ایک کی ادا کرنی سی فرض دوسری ساقط ہو جاتا ہی اور اسکی لئی شرطین تمام نمازوں کی شرطوں سی زیادہ ہیں اور وہ بارہ شرطین ہیں چہرہ اونچیں سی  
في المصلي وهي شرط لوجوب صلوة الجمعة لا لادائها ولا لصحتها الا اول الزكوة فلا تجب على المرأة والثاني  
مصلی میں ہیں بہر شرطین تو نماز جمعہ کی وجوب کی ہیں بہر شرطین ادا اور صحت کی نہیں ہیں پہلی مصلی کا مرد ہونا سو عورت پر واجب نہیں ہی دوسری

الاقامة فلا تجب على المسافر وكل من وجد يوم الجمعة خارج المصريف فهو في حكم المسافر والثالث الحرب  
مقیم ہونا پس مسافر ہو واجب نہیں ہی اور جسکو جمعہ کا دن مصر سی باہر ہو جاوی بہر مسافر کی حکم میں ہی تیسری ازادی  
فلا تجب على العبد اتفاقا واختلف في المكاتب والمأذون والعبد الذي حضر باب الجامع ليحفظ دابة مولاه  
سوغلام بر کسیکی نزدیک واجب نہیں ہی اور مکاتب اور مأذون کی باب میں اور اس علام کی حق میں جو جامع مسجد کی دروازہ پر میان کا کہوڑا پکڑی کہہ رہا ہو  
والرابع الصحة فلا تجب على المريض اذا خاف زيادة المرض او بطوء المبرء بالذهاب اليها ومثله الشيخ الكبير  
چوتھی صحیح و سالم ہونا پس بیمار واجب نہیں اگر جمعہ میں جانی سی بیمار کی بڑھیکا یا دیر میں چہا ہونیکا خوف ہو اور ایسی ہی سیر فرقت

الضعيف عن السعي والخامس سلامة العيدين فلا تجب على الاعى عند ابى حنيفة وعندهما تجب وجوب  
 جنى من تاتوان يا مخوم انكبهون والا هونا پس اندر ی پر امام ابو حنیفہ کی نزہت واجب نہیں اور صاحبین کی نزہت واجب ہے اگر  
 قائل والسادس سلامة الرجلين فلا تجب على المقعدان وجد من يحمله الى الجمعة والمرضى والمرضى على الاصح  
 اتمه بكونه لا يركب حتى دون ياتو كى سلامتى پس لنگری پر واجب نہیں اگرچہ ایسا شخص میسر آوی کہ چڑھی چڑا کر جو جمعہ میں یوحای اور بیمار دار صبح قبل پرانہ بیا کھی  
 ان بقى المريض ضايعا والمرضى من جملة الاعتذار المبجاة للتحلف عن الجمعة وكذا الخوف من ظالم ونحوه و  
 اگر مریض چران نہ جاوی اور بیمار دکان داروں عزت میں ہی جس سی جمعہ میں بخانا مباح ہو جاتا ہی ایسی ہی ظالم وغیرہ کا خوف  
 المطر والثلج والوحل ونحوها فهو لا الذين لم يستكملوا الشرائط لا تجب عليهم الجمعة لكنهم لو حضروها  
 بارش ادا دلی اور کچھ وغیرہ پس یہ لوگ جن میں شرطیں پوری نہیں ہیں ان پر جمعہ واجب نہیں ہی لیکن یہ لوگ اگر جمعہ میں چلی باویں  
 وصلوها يجزيهم عن فرض الوقت وتستغنمها في غير المصلى وهي شروط لا داتها وصحتها الاول  
 اور پڑھ لین تو وقتی فرض غلظسی بدلا ہو جاتا ہی اور چہ شرطیں سوای مصلى کی ہیں اور یہ شرطیں ادا کی اور صحت کی ہیں پہلی  
 المصدر فلا يجوز ادائها في المفازة والقرى لكن ان صليت في القرية وكنت فيها يلزمك ان تحضرها وتعمل لقل  
 شہر کا ہونا پس جمعہ کا ادا کرنا جھکل اور گافون جائز نہیں ہی لیکن اگر کانو کی اندر جمعہ پڑھنی لگیں اور تو وہاں موجود ہو تو جھکو جمعہ میں جانا اور علی غل  
 على اياك وما يسبق الى القلوب انكاره وان كان عندك اعتذار فليس كل سامع تكس تطيق ان تسمعه عندك  
 قول پر عمل کرنا لازم ہی بختارہ ایسی بات ہی جس میں لوگوں کی دلوں میں شبہ انکار کا پیدا ہو اگرچہ جھکو عذر حاصل ہو کیونکہ ہر کیسا مع منکر ایسا نہیں ہی کہ تو اسکو اپنا عذر سنال  
 قد جاء في الحديث انه عليه السلام قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقعد موقع التهم واختلفوا  
 اور ضرور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جو شخص اس پر  
 في تفسير المصرو والصحيحة انه الموضع الذي يكون فيه بيوت وسكك واسواق وامير وقاض ينفذ الاحكام  
 تعریف میں اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ مصر ایسا موضع ہی جس میں گھر ہوں اور کوئی اور بازارین اور حاکم اور قاضی جو احکام جاری المصلحة  
 ويقوم الحدود وليس من شرط ادائها المسجد الجامع لجواز ادائها في فناء المصرو هو ما اتصل به معدل  
 اور حدود قائم کری اور شرط ادا میں مسجد جامع کا ہونا داخل نہیں ہی اسو اسطی کہ فناء مصر میں ہی جمعہ جائز ہی اور فناء وہی جو میلان مصر کی قریب مصالح کی  
 كريض الخيل وجمع العسكر ودفن الموتى وصلوة الجنائز وشراؤها ويجوز للخليفة وامير الحج اقامتها  
 کہہ چھوڑا ہو جیسی کہوڑو کا باندھنا اور لشکر کا جمع کرنا اور مردوں کا دابنا اور جنازہ کی ناز پڑھنی اور مانند اسطی اور خلیفہ اور امیر حاج کو جمعہ قائم کرنا منی میں موسم کی  
 في الموسم لا تكون مصر في ايام الموسم لاجتماع شرائط المصرو فيها من الامير والقاضي والبنية والاسواق  
 دنوں میں جائز ہی اسطی کہ منی موسم کی دنوں میں بمنزل مصر کی ہو جاتی ہی اسو اسطی کہ نام شریفین مصر کی اوسمیں جمع ہو جاتی ہیں امیر قاضی اور کائنات اور بازارین  
 الا انها لا تبقى مصر بعد انقضاء الموسم وبقاءها مصر ليس بشرط ولا يجوز اقامتها بعرفات لانها ليست  
 ان اتنا ہی کہ موسم کی گذرنی کی بعد مصر باقی نہیں رہتی اور باقی رہنا مصر کا کچھ شرط نہیں ہی اور عرفات میں جمعہ قائم کرنا جائز نہیں اسو اسطی کہ عرفات نہ تو  
 بمصر ولا من فنائها بل هو فضاء ومفازة وفي ظاهر الرواية عن ابى حنيفة لا يجوز اقامتها في المصرو الا في موسم  
 مصر ہی اور نہ فناء مصر بلکہ وہ ایک میدان اور جھگل ہی اور ظاہر روایت میں امام ابو حنیفہ سی ہی کہ جمعہ قائم کرنا مصر میں سوا ایک مسجد کی  
 واحد فان اديت في موضعين او اكثر فالجمعة للاولين تحرية وقيل فراغا وقيل فيها جميعا وان لم يعلم  
 جائز نہیں ہی پہر اگر دو جگہ یا دو جگہ سی زیادہ پڑا جاوی تو جمعہ اونکا ہی جنہوں فی پہلی نیت باندھی اور بعض کہتی ہیں جو پہلی پڑھ چکی اور بعض کہتی ہیں دونوں میں اور اگرچہ نہ  
 ايها الاول تبطل صلوة الكل وفي رواية عنه وهو قول محمد يجوز اقامتها في موضع متعدد وفي رواية  
 معلوم ہو اول کون ہیں تو نسب کی نمانہ باطل ہی اور روایت میں ابو حنیفہ سی اور یہ ہی قل امام محمد کا ہی کہ جمعہ کا کئی جگہ جائز ہی اور ابو یوسف کی روایت



ابی یوسف لا یجوز اقامتها فی موضعین الا اذا کان بینهما فرع عظیم کدجاة فی بغداد و فی رایت عنه لا یجوز

میں قائم کرنا جمعہ کا دو جگہ جائز نہیں مگر ایسی دو جگہ نہ اذنی ہیج میں پڑی ہر حال ہو جسے بغداد میں دجلہ اور ایک روایت میں ابو یوسف سی

او صلتها اذا کان علیہ جس حتى روی عنه انه کان یا مریوم الجمعة برفع الجس وقت الصلوة لیکون

قائم کرنا جو کہ یعنی دو جگہ جائز نہیں اگر اس میں پڑی ہو بیان تک کہ روایت سی کہ امام ابو یوسف جمعہ کی دن نماز کی وقت علی اسٹو اوپتی ہی تاکہ وہ جگہ

کصر اب فی کل موضع وقع الاشتباه فی صحة الجمعة تعددها بالوقوف السک فی انصارا قاما اهلہ یبعی لهم

مندی و نہر دن کی ہو جاوی اور جس جگہ صحت جمعہ میں بسبب تعدد کی یا بسبب مصر کی مشکوک ہونی کی یہ سبب پڑی کہ ادا ہو یا نہیں توجہ وان کی لوگ جمعہ میں

ان یصلو بعدھا و روی اربع رکعات قائلا کواحد منهم نوبت ان اصلی اخر ظهر در رکعت و قته ولم اصل

تواؤ کو ستر اور ہی کہ بعد اس کی چار رکعت اور الگ الگ پڑھ لین ہر یک نیت کی وقت یہ کہی نیت کرتا ہوں کہ ادا کروں پچھل ظہر جسکا میں فی وقت یا پرب تک پڑی

بعد و اصل هذا علی ما ذکر فی القنیة ان اهل مرو لما ابتلوا باقامة الجمعة فیها مع اختلاف العلماء فی

نہیں اور اسکی اصل موافق بیان قنیہ کی یہ ہی کہ مرو کی لوگ جمرو میں دو جگہ جمعہ پڑھنی لگی مادہ دیکھ علماء میں دو جمعہ کی جواز میں اختلاف تھا

جوازهم امرهم اثنی عشر باء کل واحد منهم اربع رکعات بهذه النیة حتما احتیاطا لان الجمعة التي صلاھا

تواؤ کو اذنی پیشواؤ فی فتوی دیا کہ ہر یک احتیاط کی واسطی چار چار رکعت اس نیت سی ضرور پڑی کری کیونکہ یہ جمعہ جواز میں ادا کیا

ان لم یخرج عن عهدة فرض الوقت بیقین وان جازت فان کان علیها ظہر فانت یسقط عنه ذلك

اگر جازز نہیں ہوا تو فرض وقت کی ذمہ سی یقیناً پاک ہو جاوے گا اور اگر جمعہ جائز ہو گیا تو پھر اگر اسکی ذمہ کوئی ظہر فائت ہوگی تو اب وہ فائتہ ادا ہو جاوے گی

انما انت وان لم یکن علیہ ظہر فانت تكون تلك الاربع نفلا فلا حتمال كونها نفلا لا بد ان یقر فی الاخرین

اور اگر اسکی ذمہ ظہر فائتہ نہیں ہی تو یہ چاروں رکعت نفل ہو جاوے گی سواں حتمال کی ہی کہ شاید نفل ہوں ضروری کی پچھلی دو رکعت میں

بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضا ففقر بالسورة لا تضروا ان وقعت نفلا ففقر بالسورة واجبة والثانی

بعد سورہ فاتحہ کی کوئی سورہ پڑھی اسوسطی کہ اگر وہ فرض ہوئیں تو سورہ کی پڑھنی میں کچھ نقصان نہیں ہی اور اگر وہ رکعتیں نفل ہوئیں تو سورہ کا پڑھنا واجب ہی اور وہ

من الشروط التي فی غیر المصلی السلطان وناثبه والمتغلب الذی لا منشور له من السلطان یجوز له اقامة

شرط جو غیر مصلی میں ہو سلطان کا یا اسکی نائب کا ہونا اور جو منقلب کہ سند سلطانی نہیں رکھتا اسکو قائم کرنا جمعہ جائز ہی

الجمعة اذا کان سیرته فی رعية سيرة الاهل وکان یحکم بینهم بحکم الولاية اذ بد لك یتثبت السلطنة

اگر اسکا معاملہ رعیت سی بطور اہل کی ہو اور رعیت پر حکومت حاگون کی طور پر کرتا ہو اسوسطی کہ اس سی سلطنت ثابت ہو جاتی ہی

فتحقق الشرط وللمامور بالجمعة ان لیستخلف وان لم یؤذن له فی الاستخلاف ولا فرق فی ذلك بین وجود

بہر شرط موجود ہو جاتی ہی اور جو شخص جمعہ کی لئی مامور میں جسی قاضی وغیرہ اختیار رکھتی ہیں کہ اپنا خلیفہ کر دیں اگرچہ اسکو خلیفہ کرنی کی اجازت نہوا اور اس میں کچھ فرق

الغدر وعدم وجوده ولا بین الخطبة والصلوة والاذان فی الخطبة اذان فی الصلوة وبالعکس فلیس

نہیں خواہ کچھ غدر ہو یا غدر نہ ہو اور نہ کچھ فرق خطبہ کا ہی اور نہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہی اور بالعکس اور

للقاضی ان یصلی الجمعة بالناس اذ لم یؤمر بها وکذا صاحب الشرطه لیس له ان یصلیها بهم فان مات

قاضی کو اختیار نہیں کہ لوگوں کو جمعہ پڑاوی اگر اسکو سلطان حکم نہیں ہی اور ایسا ہی محاسب کو جائز نہیں کہ لوگوں کو جمعہ پڑاوی اور اگر حکام شہر میں

والی المصر فقبل اتیان والی اخر لوصلی لهم خلیفة او القاضی او صاحب الشرطه یجوز لان امر العامة فوض

نزد و سہری حکم کی مقرر ہونی سی چلی اگر لوگوں کو خلیفہ یعنی نائب یا قاضی یا محاسب جمعہ پڑاوی تو جائز ہی اسلی کہ انتظام علوم کا او کو سہری

و انما لا یجوز

الاباذنه ولو شرع الماملي بها فيها ثم حضر اخر مكانه مضى عليها ولو حضر قبل شرعها لا يصح شرعها  
 بدون اوسكى اذن كي جازي نہیں اور اگر قاضی وغیرہ جو جمعہ پڑھنے کی اجازت تھی نماز شروع کر چکا ہو اور اسکی جگہ پر دوسرا مقرر ہو کر آگیا پھر تو شروع نہیں اور اگر نماز شروع کر لی ہو  
 والثالث من تلك الشروط الوقت وهو وقت الظهر فلا يجوز قبل الزوال ولا بعد دخول العشاء  
 پہلی آگیا تو شروع نہیں اور تیسری شرط اذان بشرط ان میں سے وقت کا ہونا اور وہ وقت ظہر کا ہی ہو اور پھر دہن ہی پہلی جائز نہیں اور نہ بعد چائی وقت عصر کی اور اگر  
 خرب الوقت وهو فيها يستألف الظهور ولا يبينه عليها لاختلافها كمينة وشروط والرابع من تلك  
 نمازی کی اندر وقت ہو چکا تو نہ شروع ہو پڑی اور سیکو بڑا کر ظہر نہ کر لی کیونکہ جمعہ اور ظہر مقدار اور شرطوں میں مختلف ہیں اور چوتھی شرط اذان  
 الشروط الخطبة ولها شرط ورکن واجب وستة أمان شرطها فكونها في الوقت حتى لو خطب  
 شرطوں میں سے خطبہ ہی اور خطبہ کی ہی شرط اور رکن اور واجب اور سنت ہیں خطبہ کی شرط تو یہ ہے کہ وقت کی اندر ہو دی یہاں تک کہ اگر پیش از وقت  
 قبله لا تقم وكونها بحضرة الجماعة حتى لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تقم وكونها جمل  
 خطبہ پڑھیں اور جماعت کی سامنی چاہی یہاں تک کہ اگر خطبہ تنہا پڑھیں اور جماعت جمع ہوگی تو صحیح نہیں ہی اور گناہ کا کر پڑھنا چاہی  
 بحيث يسمعها من يكون عنده اذالم يكن مانع وأما ركنها فمطلق ذكر الله تعالى بنيتها حتى لو قال  
 کہ جو اوسکی پاس موجود ہوں سب سن لیں اگر کچھ مانع نہ ہو اور خطبہ کا رکن مطلق ذکر اللہ تعالیٰ کا خطبہ کی نیت ہی یہاں تک کہ اگر خطیب فی  
 الحمد لله اوسبحان الله اوله والاله الا الله على قصد الخطبة يجرى عند أبي حنيفة اما لو قل لعطاس  
 الحمد لله سبحان الله لا اله الا الله خطبہ کی نیت ہی کہا تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافی ہی ثلاث بان اگر چہ بیک کر  
 او تعجب فلا يجرى وعندهما لا بد من ذكر طويل ليعلم خطبة وهو مقدار آيات وقيل مقدار التشهد  
 یا تعجب ہی کہیں تو کافی نہیں ہی اور صاحبین کی نزدیک اتنا ذکر دراز ضروری ہو جو کہ خطبہ کہہ سکیں اور وہ تین آیتوں کی برابر ہو اور کوئی کہتا ہی کہ تشہد کی برابر ہو  
 من قوله التحية لله الى قوله عبده ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والخميرة الواحدة  
 لفظ التحیات اللہ ہی عبده ورسوله تک اسلوب کی خطبہ متفق علیہ واجب ہی اور الحمد بعد ایک بار  
 والنسيحة الواحدة والتهليلة الواحدة لا تنضم خطبة وأما واجبها فالطهارة والقيام وسائر  
 اور سبحان اللہ ایک بار اور لا اله الا اللہ ایک بار خطبہ نہیں کہلاتا اور خطبہ کی واجبات با وضو ہونا اور کھڑی رہنا اور عورت کا  
 العورة وأما سننها فكونها خطبتين بجلستين بينهما يشمل كمنه على الحمد والتشهاد والصلوة على  
 ڈانہا اور خطبہ کی سنت دو خطبوں کا ہونا بیچ میں ایک جلسہ کی فرق سی اور دونوں میں حمد اور تشہد اور درود  
 النبي صلى الله عليه وسلم والأولى على تلاوة آية والوعظ والثانية على الدعاء للمؤمنين والمؤمنات  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو اور پہلی خطبہ میں تلاوت آیت کی اور پندھو اور دوسری میں مسلمان مرد اور عورتوں کی حق ہیں  
 بدل الوعظ والنخاص من تلك الشروط الجماعة واقلم ثلاثة سوى الامام ويشترط كونهم رجالا عاقلين  
 بدل پند کی دعا ہو پانچویں شرط اول شرطوں میں سے جماعت ہی کہ کسی کم تین آدمی سواء امام کی ہوں بشرطیکہ تینوں مرد عاقل بالغ ہوں  
 بالغين فلا يتعقد بالنساء والصبيان والمجانين ولا يشترط كونهم احرا او مقيمين فتعقد بالعبيد  
 پس جماعت نری عورتوں اور بچوں نہیں ہوگی اور یہ شرط نہیں ہی کہ ازاد یا مقیم ہوں پس جماعت نری غلاموں  
 والمسافرين ويشترط بقاؤهم الى السجدة الاولى عند أبي حنيفة فلو نفرأ قبلاها ونقصوا عن ثلث ثم  
 اور مسافروں سے ہو جاوے گی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک یہ شرط ہی کہ پہلی سجدہ تک سب موجود رہیں پس اگر پہلی سجدہ ہی پہلی پہاگ گئی یا تین سے کم رہ گئی  
 يستقبل الظهر وعندها لو نفرأ بعد الترخمية يتم الجمعة والسادس من تلك الشروط الاذن العام  
 تو ظہر ادا کری اور صاحبین کی نزدیک اگر بعد تکبیر تحریمہ کی چلی جاوین تو جمعہ پورا کر لی اور چوتھی شرط اول شرطوں میں سے اذن عام ہی



وهو ان یفتی بانجامه ویؤذن للناس حتی لو اجتمع فی الجامع واغلقوا بابه وصلوا فیہ الجمعة لا

اسطور ہے کہ مسجد جامع کا دروازہ کھل جاوی اور لوگوں کو آئی کی اجازت ملی یہاں تک کہ اگر مسجد میں جمع ہو کر پھر دروازہ اوسکا بند کر دین اور جو کسی نماز مسجد میں پڑھیں

یحوز وکذا السلطان لو اخلق باب قصره وصلی فیہ بحشمہ لا یجوز لانہا من شعائر الاسلام وخصائص

توجاہ نہیں ہے اور ایسی ہی سلطان اگر اپنی محل کا دروازہ بند کر اپنی فوج کی ہر راہ جمعہ کی نماز پڑھ لی تو جائز نہیں ہے اس واسطے کہ جو اسلام کی نشانیوں اور دین کی خاص

الدین فلا بد من اقامتها علی طریق الانشاء وان فتح باب قصره واذن للناس بالدخول فیہ یجوز سواء

امروز میں ہی ہی سوا اسکو خواہ غنواہ بطور اشتہار کی قائم کرنا چاہی اور اگر بادشاہ اپنی محل کا دروازہ کھول کر لوگوں کو اجازت آئی کی دیدی تو جائز ہے پھر برابر ہی

دخلوا ولا لکن بکبره لعدم قضاء حق المسجد الجامع فاذا وجدت هذه الشروط كلها یجب السعی

کہ کوئی جاوی یا نہ جاوی پر کمرہ ہی اس واسطے کہ مسجد جامع کا حق ادا ہو

ترك السبع بالاذان الاول وهو الذي يكون على المنارة بعد دخول الوقت في الاصل لانه المعتبر في

بیج کا ترک کرنا پہلی اذان پر واجب ہے یعنی وہ اذان جو منارہ پر وقت ہو جاتی ہے بعد ہوتی ہے موافق اصح قول کی اس واسطے کہ یہی اذان

هذا الزمان وان كان حادثا غير واقع في عهد النبي صلى الله عليه وسلم لما روى انه عليه السلام

اس زمانہ میں معتبر ہے اگرچہ فو حادث ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں نہ تھی

والامامین بعده كانوا يصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فيؤذن المؤذن بين ايديهم فلما كان زمن

اور بعد حضرت کی دو امام زوال کی بعد اذان سے پہلی منبر پر جاتی تھی پھر مؤذن اونکی سامنی اذان پڑھتا تھا

خلافة عثمان وكثر الناس راي ان يؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لينتهي الصوت اليهم فيخضعوا

عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگوں کی کثرت سگئی تو اونکی ہا میں یہ آیا کہ مؤذن امام کی منبر پر جانی سے پہلی اذان کہا کری تاکہ اونکو آواز جاوی اور سکر آجویں

وزاد اذانا ثانيا عل دار في سوق المدينة بقرب المسجد يقال له زوراء وكان هذا الاذان سنة ابي

اور دوسری اور اذان بڑی ایک گھر پر جو مدینہ کی بازار میں مسجد کی پاس تھا اوسکا نام زوراء ہے اور یہ اذان ہی مسنون ہے

لقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين بعدي واما النداء الذي يكون في وقت

اس حدیث کی موافق لازم کر لو اپنی اور پیر میری سنت اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت

الضحى للتنبيه على ان هذا اليوم يوم الجمعة فبذنه احدثه الحجة كذا ذكر في مجمع الفوائد والحاصل ان كل

اطلاع دینی کو کہ یہ دن جمعہ کا ہے سو یہ بدعت ہے اسکو حجاج نے جاری کیا تھا کتاب مجمع الفوائد میں یہ ذکر کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جو

اذان يكون قبل الزوال فهو غير معتبر بل المعتبر الاذان الاول الذي يكون بعد الزوال اذ به يحصل الاعلاء

اذان دوپہر ٹی سی پہلی ہودی سوا اسکا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ معتبر پہلی اذان ہی جو دوپہر ٹی کی بعد ہوتی ہے اسکی کاس سی اعلام حاصل ہوتا ہے

فان كل من يجب عليه الجمعة اذا اذن هذا الاذان يلزمه السعي الى الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع يصلی

بیکٹ جیسے جمعہ واجب ہے جب یہ اذان ہوگی اسکو جلد جمعہ میں دوڑ جانا چاہی

قبل القعود ركعتين تحية المسجد ثم اربع ركعات سنة الجمعة واذا توجه الامام الى صعود المنبر يجرد

دو رکعت تحیۃ المسجد کی پھر چار رکعت سنتیں جمعہ کی پڑھی پھر جب امام منبر پر جانی کو متوجہ ہو تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک

الصلوة والكلام عند ابی حنيفة حتى يتم الخطبة وعندها لا بأس بالكلام قبل الشروع في الخطبة واذا

نماز اور بات جیت سب حرام ہے جب تک خطبہ تمام ہو جاوی اور صاحبین کی نزدیک خطبہ شروع کرنی سے پہلی پہلی کو کچھ مضائقہ نہیں اور جب

جلس على المنبر يؤذن المؤذن بين يديه الاذان الثاني واذا تم الاذان يقوم ويخطب خطبتين يفصل بينهما بجلسة

امام منبر پر جا بیٹھ تو مؤذن اوسکی سامنی دوسری اذان پڑھی اور جب یہ اذان ہو چکی تو امام کھڑا ہو کر دو خطبی پڑھی دونوں کی چھین

خفيفة عند الله ان يستقر كل عضو منه في موضعه وليستحب للقوم ان يتقبلوا الامام عند  
 خطبته فانهم لا يسمعون له الا انهم يستقبلون المقبل في الخروج في تسوية الصفوف لكثرة الزحام كما ذكر في  
 شرح الهداية للسروحي اذا فرغ من الخطبة وشرع المؤذن في الاقامة ينزل من المنبر ويصلي  
 بالناس ركعتين صلوة الجمعة ولو وقع الاشتباه في صحتها بتعددتها ووقوع الشك في المصدر  
 يصلي بعدها كل واحد منهم فرادى اربع ركعات اخر ظهر كما سبق ثم اربع ركعات بنية السنة  
 عند ابي حنيفة وعندهما ست ركعات ومن ادرك الامام فيها ولو في التشهد او في سجود السهو يصلي  
 معه ما ادرك ويصلي عليه الجمعة وقال محمد بن ادرس في الركوع في الركعة الثانية يبنى عليه الجمعة  
 وان ادرك بعد ما رفع راسه من الركوع في الركعة الثانية يبنى عليه الظهر ومن اعذله اذا صلى  
 الظهر قبل ان يصلي الامام الجمعة يصم ظهره لكن يكون عاصيا للترك الجمعة ويكره للمعذرين  
 والمسيحون اداء الظهر في المصرا بالجماعة سواء كان قبل فراغ الامام من الجمعة او بعده لان الجمعة  
 للجماعة وفي اداء الظهر بالجماعة تفريق الجماعة عن الجمعة وتقليد ما فيها بخلاف اهل القرى اذ لا الجمعة  
 عليهم ولا يفضى اداء الظهر بالجماعة الى تفريق الجماعة وتقليد ما فيها فيكون ذلك في حقه كسائر الايام  
 في جواز اداء الظهر بالجماعة من غير كراهة وليستحب للمسريض ان يصلي الظهر قبل فراغ الامام من الجمعة  
 لرجاء البرء في كل ساعة ومن جاء الى الجمعة ووجد المسجد ملائنا وامر ان يتخطى الناس ان كان يؤذي  
 بالتخطى لا يتخطى وان كان لا يؤذي احدا بان لا يطأ ثوبا ولا جسدا لا بأس بان يتخطى ويدنو من الامام  
 وذكر الفقيه ابو جعفر عن اصحابنا ان التخطى لا بأس به ما لم ياخذ الامام في الخطبة ويكره اذا اخذ  
 اور قیام اور دن ہیں اور بیمار کو مستحب ہے کہ جب تک امام نماز جمعہ سے فارغ نہ ہو نماز نہ پڑھے



فعلى هذا يكون جواز التخطي مشروطا بشرطين احدهما ان لا يؤذى احدا والثاني ان لا يكون الامام في  
 اس روایت کی موافق تخطی جائز ہونی کی لئے دو شرط ہیں ایک تو یہ کہ کسی کو ایذا نہ ہو

الخطبة يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه المجلس الخمسون في بيان  
 الختبه يسهلنا الله تعالى عمل موافق لرضائے بلطف و کرمہ المجلس الخمسون فی بیان

المصافحة وبيان كيفية وفوائدها وبعينها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 المصافحة و بیان کیفیت و فوائدہا و بعینہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفرلهما قبل ان يتفرقا وفي رواية اذا التقى المسلمان  
 ما من مسلمانین ملتقین فی تصافح کرین مگر دونوں جدا ہونے سے پہلے بخشش جائیگی اور ایک روایت میں ہے جب دو مسلمان ملین

فيتصافحان وحمد الله واستغفر الله غفرلها هذا الحديث من حسان المصا بيم رواه البراء بن عازب  
 فی تصافح کرین اور اللہ تعالیٰ حمد کرین اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگیں تو اللہ اول دن و دوم دن کو بخش دے گا یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے براء بن عازب کی روایت

والفاء فيه لفظ خاص للتعقيب موجبه تعقيب التصافح الالتقاء والتصافح على ما ذكر في صحاح الجوزي  
 اور الفاء میں لفظ خاص تعقیب کی واسطی ہے جس سے مصافحہ ملاقات سے پہلی واجب ہوتی ہے اور تصافح موافق مضمون صحاح جوہری کی مصافحہ ہے

المصافحة فيثبت شرعية المصافحة عند لقاء المسلم لاجبيه وتكون من تمام التحية بينهما لما  
 المصافحہ فی ثبوت شرعیۃ المصافحہ عند لقاء المسلم لاجبیہ و تكون من تمام التحیۃ بینہما لما

روى عن ابی امانه عليه الصلوة والسلام قال تمام تحياتكم بينكم المصافحة وهذا الحديث ايضا  
 روای عن ابی امانہ علیہ الصلوۃ والسلام فی فرمایا تمام تحیاتی آپ کی سلاموں کی مصافحہ ہے یہ حدیث بھی دلائل کرتی ہے

يدل على كون شرعية المصافحة عند الملاقاة لانه عليه السلام جعلها من تمام التحيات التحيات  
 یدل علی كون شرعیۃ المصافحہ عند الملاقاة لانه علیہ السلام جعلہا من تمام التحیات التحیات

جمع التحية وهي السلام والسلام انما يكون عند الملاقات وكذا ما هو من تمامه فينبغي ان توضع  
 جمع التحیۃ کی ہے سلام کو کہتی ہیں اور سلام سواء وقت ملاقات کی نہیں ہوتا اور ایسی ہی جو چیز سلام کی تمام ہے اب سنو اور یہ ہے کہ

حيث وضعها الشارع وبراعي سنتها والسنة فيها ان تكون بكتا اليدين واما في غير حال الملاقاة  
 حیث وضعہا الشارع وبراعی سنتہا والسنة فیہا ان تكون بکتا الی دین واما فی غیر حال الملاقاة

مثل كونها عقيب صلوة الجمعة والعيدين كما هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى  
 مثل كونہا عقب صلوة الجمعة والعیدين كما هو العادۃ فی زماننا فالحديث ساکت عنہ فیبقى

بلادليل قد تقرر في موضعه ان ما لا دليل عليه فهو مردود ولا يجوز التقليد فيه بل يرد ما روى عن  
 بلادلیل قد تقرر فی موضعہ ان ما لا دلیل علیہ فهو مردود ولا يجوز التقليد فیہ بل یرد ما روی عن

عائشة انه عليه السلام قال من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد اي مردود فان الاقتداء  
 عائشہ انہ علیہ السلام قال من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فهو رد ای مردود فان الاقتداء

لا يكون الا بالنبي عليه السلام اذ قال الله تعالى وَمَا اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا  
 لا يكون الا بالنبي علیہ السلام اذ قال اللہ تعالیٰ وَمَا اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنہ فانتهوا

وقال في آية اخرى فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم  
 وقال فی آیۃ اخرى فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنة او یصیبہم عذاب الیم

علی ان الفقهاء من الحنفیة والشافعية والمالکية صرحوا بکراهتها وکونها بدعة قال فی الملتقطیکوه المصاحفة  
 علاءه یہہ ہی کہ فقہار حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبوں کی اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہی اور بدعت بتایا ہی متفقہ میں کہتا ہی مصافحہ بہر حال  
 بعد الصلوة بكل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد الصلوة ولا تھا من سنن الروافض وقال ابن حجر من الشافعية ما  
 بعد نماز کی مکروہ ہی اسلوسی کہ صحابہ رضی فی بعد نماز کی مصافحہ نہیں کیا اور اسلوسی کہ یہ طریقہ رافضیوں کا ہی اور ابن حجر شافعی مذہب کہتا ہی یہہ  
 یفعله الناس من المصاحفة عقیب الصلوات الخمس بدعة مکروہة لا اصل لها فی الشریعة المحمدية ینبہ فاعلمها اولاً  
 جولوگ پیچکا نہ نمازوں کی پہچی مصافحہ کیا کرتی ہیں بدعت مکروہہ ہی شدیعت محمدی میں اسکی کچھ اصل نہیں مصافحہ کر نیوالی کو پہلی جلدنا چاہی  
 بانها بدعة مکروہة ویعز ثانیاً ان فعلها وقال ابن الحاج من المالکية فی المدخل ینبغی ان یمنع الامام ما حدثه  
 کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی اور اگر ترک نہ کریں تو یہ تعزیر دینی چاہی اور ابن الحاج مالکی مذہب مدخل میں کہتا ہی امام کو لازم ہی کہ مصافحہ ہی جو بعد نماز صبح کی  
 من المصاحفة بعد صلوة الصبح وبعد صلوة الجمعة وبعد صلوة العصر بل زاد بعضهم فعل ذلك بعد الصلوات الخمس  
 اور بعد نماز جمعہ کی اور بعد نماز عصر کی نیا نکال کر شروع کیا ہی منع کردی بلکہ بعضی بڑا کر پیچکا نہ نماز کی بدعت کرنی لگی ہیں

وذلك كله من البدع وموضع المصاحفة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم اخيه لا فی آداب الصلوات فحیث وضعها الشرع  
 یہہ تمام بدعت ہی اور شرع میں مقام مصافحہ کا صرف وقت ملاقات مسلم کا ہی بہائی مسلمان سی نمازوں کی بعد نہیں ہی پر جبکہ شرع فی مقرر کیا ہی  
 یضعها ویفعل عندها ویزجر فاعلم ان من خلاف السنة وهذا التصريح منهم یشعر بالاجماع فلا یجوز المخالفة بل یلزم الاتباع  
 وہی جبکہ قائم رکھنا چاہی اور مصافحہ ہی منع کرنا چاہی اور صافحہ کر نیوالی کو زجر کرنا چاہی جبکہ خلاف سنت کرنی لگی اور اسکی اس تصریح سی اجماع معلوم ہوتا ہی سو مخالفت جائز نہیں ہی بلکہ اتباع  
 لقوله تعالى وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ  
 لازم ہی واسطی قول اللہ تعالیٰ کی اور جو کوئی مخالفت کری رسول کی جب کہل چکی اور سپر راہ کی بات اور چلی خلاف سبب سامانوں کی راہ سی سو ہم اوکو حوالہ کریں جو اسنی پکڑی اور ڈالیں  
 وَلَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ مَا ذَكَرَهُ النَّوَوِي فِي الْأَذْكَارِ وَان كَانَ مشعراً باباحة المصاحفة بعد صلوة الصبح والعصر الا انه یفصم عن  
 روز میں اور بدعت ہی جبکہ پیچا اور وہ جو نووی فی اذکار میں ذکر کیا ہی اگرچہ اس سی اباحت مصافحہ کی بعد نماز صبح اور عصر کی معلوم ہوتی ہی پر اس سی مصافحہ کا  
 عدم مشروعیاتھا لانہ بعد بیان کون المصاحفة سنة ومستحبة عند الملاقاة قال واما ما اعتاده الناس من المصاحفة  
 غیر مشروع ہونا نکلتا ہی اسلوسی کہ مصافحہ کو وقت ملاقات کی سنت اور مستحب بیان کر کر یہہ کہتا ہی اور وہ جو لوگوں فی بعد نماز صبح اور

بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه لكن لا بأس به فانظر کیف اعترف بان لا اصل له فی الشرع وبعد  
 عصر کی مصافحہ کی عادت کر لی ہی سو شرع میں اس طور پر اسکی کچھ اصل نہیں ہی لیکن اسکا کچھ مضائقہ نہیں اب دیکھ تو کیسی قرار کیا کہ شرع میں اسکی کچھ اصل نہیں ہی  
 هذه الاعتراف لا یفیده ما ذکر بعدہ من قوله ولكن لا بأس به الی اخره قال ولولم یصرح الفقهاء بکراهتها بل كانت مباحة  
 پہ اس قرار کی بعد کیا فائدہ کرتا ہی الکی جا کر یہہ کہتا ہی پر اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہی آخر تک جبکہ ہی اور اگر فقہار اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہ کہتی بلکہ فی نفسہ مباح  
 فی نفسها لحکمتھا فی هذا الزمان بکراهتها اذ واطب علیہا الناس واعتقدوها سنة لازمة بحیث لا یجیزون ترکها حتی وصل  
 ہوتا تو ہی ہم اس زمانہ میں کراہت کا حکم کرتی اسلوسی کہ لوگ سپر جم گئی ہیں اور ابی سنت لازمہ جانتی ہیں کہ اسکا ترک کرنا جائز نہیں کہتی یہاں تک کہ ہو  
 البتہ من بعض من اشتهر بالعلم انه قال ہی من شعائر الاسلام فکیف یتزکھا من کان من اهل الايمان فانظر دایا اهل الانصاف  
 یہہ خصوصاً ہی ایک شخص سی جو صاحب علم مشہور ہی کہ وہ کہتا ہی یہہ مصافحہ اسلام کی نشانیوں میں ہی جو ایمان دلا ہی انکو کیسے نہ کر چھوڑ سکتا ہی اب ای انصاف والودیکھو تو  
 اذا کان اعتقاد الخاص هكذا فاعتقاد العوام ما دایکون وكل مباح ادى الی هذا فهو مکروہ حتی افقی بعض الفقهاء حین  
 جب خواص کا یہہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہوگا اور جو امر مباح اس نوبت کہ پیچ جاوی یہہ وہ ہی مکروہ ہی بیان تک کہ بعضی فقہاء فی جب

شاع صوم ایام البیض فی زمانہ بکراهیتہ لئلا یؤدی الی اعتقاد الواجب مع ان صوم ایام البیض مستحب ورد فیہ اخبار  
 اسکی زمانہ میں ایام بیض کی روزوں کا دستور چک گیا تو فتویٰ دیا ہی کہ مکروہ ہیں تاکہ ہوتی ہوتی واجب نہ سمجھ لیں باوجودیکہ روزی ایام بیض کی مستحب ہیں اس میں بدعت





غفل او غلط من بعض من تقدمنا وجعلناه قدوة في ديننا فاذا جلد احد وانكر علينا ما ارتكبنا من تلك الامور  
 جسري سهو هو ايا او سني غفلت في يا غلط في اور سني او سني دين كا پيشوا اهر ليا هي پير اگر كوي اگر سكر اوس بدعت سي جو ميني اختيار كوي هي منع كوي اور وكي  
 فان كان له توقير في قلوبنا نقول له هذا جاتر ذهب الى جواز فلان وذل كر بعض من تقدمنا من سعي او غفل او  
 توة شخص مانع كوي دليمن عزت ولا هي توهم اتنا هي جواب دينكي كه صاحب بيده تو جايز هي فلان اسكا قاضي هي اور او كي روبرو هم مانع هي سهو يا غفلت يا  
 غلط وان كان من لا توقير له في قلوبنا ليس من الكلمات المنكرة ما لا يظنه ولا يخطر بباله كل ذلك سبب جهل المركب  
 غلط كرتي كوي كا نام بيان كر دينكي اور اگر وه مانع اليا هي كه هاري دليمن او سني كچه عزت نهين توهم هي اليا هي دشكار سني كا كه اسكو نه گان هو كا اور نه او سني دليمن كذا هو كا هي تمام هاري غلط  
 فينا لا الوراينا انفسنا على ما هي عليه من الجهل لقلنا جواب من ارشدنا الى الحق وما اقتضا من سعي او غلط حجة في ديننا  
 مركب هو كي خرابي هي كيونكه اگر هم اپني لين اپني جهالت كا خيال كرتي تو او كا جواب جو حق كا راسته بتاتا هي بيشك ماني اور اوس سهو اور غفلت اور غلط كرتي كوي كوي دين كي حجت  
 اذ لا يجوز ان يقلد الانسان في دينه الا من هو صاحب الشريعة او من شهد له صاحب الشريعة بالخيرة من شهد له بالكد  
 مذايم كرتي اسو سني كا انسان كوي دين من صرف صاحب شريعت كي يا او كي جسك حق من صاحب شريعت ني بهلاي كي كوي هي دي هي ميرو كي چاشي او كي ميرو نهين هي  
 وهي عن الاعماله بقوله عليه السلام خير القرون قري الذين بعثت فيهم ثم الذين ياتهم ثم الذين يلوهم ثم يفتشوا الكذب  
 جسك حق من صاحب شريعت ني كذب كي كوي هي دي هي او سني بهر سو سا كرتي سي منع كيا اسو شريعت من بهر سو ميرو عهدي بن جنين ميرو سو ش هوان بهر سو سو كوي جوا نسي متصل ميرو نهين  
 فلا تعتمدوا اقوالهم دافعا لهم فليكن كل من اتى بعدهم بقول في بدعت انهما مستحبة ثم ياتي على ذلك بدليل خارج عن اصولهم  
 سو بهر سو نه او سني كوي پر نه كوي پر كيونكه بعد جو ايا سي بدعت كوي بهر هي كيا هي بهر صاحب هي بهر او سپر ايكي دليل او سني اصول سي مخالفت قائم كر ديتا هي  
 فذلك غير مقبول منه لان التقليد لا اقتداء بالغيب مجرد حسن الظن انما يجوز لمن كان مجتهدا عادلا لمن كان مقلدا  
 سو اسكو كون ماننا هي اسو سني كه غير تقليد اور بهر دي صرف حسن ظن سي او سني كي جايز هي جو مجتهد اور عادل هو او سني نهين هي جو خود مقلد هو  
 لكن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طويل انحصر طريق معرفة المجتهد في نقل كتاب معتبر متداول بين العلماء واخبار  
 ليكن مدت دراز هو كي كه اجتهاد منقطع هو كيا طريقه مذموب مجتهد كي معرفت كا صرف بيده هي هي كي ايكي كتاب معتبر هي منقول هو جو علماء كي زير ميرو رستي هو  
 عدل موثوق به في علمه وعمله فلا يجوز العمل بكل كتاب اذ ظهر في هذا الزمان كتب جمعها ضعفاء الرجا ولا يقول كل عالم  
 اور ايكي عادل كي خبر سي جسك علم او عمل كا اعتبار هو سو هر كتاب پر عمل كرنا جايز نهين اسو سني كه اس زمانه ميرو ايكي كتابين بهت مشهور هو هي ميرو جسكو ضيف كو كوني جمع كيا  
 اذ غلب الفسق في الناس بعد القرون الثلاثة والمستور في حكم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة لجانبة الصدق حتى ي  
 اور نه هو عالم كي قول پر عمل جايز هي اسو سني كه لوكون ميرو بعد قرون ثلثه كي فسق غالب هو كيا هي او شخص مستور فاسق كي حكم ميرو ماني سواي عدالت كه هو نا ضرور چا هي جسي صدق  
 يقبل قوله في الديانات ليس بنا الله تعالى موافقا لرضائه بلطفه وكرمه المجلس الحادي والخمسون في بيان  
 كا عليه هو دي تاكه او كا قول ديانات ميرو مقبول هو الله تعالى بهر عمل موافق اپني رضا كي اپني لطف اور كرم سي اسو سني مجلس اكيادون بيان ميرو  
**فرضية الصلوة بالكتاب والسنة واجماع الامم والوعيد في حق تاركها قال رسول الله**  
 فرضيت نماز كي كتاب اور حديث اور اجماع امت سي اور وعيد تارك الصلوة كي حق ميرو رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم بين العبد والكفر ترك الصلوة هذا الحديث من صحيح المصايع رواه جابر بن عبد الله ومعهناه  
 صلى الله عليه وسلم في فرماي فرق درميان بنده اور كفر كي نماز چو روني كا هي بهر حديث مصايع كي صحيح حديثون ميرو سي هي جابر بن عبد الله كي روايت سي اسكي سني  
 ان بين العبد وبين ان يصل الى الكفر ان يترك الصلوة وعلم من هذا ان الصلوة اهم ارکان الاسلام واقوى التكاليف في  
 ميرو كه فرق درميان بنده كي اور اسمين كه وه كافر هو كا بيده هي كه نماز كو ترك كر دي اس سي معلوم هو كه نماز بڑا ضروري ارکان اسلام كا اور بڑا قوي ذريعة  
 دخول دار السلام وهي فرضية على كل مسلم عاقل بالغ سواء كان رجلا او امرأة كافر ولا على مجنون ولا على صبي الا  
 بهت ميرو جاني كا هي اور وه نماز هر يك مسلمان صاحب عقل جوان پر فرض هي برابر هي كه مرد هو نا ضروري كافر پر نهين اور نه هو نا ضروري اور نه بچي پر ليكن

بهر سو سو كوي جوا نسي متصل ميرو نهين



ان الصبی اذا بلغ سبع سنین یومر بها واذا بلغ عشر سنین ولم یصلها یضرب علیها لما روی انه علیه السلام قال  
 یجب حبسک برسک یا جواری کونماز پڑھنی سکھاوین اور جب دس برسکا ہو کر نماز نہ پڑھی تو مار کر پڑھانا چاہی اسکی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا  
 مرد اولادکم بالصلوة وهم ابنا سبع سنین واضر بولهم علیها وهم ابنا عشر سنین فانهم وان لم یکن الصلوة فرضا  
 کما کروایتی بل اولادکم واسطی نماز کی جب سات برس کی ہوں اور انکو مار کر نماز پڑھاؤ جب وہ دس برس کی ہوں کیونکہ اس عمر میں اگرچہ اونپر نماز فرض نہیں ہی  
 علیہم الا انہم عند بلوغهم عشر سنین یتحققون بتركها عقوبة الشرع فی الدنيا ليعتادوها ویستأنسوا بها فی صغرها  
 پر جب دس برس کی ہوں تو نماز چھوڑنی پر دنیا میں سزاوار شرعی سزا کی ہیں تاکہ نماز کی خوگر ہو جاوین اور ترک پن میں اوس سی دل لگا رہی  
 حتی لا یترکوها فی کبرهم وقد ثبت فرضیتها بالکتاب السنة واجماع الامة اما الکتاب فقوله ان الصلوة كانت علی  
 تاکہ پھر جوان ہو کر ترک نہ کریں اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو یہ آیت ہی یہ نماز ہی مسلمانوں پر  
 المؤمنین کتبنا موقوتاً ای فرضاً موقفاً فی النص علی ان الصلوة فرض موقت محدود باوقات لا یجوز اخراجها عنها  
 وقت باند حکم ای فرض وقت بند ہی ہوئی سو یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ نماز فرض وقت بند ہی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتوں کی ہی بلا عذر وقت سی اور ہر  
 بلا عذر لما روی انه علیه السلام قال من ترک الصلوة حتی مضی وقتها ثم قضی عذب فی النار حقبا والحقب ثمانون سنة  
 ہرگز جہنم میں اسطی کہ روایت تاکہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑھی اتنی کہ اسکا وقت نکل گیا پھر قضا کی تو دوزخ میں کئی حقبہ عذاب کیا جاوے گا اور حقبہ اسی پر کاٹوے گی  
 والسنة ثلثمائة وستين يوماً كل يوم كان مقداره الف سنة والعذر الشرعی المبیح لتأخیر الصلوة عن وقتها ستة  
 اور برس تین سو ساٹھ دن کا ہر ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برس کی اور عذر شرعی جس سی نماز کی وقت کا ٹلا نا مباح ہوتا ہی چہ  
 اشياء أحدها النسيان والثالث النوم والرابع الجنون والخامس الحيض والسادس النفاس وفيما عدا هذه الاعذار  
 چیزیں ہیں ایک تو بھول جانا دوسری سو جانا تیسری بیہوش ہو جانا چوتھی دیوانگی پانچویں حیض چھٹی نفاس اور سوا ہی ان عذرات  
 المذكورة لا یجوز تأخیرها عن وقتها حتی ذکر فی الذخيرة ان امرأة اذا خرجت راس ولدها وخافت وقت الصلوة تتوضأ  
 مذکورہ کی نماز میں وقت سی دیر کرنی جائز نہیں ہی یہاں تک کہ ذخیرہ میں یہ مذکور ہی کہ حاملہ عورت اگر جنسی ہوئی سہ بی کا نکل چکا ہو اور وقت نماز کا وقت گذرنی لگی  
 ان قدرت ولا یتیم وتجعل لاس ولدها فی قدرا وحفرة وتصلی قاعدة بركوع وسجود فان لم تستطعها اتوضی ایماء یعنی  
 تو وضو کری اگر کسی نہیں تو تیمم کری اور اس بچہ کا سر ہنڈیا میں یا گڑھی میں رکھ دی اور نماز بیٹھ کر رکوع اور سجود سی ادا کری اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اشارہ سی مار دے ہی  
 انها تصلی بحسب طاقتها ولا تترك الصلوة لان الصلوة لا تنقض عنها ما لم تصرف نفساء وذلك بخروجها كثر الولد والدم وكذا  
 کہ اس وقت میں عورت اپنی قدرت کی موافق نماز ادا کری اور نماز کو نہ چھوڑی اسطی کہ نماز اسکی زمیں ساقط نہیں ہوتی جب تک وہ صحت نفاس نہیں ہوتی اور نفاس جب ہوتا ہی  
 من مقرر فی البحر علی لوح وخاف خروج وقت الصلوة بدخل أعضاء الوضوء فی الماء بنية الوضوء ثم یصلی بالایمان ولا یترک  
 جو دیکھی اندر تحت پر بیٹھا جائی ہو نماز کا وقت جائی لگی تو أعضاء وضو کی وضو کی نیت سی پانی میں داخل کری پھر اشارہ سی نماز پڑھلی اور نماز کو ترک  
 الصلوة وکذا من شلت یداه ولم یکن معه احد یوضیہ ایتیمه یسبح وجهه وذراعیه علی الحائط بنية التیمم  
 نہ کری اور ایسی ہی کئی اور باتیں سن رہے جاوین اور اسکی ساتھ کوئی ایسا نہ ہو جو وضو یا تیمم کر اوی تو اپنا منہ اور ہاتھ کہیںون تک تیمم کی نیت سی دیوار پر مل لی  
 ویصلی ولا یجوز له ترک الصلوة ولا تأخیرها عن وقتها فانظر ایها العاقل وتامل فی هذه المسائل التي یتینها الفقهاء هل  
 اور نماز چھ لی اور انکو نماز کا ترک کرنا جائز نہیں اور نہ دیکھ کر نماز وقت سی جائز ہی اب دیکھ تو ای عاقل اور سوچو تو ان مسائل میں جو فقہاء فی بیان کئی ہیں کیا  
 تجد فیها عذرا غیر العجز التام لتأخیر الصلوة عن وقتها فضلا عن ترکها والحاصل ان المكلف لا وسعة له فی ترک الصلوة  
 جھکو تاخیر نماز کا ہی وقت سی سوا عجز تمام کی کوئی عذر ملتا ہی چہ جای کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہ ہی مکلف نماز ترک کرنی کی اور نہ وقت سی  
 ولا فی تأخیرها عن وقتها مع امکا اذا تھا فی وقتها بائی وجهه کان هذا بیان کونها فرضاً موقفاً واما کونها حتماً فلقوله تعالى  
 تاخیر کرنی لگی یا وجود طاقت ادا کی ہرگز گنجائش نہیں ہی کوئی ہی عذر ہو اگر ہی یہ تو استدلال فرض موقت ہونی کا ہی اور ہر جگہ نہ ہو یا سوس آیت سی ثابت ہی

والتيمم في كل وقت من اوقات الصلوة

حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی وهذه الایة قاطعة الدلالة علی كون الصلوات المفروضات خمساً

لا نه تعالی فرض جمعاً من الصلوة التي معها وسطی واقل جمع صحیح معه وسطی هو الاربع لا الثلاث فكان الامر

بمحافظة الصلوة التي معها وسطی امر بالصلوات الخمس ضرورة وقد قال الله تعالی قَسْبَحَانَ اللّٰهُ حِينَ تُمْسُونَ

وَحِينَ تُمْسُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ والمراد من الامر بالتسبيح في هذه

الاوراق الامر بالصلوة فيها علی طریق ذکر الجزء وارادة الكل كانه قيل صلوا لله في هذه الاوقات وروى عن

ابن عباس رضي الله عنه قيل له هل تجد ذكر الصلوات الخمس في القرآن قال نعم وتلا هذه الایة فالمراد بقوله تعالی

حِينَ تُمْسُونَ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وبقوله حِينَ تُمْسُونَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ وبقوله عَشِيًّا صَلٰوةَ الْعَصْرِ وبقوله

وَحِينَ تُمْسُونَ صَلٰوةَ الظُّهْرِ واما السنة فقوله عليه السلام ان الله تعالی فرض علی كل مسلم ومسلمة في كل يوم

حين تظهرون من ناز ظهرک ہی اور حدیث میں ہے جگہ نہ ہونا غار کا اس سے ثابت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ بیشک اللہ تعالیٰ فی ہر روز اور

ولیلة خمس صلوات وهذا الحديث من جملة الاحادیث المشہورة التي ثبت بها الاحکام واما اجماع الامة فقد

بأنی نازین فرض کین ہیں اور یہ حدیث مشہور دین سے ہی جس سے احکام فقہی ثابت ہو کر تی ہیں اور اجماع سے یوں ثابت ہی کہ

اجتمع الامة من لدن رسول الله صلی الله علیه وسلم الى يومنا هذا علی فرضیة الصلوات الخمس فاذا ثبت

فرضیتها بهذه الادللة القطعیة لا یجوز ترکها ودرود مردت وعبادات ہندو ہندو غلیظہ لتارکھا من جملہ

نازکی ان لایل قطعیہ سے ثابت ہو چکی تو اب اسکا ترک جائز نہیں ہی اور بیشک دعید سخت اور دیکھیاں غلیظہ ہی نازکی حق میں آئی ہیں ایک ہی

ماروی انہ علیہ السلام قال من ترک الصلوة متعمداً فقد کفر جہاراً وفي حديث اخر انہ علیہ الصلوة والسلام قال

روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جس شخص نماز قصداً ترک کی تو وہ ظاہر کافری اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا

لا تترکوا المصداق متعمداً فمن ترکها فقد خرج من الملة وفي حديث اخر انہ علیہ السلام قال الصلوة عماد الدین فمن

قصداً نماز نہ چھوڑو سو جس نے نماز ترک کی تو وہ دین سے باہر ہوا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا نماز دین کا ستون ہی جس فی

اقامها فقد اتام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین فلورود امثال هذه الوعیدات باختلاف العلماء فی کفر تارکھا

نماز قائم ہی تو دین کو قائم رکھا اور ہی نماز کو ترک کیا تو دین کو گر دیا ایسی ہی دعید جو وارد ہوئی ہیں اس لئے علماء میں اختلاف ہی قصداً ہی نماز کی تکفیر

عمر اقد هب جملة من الصحابة ومن بعدهم الى الکفر اما الصحابة فمنهم عمرو وعبد الله بن مسعود وعبد الله

بن مسعود جماعت صحابہ رضی اور انکی بعد کی لوگ کفر کی قابل ہوئی ہیں صحابہ میں سے یوسف بن عمر اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ

بن عباس ومعاذ بن جبل وطار بن عبد الله والوالد مراد ابو جہر بن عبد الله بن مسعود واما غیر الصحابة فمنهم

بن عباس اور معاذ بن جبل اور طار بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوا صحابہ کی ہیں

بن عباس اور معاذ بن جبل اور طار بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوا صحابہ کی ہیں

بن عباس اور معاذ بن جبل اور طار بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوا صحابہ کی ہیں

بن عباس اور معاذ بن جبل اور طار بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوا صحابہ کی ہیں

بن عباس اور معاذ بن جبل اور طار بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوا صحابہ کی ہیں

بن عباس اور معاذ بن جبل اور طار بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوا صحابہ کی ہیں

بن عباس اور معاذ بن جبل اور طار بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوا صحابہ کی ہیں

بن عباس اور معاذ بن جبل اور طار بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوا صحابہ کی ہیں



احمد بن حنبل واسحق بن راهویہ وعبد اللہ بن المبارک والنخعی والمحم بن عنبہ وابو ایوب السخیتی فی وابو داود  
احمد بن حنبل اور اسحاق بن راهویہ اور عبد اللہ بن المبارک اور نخعی اور حکم بن عنبہ اور ابو ایوب سخیتی فی اور ابو داود

الطیالسی وابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہم وذهب الخرون الی انه لا یکفر وحملوا الاحادیث التي تدل علی کفر تارکها  
طیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور سوار انکی اور اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوتا اور ان احادیث کی جو بی غازی کی کفر پر دلالت کرتی ہیں یہ تامل

علی ترکها جاحداً وعلی الزجر والوعید ابغنی ان المؤمن لا یترکها ومن ادلتهم علی عدم کفره قوله علیه السلام  
کرتے ہیں کہ بغور انکا کہ ترک کری یا زجر اور وعید پر حمل کرتے ہیں یعنی مؤمن شخص نماز نہیں ترک کرتا اور انکی دلیل میں سے ایک دلیل بی غازی کی کافر نہ ہونی پر یہ قول نبی علیہ السلام

خمس صلوات فترضهن الله تعالى من احسن وضوءهن وصلتهن لوقتھن واتم رکوعهن وسجودهن خشوعهن  
کا ہی پانچ نمازین اللہ تعالیٰ فی فرض کی ہیں جس سے خوب طرح وضو کیا اور وقت پر ادا کیا اور رکوع اور سجود پوری پوری کی اور خوب انکسار کیا

كان له علی الله عهد ان یغفر له ومن لم یفعل فلیس له علی الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه فقوله  
تو انکا یہ ذمہ ہی اللہ پر کہ اسکو بخشیشگا اور جس نے یہ کیا تو اسکا اللہ پر کچھ ذمہ نہیں چاہی اسکو بخشتی اور چاہی عذاب کری سواب یہ قول

عليه السلام ان شاء غفر له دليل علی عدم کفره للاجماع علی ان الکافر لا مغفرة له وقد قال الله تعالى ان الله لا  
حضرت کا اگر چاہی اسکو بخشتی کافر نبوت کی دلیل ہی کیونکہ سب متفق ہیں کہ کافر کی مغفرت نہیں ہی اور اللہ تعالیٰ فی فرمایا ہی البیت اللہ نہیں

یَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وايضا قد اختلف الفقهاء فی حد تارکها عما بلا عذر فقال حماد  
بخشتا کہ اسکا شریک شریک ہی اور اس سے نیچی بخشتا ہی جسکو چاہی اور یہ یہی کہ فقہاء فی اختلاف کیا ہی بی غازی کی سنہ میں جو عذر بلا عذر ترک کری سو حماد

بن زید ومکحول والشافعی ومالك واحمد بن حنبل تارکها عدا بلا عذر یقتل الا انه عند احمد یقتل کفرا وعند غیره  
بن زید اور مکحول اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ بی غازی عدا بلا عذر کو قتل کریں اتنا فرق ہی کہ احمد کی نزدیک کافر سمجھ کر قتل کریں اور اور انکی

من هؤلاء یقتل حد الکفر وحملوا الاحادیث الدالة علی کفر تارکها علی استحقاق جزاء الکفر وليس للکفر فی الدنیا  
نزدیک حد میں قتل کریں کفر کی سبب سے نہیں اور اول احادیث کو جو بی غازی کی کفر پر دلالت کرتی ہیں حمل کیا ہی ان معنون پر کہ وہ سختی کفر کی سنہ کا ہی اور کفر کا بد دنیا

جزاء غیر القتل وعند ابی حنیفة لا یکفر ولا یقتل بل یجسأ بدا وقیل یضرب ضربا شدیداً حتی یسبل منه الدم مبا  
میں سوار قتل کی اور کچھ نہیں ہی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافر نہیں ہوتا اور اسکو قتل کریں بلکہ راجع الجسأ کیا جاوی اور کوئی کتا ہی اسکو اتنا ماریں کہ خون بہتی لگی تاکہ خوب

فی الزجر وقیل یضرب ضرباً حتی یصلی او یموت وقیل یعزب باخذ المال لورای الحاکم فیہ مصلحة لا طبعاً اذ قیل فی کیفیت  
زجر ہووی اور کوئی کتا ہی اسکو ماری جاویں آخر یا نماز پر ہی یا ماری بعض کہتے ہیں مال کا ذمہ والین اگر حاکم کو اس میں مصلحت معلوم ہو کچھ طمع کی راہ سے نہیں اسطرح کہ کیفیت

انه یاخذہ فیمسکہ حتی یتوب فاذا تاب یرد علیہ کما فی اموال البغاة وان ائس من توبته یصرفه الی ما یری فعلی هذا  
اسکی یہ بیان کرتے ہیں کہ اسکا مال لیکر دیا لگی یہاں تک کہ وہ توبہ کری تو وہ مال پیردی جیسی باغیوں کا مال پیردی ہیں اور اگر توبہ کی امید نہ قطع ہو تو متاسب جگہ خرچ کری

یجب علی المؤمن ان یحافظ علی اداء الصلوات الخمس فیصلیہا کما امر باحسان وضوئها ورعاية وقتها وانما رکوعها  
اس میں بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ پانچوں نماز کی محافظت رکھی پھر انکو اسطرح ادا کری جیسی حکم فرمایا اچھی طرح وضو کری اور وقتوں کی رعایت رکھی رکوع

وسجودها وخشوعها وان غفل عن شئ منها فلیجتهد فی سننہ ونوافلہ ولا تساهل فیہا حتی یکمل بہا فرضه  
اور سجود پوری پوری کری نہایت فروتنی سے اور اگر ان میں سے کسی کی غفلت ہو جاوی تو چاہی کہ اسکی سنن اور نوافل میں خوب کوشش کری سستی نہ کری تاکہ اسکی فرض کامل ہو جاویں

لما روی انه علیه السلام قال اول ما یحاسب به العبد یوم القیمة صلواته فان وجدت تامة کتبت تامة  
اسو اسطرح کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا پہلی پہلی کہ بندہ سی قیامت کی دن حساب لیا جاویگا تو نماز کا اور اگر وہ پوری تھی تو پوری لکھی جاویگی

وان نقص منها شئ قال الله تعالى انظر اهل العبدی من تطوع فان کان له تطوع یکمل له ما ضیع من فرضه  
اور اگر اس میں کچھ نقصان لکھا تو اللہ فرماویگا دیکھو تو اس بندے کی نظائیں ہی ہیں پھر اگر اسکی نظائیں ہو لگی تو اسکی فرض میں جو نقصان تھا

من تطوعه یعنی ان من صلی صلوٰتہ المفروضۃ ووقع فیہا نقصان یکمل ذلک النقصان بالتطوع ان کان تطوعہ ولکن من  
 نفوسہ پورا ہو جائیگا مراد یہ ہے کہ جس نے فرض نماز پڑھی اور اس میں کچھ نقصان ہو گیا تو وہ نقصان نفوسہ عوض ہر کرکل جائیگا اگر نفلین ہوں گی حال تو یہ ہے جو  
 لا یحسن الفرض کیف یحسن النفل بل هو فی النقصان اشد لحفة النفل عند الناس عدم مبالاۃ اہل کثیر من یظن  
 شخص فرض کو درست نہیں کرتا وہ نفل کو کہہ سکتا ہے بلکہ زیادہ تر خراب ہو گئی کیونکہ نفلین لوگوں کی نظروں میں بہت خفیف ہوتی ہیں انکی کچھ روایتیں کرتی اور بیشک اکثر کہتی  
 بہ العلم انہ فی نفلہ بل فی فرضہ یتزک تعدیل الارکان وینقرن فی الدیک فکیف العوام الذین ہم کالعوام لا یعلمون الذین لا یستدلون  
 پر یہ کہی ہیں یہ لوگوں کو بھڑکاتے ہیں بلکہ فرضوں میں انکان کی تعدیل نہیں کرتی اور مرغ کی سی ہونک دیتی ہیں اب عوام کا جو حاند کی مثال ہیں نہ دین کو جانتی ہیں نہ اسلام کو کیا جانے  
 فان تعدیل الارکان عند ابی یوسف والشافعی فرض یبطل الصلوۃ بترکہ وعند ابی حنیفہ ومحمد واجب وفي رواية الکرخی  
 بیشک تعدیل ارکان کی ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہی تعدیل ترک کرنی سی نماز باطل ہو جاتی ہے اور امام ابو حنیفہ اور محمد کی نزدیک واجب ہی اور امام کرخی کی  
 لا یبطل الصلوۃ بترکہ بل ان ترک سہوا یلزم سجدة السہوان ترک عمد یلزم الاثم ویجب الاعادة کما هو الحکم فی کل صلوۃ  
 روایت میں ہے کہ تعدیل ترک کرنی سی نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ اگر سہوا ترک کیا تو سجدہ سہوا لازم آتی اور اگر عمد ترک کیا تو گنہگار ہوتا ہے اور اعادہ واجب ہے جیسا حکم تمام نمازوں  
 ادیت مع الکراہۃ التحریمۃ وسنة فی رواية الجرجانی فعلى هذه الرواية لا یلزم سجدة السہو بترکہ سہوا ولا یجب الاعادة  
 کا ہی جو مکروہ تحریمی ہو جاتی ہے تعدیل جرجانی کی روایت میں سنت ہے پس اس روایت کی موافق نہ سجدہ سہوا لازم آتی ہے سہوا چھوٹی سی اور نہ اعادہ لازم آتی ہے  
 بترکہ عمد بل یستحب مع استحقاق العتاب وحرمان الشفاعة فاذا کان كذلك فمن یصلی النوافل بغير تعدیل الارکان  
 عمد ترک سی بلکہ مستحب ہی تپہر سنہ اور عتاب اور محرومی شفاعت کا ہی پس جب حال یہ ہے تو جو شخص نفلین بدون تعدیل ارکان کی پڑھتا ہے  
 فعلى رواية الوجوب یكون عاصيا مستحقا للعذاب بالنار ویجب علیه اعادتها وان لم یعدھا یكون معصية اخرى مثل  
 تو موافق روایت وجوب اعادہ کی گنہگار مستحق عذاب روزخ کا ہی اور اوپر اعادہ واجب ہوتا ہے اور اگر اعادہ نہ کر لیا تو یہ دوسرا گناہ ہو گیا جیسا  
 الاولى ولتوتزلنا الى السنة یكون مستحقا للعتاب وحرمان الشفاعة فاذا کان الحال هذا فکیف یکمل امثال هذه  
 پہلا ہوا ہی اور اگر سنی مانا کہ تعدیل سنت ہی تو یہی مستحق عتاب اور محرومی شفاعت کا ہی پھر جب نفلوں کا یہ حال ہے تو ایسی نفلین فرضوں کی نقصان کو کیا پورا  
 النوافل ما نقص من الفرض هیئات ہیئات بل لو لم یصل تلك النوافل لم یکن مستحقا للعذاب ولا للعتاب ولا لحرمان  
 کہیں گے ای ای بلکہ اگر ایسی نفلین نہ پڑھتا تو نہ مستحق عذاب کا ہوتا اور نہ عتاب کا اور نہ شفاعت سی  
 الشفاعة وقد روی انه علیه الصلوۃ والسلام رای رجلا یصلی وهو لا یتیم رکوعہ وینقر فی سجودہ فقال لومات هذا  
 محروم ہوتا اور روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کو نماز پڑھتی ہوئی دیکھا کہ وہ رکوع پورا کرتا تھا اور سجدہ میں ہونک سی مار دیتا تھا سو آپ نے فرمایا اگر شخص  
 علی حالته هذا مات علی غیر ملۃ محمد وقد غتر بعض الغافلین بکلمۃ الجواز الواقع فی کتب الامتثال ترک القومة والجلسة  
 اس حالت میں مرجعاً تو برخلاف ملت محمد کی مرتا اور بعض غافل لوگ یہی ہیں جواز کی فقط پر جو ائمہ کی کتابوں میں واقع ہوا ہے اسکی حق میں جو قوم اور طبہ  
 والطائفة فیہا ولم یعرفوا ذکر فی اصول الفقہ من ان الجواز فی العبادات بمعنی سقوط فرضیۃ القضاء لانه یجمل ولا  
 اور انکی پیچیدگی طائفت کو ترک کری اور یہ نہیں خبر کہ اصول فقہ میں کیا مذکور ہے یعنی عبادت میں جواز سی یہ مقصود ہے کہ فرضیت قضا کی ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہے یہ مراد نہیں  
 یحصل الاثم کیف وقد صرحوا بکراہۃ ترک القومة والجلسة والطائفة فیہا وقال القرطبی فی تذکرۃ نقلا عن شیعہ  
 گناہ نہیں ہوتا پہلا یہ کہ یہ ہو سکتا ہے حالانکہ صاف کہہ رہا ہے کہ قوم اور طبہ اور کسی بیچ کی طائفت ترک کرنی مکروہ ہے اور قرطبی تذکرہ میں اپنی استاد سی نقل کرتا ہے  
 فلا اعتبار بقول من قال الواجب من ارکان الصلوۃ اقل ما یطلق علیه الاثم لان من اقتصر علی ذلک یردق علیه ان  
 رکوع کی ہی اس قبل کا کچھ اعتبار نہیں ہے کہ ارکان نماز میں کم سی کم اتنا واجب ہے کہ اسکو رکھ کر کہیں فقط اسوسطی کہ جو نماز اتنی ہی ہے کہ اسکا کر لیا تو اسکو کہہ سکتی ہیں کہ  
 ینقر فی الصلوۃ ویدخل فی الذم المرتب علی ذلک بقوله علیه السلام تلك صلوۃ المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین  
 نماز میں ہونک مانتا ہی اور اس گناہ میں جو اس فعل پر اس حدیث میں ثابت ہوا ہے داخل ہوگا یہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹھا ہوا آفتاب کا منظر دہناتا ہے تاکہ جہنم

فی بیان فرضیۃ الصلوۃ بالکتاب والسنة واجازۃ الامام والوعید فی کتابہ

در حال نماز



قرنی الشیطان قام ففرقاذا كانت الصلوة بهذه الصفة يدخل صاحبها تحت قوله تعالى **فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ** شیطان کی سیگون میں چاہیے اور پھر شیطان کی جب نماز کا یہ حال ہی تو نماز کی اس آیت کی مضمون میں داخل ہی پھر اوکی جگہ باخلف آئی جنہوں نے  
**أَصَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ عَذَابًا** فان جماعة من العلماء قالوا ليس المراد باصاعة الصلوة تركها گنواہی نماز اور پیچھے پڑی مڑوں کی سوا کی ملکی گمراہی بیشک بہت سی علماء کا یہ قول ہی کہ نماز صانع کرتی ہی یہ مراد نہیں ہی کہ نماز ترک کردی  
بل هو ان لا يقيم حدودها بعد رعايتها وطهارتها وعدم اتمام ركوعها وسجودها ونحو ذلك وقد روى عن ابن مسعود بلکہ یہ مراد ہی کہ نماز کی حدود کو قائم نہ کری یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کی کری اور نہ رکوع اور سجود وغیرہ کو پورا پورا کری اور ابن مسعود انصاری سی  
**الانصاري** انه عليه السلام قال لا تجزئ صلوة لا يقيم الرجل فيها صلبه في الركوع والسجود ولا اخبار في هذا المعنى كثيرة روايت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا وہ نماز کافی نہیں ہی جس میں نماز رکوع اور سجود میں کمر سیدھی نہ کری اور اس باب میں ایسی بہت حدیثیں آئی ہیں  
وهي تبين المراسم في قوله تعالى **وَأَصَاعُوا الصَّلَاةَ** فان من لم يحافظ على اوقات الصلوة وطهارتها وركوعها وسجودها کہ وہ اس آیت سی  
**واصاعوا الصلوة** معنی مراد کی تفسیر کرتی ہیں کیونکہ جو شخص نماز کی اوقات اور وضوء اور رکوع اور سجود کی محافظت نہیں  
لا يحافظ عليها ومن لم يحافظ فقد ضيعها فهو لما ساء اضيع وقد روى انه عليه السلام قال اذا حسن الرجل الصلوة کرتا تو وہ نماز کی محافظت نہیں کرتا اور جس کی حدود کی  
**فاتم ركوعها وسجودها** قالت الصلوة حفظك الله كما حفظتني فزفره واذا الساء الصلوة فلم يتم ركوعها وسجودها اس کا رکوع اور سجود پورا کرتا ہی تو نماز یہ رعایت ہی خدایت ہی حفاظت کری جیسی تو نے میری حفاظت کی پھر نماز قبول ہوتی ہی اور اگر نماز بری طرح پڑھی کو رکوع اور سجود پورا نہ  
قالت الصلوة ضيكت الله كمال ضيعتني فتأف كمالا يلف الثوب الخلق فيضرب بها وجهه وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام تو نماز کو سنتی ہی اسے تجھ کو صانع کری جیسا تو نے مجھ کو کیا پھر اس نماز کو برائی پڑی کی طرح پیٹ کر اوکی منہ پر پڑا تو ہیں اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا  
**قال ان الرجل ليصلي ستين سنة ولا يقبل له صلاة لعله يتم الركوع واداية السجود او يتم السجود ولا يتم الركوع** فرما رہا کہ بعض آدمی ساڑھے پچیس تک نماز پڑھتی باتا ہی اور اُن کی نماز ایک ہی مقبول نہیں ہوتی اس کی کہیں رکوع پورا کرتا ہی تو سجود پورا نہیں کرتا اور اگر رکوع پورا نہیں  
ان يعرف صلوة تهفولة ام لا فليظن الى قوله تعالى **ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر** فان كان يصلي الله صلوات سلام کیا چاہی کہ اوکی نماز میں قبول ہیں یا نہیں اس آیت میں غور کری بیشک نماز روکتی ہی جیسا نبی سی اور بری بات سی کیونکہ یہ شخص اگرچہ حجۃ نماز پڑھتا ہی  
**الخمس** ولم يكن بعد ذلك حسن حال مع ربه بل يقع منه بعض من الفواحش والمنكرات فليعلم ان صلوة غيرا اور یہ ہی اوکا حال رب کی ساتھ درست نہیں ہی  
**مقبولة بل هي وبال عليه** وہ بدلتا من الله تعالى كما قال ابن مسعود وابن عباس من لم تاهره صلوة بالمعروف ولم تنهه مقبول نہیں ہی بلکہ وہ نماز میں اوپر وبال ہیں اور خدا سی در کرتی ہیں چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جب کو نماز بالمعروف پر شوق نہی اور منکرات سی  
**عن المکرلم يزد نصلوته من الله لا بعدا** وقال الحسن وقتادة من لم تنهه صلوة عن الفحشاء والمنكر فصلوته وبال منع نکری وہ نماز اسے ہی اور دور کی کچھ نہ بڑا دوی گی اور حسن اور قتادہ کہتے ہیں جس کو نماز فحش اور منکرات سی بند نکری تو وہ نماز اوپر وبال ہی  
عليه فان من يصلي الصلوات برعاية شرائطها رادكانها وواجباتها وسننها وادابها يعصمه الله تعالى عن الفحشاء والمنكر بیشک یہ شخص نام نماز میں شرائط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور اداب کی رعایت کر کی پڑھی گا تو اسے اوکو فحش اور منکرات سی محفوظ رکھیں گے  
**كما روى عن انس انه قال** ان شئ من الآخرة ما يصلي الصلوة الخمس مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم لم يدع شيئا چنانچہ انس رضی اللہ عنہ روایت ہی کہ ایک جوان انصاری پنجگاہ نماز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ ادا کرتا تھا  
**من الفواحش الا مكرهه** فوصف ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عليه السلام ان صلوة تنهاه يوما فلم يلبث سوکر پڑھتا تھا پھر کہنی یہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کیا  
**آجی فرمایا بیشک اوکی نماز کسی دن اوکو روک دے گی پھر کچھ دیر نگلی**

حتى تأب وحسن حاله اللهم حول حالنا الى حسن المال المجلس الثاني والخمسون في بيان فرضية

که او منی توبه کی اور او سکا حال سونگیا الہی ہمارا حال نیک انجام کا بدل دی مجلس باون میں بیان فرضیت نماز

الصلوة المفروضة و ارکانها تفصیلاً قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من امرء مسلم يحضرة مفروضة اور او کی ارکان کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا نہیں کوئی شخص مسلمان جو آدمی وقت

صلوة مكتوبة فيحسن وضوءها وخشوعها وركوعها الا كانت كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يأت نماز مفروضہ کا پہرہ او کی وضو اور خشوع اور رکوع کو خوب پورا کرے مگر وہ پہلے گناہوں کا بدلہ ہو جاوے گی جب تک

كبيرة وذلك الدهر كله هذا الحديث من صحيح المصايم رواه عثمان بن عفان وقد بين فيه ان من يصلي الصلوة كبرى گناہ نکیا ہوگا اور ہمہ کفارہ ہمیشہ کو ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عثمان بن عفان کی روایت سی اس حدیث میں یہ بیان کیا کہ بخیر

المفروضة عند دخول وقتها باحسان وضوءها وخشوعها وركوعها وسائر اركانها تكون كفارة لذنوبه فرض نمازین اول وقت پر اچھی طرح وضو کرے اور او سکا خشوع اور رکوع اور تمام ارکان پوری پوری کرے اور اگر گناہ تو وہ نماز گذشتہ گناہوں کا

الماضية ما لم يعمل بكبيرة وذلك التكفير يكون في جميع الزمان وانما اكتفى بذكر الركوع دون سائر اركان لان كفارة ہو جاوے گی جب تک کبیرہ گناہ نکیا ہو اور یہ کفارہ ہمیشہ کو تمام زمانہ میں ہوتا رہے گی اور کفارہ صرف رکوع کی ذکر پر بدون ذکر تمام ارکان کی اسے ہی

الشارع اذا امر باحسان مكن واحد من اركان الصلوة يفهم منه احسان سائر اركانها فانها وان وقعت کہ شارع نے واسطی درستی کسی ایک کن کی نماز کی تمام ارکان میں سی امر کیا تو آدمی تمام ارکان کی درستی سمجھ جاتی ہی کیونکہ تمام ارکان اگرچہ قرآن میں

في كتاب الله تعالى متفرقة حيث تثبت فرضية تكبيرة الافتتاح بقوله تعالى في سورة المدثر وَذَكَرْكَ فَاكْبِرْ متفرق جگہ مذکور ہیں اسو سطلی کہ فرضیت کبیرہ تحریمہ کی سورہ مدثر کی اس آیت سی ثابت ہی اور اپنی رب کی بڑائی بول

وقرؤية القيام بقوله تعالى في سورة البقرة وَاقْرُؤُوا الْقُرْآنَ يَازَاكِرَ الَّذِينَ اَصْنَعُوا اَلَمْ تَكُنْ عَلَّمَ التَّوْحِيدَ اور فرضیت قیام کی سورہ بقرہ میں اس آیت سی اور کبریٰ رہو اللہ کی آگے ارب سی اور فرضیت قنوت کی سورہ مزمل میں اس آیت سی سو پڑھو جنتنا

من القرآن وفرضية الركوع والسجود بقوله تعالى في سورة الحج يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اَصْنَعُوا اركعوا واسجدوا ولكن علم الترتيب آسان ہو قرآن سی اور فرضیت رکوع اور سجود کی سورہ حج میں اس آیت سی ای ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو پر ترتیب ارکان کی

بتعليم النبي عليه الصلوة والسلام تاسرة بفعله وتاسرة بقوله على ما بينه العلماء في كتبهم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان بتعليم السلام کی تعلیم سی معلوم ہوئی کہی فعل سی اور کہی ارشاد دکر سی چنانچہ اسکو علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہی اب اس بیان کی موافق مؤمن

بداوه عليها في اوقاتها بانما جميع فرائضها وهو مست الاولي تكبيرة الافتتاح ولا دخول في الصلوة الا بها وهي ان چاہی کہ نماز کو ہمیشہ وقت پر تمام فرائض پوری کرے اور اگر تار ہی اور فرائض چہ ہیں اول کبیرہ تحریمہ کی تفسیر افتتاح ہی کہتی ہیں اور بدو ن اسکی نماز شروع نہیں ہوتی اور وہ

يقول من يريد الدخول في الصلوة الله اكبر يلا ادخال مد في هزمة الله وهزمة اكبر وبائه اذ لو حصل المد في اس طور پر ہی کہ جو شخص نماز شروع کرے تو کہی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ پر اور باہر مد نکری

احدى الهزتين لا يصير دخلا في الصلوة بل يفسد لو وقع في اثناهما ولو تعدد يكفر لانه يصير استفهاما ومقتضا کسی پر مد واقع ہوگا تو نماز میں داخل نہ ہوگا بلکہ نماز فاسد ہو جاوے گی اگر مد نماز میں پہلے کبیرہ میں آ جاوے گی اور اگر قصد مد کیجیگا تو کافر ہوگا اسو سطلی کہ اسکی

الشك في كبرياء الله وقال محمد بن صفات ان كان لا يميز بين المد وعدمه يكون دخلا في الصلوة ولا يفسد لو وقع شك ہی ہوتا ہی اللہ کی بڑائی میں اور محمد بن صفات کہتا ہی اگر وہ شخص مد اور بی مد میں کچھ تمیز نہیں کرتا تو نماز میں داخل ہو جاوے گی اور نماز ہی فاسد نہیں ہوتی اگر مد

في اثناهما ولا استفهام يحتل ان يكون للتقدير الاول احص لان مثل هذا الجمل لا يصلح ان يكون عذرا والتقدير المستفاد نماز میں پہلے کبیرہ میں آ جاوے اور استفہام میں یہ احتمال ہی کہ واسطی تقریر کی ہو اور درود میں اول صحیح تر ہی اسکی کہ ایسی حالت قابل عذر کی نہیں ہی اور استفہام جو تقریر کی

استفهام کی ہر جگہ اسکی اور تفصیلاً استفہام



من الاستفهام معناه حل المخاطب على الاقرار بما يعرف ولا انسان لا يصلح ان يحل نفسه على الاقرار بان الله تعالى  
 توأمن سي يسمي ادي كه مخاطب كواهي معلوما متكرري . اور انسان اس مقام كا نهين هي كه اپني آپ كو اس اقرار پر برايكجته كرى كه الله  
 اكبر ولو وقع المد في باء اكبر بان يقول اكبر بزيادة الالف الممال بين الباء والراء لا يصير دخلا في الصلوة وتفسد  
 بڑا هي اور اگره اكبر كي باء واقع هو يعني لفظ اكبر بار اور راوي كي سيج مين بڑا كرهي تو نماز مين داخل نهين هوتا اور نماز فاسد هو جاتي هي  
 لو وقع في اثنا ثمانية اذ قيل انه اسم من اسماء الشيطان وقيل لانه جمع كبر ففتح تين وهو الطبل وقيل يصير دخلا في  
 اگره نماز مين پنج تكبير ون كي آجاي اسو سطي كه كبتى مين كه به نام شيطان كي نامون مين سي هي اور كوي كبتا هي اسطي كه اكبر جمع كبر كي هي دوزبري طبل كو كبتى مين اور بعضي كبتى مين  
 الصلوة ولا تفسد لو وقع في اثنا ثمانية لانه اسماء والاول اصح لان الاشباع انما يكون في الاخر الا الوسط وحل التكبير  
 نماز مين داخل هو جاتا هي اور نماز فاسد نهين هوتا اگره نماز كي پنج آجاي اسو سطي كه به اشباع هي اور دوشا اول سيج ترمي اسو سطي كه اشباع آخر مين هوتا هي پنج مين نهين هوتا اور موقع تكبير كا  
 القيام المحض حتى لو ادرك الامام في الركوع وكبر حال الخطا لا يصير دخلا في الصلوة لان شرط الدخول فيها وقوع  
 صرف قيام هي بيان تك كه اگر امام كو ركوع مين بایا اور جكتي هوئي تكبير كبتا هو ركوع مين شامل هوگيا تو نماز مين داخل نهين هوتا اسو سطي كه نماز مين داخل هوئي كي شرط بهي  
 التكبير في محض القيام ولو قال في القيام الله وفي الركوع اكبر لا يصير دخلا فيها ايضا والثانية من فرائض الصلوة القيام  
 كه تكبير خالص قيام مين واقع هو اور اگر قيام مين اسكها اور ركوع مين اكبر تو بهي نماز مين داخل نهين هوتا اور وسر فرض نماز كا قيام هي  
 وهو دكن في الفرض والواجب دون النفل ومطلق عن التقدير نظر الى الدليل وهو قوله تعالى وَقُوْا لِلّٰهِ قُنُوتًا حتى لو ركع  
 اور قيام فرض اور واجب مين ركن هي نفل مين نهين اور اسكي مقدار باعتبار دليل كي كچه معين نهين هي دليل بهي اور كبري رهو الله كي اكي ادب سي بيان تك كه اگر تكبير ترمي  
 قائما ولم يقف يصير موديا فرضي التكبير والقيام جميعا ولا يلزمه التوقف بعده قائما لان قدر ما وجد من القيام يكفيه  
 هوئي كهي اور بهر توقف نكيا تو فرض تكبير اور قيام دون ادا كر چكا او بهر بعد اوكي توقف كرنا قيام مين كچه ضرور نهين هي اسطي كه بس قدر اس سي قيام عمل مين آيا سو كا في هي  
 ويظهر نفعه في الاخرى والآخر من مدرك الامام في الركوع الا ان المتعارف في حق القاري تقديره في الاوليين بالقراءة  
 اور ايكاه ائله ناخوانده اور رنگ مين او جو شخص كه نام كو ركوع مين باوي ظاهر هوئي اتنا هي كه قاري كي حق مين مقدار قيام كي پهل دور كوت مين برابر قرائت كي بهر هي باور  
 وفي الاخر بين قول المتقدمين ان شاء قرأ وان شاء سجد وان شاء سكت يشير الى عدم التقدير فيهما  
 بهر دور كوت مين متقدمين كا جو بهر قول هي چاي كچه قرآن بهر چاي سجان الله كهي اور چاي چيكاهي اشاره هي كه ان دونون مين هي انداز قيام كا  
 ايضا لكن ذكر في القنية انه مقدار بمقدار ثلث تسبيحات سواء سجد وسكت هذا كله عند القدرة على القيام فان  
 متقدمين هي يكن قنية مين يون مذكور هي كه قيام كم سي كم برابر تين تسبيحات كي هي برابر هي كه تسبيحات كي يا چپ هي بهر تمام جب هي كه قيام بهر قادر هو كيوكه  
 المريض اذا قدر على القيام لوصلي قاعدا لا يجوز ولو قدر على بعض قيامه دون كله يلزمه ذلك حتى لو قدر على التكبير  
 بيا اگر باوجود طاقت قيام كي بهر كره نماز پڑه في تو جاي نهين هي اور اگر كچه تهر اكرهي هوئي كي طاقت هو پوري قيام كي نهو تو تنه اي او بهر لازم هي بيان تك كه اگر كبري  
 يكبر قائما ثم يقعد واما المريض الذي عجز عن القيام حقيقة بحيث لو قام لسقط او خاف زيادة مرضه او بطوء برئه  
 ركهر تكبير كبتى كي طاقت هو تو تكبير كبر او كرهي بهر بهر جاي اور بهر حقاقت مين قيام سي عاجز هو ايسا كه اگر كبر او وى تو كبري يا خوف مرض كي بهر هي كا يادرنگ ريكاه  
 او كان ينجو لما شديدا فان استطاع القعود يقعد كما يقعد في التشهد وهو قول زهر وعليه الفتوى بانه المجهود في  
 يا سخت تكليف هوتي هو بهر اگر بهر شي كي طاقت هو تو بهر جاي جيسي تشهد مين بهر شي مين بهر هي قول زهر كا هي اور اسهي بهر فتوى هي كه نماز مين بهر طور بهر هو اي  
 الصلوة وفي رواية محمد عن ابي حنيفة يقعد كما يشاء من الترميم وغيره وقيل يقعد فيما عدا التشهد كما يشاء وفي التشهد  
 اور امام محمد كي روايت مين البوسنة سي بهر هي كه بهر جاي جيسي چاي مريج وغيره سي اور سنجي كبتى مين كه سواد تشهد كي نوح سطر چاي بي بهر باور نهين  
 كسائر الصلوات والظاهر هو الاول عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة يقعد بحسب قدرته ويصلي قاعدا  
 موافق تمام نمازون كي بهر شي اور طاقت هوتي هوئي ظاهر اول روايت هي اور حسب طاقت نهو . . . . . نماز بهر كره چي نماز هو

برکوع و سجود لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها وان لم يستطع الركوع والسجود  
 ركوع كرى اور سجده كرى السوطى كه طاعت طاقت كى موافق هى اس دليل سى الله تكليف نهين ريت كسى شخص كو مگر جو اس كى نجائش هى اور اگر ركوع اور سجده كى طاقت نهين  
 يوحى براسه قاعدا ويجعل سجوده اخفض من ركوعه ليتحقق الفرق بينهما ولا يرفع اليه شئ ليسجد عليه اذ لو رفع اليه  
 تزيهيا هو اس سى اشاره كرى اور سجده كو ركوع كى به نسبت زياده ليست كرى تاكه دونو من فرق هو جاوى اور به نهين چاسى كه كوى جزاوى كرى تاكه اس سى سجده كرى السوطى كرى  
 فسجد عليه ان كان خفض راسه يصح ويكون صلاته بالاياء والا فلا وان لم يستطع القعود يستلقى على ظهره و  
 اور اس سى سجده كيا پهر اگر اس سى سر كو نچا كيا هى تو درست هى او كى نماز اشاره سى هو كى اور نهين تو نهين هوى اور اگر طاقت بيتهنى كى نهين تو حجت لى يا جاوى اور  
 يجعل رجليه نحو القبلة ويوحى براسه للركوع والسجود لكن ينبغي ان يوضع تحت راسه وسادة ليتمكنه الاياء بالراس  
 او كى پاؤ قبله كى طرف كرى اور ركوع اور سجود كى لى سى اشاره كرى به به چاسى كه اس كى سر تلى تكيه ركبه دين تاكه اس سى سر كا اشاره هو كى  
 لان حقيقة الاستلقاء بمنع الاياء للصحيح فكيف للمريض وان لم يستطع الاياء بالراس لا يوحى بعينه ولا بحاجة  
 اس كى كه حقيقت مين جت پڑى هوى اچى بچى سى به اشاره نهين هو كى پهر بيا سى تو كيان اور اگر سى اشاره كرى كى به طاقت نهين تو اكبه كا اشاره يا ابرو كا  
 ولا بقلبه بل ان كان يعقل الصلوة في تلك الحالة توخر عنه الى زمان القدرة ولا تسقط هو الصحيح على ما ذكر في الهداية كانه  
 يادل كا اشاره كرى بلكه اگر نماز كى سجد باقى هى اس حالت مين تو قدرت كى وقت تك ملتوى ركى جاوى كى اور زمه سى ساقط نهين هى موافق بيان هدايه كى به به صحى سى  
 يفهم مضمون الخطاب وان كان لا يعقلها اكثر من يوم وليلة تسقط ان لم يفق في المدة وان افاق وكان لا فاقة وقت  
 كه مضمون حكم كا سمجها هى اور اگر ايكيات ونى زياده غفلت مين رة تو نماز ساقط هو جاتى هى اگر اس مدت كى اندر افاقه نهوا اور اگر افاقه هوا اس كى ايك وقت  
 معلوم مثل ان يفيق عند الصبح قليلا ثم يعود الانعلاء فهو فاقة معتبرة في بطلان حكم ما قبلها من الانعلاء وان لم يكن  
 معين پر جيسى مثلا صبح كى وقت كچه فاقه هو كر پهر بهوش هو جاتى تو اتنا افاقه به واسطى باطل كرى حكم پهرى بهوشى كى معتبر هى اور اگر افاقه كسى وقت مين پر  
 الافاقة وقت معلوم بل يفيق بغتة ثم يعود الانعلاء فلا اعتبار هذه الافاقة ومن كان في السفينة التجارية اذا  
 نهين هوتا بلكه ناگاه كبهى افاقه هو كر پهر بهوش هو جاتى تو ايسى افاقه كا اعتبار نهين هى اور جو شخص طلقى كشتى مين هو اگر  
 صلى الفرض قاعدا بر كوع وسجود مع القدرة على القيام لا يجوز عندها لان القيام ركن فلا يسقط الا بعد تحقق وعند  
 فرض نماز بهيشه كر ركوع اور سجود كى ساهته باوجود طاقت قيام كى پڑى تو صاحبين كى نزديك جايه نهين هى اس كى كه قيام نماز كا ركن هى سو به بدون عذر واقفى كى سقط  
 الى حنيفة يجوز لان دوران الراس فيها غالب الغالب المحقق لكن الافضل القيام واما في المربوطة في الشط فلا يجوز  
 اور امام ابو حنيفة كى نزديك جايه نهين اس كى كه اس مين دوران سر كثر هوتا هى اور كثرى بات به مانده ثابت كى هى ليكن افضل قيام هى هى اور بهى كشتى كزاره پر بند هى هوى سوا وسين  
 بالاجماع والثالثة من فرائض الصلوة القراءة وهى فرض في جميع ركعات النفل والوتر والفرض من ذوات الركعتين وليست  
 بالاجماع جايه نهين اور تيسر افرض نماز كى فرائض مين سى قرارت هى اور قرارت تمام ركعات نفل اور وتر مين اور فرض دو كانه مين فرض هى اور ان  
 بفرض في جميع ركعات الفرض من ذوات الاربعة والثلث بل في الركعتين من غير تعيين وانما عيئت في الاوليين لقوله عليه  
 فرض كى تمام ركعات مين فرض نهين هى جو چار ركعت ياتين ركعت كى هين بلكه دو دو ركعت مين بلا تعيين فرض هى اور بهى دو ركعت مين اس كى معين هو كى كه نبى عليه الصلوة  
 والسلام القراءة في الاوليين قراءة في الآخرين وادنى ما يجزى منها عند ابى حنيفة آية وان كانت من الفاتحة او كانت  
 والسمانى فمما بهى دو ركعت مين قرارت بعينه بچى دو ركعت مين هى اور كم سى كم قرارت جو كانى هى تو ابو حنيفة كى نزديك ايك آيت هى اگر چه سورة فاتحه كى هوى  
 قصيرة مركبة من كلمتين كقوله تعالى ثم نظرا ومن كلمات كقوله تعالى ففتل كيف قلذ والمكتفى بها صغى لان قراءة  
 هو كى دو كلى نى مركب هو جيسى به آيت تم نظر يا كى كلمات سى جيسى به آيت نفث كيف قلذ ليكن اس بقدر هو اكتفا كرنا اچها نهين هو سوطى كه  
 الفاتحة وضم سورة او ثلث ايات اليها واجب وفي الاكتفاء بها ترك الواجب واما لو كانت كلمة واحدة كذها قاتن او حرفا او  
 الحمد كا پڑهنا اور كسى اور سورة كا ياتين آيت كا اس كى ساهته طامنا راجب هى اور اس سى اكتفا كرى مين ترك واجب هوى اور جو آيت ايك كى هى جيسى امتنان يا ايك حرف كا

تو بهيشه

اس سى

فرض



کس ورق و ن فقد اختلف فيه والا صح انه لا يجوز عنده ولو قرأ نصف اية طويلة كاية الكرسي واية المداينة جیسی من ورق اورن سوہین اختلاف ہی اصح یہ ہے کہ ابو حنیفہ کی نزدیک جائز نہیں اور اگر بڑی آیت میں ہی جیسی آیتہ الكرسي اور آیتہ المداينة

فی رکعة ونصفها فی رکعة اخرى اختلفوا فيه قال بعضهم لا تجوز لانه لم یقرأ اية تامة فی کل رکعة وقال عامتهم آدی ایک رکعت میں پڑھی اور آدمی دوسری رکعت میں تلاسمین اختلاف ہی جیسی کہتی ہیں جائز نہیں اسلوسی کہ اسنی ہر رکعت میں پوری آیت نہیں پڑھی اور عام فقہار

تجوز لان بعض هذه الايات يزيد على ثلث ايات قصار او تغیرها فلا تكون ادنی من اية وعندهما ادنی ما یجوز کہتی ہیں جائز ہی اسلوسی کہ اگر ان آیتوں کا چھوٹی چھوٹی تین آیت ہی بڑھتی ہی یا بڑھتی ہی ہر صورت ایک ہی کم نہیں ہی اور صاحبین کی نزدیک کم سکی قرأت جو کافی ہو

منها ثلث ايات قصار و اية طويلة تقوم مقامها لان القرآن معجز و ادنی ما یقع به الاعجاز سورة لقوله تعالى تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیت بڑی جو اونکی برابر ہو اسلوسی کہ قرآن مجزئی اور کم ہی کم جسین اعجاز واقع ہو وہ سورة ہی واسلوسی قول استغالی کی

فالتوا بسورة طین مثله و اقل السورة الكثر وهي ثلث ايات ومن كان أمیاً ولم یطوعه لسانه علی تعلم لاؤکوی سورة ایسی اور سورتوں میں سب ہی چھوٹی سورة کو شہی سوئی اسکی تین آیتیں ہیں اور جو شخص ای ہو کہ اونکی زبان قرآن سیکھنی میں قابو میں نہ ہو

القرآن ان كان یجتهد اناء الیل و اطراف النهار تجوز صلوته و فی اوان ترك الاجتهاد لا تجوز صلوته فعلی هذا اگر وہ رات دن قرآن پر محنت کرتا ہی تو اونکی نماز جائز ہی اور جو وہ محنت چھوڑ دیکا نماز جائز نہوگی اس روایت کی موافق

کل من كان فی داره اسلام و ترك التعلم و بقی امیاً و اعتاد ان یصلی صلوة اخی لا تجوز صلوته لان الامی انما تجوز جو شخص دار الاسلام میں ہو کہ قرآن نہ سیکھی اور اقیہ جاوی اور امیوں کیسی نماز کی عادت کر لی تو اونکی نماز جائز نہیں ہی اسلوسی کہ امی کی نماز جب ہی جائز ہی

صلوته اذا بلغ او نزل جنونه او اسلم و هم الوقت و لم یتکمن من التعلم و اما اذا تمکن من التعلم و لم بتقید به کہ جب وہ بالغ ہو یا جنون ہی ہوش میں آوی یا مسلمان ہو اور ترت وقت نماز کا جاوی اور فرصت قرآن سیکھنی کی نہ ملی اور جس صورت میں سیکھنی کی فرصت ہو اور محنت میں لگی

فلا تجوز صلوته و الرابع من فرائض الصلوة الركوع و هو طأطأة الرأس مع انحناء الظهر فمن طأطأ رأسه مع تواؤسکی نماز جائز نہیں اور چوتھا فرض نماز کی فرضوں میں سی رکوع ہی اور وہ سر جھکانا کہ بڑی کر کہ یہ جیسی سر کو جھکا یا

انحناء الظهر قليلاً ان كان الی الركوع اقرب تجوز وان كان الی القيام اقرب بان یوجد طأطأة رأسه مع اور کچھ تھوڑی کہ بڑی کی اور وہ رکوع کی طرف قریب ہی تو جائز ہی اور اگر قیام سی قریب ہی اسلوسی کہ سر جھکا یا کچھ نہ تو ہون کی میلان سی

المیلان فی منكبیه ولا یوجد انحناء ظهره لا تجوز لانه یعد قائماً لا راكعاً و من كان احداً یبلغت حد و بته بیکر کہ بڑی نہیں ہوئی تو جائز نہیں ہی اسنی کہ اسکو قائم کہتی ہیں رکع نہیں کہلاتا اور جو شخص بڑا ہووی اور او سکا کوب رکع کی

حد الراكوع یخضع لاسنه فی الركوع تحقیقاً لا انتقال من القيام الی الراكوع و الخامسة من فرائض الصلوة ذبیت کو جاسی تزدہ رکوع میں سر کو جھکا دی تاکہ قیام سی رکوع کی طرف انتقال پا یا جاوی پانچواں نماز کی فرائض میں سی

السجدة و هو وضع الجبهة علی الارض او ما یصل بها و الکمال فیها وضع الجبهة و الا نفع و البیدین و الرکبتین سجد ہی اور وہ رکبنا بستان کا زمین پر یا جو زمین کی قائم مقام ہو اور کمال سجدہ میں رکبنا پیشانی کا اور ناک کا اور دونوں ہون کا اور دونوں گھٹنوں کا

و اطراف القدمین لقوله علیه السلام امرت ان اسجد علی سبعة عظام علی الجبهة و البیدین و الرکبتین و اطراف اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا واسلوسی قول علیہ السلام کی مجھ کو حکم ہی کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی پر اور دونوں ہون پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں

القدمین و الا نفع داخل فی الجبهة لكون عظمها واحداً و لو وضع جبهة دون انفه یجوز لکن بیکره ان كان من پاؤں کی انگلیوں پر اور ناک پیشانی میں آگئی اسنی کہ بڑی دونوں کی ارب ہی اور اگر پیشانی تو رکب ہی اور ناک نہ کہی تو جائز ہی پر مکر وہ اگر سجدہ ہی

غیر عدد و كذلك لو وضع انفه دون جبهته یجوز عندابی حنیفہ لکن بیکره ان كان من غیر عدد و عندهما اور ایسی ہی اگر ناک رکب ہی اور پیشانی نہ کہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک جائز ہی پر مکر وہ اگر بی عدد ہی اور صاحبین کی نزدیک





پتی

تخصیص

३०।३

25

55

516

37

7

الحفظ

تغفارة للذنوب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقيم لوان فخر ابواب احدكم يغتسل فيه كل يوم  
 كفارة هو نادا سطر گناہوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بناؤ تو اگر تم میں سے کسی کی دروازہ آگ نہ رہتی ہو وہ ہر روز اس میں  
 خمس اہل بقی من درنا صنی قال فذلك مثل الصلوات الخمس بحوالہ اللہ بھذہ الخطایا ہذا الحدیث من  
 پانچ دفعہ نہایا کری کیا اس پر کچھ میل باقی رہی گا عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا پس نہ مثل پنجگانہ نمازوں کی ہی اللہ تعالیٰ ان نمازوں سے خطایا کو مشادیتا ہے یہ حدیث  
 صحیح المصابیہ رواہ ابو ہریرۃ وقد یثین فیہ ان من صلی الصلوات الخمس یعف اللہ تعالیٰ ذنوبہ بربکات تلک الصلوات  
 مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہا ابو ہریرہ کی روایت سے اور اس میں یہ بیان ہے جس نے پنجگانہ نمازیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی تمام گناہ ان نمازوں کی برکت سے بخش دیتا ہے  
 فسلابد للمؤمن ان ید اوم علیہا فی اوقاتها با تمام رکوعہا وسجودہا وسائر ما یفعل فیہا فانه تعالیٰ وان امر  
 سو مؤمن کو لازم ہے کہ نمازوں کو وقتوں پر رکوع اور سجود کو اور تمام ارکان کو جو نماز کی اللہ میں پورا پورا کر کے اور مست رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اگرچہ نماز کا  
 بها فی موضع من کتابہ لکن ذکر ارکانہا فیہا متفرقة حیث باین فرضیۃ تکبیرۃ الافتتاح بقولہ تعالیٰ فی سورۃ البلد  
 کئی جگہ امر فرمایا ہے اور اسکی ارکان کو متفرق ذکر کیا ہے چنانچہ تکبیر تحریمہ کی فرضیت سورہ مدثر کی اس آیت میں

وَمَرْكَكَ فَكَبِّرْ وَفَرَضِيَّةُ الْقِيَامِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَقَوْمُوا لِلَّهِ فَنِيَّتَيْنِ وَفَرَضِيَّةُ الْقِرَاءَةِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي  
اور اپنی رب کی بڑائی بول اور قیام کی فرضیت سورہ بقرہ کی اس آیت میں اور کھڑی رہو اس کی آگے ادب سی اور قرأت کی فرضیت سورہ  
سُورَةِ الْمَزْمَلِ فَأَقْرَأُوا مَا تَنبِئُكُمْ مِنَ الْقُرْآنِ وَفَرَضِيَّةُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي سُورَةِ الْحَجِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
مزل کی اس آیت میں پس پڑھو جتنا آسان ہو قرآن سی اور رکوع اور سجود کی فرضیت سورہ حج کی اس آیت میں ہی اے ایمان والو  
ارکعوا واسجدوا وانما عرف الترتيب بتعليم النبي عليه السلام تأمرة بفعله وتارة بقوله على ما بينه العلماء  
رکوع کرو اور سجدہ کرو اور ترتیب صرف نبی علیہ السلام کی تعلیم سے معلوم ہوئی ہی کبھی تو آپ کی کرنی سی اور کبھی آپ کی بتانی سی چنانچہ علماء نے

فی کتبہم وقالوا من یرید الدخول فی الصلوة یکبر ویقول اللہ اکبر من غیر ادخال المد فی ہنزة اللہ وھنزة اکبر  
 اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہی اور علماء کہتے ہیں جو شخص نماز شروع کیا چاہی تکبیر اس طور کہی اللہ اکبر  
 وباتہ اذ لو حصل المد فی إحدى الھنزتین لا یصیر شارعا فی الصلوة بل لو وقع فی اثنا عشر تفسد صلواتہ ولو تعدد  
 اس واسطی کہ اگر دو نو ہنزون میں سے کسی پر مد پیدا ہوگا تو نماز شروع نہوگی بلکہ اگر مد نماز کی پہلے کسی تکبیر پر آجائیگا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر  
 یکفر لائہ یرصد استفہاما ومقتضاه الشک فی کبر یا اللہ تعالیٰ وقیل ان کان لا یمیز بین المد وغیرہ یکون شارعا  
 تو کافر ہو جائیگا اس واسطی کہ کلام استفہامی ہو جائیگی اور اس کا مضبوط اللہ تعالیٰ کی بڑائی میں شک پیدا کر لیا اور کوئی کہتا ہی اگر کو کو مد اور بی مد میں تمیز نہیں ہی تو نماز شروع ہو  
 فی الصلوة ولا تفسد ولو وقع فی اثنا عشر والاستفہام یحتمل ان یکون للتقریر لکن الاول اصح لان مثل هذا الجہل لا یصح  
 اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ مدیح میں آجادی اور استفہام میں احتمال ہی کہ تقریر کی واسطی ہو لیکن روایت اول اصح ہی اس واسطی کہ ایسی جہالت کا عذر ہونا صحیح  
 ان یکون عذرا والتقریر المستفاد من الاستفہام معناه حمل المخاطب علی الاقرار بما یعرفہ والا انسان لا یصل ان یحمل  
 ہی اور تقریر جو استفہام سے حاصل ہوتی ہی اس سے یہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلوم کی افرا پر برا لکھتہ کری اور انسان میں یہ صلاحیت نہیں کہ



نفسه على الاقرار بان الله تعالى اكبر ولو وقع المد في باء اكبر بان يقول اكبر بزيادة الالف الممال بين الباء والراء  
 اپنی ذات کو اس قدر بزرگتر کرے کہ اللہ بڑا ہی اور اگر وہ اکبر کی بار پر پیدا ہوگا کہ وہ اکبر کہہ دے الف کو مالہ کرے  
 لا يصير مشارعا في الصلوة ايضا ولو وقع في اثنا عشر تفسدا اذ قيل انه اسم من اسماء الشيطان وقيل انه جمع كبير  
 تو ہی نماز شروع نہوگی اور اگر پچیس آج ویکہ نماز فاسد ہو جائیگی اسلئے کہ پہلی کبیر نام شیطان کی ناموں میں سے ہی اور کوئی کہتا ہی کہ یہ جمع کبر کی ہی  
 بفتح تین وهو الطبل وقيل يصير مشارعا في الصلوة ولا تفسد ولو وقع في اثنا عشر لانه اشباع والاول اصح لان  
 دوز برسی نقارہ کو کہتی ہیں اور بعضی کہتی ہیں نماز شروع ہوتی ہی اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ مد پچس ہیں آج ویکہ اسلئے کہ یہ اشباع ہی اور روایت اول اصح ہی  
 الاشباع انما يكون في الاخر لا في الوسط وحمل التكبير القيام المحض حتى لو ادرك الايام في الركوع وكبر حال الخطأ  
 اسلئے کہ اشباع آخر کلمہ میں ہوتا ہی پچیس نہیں ہوتا اور تکبیر کہنی کا محل خالص قیام ہی یہاں تک کہ اگر اقام کو رکوع میں پایا اور جیکہ ہی ہوئی اللہ اکبر کہتا ہو رکوع میں پایا  
 لا يصير مشارعا في الصلوة لان شرط الشرع فيها وقوع التكبير في محض القيام ولو قال في القيام الله وفي الركوع  
 نماز شروع نہوگی اسلئے کہ شرط نماز شروع ہونی کی یہ ہی کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر کہی ہوئی تو اللہ اور رکوع میں اکبر کہتا  
 اكبر لا يصير مشارعا ايضا ورفع اليدين عند التكبير سنة حتى لو ترك رفعهما اذ كان من غير عذر ياتم ولا ياتم  
 تو ہی نماز شروع نہوگی اور تکبیر کی وقت دونوں ہتھ اوٹھانی سنت ہیں یہاں تک کہ اگر اتھ اوٹھانی بلا عذر ہمیشہ کو چھوڑ دی تو گنہگار ہوگا اور گاہی گاہی  
 ان تركه احيانا فعلى هذا ينبغي لمن يريد الشرع في الصلوة ان يرفع يديه حتى يجاذي بابها ميه شحمتي  
 ترک کری تو گنہگار نہیں ہوتا اس بیان کی موافق لایق ہی کہ جو نماز شروع کری اپنی دونوں ہتھ اتنی اوٹھاوی کہ دونوں انگلیوں کی کانوں کی لو کی برابر ہو جاویں  
 اذنيه بلا ضم اصابعه ولا تقربهما بل تركها على حالها قال قاضيان ويمس بصر في ابهاميه شحمتي اذنيه  
 اور انگوٹھوں کو آپس میں نہ ملاوی اور نہ کشادہ کری بلکہ اپنی حال پر چھوڑ دی قاضیان کہتا ہی کہ سری انگلیوں کی کانوں کی لوسی لگادی  
 ويجعل بطن كفيه نحو القبلة كما لا لاقبال عليها وقال بعضهم يجعل بطن كل كف الى الكف الاخرى ثم يكبر وهو  
 اور ہتھیلیاں دونوں ہتھ کی قبلہ کی طرف رکھی تا مواجہ قبلہ کا خوب پورا ہو اور بعضی کہتی ہیں کہ ہتھیلی ہریک ہتھ کی دوسری ہتھیلی کی طرف رکھی پھر اللہ اکبر کہی اور یہ  
 الاصح لان في فعله معنى النفي وفي قوله الله اكبر معنى الاثبات وهو فعله الذي هو رفع اليدين ينفي الكبرياء  
 اصح ہی اسلئے کہ اسکی عمل میں معنی نفی کی ہیں اور اس قول میں اللہ اکبر معنی اثبات کی ہیں موصی اپنی عمل سی یعنی اتھ اوٹھانی سی غیر اللہ سی بڑائی کی نفی کرتا ہی  
 عن غيره تعالى ويقول الله اكبر ينشبه الله تعالى والتعني مقدم على الاثبات كما في كلمة التوحيد ولو كبر ولم يرفع يديه  
 اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی واسطی بڑائی ثابت کرتا ہی اور نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہی چنانچہ کلمہ توحید میں اور اگر اللہ اکبر کہتا اور اتھ نہ اوٹھائی  
 حتى فرغ من التكبير لا يرفعها لفوات محل وان ذكره في اثنا عشر التكبير يرفعها لعدم فوات محل وان لم يمكنه رفعها  
 اتنی کہ تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اوٹھاوی اسلئے کہ اسکا محل ہو چکا اور اگر اثنا عشر تکبیر کہتی ہوئی یا دوا گلیا تو اوٹھاوی اسلئے کہ محل باقی ہی اور اگر موضع مسنون تکث اوٹھا سکی  
 الى الموضع المسنون يرفعها قدر ما يمكنه وان امكنه رفع احداهما دون الاخرى يرفعها وحدها لما روي انه عليه السلام  
 توجہ ان تکث ہو سکی اوٹھاوی اور اگر ایک ہتھ اوٹھا سکتا ہی دوسرا نہیں اوٹھا سکتا تو ایک ہی کو اوٹھاوی اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی خطبہ  
 قال اذا امرتكم باهرفا توامنه ما استطعتم وان لم يمكنه رفعها الا بالزيادة على المسنون يرفعها لانه يا بالمسنون  
 جب میں تمکو کوئی کار کہوں تو اسکو اپنی مقدور بہر بجالاؤ اور اگر اس سی دونوں ہتھ نہیں اوٹھا سکتی بدون زیادت کی مقدار مسنون پر تو ہی اوٹھاوی اسلئے کہ سنت پر عمل  
 ولا يستطيع ان يستمع عن الزيادة والمرأة ترفعها الى منكبها هو الصحيح لكونه استرها واذا فرغ من التكبير يضع  
 کرتا ہی اور یہ طاقت نہیں کہ زیادت سی رک رہی اور عورت اپنی دونوں ہتھ ہون تک اوٹھاوی یہ ہی صحیح ہی اسلئے کہ عورت کی دھلی یہ ہی حال زیادہ پردہ پوش ہی  
 بطن كفه اليمنى على ظاهر كفه اليسرى ويخلق بالخنصر والا بهام على الرسغ تحت سرتة وهذا الوضع سنة في كل  
 تو پھر دھنی ہتھیلی بائیں ہتھ کی پشت پر رکھے کر چھوٹنگی اور اکھوٹھی سی پیچنی پر ماف سی نیچی حلقہ باندھ لی اور یہ ہی وضع مسنون ہی جس جس

قیام فیہ ذکر مسنون واما الذی لیس كذلك فالسنة فیہ الامر بالکفا فی قوۃ الركوع وتکبیرات العیدین و  
 قیام مین کہ ذکر مسنون ہوتا ہی اور جو قیام ایسا نہیں ہی سواو مین اہتہ چوڑ دینا مسنون ہی جیسی رکوع کی بعد قومہ مین اور عیدین کی تکبیرات مین اور  
 المرأة تضعها علی صدرها لانه استزلها ثم یقول سبحانک اللهم وبحمک وتبلیک اسمک وتعالی جلالک ولا الہ  
 عورت دونو ہاتھ اپنی سینہ پر رکھی کیونکہ یہ ہی ہمدہ پوش ہی پھر یہ پڑھی پاک یا کرتا ہوں تیری یا الہی اور تیری حمد کرتا ہوں یا بیکرت ہی تیرا نام اور برتری تیری پڑائی اور  
 غیرک ولا یقول وجل ثناءک لانه لم یذکر فی الاحادیث المشہورۃ و ذکر فی الکافی انہ لو سکت عنہ لا یؤمر بہ  
 سوا تیری اور نہ ہی جل ثناءک اسو سکی احادیث مشہورہ مین وارد نہیں ہوا اور کافی مین یہ مذکور ہی کہ اس کو کونکے تیرے تو امر نہ کریں  
 ولو اتی بہ لا یمنع عنہ ثم یقول أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وهو تبع للقراءة دون الثناء عند ابی حنیفۃ و محمد  
 اور اگر ہی تو منع ہی نہ کریں پھر یہ پڑھی پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان راندہ سی اور یہ عبادت ہمراہ قرات کی ہی ثنا کی ساتھ نہیں ہی نزدیک ابو حنیفہ اور محمد  
 حتی بآتی بہ المسبوق دون الموت ثم یقول بسم اللہ الرحمن الرحیم وهو سنة فی اول کل رکعة فی رواية ابی یوسف  
 بیان تک کہ مسبوق تو پڑھی موت نہ پڑھی پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اور بسم اللہ ہر یک رکعت کی اول مین مسنون ہی ابو یوسف کی روایت مین  
 ثم یقرء الفاتحة ویقول فی آخرها آمین ثم یضم الیہ سورۃ او ثلث آیات من ای سورۃ شاء فان قرأ معہا ایتہ قصیر  
 ابو حنیفہ سی اور اسکو مقتدی نہ پڑھی پھر سورۃ فاتحہ پڑھی اور اسکی آخر مین آمین ہی پھر اسکی ساتھ کوئی سورۃ ضم کری یا تین آیتیں جس موت مین ہی چاہی پس اگر سورۃ فاتحہ کی  
 اوایتین قصیر تین لا یخرج عن الکراهۃ التحریمۃ لتركہ الواجب لان الواجب فی الرکعتین الاولیین بعد قراءة  
 ایک آیت چھوٹی یا دو آیتیں چھوٹی پڑھی تو کراہت تحریمی ہی خالی نہیں ہی اسلی کہ واجب ترک کیا اسو سکی کہ واجب دونو پہلی رکعت مین بعد پڑھنی  
 الفاتحة ان یضم الیہ سورۃ او ثلث آیات قصار او ایتہ طویلۃ تعدل ثلث آیات قصار فقل انجزتہ من الکراهۃ  
 سورۃ فاتحہ کی یہ ہی کہ اسکی ساتھ کوئی سورۃ یا تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیت اتنی پڑھی جو چھوٹی تین آیت کی برابر ہو مادی سو تہی مقدار تین کراہت تحریمی ہی تو  
 التحریمۃ لکن لا یدخل فی حد السنة بل یدخل فی الکراهۃ الترتیبیۃ لانه لا یجز اما ان یکون فی السفر والحضر  
 بیج حاتا ہی ہر صد مسنون پر نہیں پہنچتا بلکہ کراہت تنزیہی مین آجاتا ہی اسلی کہ اس حال سی باہر نہیں کہ وہ مسافر ہوگا یا مقیم  
 فان کان فی السفر ففی حال الضرورة من خوف او عجلة یقرء بفاتحة الكتاب ای سورۃ شاء او مقدار سورۃ  
 اگر مسافر ہی تو ضرورت کی وقت خوف سی یا شتابا ہی سورۃ فاتحہ پڑھی اور ایک اور سورۃ جو سی چاہی یا برابر کسی سورۃ کی  
 من ای محل تیسرے فی حال الاختیار وعدم الضرورة یقرأ فی صلوة الفجر مع الفاتحة سورۃ البروج ونحوها و فی الظهر  
 جس جگہ سی آسان ہو اور اختیار کی وقت جب ضرورت نہ ہو تو فجر کی نماز مین بعد سورۃ فاتحہ کی سورۃ بروج اور اسکی مانند اور ظہر مین ہی  
 كذلك و فی العصر والعشاء دون ذلك و فی المغرب یقرأ بالقصار جدا کالعصر والکثر وان کان فی الحضر وخاف  
 ایسی ہی اور عصر اور عشاء مین اس سی کچھ کم اور مغرب مین بہت چھوٹی سورتیں جیسی سورۃ عصر اور کوثر پڑھی اور اگر مقیم ہی اور وقت کی  
 فوت الوقت یقرأ قدر ما لا یفنی الصلوة وان لم یخف فوت الوقت یقرأ فی صلوة الفجر فی الرکعتین اربعین ایتہ  
 گذر جانی کا خوف ہو تو اتنا پڑھی کہ اسکی نماز فوت نہ ہو جاوی اور اگر وقت کی جالی کا خوف نہیں تو فجر کی نماز کی دونو رکعت مین چالیس آیتیں پڑھی  
 وهو ادنی السنة اوستین ایتہ وهو اوسطها او مائة وهو اعلاها لما روى انه علیه الصلوة والسلام کا یقرأ  
 اور یہ ادنی درجہ سنت کا ہی یا ساٹھ آیتیں اور یہ بیچکار درجہ سنت کا ہی یا سو آیتیں اور یہ اعلیٰ درجہ سنت کا ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام  
 فی صلوة الفجر اربعین ایتہ اوستین ایتہ او مائة ایتہ واحیاناً کان یقرأ والصفۃ واحیاناً کان یقرأ سورۃ  
 فجر کی نماز مین چالیس آیتیں یا ساٹھ آیتیں یا سو آیتیں پڑھا کرتی تہی اور بعض دفعہ سورۃ والصفات اور بعض دفعہ سورۃ ق پڑھتی  
 ق وقد کان ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأمرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات فعلم من هذا ان  
 اور ثابت ہو چکا ہی کہ ابن عمر کہتی تہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قرات مین تخفیف کی لئی فرماتی اور امانت کی وقت والصفات پڑھتی تو اس سی معلوم ہوا

مسبوق

کافی

ساتھ





وأنه لو كان عدم استقرار الجبهة على الأرض أو ما يتصل بها ووضع اليدين والركبتين على الأرض في السجدة ليس  
 بواجباً بل هو سنة وأما وضع القدمين فقد ذكر القدری والكرخي والخصاف أنه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدمي  
 واحدة على الأرض بل رفعها عن الأرض لا يجوز ولو وضع أحدهما يجوز لكن يكره وذكر الترمذی أن وضع اليدين  
 على الأرض لا يجوز ولو وضع إحداهما لا يجوز ولو وضع إحداهما لا يجوز ولو وضع إحداهما لا يجوز  
 والقدری سواء في عدم الفرضية وقال أكمل الدين في شرح الهداية هو الحق وذكر في شرح المنية أنه بعيد عن الحق  
 والمراد بوضع القدمين على ما ذكر في الخلاصة وضع أصابعهما والمراد بوضع الأصابع توجيههما نحو القبلة ليكون الاعتناء  
 عليهما حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه أصابعهما أو أحدهما نحو القبلة لا يصح سجوده وهذا مما يجب حفظه  
 وأكثر الناس عنه غافلون ثم يرفع رأسه مكبراً ويقعد ويضع يديه على فخذه فإذا طأ طأ جالساً وسكن  
 اضطراب أعضائه بان يمكث مقدار تسبيحة يكبر ويسجد سجدة ثانية كالسجدة الأولى واختلفوا في مقدار  
 الرفع من السجدة الأولى للسجدة الثانية والأصح على ما ذكر في الهداية أن كان إلى السجدة أقرب لا يجوز لأنه لا يعد  
 جالساً فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصير كأنه سجد سجدة واحدة وإن كان إلى المجلس أقرب يجوز لأنه يعد  
 جالساً فيتحقق السجدة الثانية وقيل إذا رفع رأسه مقدار ما يمر الريح بين جبهة والأرض يجوز لكن لا تقصر عليه  
 بكرة أشد الكراهة لمخالفته ما واطب النبي عليه الصلوة والسلام مدة حيوته وإذا فرغ من السجدة الثانية يكبر  
 ويقوم مستوياً ولا يعتمد يديه على الأرض من غير عز بل يعتمد على ركبتيه ويفعل في الركعة الثانية كما فعل في  
 الركعة الأولى إلا أنه لا يفتنه ولا يتعوز ولا يرفع يديه فاذا أتمها ورفع رأسه من سجدة الثانية يفتش رجله اليسرى  
 ويجلس عليها وينصب جلده اليمنى ويوجه أصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذه ويبسط أصابعه ويوجهها  
 نحو القبلة لأن السنة توجيه الأعضاء إلى القبلة ما استطاع والمرأة تتورك بان تخرج رجلها من جانب اليمن  
 وتضع يدها على فخذه وتوجه رأسها إلى القبلة ما استطاعت والمرأة تتورك بان تخرج رجلها من جانب اليمن



وتجلس على اليتماء اليسرى لانه استرها ثم يقبل التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها  
 بائس سرين پر ميٹہ جاوی کیونکہ اسکی لئی اسین خوب پردہ ہی پر تشہد پڑھی یہ کہی سلام ہی واسطی اللہ کی اور رحمت اور پاکیزگی اور سلام تمہاری  
 النبی ورحمة الله وبركته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان  
 نبی اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اسکی اور سلام ہم پر اور صلوات ہند گان الہی پر من گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کی اور گواہی دیتا ہوں  
 محمدا عبده ورسوله ثم ان كان ما يصل في فرضا زاد على الركعتين لا يزيد على هذا القدر من التشهد  
 کہ محمد بندہ اور رسول اسکا پیر اگر وہ نماز فرض دو رکعت سی پڑھتی ہی تو اتنی تشہد سی زیادہ قعدہ اولی میں کچھ نہ پڑھی  
 في القعدة الاولى بل يكبر ويقوم الى الركعة الثالثة بلا اعتداد بيديه على الارض ان لم يكن له عذر ثم  
 بلکہ تکبیر کہ کرتی ہی رکعت کی لئی کھڑا ہو جاوی بل عذر نہ تھے کاسہارا زمین پر نہ کری

انه في ما بعد الاولين متخير ان شاء قرء الفاتحة فقط وهو افضل لكون قراءتها فيما بعد الاولين  
 اسکو پہلی رکعتوں میں اختیار ہی اگر چاہی فقط سورۃ فاتحہ پڑھی یہ تو افضل ہی اسوسطی کہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا پہلی رکعتوں میں  
 سنة في ظاهر الرواية حتى لو تركها اوضح اليها سورة سهو لا يلزمه سجود السهو وان شاء سجد ثلاث  
 سنت ہی ظاہر الروایت میں یہاں تک اگر سورۃ فاتحہ کو ترک کری یا اسکی ساتھ سہوی کوئی سورت ملا دی تو سجدہ سہو کا نہیں آتا اور اگر چاہی تین بار تسبیح کہی  
 مرات وان شاء سكت عدا يكون مسيئا لترك السنة وان لم يكن ما يصل  
 اور اگر چاہی اتنی دیر چپکا کھڑا رہی ہر اتنا ہی کہ اگر عدا چپکا کھڑا رہی گا تو اچھا نہیں اسلی کہ ترک سنت ہوتا ہی اور اگر وہ نماز فرض نہیں سی  
 فرضا بل كان نفلا وسنة مؤكدة مثل سنة الظهر والجمعة لا يكون تخيرا بين هذه الثلاثة بل يتعين عليه  
 بکر نفل ہو یا سنت مؤکدہ ہو جیسی ظہر کی اور جمعہ کی سنتیں نواب ان تینوں امر میں اختیار نہیں ہی بلکہ اوپر پڑھنا  
 قراءة الفاتحة مع ضم سورة اليها لكون القراءة فرضا في جميع ركعات النفل والسنة ثم انه في النفل يزيد على  
 سورۃ فاتحہ کا معہ طانی کسی سورت کی مقرر ہی اسلی کہ نفل اور سنتوں کی تمام رکعتوں میں قرات فرض ہی پھر مصلی نفل کی قعدہ اولی میں تشہد  
 الشاهد ان يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم في القعدة الاولى ويأتي بالشاء والتعوذ اذا قام الى الثالثة لكون  
 درود زیادہ کر دی اور سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ ہی پڑھی جب نیسری رکعت پر کھڑا ہو اسوسطی

كل شفع صلوة على حدة وأما سنة الظهر والجمعة فكون كل منهما صلوة على حدة لا يأتي فيها بالشاء والتعوذ  
 کہ ہر دو رکعت الگ الگ نمازی اور ظہر اور جمعہ کی سنتیں اسلی کہ دونوں نماز علیحدہ مستقل ہیں تو سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ  
 اذا قام الى الثالثة ولا يزيد على التشهد في القعدة الاولى حتى ذكر في القنية انه لو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم  
 جب تسبیہ ہی رکعت پر کھڑا ہو تو نہ پڑھی اور پہلی قعدہ میں تشہد پر کچھ زیادہ نہ کری یہاں تک کہ قنیہ میں مذکور ہی کہ مصلی ظہر کی سنتوں کی پہلی  
 في القعدة الاولى من سنة الظهر ففي وجوب سجود السهو قولان ثم انه يقع في القعدة الأخيرة كما يقع في القعدة  
 قعدہ میں اگر درود سرہ دی تو سجدہ سہو کی واجب ہونی میں دو قول ہیں پھر مصلی قعدہ اخیرہ میں اسطوریہ جاوی جیسی پہلی قعدہ میں

الاولى ويتشهد وبعد التشهد يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم يقول اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت  
 پہلی پہلی اور تشہد پڑھی اور بعد تشہد درود پڑھی اسطور اللہم صل آخر تک الہی رحمت نازل کر اور محمد آل محمد کی جیسی رحمت نازل  
 على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك جبار مجيد لا يسه تغفر لنفسه ولوالديه ان كانا مؤمنين ولجميع المؤمنين ولجميع المؤمنين  
 اور ابراہیم اور آل ابراہیم کی سنک تو صاحب محمد اور برزوی پھر استغفار کری اپنی اور بنی ہاشم باپ کی ذاتی گروہ و دونوں مؤمن ہوں اور عام مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کی  
 ويقول اللهم اغفر لي ولوالدي ولجميع المؤمنين والمؤمنات يوم يقوم الحساب ويدعو بالدعوات الماثورة عن  
 اے صلی و ربوں کہی انہی بخشدی مجھ اور میری ما باپ کو اور تمام مؤمن مردوں اور عورتوں کو جس روز حساب قائم ہو اور وہ دعاؤں پر ہی حومی علیہ السلام سی

النبي عليه الصلوة والسلام وما يشبهه الفاظ القرآن مثل ان يقول ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة

حسنة وقينا عذاب النار ربنا لا نرغ فقلوبنا بعداذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت

الوهاب ونحو ذلك فانه اذا قصد بها الدعاء لا القراءة تكون الفاظا مشبهة بالفاظ القرآن ولا يكون

قراحتي يجوز الدعاء بها مع الجنابة والحيض ولا يدعوا بما يشبهه كلام الناس وهو لا يستحيل طلبه منهم

مثل ان يقول اللهم اعطني مالا اللهم ارزقني جارية اللهم زوجني امرأة فانه اذا دعى بها تكون صلوة تامة

لخروجه منها بدون السلام الذي هو واجب فاذا فرغ من الادعية التي بعد التشهد يسلم او لا عن يمينه وثانيها عن

يساره ويقول في كل واحد منهما السلام عليكم ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجهال

بالن طرف او يركب بين يمينه كمي السلام عليكم ورحمة الله

ولو سلم عن يساره او لا يسلم عن يمينه عالم يتكلم ولا يعيد السلام عن يساره ولو سلم تلقاء وجهه يسلم عن يساره

وهو مروي عن علي كذا ذكره الزيلعي في شرح الكزويني المنفرد في خطاب عليكم جميع من معه من الملائكة ولا

ينوي اعدا محصوا فيهم لا اختلاف الاخبار في عدد هم فقيل مع كل مؤمن خمسة من الملائكة وقيل ستون

وقيل مائة وستون وقيل اثنان وقيل غير ذلك واصل الاقوال انهم خمسة واحد عن يمينه يكتب الحسنات

واحد عن يساره يكتب السيئات واما ما يلقنه الخبير وواحد وراءه يرفع عنه المكاره وواحد عنه و

واحد يمين طرف جو برائيان كفتاهي ايك سامني جو خيرات كي تفين كرتاهي اور ايك سجدي جو ايدو كرتاهي اور ايك

ناصيته يكتب على النبي صلى الله عليه وسلم ويبلغه وهما ينبغي للمصلي بطريق الادب ان يكون نظره في حال

قيامه الى موضع سجوده وفي ركوعه الى ظهر قدميه وفي حال سجوده الى اذنيه انفه وفي حالة قعوده الى جبهه وهو

سجده الى جبهه پرکھی اور رکوع کی حالت میں تپا تو کی پشت پر اور سجده کی قدر تاک کی تسبیح اور اصطالت قعود میں اپنی گود پر جہان

ما يكون على مجمع فخذه من ثوبه وعند التسليم الاولى الى متكبه لا يمين وعند التسليم الثانية الى متكبه

رو نوزادو کی جوڑ پر کھڑا رہتا ہے اور پلاسلا م برقی ہوئی دہشتی موشہی پر اور دوسرا سلام پیرتی ہوئی مین موشہی پر

الايسر لان المقصود الخشوع وترك التكلف وذلك كله مقتضى الخشوع لان المصلي اذا ترك التكلف يقع بصره في هذه

اسنی کہ غرض انکساری اور تحلف کا ترک کرنا اور یہ تمام باتیں انکساری میں اوسط کی مصلی جب تحلف کو دور کرتا ہے تو اسکی نگاہ اپنی ہی جگہ



المواضع سواء قصد ولم يقصد وما ينبغي له ايضا ان يكون ما بين قدميه في حال القيام قد ربع اصابع مضمومة  
 بترتي هي برابر هي قصد كرى اور وصل كو بهر هي چاهي كه دونو پاؤكي بچين قيام كي وقت برابر چاهي هوئي او تكليون كي فرق كهي

وبكره له التمايل على يمينه مرة وعلى يساره اخرى لانه من العبث المنافي للخشوع يسرنا الله عمل الخاشعين  
 اور كوه هي كه كهي داهي پاؤو پر چكياوي اور كهي بائين پر اسواسط كي بهر سبب عبث انكسار كي خلاف هي الهي بهر آسان كر عمل خاشعين كا سا

## المجلس الرابع والخمسون في بيان فضيلة الجماعة وذكر الوعيد في تركها قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة هذا الحديث من صحاح  
 مجلس چچون جماعت كي فضيلت مين اور جماعت ترك كرني كي وعيد مين رسول الله

المصايب رواه ابن عمر ومعناه ان الصلاة مع الجماعة تزيد في الثواب على صلاة المنفرد بسبع وعشرين درجة  
 صلي الله عليه وسلم في فرمايا جماعت كي نماز منفرد كي نماز پر ستائيس درجه برتر هي بهر حديث مصابيح كي

فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان يداوم على أداء الصلوات الخمس بالجماعة لينال الثواب الموعود فان الجماعة فيها  
 صحيح حديثون مين هي ابن عمر كي رويت هي اسكي بهر معنى هي كه جماعت كي نماز ثواب مين منفرد كي نماز پر ستائيس درجه زياده هوئي هي

سنة مؤكدة غاية التأكيد في قوة الواجب حتى لو تركها اهل بلدة يجب قتالهم بالسلام لكونها من شعائر  
 سنت مؤكده بهت تأكيد هي قريب واجب كي هي بيان تك كه اگر کسی شهر والي جماعت چهره دين تو او كو هتيا رسي قتل كرنا واجب هي السوطي كه عجت اسلام كي

الاسلام وخصائصه القلم تكن في سائر الاديان وان تركها بعض منهم بغير عذر يجب تعزيره ولا يقبل  
 نشاني اور ابي خاص عبادت هي كه تمام دينون مين نهين هي اور اگر جماعت كو كوي شخص بلا عذر ترك كردي تو او كو تعزير ديني واجب هي اور او كي گواهي

شهادته وياثم الجيران بالسكوت عنه والمطر والطين والبرد الشديد والظلمة الشديدة عذر وتكرار الفقه  
 معتبر نهين اور او كي همسايه گنگا ر هوئي هي اگر چپ كر نهين اور مينه اور كيچر كي كثرت اور چارواي كي شدت اور انده پيري كي زيادت عذر هي اور فقه كي بحث

ومطالعة كتب ليس بعذر وقيل عذر اذا لم يكن عن تكاسل وقلة مبالاة بها ولم يواظب على تركها واختلف العلماء  
 اور فقه كي كتابون كا مطالعة عذر نهين هي اور كوي كهت هي عذر هي اگر سستی كي ماري اور جماعت كي بي پروائي هي نهو اور ترك جماعت كي عادت تكرري اور علماء كهر كي

في اقامتها في البيت والاصحاب ائمتها في المسجد الا في الفضيلة ومن فاتته في مسجده لا يجب عليه الطلب  
 اندر جماعت كرني مين اختلاف كرقي مين اصح مذهب بهر هي كه كهر كي اندر جماعت تو ابي هي جسي مسجد مين پر تني فضيلت نهين هي اور جيلو جماعت او كي مسجد مين هتنگي تو او بهر واجب نهين

في مسجد اخر بل ان جاء الى مسجد اخر وصلى مع الجماعة فهو حسن وان صلى في مسجده فهو حسن وان دخل منزله  
 اور مسجد مين تلاش كرى بلكه اگر اور مسجد مين گيا اور جماعت كي نماز پڑهي تو بهتر هي اور اگر ابني مسجد مين يڑهي تو بهي بهتر هي اور اگر ابني كهر مين جاكرا هي

وصلى فيه باهله جماعة فهو حسن واولى الناس بالامامة اعلمهم باحكام الصلوة وان تساوا في العلم فاقرءهم  
 اهل كي ماته جماعت سي پڑهي تو بهتر هي اور امامت كي واسطو ده شخص اولي جو مسايل نماز كي زياده جانتا هو اور اگر علم مسائل مين سب برابر هو تو اچا قاري

وان تساوا في العلم والقراءة فاقرءهم وان تساوا في هذه الاوصاف الثلاثة فاكرهم سنا وان تساوا في هذه الاربعة  
 اور اگر علم اور قرارت مين برابر هو تو پڑا پر هيز گار اور اگر ان تينون اوصاف مين برابر هو تو جو عمر مين بڑا هو اور اگر ان چارون اوصاف مين برابر هو

فاحسنهم خلقا وان تساوا في هذه الخمسة فاحسنهم وجهاً وان تساوا في هذه الستة فاشرفهم نسباً وان  
 تو جسكا خلق نيك هو اور اگر ان پانچون مين برابر هو تو جو خوب صورت هو اور اگر ان چهون وصف مين برابر هو تو جو نسب مين شريف هو اور اگر

تساوا في هذه السبعة فانظروهم ثوباً وان تساوا في هذه الصفات كلها يقرء او يكون الخيار الى الجماعة وبكره تقد  
 ان س تون وصف مين برابر هو تو جسكي پوشاك اچي هو اور اگر ان تمام اوصاف مين برابر هو تو قرع ذالين يا جماعت والون كو اختيار هي اور فاسق كو امام كرنا

الفاسق كراهة تخريم لانه لا يهتم لامر دينه مع ان تقديمه للامامة تعظيم له وقد وجب اهانتته شرعا وكذا  
 مكره تخريمي هي <sup>اسي</sup> كونه رديا في دينه كونه كرا باوجود كونه اسكا اكي بڑا امامت كى اكي اسمين اكي تعظيم هوتى هي اور شرع مين اوكى ايت وجب هي  
 يكره تقديم المبتدع وهذا اذا لم يؤد بدعته الى حد الكفر واما اذا ات اليه فلا كلام في عدم جواز تقديمه  
 بدعتي كا امام كرنا مكره هي <sup>اسي</sup> يه جهتك هي ك اوكى بدعت حد كفر تك شينجي هو اور اگر كفر تك شينجي تو پھر اوكى امامت كى ناجائز هوتى مين كچھ كلام نهين هي  
 ومن دخل المسجد ورأى ان الجماعة قد قامت فانه يقوم بانقاص الجانبين من الصف حتى يصير الامام بجزء وسط  
 اور جو شخص مسجد مين آيا ديكھا كه جماعت كھڑى هوگي تو پھر يه شخص صف مين او پھر جا كھڑا هو <sup>اسي</sup> حد پھر آدمي كم هول تا كہ امام صف كى بچين هو جاوگا  
 الصف فان استويا يقوم في الجانب الايمن والقيام في الصف الاول افضل من الثاني وفي الثاني افضل من الثالث  
 اور اگر دونو جانب برابر هول تو دھنی طرف جا كھڑا هو اور پيل صف مين كھڑا هو <sup>اسي</sup> دوسرى صف سى افضل هي اور دوسرى مين تيسرى صف سى  
 هكذا الى اخر الصف لما روى في الاخبار ان الله تعالى اذا نزل الرحمة على الجماعة ينزلها على الامام ثم يتجاوز عنه  
 ايسى هي آخر صفوف تك <sup>اسي</sup> اسو سطر ك حدیثوں مين روایت هي كہ اللہ تعالیٰ جب جماعت پر رحمت نازل كرتا هي تو پيل امام پر پھر اوسى پر كھڑا هو  
 الى من يجزئه في الصف الاول ثم الى اليا من ثم الى اليا من ثم الى الصف الثاني وروى انه عليه الصلوة والسلام قال ليكن  
 جو اوكى سيد پر پيل صف مين هي پھر اوكى دھنی طرف پھر بائیں طرف پھر دوسرى صف پر اور روایت هي كہ نبی عليه السلام فرمايا <sup>اسي</sup> اوكى واسطى  
 للذي خلف الامام يجزئه مائة صلوة وللذي في الجانب الايمن خمس وسبعون وللذي في الجانب الايسر خمسون وللذي  
 جو امام كى پچھى سيد پر هوتا هي سونائين كچھ جاتی مين اور اوكى لى جو دھنی طرف هوتا هي پچھتر نمازين اور اوكى لى جو بائیں طرف هي پچاس نمازين اور اوكى لى  
 في سائر الصفوف خمس وعشرون ومن دخل المسجد ورأى ان الصف الاول قد تكامل فانه لا يزاحم فيه لانه ايداء والقيام  
 جو ادغام صفوں مين هي پچھس نمازين اور جو شخص مسجد مين آيا ديكھا كه پيل صف پورى هوگي <sup>اسي</sup> تويشخص اونين نزد هسى كيونكه انبار سانی هي اور  
 في الصف الثاني خير من الايداء وان وجرت في الصف الاول فرجة دون الثاني يخرج الثاني اذا حرمه فلم تقصيرهم واركتا  
 دوسرى صف مين كھڑا هو ايداء دھنی سى بہتر هي اور اگر پيل صف مين جگہ باقى باوى اور دوسرى مين نهين تو دوسرى كو چير كر جاوگا واسطى كہ اب اوكى كچھ عزت نهين  
 الاثم حيث لم يسدوا الصف الاول فان السنة اتمام الصف الاول ثم الذي يليه فما كان من نقص فليكن في الصف  
 ختيا كليا ك صف اول كو پورى نكى كيونكه طريق مسنون يه هي كہ پيل صف اول كو پورى پھر لیں پھر اوكى پاس كيكو پھر اگر كچھ نقصان رهي تو سب سى پچھلى  
 الاخير لما روى انه عليه السلام قال اتوا الصف المقدم ثم الذي يليه فما كان من نقص فليكن في الصف المتخو وروى  
 صف مين اسو سطر كہ روایت هي كہ نبی عليه السلام فرمايا پورى كرو اكل صف كو پھر اوكى پاس كيكو پھر اگر نقصان باقى رهي تو چاہی پچھلى صف مين هو اور  
 عن عائشة انه عليه الصلوة والسلام قال لا يزال قوم يتأخرون حتى يؤخرهم الله في النار يعني ان  
 سايشه رضی روایت هي كہ نبی عليه الصلوة والسلام فرمايا ہميشه آدمى صف اول سى پچھى شتى جاتی مين <sup>اسي</sup> يهان نك كه اونكو مٹا كر اسد آگ مين ڈالتا هي مراد يه هي  
 التأخر عن الصف الاول تأخر عن الخير والثواب فمن تأخر عن الخير والثواب يتأخر عن رحمة الله تعالى وعن دخول  
 ك صف اول سى هے رہنا خير اور ثواب سى هے رہنا هي پھر جو شخص خير اور ثواب سى هے رہتا هو <sup>اسي</sup> ده رحمت آهي اور دخول جنت سى  
 الجنة فيلزم دخوله في النار الا ان يغفر الله تعالى له والسنة ايضا تسوية الصفوف والتراص فيها والمقاربة بينهما  
 هے رہنا اب اسكا دوزخ مين داخل هونا لازم آيا <sup>اسي</sup> الله اسكو بخشدي اور صفوں كا سيد كرنا اور استوار كرنا اور خوب ملكر كھڑا هونا طريق مسنون هي  
 لما روى عن انس انه عليه الصلوة والسلام قال سوا صفوفكم فان تسوية الصفوف من تمام الصلوة وفي رواية  
 اسو سطر كہ انس سى روایت هي كہ نبی عليه السلام فرمايا <sup>اسي</sup> برابر كرو اپنى صفوں كو بيئت صفوں كا سيد كرنا تمام نمازي سى هي اور ايك روایت مين  
 من اقامة الصلوة وعن المغان بن بشير انه قال قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسو صفوفنا حتى كانا يسو  
 هي نماز كى رستى مين سى هي اور نعمان بن بشير سى روایت هي كہ کہتا تھا رسول الله صلى الله عليه وسلم <sup>اسي</sup> ہماری صفوں كو سيد كرنا كرتا هي يهان نك كه جبى

نك كه انبار سانی هي اور



القداح فرای رجلا بادیاً صدره من الصف فقال غبا دالله تسوا واصفونکم اولی الخالقن الله بین وجوهکم قبل المراد  
 تیر سید و کتی بین پر ایک شخص کو دیکھا کہ سینہ صف سی باہر نکلی ہوئی تھا فرمایا ای بندگان الہی اپنی صفیں سیدھی کرو نہیں تو اسد تعالیٰ تمہاری چہری بگاڑ دیکھا بعضی کتی  
 بالوجه القلوب بدلیل قوله علیه السلام فی حدیث آخر لا تختلفوا تختلف قلوبکم فان اختلاف القلوب یفقد  
 چہرہ سی مار دل میں اس دلیل سی کما یک اور حدیث میں آیا ہی آگے پیچھی نہو تا پھر تمہاری دل مختلف ہو جاوے گی بیشک دلون کی اختلاف سی  
 الی اختلاف الوجوه باعرض بعضهم عن بعض لان تقدم الخارج عن الصف لتفوق علی الداخل فیہ و تاخر الخارج عنه  
 چہری مختلف ہو جاتی ہیں کیونکہ ہر ایک سر سی منہ پیرتا ہی اسلوسی کصف سی آگے بڑھنی والا صف کی برابر والی سی باہر ہو جاتا ہی اور پیچھی کو ہٹنی والا  
 ایذا لمن خلفہ و کلاهما سبب للبغض والعداوة فکانہ علیہ الصلوۃ والسلام قال ان لم تتفقوا فی الظاہر عند اقامة  
 اپنی ہی پچھی کو ایذا دیتا ہی اور یہ دونو باتیں باعث بغض اور عداوت کی ہیں پس گویا نبی علیہ الصلوۃ والسلام فی یہ ارشاد کیا اگر تم ظاہر میں بروقت قائم ہوئی  
 الصلوۃ بالجماعة ولم تطيعوا امر الله تعالى ورسوله فیہا یقع بینکم العداوة والبغضاء وروی عن انس انه علیہ الصلوۃ  
 جماعت نماز کی اتفاق نہ کرو گی اور اس میں اسد اور رسول کی حکم کی اطاعت نہ کرو گی تو تمہاری پیچھن عداوت اور دشمنی پیدا ہو جائیگی اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ صلوۃ  
 والسلام قال رصو صفونکم وقاربوا بینہا وحاذوا بالاعناق فالذی نفسی یدیر فی لاری الشیطان یدخل فی خلل الصف  
 دبا با اپنی صفیں استوار کرو اور مل کر کھڑو کرو اور اگر زمین برابر رکھا کرو قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ میں میری جان ہی بیشک شیطان کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ صف کی جہاد میں کھنس  
 کائما المحذوف والمحذوف بقعة الحاء المهملة والذال المعجمة غم سود صغار من غم الحجاز ککان الشیطن تبصر لیدخل  
 گویا سیاہ بکری کا بچہ ہی اور حذف حاء بی نقطہ اور ذال بانقطہ کی زبر سی سیاہ بکران چھوٹی چھوٹی حجاز کی بکریوں میں سی گویا شیطان یہہ ناکار ہوتا ہی کہ صف کی  
 فی خلل الصف ویثبوش علی المصلین ویقطع علیہم صلواتہم ومن اتی الجماعة بیکرہ لہ القیام خلف الصف وحده متی وجد  
 چہداو میں کھسکرنازیوں کی دل پریشان اور اوسکی غار خراب کردی اور جو شخص جماعت میں ملے تو اوسکو صف کی پیچھی اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہی جبکہ صف میں  
 فی الصف فرجة وان لم یوجد فی الصف فرجة ینظر الی الركوع فان جاء واحد یقوم احدهما فی جنب الآخر یزاعا لاما  
 جبکہ ملے اور اگر صف میں جگہ نہ ملے تو رکوع تک منتظر کھڑا ہی اگر کوئی اور آگیا تو دونو برابر برابر امام کی سیدہ پر کھڑی ہو جاوین  
 ولا یجذب واحد من الصف الی نفسه فیقف فی جنبه لکن لا ولی فی زماننا القیام وحده بجذاع الامام لغلبة الجهل  
 اور نہیں تو صف میں سی ایک کو اپنی پاس کھینچ کر اوسکی برابر کھڑا ہو جاوے پر اس زمانہ میں اولی یہہ ہی کہ تنہا امام کی سیدہ پر کھڑا ہو جاوے کیونکہ لوگوں پر جہا غلبہ  
 علی الناس فلو جرح احد یفسد الصلوۃ ومن یصلی مع واحد یقیمہ عن یمینہ ولا یجوز للمقتدی ان یتقدم علی امام  
 اگر کسیکو پیچھی کھینچ کر تودہ نماز فاسد کر دیکھا اور جو شخص ایک کی ساتھ نماز پڑھی تو اوسکو اپنی دہنی طرف کھڑا کر لی اور مقتدی کو جائز نہیں ہی کہ امام سی آگے بڑھ کر کھڑا ہو  
 والمعتبر موضع القدم حتی لو کان المقتدی اطول من امامه بحیث یقع سجوده قدام الامام لکن قدمه غیر متقدمة  
 اور اس میں اعتبار قدم کی جبکہ کا ہی بیان تک کہ اگر مقتدی امام سی اتنا لٹنا ہووے کہ اوسکا سجدہ امام سی آگے واقع ہوتا ہو پر اوسکا قدم امام کی قدم سی آگے ٹپکا ہوا نہیں ہی  
 علی قدم الامام یجوز والمعتبر فی القدم العقب حتی لو کان عقب المقتدی غیر متقدم علی عقب الامام لکن قدمه  
 تو جائز ہی اور قدم میں ایڑ کا اعتبار ہی بیان تک کہ اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سی آگے بڑھی ہوئی ہووے ہر قدم مقتدی کا  
 اطول من قدم الامام بحیث یقع اصابعه قدام اصابع الامام یجوز وعن محمد یجعل المقتدی الواحد اصابعه  
 امام کی قدم سی اتنا دراز ہو کہ اوسکی اونگلیا امام کی اونگلیوں سی بڑھ جاتی ہوں تو جائز ہی اور امام محمد سی روایت ہی کہ اکیلا مقتدی اپنی اونگلیاں  
 عند عقب الامام ومن یصلی مع الاثنين یتقدم علیہما وعن ابی یوسف انه یتوسطہما فلو اقام الواحد خلفہ او عن  
 امام کی ایڑی کی پاس رکھی اور جو شخص دو مقتدیوں کی ساتھ نماز پڑھی تو اوسنی آگے بڑھ کر کھڑا ہو اور ابویوسف سی روایت ہی کہ دونو کی پیچھ میں کھڑا ہو پس اگر ایک مقتدی کو پیچھی  
 یسارہ بکرہ ولو توسط الاثنين لا یکرہ ولو توسط اکثر بکرہ ومن دخل المسجد وجد الامام فی الجھر بالقراءۃ یقتدی  
 یا نہیں طرف تو مکروہ ہی اور امام دو کی پیچھیں کھڑا ہو جاوے تو مکروہ نہیں ہی اور اگر دوی زیادہ کی پیچھیں کھڑا ہو تو مکروہ ہی اور جو شخص سجد میں اگر امام کو قراوت چہری پڑھتا پادی تو غایت

به ولا یاتی بالشاء بل یسمع ویبصت وان وجدة فی الركوع یکبر لا فتاح قائما ثم یرکع لکن ان وقع رکوعه مع رفع الامام  
اور سجا نکل اللہ نہ پڑھی بلکہ چپ رہ کر سنا کری اور اگر امام کو رکوع میں پاوی تو تکبیر تحریمہ پڑھی کہہ کر رکوع میں جبکی پر رکوع اگر امام کی سرادھائی ہوئی واقع ہوگا  
رأسه لا یكون مدرک لتلك الركعة بل یكون مسبوق لان ادراک الركعة انما یتحقق اذا وجد المشاركة مع الامام  
تو اسکو وہ رکعت حاصل نہوگی بلکہ باعتبار اس رکعت کی مسبوق ہوگا اسلوسی کہ رکعت کا حاصل ہونا جب ہی ہوتا ہی کہ امام کی ساتھ ساری رکوع میں  
فی الركوع کلاہ او فی مقدار تسبیحہ ولم توجد وان کبر حال کونه الی الركوع اقرب لا یصدیر شارحاً فی الصلوة لان الشرط  
یا برابر ایک بار سجان دبی العظیم کی شرکت پائی جاوی اور شرکت پائی نہیں گئی اور اگر اسنی تکبیر تحریمہ ایسی حال میں کہ رکوع سے نزدیک تھا تو اس صورت میں غائب نہیں ہوتا  
تکبیرة الافتتاح فی محض القيام ولم یوجد ومن اتی المسجد ووجد الامام فی السجدة او القعدة یلزم ان یکبر لا فتاح  
یہ ہی کہ تکبیر تحریمہ خالص قیام میں ہو سوئی ہوئی نہیں اور جو شخص مسجد میں آیا دیکھا کہ امام سجدہ میں ہی یا قعدہ میں ہی تو لازم ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام خالص میں کہہ کر  
قائما ثم یدر الی متابعۃ الامام فی السجدة او القعدة وان لم یکن تلك السجدة وتلك القعدة محسوبة من صلاته  
پھر جلد ہی ہی واسطی متابعت امام کی سجدہ میں یا قعدہ میں ترکیب ہو جاوی اگرچہ وہ سجدہ اور وہ قعدہ اسکی نماز میں مجزا نہ ہوگا  
لکن یلزم ان یکبر لا فتاح قائما ثم یدر الی متابعۃ الامام فی السجدة والقعدة وكثیر من الناس لا یفعلون كذلك  
براسکول لازم یہ ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام میں کہہ کر جلد ہی ہی سجدہ میں اور قعدہ میں امام کی متابعت کری اور اکثر لوگ ایسا نہیں کرتی  
بل یجئ احدهم المسجد ویجد الامام فی السجدة او فی القعدة فیقف منتظرا باہ حتی یفرغ من السجدة او القعدة ویعود  
بلکہ بعضا شخص مسجد میں اگر امام کو سجدہ یا قعدہ میں پاتا ہی تو اتنی دیر امام کا منتظر کھڑا رہتا ہی کہ سجدہ یا قعدہ سی فارغ ہو کر کھڑا ہو  
الی القيام ثم یقتدی بہ فمن یفعل كذلك فانه یضیع علی نفسه اجر کبیرا وثوابا کثیرا فاللزام له ان یکبر لا فتاح  
یہر او سکا اقتدا کرتا ہی سو جو شخص ایسا کرتا ہی تو پناہ پڑا ہی ثواب اور اجر عظیم کہتا ہی او سکو لازم یہ ہی کہ کھڑی ہوئی تکبیر تحریمہ کہہ کر  
قائما ثم یسارع الی متابعۃ الامام فی ای حال کان لما روی عن ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال اذا جئتم الی الصلوة  
جلدی سی امام کی متابعت کری امام کسی ہی حال میں ہو اسلوسی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ جب تم نماز کی لئی آؤ  
وکن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شیئا وروی عن ابن مسعود انه قال فی المسبوق المذکور لعلہ لا یرفع رأسه حتی یغفر  
اور ہم سجدہ میں ہوں نہ ہی سجدہ کرو اور او سکو کچھ مجرا نہ سمجھو اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ ابی مسبوق کی حق میں کہتی تھی شاید کہ ابی سرنا دھانڈا دیکھا جواسد اسکو بخشہ  
له ویکرہ للمقتدی ان یسارع الی الركوع والسجود قبل الامام وان یرفع رأسه من الركوع والسجود قبل الامام لما روی عن  
اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں جلد ہی چلا جاوی اور امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں سی سرادھائی  
ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال انما جعل الامام لیتؤتم بہ فلا یختلفوا علیہ فاذا رکعوا رکعوا واذا قال سمع اللہ لمن حمده  
روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فی فرمایا امام سی واسطی مقرر ہوا ہی کہ او سکی اطاعت کریں سوا او سکی خلاف نہ کرو جبکہ رکوع کری تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمده  
فقولوا ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا وروی عن ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال یایمنا احکم اذا رفع رأسه  
تو تم ربنا لك الحمد اور جب وہ سجدہ کری تو تم سجدہ کرو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فی فرمایا اگر کوئی تم میں سی امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں ہی  
من الركوع والسجود قبل الامام ان یجعل اللہ رأسه راس حمار ویجعل صورته صورة حمار و فی ہذین الحدیثین وعید شدید  
سرادھائی تو اس عذاب سی او سکو کیا جاؤ ہی کہ اللہ تعالیٰ او سکا سرگد ہی کا سبنا دی اور او سکی صورت کد ہی کیسی پلٹ دی اور ان دو لوحد ہون میں موافق بیان کرانی کی  
علی ما ذکرہ الکرمانی لان المسنة عقوبة لا تشبه سائر العقوبات فلذلك ضرب بها المثل لیتقی هذا الصنع ویحذر من  
براسخت وعید ہی اسنی کہ صورت کا بدل دینا تمام عقوبات سی بڑھ کر ہی سو اسلوسی اسکو ضرب المثل کیا تاکہ اس گردار سی بچیں اور باز میں اور جو شخص  
دخل المسجد ووجد القوم قد شرعوا فی الصلوة یکرہ له ان یدخل فی خلال الصف ویصلی السنة فحالی للصف فیما لفهم  
مسجد میں اگر دیکھی کہ جماعت قوم کی شروع ہو گئی ہی اب اسکو مکروہ ہی کہ صف کی اندر کہہ کر صف میں ہی ہوئی سنتیں پڑھنی لگی

یہی اس وقت تک کہ امام کی ساتھ رکوع میں



فی القيام والقعود والركوع والسجود بل السنة ان یصلی السنة فی بیتہ وهو افضل او فی خارج المسجد وخلف اسطوانة  
بہر قیام اور قعود اور رکوع اور سجدہ میں اونکی مخالفت کی جائے کہ طریق مسنون ہی کہ سنتیں اپنی کہ میں پڑھی بہت تو سب ہی بہتر ہی یا مسجد سی یا ہر پڑھی یا مسنون کی اوٹ میں  
اووا الشبه ذلك في كونه عاثلا لان الاتيان بها خلف الصف من غير حائل مكروه وفي خلال الصف اشد كراهة وبكره  
یا اسکی مانند کسی اور چیز کی اوٹ میں پڑھی اسکی کہ سنتوں کا پڑھنا صف کی پیچھے بدولن حایل ہونی کسی چیز کی مکروہ ہی اور صف کی مانند مکروہ ہی مکروہ ہی اہم کو مکروہ ہی  
للإمام ان یثقل علی القوم بالطویل الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة والاذکار علی وجه یحصل الملل للقوم لان  
کہ قوم پر قرات اور اذکار میں کم درجہ مسنون سی زیادہ بڑا کر اتنا بوجہ ڈالی کہ قوم کو ملالت آتی لگی اسلوسی کہ اس صورت میں جماعت سی نفرت کرنی لگیں گی  
فذلك سبب للتفیر عن الجماعة والتفیر عن الجماعة یؤدی الى حرمان الثواب الزائد علی صلوة الفرد بسبع وعشتر درجة و  
اور جماعت نفرت کرنی میں اس ثواب سی محروم ہو جاوینگے جو انکی کی ہے پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہی اور

یکون مکروها لکن لا یبغی ان ینقص عن قدر اقل السنة فی القراءة والتسبیحات اللهم لانہم معذورین فیہ وسنة القراءة  
مکروہ ہو دیکھا لیکن یہ نہیں چاہی کہ قرات اور تسبیحات میں کم درجہ مسنون سی کمٹاوی یا الہی شاید اسلوسی کہ اوکو اس میں کوئی عذر نہیں ہی اور غیر کی  
فی صلوة الفجر فی الركعتین ادناها بعد الفاتحة اربعین اية واوسطها ستون اية واصلها مائة اية لما روی انہم  
نماز میں دو نورکت کی انور قرات مسنون ادنی درجہ بعد سورۃ فاتحہ کی چالیس آیتیں اور بیچکار درجہ ساٹھ آیتیں اور اعلی درجہ سو آیتیں ہیں اسلوسی کہ جو بیت ہی کہ چلی  
کان یقرأ فی صلوة الصبح بعد الفاتحة مقدرا ربیعین اية او ستین اية او مائة اية واحیاناً کان یقرأ سورۃ ولحیانا  
صبح کی نماز میں بعد سورۃ فاتحہ کی تحفینا چالیس آیتیں یا ساٹھ آیتیں یا سو آیتیں پڑھا کرتی ہی اور بعض دفعہ سورۃ بقرہ پڑھتی ہی اور کہی

کان یقرأ سورة الروم وقد ثبت علی ما ذکر فی سفر السعادة ان ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأمرنا بالتخفیف  
سورۃ دوم پڑھتی ہی اور ثابت ہو چکا ہی چنانچہ سفر السعادت میں مذکور ہی کہ ابن عمر کہتے ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تخفیف کی لئی فرمایا کرتی ہی  
ویؤمنا بالتخفیف ویعلم من هذا ان قراءة والصلوات من باب التخفیف الذی امر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وادنی  
اور آپ الامت میں والصلوات پڑھتی ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ والصلوات کا پڑھنا تخفیف میں داخل ہی چکی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہی اور رکوع  
یحصل بہ السنة فی تسبیحات الركوع والسجود ثلاث لما روی انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال اذا رکع احدکم فلیقل  
اور سجدہ کی تسبیحات میں ادنی درجہ سنت کا تین بار ہی اسلوسی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرماتی ہی جب کوئی رکوع کری

ثلاث مرات سبحان ربی العظیم وذلك ادناه واذ اسجد فلیقل سبحان ربی الاعلی ثلاث مرات وذلك ادناه والمراد ادنی ما  
تو تین بار سبحان ربی العظیم کہی اور یہ ادنی مرتبہ ہی اور جب سجدہ کری تو تین بار سبحان ربی الاعلی کہی اور یہ ادنی مرتبہ ہی اور مراد یہہ ہی کہ ادنی درجہ  
یحصل بہ السنة ولذلك یکرہ النقص عن الثلث وان زاد علی الثلث فهو افضل لان الثلث اذا کان الادنی فلا شک  
جس میں سنت اور اہو جاوی اور اس ہی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اسکی کہ تین مرتبہ جب ادنی درجہ پڑھا تو بیشک

ان الزیادة علی الادنی تكون افضل لکن الامام لا یزید علی الثلث الا برضی الجماعة فاذا اراد برضاہم فالسنة ان یختم  
ادنی مرتبہ پر زیادہ کہنا افضل ہو دیکھا پر امام تین بار سی زیادہ بدون رضی جماعت کی نہ پڑھاوی پر جب اونکی مرضی سی زیادہ پڑھاوی تو پھر مسنون یہہ ہی کہ طاق پر  
علی وتروہوا ما خمس او سبع لان الثلث لما کان الادنی وكان المستحب الا یثار فاسبان یكون الاوسط فحسباً ولا کل  
ختم کری اور وہ یا تو پانچ ہی یا سات اسکی کہ تین مرتبہ جب ادنی پڑھا اور ایثار بہر حال مستحب ہی تو مناسب ہو کہ بیچکار درجہ پانچ دفعہ ہو اور کامل مرتبہ

سبعاً وبکرۃ للإمام ان یجملہم عن اكمال اقل السنة فی تسبیحات الركوع والسجود وقراءة التشمید لکن لو رفع الامام لاسہ  
سات دفعہ اور امام کو مکروہ ہی کہ جلدی کر کر قوم کو ادنی مرتبہ سنت کا رکوع اور سجدہ کی تسبیحات میں اور تشہد کی پڑھنی میں پورا نہ کرنی دی لیکن اگر امام رکوع اور سجدہ میں سی  
من الركوع والسجود قبل ان یسبح المقتدی ثلاثاً فانه یتابع وأما وقلم الامام من القعدة الاولى الی الركعة الثالثة قبل ان  
اس ہی پہلی سے اچھاوی کہ مقتدی تین بار تسبیح کہی تو مقتدی متابع ہی کری ان اگر امام قعدة اولی ہی تسبیح سے رکعت کی لئی اس سی پہلی پڑھاوی

یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یقوم وان قام قبل ان یتیمه یجوز وكذا لو سلم الامام فی المقعدة الاخيرة قبل ان

کہ مقتدی تشہد پورا کرے تو اب مقتدی تشہد پورا کرے پہر کھڑا ہو اور اگر پورا کرے پہلے کھڑا ہو تو بھی جائز ہے اور ایسی ہی اگر امام قعدہ اخیرہ میں اس سے پہلے

یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یسلم وان سلم قبل ان یتیمه یجوز وكذا لو سلم الامام قبل التیان المقتدی بالصلوة

سلام پہر دی کہ مقتدی تشہد پورا کرے تو اب مقتدی تشہد پورا کرے پہر سلام پہر دی تو بھی جائز ہے اور اگر امام فی سلام اس سے پہلے پہر

والدعاء یتابعه لانها سنة بخلاف التشهد فانه واجب المجلس الخامس والخمسون فی بیان صلوة

اور دعا پڑھے تو اب امام کی متابعت ہے کڑی اس واسطے کہ یہ سنت ہے بخلاف تشہد کی کہ یہ واجب ہے مجلس پچھون نماز جنازہ

الجنائزہ وکیفیتہا قال صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیت علی میت فاخلص لہ الدعاء هذا الحدیث من حسان

اور اس کی کیفیت کی بیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مردہ پر نماز پڑھو تو اس کی لمبی خالص دعا کرو یہ حدیث مصابیح کی حسن

المصابیح رواہ ابو ہریرۃ وقد ذکر فیہ الصلوة علی المیت مع اخلاص الدعاء لہ فیہا فلا بد من معرفتہا وہی فرض کفایۃ لقولہ

حدیثوں میں سے ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اور بیشک اس میں نماز جنازہ کا ذکر ہے کہ اوس مردہ کی واسطی خالص دعا ہو سو اس کی معرفت ضرور ہے اور وہ بدلیل اس آیت کی ہے

وَصَلِّ عَلَیْہِمْ اِنْ صَلَاتُکَ سَکَنَ لَکُمْ فَانہ تعالیٰ امر بہا فی هذه الاية فتكون فرضا وانما كانت فرضینہا علی الکفایۃ

اور نماز پڑھو ان پر بیشک تیری نماز ان کی لمبی آسودگی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اوس نماز کا اس آیت میں امر فرمایا تو فرض ہوگئی اور اس کی فرضیت علی الکفایہ اس لمبی ہے

لان فی ایجابہا علی الجمیم استحالة او حرجا فاکتفی بالبعض ولو کان واحدا لکن لا فضل ان تكون بالجماعة ویقصد

کہ تمام خلق پر واجب کرنے میں تو بہت دشواری اور حرج ہے لاچار بعض پر اکتفا کیا گیا اگرچہ ایک ہی شخص ہو پر افضل یہ ہے کہ نماز جنازہ جماعت سے ہو اور جتنی

کثرتم لما روی عن ابن عباس انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال عا من رجل یبوت فیقوم علی جنازۃ اربعون رجلا

زیادہ ہو سو بہتر اس واسطے کہ ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مجاوی بہر اوس کی جنازہ پر چالیس مرد مؤمن جو

لا یشرکون باللہ شیئا الا شفعم اللہ فیہ وفي حدیث اخر رواة ام المؤمنین عائشة انہ علیہ الصلوۃ و السلام

کچھ شریک نہیں کرتے ہیں کئی ہیں کہڑی ہوں پہر اللہ ان کی شفاعت اوس کی حق میں مان ہی لیتا ہے اور حدیث میں ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے

قال ما من میت یصلی علیہ امۃ من المسلمین یملغون مائة کلمۃ یشفعون لہ الا شفعم اللہ فیہ وسبب

فرمایا جو مردہ کہ اوس پر ایک جماعت مسلمانوں کی جو سو تک پہنچ جاوی نماز پڑھے وہ سب اوس کی شفاعت کریں تو ان کی شفاعت اوس کی حق میں اللہ قبول کرتا ہے اور وجوب

وجوبہا للمیت لا ضافتہا الیہ اذ یقال صلوة الجنائزہ ونشرط صحتها شرائط الصلوة واسلام المیت طہارتہ

اس نماز کا میت کی لمبی اس واسطے ہے کہ میت کی طرف منسوب ہے کیونکہ صلوة الجنائزہ کہلاتی ہے اور اس کی صحت کی لمبی نماز کی سی شرطیں ہیں اور مردہ کا مسلمان اور پاک

وکونه امام المصلی و رکنہا القیام عند عدم العذر واربع تکبیرات والدعاء الا ان الامام یتحملہ عن المسبق

اور نماز یوں کی سامتی ہونا اور اس نماز کا رکن قیام ہی اگر کوئی عذر نہ ہو اور چار تکبیریں اور دعا اتنا ہی کہ امام مسبق کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے

فانه اذا خشی ان ترفع الجنائزۃ یتروک الدعاء ویکتفی بالتکبیرات ولو ترک واحدة من هذه التکبیرات لا یجوز

پر جب یہ خوف ہو کہ جنازہ اٹھالینگے تو دعا موقوف رکھی اور تکبیرات ہی پر اکتفا کری اور اگر کوئی ان چاروں تکبیرات میں سے ایک کو بھی ترک کر دینا تو اس کی نماز

صلواتہ لکون کل تکبیرۃ منها قائمۃ مقام رکعة ولهذا قيل اربع کا ربع الظہر وحمل الدعاء ینبغی ان یکون بعد

جائز نہ ہوگی اس واسطے کہ اس میں ہر ایک تکبیر قائم مقام ایک رکعت کی ہے اور پہلی کہا کرتے ہیں یہ چاروں جیسی ظہر کی چاروں اور دعا کا محل مناسب یہ ہے کہ تین تکبیروں

ثلث تکبیرات لکون البدایۃ بالشاء علی اللہ تعالیٰ ثم بالصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سنة الدعاء وارجح

کی بعد ہو اس واسطے کہ اہل اللہ تعالیٰ کو شاع بہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دعا کا طریقہ اور بڑا بہر وسا

للقبول فیلزم ان یکون بعد التکبیرۃ الاولى الشاء علی اللہ تعالیٰ کما فی سائر الصلوات وبعد التکبیرۃ الثانية الصلوة

قبولیت کا ہے اس لمبی لازم یہ ہے کہ پہلی تکبیر کی بعد اللہ کی ثنا ہووی چنانچہ تمام نمازوں میں ہوتی ہے اور دوسری تکبیر کی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم





یکبر مع الامام ولا یکبر لاولی حتی یسلم الامام لانه لو کبر لاولی ینکون قضاء والسبوق لا یشغل بقضاء ما قد سبق  
 ثواب امام کی مثال تکبیر کی اور تکبیر اولی نہ کی جب تک کہ امام سلام پہنچا تو تکبیر اولی کہیگا تو قضاء ہووی کی اور سبوق کہ گذشتہ کی قضا میں امام کی فراغت سی  
 قبل فراغ الامام وان لم یکبر حتی یکبر الامام اربعاً یکبر هو للافتتاح قبل ان یسلم الامام واذ سلم الامام یکبر ثلاثاً  
 پہلی نہ کہنا چاہی اور اگر تکبیر اولی نہ کی اتنی کہ امام فی چاروں پوری کردین ثواب یہ شخص امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کی اور جب سلام پہنچا تو تینوں تکبیریں  
 متتابعاً بلا دءاء قبل ان ترفع الجنائزہ وان کبر مع الامام التکبیر الاولی ولم یکبر الثانية والثالثة تکبر ہما ثم یکبر  
 پی در پی دون معا کی جنازہ کی اوٹنی سی پہلی کہوی اور اگر امام کی ساتھ تکبیر اولی تو کہی دوسری اور تیسری تکبیر نہ کہی تو پہلی یہ دو تکبیریں کہی ہر امام کی ساتھ  
 مع الامام الرابعة وقال ابو یوسف من جاء بعد اکبر الامام تکبیرة الافتتاح یکبر کما جاء ولا ینتظر التکبیرة الثانية  
 چوتھی تکبیر کہی اور امام ابو یوسف کہتی ہیں جو شخص ایسی وقت آیا کہ امام تکبیر کہہ چکا تو آتی ہی تکبیر کہہ کر شامل ہو جاوی دوسری تکبیر کا منتظر نہ رہی  
 قال ابرہیم الحلبي فی شرح المنية ويقولہ ناخذ وان جاء بعد اکبر الامام الرابعة یکبر للافتتاح قبل ان یسلم  
 ابرہیم حبیب منیہ کی شرح میں کہتا ہی اور ہمنی نکاہی قول لیا ہی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتھی تکبیر کہہ چکا تو امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی  
 الامام واذ سلم یقضى ثلاث تکبیرات عنده قال ابرہیم الحلبي علیه الفتوى ومن دفن قبل ان یصلی علیہ یصلی  
 اور جب امام سلام پہنچا تو تینوں تکبیریں قضا کری امام ابو یوسف کی نزدیک ابرہیم حبیب کہتا ہی اور اسی پر فتویٰ ہی اور جو مردہ نماز جنازہ سی پہلی دفن ہو گیا ہو تو اسکا  
 علی قبرہ ما لم یتفسخ اقامۃ للواجب بقدر الامکان والمعتبر فی معرفة عدم تفسخه اکبر الراي علی الصحیح لانه  
 قبر نماز پر نہ ہن جب تک کہ کسانہو تاکہ بقدر امکان واجب نماز ہو جاوی اور یکسنی اور نہ یکسنی کی باب میں صحیح مذہب پر غالبی معتبر ہی اسلئے کہ یہ حالت  
 یختلف باختلاف الزمان من الحر والبرد وباختلاف حال الميت من السمن والهلل واولی الناس بالاحاطة فی الصلوة  
 باعتبار اختلاف زمانہ گرمی اور جاڑی کی اور باعتبار اختلاف حال مردہ کی موٹاپی اور ڈبیلی پن میں یکساں نہیں ہوتی اور نماز جنازہ کی امامت کی  
 علیہ السلطان ان حضر ثم القاضی ثم الامام الحی ثم الولی علی ترتیب العصبۃ فی الارث فان سبب العصبۃ بنفیر  
 سلطان ہی اگر بروقت موجود ہو پھر قاضی پھر امام قوم کا پھر ولی ترتیب عصبۃ وراثت کی اعتبار سی بیشک سبب عصبۃ کا ارث میں  
 اول البتۃ ثم الابنۃ ثم الاخوة ثم العمومة واذ انتھی الحق الیہ یجوز لہ ان یأذن لغيره ان یصلی علیہ ولیس لغيره  
 اول بنوت ہی پھر بنوت پھر اخوت پھر عمومیت اور جب امامت کسی کا حق ہو چکی تو اسکو اختیار ہی کہ امامت کی لئی اور کسیکو اجازت دیدی اور اگر کسیکو  
 ان یصلی بغير اذنه وان صلی غیرہ بغير اذنه فله ان یعید ان شاء وبعدها صلی علیہ هو او من کان مقدماً علیہ من  
 یہ اختیار نہیں ہی کہ اسکی بی اجازت نماز پڑھاوی اور اگر غیر شخص فی بی اجازت نماز پڑھاوی تو ولی کو اختیار ہی اگر چاہی تو آپ پھر پڑھ لی اور اگر ولی یا جو ولی ہی  
 السلطان او غیرہ لا یصلی علیہ غیرہ اذ بصلوة من هو ولی یتادی حق الميت ویسقط فرض الجنائزہ فلو صلی علی غیرہ  
 سلطان وغیرہ نماز پڑھ چکا ہو تو اسکو اختیار عارہ کا باقی نہیں ہی اسلئے کہ سبب نماز پڑھنی ایسی کی جو واسطی ادار حق میت کی اولی ہی فرضیت نماز جنازہ کی اور ہو چکی ایچہ  
 بعدہ یكون نفلاً والتنفل بها غیر مشروع ولهذا من صلی علیہ مرة قبل اذن الولی لا یصلی علیہ مرة اخرى مع الولی ولو  
 بلد کسی اور کوئی نماز پڑھ چکا تو نفل ہوگی اور نفل نماز جنازہ کی شرع سی ثابت نہیں ہی اور اسی لئی جو شخص ایک بار بدون اجازت ولی کی نماز جنازہ پڑھ چکا ہو تو دوسری دفعہ ولی کی  
 اوصی بان یصلی علیہ فلان فالوصیۃ باطلۃ ولیس لہ ان یصلی علیہ الا برضی ولیہ وان لم یکن لہ ولی فالجیران اولی  
 اور اگر مردہ فی وصیت کا ہو کہ میری نماز جنازہ فلان شخص پڑھاوی تو یہ وصیت باطل ہی اوس فلان کو بدون رضامندی ولی کی اختیار نہیں ہی اور اگر میت کا کوئی ولی نہیں ہی تو عسایہ  
 ویقوم الامام بجزاء صدر الميت ذکر اکان الميت اوانشی لان الضد لشر فلا عشاء فی البدن لكونه مع القلب الذی  
 اول امام میت کی سینہ کی مقابل کھڑا ہو مردہ مردہ یا عورت ہو اسلئے کہ سینہ بدن میں سب اعضا سی اشرف ہی اسواسطی کہ سینہ بدن ہی  
 فیہ نور الا یموت فیكون القیام باذائه اشارة الى ان الشفاعة لہ انما یكون لاجل ایمانه لیعفو ربہ عن عصیانه  
 جسم میں ایسا نور ہوتا ہی اب اسکی مقابل کھڑی ہونی میں یہ اشارہ ہی کہ شفاعت اس مردہ کی اس ایمان کی واسطی ہی تاکہ اسکی خطاؤں سی پروردگار درگذری

تکبیر اولی

تکبیر اولی

تکبیر اولی

تکبیر اولی



ولو وضعوا راس الميت متناهی بسیار الامام یجوز لکن لو تعدده یكونون مسیئین ولیستحب ان یصفوا ثلثة صفوف  
اور اگر قسم فی میت کا سر امام کی بائیں ہاتھ کی متصل کرو یا چھایا پر اگر سب قصد ایسا کیا تو حب ظنا وارہین اور تحب ہی کہ تین صفین بنا دیں  
حتى لو كانوا سبعة یتقدم احدثهم للامامۃ ویقف ثلثة وراءہ واثان وراءہم وواحد وراءہما وفضل  
یہا تک کہ اگر ہماری نوک سات ہوں تو ایک شخص امام کا کئی آگے بڑھی اور تین آدمی وکی بھی کئی تین اور دو وکی بھی اور ایک وکی بھی اور  
الصفوف فی صلوة الجنائزۃ اخرها و فی سائر الصلوات اولها ولو جهز الميت صحیۃ یوم الجمعة بیکرۃ تأخیرہ الی  
تأخر جنازہ کی تمام صفوں میں افضل پہلی صف ہوتی ہی اور اور تمام نمازوں میں اول صف ہوتی اور اگر جنازہ جمعہ کی صبح کی وقت تیار ہو گیا تو پھر جمعہ کی وقت تک تاخیر کرے  
وقت الجمعة لیصلی علیہ جمع عظیم بعد الجمعة ولا یجوز الصلوة علیہ عند طلوع الشمس عند الاستواء  
تاکہ اس پر جمعہ کی بعد از جمعہ کثیر نماز پڑھی کر وہ ہے اور نماز جنازہ طلوع آفتاب کے وقت اور زوال کے وقت  
وعند غروبها ان حضر قبل هذه الاوقات وان حضر فیہا یجوز من غیر کراہۃ لانہا تودی کما وجبت لان  
اور وہ کبھی وقت جائز نہیں ہی اگر جنازہ ان اوقات میں پہلی موجود ہو چکا ہو اور اگر ان اوقات میں نہ ہو بلکہ است جائز ہی اسلی کہ عیسی واجب ہوئی ہی ادا ہو اسلی  
الوجوب بالحضور وهو افضل والتأخیر مکروه لقوله علیہ السلام لا تؤخرت و ذکر منها الجنائزۃ ولو حضر بعد  
کے جنازہ کی موجود ہونی ہی تو چاہے ہی ہی افضل ہی اور تاخیر مکروه ہی واسلی ارشاد نبی علیہ السلام کی ویر کر کرنا اور لو میں جنازہ کو ذکر فرمایا اور اگر جنازہ بعد  
غروب الشمس بدأ بالمغرب ثم بصلوة الجنائزۃ ثم بسنة المغرب وقيل یقدم سنة المغرب یضاً ویکرہ الصلوة علی  
خروج آفتاب کی موجود ہو تو پہلی مغرب کی فرض میں پھر جنازہ کی نماز پڑھیں پھر مغرب کی ستین پڑھیں اور کوئی کہتا ہی مغرب کی ستین ہی پہلی پڑھیں اور جنازہ کی نماز مسجد میں  
الجنائزۃ فی المسجد ان كانت الجنائزۃ فیہ وان كانت الجنائزۃ والا امام وبعض القوم خارج المسجد والباقی فیہ  
مکروه ہے اگر جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر جنازہ امام اور کچھ لوگ مسجد سے باہر ہوں اور باقی مسجد میں ہوں  
لا بکرہ ولو کان الامام علی غیر طہارۃ والقوم علی طہارۃ تغادر الصلوة لعدم صحتها واما لو کان الامام علی طہارۃ  
تو مکروه نہیں اور اگر امام نے وضو ہو اور تمام قوم با وضو ہو تو نماز دوبارہ پھر پڑھیں اسلی کہ وہ نماز صحیح نہیں ہو اور اگر امام با وضو ہو  
والقوم علی غیر طہارۃ فلا تغادر لان صلوة الامام صحیۃ وبها یتحق حق الميت ویسقط فرض صلوة الجنائزۃ لعدم  
اور قوم تمام ہی وضو ہوں قواعد نہیں اسلی کہ امام کی نماز صحیح ہو گئی ہی اور اس میں ریت کا حق ادا ہو گیا اور فرضیت نماز جنازہ کی ذمہ ہی ساقط ہو گئی  
کون الجماعة شرط فیہا وان لم یوجد من یصلی علیہ من الرجال وصلت علیہ النساء وحدثن جماعة یجوز  
کیونکہ اس نماز میں جماعت شرط نہیں ہی اور اگر مردوں میں ہی کوئی نماز پڑھنے والا میسر نہ ہو اور نہ ہی عورتوں کی جماعت کرے اگر پڑھی تو جائز ہے  
وان آمت المرأة الرجال فیہا لا تغادر لان صلوة الرجال وان كانت فاسدة لکن صلواتها صحیۃ وبها یتحق حق الميت  
اور اگر عورت کی نماز جنازہ میں مردوں کی جگہ تو عادی نہیں ہو اسلی کہ مردوں کی نماز اگرچہ فاسد ہو پڑھیں تو کوئی نماز تو صحیح ہوئی اور عیسی میت کا حق پورا ہو گیا  
ویتادی فرض صلوة الجنائزۃ فلا تغادر لان تکرارها غیر مشروع عندنا ومن ولدوا ظہر منه عند ولادته  
اور نماز جنازہ کی فرضیت ادا ہو گئے پھر عادی ہو گا اسلی کہ اسکا ذکر شرع میں جاری دیکھا نہیں گیا اور جو بچہ پیدا ہو وی اور پیدا ہوتے ہوئے  
ما یدل علی حیوۃ من رفع صوت او تحریک عضو یسمی ویغسل ویصلی علیہ وان لم یظہر منه عند ولادته  
کوئی نشان زندگی کا معلوم ہو جیسے روئی کی آواز یا کسی عضو کا ہلانا تو اسکا نام تفر کر دینا اور نہ دیکھنا اور نہ جنازہ پڑھنا اگر پیدا ہوتے ہوئے  
ما یدل علی حیوۃ لا یصلی علیہ وأختلف فی تسمیۃ وغسلہ واختار انہ یسمی ویغسل ویدلج فی خرقۃ  
کوئی نشان زندگی کا ظاہر نہ ہو تو اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھیں گی اور اسکی نام عین کر عین اور نہ انبی بن اختلاف اور نہ نماز نہیں پڑھیں گے کہ نام کر عین اور نہ دین اور نہ کبھی عین میت کر  
ویدفن نکر بہا البنی آدم ولو سبی صبی ومات ان لم یسب معہ احد ابویہ یصلی علیہ لکن نہ تبعا للسابۃ  
وہ علی عظیم بنی آدم کی دفن کر عین اور اگر لوث میں بچہ پڑا آدمی اور عورت تو اگر اسکی ساتھ اسکا مایا کبھی پڑا نہیں آیا تو اس پر نماز پڑھیں کیونکہ بچہ گریہ کر نہ پائے گا





وان كان مرئدا ينقص منه مراعاة للسنة ولا يصلي على عضو الا اذا كان في حكم الكل بان يوجد اكثر الميتم او  
اور اگر مرئد ہی ہو تو وہی رعایت سنت کی کم کر دیں اور مقتول کی عضو پر نماز نہیں ہے نہ جب ہی کہ وہ عضو کل کی حکم میں ہو اسطور کہ آدمی ہی زیادہ ہو  
نصفہ مع راسہ بخلاف ما لو وجد راسہ او نصفہ مشقوقا بال طول فانه لا يغسل ولا يصلي عليه والمصلو  
سہمیت آدم ہو برخلاف اوس مقتول کی جسکا فقط سر ہی ہائندہ آدمی یا دہا طول کی جانب سے چہرہ ہوا ہو یا کسی ہی نہ غسل ہی اور نہ نماز اور سولی دیا ہو  
يترك على خشبته ثلثة ايام عقوبة له وزجر الخيره ثم لما تم له ثلثة ايام يخلى بينه وبين اهله ليدفنوه ولو  
تین دن تک سولی پر لٹکا رہی اوسکی ہی سزا ہی اور اورون کی لئی خوف یہ جب تین دن پوری ہو جاوین تو اوسکی وارثون کو اجازت دین تاکہ اوسکو دفن کریں اور اگر  
مات کافر اولیہ یکن له ولی من الکفار وله قريب مسلم يغسله القريب المسلم ويدفنه كما روى ان عليا لما مات ابيه  
کوئی کافر جاوی اور اوسکا کوئی کافر وارث نہ ہو اور اوسکا سکا مسلمان ہو تو وہ ہی مسلمان اوسکو غسل دی کر دبدی کیونکہ روایت ہی کہ علی جب اولیکا باپ مر گیا  
جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ان عمك الضال قد مات فقال له النبي صلى الله عليه وسلم  
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئی عرض کیا یا رسول اللہ آپکا چچا گمراہ مر گیا آپ نے فرمایا

اذهب فاغسله وكفنه وواسره لكن لا يغسل كغسل المسلم بل يصب عليه الماء ويغسل غسل الثوب النجس من  
جا اوسکو نہلا اور کفنا کر داب دی یہ اوسکو مسلمانوں کی طرح نہ سہلاوین بلکہ اوسپر پانی بہاوین جیسی گندہ کپڑی کو دھوتی ہیں  
غير وضوء ولا بداية من المتيامن ويلف في خرقة من غير مراعاة سنة الكفن ويجفر حفرة من غير لحد ويلقى فيها  
نہ تو وضوء کرائیں اور نہ دہنی طرف سے شروع کریں پہر کپڑی میں لپیٹیں کفن میں کچھ رعایت سنت کی نہ کریں اور گڑھا یرون لحد کی کہو کر ڈالیں  
ولا يوضع ويجوز دفعه الى اهل دينه وان كان له ولي من الکفار لا ينبغي للمسلم ان يتولى امره بل يخلى بينه وبينهم  
اور مردہ کی طرح نہ دواترین اور جا بڑی کہ اوسکا لاشہ اوسکی ملت والون کو حوالہ کر دیں اور اگر کفار س ہی کوئی اوسکا وارث نہ ہو تو اب مسلمان کو نہیں چاہی کہ اوسکی کار و مار کا ذکر ہو  
ليصنعوا به ما يصنعون بموتاهم هذا اذ لم يكن كفنه بلا مرداد واما اذا كان كفنه بلا مرداد فلا بد فعلى اهل  
وہ جطور ایسی مردون کو کرتی ہوں سوا اوسکو کریں یہ جب ہی کہ اوسکا کفر ارتداد کا ہو اور اگر وہ مرتد ہو کر کافر ہو ہی تو اوسکی ملت والون کو جنگی دین میں  
الدين الذي انتقل اليه بل يلقي في حفرة كالكلب بلا غسل ولا كفن يسرنا الله تعالى النجاة من زوال الايمان و  
ملکیا ہی نہ دیوین بلکہ کئی کی مثال ہی غسل اور کفن کپڑی میں ڈال دین الہی بھکو زوال ایمان سے بچنا اپنی لطف و کرم سے آسان کر

## المجلس السادس والخمسون في بيان قوله عليه السلام من كان آخر كلامه

لا اله الا الله دخل الجنة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان آخر كلامه لا اله الا الله  
جلس چہین اس حدیث کی بیان میں جسکی آخر کلام  
لا اله الا الله دخل الجنة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان آخر كلامه لا اله الا الله  
لا اله الا الله ہی وہ جنتی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکا پیچھا بول لا اله الا الله ہو  
دخل الجنة هذا الحديث من حسان المصابير رواه معاذ بن جبل ومعناه ان كل من كان آخر كلامه عند الموت  
وہ جنتی ہی بہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی معاذ بن جبل کی روایت سے معنی یہ ہیں کہ جسکا آخر کلام مرنے وقت کلمہ توحید ہو  
كلمة التوحيد يدخل الجنة اما قبل ان يعذب بعفو ذنوبه او بعد ان يعذب بقدر ذنوبه فعلى هذا كل من  
وہ جنت میں داخل ہوگا یا تو ہی عذاب اگر خطائیں معاف ہوئیں یا گناہوں کی برابر عذاب ہوگا اس بیان کی موافق  
يتمس من حياته ينبغي له ان يكثر الاستغفار ويتوب عن ذنوبه وليست تحضر في ذهنه ان هذا اخر اوقات  
جسکو توقع زیست کی نہ ہی تو اوسکو جاہلی کہ استغفار بہت کیا کری اور اسی گناہوں سے توبہ کری اور ابی دلین ہی خیال کہی کہ دنیا میں ہی میرا بہ ہی وقت آخر ہی السلام  
من الدنيا ويحتمل ان يختمها بخير ويسارع في قضاء دينه لئلا يبقى في قبره مرتدنا بدینہ کہا خبر یہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
اور یہ بہت کرمی کہ اسوقت کو خبر پر تمام کری اور جلد ہی اسی اپنا فرض ادا نہ کرے تاکہ قبر کی اندر فرض میں الجہا نہ پڑا رہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی

وقال نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يرضى عنه ويبادر في اداء سائر الحقوق الى اهلها من مرد المظالم والودائع والعمول  
 فرأى مؤمن من كان قرض من الجاهل يرضى عنه ويبادر في اداء سائر الحقوق الى اهلها من مرد المظالم والودائع والعمول  
 واستخلل اهل من زوجته ووالديه واولاده وعلماؤه وجيرانه واصدقائه وكل من كان معه معاملة او وصفا  
 اور اپنی اہل سے یعنی اپنی بیوی اور باپ اور اطوار اور غلاموں اور عیسائیوں اور دوستوں سے اور جسکی ساتھ کچھ معاملہ ہوتا ہو یا ہمنشین ہو جو مال کرائی  
 ويوصي بما لا يتمكن من اداؤه في الحال حتى لو كان عليه حق من حقوق الله تعالى كالصلوة والزكاة والصوم والحج  
 اور جو حق کہ بالفعل ادا نہیں ہو سکتا اسکی وصیت کردی یہاں تک کہ اگر اسکی ذمہ حقوق اللہ ہوں جیسی نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج وغیرہ  
 وغيرها يجب عليه ان يوصي بهذه الحقوق بثلاث ماله ان احتيج اليه وان لم يكن عليه حق من هذه الحقوق لا  
 تو اسپر واجب ہے کہ واسطی اداران حقوق کی تہائی مال میں ہی وصیت کردی اگر مال کی حاجت ہووی اور اگر اسکی ذمہ ایسی حقوق نہیں ہیں تو اسپر اور کوئی  
 يجب عليه الوصية بل يلغى له ان ينظر الى حال الورثة فانهم ان كانوا اصغارا فلا فضل له ترك الوصية وكذلك  
 کوئی وصیت واجب نہیں ہے بلکہ اسکو یہ چاہی کہ ورثہ کی حال کو لحاظ کری کیونکہ اگر ورثہ بچی ہیں تو افضل یہ ہے کہ وصیت نہ کری اور ایسی ہی  
 لو كانوا كبارا وهم فقراء ولا يستغنون بحصتهم من التركة كان ترك الوصية افضل له وان كانوا اغنياء وليستغفروا  
 اگر بالغ ہوں لیکن ایسی محتاج کہ ترکہ میں سے اپنا اپنا حصہ لیکر ہی غنی نہ ہوں تو بھی وصیت نہ کرنی افضل ہے اور اگر غنی ہوں یا ترکہ میں سے  
 بحصتهم من التركة فلا فضل له ان يوصي باقل من الثلث فيما هو طاعة لا معصية فيه فيبدأ بمن ليس بوارث  
 اپنا اپنا حصہ لیکر غنی ہو جاوین تو اب افضل یہ ہے کہ تہائی مال سے کم کی ایسی وصیت نہ کری جو طاعت ہو اور اس میں کوئی معصیت نہ ہو پہلی قرابتوں میں سے ایسی ہی شروع کری  
 ان كانوا فقراء وان لم يكونوا فقراء بل كانوا اغنياء فبالجوار وقدرا الاستغناء عند العجينة على ما ذكر في قضايائنا الخلاء والبرازية ان  
 اگر وہ محتاج ہوں اور اگر محتاج نہ ہوں بلکہ غنی ہوں تو ہمسایوں سے شروع کری اور مقدار استغناء کی امام ابو حنیفہ کی نزدیک موافق اسکی جو خلاصہ اور بزاز کی دصا یا میں  
 لكل وارث بعد الوصية اربعة آلاف وعن الفضل عشرة آلاف وبعد الوصية يلغى له ان يحسن  
 کہ وصیت اور اگر جابر ہر ہیک وارث کی لئے سچ ہر میں اور فضلی سے یہ روایت ہے کہ دس ہزار بچتی ہیں اور وصیت نہ کرنی کی بعد چاہی کہ اپنا گناہ  
 ظنه بالله تعالى بانه يرحمه ويعفو ذنوبه وليست تحضر في ذهنه انه حقير في مخلوقاته تعالى  
 جناب آہی میں درست کری کہ مجھ پر اللہ رحمت ہے کہ گناہ اور میری گناہ معاف ہے کہ گناہ اور اپنی دلیں یہ خیال کری کہ اسکی مخلوقات میں سب سے کمینہ ہوں  
 وانه تعالى غني عذابه وطاعته وينبغي له ان يكون مشغولا بقراءة آيات من القرآن العظيم في الجاء  
 اور اللہ تعالیٰ کو میری عذاب اور طاعت کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور چاہی کہ قرآن شریف کی وہ آیات جنہیں رجا اور اسید واری ہی پڑھی  
 او يقرأها غيره عنده وهو يسمع وكذلك يستقرئ احاديث الرجاء او يقرأ غيرها عنده و  
 یا اسکی پاس اور لوگ پڑھیں یہ سنتا رہی اور ایسی ہی رجا کی حدیثیں پڑھی یا اور لوگ اسکی پاس پڑھیں اور  
 هو يسمع وحكايات الصالحين واثارهم عند الموت وينبغي له ان يحافظ على الصلوات الخمس و  
 یہ سنتا رہی اور علما کی قضی اور انکی مرتی دم کی حالات سننی اور اسکو چاہی کہ بیچگانہ نماز کی اور  
 غيرها من وظائف ملدين بقدر طاقته فانه اذا عجز عن القيام في الصلوة يصلي  
 سوائی اسکی اور وظائف دین کی طاقت کی موافق محافظت کی جاوی بیشک اگر وہ نماز میں قیام سے تھک رہی  
 قاعدا برکوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصلي بالايضاء قاعدا ويجعل سجوده  
 تو بیٹھ کر رکوع اور سجود کی ساتھ پڑھی اور اگر رکوع اور سجود کی قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر اشارہ سے پڑھی اب سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی  
 اخفض من ركوعه ليحصل الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلي بالايضاء  
 پست کری تاکہ دونوں میں فرق رہی اور اگر بیٹھنے کی قدرت نہ ہو تو کھڑے پر پڑا ہوا اشارہ سے پڑھی



مضجها او مستلقيا لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها ويجتنب الفحاشات ما استطاع  
 ايجتنب يترك المأكل و الحرام بقدر طاقت هوئي هي اس آیت ہی تکلیف نہیں دیتا کہ کسی کو مگر جو اس کی گنجائش ہو اور گنجائی ہی بہا تک ہو سکی ہی  
 حتی اذا عجز عن استعمال الماء یصلی بالتیمم و اذا کان علی بدنه او ثوبه او موضع صلواته نجاسة وعجز عن ازالة ما یصلی معها  
 بیان تک گناہی استعمال مکر کے تو تیمم ہی نماز پڑھی اور اگر اس کی بدن پر یا کپڑی پر یا نماز کی جگہ پر گندہ ہو اور پاک نہ کر سکے تو ویسی ہی نماز پڑھے  
 ولا یترک الصلوة ولا یؤخرها عن وقتها مادام عقله ثابتا خوفا من حصول اجل بغتة وقد حصل منه التقصیر فی اتيان  
 نہ تو نماز کو بالکل قصدا کری اور نہ وقت سے تاخیر کری جب تک کہ اس کی عقل قائم ہو کیونکہ یہ خوف ہی ناگاہ موت ایسی وقت نہ آجائی کہ  
 ما وجب علیه بقدر استطاعته وليجوز من النساء هل في ذلك اذ من اقيم القیام ان یكون اخر عهده من الدنيا التي  
 واجبات کی ادا کرنی ہی قاصر ہو اور اس وقت میں سنی ہی رکری کیونکہ یہ بڑی قیامت ہی کہ دنیا میں جو  
 هي من راحة الاخرة التفریط فیما وجب علیه او ندب اليه وليجتهد فی ختم عمره باكمل الحالات ويوصی اهلہ واصحابه  
 آخرت کا کہیت ہی اس کی آخری وقت میں واجبات سے تجارت کی ادا کی کوتاہی پائی جاوے اور چاہیے کہ اپنی عمر کو اچھی ہی چھالت پر تمام کری اور اپنی اہل اور اصحاب کو  
 بالصبر ولا حتمال علی ما یصدر منه فی مرضه ويوصيهم بالصبر وترك البكاء علیه ويقول لهم قد صبرنا لله عليه الصلوة  
 اور ہر کام پر جو اس سے بیماری میں واقع ہوں صبر و تحمل کیے چیکے اور وصیت کری کہ صبر کرنا رو بہ پائتا نہیں اور اس طور پر نہ کری کہ صحیح روایت ہی کہ نبی علیہ السلام  
 والسلام قال الميت یعذب ببكاء اهلہ علیه فایاکم یا احبابی والسعی فی اسباب عذابی ويوصيهم ايضا باجتنا  
 فی فرمایا ہی میت کو اس کی اہل کی رونائی سے عذاب ہوتا ہی سو یاد میری عذاب میں سعی کرنی ہی چھو اور یہ وصیت کری کہ ماتم میں  
 ما جرت به العادة من البدع فی الجنائز و یؤكد علیهم ذلك ویبغی له ان یقول فی وقت بعد وقت متى مرايت منی تقصیرا  
 جو جو بدعات رسم ہو رہی ہیں ہرگز نہ کرنی چاہئیں اور خوب تاکید کر دی اور چاہئے کہ دم بہ دم یہ سہجات ہی جب تک وہ زندہ رہیں  
 فی شئ نہ ہونی علیہ برفق فانی معرض للغفلة والكسل والاهمال واذا قصرت فشطونی وعاونونی علی اہبة سفری  
 معلوم ہو تو مجھ کو نرمی سے جناد یا کرو کیونکہ میں اب غفلت اور کاہلی اور سستی میں مبتلا ہوں اور جب مجھ سے کوئی قصور ہو تو مجھ کو بچاؤ اور اس سفر کی سامان پر توجہ کرو  
 هذا فاذا حضر الموت یوجه نحو القبلة علی شقه الايمن قال الزبلی والمختار فی زماننا ان یلقی علی قفاه وقد صاہ  
 چہ جب دم نکلنے لگے تو دایبے کرو شہرہ کا مونہ قبیلہ کی طرف پھیر دین زبلی کہتا ہی مختار سن مانہ میں یہ ہی کہ چہٹ لگا کر اس کے پانو  
 الی القبلة ويرفع راسه قليلا لیكون وجهه الی القبلة دون السماء وانما اختیر ذلك وان كان الاول سنة لکنه  
 قبیلہ کی طرف کر کہ کچھ نہ ہوڑا سا اور سر او پار دین تاکہ اس کا منہ قبیلہ کی طرف ہو جاوے آسمان کی طرف نہ رہی یہ سنی مختار نہیں ہے اگرچہ صورت اول سنون ہی کہ  
 ایسے خروج الروح ویلقن الشهادة لانه موضع یتعرض الشیطان فیہ لافساد اعتقاده فیحتاج الی من ذکر وصیته علی  
 واسعی ترع روح کی آسان ہی اور کلمہ شہادت تلقین کرن کیونکہ اس وقت شیطان اس کا اعتقاد خراب کر سکتا پھرتا ہے سو اب توحید یاد دلانی وال کے  
 التوحید وکیفیة التلقین ان یدکر عنده کلمة التوحید ولا یؤمر بها مخافة ان یتضرر ویردها لکن الحال صعبا  
 حاجت ہی اور تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو سن کر کلمہ توحید پڑھیں اس کو کہیں کہ کلمہ توحید یہ خوف ہی کہ دل تنگ ہو کر رد کر دی کیونکہ اس پر توجہ  
 علیه واذا قالها مرة لا تعاد علیه الا ان یتکلم بکلام اخر فینشد یلقن مرة اخرى حتی یکن اخر کلامه کلمة التوحید  
 وقت ہی اور جبے ہا ایک بار ہی پڑھ لی تو پھر اوپر اٹھاؤ کریں ہاں اگر اس کی بعد اور بچہ ہو تو اب دوبارہ تلقین کریں تاکہ اس کے آخر کلام کلمہ توحید ہو  
 واما التلقین بعد الموت فقد اختلفوا فیہ فقیل یلقن لظاهره روى عن ابی سعید الخدری انه علیه الصلوة والسلام  
 اور اربعہ موت کی جو تلقین کرتی ہیں او میں اختلاف ہی کوئی کہتا ہی تلقین کرنا چاہئی باعتبار ظاہر معنوی آیت ابو سعید خدری کے کہ نبی علیہ السلام نے  
 قال لقنوا موتا کم لا اله الا الله وقیل لا یلقن لعدم الفائدة فیہ بعد الموت لانه ان مات مؤمنا لا یحتاج الی التلقین  
 فرمایا اپنی موت کو لا اله الا الله تلقین کیا کرو اور کوئی کہتا ہی تلقین نہ کریں کیونکہ بعد موت اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے کہ اگر وہ ایمان ہی اتوا بتلقین کیا حاجت ہے





البدن من الدرن والجاسة ثم بماء السدر والحرض ليزول ما على البدن لكونه ابلغ في التنظيف ثم بماء فيه  
 سيل كحس نجاست ہی سو بیگ کر پھول جاوی پر پیری یا اشنان کی جوش دئی ہوئی پانی ہی تاکہ جو بدن پر ہی سو چھوٹ جاوی کیونکہ اس میں نفاست خوب ہوتی ہی پر کافر  
 کافران وجد تطیبا البدن الميت ثم يغسل رأسه ولحيته بالخطمي لانه ابلغ في استخراج الوسخ لكونه مثل الصابون في التنظيف  
 لی ہوئی پانی ہی اگر مسیختہ تاکہ میت کا بدن خوشبو ہو جاوی پھر اس کا سر اور ڈاڑھی گل خروین دہودین کیونکہ اس میں خوب چھوٹا ہی اسنی کہ خطمی صابون کی مانند صابون  
 وان لم يوجد فبالصابون ثم يجمع على يساره ويغسل حتى يصل الماء الى ما يلي التخت منه ولا يكت على وجهه ليغسل ظهرة  
 اور اگر یہ نہ ملی تو صرف صابون ہی پیر یا تین کر وٹ پر لگا کر اتا نہلاوین کہ پانی نیچی کی طرف تخت تک پہنچ جاوی اور پیٹہ دھوئی کی لمی منہ کی بل اوند نہ کر دین  
 ثم يجلسه الغاسل ويستند اليه ويمسح بطنه برفق وان خرج منه شيء يغسله ولا يعيد غسله ولا وضوءه لان غسله  
 پھر اس کو نہلا نیوالا اپنی سہا رسی پیٹا کر نرم نرم پیٹ کو ملدی اور اگر پیٹ میں سی کچھ نکلے تو دھوئی اسنی نہ غسل کا اعادہ ہی اور نہ وضوء کا اس واسطی کہ اس کا غسل  
 عرف بالنص وهو قوله عليه الصلوة والسلام للمسلم على المسلم ستة حقوق وذكر منها غسله بعد موته وقد حصل مرة فلا بد  
 جو نص ہی اس حدیث میں ثابت ہو ہی واسطی مسلمان کی مسلمان پر چھ حق ہیں اون میں غسل میت کو ہی ذکر فرمایا سوئی ایک بار ہو گیا پھر اعادہ نہیں ہی  
 ثم ينشئ ثوب لئلا يبتل اكفانه ويجعل على رأسه ولحيته الخطوط وهو عطر مركب من اشياء طيبة ولا بأس بساتر انواع الطيب  
 پھر کپڑی پونچھ دین تاکہ کفن نہ ہو جاوی اور اس کی سر اور ڈاڑھی پر اگر کچھ خوشبو مرکب لگا دین حنوط خوشبو کی خوشبو چیز وشی مرکب ہوتی ہی اور سب قسم کی خوشبو دینا  
 غير الزعفران والورس فانهما يكرهان في حق الرجال دون النساء ويجعل الكافر على مساجده وهي جبهته وانفاه ويدا و  
 سوا زعفران اور ورس کی کچھ ڈرنہیں ہی یہ دونوں مردوں کی حق میں مکروہین عورتوں کی لئی مکروہ نہیں اور مساجد پر کافر لگا دین اور مساجد اس کی پیشانی ہی اور ناک اور دونوں ہاتھ  
 ركبته وقد ماہ لانہ کان یسجد بهذه الاعضاء فكانت اولى بزيادة الكرامة ولا يسهج شعره ولحيته ولا يقص ظفرا  
 اور دونوں کھنٹی اور قدم اسنی کہ ان اعضا پر سجدہ کرتا تھا واسطی زیادتی تعظیم کی یہ ہی اعضا والیق ترین اور بالون میں اور ڈاڑھی میں کنگھی نہ کرن اور نہ ناخن تراشین  
 وشعره لان هذه الاشياء انما تفعل للزينة وقد استغنى عنها وادرى انه عليه الصلوة والسلام قال صنعوا جمل تاكم  
 اور نہ بالی کرتین کیونکہ یہ مسلمان زینت کی ہیں سوا اسکی کچھ حاجت نہیں رہی اور یہ جو روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا سنگار بناؤ اپنی موت کا  
 كما تصنعون بعروسكم حمل على التطيب والتطهر لا على التنقيص وازالة الجزء لكون ذلك غير مسنون في الميت وروى  
 جیسی سنگار کرتی ہو اپنی دہنوں کو سو محمول ہی خوشبو اور طہارت پر ناقص کرنی پر اور جزئی دور کرتے نہیں کیونکہ یہ امور میت کی حق میں غیر مسنون ہیں اور  
 عن ابي حنيفة وابي يوسف ان الظفران كان منكسرا فلا بأس باخذه ومزجه ولم يوجد ماء ليغسل يديه ويصلي عليه ثم  
 ابو حنیفہ اور ابو یوسف ہی روایت ہی کہ ناخن اگر ٹوٹا ہو تو اسکی کتر نیچا کچھ مضائقہ نہیں اور اگر کوئی شخص مر جاوی اور پانی غسل کو نہ آتہ آئی تو اس کو تیمم کروین اور نماز پڑھیں پھر  
 ان وجد ماء يغسل وتعاد صلواته وقيل لا تعاد وان جرى الماء على الميت او صابه مطر عن ابي يوسف انه لا يوجب عن الغسل  
 اگر پانی مل جاوی تو نہلاوین اور نماز دوبارہ پڑھیں اور کوئی کہتا ہی کہ پھر نہ پڑھیں اور اگر میت پر خود بخود پانی بہ گیا یا مینہ میں بہ گیا کیا تو ابو یوسف ہی روایت ہی کہ قایم مقام لگائیں  
 لانا امرنا بالغسل وجريان الماء واصابة المطر ليس بغسل والعريق يغسل ثلاثا في قول ابي يوسف وعند محمد في رواية ان  
 ہونا کیونکہ حکم غسل دینی کا ہی اور یا نیچا بہنا اور مینہ میں بہ گنا کچھ غسل نہیں ہی اور ڈوٹی ہوئی کو ابو یوسف کی قول پر تین بار غسل دین اور محمد کی قول کی موافق ایک بار  
 نوى الغسل عند الاخراج من الماء يغسل مرتين وان لم يتو يغسل ثلاثا وفي رواية عنه يغسل مرة واحدة وغاسل الميت  
 پانی جن سی نکالتی ہوئی غسل کا نیت کی ہو تو پھر دوبار نہلاوین اور اگر نیت غسل کی نہیں کی تو تین بار نہلاوین اور ایک روایت میں انسی کہ ایک ہی دفعہ نہلاوین اور میت کا نہلاؤ  
 ينبغي ان يكون على طهارة وان يكون اقرب الناس اليه وان لم يوجد فاهل الورع والصلاح واذ تم غسله يكفن ولكل واحد  
 چاہئے کہ با وضوء ہو اور میت کا سب سے زیادہ قریب ہو اور اگر ایسا شخص موجود نہ ہو تو کوئی خدا ترس اور پیر کا رہا ہو اور جب نہلا چکیں تو کفن پہناوین اور ہر ایک  
 من الرجل والمرأة كفن السنة وكفن الكفاية وكفن الضرورة في حقهما ما يوجد وكفن السنة للرجل قميص وازار وللفافة  
 کی لمی عورت ہو یا مرد ایک تو کفن سنت ہی اور ایک کفن کفایت ہی اور لا چاری کا دلو کی لمی وہ ہی جو میسر آ جاوی اور کفن سنت مرد کا قمیص یعنی کفن اور تہبند اور چادر

فالقیمص من المنکبین الی القدمین بلادخریص ولاجیب ولاکمین وکل واحد من الاثار واللفافة من الفرق الی

پس قمیص دو نوٹڑیوں ہی ہانوں تک بی کلی اور گریبان اور بی ہمتیوں کے اور وہ ونولینے تہبند اور پوٹ کی چادر سر سے

القدم فاذا رید تکفینہ ینبسط اللفافة ولاثم الاثار ثم القیمص ثم یوضع المیت فیہ ویقیمص ثم یعطف

بانو تکمین جب کفن پٹا دین تو پہلی پوٹ کی چادر بچا دین پہراوسکی اور تہبند پہراوسکی اور قمیص پہراوسکی اور پٹ کوٹا کر قمیص کفن پٹا دین پہر تہبند

الانزار من جهة اليسار ثم من جهة اليمين ثم اللفافة كذلك وان خيف انتشار الكفن يعقد صيانة عن

پہلی بائیں طرف سے لپیٹیں پہر داہنی طرف سے پہر پوٹ کی چادر سہی طور پر اور اگر کفن کے اوڑنی کا خوف ہو تو گرہ لگا دین مبادا

الكشف وكفن الكفاية له ازار ولفافة ويكره اقل من ذلك الا عند الضرورة وكفن السنة للمرأة درع وخمار

کھن بھاوی اور کفن کفایت مرد کے واسطی تہبند اور پوٹ کے چھاتی کم نوٹڑیوں کے مگر لا چاری کو اور کفن سنت عورت کی لٹی پیرا سن اور اوٹھنے

ولنزار ولفافة وخرقة تربط علی ثديها فانها تلبيس الدرع ولا ثم يجعل شعرها صغيرتين علی صدرها فوق الذراع

اور تہبند اور پوٹ کے چادر اور دامن جس میں اوکی بیتان چھا دین پس عورت کو پہلی بڑی پٹا دین پہراوسکی بالونکی دولٹین کر کر پیرا سن کی اوڑنی نوٹڑیوں سے

ثم یوضع الخمار علی راسها منشورة كالمقنعة فوق ذلك ثم یعطف الانزار واللفافة كما ذكر فی حق الرجال ثم ترتبط الخرقه

پہراوٹھنے اوکے سر پر مقنعة کی طور پر درج کی او پیرا پیرا کر اوٹھا دین پہر انزار اور لفا فہ کو اسہی طور پر جو مرد وکی حق میں مذکور ہو الیہ میں پہر اوٹھنے

فوق الكفان وعرضها ما بین الثدي الی المسرة وكفن الكفاية لها انزار ولفافة وخمار ويكره اقل من ذلك الا عند

سبکھنوں کی او پیرا پیرا دین اسکا عرض بیتان نہائی تک چھا پئے اور کفن کفایت عورت کا تہبند اور پوٹ کی چادر اور اوٹھنے اس ہی کسر کردہ ہے مگر

الضرورة ويجبر الكفان قبل ان یدرس فیها المیت وترا ولا یزاد علی خمس علی ما ذكره الزیلعی وقال المرغینانی علی ما ذكر

ہ جاری کو اور کفن کو میت کی داخل کرنی ہی پہلی خوشبو کی دھن دین طاق اور پانچ بار سی زیادہ موافق بیان طبعی کی میں اور مرغینانی موافق اوکے جوفیہ کے

فی شرح المنبیه ان كان فی المال كثرة وفی الورثة قلة فكفن السنة اولی والا فكفن الكفاية اولی مع جواز کفن

شرح میں مذکور ہی کہتا ہی اگر ترک بہت ہو اور وارث کم ہوں تو کفن سنت اولی ہی اور نہیں تو کفن کفایت اولی ہے اگر چہ کفن سنت تو ہی

السنة والمراهن فی الكفن بمنزلة البالغ والطفل الذی لم یبلغ حد الشهوة فالاحسن ان یکفن فیما یکفن البالغ وان

حائز ہی اور مراہق کفن کی باب میں بجای بالغ کی ہی اور وہ لڑکا جو ابھی حد شہوت کو نہیں پہنچا تو تہر پئے کہ اوکو کفن بالغ کا دیوین اور اگر

کفن فی ثوب واحد یجوز وبعد تکفینہ یصلی علیہ والصلوة علیہ فرض کفاية ان اداها البعض ولو رجلا واحدا

او کو ایک ہی کپڑا کفن یوین تو ہی جائز ہی اور کفن کا وسر نماز پڑھین اور نماز جنازہ فرض کفاية ہی اگر کوئی ہی اور اگر دی اگر چہ ایک ہی مرد یا

اوامراة واحدة تسقط عن الباقرین والا یأثر الثمل کل واذا حل علی سریرة فالسنة ان یجملہ اربعۃ نفق من جوانبہ الاربعۃ

ایک ہی عورت ہو تو سب کے ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہی اور نہیں تو سب کے گار ہو تی ہیں اور جملہ اوکو جنازہ پڑاؤ ہالی طین تو سنو ہیہ کہ چاروں طرف سے اوٹھا دین

اذا فیہ تخفیف للحاملین وصيانة للمیت عن السقوط والانقلاب وتکثیر الجماعۃ حتی لو لم یتبعہ احد یكون هؤلاء

کیونکہ اس میں اوٹھا دین والوں کو تخفیف ہی اور میت کی گرنی سے اور اوٹھنے ہی حفاظت ہی اور جماعت کثیر ہو جائے یہاں تک کہ اگر کوئی ساتھ نہ چلے تو

جماعۃ وتسرعون بہ فی المشی بلا خب وعند كثرة الناس وتناوبهم فی حملہ یستحب کل من یحملہ ان یحملہ من کل جوا

جماعت ہے اور چلتی ہیں جلدی کریں دوڑیں نہیں اور کثرت بانوہ میں اگر باری باری اوکو چلتی چلتی تو ہر ایک کو چاروں طرف سے

عشر خطوات لقوله علیہ الصلوۃ والسلام من حمل جنازة اربعین خطوة کفرت عنه اربعین کبیرۃ وکیفۃ حملہ

دس قدم لی چلتا مستحب ہے واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی جو کوئی جنازہ چالیس قدم لی چلتا ہے تو اوکے چالیس کبیرہ کناہ معاف ہو جاتی ہیں اور چلتی کی کیفیت

ان یتبذری بالمقدم الایمن ویضعہ علی عاتقه الایمن ثم بالمؤخر الایمن ویضعہ علی عاتقه الایمن ثم بالمقدم الایسر

یہ ہی کہ پہلی اگلی داہنی جانب اوٹھا کر اپنی داہنے ہر کبھی ہر چیلے داہنے جانب اپنی داہنی ہونڈی پر رکھی ہر اگلی بائیں جانب اپنی



5

انه عليه الصلوة والسلام قال لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها ويكره الذبح عنده لما روى عن ابن ابي عمير عليه الصلوة والسلام بنى فرمايا <sup>اور نہ اویسے طرح کو نماز پڑھو اور قبر کے پاس نہ جھکنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے ایسی چیزیں آتی ہیں کہ نبی علیہ السلام</sup> والسلام قال لا عقر فی الاسلام وهو الذی کان یعقر عند القبر بقرة او شاة ويكره اتخاذ الضيافة من اهل الميت لكن فرمايا کہ اسلام میں عقر نہیں ہے اور عقر وہ گامی یا بکری ہی جو قبر پر چڑھا کر ذبح کرتی تھی اور میت کی اہل سے مہمانی کا لینا مکروہ ہے مگر

يستحب لجيران الميت واقربائه الا باحد تهيئة الطعام لهم والمحاہم فی الاكل لما روى عن ابن مسعود انه عم ميت کی مہمانیوں اور دور کی ناتہ داروں کو کھانا تیار کرنا اہل میت کو واسطے اور ان کو بیعت کھانا مستحب ہے سو اہل میت کو اور میت کے کنبہ علیہ السلام لما جاءه نعي جعفر بن ابی طالب قال اصنعوا لال جعفر طعاما فقد اتاهم ما يشغلهم ويستحب التعزية لما روى عن ابن مسعود جب خبر مرگ جعفر بن ابی طالب کے سنے تو فرمایا واسطے عیال جعفر کھانا تیار کرو کہ ان کو ایسے خبر آئی ہے جس سے میں غم میں اور غریب سے اس لئے کہ ان میں غم ہے

انه عليه الصلوة والسلام قال من غری مصابا فله مثل اجره وكيفية التعزية ان يقال لمن مات له قريب اعظم الله کہ نبی علیہ السلام فرمایا جس نے مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کو دینا ہی اجر اور کیفیت تعزیت یہ ہے کہ اس سے جس کا قریب گیا ہو کہی خدا تجھ کو اجر عظیم اجرک واحسن عزاک وغفر لميتك ان كان الميت مكلفا ولا لا يقول وغفر لميتك ومفات ولم يدفن ايا ما بان وضع عنایت کری اور تیری عزت بکے ہی اور تیری میت کو بخشید یہ جب کہی اگر میت مکلف ہو اور نہیں تو بہت کہی تیری میت کو بخشید اور جو شخص مہمان ہو اور چہرہ ہوا طور

في التابوت ليحل من مصر الى مصر اخرها لم يدفن لا يثقلان السؤال لا يكون الا فيما يستقر فيه الميت حتى لو اكله تا بوت بن رکھائی تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں لیجاوے سو جب تک کہ فن ہو گا سوال مشکوک نہ رہے نہ ہو گا سو اسطی کہ سوال میں ہوتا ہی جہاں میت قرار کرتی ہیں تاکہ اگر اس کو المسبح يكون السؤل في بطنه وهو كل ذی روم من بنی ادم حتى الرضيع فانه يثقل فيلصقه الله الجواب وهل للانبياء درندہ کہا جاوی تو سوال اس کے بڑے میں ہو گیا اور سوال بنی آدم میں سے ہر ایک کا بڑا ہی ہوتا ہے تاکہ دودھ پیتے بچہ سے بچے ال ہوتا سو اس کے جواب کا جواب یہ کہ انبیاء علیہم السلام

في القبر سؤال قد ذكر في الظهيرية ان الزاهد الصغار قال ليس في هذا نص ولا خبر ودليل نفي ذلك عنهم اوضح من سبب قبرین سوال ہو اسی سو ظہیر میں نہ کور ہے کہ زاهد صغار کہتا ہے کہ اس باب میں نہ کوئی نص ہے اور نہ کوئی خبر اس کے نفی کی دلیل ظاہر ہے الی الخ الله تعالى حسن الخاتمة عند الممات المجلس السابع والخمسون فی بیان جواز زیارة القبور وعدم جوازها

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها هذا الحديث من صحاح المصابين رواه بريدة رسول الله صلى الله عليه وسلم فرمايا مینی تجھ کو قبروں پر جانی سے منع کیا تھا سو قبروں کی زیارت کیا کرو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثیں ہیں بريدة کی روایت ہے وفيه تصريح بوقوع النهي في اوائل الاسلام عن زيارة القبور لكونها مبدء عبادة الاصنام وكان ابتداء ذلك اور اس میں تصریح ہے کہ اوائل اسلام میں زیارت قبور سے منع تھا کیونکہ وہ مبدء عبادۃ الاصنام کا ابتداء تھا

الداء الغضال في قوم نوح النبي عليه السلام كما اخبر الله تعالى في كتابه وقال لئن لم تنتهوا عن عبادة الاصنام عصى في واثبوا نوح بنی علیہ السلام کے امت میں پیدا ہوا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں خبر دیتا ہی کہ نوح نے ائی بچہ انہوں سے کہا غانا اور غانا ایسے کا لم يزددهم قالوا وولده الا خسائر ومكروا مكرا كبيرا وقالوا لا تدرك الهتهم ولا تدرك ودا ولا سواعا ولا يعوث حکوا اسکی آل اور اولاد ہی اور بڑے ٹوٹا اور داو کیا ہی بڑا داد اور بولی نہ چھوڑی اپنی ٹہا کر ڈنگو اور نہ چھوڑی ودا کو اور نہ سواع کو اور نہ یعوث

ويعوث واسترا قال ابن عباس وغيره من السلف كان هؤلاء قوما صالحين في قوم نوح النبي عليه السلام فلما ماتوا عكف اور یعوث اور ستر کو ابن عباس وغیرہ سلف کہتے ہیں کہ یہ لوگ نوح بنی علیہ السلام کی امت میں صلوات تھے جب یہ مر گئے تو الناس على قبورهم ثم صدروا تماثيلهم ثم طال عليهم الام فعبدوهم فلما كان منشاء عبادة الاصنام من جهة القبور لوگوں نے ان کی قبروں پر تہہ تہا اختیار کیا پھر ان کی صورتیں بنالیں پھر اس طرح کی تہہ تہہ ہو گئی کہ ان کی تہہ تہہ بن گئی تھیں قبروں سے پیدا ہوا



نهی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اصحابہ فی اوائل الاسلام عن زیارة القبور بسند الذریعة الشریک لکونهم حدیث العهد  
توتی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی ای یارونکو اوایل اسلام من زیارت قبور سی منع کردیا تاکہ شرک کا وسیلہ نہ ہو جاوی کیونکہ اوکو کفر چھوڑی ہوئی تھی  
بالکفر ثم لما تمکن التوحید فی قلوبہم اذن لهم فی زیارتہا وعلیہم کیفیتیہا قاسرة بفعلہ وتاسرة بقولہ وذلك فی الاحاد  
تہوڑا گئے رہا ہر جب توحید انکی دلون میں جم گئی تو انکو زیارت قبور کی اجازت دی اور انکی کیفیت سکھایا کہ کبھی کہا کر کہی سنا کر اور یہی مضمون بہت حدیثوں میں  
الکثیرہ بعضہا فی الاذن وبعضہا فی التعلیم وفی ضمہا بیان الفائدة اما التي فی الاذن فمنہا ما روى عن ابی سعید  
ہی بعضی در باب اذن من اور بعضی در باب تعلیم اور اسکے ضمن میں ہوا یہ کجاسیان ہی ہر جگہ کہ در باب اذن میں ابی سعید ہی ابی سعید روایت کیا  
انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انی کنت نہیتکم عن زیارة القبور فزوروا ہا فان فیہا عیرة ومنہا ما روى عن علی بن  
کونہی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی فرمایا میں نے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ اس میں جنت ہے اور ایک ہیہ علی ابن ابی طالب  
انی طالتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انی کنت نہیتکم عن زیارة القبور فزوروا ہا فانہا تنکرکم الاخرة ومنہا ما روى  
روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ تمکو آخرت میں ملائی اور ایک ہیہ  
عن ابن مسعود انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال کنت نہیتکم عن زیارة القبور فزوروا ہا فانہا ترہدکم فی الدنیا ومنہا  
ابن مسعود روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا چھوڑاتی ہے اور ایک ہیہ  
ما روى عن ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال زوروا القبور فانہا تنکرکم الموت ومنہا ما روى عن بريدة انہ علیہ السلام  
ابن ہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قبور کی زیارت کیا کرو کیونکہ موت یاد دلائے اور ایک ہیہ بريدة کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا  
قال کنت نہیتکم عن زیارة القبور فمن ابردان یزور فلیرز ولا تقولوا ہجرا واما التي فی التعلیم فمنہا ما روى عن بريدة  
میں نے منع کیا تھا قبور سے منع کیا تھا یزور فلیرز ولا تقولوا ہجرا واما التي فی التعلیم فمنہا ما روى عن بريدة  
انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یعلمہم اذا خرجوا الی المقابر ان یقولوا السلام علیکم یا اهل الدیار من المؤمنین والمؤمنات  
کہ نبی علیہ السلام سکھاتے تھے جب کوئی مقابر پر جاتا کہ کہو السلام علیکم ای اہل قبور مؤمنین اور مسلمین  
وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون انتم لنا سلف ونحن لکم تبع نسئل اللہ لنا ولکم العافیۃ ومنہا ما روى عن ام المؤمنین  
اور ہم انشاء اللہ تمہاری پاس آتی ہیں تم ہماری پیشوا ہو اور ہم تمہاری تابع ہیں ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ تمہاری ہر بات میں ہم اللہ سے  
عائشۃ انہا قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف اقول یا رسول اللہ فی زیارة القبور قال قولى السلام علی  
عائشہ روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ میں زیارت قبور میں کیا کہوں آپ نے فرمایا کہہ سلام  
اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقرین منکم والمستأخرین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون ومنہا  
اہل دیار کے مؤمنین اور مسلمین اور اللہ رحمت کری انھوں پر ہم میں اوتھم میں سے اور پچھون پر اور ہم انشاء اللہ تمہاری پاس آتی ہیں اور ایک ہیہ  
ما روى عن ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خرج الی المقبرۃ فقال السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء اللہ  
ابن ہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مقبرہ کو تشریف لی گئی سو آپ نے فرمایا سلام تمہاری دار قوم مؤمنین اور ہم انشاء اللہ  
عن قریب منکم لاحقون ومنہا ما روى عن ابن عباس انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من یقبور بالمدينة فاقبل علیہم فقال  
جلد تم سے جھپٹے والے ہیں اور ایک ہیہ ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف کے مقابر پر گئے کئی سو لوگ ہر توجہ ہو کر فرمایا  
السلام علیکم یا اهل المقبرۃ یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالانقرانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بین فی ہذا لاحاد  
سلام تم پر ای اہل قبور خدا بخش ہو اور تمکو تم ہماری اگلی ہوا ہم تمہاری جہی ہیں بی شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان حدیث میں  
فائدة زیارة القبور وہی احسان الزائر الی نفسہ والی اهل المقبرۃ اما احسانہ الی نفسہ فتذکر الموت والاخرة والیہ  
زیارت قبور کا فائدہ بیان فرمایا اور وہ زیارت کرتے ہوئے اپنی حق میں اور اس قبور کی حق میں پہلائی ہے اپنی حق میں تو یہ پہلائی ہی موت کا اور آخرت کا یاد کرنا اور شکر دنیا

فی الدنيا والاغناظ والاعتبار واما احسانه الى اهل القبور فالسلام علیهم والدعاء لهم بالرحمة والمغفرة وسؤال العترة  
 دنیا کی اور پسند گیری اور محبت اور اہل قبور کی حق میں بہانی یہ ہے اور پھر سلام پہنچنا اور ان کی حق میں رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا اور دعا کا سوال کرنا  
 قال عامة العلماء هذا في حق الرجال واما النساء فلايجل لهن ان يخرجن الى المقابر لما روى عن ابی هريرة انه عليه الصلوة  
 عامہ علماء کہتے ہیں یہ مردوں کی حق میں ہے اور یہی عورتیں سوائے کچھ حلال نہیں کہ مقابر میں جا یا کریں اسلمی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے  
 لعن زوارات القبور وذكر في نصاب الاحتساب ان القاضي سئل عن جواز خروج المرأة الى المقابر فقال لا تسئل  
 لعن زوارات القبور اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ قاضی کی سہنی پوچھا کہ آیا عورتوں کو مقابر میں جانا جائز ہے قاضی نے جواب دیا نہیں تم پر  
 عن الجواز في مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوتت الخروج كانت في لعنة الله تعالى  
 جواز کو کیا پوچھتا ہے یہ پوچھ کہ عورتوں پر کتنی لعنت برستے ہے بیشک جب عورت جانی کی نیت کرتی ہے تو اسے لعنت اور اس کے  
 وملثكتہ واذا خرجت لحقتها الشياطين واذا انت القبور يلعنها روح المیت واذا رجعت تكون في لعنة الله تعالى  
 نشتوگی لعنت میں لفظ آتی ہے اور جب جلیزہ آتی ہے تو شیاطین اس کی تنہا ہو جاتے ہیں اور جب قبر پر جا پہنچتی ہے تو شیطان اس کی نشتوگی لعنت  
 وملثكتہ حتى تعود الى منزلها وقد روى في الخبر ايما امرأة خرجت الى مقبرة يلعنها ملثكة السموات السبع والارضين  
 رستی ہے جب تک اپنی گہر میں آوی اور روایت ہے حدیث میں جو عورت مقبرہ کو جاتے ہے تو اس پر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کی لعنت  
 السبع وايما امرأة دعت للميت بخير ولم تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى ثواب حجة وعمرة وروى عن سلمان البهري  
 کرتی ہیں اور جو عورت میت کی گہر میں پڑتی ہے اور پھر نکلتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ ثواب ایک حج اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ سے روایت ہے  
 انه عليه الصلوة والسلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب دارة فانت ابنته فاطمة رضي فقال لها من  
 کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ مسجد سے باہر آکر اپنی گہر کے دروازہ پر پڑ گئے اس میں حضرت کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں آپ نے پوچھا کہاں  
 ابن جثث فقال خرجت الى منزل فلانة التي ماتت فقال هل ذهبت قبرها فقالت معاذ الله ان افعل شيئا بعد  
 آتی ہے عرض کیا فلاں عورت کی گہر گئے تھے وہ جو مر گئی ہے فرمایا کیا اس کے قبر پر گئی تھی عرض کیا خدا پناہ میں کہی میں اس سے کہ میں ایسا کام کروں بعد  
 ما سمعت منك فاسمعت فقال لو ذهبت قبرها لم تزيحي يا شاة الجنة فعلى هذا كل من يريد ان يزور القبور من الرجال  
 کہ میں نے تجھ سے کچھ نہیں سنا تھا اب تو قبر پر جا تو جنت کے خوشبو سنو گیتے اس بیان کی مطابق جو زیارت قبور کا ارادہ کرے  
 ينبغي ان لا يكون خطه من زيارته لها الطواف عليها كالبهاائم بل ينبغي له اذا جاءها ان يسلم على اهلها ويخاطبهم  
 تو اس کو چاہئے کہ اپنا حصہ زیارت قبور میں سے بہائم کی طرح قبر کا طواف نہ کرے بلکہ یہ چاہئے کہ جب قبر پر آوی تو مقبور پر سلام پہنچے اور حاضرین کے  
 خطاب الحاضرين ويسالهم الرحمة والمغفرة والعافية كما تقدم في الاحاديث ثم يعتذر من كان تحت التراب انقطع  
 خطاب کری اور ان کی حق میں رحمت اور مغفرت اور عافیت مانگی چنانچہ اوپر احادیث میں آچکا ہے پھر اس کی حال سے جو مٹی تلی دب کر اہل احباب  
 عن الاهل والاحباب وانه حين دخل القبور وابتلى بالسؤال هل اصاب في الجواب وكان قبرة مريضة من مريض الجنة  
 خدا ہو گیا ہے عورت پکڑی کہ یہ جو قبر میں داخل ہو کر سوال جواب میں گرفتار ہوا آیا اجابا جوابے یا کہ اس کی قبر بہشت کی باغ کا ایک چمن ہو گئی ہو  
 واخطأ في الجواب وكان قبرة حفرة من حفرة النار ثم يجعل نفسه كانه مات ودخل القبور وذهب عنه ماله واهله و  
 یا جواب میں جو کہ گیا کہ اس کی قبر ایک گڑاؤں کی گڑ میں ہو گئی ہو پھر اپنی ات کو یہ تصور کری کہ گویا میں مر گیا اور قبر میں داخل ہوا اور تمام مال وراہل اور  
 ولده ومعارفه وبقي وحيدا فريدا وهو الان ليسل فماذا يجيب وماذا يكون حاله ويكون مشغولا بهذا الاعتبار فادام  
 اولاد اور دوست چھوڑ گئی اور میں اکیلا تنہا ہو گیا اور اب مجھے سوال ہو رہا ہے اب کیا جواب دےں اور میرا کیا حال ہو گا اسہی عورت میں مشغول ہے جب تک  
 هناك ويتعلق بمولا في الخلاص من هذه الامور الخطيرة العظيمة ويلجأ اليه واما قراءة القرآن هناك فجزءها بعض  
 وہاں ہی اور اپنی مولیٰ سے ان امور نہایت خوفناک سے بچنے کی خاطر اس کی راہی کہ پڑھ کر قرآن پڑھنا بعض علماء جائز بتاتے ہیں



العلماء ومنعها البعض الآخر وقالوا لا بد للزائر ان يكون مشغولا بالاعتبار وقراءة القرآن يحتاج صاحبها الى التدبر

اور بعضی منع کرتی ہیں کہ کسی کو چاہئے کہ جہت میں لگا رہے اور قرآن پڑھنے والے کو اوس میں غور اور

واحد الفکر فیما يتعلق ولا اعتبار والفکر لا یجتمعان فی قلب واحد فان قال قائل فما اعتبر فی وقت

تفکر کا چاہئے جو پڑھتا ہی اور جہت اور فکر دونوں ایک ہی کی اندر ایک وقت خاص میں جہت میں ہو اگر کوئی متفرق ہو گا تو ایک وقت جہت میں ہو

واقرا فی وقت آخر والقرآن اذا قرئ ینزل الرحمة فیرجی ان یلحق باهل القبور من تلك الرحمة شیء یتفهم فالجواب عنه

اور دوسرے وقت قرآن پڑھتا ہوں اور حال پہلے کہ قرآن پڑھتی وقت اس کے جہت وترتی ہی با مدھی کا اوس جہت میں ہی کہہ رہا ہوں کہ ہر کافر فائدہ بخشی تو اس کے جواب کے

من وجوه الأدل ان قراءة القرآن وان كانت عبادة لكن كون الزائر مشغولا بما تقدم عن الفکر والاعتبار فی الموت وسؤال

میں اول یہ کہ قرآن کا پڑھنا اگر عبادت ہی پر زائر کا اوس وقت سمجھ میں اور موت کی خوف میں اور متفکر کبیر کے سوال غیر میں

الملکین وغير ذلك عبادة ايضا والوقت ليس محلا لالهذه العبادة فقط فلا یخرج من عبادة الى عبادة اخرى لاسیما

مشغول رہا ہی عبادت ہی اور یہ وقت صرف اس ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو دوسرے سے جدا کرنا ضروری نہیں ہے خاص کر

لاجل الغير والثانی انه لو قرأ فی بیته واهدی ثوابها الیهم بان قال بلسانه بعد فراغه من قراءته اللهم اجعل ثوابی

دوسری کی تو اس کے دوسرے جواب کے کہ زائر اگر اپنی گہر میں قرآن پڑھ کر ثواب بل قبول کرے اور اس کے پڑھنے سے خارج ہو کر زبان سے کہے اے نبی اس وقت کا ثواب

قراته لاهل القبور لوصل الیهم ان هذا دعاء بوصول الثواب الیهم والدعاء یصل بلا خلاف فلا یحتاج ان یقرأ علی قبورهم

اہل قبور کو پہنچا دی تو البتہ یہ ثواب و کھوسکا کہ قبول قبول کو ثواب نہیں کی دعا ہی اور دعا بلا خلاف پہنچتی ہے سو اس کے کیا حاجت ہی کہ قرآن قبر پر پڑھا جاوے

والثالث ان قراءته علی قبورهم قد یمکن سبب العذاب بعضهم اذ کلما مرت آیت لم یعمل بها یقال له اما قرأتها ام سمعتها

تیسرا جواب یہ ہے کہ قبر پر قرآن پڑھتی ہی نہیں کسی مردہ کو عذاب ہی ہونی لگتا ہے سو اس کے کہ جب الہی بت آگئی کہ اوپر عمل نہیں کیا تو اس کو کہیں کیا عذاب ہوگا

فکیف خالفها ولم تعمل بها فیعذب لاجل مخالفتها بها والرابع ان السنة لم تزد بها وكفی بها صنعها فاذا كان كذلك فلا

پتلی کا خلاف کیوں اور ہر عمل کیوں کیا سو اس مخالفت کی باعث عذاب ہوگا اور جو تہذیب بہت ہے کہ چھٹیں میں نہیں آیا اور منع کرنا کیوں کی کہ جب یہ بات ہو تو زائر کو یہی

بالزائر ان یتبع السنة ویقف عند ما شرع له ولا یتعداه لیمکن محسنا الی نفسه والی اهل القبور لکان زیارة القبور

لاحق ہی کہ سنت کا تابع رہی اور شروع پر توقف کری تجاؤز نکر ہی تاکہ اپنا اور اہل قبور کا محسن ہو دی اس کی زیارت قبور کے

نوعان زیارة شرعیة وزیارة بدعیة اما الزیارة الشرعیة التي اذن فیها رسول الله صلى الله علیه وسلم فالمقصود

دو طرح کی زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہ ہی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جازت کی ہے مقصود

منها شیئان أحدهما راجع الی الزائر وهو الاعتناء والاعتبار والثانی راجع الی اهل القبور وهو ان یسلم علیهم الزائر ویدعو

اوس میں سے دو باتیں ہیں ایک تو فائدہ زائر کا ہے یعنی بندہ پذیری اور جہت اور دوسرا فائدہ اہل قبور کا یعنی زائر کو سلام پہنچا دی اور او کی نئی حاجتیں

لهم واما الزیارة البدعیة فهي زیارة القبور لاجل الصلوة عندها والطرف بها وتقبيلها واستلامها وتعفیر الخرد

کری اور زیارت بدعی یہ ہے کہ قبروں میں نماز پڑھنے کو جاوی اور او کی طواف کرے اور قبروں کی بوسہ اور چوٹی کو اور ہونہ قبروں

علیها واخذ ثوابها ودعاء أصحابها والاستغاثۃ بهم وسؤالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الدین وتفریح

عنی کو امداد کی نئی نئی کو اور اہل قبور کو بکار کر اوس کی مدد مانگنی کو اور اوس کی باری اور رزق اور عافیت اور اولاد اور ادائی قرض اور کہنا

الکریات واغاثۃ اللھفان وغير ذلك من الحاجات التي کان عباد الاصنام یتساءلون من اصنامهم فان اصل

سختیوں کا اور امداد بچاؤں کے اور سواری اسکے اور اور حاجتیں جو بت پرست اپنی بتوں سے مانگتی ہیں بیشک اس

هذه الزیارة البدعیة الشکیة ما خوذ منها من ذلك مشروعا باتفاق علماء المسلمین اذ لم یفعله رسول الله

زیارت بدعی شری کی بت پرستوں کی ہی ہوئی ہی اور کوئی امر ان میں باتفاق عام علماء مسلمین کے جائز نہیں ہے سو اس کے کہ نہ تو یہ رسول

العلمین ولا أحد من الصحابة والتابعین وسائر أئمة الدین بل قد انکر الصحابة ما هو دون ذلك بكثير كما روی عن  
 اصحابہ اور نہ کسی صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی ائمہ دین میں سے بلکہ صحابہ میں اکثر اس سے کثرت میں انکار کیا، چنانچہ

المعزور بن سويدان عبر صلی صلوۃ الصبح فی طریق مكة ثم لم یصل الناس یزہبون مذهب فقال ابن یزہب هؤلاء  
 معزور بن سويدان روایت ہے کہ عمر نے صبح کی نماز کی رہنے میں پڑھی پھر لوگوں کو دیکھا کہ ایک طرف کو جانے میں پوچھا یہ لوگ کہاں جاتے ہیں

فقيل مسجد اصابی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہم یصلون فیہ فقال انما ہلک من کان قبلکم بمثل  
 کسی نے جواب دیا اوس مسجد میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے تھے سو یہ لوگ بھی وہاں نماز پڑھیں گے پس آیا پہلی باتیں ایسی ہی باتوں سے ہلاکت

ہذا کا نوا یتبعون آثار انبیائہم یتخذونہا کناہس وبعثنا من ادركتہ الصلوۃ فی ہذا المساجد فلیصلہا فیہا ومن  
 میں کہ اپنی اپنی انبیاء کی آثار پر گئے چھٹی تھی اور اس سے کوئی نہ سچ یعنی جہاں بنا تھے وہی جہاں کو وقت نماز کا ان مسجد میں جو جاویں اویں جہاں سے کہ یہاں نماز پڑھا جائے

لا فلیمض ولا یتعہا ولا یلک بلغہ ان الناس یتناولون الشجرۃ التي یودع تحتہا النبی علیہ الصلوۃ والسلام ارسل الیہا فقطعہا  
 وقت نہ پڑھا جائے نہ خواہ مخواہ اوروں کو بھی اور کسی جگہ نہ سنا کہ لوگ بار بار اسی وقت پر جاتے ہیں جس کے نیچے نبی علیہ السلام نے بیعت لی تھی اسی جگہ اوس کو کھڑا

فاذا کان عمر فعل ہذا بالشجرۃ التي بايع الصحابة تحتہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذكر اللہ تعالیٰ فی القرآن حیث  
 پڑھتے تھے اوس درخت کا یہ حال کیا ہو جس کے تلے صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیعت کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اوس کا ذکر قرآن میں کیا، چنانچہ

قال لقد رضى اللہ عن المؤمنین اذ یبايعونک تحت الشجرۃ فماذا یكون حکمہ فیما علاہا ولقد جرد السلف الصالح  
 کہا ہے اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگی تھی اوس درخت کی نیچے اب اور کی تو کیا اصل ہی اور بیشک سلف صالح نے توجہ کو توجہ

التوحید وحمول جانبہ حتی كانت الصحابة والتابعون حیث كانت الحجرة النبویة منفصلة عن المسجد الی زمین  
 صاف کیا ہی اور توحید کی جانب کو حمایت کے ہے یہاں تک کہ صحابہ و تابعین اس واسطے کہ حجرہ نبوی علیہ السلام مسجد الگ تیار فرمادیں کہ اللہ کے حکم

بن عبد الملك لا یدخل فیہا احدا لصلوة ولا لدعاء ولا لشیء اخر مما هو من جنس العبادۃ بل كانوا یفعلون جمیع  
 کوئی اوس حجرہ میں نہیں کہتا تھا نہ تو واسطے نماز کے اور نہ دعا کے اور نہ کسی دیکھ کو جو عبادت کی جنس کا ہو بلکہ وہ لوگ یہ تمام عبادت

ذلك فی المسجد وكان احدهم اذا سلم علی النبی علیہ السلام واراد الدعاء استقبل القبلة وجعل ظہرہ الی جدار القبر  
 مسجد میں کیا کرتی تھی اور ہر ایک یہ حال تھا کہ جب نبی علیہ السلام پر درود پڑھ کر دعا مانگتا تو قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا اور اپنی پشت قریش کی دیوار کے طرف

ثم دعا وهذا ما لا نزاع فیہ بین العلماء واما نزاعہم فی وقت السلام علیہ قال ابو حنیفۃ یرتقب القبلة عند السلام  
 تو دعا مانگتا اور یہ تو وہ مقدمہ ہی کہ اس میں علماء کو کچھ بحث نہیں ہی بحث اس میں ہی کہ درود پڑھتے ہوئے کیا کریں امام ابو حنیفہ کہتے ہیں بروقت درود کی ہی قبلہ کی طرف متوجہ

ایضا ولا یرتقب القبر وقال غیرہ لا یرتقب القبر عند الدعاء بل قالوا انه یرتقب القبلة وقت الدعاء ولا یرتقب  
 باہمی اور قبر کی طرف توجہ نہیں چاہیے اور کہتے ہیں دعا میں استقبال قبر کا کریں بلکہ کہتے ہیں دعا میں قبلہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور قبر کی طرف

القبر حتی لا یكون الدعاء عند القبر فان الدعاء عبادة کما ثبت بالحديث المرفوع ان الدعاء هو العبادة والسلف الصالح  
 مسجد کے کھڑے ہوتا کہ دعا قبر کی طرف نہ واقع ہو کیونکہ دعا عبادت ہوتی ہی چنانچہ حدیث مرفوعہ سے ثابت ہے کہ دعا عبادت ہے ہی اور سلف صالح

من الصحابة والتابعین جعلوا العبادة خالصة للہ تعالیٰ ولم یفعلوا عند القبور شیئا منها الا ما اذن فیہ النبی علیہ  
 یعنی صحابہ اور تابعین نے عبادت کو خاص واسطہ الہی بنا لیا ہے اور انہوں نے عبادت میں ہی قبروں پر جاکر کچھ نہیں کیا مگر وہی جسکی نبی علیہ السلام

الصلوة والسلام من السلام علی صحابہا وسوال الرحمة والمغفرة والعافية من اللہ لم یسبب ذلك ان المیت قد انقطع  
 فی اجازت دی ہی یعنی اہل قبور پر سلام اور اللہ سے اونی لئی رحمت و مغفرت اور آرام مانگنا اور سبب یہ کہ یہی کہتے تھے اعمال تو منقطع

علیہ وهو یحتاج الی من یدعولہ ویشفع لاجلہ ولهذا شرع فی الصلوۃ علیہ من الدعاء لہ وجوبا وندبا ما لم یشرع  
 چکی ہیں تو اب و سکون چاہت ہے کہ کوئی اوس کے لئے دعا مانگے اور شفاعت کریں اوس ہی لئے میت واسطے وہ دعا وجوب یا ندبا ثابت ہیں کہ اوس قسم کے



صلی اللہ علیہ وسلم فانما لکننا اذا قمنا الى جنازة ندعو له ونشفع له لاجله فبعد الدفن اولى ان ندعوه ونشفع له  
 وعاذہ کی واسطی جائز نہیں سو ہم لوگ جب اسکے جنازہ پر کھڑی ہو کر اوسکے واسطی نماز کرتی ہوں تو وہی شفاعت کرتی ہوں تو جس کے بعد میت ہو کہ اوسکے لئے دعا مانگیں اور عتقا  
 فی قبرہ بعد الدفن اشداً حتماً الى الدعاء له منه على نعشه لانه حينئذ معرض للسؤال وخبره على ما روى عن عثمان  
 بن عفان انه عليه الصلوة والسلام كان اذا فرغ من دفن الميت وقف عليه وقال استغفر والاخيكم واسالو الله  
 التثبيت فانه لا ان يسئل فردى عن سفیان الثوري انه قال اذا سئل الميت من ربك يترى له الشيطان في صورة  
 كرهه فانه يترى كونه ابوسمك او سفيان الثوري في رواية هي كرهه كونه ابوسمك او سفيان الثوري في رواية هي كرهه كونه ابوسمك او سفيان الثوري في رواية هي كرهه  
 ويشير الى نفسه اني انا ربك قال الترمذي هذا فتنة عظيمة ولذلك كان النبي عليه الصلوة والسلام يدعو بالشيا  
 ظرنا هي ادري طريقا او كراهي تبارك من هون ترمذي كراهي يه برفقته هي اسهي لى بنى صلى الله عليه وسلم ثبات كى دعا مانگا کرتى ہى كى  
 اللهم ثبت عند المسئلة منطقه وافتح ابواب السماء لروحه وكان يستحبون اذا وضع الميت في اللحد ان يقال اللهم  
 اكفى سوالى وقت اوسكى بات كوثابت ركبتى اور اوسكى روح بر آسمان كى دروازہ كہوں كى اور ميت نيكى عباتى ہى كى ميت كو لحد كى اندر ركہ كر پڑھ مانگن انہى  
 اعذه من الشيطان الرجيم فہذه سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اهل القبور بضعا وعشرين سنة  
 اور سكو شيطان رائدہ سى ہى بس یہى طريق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كا اہل قبور كى حق مين كنى اور پريس سال رہا  
 وهذه سنة الخلفاء الراشدين وطريقة جميع الصحابة والتابعين قبل اهل البدع والضلال قولاً غير النية قيل  
 اور یہى تريت خلفاء راشدين اور طريقہ تمام صحابہ اور تابعين كا ہى پر كراہ بدعتون نى وہ بات جوادى ہى كہى كنى ہى بل ال  
 لهم فانهم قصدوا بالزيارة التي شرعها رسول الله صلى الله عليه وسلم احسانا الى الميت والى الزائر سوالهم بالميت و  
 انكى مراد زيارت ہى حكو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نى  
 الاستعانة به وليس هذا الفتنة التي قال فيها عبد الله بن مسعود كيف اذ البستكم فتنة يهرم فيها الكبير  
 اور استعانت كرنا اور يہى وہى فتنة ہى حسين عبد الله بن مسعود نى كہا ہى كيا حال ہوگا جب تكو فتنة ذاب ليكا حامين بڑا بڑا ہو جاوے  
 وينشأ فيه الصغير تجرى على الناس تنحذونها سنة اذا غيرت قيل غيرت السنة قال ابن القيم في غاشته هذا يدل  
 اور بچہ جوان ہو جاوے لوكون بروج كدرى كا اوسكو سنت اُسُر ليكے كراو سكو بدلين تو يہ كہين سنت بدلے ابن قيم غاشته مين كہتا ہى ابن مسعود  
 على ان العمل اذا جرى على خلاف السنة فلا اعتبار ولا التفات اليه وقد جرى العمل على خلاف السنة منذ زمن طويل  
 اس قول سى معلوم ہوتا كہ جب عمل طريق سنت كے خلاف ہونى لگى تو اوسكا كبر اعتبار نرين اور اوسكو كبر توجہ اور مدت درگج عمل بظرف سنت ہوگا  
 فاذا ان لا بد ان تكون شديداً المتوفى من محدث الامور وان اتفق عليه اجمع هو فلا يغرنك طباقهم على ما حدث  
 سا بہ نواہ خواہ محدثات امور غيبى بدعات سى بہت ہى بجا جاہئے اگر كبر اوسير جہو متفق ہون او كى اتفاق بر ہو لانا كہ بدعات پر جو  
 بعد الصحابة بل ينبغي لك ان تكون حريصاً على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الى الله اشبههم بهم  
 بعد صحابى كى بيا ہونى مين كر كہا بكت كجوديق ہى كراو كى احوال او اعمال كى خوب تفتيش كرتا رہے كيونكہ سب مين بڑا عالم اور اللہ كا بڑا مقرب ہى جو او كى ساتھ  
 واعلمهم بطريقته اذ منهم اخذ الدين وهم اصول في نقل الشريعة من صاحب الشرع فلا بد لك ان لا تكثر بغير الفتح  
 خوب مانگا او كى طريقہ خوب تافت ہو اسو اسطى كدبن او نبي سى حال موافق اور سى صاحب نزوح سى شريعت نقل كر نمين اس مين سو كجوا لازم ہى كراونى اہل عصر كى مخالفت كى  
 لاهل عصر في موافقتك لاهل عصر النبي عليه السلام اذ قد جاء في الحديث اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم  
 صحابہ كى موافقت مين كجہ فكر كرى كيونكہ حديث مين آيا ہى كراونى اميون مين دوراہ ہو جاو مين تو بڑى انبواہ كو نو

قال عبد الرحمن بن اسمعيل المعروف بابي شامة حيث جاء الامر بلزوم الجماعة فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان  
عبد الرحمن بن اسمعيل جوابا لثمة مشهور في كتابه في حجب لزوم جماعة كما حكم في امر اداوس لزوم حق في جانبها كما اورد حق كاتبا في  
المقسك قليلا والمخالف له كثيرا الا ان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل  
حق والى تهورى اوراوسكى مخالف بهت هون ياد رهي حق ده هي سهر جماعت اولي رهي هه بنه صحابه اوراوسكى بعد جوابا طل بهت بهل گيا اورا  
بعدهم وقد قال الفضيل بن عياض لمعناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة  
كجهه اعتبارين اور فضل بن عياض في اليسي بات كهي هي كمنه في سكي سيم بين راه هدايت پر لكاره اوسكى جملتي ولون كى كهي سى تھك كچھ خلل نهوگا اور گراهي كى تونسي بخاره  
ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال ابن مسعود انتم في زمان خيركم فيه المتسارع في الامور وسباني زمان بعدكم  
اوراوسكى كثر سى هو كه مين نهانا اور ابن مسعود كهتا هي تم اليسر زمانه مين هو حسين تهر وه شخص هه جو عمل بن جلدى كرى اور تهر بعد اهي زمانه آماهي  
خيركم فيه المثبت المتوقف لكثرة الشبهات قال الامام الغزالي لقد صدق لان من لم يثبت في هذا الزمان بل  
كه تهر اوسمين شخص هه جو ثابت رهي اور توقف كرى بسبب كثرة شبهاتكه امام غزالي كهي بين كه بيك سهر كهت اسلے كه جو شخص بن مانه مين ثابت نه هه يك  
وافق الجاهير فيما هم فيه وخاض فيما خاض فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمرته وقوامه ليس بكثرة  
جمهور كما ساهه دوى جوده كرى هي هه كى اوسكى فكرات مين غور كرنے لگی تو هك هو ديكلا جيسے وه هلاك هه كيونكه دين كى اصل اور محكمى اور مستورى  
العبادة والتلاوة والمجاهدة بالجموع وغيره وانما هو باحترازة من الافات والعاهات التي ياتي عليه من البدع و  
عبادت اور تلاوت كى كثر سى اور هو كه هه سى ره كرمجاده كرنے سى نهين هه دين كى استورى حرفا دون افات اور صدمات كه بجني هي جو اوس پر نهين  
المحدثات التي يودي الى تبدله وتغيره كما تبدل وتغير اديان الرسل عليهم السلام من قبل بسبب ذلك فعلى هذا  
نهي نهي بائين گذرقي هين حسين دين تمام بدل سدل جاتا هي جيسے بهل رسل عليهم السلام كى دين اسهي سبب سے بدل گئے هين هه كى موافق  
ينبغي للمؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة تصميمه على شئ وكثرة عبادته انه على الحق فان تصميمه علم رجوع عنه  
موس شخص كو چاهي كه فريب مين اكر اپني قوت تصميمه سے كسي شئ پر اور اپني كثر عبادت سى بهت سدل نكرى كه وه حق سهر كيونكه اوسكا تصميم كسي بات پر اور اوس رجوع نكرنا  
ولو نشرب المناشير لا يدل على كونه على الحق فيه لان جزفه وتصميمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث  
اگر چه دفتر مين بهل جهاد بر بهت لالت نهين كرا كه اسباب مين حق سهر كيونكه اوسكا جزم اور تصميم اوسل بر بهت نهين هه كه وه حق هي بلكل س هت سى هه  
نشانه بين قوم دينون به وللنشاة والمخالطة اثر عظيم في تصميم شئ حقا كان او باطلا لا ترى ان مثل هذا  
كه وه اليسى قوم مين بيدا هوا هي كه وه اول مر كود نيا سى جانتى ميل بر بيدا نش اور لنى لنى اوسكه شئ كى تصميم حق هوا باطل بيا هي روتا هي كيا ديكته نهين كى اليسى  
التصميم يوجب عامة من ذوى الجمل المركب كاليهود والنصارى ومن في معناهم وان كان كذلك فالواجب على كل  
تصميم تمام عام لوگ جهل مركبون مين جيسے يهود اور نصارى اور جوانمى مثال مين سمين موجود هي جب بهه حال هه تو بر سهر بر اسل مانين  
مسلم في هذا الزمان ان يجتز عن الاعتزاز والميل الى شئ من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التي  
واجب هي كه ايسے شبهات اور بدعات اور عمارات كى رغبت سے بختا رهي اور اپني دين كو عادات سے حن  
استانس بها وثر عليهم فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها وظهر له الحق معها الا ترى ان قريشا لاجل العوائد التي افتها  
مالوف هو را هي اور سهي مين بر روشن فتم نهين چاوي كيونكه بهت قاتل هي اكى اف سى كم بختي ميل رجال مين حق كتر ظاهر روتا هي كيا ديكته نهين كه قريش نهين اوسكه كى كى اف  
نفوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم واجاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم ولذلك  
اوسكى جان لگی هوئى تهي نبى عليه الصلوة والسلام اوراوسكى هدايت اور بيان كو منانا اور اسهي سبب سے كافر هو گئے اور سكرشي كى اور سهي لے  
كان ابن مسعود يقول اياكم وما يحدث من البدع فان الدين لا يذهب بمرّة من القلوب بل الشيطان يحدث لكم  
ابن مسعود كهتا كرنے ته نهي بدعات هه جو كيونكه دين ايكبار كى دلون مين سے نهين جاد ديكلا بلك شيطان تمبارى لے عشرين كالتا جادى كا



بدعاحتی بذهب الایمان من قلوبکم نسل الله تعالی ان یرزقنا الحق حقاً ویرزقنا اتباعه ویرزقنا الباطل باطلا و  
 آخر ہوتی ہوتی تمہارے دونوں ہی ایمان بکل جاوے گا ہم خدا سی چاہتی ہیں کہ ہر حق کو حق ظاہر کر دیں اور اس کا اتباع نصیب کریں وہ ہم پر باطل کو  
 یرزقنا اجتنبہ المجلس الثامن والخمسون فی بیان ذکر الموت ولزوم الاستعداد له قال رسول  
 باطل ظاہر کر دیں اور وہی اجتناب نصیب کریں انہوں نے مجلس موت کی یادگاری اور اس کی تیاری کی لزوم میں رسول اللہ  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر واذا ذکرہا نرہم اللذات الموت هذا الحديث من حسان المصابین رواہ ابو ہریرۃ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت کیا کرو یادگاری شئی لذت شکر کی یعنی موت کی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ابو ہریرہ کی روایت  
 ومعناہ ان الموت یکسر کل لذۃ فاكثر واذا ذکرہ حتی تستعدوا لہ فان قوله علیہ الصلوۃ والسلام اکثر واذا ذکر  
 سی اسکی یہ معنی ہیں کہ موت ہر لذت کو توڑ دیتی ہے سو اسکو ہر وقت یاد رکھو تاکہ اسکی سامان میں گویا شک قول علیہ السلام کا کہ اکثر ذکر کرو  
 ہا نرہم اللذات کلام وجیز مختصر لکن جمع فیہا جمیع المواعظ فان من ذکر الموت حقیقۃ ینقص علیہ لذۃ الخا  
 لذات توڑنی والیکہ کلام نہایت مختصر ہے پر اس میں تمام موعظ پھری ہیں کیونکہ جو شخص حقیقت میں موت کو یاد رکھے گا تو اس پر لذت طالع  
 ویمنعہ من غمہا فی المستقبل ویزہد فیہا کان یؤملہ منہا لکن النفوس الراکدة والقلوب الغافلة تختلج الی تکثیر  
 کثیر ہو جاوے گی اور اسکو آئندہ کی آرزو سی بند کر دیگی اور جو جو اس میں پکاتا ہوگا سب چھوڑ دیگی ہر نفس سستہ اور غافل دلوں کو یہ حاجت ہے  
 اللفظ وتطویل الوعظ والا ففی قوله علیہ الصلوۃ والسلام اکثر واذا ذکرہا نرہم اللذات الموت مع قوله تعالیٰ کل نفس ذائقة  
 کہ عبارت دراز اور غلط طویل ہو نہیں تو حدیث کی اس جملہ میں زیادہ کرو یادگاری لذات توڑنی والیکہ جو موت ہی ہمراہ اس کی  
 الموت ما یکفی السامع لہ والناظر فیہ لان ذکر الموت یؤثر استشعاراً لا نزاع لہ عن هذه الدال الفانیة والتوجہ فی کل  
 ہر جان چمکنی والی ہی موت کو اس قدر مضمون ہی کہ سمجھنے والیکہ اور غور کرنی والی کو کافی ہے اسلمی کہ موت کی یاد کرنا یہ اس درخانی سی الٹرنیٹ اور  
 لحظۃ الی الدار الباقیۃ اذ قد قال العلماء الموت لیس لعدم محض وفناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفان  
 ہر لحظہ در باقی کی طرف متوجہ رہنی کی عقل پیدا ہوتی ہے سو اسطرحہ کے علم کہتے ہیں کہ موت نہ اعدم اور صرف فنا ہی نہیں ہے بلکہ موت کیا ہی  
 عنہ وتبدل من حال الی حال وانتقال من دار الی دار وهو من اعظم المصائب وقد سماہ اللہ تعالیٰ مصیبة حیث قال  
 تعلق روح کا بدن سے جھوٹ جانا اور روح کا بدن سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسری حال تبدیل جانا اور ایک گہری دوسری گہری میں جلا جانا اور موت سے  
 فاصابتکم مصیبة الموت فالمت هو المصیبة العظمیٰ واعظم منہ الغفلة عنہ وعدم ذکرہ وقلة التفکر فیہ مع  
 بڑی مصیبت ہی اور اللہ تعالیٰ نے ہی اسکا نام مصیبت کہا ہی جان فرمایا ہر آدمی تیر مصیبت موت کی پس موت ہی بڑی مصیبت ہی اور وہی بڑہ کر موت ہی غفلت  
 ان فیہ وحده لعلہ لمن اعتبر وقد قال القرطبی فی تذکرۃ ان الامۃ اجتمعت علی ان الموت لیس لہ سن معلوم ولا زمن  
 یاد کرنا اور اس میں فکر نہ کرنا ناچار ہو کر صرف اس میں عبرت لانی والیکہ بڑی عبرت ہے اور قرطبی نے اپنی تذکرہ میں کہا ہی کہ تمام امت بالاتفاق جانتی ہی کہ موت کا کوئی سال معلوم نہیں ہے  
 معلوم ولا فرض معلوم وانما کان كذلك لیکون المرء علی ہیبة منہ مستعداً لہ لکن من غلب علیہ حب الدنیا والافکار  
 زمانہ معلوم اور نہ کوئی فرض مقرر اور ہم اسلمی ہی تاکہ آدمی ہر دم اس سے ڈرتا اور سامان کرنا ہی لیکن جیسے دنیا کی محبت غالب ہو اور اسکی لذتوں میں  
 فی لذائذہا لعلہ یغفل عن ذکرہ ولا یدکرہ بل اذا ذکرہ عنده یکرہہ وینفرد عنہ طبعہ لان غلبۃ حب الدنیا فی قلبہ  
 کہتے ہی ہیں بیشک اسکی یاد سی غافل ہے کہی یاد دہین کرنا بلکہ اسکی پاس اگر موت کا ذکر آئی تو اسے انتہائی دراوسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہی اسلی کہ اسکی دنیا کی  
 ودرسخ علائقہا فیہ یمتنع عن التفکر فی الموت الذی ہو سبب مفارقتہا ولا یحب ذکرہ وان ذکرہ یدکرہ للتأسف علی الدنیا  
 محبت کا غلبہ اور دنیا کی مضبوط علاقہ موت کی فکر سے روک دیتی ہیں جو کہ سبب یا کی مفارقت کا ہی اور اسکا ذکر اچھا نہیں لکنا اور اگر موت کو یاد ہی کرنا ہی تو دنیا کی تأسف پر  
 ونیت غل بل منہ ویزید ذکرہ بعدا من اللہ تعالیٰ اذ قد ورد فی الحدیث ان من کرہ لقاء اللہ لغالی کرہ اللہ لقاءہ ومعہ هذا  
 موت کی برائیاں کرنا ہی اور موت یا ایسا کر اللہ تعالیٰ ہی اور یہی وہ کرنا ہی سو اسطرحہ کہ حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو کر دے جائیگا اللہ تعالیٰ اسکو صورت دینی





القلوب واجبة لاسيما اذا كان قاسية فعلاجها بأربعة أشياء اذ قد قال العلماء اذا كانت القلوب قاسية  
 كيونك دلون کی درگزی واجبہ خاص الیہی وقت میں کہ وہ سخت ہو جاوے ہر ادسکا علاج چار چیز سی ہی اسی کہ علامتہی میں کہ جبل سخت ہو جاوے تو ایسی  
 فعلى اصحابها ان يلتزموا بأربعة الأول حضور محال العلم التي يكثر فيها دعوة الخلق من الدنيا الى الآخرة ومن  
 لوگون کو چاہی کہ چار چیز و نکو لازم کر لین اول علم کی ایسی مجلسوں میں حاضر ہونا جس میں خلق کی رہنمائی دنیا سے آخرت کے طرف اور  
 المعصية الى الطاعة فان ذلك مما تلين القلوب ويجمع فيها والثاني ذكر الموت الذي هو هازم للذات ومفرق  
 معصیت سی طاعت کی طرف بہت ہوتی ہو کیونکہ اس سے ہی لون میں نرمی و درو پیدا ہوتا ہی اور دوسرے موت کا یاد رکھنا جو کہ لذتوں کو توڑ دیتے ہی اور  
 للجماعيات وموثر للبنين والبنات والثالث مشاهدة المحتضرين فان النظر الى المحتضر ومشاهدته سكراته ونزعاته  
 جماعت کو پرانہ کرتی ہی اور بیٹیا بیٹے کو چھوڑا دیتی ہی اور تیسری مرقی ہو و نکا حالت نزع میں دیکھنا کیونکہ مشاہدہ سکتے کا اور دیکھنا اس کے ہجکیوں اور نزع کا  
 وتامل صورته بعد موته يقطع عن النفوس لذاتها وعن القلوب مسراتها ويمنع الاجفان من النوم والابدان  
 اور غور کرنا اس کی صورت کا بعد موت کے نفوس کو لذات سی اور قلوب کو مسرات سی اور ہجکیوں کو سہ سے اور بدن کو  
 من الراحة ويبعث على الطاعات فهذه ثلاثة امور ينبغي لمن كان قاسي القلب واسير النفس صدرا على الذنوب  
 آرام سی الگ کر دینا ہی اور طاعات پر ادب کرنا ہی سو بہترین طریقہ میں چاہئے کہ سخت دل آدمی نفس کا مغلوب گناہوں پر لگا ہوا ان ہی  
 ان يستعين بها على دوائه فان انتفع بها فذاك وان عظم عليه ذن القلوب واستحكمت دواعي الذنوب  
 اپنے دل کا علاج کرے بہر اگر نفع ہو تو بس اور کیا چاہی اور اگر دل کے عیب ہم گئی اور سبب گناہوں کی جوڑ پکڑ گئی  
 فزيارة القبور يوثق في ذلك ما لم يوثق الا بالاول والثاني وكذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام زوروا القبور  
 تو بہر اس میں قبور کی زیارت ایسا اثر کرتی ہی جتنی اول اور ثانی اثر نہیں کرتا اور اس ہی نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو  
 فانها تذكرك الموت والآخرة وترهد في الدنيا فان الاول سماع بالاذن والثاني اخبار بالقلب بما اليه المصير و  
 کیونکہ اس سے موت اور آخرت یاد آتے ہی اور دنیا چھوٹتی ہے کیونکہ دل طریقہ کا نوشتی سنی کا ہی اور دوسرا طریقہ دل سی انجام کی سمجھ کا ہی اور  
 في مشاهدة من احتضر زيارة من قبر معائنة ولذلك كانا ابلغ من الاول والثاني وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم  
 سکتی کو دیکھنی میں اور قبر کے زیارت میں انجام کا سنا یہ ہوتا ہی اور اس ہی نبی بہہ دونو اول اور ثانی سی بہت نافع ہیں چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا  
 ليس الخبر كالمعاينة لكن الاعتبار والاعتنا بحال المحتضر غير ممكن في كل وقت من الاوقات ولا يتفق لمن يريد علاج  
 سنا ہوا دیکھی ہوئی کی برابر نہیں ہوتا پر عبرت اور نید پذیری سکتے کی حال سی ہر وقت میرے ہونا ممکن نہیں ہے  
 قلبه في ساعة من الساعات واما زيارة القبور فوجودها اسرع والانتفاع بها اوسع لكن ينبغي لمن يقصد زيارة  
 کیا چاہی تو گہری گہری اور کو نہیں ملتا ہی زیارت قبور کی تو اسکا تاہہ آنا جلد ہو سکتا ہی اور نفع اسکی بیشہ ہر لائق یوں ہی کہ قبور کی زیارت کری  
 القبور ان يجتز من الزيارة البدعية التي يقصدها اكثر الناس في هذا الزمان وهي زيارة قبور بعض المتبكين  
 تو زیارت بدعے سی ہر ہنر کہی جو کہ اس زمانہ میں اکثر لوگون کو مقصود ہی بیٹے متبرک لوگون کی قبر پر جا کر  
 لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبيلا واستلامها وتعفير الخرد وعليلها واخذ تراياها ودعاء اصحابها  
 نماز پڑھنا اور قبروں پر طواف کرنا اور جو منا اور بوسہ دینا اور اوپر گال ملنے اور دمان کی ٹٹی لینا اور مردوسی دعا مانگتی  
 والاستقامة بهم وسؤالهم النصر والرزق والولد والعافية وقضاء الديون وتفرير الكربات واغاثة الالفار وغير  
 اور اوپر ہر دوسہ کرنا اور ان سی امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضوں کا ادا اور سختیوں کی کنائش اور ناتوانوں کی مدد مانگنے اور  
 ذلك من الحاجات التي كان عباد الاوثان يسألونها من اوثانهم اذ ليس شيء منها مشروعاً باتفاق علماء المسلمين  
 سوا اسکی اور حاجتیں جو بت پرست لوگ اپنے بتوں سی مانگا کرتے ہیں اسو اسی کہ اسلمین سے کوئی بات ہی تمام علماء اہل اسلام کی تردید جائز نہیں ہے

اذ لم يفعل رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل يتادب بادابها ویكون حاضر  
 کیونکہ تو رسول رب العالمین ہی کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین نے اور نہ کسی ائمہ دین نے بلکہ طریقہ زیارت قبور کی سبکدوشی نہ کی بلکہ  
 القلب فی اتیانها و لا یكون حفظه منها الطواف علیها فقط لانه حالة تشارك فیها البهاثون بل یقصد بزیارتہ وجه الله  
 ادا کرے ایسا ہو کہ زیارت قبور سے اسکا حصہ صرف طواف ہی ہو کیونکہ یہ بات تو جو باؤ نکلی سی ہی کہنے بارت سی صرف مقصود واسطہ خدا تعالیٰ کا ہو  
 واصلاح نفسه ودواء قلبه و یجتنب المشی علی المقابر والجلوس علیها و یخلع نعلیه ان دخلها کما جاء فی الحدیث  
 اور درستی اپنی حال کی اور علاج اپنی دل کا اور قبروں کی اوپر پہرہ لکری اور نہ اونپر بیٹھے اور قبروں میں جاتی ہوئی جوتی اور تارلی چنانچہ حدیث میں آیا ہی  
 ویسلم علی اهلها ویخاطبهم خطاب الحاضرين ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین فانه علیه الصلوة والسلام  
 اور مردوں پر سلام بھیجے اور اون سے مخاطب ہو کر کلام کری یہ کہ سلام تمہاری دار قوم مؤمنین کے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کان یقول كذلك و اذا وصل الی میت ینبغی لہ ان یتیمہ من تلقاء وجهه ویسلم علیہ ایضا لکن اذا المراد ان یدعو  
 یہ ہی کہا کرتے تھے اور جب کسی مردہ کی پاس عادی تو جانی کہ اسکی منہ کی سامنی سی جگہ اور اوپر بھی سلام علیک کرے لیکن اگر دعا مانگنی کا قصد کری  
 یدعو قائما مستقبلا للقبلة وكذلك الکلام فی زیارة النبی علیہ الصلوة والسلام ثم یعتبر من کان تحت التراب  
 تو در عقبہ کھڑا ہو کر مانگی اور ایسی ہی گفتگو نہ عبد السلام کے زیارت میں ہے بہرہ اسکی حال سے جو مٹی تلی دیکھا  
 وانقطع عن الہل والاحباب بعد ان ناقس الاحباب والعشائر و جمع الاموال والذخائر وجاء الموت فی وقت لم یجتنبہ  
 اور اہل عیال اور یاروں سے جدا ہو گیا عورت پذیر ہو ایک دن تھا کہ یاروں اور گھنٹی میں ملا جلا تھا اور مال اور ذخیرہ جمع کر رہا تھا اور اسکی موت لگی جو کچھ  
 وفی حال لم یرقبہ فانه حین دخل المقبر وابتلی بالسؤال هل صاب فی الجواب وكان قبره مروضة من ریاض الجنة  
 اور ایسی حال میں جو توقع کرتا تھا پہرہ پہرہ قبر میں گیا اور سوال میں مبتلا ہوا تو خدا جانی جواب میں پورا اتر کر اسکی قبر بہشت کا جن ہو گئی ہو  
 واخطا فی الجواب وكان قبره - فرقة من حفر النيران ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه اہله وولده  
 یا جواب میں پورا نہ اتر کر اسکی قبر ایک زیادہ دوزخ کا ہو گیا ہو پہرہ اپنی آپ کو تصور کری گویا مر گیا اور گور میں داخل ہوا اور اہل اور اولاد  
 ومعارفہ وبقی وحیدا فریدا وھولان یسال فماذا یجیب وماذا یقول حاله ثم یطالع حال من مضی من اخوانہ واقارنہ  
 اور جان پہچان جدا ہو گئی کیلاتن تنہا رہ گیا اب مجھے سوال ہو رہا ہی اب کیا جواب دے اور میرا کیا انجام ہوگا پہرہ اپنی گذشتہ بیہوشی میں درمہر و کجی جالیں تار کر  
 الذین املوا الاموال وجمعوا الاموال کف انقطع اھلہم ولم تغن عنهم اموالہم وغیر التراب محاسن وجوہہم وافتقرت فی  
 جو کہ بڑی بڑی اسدین رکھتی تھی اور خیر مال سے کیا تھا کیونکہ اوکلی میدان کی گھنٹی میں مال تناسل فی کچھ فائدہ نہ دیا اور مٹی فی اوکلی اچھی اچھی چھری بگاڑ دیتی ہو  
 القبور اجزاء وھم وارملت بعدہم نسائہم وشمل الیتیم اولادہم واقتسم غیرہم اموالہم ولیعلم ان میلہ الی الدنیا کیلھا  
 گور میں اوکلی اجزاء بکھر گئے اور اوکلی جو روین کا نہ میں ہو کثیر اور اوکلی اولاد میں یتیمی پہل گئی اور اوکلی مال درود نے بانٹ لیا اور یوں یقین کری کہ سیر غریب دنیا میں بھی غریب  
 وغفلتہ کف غفلتہم وانه لا شک صائر الی مصیرہم ولیتحقق ان حالہ کحالہم وان الموت الفظیع والھلاک السریع بین یدیه  
 اور کچھ غفلت اور کبھی غفلت میں بیشک وہی جگہ جگہ نکالنا وہ گئی میں درمہر حال میں اوکلی سال پورا لا ہی اور موت ناگوار اور ہلاک سریع سلسلے موجود ہی  
 وعندھذا التذکر والاعتبار یلین قلبه ویخشم جوارحه ویزول عنه جمع الاعیان الدنیویة ویقبل علی الاعمال الاخریة  
 اسطرح کی یاد اور اعتبار سے التبدل نرم ہو جاوگا اور ماتہرہ باؤ کا تب جادینگے اور دنیا کی تمام ریلے جاتی رہینگے اور اعمال آخریہ پر متوجہ ہووے گا سر  
 ویترک ہواہ ویتوجہ الی طاعة مولاه ثم ینبغی لہ فی کل حین وزمان ان یکثر ذکر اقرانہ وامثالہ الذین مضوا قبلہ فیتذکر  
 اور ہوا جو سر ترک کر کر مولیٰ کی طاعت اختیار کرے پھر اسکو جائی کہ دم بدم سننے اقران اور امثال کا جو کہ اس سے پہلے مر گئے ہیں ذکر کیا کری  
 سرورہم ونشاطہم وعیشہم وعشرتهم وطول اھلہم واعتمادہم الی القوة والشباب ومیلہم الی الضحک والتلعب  
 اور اوکلی سرور اور نشاط اور اوکلی عیش و عشرت اور بڑی میدان اور اوکلی ہر وسہ قوت اور جانی کا اور غریب ہستی اور کھیل کی یاد کیا کرے



ثم يتامل كيف كانت حالهم فخلت منهم مجالستهم وديارهم وانقطعت آثارهم وضاعت مواضعهم ثم ينظر في نفسه فانه  
 بهر چه سچی کیسا اور کھا جائے اور ان کی مجلس اور گھر بار ہوشی خالی رہ گئی اور اون کا نشان مٹ گیا اور اون کے مال تباہ ہو گئے بہر اپنی طرف خیال کری کہ میرا بھی  
 سيكون عاقبة امره كعاقبة امرهم فيسعي في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات ولا جتنا  
 انجام بہہ ہی ہونے والا ہی جو اون کھا ہوا بہر اپنے حال کو درست کری جو اس کی ذمہ بہر سند ایض اور واجبات باقی بختی ہیں اور کئی  
 عن المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات يسرنا الله التوبة والاستغفار اثناء الليل واطراف النهار  
 اور حرام اور مکروہات سے بچے اور گناہوں اور بڑی کار سے توبہ کرے آتے ہسکرات کو اور صبح شام اور استغفار کی توفیق دے +  
 المجلس التاسع والخمسون في بيان ماهية الطاعون وعدم التقدم عليه وعدم الفرار منه  
 انستہون مجلس دبا کی حقیقت میں اور نہ اوس کے اندر جانا اور نہ دمان سے بھاگنا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الطاعون رجس ارسل على طائفة من بني اسرائيل فاذا سمعتم به باهرضوا فلا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون بھینچہ وبا مذاب ہی جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جب تم کسی سرزمین میں دبا سوتو  
 تقدموا عليه واذا وقع وانتم فيه فلا تخرجوا منها فرائضه هذا الحديث من صحيح المصايم رواه اسامة بن زيد  
 اوسین بخاؤ اور جب وبا آجادی اور تم دمان ہو تو دبا سنی باکی ڈر کی ماری مت بھلو بہر حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی اسامہ بن زید کی روایت  
 والمراد بالطائفة المذكورة هم الذين امرهم الله تعالى ان يدخلوا الباب سجدا ويقولوا حطة فدخلوا الباب قائلين  
 اور مراد گروہ مذکورہ سی وہ قوم ہے جسکو اللہ کا حکم ہوا تھا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئی اور حطہ یعنی معاف کہتی ہوئی چلی جاؤ سو وہ لوگ دروازہ پر  
 حطت فوافوا لله تعالى فارسل الله تعالى عليهم الطاعون فمات منهم في ساعة واحدة اربعة وعشرون الفا من  
 حطہ کہتی ہوئی داخل ہوئی اور انہوں نے امر الہی کی جو خلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دبا بھیجے سواون میں سی گھڑے بہر کی عرصہ میں جو بیس ہزار  
 شيوخهم وكبرايم فذل الحديث على ان سبب ظهور الطاعون هو المخالفة لامر الله تعالى وقد وقع فيه النهي عن  
 بڑی بڑے آدمی مر گئی اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سبب طاعون دبا بڑھکا دینے والی کی مخالفت تھی اور اس حدیث میں دمان یعنی دبا کی جگہ میں جانی کی مانع تھی  
 التقدم عليه وعن الفرار عنه فالنهي الاول لبيان لزوم الحذر عن التعرض للتلوث اذ لا يجوز للعبد ان يلقي نفسه الى  
 اور دمان سے بھاگنے کی پہلی مانع تھی تو اس لیے کہ لئی کی تلف میں بڑی سی بچو اسلئے کہ خندہ کو جائز نہیں ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے  
 التهلكة لقوله تعالى ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة والنهي الثاني لبيان لزوم التوكل والرضاء بفضاء الله تعالى وقدره  
 اس کی تھی اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں اور دوسری مانع واسطے بیان لزوم توکل کی ہی اور تقدیر الہی پر رضا

ولبيان ان العذاب الواقع بسبب المعصية لا يدفعه الفرار وانما يدفعه التوبة والاستغفار واختلف في هذا النهي  
 اور اس بیان کی واسطے کہ جو عذاب پہنچا ہوگی نازل ہوتا ہی وہ بھاگنے سے نہیں دفع ہوتا اوسکو تو فقط توبہ اور استغفار ہی دفع کرتی ہی اور اس سے بھاگنا  
 فقال القاضي تاج الدين السبكي مذهبنا هو الذي عليه الاكثر وان النهي عن الفرار منه للتحريم وقال بعض العلماء  
 سو قاضی تاج الدین سبکی کہتا ہی ہمارا مذہب وہ ہی ہے جس پر اکثر علماء ہیں کہ دمان سے بھاگنے کی نہی تحریمی ہی اور بعض علماء کہتے ہیں  
 هو للتنزيه والتفوق على جواز الخروج لشغل عرض غير الفرار لقوله عليه السلام في آخر الحديث ولا تخرجوا منها فرائضه  
 کہ نہی تنزیہ ہی اور بالاتفاق کہتی ہیں کہ دبا سنی جلا جانا واسطے کسی کار کی سوائی بھاگنے کے جائز ہی میں دلیل سی کہ نبی علیہ السلام آخر حدیث میں فرماتی ہیں جلا جانا نہی  
 ويدل على التحريم ما روى عن المؤمنين عائشة رضاه عليه السلام قال الفارس من الطاعون كالفارس من الزحف واخرج  
 اور جرئت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ثابت ہوتی ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا تو باسی بھاگنے والا ایسا ہی جیسے لڑائی سے بھاگنے والا اور  
 ابن خزيمة في صحيحه ان الفرار منه من الكبار والله يعاقب عليه ان لم يعرف واختلف العلماء في حكمه ذلك النهي  
 ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ دبا سی بھاگنا گناہ کبیرہ ہی اور اللہ تعالیٰ اس پر عذاب کرے گا اگر نہ معاف کیا اور علماء کو اس مانع کی حکمت میں اختلاف ہے

فقيل هو تعبدی لا یعقل معناه لان الفرار من المہالك ما موزبه وقد وقع النهی عنه وفيه سر لا یعلم الا الله تعالى  
 کوئی کہتا ہے کہ میں نے یہی کچھ معنی سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ ہلاکت کے تمام ہی ہلکے حکم ہی اور اس میں ممانعت آتی ہے تو اس میں کوئی ایسی پوشیدہ بات ہے کہ اس سے  
 وقيل هو معلن بان الطاعون اذا وقع في بلاد يعم من كان فيه بمداخلة سببه فلا يفيد الفرار منه بل ان كان اجله خضر  
 اور کوئی کہتا ہے کہ اس کی وجہ سے یہ کہ وہ باجی کسی ملک میں پڑتی ہے تو جو وہاں ہوتا ہے سب پر پھیل جاتی ہے کیونکہ سب کے دخل ہوتا ہے پھر وہاں کسی کوئی بڑا فائدہ نہیں ہے بلکہ  
 فالطاعون سبب موته سواء اقام او رحل فلما تعين المفسدة ولا انفكاك عنها تعين الاقامة لما في الخروج من العيش  
 اس کی وجہ سے تو وہاں کسی کوئی بڑا فائدہ نہیں ہے بلکہ وہاں کسی کوئی بڑا نقصان ہے اور اگر وہ شخص وہاں سے نکلتا ہے تو پھر اس کی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اگر وہ وہاں سے نہیں نکلتا  
 الذي لا يليق بالعقلاء مع ان فيه الفرار من حكم قدر الله تعالى وامر بالصبر عليه وجعل لمن يموت به اجر الشهيد بل  
 جو عقلا کی حال ہی مناسب نہیں ہے باوجودیکہ اس میں تقدیر الہی ہے ہلکان ہی حال ہے کہ اس پر صبر کرے گا حکم ہی اور اس میں مرفی والی کی واسطے اس پر شہید کا قدر ہے بلکہ  
 جعل للمقيم فيه صابرا اجر الشهيد ولو لم يمت بالطاعون والفرار من مثل هذا اجر خسار عظمية مع انه لا يعلم  
 اس میں جبر سے قائم رہنے والی کی واسطے اس پر شہید کا ہی اگرچہ وہاں جتنی بات ہی اور ہلکان ایسا جبر سے بڑی ہی ٹوٹی کی بات ہی باوجودیکہ یہ خبر نہیں  
 ان الموت الذي فرضه هل يسلم منه ام لا وتقول ابو الحسن المدايني عن ابيه قال قلما فرأيت من الطاعون فسلم قال  
 کہ جس موت سے ہلکان ہوں اسی سلامت کچھ نکلے یا نہیں اور ابو الحسن مدائنی اپنی باپ سے نقل کرتا ہے کہ وہ اسے ہلکنے والا کہہ جاتے ہے  
 تاج الدين السبكي والذی حکاه جبر وليس بعید ان يجعل الله الفرار منه سببا لقصر العمر وقد جاء في الكتاب الکريم  
 تاج الدین سبکی کہتا ہے یہ بات آزمودہ ہے اور کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ہلکان کی باعث سے اس کی عمر کوتاہ کر دی چنانچہ کتاب الکریم میں یہ مضمون حاصل ہوتا ہے  
 ما يؤخذ منه ان الفرار من الجهاد سبب لقصر العمر وهو قوله تعالى قل لن ينفعكم الفرار ان فررت من الموت او القتل  
 کہ جہاد میں سے ہلکان عمر کوتاہ کر دیتا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں تو کہ ہرگز نہ فائدہ دیو گیا تو ہلکان اگر ہلکا ہی تم مرنے سے یا مارے جانے سے  
 واذ لا تمنعون الا قليلا وحكى ان والده استنبط ذلك من هذه الآية وقال اهل التفسير في قوله تعالى انتم تر الى الذين خرجوا  
 اور اب نہ پہلے نہ دیکھے مگر تھوڑے دنوں اور نقل کرتا ہے کہ یہ مضمون اس ہی سے نکلا ہے اور مفسرین اس آیت میں تو نے نہ دیکھی وہ لوگ جو نکلے  
 من ديارهم وهم الاوفى حذر الموت ان اهل قرية وقعه فيهم فخرجوا منها هاربين فاما تم الله تعالى ثم احياهم ليعتبروا واولوا  
 اپنے گہروں سے اور وہ ہزاروں ہی تو کی ڈر سے یہ کہتے ہیں کہ ایک قریہ میں باڑی سودہ لوگ رہتے تھے ہلکا ہوا تو کوئی اور باہر زندہ کیا تاکہ جنت پھر وہاں رہیں  
 ان لا ينفر من قضاء الله تعالى وقدره وقد ورد في الحديث انه وخزاعداثنا من الجن على ما روى عن ابي موسى الاشعري  
 کہ تقدیر الہی سے نہیں ہلکا جاتا اور حدیث میں آیا ہے کہ وہ باہری دشمنوں جنت کی نیزہ زنی ہی موافق روایت ابو موسیٰ اشعری کے  
 انه عليه السلام قال فناء امتي بالطعن والطاعون قيل يا رسول الله هذا الطعن قد عرفناه فما الطاعون قال وخزاعداثنا من الجن  
 کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میری امت کی موت طعن اور طاعون سے ہی کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اس طعن کو تو ہم جانتے ہیں برطاعون کیا ہے فرمایا نیزہ زنی ہی ہے اور  
 يعني الجن وفي كل منها شهادة قال ابن القيم في كون الطاعون وخزاعداثنا من الجن حكمة بالغة وهي ان اعدائنا منهم  
 یعنی جن کی اور ان دونوں میں شہادت ہی ابن القيم کہتا ہے کہ طاعون جو ہمارے دشمنوں جنت کی نیزہ زنی ہی ہے اس میں بڑی حکمت ہے کہ وہ یہ کہ ان میں سے شیاطین ہمارے دشمن ہیں  
 شياطينهم واما اهل الطاعة منهم فهم اخواننا في الدين وقد امرنا الله تعالى معاداة اعدائنا من الجن والانس وان  
 اور جو ان میں اہل طاعت ہیں سو وہ ہمارے دینی بھائی ہیں اور ان کو حکم الہی ہے کہ اپنے دشمنوں کی ان ہوں یا جن دشمنی کریں اور نہ  
 بخارهم طلبا لمرضاة والى اكثر الناس لا يملكون الصلوات فسلطهم الله تعالى عليهم عقوبة لهم لانهم لما استجابوا حين اخذوهم  
 وہی طلب رضا کے لئے اور اکثر لوگ اس حکم سے پرکھ کر ان کی محبت کے طلبگار نہ ہوئے سوئی ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عقوبت کی لئی غالب کر دیا کیونکہ انہوں نے جب ان کو  
 وامرهم بالفسق والفجور واطاعوهم في الفساد والشر وراقتضت الحكمة الالهية ان يسلطوا عليهم بالطعن فيهم  
 فسق و فحش کچھ بکرا تو ان کے اور فساد اور شر در میں طعن ہو گئی تو حکمت الہی فی ہذا ہے کہ یہ کہ ان پر غالب اگر ان میں طعن قائم کریں



کما یسلط علیهم اعداءهم من الانس جین افسدوا فی الارض ونبدوا کتاب الله تعالی ولاءهم فهذه المحاربة طحمة من  
 جیسے کہ اونہر اونکی دشمن انسان غالب ہو جاتی ہیں جب وہ ملک میں فساد برپا کرتے ہیں اور کتاب اللہ کو پس پشت دیتی ہیں یہ محارب صفت جنگ  
 الانس الطاعون طحمة من الجن وكل منهما یسلط علیهم بتقدیر العزیز الحکیم عقوبة ظم لمن یستحق العقوبة وشهادة  
 انسان کی ہی اور طاعون صفت جنگ جنات کی ہی اور یہ دونوں انہر العزیز حکمت والی کی تقدیر سے پہلی عذاب سخت عذاب کے اور وہ پہلی شہادت سخت  
 لمن هو اهل لها فلهذه سنة الله تعالی فی العقوبات التي یقع عامة فیکون طهر للمتقين وعذابا للفاقرین وقد ثبت  
 شہادت کے سلسلہ ہوتا ہے یہاں پر ان عقوبات میں جو عام نازل ہوتی ہیں عادت الہی یہی ہمارے ہی سوتھیوں کی وہ پہلی ہدایت اور ہدایت کا رو کی ہی عذاب ہی اور عذاب  
 فی الحدیث ان سبب فزع الطاعون ظهور الفاحشة وعلان المنکر علی ما روى عن ابن عمر انه علیه السلام قال ان یظهر  
 میں ثابت ہو چکا ہے کہ وہ بڑنیکا سبب فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا بظاہر مل جلنا موافق روایت ابن عمر کے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ پہلی  
 الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوها الافشى فیهم الطاعون واخرج مالك عن ابن عباس موقفا والطبرانی مرفعا ما فشا  
 کہ کسی قوم میں فاحشہ تو ایسا ظاہر ہو کہ بر ملا ہونی لگی اور وہ باندہ پڑی اور مالک نے ابن عباس سے سوتوقا اور طبرانی فی مرفوعا نقل کیا ہے یہی ظاہر  
 الزنا فی قوم قط اکثر فیهم الموت قال ابن جریر الحکمة فی ذلك ان حد الزنا فی الحصن اذ هاق الروح بصفة فخصصة وهي  
 زنا کہی کسی قوم میں گروہ میں موت کے کثرت ہوئی ہے ابن جریر کہتا ہے حکمت اس میں یہ کہ زنا کی حد حصن کے سختی میں جان کا نجات دینا ہی بطور خاص لینے  
 الرجم فاذا لم یقصر فیہ الحد یسلط علیهم الجن لیقتلوه قال السیوطی ومن تمة ذلك ان الزنا لما کان فی غالب الاحوال  
 سنگسار کر کے ہر جگہ سین پر حد قائم نہ ہوئی تو جن اونپر تعینات ہو تاکہ او کو قتل کریں سیوطی کہتا ہے اسکا بقیہ یہ کہ زنا جو ہمہ اکثر اوقات  
 یقع سرایسلط الله علیهم عدوا یقتلهم سرا من حیث لا یرونه وقاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم یعم المستحق وغیره  
 پوشیدہ واقع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی اونہر اس دشمن تعینات کرتا ہے کہ پوشیدہ مار دے لی ہیا کہ کسی کو معلوم نہ ہو اور عذاب کا قاعدہ یہ کہ جب کسی قوم پر نازل ہو تو پہلی سبب  
 ثم یبعثون علی نیاتہم كما روى عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام قال اذا نزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیهم  
 پہرہ اپنی اپنی نیتوں کی موافق مبعوث ہوتی ہیں چنانچہ عبد اللہ بن عمر ہی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرے تو وہاں ہوتا ہے سبب پہچان ہی  
 ثم یبعثون علی نیاتہم قال العلماء انما یصب العذاب جمیع الناس لظهور المنکرات والاعلان بہا لان انکارها وتغیرها  
 پہرہ اپنی اپنی نیت پر مبعوث ہوتی ہیں علماء کہتے ہیں کہ تمام لوگوں کو عذاب پہنچتا ہے کہ منکرات ظاہر اور بر ملا عمل میں آتی ہیں اور منکرات کا نیک کرنا اور بد کرنا  
 یصیر واجبا علیہم فمن لای ولم ینکر صار کمن فعل فاستحقاق العقوبة كما روى عن ابن عباس انه قبل یارسول الله  
 اونہر واجب ہو جاتا ہے ہر جو بد کہتی یا کھنوں مانعت نکری تو وہ استحقاق عقوبت میں ایسا کہ گویا کہ عمل کرتا ہے چنانچہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کسی فی عرض کیا یا رسول اللہ  
 انھلک القربة وفيها الصالحون قال نعم قبل یارسول الله قال ینتھونہم وسکوتم عن معاصی الله تعالی ثم ان  
 کیا تمام کافر ہو جائے اور وہاں مسلمان ہوتی ہیں فرمایا ان عرض کیا کہس خطا پر یا رسول اللہ فرمایا خدا کی نافرمانی پر اونکی کشتی اور جہت نہیں ہے  
 الطاعون وان کان یقع عذابا لہم بسبب سکوتہم عن المنکرات عند ظم ہولھا لکن لما جعل لهم کفارة وطہرة کان لهم  
 وہا اگرچہ اونکی لئے منکرات کی ظہور پر جہت رہنی کی سزا میں عذاب آتا ہے  
 رحمة كما روى عن ام المؤمنين عائشة رضی اللہ عنہا علیہ الصلوۃ والسلام قال اذا كثرت ذنوب العبد ولم یکن لہ ما یکفرھا ابتلاہ  
 رحمت ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا جب بندہ کی گناہ بہت ہوتی گنتے ہیں اور کفارہ اور کچھ نہیں ہوتا  
 الله تعالیٰ بالحنن لیکفرھا ویجوز ان یکون فی حق من لم یقصر فیما وجب علیہ من الامر بالمعروف والنہی عن المنکر لزيادة  
 تو اللہ تعالیٰ کفارہ کی وہ پہلی اور احتمال ہے کہ او کی حق میں جہنم واجبات معنی امر بالمعروف والنہی عن المنکر میں قصور نکری واسطے افزائش  
 حسناتہ کما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون لہ عند الله تعالیٰ منزلة فما یبلغھا یعملہ فما یزال الله یتلیہ بما ینکھہ  
 حسنات کے ہو چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ کوئی شخص تقدیر الہی میں ایک مرتبہ کی لائق ہوتا ہے کہ او کو عمل کی برکت سے زمین حاصل کر سکے تو اللہ تعالیٰ او کو ہمیشہ برکت دیتا ہے

حتى يبلغه آياه وقد ورد في الحديث ان الطاعون شهادة للمؤمنين ورحمة لهم وزجر على الكافرين وهو صريح في ان  
 آخذه اوس مرتبه بر سجدتہ ہی اور بیشک حدیث میں آیا ہے کہ با مؤمنین کی حق میں شہادت اور رحمت ہے اور کفار کی لٹی عذاب ہے اس صاف معلوم ہوتا ہے کہ  
 کو نہ شہادۃ ورحمة خاصة بالمؤمنين واذا وقع في الكافر فاما هو عذاب عجل عليه في الدنيا وله في الآخرة اشد  
 دبا صرف مؤمنین کی لٹی شہادت اور رحمت ہے اور کفار پر عذاب ہے تودہ عذاب سہل کہ او سہر جلدی سے دنیا میں آگیا اور آخرت میں اوسکے لئے  
 العذاب واما العاصي المرتكب الكبيرة من هذه الامة اذا كان عصا عليها ولم يتب عنها فكون الطاعون شهادة  
 اور یہی عذاب ہی اور اگر کبیرہ گنہگار ہو تو اس میں سے اگر وہ کبائر بردار ہو ہی اور تائب نہیں ہوا تو وہ اوسکی عقوبت شہادت ہی نہیں  
 له محل نظر اذ يحتمل ان يقال انه لا ينال درجة الشهادة لشوم ما كان متلوثا به من الذنوب وقد قال الله تعالى  
 اس میں تامل ہی اس واسطے کہ ہر سکتا ہی کہ کوئی کہے بہ شخص ان گناہوں کی وبال سے بہین مبتلا تھا شہادت کا درجہ نہیں پاسکتا اور بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ اصْبَحُوا عَمَلُهُمْ الصَّالِحَاتِ وَايضاً قَدْ سَبَقَ ان الطاعون  
 کیا خیال رکھیں بہ جنہوں نے گناہی میں برائیوں کو جسم کر دینے اور کو برابر اوسکی جو عقوبت لائے ہیں اوسکی پہلے کام اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ وہاں  
 ينشأ عن ظلموا لفا حشره ويقع عقوبة بسبب المعصية فكيف يكون شهادة محتمل بقا انه ينال درجة الشهادة لعدم الاحبار والاولاد  
 فاشد ظلم ہونے سے پہلے ہی اور گناہ کے سبب سے عقوبت ہوتی ہے بہر شہادت کیونکر ہو سکتی ہے اور یہ بھی محال ہی کہ کہنے کہ شہادت کا درجہ برابر ہو  
 فيها لاسيما الحديث الواحد عن ابي اسحاق عليه السلام قال الطاعون شهادة لكل مسلم فانه صريح في العموم وبالقيا  
 اس میں صریح کہ حدیثوں میں حکم عام ہے خاص میں جو اس روایت کرتا ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا وہاں ہر مسلم کی لٹی شہادت ہے اب یہی مضمون صاف علی العموم ہے  
 على شهيد المعركة ان يحكم له بالشهادة ولو كان له ذنوب كثيرة لم يثبت عنها الاتبعات الا دعيين للحديث الواحد  
 اور معرکہ جنگ کے شہید پر قیاس کر کر حکم شہادت کا کر سکتی ہیں اگرچہ سوا حق العباد کی اوسکی مہ پرستی ہی گناہ کی تو یہ باقی رہی ہوں بدلیل اس حدیث کی کہ  
 ان الشهيد يغفر له كل ذنب الا الدين وسائر التبعات في معفى الدين ولا يلزم من حصول درجة الشهادة لمن اكتسب السيئة  
 شہید کی تمام گناہ بخیر قریب کے معاف ہوجاتی ہیں اور تمام حقوق بہتر فرم کے ہیں اور یہ لازم نہیں آتا کہ ایک شخص جو گناہ کرنا یا شہادت کا درجہ ہاں  
 ان ساوى المؤمن الكامل في المنزلة لان درجات الشهداء متفاوتة نعم يستفاد من الحديث ان الشهادة لا تكفر  
 مومن کامل سے درجہ میں برابر ہو جاؤ اس واسطے کہ شہید دیکھ کر سب سے کتنی بڑھتی ہوتی ہیں السبب اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت سے حقوق  
 التبعات لكن التبعات لا تمنع الشهادة اذ ليس للشهادة معنى الا انها اذا حصلت لشخص يشبه الله تعالى ثوابا مخصوصا  
 نہیں معاف ہوتی ہیں لیکن حقوق باقی ہی سے کچھ شہادت میں سرق نہیں آتا اس واسطے کہ شہادت کی یہی معنی ہیں کہ جب خدا کیلئے نصیب کرنا ہی تو اس کو اللہ تعالیٰ کی ہر ایک  
 ويغفر له ذنوبه غير التبعات ثمران كان له اعمال صالحة فهي تنفعه في موازنة ما عليه من التبعات وتبقى له درجة الشهادة  
 ایک خاص ثواب ہوتا ہے اور اوسکی تمام گناہ سوائے حقوق کی معاف ہوجاتی ہیں ہر گز اوسکی اگر اعمال صاحب میں تودہ اور حقوق کی مقابلہ میں فائدہ کوئی اور درجہ شہادت کا اوسکے لئے ہوتا ہے ہی گا  
 وان لم يكن له اعمال صالحة فالشهادة تكفر اعماله السيئة غير التبعات وهو في حق التبعات يبقى في مشيئة الله تعالى  
 اور اگر کچھ اعمال صاحب نہیں تو شہادت اوسکی گناہوں کو سوائے حقوق کے تو محو کر دیگی اور باقی حقوق اللہ تعالیٰ کی مشیت میں رہے گا  
 فانه تعالى اذا اراد ان لا يعذبه يرضى عليه خصمه كما روى انه عليه الصلوة والسلام يديها هو جالس اذ ضحك حتى  
 بیشک اللہ تعالیٰ اگر چاہے کہ او سہر عذاب نہ ہو تو وہ مجبوراً رضی کر دینا چاہیے خیر روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹھ ہی ہوئی ایسے ہنسی  
 بدت ثناباه ففعل له لم تضحك يا رسول الله قال رجلا من امتي جيثا بين يدي رب الغرة فيقول احدهما يا رب خذ  
 کہ وہ ان مبارک پیشین نظر آئے گئے ہر کس نے پوچھا یا رسول اللہ کیون خستی میں فرمایا میری ہمت کے دو شخص رب الغرہ کی ساسنی آئی ایک کہتا ہے ای رب میری میرا حق  
 لي مظلمتي من هذا الاخ فيقول الله تعالى اعط اخاك مظلمته فيقول يا رب لم يبق من حسناتي شيء فيقول الله تعالى  
 اس پہاں ہی دلا دی بہر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے پہاں کا حق ادا کر دی وہ جواب دیتا آئی میری پاس تو کوئی مہلائی باقی نہیں رہی بہر اللہ تعالیٰ ہی کہتا ہے



للطالب فاصنع باخیک لم یبق من حسناته شیء فیقول یارب فلیجعل عنی اوزاری ففاضت عینا رسول اللہ  
 طالب مدعی ہی کہ بچا تجہ اپنی بہائی ہی کیا سنا کہ بچا اور کسی باغ کوئی حسد باقی نہیں رہا پروہ کہ بچا یارب پروہ میرا چہ یعنی گناہ اور ٹھالی بس دو نو آنکھیں ہی رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ذلک الیوم لیوم عظیم یحتلج الناس فیہ ان یحل عنہم اوزارہم ثم قال فیقول اللہ تعالیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھک پڑیں اور فرمایا بیشک وہ دن بڑا سخت دن ہی لوگو کو اور میں زینہ بہت ہوگی کہ لوگوں کی گناہ اور دن بڑے جاوین ہر ایک نے فرمایا ہر اللہ تعالیٰ  
 للطالب حقہ ارفع بصرک فانظر الی الجنان فیرقم بصرہ فیری مدائن من فضة وقصورا من ذهب مکلة باللؤلؤ فیقول  
 مدعی ہی فرمایا بچا نگہ اوٹھا کر حنت کی طرف تو دیکھہ پروہ آنکھ اوٹھا کر کیا دیکھتا ہی شہر کی شہر مہاندگی اور محل کے محل شو کی تمام موتی بڑی ہوئے ہر عرض کر بچا  
 لمن ہذا یارب فیقول اللہ تعالیٰ ہذا لمن یعطی ثمنہ فیقول فس یملک ثمنہ یارب فیقول اللہ تعالیٰ انت تملکہ فیقول  
 الہی یہ کہی ہیں ہر اللہ تعالیٰ فرمایا بچا جو کوئی انکی قیمت ادا کری ہر عرض کر بچا اسکی قیمت کی پاس ہے ہر اللہ تعالیٰ فرمایا بچا اسکی قیمت ہی پاس ہے ہر عرض کر بچا  
 بماذا یارب فیقول اللہ تعالیٰ یعفوک عن اخیک فیقول یارب قد عفوت عنه فیقول اللہ تعالیٰ خذ ببید اخیک واخلہ  
 کس چیز کی بدر ہر اللہ تعالیٰ فرمایا بچا نیری اس ہائی کی حافی کی بدر ہر عرض کر بچا الہی میں نے بیشک سکھو سنا کیا ہر اللہ تعالیٰ فرمایا بچا اپنی بہائی کا ہاتھ پکڑ اور حنت میں  
 الجنة ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم فان اللہ تعالیٰ یصلح بین المؤمنین  
 ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ہی دُرور اور آپس میں ملاپ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مومنوں میں  
 یوم القیمة قال القرطبی نقل عن شیخہ ہذا البعض الناس من امر اللہ تعالیٰ ان لا یعذبہ وکذا ماروی عنہ علیہ الصلوٰۃ  
 ملاپ کر دیا قرطبی اپنی اوستا دسی نقل کرتا ہی یہہ حال کسی کسی کا ہی جسکو اللہ تعالیٰ عذاب ہی بچانا چاہا اور ایسی ہی وہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام  
 والسلام ان مناد یا بنادی یوم القیمة من تحت العرش یا امة محمد اما کان لی قبلکم فقد وهبتہ لکم فقیث التبعات  
 سے روایت ہی کہ ایک منادی قیامت کی دن عرش کے تل ہی آواز دے گا اسی بہت محمد کی جو میرا حق تہا ہی ذمہ تہا میں نے تو کو بخش دیا اب حقوق عباد باقی ہیں  
 فتواهبوا فادخلوا الجنة یرحمہ فی ہذا ایضا البعض الناس اذ لو کان فی جمیعہم لما دخل احد النار وقد ورد اخبار صحیحۃ  
 سہ ہر ایک و شکر کو بچا کر کی سیر رحمت سے حنت میں چلی جاوے ہر کسی کی ہی تو اسی ہی کیونکہ اگر کسی الہی یہہ ہو تو کوئی ہی دوزخ میں نہ جاوی اور بیشک صحیح حدیثیں  
 نقلھا ثقات ولا بد من الايمان بها من کان من اهل الايمان لا یبقی فی النار لیسبب العصیان بل یخرج منها ولو بعد حین  
 جو ثقات کی روایت آئی ہیں اور نہ ہی بیان لانا ضروری کہ کوئی ایمان والا گناہوں کے سبب سے دوزخ میں نہیں پڑتا ہی گا بلکہ دوزخی بچا اگر یہ بعد زمانہ تکمیل  
 وزمان والخروج منها لا یكون الا بعد الدخول فیہا عصمنا اللہ تعالیٰ عن الدخول فیہا المجلس السنو فی ہذا فضیلة الصبر فی  
 یا زمانہ درازی اور دوزخ سے باہر آنا بدون دخل ہو ہی نہیں ہو سکتا الہی ہکو دوزخ میں جانے ہی بچا ہی ساہرین بھر میں مبرکی فضیلت کا بیان  
 موضع الطاعن وعدم تجاوز الدعاء لرفعه قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس من احد یقع الطاعن فی مکث  
 موضع طاعن اور اسکی دفع کے لئے دعا کا نہ جائز ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئے نہیں کہ طاعون واقع ہو بہر سبب  
 فی بلدہ صابرا محتسبا یعلم انہ لا یصیبہ الا ما کتب اللہ لہ الا کان لہ مثل اجر الشہید ہذا الحدیث من صحیح المصاب  
 اس شہر میں صبر کر کر ثواب کے لئے یہہ سمجھ کر پڑا ہی کہ مجھ کو وہ ہی بچا جو اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہی گمراہی و اہل برابر اجر شہید ہوگا یہہ حدیث مصباح کی صحیح حدیثیں  
 رو بہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا قال ابن حجر مقتضى هذا الحدیث ان اجر الشہید یكون لمن لا یخرجہ من البلد الذی  
 ام المؤمنین عائشہ کی روایت ہی ابن حجر کہتا ہی مقتضى اس حدیث کا یہہ ہی کہ شہید کا اجر اسکو ہوتا ہی جو اس شہر میں ہی جہان  
 وقع فیہ الطاعن ویكون فی حال قامتہ قاصدا ثواب اللہ تعالیٰ راجیا موعدا عامر فابان ما یقوله فهو بتقدیر اللہ تعالیٰ  
 طاعون واقع ہو ہی جلا ندادی اور وہاں تہا ہوا اللہ ہی ثواب کا ارادہ کئے اور اس کے وعدہ کا امید دار رہی یہہ سمجھ کر کہ مجھ پر جو گناہ سوا تقدیر الہی ہی ہے  
 وما یفخر عنہ فهو بتقدیر اللہ تعالیٰ غیر متخیر بوقوعہ معتدا علی ربہ فی کل حال فمن اتصف بهذه الصفات مات  
 اور جو ٹل جاوے گا سو تقدیر الہی ہی ہے اسکی دفع ہونی سے دل تنگ نہو اپنی رب پر ہر حال میں ہر سبب سے ہی خوش رہتا موجود ہوں پروہ

بغير الطاعون فظاهر الحديث ان اجر الشهيد يحصل له ويؤيده رواية من مات في الطاعون فهو شهيد الحديث في فضل الطاعون  
 طاعون من غري توبه موافق ظاهر حديث في انكوشه كالثواب ثابته اورا وكي تايد يدهايت كرتي هي جو شخص طاعون مر جاوے تو شہید ہے اور شہید کی سزا جہنم ہے  
 ثم قال لو وجدت في شخص هذه الصفات ثمرات بعد انقضاء زمن الطاعون فظاهر الحديث انه يكون شهيدا و  
 بہر کہا جس شخص میں یہ صفات موجود ہوں بہرہ بعد گزرنے موسم طاعون کی مری تو ظاہر حدیث معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہید ہے اور  
 نية المؤمن خير من عمله ثم قال وما يستفاد من هذا الحديث ان الصابر في الطاعون للتصف بالصفات المذكورة  
 مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہے یہ کہا اور اس حدیث سے نکلتا ہے کہ طاعون میں صبر کرنے والا جو ان صفات مذکورہ سے موصوف ہو  
 يا من فتنة القبر لانه نظير المراط في سبيل الله تعالى وقد صدق ذلك في المراط كما في حديث مسلم وغيره ثم  
 قبر کے فتنہ سے محفوظ رہے گا اسلئے کہ گواہی دہی ہو گی جہاد میں تیار رہی اور یہ ثواب مراط کے حق میں ثابت ہو گا یہی غنائم حدیث مسلم وغیرہ میں موجود ہے  
 قال واما من لم يتصف بالصفات المذكورة تراه يشتد تضجيرة يشتغل بوجوه من الخيل في دفعه بانواع الاشياء  
 اور جس شخص میں صفات مذکورہ موجود نہ ہوں تو دیکھو کہ متبادل تنگ ہوتا ہے اور بائیں کر سیکو قسم قسم کی میلی طرح طرح کی باتیں جو دبا کی روک تھام  
 التي يقال انها تدفعه كالرق والخواتم والتعويذات التي تعلق في الروس وتكتب على الابواب ويتشام بانواع الطير  
 مشہور ہیں کہے جاتے ہیں جیسے منتر اور نقوش اور تعویذ جو گلے میں ڈالتے ہیں اور روز ازون ہر کتبے میں اور سنگوں پر یا قسم قسم کی قال سے  
 التي هي الشارح عنها ويحيل امره على الهوى والماء من غير نظر الى سببه الحقيقي الذي هو ظهور الفاحشة واحلا المنكرات  
 جو شرع میں ممنوع ہیں اور حلال کرنا اسکے حال کا آگے ہوا پر اور حقیقی سبب کچھ لحاظ نہیں جو ظاہر ہونا اور شرعاً ہونا منکرات کا ہے  
 ويحتنب عن عيادة المرضى حضور الجنائز التي ترقق القلوب وتستجلب الدموع وتولد الخشية والخشوع واكثرهم  
 اور بیماروں کی عیادت اور جنازہ پر جانا جسے دل نرم ہوتی ہیں اور آنسو ٹپکتے ہیں اور خوف اور انکسار پیدا ہوتا ہے اور ایسی لوگ اکثر  
 يموتون في زمن الطاعون بالطاعون وغیره فتفوتهم درجة الشهادة بسبب عدم امتثالهم بالامر بالصبر عليه  
 طاعون کی موسم میں طاعون وغیرہ سے مر جاتے ہیں سو انکو درجہ شہادہ کا نہیں ملے گا کیونکہ سوائے قلم کے طاعون میں صبر کیا  
 عند وقوعه وقد يموت بعض منهم فيزعمون انه يقوم بعد موته ويخرج من قبره ليلا ويدبر بيوت الناس و  
 اور ان میں کوئی مر جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ موت کی بعد یہ اوٹھتا ہے اور رات کو قبر میں سے نکل کر لوگوں کے گھر وین تہہ ہوتا ہے  
 يدعو بعض اصحابها ويموت من دعاة وهذا الزعم ينشون قبره وينجونه بل سبما يخرجونه ويجرفونه كما يفعل  
 اپنی بارون میں کسی کسی کو کھڑا کرتا ہے یہ کہہ کر وہ کھڑا ہوتا ہے یہی مر جاتا ہے یہی کھڑا ہو کر قبر اور سڑک پر کھڑے ہو کر دفن ہو کر نکلتا ہے کہ یہ ہونگے جی میں خاں پتھر  
 كفار لهند مع كون هذه الافعال كلها ما ورد النهي عنها في الشرع المحرم وانما يترتب كونها لفوتهم عن الطاعون وكراهتهم  
 کفار یہ ہے جی کرتے ہیں باوجودیکہ یہ تمام حرکات دین محمد میں سب سے ممنوع ہیں اور یہ حرکات اسہی لئی کرتے ہیں کہ طاعون کے گہرے ہونے پر اندر گروہ سمجھتے  
 له وقد ثبت انه عليه السلام دعا به امته وقال اللهم اجعل فناء امتي بالطعن والطاعون وبعضهم وان استشكل  
 اور بیشک ثابت ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی امت کی دعا کی تھی کہ اے اللہ میری امت کے موت طعن اور طاعون سے دے دے اور بعضوں نے اگرچہ اس حدیث سے  
 هذا الحديث بان اكثر الامم يموتون بغيرها لكن اجيب بانها الغالب على فناء الامم وهو صحيح بلا شك اذ لو استقر  
 یہ اعتراض کیا ہے کہ موت اکثر امت کی تو بغیر طعن اور طاعون کی ہوتی ہے لیکن جواب یہ ہے کہ اکثر یہی دونوں امت کے موت کے لئی ہوتی ہیں اور یہ بات بیشک صحیح ہے کیونکہ اکثر تحقیق  
 الا لم يوجد العدد الذي مات في الطاعون اكثر من العدد الذي مات فيما بينه وبين الطاعون الذي قبله فكيف اذا انضم  
 تلاش کرو تو البتہ گنتی طاعون کے مردوں کی اور مردوں سے زیادہ ہو گی جو درمیان میں اس طاعون کے پہلے طاعون کے مردوں میں یہ کہہ کر مقتولین کو شامل  
 اليه القتل الحاصل في الجهاد وفي الفتن فان قيل كيف دعا على امته بالهلاك فالجواب ان المقصود من هذا الدعاء ليس  
 کرین جو جہاد یا فتنہ میں قتل ہوئی ہیں تو کیونکہ زیادہ ہو گی یہ کہہ کر اپنی امت کی ہلاکت کی کوئی ہلکی توجہ اس پر کہ اس کا کوئی نقص نہ ہو



بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على  
سيدنا محمد وآله الطيبين  
الطاهرين

دعاء عليهم بالهلاك وان كان من لوازمه الهلاك بل المراد منه حصول الشهادة لهم بكل من الامر بان الموت  
مكره بل انك اوسى بوزم من جی بكنی وعلیه وسیلہ ان دونو اسباب کے اوسنے لئے شہادت مطلوب ہی کیونکہ موت تو ایسے سے پیچھے ہوئی ہے  
امر لازم لا خلاص منه فكان محط الدعاء على جعل كل منهما اسببا للموت الذي قدرة الله تعالى ولا عفرته حتى  
کہ دوسرے اصلا مخلص نہیں ہے پس مطلب دعا کا یہی کہ طعن اور طاعون ہی موت آیا کرنی جو ہمد قسائی مقرر کے ہی اور اوس ہی کوئی بجا نہیں ہے  
يحصل بكل منهما الشهادة أما حصولها بالطعن الذي هو القتل المحاصل في الجهاد والفتن فظاهرا أما حصولها  
تا کہ ان دونو سے شہادت ہو کر ہی ہر حصول شہادت طعن ہی جو میں جہاد میں یا فتنہ میں مارے جاتے ہیں ظاہر ہے رہا حصول شہادت کا  
بالطاعون فلما ثبت بالحديث انه وخناء لثنا من اجن فيكون شهادته بلا ريب ولهذا كان الدعاء برفعه غير  
طاعون کے سوا کسی کہ حدیث ہی ثابت ہو اسی کہ طاعون کو جہاد ہی دشمنوں خات کا ہے پس بیشک ہر جگہ اور اسی لئے کہ دعا جائز نہیں ہے  
مشرع قال النبي بكرة لان معاذ ائتمن منه واعتل بان الطاعون شهادة ورجحة ودعوة نبينا محمد عليه السلام  
شیخہ کہتا ہی کہ وہ ہی اسلئے کہ معاذ نے دعا کی اور یہ محبت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعا  
على طاروي عن عبد الله بن رافع ان ابا عبيدة بن الجراح لما اصيب في طاعون عمواس استخلف معاذ واشتد لاهر  
سوانق روایت عبد اللہ بن رافع کے کہ ابو عبیدہ ابن جراح جب طاعون عمواس میں مبتلا ہو کر معاذ سے دعا کرنے کے لئے آیا اور اس کی شدت ہو  
فقال للناس معاذ ادع الله برفعه هذا الرجل فقل انه ليس بجرح ولكنه دعوة تبيكم وموت صالحين قبلكم وشهادة  
معاذ سے کہا کہ اللہ ہی دعا مانگو کہ یہ عذاب دور ہو جاوے معاذ نے کہا یہ عذاب نہیں ہے بلکہ یہ تمہارے نبی کی دعا ہے اور اگلے صلوات کی موت اور شہادت ہی  
يخص الله تعالى بها من شاء منكم اللهم ات ال معاذ نصيبهم لا وفر من هذه الرحمة فهذا القول من معاذ صريح بان  
تم میں ہی جسکو چاہے اللہ عطا فرماوی اللہ معاذ کی اہل کو بڑا حصہ اس رحمت میں ہی عطا کر اور معاذ کی یہ تفسیر صریح ہے کہ  
الدعاء برفعه غير مشروع وقد صح ان معاذ اعلم الامة بالحلال والحرام وانه امام الفقهاء يوم القيمة فلو كان مشروعا  
اسکے دور ہو نیکی دعا جائز نہیں ہی اور تحقیق ہو چکا ہے کہ معاذ تمام امت میں حلال اور حرام کو خوب جانتا تھا اور قیامت کی روز نماز فقہاء کا پیشوا ہو گا اگر دعا  
لما حوجهم ان يسألوه بل كان يفعل من تلقاء نفسه بل لو كان صابحا لبادر بفعله عند سؤل الرعية عنه ما ظنوا  
جائز ہوتی تو لوگوں کی کہنے کی کیا حاجت تھی بلکہ وہ خود بخود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو فوراً کرتا جب لوگوں نے اس سے عرض کیا تھا اس خیال ہی کہ ہر حق میں  
انه مصلحة لم وقد صرح الحنابلة المسئلة وقال صاحب الفروع منهم لا يثبت له لانه لم يثبت القنوت في طاعون  
بہر ہے اور حنبلوں نے اس مسئلہ کو صراحت ہی بیان کیا ہی اور صاحب فروع اوہیں ہی کہتا ہی اسکی دعا میں اسلئے کہ طاعون عمواس میں دعا ثابت نہیں تھی  
عمواس وغيره وابن الجوزي قال الى مشروعية فردى الا انه من علم الاجتماع له وقال واقا الاجتماع للدعاء برفعه كما في  
اور ابن حجر اگرچہ پسند کرتا ہی کہ الگ الگ جائز ہی پرا اجتماع کو وہ ہے منع کرتا ہے اور کہتا ہی کہ جماعت کرنی دفع کی دعا کی لئی جیسے  
لاستسقاء قد عتحدث بد مشق في الطاعون الكبير سنة تسع واربعين وسبع مائة ولم يفد شيئا بل اورد الامر  
نماز استقامت ہوتی ہی سوتہ ہی دشمن میں جا کر ہوتی تھی بڑے طاعون ششہ سات سو انچاس میں اور کچھ فائدہ ہی نہوا ہوا بل حال اور یہی  
شدة ثم قال ولو انه كان مشروعا ليجتف على السلف ولا على فقهاء الامصار واتباعهم في الا عصار الماضية فلم يبلغنا  
تباہ ہو گیا ہر کہا اور اگر دعا جائز ہوتی تو سلف پر پیشید نہ رہتے اور نہ ملک کی فقہاء پر اور نہ اوکی ملاتہ نہ پڑتا نہ گذشتہ میں سوا اس باب میں ہر نہ کوئی روایت ہی  
في ذلك خبر ولا اثر عن المحدثين ولا فرع مسطور عن احد من الفقهاء وائمة الدين وقد تمسك قوم على مشروعية بقول  
اور نہ محدثین ہی کوئی اثر اور نہ کوسے جزی کسی فقیہ اور دین کی امام کی کہی ہو ہے اور ایک قوم نے جواز دعا پر بعض فقہاء کے  
بعض الفقهاء ان القنوت في الصلوات كلها مشروع عند النوال وان الاجتماع والدعاء لعموم الامراض جائز وقالوا ان نصيب  
اس قول ہی تمسک کیا ہی کہ دعا قنوت تمام نمازوں میں ہر وقت نزول حوادث کی مشروع ہے اور حاجت کرنی اور دعا مانگنی عموم امر ہرگز وسطی جائز وہ قوم شیعہ ہیں

بالمريض العام بمنزلة التصريح بالوباء الذي يشعل الطاعون وهو ايضا من اشد النوازل والجواب ان كلام من الوباء والنوازل  
 عموم امراض كانا من ليننا بنزل نام لينه وبكى هي جسمين طاعون هي داخل هي اوريجي ہے بڑا حادثہ ہے اور جواب یہ ہے کہ تمام وبا اور حوادث  
 وان كان عامًا يشمل الطاعون وغيره الا ان الطاعون اختص بكونه شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه السلام بخلاف  
 اگرچہ عام ہیں کہ طاعون وغیرہ ہی اینجی اہل ہیں پر طاعون پر خاص کر شہادت ہوتی ہی اور رحمت ہی اور ہمار نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا کے برخلاف  
 الوباء والنوازل وهذا شرع الدعاء برفعها ولم يشرع برفع الطاعون ويؤيد ذلك ورد النهي عن الفرار منه دون الوباء و  
 وبار اور حوادث کی اور کسی ہی وبا اور نوازل کی رفع کی دعا جائز ہی اور طاعون کے رفع کی عاجز نہیں اور کسی کی تاکید کرتی ہی طاعون ہی کی نعمت سوار وبا اور  
 سائر النوازل فانه قد وقع في القرن الاول مرات متعددة والصحابة يومئذ متوافرون واكابرهم موجودون ولم ينقل عن  
 اور تمام حوادث کے کیونکہ طاعون قرن اول میں کئی بار نازل ہوا ہی اور صحابہ اور سوقت بہت اور بڑی بڑے موجود تھے اور کسی سی بڑے نہیں  
 واحد منهم انه فعل شيئا من ذلك او امر به والمراد من قول معاذ دعوة نبيكم حديث اللهم اجعل فتاء امتي بالطعن و  
 کہ کسی نے نہیں ہے کچھ ہے آپ کیا ہوا کسی کو بتایا ہو اور معاذ کا قول دعوة نبيكم اس سے مراد یہ حدیث ہی الہی کر دی نیستی میری امت کے طعن اور  
 الطاعون والمراد بالصالحين قبلكم قد تكلم عليه الكلابادي فقال يجوز ان يكون المراد بهم بنو اسرائيل فان الطاعون  
 طاعون سے اور صالحین سے جوت مارا مراد ہیں اولین کلابادی گفتگو کرتا ہی اور کسی را می یہ ہی کہ اون لوگوں سی بنی اسرائیل مراد ہوتی ہیں کیونکہ کلابادی  
 وان كان قد وقع عذابهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها الا انه قد جعل كفارة لهم وطهارة لما كان منهم  
 اگرچہ اون پر عذاب آیا تھا وقت ظہور اور یہ ملا ہوئے منکرات کے جو دم کہا رہے منع نکلیا پر اون کی حق میں اون کی دم کہا رہی کی گناہ کا کفارہ اور طہارت سنتے  
 من السكوت كما كان قتل بعضهم بعضا كفارة لمن كان منهم عبد الجبل فانهم تأثروا بالصالحين مستسلمين وقد علم من  
 جیسی آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ سے واسطے کفارہ کو سالہ پستی کی قبل ہوئے کیونکہ یہ تائب اور صلی اور طہارت ہے اور اس سے معلوم ہوا  
 هذا ان الواجب على كل مسلم ان يسعى في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب عن  
 کہ مسلم پر واجب یہ ہی کہ اپنی ذات کی صفائی اور سنگین کو کشش کری اس طور کہ جو اس کے ذمہ فرائض اور واجبات ہیں ادا کری  
 المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات والمبادرة الى مرد المظالم والتخلص من التبعات وهو مطلوب في كل  
 اور محرمات اور مکروہات سے بچے اور گناہوں اور بڑائیوں سی توبہ کری اور جو اور خطا کی معافی اور حقوق سی رستگاری میں جلدی کری اور تپنی سے تپ بڑھت  
 وقت ويتأكد ذلك عند وقوع الوباء عموما ولم يقع به الطاعون خصوصا لاسيما الوصية من غير ان يقع فيه بالحيف لقوله ع  
 درکار ہی اور اس میں وبا کی موسم میں عموما تاکیدیہ اور جو طاعون میں مبتلا ہوا و سکون زیادہ تر علی الخصوص وصیت میں کہ بلا قصویٰ کو کات ہو وہ علی شادی علیہ السلام  
 ماحق امر مسلم له شيء يوصي فيه يبيت ليلتين الا ووصيته مكتوبة عنده فان معناه اذا كان لامر مسلم شيء يريد ان يوصي  
 نہیں چاہتا کہ شخص لمان بالک کسی چیز کا قابل وصیت کی کہ دو شب بیکو کو وصیت دے کہی ہو اس کی یا چھ شب کی یہ معنی ہیں جب کسی مسلمان یا کسی چیز کو وصیت دے کہی ہو اس کی  
 فحقه ليس الا ان يكون وصيته مكتوبة عنده لانه لا يدري متى يوافيه منية ويحول بينه وبين ما يريد وقيد ليلتين  
 تو اس کا اور نہیں ہے مگر اس کی وصیت کہی ہوئی اس کی پاس ہو کیونکہ کیا جانتا کہی اس کی موت کب ہی میں گراوے کی ارادہ کرے کہ اور دو شب کی قید  
 غير مقصود بل هو تنبيه على انه لا ينبغي ان يمضي عليه زمان وان كان قليلا الا ووصيته مكتوبة عنده لاسيما اذا كان عليه  
 کچھ مقصود نہیں ہی بلکہ یہ تاکید ہے کہ ایسا نہیں چاہی کہ اوپر کچھ زمانہ گزری اگرچہ قلیل ہو مگر اس کی وصیت کہی ہو اس کی پاس ہو خاص وقت کہ اس کی  
 دين او دليعة او غير ذلك من الحقوق في يلزمه الوصية ويستحب تعجيلها لانه لا يامر ان يشتد مرضه فيعقل لسانه  
 قرصن ہو یا امانت یا کوئی اور حق ہو پس یہ وصیت ضروری ہی اور اس میں حدیث اس سے مستحب ہے کیا خبر ہی کہ مرض بڑھ کر زبان بند ہو جاوے  
 فيموت بغير وصية فيكون اثبات ترك ما وجب عليه ان كانت الوصية واجبة عليه بان كان عليه حق من حقوق الله  
 بہرے وصیت مر جاوے اب اپنی ذمہ کا واجب ترک کرنی سی گناہ رہو لہذا اگر اوپر وصیت بائن کا طو ہے تب کہ اس کی ذمہ کو سے حق اللہ



3

فھی بسبب معاصیکم التي التسموها والله تعالى یعفو عن کثیر من الذنوب فلا یعاقب علیها فی الدنیا وقال علی المؤمن  
 سووہ تمہاری تا فرمائی کی شامت سی ہے جو تم کو ملے گی ہو اور اللہ تعالیٰ بہتری گناہ معاف کر دیتا ہے اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ  
 عند الله تعالى خمس نقات فاولها المرض ثم المصائب فان كان ذنوبه اکثر یعذب فی قبره فان كانت اکثر من ذلك  
 اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے عفویت ہیں پہلی بیماری ہے اگر اس کی گناہ بڑھتی ہو تو قبر میں عذاب ہوتا ہے پہلی اگر اس سے زیادہ ہوتی ہیں  
 یجس علی الصراط وان كانت اکثر من ذلك یعذب فی جہنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها وهذا کله مختص بالمجرمین واما  
 تو صراط پر کتا ہے اور اگر اس سے بڑھتی ہو تو ہیں تو گناہوں کی موافق دوزخ میں عذاب ہوتا ہے پہلی اور عفویت نکلے گا یہ تمام حال گناہگاروں کا ہے اور اگر  
 غیر المجرمین من المؤمنین فانما یرفعہم المصائب فی الدنیا لیرفعہم درجاتہم فی العقبی کما جاء فی الحدیث ان الرجل لیکون  
 بے گناہ مومن اور نہ مصائب دنیاوی اسہی لئے آتی ہے کہ اس کے درجات عقبہ میں بلند ہو جائیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ بعض شخص کا ایک تیرہ  
 له عند الله منزلة فما یبلغها بعمله فما یرال الله تعالى یتلیہ بما یرکھه حتی یرفعہا یاها والاحادیث فی هذا المعنی  
 اللہ کے نزدیک مقرر ہوتا ہے سووہ عمل کی برکت سی حاصل ہو کر سکتا ہے اور سکھ کر بات میں تاں مستلزم کرتا ہے کہ وہ مرتبہ پالتا ہے اور اس میں حدیثیں  
 کثیرة لکن ینبغی ان یعلم ان الثواب الوارد لاهل البلاء فی هذه الاحادیث وغیرہا منوط بالصبر ولا علی نفس المصیبة  
 بہت ہیں لیکن سمجھنی کی بات ہے کہ ثواب اہل بلا کا جو ان حدیثوں میں اور اور جگہ آیا ہے اس کا مدار بڑھتے ہیں مصیبت پر نہیں ہے  
 علی ماروی عن سفیان الثوری انه قال انما الاجر علی قدر الصبر والصبر خلق کسبی یتخلق به الانسان ویختص به ولا  
 موافق روایت سفیان ثوری کی وہ کہتا ہے کہ اجر برابر صبر کے ہوتا ہے اور صبر ایسی سیرت کسبی ہے جو صرف انسان ہی حاصل کر سکتا ہے انسان ہی کا  
 یتصور فی الملئکة والبیہائم وهو ثبات القلب علی احکام القدر والشرع وحسن النفس عن الجزع واللسان عن الشکو  
 فرشتے اور جانوروں میں نہیں ہو سکتا یعنی قناعت پر اور شرع کی احکام پر دل کا قائم رکھنا اور نفس کو بصبری سے اور زبان کو شکوہ شکایت سے  
 والجورح عن فعل لا ینبغی قال الشیخ الامام عزالدین بن عبد السلام قد ظن بعض الناس ان المصاب ماجر علی مصیبة  
 اور بعض لو کو بیہودہ کار وبارسی بند کرنا شیخ امام عزالدین بن عبد السلام کہتا ہے بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ شخص مصیبت زدہ مصیبت پر ماجر ہوتا ہے  
 وهذا خطأ لان المصائب لیس من کسبه اصلا لا مباشرة ولا تسببا وقد قال الله تعالى انما تجزون ما کنتم تعملون  
 اور یہ گمان غلط ہے اس لئے کہ مصیبت انسان کی اختیار سے نہیں ہوتی بل اعتبار عمل کے اور نہ باعتبار سبب کے اور بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ہی بدلہ پاؤ گی جو کرتے تھے  
 فمن مات ولده وتلف ماله واصیب ببلاء فی بدنه فهذه المصائب لیست من کسبه ولا من تسببه حتی یوجد  
 پس جب کا بیٹا مر جاوے اور مال تلف ہو اور بدن پر آفت آجائی تو یہ مصیبتیں اس کی اختیار سے نہیں ہیں اور نہ اس کے سبب پیدا کرنے سے تاکہ اس پر ثواب ملے  
 علیہا بل ان صبر علیہا یرفعہ لہ اجر الصابرین وان رضى بما یرکون لہ اجر الراضین لکن قد ورد فی الحدیث انما الصبر  
 بلکہ اگر صبر کر لیا تو اس کو صابرین کا سا ثواب ملے گا اور اگر اس پر رضامند ہوا تو رضامندوں کا اجر ملے گا لیکن حدیث میں بیشک یہ آیا ہے کہ صبر  
 عند الصدمة الاولى کما روی عن انس انه علیہ السلام فرما یرة تنبکی عند قبر فقال لها اتقی الله واصبری فقالت الیک  
 پہلے صدمہ پر ہوا کرتا ہے چنانچہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک عورت کے پاس قبر پر روتی تھی گئی آپ نے فرمایا ای عورت خلاصی ہو اور صبر کر جاوے یا اگر نہ تجھ پر  
 عنی فانک لمر نضب بمصیبتی ولم تعرفہ فقیل لها انه النبی علیہ السلام فانت النبی علیہ السلام فقالت لہ اعرفک یا رسول  
 ایسی مصیبت نہیں پڑھی ہے اور اگر اس نے پہچانا کسی نے کہا کہ یہ نبی علیہ السلام ہیں پھر وہ نے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا میں تجھ کو پہچان رہی ہوں  
 الله فقال النبی علیہ السلام انما الصبر عند الصدمة الاولى وانما قال كذلك اذ بعد ما مضی علیہ زمان یحصل الصبر  
 پہچانا نہیں تھا پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا صبر پہلے صدمہ پر ہوتا ہے اور یہ پہلی سلسلہ غم یا کہ جفا و سیر کچھ دیر گزر جاتے ہی تو یہ مصیبت زدہ کو خود بخود صبر آجاتا ہے  
 لكل مصاب شفاء امرابی وقال ابن مبرک المصیبة واحدة فان جزع صاحبها صارت اثنتین احل لهما المصیبة نفسہا  
 جاسے یا نچاسے اور ابن المبارک کہتا ہے پہلے مصیبت ایک ہوتی ہے پھر اگر وہ بصبری کرتا ہے تو دو مصیبتیں ہو جاتی ہیں ایک تو وہ ہی مصیبت





للملکة اقتضت ولد عبدی فیقولون نعم فیقول اقتضت ثمرة قلبه فیقولون نعم فیقول ماذا قال عبدی  
فرشون سی پوچھا ہی کیا تمہی میر بندہ کی بھر کی جان نکالے وہ عرض کرتی ہیں ان ہم فرماتا ہی کیا جان لی اوکی اوکی ٹہری کی عرض کرتی ہیں ان ہم پوچھا ہی میر بندہ کی کیا کہا  
حمدک واسترجع فیقول اللہ تعالیٰ ابنو العبدی بیتا فی الجنة وسموه بیت الحمد قد ذکر ان اهل الاعمال  
پہر وہ عرض کرتی ہیں میر بندہ کو دنا دنا ایہ بھوک کیا پھر تمہا فرماتا ہی میر بندہ کی کی الٹی جنت میں گھر بنا کر بیت الحمد نام رکھ دو اور مذکور ہے کہ نماز سے

من الصلوة والزکوة والصوم والحج یؤتی بہم یوم القیمة فیوفی الیہم اجرہم بالمیزان ثم یؤتی باهل البلد فلا یب  
اور زکوة دینی والے اور روزہ دار اور حاجب قیامت کے دن حاضر کئے جاویں گے تو انکا ثواب میزان سے تول کر پورا کیا جاوے گا پھر مصیبت سے بڑھ کر  
لہم المیزان ولا ینشر لہم الدیوان بل یصب الاجر صبا فیوذاهل العافیة لوان جلودہم کانت قرضت فی الدنیا  
بلای جاوے گی سو انکی الٹی نہ تر از د کھڑی ہو گے اور کچھ دفر موجود ہو گا کچھ نکلا حیرتے اندازہ برپا یا جاوے گا پھر عافیت الی آرزو کرے گا کسی دنیا میں ہمار کہاں نہیں ہوں سی تری  
بالمقاریض یرون ما یعطی لاهل البلد من الثواب بغير حساب فذلک قوله تعالیٰ لئنما یؤتی الصابرون اجرہم بغير  
حساب کیونکہ دیکھیں گے کہ اہل ہلا کو کتابے حساب ثواب عطا ہوا ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ٹہرنے والوں کے کو عطا ہی او بھانگے

حساب وھذا کان السلف الصالح یرحون بالبلد فی الدنیا لما تحققوا ان فی الصبر علیہ اجر جزیل لا ھایة فان  
ان گنت اور اسی الٹی متقدمین صلحہا دنیا میں بلا پر خوش ہوتے تھے کیونکہ انکو یقین تھا کہ بلا پر صبر کر نہیں بڑا ہی ثواب عطا ہی اگر کوئی

قیل ان کان المراد بالصبر علی البلاء الرضی بہ وعدم الکراہة فلا قدرۃ للادھی علیہ وان کان المراد بہ الفرح بوجو  
اعتراض کری کہ بلا پر صبر کرنے سے اگر یہ مراد ہی کہ بلا پر راضی ہو اور نا خوش نہ آوی تو یہ آدمی کی اختیار میں نہیں ہے اور اگر اس سے مراد ہی کہ بلا پر خوش ہو  
فہو بعد من الاول فالجواب ان الشارع لم یبہ عن شیء لا یدخل تحت الوسم وانما لھی عن المکتسب کشف الجیوب وضرب  
تو یہ اس سے ہی بعید تر معلوم ہوتا ہی جواب یہ ہے کہ شارع فی ایسی شئی ہی کہیں منع نہیں جو اسکی اختیار میں ہو ممانعت اسکی ہی جسکو کر سکتا ہی جیسی کہ بیان چھڑنا  
الحدود والقول باللسان کا الذب والنیاحۃ واما ما ذکر من فرح الصالحین بہ فذلک فرح شرعی مکتسب من قوۃ الایمان  
کے چھپنے اور زبان سے نکلا جیسے چیخا اور نوحہ کرنا اور وہ جو مذکور ہے یعنی بلا پر صلحہا فرحت سو یہ فرح شرعی ہی ایمان اور یقین کے قوت سے

والیقین مثالہ مثال رجل قال له الملك کما اضربک سوطا اعطیک مائۃ دینار فان ذلک الرجل کما یفرح بکثرة فتر  
حاصل ہوتی ہی اوکی مثال ایسی ہی کہ کسی شخص کو بادشاہ کہی میں تیری جب کوڑا ماروں تو ہر کوڑہ کی بدلہ سو شہری دے دوں گا سو یہ شخص باوجود الم کی جیسا

الملك له مع وجود الم الضرب لما یرجو من جزیل العطاء فذلک الصالحون لما سمعوا قوله تعالیٰ انما یوفی الصبرون اجرہم  
بادشاہ کی کثرت ضرب سے خوش ہوتا ہی کیونکہ بڑی بخشش کا امید واری تو ایسی نے جب یہ آیت سننے ٹہرنے والوں ہی کو عطا ہی او بھانگے

بغير حساب وقوله تعالیٰ وجزناہم بما صبروا جنة وجزیرا ویتقنوا بحصول جزیل الثواب ہان علیہم ما صابہم فی  
ان گنت اور بدلہ دیا او انکو کسب کر وہ ٹہری سے بے باغ اور پوشاک ریشمی اور یقین لائی بڑی ثواب ملنی کا تو او پر دنیا میں جو

الدنیا من المصائب کا حکمی عن بعض النساء الصلحت انھا عثرت یوما فانقطع ظفرھا فضعکت فقیل لھا اما تجدین  
مصیبت گذری سب سان ہو گئی چنانچہ کسی صاحبہ عورت کا قصہ ہے کہ ایک روز پہلے گر بڑی تو اسکا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ ہنسی لگی کسی نے کہا کیا تجھکو

حرارة الوجع فقالت ان لذۃ الثواب الحاصل من اللہ تعالیٰ بالصبر والرضی اذالت عنی حرارة الوجع قال العلماء حقیقتا الر  
اسمین دکہ نہیں ہوتا جواب دیا ثواب کی لذت ہے جو اللہ تعالیٰ سے صبر اور رضا پر ملے گا دکہ کی تلخی کو میری لسی دور کر دیا ہی عطا کتی ہیں حقیقت یہ تھا

ما علمناہ اللہ تعالیٰ ان نقوله عند المصیبة اناللہ وانا الیہ راجعون وھذا استرجاع باللسان فلا بد للعاقل عند ابتیانہ  
وہ ہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمکو تعلیم کی ہی کہ مصیبت کی وقت پر کہا کریں ہم مال سد کا ٹہری رکھو او کسی طرف پھر جاؤ اور یہ تو استرجاع زبان ہی ہوا پھر عاقل کو لازم ہی اسکو بتائی کہ

بہ ان یتفکر فی ثواب المصیبة لیسہل علیہ المصیبة فان ثواب المصیبة اذا استقبلہ یوم القیمة یؤدی لوان جمیع  
مصیبت کی ثواب کی تصور کری تاکہ او پر مصیبت سان ہو جاوے بیشک مصیبت کا ثواب قیامت کے روز سامنی آوے گا تو یہ آرزو کرے گا کا شکی میرے ساری اولاد







وصبر امر المؤمنين ومناجات رب العالمين قال عليه السلام ان اعظم الجزاء مع عظم البلاء وان الله تعالى اذا  
 اور پوری طرح سے علیہ السلام نے فرمایا بیشک برائے بلاء بہت سی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ  
 احب قوم ابتلاهم فمن رضى قلبه الرضى ومن سخط قلبه السخط يعقبات كثرة الشواب يحصل حصول كسرة  
 کسی قوم کو محسوس کرتا ہے اور بلا نازل کرتا ہے اگر کسی کو راضی ہو اور کسی کو سخط ہو اور کسی کو کسرت ہو اور کسی کو کسر  
 البلاء فمن رضى به وصبر عليه يحصل له رضا الله تعالى ومن كره البلاء وحزنه ولم يرض به سخط الله تعالى يحصل  
 حاصل ہوتی ہے اور راضی ہوا اور صبر کیا تو اس کے لیے اللہ رضا مند ہو گا اور کسی کو کڑوا اور دلوں کا کیا اور اس کے لیے اللہ سخط مند ہو گا  
 له سخط الله وغضبه لكن ينبغي ان يعلم ان الرضى والسخط محلهما القلب وهما يتعلقان باللسان فلهذا ترى  
 اللہ کی نیرازی اور غضب ہے لیکن چاہیے کہ رضامندی اور نیرازی کا ٹھکانہ دل ہے یہ دونوں دل سے علاوہ کہیں ہیں نہ ان سے علاوہ نہیں کہیں ہیں  
 كثير من الناس يكون له ابن من وجه او شدة المرض مع ان في قلبه الرضى والتسليم بالله تعالى فلهذا كل من  
 اکثر لو لون کو دیکھتی ہو کہ درد کی ناری یا بیماری کی شدت سی آہ اف تو کرتے ہیں تبصرہ کو دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور تسلیم ہوتی ہے اس بیان کی مدافعت جس کی آہ اف  
 يسمع منه انين لا يجوز ان يقال في حقه انه غير صابر وغير راض بحكم الله تعالى ان لا يظلم احد على قلب احد  
 سنے میں آتی ہیں اس کو یہ نہیں کہا جاوے کہ صبر نہیں کرتا اور اس کی حکم پر راضی نہیں ہے  
 وروى عن عامر الرامي انه عليه السلام قال المؤمن اذا اصابه السقم ثم عافاه الله تعالى كان كفارة لما مضى من  
 اور عامر رامی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا کہ مومن اگر بیمار ہو جاتا ہے پھر اس کو اللہ تعالیٰ عافیت دیتا ہے تو گذشتہ گناہوں کا کفارہ  
 ذنوبه وموعظة له فيما يستقبل وان المناقاة اذا مرض ثم اعفى كان كالبعير الذي عقله اهله ثم ارسلوه فلم يعلم  
 اور بیشک منافق اگر بیمار ہو کر صحت پاتا ہے تو ایسا ہی جیسے اونٹ کہ پیسلے اس کو مالکوں نے باندھ دیا پھر اس کو چھوڑ  
 لم عقلوه ولم ارسلوه فعلم من هذا انه تعالى انما يبذل عبدة المؤمنين لمحوسيات اولرفع درجاته التي لم يبلغها  
 تو اس کو چھوڑ نہیں دیتی کیونکہ باندھتا اور کیوں چھوڑ دیا کہ جس سلوک میں اس کو اللہ تعالیٰ اپنی مومن بندہ کو اس کی تبتلا کرتا ہے کہ اس کی گناہوں اور وہ درجات کہ بندگان مصائب کے نہیں  
 الا بانواع البلاء فان الله تعالى يرسل عليه في الدنيا شدائدها ومحنتها حمية له عن الاقتنان بها وتزهيد له عنها  
 لے سکتا تھا باندھو جاوے جو اللہ تعالیٰ اس کو سپرد دنیا میں سختیاں اور محنتیں دنیا کی فتنہ سے بچا کر اور دنیا سے چھوڑا نیکو دلتیا ہے  
 لثلايطمئن اليها ويالف محبتها فيقطع ذلك عن منازل الآخرة لانه متى ابتلى يضعف سموه نفسه وينهب  
 تاکہ دنیا پر اطمینان کر کر اس کے الفت میں نہ پھنس جاوے پھر اس کی نجات سے اخروی مراتب سے محروم نہ جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی نفس کے خستہ اور بشری  
 صفات بشرية وينقطع عنه موالهوى ولذا الدنيا في توجه في كل حال في السراء والضراء الى مولا وبالف الاقبال عليه  
 عادات جاتی رہتی اور ہوا مونس اور دنیا کی لذت اس کی دل سے دور ہو جائے پھر بہر حال راحت اور رنج میں اپنے مولیٰ کے طرف متوجہ رہے گا اور وہ کھڑکھڑائے  
 ويستوطن بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجات الاحباب والاولياء وهذا معنى ما روى عن انس انه عليه  
 الفت بکڑی گا اور صبر اور رضا کو اپنی سلطنت قائم رکھے گا آخر اس کو مرتبہ دوستوں اور اولیاء کا حاصل ہو جاوے گا اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے یہ بھی ہیں کہ نبی علیہ السلام  
 قال ان الله تعالى اذا اراد بعد خيرا او اراد ان يصافيه صتب عليه البلاء صبا ومن جملة ما يصيب عليه من البلاء  
 فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی کو خیر یا اس کو پاکی کیا چاہتا ہے تو اس کو سبب بہت بلاء ڈال دیتا ہے اور بعضے بلاء میں اس قسم کی ہیں کہ  
 انه تعالى يقيض له ويسلط عليه من بعض خلقه من يقصده بالاذى حتى لو اختفى في حجر ضب او فارة يقيض الله تعالى  
 کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے ایسی کو اس سبب تعین کر کر غالب کر دیتا ہے کہ اس کو ہر وقت ستا تا رہے بیان تک کہ اگر گڑھ یا چوہی کی بل میں جا کر دیکھ تو اللہ تعالیٰ  
 له من يؤذيه كما روى عن علي انه عليه السلام قال لو كان المؤمن في حجر ضب ليقض الله تعالى له فيه من يؤذيه وروى  
 اوسہی جگہ اذا رسان کو پہنچتا ہے یا چھوٹے علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا کہ اگر مومن گڑھ کی بل میں جا ہوتا ہے تو اس کی بل میں تباہی والا موجود ہوتا ہے اور ایسی ہے



مثله عن انس بلفظ لو ان المؤمن كان في جرفارة لفيض له فيه من يؤذيه والحكمة في ذلك ان البلاء يسبك صفات  
النفس من غير رقابة هي اگر مؤمن جو بھی کسی پہلے میں ہو تو اس سے بھی بگڑے اور اس کا مؤمنی جامہ جو ہوتا ہی اور اس کی حکمت ہی کہ بلا صفات بشری کو لگا کر صاف کر دیتی ہی  
العبد فکانہ تعالیٰ یسبک نفس عبدة المؤمن بنار المحنة والبلاء لیصفیه من کدورات اخلاق بشریة لیصلہ لولایتہ  
گویا اللہ تعالیٰ اپنی مومن بندہ کی نفس کو صحت اور ہلاکی الگ مین لگا کر صاف کرتا ہی تاکہ عادات بشری کی کدورت سے صاف ہو کر ولایت اور محبت کے لائق ہو جاوے  
ومحبته المجلس الثالث والستون فی بیان تحقیق قوله عليه السلام اغتتم خمساً قبل خمس

بستونویں مجلس اس حدیث کے تحقیق میں کہ غنیمت جان باج کو پہلے باج سے اور حدیث تک

الحدیث وما یتفرع علیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرجل یعطہ اغتتم خمساً قبل خمس شابک  
اور جو اس سے متعلق ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے چند دینی ہوئی فرمایا غنیمت جان باج کو پہلے باج کی جوانی کو

قبل هرمک وصحتک قبل سفک وفراغک قبل شغلک وحیاتک قبل موتک هذا الحدیث  
پہلے بڑھاپی سے اور صحت کو پہلے بیماری سے اور تو انگریز کی طرح فتر سے اور فرصت کو پہلے دہندگی اور زندگی کو پہلے موت سے یہ حدیث

من حسان المصابیہ رواہ صیون بن مهران فانہ علیہ السلام بین فیہ ان الانسان فی حال شبابه یقدر علی  
مصایح کی من حدیثوں میں سے ہے صیون بن مهران کی روایت سے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوانی میں یہ کار کر سکتا ہے

الاعمال التي لا یقدر علیہا فی حال هرمه فلا بد له ان یغتتم الفرصة ویشتغل بالطاعة فی حال شبابه قبل هرمه لانه  
جو حالت بڑی میں نہیں کر سکتا سوا و سکول لازم ہی کہ فرصت کو غنیمت جانے اور حید جوانی میں بڑی سے پہلی عبادت میں مشغول رہی کیونکہ

فی حال شبابه ان ترک العمل والتبع هو له وتعود بالمعصية لا یقدر علی ترکها فی حال هرمه فینبغی له ان یتراک  
جوانی میں اگر عمل خیر ترک کر کر ہوا ہو پس میں نبیہ اور معصیت کی عادت کرے تو پھر کیا طاقت ہی کہ بڑھاپی میں چھوڑ دے تو لائق یہ ہے کہ معاصی کو

المعاصی فی حال شبابه ویعود بنفسه باعمال الخیر حتی یسهل علیہ فی حال هرمه وبتین ایضاً انه فی حال صحتہ یقدر  
جوانی میں ترک کری اور اعمال خیر کی عادت ڈالے تاکہ بڑی میں جا کر آسانی ہو اور یہ ہی بیان فرمایا کہ ان اپنی صحت میں اپنی

علی کسب الخیرت بماله وبدنه فینبغی له ان یغتتم صحتہ ویجتهد فی کسب الخیرت بماله وبدنه لانه اذا مرض یضعف  
مال اور بدن ہی ثواب حاصل کر سکتا ہی پھر اس کو لازم ہی کہ اپنی صحت کو غنیمت جان کر اپنے مال اور بدن کی کسب خیرات میں کوشش کری کیونکہ بیمار ہو کر بدن ناتوان ہو جاتا ہے

بدنه فلا یقدر علی الطاعات ببدره ویقتصر بیده عن ماله فیما زاد علی الثلث فلا یقدر علی التصرف فی ماله الا فی مقدار  
پھر بدن میں طاعات کی طاقت کہان رہتی ہی اور ہاتھ سے تہائی مال کی زیادہ سے تنگ ہو جاتا ہی پھر یہ قدرت نہیں کہ تہائی مال سے زیادہ خرچ کرے

ثلثه وبتین ایضاً انه فی حال غناہ وفي حال فراغه یقدر علی الطاعات بلا مانع فاذا بدل الغنی بالفقر والفراغ بالشغل  
اور یہ ہی بیان فرمایا کہ آدمی تو انگریز اور فرصت میں بلا موانع طاعات کر سکتا ہی اور جب تو انگریز کی بدد فقر آیا اور فرصت کی جگہ دہندہ مال

یظہر الموانع فلا یقدر علی الطاعات بل یكون مشغولاً بامر المعاش فینبغی له ان یغتتم غناہ وفراغہ فی تحصیل الاعمال  
تو پھر موانع پیدا ہوتے ہیں طاعات کی قوت کہان ایک اپنی معاش کی فکر میں لگا رہتا ہے سو لائق یہ ہی کہ تو انگریز اور فرصت کو صالح اعمال کی غنیمت سمجھے

الصالحات لان الغنی یعقبہ الفقر والفراغ یعقبہ الشغل وبتین ایضاً انه فی حال حیونہ یقدر علی العمل فاذا مات  
اس لئے کہ غنا کے پیچھے فقر اور فرصت کی پیچھے دہندہ مال ہوتا ہے اور یہ ہی بیان فرمایا کہ آدمی اپنی زندگی میں عمل کر سکتا ہی اور جب ہوا

ینقطع عن العمل فینبغی له ان یغتتم حیاته ولا یضیع عمره فیما لا ینبغی فان کل نفس من انفاس العمر جوہر نفیسة لا  
تو عمل تمام ہوئے پس لازم یہ ہی کہ اپنی زندگی کو غنیمت جان کر کے باقی عمر کو نہ عمر کا ایک ایک دم ایک نفیس ہے ہر ہے

قیمۃ لها اذ یکن ان یشتری بہا کثر من کنوز الجنة التي لا یتناهی نعیمها ابدالاً باذ فاضاحة تلك الانفاس واشترائها  
اس لئے کہ اسکے بدلہ ایک خزانہ حیات کی خزانوں میں سے ہوتے آسکتا ہی جسکی نعمتیں کہے نام نہوں گے پھر ایسی انفاس کو منہ بچا کہونا اور ایسی چیز کا خریدنا

بما ما یكون سببا لهلاكه باتباع هواه غاية الخسران ونهاية الخذلان فان من يتبع هواه يفعل ما يضره ويهلكه

کہ ہوا ہوس میں پہنسا کر ہلاک کر ڈالے بڑا ہی زبان اور نہایت نقصان دہ سوچ شخص ہوا ہوس میں لگا ہوا ہی تو وہ ہی کام کرتا ہی جس میں

حالا او لا وهو لا يشعر او يشعر لكن لحقت عقله يرحم الله الحاضرة التي لا يبقا لها على لعقوبات الآخرة

حال اور مال کا منہ اور تباہی ہو پر وہ بخیر ہی یا جانتا ہی برہی و توفی ہی حال کی ناپائیدار لذت کو اخروی عقوبات سے جسکی

التي لا نهاية لها وبطن لعن بصيرته وتناهى حماقة انه ظفر بشئ من اللذائذ لا يعلم ذلك لاحتماله

کچھ انتہا نہیں ہے بہتر سمجھتا ہی اور اندھا ہو کر کمال پر تو فی سے خیال کرتا ہی کہ کچھ ہمیشہ اوڑھا یا اور احمق یہ نہیں سمجھتا کہ دنیا سے

يخرج من الدنيا ويرى انه لم يظفر بشئ من اللذائذ فاصلا من لذائذ الدنيا لانها عنه تزول ولا من لذائذ

ابہی ٹھکر دیکھ لیگا کہ کچھ ہی ہمیشہ نکلیا نہ تو دنیا کی ہمیشہ ولذت کیونکہ سب ہر چکنگی اور نہ

الآخرة اذ ليس له اليها الوصول فيبقى في حسرة وندامة حين لا ينفعه الندم وقد روى انه عليه السلام قال

آخرت کی عیش کی لذت کیونکہ وہ کہاں ما تہہ آسکتے ہیں بہر حسرت اور نہ انتہا ہوگی اوس وقت نہ دست ہی کچھ فائدہ ہوگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا

ما من احد يموت الا ندم قالوا وما نذا منه يا رسول الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون اذداد وان كان

جب کوئی مرتا ہی سو نادم ہوتا ہی عرض کیا یا رسول اللہ نہ دست کیوں ہوتی ہی فرمایا اگر نیکو کار ہوتا ہی تو یہ نہ دست ہوتی ہی کہ عمل زیادہ کیوں کئی اور اگر

مستثان ان لا يكون تفرغ فإياها العاقل لا تضيق عمره في الغفلة واجتهد في تحصيل متعة الآخرة قبل

بدکار ہوتا ہی تو یہ نہ دست کیوں نہ باز آ یا سودا نا ہو کر اپنے عمر غفلت میں کیوں کہوتا ہے آخر دی سامان حاصل کر نہیں کوشش اس سے پہلے کہ

ان يجي يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعالين ذلك اليوم فتندم على

کہ ایسا دن آجائے کہ اوس روز تو ہرگز حاصل نہ کر سکے بیشک تو اوس دن کو جلد دیکھ لیگا پہر تو گزشتہ عمر پہر

ما فان من عمره في غير طاعة ربك لا ينفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا و

بدون عبادت پروردگار کی نادم ہوگا اور نہ دست ہی کچھ فائدہ ہوگا کیونکہ آدمی جب تک دنیا کے کاروبار میں لگا رہتا ہے

كان شغله يمنع من العلم احال ذلك العمل على فراغه وقال ذا فرغت عملت فذلك من حماقة من

اور وہ شغل اوسکو عمل نیک سی باز رکھتا ہی تو اوس عمل نیک کو فرصت کی وقت بیکال رکھتا ہی کہتا ہے فرصت بیکال تو کرونگا سو یہ صرف جو توقع ہی

وجهين احدهما ايثار الدنيا على الآخرة وليس هذا من شان العاقل وقد قال الله تعالى بل تؤثرون

دو وجہ سے ایک تو دنیا کو آخرت پر پسند کرتا اور یہ عاقل کا کام نہیں ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بلکہ تم پسند

الحياة الدنيا والآخرة خيرا وابقى والتأني تسويفه العمل الى وان فراغه فانه قد لا يجد مهلة بل يختطفه

رکھتی ہو دنیا کا جینا اور جھلکا کر بہتر ہے اور نہ ہی والا اور دوسرے وجہ عمل کو فرصت کی وقت پر ڈال رکھتا کیونکہ بسنے دفعہ مہلت نہیں ملتی بلکہ

الموت قبل فراغه او يزداد شغله لان اشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فبقي بالازاد ليوم المعاد فالوا

موت فرصت کی وقت سی پہلی آکر پڑے ہی یا وہ دنیا کا دھندلا بڑکا چلا جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کام کا سلسلہ ایک ہی ایک لگا ہوا ہی پہر آخرت کے توشہ سی خالی ہو جاتا

على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحات على اى حال كان قبل وصول الموت ووصول لغوت لقول

سو آدمی پر یہ واجب کہ جلد ہی اعمال صالحہ کو کسے حال میں ہو موت سی پہلی اور فوت سی بیشتر اختیار کر ہی اس آیت کے

تعالى سارعوا الى مغفرة من ربكم وحنة عرضها السموات والارض عدت للمتقين فان من تعلق قلبه

مطابق اور دُور و بخشش پر اپنی رب کی اور جنت بزرگسا پہلا وہی آسمان اور زمین تیار ہو ہی ہی دہسٹی بہر گارونگی بیشک جکا دل

بالدنيا واخذ منها القدر الزائد على حاجته من الطعام والشراب اللباس يكون مضرة عليه لان استيعاب

دنیا پر لگا ہوا ہی اور دنیا میں ہی کچھ مقدار حاجت سی بڑھنے لگتا اور دنیا حاصل کرنا ہی تو اس کی حق میں مضر ہی ہاں اگر اس کے طاعت ابی میں ہی

دنیا پر لگا ہوا ہی اور دنیا میں ہی کچھ مقدار حاجت سی بڑھنے لگتا اور دنیا حاصل کرنا ہی تو اس کی حق میں مضر ہی ہاں اگر اس کے طاعت ابی میں ہی



على طاعة الله تعالى لان كل ما احببه الانسان وخطربه لا بد ان يفارق فان كان احبه لغير الله يعذب به  
 اسلمى کہ آدمی جس چیز کو محبت کی راہ میں پیدا کرے یا تو بالضرر اس سے جدا ہو جائے یا اگر اس کی محبت در سطح غیر الہی تھی تو اس کی ہلاکت  
 بفواته ان يحصل له من الالم قد ما تعلق به قلبه وهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على  
 سے دل کو بچا اور اتنا ہی الم پیدا ہو جائے جتنا اس سے مل تعلق تھا اس ہی المی بعض متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص دنیا کی محبت کرتا ہے اسے کہ اپنی جان کو  
 تحمل المصائب فان محبتا لا ينفك عن ثلث مصائب هم لازم ونفث اثم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن المحبها  
 مصیبت کا گہرائی کیونکہ دنیا کے محبت میں مصیبت غلے نہیں ہوتی منکر دائمی اور سچ ہمیشہ کا اور ارمان بے انتہا اور اگر دنیا کو ترک کرے تو  
 العذاب لعاجل لا هذا الكفى له مصيبة فكيف اذا حيل بينه وبين محبوباته ولذا انه كلما بالموت وصال  
 عذاب سوائے کہ نہ تو یہ مصیبت ہی اس کی المی کفایت کرتی ہی ہر تو کیا حال ہو گا جب موت اور اس کی محبوبات اور لذات کی ہر مین آجادی اور محض  
 معذبان بنفسه كان متلذذا به على قدر لذته التي شغلته عن سعيه في طلب لذة ليوم معادة اذ لو كان  
 عذاب میں رہ جاوے جس سے مری اور اتنا تھا سوائے اس لذت کے جس کے ذریعے قیامت کی راہ در راہ کی کچھ سمجھ لی  
 لا احد الف محبوب ينزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه كان يحب جميعها ويسلب  
 ہزار محبوب ہوں تو موت کے کتنے ہی اس پر ہزار مصیبت ایک بار کی بڑ جاتے ہیں  
 عنه في لحظة واحدة كلما وبقی محسرة وذلك بعد موته وهذا اول فليقاه عقيب موته من الالم فضلا  
 ایک دم بہرین جاتی رہتی ہیں اور مرتے ہی حسرت اور ندامت میں رہ جاتا ہے اور یہ تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آوے گا  
 عما اعتده الله تعالى للذين اسحبوا الحيوۃ الدنيا ورضوا بها من عذاب لاخرة والخاص ان من احب  
 اور سکو تو کیا کہنے عوالم نے اپنے لئے جو دنیا کو محبت سے آخرت کی عذاب پر پسند کر لیتی ہیں آخرت کا عذاب تیار کر رکھا ہی اور حاصل پہنچا کہ جو شخص  
 شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له الله تعالى ولا لكونه معينا على طاعة الله تعالى يحصل له به  
 سوائے کہ اتنا کہ او چیز کی محبت پیدا کر لی درود محبت نہ خدا کے واسطے ہو اور نہ طاعت الہی بہرہ دگار ہو  
 الضرب سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعبش بفضته ولا يستريح من التعب وان ظفر به يكون  
 مسخر ہی بہرہ دہ کہ وہ شئی اس کو حاصل ہو یا نہ ہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اس کے غم میں لگا رہتا ہی بیخ سی آرا نہیں پاتا اور اگر حاصل ہوئی تو وہ الم  
 ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعافا ضعا فاحصل له من اللذة  
 کہ حصول ہی پہلی دیکھا وہ کا وہ اور اس پر فوت ہونے کے بعد چند در چند اس لذت سے زیادہ دل کے حسرت  
 ولونال لعبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل  
 اور اگر آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام اور ساری لذتیں عمر بھر حاصل رہیں اور اس نے آخرت کی سعادت میں  
 السعادة في الآخرة يصير عند الموت كأنه لم يظفر بشي من حظوظها ولذاتها وتغوى تلك المحظوظ  
 کچھ سے نکلے تو وہ مرتے ہی ایسا ہو گا کہ دنیا میں کچھ بچے مڑا اور آرام نہ پایا اور وہ ہی عیش اور آرام  
 واللذة عذابه ويصير معذبان بنفسه ما كان منجاة من جهته فوته مع شدة تعلق  
 اس کے حق میں عذاب ہو جائے گی اور وہ ہی عیش کی چیزیں درود جس عذاب کا سبب بن جائیں گے ایک تو اس کا چھوٹا اور عظم  
 قلبه به ومن جهته عدم حصول ما هو له انفع وادوم فالمحوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب لا  
 دل اور دنیا کا جو بوجہ اسے حاصل ہوتا تھا اس کی لے ہمیشہ کو مفید ہوتا اب حال کہ محبوب تو اتنے سے جاتا رہا اور محبوب عظم  
 لا يحصل له وهذا اول ما يلحقه من العذاب قبل ان يراذ قد قال لعلماء ليس الموت لعدم  
 اس کو میسر نہ ہو گا اور یہ تو وہ عذاب ہی جو دوزخ کے عذاب ہی پہلے اس پر گزریگا اس واسطے کہ علمائے کبار کہتے ہیں کہ موت عدم محض

ولا فناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقة عنه وتبدل من حال الى حال انتقال من  
 اور مری فنا ہی نہیں ہی گت موت کیا ہی روح کا علاقہ بدن سے چھوٹ جانا اور بدن سے الگ ہونا اور ایک حال سے دوسرا حال بدل جانا اور ایک جگہ سے  
 دارالحیاد اور وہو اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال فاصابتكم مصيبة الموت  
 دوسری جگہ نقل کرنا اور یہ بڑی مصیبت ہی اور بیشک اللہ تعالیٰ نے موت کا نام مصیبت رکھا ہی چنانچہ فرمایا ہے ہر غنچہ تم پر مصیبت موت کی  
 فالمتى هو المصيبة العظمى اعظم من الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه وترك العمل له واتباع  
 سو موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اس سے بڑھ کر فاضل رہنا کہ نہ اس کو یاد رکھی اور نہ اس کا کچھ نہ کر کرے اور نہ اس کی کوئی کچھ عمل کرے اور  
 الهوى فان اتباع الهوى سم من سموم الدين يفضي الى الهلاك يوم الدين مع ان المؤمن بنفسه لا يمان  
 ہوا ہوس میں پڑا ہی بیشک ہوا ہوس کی اطاعت دین کی حق میں ایسا نہ ہرے کہ قیامت کی روز ہلاک کر دے لیگا باوجودیکہ مومن صرف بواحد ایمان  
 قد عاهد الله تعالى ان لا يعصيه وذلك لان الايمان قبول التزام فمن يقول لا اله الا الله يصير كانه  
 اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کر لیتا ہی کہ نہ فرمانی نکروں گا اور یہ سہ اسٹی کہ ایمان قبول اور ایسے کہتے ہیں ہر جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے گو باوہ یہ کہتا ہی  
 يقول لى علمت واعتقدت انه تعالى احدى ذاتة وصفاته وافعاله ولا يظهر في العالم شئ الا  
 کہ میں نے یقین کیا اور اعتقاد لایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات اور افعال میں یگانہ ہی اور عالم میں کوئی شئی اس کی اور اطاعت اور  
 بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق لعبادة الا هو والى لزمت عبادته ولا عبد الا اياه فبعد هذا  
 پیدا ہونے کی بدولت ظاہر نہیں ہوسکتی اور کوئی سوا اس کی ستمی بندگی کا نہیں اور میں نے اس کی بندگی اپنی ذمہ لی اور اس کی سوا کسی کے عبادت نہ کرونگا اسے  
 المعاهدة يحرم عليه ان يعصيه في شئ من اوامره ونواهيه حتى ذاد عنه نفسه الى نقص عهد مولا  
 عہد کے بعد اس کو نہ فرمانی کرنے سے حرام ہے کوئی بات جو حکم یا ممانعت یہاں تک کہ اگر اس کی جے میں مولیٰ کی عہد توڑنے کا خیال آوی  
 يلزمه ان يقول لها كما قال يوسف لنبى عليه السلام لامرأة العزيز حين دعتة الى نفسها معاذ الله  
 تو اس کے لازم ہے کہ جے میں یہ کہی جیسے یوسف نبی علیہ السلام نے عزیز کے جو رو سے کہا تھا جب اس نے اپنی طرف طلب کیا خدا کی بناء  
 انذرى احسن مثواى انه لا يفلح الظالمون فان من اشتد ميل نفسه الى ما يشتهيه وتركه مع قل زى عليه  
 وہ عزیز ملک ہے میرا اچھی طرح رکھا ہی مجھ کو اتنے بہلا نہیں جاتی جو لوگ بے انصاف ہیں بیشک بجا دل سے ہر پھر ٹوٹ پڑی اور شہوت کو قدرت ہوتی ہوئے  
 في موضع لا يطلع عليه الا الله تعالى يكون ليد على صحته معاهدة مع ربه في ايمانه فان المؤمن اذا علم  
 ایسے مقام میں کہ سوا اللہ تعالیٰ کی کوئی مطلع نہیں ہو سکے ترک کرے تو یہ دلیل ہے کہ اس نے اپنی ایمانی عہد کو رکے ساتھ پورا کیا بیشک مومن جب یہ سمجھتا ہے  
 ان يضى مولا في تركه هواه يقدّم رضى مولا على هواه ويكون لذته وصفاه فيما يرضى مولا وان كان خافاً  
 کہ مولیٰ کے خوشی ہوا ہوس کے ترک میں ہی تو اپنی مولیٰ خوشی اپنے خواہش پر مقدم رکھتا ہی اور اس کی لذت اور صفات مولیٰ کی رضا مندی میں ہوتی ہی اگرچہ خواہش کے خلاف  
 هواه ويكون له جفاه فيما يرضى مولا وان كان موافقا لهواه بل يكون لذته في ترك شهواته لله تعالى  
 اور اس کا الم اور جفا مولیٰ کی ناخوشی میں ہوتا ہی اگرچہ خواہش کے موافق ہو بلکہ اس کو ترک شہوات میں لذت اس سے زیادہ ہوتے ہی کہ اس لذت کو  
 اعظم من لذته في تناو لها بل يكون كراهته تناو لها عنده في خلوته اشد من كراهته لالم الضرب و  
 حاصل کرے بلکہ اس پر لذت کی بیزاری میں خلوت میں مارا اور قید کے الم سے زیادہ ہوتے ہے  
 المجلس لا ترى ان يوسف لنبى عليه السلام حين قالت امرأة العزيز في حقها وان لم يفعل ما امره لسيحان  
 کیا معلوم نہیں کہ یوسف نبی علیہ السلام کے لئے جب زلیخا عزیز کی بیوی نے یہ کہا اور اگر نہ کر لگا جو اس کو میں کہتے ہوں البتہ قید طریق  
 وليكون من الصاعين كيف قال ب السجين احب الى مما يدعونى اليه فان امرأة العزيز لما كان قلبها  
 اور ہوا کا بنے عزت تو یوسف علیہ السلام نے کیسے یہ ہی کہا ہی رب مجھ کو قید پسندی اس بات سے جس طرف مجھ کو بلاتیاں ہیں کہ نہ کہ زلیخا عزیز کی بیوی کا دل



خالیا عن الايمان ما التالى لسوء والفحشاء مع كونها ذات زوج ويوسف النبي عليه السلام لما كان

چونکہ ایمان ہی خالی تھا تو بدی اور فحشیت کی طرف جھکی اور جو دیکہ سہاگن تھی اور یوسف نبی علیہ السلام کے

قلبه غالباً بالايمن اعرض عما ارادت منه مع كونه شاباً عن باقاً من يعمل مقتضى الايمان ليكون لذته

دل پر چونکہ ایمان غالب تھا تو اسکا کہنا مانا اور جو دیکہ جوان اور مجرّم تھے بیشک جو شخص ایمان کی مطابق عمل کرتا ہے تو اسکو

فى لصبر عما يميل اليه نفسه اذا كان فيه سخط الله تعالى ويتقيد بحاسبته نفسه ليكون الحاسب عليه

نفس کی آرزو پر اگر اس میں غصہ خدا ہوتا ہے تو مزاحمت میں آتا ہے اور اپنی دانستہ حساب میں لگا رہتا ہے تاکہ کل کو اس پر حساب

اهون عداً وطريق المحاسبة ان ينظر في احواله هل اياه من حقوق الله تعالى وحقوق الناس شيء

آسان ہو جائے اور طریق حساب یعنی کامیابی کہ اپنی حال کو دیکھتا رہی کہ اس پر کوئی حق اللہ تعالیٰ یا حقوق عباد میں سے کچھ باقی ہے

املا فيترك فانه من فرائض الله تعالى فيقضيها ويرد المظالم حبة حبة وليست كل من تعرض

یا نہیں پھر اگر نسی فیض الہی سے کچھ قصا ہوا ہو تو اسکو ادا کر کے عرصہ کر دے اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہٹا کر دیوی اور کسیکو

ميداً ولسانه ويطيب قلوبهم بالاحسان اليهم حتى اذا مات لا يبقى عليه فريضة ولا مظلمة و

تاہمہ بازبان ہی ستایا ہو تو معاف کرائی اور جان کر اور نکاح دل خوش کر دی آخر جب مری تو اس پر کوئی فریضہ اور دعویٰ باقی نہ ہو اور

يدخل الجنة بغاي حساب لانه ان مات قبل دالمظالم يحيط به خصاؤه وينشون فيه فخالهم فهذا

لے حساب کتاب بہشت میں چلا جاوی کہ چونکہ اگر حقوق ادا کئے بغیر مر گیا تو اس کے مددے گہر کر فوجیکے یہ

يقول ضرتني هذا يقول انتهتني هذا يقول استخمني وهذا يقول خذت مالي وهذا يقول جدني

کہیگا توئی مجھ کو مایا تھا وہ کہیگا مجھ کو گالی دی تھی کوئی کہیگا مجھ سے کام لیا تھا کوئی کہیگا میرا مال چھین لیا تھا کوئی کہیگا تو نے مجھ کو

مظلوما و كنت قادر على فم الظلم فمادفعت عنى لظلم وهذا يقول رايتني على منكر فما نهيتني

مظلوم پایا اور مجھ کو یہ قدرت تھی کہ ظلم ہے بجا دیتا ہر توئی مجھ کو نہ بچایا اور کوئی کہیگا تو نے مجھ کو گناہ میں مبتلا دیکھا اور مجھ کو منع نہ کیا

عنه فبما هو كذا لك مبهوت متخير من كثرة الخصماء وقد ضعف عن مقاومتهم ومد غنى الرجا الى

ابہ اس حال میں مدعیوں کی کثرت سے بھرا ہوا اور جبران ہو کر انکی جواب دہی اور مقابلہ سے تنگ کر

المولى لفقر راعلة ينجيه من ايديهم اذ يفرع سمعه نداء الجبار اليوم تجزي كل نفس بما كسبت لا ظلم

سول غدار کی طرف امیدوار ہو دیکھا شاید کہ انکی ہاتھ سے ہی بجالیوی ناگاہ اسکی کانٹین آواز آگئے آج بدلا پاویگا ہر جے جیسا کیا یا ظلم نہیں

اليوم فخذ لك ينحلم قلبه ويوقن بهلاك نفسه ففكر ايها الغافل ما نزل الله تعالى في كتابه

آج اب اسکا دل چھوٹ جاویگا اور یقین کر لیگا کہ مر لیا اب سوچ تو ادا غافل اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا نازل کیا ہے

حيث قال ولا تحسبن الله غافلاً عما يعمل الظالمون ولا تنتبع وسوسة الشيطان لانه عدو

جہان فرمایا ہی اور مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف اور شیطان کی وسوسہ کی پیروی مت کر کیونکہ شیطان تو نبی آدم کا

لبنى ادم يريد اضلالهم ليجمعهم مع نفسه الى لنا فيجب على المؤمن ان يدفع وسوسة الشيطان ويتخذ

دشمن نہ راہ سے بچلاتا ہے تاکہ اپنے ساتھ دوزخ میں بھیج لیجاوی اب مومن پر واجب ہے کہ اسکا خیال دور کرے اور اسکو دشمن سمجھے

عدو كما قال الله تعالى ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا واذكر الفقيه ابو الليث في التنبيه

جنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجھ رہو اسکو دشمن اور فقیہ ابو الیث نے تنبیہ میں کہا ہے

ان لك ربعة من الاعلاء محتاج ان تجاهد مع كل واحد منهم احدهم الدنيا وهي عداوة مكادرة

کہ تیرے چار دشمن ہیں اولیٰ میں سے ہر ایک کے ساتھ لڑنا ضرور ہی ایک تو دنیا کہ عہد شکن اور فریب باز ہے

فلنك قال الله تعالى فلا تعزتككم احيوة الدنيا والثاني بنفسك وهي شر الاعداء لما روى عن ابن عباس عليه السلام  
 اسى لى الله تعالى فرماتا ہى سونگو نہ چکاوى دنيا کا جینا اور دوسرا دشمن تیرا نفس ہى میرے سب سے بدتر ہى موافق روایت ابن عباس کی کہ نبی علیہ السلام  
 قال اعدى عدوك نفسك التي بين جنبيك وقد اخبر الله تعالى انها بناتها اماراة بالسوء حيث قال ان  
 فی فرمایا سب سے برا دشمن تیرا نفس جو تیرے دو نو پہلو میں ہى اور بیشک اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہى کہ نفس خود بخود برائی کی بات بتاتا ہى جہاں فرمایا ہر ایک  
 النفس اماراة بالسوء والامر بالسوء دأبها وعادتها لانها خلقت ظالمة جاهلة والعلم والغزل طائر علیها  
 جی تو سکھاتا ہى برائی اور برائی کا حکم دیتا اور سکا طریق اور عادت ہى اسلئے کہ اصل میں بیزار اور جاہل پیدا ہوتا ہى اور علم اور عمل عارضی ہوتا ہى  
 وان لم يدركها رحمة الله تعالى وفضله تبقى على جهلها وظلمها وتكون من حزب الشيطان وتجر من طاعتها  
 اور اگر اوسپر اللہ کی رحمت اور فضل نہ ہو تو جاہل کا جاہل اور ظالم کا ظالم ہى اور شیطان کی جماعت میں بہرتی ہو اور اپنی فوج بردار کو  
 الى العصيان ومخالفة الرحمن لانها تجرى بطبعها في ميدان المخالفة والعبد مجتهد يمنعها عن سوء المطالبات  
 گناہوں میں اور حمان کی مخالفت پر لگا دیو کیونکہ نفس بالطبع مخالفت کی میدان میں جلتا ہى اور آدمی اور کور کوک کر مواخذہ کی خوف سے منع کرتا ہى  
 فمن اطلق عنانها فهو شريكها في فسادها والثالث شيطان الحق فاستعد بالله تعالى منه والرابع شيطان  
 پہر جسنى ادسکی یاگ ڈھیلی چھوڑی تو فساد میں اور شیکہ ہى اور تیسرا دشمن شیطان جی ہى سوا اس ہى خدا کی پناہ مانگتا ہى اور چوتھا دشمن  
 الانس فاحذره فانه اشد عليك من شيطان الحق لان شيطان الحق يكون اغواءه بالوسوسة واما شيطان  
 شیطان انسى ہى حواس سے بچنا جتنے شیطان سے ہى تیری لى سخت تر ہى اسلئے کہ جتنی شیطان کا تو اغواء صرف خیالات سے ہوتا ہى اور انسى شیطان  
 الانس فهو رفيقك السوء يكون اغواءه بالمعاشاة والمواجهة لا يزال يطلب عليك وجهها يربك عما كنت عليه  
 تیرا رفیق بد ہوتا ہى اسکا اغواء ظاہر کہتے کہتے آسنا سامنی ہوتا ہى مردم پہی تالاش کہتے ہى کہ کس طرح مجھ کو تیری وضع سے ڈگا دی  
 كما قال بعض السلف انك تستعيد بالله من الشيطان الرجيم فينصرف واما شيطان الانس فلا يدبر حتى يوقعك في  
 جانی بعضی متقدمین کا قول ہى کہ جب تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ لیتا ہى تو وہ الجھتا ہى اور شیطان انسى سومعصیت ڈالے بغیر کہی نہیں ملتا  
 المعصية ولهذا قال النبي عليه السلام لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا  
 اسہی لى نبی علیہ السلام فی فرمایا سواى مؤمن کی کسیکی پاس مت بیٹھے اور تیرا کہنا سواى پرہیزگار کی کوئی اور نہ کہانی ہائى بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں  
 الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطة لان الصلبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم  
 یہ کار کی ہم نشینی اور ملنی جلنی سے اسلئے ڈرایا ہى کہ ہم نشینی اور ملنی الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہى پھر ضرور ہى کہ موافق  
 ان يكون كما قال النبي عليه السلام يحشر المرء على دينه خليله فليتنظر احدكم من يخال و قد قال الله تعالى الاخلاء  
 ارشاد نبی علیہ السلام کی آدمی اپنی دوست کی دین پر ادھنی اب ہر ایک کو غور کرنا چاہی کیسی ہى دوستی کرتا ہى اور اللہ تعالیٰ فرما چکا ہى جتنی موت میں  
 يومئذ بعضهم لبعض عدوا الا للمتقين فان كل واحد من الاخلاء غير المتقين يقول يوم القيمة يولى لى لى  
 اوسدن دشمن ہونگی مگر جو ہیں ڈروالی بیشک جو دوست پرہیزگار نہیں ہیں وہ قیامت کی روز یہہہ کہیں گی ای غزالی میری کہیں نہ  
 اتخذ فلانا خلیلا لیت بینی و بینک بعد المشرقین فخلیل الانسان وحبہ من یسعی فی عمارۃ اخرتہ وان کان فیہ  
 پکڑی ہوتی مینی فلانی کی دوستی کس طرح محبہ میں اور تجھ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سوا انسان کا دوست اور محبہ ہى ہى کہ آخرت کی بناء میں سہی کری اگرچہ اوسمیں  
 ضرر لدنیاه وعودہ من یسعی فی خسارة اخرتہ وان کان فیہ نفع لدنیاه فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا یخذل  
 دنیا کا ضرر ہو جاوے اور دشمن وہ ہى جو آخرت کو خراب کری اگرچہ اوسمیں دنیا کا فائدہ ہو اس بیان کی مطابق مؤمن کو لازم ہى کہ دوستی ایسی ہی کری  
 خلیلا الا من یشق بدینہ وامانته و یعرف صلاحہ وتقواہ لان المرء یكون يوم القيمة مع من احب لى لى لى  
 جسکی دین اور امانت پر اعتماد ہو اور صلاحیت اور تقویٰ معلوم ہو اسلئے کہ آدمی قیامت کی روز محبوب کی ساتھ ہو ویگا اس ہدایت کی موافق



قال المرء مع من احب قال الحسن البصري لا یغرنکم ظاهرقوله علیه السلام المرء مع من احب فانکم لم تلحقوا  
 کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا آدمی ساتھ محبوب کی ہوگی حسن بصری کہتے ہیں اس حدیث کی ظاہر معنوں پر نہ ہوں کہ آدمی ساتھ محبوب کی ہوگی بیشک تم بدون اعمال کی  
 الا بآثار اعمالکم فان الیہود والنصری یحبون انبیاءہم ولا یكونون معہم یوم القیمة وهذا القول منہ  
 ابراہیم بن سینہ کی کہتے کیونکہ یہود اور نصاریٰ اپنی انبیاء کو محبوب رکھتے ہیں اور قیامت کی دن انکی ساتھ نہوگی انکی اس بات میں یہ  
 یشیر الی ان ہجر المحبة من غیر الموافقة فی العمل لا یتفع فان تعظیم الانبیاء والعلماء والصلحاء وشعبہم انما  
 اشارہ ہی کہ نثری محبت بدون موافقت اعمال کی مفید نہیں ہی کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلی کی تعظیم اور محبت واجب ہوتی ہی  
 بكون بانہما عم فیما دعو الیہ من العلم النافع والعمل الصالح واقفاء آثارہم وسلوک طریقہم لان من اتبعہم  
 کہ انکی اطاعت کری جد ہر وہ بلائی میں یعنی طرف علم نافع اور عمل صالح کی اور انکی پیروی کری اور انکا سا طریق اختیار کری اسلی کہ جو شخص  
 اقتفی آثارہم فیکون سببا لتکثیر اجرہم بمقتضى قوله علیہ السلام من دعی الی ہدی کان لہ من اجر مثل اجری  
 انکی اطاعت اور پیروی کرکے تو باعث انکی زیادتی ثواب کا موافق ارشاد علیہ السلام کی جو شخص ہدایت کری تو اسکو برابر ہدایت ہونی والوکی ثواب ہوگی  
 من تبعہ لا ینقص ذلک من اجرہم شیئا واما من لم یتبعہم ولم یقتف آثارہم بل خالفہم فی العمل واشتغل بتقیل  
 اور انکی ثواب میں سی کچھ کم نہوگی اور جنہی اطاعت نہ کی اور نہ انکی پیروی کی بلکہ عمل میں تو اونی مخالف اور انکی بات نہ پا تو چڑتا  
 ایدیہم وتقلیب نعالمہم والتلق بین ایدیہم والقیام عند روتہم فلیس ذلک من التعظیم والمحبة لانه جعلہم  
 اور جیتیان سید ہی کرتا اور سامنی خوشامد اور دیکھہ کی تعظیم کی لئی کھڑا ہوتا رہا تو یہ کچھ تعظیم اور محبت نہیں ہی کیونکہ اپنی ساتھ  
 مع نفسه عروما من الاجرافای تعظیم ومحبة فی ذلک المجلس الثالث والستون فی بیان محاسبة  
 اور انکی ثواب میں محروم رکھا پھر اس میں کیا تعظیم اور محبت ہوئی تزیہوین مجلس بندہ کی محاسبہ کی بیان میں  
**العبد یوم القیمة والمناقشة فی الحساب** قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزول  
 قیامت کی دن اور حساب کی مناقشہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اہل سکتی دونو  
 قد فاعبد یوم القیمة حتی یسئل عن اربع خصال عن عمرہ فیما افناہ وعن جسده فیما ابلاہ وعن  
 پاؤ کسی آدمی کی قیامت کی روز جب تک پوچھا جاوی چار چیز دہن عمری کیونکر ہوئی اور بدلی کیوں کر پرانا کیا اور  
 حالہ من ابن التاسبہ وفیما انفقہ وعن عملہ ما عمل فیہ هذا الحدیث من حسان المصابیر رواہ ابن  
 ابن سی کہانی لایا اور کہاں خرچ کیا اور علم سی او سیر کیا عمل کیا یہ حدیث مصابیح کی حسن حشون میں ہی ابن مسعود کی  
 مسعود والعبد المذکور فیہ وان کان عامالکونہ نكرة فی سیاق النفی لکنہ مخصص بقوله علیہ السلام  
 روایت سی اور عبد جواس حدیث میں آیا ہی اگرچہ عام ہی کہ نکرہ نیچی نفی کی پڑا ہی پر بیان خاص ہی بدلیل اس حدیث کی  
 یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر حساب فعلى هذا یكون السؤال المذکور فیہ لغیر هؤلاء السبعین  
 میری امت میں سی ستر ہزار بی حساب جنت میں جاویگی اس حدیث کی موافق یہ چاروں سوال سواء ان ستر ہزار کی اور ان میں ہونگی  
 الفافلا بد کل من یؤمن باللہ والیوم الآخر انہ یسئل یوم القیمة ویناقش فی الحساب ویطالب  
 ہر ایک کو جو اللہ اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی ضروری کہ جان رکھی کہ قیامت دن سوال ہوگا اور حساب میں جہڑا ہیسیگا اور ذرہ ذرہ  
 بمشاقیل المذم من الخطرات والمخاطات وتتحقق انہ لا ینجیہ من ہذہ الا خوارا لزم محاسبة النفس  
 سی خطہ اور نگاہ کا مواخذہ ہوگی اور ثابت ہی کہ ان خطرات سی بدون لازم کرنی حساب بنفس کی نجات نہیں ہو سکتی  
 فی تجارتہا لآخرتہا ومطالبتہا فی انفسہا وساعاتہا وحركاتہا وسکناتہا فان من حاسب نفسه قبل ان  
 اوکی تجارت کا حساب آخرت کی واسطی اور اسکا مطالبہ حركات اور سکانات میں دم دم اور کھڑی کھڑی بیشک جسنی حساب دینی سی پہلی اپنا حساب

یحاسب بحسب علیہ یوم القیمة حسابہ ویحضر عند السؤال جوابہ ویحسن منقلبہ وعاہدہ ومن لم  
 درست کیا تو اوپر روز قیامت کو حساب دینا سہل ہو ویگا اور سوال ہوتی ہی جواب پیدا ہو جا ویگا اور اسکا مال اور انجام نیک ہو ویگا اور حسنی حساب  
 یحاسبہ ایدہم حسرتہا ویطول فی عرصات القیمة وقفاتہ ویعود الی آخری والمقت سیاتہ فاذن  
 درست کیا تو ہمیشہ کو ارمان رہی گا اور مدت دراز تک قیامت کی میدان میں کھڑا رہی گا اور اسکی تمام گناہوں کا انجام سواری اور ہلاکت ہی  
 لا بد للمؤمن ان لا یغفل فی تجارتہ لاخرتہ عن مراقبة نفسه فی حرکاتہا وسکناتہا ولحظاتها وخطراتہا  
 مؤمن کو ضرور ہی کہ آخرت کی تجارت میں اپنی نفس کی نگہبانی سی غفلت نہ کری اسکی حرکات اور سکناات اور طاقات اور خطرات کو دیکھتا رہی  
 لان هذه التجارة ربحها الفردوس الاعلی وبلوغ سدة المنتهی مع النبیین والصديقین والشهداء قد فقیق  
 کیونکہ اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلیٰ اور مقام سدة المنتہی انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی ساتھ ہی سواس تجارت کی  
 الحسب فی هذه التجارة اہم من تدقیقہ فی تجارة الدنیا لان ارباح تجارة الدنیا بالقیاس الی النعم المقیم فی  
 حساب کی صفائی بہ نسبت دنیا کی تجارت کی بہت ضروری اسلی کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دائمی نعمتوں اخروی کی کمتر ناپا یاد رہی  
 العقبی قلیلة سريعة الزوال ولاخیر فی خیر لا یدوم بل شر لا یدوم خیر من خیر لا یدوم لان الشر لا یدوم ولا  
 اور عیش ناپا یاد رہی کچھ غریبہ نہیں ہی بلکہ تکلیف ناپا یاد رہی بہتر ہی اسلی کہ تکلیف ناپا یاد رہی ہو چکی  
 زال یبقی الفرہ دائما والخیر الذی لا یدوم اذ زال یبقی الاسف دائما فاعلی هذا یبغی المؤمن اذا صبر فرغ  
 تدبیر دائمی فرحت رہی گی اور عیش ناپا یاد رہی ہو چکا تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہی گا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ صبر ہوتی ہی  
 من فریضة الصبر ان یفرغ قلبہ ساعة فیقول لنفسہ یا نفس لیس فی بضاعة الا عمرک فاذا فنی یفنی  
 فکر کی نازی فارغ ہو کر ایک دم اپنی دل کو خالی کر کر اپنی نفس سی یہ کہی ای نفس میری پاس سوای عمر کی کوئی سرمایہ نہیں ہی جب یہ رہی ہو چکی تو  
 راس المال ویقع الیاس عن التجارة وطلب الربح وهذا الیوم یوم جدید قد امهلنی اللہ تعالیٰ فیہ و  
 راس مال ہو چکا بہر تجارت اور حصول منفعت کی امید نہیں ہی اور آجکا دن نکون ہی کہ اللہ تعالیٰ فی مجھ کو سہولت عطا کی ہی اور  
 آخر فی اجل ولو کان توفاتی لکنتم اتمنی ان یرجعنی الی الدنیا یوما واحدا حتی اعمل فیہ صالحا فاحبت  
 اجل میں تاخیر کر دی ہی اگر وفات دیدیتا تو مجھے آرزو کرتا رہتا کہ اکبر کی فی مجھ کو بہر دنیا میں بھیج دی تاکہ اسدن نیک عمل کروں ای نفس تو یہی بھیج دے لی  
 یا نفس انک توفیت ثم رددت الی الدنیا فایاک ثم ایاک ان تصنع هذا الیوم فان کل ساعة من ساعا العمر  
 کہ مر کر بہر دنیا میں آیا ہی سو جو کس رہ یہ جو کس رہ یہ دن ضایع نہو جاوی بیشک عمر کی ایک ایک ساعت بلکہ عمر کا  
 کل نفس من انفاسہ جوهرة نفیسة لا بدل لہا یکن ان یشتري بہا کثر من کنوز الجنة لا یتناہی نعيمہا ابدا  
 ایک ایک دم ایسا جوہر نفیس فی نظیر ہی کہ اسکی بدلہ جنت کا ایک خزانہ مول سکتی ہیں جسکی نعمتیں کہی تمام نہوں گی سو ایسی نفاس کا  
 لا بد ان یقتضاء هذه الانفاس ضائعة او مصروفة الی المعاصی غایة الخسران ونہایة الخذلان فان عمر الانسان  
 بیکار گزارنا یا معاصی میں لگا رہنا بڑا ہی خسارہ اور نہایت بی ہمتہ ہی کیونکہ انسان کی زندگی  
 زمان اعمالہ الصالحة المقربة له الی اللہ تعالیٰ والموجبة له جزيل الثواب فی یوم الحساب وهذه ہی  
 اعمال صالحہ کی واسطی ہی جس سی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور قیامت کی دن بڑا ہی ثواب ملے اور یہ رہی  
 السعادة التي یبغی للانسان ان یسعی فی تحصیلہا اذ لیس لہ منها الا ما سعی کما قال اللہ تعالیٰ وان لیس  
 سعادت ہی جسکی لی انسان کو ضرور سعی کرنی چاہی اسواسطی کہ انسان کو وہ ہی ملیگا جو آپ کر جائیگا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور یہ رہی  
 للانسان الا ما سعی فکل جزء یفوت من العمر خالیا من عمل صالح یفوت من سعادة الاخرة بقدر ما فنی  
 کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کما یا بہر عمر کا جو دم عمل صالح سی خالی کٹتا ہی دینی ہی سعادت اخروی گھٹتی ہی اور اسہی لی



حضرت مراعاة السلف لانفسهم ولخطاتهم وبادتوا الى اغتنام ساعاتهم واولقاتهم ولم يضيعوا عملهم في  
 متقدمين اينى الفاس اور لحظه لحظه کی بہت ہی خبر داری کرتی تھی اور ہر دم اپنی ساعات اور اوقات کو غنیمت سمجھتی تھی اور اپنی عمر کو  
 البطالة والتقصير قال الحسن البصري ادرکت قوما كانوا على ساعاتهم اشفق منكم على دنائكم ودرأهمكم  
 بیکار اور تقصیر میں نہ کہوتی تھی حسن بصری کہتے ہیں میں نے ایک قوم کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی ساعات کو اس سے زیادہ سنبھالتی تھی کہ تم اپنی امیر فی روپیہ کو سنبھالتی ہو  
 فان واحدا منكم كما لا يحب ان يخرج منه درهم واحد الا فيما يعود اليه نفعه ومم كذلك كانوا لا يحبون  
 کیونکہ جیسی تم میں سے کسی خوش نہیں ہوتا کہ روپیہ ایسی کار میں خرچ ہو جاوی کہ کچھ فائدہ نہ ہو وہ لوگ ہی ایسی ہی خوش نہوتی تھی کہ او کی عمر میں سے ایک ساعت  
 ان يخرج من اعمالهم ساعة الا فيما يعود اليهم نفعه فان اليوم واليلة اربع وعشرون ساعة وقد مر  
 بیغائدہ گذر جاوی بیشک دن رات چوبیس ساعت کا ہوتا ہی اور حدیث میں آیا ہی چنانچہ امام غزالی احیاء میں بیان کرتی ہیں کہ  
 في الخبر على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان العبد يعرض عليه يوم القیمة لكل يوم ويلة اربع وعشرون  
 آدمی کو قیامت کی دن ہر دن رات کی چوبیس چوبیس  
 خزانة مصفوفة فيفتح له منها خزانة فيرأها مملوءة نورا من حسناته التي عملها في تلك الساعة فينال  
 خزانہ کی قطار پیش آویگی پھر اسکی لئی آونین سی ایک خزانہ کہو لیگی نور دیکھگا کہ حسنات کی نور سی بہی جو جو اس ساعت میں کیا تھا پھر اسکو  
 من الفرح والسرور والوزع على اهل النار لادھشهم ذلك الفرح والسرور عن احساس النار ويفتح له  
 اتنا فرحت اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر وہ دوزخوں پر تقسیم کر دین تو ہی حوی سی دوزخ کی الم کا ادراک نہ کر سکیں پھر اسکی لئی اور خزانہ کہو لیگا  
 خزانة اخرى فيراها سوداء مظلمة يفرح نتمها ويتعشاها وهي الساعة التي عصي الله تعالى فيها  
 اسکو سیاہ تاریک دیکھگا کہ بدبو پھیل رہی ہی اور اندھ میرا جہاں ہی یہ وہ ساعت ہوگی جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہی  
 فينال من الحزن والغم والقسم على اهل الجنة لنقص عليهم نعيمها ويفتح له خزانة اخرى فيرأها فارغة  
 پھر اسکو اتنا غم اور ملال پیدا ہوگا کہ اگر جنتیوں پر تقسیم کر دین تو ادھر جنت کی تمام نعمتیں ہی مزہ تلخ ہو جاویں پھر ایک اور خزانہ کہو لیگا اسکو خالی پاو لیگا  
 ليس فيها ما يسره وما يسوده وهي الساعة التي نام فيها واشتغل بشئ من صباغات الدنيا فيقتصر على خلوها  
 نہ اس میں کچھ خوشی ہی اور نہ کوئی غم یہ وہ ساعت ہوگی جس میں سورا یا دنیا کی کسی صباغ چیز میں مشغول ہو گیا پھر اسکی خالی ہوتی پر  
 وينال من الالم ما ينال من قدر على الرجم الكثير والملك الكبير واجله وتساؤل فيه حتى فاته وهكذا يعرض  
 اتنا ارلن کر کر الم او ٹھو لگا جیسی کسکو بڑا ہی فائدہ اور بڑا ملک اتنے آسکتا تھا سنی اتنی سنی اور دیر کی کہ وہ ہاتھ سی جاتا تھا اسی طرح خزانہ  
 عليه خراش اوقاته طول عمره فيذبحي له ان يجتهد في تعبها ولا يدعها فارغة عن الكنوز التي هي اسباب  
 عمر کی ساعات کی بیش آتی جائیگی اب اسکو سزاوار ہی کہ وہ اوقات عمر کو اباد کری اور خزانوں سی خالی چھوڑی جو کہ باعث اسکی سعادت اور ملک کا ہیں  
 سعادته وملكه ويسعى في حفظ جوارحه السبعة التي هي العين والاذن واللسان والبطن والفرج واليد  
 اور ساتوں اعضاء کی حفاظت کری کہ وہ انکے ہی اور کان اور زبان اور پیٹ اور شہر مگاہ اور ہاتھ  
 والرجل لانه ان فعل بواحد منها معصية يكون كافرا للنعمة الله تعالى في جميع الاسباب التي لا بد له منها  
 اور پاو کیونکہ ان میں سے اگر کسی سی ہی گناہ کر لگا تو اسہ کی نعمتوں کا تمام سبب میں مندر ہر لگا جن میں سبب کی عمل کو نہیں ضرورت ہوتی ہی اسلی  
 في اقداره على العمل لان المراد من خلق الدنيا وما فيها ان يستعين الانسان على الوصول الى طاعة الله تعالى  
 کہ مقصود دنیا اور دنیا کی سامان کی سبب اش سی ہی کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طاعت پر مہ حاصل کری  
 ولا يمكن الوصول الى طاعة الله تعالى الا بدوام البدن ولا يبقى البدن الا بالغذاء ولا يحصل الغذاء الا بالماء  
 اور طاعت اللہ کا میسر ہونا بدون قیام بدن کی ممکن نہیں ہی اور بدن بدون غذا کی قائم نہیں رہتا اور غذا بدون پانی

والله اعلم ولا یمکن ذلك الا بخلق الارض والسماء فمن استعمل شيئا من اعضائه في غير طاعة الله تعالى يكون كافرا  
 اور ہر کسی پیدائش ہوتی اور یہ سب بدول پیدایش زمین آسمان کی پوزائین ہوتا ہے جس کی کوئی ماحضو ہوا عبادت کی کسی کار میں لگائی دیکھا تو وہ اس کی ان تمام  
 نعمة الله تعالى في جميع ذلك فلا بد من حفظ الجوارح لان حفظها هو راس المال والربح بعد ذلك فمن لم يكن له راس  
 نعمتیں منکری اب حفاظت اعضا کی ضروری کیونکہ انکی حفاظت بجای اصل مال کی ہی اور فائدہ اسکی بعد ہو و لگا پھر جسکی پاس اصل مال ہی نہیں  
 المال كيف يحصل له الربح وهذه الجوارح السبع لله الملاك والنجاة فمن يهلك يهلك باهلها وعدم حفظها  
 تو وہ فائدہ کیونکہ اگر سکتا ہی اور ان ساتوں اعضا ہی آدمی ہلاک ہوتا ہی اور نجات ہی پاتا ہی پس جو ہلاک ہوتا ہی تو اوکی چھوڑ دینی اور حفاظت نہ کرتی ہی  
 ومن يتجوز بحفظها وعدم ارسالها فحفظها اساس كل خير واهلها اساس كل شر وتجهنم سبعة ابواب  
 اور جو نجات پاتا ہی تو اوکی حفاظت اور نہ چھوڑتی ہی اب اعضا توکی حفاظت تمام خوبی کی جڑ ہی اور جو دینا تمام بدی کی جڑ ہی اور و زخ کی عنات دروازی ہیں  
 وانما يتعين تلك الابواب لمن عصي الله تعالى بتلك الجوارح فيلزم حفظها عن معاصيها اما العين فيحفظها  
 اور وہ دروازی نافہ مانوں کی وہی اور اعضا کی نام سی مقرر ہیں تو تمام اعضا کا معاصی ہی بجانا ضروری  
 عن النظر الى ما يحرم نظره بل عن كل فضل مستغنى عنه لان الله تعالى يثيب العبد عن فضل النظر كما يثيبه عن  
 بجا ہی بلکہ ہر زائد بیکار سی کیونکہ اللہ تعالیٰ بندہ سی فضول نگاہ کا ہی مواخذہ کریگا جیسی بیہودہ کلام سی مواخذہ کریگا  
 فضل الكلام فاذا حفظها عنه لا يقنع به بل يصرفها الى ما خلقت له من النظر الى عجائب صنع الله تعالى ليستد  
 اور جب نگاہ کو نگاہ سی محفوظ رکھا تو آہی پر نہ بیٹھ رہی بلکہ نظری نظر کا کام لی یعنی عجائب صنایع الہی کو دیکھ کر اوکی  
 به على وجده وقدره ورحلته وقدرته وادبته وعلمه وحيوته والنظر في كتابه وفسنة رسوله وسائر  
 وجود اور دوام اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کری اور اوکی کتاب اور اوکی رسول کی سنت اور تمام  
 كتب الدين ليتعلم امر دينه ويتعظ وهكذا يفعل في كل عضو لا سيما في اعضاء وهو القلب الذي يلزم  
 کتب دین کو دیکھی تاکہ امور دینی سیکھی اور پند پزیر ہووی اور اسی طرح ہر عضو کو کام میں لاوی خصوصاً تمام اعضا کی رئیس کو یعنی دل جسکا  
 تطهيره من الاخلاق الذميمة وتزويده بالاخلاق الحميدة وتكيله بالعلم المقرون بالعمل فان من تعلم مسألة  
 عادات بدی پاک رکھنا اور نیک سیرت سی آراستہ کرنا اور علم باعمل سی کامل بنانا ضروری کیونکہ جو کوئی  
 من مسائل الدين ينبغي له ان يكون حاملا بها ولا يستل يوم القيمة عنها يترك عليه قوله عليه السلام عن علم ما  
 مسائل دینی میں سے کوئی مسئلہ سیکھی تو چاہی کہ او سپر عمل کری اور نہیں تو قیامت کی دن اسکا مواخذہ ہو و لگا اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی اور اوکی علم سی پوچھ گچھ  
 عمل فيه فانه ضحى لانه عليه السلام لم يقل ما قال فيه فلي نظر العبد فيما علم هل عمل به وكان من الصادقين الذين اتقى  
 کہ او سپر کیا عمل کیا بیشک یہ خوف کا جگہ ہی اسی کہ نبی علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا او میں کیا بحث کی اب انسان کو غور کرنا چاہی اپنی علم میں آیا او سپر عمل کیا تاکہ صادقین  
 الله تعالى عليهم بقوله اولئك الذين صدقوا وخلفوا عنه بفعله ودخل في قوله عليه السلام انشد الناس عن ابا  
 میں داخل ہو جنکی اللہ تعالیٰ یہ شہادت کرتا ہی یہ وہ قوم ہی جنہوں کی سچ مانیا علی اپنی علم کی برخلاف کر کی اس حدیث کی مضمون میں داخل ہوا سخت تر عذاب  
 يوم القيمة في عالم لم ينفعه الله بعمله وروى عن ابن مسعود انه قال ما منكم من احد الا سيخلو الله به كما يخلو احدكم  
 قیامت کی دن عالم کو جسکی علم سی اللہ تعالیٰ فی نفع ندیا اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ کہتی تھی جو ہی تم میں سے سو اکیلا دیکھیں گا اللہ کو جسکی دیکھتی ہو تم اکیلی  
 بالقرينة البدر ثم يقبل ما غرت بي يا ابن ادم ما علمت بما علمت يا ابن ادم فماذا الجبت المرسلين يا ابن ادم ان رقيبا  
 چودہویں رات کی چاند کو پھر فرما و لگا تو فی ای شخص میری حق میں کیا دہوکا کیا ای شخص تو فی موافق علم کی عمل کیا ای شخص تو فی مریدین کا کہنا کیا مانا ای شخص کیا میں تیرے  
 على عينك وانت تنظر بها الى ما لا يحل لك الم ان رقيبا على اذنك وهكذا على سائر الاعضاء فتفكر يا مسكين في عظيم  
 انگہ کا نگہ بان نہتا اور تو انگہ سی حرام کی طرف نظر کرتا تھا کیا میں تیری کار کا نگہ بان نہیں تھا اسی طرح تمام اعضا پر اب سوچ تو ای مسکین تیری کتنی بڑی نعمت سی



خیانتک اذا ذکرک الله تعالی ذنوبک شفاها اذ یقول لک یا عبدي اما استجیت منی فامرتنی بالقیمة  
 حب الله تعالی تیری خطاؤن کو مہتمم در منہ سدا دلاویگا جب فرماویگا ای شخص کیا تونی مجھسی حیا نکی جلد سیسی خطا کر بیٹھا  
 واستجیت من خلقی واظهرت لہم الجمیل اکتھ علیک من سائر عبادی استخففت بنظری  
 اور میری خلقت سی حیا کر اونی سامتی ایچ تیکو کار کی ظاہر کی کیہ میں تیری نظرون میں تمام مخلوقات سی ہکا بڑا میری نگہبانی کو ہکا سمجھ کر چھوڑا نہ کی  
 الیک ولم تکترب بہ واستغضت نظر غیری فکیف یكون حالک وخجالتک اذا عد علیک  
 اور اورون کی نظر کو بہت بڑا سمجھا اور سوت شیرا کیا حال ہوگا اور کیسی شرمساری ہوگی جب تجھ پر اونی کی  
 نعاوہ ومعاصیک ولاؤہ ومساویدک فان انکرت شیئا یشہد علیک جوارحک فتفتضح علی ملائمتین  
 نعمتین اور تیری گناہ اور اونی خوبیان اور تیری خطا شہر ہوگی پھر اگر تو کچھ نہ کرے گا تو تیری اعضا اتہ پانچ گواہی دیگی پھر تو تمام خلق اللہ کی سامتی  
 الخلاق بشهادة الاعضاء الا ان الله تعالی وعد المؤمن ان یستر علیہ ذنبہ ولا یطلع علیہ غیرہ  
 اعضا کی گواہی کا رسوا ہوویگا ہن بیشک اللہ تعالیٰ فی مومن سی وعدہ کیا ہی کہ اونی خطا چھپاوی اور غیر کو اوپر خبر دار نہ کی  
 کما روی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ السلام قال یدعی اللہ العبد من یوم القیمة ویضع علیہ کفہ  
 جلی ابی ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کی دن بندہ کو پاس بلاویگا اور اوپر پردہ ڈاکر  
 ویسترہ من الخلاق کلہا ویدفع الیہ کتابہ فی ذلک السرفیق قولہ اقر کتابک فیمر بالحسنة فیبض لها  
 تمام خلائق سی چھپاویگا پھر اوس پردہ کی اندر اوسکو تمامہ اعمال دیگر فرماویگا اسکو پردہ تو سہی پھر یہ حسنات کو دیکھ کر خوشی سی کہل جاویگا  
 وجہہ ویبر بالسینۃ فیسود بہا وجہہ فیقول اللہ لہ اقر فی عیادک فیقول نعم یا رب اعرف فیقول انی اعرف  
 اور گناہوں کو دیکھ کر چہرہ سیاہ ہو جاویگا پھر اللہ تعالیٰ فرماویگا کچھ جانتا ہی ہی عرض کرے گا ان ای پروردگار میں تو جانتا ہوں  
 بلک منک قد غفرتہا لک فلا یزال یمر بحسنة تقبل فیسجد وسینۃ تغفر فیسجد فلا یری الخلاق منہ  
 پھر اللہ فرماویگا میں تجھسی زیادہ جانتا ہوں کہ تجھکو معاف کر چکا ہوں پھر ہی حال رہی گا کہ حسنات کو مقبول دیکھ کر پس سجدہ کرے گا اور خطا کو معاف پاویگا پھر سجدہ کرے گا خلق کو  
 الا ذلک حتی ینادی الخلاق بعضہا بعضا طوبی لہذا العبد الذی لم یعص قط ولا یردون ما جرى بینہ  
 اسکا ہی حال نظر آویگا یہاں تک کہ آپسین ایک دوسرے سی کہیں یہ شخص کیا خوش نصیب ہی اسنی گناہ کہی نہیں کیا اور یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ میں  
 وبن اللہ تعالیٰ فیما وقفہ علیہ والاخبار بهذا المعنی کثیرۃ وذلك بفضل منہ فانہ یخاطبہ خطا  
 اور اذہن وہن کبھی کبھی کیا معاملہ گذرے اور اس مضمون کی حدیث میں بہت ہیں اور یہ اسکا فضل ہی فضل ہی کہ اوسکو نرمی سی مخاطب ہو کر فرماویگا  
 الملائکۃ فیقول لہ هل تعرف عبدی فیقول اعرف یا ربی ویقول مننا علیہ ومظہر فضلہ لدیہ  
 ای شخص جانتا ہی ہی عرض کرے گا پروردگار میں جانتا ہوں پھر منت دیکھ کر اور اوپر اپنا فضل ظاہر کر فرماویگا  
 فانی سترتہا علیک فی الدنیا ولم افضحک بہا وانا اغفر ہلک الیوم قیل ہذا ذنوب تاب عنہا کما ذکرنا  
 میں دنیا میں تیری پردہ پوشی کی اور عزت رکھتی آج ہی تجھکو معاف کرتا ہوں بعضی کہتی ہیں یہ گناہ توبہ کی ہوئی ہونگی چنانچہ یونہی  
 عن اوزاعی عن ہلال بن سعید ان اللہ تعالیٰ یغفر الذنوب لکن لا یحوها عن الصغیرۃ حتی یوقفہ علیہ یوم  
 اور عیسیٰ ابوہ ہلال بن سعید روایت کرتا ہی کہ اللہ تعالیٰ گناہ تو معاف کر دیتا ہی پر نامہ اعمال سی نہیں مٹاتا تاکہ قیامت کی روز اوس سی آگاہ کر دی  
 القیمة وان تاب عنہا قال القرطبی فی تذکرۃ نفلا عن شیخہ ولا یعارض ہذا ما فی التنزیل والحديث من  
 اگرچہ توبہ کر چکا ہو قرطبی اپنی تذکرہ میں اپنی استاد سی نقل کرتا ہی اور یہ روایت قرآن اور حدیث کی مضمون سی مخالف نہیں ہی  
 ان السیات تبدل بالتوبۃ حسنات فلعل ذلک بعد ما یوقفہ علیہا ویبدل علی ہذا ما روی عن ابن مسعود  
 یعنی خطائیں بعد توبہ کی حسنات ہو جاتی ہیں شاید کہ تبدیل آگاہ کرینگی بعد ہوتی ہو اور ابن مسعود کی روایت سی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی

انہ قال ینظر الانسان یوم القیمة فی کتابہ فیری فی اولہ المعاصی فی آخرہا حسنات فلما جہ فی الیوم

رای کل حسنات قد روی عن ابن عباس انما قال اذا تاب العبد تاب الله علیه والنسی الحفظۃ ما کانوا علیہ من

عملہ والنسی جوارحہ ما عملت من الخطایا والنسی مقامہ من الارض وما بہ من السماء لیس یوم القیمة ولیس

من المخلوقات شیء لیس فیہ علیہ قیل ہی ذنوب کانت بینہ وبين الله تعالی واقاما کان بینہ وبين العباد فلا

فیہا من القصاص بالحسنات ما روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال من کانت عنده مظلمة لآخرہ من

عرض اومال فلیقل منه الیوم قبل ان یوخذ منه یوم لا ینار فیہ ولا یرہم ان کان لہ عمل صالح اخذ

منہ بقدر مظلمتہ وان لم یکن لہ حسنات اخذ من سیات صاحبہ فحملہ علیہ وروی عن ابی ہریرۃ

ایضا انہ علیہ السلام قال اندرون من المفلس قالو المفلس فینا من لادرمہ معہ ولا متاع قل ان المفلس من

امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وزکوة ویاتی قد شتم هذا وقت هذا وضرب هذا واکل مال هذا فیعط

هذا من حسناتہ وهذا من حسناتہ فان فیت حسناتہ قبل ان یقضی علیہ اخذ من خطایا ہم

فطرح علیہ ثم طرح فی النار فاذا تقر هذا یجی علی کل مسلم البدار الی تدارک حالہ فینظر هل علیہ من

حقوق الله تعالی وحقوق الناس شیء ام لا فیتدارک ما فاتہ من فرائض الله تعالی فیقضیہا ویرد المظالم

حبۃ حبۃ ولیس یحل من تعرض لہ بیدہ ولسانہ وسائر جوارحہ وبطیب قلوبہم حتی یموت ولم ینق علیہ

فریضة ولا مظلمة ویدخل الجنة بغير حساب لانه ان مات قبل رد المظالم یحیط بہ خصامہ ویتشبت

فیہ محالہم فہذا یقول ضرتنی وہذا یقول استخدتنی وہذا یقول شمتنی وہذا یقول استہزأتنی

وہذا یقول اغتبتنی وہذا یقول اخذت مالی وہذا یقول بايعتني واخفیت عني عیب متاعك وہذا

کونی کبیرا میری عیبت کی تھی کونی کبیرا تونی میرا مال چھپاتا کونی کبیرا تونی میری اہم مال بچا اور اسکا عیب ظاہر کیا کونی



یقول کن بتنی سمعتناک وهذا یقول وجدنی مظلوما وکنت قادرا علی دفع الظلم فمادفعت عنی الظلم  
 کبیرا مال کی بہاؤ میں تو نے مجھ سے چھوڑ دیا اور کوئی کبیرا قوی مجھ پر ظلم ہوتی دیکھا اور تو دفع کر سکتا تھا پر تو نے مجھ کو ظلم سے نہ بچایا  
 وهذا یقول لایتنی علی منکر فما نهیتنی عنه فبینهما هو کذلک فمہم ہوت متحیر من کثرة الخصماء اذ لم یبق فی عمرہ  
 اور کوئی کبیرا مجھ کو توئی گناہ میں مبتلا دیکھا پر مجھ کو منع نہ کیا پس وہ اسی حالت میں مدعیوں کی کثرت سے حیران پریشان ہوگا اس واسطے کہ کوئی باقی عمر کا  
 احد من عاملہ بدرہم او جالسہ فی مجلس لا وقد استحق علیہ مظلمة بغیبة او استہزاء او خیانة او نظر  
 تمام عمر میں جس سے کچھ معاملہ کیا ہو درہم سے یا بیشمار ہو مجلس میں مگر وہ مستحق ہوگا اور سپر کسی دعوی کا غیبت کا یا خوش طبعی کا یا خیانت کا یا  
 بعین حقارة وقد عجز عن مقاومتهم ومدعنی الرجاء الی المولی الغفار لعلہ ینجیہ من ایدیہم اذ یقرع  
 حقارت سے دیکھنی کا اور بیشمار کی مقابلہ سے تنہا رہی گا اور مولی غفار کی طرف امیدوار ہو کر سراپا دیکھا کہ شاید دم ہی اٹکی ہاتھ سے بچا دی کہ اسکی  
 سمعہ نداء الجبار الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم فعند ذلک ینخلع قلبہ ویوقن بہ ہلاکہ فتذکر  
 کان میں یہ آواز آویگی آج بدلا پاؤں گے ہر جی جیسا کایا ظلم نہیں آج اس سنتی ہی دل چھوٹ جاوے گا اور یقین کرے گا کہ مرلیا سو ای غافل  
 ایہا الغافل والذکرک اللہ فی کتابہ حیث قال ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظلمون فما اشد قہرک  
 یاد کر جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ڈرایا ہے کہ فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ بی خبر ہے ان کاموں سے جو کرتی ہیں بی انصاف سواب تو لوگوں کی  
 الیوم یکسر اعراض الناس وتناول امولہم وما اشد حسرتک فی ذلک الیوم اذ اوقفت علی بساط العدل وشوفت  
 آج اور لوگوں کا مال چھین کر کیسا خوش ہوتا ہے اور مجھ کو اس روز کس قدر حسرت ہوگی جب تو عدالت کی فرش پر کھڑا ہوگا اور سیاست کا  
 بخطاب السياسة وانت مفلس فقیر عاجز لا تقدر ان ترد حقا وتظہر عنہ عند ذلک توخذ من حسناتک  
 حکم سببگا اور تو مفلس فقیر ہوگا طاقت ہوگی حق ادا کرنے کی یا عذر پیش لانی کی سوا سو وقت تیری حسنات تمام عمر بہر کی لیکر  
 التي صرفت فیہا عمرک وتغنی الی خصمک عن عوضا عن حقوقہم کما ورد فی الاحادیث فانظر الی مصیبتک  
 حقوق کی بدلہ میں تیری مدعیوں کو دینی جادینگی چنانچہ حدیثوں میں آیا ہے سوا اپنی مصیبت کو  
 فی مثل ذلک الیوم اذ قلبا یوجد لک حسنة تسلمت من افات الربا ومکائر الشیطان وان سلمت حسنة  
 ایسی دن میں غور کر اسلئے کہ بہت کم ہوگا نیک عمل کہ ریا کی آفت اور شیطان کی مکر سے سلامت بچا ہو اور اگر مدت دراز میں  
 واحدة فی مدة طويلة یمتدہا خصمک ویاخذہا وقد قیل لو کان ثواب سبعین نبیا وکان لہ خصم احد  
 کوئی ایک آدمی بچا ہی تو مدعی نرت چھین چھیٹ بیگی اور کہتی ہیں اگر کسی شخص کی پاس ثواب ستر نبیوں کی برابر ہووی اور اس کا ایک ہی مدعی  
 بنصف دانو لا یدخل الجنة حتی یرضی خصمہ وقیل یوخذ بدانق قسط سبعائة صلوة مقبولة فتعطی  
 نیم دانگ کا ہووی رضامندی مدعی کی جنت میں نہیں جاسکتا اور کہتی ہیں کہ ایک دانگ کی بدلہ سات سو نمازوں کا ثواب لیکر مدعی کو دیا جاوے گا  
 للخصم ذکرہ لقشیر فی التجرد وقال الامام الغزالی فی احیاء وعللک حاسبت نفسک وانت مواظب علی قیام  
 یہ بیان قشیری کا ہے تجرید میں اور امام غزالی احیاء میں کہتی ہیں اور کاشکی تو اپنی ذات کا حساب کیا کری اور رات کی قیام  
 الیل وصیام النہار لم تلک انک لا ینقضی علیک یوم الا ویمتری علی لسانک من غیبة المسلمین والیستوفی جمیع  
 اور دن کی صیام پر مداومت کرتا رہی تب تو بیشمار معلوم کر لے گا کہ تجھے پر کوئی دن ایسا نہیں گذرے گا کہ تیری زبان پر مسلمان کی غیبت نہ آتی ہو جو کہ تمام  
 حسناتک فکیف بقیة السیئات من کل الحرام والشبهات والتقصیر فی العبادات وکیف الخلاص من المظالم  
 حسنات کو بڑا کر لیتی ہے ہر باقی گناہوں سے کیونکر بچنی گی کہ مال حرام یا مشتبہ کھایا ہو اور عبادت میں کوتاہی کی ہو اور حقوق سے کیونکر رشکاری ہوگی  
 یوم یقتصر فیہ اللہ من القرآن ویقول الکافر یلینتی کنت ترابا فاتق اللہ ایہا المسکین فی مظالم العباد فان  
 جس روز منڈی جانو کہ سینگ دالی ہو لے لیا جاوے گا اور کبیرا کافر کی طرح میں مٹی ہوتا سوائے مسکین حقوق العباد میں خدا کا خوف کر کیونکہ

ماکان بینک و بین الله تعالی خاصه فالمغفره الیه باسرع و اما ما کان علیک من حقوق العباد فلا بد من  
 ان یرضی خصمه یوم القیامۃ لما روی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ فیقول یارب العزۃ فیقول احدہما  
 ثنایاہ فقیل لہ مم تضحک یارسول اللہ فقال رجلان من امتی جئیا بین یدی رب العزۃ فیقول احدہما  
 یا رب سجد مطلق من هذا الاخر فیقول اللہ تعالی اعطاک مظلمتہ فیقول یارب ما بقی من حسناتی  
 شیء فیقول اللہ تعالی ما تصنع باخیک لہم بقی من حسناتہ شیء فیقول یارب فلیجعل عقی من فضائلہ  
 من اوزارہم ثم قال ان ذلک الیوم لیوم یحتجہ الناس فیہ ان یحمل عثم  
 من الخیر والنعمۃ فیقول لمن هذا یا رب فیقول اللہ تعالی هذا لمن یعطینی ثنۃ فیقول ومن یملاک ثمنہ  
 یا رب فیقول انت فیقول بماذا یا رب فیقول بعفوک عن اخیک فیقول قد عفوت عنہ یا رب فیقول  
 اللہ تعالی خذ بید اخیک وادخل الجنة ثم قال رسول اللہ علیہ السلام فالتقوا اللہ واصلوا ذات بینکم  
 فان اللہ تعالی یصلہم بین المؤمنین یوم القیامۃ قال القرطبی فی تذکرۃ نقلا عن شیخہ هذا البعض الناس  
 ممن اراد اللہ تعالی ان لا یعذبہ بل اراد ان یعفو عنہ ویغفر لہ ویرضی خصمہ وکذلک ما روی عنہ علیہ السلام  
 ان صناد یا بنادی من تحت العرش یوم القیامۃ یا امۃ محمد اما ما کان لی قبلکم فقد رھبتہ لکم فبقیت التبعات  
 فتواھبوا وادخلوا الجنة برحمتی فانہ ایضا البعض الناس لا لکل احد اذ لو کان ذلک لکل احد لادخل احدہم النار  
 سترت معاً کر میری رحمت سے جنت میں چلی جاؤ یہ ہے بعضی شخصوں کی لئے ہے کیونکہ اگر ہر ایک کی لئے ہوتا تو کوئی ہی روزخ میں نہ جاتا



وقد ورد اخبار صحيحة نقلها ثقات ولا بد من الايمان بها ان من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار  
 اور بیشک صحیح حدیثین ثقات فی نقل کی ہیں اور ہر ایمان لانا ضروری ہے کہ جو ایمان والا ہوگا سوگنا ہوں کی شامت ہی دوزخ میں نہیں رہی گا  
 بکسب لا ویزا بل يخرج منها والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها قال القرطبي في تذكرة وقدر ظن بعض  
 بلکہ دوزخ سے نکلی گا اور دوزخ میں سے نکلنا بدون داخل ہونے نہیں ہو سکتا قرطبی اپنی تذکرہ میں کہتی ہیں بعض علماء یہہ گمان کرتے ہیں  
 العلماء ان الصيام يختص بعامله موخر له اجرة ولا يؤخذ منه شيء لمظلة ظلمها صمتك بما قال الله تعالى  
 کہ روزہ صرف روزہ دار کی کام آئیگا اور کسی کی ثواب کو بڑا دیکھا اسمیں ہی کسی حق کی بدلہ میں کچھ نہ لیا جاوے گا اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ فی  
 في الحديث القدسي الصوم لي وانا اجرني به لكن احاديث القصاص يرد هذا الظن فان المحقق توخذ  
 حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ روزہ میری لٹی ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا لیکن بدلہ یعنی کی حدیثیں اس گمان کو غلط کرتی ہیں کیونکہ حقوق تمام  
 من جميع الاعمال صوما كان او غيره وقيل الصوم سر بين العبد وربہ لا يطلع عليه احد سواه لكون نيته وترك  
 اعمال میں سے اور انکی جاویگی روزہ ہو یا کچھ اور ہو اور کوئی کہتا ہے روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی یہید ہی اس پر سواری اوکی کوئی مطلع نہیں ہوتا کیونکہ روزہ  
 المقطر لست والملكة الكتبة لا يطلعون على ما علم لهم فيه فاذا لم يكن معلوما لاحد ولا مكتوبا في الصحيفة  
 نیت اور مقطر سے بچنا اور فرشتی کرام کا تبین وہی جانتا کرتی ہیں جسکا او کو علم ہو یہ جب روزہ کسی کو معلوم نہوا اور نہ اعمال نامہ میں مندرج ہوا  
 يستره الله تعالى ويخبره حتى يكون له جنة من النار فانهم يطرحون عليه سياهم فتذهب عنهم فلا  
 تو اللہ تعالیٰ اس کو چھپا رکھتا ہے تاکہ اوکی لٹی دوزخ کی ڈال نہ جاویں بیشک یہی اس پر اپنی گناہ ڈالینگے سوا دسی اور تراویگی کچھ  
 نضرهم لزو الهاعنهم ولا يصرة ايضا لكون الصوم جنة له قال القاضي ابو بكر بن العربي في سراج المریدین  
 ضرر نہ کرے گی کیونکہ اوکی ذمہ سے موقوف ہو چکا اور اس کو بھی ضرر نہ کرے گی اس سے کہ روزہ اکی لٹی ڈال موجود ہی قاضی ابوبکر بن عربی سراج المریدین میں کہتی ہیں  
 هذا تاويل حسن ان شاء الله تعالى ولا تعارض والمحمد لله المجلس الرابع والستون في بيان لزوم  
 یہ خوب تاویل ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اسکی مقابلہ پر کچھ نہیں ہی اور اللہ کی ہی چوسٹھویں مجلس اس بیان میں  
 محاسبۃ العبد نفسه قبل ان يحاسب ويناقش في ملك قال رسول الله صلى الله  
 کہ بندہ کو محاسب کرنا اپنی ذات کا پہلی حساب دینی سے ضروری ہے کہ مناقشہ میں ہلاک نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غنۃ  
 عليه وسلم ليس احد يحاسب يوم القيمة الا هلك في صحاح المصابير روتہ ام المؤمنين عا  
 فرمایا نہیں کوئی جسے قیامت کی دن حساب طلب ہووی مگر ہلاک ہووے گا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ام المؤمنین عائشہ کی روایت  
 فانها لم سمعته قالت وليس يقول الله تعالى فسوف يحاسب حسابا يسيرا فقال النبي عليه السلام فذلك العسر  
 سی عائشہ رضی فی یہ سننی ہی عرض کیا اللہ تعالیٰ ہمہ نہیں فرماتا تو اسی حساب لینا ہی آسان حساب پس نبی علیہ السلام فی فرمایا یہ بے بسی ہی  
 ولكن من نوقش في الحساب يهلك والمناقشة في الحساب ان يستقصى فيه بحيث لا يترك قليل ولا كثير ولا  
 ولیکن جسکی حساب میں مناقشہ ہوا وہ ہلاک ہوا اور حساب میں مناقشہ یہ ہوتا ہے کہ حساب پورا کیا جاوی کوئی بات تھوڑی نہ بہت  
 صغير ولا كبير الا يستل عنه واما العرض فهو ان يعرض على العبد عمله ولا يستقصى في حسابيه والحديث يحتمل  
 جہوٹی نہ بڑی باقی نہ رہی کہ اس سے سوال نہوا اور عرض اتنا ہی ہوتا ہے کہ بندہ کی سامنی اوکی اعمال کر دین اور پورا پورا حساب نہوا اور اس حدیث کی دو معنی ہو سکتے ہیں  
 معنيين احدهما ان يكون نفس المناقشة هلاك لما فيها من التوبيخ وتانيهما ان تقضي الى الهلاك فاذا ثبت  
 ایک یہ کہ عین مناقشہ ہی ہلاکت ہووی کیونکہ اس میں زجر و توبیخ ہوتی ہی اور دوسری یہ کہ انجام کو ہلاکت پر پہنچا دی جب یہ امر ثابت ہوا  
 ان العبد ليس يوم القيمة عن كل شيء حق عن سمعه وبصره وفؤاده كما قال الله تعالى ان السمع والبصر  
 کہ آدمی سے قیامت کی دن ہر شئی کا سوال ہوگا یہاں تک کہ کان اور آنکھ اور دل سے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک گمان اور آنکھ







جاسعی وانت تعرض عنها اعراض المغرور المستحق ولیس هذا من علاقات الايمان فلو كان الايمان باللسان

جنگایا اور تو اس میں ایسی ہی ہر دلی کرتا ہی جیسی مغرور حقارت کرنا والا اس میں نہیں سمجھتا ہی اور زبان ہی دعوی ایمان کی علامت نہیں ہی پس اگر ایمان کا زبان ہی دعوی

یکف فلا ذنایکون المنافقون فی الدنک الاسفل من النار فما جراتک علی معصیۃ اللہ تعالیٰ ان کان مع عتقا

کفایت کرتا تو منافق ہوگے روزخ کی تہ میں کبریا جاتی بس خدا تعالیٰ کی معصیت پر تیری کیا ہی جرات ہی اگر تو یہہ اعتقاد کرتا ہی

انه تعالیٰ لا یرک فما اعظم کفرک وان کان مع علمک بانہ تعالیٰ یرک فما اشد تم قباحک وما اشد حاقک

کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو نہیں دیکھتا تو نیز کہتا ہی اور اگر تو یہہ جانتا ہی کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہی تو تیری کیا ہی بڑی قباحت ہی اور کبھی سخت حاققت ہی

فبای جسارة تتعرض لمقتہ وغضبه وشدید عقابه والیم عذابا فظن انک تطیق عذابه وعقابه

پس تو کس دلیری پر خدا کی بغض اور غضب اور عقاب شدید اور دردناک عذاب کی سامنی آتا ہی کیا تو یوں جانتا ہی کہ اس کی عذاب اور عقاب کو

ھیہات ہیات کانک لاثمن من بیوم الحساب فان یهودیا لوالخبرک فی الدن طعننا لہ یضربک فی مرضک

سہیگا افسوس افسوس تو تو گو یا قیامت کی دن پر ایمان ہی نہیں لایا کیونکہ ایک یہودی اگر تجھی مرغوب سی مرغوب طعام کو کھد کی اس مرض میں یہہ تجھ کو نقصان

لصبرت عنہ وترکتہ افکان قول اللہ تعالیٰ فی کتبہ المنزلۃ وقول الانبیاء الموبدین بالمعجزة اقل عندک

دیگا تو البتہ اوپر صبر کری اور کہا نا چور دی پس گو یا اللہ تعالیٰ کا فرمودہ منزل کتابوں میں اور انبیاء کا ارشاد تجھ کو معجزہ سی تا حد ہوئی ہی تیری نزدیک

تاثیر من قولہ یوحنا یخبرک عن ظن وتحنین مع نقصان عقل ودین بل لوالخبرک طفل من الاطفال بان

یہودی کی قول سی جوگان اور انک سی کہتا ہی تاثیر میں کتری باوجودیکہ نہ اس کی عقل درست ہی اور نہ دین بلکہ اگر تجھی ایک بچہ یہہ کہد کی کہ

فی ثوبک عقر بالرمیت ثوبک فی الحال من غیر توقف ولا سوال افکان قول الانبیاء والعلماء اقل عندک من

تیری کتری میں بچہ ہی تو تو ترست لی تامل اپنی کپڑی پیسکدی نہ سوچی نہ پوچی اب انبیاء اور علماء کا قول تیری نزدیک بچہ کی قول سی کتری

قول صبی اوصار نار جہنم واغلا لہا وافاعیہا وعقارہا احقر عندک من عقر بالرمیت ثوبک فی الحال من غیر توقف ولا سوال افکان قول الانبیاء والعلماء اقل عندک من

یا اور خ کی آگ اور نہ بچہ میں اور نہ بچہ تیری نزدیک ایسی بچہ ہی جنکی ہر غایت ایک دن

واقل منہ فان کنت تعرف جمیع ذلک وتو من بہ فہا بالذک تشتغل بالشہوات وتستوفی العمل والموت الذک بالمرضا

یا کتر ہوتی مگر تیر میں اب اگر تو یہہ تمام باتیں جانتا ہی اور یقین کرتا ہی یہہ تجھ کو کیا ہوا کہ شہوت میں مشغول رہتا ہی اور بیک عمل میں تاخیر کرتا ہی اور موت تیری

فلعلہ یخطفک من غیر مل فہا ذامنت من استعجالہ فکم من مستقبل یوفیہ لم یستکملہ وکم من موئل غدا لم

داؤ میں سی مفاد کہ وہ تجھ کو ابھی ایک لی یہہ تجھ کو اس کی جلد ہی کیا جاؤ ہی سو اکثر اصبح کر نیوالی دن پورا نہیں کرنی باقی اور اکثر انگلی دن کی امید وار وہ

یبلغہ وعلی تقدیر انک وعدت بالام مال مائتہ سنۃ واخرت العمل الی اخرها فما ظنک ان من لم یطعم لذاتہ

دن نہیں بیکر سکتی یا تا کہ تجھ کو سو برس کی عمر کا وعدہ دیا ہی اور تو آخر تک عمل میں تاخیر کرتا ہی اب تو کیا کہتا ہی کہ جو شخص اپنی ٹوک کو کھانا دانہ

الافی حسیض العقیۃ هل تقدر علی قطع العقیۃ بہا وهل المانم عن المبادرۃ والباعت علی التسویف فای حقاقتہ تزیید علی ہذہ

کہی نہ ہوئی سوای دامن کوہ کی کیا وہ اپنی طاقت رکھتا ہی کہ اس ٹوپر بہار پر چہرہ جاوی اور زنت عمل کرنی سی باز رہنی کا اور آج کل کرتی رہنی گا اور کیا سبب ہی ہو اس کا

عجزک عن مخالفتہ ہذا فی ذلک من التعوی المشقۃ وهل تجد یوما یا نیک ولا یعسر فیہ مخالفتہ الہوی ہذا یوم

کہ تو اپنی خواہش کی خلاف نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں دشواری اور مشقت ہونی سی کیا تجھ کو ایسا دن معلوم ہی جمیع ہوا سوں کی مخالفت دشوار نہ ہوگی ایسا دن تو

لم یخلف اللہ تعالیٰ ولا یخلفہ الا فی الجنۃ والجنۃ محفوفۃ بالمکامرۃ والمکامرۃ لا تكون خفیۃ علی النفوس

اللہ تعالیٰ کی کوئی نہیں پیہ کہا اور نہ بید اگر لگا سادی جنت کی اور جنت کی جارحہ مکملہ ہیں اور مکملہ نفس کو کہی خوش نہیں آتی

قط ہذا حال وجودہ فان کنت لا تقم ہذہ الامور الجلیۃ وترکن الی التسویف فای حقاقتہ تزیید علی ہذہ

یہہ حال سی ہرگز نہیں ہو سکتا ہر آنرو ایسی ظاہر مقدمات کو نہیں سمجھتا اور عمل میں درنگ کی جانتا ہی اب کونسی نادانی اس نادانی زیادہ ہوگی اور اگر



الحماقة وان كنت تعتمد على كرم الله تعالى وفضله فما بالك لا تعتمد على كرمه وفضله في امور دينك اما  
تجھکواسد کی کرم اور فضل پر ہوسہی تو کیا وجہی کہ دنیا کی کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر ہم وسائیں کرتا ہوا  
تستعد للشتاء بقدر طول مدت ما فيهم القوت والمحط والمكسوة وغيرها من اللوازم ولا تتكل على فضل الله  
کیا تو جڑی کی لئی بقدر موسم کی تیاری نہیں کرتا کہا تا اور ایندھن اور پوشاک وغیرہ ضروریات جمع کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر بہرہ  
کرم صحتی بدفع عنك برد الشتاء من غير حجة ونحوها فانه قادر على ذلك اقتض ان برد زهر بر جهنم  
نہیں کرتا تاکہ اللہ تعالیٰ ہرگز ہی جڑی کی سردی بغیر حجتہ وغیرہ کی دفع کردی کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ ہے ہی قدرت ہی کیا تجھ کو یہ خیال ہی کہ خنک زہر بر کی جڑی کی  
اخف بردا واقل مدة من برد زهر الشتاء ام تظن انك تجوا منها من غير سعي هيها تهيها فان برد الشتاء  
شہر ہی ہلکی ہی اور تھوڑی دیر ہوگی یا تجھ کو یہ خیال ہی کہ اس میں ہی محنت ہی ہے ہی کہیں نہیں کہیں نہیں بیک جڑی کی ٹہر  
كما لا يندفع عنك الا بالحجة والمحط وسائر اللوازم كذا لا يندفع عنك حر نار جهنم وبرد زهر برها الا بالتحصن  
جیسی بدون حجتہ اور ایندھن وغیرہ لوازم کی دفع نہیں ہوتی ایسی ہی دوزخ کی گرمی اور زہر بر کی ٹہر ہرگز نہیں جاتی بدون پھلہ یعنی  
بحسن الطاعات والعبادات مع ترك المنكرات وانما كرم الله تعالى وفضله في ان يعرفك طريق التحصن لا في ان يدفع  
طاعات اور عبادات کی منکرات کو چھوڑ کر اور فضل اللہ تعالیٰ کا کرم اور فضل یہ ہے ہی کہ تجھ کو طریقہ پناہ کا بتا دیا یہ نہیں ہے کہ اس کی تکلیف  
عند العذاب بدون التحصن فان كرم الله تعالى وفضله في دفع برد الشتاء عندك ان يخلق لك النار  
بدون پناہ کی ویر کردی بیک اللہ تعالیٰ کا کرم اور فضل جڑی دفع کرنے کی باب میں یہ ہے ہی کہ تیری لئی آگ پیدا کردی اور  
يهديك طريق استخراجه من بين البحر والمخرب حتى تدفع عن نفسك برد الشتاء فكما ان شرى المحبة والمحط  
اوسکو حقیق سی لکائی کا طریقہ ہدایت کردیا کہ اپنی جان سی خنک جڑی کی دفع کری پر جیسی جبہ اور ایندھن  
وسائر اللوازم مما يستغنى عنه خالقك ومولاك وانما تشتريه لنفسك ادفعه سببا لاستراحتك كذلك  
اور اور تمام لوازم کی تیری خالق اور مولیٰ کو کچھ پرواہ اور نیاز مندا نہیں ہی صرف توی اپنے جان کی فائدہ کو خرید لیتا ہی کیونکہ اس میں شہر اکرام ہی ایسی ہی  
طاعتك وفجاءتك مما يستغنى عنها خالقك ومولاك وانما هي طريق نجاتك من عذاب اليم ووصولك  
تیری طاعت اور عبادت کی تیری خالق اور مولیٰ کو پرواہ نہیں ہی عذاب الیم سی نجات کا یہ ہے ہی طریقہ ہی اور عیش دائمی کا وسیلہ  
الى النعيم المقيم فمن احسن فلنفسه ومن اساء فعليه والله غني عن العبادين واعلمك تقول لا يمنعني  
جسنی ہدائی کی سوائی جان کی لئی اور جسنی برا کیا سوائی نقصان کو اور اللہ ہی پرواہی عالمین ہی اور شاید تو کہنی لگی مجھ کو راہ راست سی  
عن الاستقامة الا حرصي على لذة الشهوات وقلته صبري على الاكلام والمشقة فان كنت صادقا في ذلك  
بحر حرص مزہ داری شہوات کی اور سوائی بی صبری الم اور مستثقت کی اور کوئی نہیں روکا اب اگر تو اس میں سچا ہی تو تیری کتنی بڑی  
فما اشد حرقك وما اقم عذرك فان شهوات الدنيا قانية سريعة الزوال غير خالصة عن الكدر تربت في  
ادنی ہی اور کیا برا عذر ہی کیونکہ دنیا کی شہوت تو فانی ہی ہی ہو چکیں گی اور کہیں کسی وقت میں کہورت سی خالی نہیں ہیں  
حال من الاحوال فما بالك لا تطلب الدخول في الجنة للتعلم فيها بالشهوات الباقية الدائمة الصافية عن  
اب تیرا کیا عجب حال ہی کہ جنت میں جانا طلب نہیں کرتا تاکہ اوس میں عیش کیا کری شہوات باقیہ دائمی ہر طرح کی کہورت سی ہمیشہ کو صاف  
الكدر تربت في جميع الاحوال فان الاخيرة خير وابقى فاستعد للاخرة على قدر بقائك فيها فان بصاعتك  
کیونکہ آخرت بہتر اور ہمیشی دلی ہی اب تو آخرت کا سامان جب تک کا کہ تو وہاں ہی تیار کر بیشک تیرا سرمایہ  
ايام عسرك وقد ضيعت اكثرها وما بقي منها الا ايام معدودة فلان التجرت فيما بقيت تحت وان ضيعت الباقية  
دنہ کی گھن میں سوئی تو اکثر کو بھجا ہی اوس میں ہی چند روز باقی رہ گئی ہیں بہر اوس بقیہ میں اگر تجارت کر لیا تو فائدہ ہوگا اور اگر باقی کو ہی کہو دیا

ولست مرت على ادراك القديم خسرنا ضيبتنا فانتبه يا مسكين من نوم الغفلة فان الموت

والقبر بيتك والقراب فراشك والقرع الاكبر امامك وعسكر الموت في خارج البلد ينتظر ونكركم

الربا لايمان المغلظة ان لا يرجعوا من مكانهم حتى ياخذوا ويضمون الى انفسهم اما تعلم انهم يتبنون

الرجعة الى الدنيا يوشعوا فيه بتدراك ما فرط منهم وانت تضيق ايامك وتظن انهم دعوا الى الاخرة

وانت من الخلدن هيهات هيهات فانك في هدم عمرك منذ خرجت من بطن امك تبنى على ظمير الارض

قصر وعن قريب يكون بطنها قبرك تفرح كل يوم بزيادة مالك ولا تحزن بنقصان عمرك تعرض عن الآخرة

وهي مقبلة عليك وتقبل على الدنيا وهي معرضة عنك فما اعجب حالك انك مع كونك من تكبلا انواع

الخطايا لا تتجهدهم في عمارة اخرتك بل تشتغل بعمارة دنياك كانك غير مرتحل عنها فاحذر يا مسكين

يونا الى الله تعالى على نفسه ان لا يترك فيه عبدا امره في الدنيا ونهاه فيها حتى يسأله عن عمله قليلا و

كثيره دقيقة وجليله خفيه وجليله فانظر ايها الغافل باي قلب تقف بين يديه وباي لسان تجيب

عن سواله واعل للسوال جوابا وللجواب صوابا واصرف بغير عزمك الى العمل الصالح في ايام قصاير ايام

طوال في دار الفناء لدار البقاء فان قلت ان نفسي لا تطاوعني على المجاهدة والمواظبة على الطاعات فما سبيل

معالجتها فاعلم ان انفع اسباب علاجها على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان تختار صحبة عبد يتجاهد

في طاعة الله تعالى وتلاحظ احواله وتقتدي به لكن هذا العالج متعذر في هذا الزمان لفقد من يجتهد

في العبادة اجتهادا اولين فلا عالج لغير انفع لك في هذا الزمان من سماع احوالهم ومطالعة اخبارهم وما كانوا

فيه من الجهد الجهد قد انقضت قيعهم وبقي ثوابهم ونعيمهم لا ينقطع ابدا لبادروا بشدة حسرة من لا يقتدي

بما كان عليه من الجهد الجهد قد انقضت قيعهم وبقي ثوابهم ونعيمهم لا ينقطع ابدا لبادروا بشدة حسرة من لا يقتدي

بما كان عليه من الجهد الجهد قد انقضت قيعهم وبقي ثوابهم ونعيمهم لا ينقطع ابدا لبادروا بشدة حسرة من لا يقتدي

بما كان عليه من الجهد الجهد قد انقضت قيعهم وبقي ثوابهم ونعيمهم لا ينقطع ابدا لبادروا بشدة حسرة من لا يقتدي

بما كان عليه من الجهد الجهد قد انقضت قيعهم وبقي ثوابهم ونعيمهم لا ينقطع ابدا لبادروا بشدة حسرة من لا يقتدي

بما كان عليه من الجهد الجهد قد انقضت قيعهم وبقي ثوابهم ونعيمهم لا ينقطع ابدا لبادروا بشدة حسرة من لا يقتدي

بما كان عليه من الجهد الجهد قد انقضت قيعهم وبقي ثوابهم ونعيمهم لا ينقطع ابدا لبادروا بشدة حسرة من لا يقتدي

بما كان عليه من الجهد الجهد قد انقضت قيعهم وبقي ثوابهم ونعيمهم لا ينقطع ابدا لبادروا بشدة حسرة من لا يقتدي



ہم قہم نفسہ ایما قلا غل شہوات مستعدون ثم یاتیہ الموت ویحال بینہ و بین ما یشتمیہ فخلیک ان تطاہر  
نہایتی نفس کو چند روز مکدر شہوات سے باز رکھی یہاں سے موت شہوات سے روک دیگی سو بچو جو جاوے گا کہ تو اور تیری زمانہ کی لوگ

حوال الصحابة والتابعین ومن بعدهم من المجاہدین وبالوقوف علی احوالہم یستباین الیک بعدک وبعث  
اور تابعین اور ان کی بعد کی مجاہدین کی احوال کا مطالعہ پر ضروری ہے اور انکا حال دیکھ کر تجھے یہ بھی کہل جاوے گا کہ تو اور تیری زمانہ کی لوگ

اہل عصرک عن اہل الدین فان حدثک نفسک وقالت انما یتسر الخیر فی ذلک الزمان لکثرة الاعوان  
دینداروں سے کہنا الگ ہیں بہر تیرا نفس اگر وسوسہ سے یہ کہی کہ خیر اور عبادت اور ہی زمانہ میں ہو سکتی تھی کیونکہ اسباب بہت تھیں

واما فی ہذا الزمان فان خالفت اہل عصرک یسخرون بک ویقولون انه معجون فوافقہم فیما ہم فیہ فلا  
اور یہ زمانہ اب اگر تو اہل عصر کی خلاف کرے گا تو وہ مسخرہ بنا کر یا تو لاکھ دیگی سو اوکھی موافق جو وہ کرتی ہیں کچھ جا

یسخر علیک ولا یجری علیہم والبلیة اذا حمت طابت فایاک ان تتدلی بحیل غرورها وتتخدر  
جو اوکھا حال ہوتا حال مرگ یا نبوہ جشن ہوتا ہی سو تو بچتی رہنا مسدا اسکی حیل اور فریب اور مکر اور زور میں آجاوی

بتذویرھا وقل لھا امرایت لوہم سبیل غرق کل من صادفہ وثبت اہل البلد علی مکانہم ولم یأخذوا حذر  
تو اوکو یہ جواب دی کہ اگر پائیک ایسی رو چڑھاؤی کہ جو سامنی آوی سو ٹوٹو اور ایک گا تو دلی اپنی جگہ پر پڑی رہیں اور اپنا بچاؤ نہ کریں

ولنت تقدر علی ان تفارقہم وترک سفینتہ وتخلص بھامن الغرق فهل یختلف فی قلبک ان المصیبة  
اور بچو کہ اتنی قدرت ہوگی کہ اوتسی الگ ہو کر کشتی پر سوار ہو کر ڈوبنی سے بچ جاوی اب ہی تیری دلیل یہ خدشہ آوی گا کہ مرگ یا نبوہ جشن ہوتا ہی

اذا حمت طابت ام تترك موافقہم وتستجملہم فی صنیعہم تاخذ حذرک عما دھاک فاذا کنت لا توافقہم  
یا اوکھا ساتھ چھوڑ کر اس حرکت سے اوکو نادان بناوے گا اور اس روسی اپنا بچاؤ کرے گا یہ اگر تو ڈوبنی کا مارا اوکھا ساتھ چھوڑتا ہی

من الغرق من الغرق لا یتما دی الا ساعة من لیل او نهار فکیف لا یقرب من عذاب الابد وانت متعرض لہ فی کل  
اور حال یہ ہی کہ ڈوبنی کی تکلیف رات یا دن میں بجز ایک ساعت کی زیادہ نہیں ہوتی یہاں سے عذاب ہی کیوں نہیں بچتا اور تو ہر وقت اوتسی سامنی چلا آتا ہی

حال ومن ابن تطیب المصیبة اذا حمت فان الکفار لم یهلكوا الا بموافقة اہل زمانہم حیث قالوا  
اور مرگ یا نبوہ کیسی جشن ہوتا ہی بیشک کفار اہل زمانہ کی موافقت ہی سے ہلاک ہوئی ہیں کیونکہ یہی کہتی تھی

انا وجدنا ابا عنان علی امۃ وانا علی انارہم مقتدون فایاک ثم ایاک ان تنظر الی اہل عصرک ومن مضی  
ہمیں اپنی بایں دایں ایک لڑے ہوئے اور ہم انہیں کی قدموں پر چلتے ہیں سو بچنا یہ بچنا اہل زمانہ پر اور جو پہلی گزر گئی ہیں نگاہ نہ کرنا

قبلک فانک ان تطعم اکثر من فی الارض یضلک عن سبیل اللہ لنسال اللہ ان یعصمنا من الضلال  
بیشک اگر تو اکثر زمین کی باشندوں کی اطاعت کرے گا تو اللہ کی راہ سے بچلاوے گی خداسی دعا ہی کہ بچو گرا ہی سے بچاوی

المجلس الخامس والستون فی بیان حث الامۃ علی التوبۃ ووجوبہا علی الفور وتحققہا  
پینسٹون مجلس امت کو توبہ کی رغبت دلائی میں اور واجب ہونا توبہ کا فی الفور اور توبہ کی تحقیق

بالمعانی الثلاثۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ  
باعتبار تینوں معانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای لوگو اللہ کی طرف توبہ کرو کیونکہ میں طرف اللہ کی

فی الیوم مائۃ مرتۃ ہذا الحدیث من صحاح المصابیہ رواہ الاخر المزنی وقیہ حث الامۃ علی التوبۃ لانه علیہ  
ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی اعز مری کی روایت سے اور اس میں امت کو توبہ پر ترغیب ہی اسلمی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اذا کان یتوب فی الیوم مائۃ مرتۃ مع نظم شانہ وكونہ معہ وطاف کیف لا یشۃ فی التوبۃ لیل او نهار  
اگر وہ روز سو بار توبہ کرتی تھی باوجود اس شہادت کی معصوم ہو کر یہ کہیوں کہ رات دن توبہ نہ کرنا ہی

من بدلت حیرة اعماله بالتنب مرة بعد اخرى لكن ينبغي ان يعلم ان التوبة لا يتحقق الا بثلاثة امور  
 جسکا نامہ اعمال کی در پی گناہوں سے سب سے ہوتا رہتا ہے لیکن سمجھنی کی بات ہے کہ توبہ بدون ان تین امور مرتبہ کی نہیں ہو سکتی ہے

مرتبة علم وحال وعمل فالعلم اول والحال ثان والعمل ثالث وذلك لان العبد اذا عرف عظم ضرر الذنوب  
 علم اور حال اور عمل اول مرتبہ علم ہی دوسرا مرتبہ حال ہی تیسرا مرتبہ عمل ہی اور یہ اسلئے کہ آدمی جب یہ معلوم کرتا ہے کہ گناہ سے بڑا ہی

وكونها حجابا بينه وبين محبوبه في الآخرة يحصل من هذه المعرفة في قلبه تألم ويسمى تألم هذا تائلا  
 نقصان ہوتا ہے اور گناہ آخرت میں میری اور محبوب کی درمیان میں آواز کی جگہ پر ہے کی وجہ سے اس معرفت سے آدمی کو اس کی تائید ہوتی ہے اور اس علم کو ندامت کہتے ہیں

فالمعرفة علم والندم حال حصل من العلم فاذا غلب هذا الندم على القلب يحصل منه فيه قصد الى فعله  
 پس یہ معرفت تو علم ہی اور یہ ندامت حال ہی کہ اس معرفت سے پیدا ہوتا ہے یہ یہ ندامت جب دل پر غالب ہو جاتی ہے تو دل میں ایسی کام کا ارادہ آتا ہے

تعلق بالحال والاستقبال والماضي فالتعلق بالحال فترك الذنوب واتعلق بالاستقبال فبالعزم  
 جسکو زمانہ حال اور استقبال اور گزشتہ سے لگاؤ ہوتا ہے یہ زمانہ حال سے یہ علاقہ ہوتا ہے کہ گناہ سے باز رہتا ہے اور استقبال سے یہ علاقہ ہے کہ غم کرتا ہے

على تركها الى اخر العمر واتعلق بالماضي فترك ما فات بالجبر والقضاء ان كان قابلا للجبر والقضاء  
 کہ عمر بھر پہ گناہ نہ کرے اور زمانہ ماضی سے یہ علاقہ ہو کہ جو بات فوت ہو گئی ہے اسکا عوض اور قضا کرے اگر قابل عوض اور قضا کی ہو

وهذا الفعل عمل حصل من الندم الحاصل من العلم والمراد من العلم ههنا الايمان واليقين بان الذنوب موموم  
 اور اسکا یہ فعل عمل ہے حاصل ہوا اور یہ علم ہمارا علم ہے ہاں علم سے مراد ایمان اور یقین ہے کہ گناہ آخرت میں نہر قاتل ہوتے ہیں

فهذه في الآخرة ونور هذا الايمان اذا اشرف على القلب فثمر نار الندم لانه مبصر باشرق نور الايمان عليه  
 اور اس ایمان کا نور جب دل پر چمکتا ہے تو ندامت کی آگ ہر گز اوشکتی ہے کیونکہ ایمان کی نور سے جو اوشیر چمکتا ہے ظاہر دیکھتا ہے کہ اپنی محبوب سے الگ نہ گیا

صاخر محجوب عن محبوبه فيشتعل نار الحب فيه فينبعث بتلك النار اعادة وقصد الى الفعل المتعلق بما ذكر  
 اب محبت کی حرارت شعور ہوتی ہے تو اس حرارت کی زور سے اس فعل کا ارادہ پیدا ہوتا ہے جو اوقات مذکورہ حال اور استقبال اور ماضی سے

من الحال والاستقبال والماضي فالعلم والندم والقصد الى الفعل المذكور ثلث شعاع يطلق اسم التوبة على مجموعها  
 متعلق ہی سو علم اور ندامت اور ارادہ فعل مذکور کا یہ تین امور ہیں اس مجموعہ کو توبہ کہتے ہیں

فان اتحققت هذه الماثلثة يتحقق التوبة وكثيرا ما يطلق اسم التوبة على الندم وحده ويجعل العلم كالمقدمة  
 جب یہ تینوں امور موجود ہوتے ہیں تو توبہ بیشک ہوتی ہے اور اکثر اوقات توبہ صرف ندامت کو کہتے ہیں اور علم کو اسکا مقدمہ ٹھہراتے ہیں

والفعل المذكور كالثمره وبهذا الاعتبار قال النبي عليه السلام لا يخلو الندم عن علم يوجبه ويثمره  
 اور فعل مذکور کو ثمرہ جانتے ہیں اور اسے اعتبار سے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے ندامت ہی توبہ ہی اسلئے کہ ندامت بدون علم کی کہ باعث اور موجب ہی اور

وعن عمر بن الخطاب وبتلوه فيكون الندم مخفوقا بطريقه احداهما ثمره والاخره ثمره ثم ان التوبة واجبة على جميع  
 بغیر عمر کی کہ اسکی پیروی لازم ہوتا ہے نہیں ہوتی سوا ب ندامت دونوں طرف سے کہری ہوتی ہے ایک طرف ثمرہ اور دوسری طرف باعث اور موجب ہوتا ہے یہ بیشک توبہ تمام

المؤمنين على الفور اما وجوبها على جميع فلقوله تعالى وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون ولقوله تعالى يا ايها الذين  
 مسلمانوں پر بالفعل ترت واجب ہی وجوب ترسکی اور اس آیت سے ثابت ہے اور توبہ کرو اللہ کی طرف سب مکر ای ایمان والو اور اس آیت سے ای ایمان والو

اصحوا توبوا الى الله توبة نصوحا وظاهر هاتين الايتين يدل على ان التوبة واجبة على كل احد من المؤمنين  
 توبہ کرو اللہ کی صاف دل کی توبہ اور ظاہر معنی ان دونوں آیتوں کی یہ ہے دلالت کرتی ہیں کہ توبہ ہر شخص مؤمن پر واجب ہی

لورود الامر فيها على العموم ونور البصيرة ايضا يرشد الى ذلك لان معنى التوبة الرجوع عما لا يرضاه الله تعالى  
 کیونکہ امر ان دونوں آیتوں میں سب کو عام ہی اور دل کی روشنی ہی یہ ہے گواہی دیتی ہے اسواسلئے کہ توبہ کی معنی اللہ تعالیٰ کی ناراضا مندی سے



الی طایر ضاه وذلك لا يتصور الا من العاقل والعقل لا يكمل الا بعد كمال الشهوة والغضب وسائر الصفات المذمومة  
 رمانندی کی طرف رجوع کرنا اور یہ امر صرف عاقل ہی ہو سکتا ہے اور عقل کامل نہیں ہوتی بدون کامل ہونی قوی شہوانی اور غضبی اور تمام اوصاف پر کی  
 التي هي وسائل الشيطان الى اغواء الانسان فان الشهوة من جنود الشيطان والعقل من جنود الملكة وليس  
 جوہر اسی ہوگا فی انسان کی شیطان کی وسیلی میں کیونکہ شہوت شیطان کا لشکر ہے اور عقل فرشتوں کا لشکر ہے اور ایسا  
 في وجود انسان الا وشهوته التي هي علة الشيطان متقدرة على عقله الذي هو علة الملكة فيكون الرجوع  
 انسان کوئی نہیں ہی جسکی شہوت جو شیطان کی سامان ہی عقل پر کہ فرشتوں کا سامان ہی مقدم نہ ہو سو اب امور سابقہ سی جو شہوت کی  
 عما سبق من مساعدة الشهوة ضار بيا في كل انسان بعد البلوغ لان من بلغ كافر جاهلا لدين الاسلام يجب  
 مرد گاہ میں باز رہنا ہر انسان کو بلاغت کی دونوں ضروری اسلی کہ جو شخص حالت کفر میں اسلام سی نا واقف بالغ ہو گیا تو اس پر  
 عليه التوبة عن كفره وجهله بتعلم ما يحصل به الاسلام ومن بلغ مسل اتبعه ابويه خافوا عن حقيقة الاسلام  
 توبہ اپنی کفر اور جهالت سی واجب ہی کردہ باتیں سیکھی جن سی اسلام حاصل ہووی اور جو شخص باب کی ساتھ حالت اسلام میں بالغ ہوای خیر اسلام کی حقیقت سی  
 يجب عليه التوبة عن غفلته بفهم معنى الاسلام اذ بعد البلوغ لا يفيد اسلام ابويه شيئا ما لم يسلم بنفسه  
 تو اس پر توبہ اس غفلت سی واجب ہی کہ اسلام کی معنی خوب سمجھی اسلی کہ بالغ ہو کر باب کا اسلام اسکی حق میں کچھ مفید نہیں ہی جہتک خود مسلمان نہ ہووی  
 فاذا فهم معنى الاسلام بعد البلوغ يجب عليه الرجوع عن عادة والقه بالاساتوسال في الشهوات والعادات وهو اشق  
 پر جب بالغ ہو کر معنی اسلام کی سمجھے چکا تو اس پر باز آنا اپنی عادات اور الفت سی کہ شہوت وغیرہ عادات میں بی ہمار ہو رہی ہی واجب ہی اور اس قسم کی توبہ  
 ابواب التوبة وفيه هذا اكثر الخلق لعجزهم عنه لان الشهوة تكمل في الصبي قبل البلوغ وكما للعقل فيكون  
 سبق من کی نسبت دشواری آئین اکثر خلقت عاجز ہو کر ہلاک ہو گئی ہی اسلی کہ شہوت لڑکھن میں بلاغت اور کمال عقل سی پہلی مستحکم ہو جاتی ہی سو  
 جند الشيطان في لا بداء مستوليا على مملكة القلب ويقع للقلب النسر والقمة فتضيات الشهوات والعادات  
 شیطان لشکر پہلی ہی دکی ولایت کو مغلوب کر لیتا ہی اور دل کی اندر شہوات اور عادات کی محبت اور الفت پیدا ہو کر غالب آجاتی ہی  
 ويغلب فيه ذلك ويعسر عليه النزوع عنه ثم يلوح العقل الذي هو من حارب الله تعالى فجده فان كان كاملا  
 اور اس حالت سی او کو نکلنا دشوار ہوتا ہی پھر عقل کہ اسد تعالی کا جہتا اور شکری ظاہر ہوتی ہی پھر اگر وہ کامل  
 قويا ينتهص لا نقاد عباد الله تعالى من ابدى اعدائه شيئا فشيئا على التدرج فيكون اول مشغله قمع جنود  
 اور قوی ہی تو واسطی چھوڑانی عباد الہی کی دشمنوں کی اتہوسنی آہستہ آہستہ بتدریج تیار ہوتی ہی پھر شیطانی لشکر کا اور کہاؤنا شہوتوں کو توڑ کر  
 الشيطان بكسر الشهوات ومفارقة العادات ودر الطبع على سبيل القهر الى العبادات ولا معنى للتوبة الا هذا وان لم يكن  
 اور عادات کو چھوڑنا اور طبیعت کو بزور قہر عبادات پر لگانا اسکا اول مشغلی اور توبہ کی معنی ہوا اسکی اور کچھ نہیں ہیں اور اگر وہ عقل کامل  
 كاملا قويا تسلطه على مملكة القلب للشيطان وينجز اللعين وعدة حيث قال لئن اخرجتني الى يوم القيمة لا احتكن ذميرتي  
 اور قوی نہ ہووی تو دکی مملکت شیطان کی حوالہ کر دیتی ہی اور وہ ملعون اپنا وعدہ پورا کرتا ہی چنانچہ کہتا ہی اگر تو مجھ کو ذمیل دی قیامت کی دن تک تو اسکی اولاد کو ذمیل دی  
 الا قليلا والمعنى انك ان اخرجتني حيا الى يوم القيمة لا قد تمم حيث ما شئت  
 مگر تھوڑی سی اور مراد یہ ہے کہ اگر تو مجھ کو جیتا چھوڑ دے گا قیامت تک تو بیشک اونکو جد ہر چاہو گنا کہیں لجاؤنگا  
 ولا ستولين عليهم استيلاء قويا لا قليلا منهم وهم المخلصون من عباد الله المسلمين  
 اور بیشک اونپر غالب رہو گنا گارو نہیں سی بعضوں پر کہ وہ مخلص ہندی اہ کی ا صلحہ ہیں  
 وهذا كقول اللعين لا تدينهم في الارض ولا غنيمتهم اجمعين وانما عرفنا الذين حصل ذلك المطلب له معاندا لا  
 اور یہ چنانچہ وہ ملعون کہتا ہی البتہ میں اونکو نیازی دکھاؤں گا زمین میں اور راہ سی کہ وہ لوگ انکو وردہ عین حصول اس مطلب کا باوجودیکہ غیب دان نہیں ہی





الخاتمة ويبقى في جهنم أبدا لا يادوان لم يختم له بسوء الخاتمة بل مات على الايمان يكون في مشيئة الله تعالى ان

شأنه يدخله جهنم ويعذب به فيها بقدر ذنوبه ثم يخرج منه ويدخله الجنة ولو بعد حين وان شاء يعفو عنه بمقدار ما صحت له عذابه ويكرهه من بين نكاح كرجل من داخل كرى

ويدخل الجنة بلا عذاب ان يشمله عموم العفو بسبب خفي حتى لا يطلم عليه احد غير الله تعالى

كما لا يستحيل ان يدخل جديا الطلب كنز فائق ان يجد له كنز من خرب بيته وضيم ماله وترك نفسه وعياله جسي يمكن ان كوى اجارته في تلاف من جادى به اتفاقا خزانه بايوى

جيا عازم انه ينتظر من فضل الله تعالى ان يوزقه كنز تحت الارض في بيته فانه كما يعد من المحققين وان

كان ما ينتظره غير مستحيل في قدرة الله تعالى وفضله كذلك من ينتظر المغفرة من فضل الله تعالى مع كونه مصرا

على ان يوبى غير سالك طريق المغفرة يعد من المعنويين فبعض من هؤلاء المحققين المغرورين يروى حاقته بكلام حسن

ويقول ان الله كريم لا تضيق جنه عن مثلى ولا تضرة معصيتي ثم ترى ذلك الاحق بركب البحار ويختار ضيق الاسفا

في طلب الدرهم والدينار واذا قيل له ان الله تعالى كريم وخزائن دراهمه ودنانيره لا يقصر عن مثلك ولا يضرك كسلك

بترك التجارة فاجلس في بيتك عساه ان يتركك من حيث لا تحتسب فانه يستحق من يقول هكذا ويستمر

به ويقول ما هذا الهوس فان السماء لا تمطر ذهبا ولا فضة وانما يحصل ذلك بالكسب هكذا جرت عادة

الله تعالى وسنته ولا تبدل لسنة الله ولا يعلم هذا الاحق ان رب الدنيا والاخرة واحد ولا تبدل

لسنته فيهما جميعا وقد اخبر ان ليس للانسان الام سعي فكيف يعتقد بكونه كريما في الاخرة ولا يعتقد بكونه

كريما في الدنيا فان من يخاف من الهلاك في هذه الدنيا الفانية اذا كان يجب عليه الاحتراز عن السموم وما

ليس لمدتها غاية ولا نهائية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم في فواتها العظمى والحمد لله العليم المجلس

[illegible]

وہو المراد ہمناء والمعنی ان توبۃ المذنب مقبولة عالم يبلغ الزور المحلقوم اذ عند الغرغرة ويلوغ الروح المحلقوم  
 میں استعمال کیا جا تاہی اور بیان یہی عبادی اور معنی یہ ہیں کہ گناہ کی توبہ مقبول ہوتی ہی جنتک میں لکھیں نہ آجادی اسلئے کہ غرغره کی وقت جب روح حلقین آکر رہی  
 یجائز ما یصیر الیہ من رحمة او هو ان ولا ینفعہ حیث توبۃ ولا ایمان کما قال اللہ تعالیٰ فیما انزلہ من القرآن  
 تو انبی انجام کو ظاہر دیکھتا ہی رحمت یا خورای اب او سکون توبہ کچھ فائدہ کری اور نہ ایمان چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن منزل میں فرماتا ہی

فلم يك ينفعهم ايمانهم لما راوا باسنا وقال في آية اخرى وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اقصوا  
 بهم نه سو كما تولى او تكفوا يقين لا انا انكنا جب ديكه چكى همارا عذاب اور ايك اور آيت مين فرمايا اور او كى توبه مين جو كرتى جاتى مين بركا كام اور جب سامنى آوى  
 احدثهم الموت قال انى تبت الن لان من شرط التوبة العزم على ترك الذنب الذى ثبت عنه وعدم المعاودة  
 ايسى كى موت كهنى لك مين فى اسب توبه كى اسلوسطى كه توبه مين عزم كرتا ترك گناه كا جس نى توبه كى هى اور او كى توبه كى عمل مين نه لانا سنه هى اور بيه عزم  
 عليه وذلك انما يتحقق اذا تمكّن الثاب منه وبقي اوان الاختيار فما لم يبلغ الروح الحلقوم لا ينقطع الرجاء  
 جى ہو سكتارى كه تايت كو قدرت هو اور اختيار كا وقت باقى هو سو جهك روح حاق مين نهين آتى تو اميد منقطع نهين هوتى پس تائبى

منہ الندم والغرم علی ترک الذنب فعلم من هذا ان التوبة مبسوطة للعبد حتى يعاين قابض الارواح وذلك  
انما امت اور غرم ترک کتا کا سب صحیح ہی اس ہی معلوم ہوتا ہی کہ بندہ کی لمبی توبہ کا وقت فراخ ہی جتنک کہ قابض الارواح کو دیکھی اور یہ جب ہی  
عند المغررة وبلغ الروح الحلقوم فعلى هذا يجب على العبد ان يتوب عما كان عليه من المعاصي قبل المعاشنة  
لکدم گئی اور روح حلق میں آجادی پس اس بیان کی موافق بندہ پر واجب ہی کہ اپنی تمام معاصی ہی معاشنے اور غرغره سے پہلی توبہ کری

والفرغ من لسانه تعالى لانه تعالى قال لا يائس من رحمة الله الا القوم الكفرون وقال في آية اخري  
اور الله تعالى رحمت ہی تا امید نہو اسکی کہ احد تعالیٰ فرماتا ہی تا امید نہیں اسکی فیض ہی مگر وہ ہی لوگ جو منکر ہیں اور ایک اور آیت میں فرمایا  
وهو الذي يقبل التوبتنا عن عباده ويعفو عن السيئات فينبغي للعاقل ان يتوب في كل وقت ولا يكون مصرًا  
اور وہ ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندوں سی اور معاف کرتا ہی برائیوں سے عاقل کو لازم ہی کہ ہر وقت توبہ کیا کری اور گناہ پر نہ اڑ جاوی  
الذنب فان التائب من الذنب لا يكون مصرًا وان عاد في اليوم سبعين مرة وقد جاء في الحديث انه عليه  
السلام  
کیونکہ گناہ ہی توبہ کر نیوالا گناہ کا مصر نہیں ہوتا اگرچہ دن بہر میں پھر پھر کر ستر مرتبہ کری اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا

قال من لزمن من الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورزقه من حيث لا يحتسب  
 ای جو شخص استغفار کو لازم کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر تنگی سے رستگاری دیتا ہے اور ہر غم سے  
 کٹا دیتی اور رزق دیتا ہے جہاں سے وہ نہ سوچتا اور

فی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال کل بنی آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون وروی انہ علیہ السلام قال فلیس  
 فی حدیث میں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تمام بنی آدم خطا دار ہیں اور اچھے خطا دار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے اس کی  
 فی لا استغفر اللہ والتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ و فی حدیث اخر انہ علیہ السلام قایا ہا الناس  
 کہ میں ہر روز استغفار اور توبہ ستر مرتبہ ہی زیادہ کرتا ہوں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ای لوگو



الحل في السادس والخمسون

توبوا الى الله فانى التوب الى الله فى اليوم مائة مرة فانظروا يا اهل الانصاف اذا كان النبى عليه السلام يستغفر

اسکی آگے تو سر کر بیٹھتی ہوگی اگرچہ وہ سوار تو نہیں کرتا مگر یہ سمجھا لے کہ وہ

يقرب وقد عرف الله ما تقدم من ذنبه وما تأخر والذي لم يظهر حاله اعرفه امة لا كيف لا يتوب الى الله

[illegible]

عن أبي ذرٍّ رضي الله عنه قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل قال لا أستغفر الله وقد روي عن ابن عباس أنه عليه السلام قال ذلك

المسوفين والمسوف من يقول كذا كذا لا يفسد الا حاله في الدنيا

رنگ کرہالی اور سفید ہوتا ہی جو کہ اب تو یہ کرہالی اور وہ خاک ہوا جاتا ہی اس لیے کہ تقاریر ہوسکتا ہی ہو کہ سیکرٹس اور اس کے متعلقہ

فَإِنْ بَقِيَ فَأَنْصَحْكَ لِأَيُّهَا الْمَوْلَى وَكَأَنَّكَ تَكُونُ لَهُ عَيْنًا وَنَاصِحًا

اور اگر کچا بھی تو جیسی اب گناہ نہیں چھوڑ سکتا اگر کوئی چھوڑ سکی کیونکہ اللہ اسکا نام ترک معصیت سے بچنے سے شہوت کا کوئی نہیں

لغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تقارق غدا بل تتضاعف وتتكاثر بالاعتناء فلا

اور شہوت تو اگل روز بھی سا قہر ہی بلکہ باعتبار عادت کی پہلی سی زیادہ اور مضبوط سو جس شہوت کو آدمی فی عادت کر کر

الانسان بالاعتقاد كالتى لم يؤكدها وعن هذا هلك المسوفون فانهم يظنون ان بين الممتثلين وفقاه لا يرون

وہ ایسی ضعیف نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی اسہی میں درنگ کر نیوالی ماری گئی کیونکہ وہ یہ خیال کر رہی ہیں کہ دوستانہی میں فرق ہوتا ہی یہ نتیجہ بنتی

ان كلام مشايخه في كون ترك الشهوة شاقا فيها وليس مثال المسوق الامثال من يجتاز الى قلبه شهوة فدها

کفن سب ایک سی ہیں ترک تہوت ہمیشہ دشوار ہے اور مسخ یعنی توبہ میں دیر لگانے والی کی مثال ایسی ہی کہ کسی کو ضرورت درخت اوکھاڑنی کی لگی سوا او سکودیکھا

قويمة سقطم الايمشقة شديدة فيقول آخرها سنة ثم اعو اليها فاقلمها ومن المعلوم قطع ان الشجر

کلبا بقیت فی الارض از داد رسوخ با فلاح

جستار زمین میں کھڑی گا مضبوط اور نمودار ہو گا چاویگا اب دنیا میں اس ہی طرح احمیت کو غنیمت مری کہ نیکو اس سے بہتر ہے

رسوخہائے اخلاقیہ نظر القدیہ علی قلمہا بعد از مدامہ سوخہا از تحقیقہ ہذا فوائد للعلماء انزلہ عنہم

یہاں پر یہ ایسی قوت کا منتظر ہی کہ بعد خوب مضبوط ہو نیکی کہاڑ ڈالی جب یہ بات ثابت ہو چکی تو مومن کو ضروری کہ تو یہی کہی کسی وقت فارغ نہ رہا

فِي وَقْتٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ نَائِبٌ فَإِنَّ التَّوْبَةَ فَرَضَ عَلَى جَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ بِاتِّفَاقٍ مُسَلِّمٍ . اِقُولُهُ تَعَالَى

میشک تو بہ تمام مومنوں پر فرض ہے سب مسلمانوں کی اتفاق سے برہیل اس آیت کی

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ وَقُلْهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا فَانظُرْ إِلَى رَحْمَتِ اللَّهِ

و توبہ کرو اللہ کی اسی سب سے بڑی نعمت ہے ایمان والوں اور یہ دلیل اس بات کی ہے اسی ایمان والوں کو توبہ کرو اگر اللہ کی صاف دیکھی توبہ

اب توبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت

در مہر بندوں کی حال پر دیکھ کر کس طور اور کون تو یہ تعلیم کی اور تو کیا ارشاد کیا اور ان کا کہنا کہ تم نے ان کو توبہ سے روکا ہے۔

عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخاکم

اور جہاد با کفر کا نام لگاؤ گا کہ کافر یا کفار کا نام لگاؤ گا۔

ازین اذاعلو فاحشۃ او ظلموا القسم ذکر و اللہ فاستغفروا الذنوب و من اغفر الذنوب

گوئے جب کہ بیٹھیں پہلا گناہ یا برا کرین اپنی حق میں تریا و کریں اس کو اور بخشش مانگیں اپنی گناہوں کی اور کون ہی گناہ بخشے اس امر کے لئے اور نہ اطمینان







علی ما فعل من الذنوب والکسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله یقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن  
کئی بدی کنه اور کائی ہوئی برائیوشی نادیم ہو اور نیت کری کہ ایسا کام پھر نہ کرونگا تو اللہ تعالیٰ اوکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوکی گناہوں سی درگزر فرماتا ہی

سیئاته لكن ينبغي ان يعلم ان الذنوب على نوعين ذنب فيما بينك وبين الله تعالى وذنب فيما بينك وبين العباد  
یکن سمجھنی کی بات ہی کہ گناہ ہی دونو قسم کی ہیں ایک گناہ تیری اور خدا کی بیچین یعنی حق اللہ ہی اور ایک گناہ تیری اور بندہ کی درمیان میں یعنی حق العباد ہی

فالذنب الذي بينك وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار باللسان والتدم بالقلب والعزم على ان لا يعود  
پھر جو گناہ صرف حق اللہ ہی تو اس میں صرف زبانی استغفار اور دل سے تدمت اور پھر تکرار کی نیت کافی ہی

فاذا فعل ذلك لا يبرئ من مكانه حتى يغفر له ذنبه الا ان يكون شيئا من الفرائض فان الشرع لا يكتفي فيه  
جب یہ حال بنایا تو ابھی اپنی حکمت سی نہیں مٹنی پاتا کہ اوکی گناہ معاف ہو جاتی ہیں ان اگر کوئی فریضہ ترک ہوا ہو کیونکہ شرع فی اسباب میں توبہ پر اکفا نہیں کیا

بمجرد التوبة بل اضاف الى ذلك في البعض قضاء كالصلاة والصوم وغيرها وفي البعض كفارة ايضا واما حقوق  
بلکہ اس توبہ کی سادہ بعضی حکمت قضا لگا رکھی ہی جیسی نماز اور روزہ وغیرہ اور بعضی حکمت کفارہ ہی لگا رکھی ہی اور یہی حقوق

الادميين فلا بد من ايصالها الى مستحقها فان لم يوجدوا يلزم تصدقها عنهم بنية ان تكون ودیعة  
العباد پس پہچانتا حقوق کا مالکون کی پاس ضروری پھر اگر وہ لوگ نہ ملین تو دینا اوکی طرف سی اس نیت سی خیرات کردی کہ اللہ تعالیٰ کی یہاں ودیعت

عند الله تعالى يوصلها الى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد السبيل لخروجه عما عليه من التبعات كعساره  
رہی قیامت کی روزہ مالکون کی حوالہ کری پھر جسکو ماری مفلسی کی حقوق ادا کر سکی کوئی راہ نہ ملی تو اسکو

فعليه ان يكثر من الاعمال الصالحة ويستغفر لمن ظلم من المؤمنين والمؤمنات في اكثر الاوقات فانه اذا فعل  
یہ لازم ہی کہ اعمال صالحہ بہت کیا کری اور اپنی مؤمن مظلوموں کی حق میں اکثر اوقات استغفار کیا کری بسک جب یہ عمل کر لگا

كذلك يرجى من فضل الله تعالى ان يرضى خصماؤه يوم القيمة قيل لبعض العلماء هل للتائب من علامة يعرف بها  
تو اللہ تعالیٰ کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیون کو راضی کر دی کسی ایک عالم سی پوچھا آیا تائب کی واسطی کوئی ایسی علامت ہی جس سی معلوم ہو

قبول توبته قال نعم علامته اربعة اشياء الاول ان ينقطع عن صحاب السوء والثاني ان يكون معرضا عن  
کتوبہ قبول ہوئی کہا ان کا چار علامتین ہیں اول یہ کہ بدکاروں سی سیزا ہو جاتی اور دوسری یہ کہ ہر گناہ سی نفرت کری

كل ذنب مقبلا على الطاعة والثالث ان يذهب من قلبه فرح الدنيا ويرى حزن الآخرة دائما في قلبه ولما  
اور طاعات کی طرف متوجہ ہو دی اور نہ یہ کہ دنیا کی فرحت نہ ہی اور آخرت کا فکر دل میں ہمیشہ لگا رہی اور چوتھی یہ

ان يرى نفسه فارغا مما ضمن الله له من الرزق ويكون مشغولا بما امر به فاذا وجد فيه هذه العلامات  
کہ اپنی جان کو ایسی چیزوں کی فکر سی جسکا اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہو چکا ہی فارغ یا دی جیسی رزق اور احکام الہی کی بجا آوری میں مشغول رہی جب اس میں یہ علامتین موجود ہوتی ہیں

بكره الله تعالى باسبع كرامات احدها ان يخرج من الذنوب كانه لم يذنب قط والثاني ان يحبه والثالث ان  
تو اسکو اللہ تعالیٰ چار کرامتین عنایت کرتا ہی ایک یہ کہ گناہوں سی ابصاف کر دیتا ہی گویا کہی ہی گناہ نہیں کیا اور دوسری یہ کہ اللہ سے دوست رکھتا ہی تبہ ہی یہہ

يحفظه من الشيطان ولا يسلط عليه والرابع ان يؤمنه من الخوف قبل ان يخرج من الدنيا لانه تعالى قال  
کہ وہ کو شیطان سی محفوظ رکھتا ہی شیطان کو اس پر تسلط نہیں دیتا چوتھی یہ کہ خوف سی مومن ہوتا ہی اس سی پہلی کہ دنیا میں ہی روانہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

تتنزل عليهم الملكة الاتخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون ويحب له على الناس اربعة اشياء  
اون پر اترتی ہیں فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اس پرشت کی جسکا تمکو وعدہ تھا اور اور لوگوں پر اوکا چار حق واجب ہو جاتی ہیں

اولها ان يحبه لانه تعالى قد احبه والثاني ان يدعواله بالثبات على التوبة لان الثبات على التوبة اشد من  
اول یہ کہ اس سی محبت کیا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سی محبت کرتا ہی دوسری یہ کہ اوکی حق میں توبہ پر قائم رہنی کی دعا کیا کریں اسطی کہ توبہ پر قائم رہنا تو یہ کرشی

التوبة

التوبة والثالث ان يحاسبه ويدكره ويحاونوه والاربع ان لا يعثروه بما سلف عن ذنوبه لانه تعالى قال حكايت  
 دشوار تر ہے تیسری یہ کہ اس کی پاس پیٹ کر یاد آتی اور ادا کیا کریں چوتھی یہ کہ باعتبار پہلی گناہوں کی طعنہ نہ لگیا کریں اس کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف  
 عن یوسف علیہ السلام لا تریب علیکم الیوم قال الفقیہ ابوالبیث وذلك ان المؤمن ليس من شأنه ان يقع في الذنوب  
 علیہ السلام کی طرف سے حکایت کرتا ہی کچھ الزام نہیں آج فقیہ ابوالبیث کہتے ہیں یہ اس کی کہ مؤمن کی شان سے نہیں ہی کہ گناہ میں مبتلا ہو وی  
 ولا یتمد کما یدل علیہ قلبہ تعالیٰ ذکرہ لیکم الکفر والفسوق والعصیان فانه تعالیٰ قد اخبرنا ان بعض علی المؤمنین  
 اور عدا کیا کری چنانچہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی اور برا لگایا نہ ہو کفر اور گناہ اور جھکی کیونکہ اللہ تعالیٰ فی خبر دی ہی کہ ہنی مؤمنوں پر معصیت ہونا پسند  
 المعصية فلا يقع المؤمن فيها اذا كان ايمانه حقيقيا لا سانيا الا في حال الغفلة فاذا تاب عنها لا يجوز ان يعثر بها قال  
 کردی ہی سو مؤمن گناہ میں نہیں پڑتا اگر ادا کیا بیان حقیقی ہو صرف زبانی ہی نہیں مگر غفلت میں بہر جب اسی گناہ سے توبہ کی توجہ نہیں ہی کہ طعنہ نہ لگیا کریں  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هوىها وثنى على الله  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہوشیار وہی کہ اپنی جان کو ذلیل بھی اور آخرت کی واسطی عمل کیا کری اور حق وہی کہ اپنی جان کو ہوا ہوس کی بھی لگاوی اور اللہ سے آگاہ ہیں  
 هذا الحديث من حسان المصابيح رواه شاذان بن الاوس وصعنا ان العاقل من غلب على نفسه وقهرها وحاسبها  
 طلب کری یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی شاذان بن الاوس کی روایت سے اس کی یہ معنی ہیں کہ عاقل وہ ہی جو نفس پر غالب آکر اوسکو دبا لی اور محاسبہ لیکر  
 ونظر ما عملت لاخرتها فان وجدها عملت خيرا حمد الله تعالى ويسعى في الاذيات فيه وان وجدها عملت شرا اشتغل  
 دیکھی کہ آخرت کی لپی کیا عمل کیا ہی اگر چاہی کہ نیک عمل کیا ہی تو خدا کا شکر کر اس میں اور زیادہ کوشش کری اور اگر چاہی کہ برا کام کیا ہی تو توبہ اور استغفار کر کر  
 التوبة والاستغفار واصلاح الحال بالتوجه الى الطاعات المنجية عن العقبات والعصاة والموصلة الى الدرجات  
 اور توبہ کی بعد بلند درجوں پر پہنچاوی حال کو درست بناوی طاعات کی طرف متوجہ ہو جو قیامت کی عذاب سے نجات دی  
 بعد الممات والعاجز من غلبت عليه نفسه وصارت افعالها واعطاهما ما ارادت من المحرمات والمنهيات  
 اور یہ جو قوف وہ ہی جس پر نفس غالب آکر اوسکو اپنا تابع کر لی اور جو چاہی سو محرمات اور منہیات میں سے اوسکو دیوی  
 وتمنى على الله ان يغفر له ويدخل الجنة من غير التوبة والاستغفار واصلاح الحال وهذا هو الغرور والغرور على  
 اور اللہ سے یہ تمنا کری کہ خدا بخشدی اور بی توبہ اور بی استغفار اور بلا درست حال جنت میں داخل کر دی اور یہ ہی غرور کہلاتا ہی اور غرور جیسی  
 ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء هو سكون النفس الى ما يوافق الهوى ويميل اليه الطبع عن شبهة وخذعة من  
 امام غزالی فی احیاء العلوم میں ذکر کیا ہی نفس کا اطمینان اور موافق ہوا ہوس کی طبع کا میلان بسبب شبہ اور شیطانی مکر کی ہی  
 الشيطان فمن اعتقد انه على خير ما في العاجل او في الاجل عن شبهة فاسدة فهو مغرور واكثر الناس يظنون في  
 سو جو شخص اپنی حالت کو بالفعل یا آخر کو شبہ فاسد کی راہ سے بہتر سمجھتا ہی پس وہ دھوکہ میں گرفتار ہی اور اکثر لوگ اپنی دلیں اپنی حال کو  
 انفسهم خيرا مع كونهم محظنين انهم فهو اذن مغرورون وان اختلفت اصناف غرورهم وتفاوتت درجاتهم حتى  
 بہتر سمجھتی ہیں باوجودیکہ خطاوار اور گنہگار ہوتی ہیں اب وہ دھوکہ میں ہیں اگرچہ درجات اور طریقے دھوکے مختلف اور ان کی درجہ کم و زیادہ ہوں یہاں تک  
 كان غرور بعضهم اظهور واكثر من بعض فبعضهم من غررتهم الحياة الدنيا ومنهم من غرهم بالله الغرور اما الذين غررتهم  
 کہ ہر ایک کا دھوکہ ایک سی فاحش اور بہت بڑھتی ہو بہر بعض تو دنیا کی دھوکہ میں ہیں اور بعض اللہ کی ساتھ دھوکہ میں ہیں بہر جو شخص دنیا کی  
 الحياة الدنيا فهم الذين قالوا النقد خير من النسبة والدنيا نقد والاخرة نسبة فاذن الدنيا خير فلا بد من ابتلائها  
 نہ لگی کہ دھوکہ میں ہیں سو وی شخص ہیں جو کہتی ہیں نقد اور دہارسی بہتر ہی اور دنیا تو نفع دہی اور آخرت اور دہارسی سو اب دنیا بہتر ہی پس دنیا کا اختیار کرنا خور ہی  
 وهذا القياس فاسد يشبه قياس ايليس حيث قال في حق ادم النبي عليه السلام انا خير من خلقتي من نار  
 اور یہ بہ استدلال فاسد ایلیس کا قیاس ہی کہ اوس آدم علیہ السلام کی حق میں کہا تھا میں اوس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نی بنایا آگ سے

باجلاس السام والستون في بيان الكيس وحال الاصحق

دھوکہ



وخلقت من طین والی هؤلاء الاشارة بقوله تعالى للذین اشتروا الحیوة الدنیا بالآخرة فلا یخفف عنهم العذاب  
اور اسکو بنایا خاک سی اور اسی طرف اشارہ ہی اس آیت میں جنہوں نے خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دیکر سونہ ہلکا ہوگا اور پھر عذاب  
ولایہم نصرون وعادیہم هذا الغرور اما التصدیق بمجرد الایمان والتصدیق بالبرہان اما التصدیق بمجرد الایمان  
اور نہ انکو مدد پہنچی کی اور اس دہوکہ کا علاج یا تصدیق نری ایمانی سی ہی یا تصدیق برائی سی پھر نری تصدیق ایمان کی  
فہو ان یصدق الایات الواقعة فی القرآن من جملتها قوله تعالى ما عندکم ینفذ وما عند اللہ باق وقوله تعالى  
توبہ ہی کہ آیت کی جو کہ قرآن میں آئی ہیں تصدیق کری جنہیں سی ایک یہہ آیت ہی جو تم پاس ہی پڑ جاوے گا اور جو اللہ پاس ہی سورج تہا ہی اور ایک یہہ آیت  
والآخرة خیر وابق وقوله تعالى وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور فآذہ علیہ السلام قد اخبر بذلک طوائف  
اہل پہل کہ بہتر ہی اور رہنی والا اور یہہ آیت اور دنیا کا جینا ہی ہی جس رضا کی بیشک نبی علیہ السلام فی بہت کھار کو اسکی خبر سنائی  
من الکفار فصدقوا وامنوا بہ ولم یطالبوا بہ بالبرہان وهذا ایمان یخرج العامة من الغرور واما التصدیق  
پس انہوں نے سچ مانا اور اس پر ایمان لائی اور کوئی برہان آپ سی طلب نہ کی یہہ ایمان ہی کہ حوام لوگ دہوکہ سی بچ جاتی ہیں اور تصدیق برائی  
بالبرہان فہو ان یعرف وجہ فساد هذا القیاس الذی نظمه ابلیس فی قلبہ فان کل مغرور فله غرورہ سبب و  
یہہ ہی کہ اس قیاس کی فساد کو معلوم کری جو کہ ابلیس نے اپنی دلیں مرتب کیا تہا کیونکہ جو شخص دہوکہ میں آتا ہی تو اسکا کوئی سبب ہوتا ہی  
ذلک السبب ہو دلیلہ وکل دلیل نوع قیاس یقع فی القلب ولورث السكون الیہ وان کان صاحبہ لا یشعر بہ  
وہ ہی سبب اسکی دلیل ہوتی ہی اور ہر دلیل ایک طرح کا قیاس ہوتا ہی جو دلیں پیدا ہو کر دکھو لشکین دیتا ہی اگرچہ قیاس والی کو اسکی خبر نہ ہو  
ولا یقدر علی نظمہ بالفاظ العلماء فالقیاس الذی نظمه الشیطان فی قلب المغرور مرکب من اصلین أحدهما  
اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علماء کی طور پر عبارت مرتب کر لی پس وہ قیاس جو شیطان نے بہی ہوئی کی دلیں مرتب کیا تہا دو اصل سی مرکب ہی ایک توبہ  
الدنیا نقد والآخرة نسئہ وهذا صحیح والثانی النقد خیر من النسئہ وهذا محل التلبیس ابلیس لا مرکن الذی مطلق  
کہ دنیا نقد ہی اور آخرت اودہ ہی یہہ تو صحیح ہی اور دوسرا یہہ کہ نقد بہتر ہوتا ہی اودہ ہی یہہ کہ دہوکہ ہی کیونکہ کلیہ یون نہیں ہی  
بل اذا کان النقد مثل النسئہ فی المقدار والمقصود فمخیر منها واما اذا کان اقل من النسئہ فالنسئہ خیر منہ  
بلکہ نقد اور اودہ دو لو اگر مقدار اور مقصود میں برابر ہوں تو نقد بہتر ہی اور اگر نقد مقدار میں اور اودہ سی کمتر ہو تو یہہ نقد اور اودہ بہتر ہوتا ہی  
فان هذا المغرور یبذل فی تجارتہ درہما نقدا لیاخذ عشرة نسئہ ولا یقول النقد خیر من النسئہ وکن اذا  
کیونکہ یہہ مغرور ہی اپنی تجارت میں ایک روپیہ نقد خرچ کرتا ہی تاکہ دس روپیہ اودہ یعنی انجام کو حاصل کری اب نہیں کہتا کہ نقد بہتر ہی اودہ ہی اور ایسی ہی اگر  
حائز الطیب من الفواکہ ولذا نأخذ الاطعمہ یتراک ذلك فی الحال خوفا من الم المرض فی الاستقبال والتجار کلہم  
طیب میوی اور لذیذ کھا نوشی منع کردی تو آئینہ کو خوف کا مارا فوراً چھوڑ دیتا ہی اور تمام تجارت پیشہ  
یرکبون الجار یختارون مشاق الاسفار فی الحال لاجل الربح والراحة واللذی فی الاستقبال فاذا کان العشرۃ فی  
دریا کا سفر اور سفر کی مشقتیں بالفعل کو اگر لیتی ہیں آئینہ کی منفعت اور آرام اور لذت کی دہلی یہہ آئینہ کی دس  
الاستقبال خیر من الواحد فی الحال وکن اذا کان الربح والراحة واللذی فی الاستقبال خیر من الالم والمشقة فی  
حال کی ایک سی اور ایسی ہی آئینہ کی منفعت اور راحت اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوتی تو  
الحال ففس لذة الدنیا وراحتهما من حیث مدتها بالنسبة الی مدة الآخرة فان اقصى عمر الانسان مائة سنة  
پس دنیا کی لذت اور راحت کو باعتبار دنیا کی مدت کی آخرت کی مدت کا نسبت قیاس کر لی کیونکہ انسان کی بڑی سی بڑی عمر سو برس کی ہوتی ہی  
قلما یتجاوز عنہا وهو لیس عشر عشر من جزء من الف جزء من مدة الآخرة فکانہ ترک واحد الیاء خذ الف الف  
اس سی بہت کہ بیسی پاتا ہی سو یہہ ستواں حصہ ہی نہیں ہی ہزار وین حصہ میں کا آخرت کی مدت میں سی گویا اسی ایک کو دس یا کہ بیسی کی دہلی ترک کیا

بل لیاخذ ما لا نهاية له هذا من حيث المدة وأما من حيث التمتع فلذات الدنيا مكدرة مشوبة بانواع الآلام  
 بل في نهایت کی و سخی یہ افزایش تو باعتبار مدت کی ہی اور باعتبار خوبی قسم کی سورنیا کی لذتیں طرح طرح کی ام سے مکدر اور سختیوں سے آلودہ ہیں  
 والشدة ولذات الآخرة صافية غير مكدرة فاذن يظهر غلطه في قوله التقدير من النسبة وعند ذلك  
 اور آخرت کی لذتیں صاف اور مصفا اس کی غلطی صاف ظاہر ہوتی ہے کہ تقدیر بہتر ہوتا ہی اور ہر ہی اور اس وقت  
 يرجع الشيطان الى قياس اخر وهو ان اليقين خير من الشك والدنيا ياقين والآخر شك فلا يترك اليقين وهذا  
 شیطان ایک اور قیاس منظم کرتا ہی اور وہ یہ ہے یقین بہتر ہوتا ہی شک سے اور دنیا تو یقینی ہی اور آخرت میں شک ہی حوالہ دینے کو ترک نہیں کر سکتی اور یہ  
 القياس اكثر فسادا من الاول لكون كل من اصله باطلا لان كون اليقين خيرا ليس الا اذا كان مثله لا مطلقا  
 قیاس پہلی قیاس سے خراب تر ہی کیونکہ اسکی دونوں اصل غلط ہیں پہلی کہ یقین جب ہی بہتر ہوتا ہی کہ شک کی مثل ہو دی کچھ کلیہ نہیں ہی  
 الا ترى ان التاجر في تعب على يقين وفي حصول ربحه شك وكذا المريض يشرب الدواء البشيع الكريه وهو في  
 کیا تو نہیں دیکھتا کہ سوداگر اپنی مشقت کو یقینی جانتا ہی اور فائدہ ہونی میں شک پر ہی اور ایسی بیمار کو دوا پیتا ہی تلخی دوا کی تو یقینی ہی  
 مرارة الدواء على يقين وفي حصول الشفاء على شك لكن يقول الم حارة الدواء قليل بالنسبة الى الم امتداد المرض الى  
 اور صحت ہونی میں شک ہی پر وہ یہ کہتا ہی کہ الم کو دوا کا نسبت الم زیادتی مرض کی کمتر ہی جس میں  
 الى الهلاك فمن كان على شك في امر الآخرة يجب عليه ان يقول بالصبر في أيام قلائل وهو صنتهي الامر قليل بالنسبة  
 مر ہی جاتی ہیں ہر جگہ آخرت کی باب میں شک ہو تو اوپر یہ تصور واجب ہی کہ صبر کرنا چند روز کا یعنی آخر حیات تک نسبت  
 الى ما يقابله من امر الآخرة فان كان ما يقال فيه كن باعنا يفوتني لا التمتع أيام حياتي وقد كنت في العدم من الآن  
 اپنی مقابل یعنی آخرت کی کمتر ہی کیونکہ آخرت کا حال جو مشہور ہی اگر جھوٹ نکلا تو میرا سوا عیش زندگانی کی کیا جاتا رہیگا اور بیشک میں انزل ہی  
 الى الآن واحسب اني بقيت في العدم ولم اتنع من كان ما يقال فيه صدقا بقى في النار هرا طويلا وهذا ما  
 اب تک نابودی تھا سو میں سمجھوں گا معدوم ہی عیش حاصل نہوا اور اگر بہت مشہور ہے ہوا تو میں زمانہ دراز تک آگ میں جلونگا اس مصیبت کی طاقت  
 لا يطاق به وكذلك قال على لبعض المحدثين للآخرة ان كان ما قلتم حقا تخلصتم وتخلصنا وان كان  
 ہرگز نہیں ہی ایسا ہی علی رضی اللہ عنہ نے ایک محدث سے جو آخرت کا منکر تھا جواب میں یہ فرمایا جو تو کہتا ہی اگر سچہ ہوا تو تم ہی بھی اور ہم ہی بھی اور اگر  
 ما قلنا حقا تخلصنا وهل كنتم وليس هذا القول منه على شك في الآخرة بل كالمحدث على قدر عقله وبين له  
 پہلا قول حق ہوا تو ہم بھی اور تم ماری گئی اور یہ قول علی کا آخرت میں کچھ شک کی راہ سے نہ تھا بلکہ محسوس اسکی عقل کی موافق کلام کیا اور اسکو ظاہر کر دیا  
 انه وان لم يكن متيقنا فهو مغرور وأما الأصل الثاني الذي هو ان الآخرة شك فهو باطل ايضا لان ذلك يقين  
 کہ بلاشبہ اگر وہ نہیں یقین رکھتا تو وہ دہوکہ میں ہی اور اس قیاس کی دوسری اصل یعنی آخرت مشکوک ہی یہ ہی باطل ہی اس لیے کہ مؤمن کی نزدیک  
 عند المؤمن وإيمانه يدفع غرور الشيطان الا انه اذا ترك وأمر الله تعالى وضيع الأعمال الصالحة ولا بس المعاصي  
 یقینی بات ہی اہلوسکا ایمان شیطان کی فریب کو دفع کر دیتا ہی پراستا ہی کدستی جب احکام الہی کو ترک اور اعمال صالحہ کو ضائع کیا اور معاصی  
 والمنكرات يكون مشاركا للكفار في هذا الغرور لانه وان كان معترفا بكون الآخرة خيرا من الدنيا لكن قال  
 اور منکرات میں مبتلا ہوا تو اس دہوکہ میں کفار کا شریک ہو گیا اس واسطے کہ اگرچہ آخرت کو دنیا سے بہتر جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی پر دنیا کی طرف راغب ہو کر  
 الى الدنيا وانزها على الآخرة واستحق ان يكون من اهل النار كالکفار الا ان امره يكون اخف لان اصل الإيمان  
 دنیا کو آخرت پر پسند کر لیا ہی اور سنوا وہی کہ کفار کی طرح نادری ہو دی لیکن اسکا حال بہ نسبت کفار کی خفیف تر ہی کیونکہ اصل ایمان  
 ينقيه من العذاب الابدي ويخرجه من النار ولو بعد حين وهذا هو فائدة مجرد الإيمان وحده وأما  
 ابدی عذاب سے بچا کر دوزخ میں سے نکال دینگا اگرچہ کچھ مدت کی بعد اتنا تو فائدہ نری ایمان کا ہی اور



القول بالمقصود فلا یكفی له مجرد الايمان وحده بل لابد من ضم العمل الصالح اليه كما يدل عليه آيات القرآن

من جملتها قوله تعالى ولقي الغفار من تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدى وقوله تعالى ان رحمت الله قريب

وقوله تعالى والعصر ان الانسان لخبیر الا الذين اصنوا وعلوا الصلح فوعد المغفرة في كتاب الله تعالى منوط

بالايمان والعمل الصالح جميعا لا بالايمان وحده فمن اقر بلسانه ان لاخرة خير وابقى ثم ترك العمل واشتغل بالمعاصي

فهو من المغرورين بالدنيا والمسورين بها والمحبين لها والكارهين للموت خيفة فوات لذاتها لا خيفة فوات ثوابها

الخرة وحصول عقابها فهو كاهم الدنيا غرتهم الحیوة الدنيا وهم عن الاخرة هم غفلون والذين هم بالله الغرور

فهم الذين يجهلون الاعمال ويستغلون بالمنكرات ويقولون ان الله كريم رحيم نرجو رحمته ومغفرته وهذا

الكلام وان كان صحيحا في نفسه مقبولا في القلوب الا ان الشيطان لا يغوي الانسان الا بكلام مقبول الظاهر

مردود الباطن ولو لاحسن ظاهره لما اتخذت به القلوب لكن النبي عليه السلام كشف عن ذلك بقوله الکیس

من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله وهذا التمني هو الغرور الذي غير

رجاءه من الله وسماه رجاء حتى خدعه به كثير من الناس وقد شرع الله الرجاء بقوله الذين امنوا وهاجروا

وجاهدوا في سبيل الله اولئك يرجون رحمت الله وقيل للحسن قوم يقولون نرجو الله ويضيعون العمل فقال

هيها تهميات تلك ما نهم يزددون فيها من اجاشيئا طلبه ومن خاف شيئا هرب منه وكما لا ينبت في الدنيا

نزع الا بالحرثه كذلك لا يحصل في الاخرة اجر وثواب الا بالايمان والعمل وكما كان معنوها من رجاء ولما لم ينك

ونك ولم يجامعوا جامع ولم ينزل كذلك يكون معنوها من رجاء رحمة الله تعالى ولم يؤمنوا ولم يعمل

الصالحات او عمل الصالحات ولم يترك السيئات وكما ان من نك وجامع وانزل ينبغي له ان يرجو حصول الولد

انكري يا اهل صالح في كرى

انكري يا اهل صالح في كرى

انكري يا اهل صالح في كرى

وان یخاف عدم حصوله کذلک ان من عمل الصلح و ترک المسیات ینبغی له ان یرجو حصول

اور اولاد نہ ہونی کا بھی خوف کری ایسی ہی جو شخص ایسا نہ لایا اعمال نیک کئی اور برائیوں چھوڑ دین تو اس کو لایق ہی کہ اجر و ثواب کا

الاجر والثواب وان یخاف عدم حصوله فالواجب علی المؤمن ان یتوب عن المسیات و یدعو علی الطاعات

متوقع ہووی اور محرومی ہی ڈرتا ہی پس مؤمن پر یہ واجب ہی کہ برائیوں سے توبہ کری اور ہمیشہ طاعات کرتا ہی

ثم یكون بین الخوف والرجاء ولا یقنط من رحمة الله تعالى ولا یأمن من عذاب الله تعالى فان المنهک فی المعاد

بہر خوف اور رجاء دونوں کی اور اللہ کی رحمت سے نا امید اور عذاب الہی سے بیخوف نہ ہو بیشک جو شخص گناہوں میں مبتلا ہی

قد یخطر له التوبة فیقول له الشیطان انی یقبل توبتك مع امر تکابك امثال تلك الذنوب فیجب عند

وکی دل پر شک ہی توبہ کا خیال آتا ہی پر اس کو شیطان یوں ہنگامی تیری توبہ کب قبول ہوتی ہی تو ایسی ایسی گناہوں میں گرفتار ہی پس ایسی حالت میں واجب ہی

ذلك قمع الفتنة بالرجاء ویقول ان الله کریم رحیم یغفر ذنوب التائبین لانه تعالى قال وانی لغفار لمن

کہ نا امید کو دفع کر کر امید وار ہو جائے گا ہی اور کہی کہ بیشک اللہ کریم اور رحیم ہی توبہ کرنے والوں کی گناہ معاف کرتا ہی اسلی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی انستغفر لکم ذنوبکم

تاب و وعد قبول التوبة وقال وهو الذی یقبل التوبة عن عبادة فان التوبة طاعة تکفر الذنوب کلها

توبہ کری اور توبہ قبول کرے گا وعدہ کیا فرمایا اور وہ ہی ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندوں سے بیشک توبہ ایسی عبادت ہی کہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ سبقتار

صغیرها و کبیرها حتی الکفر بخلاف سائر الطاعات فانها لا تکفر الا الصغائر فمن توقع المغفرة مع التوبة فهو

ریتی ہی بیان تک کہ کفر کو بخلاف تمام اور عبادات کی سوا اور عبادات صرف گناہ صغیرہ کو اوتار دیتی ہیں پھر جو شخص توبہ کر کر بخشش کا امیدوار ہو تو وہ

راج و توقع المغفرة مع الاصرار فهو مغرور و کل توقع یورث التوبة والتشمر علی العبادة فهو راج و کل توقع

راج ہی اور گناہ پر اڑا ہوا بخشش کی توقع کری تو وہ مغرور ہی جس توقع میں توبہ اور عبادت کا غم حاصل ہووی وہ ہی راج ہی اور جس توقع میں

یوجب الفتور فی العبادة والركون الی البطالة فهو غرور فان من خطر له ان یترك الذنوب ویشتغل بالعبادة

عبادت میں قصور اور بیہودگی کی طرف رغبت آوی وہ ہی غرور ہی کہو کہ جسکی دین پر خیال ہی کہ گناہ سے بچوں اور عبادت کروں

یقول الشیطان له مالک تؤذی نفسك وتعذبها وکفر کریم غفور رحیم فیغتر بک عن التوبة والعبادة

تو شیطان کہو کہ یہ سوسہ دیتا ہی تجھ کو کیا ہوا اپنی جان کو تکلیف دے عذاب دیتا ہی تیرا پروردگار تو کریم اور غفور اور رحیم ہی سوسہ فریب میں آکر توبہ اور عبادت سے باز رہتا ہی

فهذا غرور وعند ذلك یجب علی العبد ان یستعمل الخوف ویخوف نفسه بفضله الله تعالى وعظم عقابه

سو یہ ہی غرور ہی ایسی حالت میں ضروری کہ آدمی خوف کری اور اپنی نفس کو غضب الہی اور اسکی بڑی عذاب سے ڈراوی اسکو یہ سمجھاوی

ویقول لها ان الله تعالى کما کان غافر الذنوب وقابل التوبة فهو شدید العقاب ایضا وأنه کونه کریم

کہ اللہ تعالیٰ جیسی گناہ معاف اور توبہ قبول کرتا ہی پس وہ عذاب ہی بہت بڑا کرتا ہی اور کریم اور رحیم ہوکر

رحیم یمحی الکفار فی النار بل لا یأمن ان کفرهم لا یضره بل یسلط العذاب والحن والاعراض والعلل والفقر

کفار کو مٹو غنیمت قدیم کی ہی ڈال رکھا ہی باوجودیکہ اوکی کفر سی اسکا کیا ضرر تھا ملک دنیا کی اندر اپنی بندوں پر عذاب محنت اور دکھ اور بیماری اور فقری

والجوع علی عبادة فی الدنیا مع کونه کریم یرحمنا قادر علی انزل المتاع فمن کان سسته فی عبادة کذلک کیف یغتر به

اور یہو کہ تعینات کر دیتا ہی حال یہ کہ کفر ہی اور رحیم ہی قدرت والا سب تکلیفیں دور کر سکتا ہی پھر جسکا بندوں کی حق میں یہ سطر ہو تو آدمی کب فریفتہ

العبد ولا یخافه وقد خوفه عقابه ورجاء اکثر الخلق فی هذا الزمان هو سلب فتورهم عن العمل وقبالم علی النی

ہوکتا ہی کہ اسکا خوف اور ہٹا رکھی اور وہ بیشک اپنی عقاب سے ڈرا چکا ہی اور اس زمانہ میں اکثر خلق کو راجا ہی کہ عمل میں سست دینا پر متوجہ

واعراضهم عن طاعة الله تعالى واهمالهم للمسعی للآخرة وهم لا یعلمون انه غفور و لیس یرجاء وقد أخبر النبی علی السلام

آخرت کی سعی میں چیست کو ضعیف کر دیتی ہی یہ نہیں سمجھتی کہ یہ شیطان دہو کہ ہی راجا میں ہی اور بیشک نبی علیہ السلام خبری

طاعت الہی ہی بی پرواہ



ان الغرور یسلب علی اخر هذه الامة قال الامام الغزالی قد كان ما اخبر به النبی علیه السلام فان الناس فی الزمان  
 یکی میں کہ غرور آخر کوں سے جلد زور کی طرح جاوے گا امام غزالی کہتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے جو خبر دی تھی وہ ہو گئی کیونکہ اول زمانہ میں لوگ ہمیشہ  
 الاول كانوا یأخذون علی الطاعات والعبادات ویبالیغون فی الاحتراس عن الشبهات والشبهات ومع ذلك كانوا  
 طاعت اور عبادت میں مشغول رہتی تھی اور شہات اور شہوات سے خوب بچتی تھی اور پھر ہی اپنی حال پر  
 یخافون علی انفسهم ویبکون فی الخلو ت واما الان فترى الخلق آمنین فرحین غیر خائفین مع اصرارهم علی  
 ڈرتے رہتی تھی اور تنہائی میں رویا کرتی تھی اور اب اس زمانہ میں دیکھتی ہو کہ خلقت امن کی اندر خوش و غورم کی خوف و ہراس معاصی پر اڑی ہوئی  
 المعاصی وانهم اکرم فی الدنیا واعراضهم عن طاعة الله تعالى ویزعمون انهم واثقون بکرم الله تعالى وفضله و  
 اور دنیا میں کہیں ہوئی طاعت الہی سے بی پرواہی اور کہتی ہیں ہم کو اللہ کی کرم اور فضل پر بڑا بہرہ رسد ہی اور اس کی

سراجون لعفوہ ومغفرته ویقولون ان نعمته واسعة ورحمته شاملة واین معاصی العباد فی بحار مغفرته ویسیمون  
 دگر اور بخشش کی امید ہی اور کہتی ہیں کہ اس کی نعمت فراخ ہی اور رحمت عام اور بندوں کی معاصی کی اس کی دریای مغفرت میں کیا اصل ہی اور اس تمنی  
 تمہیں و اغترابهم رجاء ویقولون ان الرجاء مقام محمود فی الدین فکانهم یزعمون انهم عرفوا من کرم الله تعالى و  
 اور اغتراب کا نام رجاء کہہ چکے ہیں اور کہتی ہیں کہ رجاء دین میں پسندیدہ مقام ہی سو گویا یہ کہتی ہیں کہ ہم اللہ کا کرم اور فضل  
 فضله عالم یعرفه الانبیاء والصحابہ والسلف الصالح المجلس الثامن والستون فی بیان فضیلة التقوی  
 الانبیاء جانتی ہیں کہ انبیاء اور صحابہ اور صلحا پرستین نہیں جانتی تھی اہل شہدین مجلس تقوی اور حسن خلق کی فضیلت میں اور بیان دونوں کی حقیقت کا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتدرون ما اکثر ما یدخل الناس الجنة تقوی الله وحسن الخلق هذا الحدیث  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتی ہو کیا چیز ہے جو جنت میں لوگوں کو زیادہ بجاوے گی پرہیزگاری اور عادت نیک یہ حدیث

من حسان المصابیہ رواہ ابوہریرۃ ومعناه ان اکثر اسباب السعادة الابدیة انما یحصل بالجمع بین ہاتین الخصلتین  
 مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سے اس کی معنی یہ ہیں کہ اکثر سبب سعادت ابدی کا بدوں جمع کرنی ان دونوں خصلتوں کی حاصل نہیں ہو سکتا  
 فان التقوی اشارۃ الی حسن المعاملة مع الخالق وحسن الخلق اشارۃ الی حسن المعاملة مع الخلق فعلى هذا ینبغی  
 کیونکہ تقوی ہی اشارہ طرف نیک معاملہ کی ہی ساتھ خالق کی اور حسن خلق اشارہ طرف نیک معاملہ کی خلقت سے اس کی موافق لایق ہی

لمن علم ان سعادة الدنیا فانیة وان سعادة الآخرة باقیة فان یختار سعادة الآخرة علی سعادة الدنیا وسعادة  
 اس کو جو یہ جانتا ہی کہ سعادت دنیوی فنا ہوئی ہی اور سعادت اخروی رہتی والی کہ سعادت اخروی کو سعادت دنیوی پر پسند کری اور سعادت

الآخرة لا یحصل الا بتقوی الله تعالى لان حسن الخلق وان ذکر معہا اہتماما بشانہ الا انه داخل فیہا لانہا عبارة عن  
 اخروی بدوں تقوی الہی کی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ حسن خلق اگرچہ اس کی ساتھ عظمت شان کی ہی مذکور ہی پر وہ تقوی ہی میں داخل ہی اس کی کہ تقوی ہی کے نام  
 اجتناب المنکرات والمنہی عنہا واتیان المعروفات والمأمور بہا وہا یحصل خیرات الدنیا والآخرة اما الخیرات الدنویہ  
 منکرات اور ممنوعات سے بچنا اور امور حسنہ اور خدا کی فرمود کو بجالانا اور اسی میں دنیا اور آخرت کی خوبیاں موجود ہیں پھر خوبیاں دنیا کی

فمنہا الحفظ والحراصة كما قال وان تصیروا وتنفقوا لا یضرکم کیدہم شیئا ومنہا النجاة من الشدائد والرزق من  
 ایک ایسے ہی حفاظت اور نگہبانی ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور اگر تم ہڑی ہو اور بچتی رہو کہیں نہ بگڑے گا تمہارا اور کی فریب سے اور ان میں سے سختیوں سے نجات پائی اور حلال روزی  
 الحلال كما قال الله تعالى ومن یتق الله یجعل لہ فوجا ویرفعہ من حیث لا یحتسب واما الخیرات الآخرة ویتا  
 چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سے وہ کردی اس کا گدارہ اور روزی دی اس کو جہان ہی اس کو کو خیال نہو اور آخرت کی خوبیاں ہی یہ ہی

فمنہا اصلاح العمل كما قال الله تعالى یا ایہا الذین امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سدیداً یصلح لکم اعمالکم ومنہا  
 درستی عمل کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ای ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سیدہ کہ سزا دی نہ کہ تمہاری کام اور ان میں ہی

قبول العمل كما قال الله تعالى انما يتقبل الله من المتقين ومنها الاكرام والاعزاز كما قال الله تعالى ان اكرمكم قبوليت عمل کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی سوا دہ والوں ہی اور انہیں ہی اکرام اور عزت چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بیشک عزت اس کی ہاں  
عند الله اتقاكم ومنها البشارة كما قال الله تعالى الذين امنوا وكانوا يتقون لهم البشري في الحياة الدنيا اور ہی کو بڑی جگہ اور بڑا اور انہیں ہی شرف چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی جو لوگ یقین لائی اور ہی پر ہی گامی کرتی او کو ہی خوشخبری دنیا کی جیتی  
وفي الآخرة ومنها النجاة من النار كما قال الله تعالى ثم ننجي الذين اتقوا وننذر الظالمين فيها جثيا ومنها المخلود اور آخرت میں اور انہیں ہی دوزخ سے نجات چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی پھر بچا لینگے ہم او کو جو ڈرتی رہی اور پھر ڈرینگے گنہگاروں کو و ہمیں او نہ ہی پڑی اور انہیں ہی جنت  
في الجنة كما قال الله تعالى لكن الذين اتقوا ربهم لهم جنت تجري من تحتها الانهار خالدون فيها ومنها الدرجة من ہمیشہ کو رہنا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی لیکن جو لوگ ڈرتی رہی اپنی رب سے او کو باغ میں جسکی نیچی بہتی ندیاں رہ پڑی اور انہیں ہی درجہ بلند

العليا والمرتبة القصوى التي هي محبة الله تعالى كما قال الله تعالى ان الله يحب المتقين ولولم يكن في اور انہا کا مرتبہ یعنی محبت الہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اللہ کو خوش آتی ہیں احتیاط والی اور اگر تقویٰ میں

التقوى سوى هذه المصلحة لكفت فكيف لا يسعى العبد في تحصيلها مع ان لها فضائل كثيرة سواها و سوا ہی کوئی خصلت نہوتی تو ہی کافی تھی پھر آدمی کیونکر نہ سعی کرے اور اسکو حاصل کری باوجودیکہ وہ ہمیں اسکی سوا ہی بہت فضیلتیں ہیں اور

القران مملو بذکر فضائلها قال في آية الله ولي المتقين وقال في آية اخرى والعاقبة للمتقين قرآن اسکی فضائل ہی بیشک اللہ تعالیٰ ایک آیت میں فرماتا ہی اللہ رفیق ہی ڈر نیوالوں کا اور دوسری آیت میں فرمایا اور آخر جمہول ہی ڈر والوں کا

وقال في آية اخرى وارتفعت الجنة للمتقين وغيرها الايات الدالة على فضيلة التقوى فانه تعالى قد ص اور ایک اور آیت میں فرمایا اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈر والوں کی اور سوا اسکی اور آیتیں جو تقویٰ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی بیشک

بها الاولين والآخرين من حيث قال ولقد وصينا الذين اوتوا الكتاب من قبلكم واياكم ان اتقوا الله والحاصل پہلے اور پچھلے کو وصیت کی ہی چنانچہ فرماتا ہی اور ہمیں کہہ رکھا ہی پہلی کتاب والوں کو اور تم کو کہ ڈرتی رہو اللہ سے حاصل یہی ہی

انها اجاع كل خير وهي في اللغة فطر الصيانة وفي عرف الشرع عبارة عن التوقي عما يضر في الآخرة من فعل کہ اسمیں تمام خوبیاں جمع ہیں اور تقویٰ لغت میں خوب احتیاط کرنی اور عرف شرع میں ایسی اعمال سے بچنے کو کہتی ہیں جو کرنی سے چھوڑنے سے آخرت میں ضرر

ترك فيلزم اجتناب الكباثر بالاتفاق في تحصيلها وعند البعض يلزم اجتناب الصغائر ايضا پہنچاوی سوا سلی حصول تقویٰ کی کبار سے بچنے سے سنا بالاتفاق لازم ہی اور بعضوں کی نزدیک تقویٰ کی لئی صغائر ہی بچنا ضروری

في تحصيلها وهو الحق وقيل لا يلزم اجتنابها لانها مكفرة عن مجتناب الكباثر اور ہی قول حق ہی اور کوئی کہتا ہی صغائر سے اجتناب ضروری نہیں کیونکہ صغائر اسکی اور بڑی ہیں جو کبار سے بچتا ہی

فلا يستحق العبد بها العقوبة لقوله تعالى ان يجتنبوا کبار ما نهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم لكن هذا خطأ سوبندہ صغائر کی بدلہ سزاوار عقوبت کا نہیں ہوتا اس آیت سے اگر تم بچتی رہو گی بڑی چیزوں سے جو تمکو منع ہوئیں تو ہم او تار دینگے تمہیں تقصیر میں تمہاری لیکن یہ لائی

مخالفة لقواعد السنة لان العقاب على الصغيرة جائز عندهم ولو صغر اجتناب الكباثر لان بعض المفسرين خطا اور اہل سنت کی قواعد سے خلاف ہی کیونکہ اہل سنت کی نزدیک صغیرہ ہی عذاب کو ناجائز ہی اگرچہ کبار سے بچتا ہی کہ بعض مفسرین فی اس آیت میں کبار سے مراد

حملوا الكباثر في الآية على انواع الشرك كشرک اليهود والنصارى والمجوس وغيرهم لان المطلق عند عدم القرينة اقسام شرک لئی میں جیسی یہود اور نصاریٰ اور مجوس وغیرہ کا شرک کیونکہ مطلق سے بدون قرینہ کی فرد کامل مراد ہوتا ہی اور

ينصرف الى الكامل وهو الشرك وباجتنابه لا يتعين تكفير غيره بل يبقى في مشيئة الله تعالى ان الله لا يغفر ان فرد کامل شرک ہی اور شرک سے بچنے میں اور گناہ کا اور تمنا مقرر نہیں ہوتا بکوشیت الہی میں رہتا ہی اس آیت سے بیشک اللہ یہ نہیں بخشتا



یُکْثِرُ بِهِ وَيَعْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ مَعْرَانُ الْأَصْرَارِ عَلَى الصَّغَارِ كَبِيرَةٍ فَلَا يَكُونُ مَكْفَرَةً بَلْ لَا بُدَّ مِنْ اجْتِنَابِهَا  
 کہ او سکا شریک شہرادی اور اس سے بھی بخشتا ہی جسکو چاہی باوجودیکہ صغیر برحی رہنا کبیرہ ہوتا ہی پر کفار کب ہو سکیگا بلکہ اسی ہی اجتناب ضروری ہی  
 وَقَدْ رَوَى عَنْ عَطِيَّةٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتَّى يَبْدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ حَذَرًا  
 اور عطیہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا آدمی جو درجہ تقوی کا نہیں پاتا جب تک لا باس کو بچھڑی بخوف ابتدا دیتی رہے تک  
 عَمَّا بِهِ بَأْسٌ هَذَا الْحَدِيثُ نَصٌّ فِي لزوم اجتناب الصغائر فی تحصیل التقوی لانہا علی تقدیر کو نہا مکفرۃ عن محبت  
 اس حدیث سے صاف ظاہر ہی کہ اجتناب صغائر سے واسطی حصول درجہ تقوی کی ضروری ہی کیونکہ صغائر کو مانا کہ کبائر کی بچی دالی سے اور جاتی ہیں  
 الْكِبَائِرُ يَكُونُ عَمَّا لَا بَأْسَ بِهِ فَيَلْزَمُ اجْتِنَابُهَا مَعَ انَّ الْمَعْنَى اللَّغْوِي الَّذِي هُوَ فَرْطُ الصِّيَانَةِ يَقْتَضِي اجْتِنَابَ الْكِبَائِرِ وَ  
 پر لا باس بہ میں تو داخل ہیں پس صغائر سے اجتناب لازم ہی باوجودیکہ لغوی معنی کی رعایت یعنی خوب احتیاط کرنی تقاضا یہ ہی کہ کبائر سے اور  
 الشُّبُهَاتُ أَيْضًا لَكِنْ لَا حَتْرَازَ عَنْ جَمِيعِ الشُّبُهَاتِ لَا يُمْكِنُ فِي هَذَا الزَّمَانِ لَمَّا قَالَ قَاضِي خَانٍ فِي فَتَاوَاهُ لَيْسَ مَانِعًا مِمَّنْ  
 شہادت ہی ہی بھی لیکن اس زمانہ میں تمام شہادت سے احتراز نہیں ہو سکتا چنانچہ قاضی خان اپنی فتاوی میں کہتی ہیں ہمارا زمانہ شہادت کا زمانہ نہیں ہی  
 الشُّبُهَاتُ وَعَلَى الْمُسْلِمِ أَنْ يَتَّقِيَ الْحَرَامَ الْعَاشِ وَكَذَا قَالَ صَاحِبُ الْهَدَايَةِ فِي التَّجْنِيسِ وَفِي مَا قَبْلُ سِتْمَاةَ سَنَةٍ وَقَدْ بَلَغَ  
 مسلم کا یہی ذمہ ہی کہ حرام ظاہر سے پرہیز رکھی اور ایسا ہی ہدایہ والا تجنیس میں کہتا ہی اور ان دونوں کا زمانہ چہ سو برس سے پہلی ہی اور اب تو  
 التَّارِيخُ لِأَنَّهُ مَا بَلَغَ وَلَا شَكَّ أَنَّ الْفَسَادَ وَالْتَّغْيِيرَ يَزِيدَانِ بِنِزَادَةِ بَعْدِ الزَّمَانِ عَنْ عَمَلِ النَّبِيِّ وَالسَّبَبُ فِي عَدَمِ امْكَانِ  
 زمانہ کا حال ہی سو ہی اور اس میں کچھ شک نہیں ہی کہ عہد نبوت سے زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہی فساد اور تغیر بڑھتی جاتی ہیں اور اس زمانہ میں شہادت سے  
 الْأَحْزَانُ عَنْ الشُّبُهَاتِ فِي هَذَا الزَّمَانِ عِدَّةُ أُمُورٍ الْأُولَى أَنَّ قَوَامَ الْمَدِينِ أَنْتَظَامُ الْمَعَاشِ لَيْسَ إِلَّا بِالنَّقُودِ وَالْحَبُورِ وَنَحْوِهَا  
 احتراز نہ ہو سکتی کی کئی سبب ہیں اظہار یہ کہ بدن کی تندرستی اور گزران کا انتظام بدون نقود اور دانہ وغیرہ کی  
 مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ الْغَالِبُ الْمُسْتَعْلَقُ فِي النَّقُودِ وَالْفُسُوحِ لَيْسَ إِلَّا الدِّرَاهِمُ وَقَدْ صَغُرَ وَهِيَ الْحَبِثُ لَا يَعْلَمُ كَمَ مِنْهَا يَبْلُغُ قَدْرَ  
 جو زمین سے پیدا ہوتا ہی نہیں ہوتا اور اکثر معاملات کی کرنی اور توڑنی میں چل سوا ہی درہم کی نہیں ہی سوا نکلتا کہ کرڈالا ہی کہ اصلاً معلوم نہیں ہوتا کہ انہی سے کی  
 وَزَنَ دِرْهَمٌ وَاحِدٌ شَرَعِيٌّ بِلِطَامَعُونَ مِنْ اخْتِصَاءِ الْفَسْقَةِ وَالْكَفَرَةِ لَا يَزَالُونَ يَقْطَعُونَهَا حَتَّى صَارَ الْمَقْطُوعُ فِي الدِّرَاهِمِ  
 درہم برابر ایک درہم شرعی کی ہو سکتی ہیں بلکہ لایچی فرومایہ فاسق اور کفار ہمیشہ درہم کو کترتی جاتی ہیں یہاں تک کہ کتر ہو لیتی ہی  
 خَالِبًا عَلَى غَيْرِهِ وَسَبْدٌ ذَلِكَ تَرْكُهَا وَزِنُهَا وَجَعْلُهَا مِنَ الْمَعْدُودَاتِ فِي التَّبَائِعِ وَالْاِسْتِقْرَاضِ وَالْفَضَّةِ وَزِنِيتُهَا لِبَدَا  
 ہو گئی ہی اسکا باعث یہ ہوا کہ درہم کو تو لٹا جوڑ دیا ہی اور انکو بوج اور فرض وغیرہ میں معدود ہوا کہہا ہی اور چاندی ہمیشہ کی لٹی وزنی ہی  
 نَصُّ الشَّارِعِ عَلَيْهِ فَلَا يَتَبَدَّلُ بِالْعُرْفِ لَأَنَّ شَرْطَ اعْتِبَارِهِ عَدَمُ النَّصِّ هَذَا مِنْ هَبِ ابْنِ حَنِيفَةَ وَهِيَ رَوَايَةُ ظَاهِرَةٌ  
 شارع اور کو صاف فرما چکا ہی سو عرف کی برتاؤ سے بدل نہیں سکتی اسلئے کہ عرف وہاں معتبر ہوتا ہی جہاں نص موجود نہ ہو اور یہ ہی مذہب ہی ابو حنیفہ اور محمد کا اور یہ ہی ہی  
 عَنْ أَبِي يُوسُفَ فِي رَوَايَةٍ ضَعِيفَةٍ عَنْهُ يَعْتَبَرُ الْعُرْفُ مَطْلَقًا إِذَا كَانَتِ الْفَضَّةُ وَزْنِيَّتُهُ أَبَدًا يَلْزَمُ بَيَانُ وَزْنِهَا فِي  
 ظاہر روایت ابو یوسف سے اور ایک ضعیف روایت ابو یوسف سے یہ ہی کہ عرف مطلق معتبر ہوتا ہی پر جب چاندی ہمیشہ کو وزنی ہی تو انکو کا وزن بیان کر دینا بوج  
 التَّبَائِعِ وَالْاِسْتِقْرَاضِ لِأَنَّ بَيَانَ مَقْدَارِ الشَّيْءِ شَرْطُ صِحَّةِ الْبَيْعِ وَنَحْوِهِ وَمَقْدَارُ الْوِزْنِ لَا يَعْلَمُ بِالْعَدِّ كَمَا لَا يَعْلَمُ  
 اور قرض میں ضرور ہوا اسلئے کہ شے کی مقدار بیان کرنی بیع وغیرہ کی صحت کی لٹی شرط ہی اور وزن کی مقدار گنتی سے معلوم نہیں ہوتی جیسی تولی ہی  
 مَقْدَارُ الْعَدْدِ بِالْوِزْنِ فَذَا لَمْ يَمَيَّنْ وَزْنُهُ يَفْسُدُ الْبَيْعُ وَالْاِجَارَةُ وَالْقَرْضُ وَنَحْوُهَا فَيَكُونُ مَا اشْتَرَى بِالْبَيْعِ  
 گنتی معلوم نہیں ہوتی پر جب ہکا وزن معلوم نہ ہو تو بیع اور اجارہ اور قرض وغیرہ سب فاسد ہوئی پس جو جو وسیلہ بیع فاسد کی خریدیا  
 مِنَ الطَّعَامِ وَالْجَارِيَةِ فَلْيَكِ الْمَشْتَرَى بَعْدَ الْقَبْضِ لَكِنْ لَا يَجِلُّ لَهُ أَكْلُ الطَّعَامِ وَلَا وَطْعُ الْجَارِيَةِ وَلَا فُخْلُصُ مِنْهُ وَ  
 کہانا یا لونڈی یہ سب بعد قبض کی خریدار کی ملک ہو گئی پر انکو نہ تناول کہانی کا حلال ہی اور نہ صحبت لونڈی کی اور اس سے کوئی شخصی نہیں ہی

شرعی مسئلہ میں چنانک تک برسی کا اعتبار نہیں اور خوب احتیاط

ولا حيلة فيه الا التمسك بالرواية الضعيفة عن ابي يوسف لتعسر الجمع بين العدل والوزن خصوصا  
اور نہ آہن کوئی حیلہ بجز تمسک اسی ضعیف روایت کی جو ابو یوسف سے ہی کیونکہ گنتی اور قول کا جمع کرنا بہت دشوار ہی خاص کر

فی حق الفقراء وقد تقر ان الضرورات تبيح المحظورات والثاني غلبة الطمع على الناس بحيث ترى كثيرا  
فقراء کی حق میں اور بیشک ظہر چکا ہی کہ ضرورت میں ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہے اور سبب لوگوں پر طمع کا غالب ہو جانا چنانچہ تو اکثر لوگوں کو دیکھتا ہی

منهم لا يرضون بحقوقهم ولا يقنعون بحظوظهم بل يتجاوزون الى احرام والثالث غلبة الظلم بين الخلق  
کہ اپنی اپنی حق پر راضی نہیں ہوتی اور اپنی اپنی حصہ پر قناعت نہیں کرتی بلکہ حرام تک بڑھ جاتی ہیں اور تیسری خلقت میں ظلم کا پہیلنا

من الغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها والرابع غلبة الجهل على التجار والصناع والجرار والشركاء  
جہین لینا چو لینا خیانت کرنی دغا کرنی اور مانند اسکی چوتھی اصل یا سبب میں جہالت کا غلبہ سودا گروں اور کار بیگروں اور مزدوروں اور شرکا پر

فی الاصل والعلة فلا يراعون شرائط الشرع في معاملاتهم فاذا ن معاملاتهم لا تخلو اما ان تبطل فيكون  
سویہ لوگ شرعی شرطوں کی رعایت اپنی کاروبار معاملہ میں نہیں کرتی پس اب اونکی معاملات اس سے خالی نہیں یا باطل ہوگی بہر تو

مكسوبهم حراما او تفسد شئ فتنكون مكسوبهم حبيثا والحرام لا يكون ملكا بالقبض بل ان امكن الرد  
اونکی کائی حرام ہوگی یا فاسد اور مکروہ ہون کی اب اونکی کائی خبیث مشکوک ہوگی اور حرام چیز قبضہ کرنی سے ملک نہیں ہو جاتی بلکہ اگر اونکی مالک تک

الى صاحبه يجب الرد اليه ويجعل الاثر بغيره ولا يجوز لاحد اخذه بشارع او اجارة او هبة او صدقة او  
ہٹا دینا ممکن ہو تو ہٹا دینا واجب ہوتا ہی اور رد ہون اسکی گنہگار ہوتا ہی اور کیونکہ اسکا لینا جائز نہیں خرید کر یا اجارہ سی یا ہبہ سی یا صدقہ سی یا

نحوها اذا يصير بها حالا وان تعذر الرد الى صاحبه فسد فسد فتنكون مكسوبهم حبيثا والخبر والخبر وان كان ملكا  
نحوہا اگر وہ جیسی مانند اسکی کیونکہ کوئی وجہ علت کی نہیں ہی اور اگر مالک تک پہنچنا دشوار ہو تو اونکی راہ بجز صدقہ ثبانی کی کوئی نہیں اور خبیث مشکوک اگر قبضہ کرنی سے ملک

بالقبض لكن يجب على مالكة التصرف وبانهم بغيره ولا يجوز لاحد اخذه الا ان يتصرف عليه وهو فقير فاذا  
تو ہو جاتی ہی یر مالک کو واجب ہی کہ صدقہ دیدی اور سوا صدقہ کی گنہگار ہوتا ہی اور کیونکہ اسکا لینا جائز نہیں ہی ان حکم صدقہ دیدی اور وہ فقیر ہو جب

كان كذلك فكيف يمكن المعاملة بالناس في هذا الزمان مع الاجترار عن الشبهات فان كثيرا ما في ايديهم  
حال یہہ ہی تو اس زمانہ میں لوگوں سے شہات سے بچکر معاملہ کرنا کیونکہ ممکن ہو سکتا ہی کیونکہ اکثر مال اونکی قبضہ میں ہیں

من الاموال ما حرام وخبيث بسبب ظلم بعضهم بعضا بالغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها  
یا حرام ہیں یا خبیث مشکوک آپسکی ظلم سی بسبب غصب یا چوری یا خیانت یا دغا بازی وغیرہ کی

ولسبب عدم مراعاة شرائط الشرع في معاملاتهم فالأخذ بالقول الاحوط والاحتراز عن الشبهات في هذا  
یا اپنی معاملات میں شرعی شرائط کی رعایت نہ کرنی سی پس محتاط قول کو لینا اور شہات سے بچنا اس

الزمان يستلزم ان لا يعامل مع الناس ويقتضي العزلة عنهم والفرار الى الجبال وسكنى المغارات وبطن الاودية  
زمانہ میں یہہ چاہتا ہی کہ لوگوں کی سائنتہ کوئی معاملہ نہ کیجی اور اوسنی سراسر الگ ہو کر پہاڑوں میں بہاگ جائی اور غاروں اور نالوں کی اندر رہ کر ہی

وسرقة العشب الكلاء في هذا حرج عظيم وتكليف بما لا يطاق وكلاهما منفيان في الشرع بالنص لان الانسان  
اور کھانسی پھونس کھالیا کرنی اور اس میں بڑا ہی حرج اور طاقت سے زیادہ تکلیف ہی اور شرع کی اندر یہہ دونو بدالت نص نہیں ہیں کیونکہ انسان کی طبیعت

مدني بالطبع لا يمكنه ان يعيش وحده بل لا بد له ان يعيش مع الناس فیتعين في هذا الزمان لا محالة الاخذ  
مدنی بالطبع یہہ کب ہو سکتا ہی کہ اکیلہ گزاران کری بلکہ بالضرور اونکی گزاران آدمیوں میں ہوگی پس اس زمانہ میں بالضرور اعداد اسی روشنی میں چاہی

بما قال محمد بن من تبعه من المستأثر من جوار اخذ مال الغير باذنه ورضائه بعض وبغير عوض مالم يعلم كونه  
جو امام محمد کہتی ہیں اور اونکی تلمیذ بعضی مشایخ کہ غیر کامل اونکی اجازت اور خوشی سے لینا بدلہ میں اور بی بدلہ جب تک صاف معلوم نہ ہو



حراما بعینہ تمسکا باصول مقربة فی الشرع من ان الید دلیل الملك وان الاصل فی الاشیاء الاباحة وان  
 جائز بتاتی بہن قواعد مقربہ ہی تمسک کر کہ قبضہ دلیل ملک ہوتا ہی اور اصل اشیاء میں اباحت ہی اور  
 الیقین لا یزول بالشک وانما یزول بیقین مثله وان الثمن فی العقود والفسوخ اذا کان من النقود لا یتعین  
 یقین شک ہی دفع نہیں ہوتا یقین جب ہی جاتا ہی تب ویسا ہی یقین ہوا اور ثمن عقود اور فسخ میں اگر نقد روپیہ ہوتا ہی تو یقین کرنی ہی  
 بالتعین بل یثبت باللمۃ حتی لو اشیر الی الثمن بالنقد ودفع غیرہ یجوز بخلاف المبیع فانہ یتعین بالعقد حتی  
 متعین نہیں ہوتا بلکہ ذمہ پر لازم ہوتا ہی بیان تک اگر ثمن نقد کو اشارہ ہی متعین کری اور وہ اور وہ دیکھ دی تو جائز ہی بخلاف مبیع کی پس مبیع عقد کرنی ہی متعین ہوتا ہی  
 لا یجوز استبداله باخر واقامتہ مقامہ الا بالفسخ وتکرار العقد وبما قال الکرخی وقد صرحوا بكون الفسخ علیہ  
 یہ لیکر کہ اس کو اور مبیع ہی بدل دینا اور بدلہ کو اس کی حکمہ ہر دینا جائز نہیں ہی جب تک پہلے فسخ اور دوبارہ عقد نکلیا جاوی اور تمسکے نا امام کرخی کی قول ہی کہ صا کہ چکی ہیں  
 فی هذا الزمان ان المشتري بحرام بعینہ حلال طیب الا ان یشار الیہ حین العقد ثم سلم فیرکون ملکاً خبیثاً  
 کہ اس زمانہ میں فتویٰ اسی پر ہی کہ شے خریدی ہوئی ثمن معین حرام ہی حلال پاکیزہ ہوتی ہی مگر اس صورت میں کہ عقد کرتی ہوئی اس ثمن حرام کی طرف اشارہ کریں پھر وہ ہی دیدیں  
 واجب التصرف وبما ذهب الیہ ابو حنیفۃ من ان الخلط الرافع للتمیز استہلاک موجب للمٹاک والضمان وبما روی  
 اورہ شے بکھشت ہوگی اس کا حصہ کر دینا واجب ہی اور تمسک کرنا امام ابو حنیفہ کی مذہب ہی کہ ملا دیادو چیز کا جیسے امتیاز باقی نہ رہا ہاک کر دینا ہی اس میں ملک حاصل ہوجاتی ہی اور ضمان  
 عنہ ان سبب الطیب وجوب الضمان لا اذا وہ نعم ما لا یدرک کلہ لا یتزک کلہ فان الاحترار عن جمیع الشبہات لما  
 اور تمسک کرنا جو انسی مروی ہی کہ سبب حلت کا وہ ہی ضمان کا لازم آتا ہی اس کا ادا کرنا نہیں ان جو چیز سراسر سیر نہ آوی تو سراسر چھوڑنا نہ چاہی بیچک احتراز تمام شبہات ہی چونکہ  
 لم یکن ہمکنہ فی هذا الزمان لزم الاحتراز عن الشبہات التي یمن الاحتراز عنہا فی تحقق التقوی لان الطاعة  
 اس زمانہ میں ہمکنہ نہیں ہی تو احتراز کرنا ایسی شبہات سی جو کہ سہل ہیں واسطی ثبوت تقوی کی لازم ہی واسطی ک اطاعت موافق طاقت کی ہوتی ہی  
 بحسب الطاقة فمن اتقى عما فی وسعہ من الشبہات برجی من فضل اللہ تعالیٰ ان یعفو عنہ ما لیس فی وسعہ  
 پھر جو شخص اپنی مقدور بہر شبہات سی بچتا ہی تو اس کی فضل سی امید ہی کہ اس کو وہ معاف کردی جو اس کی طاقت سی باہر ہی  
 ويجعل له ثواب المتقین واما طعام اهل الوظائف فمن الاوقاف وبيت المال فهو کسائر المکاسب فان الکسب  
 اور اس کو ثواب متقیوں کا عنایت کری اور رکھنا وظیفہ داروں کا اوقاف میں سی یا بیت المال میں سی سو وہ ایسا ہی جیسی اور تمام کائی کیونکہ فائدہ لینا  
 بالمبیع والاجارة ونحوہما اذا روی فیہما شرائط الشرع كما یكون حلالاً طیباً كذلك الوقف اذا روی فیہ شروط  
 بیع اور اجارہ وغیرہ سی اگر اس میں شرطیں شرعی رعایت کی جاویں جیسی حلال طیب ہوتا ہی ایسی ہی وقف اگر صحیح ہو اور شرطیں وقف کی او میں  
 الواقف یكون حلالاً طیباً وکذا بیت المال یحل لمن کان مصرفاً له وأخذہ بقدر الکفاية وتقصیل الکفاية علی ما  
 رعایت کی جاویں تو حلال طیب ہوتا ہی اور ایسی ہی بیت المال حلال ہوتا ہی اگر اس کی قابل ہو اور بقدر کفایت لیا کری اور تقصیل کفایت کی موافق بیان  
 فی الاحباء وغیرہ من الکتب فی السلوک ولا فرق بین الوقف و بین بیت المال و بین غیرہما من المکاسب فی کون  
 احباء وغیرہ کتب کی سلوک میں اور در میان وقف اور بیت مال وغیرہ آمدنیوں کی اس باب میں کچھ فرق نہیں ہے  
 کل منها حلالاً طیباً اذا روی فیہ شرائط الشرع وفي عدم کونه حلالاً اذا لم یراع فیہ شرائط الشرع وذكر فی الوقفات  
 کہ سبب حلال طیب ہیں اگر ان میں شرائط شرعی رعایت کی جاویں اور مردار خبیث ہوتی ہیں اگر ان میں شرائط شرعی رعایت نہ ہوں اور واقعات میں مذکور ہی  
 ان الذین یقضون ویفتنون ویشتغلون بالتعلیم ویاکلون من بیت المال فانہم لیسوا عاطلین بالاجرة بل هم عاملون  
 کہ جو لوگ حکم کرتی ہیں اور فتویٰ دیتی ہیں اور درس تدریس میں مصروف رہتی ہیں اور بیت المال میں سی کھاتی ہیں سو یہ لگ  
 لله تعالیٰ واجرهم علی اللہ تعالیٰ وکذا ما یعطیه الامراء والسلطان من اموالهم الی رجل حلال عالم یعلم انہ حرام  
 بلکہ یہ کار بار کرتی ہیں اور ان کا اجر خدا پر ہی اور ایسی ہی جو کہ امراء اور سلطانین اپنی مال میں سی کسی کو کچھ دیتی ہیں سبب حلال ہی جب تک معلوم نہ ہو کہ شے خاص حرام ہی

بعبینہ نعم درجات المحال کثیرۃ عالیۃ بعضها اعلیٰ من بعض لکن فی زماننا لا یمکن الاخذ بالقول الاحوط فی  
 ان مرتبہ حلال کی بہت ہیں ایک ہی ایک ہاں  
 ہر ہماری زمانہ میں تقویٰ کی پاس میں احتیاط کامل پر عمل کرنا ممکن نہیں ہی

التقویٰ لان الاستقصاء البالغ فی المحال علی قانون الوتر الاعلیٰ فی زماننا مما یفرض فی الحرج وهو مدفوع فی الدین  
 کیونکہ حلال کی باب میں نہایت درجہ کا مبالغہ کفایتی موافق قواعد اعلیٰ رتبہ کی ہے ہر ہماری زمانہ میں بڑا حرج ہوتا ہی اور دین کی اندر حرج نہیں ہی

بل الشرع هو المنزلة المستقیم فما لا ید من الشرع فهو حلال رحمة من الله تعالى علی عباده فاذا تمسک احد الشرع  
 بلکہ شرع سید ہی تراویجی حکم شرع ابراہیم ہی وہ سب حلال ہی ہی یہ اس کی طرف سے بندہ کی حال پر کمال رحمت ہی اور جب کوئی شریعت سے سدا دی

فلیس لاحد ان ینکر علیہ لان انکار علیہ استخفاف بالشریعة ومن استخف بالشریعة ینحرف علیہ نزول الایمان  
 ہر ہم یہ کما مقدہ ہی کہ اسی انکار کری کیونکہ اس پر انکار کرنا شریعت کی تحقیر ہی اور جو شخص شرع کی تحقیر کری اوپر کفر کا خوف ہی

اذا تحقق هذا فالورع والتقویٰ فی هذا الزمان ان یجعل ما فی ید کل انسان ملکاً له ما لم یقین انہ بعبینہ مغصوب  
 جب یہ امر ثابت ہو تو ورع اور تقویٰ اس زمانہ میں یہ ہی کہ جو چیز جس شخص کی قبضہ میں ہی اوہی کی ملک مانی جاوی جس تک یقینی معلوم نہ ہو کہ یہ خاص چیز چھینی ہوئی

او مسروق وان علم یقیناً ان فی ماله حراماً اذ قد قال قاضیخان فی فتاواہ رجل دخل علی سلطان فقدم الیہ شیء  
 یاچہ راہی ہوئی ہی اگرچہ یہ بات یقینی معلوم ہو کہ اسی مال میں حرام ہی ملا جلا ہی اس کی کہ قاضیخان اپنی فتاویٰ میں کہتا ہی کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم کی اوسی کوئی چیز

من الماکولات ان لم یعلم انہ بعبینہ غصب یجل له ان یأکل لانه لم یعلم بالحرمة والاصل فی الاشیاء الاباحۃ  
 کہا نیکو دی اگر یہ معلوم ہو کہ یہ ہی خاص غصب کی ہوئی ہی تو اس کو کھا لینا حلال ہی اس کی کہ اوسکی حرمت معلوم نہیں ہی اور اصل شہادہ میں اباحت ہی

وان علم انہ بعبینہ حرام لا یجل له ان یأکل منه لانه علم بالحرمة وتسل ابو بکر البلخی عن الفقیر انہ لو اخذ  
 اور اگر معلوم ہو کہ یہ خاص چیز حرام ہی تو کھانا حلال نہیں ہی کیونکہ حرمت معلوم ہو گئی کسینی ابو بکر بلخی سی فقیر کا حال پوچھا کہ اوسنی اگر

جائزۃ السلطان مع علمه ان السلطان اخذها غصباً یجل له ذلك قال ان السلطان ان خلط الدرہم  
 عطیہ سلطان کا مغصوب جان بوجہ کر لیلیا تو کیا او کو یہ حلال ہی جواب دیا اگر سلطان فی درہم ایک قسم کی دوسری

بعضها ببعض فلا بأس باخذہ وان دفع الیہ عین الغصب من غیر خلط لا یجوز له اخذہ قال الفقیہ ابو اللیث  
 قسم میں ملا دی تو لینی میں کچھ خوف نہیں ہی اور اگر او کو مغصوب درہم وہ کی وہ ہی بدون ملائی کی دیدی تو لینا جائز نہیں ہی فقیہ ابو اللیث کہتی ہیں

هذا الجواب یستقیم علی قول ابی حنیفۃ اذ عنده من غصب الدرہم من قوم و خلط بعضہا ببعض فکما الفا  
 یہ جواب ابو حنیفہ کی قول پر درست ہوتا ہی اس کی کہ امام کی نزدیک اگر کسینی درہم کسی سی چین کر ایک کو دوسری میں ملا دی تو غاصب مالک

ویکون مدیوناً لهم و ذکر فی بستان العارفين ان الناس اختلفوا فی اخذ جائزۃ السلطان قال بعضهم یجوز ما  
 اور اوسکا قرضہ ہوتا ہی اور بستان العارفين میں مذکور ہی کہ فقہاء میں درباب قبول کرنی عطیہ سلطان کی اختلاف سی کوئی کہتا ہی جائز ہی

لم یعلم انہ یعطیہ من الحرام وقال بعضهم لا یجوز اما من جائزہ فقد ذهب الی طروی عن علی بن ابی طالب  
 جب تک معلوم ہو کہ یہ حرام کا مال دی ہی اور کوئی کہتا ہی جائز نہیں ہی ہر جو شخص جائز کہتا ہی تو اوسنی وہ اختیار کیا ہی جم علی بن ابی طالب سی روایت ہی

انہ قال السلطان یصیب من الحلال والحرام فما یعطیک فخذہ فانما یعطیک من الحلال وروی عن عمر بن عبد السلام  
 کہ فرمایا سلطان کی پاس حلال اور حرام سب آتا ہی ہر جو تجھ کو دیتا ہی سو لینی کیونکہ تجھ کو حلال ہی دیتا ہی اور عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی

قال من اعطی شیئاً من غیر مسئلۃ فلیأخذہ فانما هو رزق من رزق الله تعالى وروی عن حبیب بن ابی ثابت انہ قال  
 فرمایا جو کوئی شخص بی مانگی کچھ دیوی تو لینا چاہی کیونکہ وہ اسد تعالیٰ فی رزق پہنچا ہی اور حبیب بن ابی ثابت سی روایت ہی کہ کہتا ہی

سایت ابن عمر بن عباس بایتہما ہذا یا المختار فی قبلانہما مع کونہ مشہور بالظلم وروی محمد بن الحسن عن ابی حنیفۃ  
 کہ مینی ابن عمر ابن عباس دو کو دیکھا ہی کہ اوسکی پاس ہر یہ مختار کا آتا اور وہ دونوں یسیتی باوجودیکہ مختار ظالم مشہور تھا اور محمد بن الحسن یہ حقیقت ہی اور وہ حادی



عن حماد بن ابرهیم النخعی خرج الی زهیر بن عبد الله الانزلی وکان عاملاً علی حلوان یطلب جائزته هو وابو نزر  
روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم نخعی زہیر بن عبد اللہ انزلی کی پاس جبے حلوان کا عامل تھا اپنا جائزہ لینی گئی وہ اور ابو نزر ہمدانی دونوں  
الطہرانی قال لحدیثہ ذلک ما لم تعرف شیئاً من عطاءہ حراماً بعینہ وھذا قول ابی خیفۃ المجلس التاسع والستون  
محمد کہتا ہے ہماری یہ سنہری جبتکے معلوم ہو کہ کوئی عطیہ میں بعینہ حرام ہی اور یہ ہی قول ابو خیفہ کا ہے اونہشروین محبس وسم  
فی بیان لزوم طلب کسب الحلال ولے اطیب من المکاسب واقبح منها قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
بیان میں تلاش حلال کا ہی پاک ہے اور کونسی کماٹی پاک ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم ھذا الحدیث من حسان المصابیح مرویہ ام المؤمنین  
بیکہ پاکیزہ زنتھاراکھانا تمہاری کماٹی کا ہی اور تمہاری اطوار ہی تمہاری کماٹی ہی یہ حدیث مصابیح کی حسنہ بیون میں ہی ام المؤمنین عائشہ کی  
عائشہ وفیہ تحریض علی کسب الحلال لان المراد بالطیب ھنا الحلال ومعنی الکسب الطلب السعی فی تحصیل  
روایت سی اسین کسب حلال کی ترغیب ہی اسطی کہ طیب سی راہیان حلال ہی اور کسب کی معنی تلاش اور کوشش رزق کی واسطی  
الرزق وانما جعل الولد کسباً لان الولد یطلبہ ویسعی فی تحصیلہ فیکون من جملة اکسابہ فیجوز لہ ان یاکل  
اور اولاد کو کماٹی اسطی پڑایا کہ اولاد کی طلب ہوتی ہی اور اسکی لئی سعی کرتی ہیں پس تو اولاد اسکی کماٹی میں داخل ہی اب اسکو جائز ہی کہ اگر  
من کسبہ اذا کان محتاجاً ولا فلا الا ان یطیب بہ نفسہ قال الفقہ ابو اللیث فی بستان العارفين کرہ  
محتاج ہودی تو اولاد کی کماٹی میں سی کہانی اور نہیں تو نہ کہا دی ہاں اگر وہ دل سی خوش ہوتا ہو فقہ ابو اللیث بستان العارفين میں کہتا ہے بعضی لوگ  
بعض الناس لا اشتغال بالكسب وقالوا الواجب علی کل انسان الاشتغال بعبادة الله والتوکل علیہ وحجۃم  
کسب اختیار کر لیکو مکروہ کہتی ہیں وہ لوگ یہ کہتی ہیں کہ ہر شخص پر شغل عبادت الہی کا اور اس پر ہر دسا کرنا واجب ہی اور اسکی دلیل  
قوله تعالی وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون وقال النبی علیہ السلام ما اوحی الی ان اجمع المال واکن من التاجرين  
یہ آیت ہی اور نبی جو بنائی جن اور آدمی سوانی بندگی کو اور یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ وحی نہیں آئی کہ مال جمع کر تجارت کیا کروں  
ولکن اوحی الی ان یسبح یحمد یرکع یرتل من السجدين واعبد ربک حتی یاتیک الیقین وقال عامۃ اھل العلم الکسب  
لیکن یہ وحی آئی ہی کہ تو یاد کر خوبیان اینی رب کی اور رہ سجدہ کرنیو الوضو اور بندگی کر اینی رب کی جب تک پہنچی تجھ کو موت اور عام اہل علم کہتی ہیں کہ اتنی مزدوری  
بمقدار ما یکفیه ولعیالہ واجب ان ترا علی ذلک فھو مباح ولا یكون الاشتغال بطلب الزیادۃ حراماً اذا لم یترد  
کہ اسکو اور اسکی عیال کو کافی ہو واجب ہی اگر اس سی زیادہ ہودی تو مباح ہی اور زیادہ کی تلاش اگر ضرر اور ریا منظور نہ ہو تو حرام نہیں ہی  
بہ الفخر والریا وحجۃم انہ تعالی قد فرض الفرائض ولا یتاتی اداؤها الا بسز العورة وقوة البدن ولا یحصل ستر العورة  
ان لوگوں کی یہ دلیل ہی کہ اللہ تعالیٰ نے بیسکے فیض ذمہ پر مقرر کئی ہیں اور وہ فیض بدو ستر عورت اور قوت بدن کی ادائیں ہو سکتی اور ستر عورت ستر  
الا باللباس وقوة البدن الا بالقوت اذ قال اللہ تعالیٰ وما جعلنہم جسداً لایاکلون الطعام وتحصیل القوة واللباس  
بدون پوشاک کی اور بدن کی قوت بغیر کماٹی ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور یہی بدن نہ بنائی تھی کہ کھانا نہ کھاوین اور سیر آنا قوت اور لباس کا  
لا یكون فی الغالب الا بالكسب ما ذکر فی انکار ذلک من الحجۃ فالجواب عنہ ان یقال ان التجارة اھما ان یكون  
اکثر اوقات بدون کسب کی نہیں ہوتا اور جو دلیل اسکی انکار میں مذکور ہوئی ہی تو اسکا یہ جواب ہی کہ کہیں تجارت یا تو واسطی طلب کفایت کی ہوتی ہی  
طلب الکفایۃ اول طلب الزیادۃ علی الکفایۃ فان كانت لطلب الکفایۃ فھو واجبۃ ما جوف اھما فیکون الاشتغال  
یا واسطی طلب زیادت کی قدر کفایت پر پہر اگر واسطی طلب کفایت کی ہی تو واجب ہی ایسا شخص ثواب دیا جاتا ہی پہر تو یہ دیندا  
بہما اشتغالا بالعبادۃ وان كانت لطلب الزیادۃ فان کان طلب تلك الزیادۃ لاستکثار المال وادخارہ لا لضر  
بجای خود عبادت ہی اور اگر تجارت واسطی طلب زیادت کی ہی پہر اگر وہ زیادت واسطی کثرت مال اور خزانہ کی ہو کہ خیرات اور حسنات میں کام نہ آوی

توسیع توحید دنیا کی ہی جسکی محبت تمام گناہوں کی سردا رہی

بکہ اسپین اگر کچھ فریب اور خیانت ہو دیگی تو فسق اور ظلم ہی اور اگر یہ طلب علمی ہی کہ اس سال سی فقرا اور ضعفاء کی مانند مردت علی میں آگیا

نور شمع عبادت یدنیہ میں سی لفلون کی پڑھنی سی افضل سی پھر یہ شغل کیونکر عبادت کا شغل ہوگا

کہ رحل علیہم السلام اللہ کا کام کر کہ اپنی کمانی سی کہاتی سی  
پس آدم نبی علیہ السلام نے گہون بوی  
چروکو پانی دیا  
بہر کاٹی

پہر بیسیا پھر خیر نیا اور کیا کر کہا یا اور نوح نبی علیہ السلام کہانی کا پیشہ کرتی تھی اور ابراہیم نبی علیہ السلام بڑائی کرتی تھی اور داد

نبی علیہ السلام در عہ بنایا کرتی تھی اور سلیمان نبی علیہ السلام رگ خرما کی زنجیل بنایا کرتی تھی اور ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی

خوبی اور دریا میں تجارت اور اینی باغوں کی اندر کام کیا کرتی تھی

اور کما اعتناری اولن لوگون کا جو اسی احتراز کبر مسجد ون مین جا بیٹی مین اور اونکی انگھین لوگون کی مال کو تک سی مین

اور یہ نام منکر لکھ چوڑا ہی اور حقیقت میں تو کل نہیں ہیں بلکہ یہ ہی لوگ حد شرع سے باہر نکل گئے ہیں انکی سند یہ آیت ہی

اور اسان میں ہی روری تمہاری اور جو کچھ غشی دھوہ کیا پر اوں کو اس آیت کی معنی اور تاویل معلوم نہیں ہی کیونکہ اس سی مراد میں نہ ہی جس سی رزق پیدا ہوتا ہی

اور اگر رزق ہمیں آسمان پر سے بی محنت  
اور اگر تو ہم کو کسب اور سعی کر لینا حکم پر گزرتا  
اور اسے فرماتا ہی ہے ہر جب

امام ہو چکی نماز تو پہلے پڑھیں میں اور ڈھونڈو ہو فضل اللہ کا اور ایک اور آیت میں ہی کچھ گناہ نہیں غمیر کہ تلاش کرو فضل

میں نے کہا کہ اگر وہ میری روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا گناہوں میں سے بعض گناہ ہیں کہ اولیٰ کا کچھ اور کفارہ نہیں سوای مشقت طلب معیشت کی اور اگر اس میں

سینہ حال سچی تاجر کا پد چہا آباوہ تلمو محبوب ہی یا نرا عابد جواب دیا مجھ کو سچا تاجر محبوب ہی اسلی کہ وہ جہا کرنا

سکسکشی یاس شیطان دوسو کو آتا ہی ایمانہ اور ترازو کی راہ سی اور بسنی اور دینی کی طرف سی سویرتا جہاد سپر جہاد کرتا ہی اور ابو قحطہ بی ایک شخص کو کہا اگر

تخمک معاش کا طلب ہم دیکھوں تو سمت ستر ایسی کہ چمک مسی کی کو نہ بین دیکھوں برتا جگر کو یہ نہیں چاہی کہ معاش کی دہتر ہی میں معاد کو پہل جاویں پھر تو اوکی عمر





اعرفنا ان قد روى انه عليه السلام قال ما نزل من مسلم من حرام ما غرس شجرة فتناول منها انسان اوداية  
 نفع عام هو تاي اسلمی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو مسلمان کچھ کرتا ہے اور درخت لگاتا ہے ہر اوسمین سے کوئی انسان یا چوہا یہ  
 اوطیر الا كانت له صدقة والثالث ان لا يمنع من سوق الدنيا عن سوق الآخرة وهو المسبح فينبغي له ان  
 یا پڑھ لکھاوی تو اسکی کوئی صدقہ ہوگا اور تیسری یہ کہ دنیا کا بازار آخرت کی بازاری نہ روک رکھے کہ وہ مسجد ہی سورن چاہی کہ  
 يجعل اول النهار الى وقت دخول السوق لآخرته فيلزم المسجد في ذلك الوقت ويواظب على الاذكار والاداء  
 اول روز یعنی صبح کی وقت جب تک کہ نین کھل کر بازار جاری ہو آخرت کی کوئی مقرر کری اوسوقت میں مسجد کی بیٹھا ہوا ذکر اودھیفہ میں مشغول رہی  
 ليكون من الذين قال الله تعالى فيهم في بيوت اذن الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه يسجد له فيها بالغدو  
 تاکہ اوس ذمہ میں داخل ہو جنکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اون گہروں میں کہ اللہ نے حکم دیا اوتکو بلند کر نیکا اور دہان اوتکا نام پڑھنی کا یا ذکر کی میں اوتکی دہان صبح اور  
 الاصل رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله ثم انه فهم اسمع الاذان للظهر والعصر فينبغي له ان يفرغ  
 شام وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتی سوداگری میں نہ بیچنی میں اللہ کی یاد سی ہر جہت ظہر اور عصر کی اذان سن کر تو لایق ہے کہ دہن ہی سے فارغ ہو کر  
 عن شغله ويذكر من مكانه ويدع كل ما كان فيه لان ما يفوته من فضيلة التكبير مع الامام في اول الوقت  
 اپنی جگہ سے کھڑا ہو جاوی اور سب کار یا چھوڑ دی اسی کہ اول وقت میں امام کی سادہ تکبیر اولی کا ثواب جو فوت ہو جاوے گا  
 لا يوانس بها الدنيا بما فيها وقد جاء في تفسير قوله تعالى رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله انهم كانوا  
 اوتکی برابر دنیا اور جو دنیا میں ہے کچھ نہیں ہو سکتا اور اس آیت کی تفسیر میں آیا ہے وہ مرد غافل نہیں ہوتی سوداگری میں نہ بیچنی میں اللہ کی یاد سی کہ وہ لوگ  
 حادین و خرازين وكان احدهم اذا رفع المطرق او غرزا الاشغى فسمع الاذان لم يخرج للاشغى ولم يوقع المطرقة  
 لوہ اور موچی تھی اور ہر ایک کا بیہ حال تھا کہ اگر ہتھوڑا او ہٹایا یا ستاری گڑوی پھر اذان سن پائی تو یہ درفش نہ نکالتا اور وہ ہتھوڑا نہ دھرتا  
 بل رعى بها وفام الى الصلوة وهكذا يكون تجارة من يتجر لطلب الكفاية لا للتنعم في الدنيا فان مثله يتعرق في الدنيا  
 بلکہ سب پھینک پھانک کر نماز کو چلی جاتی جو لوگ کفایت کی طالب ہوتی ہیں اور پیش دنیا کا مقصد نہیں رکھتی اوتکی ہی تجارت ہوتی ہے کیونکہ ایسی لوگ دنیا کی تجارت کرتی ہیں  
 ولا يضيع دينه في تجارته لعله بان سرج الآخرة اولى بالطلب من سرج الدنيا فان من يطلب الدنيا للاستعانة  
 اور اس تجارت میں دین ضائع نہیں ہوتا اسلی کہ جانتی ہیں کہ آخرت کا فائدہ طلب کرنا دنیا کی فائدہ سی بہتری سیک جو شخص دنیا آخرت کی انداوی دھلی چل کر تائی  
 بها على الآخرة كيف يدع سرج الآخرة بل ينبغي له ان لا يكون شديداً المحرص على السوق والتجارة بان يكون اول داخل  
 وہ آخرت کا فائدہ کیونکر چھوڑ دیکھا بلکہ اوسکو یوں لازم ہے کہ بازار اور تجارت پر بہت لالچ نہ کری کہ بازار میں سب سے پہلی جا لکری  
 فيها واخر خارج منها اذ روى عن معاذ بن جبل وعبد الله بن عمران ابليس يقول لولده من اين ورس بكتا بدو فالت  
 اور سب سے پہلی آکر کی کیونکہ معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہے کہ ابلیس اپنی بیٹی رانیور سے کہا کرتا ہے اپنی کتاب بازار میں لجا  
 الاسواق ومن ينهم الخلف والكذب والخديعة والمكر والخيانة وكن مع اول من يدخل فيها واخر من يخرج منها  
 اور اوتکو پہلا بنا کر دیکھا خلاف اور چھوٹے اور غریب اور کم اور چوری اور اوتکی ساتھ رہ جو بازار میں سب سے پہلی آوی اور سب سے پہلی جاوی  
 وفي الخبر ان شرا البقاء الاسواق وشرا هلهما اولهم دخولا واخرهم خروجا وطريق الاحتراز عنه ان يراقب  
 اور حدیث میں ہے کہ سب سے بری جگہ بازار ہیں اور سب سے براہ بازار ی جو پہلی آوی اور پہلی جاوی اور طریق احتراز کا یہ ہے کہ اپنی کفایت کی وقت کو دیکھتا رہی  
 وقت كفايته فاذا حصل له كفاية وقته ينصرف ويشتغل بتجارة الآخرة هكذا كان يفعل صلحاء  
 ہتھ لگ جاوی تو چلا آوی اور آخرت کی تجارت میں لگی صلحا پہلی زمانہ کی یوں ہی کیا کرتی تھی  
 فمنهم من كان ينصرف بعد المظهر ومنهم من كان ينصرف بعد العصر ومنهم من كان لا يعمل في الاسبوع الا  
 اوتھیں سے بعض ایسی تھی کہ ظہر کی بعد چلی آتی تھی اور کوئی ایسا تھا کہ عصر کی بعد چلا آتا تھا اور کوئی ایسا تھا کہ ہفتہ بہر میں

في بيان طلب كسب الحلال وای الحیث من الکاسب واقبح منها



یوما ویومین وکانوا یکتفون بذلك ثم یتبعی للمکسب ان یراعی فی معاملته العدل ویمتدب الظلم لان

ایک روز یا دو روز کام کرتا اور سب اس سے ہر التفکر کرتی پھر پیشہ ور کو لازم ہے کہ اپنی معاملہ میں عدالت برقی اور ظلم سے بچتا رہی اسلئے

المعاملة قد تخرج علی وجه یحکم المفتی بصحتها واعتقادها لکنها تشتمل علی ظلم یتعرض به العاقل لسطط

کہ بعض وقت معاملہ ایسی طور پر بہکت جاتا ہے کہ مفتی کو جو جائز بتا دی اور عقد کو ٹھیک سمجھ کر پراومین ایسا ظلم ہو جاتا ہے جس سے اہل معاملہ پر غضب

الله تعالیٰ اذ لیس کل فی مقتضی الفساد العقد والمراء من الظلم ما یتضر به الغیر فکل ما یتضر به الغیر

اکی آجاوی کہو کہ ہر نہی ایسی نہیں ہوتی کہ عقد کو فاسد کر دیا کری اور مراء ظلم سے یہ ہے کہ جس میں غیر کا نقصان ہو جاوی پھر جس میں غیر کا نقصان ہوتا ہو

فہو ظلم وانما العدل ان لا یصدر عنه ضرر لحد والضابط فیہ ان لا یحیث لاحد الا ما یحیث لنفسه فکل ما

وہی ظلم ہے اور عدل وہ ہے جس میں کسی کا کچھ نقصان نہ ہو اور قاعدہ کلیہ اس میں یہ ہے کہ ہر ایک کی کوئی وہ بھی بات پسند کری جو اپنی کوئی پسند کرتا ہے پھر

عول به لو کان یشق علیہ ویشق علی قلبه ینبغی له ان لا یعامل به غیر بل ینبغی له ان یتوی عنہ در

معاملہ اسپر دشوار اور اوکی دل پر بہاری گذرنا ہو تو چاہئے کہ ویسا معاملہ غیر ہی نہ کری بلکہ یوں لازم ہے کہ اسکی نزدیک اپنا اور پرلایا روپیہ یکساں ہو دی

ودرهم غیر ہذا ہوا لاجل واما التفصیل ففی حرة اصول الاول ان لا یتثنی علی السلعة فانه ان وصفها

یہہ تو قاعدہ مجمل ہے اور یہی تفصیل سوکئی باتوں میں ہے اول یہ کہ بکری کی چیز کی تعریف نکلیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی

بما لیس فیہ فان لم یقبلہ منہ فہو کذب محض وان قبل منہ فہو مع کونه کذباً تلویس وظلم وان وصفها

جو اوس میں نہیں ہے اگر خریدار غلطی سے اس سے کچھ نہ ترا جو ہو ہے اور اگر خریدار غلطی سے مان لیا تو اب وہ جوٹ کا جوٹ اور دھوکا اور ظلم ہے اور اگر اوکی ایسی تعریف

بما فیہ فان علم به المشتري فہو ہذیان وتکلم بما لا یعنیہ ویحاسب علیہ لان کل کلمۃ تصدر عن الانسان

کی جو اوس میں ہے یعنی سچی پھر اگر خریدار کو معلوم ہے تو یہہ تعریف یہہہ بک ہے اور نہ کی بات اور ہکا حساب لیا جاوے گی اسلئے کہ جو بات انسان کی منہ سے نکلتی ہے

فانه یحاسب علیہ بالقولہ تعالیٰ ما یلفظ من قول الا لریہ رقیب عتید وان لم یعلم به المشتري فہو مع کونه کذباً تلویس وظلم وان وصفها

اوسپر محاسبہ ہو نیوالا ہی اس دلیل سے نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اوس پاس راہ دیکھتا نیا اور اگر خریدار کو وصف معلوم نہ ہو جب تک یہہہ ذکر نہ کری

فلا یاس بذکر القدر الموجود فیہ من غیر مبالغۃ واطناب ویكون قصده منہ ان یعرفہ اخوة المسلم

تو جتنا ہو و تہا کہتی میں کچھ نہ نہیں ہے مبالغہ نہ کری بات نہ پہلا دی اور اس بیان سے عرض یہہہ ہو کہ برادر مسلمان کو معلوم ہو جاوی تو رغبت سے خریدی

فیغیب فیہ ویحصل حاجتہ ولا ینبغی له ان یحلف علیہ البتۃ لان کان کاذباً فقد اتی بالیمین الغموس

اور اوکا کام بن جاوی اور ہرگز لائق نہیں ہے کہ اوسپر قسم کھا دی اسلئے کہ اگر جوٹ ہوا تو اسنی یہیں عموں کہائی

وهی من الکبائر التي تدر الدیار بلا قعر وان کان صادقاً فقد جعل اسم الله تعالیٰ عرضۃ لایمانہ واساء فیہ

و ویسیا کبیرہ گناہ ہے کہ ملک کو اوچا دی جتی ہے اور اگر سچا ہی تو اسنی اللہ تعالیٰ کی نام کو اپنی قسموں کا نشانہ بنایا اور خیر کیا

لان الدنیا اخس من ان یقتصد تر ویجہا بذکر اسم الله تعالیٰ من غیر ضرورة والثانی ان لا یکتب عیبہا وخفایا

اسلئے کہ دنیا اس مرتبہ سے کمتر ہے کہ بی ضرورت اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اوسکو رونق دی جاوی دوسری یہہہ ہے کہ نہ اسکی عیبوں پوشیدہ کری اور نہ

صفاتها شیئاً اصلاً بل یجب علیہ ان یظهر جمیع عیوبہا وخفیہا وعلیہ ان لا یخفی شیئاً منها یكون ظالمًا

ہرگز کوئی اور بات چھپی ہوئی چھپاوی بلکہ اوسپر یہہہ واجب ہے کہ اوکی تمام عیب چھپی اور ظاہر بیان کر دی کیونکہ اگر کوئی عیب اوس میں سے چھپاویگا تو ظالم اور خائن ٹھہرے گا

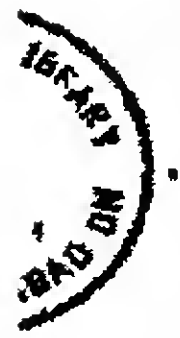
تاسر کا للنصر والغش حرام والنصر واجب وقہما اظهر احسن وجہی الثوب واخفی الوجه الاخر یكون غاشاً وکذلك

خیر خواہ ہوگا اور خیانت رنی حرام ہے اور خیر خواہی واجب اور اگر تہان کا اچھا ہلا دکھلا دینی اور دوسرے اچھا چھپا لیدی تو خائن ہوتا ہے اور ایسی

اذا عرض احسن فردی الخف والنعل وامثاله وكذلك اذا عرض المتاع فی موضع مظلم والحاصل ان الغش

اگر موزہ کا اچھا فرد پیش کر دی اور جوتی کی اچھی پوائی اور مانتہ آئی اور ایسی ہی اگر اسباب کو اندھیری میں سامنی کری حاصل یہہہ ہے کہ دغا

۱۰۰



حرام في البيوع والصنائع جميعا فلا ينبغي للصانع ان يتهاون بعلمه على وجه لوجاهله به غير ان يقضيه بل ينبغي له  
 ان يحسن الصنعة ويحكمها وان وقع فيها عيب يبين عيبها وبه يتخلص من الغش الحرام ومن كونه ظالما لذل  
 ان يحسن الصنعة ويحكمها وان وقع فيها عيب يبين عيبها وبه يتخلص من الغش الحرام ومن كونه ظالما لذل  
 ومن هذا القبيل ما روي عن اقام احد انه سئل عن الرقوب بحيث لا يبين فقال لا يجوز لمن يبيعه ويخفيه و  
 انما اجل اذا علم انه يظفره ولا يخفيه ولا يريه بيعة ويدل على تحريم الغش انه عليه السلام من بيع الطعام  
 فاجب عليه فادخل يده فالت اصابعه بلا فقال ما هذا يا صاحب الطعام فقال اصابعه السماء يا رسول  
 الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم هلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس من غشنا فليس منا ويدل  
 على وجوب النصح باظهار العيوب انه عليه السلام لما بايع جريرا على الاسلام وامر ان ينصرت جذبه و  
 ان شئت فخذ وان شئت فترك وكان وثلة بن الاسقع واقفا فباع رجل ناقه له بثلاث مائة درهم وغفل  
 عن وثلة وذهب المشتري بالناقة فسعى وراءه وصاح به قال يا هذا اشتريته بالظهر والجمع فقال بل للظهر فقال ان  
 بخفي انقبأ قد مر بيته وانها لا يتدابع السير فعاد فردها فقصه البايعة مائة درهم وقال لو ائله مرحا لله قد  
 افدت على سبي فقال وثلة انا بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وكل مسلم وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 يقول لا يجل احد ان يبيع بيا الا بئنا فافيه ولا لمن يعلم ذلك الا بئنا وقد تبين من هذا انهم قد فهموا النصح  
 من الشروط الداخلة تحت بيعته له عليه السلام على الاسلام وهو ان لا يرضى لخبية المسلم الا ما يرضى  
 له من الشروط من ان يرضى له عليه السلام على الاسلام وهو ان لا يرضى لخبية المسلم الا ما يرضى  
 له من الشروط من ان يرضى له عليه السلام على الاسلام وهو ان لا يرضى لخبية المسلم الا ما يرضى  
 له من الشروط من ان يرضى له عليه السلام على الاسلام وهو ان لا يرضى لخبية المسلم الا ما يرضى

في بيان طلب كسب الجاهل والى طيب من الكفاية

نفسه

نفسه



دفعۃ واحدة اما بالاحراق او بالخنق او بالاصعاج والظلمة والكفرة والثاني ان يعلم ان ربح الاخرة خير

من ربح الدنيا وان فوائد اموال الدنيا ينقض بانقضاء العبر ويبقى مظالمها واوزارها فكيف يختار العاقل ان يستبدل  
دنيا في فناء سيئ بغير اموال في دنيا في فناء قبيح سب هو بختي بين اوسكا وبال اور لو جہ سر پرہ جاتا ہی پھر حافل آدمی کو کہ پسند آتا ہی کہ ادنی چیز کو  
الذی هو ادنی بالذی هو خیر قلل مما وجب علی التاجر ان یدکر عیوب متاعہ لایتم له المعاملة فما الطريق فیما  
اعلی شی سی بدل لیوی اگر کوئی کہی جسے بختی والی پر یہ واجب ہوا کہ بیع کی عیب کہتا کری تو معاملہ کہی پورا نہوگا پھر اس میں کوئی نہ ہی

فالجواب انہ اذا التزم ان لا یشتري الا الجید بحیث لو امسك لنفسه یرضیه فانه اذا باعه وقنع بربح یسیر  
تو جواب یہ ہے کہ تا جہر جب یہ عہد کری کہ سوای عمدہ شی کی مول نہ کیا کری ایسی کہ اپنی ہی اگر بچا رکھی تو مقبول پسندیدہ ہووی سوتاجر جب اوسکو بچی اور تہوڑی سی نفع پر قنات  
یناشرک له فیہ لایحتج الی تبلیس فمن تعود هذا لا یشتري المعیوب فان وقع فی یدہ نادر اید کر عیبه ویقنع  
کری تو اس میں برکت ہوگی وغیرہ کی کچھ حاجت نہیں ہی پھر جکی یہ عادت ہو جاوگی تو عیب دار چیز مول نیکو پھر اگر اتفاقاً عیب دار اوسکی ہاتھ آ جاوی تو اوسکا عیب

بنقیمتہ وانما یباعد عن هذا علی التجرار لانہم لا یقنعون بربح یسیر بل یطلبون بربح کثیر ولا یحصل ذلك الا بتبلیس  
کری اور اوسکی قیمت ہی پر قناعت کری اور یہ بات تجار پر اسلمی دشوار گذرتی ہی کہ وہ تہوڑی نفع پر قناعت نہیں کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہیں بہر حال ہاتھ آتا ہی  
واما من یقنع بربح یسیر فیسیر لہ ذلك وقد حکى عن السلف الصالح کثیر من ذلك من جملة ما ان ابن سیرین یلع  
اور جو تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی اوس پر آسان ہی اور متقدمین صلی علیہ وسلم کی ایسی باتیں بہت مشہور ہیں

نشاة وقال المشتري ائین لك ما فیہا من العیوب انما تعلت الحلف برجلها وباع الحسن بن صالح جاریة وقال  
بچی اور خریداری کیا میں اسکا عیب تجہی بیان کروں یہ بکری کہاں کو پانوسی وندہ کر خراب کر دیتی ہی اور حسن بن صالح فی نوڈی بچی اور  
للمشتري انما تخمت عندنا مرة وما وهك لی بنی ان یكون اهل الدین فمن لا یقدر علیہ فلیترك المعاملة او  
خریداری کیا کہ انہی ہماری پاس ایک دفعہ ہوڈا اتفاقاً اور دیندار ہوڈا ایسی ہوں جس سی اتنا نہوگی تو وہ معاملہ چھوڑ دی یا

لیوطن نفسه علی عذاب النار والثالث ان لا یجوز فی المقدار وذلك بتعدیل المکیال والمیزان والاحتیاط فیما  
دونخ کی اندر اپنا کھڑتا وی اور تیسری یہ کہ مقدار میں کمی بیشی نہ کری یہ امر پیمانہ اور ترازو کی درست سی ہوتا ہی اور دونوں احتیاط سی

اذ قال الله تعالی ویل للمطففین الذین اذا اکتا الواعلی الناس لیستوفون واذا کالوهم او وزنوهم یخسرون ولا  
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی کہتا نیوان کی وہ کہ جب ناپ میں لوگوں سی پورا بہرین اور جب پاپ دین او کو یا قول دین تو کھٹا کر دین  
فخلص من هذا الابان یزید اذا اعطی ینقص اذا اخذ لان العمل الحقیقی قلما یتصور فان من لیستقضى فی  
اسکا بچا دج ہی کہ دیتی ہوئی کچھ بڑا دیوی اور لیتی ہوئی کچھ کم لی اسلی کہ ٹھیک پورا پورا بہت کتر ہوتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق خوب پورا لیوی

اخذ حقہ بکماله یوشک ان ینتعدہ ولذلک اذا اشتري رسول الله صلی الله علیہ وسلم شیئا قال للذی یزب  
تو جب نبی کہ حق سی بڑے جاوی اور اس ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی شی خریدتی تو من ادا کر نیوالی سی فرماتی

الثلثون وارجح وکان بعض السلف یقول لا تشتري الویل بحبة فکان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطی زاد حبة  
ثمن قول دی اور کچھ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کہا کرتی ہی ہم ویل کو بعض دانہ کی نہیں خریدتی پھر اگر کچھ آپ لیتی تو بمقدار دانہ کی کم لیتی اور اگر کو دیتی تو بمقدار  
وکان یقول یزید ببعیر بحبة حبة عرضها السموات والارض فکل من خلط بالبرقرا یا وتبنا ثم کاله یكون  
اور کہتی افسوس ہی جو جنت کو عوض دانہ کی دیدی جسکا پھیلا دی آسمان اور زمین پس جو شخص کہوں میں می یا شکی ملا کر ناپ دیوی تو وہ

من المطففین فی الکیل وکل قصاب وخرن مع اللحم عظاما او شیئا لم تجربہ العادة یكون من المطففین فی الوزن  
پیمانہ کا کھٹا نیوالا ہی اور جو قصابی گوشت ساتہ ہڈی یا اور کچھ خلاف رسم چھپرٹا وغیرہ تولدی تو وہ وزن کا کھٹا نیوالا ہی

وقس على هذا سائر التقديرات حتى في الزمان الذي يتعاطاه البزاق فانه في وقت السلم من ان رسل الشوب ولم يجر  
 اوراسی پر تمام تقدیرات یعنی اندازہ کہ چیزیں قیاس کر لیں یہاں تک کہ گزشت جس سے بڑا لین دین  
 اذا اشتراه ومدة ولم يرسله اذ اباعه فكل ذلك يكون من التطفيف الذي يعرض صاحبه للويل الرابع ان يصدق  
 جب آپ خریدی اور کچھ اور بھیلا نہ کری جب بیچی تو یہ سب وہ ہی تطفیف ہی جس سے ویل پیش آوے گا اور جو بیتی ہر وقت بہاؤ کو سچ سچ  
 في سعر الوقت اذا لا يجوز لاحد ان يلبس على البائع او المشتري سعر الوقت ويغتم الفرصة ويخفي من البائع غلة السعر  
 کہہ کری اسلئے کہ کسی کو یہ جائز نہیں ہے کہ بائع سے یا خریدار سے بہاؤ وقت کا چھپالیوی اور فرصت کو غنیمت سمجھ کر بائع سے بہاؤ کی گرائی  
 او من المشترك الخطا فان من يفعل هذا يكون من الظلمين التاركين للنصم الواجب وقد امر الله تعالى بالعدل و  
 یا خریدار سے اور اتنی پوشیدہ کری بیشک جو ایسا کرے گا وہ ظالم ہی نصع واجب کا تارک اور بیشک اللہ تعالیٰ کا حکم ہی واسطی عدل اور  
 الاحسان حيث قال ان الله يامر بالعدل والاحسان والعدل سبب للنجاة فقط وهو يجرى مجرى سلامة من  
 احسان کی چنانچہ یہہ فرماتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے انصاف کو اور بہلائی کو اور عدل سبب نجات کا ہوتا ہے فقط اور قایم ہی مقام سلامت یعنی اصل  
 المال الاحسان سبب الفوز ونيل السعادة وهو يجرى مجرى الربح فكما لا يعد من العقلاء من يقنع في معاملاته  
 مال کی اور احسان سبب براد بانی اور حصول سعادت کہی اور قایم ہی مقام منفعت کی بہر جسمی کہ عاقل نہیں شمار کیا جاتا جو شخص معاملات دنیا میں  
 الدنيا براس ماله كذلك في معاملة الآخرة فلا ينبغي للمؤمن ان يقتصر على العدل ويدع باب الاحسان مع ان الله تعالى  
 اپنی اصل مال پر قناعت کرتا ہے ایسی ہی معاملات اخروی میں سو مؤمن کو لایق نہیں ہے کہ صرف عدل پر اکتفا کرے احسان کا باب بند کر دی باوجودیکہ اللہ تعالیٰ  
 قال احسن كما احسن الله اليك وقال في آية اخرى ان رحمت الله قريب من المحسنين والمراد من الاحسان فيما  
 فرماتا ہے اور بہلائی کہ جسمی بہلائی کی اللہ فی تجہی اور ایک اور آیت میں فرماتا ہے بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والوں سے اور احسان سے مراد یہاں یہہ ہی  
 نحن فيه وابتغى به في المعاملة وهو غير واجب بل هو تفضل وانما الواجب العدل وترك الظلم وينال العاقل رتبة الاحسان  
 کہ معاملہ میں جس بات سے منفعت ہو کری یہہ واجب تو نہیں پر خوبی کی بات ہی واجب صرف عدل ہی اور ظلم کا نکرنا اور احسان کا تہہ پاتا ہے  
 بولاحد من عدة اموال الاول في الغبن فينبغي له ان لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بدل المشتري  
 جو کوئی مال چند امور میں سے کوئی سا عمل میں لاوی پہلی غبن میں یوں لازم ہے کہ مالک کو اتنا نقصان نہ ہو کی عادت کی موافق و تنہا نہ بنی ہوں یہاں تک کہ اگر مشتری  
 زيادة على الرجم المعتاد لشدة حاجته فينبغي للبائع ان يمتنع عن قبوله لان اخذ الزيادة اذا لم يكن فيه تلبيس  
 اپنی ضرورت کا مارا فائدہ مروج سے زیادہ دینی لگی تو بائع کو چاہیے کہ نہ لوی اس لئے کہ بڑھتی گئی میں اگر بدول دعا بازی کی ہو دی  
 وان لم يكن ظلم لكنه ترك للاحسان مع ان من يقنع بربح قليل يكثره عاملاته ويستفيد من تكررها ربحا  
 اگرچہ ظلم نہیں ہے پر احسان ترک ہوتا ہے باوجودیکہ جو کوئی توڑی نفع پر قناعت کرتا ہے تو اس کی بکری بہت ہوتی لگتی ہے اور طرح کی بکری میں بہت فائدہ ہو  
 كثير اونه يظهر البركة والثاني في احتمال الغبن فان من يشتري طعاما او متاعا من فقير ويحتمل الغبن يتساهل  
 دہتہا ہی اور اس میں بڑکت ہوتی ہے اور دوسری نقصان او ہٹانی میں بیشک جو شخص غلہ یا اور مال فقیر سے خریدی اور نقصان او ہٹانی او سپر آسانی کرے  
 فيه فانه يكون بحسن اذ اخلا في قوله عليه السلام رحم الله امرأته من البيع والشراء واما من يشتري من غفر  
 تو وہ محسن ہوتا ہے اس روایت میں داخل کہ رحم کری اللہ او سپر جو آسان کری بیع اور شراء کو اور جو شخص کو نکر سوداگری خریدی  
 تاجر يطلب زيادة على الرجم المعتاد فاحتمال الغبن منه ليس بحمد بل هو تضییع المال من غير فائدة في الدنيا  
 جو فائدہ مروج سے زیادہ طلب کرتا ہو پس ایسی موقع پر نقصان او ہٹانا قابل تعریف کی نہیں ہے بلکہ فی فائدہ مال کا ضایع کرنا ہی نہ فائدہ دنیا کا ناکارہت کا  
 والآخرة وقد ورد في الحديث ان المغبون لا يحمد ولا ماجور والكمال ان لا يغبن ولا يغبن وقد كان خيال السلف  
 اور بیشک حدیث میں آیا ہے کہ مغبون کی نہ تعریف ہی اور نہ ثواب کمال کی بات یہہ ہی کہ نہ کسی کو نقصان دی اور نہ نقصان او ہٹادی اور غدرہ لو



يستقصون في الشئ من غير أن يكون له مال قليل كقطعة من ثيابك على السيد ثم يلبسها كثير  
 خرب من خرب راح ليكرهته في غير ما كان يكرهه في وقت عوفى به في خرب راحته في وقت عوفى به  
 فيقال ان الواهب يعطي فضله والمغبون يضع عقله والثالث في استيفاء الثمن وسائر الذين  
 فيهم من الذين كرتي جواب ديا بخشي والا انا فضل عطا كرتاي اور مغبون اي عقل ضايع كرتاي اور مغبون اي عقل ضايع كرتاي اور مغبون اي عقل ضايع كرتاي  
 والاحسان فيه يكون تارة بالمساهمة وتارة بالام مال والتأخير وتارة بالمساهلة في طلب جوده النقد وكل  
 اسين احسان كهي تو در گذر كرتي مين هي اور كهي درنگ اور مهلت كرتي مين كهي درنگ اور مهلت كرتي مين كهي درنگ اور مهلت كرتي مين  
 ذلك مندوب اليه محتوث عليه لقوله عليه السلام رحم الله امرأه سهل البيع سهل القضاء سهل الاقتضاء  
 محبوب اور مرغوب مين دليل اس حديث كى رحم كرى الله اوس شخص پ جو آسانى برقى بيع مين آسانى برقى وادمين آسانى برقى نقل مين  
 فيبلغ ان يغتم دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اسمي سهل  
 او كجاسى كى رسول الله صلى الله عليه وسلم كى دعا كو غنيمت سمجى اور ايك اور حديث مين هي كى بنى عليه السلام في فرمايد در گذر كرتي مين كرتي مين كرتي مين  
 وفي حديث انه عليه السلام قال من انظر معسر او ترك له حاسبه الله حسابا يسيرا وفي لفظ اخر اظله  
 اور ايك حديث مين هي كى بنى عليه السلام في فرمايد جسي مهلت دي مفسر كو يا اوسكو معاف كيا تو بشي الله تعالى آسانى سى حساب ليكا اور ايك حديث مين هي او كى  
 الله تحت ظله يوم لا ظل الا ظله فهذا هي طرق التجارات في السلف فقد اندرست فمن قام بها في هذا  
 الله تعالى اي عرش كاسايه ديكا اوس روز كى سوا او كى كوتى سايه نهو كاسلف مين تى رست كا بهر سى طريق تها جوابت پرانا هو كيا جو شخص اس زمانه مين  
 الزمان يكون من احب هذه السنة ويرجى له من فضل الله تعالى جزيل الرحمة المجلس السبعون  
 او كى بهر قايم كرى تو اوسنى بهر صفت زنده كى اسكى نى فضل آهي سى رحمت كى برى اسيد هي ستر دين مجلس مين

في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الأحكام الشرعية  
 بيان احتكار كى حرمت كا اور تمام احكام شرعى جو اس سى متعلق مين رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم من احتكر فهو خاطي هذا الحديث من صحيح المصايب رواه عمر بن عبد الله ومعهنا  
 سى الله عليه وسلم في فرمايد جبر في احتكار كيا پروه خطا دارى بهر حديث مصابيح كى صحيح حديثون مين سى هي عمر بن عبد الله كى روايت سى ايكى  
 ان من جمع الطعام الذي يجلب الى البلد ويحبسه لبيعه وقت الغلاء فهو رائه لتعلق حق العامة به و  
 جو شخص غده جمع كرا جو كى شهر كى طرف رسد آتى هي او و كوروك كى اسلى كى كران كر كرتي مين توه كنگار هي كيونكه اوسين سب عوام كا حق هي اور  
 هو بالحبس والامتناع عن البيع يريد ابطال حقهم وتضييق الامر عليهم وهو ظلم عام وصاحبه ملعون لما  
 احتكر او كوروك كر كرتي مين سى بند كر او كى حق باطل اور او كى حال تنگ كيا جابتاي اور بهر ظلم عام هي اور ايسا شخص ملعون هي كيونكه  
 روى انه عليه السلام قال الجالب مزوق والمحتر ملعون فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الذي  
 روايت هي كى بنى عليه السلام في فرمايد غله لا يوزن الا رزق واما جاتا هي اور محتر بهر لعنت هي بيشك بنى عليه السلام في اس حديث مين فرمايد كى جو شخص  
 يجلب الامتعة والاقوات ويبيع بالتصيل الربح يحصل له الربح ولا اثم عليه لان الناس ينتفعون به فينال به بركة  
 اسباب اور قوت لا كرا واسطى تحصيل فائده كى رجحان هي تو او كى نفع بهر بهتاي اور كچه اوسين كنه نهين هي اسلى كى سب خلقت اوس سى فائده ليتي هي  
 دعائهم والذي يشترى الطعام الذي يبيع الى البلد ويحبسه لبيعه وقت الغلاء فهو ملعون بعيد عن رحمة  
 جو شخص اونكى دعاسى فائده هوتا هي اور جو شخص تمام غده شهر كى رسد كا خير كر ورك ريكنتاي تاكه منگا كر كرتي مين سووه ملعون اور اس كى رحمت سى دور  
 الله تعالى ولا يحصل له البركة فادام في ذلك الفعل فاذا رفع امره الى القاضي بامر القاضي ببيع ما بعهده  
 موتاي اور او كى كهي بركت نهين سوتى جيتك بهر كار كرتا هي بهر اكر او كى فرمايد قاضى تك باوى تو او كى قاضى وتنى غله كى بچا او كى او كى

هذا الحديث في صحيح المصايب

الاحتکار فیما یبطل من الاحتکار  
عالم لا یستعمل الاحتکار فیما یبطل من الاحتکار  
کما یبطل من الاحتکار فیما یبطل من الاحتکار

من قوته وقوت عیاله علی السعة بمثل القيمة بان یقول له بعکم یا بیع الناس ولا یستقر لقل السلام  
عیال کی فراغت کی ساتھ کہانی سی بڑی قیمت برابر سی بیچی کا حکم سی اسطور کہی کہ اسکو بچہ مال جیسی کوئی چینی ہیں اور بہاؤ نہ ہرادی بدلیل اس حدیث کی  
لا تسعروا فان الله هو المسعر القابض للباسط الرازق وفي هذا الحديث مبالغة في النهي عن التسعير  
تم بہاؤ نہ ہرادی بیشک بہاؤ اسم ہی مقرر کرتا ہی جو تنگ کرتا ہی اور فراخ اور رزق دیتا ہی اور اس حدیث میں بہاؤ ہرانی کی بڑی مانعت ہی  
اذ بین فیہ ان التسعیر ما یتولاه الله تعالی بنفسه ولم یكله الى غیره من عباده فلیس لهم ان یتکلفوا فی  
اسکی اسمیں یہ بیان ہی کہ بہاؤ کا متولی اللہ تعالی بذات خود ہی اسکو سی اور پر اپنی بندوں میں سی حوالہ نہیں کیا سوا کو نہیں چاہی کہ اسمیں تکلف کریں  
وان فعلوا لا یحصل لهم الا ضیق وشدة عقوبت یقلم علی معارضتهم له تعالی فی قضایاہ فعلی هذا یدعی للقاضی  
اور اگر کریں تو ان کی ہوائی بجز تنگی اور سختی عذاب کی کچھ نہ ہوگا کیونکہ مقابلہ کرتی ہیں احکام الہی میں اس بیان کی موافق قاضی کو چاہی  
ان یتعرض لحقه الا اذا کان فیہ ضرر للعامة بان یتعدی امر باب الاموال عن قیمتها تعدیا فاحشاً بان  
کہ ان کی حق میں دخل دیوی ان اگر عوام کا ضرر ہو تا ہو اسطور کہ مال والی کو کی قیمت میں تعدی فاحش کرتی ہوں  
یبعوها باضعف قیمتہا فی یسر القاضی بمشورة اهل الری والبصيرة صيانة لحقوق الناس ثم ان من  
کہ دو چند قیمت بیچی گئیں سی اب قاضی اہل ریی اور بصیرت کی صلاح سی عوام کا حق بجا نیکی ہی بہاؤ مقرر کردی بہر اگر کسی  
باع منهم بما قدره القاضی وان صم بیعہ لکونہ غیر مکرة علی البیع لکن ان کان اذ انقص بخاف ان یضرب  
اور نہیں سی قاضی کی بہاؤ پر بچا اگرچہ بیع جائز ہی کیونکہ بیع پر زبردستی نہیں ہوتی لیکن اگر ایسا حال ہو گا کہ اس بہاؤ سی کم کری تو خوف قاضی  
القاضی لا یحل للمشتري ما باعہ البایع لانه فی معنى المکره فیلزم للمشتري ان یقول له عند الشراء یعنی ما تحب  
مار کا ہی تو مشتری کا بائع کا بچا ہوا حال نہیں ہی کیونکہ یہ ہی گویا زبردستی کی بیع ہی لہذا مشتری کو یوں چاہی کہ خریدہ فی وقت یہ لفظ کہی میری ہاتھ  
فخر بای شی عیبہ یحل علی هذا یلزم للقاضی ان یرفع الیہ امر المحتکر ان لا یجعل بالعقوبة والتسعیر بل ینہاہ  
اپنی مرضی کی موافق بیچی اس وقت جتنی کو چھیکہ حال ہو دیکھا اسطور میں قاضی کو لازم ہی کہ جب اوکی پاس محتکر کی فریاد آوی تو نہ عقوبت میں جلدی کری اور نہ بہاؤ مقرر  
عن الاحتکار ویزجره عنه ویامرہ بالبیع وان لم یتمثل بعبء وهدیه وان امتنع ولو بیع یجسہ ویغیر مرہ  
منع اور علامت کردی اور کہی کہ بچہ مال اور اگر نہ مانی تو سبھاوی اور دھکاوی اور اگر بہر ہی نہ مانی اور نہ بچہ تو اسکو قید کری اور تفریری  
حتی یمتنع عن سوء عملہ لانه باس رکاب لا یحل له استحق العقوبة ویلین فی حد مقدر فیعزاد فعلاً للضرر  
یہاں تک کہ اپنی فعل قبیح سی باز آوی کیونکہ ممنوع بات اختیار کر عقوبت کا سنہ او اس ہو گیا ہی اور اسمیں کوئی حد تو مقرر نہیں ہی لاچار واسطی دفع ضرر عوام کی تفریر  
عن الناس بل الصحرانہ ان امتنع عن البیع یبیعہ القاضی اتفاقاً وهذا فیما یضر جسہ عند الحاجة الیہ  
ریلجاوی بلکہ صحیح یہ ہی کہ اگر وہ آپ نہ بیچی تو سب فقہاء کی نزدیک قاضی بیچ ڈالی یہ حکم اس بیع کا ہی جسکا بند کر کہنا حاجت کی وقت ضرر کرنا  
فما هو قوت البشر والیہائم کالبشر والشعیر والتمز والتین والزبيب وقال ابو یوسف کل ما یضر بالناس جسہ سوء  
جیسی قوت آدمیوں کا اور جانوروں کا جیسی گہن اور جو اور چواری اور انجیر اور موز اور امام ابو یوسف کہتی ہیں جس چیز کا روک رکھنا عوام کو ضرر کری برابر ہی  
کان ما کولاً وغیر ما کول فهو احتکار لا یجوز جسہ وان کان ثوباً او ذهباً او فضة ومدة الحبس قبل اربعون  
کہ خوردنی ہو یا نہ خوردنی وہ سب احتکار ہوتا ہی اسکا روکنا جائز نہیں ہی اگرچہ کپڑا ہو یا سونا یا چاندی اور مدت روک کہنی کی یعنی احتکار کی کوئی گنتا ہی  
یوما لما روی انه علیہ السلام قال من احتکر اربعین یوما فقد برئ من الله وبرئ الله منه وفي حد  
چالیس دن میں کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی غزایا جسنا احتکار کیا چالیس دن بیشک میزار ہوا اللہ سی اور اللہ میزار ہوا اللہ سی اور ایک اور حدیث میں ہی  
اخراته علیہ السلام قال من احتکر اربعین یوما ثم تصدق به لم تکن صدقته كفارة لاحتکاره وقيل شهر  
کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جسمن چالیس روز احتکار کیا پھر اوسنی وہ شی صدقہ کردی تو یہ صدقہ کفارہ احتکار کا نہیں ہوکتا اور کوئی کہتا ہی کہ چالیس دن ہی



وهذا في حق المعاقبة في الدنيا واما الالتم فهو حاصل وان قلت المدة ومن حبس غلة ارضه لا يكون محتكرا لا  
 اور یہ مدت واسطی سنہ دنیاوی کی ہی اور نگاہ وہ بہر صورت ہوتا ہی اگرچہ مدت کمتر ہو اور جس شخص نے اپنی زمین کا غلہ جمع کر رکھا تو فتنہ نہیں ہوتا اس واسطی  
 خالص حقہ لم يتعلق به حق العامة لكن لو كان للناس اليه حاجة فلا فضل له ان يبيعه ولو امتنع عن  
 کہ یہ احتکار خالص حق ہی اس سے حق عوام کا متعلق نہیں ہی لیکن اگر عوام کو اس کی حاجت ہو تو پھر افضل یہ ہے ہی کہ بیچ ڈالے اور اگر نہ بیچی  
 البيع يكون مسيئا لسوء نيته وقلة شفقتة على المسلمين واما ما جلبه من بلداخر فحقه اختلاف الاحتياط  
 تو بیکرنا ہی کیونکہ اس کی نیت بری اور مسلمانوں پر شفقت نہیں ہی اور جو غلہ وغیرہ بہر کوہر شہر ہی ملاوی سوا زمین اختلاف ہی احتیاط اس میں ہی  
 في بيعه يسعري يومه حتى ينال الشاب الموعى بقوله عليه السلام من جلب طعاما فباعه بسعري يومه فكانما  
 کہ اس سے روز کی بہاؤ سی بیچ ڈالی تاکہ وہ ثواب پاوی جس کا اس سے بیش میں وعدہ ہی تجو بہر بیجادی اور اس سے روز کی بہاؤ سی بیچ ڈالی تاکہ  
 نصدق به وفي لفظ اخر فكانما اعتق رقبة وقد حكى عن بعض السلف انه كان بواسطه فخر سفينة حنطة  
 اس سے وقام صدقہ کر دیا اور واثب میں ہی گویا اس سے غلام آزاد کر دیا کسی بزرگ کی حکایت ہی کہ واسط میں تھا اس سے ایک کشتی گیارہ کی بصرہ کو روانہ کی  
 الى البصرة وكتب الي وكيله بعم هذه الطعام يوم يدخل البصرة ولا تؤخره الى خذ فوافق سعة في السعر فقال له  
 اور گشتہ کو لکھ بیجا اس غلہ کو بصرہ میں پہنچتی ہی بیچ دینا اکل دن تک نہ رکھنا پھر کشتی پہنچی تو بہاؤ ارزان ہو گیا تا جردن ہی  
 التجار ان اخرته جمعة تربو فيه اضعا فخره جمعة فبر امثاله فكتب الى صاحب بطنك فكتب اليه صاحب  
 کہا اگر جمعہ تک اتہ نہام تو کوئی گونہ فائدہ ہو جاوی اور اتنی جمعہ تک نہام لیا تو خوب فائدہ ہوا اور مالک کو اس کی خبر لکھ بیجی مالک نے گشتہ کو پھر لکھا  
 يا هذا اننا قد قنعنا برح يسير مع سلامة ديننا وانك قد خالفت فاذا وصل اليك كتابي هذا فخذ المال كله فصدق  
 ای شخص ہم نے تو ہوشیار کیا نفع پر دین کی سلامتی کی ہی قناعت کی تھی اور تو تو ای کو خلاف کیا اس خط کی پرستی ہی وہ سب کا سب بصرہ کی فقرار کو صدقہ دینا  
 به على فقراء البصرة لعل النجوم من اثر الاحتكار اس بار اس قد علم من هذا ان الاحتكار لا يجاوز عن الكراهة  
 کا حکم مجھ کو احتکار کی گناہ ہی نجات ملی برابر برابر اس سے معلوم ہوتا ہی کہ احتکار کراہت سے خالی نہیں ہی  
 وان اتسعت الاطعمة وكثرت الاقوات واستغنى الناس عنها ولم يرغبوا فيها وذلك لان المحتكر ينظر مبادى  
 اگرچہ غلہ بہت موجود ہو اور کھانا اکثر ہی ملتا ہو اور عوام کو اس کی نہ پروا ہو اور نہ اس میں کچھ رغبت ہو اور یہ اس لیے کہ محتکر کو سبب ضرر رسائی پر  
 الاضرار التي هي ارتفاع الاسعار وانتظار مبادى الاضرار محظور كانتظار عينه لكنه دون ذلك والحاصل ان التجارة في  
 نظر ہی ہی کہ وہ گران ہونا بہاؤ کا ہی اور سبب ضرر پر نگاہ رکھنی ایسی ممنوع ہی جیسی نظر رکھنی عین ضرر پر دہ اس سے کتری حاصل یہ ہی کہ تجارت  
 الاطعمة والاقوات لطلب الربح مما لا يستحب بل ينبغي طلب الربح في شئ اخر وفي حكم الاحتكار على هذا التفصيل تلقوا  
 غلہ وغیرہ قوت کی منفعت کی واسطی اچھی نہیں ہی بلکہ منفعت اور شئی میں حاصل چاہی اور احتکار ہی میں داخل ہی اس سے تفصیل پر پڑھ کر  
 الجلب وهو بفتحين ما يجلب من بلد الى بلد فانه اذا قرب الى البلد يكره استقباله واشترؤه منه لثمة لتعلق حق  
 جائز جلب اور جلب حیم اور لام کی زبردستی بہر فی یعنی رسد ایک شہر سے اور شہر کی طرف سودہ سبب شہر کی پاس پہنچی تو پھر اگر بڑھ کر وہاں جا خریدنا مکروہ ہی کیونکہ اس سے  
 العامة نه والمتلقى يريد ابطاله حقه وتضييق الامر عليهم وقد نهى النبي عليه السلام عن تلقي الجلب وقال لا تلقوا  
 عوام کا حق متعلق ہو جاتا ہی اور اگر بڑھ کی لینی والا او کا حق کو کو تنگ کیا چاہتا ہی اور بیشک نبی علیہ السلام نے تلقی جلب سے منع فرمایا ہی رسد کو اگر بڑھ کر  
 الجلب في حديث اخر انه عليه السلام قال لا تلقوا المسلم حتى يهبط بالي السوق وهذا اذا لم يلبس السعر على الواردين  
 سے خریدو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہ جاؤ خرید اسباب کو جب تک بازار میں نہ اترتی اور یہ حکم جب ہی کہ بہاؤ بہر فی والوں کو معلوم ہو  
 واما اذا لبس عليهم السعر واشترى منهم متاعهم باقل من قيمته فخره في تلك الكراهة وبما أكد الحرمة لان هذا الصنع  
 اور اگر ان کو بہاؤ معلوم نہ ہو اور ان کی متاع ادنی قیمت کھٹا کر جا خریدی تو اس کی کراہت جمع ہوگی اور حرمت سخت ہو جائیگی اس لیے کہ یہ عمل

من الغش الحرام المضاد للنصم الواجب النفس بان لا يرضى لغيره ما لا يرضى لنفسه بل هو من الظلمة التي لا تضر  
غش خيانت حرام بين داخل في اورض واجب في جردان جسكي به تفسيره انما لا يرضى لغيره ما لا يرضى لنفسه بل هو من الظلمة التي لا تضر  
به المسلم فهو ظلم وانما العدل ان لا يضر احدا لا خيه المسلم ولا يحل له ان يضر احدا لا يضر لنفسه لما روي انه عليه السلام  
سلم كان نقصان هو تاسوه سب ظلم هو اورعدل ده هي كوكشي اپني برادر مسلم كو نقصان ندي اور پند كوي او كي حق من سواد او كي كد پند كوي اپني وكي كيون كد رويست هي كوني كونه  
قال لا يثم من احل كم حتى يحل لغيره ما يحل لنفسه قال بعض العلماء من باع شيئا بدرهم فانه لو كان لا يشترط  
ان يبايعوا مؤمنين هو تا كوكشي تم من سيدهان تنك كه مجيب جاني واسطى اپني بهائي كي جرحي پند كوي وكي اپني بعض علماء كوني بين جس شخصي كوني شي ايكيه كوي كوي دارا كد شي اور كي  
الا بنصف درهم فهو يكون من ترك النصم المأمور به ولم يحل لغيره ما يحل لنفسه وقد حكى ان يونس بن  
برقي قواب كونه كوني سي زياده كوهر كونه ليتا پس ده شخص نصم مامور بكنه تاركه هي اور سني اپني بهائي كي لبي ده بات سنده كي جوياني لبي پند كوي شي حكايه كوني بين كد يونس بن  
عبيد الله كان عندك حل مختلفه الاثمان قيمة بعضها اربعائة وقيمة بعضها مائتان فذهب الى الصلوة  
عبيد الله كي پاس چادرين مختلف قيمت كي نئين كوكشي چار سو كي نتي اور كوكشي دوسو كي  
وترك ابن اخيه في الدكان فجاء اعرابي وطلب خلة اربعائة فعرض عليه من حل المائتين فاستحسنها واشترى  
دكان بين بشاكر نماز كو چلا كيا پير ايكيه اعوامي كي اگر چادر چار سو درهم كي مانكي اوس روكي نتي دوسو والي او كي ساسي كوي اوسني پند كوي چار سو درهم كي  
منه با اربعائة وذهب فاستقبله يونس ورأى حلتها في يده وعرفها فقال بكم اشتريتها فقال اربعائة  
چلا تو او كي ساسي سي يونس كيا ده چادر او كي انته من ديكه كد بهجان لي كوني كولي جواب ديا چار سو كو  
فقال لا تساو اكثر من مائتين فامرجه حتى تردها قال هذه تساو بيلنا خمسمائة درهم وانا ارضيها ولا  
يونس كي كيا يه چادر دوسو سي زياده كي نئين هي چل پيري دي اوسني جواب ديا يه چادر چاري شهرين پالنور پيه كي هي ميني پند كوي هي من  
امردها فقال له يونس انك وان رضىتها لكن النصم في الدين خير من الدنيا بما فيها فرده الى الدكان ورض عليه  
بين پيرتا پير يونس كي كيا اگر چه پند كوي هي كيون دين كي خير خواهي بهتر هي دنيا اور ما فيها كي خير خواهي سي پير او كو دكان پر چلا لا اور سو پيه پيري دي  
مائة درهم ثم توجه الى ابن اخيه وقال له اما خشيت الله تعالى حتى ايجت مثل الثمن وترك النصم  
پير بهتيجي كي طرف متوجه هو كر كيا تجو خدا كا خوف نه آيا كه ثمن كي برار توفى نفع ليا اور مسلمانون كي خير خواهي ترك كوي  
للمسلمين فقال له ابن اخيه والله ما اخذها الا ورضي بها قال فهذا رضيت له ما رضى لنفسك وابلغ  
بهتيجي كي جواب ديا خدا كي قسم اسني تو خوب پند كوي تبي يونس كي كيا پير توفى او كي لبي ده كيون نكيا جوياني لبي پند كوي او كي برادر  
ذلك ما حكى عن رجل من التابعين انه كان بالبصرة وله غلام بالسوس يحضر اليه السكر فكتب اليه غلامه  
ايكي شخص تاي كي حكايه هي كد ده بصره مين تها اور او سكا غلام سوس مين تها او كي پاس شگر بهيجا كونا تها پير او كي غلام كي لكيا  
ان قصب السكر قد اصابه افة في هذه السنة فاشترى السكر فانه يربح كثيرا فاشترى من رجل سكر كثيرا  
شگر خريد لينا اسين خوب نفع هو ويگا سواد سني ايكي شخص سي بهت سي شگر خري دي  
فلما جاء وقته باعه وربح فيه ثلثين الف درهم فانصرف الى بيته فتفكر ليلته فقال ربحت ثلثين الفا و  
پير جب وقت آيا تووه پيجي اور تيس هزار درهم نفع هوا پس ده اپني كهر چلا كيا پير تمام شب دل مين سوچارا كد ميني تس هزار درهم نفع ليا اور  
ترك نصم رجل من المسلمين فلما اصبح خذ اليه فدفع اليه ثلثين الفا فقال بارك الله لك فيها فقال  
خير خواهي ايكي مرد مسلمان كي ترك كي جب فجر هو ي تو صبح دم او كي پاس جا كر تيس هزار درهم او كود دي دني اور كها تيري لبي خدا اسين بركت دي اوسني كيا  
من اين صارت هذه لي فقال اني كمتك حقيقة الحال وكان السكر قد غلا في ذلك الوقت فقال ربحك  
پير درهم ميري كيون كر هو كي جواب ديا ميني بخشي اصل حال چيپا ليا تها شگر او وقت مهنكي هو كي تبي اوسني كيا خدا بخش بر رحم كوي



قد علمت فی الان وقد طیبتم الی بیتی فتفکرو قال ما نصحتہ لعلہ استجیب منہ فتزکوا الی فہکذا الیہ  
بجواب جملہ میں تجویز کو حال کنی وہ پہلے ہی کہہ چلا تھا پہر سوجہ کر کہا یہ غیر خدای نہوی شاید دوستی شرم کی ماری نہ ہو کہ دی دئی ہوں پہر صدمہ اوکی پس  
فقال عفانک اللہ خذ مالک فہو طیب لقلبی فاخذ منہ ثلثین الف و حکم من ہذا ان لیس لاحد ان  
ساکینہ خدا تجھ کو معاف کرے اپنا مال لی میری دل کو یہ ہے پس ہذا تا ہی پہر کوئی تیس ہزار روپہم لی لئی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ کسیکو یوں نہ چاہی  
یتھض الفرصة ویخفی من البایع غلاء السعور من المشتري الخطا طہ فان من یفعل ذلک یكون ظالما  
کہ فرصت کو غنیمت سمجھ کر بائع سے گرا نی بہاؤ کی اور خریداری ارزا نی چہا لیا کری بیشک جو ایسا عمل کرے گا وہ ظالم اور خائن

غاشا قاسرا للنصو الواجب فان المعاطاة قد تجر علی وجه یفتی المفتی بصحتها وانعقادها لکنہا تشتمل علی ظلم  
اور نصیح واجب کا تارک ہی کیونکہ معاطہ بعض وقت ایسی ہو سکتی ہے کہ مفتی کو درست اور منعقد بتا دیوی پر تو ہمیں ایسا ظلم ہو جاتا ہی

یتعرض بہ العامل لسطو اللہ تعالیٰ اذ لیس کل فحی مقتضیا الفساد العقد کا بیع عند الاذان الاول للجمعة فانه  
کہ اسکا کرینوالا نشانہ غضب الہی کا ہو جاوی اسلئے کہ ہر ہر ہی تو عقد کو فاسد نہیں کر دیتی جیسی بیع جمعہ کی روز پہلی نواں کی ہوتی ہوی یہ ہے

وان کان جائزا لکنہ مکروہ لان فیہ اخلا لا بواجب السعی ہذا اذا قعدا ووقفنا تباعا اذ قد قال اللہ تعالیٰ اذا  
اگرچہ جائز ہی پر مکروہ ہی اسلئے کہ اس میں سعی واجب میں دیر ہوتی ہی یہ اس صورت میں کہ بائع اور مشتری بیٹھ جاویں یا کٹری رہ کر بیع کریں کیونکہ اسے تعالیٰ فرمائی

نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ و ذکر البیوع و اما اذ تبایعنا حال مشیہا فلا کراہتہ فیہ  
جہا نواں ہونے کی دن جمعہ کی تو دوڑو اس کی یاد کو اور چھوڑو بیچنا ان اگر وہ دونوں چلتی چلتی بیع کر لیں تو اس میں کچھ کراہت نہیں

و کذا یکرہ البخش و ہوان یرید فی الثمن من لا یرید الشراء بعد ما بلغت السلعة قیمۃ الیرغب غیرہ فیہا و اما  
اور ایسی ہی بخش مکروہ ہوتا ہی بخش یہ ہے کہ قیمت بیع کی ایسا شخص بڑا بڑی جسکو خریداری منظور ہو جبکہ وہ سودا اپنی قیمت پر آچکا ہوتا کہ غیر کو اس میں غنیمت پیدا

کرہ ذلک لانہ تغریب المسلم وظلمہ مع انہ علیہ السلام فحی عن البخش و قال لا تناجشوا ہذا اذا بلغت السلعة  
اور مکروہ اسلئے ہی کہ اس میں ایک مسلم کی سائنہ دہر کہ اور ظلم ہوتا ہی باوجودیکہ نبی علیہ السلام فی بخش سے منع فرمایا ہی کہ بخش مت کرو یہ اس صورت میں کہ بیع

قیمتہا و اما اذا لم تبلغ قیمتہا و زاد فی الثمن من لا یرید الشراء الی ان تبلغ السلعة تمام قیمتہا لا یکرہ و کذا یکرہ  
اپنی قیمت پر آچکی ہو اور اگر ابھی قیمت پر نہیں آئی ہو کسی شخص بدین ارادہ خریداری کی بڑا دیا تاکہ بیع کی قیمت پوری ہو جاوی تو مکروہ نہیں ہی اور ایسا ہی کرے

السوم علی سوم غیرہ بعد رضائہما بثن لقولہ علیہ السلام لا یسوم الرجل علی سوم اخیه و ہو فحی بصیغۃ  
ثن بڑا نا بارادہ خرید کی دوسری کی خریداری پر جب کہ وہ دونوں رضامند ہو چکی ہوں اسلئے کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہی اپنی بہائی کی خرید پر کوئی اپنی خرید کا ارادہ نہ کری اور

التفی فیکون ابلغ و اما اذا لم یرکن احدهما الی الاخر فلا یاس للغان یرساومہ و یشتریکہ لانہ بیع من یرید ولا  
لا یسوم ہی ہی صورت نفی پر سودا میں بڑا مبالغہ ہی ان اگر ابھی ایک دوسری کی طرف میل نہیں ہی تو غیر کو کچھ مضائقہ نہیں کہ قیمت بڑا کر خرید لی کیونکہ یہ بیع من یرید ہی

کراہتہ فیہ لیس و لا شرفیہ و ہو ماروی عن انس انہ علیہ السلام باع قداما و حطسا بیع من یرید و کذا یکرہ  
اس میں کچھ کراہت نہیں ہی کیونکہ اس میں آثار آتی ہیں ایک یہ کہ انس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی ایک پیارے اور ٹاٹ بطور بیع من یرید کی بیچا اور ایسی ہی

بیع الحاضر للبادی لقولہ علیہ السلام لا یبیع الحاضر للبادی و ہذا اذا کان اهل البلد فی قحط و ہو بیع من  
بیع شہر والی کی صحرا نشین سے مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی مشہور و ناجنگلی کی آیت نہ بیجا کری یہ اس صورت میں ہی کہ شہر کی اندر قحط ہو اور بائع گران قیمت کا لاچ

اہل البلد و طمع الثمن الغالی لما فیہ من الاضرار بہم و اما اذا لم یکن كذلك فلا یاس بہ لا لغدام الضرر و قیل  
صحرا نشین لوگون کی ہاتھ بیچی کیونکہ اس میں شہر والوں کو ضرر ہوتا ہی اور ایسا حال یعنی قحط نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ کوئی ضرر نہیں ہی اور بعضی

صوتہ ان یبیع البادی بسلعة الی مصر فیکول لہ الحاضر و سلعتک عندی لا یبیع مالک بثن غالی و یحبسہ  
اہم ہی اسکی صورت یوں ہی کہ کوئی صحرا نشین شہر میں سودا لیکر آوی سو ایک شہری اوکو ہی اپنا مال میری پاس چھوڑ جائیں گران قیمت سے بیچ رکھوں گا پہلے ہی پاس کو

فی حق و ان لا یسوم

عنده الى ان يغالى في الثمن وهذا مكره في ايام العسرة ثم ينبغي ان يعلم ان البيع عند الخفية لا ينعقد بالثمن  
 اتنى فلول دكهه چوڑی کہ ہنگام ہوجاوی اور ایسا معاملہ تنگی و تنگدستی میں مکرہ ہے بہر سبب کی بات ہے کہ بیع حقیقہ کی نزدیک جہی تلفظ یعنی بولی ہو جائے  
 رکنہ لا یجاب والقبول كذلك ینعقد بالفعل ومرتکبة التعاطی فلا بد فیہ من الاعطاء من الجانبین عند  
 اور سکا رکن ایجاب و قبول ہے ایسی بات کہ حرکت سی پوری ہو جاتی ہے اور سکا رکن لین دین ہی اس بیع میں بائع اور مشتری دونوں طرف سے ہونا اور بیع کا حوالہ  
 البعض عند البعض یکنی الاعطاء من احد الجانبین اذ بین الثمن او کان معلوما کما لو قال رجل لمن بیع الخنطة  
 ضروری اور بعضوں کی نزدیک صرف ایک طرف سے حوالہ کر دینا کفایت کرتا ہے اگر عین مقرر ہو چکا ہو یا کسی طور سے معلوم ہو جیسی کوئی شخص کہیوں بیچنی والی سی پوچھی  
 کیف تبیع الخنطة فقال قفیر بدرهم فقال کلنی خمسة اقفرة وکان قد ذهب بما فہذا بیع وعلیہ خمسة درہم  
 تو گھبر کر کہا ہوا بیچنا ہے وہ کہی بارہ صاع ایک درہم کی پیروہی خریدار کی پانچ قفیر میری لیٹی پاپ دی اور اوسنی پاپ دی اور وہ لی گیا سو سو بیع پوری ہے اور اوکی  
 وکان الوقال البایع للمشتري بعث هذا منك بدرهم فقبضه المشتري ولم یقل شیئا ینعقد البیع وعلیہ درہم  
 اور ایسی ہی اگر بائع مشتری ہی کہی میں فی یہ سودا تیری اتنا ایک درہم کو بیچا پھر مشتری اوس شی کو قبضہ کر لی اور کچھ نہ بولی تو یہ بیع پوری ہے اور اوکی نزدیک  
 وکان الواشتری وقر من الخطب ثمانية ثم قال انت بوقر اخر واقعه ههنا ففعل یكون ذلك بیعا ولیطلب  
 اور ایسی ہی اگر ایک گھنٹہ لکڑی کا آٹھ پیسی کو مول لیا پھر کہا ایک گھنٹہ اور لاکر یہاں ڈال دی اور اوسنی لاڈالا تو یہ بیع پوری ہے اور وہ آٹھ پیسی  
 الثمانية وکان الوکان لرجل علی اخر الف درهم وقال المديون لداثه اعطيك ادينك دنائدر ولم یقع بینہما بیع  
 مانگ لی اور ایسی ہی اگر ایک شخص کی دوسری کی ذمہ ہزار درہم قرض آتی ہوں اور دیون یعنی قرض دار قرض خواہ سی کہی میں تیری قرضہ کی بابت ہشرفیان لائی دینا  
 بل قاسر قہ ثم اتی بالدينایر ودفعها الیہ یكون فی تلك الساعة بیعا بالتعاطی واما الواشتری ورجل من اخر وساء  
 بلکہ وہ چلا گیا پھر ہشرفیان لاکر اوکی حوالہ کر دین تو اب اسوقت تعاطی سی بیع پوری ہو جاتی ہے اور اگر ایک شخص کو دوسری سی تنگی اور فروش  
 وطائف وحق منسوجة بعد ولم یضرب الجلا حتى یصیر سکتا فلا یجوز ولو نسج الوسائد والطائف وسلمها الیہ لیس  
 خریدی اور وہی ہوئی ابھی تیار نہ ہوں اور مدت بھی نہ پڑاؤں تاکہ بیع سلم ہی ہو جاوی تو یہ بیع جائز نہیں ہے اور اگر تنگی اور فروش تیار کر کر اوکو حوالہ کر دی تو یہ بیع  
 ایضاً لان التعاطی انما یكون بیعا اذا لم یکن مبنیاً علی بیع فاسد وباطل واما اذا کان مبنیاً علیہ فلا یفعل هذا  
 جائز نہیں ہے اسلئے کہ طرفین سی لین دین کی بیع جب جائز ہوتی ہے کہ اوکی بنیاد بیع فاسد یا بطل پر نہ ہو اگر اوکی بنیاد بیع فاسد یا بطل پر نہ ہو تو جائز نہیں ہوتی اور  
 ما یفعله اکثر الناس فی هذا الزمان من اخذ ما ارادوا من صاحبه من الماکولات وغیرها من غیر عقد صحیح  
 اس زمانہ میں جو اکثر لوگوں کا عمل ہے کہ جو چاہتی ہیں سو دوکان دار سی کہانی مینی کاسامان اور سوار اوکی بدون عقد صحیح کی بیعتی ہیں  
 ولا معا طاة ولا بیان الثمن الى وقت المحاسبة فذلك حرام وكل من یاکل منه او ینتفع به مع العلم به فهو متعمد  
 اور نہ ترستہ ترین سی لین دین کرتی ہیں اور نہ حساب کی وقت تک ثمن بیان کرتی ہیں سو یہ بیع حرام ہے اور جو شخص اوس میں سے کھاتا ہے یا چاہے کھائے ہی سو وہ متعمد  
 لا کل الحرام والانتفاع به ومرتکب الاثم اذا فیما سوی الخبز واللحم لا بد من بیان الثمن لیكون بیعا بالتعاطی ثم  
 حرام خوری کرتا ہے اور نفع حرام لیتا ہے اور گناہ اختیار کرتا ہے اسلئے کہ بجز روٹی اور گوشت کی سب سودی میں ثمن مقرر کرنا ضروری ہے تاکہ بیع تعاطی کی ہو جاوی پھر  
 ینبغی ان یعلم ان البیع الذی لا یجوز ثلثة انواع فاسد وباطل وموقوف واما الفاسد فهو منعقد لیکن لا ینفید للمالك  
 یا در کہنا چاہی کہ بیع جو جائز نہیں ہوتی تین قسم پر ہے فاسد اور باطل اور موقوف بیع فاسد منعقد تو ہو جاتی ہے پر صرف عقد سی ملک فائدہ نہیں  
 یجوز العقد بل انما ینفید بعد قبض مشتری المبیع باذن البایع صریحا ودلالة فانه اذا قبضه فی مجلس العقد  
 بلکہ مفید جب ہوتی ہے کہ خریدار بائع کی صاف اجازت سی یا قریبہ سی بیع پر قبضہ کر لی پس جب خریدار مجلس عقد میں بائع کی سامنے بیع پر قبضہ کر لی  
 بحضرة البایع ولم ینہا البایع بملکہ ملکاً خبیثاً وھذا قیل لا یجوز لہ ان یتصرف فیہ بتملیک وانتفاع حتی لو  
 اور بائع اوکو منع نکری تو خریدار ملک مردار سی اوکا ملک ہو جاتا ہے اسی ہی کہتی ہیں کہ خریدار کو اوس میں تصرف کرنا حلال نہیں ہے کیونکہ ملک کرنا یا برتنی کا ہونا

دوسری بیع پوری ہے

جوان لوطان در زمان بیع و فسخ ہوتی

جوان کی بات



كان طعاما لا يجبل له اكله ولو كان جليقة لا يجبل له وطها بل يحجب على كل واحد من البايعة والمشتري ففسخ العقد

طعام ہو تو اس کو کہاں صلاں پہنیں گی اور اگر روند پڑی تو اس سے صحت حلال نہیں بلکہ ہر ایک

دفع القصاص وان لم يقتل اهل اثم المشرك بالشرع القاصد بعقد صحيح فدية لان له ما ملكه ملك

واجب ہے اور اگر دونوں فی فسخ عقد نکاح بلکہ مشتری فی شرا و فاسد سی قبضہ کر کے بطور عقد صحیح کی اور کی اثبتہ ہو تو اس کی بیع پر ہی ہو جاوی گی سلیح

تمليك له غيره بالبيع وغيره فلا يتصور بعد الفسخ لتعلق حق العبد به ووجوب الفسخ سابقا كان الحق الشرع

کہ جب مبیع کا مالک جو انوار کی ملک کا ہی طور میں دغیر کی مالک ہی بہر بعد کی فصیح نہیں ہو سکتا کیونکہ اب اوسے حق عبید متعلق ہو گیا اور پہلی درجہ میں فصیح عقد خود آج

وإذا اجتمع حق الشرع وحق العبد يقدم حق العبد لحاجته ثم كان الأولى للبشر كما أن ينزهه عن شرائه

نور علی بن شمس کی ابتدا اور حبیب بن شمس اور حق بن عبد شمس بن یوسف بن عبد کو مقدم کہتے ہیں اس علی کہ عبد حاج محمد بن ابی شمس ثانی کی حق بن بہتر یہ تھا کہ ہو سکی

أز قيل من غلب على تختهم ان اكثر معاصيهم اهل السوق على الفساد يدينغي له ان يتنزه عن شراء شيء منهم ومع هذا لو

کیونکہ کہتی ہیں جب کوہین معلوم ہوگا کٹر معاملات اس بازار والوں کی فساد سے خالی نہیں ہوں تو ان کو چاہیے کہ ان سے کوئی شے مول نہ لیوے اور پھر ہی اگر ان سے

اشتری منہم شیئا یحلہ الانتفاء بہ اذا کان العقل لا یمسح صحیحاً واما ینبغ ان یتعلم ان من اشتری متاعاً بالقرہم

کونہی مٹی مول لینے لگا تو اسکو مرتے حال میں اگر کچھ شفقہ صبحہ واقع ہو اسکو اور معلوم رکھنا چاہیے کہ اگر کسی ہزار روپے کا مال شہر افسدہ سی ہول لیکر قبضہ کر لیا

شراء فاسد وقبضه ثم باعه ورجعه لا يحل له الرجوع بل يجب عليه ان يتصدق به وقرء بعقوبات الفصد ثم

میرا دوسکا فائدہ سی۔ بھائی! تو اسکو وہ فائدہ حلال نہیں۔ بلکہ اسکو واجب ہے کہ خیرات کر دی اور اگر کسی نے زکوٰۃ سے کھانا پسو

بیع فاسد و قضا الثمن ثم اشتري به شيئا و باعه و لم يحفه كالحال ولا يحل عليه ان يتصدق به و الف

[illegible]

فاسد سی بیجا اور حیمت لی بی بہر اوس روپیہ سی اور مال میل لیا اور اسلو فارسی بی بیجا تو اس کو یہ فائدہ حلال ہی اس پر حیرت کرنا واجب نہیں ہی اور فرق

بليهما على ما ذكر في الهداية ان المتاع مما يعين بالتعيين فيعلق العقول به فيتمل الخبث في المربع والدراهم والدنانير

ان دونو صورتوں میں موافق بیان صاحب ہدایہ کی یہ ہے کہ سبب قیاسی میں سبب قیاسی سے متعلق ہوجانا ہی پس خجاست فائزہ میں اثر کر جاتی  
لا تعلق بالوقت والفسخ یا بغير التمسك في ذمة المشتري فلا تعلق بالعقد الثاني بعينه فافهمك

لا سعيانك في العفو والفسوح بل انبت لمن في دمه المشتري ولا يعلق لعقد الثاني بغيرها ولا يخلص

عقد اور فسخ میں متعین ہیں ہوتی بلکہ مشتری کی ذمہ مطلق نہیں ثابت ہو جاتا ہی سود و سہرہ عقد اوس درہم اور دنانیر خام ہی متعلق ہیں ہوتا

البحث في الرجز الا ان يستدير اليها ويثقل منها في يعلق سلامة الشرف بها لوقوعها تمنا فيكون ملكا حبيبتا واجبا لصد

اسلمی خباثت فائدہ میں اٹھ نہیں کرتی ہاں اگر اوس کی طرف اشارہ کری پھر اوس میں سی پر کھدیڑی تو اب خریداری اوس میں سی متعلق ہوگی کیونکہ وہ زمین بھرا اب ملک دار ہونگی خیر اگر اے  
 وَأَمَّا الْبَاطِلُ فَيُزِيلُ غَيْرُ مَنَعَةٍ ۚ فَلَا يُفْعِلُ الْهَاسِلُ ۚ أَفَلَا يَتَذَكَّرُ ۚ أَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ آيَاتٌ ۚ فَتَعْلَمُونَ ۚ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْكُفْرَ أَهْلًا ۚ السَّيْقُ عَلَى

واما الباطل فهو غير معتدل فلا يقبل ملك اصلا وهذا قيل من عبد على ضلالتان لترغيعا ولا اهل اسيرى

ادوبیع باطل سری سبی منفذ نہیں ہوئی سو فی فائدہ ملک کا ہرگز نہیں دیتی اسوئی کہتی ہیں کہ جسکو یوں معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی باطل ہوئی ہیں  
المطلان لبس لہان دشتہ ی منہم شتا ولا یحی لہما ائشتہ او منہم واما الموقف ففوی بیع مال الغیر بغیر اذتہ فان

البطلان ليس له ان يثبت فيهم شيئا ولا يحل له ما استراه فيهم وما اوقع فيهم من غير ان يغير حاله ولا

تو اسکو کونسی چیز ادنی مول یعنی جائز نہیں ہی اور ادنی جو مول لیگی حلال نہیں ہوگا اور بیع موقوف غیر علی مال کا بی اجازت بیچنا یا بیع اگرچہ منقطع ہو

وان كان منعقدا وصفيده الملك على سبيل التوقف على جائزة ماله لكنه يعقيد امام الملك لتعلق حق الغير به

اور فائدہ ملک کا بطور موقوفہ دیتی ہی یعنی اگر ملک جائز رکھ لی

وجميع المعاملات الجارية في جميع المصوبات والغارات الواقعة في هذا الزمان من هذا القبيل وهذا قال

اور تمام معاملات جو اس زمانہ میں تمام چینے اور لوٹے ہوئی اشیاء میں جاری ہیں سب اسی طرح کی ہیں اور اسی ہی

صاحب البرزيت في ايام غارة المسلمين لا يشتري من العسكر شي لانه حرام ملك الغير ثم ينبغي للتجار ان

یہاں فی معاملتہ العدل و یختص بالظلم و المراد بالظلم ان یختص به الظلم فکما یتصور فی الظلم و المراد بالظلم ان یختص به الظلم فکما یتصور فی الظلم  
 عدل و المراد بالظلم ان یختص به الظلم فکما یتصور فی الظلم و المراد بالظلم ان یختص به الظلم فکما یتصور فی الظلم  
 العدل ان لا یتصور منه احد بشیء و لا یتصور فی ذلك الا بالاحترار عن عدل و المراد بالظلم ان یختص به الظلم فکما یتصور فی الظلم  
 عدل و المراد بالظلم ان یختص به الظلم فکما یتصور فی الظلم و المراد بالظلم ان یختص به الظلم فکما یتصور فی الظلم  
 المقدس و ذلك یتعدیل التکیال و المیزان و الاحتیاط لانه تعالی قال و لیل المطففین الذین اذا کتابوا  
 نکرى اور یہ پیمانہ اور تراد و پوری پوری اور احتیاط رکھتی سی ہوتا ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی عزائی ہی کہ نبیوں کی وہ کہ جب نہایت  
 علی الناس لیستوفون و اذا کالوهم او وزنوهم یختسرون و لا یجوز من هذا الا من یزید اذا اعطی و ینقص اذا  
 لوگوں سی پورا بہر لین اور جب ناپ دین او کٹوا تو لی کر دین تو کہتے کر دین اور اس ہی وہ ہی بچتا ہی جو دیتی دقت کچھ زیادہ دی اور بعض ہی کہ کچھ کم  
 اخذ لان العدل الحقیقی قلما یتصور فان من یتقصی فی اخذ حقه بکمالہ یوشک ان یجوز له و لان ذلك  
 اسلئے کہ عدل حقیقی بہت ہی کم عیال میں آتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق پورا پورا لیا جا ہی تو غالب ہی کہ او سپر تعدی کر بیٹی اور اس ہی دوسری  
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سلموا اذا اشتری شیئا یقول للوثر ان نرث و ان یجوز و کان بعض السلف یقول  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ مولی تھی تو قیمت ادا کر نیالی سی فرماتی تھی دی اور کچھ زیادہ دی اور بعضی شتقدم کہتی تھی  
 لا اشتری الویل بحبہ و کان اذا اخذ نقص حبیۃ و اذا اعطی من حبیۃ و یقول و یل لمن یبیع حبیۃ حبیۃ عرضہا  
 کہ ہم ایک دکانہ کی بدلہ عذاب نہیں لیتی اور اگر کچھ مول لیتی تو کچھ دکانہ لیتی اور اگر دیتی تو کچھ دکانہ زیادہ دیتی اور کہتی اسس ہی جو دکانہ کی بدلہ جنت دیڈالی جسکا پہلا و  
 السموات و الارض و الثانی ما یجب الاحتراز عنہا ان لا یمدح السلعة فانه ان وصفہا بما لیس فیہا فان لم  
 آسمان اور زمین ہی اور دوسرا مرجس ہی احتراز جا ہی یہ ہی کہ مال کی تعریف نکلیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی جو اس میں نہیں ہی ہر خریداری اسکا قول اگر  
 یقبل قوله فهو کذب محض و ان قبل فهو مع کونه کذباً تلطیس و ظلم و ان وصفہا بما فیہا فان علم بہ المشتري  
 مانا تو یہ صرف جھوٹ ہی جھوٹ ہی اور اگر ان لیا تو جھوٹ کا جھوٹ اور دغا بازی اور ظلم ہی اور اگر سچی تعریف کی تو پھر اگر خریداری ہی جانتا ہی  
 فهو ہذیان و تکلم بما لا یعنیہ فیما سب علیہ لان کل کلمۃ تصدر عن الانسان فانه یحاسب علیہا القوی قدر  
 تودہ بیوردہ یک ہی اور کلام بی فائدہ اس پر ہی حساب ہوگا کیونکہ انسان کی زبان ہی جو کلمہ نکلتا ہی او ہی پر حساب ہوگا بدلیل اس آیت کی  
 ما یلفظ من قول الا لدیہ رقبۃ عتید و ان لم یعرف المشتري ما فیہا لم یدر کفر فلا یاس بدن کر القدر للوجود فیہا من  
 نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اس پاس راہ دیکھتا تیار اور اگر خریداری نہیں جانتا جب تک بیان نہ کر تو یہ جتنا ہی اوتی ہی بیان کر نہیں  
 غیر صالغۃ و اطراب و لا یحلف البتہ لانه ان کان کذباً یكون یسینہ غموسا و هو من الکبائر التي تنزل الیہا  
 بدوں مبالغہ اور تطویل کی کچھ مضائقہ نہیں اور قسم ہرگز نہ کھادی اسلئے کہ اگر جھوٹ ہی تو میں غموس ہوگی اور یہ قسم ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اچھا دیتی ہی  
 بلا قدر و ان کان صادقاً فقد جعل اسم اللہ تعالی عرضۃ لایمانہ و اساء فیہ لان الدنیا اختس من ان یقصد  
 اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ کی نام کو اپنی قسم کا نشانہ بنایا اور اس میں برکتی اسلئے کہ دنیا اتنی درجہ کی نہیں ہی کہ او کو بلا ضرورت  
 ترویجہا بدن کر اسم اللہ تعالی من غیر ضرورۃ حتی قال الفقہاء بکفره للتجران بدکر اسم اللہ تعالی او یصلی علی النبی صلی  
 اللہ کی نام ہی رفق دی جاوی یہاں تک کہ فقہاء کہتی ہیں تاجر کو مکروہ ہی کہ اپنا مال کہوتی ہوئی ترویج کی نیت سی اسم اللہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 اللہ علیہ وسلم عند فتمتاعہ علی قصد ترویجہ بان یقول اللهم صل علی محمد و آلہ و الثالث ہما  
 پڑا کری اسطور پر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 یجب الاحتراز عنہا ان یکتم شیئاً من عیوب السلعة بل یجب علیہ ان یظهر جمیع عیوبہا خفیہا و جلیہا لانه  
 یہ ہی کہ مال کا کوئی عیب چھپا رکھی بلکہ بائع پر واجب ہی کہ او کی تمام عیب ظاہر و باطن جسد پوری کیونکہ



إذا خفي شيء منها يكون فاشاً تاركاً للنصم الواجب فمن ظاهراً حسن فحسب الثوب أو عرضه في الموضع المظلم  
 اگر چه چپا ریکی کا تو خیانت پیشه نفع واجب کا تارک ہوگا پھر جس میں تہان کا اچھا پلہ دیکھا دیا یا اندھیری کی اندھ سانس کی کیا  
 أو عرضاً حسن فردی الخف أو النعل أو نحوها يكون فاشاً والغش حرام في البيوع والصنایع جميعاً فلا ينبغي للصانع  
 یا موزہ یا جوتی کی اچھی پوائی دیکھا دی تو یہ شخص خائن ہی اور تمام بیوع اور کاریگریوں میں خیانت کرنی حرام ہی سو گاریک کو بایق نہیں  
 ان يتهاون بعمله على وجه لو عاظه به غيره لا يرتضيه بل ينبغي له ان يحسن الصنعة ويحكمها ثم يثمن عيبرها  
 کہ اپنی کاری میں ایسی سستے کیا کری کہ اگر اوسکی ساتھ کوئی اور کری تو پسند نہ کری بلکہ یوں چاہی کہ کار خوب صورت اور مضبوط بنا یا کری پھر اوسکا عیب بیان کر دی  
 ان وقع فيها عيب فان قيل اذا وجب على التاجر ان يذکر عيوب متاعه كالايم له المعاملة فما الطريق فيها فاعلم ان  
 اگر اتفاقاً عیب ہو گیا ہو اور اگر کوئی یہ اعتراض کری کہ جب تاجر پر مال کا عیب بیان کرنا واجب ہو تو اود کا معاملہ کبھی پورا نہ ہووے گا پھر اسکا کونسا راہ ہی تو سمجھ لی  
 التاجر اذا شرط على نفسه ان لا يشتري للبيع الا الحيد وقع بر يمسير يبارك له فيه ولا يجتاز الى تلبیس فمن  
 کہ تاجر جب اپنی اوپر یہ شرط کر لی کہ بچنی کا کوئی سوار مال صید کی کبھی نہ لوں گا اور تھوڑی سی نفع پر قناعت کری تو اوس میں برکت ہووے گی دغا بازی کی کچھ حاجت نہیں ہی  
 تعو هذا لا يشتر معيياً فان وقع في يد نادراً من كعبه ويقنع بقيمته وانما يتعذر هذا على التجار لانهم  
 پھر جسکی ہر عادت پر چلتی ہی تو عیب دار مال نہیں لیتا پھر اگر اتفاقاً اوسکی ہاتھ آئی جاوی تو اوسکا عیب بیان کر دی اور اوسکی اصل قیمت پر قناعت کری اور تجارتوں پر لڑائی  
 لا يقنعون بر يمسير بل يطلبون مرجاً كثيراً ولا يحصل ذلك الا بتلبیس والتلبیس حرام فلا يجوز للتبايع ولا ليشتر  
 دشوار ہوتا ہی کہ تھوڑی سی نفع پر قناعت نہیں کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہیں اور بڑا فائدہ بدون دغا بازی کی نہیں ہوتا اور دغا بازی حرام ہی ہو جائی نہیں ہی نہ  
 ان يلبس احدهما الآخر لان من يفعل هذا يكون ظالم تاركاً للنصم على المسلمين وقد روى انه عليه السلام قال  
 کہ ایک دوسری فریب کیا کری اسلی کہ جو ایسا کرے گا وہ ظالم ہی اوسنی مسلمانوں کی غیر خواہی ترک کی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا  
 البيعان اذا صدقا ونصا بولسهما في بيعهما واذ كانا بركة من بيعتهما ومن لم يعرف الزيادة والنقصان  
 بائع اور مشتری دونوں کے سچے بولیں اور خیر خواہی کریں تو اود کی کوئی بیع میں برکت ہووے گی اور اگر جھوٹ بولیں اور عیب چھپالیں تو بیع کی برکت نکل جاوے گی اور جو شخص بڑبڑی  
 الا بالمكيال والميزان لا يصدق هذا الحديث ولا يعرف ان الدرهم الواحد قد يبارك فيه ويكون سبباً للسعادة  
 بدون پیمانہ اور ترازو کی نہیں جانتا تو اس حدیث کی تصدیق نہیں کرتا اور وہ یہ نہیں جانتا کہ ایک درہم میں کبھی ایسی برکت ہوتی ہی جس میں سعادت اور دنیا کی حاصل ہووے  
 في الدين والدنيا بان يصرفه فيما يحب عليه من امر دينه او دنياه وان الاكاف المانعة قد ينزع عنها البركة وتكون  
 اسطور کہ اوسکو اپنی واجبات دینی اور دنیوی میں صرف کر دی اور بیشک ہزاروں جمع کی ہوئی میں سی کبھی برکت نکل جاتی ہی وہ ہی اوسکو  
 سبباً لهلاكه في الدنيا والاخرة اما في الدنيا فكما يشاهد في هذا الزمان من تسلط الظلمة عليه واخذ فاه بالانواع  
 دین اور دنیا میں لی ڈوبتا ہی چنانچہ اس زمانہ میں دیکھتی ہیں کہ ظالم لوگ غالب ہو کر اوسکی تمام مال متاع طرح طرح کی خدا جہدی کر  
 العقوبات فاما في الاخرة فبان يصرفها في المحرمات والمنكرات لاسيما في الرشوة التي يكون بها كل واحد من الناس  
 جہیں لیتی ہی اور ہر آخرت میں سواس وضع سی کہ مال کو حرام اور ممنوعات میں خرچ کرتا ہی خاص کر رشوت میں جسکی باعث سی ہر ایک کی رشوت دینی والا  
 المرتشي والساعي بينهما طعننا بلعن رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن اراد ان يتيسر عليه النصم للمسلمين فلا بد له  
 اور رشوت لینی والا اور بیچکا رڈل ملون ہو جاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر لعنت پڑتی ہی اب جسکا یہ ارادہ ہووی کہ اوسکو نصیحت اہل اسلام کی  
 من امرين احدهما ان يعلم ويعتقل ان تلبیساً لا يزد في رزقه بل يحقه وينهب بركته فان ما يجمعه من  
 میس ہووی تو اود کو دو باتیں لازم ہیں ایک تو یہ سمجھی اور یقین کری کہ فریب اور کسری روزی نہیں پڑتی بلکہ تلف ہو جاتی ہی اور برکت جاتی ہی بیشک جتنا  
 متفرقات التلبیسات قد يملكه الله تعالى دفعة واحدة اما بالاعراق او بالاحراق او باخذ اللصوص والظلمة  
 طرح طرح کی فریب سی جمع کرتا ہی اوسکو بعض دفعہ تو اسے تعالیٰ ایک بار ہی تلف کر دیتا ہی یا بول کر یا جلا کر یا چور چرائی ہی یا ظالم

باید در این باب

باید در این باب

الكلية والثاني ان يعلم ويعتقد ان شرايم الاخرة خير من دهر الدنيا وان فوائدا موال الدنيا يتغير بالاضطراب

اور کا فلوگ چھین لیتی ہیں اور دوسری جگہ پہنچیں کر کا کہ آخرت کا فائدہ دنیا کی فائدہ سے بہتر ہے اور بیشک دنیا کی ہر حرکت میں جب زندگی ہو تو اس میں

العبر و تبقى مظالمها و انزلها فكيف يرضى العاقل ان يستبدل الذي هو ادنى بالذي هو خير والخير كله في

اور اوسکا دیان اور بوجہ سر پر نہ ہی تھی عاقل آدمی کب پسند کرتا ہی کہادنی چیز کو اعلیٰ چیز سی بدل بیوی اور خوبی سہ

سلامة الدين يسرنا الله سلامة الدين المجلس الحادي والسبعون في بيان امي تاجر يحشر

دین کی سلامتی میں ہی الہی حکمرانین کی سلامتی نصیب  
مجلس اس میں کہ لوگ سنا جائے گی امت کی دل کا جہر جو رو رہی تھا

اور کونسا صادق ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تاجر لوگ قیامت کی دن فاجر ہو کر اور بیشعور

الامن اتقى وبرّ وصدق هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبيد بن رفاعه والأصل في العجوة المبل

مگر جو کہ متقی ہی اور نیکو کار اور سچا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عبید بن رفاعہ اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اصل میں بخیر مل جا،

راستی اور میانہ روی سی ایسی جگہ سی جہوٹی کو فاجر کہتی ہین اور اسی اعتبار سی سودا گروں کو حدیث مشرفیت مین فجار نام کہا کیونکہ تجارت مین

غالب التذليل والتهاك على ترويج السلع بما تبس لهم من الأيمان الكاذبة ونحوها وهذا حكم عليهم في الحديث

عجب چہا لینا اور سیاب کی رواج دینی پر کہتے ہیں اکثر اونکی عادت ہوتی ہی جسطور ہوتی جہوں میں سمیٹتی یا ماند اوی اسی ہی حدیث میں آتی ہے میں حکم ہوا

مگر وہ تاجر جو جھوٹ سی بچتا رہے اور قسم میں پاک اور بات میں سچا رہے

فی حدیثه فانه لا یحشر معہ بل یحشر مع الابرار كما روى عن ابی سعید انه قال التاجر الصدوق الامین یحشر

سوالیسا تاجر جہوتون میں داخل نہیں ہووگا بلکہ ابراہیم کی سائنتہ اولیٰ کا چہنچہ ابوسعید خدری سی روایت ہی کہ پی علیہ السلام فی فرمایا سچا اور امانت دار تاجر

میں نے انہیں اور صدیقیوں کی ہمراہ ہو دیکھا اس سے معلوم ہوا کہ تاجر کو لازم ہے کہ اپنی معاملہ صداقت اور امانت سے کیا کری

ويجتنب الكذب والخيانة حتى يحشر مع الأبرار ولا يحشر مع الفجار بل الواجب عليه ان يراعى في تجارته

الحاظ رکھی اور ظلم اور بی راہی کی کچی اسلٹی کہ معاملہ بعضی دفعہ ایسی طور پر بہکت جاتا ہی کہ مفقہ اسکو درست اور منقذ بتاوی

لكنها تشتمل على ظلم يتعرض به المعامل لسطح الله تعالى اذ ليس كل شيء مقتضيا لفساد العقد والمراد من الظلم

فَكَامِلَتْهُ رِبْعَهُ الْفَرْقَ وَبِظِلِّهِ الْإِشْرَاقُ لَا تَنْتَهِي مِنْهُ أَحَدُ شَيْءٍ وَلَا تَنْصُرُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْإِحْلَاقِ

بیر کا نقصان ہو جاوے سو جس عمل میں بغیر کا نقصان ہوتا ہو وہ ہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی کہ جسمین کیسے کچھ نقصان نہ ہو وہی عدل جو ہو سکتا ہی کہ چند تونسی

عن عدة اصوار الاول تزويج الزيف من التقود فانه ظلم عام يتضرر به الناس لان من يزوج شيئا منها الى غيره

احترام کری اول کہوتی نقودلی برتاوسی بیشک یہ ظلم عام ہی اسین سبکا نقصان ہی اسکی کہ جو شخص کسی کہوتا اعداؤ کو دیکھتا

راستی اگر نہ کہہ گا تو وہ نقصان پاویگا اور اگر یہ کہے گا تو وہ اور کو دلوں کا اور کو دلوں کا اور سیطرہ

\_\_\_\_\_



لا یزال ترد فی ایدی الناس فی ضیق ویشیع فسادہ ویکون ویال لكل من حین ترویجہ الوقت انما عندہ  
لوگون کی باتوں میں بہر تار ہی گرا اور سب کا نقصان ہوتا رہیگا اور فتنہ چیلتا جاوی گا اور سیکار و مال جب ہی اسی رہتا ہوگی کتنی تک کا اسکی سر پر ہیک  
الیہ بمقتضی قولہ علیہ السلام من سن سبنة نسیئة فعل بها من بعد کان علیہ ونزہا ووزر من یعمل بها لا  
بدلیل اس حدیث کی جسنی عرقلہ بد نکالا پھر اوپر نوروں فی بعد اوکی عمل کیا تو دوسکا اور جو پیر عمل کرے گی سب کا بوجہ اس پر ہوگی  
ینقص من اوثر امرهم شیء ولہذا قال بعض السلف انفاق دہرهم واحد من الزیوف فاشد من سرقة مائة دہرهم  
اوکی گناہ ہی کچھ کم نہ کرے گی اسہی ہی بعضی متقدمین کا قول ہی کہ کہوٹی ایک دہم کا چلانا چوکی سو دہم کی چوکی ہی تر ہی  
من الجیاد لان سرقة المائة معصية واحدة منقضیة واما انفاق زیوف فہر معصية مستمرة یعمل بها الدائم  
اسنی کہ چورانا سو دہم کا ایک گناہ ہی کہ ہو چکا اور کہوٹی روپیہ کا گناہ جاری ہی عمل میں آتی جاتا ہی جب تک وہ کہوٹا  
فانما یزید فی ایدی الناس فیكون علیہ فی حیاته وبعد مماته اثم ما فسد ونقص من احوال الناس بسببہ  
روپیہ لوگون کی گناہ میں بہر تار ہوتا ہی سو اوکی زندگی بہر اور بعد موت کی گناہ باقی رہی گا جس قدر لوگون کا مال اوکی سبب ہی خراب اور تلف ہو گیا  
الی اخریاء ذلک الزیوف انما ضارہ فطری لمن یوت ویوت معہ ذنوبہ وویل لمن یوت ویبقی بعدہ ذنوبہ  
جب تک کہوٹا روپیہ لکھ کر فنا ہو جاوی سو زدہ ہی اوکو جو مر جاوی اور اوکی تمام گناہ ہو چکین اور افسوس ہی اوکی ہی جو مر جاوی اور بعد اوکی گناہ قیام بہرین  
وقد قيل انفاق الدہر الردي علی من یعمل ما کبر ذنباً من انفاقہ علی من لا یعملہ لان الاول صمد والثانی  
اور کوئی کہتا ہی کہ جان کار کہوٹی روپیہ کا ردینا بڑا گناہ ہی ان جان کو دینی سی اسنی کہ وہ مال تو مستحق ہی اور دوسرا خطا دل ہی لیکن خطا یعنی آن جان ہی کا گناہ بندگی حق میں  
فخطی لکن الخطاء فی حق العباد غیر موضع فعلی هذا یجب علی التاجر ان یعلم احوال النقود لیمیز الزیوف من غیرہ  
معتبر نہیں ہوتا اسکی موافق تا جہ واجب ہی کہ روپیہ کا پرکھنا ہی سیکھی تاکہ کہوٹا کھرا پہچان لیا کری  
لا یستقصی لنفسہ بل لثانیہ الی غیرہ بعد علمہ فیکون انما التقصیر فی تعلم ما یلزمہ فی معاملتہ ذلک  
اس نسبت سی ہیں کہ اپنا حق پورا کیا کری بلکہ اس نیت ہی کہ انجان ہی بیکر کو ندی بیٹی پر گنہگار ہوگا اسنی کہ معاملات کی لوازم سی سیکھنی میں جو قصور کیا کیونکہ ہر  
عمل علم یجب تحصیلہ لمن یمشی کید لا یقع فی الاثر وھذا کان السلف یعملون احوال النقود نظر الی ہر ما لا دنیاہم  
کار مار کی ہی علم ہوتا ہی کہ اوں کو روالی کو اسکا سیکھنا واجب ہوتا ہی تاکہ گناہ میں نہ پہنچاوی اور سہی واسطی متقدمین نقد کا پرکھنا واسطی لحاظ دین کی سیکھا کرتی تھی دنیا کی  
فان من یقع فی ذبہ شیء من الزیوف ینبغی لہ ان یجتہد فی اعدامہ وافنائہ ومحو اثرہ ولا یسعی فی ترویجہ لانہ  
بیشک جسکی ہتھکوی کہوٹا روپیہ بیسایا جاوی تو اوکو لایق ہی کہ اوکی کہوٹی اور فنا کرنی میں اور اوکا نشان نشان مثالی میں کوشش کری اوکی چلائی میں سعی نہ کری کہ  
ان مروجہ الی من لا یعرفہ یكون انما لا یصلہ الیہ الضرر وان مروجہ الی من یعرفہ یكون انما لا یصلہ لان من  
اگر انجان کو دید یا تو اسنی گنہگار ہوگا کہ اوکی نقصان کیا اور اگر جان کار کی حوالہ کیا تو تو ہی گنہگار ہوگا اسنی  
یاخذہ لا یاخذہ غالباً الی روجہ الی غیرہ اذ لو لم یکن قصده ذلک لکان لا یرغب فی اخذہ اصلاً فیکون  
کہ یعنی والا اکثر اسہی ہی بیلیتا ہی کہ اور کو دیدی کیونکہ اگر اوکی ایسی نیت نہوتی تو ہرگز ہی نہ لیتا تو ابہ اسنی  
تسلیمہ الیہ تسلیط الہ علی الفساد واعانة لہ علی الشر ومشاركة معہ فی الاثر واما من یاخذہ لیکون من اللذین  
بہوٹا روپیہ دیکر اوکو فساد پر قایم کیا اور بدی پر امداد کی اور گناہ میں شریک ہوا اور ہر وہ شخص جو اسو واسطی لیتا ہی کہ اوں زمرہ میں  
دعاهم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول رحمہ اللہ امر السہل البیع سہل الشراء سہل القضاء سہل الاقتضاء فلا  
داخل ہووی جسکی حقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعا خیر قرمانی ہی اسو شیت میں رحم کری اسد اوں شخص پر جو آسانی سی پہنچی آسانی ہی خریدی آسانی ہی واکری آسانی  
لہ ان یاخذہ علی قصد اعدامہ وافنائہ ومحو اثرہ لا علی قصد ترویجہ فی معاملتہ اذ لو کان قصده کذلک  
او کو ضروری کہ اس نیت سی لیوی کہ اوکو کوئی اور فنا کردی اور نشان نشان مٹاوی سہ نیت سی کہ اوکو معاملات میں جاری کری اگر اوکی ہر نیت ہی

بی تاخیر

واسطی

اسنی

يكون دخلا في شرب روحه الشيطان اليه في معرض الخوف من الدرام وكن في حصة  
 توده اوس براني مين داخل هي جكو شيطان في خوب صورت بنا کرد کما باي او کوهي ۵۵ هم اور چينارسي ده مراد هي جولين نه چنه چانه يها هم  
 ولا ذهب اصلا بل هو طومر واما فيه فضة وذهب فالعبرة فيه للغالب ان كان الغالب على الدرهم  
 اور نه سونا بلکه صحت طبع هو اور جسين چاندي اور سونا توتا و اوسين اکثر کا اعتبار هي اگر در هم مين چاندي زياده هو ي  
 الفضة فهي فضة وان كان الغالب على الدنانير الذهب فهي ذهب لان النقص لا يتخلو عن قليل غش  
 توده چاندي هي اور دينار مين اگر سونا زياده هو ي توده سونا ي  
 اما خلقة كما في الردى من الفضة والذهب او علة بسبب انها تنقشت ولا تطيع بدون الغش وانما  
 يا اصل هو ي هي جسي زسي چاندي اور کم در کاسونا يا عادت کی موافق اس سبب کی که او جکو کو مقي مين او بدون هو ي کی گرا نهين چاتا  
 تطيع بخلاف الغش فاعلى هذا يعتبر الغالب لان المفلوب في مقابلة الغالب كالمعروض فاذا كان الغالب  
 اگر اچب هي چاتا هي که اوسين تا کما ي اس حال کی موافق اکثر کا اعتبار هو تاي کيو که غالب کی ساني مغلوب کی کچه ستي نهين هو ي بس تو اگر در هم مين چاندي  
 على الدرهم الفضة وعلى الدنانير الذهب فهي في حكم الفضة والذهب لان كان الغالب عليها الغش فان كانت  
 غالب هو اور دنانير مين سونا بهر وه دونو چاندي اور سوني مين داخل مين اور اگر ادي اندر ميل رهي هو تو بهر اگر اديکا  
 نقد البلد فما دام راجها باقيا فهما ثن لا يتعلق العقد بعينه بل انما يتعلق بجنسها وان ارتفع راجها  
 چلن جاري هي توجب تک او نکا چلن باقی رهي کات تک وه ثن يعني نقد مين عقد او تکي تعيين سي متعلق نهين هو تا بلکه اوس که کی در هم اور دنانير سي متعلق هو کاه وه ياور  
 فهما سلعة اي ان العقد بعينه ان علم المتعاقدان حالها وعلم كل واحد منهما ان صاحبه يعلم حالها وان لم يعلم  
 تو بهر وه رنمت اور چيز نسبت مين داخل مين عقد مين تعيين هو جائز يکي اگر او کما حال بايع اور مشتري کو معلوم هو اور دونو بهر هي چانتي هو ي که هر اديکيان در هم دنانير که  
 اوله يعلم احدهما او علمان لکن لم يعلم كل واحد منهما ان صاحبه يعلم فالعقد لا يتعلق بهما بل انما يتعلق بالراج  
 دونو کو معلوم نهين يا اديکي کو معلوم نهين يا دونو کو معلوم نهين بهر نهين که وه دوسر هي چانتي هو تو عقد البسي در هم و دنانير سي علاقه نهين که تا بلکه چين بازار سي  
 في بلد وان لم يرتفع راجها بالكلية بل كانتا بحيث يقبلها البعض دون البعض فهما كالزيف لا يتعلق العقد  
 علاقه کي کتا هي اور اگر او کما راجه چلن بهر نهين گيا بلکه ايساي کوي تو بستي سي اور کوي نهين ليتا تو ب وه در هم و دنانير کهو ثون مين داخل مين عقد مين  
 بعينه ما بل انما يتعلق بجنسها من الزيف ان كان البايع يعلم حالها الثبوت الرضي منه بجنس الزيف وان كان  
 متعين نهين هو ي کی بلکه عقد مين اوس که کی کهو ي در هم اور دنانير ريني هو ي کی اگر بايع کو کما حال معلوم نهين کيو که بايع اوس که کی کهو ثون پراضي هو چکاي اور اگر  
 البايع لا يعلم حالها لا يتعلق العقد بالجنسها من الجيد بعد مثبت الرضي منه بجنس الزيف والثاني هما  
 بايع کو اديکي حال سي اطلاع نهين هي تو بهر عقد مين اوس که کی کهري ديني هو ي کيو که بايع کی رضا اوس هم کی کهو ثون پرا ثبت نهين هي اور دوسر امر جس سي  
 يجب الاحتراز عنه مدر السلعة فان من يصفها باليس فيها ولم يقبل قوله فهو كذب وان قبل قوله فهو  
 احتراز كذا وجب هي اسباب کی تعريف کني بيک جو شخص سباب کی ايسي تعريف کري جو دمين موجود نهين هي اور وه مان هي نهين ليا توده صرف جهو ي اور اگر او کما  
 مع كونه كذا بتليس وظلم وان وصفها بما فيها فان كان المشتري يعلم به فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه ويجاز  
 که مان ليا توده جهو کاهو ي اور دنا بازی اور ظلم هي اور اگر ايسي تعريف کی جو دمين هي يعني سجي بهر اگر مشتري کو وه معلوم هي تو مفت کی بک مور ي فانه کلام هي اس بهر محاسبه  
 عليه انه ما من كلمة تصدر عن الانسان الا يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب  
 کيو که جوات انسان کی زباني نطق هي سو هي محاسبه طلب هي برليل اس آيت کی نهين بو تا اديکي بات جو نهين اوس پاس ايک راه ديکتا  
 عتيد وان كان المشتري لا يعلم ما فيها فلا باس بذكر القدر الموجود فيها من غير مبالغة وافرط ويكون  
 سيار اور اگر مشتري کو معلوم نهين هي تو وسکا وه مبالغة نهين هي که جته بات اوسين واقعي هو بي مبالغة بي کم وکاست کهري اس نيت سي

اور اگر او کما حال بايع اور مشتري  
 کما معلوم



قصدہ منہ ان یعرفہ اخو المسلمین ویرغبہ ویحصل مقصودہ ولا یخلف البتۃ لانہ ان کان کاذباً یكون  
کہ اپنی بیانی مسلمان کو جتنا کر غیب دی کہ اس کا مقصود حاصل ہو جاوی اور قسم ہرگز نہ کہاوی کیونکہ اگر جھوٹی ہی

یمینہ غمی ساء وہی من الکبائر التي تذمر الدیاسر بلا قدر وان کان صادقاً فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لایمانہ  
تو یہ سب غمیں ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کے اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ تعالیٰ کی نام کو اپنی قسموں کا نشانہ بنایا

واساء فیہ لان الدنیا افسس من ان یقصد ترویجہا بد کر اسم الله تعالى من غیر ضرورۃ حتی قال الفقہاء بکفرہ  
اور ہر کیا کہیو کہ دنیا کا اتنا درجہ کہاں ہی ہو ضرورت خدا کا نام لیکر اس کو روتق دیجی یہاں تک کہ فقہاء کہتی ہیں تاجر کو

للتاجر ان ینکر الله تعالى ویصلی علی النبی علیہ السلام عند فتح متاعہ علی قصد ترویجہ بان یقول اللهم  
مکروہ ہی کہ سبب کہوتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ کہ کری یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑا کری اس طور کہ کہا کری اللهم

صل علی محمد ما احبہ هذا والثالث مما یجب الاحترار عنہ کتم عیوب السلعة فان من یکتم شیئاً منها یكون  
صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز واجب ہی مال کا عیب چھپا لینا بیشک جو شخص کوئی عیب چھپا لیتا ہی تو وہ

ظالماتارک النصح الواجب ترکباللغش الحرام فالواجب علیہ ان یظهر جمیع عیوبہا خفیہا وعلیہا وهذا امر  
ظالم اور خیر خواہی کا تارک اجو اس پر واجب ہی اور اختیار کر نیوالا و خا طرام کا ہوتا ہی پس تاجر پر واجب ہی کہ مسج کی تمام عیوب ظاہر و باطن بیان کر دیا کری اور یہ بات

یشق علی اکثر الخلق من لا یقدم علیہ قلبی تزل التجارۃ اولیوطن نفسه علی عذاب الناس والرابع مما یجب الاحترار  
اکثر لوگوں پر دشوار گذرتی ہی ہر جس سی یہ بات نہ ہو سکی تو اس کو لازم ہی کہ تجارت موقوف کری یا اپنی جان کی واسطی دوزخ میں ٹھکانا بناوی اور جو تہا امر جس سی احتراز کرنا

عنہ الخیانتۃ فان من یخون لا یخلو اما ان ینکون خیانتہ فی المقدار او فی السعر او فی المراجۃ والتولیۃ فاما  
واجب ہی خیانت کوئی بیشک جو شخص خیانت کرتا ہی تو اسی خیالی نہیں کہ بالو مقدار میں خیانت کرتا ہی یا بھاد میں یا نفع یعنی میں یا از کی از بھتی میں بہم

من ینکون خیانتہ فی المقدار فهو یدخل تحت قوله تعالى وبل للظالمین الذین اذا اکتالوا علی الناس استوفوا  
جو شخص مقدار میں خیانت کرتا ہی تو وہ اس آیت کی مضمون میں داخل ہی خرابی ہی کہتا نیو لون کی وہ کہ جب مانپ لین لوگوں سی پورا بہر لین

واذا کالوهم او وزنوهم یحسروا ولا یخو من هذا الا من یزید اذا اعطی ینقص اذا اخذ لان العدل الحقیر  
اور جب دین او کو یا تول دین تو کہتا کر دین اور اس ویاں سی وہ ہی بچتا ہی جو دین میں کچھ زیادہ دیدی اور لینی میں کچھ کم لیلی اسلی کہ حقیقی عدل تو

قلما یتصور فان من ینتقصی فی اخذ حقہ بکمالہ یوشک ان یتجاوزہ ولکن لک کان النبی علیہ السلام اذا  
بہشتی کم خیال میں آتا ہی بیشک جو کوئی اپنا حق پورا پورا لیا جا ہی تو کیا بعید ہی کہ حد سی بڑہ جاوی اور اسی واسطی نبی علیہ السلام جب

اشتری شیئاً یقول للذی یزن الثمن وزن واسرجم وکان بعض السلف یقول لا تشتزی الویل بحبۃ وکان اذا اخذ  
کوئی شی مول لیتی تو ثمن دینی والی سی فرما دیتی کہ ثمن تول دی اور کچھ زیادہ دی اور بعضی متقدمین قول ہی ہم بعض ایک دانہ کی دوزخ نہیں خرید تی اور ان کا بہر حال تہا

نقص حبۃ واذا اعطی زاد حبۃ وکان یقول ویل لمن یبیع بحبۃ جنة عرضها السموات والارض واما من ینکون  
کہ جب لیتی تو کچھ کم لیتی اور جب دیتی تو کچھ بڑا دیتی اور یہ کہتی افسوس اسکی حق میں جو دانہ کی بدلہ ایسا جنت بیڈالی جسکا پہلا و آسمان اور زمین ہی اور جو شخص

خیانتہ فی السعر فهو من الظالمین التاسرکین للنصح الواجب اذ لیس لاحد ان یلبس علی البایع او المشتزی سعر الوقت  
یہاؤ میں خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو اس پر واجب ہی ترک کی کیونکہ کسیکو جائز نہیں ہی کہ بایع یا مشتری پر بہاؤ او موقت کار لا دیتی

وینتہض الفرصۃ ویخفی من البایع خلاء السعر من المشتزی الخطا طہ فان من یفعل ذلک ینکون من الذین لا یحب  
اور فرصت کو غنیمت سمجھی بایع سی تو گرانی بہاؤ کی چھپالی اور مشتری سی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگوں میں داخل ہی کہ نہیں پسند کرتا

احدہم لاخیه المسلم ما یحب لنفسہ وقد روی انہ علیہ السلام قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب  
اپنی بہائی مسلم کی واسطی جو اپنی پسند کرتا ہی اور دوسرا یہ کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سی جیتک نہ پسند کری اپنی بہائی کی





على شرط السقوط في صدر الشراء الثاني شبهة حصول الربح به والتأكيد حكم الايجاب ففي المسئلة الاولى يصير  
اور تاجر بخراب دو باره خريدی مین چيز چيزه هوتا ای که اس خريدی کی سبب سی نفع

كانه اشترى ثوبا بعشرة دراهم بعشرين فيقابل العشرة بالعشرة فيبقى الثوب بعشرة ولا يبيع صراحة  
گو یا اس فی ایک تھان اور دس روپے بیس روپے کوئی پھر دس روپے تو دس روپے کی برابر ہوگی اور تھان دس میں پر گیا سوا کو بطور مراجه

او تولية الا على عشرة وفي المسئلة الثانية يصير كانه اشترى ثوبا وعشرين دراهم بعشرين فيقابل العشرة  
اور تولیہ کی بھی تو دس روپے ہی پر بھی اور دوسری صورت کا انجام یوں ہی کہ گو یا ایک تھان اور بیس روپے بیس روپے کوئی پھر بیس روپے تو بیس روپے کی برابر ہوگی

بالعشرين فيبقى الثوب عجانا فلا يبيع به مراجه ولا تولية احترارا عن شبهة الخيانة لانها حقيقة فيها  
اور وہ تھان مفت پر گیا سو راجحہ اور تولیہ سی نہ بھی تاکہ شبه خیانت کا نہ ہی کیونکہ راجحہ اور تولیہ میں خیانت کا شبہ ہی

احتياطا وهذا لو كان لرجل على اخر عشرة دراهم فصالحه منها على ثوب لا يبيع ذلك الثوب مراجه ولا تولية  
احتیاطا بخریدین خیانت کی ہوتا ہی اسی کی اگر کسی دوسری پر دس روپے قرض آتی ہوں قرض دانی اس سے ایک تھان پر صلح کر لی تو اس تھان کو بطور مراجه اور تولیہ کی

على عشرة لان مبنى الصلح على الخط والاسقاط بخلاف ما اذا تخلل ثالث لان التأكيد يحصل بغيره ومن اشترى  
دس روپے پر نہ بھی اصولی کہ بنیاد صلح کی کی اور معافی پر ہوتی ہی برخلاف اس صورت کی کہ تیسرا شخص بیچیں آجادی اسی ہی کہ اب تقریر غیر سی حاصل ہوا ہی اور جس

اشياء صفقة واحدة بمن واحد ليس له ان يبيع بعضها مراجه على حصتها من الثمن لان ذلك لا يكون  
کئی چیزیں مجتمہ تکب عقد میں سبک ایک شخص ہر کر مول لین تو اس کو جائز نہیں ہی کہ اوغین سی بعض کو بطور مراجه کی ثمن میں کا حصہ ہر کر بھی کہ حصہ ثمن میں سی

الا باعتبار القيمة ونقصها لا يخلو عن شبهة الغلط ومن اشترى جارية سليمة فاعورت بافنة سماوية او طيما  
شرا نا بدون اعتبار قیمت کی نہیں ہوگا اور تقسیم کر نہیں غلطی کا سبب باقی رہتا ہی اور اگر کسی ایک لونڈی اجبی بیچی خریدی ہر آفت سلامی یعنی فی اختیار سی کافی ہوگی یا کسی

وهي ثبته ولم ينقصها الوطى يجوز له ان يبيعها مراجه او تولية لكن يجب عليه بيان عيبها ولا يجب عليه بيان  
پھر وہ ثبہ یعنی شرا ہر سیدہ ہی صحبت فی او کو کچھ نہ بگاڑا تو اس کو جائز ہی کہ لونڈی کو بطور مراجه یا تولیہ کی بیچے لیکن اس سیرا تا وجہ ہی کہ عیب بیان کر دیا اور یہ واجب نہیں ہی

حدوث العيب عنده والى مسئلة المشتري ولا بيان وطئه اذ لم يحتبس عنده شيء يقابل الثمن لان الاوصاف  
کہ کسی عیب میری پاس پیدا ہوا ہی جینک خریدار نہ پوچھی اور نہ صحبت کا بیان کرنا واجب ہی اس ہی کہ اسی کوئی ایسی شئی نہیں رکھے لی جو ثمن کی مقابلہ ہو کہ وہ اوصاف کی

لا يقابلها شيء من الثمن وكذا منافع البضعة اذ لم ينقصها الوطى لا يقابلها شيء من الثمن وأما اذا فاقا المشتري  
مقابلہ میں ثمن کچھ نہیں ہوتا اور ایسی ہی بعض کی منافع اگر او کو و طی سی کچھ نقصان نہ آیا ہو تو ثمن ان کی مقابلہ میں کچھ نہیں ہوتا ان اگر خود مشتری ہی فی

عينها او فاقها اجنوا واخذ المشتري انشها او وطئها المشتري وهي بكر فلا يبيعها الا بالبيان لانه حبس بعض البع  
ایکی نگہ پڑی یا کوئی شخص اس کی نگہ پڑی اور مشتری دیت بیہوی یا مشتری دس سی صحبت کر کا اور وہ بارہ ہی تو اس کو بدولت بیان کی بھی کیونکہ اب بیچ میں سی گو یا کچھ حق

لكون ما فات منه كالمسلم له معنى باخذ بدله اذا جنى غيره وكن اذا جنى نفسه اذ لو لم يكن ملكه لكان  
لی کہای اسنی کہ جو آئین سی خراب ہوا ہی وہ گو یا اسکی پاس ہی عوض یعنی سی اگر خطا غیر کی ہو اور ایسی ہی اگر آپ بذات خود خیانت کی ہو اسو طی کہ اگر لونڈی اسکی دیک نہوتی

مضمونا عليه فصار سقوط الضمان عنه كاخذ البديل فلا يمكنه بيع الباقي مراجه او تولية بكل الثمن بلا  
تو بیشک ضمان اسکی ذمہ پڑتا ہی اس تواب ضمان کا ذمہ پر نہ آتا بمل عوض یعنی کی ہی سوا اس کو بطور مراجه تولیہ کی پوری اصلی ثمن سی باقی کا بیچنا بدولت بیان کی روا

بيان لان الاوصاف اذا صارت مقصودة بالاتلاف يصير لها حصة من الثمن وكذا العذرة يصير لها  
بیان ہی اسکی کہ جب اوصاف تفکر فی سی مقصود ہو جاتی ہیں تو ان کی مقابلہ میں حصہ رسد ثمن ہو کر تا ہی اور ایسی ہی بکارت کی مقابلہ حصہ ثمن کا

حصة من الثمن لكونها جزء من العين وقد حبسها فلا بد من البيان ومن اشترى ثوبا فاصاب قرض فارة  
ہوتا ہی کیونکہ بکارت اصل کا جزء ہوتا ہی سوا اس کو اسنی روک رکھا تو اب بیان کرنا ضرور چاہی اور جرنی تھان خریدیا ہر اس کو چو ہی فی کتر دیا

او حرق نار يجوز له ان يبيعها بغير ايجار وتولية بلا بيان تجر ثمة الغريب حنذا اذ قال ان لا يبيع ما يملكه  
 يابحجه بل كيا توادسكا جينا بطور مراحجه في توليه في غير حنوا جانزي  
 لا يقابلها شيء من الثمن وان تكسر ينشر ويطيه لا يجوز له ان يبيعها بغير ايجار وتولية بلا بيان لانه صا  
 من اكل مقادير من ثمن كجهه نين هوتا او كسبيلا في اور شته كرتي ينگليا تواس جازينين كبطور ايجار توليه في بلا اقليم يچ طلال اسدي كوصف تلف كرتي  
 مقصود بالانلاف ومن اشترى داما ودابة واصان من غلتها شيئا يبيع له ان يبيعها بغير ايجار وتولية بلا  
 سي مقصود هو كيا اور جس في كوتى كيم يا جانور جو پايه ضريرا اور اوكي كرايه سي كجهه نفع پيدا كيا توادسكو جازين ي كرونو كوطور مراحجه يا توليه كرتي  
 بيان لان الغلة ليست متولدة من العين بل هي استيفاء منفعة واستيفاء المنفعة لا يتم ببيع المراجعة والتمس  
 انطها بچ طلال اسدي كرايه اصل من سي نين پيدا هوتا بلكه كرايه منفعت كاپور كرتاي اور منفعت كاپور كرايه ببيع مراحجه يا توليه سي منع نين كرتا  
 بخلاف مالواشترى شاة واصاب من لبنها ووصفها فانه اذا باعها مراحجه او تولية يطرح من رأس المال قدر  
 برخلاف اوس صورت كك اگر كركي مول يني اور اوكا دوده پوي اور اون كرتي توليه شخص اگر كركي كوطور مراحجه يا توليه كرتي تو اصل قيب من سي جتنا  
 ما اصاب منها ولو اشترى جارية او شاة او خيلا فوالت الجارية او الشاة او اشترى النخيل ببيع الاصل مع الزيادة  
 فانه ليا به كركي اور اگر كوند ي مول ي يا كركي يا ميوه دار درخت پهر لو شدي جن ي يا كركي بياي ي درخت پهل لا يا توليه بل كوسع افزايش يعني توليه  
 مراحجه او تولية ولو استهلك الزيادة لا يبيع الاصل مراحجه او تولية حتى يبين ما استهلك منها ولو اشترى  
 بطور مراحجه يا توليه كرتي بچي اور كروه افزايش يعني بچي اور پهل تلف هو جوي تو اصل كوطور مراحجه يا توليه كرتي بچي جتلك بولن كركي حنقا ووسين سي نف هوي اور اگر كرتي  
 بثمان ثم زاد في الثمن او حط الهايع عنه او زاد في المبيع يلتحق كل من الزيادة والحط باصل العقد ويظهر حكم الاتح  
 ثمن معين كركي مول ي پهر ثمن پهر مشترى في كجهه بڑا ديا توليه تمام كهي بڑي اصل عقد من مجاوي كرتي اور حكم اس كرتي ياد كرتي كامر ايجار اور توليه من جاك ظاهر هوگا  
 في المراجعة والتولية حتى اذا اراد ان يبيع ذلك الشيء مراحجه او تولية لا يبيعه الا بما بقي من الثمن بعد الحط في صو  
 رة بجان نك كراوس شي كك بطور مراحجه يا توليه كرتي بچا چا چي كرتي ك صورت من اوس ثمن پهر بچي حوكم كرتي ك بعد باقي رها  
 الحط او بما زاد على اصل الثمن او على اصل المبيع في صورة الزيادة ومن اشترى متاعا بالفدر هم نسخته وباعه بربح  
 اور بربحي ك صورت اوس ثمن پهر جو اصل ثمن پهر يا اصل مبيع پهر بعد بڑا كرتي هو كيا ي اور جس شخص في كجهه مال هزار روپيه كود اور ارامول ليا اور اوسكو سور وپه نفع  
 صائة ولم يبين المشتري ذلك فعليه المشتري فهو مخير ان شاء رده وان شاء قبله بالفروائة لان للاجل ثمنها للمبيع  
 كياره سوكو بچل اور مشتر سي حال اور ارامول كيا بيان كيا پهر مشترى كود معلوم هو كيا تو مشترى كاختيار ي چا ي ده مال بڑا دي اور چا ي كياره سوكو كرتي اسلو كرتي  
 ان يزاد في الثمن لاجل الاجل والشبهة في هذا الباب صلحقة بالحقيقة فصا كانه اشترى شيئين وباع احدهما  
 مدت كسبسي ثمن بڑه جاي كرتاي اور شبهه خيانت كا اس باب يعني مراحجه من بعينه خيانت هوتي ي تو انجام ييه هو كاه كيا اس في دو چيزي مول ليا اور ايك چيزي  
 بثمان مراحجه والمراجعة توجب الاحتراز عن مثل هذه الخيانة ليسرنا الله تعالى الاحتراز عن جميع الشبهات والخيانة  
 كل ثمن كوطور مراحجه كرتي بچي اور مراحجه من البسي اي خيانت سي احتراز واجب ي اتي تمام شبهات او خيانات سي احتراز كرتي بمسيرة اسال كرتي

بچي كرتي اور اگر كوند ي مول ي يا كركي يا ميوه دار درخت پهر لو شدي جن ي يا كركي بياي ي درخت پهل لا يا توليه بل كوسع افزايش يعني توليه

بچي كرتي اور اگر كوند ي مول ي يا كركي يا ميوه دار درخت پهر لو شدي جن ي يا كركي بياي ي درخت پهل لا يا توليه بل كوسع افزايش يعني توليه

المجلس الثاني والسبعون في تحريض التاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله

بهتروين مجلس تاجر كور خبت دلا في من او پرا اختيار كرتي صدق اور امانت كرتي تمام اقوال اور افعال من  
 وافعاله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التاجر الصدوق الامين مع النبيين والصدوقين والشهداء وهذا  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم في قرمايا بڑا سجا اور امانت دار تاجر نبين اور صدقون اور شهدا وركي پهر ايجار  
 الحديث من حسان المصابير رواه ابو سعيد وفيه تحريض للتاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله  
 حديث مصابيح كرتي حسن حديثون من ي ابو سعيد كرتي روايت د د راسين تاجر كور خبت دلا في ي سچ اور امانت اختيار كرتي پهر تمام اقوال



والفعل لا سيما في بيعه وشرائه كما هو مقتضى صيغة المبالغة في الصدوق والامانة فان سرب الامر بائع مسبب  
 اور افعال میں خاص کر بیع اور شراء میں جیسی کہ مطلب مبالغہ کی صیغہ کا ہی لفظ صدوق اور امین میں بیشک پور و گام عالم اور سبب  
 الاسباب جعل الآخرة دار الثواب والعقاب وجعل الدنيا دار التثمر والاكتساب لكن ليس التثمر في الدنيا مقصودا  
 الاسباب فی آخرت کو ثواب اور عذاب کا کہر بنا یا ہی اور دنیا کو محنت کشی اور تحصیل کا کہر مقرر کیا لیکن دنیا میں صرف آخرت کی ہی محنت کشی  
 علی الآخرة بدون للعيش قبل المعيشة ذریعۃ الی الآخرة مالم يتاد تب التثمر فی  
 بدون معیشت کی نہیں ہی بلکہ معیشت آخرت کا وسیلہ ہی اور معیشت آخرت کا وسیلہ نہیں ہو سکتی جب تک دنیا کا طالب طریقہ شرعی  
 طلبها اباد الشریع فان الشریع اعتد فی طلبها ارکانا وشرطا یجب علیہ رعایتها عند مباشرته فی طلبها حتی یكون  
 اختیار نہ کری کیونکہ شرع فی دنیا کی طلب کیواسطی ارکان اور شرطیں ہیں جو دنیا کی طلب کری تو ان کی رعایت واجب ہوتی ہی تاکہ  
 کسبہ صحیحاً خالیاً عن البطالة والفساد خالصاً عن شایبة الحرمة والكراهة اذ لو ترك رعایتها لایكون کسبہ  
 ہوئی کسی درست بطول اور فساد ہی خالی اور حرمت اور کراہت کی ملوثی ہی صاف ہو کیونکہ اگر ان قواعد شرعی کی رعایت نہ کریگا تو اسکی کسبہ  
 صحیحاً بل باطل و تاسرۃ یكون فاسداً فلا یكون خالیاً عن الحرمة والكراهة فعلى هذا لا بد له من معرفة  
 درست نہ ہوگی بلکہ بعضی دفعہ باطل اور بعضی دفعہ فاسد ہوگی پھر حرمت اور کراہت سی گہی پاک نہ ہوگی اس بیان کی موافق اسکو بیع اور شراء  
 البیع والشراء وکیفیه انعقادھا حتی یتمیز عند الباطل من الفاسد والفساد من الصحیح ویختص من الحرمة والكراهة  
 اور کیفیت انعقاد کی معرفت پیدا کرنی ضرور چاہی تاکہ باطل کو فاسد سی اور فاسد کو صحیح سی الگ الگ کر سکی اور حرمت اور کراہت سی بیج جاوی  
 ویتمیز للصدق والامانة فیما فالبیع مبادلة المال بالمال ینعقد بالایجاب والقبول والمراد بالایجاب الکلام الضام  
 اور بیع پور شرار میں صدق اور امانت سبب ہو سکی تو اب بیع بدلہ مال کا مال سی ہی اور ایجاب اور قبول سی پوری ہوتی ہی اور مراد ایجاب سی کلام اول کی ہی  
 من احد العاقدین اقل بائعاً کان او مشترياً والمراد بالقبول الکلام الصادر من الآخر ثانياً بائعاً کان او مشترياً  
 جو دونوں میں کسی ایک سی صادر ہو بائع ہو یا مشتری اور قبول سی مراد کلام دوسری کی ہی جو دوسری سی صادر ہو بائع ہو یا مشتری  
 واما ینعقد بها اذا کانا بلفظ الماضي مثل ان یقول البایع للمشتري بعثت منك هذا یکن فیقول المشتري اشتريت  
 اور بیع ایجاب اور قبول سی جب کہتی ہی کہ وہ دونوں صنفی لفظ ہوں جیسی بائع مشتری سی ہی کہ یہ مال میں تیری ہانتی کو بیچ چکا پھر مشتری کہی میں لی چکا  
 او یقول المشتري للبایع اشتريت منك هذا یکن فیقول البایع بعثت لان البیع انشاء تصرف شرعی والانشاء اثبات صا  
 یا پہلی مشتری بائع سی کہی میں تجھسی یہ چیز اتنی کو مول لی چکا پھر بائع کہی میں بیچ چکا اس لی کہ بیع انشاء یعنی مینا تصرف شرعی ہوتا ہی اور انشاء میں قائم کرنا  
 لم یکن ثابتاً وهو لا یعرف بالشرع لان واضع اللغة لم یضع له لفظاً خاصاً والشرع قد استعمل فی اللفظ الموضوع  
 معدوم کا ہوتا ہی اسکا علم بدون شرع کی نہیں ہوتا واسطی کہ لغت بنا نیوالی فی اسکی لی کوئی خاص لفظ نہیں وضع کیا اور شرع فی اسمین ایسا لفظ  
 لاخبار المستعمل فی الماضي الذی یدل علی الوجود حتی یدل علی ان هذا التصرف ھما یزاد وجودہ فینعقد به البیع و  
 جو ماضی میں خبر کی واسطی مستعمل ہوتا ہی احتمال کیا ہی جس میں وجود پر دلالت ہوتی ہی تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ ہی تصرف مقصودی پھر اس سی بیع منعقد ہوتا ہی  
 لا ینعقد بلفظین احدهما امر بل لابد فیہ من ثلثة الفاظ کما اذا قال المشتري للبایع بع مني هذا یکن فیقول البایع  
 اور ایسی لفظوں سی منعقد نہیں ہوتی جو ایک لم ہو بلکہ اسمین تین لفظوں کی ضرورت پڑتی ہی جیسی اگر مشتری بائع سی کہی میں یہ مال میری ہانتی کو بیچ دی اور بائع کہی  
 بعثت فما لم یقل المشتري ثانياً انشاء بیت لا ینعقد البیع وکذا اذا قال البایع للمشتري اشتريت مني هذا یکن فیقول المشتري  
 مین بیچا پھر جب تک مشتری دوبارہ یوں کہیگا کہ مینی خرید تو بیع منعقد نہ ہوگی اور ایسی ہی اگر بائع مشتری سی کہی میں یہ اتنی کو خرید لی اور مشتری کہی  
 اشتريت فما لم یقل البایع ثانياً بعثت لا ینعقد البیع واما اذا کان احد اللفظین او کلاھا مضارعاً فینعقد البیع اذا قال  
 میں فی خرید پھر جب تک بائع دوبارہ یوں کہیگا کہ میں نے بیچا تو بیع منعقد ہوگی اور اگر دونوں سی ایک کلام یا دو کلام مضارع ہوں تو بیج منعقد ہوتا ہی





تفريق الصفقة فتضرب به احد العاقدین لان المبيع ان كان واحدا يلزمه ضرر الشركة وان كان متعدد فالعادة  
 صفقة یعنی عقد دو دو من بین کسی ایک نقصا ہوگا کیونکہ مبیع اگر کسی شے ہی تو نقصان شرکت کا لازم آتا ہی اور اگر کئی ہیں تو عادت یوں پڑتی ہے  
 ضم الجید الى الردی ونقص ثمن الجید لترویج الردی فلو ثبت له خيار القبول فی البعض یقبل الجید یتبر  
 کہ عمدہ کو ناقص کی ساتھ ماکر ناقص کی نکاسی کی ہی عمدہ کی قیمت کچھ کم کر دیتی ہیں اب اگر اوکو کو یہ اختیار ہو دی کہ جو شے چاہی چھانٹ لی تو وہ عمدہ کو لے لیں گے اور  
 الردی فیزول الجید عن يد البایع باقل من ثمنه وفيه ضرر له الا اذا كرر العقد و بین ثمن کل واحد بان  
 ناقص کو نہ لیکھا تو بائع کی ہاتھ سے عمدہ مبیع کم قیمت کو جاتی ہے کی اور اس میں بائع کا بڑا ضرر ہی ہاں اگر دو بارہ عقد کری اور ہر ایک کا ثمن جدا جدا بیان کر دی  
 قال بعث هذا بكذا فحينئذ ینتفی الضرر عنه فإلم یحصل القبول یبطل الايجاب بقیام واحد  
 اسطوریہ مینی یہ اتنی کو اور یہ اتنی کو بیجا اب اوکا کچھ ضرر نہیں ہی پر جب تک قبول نہ ہو دی تو ایجاب

ایہ ممکن ان ولا ینقی لواحد منها ولا یة القبول بعده لان القیام دلیل الرجوع وكذا لو قال البایع للمشتري بعث  
 کوئی ہی کچھ اور جوادی پھر دو دو من میں کسی کو اختیار قبول کا باقی نہیں رہتا کیونکہ کچھ ہو جاتا رجوع کی دلیل ہی اور کسی ہی اگر بائع فی مشتری سے کہا میں فی مشتری ہاں مبیع  
 منك هذا بكذا ولم یقبل المشتري شیا حق کلم البایع انسانا فی حاجة لم یبطل الايجاب واذا حصل الايجاب  
 اتنی کو بیجا ایہ مشتری فی کچھ جواب نہیں دیا کہ بائع اور شخص ہی کچھ بات چیت کر لی لگا تو ایجاب باطل نہیں ہوگا اور جب ایجاب قبول دونوں کو  
 والقبول یم العقد ولا یكون لواحد منها خيار اصلا لا فی المجلس ولا بعده الا من عیب او عدم راویة  
 ہیں تو عقد پورا ہو جاتا ہی اب دونوں میں ہی ہرگز کسی کو کچھ اختیار نہیں ہی نہ مجلس میں نہ بعد مجلس کی مگر بسبب عیب کی یا نہ دیکھنے کی  
 وفي العوض المشار اليه مبیعا كان او ثمتا یكفی الاشارة فی صحة البیع بلا علم بقدره ووصفه وفي غیر

اور عوض میں جو سامنی موجود ہو مبیع ہو یا ثمن واسطی صحت بیع کی بدون در بابت مقدار اور وصف کی اشارہ کفایت کرتا ہی اور جو سامنی نہ ہو

المشار اليه لابد من علم بقدره ووصفه لان التسليم واجب بالعقد ومیتتم حصوله بالجمالة المفضية  
 تو اس کی مقدار اور وصف کا علم ضرور چاہی اسلی کہ بعد عقد کی تسلیم واجب ہو ویکو بسبب جہالت کی جس سے جھگڑا پیدا ہوتا ہی ہرگز نہیں ہو سکتا

الی النزاع ویصح البیع بقرین حال و ثمن مؤجل لا طلاق قوله تعالى واحل الله البیع ولم یأمر فی انه علیه السلام  
 اور بیع ثمن حالی یعنی نقد اور ثمن مؤجل یعنی ادوار دونوں صحیح ہو جاتی ہی کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں ہی اور حال کی اسلی بیع کو اور اسلی کہ روایت ہے

اشتری من یهودی طعاما الی اجل مبرهن درعه لكن کلید ان یكون الاجل معلوما اذ لو لم یکن معلوما بل  
 ایک یہودی سے ایک کت پر اور دارا غلہ مول لیا اور زرہ گروی رکھ دی لیکن مدت کا معلوم ہونا ضرور چاہی اس واسطی کہ اگر مدت معلوم نہ ہوگی بلکہ

كان هجمی کا البیع الی قدم الحاجر اوالی الحصاد اوالی الدیاس اوالی القطاف اوالی الجزاء لكانت جہالتہ مانعة من  
 مجہول ہوگی جیسی بچنا بشرط اربعین حاجیوں کی آئی پر یا کہیں کسی پر یا پیر اوٹھنی پر یا انکور ٹوٹنی پر یا اون کترنی پر تو یہ جہالت بیشک تسلیم ثمن سے

التسليم الواجب بالعقد لان هذه الاوقات تتقدم تارة وتتاخر اخرى فرما یطالبه البایع فی قریب المدرة و  
 مانع ہوگی جو عقد سے واجب ہو گئی ہی اسلی کہ یہ اوقات کہیں آگیتی ہوتی ہیں اور کہیں پیچیتی سو کہی بائع اول وقت میں مطالبہ کرے اور

المشتري یؤخره الی بعیدها ویقع بینہما التنازع الموجب لفساد العقد ولو انهما تبايعا الی هذه الاجال ثم تراضیا  
 مشتری پیچیتی وقت تک ٹکا لگا پیر اول دونوں جھگڑا پڑے گی جس سے عقد فاسد ہو جاتا ہی اور اگر دونوں بیع انہی اوقات مذکورہ پر کی پھر دونوں راضی ہو کر

باسقاط الاجل قبل قدم الحاجر ونشرع الناس فی الحصاد والدیاس وغیرہا ینقلب البیع صحیحا لا یرتفع الفساد  
 حاجیوں کی آئی سے اور کہیں کسی کا ثمن ہی اور پیر کی اور ہائی وغیرہ سے پہلی مدت موقوف کی تو وہ ہی بیع صحیح ہو جاوے گی کیونکہ مفسد نہیں پہلی

قبل تقریه ولو وقع بینہما البیع مطلقا ثم اجل الثمن الی هذه الاوقات یجوز لان هذا تاجیل الدین والجہالة  
 جاتا رہا اور اگر دونوں میں بیع بلا شرط واقع ہوئی پھر بعد اسکی ثمن کی یہہ ہی اوقات مقرر کر دی تو جائز ہی اسلی کہ یہ دین کی مدت ہی اور ہتھوڑی

دو دو من میں کسی ایک کی کڑی ہے

تو بیع اسطوریہ صحیح

اليسيرة متحلة فيه لان كل دين له اجله صاحب الاجل عليه ان يجل الدين في اجله ولا يجوز ان يجل الدين في اجل غيره  
 جهالت في الدين كذا يشترط في الدين من اجله ان يكون له اجل ولا يجوز ان يجل الدين في اجل غيره  
 الى هذه الاوقات يصير ذلك الدين موجبا ويكوت تاجيله لا يفسد الا القرض فان تاجيله لا يكون له اجل ولا يجوز ان يجل الدين في اجل غيره  
 ان اوقات تكملة الدين في توفه دين موجبا هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي هي سوار قرض اهلكي بيهنك اكي مدت لازم دين هو تاي  
 بل يجوز ابطاله لكونه من التبرعات ولا يجوز فيها كما في الامانة ولو اراد ان يكون تاجيله لا يفسد الا القرض بيهنك اكي  
 بكم او كما ابطال جائز هي كونه يه قرض صرفا حسنا هو تاي اسين كوني زير سوي بيهنك اكي مدت لازم هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي  
 المستقرض المقرض على رجل بدينه فيؤجل المقرض في ذلك الرجل مدة معلومة فحينئذ يكون التاجيل لا يفسد الا القرض  
 كقرضه قرض خواهه كواپني دين كا حواله اور شخص پي كروي پير قرض خواهه اور شخصي اي مدت معلومه مقرر كروي پس اب مدت لازم هو جاتاي  
 حتى لو اراد المقرض ان يطالبه قبل تلك المدة ليس له ذلك ومن اشترى شيئا لم يملكه الا بعد ان يبيعه حتى  
 يملكه كقرض خواهه اور مدت سي يمل طلب كرنا چاهي تو او سكو اختيار دين هي اور حسي كوني شي منقول مول في تو او سكو قبضه كرني سي يمل بيهنك اكي مدت لازم هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي  
 يقبضه لما روي انه عليه الصلوة والسلام حتى عن بيعه ما لم يقبض له فيه من غير انفساخ العقد على تقدر  
 اسوسطي كره ابيت هي كني عليه الصلوة والسلام في منع فرماي اي في قبضه كروي بيهنك اكي مدت لازم هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي  
 هلاكه فانه لو هلك قبل قبضه ينفسخ العقد ويعود الى قبل بيعه ملك البائع فيكون المشتري بايعا صلك غيره  
 تلف هو جاتاي بيهنك اكي مدت لازم هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي  
 واما اذا قبضه فحينئذ يتم البيع فيكون بايعا صلك نفسه فلما كان قبل القبض كروي ان البيع يتم فيكون  
 بيهنك اكي مدت لازم هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي  
 بايعا صلك نفسه او ينفسخ فيكون بايعا صلك غيره حكم بعدم الجواز بخلاف بيع العقار قبل قبضه فانه يجوز  
 يا ثلث جاتاي كني بيهنك اكي مدت لازم هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي  
 لعدم المانع فيه وهو غير انفساخ العقد على تقدير الهلاك لان الهلاك في العقار نادر ويجوز التصرف في الثمن  
 كونه اسين وه مانع يعني شبه عقد ثلث جاتاي بيهنك اكي مدت لازم هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي  
 قبل قبضه سواء كان مما لا يتعين كالتقديرات وما يتعين كالمكيل والموزون حتى لو باع متاعا بدينهم او بغير خطه  
 هي برابر هي كني بيهنك اكي مدت لازم هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي  
 يجوز له ان يبايع بدينهم شيئا اخر لوجود الجواز وهو الملك وانتقاء المانع وهو غير انفساخ الهلاك لان الثمن  
 بيهنك اكي مدت لازم هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي  
 يثبت في الذمة ولا يتعين بالتعيين والمكيل والموزون وان كان صيغا من وجهه كنه ثمن من وجهه فلا ينفسخ  
 ذمه بيهنك اكي مدت لازم هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي  
 البيع بهلاكه والمراد بجواز التصرف في الثمن قبل قبضه جواز تملكه من عليه الدين ولو عوض لا جواز تملكه من  
 بيهنك اكي مدت لازم هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي  
 غير من عليه الدين لان تملك الدين من غير من عليه الدين ليس بمشروع ويجوز بيع المعنوية وغيرها من  
 كسواء او سكي بيهنك اكي مدت لازم هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي  
 المحبوب مكاثلة ومجازفة وباناء لا يعرف قدره ولا ينكس بالكس واما اذا كان ينكس بالكس كالزئيل ونحوه فلا يجوز  
 بيهنك اكي مدت لازم هو جاتاي او او اسكي مدت لازم هو جاتاي









وجه الطيب بل على وجه الخبيث ولهذا قيل لا يجل له ان يتصرف فيه بتمليك وانتفاع حتى لو كان طعاما  
 راهي بهين بغير خباثة في رايه اسهل من ان يبيعه من تصرف يعني كسب مال كذا يا نفع يمتدح حلل بهين في يده انك ان طعام هو  
 لا يجل له اكله ولو كان جائع لا يجل له وطهرا بل يجب على كل واحد من البايع والمشتري افسخ العقد لفساد النفس  
 فيكونا حلل بهين في اورا اگر لوطي في تو صحت حلل بهين في بکيه بکيه بايع اور شترى پر واسطی او پنهانی فساد کی عقد کا توڑنا واجب ہی  
 وان لم يفسخ ابل بايع المشتري ما قبضه بالشرع القاسد بعقد صحيح ينفذ ببعده لانه لما ملكه ملكه تملكه لغياة  
 اور اگر دونوں مکرمین نہ توڑی بکرم مشتري في دم ہی مبيع بفساد کا قبضہ میں لیکر اور کی اس وقت عقد صحيح ہی بیچا لا تو اسکی بیع قائم رہیگی کیونکہ جب مبيع کا مالک ہو تو  
 بالبيع وغيره ولا يتصور بعد الفسخ لتعلق حق العبد به لان وجوب الفسخ سابقا كان لحق الشرع واذا اجتمع  
 بطور صحيح لا يتصور في رايه انی کا ہی مالک اور اب بعد اسکی فسخ نہیں ہو سکتا کیونکہ اب بند کا حق متعلق ہو گیا اسکی کہ پہلی تو واسطی حق شرع کی فسخ واجب تھا اور جب حق عید اور حق شرع  
 حق العبد مع حق الشرع يقدم حق العبد لحاجته نعم كل الاولي المشتري ان يتزده عن شرائه اذ قيل من ظن  
 جمع ہو جاتی ہیں تو حق عید کا مقدم رہتی ہیں کیونکہ جب حاجت مند ہی ان مشتري کو اولی سے پہلے کہ اسکو ملے لیتا کیونکہ کہتی ہیں حکویط معلوم ہو  
 ان اکثر معاملات اهل السوق على الفساد يلبي له ان يتزده عن شراء شئ منهم ومع هذا لو اشترى منهم شيئا  
 کہ اکثر معاملات اهل السوق کی فساد ہوتی ہیں تو بہتر یہی کہ اسکی کوئی چیز مول نہ لیوی اور تو ہی اگر اسکی کوئی چیز مول لیتا  
 يجل له الانتفاع به اذا كان العقد الاخير صحيحا وذلك لان البيع مكنه مبادلة المال بالمال فكل بيع يوجب خلل  
 تو اسکی نفع او پنهانی حلل ہو گا اگر یہ عقد اخیر کا صحيح ہی اسکی کہ بیع کا رکن یہی بدل مال کا بعض مال کی ہی پھر جس بیع کی رکن میں  
 في مكنه فربا طل وكل بيع لا يوجب خلل في مكنه بل في غيره كالتسليم والتسليم الواجبين به والانتفاع المقصود منه  
 خلل ہوتا ہی تو وہ باطل ہوتی ہی اور جس بیع کی رکن میں خلل نہیں ہوتا بلکہ وصف میں ہو دی جیسی تسلیم اور تسلیم جو عقد سی واجب ہوتی ہیں اور انتفاع جو مبيع سی  
 وغير ذلك فهو فاسد فيشترى البیع بالدم والميتة التي فلت حثف انقفا ونحوها باطل لانه لا يصح باصله ووصفه  
 مقصود ہوتا ہی اور سوا اسکی تو مبيع فساد ہوتی ہی پس اب بیع بعض لو ہو اور مردار یعنی خود بخود مری ہوئی جانور کی اور مانند اسکی باطل ہی اسلی کہ اپنی اصل اور وصف دونوں  
 لعدم وجود مكنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان صفة المادية للشيء انما تثبت بقول كل الناس وبعضهم  
 صحيح نہیں ہی کیونکہ اسکا رکن یعنی بدل مال کا مال سی موجود نہیں ہی واسطی کہ شئ میں وصف مادية کا جب ہوتا ہی کہ تمام لوگ یا بعض لوگ اسکو مال سمجھیں  
 اياه وهذه الاشياء لا تعد الا عند احد من له دين سماوي والبيع بالخمر والخمر يروى نحوها يكون فاسدا لانه يصح  
 اور یہ چیزیں یعنی لو ہو اور مردار کوئی شخص دین سماوی والہ مال نہیں سمجھتا اور بیع بعض شراب اور سود کی اور مانند اسکی فساد ہوتی ہی اسلی کہ اصل میں  
 باصله لوجود مكنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان هذه الاشياء تعد الا عند اهل الكفر ولا يصح بوصفه  
 صحيح ہی اسکا رکن موجود ہی یعنی مبادلة مال کا مال سی اسلی کہ یہ چیزیں بعضی کفار کی نزدیک مال ہوتی ہیں اور وصف میں صحيح نہیں ہی  
 لعدم تقومها لان التقويم للشيء انما يثبت باباحة الانتفاع به شرعا والشرع قد ابطل الانتفاع بها في حق المسلمين  
 اسلی کہ یہ چیزیں قیمتی نہیں ہیں کیونکہ کوئی شئ صاحب قیمت جب ہوتی ہی کہ شرع میں اسکا برتنا مباح ہو دی اور شرع ان دونوں کا برتنا مسلمانوں کی حق میں باطل  
 ومن باع كرا من الخنطة ولم يكن في ملكه خنطة يبطل البيع لعدم وجود مكنه الذي هو مبادلة المال بالمال  
 اور جس نے ایک پیمانہ گیاروں کا بیچا جبکہ اسکی ملک میں گیاروں نہیں ہیں تو بیع باطل ہوگی کیونکہ اسکا رکن موجود نہیں ہی یعنی مبادلة مال کا مال سی  
 لان المال موجود عييل اليه الطبع ويجري فيه البذل والمنع والمعدوم ليس مال ولو كانت في ملكه خنطة لكن كانت اقل  
 اسلی کہ مال موجود ہوتا ہی کہ اسکی طرف طبیعت راغب ہو اور اسکو چاہی خیر کرے چاہی روک رکھے اور شئ معدوم مال نہیں ہوتی اور اگر اسکی ملک میں گیاروں تو ہوتی پر مقدار  
 مما سماه يبطل البيع في المعدوم ويقسد في الموجود ولا يجوز بيع زيت على ان يكون بظرفه ويظهر عنه بازاء الظرف  
 مقرری مبيع سی مکتی تو معدوم میں بیع باطل اور موجود میں فساد ہوتی اور حایز نہیں ہی بیچا تیل کا باين شرط کہ برتن سمیت تول کر بعض وزن برتن کی





ينبغي في الخيط بعد ايام اسفل ما هو راسها الآن والا على ملك المشتري وما يحدث من الزيادة في ثمن ملكه و  
 بعد جردن في سرى جواب هي في طرفه جاني  
 كان لا يجوز بيع جلد الميتة قبل ان يدبغ لكونه غير منتفع به لئلا يستعمله وقد قال النبي عليه السلام لا تتفغوا من  
 ميتة باهات وهو اسم لغير الدبوغ وبعد الدبغ يجوز بيعه ولا انتفاع به لطهارته بالدبغ فان قيل نجاسته  
 لا تذهب الا بغيره كقوله في جرد دباغت نهوا هو او دباغت كذا يعني ان جرد دباغت هو جرد دباغت في جرد دباغت  
 باتصال الدسومات به وذلك لا يمنع جواز البيع كالشوب النجس فالجواب ان الدسومات في الجرد خلقية فمالم تنزل بالان  
 تكون كعين الجرد وهذا الاعتبار يكون الجرد محرم العين بخلاف النجاسة في الشوب فانها ليست خلقية بل جاورية  
 تتركب من جلد هي او اسبغ اعتبارا في جرد هي ذات حرام هو في هي بخلاف ناپاك كثر في سويده يبيد ايشي نهين هو في بله كثر في لگ جاني هي  
 بعد ما لم تكن متصلة به فلا يتغير حكمه من جواز بيعه ولا انتفاع به فكما يجوز بيع جلد الميتة ولا انتفاع به بعد  
 بعد ان كان له ما هو اسكاحكم جواز بيع او برتنی كابل نهين سكتا پھر جیسی كه دباغت كی بعد مردار كا چتر ایچنا + اور برتن جانی  
 الدباغت كذا لا يجوز بيع عظمها وقرنها وعصمها وصفها وشعرها وبرها ولا انتفاع بها اذ لم تكن عليها دسوة  
 ایسی ہی مردار کی ہڈیاں اور سینگ اور پھی اور گوشت کی پشہ اور بال اور اونٹ کی ٹون بیچنی اور برتنی جانی ہی جب ان پر چرلی نہ ہو  
 لانها طاهرة لا يحلها الموت لعدم الحيوية فيها بل فيها النوى والنيات واما اذا كانت عليها دسومة فهو نجسة لا يجوز بيعها  
 کیونکہ یہ سب پاک ہوتی ہیں انھیں موت کا اثر نہیں ہوتا اسلئے کہ انھیں جان نہیں ہوتی بلکہ انھیں صرف بڑھنا ہوتا ہی جیسا کہ پھوس ان اگر ان پر چرلی ہوگی تو ناپاک کی  
 ولا الانتفاع بها وكذا لا يجوز بيع الجذع في السقف والذراع في الثوب اذا لم يمكن تسليمه الا بضره لا يوجب العقد  
 اور نہ استعمال اور ایسی بیچنا شہتیر چہت میں چرلی ہوگی اور ایک گز کا کڑی میں سی جانی نهين اسلئے کہ بی نقصان اور ہٹائی تسلیم نہیں کر سکتا اور عقد ضرر کو نہیں  
 لو قلع الباع الجذع او قطع الذراع قبل ان يفسد المشتري العقد يعود البيع صحيحا لزوال المفسد الذي هو الضرر  
 اور اگر بائع فی شہتیر کو اکھاڑ لیا اور گز پھر کڑا پہاڑ دیا کہ ابی مشتری فی عقد کو نہیں توڑا تو یہ ہی صحیح ہو جائیگی کیونکہ مف یعنی ضرر تقرری پہلی دفع ہو گیا  
 قبل تقررہ هذا اذا كان الجذع معيناً والثوب مما يضره التبعض كالقميص ونحوه اذ لو لم يكن الثوب مما يضره التبعضية  
 یہہ اوس صورت میں ہی کہ شہتیر معین ہو اور کڑا ایسا ہو جسکی پیارٹی نقصان ہوتا ہو جیسی کرتہ وغیرہ اسو اسلئے کہ اگر کڑا ایسا ہو جسکی پیارٹی سی نقصان ہوتا ہو  
 كالكماس يجوز البيع ولو لم يكن الجذع معيناً لا يعود البيع صحيحاً لئلا يفسد المشتري العقد لان الجذع عيناً موجوداً كالجذع  
 جیسی تھان تو بیع جانی ہی اور اگر شہتیر معین ہوگا تو ہی بیع جالت کی سبب سے نہیں ہی اگر کوئی یہہ اعراض کری اگر ایک بکری کا چتر اڑج کرنی سی پہلی  
 ان لم يجر ولا يجوز ولو ذبح الشاة وسلم جلدها وسلم الى المشتري لا ينقلب البيع صحيحاً وان كان الجذع عيناً موجوداً كالجذع  
 بیچڈالی تو جانی نهين ہی پھر اگر بکری کو ذبح کر اور چتر اور پھر مشتری کی حوالہ کری تو بیع درست نہیں ہو جاتی اگرچہ چتر معین موجود ہی جیسی رشتہ پتیر  
 في السقف كذا لو باع كرشها او اكلها ثم ذبحها وسلم جلدها وان كانت عيناً موجوداً لكنه  
 چہت کی اندر موجود ہی اور ایسی ہی اگر بکری کا پیٹا اور پایہ بیچدی پھر ذبح کر جو بیچا تھا تو الہ کردی تو جواب یہہ ہی کہ چتر اگرچہ عین موجود ہی پر وہ غیر بیع کی سمانہ  
 متصل بغير البيع خلقه فيكون تابعاً له فيكون العجز عن التسليم معنى اصلياً لا حكماً بخلاف الجذع فان  
 پیدایشی متصل ہی سو اسہی کا تابع ہی ہر تسلیم میں عجز اصلی ثابت ہی کچھ عجز حکم نہیں ہی  
 عین مال فی نفسه وانما ثبت الاتصال بينه وبين غيره بعرض فعل العباد والعجز عن التسليم حكمي  
 بذات خود جدا گانہ مال ہی اور غیر کی سمانہ کا متصل ہو گیا ہی تو یہہ آدمیوں کا کام ہی یہاں تسلیم میں حکم عجز ہی







منہ فعلیٰ هذا یكون معنی الحدیث علی ما ذکرہ التوریشی ان الروایہ ایک دفعہ عاظیہ فینتقل عند التعلیل من ید  
اسکی موافق معنی حدیث کی مطابق بیان توہمیشی کی یہ ہے کہ خود کالین دین بہت ہی سہیل اور یکساں ہے جب ایک تہی دوسری میں گیا تو مشغل ہو کر

الیٰ ید فیختلط باموال الناس فیاکلونہ من غیر قصد فیہ فلا یتکمّل احد من ائمتہ وضربہ وان یسلم من تناولہ  
 تمام لوگوں کی مال میں لجا و لگا پھر سب اس کو لاچار بنی ارادہ کہا دینگی پھر کوئی ہی اس کی گناہ اور خدائی سلامت نہ رہیگا اگرچہ ظاہر میں اس میں نہی سلامتی ہے  
 وتعاظیہ وسببہ لکشیوع الجہل وحلم العلم باحکام البیع والشرک اذ قلہا یوجد من یخیر بما انخبر بہ النبی علیہ  
 احادیث کا سبب ہے جہالت کا پھیلنا اور بیع اور شرک کی احکام کی بی علی ہی اس میں کہ ایسا شخص بہت کم ملتا ہے کہ حدیث کی معنی بتا دے

ويعمل به فنج المندين ياكل الربوا وهو لا يعلم انه ربوا فيكون انشا التقصير في امر دينه فان من يبيع ويشتر من غير

[illegible]

سوقنا من لم يتفقه في الدين ولا ياكل الربوا شاء احمي فعلى هذا يجب على المؤمن ان يتعلم احكام البيع والشري حتى يمكن

که سویدی بیکسکه که سویدی حرامی سویدی که این کتاب من حرام کر که آیات من تشدد کیا بی او من همی ایک بیه آیت بی جولوگ

کہ سودی بیع سہی کیونکہ سود حرام ہی  
 سود کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام کر رکھی آیات میں تہذیبیہ آیت ہی  
 کُلُّنَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَخْبُطُ الشَّيْطَانَ مِنَ الْمَسِّ فَإِنَّهُ تَعَالَى قَدْ أَخْبَرَ فِي هَذِهِ آيَةِ الذِّكْرِ  
 کہ سود نہ ادا ہوگا، قیامت کو مگر جھڑاؤ ہوگا جیسا کہ جو اس کو دیتی جن فی لیبٹ کر  
 بیشک اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ جو لوگ

کَلُّونَ الرِّبَا لَا يَقْرَمُونَ مِنْ قُبُورِهِمْ إِذَا بَعَثُوا الْأَقْتِيَامَ الْمَصْرُوعَ مِنَ الْجَنُّونَ الَّذِي يَكُونُ فِيهِمْ يَسْبِقُ أَكْلَهُمُ الرِّبَا

بود کهانی بین ده قبرون میں سی جونکالی جاوینتی تو ایسی بھین لی جیسی مری مارا ہوا سترین سی جواوینتی اندر سودہا کی سی پیدا ہوئی  
 بكون قیامهم وسقوطهم كما لمصر وعلمكن لا اختلال عقولهم بل لان الله تعالى يربى في بطونهم ما اكلمه من الربوا  
 بكون قیامهم وسقوطهم كما لمصر وعلمكن لا اختلال عقولهم بل لان الله تعالى يربى في بطونهم ما اكلمه من الربوا

اور گناہ مرگی والیکسا ہوں گا پر اسلئے نہیں کہ اونکی عقل میں فتنہ ہووی بلکہ اسوسطی کہ اللہ تعالیٰ اپنی پیٹ میں سود کو پرورش کر گیا اوسکی

ثقلهم یصیرون کعبا بن یقومون تارة ویسقطون اخرى وهذه العقوبة تشتملهم یوم القیمة یعرفون بہا عند

ہر کی ماری حاملہ کی طرح کہیں اور پھینکی اور کبھی گریگی اور یہ عذاب قیامت کی دن اونکو ایسا پکڑے گی کہ اسہی سے اہل محشر کو معلوم ہو جاوے گی

سَلِّ الْمَحْشَرَانِ كُلِّ احَدٍ مِنْ اَهْلِ الْمَوْقِفِ يَعْرِفُ اَنَّهُمْ اَكَلَةُ الرِّبَا وَقَدْ رَوَى اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِبَيْلَةِ اسْرَى بِي اَتَيْتُ قُو

شک بہر شخص اہل موقف میں سمجھ جاوے گا کہ نیمہ بیاج خور ہیں اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ معراج کی شب کو میں ایک قوم پر پہنچا

نیک بیٹا اتنی فراخ تنی جی گہرا دکھ اندر بہت سانپ اور بچھو باہر سی نظر آتی تھی میں نے پوچھا کچھ نہیں یہ کون لوگ ہیں جواب دیا بیاج خور اس بیان کی موافقت  
میں نے لیجان یتعلم من العلم مقدار ما یحتاج الیه فی تجارۃ لیسلم من اکل الربوا فان الربوا من الکبائر وہو فی

مطلوبه القضا وفي الشريعة قضا خال عن عضو شرط في احد البدلين وهو ان يراد بالقضا وسريوا

مطلق الفصل وفي تشریح فصل حال عن غرض شرط فی احد البدلین وهو ان یسبغ الوضوء علی کل واحد من البدلتین واما ما ذکرناه من ان البدلین لیسوا بمنزلة البدلین فلیکن

مسئلہ امار بوالفضل فشرحہ ان یکون العضدان من جلس واحد وان یکونا من جلس لمیل او الموزون وان یکون  
سودا سودا رکاسوزا یت مین تو یہ شرط ہی کہ دونو عوصن ایک جنس کی ہوں اور یہ شرط کہ دونو جنس مکیل سی ہوں یا جنس موزون سی اور یہ شرط کہ دونو



مما یدخل تحت المعیار الشرعی وهو الکیل فی المکیلات والوزن فی الموزونات ویعبر عنها بالقدر فعلى هذا فضل  
 ایسی ہون کہ مقدار شرعی کی تلی داخل ہون کہ وہ مکیلات میں کیل ہی اور موزونات میں وزن ہی اور ان دونوں کو قدر کہتی ہیں اب اس بیان کی موافق زیادت  
 فقیر شعیر علی قفیر لیرا لیکون ربو العدم کونہما من جنس واحد وفضل من روع غلی من روع کفضل ذراعی  
 دو پیمانہ جو کی ایک پیمانہ گہرین پر سود نہ ہو وگیا کیونکہ دونوں ایک جنس نہیں ہیں اور زیادت گزگت کی گزگت پر جیسی زیادت دو گز گزگت کی  
 ثوب علی ذراع منہ وفضل معدود کفضل بیضتین علی بیضة لایکون ربو العدم کونہما من جنس المکیل  
 ایک گز گزگت پر اور زیادت معدود کی جیسی زیادت دو انڈون کی ایک انڈی پر سود نہیں ہی کیونکہ یہ دونوں جنس مکیل ہیں  
 او الموزون وفضل حفتی حطة علی حفة منہا لایکون ربو العدم دخولہما تحت المعیار الشرعی لان  
 انہ جنس مختلف اور زیادت دو مٹی گہرین کی ایک مٹی گہرین پر سود نہیں ہی اسلی کہ یہ دونوں شرعی کی تلی داخل نہیں ہی  
 المعتبر فی تقدیر المکیلات فی الشرع نصف اصغر کلاما دونہ وفضل کری برو کری شعیر علی کربر وکر  
 اس واسطی کہ شرع میں تقدیر مکیلات میں معتبر آدم صاع ہی اس سے مٹی نہیں اور زیادت دو پیمانہ گہرین اور دو پیمانہ جو کی اوپر ایک پیمانہ گہرین اور ایک  
 لشعیر لایکون ربو لان الاول وان کان فاضلا علی الثاني الا انه غیر خال عن العوض بضر الجنس الی خلا  
 جو کی سود نہیں ہی اسلی کہ اول اگرچہ دوسری سے بڑھتی ہی لیکن بدلہ ہی خالی نہیں ہی بسبب لگا دینی ایک جنس کی بدلہ خلاف جنس کی  
 الجنس فان الجنس اذا قبل بالجنس یقابل کل جزء من احدى ابعاد کل جزء من الاخر فان وجد فی احدى ابعاد فضل یصدر  
 کیونکہ جب ایک جنس اپنی جنس کی ساتھ مقابل ہوتی ہی تو ہر ہر جنر ایک کا دوسری کی ہر ہر جنر کی مقابلہ ہوتا ہی پھر اگر ایک جنس میں زیادت ہوتی ہی تو وہ زیادت  
 ذلك الفضل تاویا علی مالکہ فاصیانة اموال الناس عن التوی اوجب الشارح فیہا المماثلة بالقدر واذ قابل  
 مالک سے مفت جاتی ہی سو گوگون کا مال تلف ہونی ہی بجائی کو شارع فی اوسمین مماثلت قدر کی واجب کردی ہی اور جب ایک جنس خلاف  
 الجنس یخیر الجنس لا یتصور مقابلة جزء جزء حتی یتحقق التوی لان التوی انما یتحقق عند مقابلة الجنس  
 جنس کی مقابلہ ہوئی تو ہر مقابلہ جز کا جز سے متصور نہیں تاکہ مفت جانا ثابت ہوئی اسلی کہ مفت جانا جب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جنس کا مقابلہ  
 بالجنس مع وجود الفضل فی احدى ابعاد واما ربو النسبة فشرطہ ان یکون الجنس والقدر متحد فی العوضین  
 جنس سے ہو اور ایک بڑھتی ہو اور ہر سود اور ہر کا سوا وسمین یہ شرط ہی کہ دونوں عوض میں جنس یا قدر ایک ہی ہوئی  
 لان حلة الربو عند العلماء الحنفیة الکیل مع الجنس والوزن مع الجنس فاذا وجد الوصفان ای الجنس والمعنی  
 اسلی کہ علت سود کی علما حنفیہ کی نزدیک کیل مع الجنس ہی یا وزن مع الجنس ہی پس جب دونوں وصف یعنی جنس اور ایک ساتھ لئی ہوئی معنی یعنی کیل  
 المضموم الیہ من الکیل والوزن یحرم الفضل والنساء لوجود العلة المحرمة لهما واذ احرما یجل الفضل والنساء  
 اور وزن موجود ہون تو زیادت اور اور ہر دونوں حرام ہوتی ہیں اسلی کہ علت دونوں کی حرام کرنی والی موجود ہی اور جب یہ دونوں وصف ہون تو زیادت اور ہر  
 لعدم العلة المحرمة لهما واذ اوجد احدى ابعاد الاخر یجل الفضل ویحرم النساء لان جزء العلة وان  
 دونوں حلال ہیں کیونکہ علت دونوں کی حرام کرنی والی نہیں ہی اور جب ایک وصف ہو اور دوسرا نہ تو زیادت حلال ہی اور اور ہر حرام اسلی کہ علت کا جز اگرچہ  
 کان لا یوجب حکم لکنہ یورث الشبهة وہی فی باب الربو ملحقہ بالحقیقة وان کانت ادنی منہا فلا بد من  
 حکم کو پیدا نہیں کر سکتا پر شہ کو پیدا کر سکتا ہی اور ہر کی باب میں شہ حقیقت کی ساتھ شمار ہوا ہی اگرچہ شہ حقیقت سے کم رتبہ ہی ہیں  
 اعتبار الطرفین فی النسبة احد البديلین معدوم وبيع المعدوم لایجوز فیصیر هذا المعنی مرجحا لتلك  
 اعتبار دونوں طرف کا ضروری سوا دوسرین احد البديلین معدوم ہوتا ہی اور بیع معدوم کی جائز نہیں ہی یہ یہ ہی بات شہ کو قوی کر دیتی ہی  
 الشبهة وفي غیر النسبة هذه الشبهة لا تعتبر لکونها ادنی من الحقیقة والحاصل ان حرمة الفضل بوجوب التوی  
 اور ہر دون اور ہر کی اس شہ کا کچھ اعتبار نہیں ہی کیونکہ شہ حقیقت کی سامنی ہی حقیقت ہوتا ہی ظاہر یہ ہی کہ حرمت زیادت کی دونوں وصف کی ہوتی ہی

وحرقۃ النساء بوجوب واحدہا والقدر والجنس فعلى هذا يلزم بيان ما كان من جنس واحد ولا يمكن من جنس واحد  
 اور حرمت اور دھار کی ایک وصف پر یا قدر ہو یا جنس ہو اسکی موافق لازم ہوا بیان کرنا ایک جنس کا اور جو ایک جنس میں نہیں  
 فالعنب جنس واحد وان اختلفت ألوانه واسماؤه وكذا الذبيح حتى لا يجوز بيع بعضها بال بعض المتساويا وكذا  
 سواکدور سبب ایک جنس میں اگرچہ اوکی رنگ اور نام جڑی ہوں اور ایسی ہی سوزہ یہاں تک ایک قسم کی بیج دوسری قسم سی جائز نہیں مگر برابر برابر اولیسی ہی  
 ثمار الخلل كل ما جنس واحد وان اختلفت ألوانها حتى لا يجوز بيع بعضها بال بعض المتساويا وكذا كل نوع من  
 جھڑی تمام ایک جنس میں اگرچہ اوکی قسمیں مختلف ہیں یہاں تک کہ ایک قسم کی بیج دوسری قسم سی سوار برابر کی جائز نہیں اور ایسی ہی ہل ہر ایک  
 الشجر كالشجر وغيره جنس واحد لا يجوز بيع نوعه من نوعه الا متساويا وكذا البقر والجواميش جنس واحد لا يجوز  
 درخت کا جیسی امر وغیرہ ایک ہی جنس ہی ایک قسم کی بیج دوسری نوع سی کئی بڑھتی جائز نہیں اور ایسی ہی گاؤں اور پیس ایک جنس ہی ایک کا گوشت  
 بيع لحم واحد لها بلع الاخر المتساويا وكذا الابل عرايا ونخايتها جنس واحد لا يجوز بيع لحم واحد لها بلع الاخر المتساويا  
 دوسری کی گوشت سی کم زیادہ بیچنا جائز نہیں اور ایسی ہی اونٹ عربی ہو یا نجی ایک جنس میں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم زیادہ بیچنا جائز نہیں  
 وكذا الغنم ضأنها ومعزها جنس واحد لا يجوز بيع لحم واحد لها بلع الاخر المتساويا ولحم الابل والبقر والغنم والابلانها اجناس  
 اولیسی ہی گوشت میں ہیر اور بکری ایک جنس میں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم زیادہ بیچنا جائز نہیں اور اونٹ اور گاؤں اور بکری کا گوشت اور لکڑا دودھ  
 مختلفة وكذا البهائم والطيور والحيوانات اجناس مختلفة وكذا الحديد والرصاص والنحاس والصفرا جناس مختلفة حتى  
 مختلف جنسین ہیں اور ایسی ہی چکی اور گوشت اور پیٹ کی چربی مختلف چیزیں ہیں اور ایسی ہی لوا اور رنگ اور تانبا اور کاسی مختلف جنسین ہیں یہاں تک  
 يجوز بيع بعض هذه الاجناس ببعض الاخر متساويا ومتفاضلا لا نسئله لوجود احد جزئي العلة وهو الوزن في  
 کہ بیع ہر ایک کی انہیں سی دوسری جنس سی برابر برابر اور کئی بڑھتی دونوں طرح جائز ہی اور انہیں جائز ہی کہ ان سب میں علت کا ایک جز موجود ہی یعنی وزن  
 جميعها والاصل فيه قوله عليه السلام الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر  
 اور اصل اس میں یہ حدیث ہی سونا بدلہ سونی کی اور چاندنی بدلہ چاندنی کی اور گیہوں بدلہ گیہوں کی اور جو بدلہ جوی اور چھوٹا  
 بالتمر والماء بالماء مثلا بمثل يدا بيد فمن زاد واستزاد فقد اربى الاخذ بالمعطي سواء وهو حديث مشهور تلقا  
 بدلہ چھوٹا کی اور نمک بدلہ نمک کی نیز ابر تر ت پھرت اس آیت دی اس آیت کی پہر جنسی زیادہ دیا اور زیادہ لیا بیشک سود لیا یعنی والا اور دینی والا اور برابر ہیں اور یہ حدیث  
 بالقبول واتفقوا على ان الحكم ليس مقصورا على هذه الاشياء الشاقبل النص معلول وعلته عند الحنفية في الذهب  
 کہ علماء قبول کر کر سپر متفق ہوئی ہیں کہ حکم انہی چیزوں بشیاء پر حصرت نہیں ہی بلکہ یہ نص معلول ہی اور اسکی علت علماء حنفیہ کی نزدیک سونی  
 والفضة الوزن مع الجنس فيتعدى الى كل موزون كالحديد ونحوه وفي الأربعة الباقية الكيل مع الجنس فيتعدى  
 اور چاندنی میں وزن مع الجنس ہی سوا سکا اثر ہر ایک موزون میں پہنچتا ہی جیسی لوا وغیرہ اور باقی کی چاروں میں کیل مع الجنس ہی سکا اثر  
 الى كل مكيل كالبحر ونحوه لان المراد بالمثل المذكور في الحديث الكيل في المكيلات والوزن في الموزونات كما جاء  
 ہر یک میں پہنچتا ہی جیسی چوند وغیرہ اسکی کہ مراد لفظ مثل سی جو حدیث میں آیا ہی مکیلات میں کیل اور موزونات میں وزن ہی چنانچہ  
 في رواية اخرى وزنا بوزن وكذا يكيل مكان قوله مثلا بمثل وروى الحديث بروايتين بالنصب والرفع اما النصب  
 ایک اور روایت میں وزنا بوزن وکیلا بکیل آیا ہی یعنی وزن اور کیل میں برابر بجای مثلا بمثل کی اور اس حدیث کی دو روایت ہیں زبر اور پیش زبر کی صورت میں  
 فتقديره ببيعوا الذهب بالذهب فيكون الكلام امرا واما الرفع فتقديره ببيع الذهب بالذهب فيكون الكلام  
 تقدیر کلام کی یہ سی بچو تم سونی کو سونی سی تو یہ امر ہوا اور پیش اس صورت میں تقدیر کلام یہ سی بیجا جوی سونا سونی سی اب یہ  
 خبرا وخبر الرسول امر فلما كان الامر للوجوب مع كون البيع مباحا صرف الوجوب الى رعاية المماثلة والمراد بالمماثلة  
 خبر ہوی اور خبر رسول کی بجای امر کی ہوتی ہی اور چونکہ امر وجوب کی نئی ہوتا ہی اور بیع اصل میں مباح ہی تو اس وجوب کو رعایت مماثلت پر لگا دیا اور امراد مماثلت سی





جنس لاثمان وهي النقود فانما يبيع منها الجنس بجنسه كما في ابيع الذهب بالذهب او الفضة بالفضة

جنس ثمن سي بوقت يمين يعني نقودا سمين اكر ايك جنس كواي جنس سي بيمين جيسي سونا سوني سي يا چاندي چاندي سي تودون مين برابر هون  
بشرط التساوي في الوزن والتقابض قبل الافتراق بالادان واذا بيع منها الجنس بغير جنسه كما ادا بيع الذهب

شتر هي اور افتراق جسماني سي پہلی قبضہ ہی شتر هي اور اگر ايك جنس دوسري جنس سي بيمين جيسي سونا  
بالفضة او الفضة بالذهب لا يشترط التساوي في الوزن بل يجوز التفاضل والمجانزة تكتن بشرط التقابض

چاندي سي يا چاندي سوني سي تودون مين برابر هون شتر هي بلکہ کتنی مدتی اور انکل سي هي جائز هي لیکن قبضہ طرین کا الصلوة  
قبل الافتراق بالادان لقوله عليه الصلوة والسلام الفضة بالفضة هاء وهاء وفي حديث اخر انه عليه

افتراق جسماني سي پہلی شتر هي واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی چاندي بغوض چاندي کی اوہری اوہری اور ايك اور حدیث میں هي کہ نبی علیہ الصلوة  
والسلام قال الذهب بالورق هاء وهاء وهو بالمد وفيه لعمرة صحت بمعنى خذ والمراد به التقابض قبل الافتراق

والسلام منی فرمایا سونا بغوض چاندي کی اوہری اوہری اور رمداد ہزہ کی نہ سی آواز ہی یعنی لی اس سی مرادی دولو کا قبضہ جسماني افتراق سی  
بالادان لان المعنی ان کل واحد من المتعاقدين يقول لصاحبه هاء فيتقابضان قبل الافتراق بالادان وان

پہلی کیونکہ معنی یہ ہیں کہ باج اور مشتری ہر یک دوسری سی کہوی فی تاکہ دولو کا قبضہ افتراق بدنی سی پہلی بر جادی اور اگر  
کانا یشیان معانی جهة واحدة حتى لو شيا فرفضا ثم تقابضا قبل الافتراق يصح لقول ابن عمر رضي الله

عنه ده دولو ايك طرف کو ہر اہ چلی جاتی ہون یہاں تک کہ اگر کوس ہر جاکر ہر قبضہ کرین افتراق سی پہلی نوریت ہی کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہی  
وان وثب من سطر فيتم بعه وليس المراد من هذا الكلام الامر بالوثبة المملوكة بل المراد منه المبالغة في ترك

اگر وہ چھت سی کو پڑی کو یہ ہی اوکی ساتھ کو دی اور اس کلام سی مراد کو پڑی کا حکم نہیں ہی جو ہلاک کر دیتا ہی بلکہ مراد مبالغہ ہی کہ قبضہ سی پہلی ساتھ بزرگ  
الافتراق قبل القبض ولا يشترط وجود العوضين في ملكهما وقت العقد حتى لو باع احدهما من الآخر دينارا

نچوڑی اور یہ شتر طہین ہی کہ عقد کی وقت دولو عوض طرین کی ملک میں ہون یہاں تک کہ اگر ايك فی دوسری کی ہتھ ایک دینار  
بعشرة دراهم ولم يكن في ملكهما شيء من العوضين واستقرض كل منهما ما وجب عليه اداؤه من الدين

عوض دس درہم کی بیجا اور سہ ایک پاس دینار ہی اور نہ دوسری یاس درہم پیر دونو فی اپنا اپنا دین واجب الادا ایک فی دینار دوسری فی درہم  
ودفعه الى صاحبه قبل الافتراق يجوز فعلى هذا يكون من الربوا ما يفعل به كثير من الناس في هذا الزمان

قرض لیکر افتراق سی پہلی ادا کر دیا تو جائز ہی اس بیان کی موافق جو اکثر لوگ اس زمانہ میں عمل کرتی ہیں سب سود میں داخل ہی  
وهو ان احدهم يذهب الى واحد من اهل السوق فيعطيه دينارا او قرشا فيقول له اعطني به دراهم فيعطيه

یعنی ایک شخص بازار میں دکاندار پاس جا کر ایک دینار یا قرش او سکودیکر کہتا ہی اسکی مجھی درہم دیدی پیر وہ اوکو  
بعضا من الدراهم ولا يعطيه شيئا بل يقول له ليس عندك درهم فانت بعد ساعة فاعطيك دراهم فيذهب

کبھی تو تہوڑی سی درہم دیدیتا ہی اور بعض دفعہ کچھ سی نہیں دیتا بلکہ اس سی کہتا ہی اب تو درہم میں پیر کڑی بہر کی بعد آ جانا تمہاری درہم حوالہ کرونگا  
من غير قبض جميع الدراهم وهذا باطل داخل في الربوا لوجود الافتراق قبل القبض الواجب في الصرف وعلى تقدير

پیر وہ درہم لی بغیر چلا جاتا ہی یہ سب باطل سود میں داخل ہی کیونکہ افتراق قبضہ سی پہلی جو صرف میں واجب ہی ہو جاتا ہی اور بالقرض تمام درہم پیر  
قبض الدراهم كلها قبل الافتراق بالعدد لا بالوزن وهو وان كان جائزا في الدينار لعدم وجوب الوزن عند اختلاف

قبل الافتراق قبضہ ہی کرتی ہیں تو کتر قبضہ کرتی ہیں وزن کر نہیں کرتی ایسا قبضہ اگرچہ دینار میں جائز ہی کیونکہ جب جنس بدل جاتی ہی تو وزن واجب نہیں  
الجنس لكن لا يجوز في القرش لوجوب الوزن عند اتحاد الجنس حتى يعلم التساوي في الوزن والظاهر ان القرش

ہوتا لیکن قرش میں جائز نہیں ہی اسلی کہ جب جنس متحد ہوی تو وزن واجب ہوتا ہی تاکہ برابری وزن میں معلوم ہو جادی اور ظاہر یہ ہی کہ قرش





الى سنة او اكثر فقال النبي صلى الله عليه وسلم من سلم شيئا فليس له في كيل معلوم ووزن معلوم  
 ليتي صلى الله عليه وسلم في فرياديه جو شخص بهي کسی شئی میں کری تو چاہی کہ بہی کیل معلوم اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک  
 الى اجل معلوم فانه عليه الصلوة والسلام امرهم ان يبيعوا قدر الكيل بالكيل وقد روي في بالوزن  
 کری پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیل کی مقدار کیل ہی کہوں لیا کریں اور وزن کی مقدار وزن ہی کہوں لیا کریں  
 اذ اشترى شيئا منها بطريق السلف وهو مفتحتين وان كان له معنيان أحدهما القرض والآخر السلم  
 جب ان دونوں میں سے کسی چیز میں بہی بہی اور سلف کی معنی دونوں بری اگرچہ دو ہیں ایک قرض اور دوسری بیع سلم  
 الا ان المراد به ههنا السلم الذي هو نوع من البيع ويكون البيع فيه دين على البائع ويسمى البيع مسلفا فيه  
 پر بیان ہوا کہ وہ ایک قسم کی بیع ہی اور اس میں بیع بائع کی ذمہ پر دین ہو کر آہی اور مسلف کو سلم فیہ کہتی ہیں  
 والبائع مسلفا اليه والتمس براس المال والمشتري ربح السلم ويجوز في كل ما يعلو قدره ووصفه كالمكيل  
 اور بائع کو سلم الیہ اور تمس کو راس المال اور مشتری کو ربح السلم اور ہر یک شئی میں جسکی مقدار اور وصف معلوم ہو سکتا ہو جائز ہی جیسی کہ کیل  
 والموزونات والمذروعات والمعدودات المتقاربة التي لا يتفاوت احادها تفاوتا فاحشا كالجنس والبيض فان  
 اوزنی اور گزنی اور گنتی کی جو ایک ہی ہوں اور اسکی احاد میں فرق ظاہر نہ ہوتا ہو جیسی جوز اور انڈی کیونکہ  
 الكبار والصغير مناسواء الاصطلاح الناس على اهدار التفاوت فيها اذ لا يعلم جوز بفلس وخر بفلسين و  
 اتین بڑا اور چھوٹا برابر ہوتا ہی اسلی کہ اس تفاوت کی چوڑی پر سب لوگ متفق ہیں نہ نہیں کہ ایک جوز ایک پیسی کی اور دوسرا دوسری کو  
 كذلك البيض بخلاف البطح والرمات فان احادها متفاوتة تفاوتا فاحشا وتفاوت احادها في المالبية  
 ایسی ہی انڈی بخلاف خرپہ اور انانہ کی بیشک انکی احاد میں ظاہر فرق ہوتا ہی اور انکی احاد کی مالیت مختلف ہوتی ہی  
 يعرفونها من العدى المتفاوتة لان الضابط في معرفتها تفاوت احادها في المالبية  
 معلوم ہوتا ہی کہ یہ عدی متفاوت ہیں عدوی متقارب نہیں ہیں کیونکہ انکی پیمان کا یہ ہی قاعدہ ہی کہ انکی احاد مالیت میں الگ الگ ہوں  
 وهذا هو المروي عن ابي يوسف ويؤيده ما روي عن ابي حنيفة ان السلم لا يجوز في بيع النعامة لتفاوت احادها  
 یہ تقریر امام ابو یوسف سے ہوتی ہی اور اسکی تائید ہی جو کہ روایت امام ابو حنیفہ سے ہی کہ بیع سلم شتر مرغ کی اندون میں جائز نہیں ہی اسکی احاد مالیت میں  
 في المالبية ثم انه في المعدودات المتقاربة كما يجوز عدد ايجوز كلالان المقدار يعرف بالعدد تامة وبالكيل اخرى  
 مختلف ہوتی ہیں پر بیع سلم معدودات متقاربہ میں جیسی گنتی کر کر جائز ہی کیل ہی جائز ہی اسلی کہ مقدار کہی گنتی ہی معلوم ہوتی ہی اور کہی کیل ہی  
 ولا يجوز في كل ما لا يعلم قدره ووصفه كالحيوانات واطرافها ولحمها وجلودها وكذا لا يجوز فيما لا يوجد من  
 اور جسکی مقدار اور وصف معلوم نہ ہوتی ہو او میں سلم جائز نہیں ہی جیسی حیوانات اور انکی اطراف اور گوشت اور چمڑی اور ایسی ہی اس شئی میں جو عقد کی وقت ہی  
 حين العقد الى حلول الاجل بان ينقطع عند العقد وعند حلول الاجل او فيما بينهما وحل الانقطاع ان لا يوجد  
 آخر مدت مقرری تک موجود نہ ہی جائز نہیں ایسا کہ یہ عقد کی وقت نہ ہو یا مدت گذری پر باقی نہ ہی یا ان دونوں کی پہچن ہو جسکی اور انقطاع کی حد یہ ہی کہ بازار میں چھانڈہ  
 في السوق الذي يباع فيه ولا عبرة بوجوده في البيوت لعدم امكن تحصيله بالاكتساب وتسليمه الى صاحبه وكذا  
 شئی بکتی ہی نہ ہی اور گہروں میں اگر ہوی تو اسکا اعتبار نہیں ہی کیونکہ ممکن نہیں کہ کسی سولہ سی پیدا کر کر رب السلم کی حوالہ کر دی اور ایسی ہی  
 لا يجوز في طعام قرية بعينها وثمره نخلة بعينها لاحتمال الانقطاع بعروض الاقاة فينتفى القدرة على التسليم وكذا  
 کسی خاص گاؤں کی غلہ میں اور کسی خاص درخت کی پہل میں جائز نہیں ہی شاید کہ وہ کسی آفت سے فنا ہو جاوی پر کہاں ہی دی سکیگا اور ایسی ہی  
 لا يجوز بمكيل رجل بعينه اذ لم يقدر له لان التسليم يتاخر فيه فيحتمل ان يضيع ذلك  
 ایک شخص خاص کی پیمانہ سی کسی شخص کی گزنی جائز نہیں ہی اگر اسکی مقدار معلوم نہ ہو کیونکہ اس صورت میں تسلیم کو دیر لگی کی سوائے مدت میں شاید کہ وہ پیمانہ





لَا يَأْكُلُ الْبَنِي عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَتَكَلَّمُ بِسَبِّهِ الطَّعَامُ حَتَّى يَجْرِيَ فِيهِ عَصَا جَانِ وَمَنْ أَمْسَكَ مِنْهُ لَمْ يَكُنْ مُسْلِمًا  
 کیونکہ نبی علیہ السلام کی غذا کی بھینسی سے منع کیا ہی جب تک کہ اس میں دو بار بار بار جاری ہوئی ہو اگر کسی نے اس کی پابندی نہ کی تو وہ مسلمان نہیں ہوگا

الى المسلم اليه عز اير واهم ان يكيل للمسلم فيه في ما وكل وهو غائب ولم يكن في العز اير من جنس المسلم فيه ثلثي كما يكون  
 قوا مني مسلم اليه كواون يا نيكه ويكره كما مسلم فيه يعني مبيع اسمن ناپ دينيا مسلم اليه في اوسكي چو كيل كز بهر دني او حال بهر يي كواون كواون من مسلم فيه ك جنس ك كچه منين تا  
 قضاء حتى لو هلك يهلك من مال المسلم اليه لان اهمه لم يصادف ملكه لكون حقه في الدين كافي الحين ويصدر  
 قوليده اهو يانك ك اگر تلف هرتاوين تو مسلم اليه كمال تلف هرتاوين كوا اسكي كوا اسكا امروكي ملك مي منفصل منين هرتاوين كوا اسكا حق تو اهي دمي منين هرتاوين كوا اسكا حق  
 قوليده اهو يانك ك اگر تلف هرتاوين تو مسلم اليه كمال تلف هرتاوين كوا اسكي كوا اسكا امروكي ملك مي منفصل منين هرتاوين كوا اسكا حق تو اهي دمي منين هرتاوين كوا اسكا حق

[illegible]

فیهما اولاً یصیر المشتري قابضاً لها جميعاً اما العين فلهصة امره فيه لمصادفته ملكه لانه ملكه بالشرع فيكون  
اوسمين پہلی بہر دینی تو مشتری یعنی رب المذموم کو قابض کہے گا تو اس میں ہو گیا عین کا تو اس میں کہ اس میں واقع ہوئی کیونکہ غیر یہ کہ ایک ہو چکا ہی  
فعل المامول كفعل الامر اما الدين فلا اتصاله بملكه بوضاه وبالاتصال بالملك بالرضى يثبت القبض وان جعل  
عمل کا یہ کہ یہ اور رب المذموم یعنی مسلم فہم قابض ہو کہ رضا سی او کی ملک میں ہو گیا اور رضامندی کی ساتھ ملک میں محتاجی سے قبضہ ثابت ہوئی اور اگر

المدين فيها اولا لا يصير المشتري قابضاً لشيء منها اما الدين فله عدم صحه قاهره فيه لعدم بمصادفته ملكه لان حق مسلم البيره في مسلم فيكون يهر ديا تو مشتري يعني رب مسلم دونو كا قابض نهين هو نيكا دين نهين مسلم فيكا اسلمو كه اسلمين او كا كا دوست نهين هي كيكا او كا كا اسكيك پر نهين هي اسلمي كه او كا  
في الدين لا في العين وهذا عين فيكون الماصو بجعله في الخاثر متصرفا في ملك نفسه فلا يكون فعله كفعل الامر في الدين لا في العين

حق رہیں ہیں یہ عین میں نہیں ہے اور یہ عین ہی اب مامور یعنی مسلم الیہ کی جو کہہ لوں گے میں بہرہ دہی میں تو اپنی ملک میں نظر کیا ہی تو سوسائٹی، سندھ، سرکاری اور یہاں  
 واما العین فلا نہ خلطہ بلکہ قبل التسليم وهو استهلاك عند الحقيقة فينفسه البيع وهو ما نوع اخر من البيع  
 اور یہ عین سوسائٹی کے رائج فی تسلیم پہلی اپنی ملک میں ملتی ہیں اور یہ ایام ابو حنیفہ کی نزدیک ہلاک کر دینا ہی سو بیع فسخ ہو جاوے گی اور یہاں ایک اور قسم کی بیع ہے  
 یسعی استصناعا وهو ان يقول رجل لصانع اصنع لي من ماله شيئا بصورة كذا وقد مر كذا بكذا درهما بلا ذكر  
 کے مستعمل ہے اور کہتے ہیں کہ یہ بیع ہے کہ ایک شخص کہے کہ میری مال سے میری طرف سے اور اتنے ریشی اتنے قیمت کو بنا دی مدت کا کچھ ذکر نہیں کیا

ہو کہ استصناع کہنی ہیں وہ یہ ہے کہ ایک شخص کاریگری کی میری لئی اپنی مال میں سی فانی چیز اس حد تک اور اسی بڑی اتنی قیمت لو بہا کا مدت کا چہرہ دریں کا  
اجل معلوم فان كان ذلك الشيء مما جرى فيه التعامل كالخرف والطشت والعمقة ونحوها يصح استحسانا  
پہر اگر وہ ایسی شئی ہوائی جبین لوگون کا عمل دہ آدم رواج پڑ رہی جیسی سوزہ اور لنگ اور قند وغیرہ تو استحسان درست ہے  
للاجراء الثابت بالتعامل من زمن النبي عليه السلام الى يومنا هذا ويكون بيعا لعدة حتى يجازي الصانع على تحصيله  
اور یہ بیع ہی ہوتی ہی کو چند عہد نہیں ہی بیان تک کہ کاریگری ربانی کی ای زور کیا

کیونکہ رواج کی سبب بنی علیہ السلام کی عہد سی آج تک اچھے چلتا ہی  
اور یہ بیع ہی ہوتی ہی چھڑے ہوئے ہیں، گاہیکان ملک کا ریگر پر جاتی قادی زور  
ولا یرجع لامر عنہ ولو کان عدلہ لکان للامر الرجوع ولہم یکن علی الصانع الجبر والمبیع هو العین لا علی حق لوجاء بہا  
اور سائی دینی والا پھر نہیں سکتا اگر وعدہ ہی ہوتا تو سائی والا پھر جاسکتا اور کاریگر پر زور نہ چلتا اور مبیع وہ شئی یعنی موزہ وغیرہ ہوتی ہی عمل نہیں ہوتا یہاں تک کہ اگر وہ  
صنعہ قبل العقد او صنعہ غیرہ یصح ولو کان المبیع عملہ لما صح ولا یتعین المبیع للامر بل اختیارہ حق یصح  
تہیکہ کا جائز ہوتا اور مسدود نہیں ہوتا کیونکہ یہاں تک کہ

عقد سی پہلی کا بندہ ہوا یا اور کاری اگر کی ہوتے کا دیوی تو جائز ہی اور اگر مبیعہ علی ہی ہوتا تو کیونکر جائز ہوتا اور مبیعہ لیکر بغیر امر کی نہیں ہو جائی یہاں تک کہ  
للصانع بیعہ قبل لروية الامر ولتعلن لمصالحه بیعہ ولا امر الخیار عند الروية لانه اشترى عالم یرہ فی کون الہ خیا  
کاری کہ کو اختیار ہی کہ امر کی دیکھنی سی پہلی چاہی تو بیعہ ہی اور اگر اسکی ہو چکی تو بیعہ ہرگز نہ جائز ہوتی اور ساری دلی و کتبہنی پر ختم ہر سی لی لے لی سلی کہ لی دیکھنی خریداری











وقت يحل السؤال فقال بعضهم من وجد غدا يومه وعشاء ليلته لا يحل له السؤال وقال بعضهم من قدر  
وقت حال هو تالي بعض كيتي من حكي پاس ايك دن رات كا كهنا موجودي او كوسوال كيتا حال نهي ي اور بعضي كيتي بين جو شخص كا سكنا هو او كوسوال  
على الكسب ليس له ان يسأل الا اذا استغرق اوقاته لطلب العلم قال بعضهم ليس لنا وضع المقادير بل نستدل ذلك  
سوال كرنا نه چاهي او وقت كه او سكا سارا وقت علم كي تحصيل من مشغول هو اور بعضي كيتي بين بكو اختيار نهي من كه اندازہ پوراوين بكو اكا علم  
ذلك بالتوقيف وقد ورد في الحديث انه عليه السلام قال استغنوا فغناء الله تعالى قالوا واهو يا رسول الله  
نقل به سوقوف ي اور بيشك حديث بين آياي كه نبه عليه السلام في فرمايا غني رهواسكي غناسي صحابتي به چاهو كيهي بارسل الله  
قال غدا يوم وعشاء ليلته وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال من سئل له خمسون درهما  
فرمايا كهنا صبح كا او كهنا رات كا او ايك اور حديث بين ي كه نبه عليه السلام في فرمايا جو شخص مانگي اور لو كي پاس پنجاس درهم  
او بدلها من الذهب فقل سئل الحافا وفي لفظ اخر ابعين درهما فمهما اختلفت الرقيات في التقدير لا يلزم  
يا اتنا اور مال سوالي كا هو تو او سكا سوال لاجت كا ي اور ايك حديث بين چاهيس درهم آئي بين اور جب تقديرات كي روايتين مختلف هو من تو لازم ي  
ان تحمل على حال مختلفة فما يحتاج اليه السائل في الحال من طعام يومه وليلته ولباس يلبسه وعاوي يسكنه  
كه اختلاف احوال پرياس كجاوين بهر جس چیز كا سائل في الحال محتاج هو دن مثلا دن اور رات كي كهانيكا اور كپري كي پيئي كا اور رهنی كي كهنا  
فلا شك فيه واما سواله للمستقبل فله فيه ثلث درجات احدها ما يحتاج اليه غدا والثانية ما يحتاج اليه  
تو او كي جازين كچه شك بين ي اور سوال كرنا آينه كي لي اسين ساكن تين درجه پر هو تالي ايك درجه به ي كا اكي دن او كا حاجت نه پوري اور دوسرا به كه  
بعد ابعين يوم او خمسين يوما والثالثة ما يحتاج اليه في السنة فقط ان من صعه ما يكفيه ولعليا له سنة  
بعد چاهيس يا چاس دن كي او سكا محتاج هو وي قسیر به كه سال بهر مين محتاج هو سو هو كيقين ي كه حكي پاس اتنا كچه هو كه او كوا او كي عيال كو سال بهر  
فسواله حرام لان ذلك غاية الغناء فان كان يحتاج اليه قبل السنة لكن يقدر على السؤال في ذلك الوقت ولا  
كفايت كوي تو او كوا لگنا حرام ي كيونكه به بڑي غنا بهي پر اگر سال تمام هو تي سدي حاجت نه پوري ليكن او وقت حاجت پري ي سوال كر سكتا ي  
يفوت فرصة السؤال لا يحل له السؤال لانه مستغن عن السؤال في الحال وربما لا يعيش الى الغد فيكون قد  
فرست سوال كي انته سي بين جاتي تو او كوا سوال كرنا حال نهي كيونكه بالفعل سوال كي حاجت نهي ي اور بعضي وقت اكي روزك جيتا نهي رستا  
سئل ما لا يحتاج اليه اذ وجد عنده ما يكفيه من غدا يومه وليلته وان كان يفوته فرصة السؤال ولا  
تواس صورتين ناحق سوال كيا اسلي كه او كي پاس اتنا تها جو صبح اور شام كي كهاني لو كفايت كوي اور اگر البساحال ي كه فرصت انته سي جاتي ي  
يحد من يعطيه لو اخذت السؤال يبلح له السؤال لان البقاء الى السنة خير بعيد وهو يتاخير السؤال يخاف ان  
اكي سوال بهر بر كهين تو ديني والا نهيكي قواپ سوال كرنا مباح ي كيونكه برس بهر جيتا كچه بعيد نهي ي اور سوال بهر بر كهيني مين خوف بهر ي  
يبقى مضطرا عاجزا يغنيه والمدة التي يحتاج فيها الى السؤال لا يقبل الضبط وهو منوط باجتهاده ونظرة  
كه مبادا عاجزا چاره جاي اور مقرر كرنا اس مدت كا جسين حاجت سوال كي بڑ جادي قابل ضبط كي نهي ي وه صرف اكي قياس بوجه پر  
لنفسه فيستفتي قلبه ويعمل به ولا يصغي الى تحويف الشيطان لانه يعد الفقر ويامر بالفحشاء التي ايجب للضرورة  
اور جان كي خير خواهي پر موقوف ي سو بهر شخص اپني دل ي فتوي لوي اور او سپر عمل كزي اور شيطان كي دُراني پر كان نه دهري وه توفيق كا وعده اور فحشاء كا ام كرنا  
فان من عجز عن الكسب واشتد جوعه وخاف على نفسه يلزمه السؤال لان السؤال نوع اكتساب لما روي انه  
بیشك جو شخص كاي سي لا چاره او بهر كا مرنی لگی اور پا ككه خوف هو تو او كوسوال كرنا چاهي كيونكه سوال بهي ايك طرح كا ي ي اسلي كه روایت ي كه نبه  
عليه الصلوة والسلام قال السؤال اخر الكسب فان ترك السؤال في تلك الحالة حتى مات ياتم لانه اتقى نفسه  
عليه السلام في فرمايا ي كه سوال لا چاري كي كائي ي بهر اگر اسي حالت مين سوال نكيا آخر مرگيا تو كنهكار هو كا كيونكه اپني جان كو هلاك كيا

اور سوال بهر بر كهيني تو ديني والا نهيكي قواپ سوال كرنا مباح ي كيونكه برس بهر جيتا كچه بعيد نهي ي اور سوال بهر بر كهيني مين خوف بهر ي











وغير حاجب وبقدر طاقته عنه

وہی ہے جس نے ہمیں یہ سچ بتایا کہ ہمیں اپنی زندگی میں ایک نئی حرکت کرنی چاہیے۔

وَلَا تَقْلِبْ عَظْمَهُ شَيْئًا لَّعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ لِيَقْبَلُوا فَلَاحِشًا مِنْ

وما اذا قلنا اعطائه شيئا وقد خفي عنك انما اعطاه ضعفه من الخ

اور کسی فقیر کی حکایت ہے کہ وہ باری بھوک کی ناتوان ہو گیا

حلال عليك لان فقال اخاف ان اسئل الناس في رزقي محرما مع قدرتهم على الاعطاء فيلكم الله تعالى

اس حالت میں سوال کرنا جلال ہی کو بتایا کہ جو کچھ ہم قریشی کہہ رہے ہیں تو کوئی سنی مانگے یا نہ مانگے، باوجود مقتدر کی محروم رہیں اعدا سپہ راہ کو امداد تعالیٰ ہلاک کر ڈھکی

من ينبغي ان يعلم ان العلماء اذا استلوا في مجلس علمهم شيئاً عن لباس لا يحل لهم ذلك لان ذلك التلباس بالعلم

جہی کی بات ہی نہ اترے اور جس نے بیس یا چوبیس کو پڑھا تو اس کا دل بھی ہل گیا اور وہ بھی

یا غیری کی دہلی اور ایک ڈینگا سوال پیہی کہ توڑا کھنڈہ دیگر بہت سالیانہ چانچے عرس اور خستہ کی کہ رحمت

النَّحْتَانِ وَاتَّخَذَ الْعَمَلُ جُلُوسًا فِيهِ نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَلَا تَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِينَ يَنْبَغِي أَنْ يَعْلَمَ إِضَافَتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ن ہوتا ہی اور لیکن غم کا واسطی حصول نسل کی کیونکہ کہتی ہیں کہ یہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی ہے اور نہ کہ احسان کہ وہ زیادہ دمی پر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ

اللابي بكر والي ذر وتوبان لاتشتر. احل شيئا وان سقط سوطك وكان ابو بكر وتوبان ينزلان عند سقيا

اور ابوبکر اور ثوبان سی فرمایا سہی چہ نہ مانگنا ارچہ لوز اور چہی اور ابوبکر اور ثوبان کا یہ حال تھا کہ انکا لوز اور لوزی

و طه في اجمع ما يكون من الناس في قوله ان لك شاه عندنا لا و يوبى قد ان هذا على ان حربه سبوا له فطهر

سؤال الثالث في الاستخارة وسؤال التفتق فتعبر بالحق فيه خصوصاً ان كان صديداً او مملوكاً الغند

بلکہ خدمت لینے کو ہی شامل ہی اور سوال نفقہ کو ہی ایسی شخص ہی کہ اس میں حق دار نہیں خاص کر اگر بچہ نابالغ ہو یا غیر کا غلام ہو

صلى نفسه فيكون استخراجه وتاديبه ولذلك يجوز استخراجه مملوءه واجيره وتروجه في مصلحة

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴

اندر کی کار بار بین اوصای شاکر دسی بشر اجازت اگر بالغ سواد بلحاظ ولی کی اگر نابالغ ہو اتنی عمر علم موافق اپنی رضا کی آسان کر

المجلد السادس والسبعون في بيان حقوق المالك على المولى وغيره من

غلاموں کی حقوق میں مولیٰ پر اور سوار اور سکی

حكم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمملوك طعامه وكسوته ولا يكلف من العمل الا ما يطيق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا واسطی علی من بی ہاوسکا کہانا اور پین

[illegible]

ما يكفيه وكسبه قدومه ما يحتاج اليه وليس له ان يكلفه من العا لاما يطيقونه كما في كتابنا

اور سولی کو نہیں چاہی کہ کار بار میں ایسی تکلیف دی جو طاقت نہ رکھتا ہو اس واسطی کہ

\_\_\_\_\_





وجاء المسلمين وأظهروهم ثمان ثمانون والبسواهم بما تلبسوا ثمان ثمانون قبيعا

انہ قال كنت اضراب خلافا الى فتبعوت من خلق صبراً على امر او افسحوا لى الله اقداراً

کہ وہ کہتی ہیں کہ میں اپنی خدام کو مارنا چاہتا ہوں میری اپنی چھٹی سی بیگم آواز سنی سمجھ کر ایسی ابو مسعود احمد پنچھیر پرست توڑ پھوٹی بہ نسبت تیری اس خدام پر

میں نے جہاد دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہی میں عرض کیا یہ واسطی خدا کی آواز ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ تکتاؤ گے تو تم لوگ جہاد نہیں کر سکتے گا و اھو بہر محبوب للہ علیہ السلام کہلت اھو حرجو جہاد اللہ تعالیٰ کان علیہ الامام و یوسف علیہ السلام

النار والمستك النار في حديث الخرواه ابن عمر انه عليه الصلوة والسلام قال من ضرب خطا لصدا  
لك سكتي يا صغرا ما عليك شئ ان كان لك او حدثت من ي ارموكم روت عن كني عليه السلام قوله احسنه الله خذوه كما ناسخ حماري

ثم ياتيه اولطيه فان كفاسته ان يعتقه يعني ان من ضرب غلامه على ذنب لم يفعل ما اولطيه فان ذلك

یا طمانجہ مارا تو اسکا گناہ یہ ہے کہ اوسکو زندہ کر دی مراد یہ ہے کہ جسنی اپنی غلام کو خطا کی تیرا نہ مارا جو اس سے نہیں ہوتی یا طمانجہ مارا تو اس کا دیکھ

الضرب لا ذول الا لصانعہ من الذل بعد عنہ ذنب واما اذا لم یسئل عنہ ذنب فمما رخص اللہ علیہ السلام

یہ سب اوس صریح میں ہے کہ اوں ہی خطا نہ ہوئی ہو اور اگر اوسنی خطا کی ہو تو عیشک نبی علیہ السلام فی اجازت دی ہے

یہ بتا دینا کہ ادب کی طرف سے کیا توقع ہے۔ یہ بتا دینا کہ ادب کی طرف سے کیا توقع ہے۔ یہ بتا دینا کہ ادب کی طرف سے کیا توقع ہے۔

سوطا وهو رجل العبيد والامراء في القنف والشرب فينبغي ان يكون التعزير عند ابي حنيفة اقل من ذلك

اور یہ حد علامتوں کی ایسی ہے اور شراب حوائق اب نہ داریں کہ امام ابوحنیفہ کی نزدیک تشریح اس مقدار سے کم ہو

ان يكون اكثره تسعة وثلاثون سوطا واوله ثلثة وانما كان اقله ثلثة اذا قل منه الا يفع الزجر فيصربه

جی زیادہ سی زیادہ اثنائیس درہ ہوں اور کم سی کم تین درہ اور کم سی کم تین کہ اس سی کمترین کچھ وہی نہیں ہوتی پھر تین سی لیکر

تالیس تک اختیار ہے جتنی میں دیکھیں گے اب مان گیا لیکن اس کو غصہ کی وقت نہ ملے بلکہ جب غصہ جاتا ہی تو ماری

قد يضربه بالغضب زيادة على قدر ذنبه فيؤخذ بقدر الزيادة يوم القيمة بل ينبغي له عند غضبه عليه  
 سلمی کہ غصہ میں شاید کہ گناہ سی زیادہ مارے پھر اس بڑھتی کہ بدلہ قیامت کی دن مراخذہ ہودی بلکہ ان پاسی کہ جب غم پر کسی

م و خیا ته ان یتفکر فی معاصیه و جنایتیه علی الله تعالی و تقصیریه فی طاعة الله تعالی و یری نقصیه و لو که

[illegible]

خدمت میں دیکھ کر خیال کری کہ یہ خدمت خالق کی تفصیلاً وبال ہی اور رات دن میں اسکی ستر خطائیں معاف کر دیا کر کا اسوۂ مطہر محمدی علیہ السلام

موسیٰ روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر پوچھا یا رسول اللہ میں خادم کو کسی بار معاف کر دیا کریں آپ چپ ہو رہی اوس فی دوبارہ عرض کیا آپ چپ

ما كانت الثالثة قال عفوا في كل يوم سبعين مرة وفي حديث آخر انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ضربت  
 تسري مارحوض كما تو فاما بمرور ستة ايام عاف كما رو اوراك اور حديث شيخكم عليه السلام في قولنا ح تيرسي كوكب

مَدَامَ فَتَدْرَأُ اللَّهُ تَعَالَى فَلْيَمْسِكْ أَيْ يَنْجِي عَنْهُ بِالْعَفْوِ وَيَتَذَكَّرُ قِصَاصِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا يَضُرُّهُ عَلَى ذَلَّةٍ

کوداری نوروزہ اسمہ کا نام بیوی توجا بی بی کہ باز رہی بیبی معا کر لی الٹ ہو جاوی اور عیامت لی دل کا قصاص یاد داری اور آلو ادا فی لغزش



رواه ابن کثیر لا یزال یروی عن عبد بن عمر أنه علیه السلام قال لا تضربوا الماءکم علی کسراتکم  
 فان لها اجالا حال الناس فی حدیث اخر رواه الصعق انه علیه السلام قال لا تغضبوا ولا تشطوا فی  
 کسراتکم فان لها اجالا حال الناس وقد حکى ابن صبیح بن مهران کان عنده ضیف فاستجمل علی جاریتہ با  
 فحاجت مسرعتی فی یثاقصعة ملوة بطعام حار فشرت ولاقتهما علی رأس سبیلها قال سبیلها أخرقتی لاجار  
 فقالت اجاریتہ یا معلم الخیر یا مؤدب الناس ارجع الی ما یقول الله تعالی قال ما یقول الله تعالی قالت یقول  
 والکاذبین الغیظ قال کظم غیظی قال ترد فان الله تعالی یقول والعافین عن الناس قال قد عفوت  
 عنک قالت ان الله تعالی یقول والله یحب المحسنین قال انت حررة لوجه الله تعالی وقیل لا احنف  
 بن قیس من تعلمت الحلم قال من قیس بن عاصم انه کان فی داره جالسا اذا تبت جاریتہ بسفود علیہ شواء  
 من یدها السفود علی ابن له فعقره فمات فدهشت الجاریتہ فقال لا یتک من هذه الجاریتة الا العتق ففقا  
 انت حررة لوجه الله تعالی یا جاریتة لا بأس علیک وروی عن ابی امامة انه علیه الصلوة والسلام وهب  
 خلافا فقال له لا تضربه فانی نصیت عن ضرب اهل الصلوة وقد رایتہ یصلی فانه علیه السلام اشار فی  
 هذا الحدیث ان المصلی لا یاتی غالبا بما یستحق الضرب لان الصلوة تنفی عن الفحشاء والمنکر وروی عن الحسن  
 انه سئل عن مملوکی یصل صلاة فی حاجة وتحضره صلاة الجماعة او الجمعة بلایة ذلك یبدأ قال بحاجته مولا  
 قال الفقیه ابواللیث هذا اذا کان فی الوقت سعة ولا یحذف وقت الصلوة واما اذا خاف من ان یحذف له  
 تاخیرها عن وقتها الماروی انه علیه السلام قال لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق وذاک فی المظهر ان السید  
 لا یجوز له ان یمنع عبده عن أداء فرائض الله تعالی لاجل خدمته واذادی العبد فرائض الله تعالی لا یجوز  
 تاخیرها عن وقتها الماروی انه علیه السلام قال لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق وذاک فی المظهر ان السید

[illegible]



كان الطعام مستفوهاً قليلاً قليلاً في بيده منه أكله أو أكلتين وفي الفتاوى لجل لا ينفق على عبدة  
 بهانه في بيت هون أو سكراناً تهوواً هو توأوكي أيتهم به وحين سي ايك بارونتين ركبي اورك فتاوى مين بي كد ايك شخص غلام كا خرج منين او شاتان  
 ان كان العبد قادراً على الكسب لا يأكل من مال مولاه بلا رضاه وان لم يكن قادراً على الكسب او وضعه  
 اكر و غلام كاسكتاي توأوكي كي مان مين سي اوكي بي رضاه كهاوي اور اكر كانهين سكتا يامولي كافي منين  
 مولاه عن الكسب يجوز له ان يأكل من مال مولاه بلا رضاه ولا ملة تاكل مطلقاً روى عن ام سلمة  
 ديتا روي جازي بي كد مولي كي مان مين سي بلا اجازت كهاوي اور لونه بي به حال كهايا كرى ام سلمه سي روي ايت بي  
 انه عليه السلام كان يقول في فرضه الصلوة وما طمكت ايمانك فانه عليه السلام قرن المماليك بالصلوة  
 كد بي عليه السلام مرض كي حالت مين قراني تقي تهازي اور مملوك كي حفاظت كرويشك بي عليه السلام في ماليك كونا كد سانه ملاكر  
 وامن بحفظهم كما امر بحفظهم بالعلم ان القيام بمقدار حاجتهم من الطعام واللباس وتعلم الدين واجب  
 اكي حفاظت كاكرو يا جيري ذكي حفاظت كاكرو معلوم هو كد ماليك كي خدمت بقدر حاجت كهاوي بهني اور دين سيكتي كي مملوك كي ذمه  
 حل من يملككم كياجب الصلوة عليهم فان المسلم كما يجب عليه نفقة عبده وامائه قد لم يكتفهم كذا ملك  
 اسي و اجب بي جيسي او شهر غلام و اجب بي بيك مسلمان پر جيسي خرج غلامون اور لونه يون كا بقدر كفايت واجب بي اسي بي  
 يجب عليه ان يعلمهم ما فرض الله تعالى عليهم وما نهى عنهم فانه هذا امر قد اهل لكثير العلماء في هذا  
 او سپر به و اجب بي كد سيكتاوي الله تعالى في كيا كيا او شهر فرض كيا بي اور كيا كيا منع كيا بي بيك سيه سياكام بي كد اس زمانه مين اكر علماء وني چوڑا يا بي  
 الزمان فضلاء عن العوام فان العبيد والامراء في هذا الزمان لا يقصدون بالتعليم اصلاً بل انما يقصدون  
 عوام كوكيا روئين بيك غلام لونه يان اس زمانه مين دين سيكتي كا اراده هرگز نهين كرتي بلكه بخر مقاصد  
 لقضاء الما رب الدينوية فقط كانهم عند ملاكم حيوان بهمي لا تكليف عليهم فان كثيراً من بدعي  
 دينوي كي كچه اراده نهين كرتي كوياده وني مملوك كي پاس ميل ذكرين اوكي ذمه احكام شرعي نهين مين بيك اس زمانه مين اكر شخص جواسلام  
 الاسلام في هذا الزمان يكون عنده عبيد واماء فلا يامرهم بواجب ولا ينههم عن حرام بل يكون العبد و  
 دعوى كرتي مين اوكي پاس غلام لونه يان مين پر اوكو كونه كسي واجب كاسم كرتي مين اور نه حرام بي روكتي مين بلكه غلام لونه يون كو  
 الجارية في ملكه عدة سنين لا يصليان الصلوة المفروضة ويرتكان امور كثيرة من المناهي والمنكرات  
 اوكي ملك مين كچي برس كد رجاتي مين كد فرض غلام نهين پر نهني اور بهنيري اعمال مناهي اور منكرات كچي جاتي  
 وهو يربها ويتغافل عنها ويظن ان الله ما عليها لا عليه ولا يعلم ذلك المسكين انه مؤاخذ بما صدر عنها  
 اوسمين ريكها كرتي مين اور كچه نهين كچي اس خيال مين مين كد ادك كانه او نهري چهر نهين بي اور بيچاره كوي به خبر نهين كد كونا او نسي هوگا و كچي جاو كيا  
 ومثول عنه ومعاقب عليه يوم القيمة لما روى عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال كل كور سراع  
 اور اوسي پوچه هوگي اور قياست كي دن او سپر عذاب هوگا كيونكه عمر بن الخطاب سي روي ايت بي كد بي عليه السلام في فرمايا تم سب گهبايان هو  
 وكلكم مثول عن رعبته فاذا علم الانسان ان يثقل عن عبده وامائه يوم القيمة لا يتركهم كاليهايم  
 اور كچياني كي سبي پوچه هوگي جب اوسي كوي به معلوم هو كد قياست كو غلام لونه يون كي مجبسي پوچه هوگي تو او كوشتر بي مهار  
 الرسالة بلا ضابط ديني ولا ناجر شرعي بي ايشد هم بنوام الشرعية ويقيدهم بالاحكام الدينية ويصونهم  
 في ضابطه ديني اور بغير ناجر شرعي كي كيون چهر وري بلكه او كوشتر بيت كي سي مين باند بي اور احكام ديني مين بهيري اور عذاب اخروي كي  
 عن موجبات العقوبات الاخرية اذ قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم ناراً فان اهل  
 اسياب سي بجاوي الله تعالى فرماتا بي اي ايمان والو بجا واپني جاتي كو لونه يون كور والون كو اس اگ سي بيك لفظ اهل

وإن كان الأصل فيه أن يطبق على القرابة لكن يطبق على الأسماء أيضاً ولا يبعد أن يكون المراد بهذا

اگرچہ اصل میں قرابت وار ہے بولتی ہیں

لیکن اتباع کو بھی اس کی

اگر کیا العید کی گریبان علوم کی جست سی

المعنى لغويته فلي هذا يجب على المؤمن ان يعلم عبده وجماعته من احكام الاسلام قدر ما يجب عليهم

یہی معنی مراد ہوتا اس لفظ کی مولا حق مؤمن پر داجسم ہی کہ اپنی خدام الوہیہ میں کو

احکام دینی جعفر او شیر و احباب

ثم يا مريم يا دلاء الفرائض والواجبات وبيتهن عن ارتكاب المعاصي والمحرمات بالزفة اذ كان ابوا

نہ اون کے رفیق اور ہوا چتا اوکا کے

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیر لوتی قرابچ اور واجیا ادا کرانی اور معاف اور عمارت پھل کرنیسی منع کردی پہلی توڑی ہی پیر اگر نہ تھیں

يقول الكلام عليهم فان ابو

لا يحل بعد ذلك بيعه لأنه مأكول

پیر ہی اگر باز نہ آوین تو بارگاہِ پیر ہی اگر کوئی اور نہیں کسی طریقہ خوبی کا نہ لی تو اس کو چھوڑ لی  
ہستی کہ جب تک اس کی ملک

فما كان عليه من ظلمة أقلامه تأخرت آثاره وحالته روي لا...

فی ملکہ یحییٰ علیہ حفظہ لہما قال قاضیخان فی فتاویہ رجل لہ عبد مریض لا یقدر علی الوضوء عن

مین رہی گا اسی حفاظت کا ذمہ داری چنانچہ قاضی خان اپنی فتاویٰ میں کہتے ہیں ایک شخص کی پاس غلام بیادہی و ضوریہ میں کر سکتا

محمد يجب على المولى ان يوضيه لانه مادام في ملكه كان عليه تعاھده لكن ينبغي ان يعلم ان المولى و

میں نے کہا کہ میں اس کے ساتھ جاؤں گا۔

م محمد سی ہی کہ موتی پر وضو کرنا واجب ہی اسلئے کہ جب تک اسکی تک میں ہی تبت تک اسکا ذمہ داری لیکن سمجھنا چاہئے کہ موتی کو اگرچہ غلام کامیاب

ن جازله ان يضرب ع

الحمد لله الذي بما يوجب الحمد وليس له أن يقيم عليه

لیکن اگر ایسا کام کر گیا جس میں حد آتی ہو تو مولیٰ کو اختیار نہیں ہے کہ مقدمہ پیش کوی پر جسٹس عالم

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله ۝

الحمد لا ياذن الحاكم بعد المرافعة اليه وثبوت عندده فاذا اقام عليه الحد ولم ينزجر بديعه ولو بتمن نجس  
 به حسب اوسير حد جاری جو حکم تو ہی نہ ماراؤی تو ہی اگر حد کے امیر مستی

بیت کریم زدی اسپر حد جاری کری

أُروى عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: إذا زنت امرأة أحدكم فليحدّها بحد ولا يثرب عليها ثم إن

وسطی کہ ابوہریرہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جو

اگر کسی اور عدہ کا نام ہو جاوی تو اسکو صحرا میں چھوڑ دینا اور اسکو کچھ سیر زلش نہ کری پھر اگر

وسطی کہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسی کو نڈھالی اور وہ خاتم ہو جاوے تو اس کو حد مارنی چاہیے اور اس کو چوبیس برس زلش نہ کریں پھر اگر ق

پچھلے پچھلے چمکے پچھلے

ثالثاً الثالثة وليس بها ولو جيل من شعروا في ذلك ما على الله

یاد تازی تو بہر حد مارتی چاہی اور کچھ بہر زلفش نہ کری بہر اگر تیسرے دفعہ زنا کری تو اسکو بچہ ڈالے اگر چہ بددعا کی سی کی اور مطلق لوندی کی ذکر کرنی میں

شعرا بان سطرها منكوحة كانت او غيرها المجلد لانها نصف جلد الحائري لم تقم تعالي فان اثين بقية

معاشرہ بانٹنے کا یہ دعوہ غیر قابل عمل ہے کیونکہ اگرچہ یہ دعوہ صحیح ہے مگر اس کی عملیت میں بہت سی مشکلات ہیں۔

أرضه نضرة ماعدا الحصى من حوله زار والاد الفلست فتهقلا قال واد المسح

عليهم من نصف ما على المحصنة من العذاب والمراد بالفاحشة في الآية الزنا وبالمحصنة الحرائر وبالعتا

دنیویں آدمی کے ہمارے جو بی بیوں پر عمر رہی اور مرد لفظ فاحشہ کی اس نیت میں زنا ہی اور محضت ہی مراد اور عورتیں

جلد لا الرجم لانه لا ينصف واستدل الشافعي بهذا الحديث على ان للمولى اقامة الحد على مملوكه وقال

اور

اور



فیکون معنی الحديث لا يقتصر على تغييرها بل ليقيم عليها الحد فيل معناه لا يثريب عليها بعد اقامة الحد

تر معنی حدیث کی یہ ہوتی کہ سرزنش پر کتنا کریں بلکہ جو پر حد جاری ہو جاوی اور بعضی کہتی ہیں اسکی معنی یہ ہیں کہ جب حد جاری ہو چکی تو اب سرزنش نہیں ہی

علیہا واما الامر ببيعها في الثالثة فليتأفیه من ترك الخالطة مع الفساق واهل المعاصي فان قيل كيف يكره

اور ہا حکم یہ ہے کہ تیسری دفعہ میں الٹی ہی کہ اس میں فتنائے اور فحشاء کا ملبہ اور صحبت چھوٹتی ہی پھر اگر کوئی اعتراض کری یہ کہ اگر کسی

شيئا لنفسه ويرتضيه لآخيه المسلم مع انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لآخيه ما يحب

کہ ایک شے کو اپنی الٹی پسند بھی اور یہاں مسلمان کی الٹی پسند کری باوجودیکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی مؤمن ہونا کوئی تم میں سے جب تک کہ پسند نہ کری واسطی بہا ہی

لنفسه فالجواب ان بيعها على قصد ان تستعف عند مشورتها بضبطها او بالاحسان اليها والتوضعة عليها

مسلمان کی جو پسند نہ کری اپنی الٹی تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس نیت ہی سے کہ مشورت کی پاس جا کر اسکی ضبط یا احسان کرے ہی اور فراخی برتی ہی عقیفہ ہو جاوی

وتذكر في نصاب الاحتساب ان من اعتاد ان يشتم مماليكه كل يوم وكل ساعة لا يقبل شهادته وان كان

اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی جسکی یہ عادت ہو جاوی کہ غی مول کو ہر روز اور ہر وقت گالیوں دے کر ہی تو اسکی گواہی مردود ہی اور اگر کسی کہی کالی دیتا ہو

احيانا تقبل ان لم يكن قذفا وان كان قد فاسقط العدالة ويوجب الجلد لكن لا يضرب في الدنيا لان المو

تو گواہی اول صورت میں قبول ہوگی کہ گالی قذف نہ ہوئی اور اگر قذف ہو تو عادل نہیں رہتا اور دوزخ ماری آتی ہیں لیکن دنیا میں نہیں اسلی کہ مولی ہو

لا يعاقب في الدنيا بسبب عبده بل يضرب في الآخرة لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من قذف

دنیا میں غلام کی جہت سے عقاب نہیں ہوتا بلکہ آخرت میں لگائی کیونکہ ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنی غلام کو

مملوكه وهو بريء مما قال جلد يوم القيمة الا ان يكن كما قال وذكر الفقيه ابو الليث في التنبيه عن عامر الشعبي

کہاوی اور وہ اسکی گالی سے پاک ہی تو قیامت کی دن دوزخ لگائی مان اگر کوئی کہی کی موافق ہو تو خیر اور فقیر ابو الليث تنبیہ میں عامر شعبی سے روایت کرتا ہی

انه قال استسقى رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من اهل بيت فدعت المرأة خادمتها فابطات

کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک اہل بیت سے پانی مانگا سو بی بی کہروالی نے لٹری کو بلایا اوستی دیر کی

فقد فتما فقال ذلك الرجل اما انك تستحدين لها يوم القيمة او تقمين اربعة انما كبا قلت فاعتقها

پہر لی بی بی تو کو گالی دی پھر اس شخص نے پتی ہی بیشک قیامت کی دن تیرے حد لگی گاہا گواہ لاؤ کہ یہ لٹری ایسی ہی جو تو کہتی ہی پھر لی بی بی تو کو لڑاؤ

قال عسى ان يكفر هذا عندك هذا الحديث وان دل على ان قذف المملوك يوجب الحد لكن لا

اس شخص نے کہا امید ہی کہ تیرے عرصہ میں جو حدیث ہی اگرچہ معلوم ہوتا ہی کہ غلام کو گالی دینے سے حد لازم آتی ہی لیکن حد

يوجه لعدم الاصل فيه لان شرط الاحصان في حد القذف خمسة الحرية والاسلام والعقل و

واجب نہیں ہوتی اسکی کہ محسن نہیں ہی الٹی کہ حد قذف میں احصان کی شرطیں پانچ ہیں ازادگی اور اسلام اور عقل اور

البلوغ والحفة عن الزنا فمن لم يوجد فيه واحد من هذه الشروط الخمسة لا يكون محصنا فقتله

بلوغ اور پاک ہونا زانیہ سے پھر جسمیں ان پانچ شرطوں میں سے کوئی سی ایک ہی موجود نہ ہوگی تو وہ محسن نہیں ہوگا ایسی کی قذف ہی حد نہیں آتی

لا يوجب الحد بل يوجب التعزير بالغرامة وهو تسعة وثلاثون سوطا عند ابن جنيبة وعند ابى يوسف في

بلکہ بڑی سی بڑی تعزیر آتی ہی اور وہ نزدیک امام ابو حنیفہ کی آٹالیس دہہ ہیں اور امام ابو یوسف کی نزدیک ایک

برواية خمسة وخمسون وفي رواية تسعة وسبعون فان لم يضرب في الدنيا يضرب في الآخرة بسياط

مقتضی میں پچیس دہہ ہیں اور ایک روایت میں اسی دہہ ہیں سو دنیا میں اگر نہ لگائی تو آخرت میں سب کی سامنی آگ کی دوزخ لگائی

من النار على رؤس الاشهاد ومن يوجد فيه هذه الشروط الخمسة كلها يكون محصنا ويوجب قتل في الحد

اور جسمیں یہ پانچوں شرطیں تمام موجود ہوں تو وہ محسن ہی اسکی قذف سے حد لازم آتی ہی

وهو ثمانون سوطا للعر ونصفا للعبد مع عدم قبول شهادتهما ولو بعد التوبة لقوله تعالى والذين يرمون  
يعني اسي وده ازاكي لى اورا كى غلام كى لى اورا كى بى مقبول ہوگی گرجہ توہ کریں بریل اس آیت كى اور جو لوگ عیب كاتے ہیں

المحصنت تشرلہم یا تو ابار بعة شہداء فاجلہم ثمانین جلدہ ولا تقبلوا لهم شہادۃ ابدًا واولئک هم  
قیید والیوں کو پھر نہ لائی چار شاہد توہ وادو کو اتی چوٹ قحی کی اور ماواوکی کو بی گواہی کہی اور وہ ہی لوگ ہیں

الفسقین الا الذین تابوا من بعد ذلک واصلحوا فانہ تعالی قد بین فی ہذہ الایۃ ان الذین یرمون المحصنت  
بی حکم مگر جنہوں کی توبہ کی اس پہی اور سنوار پڑی بیحد اسطی فی اس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ شہادت دیاں کر کے ہیں پاکہ عقوبت میں

بالزنا ثم یرتابوا بامر بعة شہداء یتوجہ علیہم ثلاثۃ احکام وجوب جلدہم ویر شہادۃ تم وكونہم فاسقین الا  
پھر نہیں لائی چار گواہ تو اوپر تین حکم جاری ہوگی بالضرورة وہ مادی اور گواہی مردود اور وہ فاسق ہیں پرا تہا ہی

انہم ان تابوا و اقربا بالکذب وبراءة للقد وف واستحلوا امہنہ واصلحوا ما افسدوا من کسر العرض وھتک الستر  
کہ اگر وہ توبہ کریں اور اپنی جھوٹ اور مقدونہ کی برائت کی قائل ہوں اور اس میں صاف کھین اور جو خری کی قیاد کو درست کریں یعنی فی آیت میں اور پڑہ دے دی

یرتفع عنہم الفسق للاستثناء الواقع فی الایۃ ولا یرتفع عنہم الجلد ولا رد الشہادۃ عند العلماء الخفیۃ وکما صر  
توضیح دہ رہو جائیگا اسطی کہ آیت میں استثناء واقع ہوگا اور وہ سبب نہیں ہوگا اور گواہی مقبول ہوگی نزدیک علم خفیہ کی اور حاصل نہیں ہی

ان فی الایۃ تصریحاً بترتیب الاحکام الثلاثۃ علیہم بجز العجز عن اقامة البینۃ بلا اشتراط الکذب فی الحقیقۃ  
کہ آیت میں صاف تینوں حکم اوپر مرتب کر رکھی ہیں گواہ گذارنی ہی لازم ہیں اور کچھ شرط نہیں ہے کہ حقیقت اور نفس الامر میں

ونفس الامر لان القدح خبر یحتمل الصدق والكذب لانہم یتک ستر المعفۃ بلا فائدۃ حیث عجزوا عن اثبات  
جھوٹ ہودی اسطی کہ قذح خبر ہی احتمال صدق اور کذب دونوں کا رکھتی ہی لیکن وہ عفت کی پڑہ دے دی بلا فائدہ مگر کہ ثابت نہ کر سکی

کانوا فاسقین مستحقین للعقوبۃ التي فی الجلد ورد الشہادۃ وان کانوا صادقین فی نفس الامر اذ قال اللہ تعالی  
فاسق ہو گئی اور ستر اور اس عذاب کی ہوئی یعنی وہ اور در شہادت گرجہ واقع میں بھی ہی ہوں اسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

لولا جاءوا علیہ بار بعة شہداء فاذلہم یا تو اب الشہداء فاولئک عند اللہ هم الکذ بون فلعن من ہذا ان ما لا حجة  
کیونکہ نہ لائی وہ اس بات پر چار شاہد پھر جب نہ لائی شاہد تو اللہ کی ان وہ ہی ہیں جھوٹ اس ہی معلوم ہوا کہ جویات پر حجت ہوگی

علیہ فھو فی حکمہ تعالی کذب وذلک مرتب علیہ الحد لعدم الفائدة فی الاخبار بہ من المحسبۃ  
وہ حکم الہی میں جھوٹ ہی اس میں اوپر حد قائم ہوئی کیونکہ اس خبر میں کوئی سافائدہ نہیں ہی نہ تنبیہ

والزجر والسیاسۃ بل هو مجرد ھتک الستر وكسر العرض وهذا اذا کانوا صادقین فكیف اذا کانوا  
اور نہ زجر اور سیاست بلکہ یہ صرف پڑہ دے دی اور بی آہوئی ہی یہاں صورت میں ہی اگر بھی ہوں یہ کیا کہوں مگر

کذبین وھم یحسبون انہما وھو عند اللہ عظیم وھم فی الآخرۃ عذاب الیم نعم من برای رجلا یزنی  
جھوٹ ہیں انہوں کو لگ سہل سمجھتی ہیں اور وہ اللہ کی ان بڑی ہی اور انکی لئی آخرت میں وہ کی مادی ان جو شخص کسی کو زنا کرتی دیکھ

یحمل لہ ان یقتلہ وانما لا یقتلہ لانہ لا یصدق انہ قتلہ لانہ سارہ یزنی المجلس السابع والسبعون  
تو ان کو اس کا قتل کرنا حلال ہی اور قتل لئی نہیں کرنا کہ ثابت نہ کر سکیگا کہ میں فی زنا کرتا مگر قتل کیا ہی ستر و بی مجلس

فی بیان حرمت اللواط وعقوبتہا وغیرھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان خوف ما  
اغلام کی حرمت کی بیان میں اور اسکی سزا وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا مجھ کو بڑی ہی بڑا خوف

اخاف علی امتی عمل قوم لوط ہذا الحدیث من حسان المصابیہ رواہ جابر وفیہ تنبیہ عظیم علی کون عملہم  
اپنی امت پر عمل قوم لوط کا ہی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور اس میں بڑی تنبیہ ہی کہ ان کا یہ عمل



اللہ تعالیٰ عذاباً علیہم وعلیٰ آبائهم وعلیٰ اولادهم وعلیٰ کل نفس من ذلک القوم الذین کانوا یستعجبون منکم ان یسئلوكم عنکم فقلوا ما نعلم قالوا فما یعذبکم فیما کانتم تفترون

کتاب کریم کی اودا کی بڑائی بیان کی اور بار بار اس کا قصہ اپنی کتاب کریم کی کئی سورتوں میں بیان کیا تاکہ جو لوگ خدا اور قیامت کی

وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی خیمہ بنا دی اور وہی اسباب سی۔ جیسا دیکھتا اور پاس بیٹھا اور ہاتھ لگاتا اور منہ چومنا

[illegible]

اندر کتاب این ادوا یک دواست بین بی سواى سوراود گندى که سحر طبع است و در مایه برودى و تیره و کورت و در غشاء است

والمغياثة مثل الخنزير والفرد والحمار بل هو أدنى منها حالاً لما روى أنه عليه السلام قال الخنازير والفرد  
يخرجان من سور أو يندران أو كذا في كل يوم

اعقل عند الله تعالى من يرتكب المعاصي وذلك لان من يرتكب المعاصي على الاستمرار من غير التوبة والاستغفار

يَكُونُ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِمْ وَلَهُمْ أَكْثَرُ نِعْمًا بَلْ هُمْ أَضَلُّ فَاِنَّهُ تَعَالَى شَبِيهُهُمْ بِالْإِهْثَامِ فِي كُنْ مَشَاعِرِهِمْ

متوجه تالی اسباب الدنیا و مقصورة علیها و عدم التفکر فیما یقرع اذانهم من الآیات و عدم الانتفاع بهم هایل

جعل من أجلها تدرج ما من شأنها أن تدرج من المناهج والمضامير وتجهد غاية جهد في جلب

ما یتقوا و سلبوا یضربوا و تنقاد لصاحبها و تمیز من یحس الیہا من یشیء الیہا و هذا لیس الاکرام الا ان

اور اپنی مالک کی مطیع رہتی ہیں اور اپنی محسن اور ایذا رسان میں تمیز کرتی ہیں اور یہ لوگ بدکاری سے نہیں ہیں کیونکہ یہ منفعت

بین المنافع والمضار فیجتهدون غایۃ جہدہم فی حللہا بضرہا وسلبہا بنفعہا ولا یبقا ذلک لہم ولا لآلہا ولا

اور مضرت میں فرق نہیں کرتی اور مضرت حاصل کرنا اور منفعت پہنچانی پر ٹوٹ پڑتی ہیں اور اس میں پروردگار کی فرمان برداری نہیں کرتی اور خدا کی احسان

احسانہ الہیہ من اساءۃ الشیطان الذی ہا عری عدوہ و یقتلہ من عالمات الامم ولا یقاتل من علی

کی تیز کرتی ہیں شیطان کی بدی سی جو کہ اونکا بڑا ہی دشمن ہی اور سخت عذاب پر دوڑتی ہیں اور عیش باغی

النعم المقيم ويكون صر. الذر. قال الله تعالى فمهما دعاهن ناطحات السحاب فتنهن

کی طرف متوجہ ہیں ہوتی اور ادا دل لوگوں میں داخل ہیں جسکو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جانمی ہیں اوپر اوپر دنیا کا جینا اور وی لوگ آخرت سی

خبریں رکھتی یعنی وہ لوگ دنیا میں سی بیہ سی حقیر فی حقیقت کو سمجھ رہے ہیں اور وہی جو دیکھتی ہیں دنیا کی زیب و زینت اور لذتیں اور تمام

حالات جو انکی شہادت کی موافق ہیں اور ہر اہوس کی مناسب اور یہ لوگ آخرت میں جو بڑا مطلب اور غایت درجہ کا مقصد ہی غفلت میں ہیں

لا يخطر ببالهم ولا يدركون من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها ولا يتفكرون فيها حتى يحصل لهم علم بها  
 اسکا خیال و دین نہیں لاتی اور دنیا کی حالات میں سے کسی کو سپر نظر نہیں ڈالتی جس سے آخرت کی سمجھ آتی اور شاہین فکر کر لیں تاکہ ان کو آخرت کا علم آوی

فان العلم بامور الآخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى وقد مرته و ارادته وعلمه وحیثه وذلك العلم لا يحصل  
 کیونکہ علم اخروی امور کا وجود باری تعالیٰ اور اس کی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیثیت کی علم پر موقوف ہے اور یہ علم ہر ان نگاہ

الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر في احوالها المتغيرة وهم قصر النظر على الظاهر الخسيسة كاليهايم ولم يتفكروا في  
 کرکشی مصنوعات میں اور بغیر فکر کرکشی بدلتی حالات میں حاصل نہیں ہو سکتا اور انہوں نے تو تفکر کی طرح صرف ظاہر ہی حقیقت پر نگاہ کر رکھی ہے

عجائب صنعته تعالى ليستدوا بها على وجوده وصفاته التي يتوقف عليها وجود الممكنات فيعلمون ان ما خبر به من امور  
 اور عجائبات صنع الہی میں فکر نہیں کرتے تاکہ اس کی قید سے اس کی وجود اور صفات پر استدلال کر سکیں جس پر وجود ممکنات کا موقوف ہے اور معلوم کریں کہ امور اخروی جنگی خبر

الآخرة امور ممكنة يلزم ثبوتها وكون المكلفين فيها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير بحكم صدق الاعمال  
 آتی ہے امور ممکنہ ہیں ان کا ثبوت لازم ہے اور مکلف لوگ اس میں دو قسم پر ہیں اعمال کی خوبی اور بدی کی لحاظ سے ایک قسم جنت میں اور ایک قسم دوزخ میں یہ بیشک سبب

وفسادها ثم ان سبب محبة العبد للمعاصي والفجور فساد العلم او فساد القصد او فسادها جميعا بل قد قيل فساد  
 آدمی کی محبت کا معاصی اور فجور سے یا فساد علم کا فساد ہی یا فساد قصد کا فساد یا فساد اعمال کا فساد بلکہ بعضی کہتی ہیں

القصد من فساد العلم فان من علم ما في المضار من المضرة حقيقة العلم لا يميل اليه الا ترى ان من علم  
 قصد کا فساد ہی علم کی فساد میں سے ہی اس لیے کہ جو خوب معلوم ہو وی کہ مضر چیز میں نقصان ہی تو اور ہر رغبت نہیں کرتا تو دیکھتا نہیں کہ جو کو یقینی معلوم ہو

من طوام ان يدان به مسموم لا يقدم عليه فعلى هذا ان الايمان الحقيقي هو الذي يحمل صاحبه على فعل  
 کہ قتالی لذیہ کہاں ہی میں دہر طاری ہو میں اتہ نہیں ڈالتا اس بیان کی موافق بیشک حقیقی ایمان وہ ہے جس سے آدمی منفعت اخروی کو اختیار کری

ما ينفعه في الآخرة وترك ما يضره في الآخرة ولم يترك ما يضره فيها الا يكون ايمانه حقيقيا  
 اور مضرت اخروی کو چھوڑی چھوڑی چھوڑی تو منفعت اخروی پر عمل کری اور نہ مضرت اخروی کو چھوڑی تو اس کا ایمان حقیقی نہیں ہے

بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يسلك طريقها الموصلة اليها فضلا  
 بلکہ زبانی ہی دیتی نہیں کیونکہ جو شخص دوزخ پر ایسا حقیقی ایمان لایا گویا اس کو دیکھ رہا ہے تو ایسا راہ نہیں چلیگا جو اور ہر لجاجی اور سعی کرے

عن ان يسعى في دخولها والمؤمن بالجنة حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يسلك طريقها الموصلة اليها فضلا  
 داخل ہو چکا تو کہاں مرتبہ اور جو جنت پر ایسا حقیقی ایمان لایا ہے گویا کہ اس کی نظر کی سامنی ہے اس کی طلب میں سستی نہیں کرے بلکہ سعی کرے داخل ہو گا

وهذا امر يجده الانسان في نفسه عند سعيه في امور الدنيا من دفع ما يضره وجلب ما ينفعه فعلى هذا كل من اعتاد  
 اور یہ تو ایسی بات ہے کہ آدمی جب دنیاوی کام باریں لگتا ہے تو اپنی دلیں سوچ لے کہ نقصان سے حتی المقدور بچتا ہے اور منفعت کو حاصل کرتا ہے اس سے کیا کی موافق

ان يعمل عمل قوم لوط لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لان جرمه لا يشبه سائر الجرائم وهذا اختلاف العلماء  
 جسکی عادت عمل قوم لوط کی پڑ جائی تو اس کا ایمان حقیقی نہیں ہے بلکہ زبانی ہی کیونکہ اس کی خطا اور خطائوں میں نہیں ملتی اس لیے اس کی حد میں علماء کو اختلاف ہے

في حقه فذهب قوم الى ان الفاعل يجد حذرنا فانه ان كان محصنا يوجم وان لم يكن محصنا يجلد مائة جلدة  
 ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ فاعل پر حد دینا کی جاری ہو یہ اگر فاعل محسن ہے تو سنگسار کریں اور اگر محسن نہیں تو سووڑہ ماریں

وهو قول الشافعي وابي يوسف ومحمد بن الحسن والحسن البصري وعطاء الخفي وقتادة والاضاعي وذهب قوم  
 یہ مذہب ہے قول شافعی اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور حسن البصری اور عطاء الخفی اور قتادہ اور اوزاعی کا ہے اور ایک قوم کا یہ مذہب ہے

الى انه يوجم محصنا كان او غير محصن وكذا المفعول به هو قول مالك واحمد والشافعي والاضاعي والاضاعي والاضاعي والاضاعي  
 کہ سنگسار کریں محسن ہو یا غیر محسن اور ایسی ہی مفعول ہو کہ اور قول مالک اور احمد کا یہ ہے کہ اس پر انکا استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

الاضاعي والاضاعي والاضاعي والاضاعي والاضاعي والاضاعي والاضاعي والاضاعي والاضاعي والاضاعي  
 اور ایسی ہی مفعول ہو کہ اور قول مالک اور احمد کا یہ ہے کہ اس پر انکا استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ





فی قیام الرجال فکیف فی قیام المرءة الذین لا یجوز النظر الیهن حل ما ذکر فی النوازل ان الغلام اذا کان صبیحا لا یجوز  
 مردوں کی قیام پر ہی پہلوؤں کی قیام پر جنکی طرف دیکھنا ہی جائز نہیں دیکھنی کیا ہوتا ہی چنانچہ نازل میں مذکور ہے کہ اگر لڑکا خوبصورت ہو تو اسکی طرف دیکھنا جائز نہیں ہی  
 النظر الیه لما روی انه علیه السلام قال وایاکم ومجالستہ اولاد الا غنیاء فان لم یصرورة العریة وقتنتہم اشد من  
 کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بچہ اولاد اغنیاء کی ہنشتی سی کیونکہ انکی صورت عورت کی سی ہوتی ہی اور انکا قطنہ عورتوں کی  
 فتنۃ النساء و ذکر فی ملتقط الناصری ان الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحا فحکم حکم الرجال وان کان  
 فتنہ سی برتر ہی اور ملتقط ناصری میں مذکور ہی کہ لڑکا جب مردوں کی حد کو پہنچی اور خوب صورت نہو ہی تو اسکا حکم مردوں کا سا ہی اور اگر  
 صبیحا فحکم حکم النساء وهو عولہ من قریۃ لا یجوز النظر الیه عن شہوة واما السلام والنظر لہ عن شہوة  
 خوب صورت نہو ہی تو اسکا حکم عورتوں کا سا ہی اور وہ عورت ہی سرسی پاؤں تک بنظر شہوت او کو دیکھنا حلال نہیں اور سلام کرنی اور بی شہوت دیکھنی میں  
 فلا بأس بہ ولہذا لم یؤمر بالنقاب وقد جاء فی الاخبار ان عبد اللہ بن عمر کان جالسا فی باب دارہ مع بعض صحابہ  
 کچھ مضائقہ نہیں اور اسی ہی کو شہوت دیکھنی کا حکم نہیں اور اخبار میں آیا ہی کہ عبد اللہ بن عمر اپنی کمر کی دروازہ میں اپنی یاروں کی ساتھ بیٹھتی ہی سوا انہوں نے  
 فرای غلاما صبیحا قد اقبل من السکة فقام ودخل دارہ فلما قالوا ذہب خرج من الدار فقیل لہ هذا من عندک  
 ایک لڑکا خوبصورت دیکھا کہ کوچہ میں سی ساسی آگیا تو کثری ہو کر کہ میں کہیں گئی جب یاروں نے کہا وہ چلا گیا تب کہ میں سی نکل گئی پوچھا یہ اپنی طرف سی احتیاط ہی  
 یا ابا عبد الرحمن ام سمعت شیثا من رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام فقال سمعت رسول اللہ علیہ السلام یقول النظر  
 یا ابو عبد الرحمن یا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنای جواب دیا میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنای کہ فرماتی ہی کہ واکوں کی طرف  
 الیہم حرام والكلام معہم حرام ومجالستہم حرام وقال للقاضی سمعت الامام یقول ان مع کل امرأۃ شیطانین ومع  
 دیکھنا حرام ہی اور بولنا حرام ہی اور عنشتی حرام ہی اور قاضی کنتای مینی امام سی سنای کہتی ہی بیشک ہر عورت کی ساتھ دو شیطان ہوتی ہیں اور ہر  
 کل صبیحۃ ثانیۃ عشر شیطانا وکان محمد بن الحسن صبیحا وکان ابو حنیفۃ یجلسہ خلفہ او خلف ساریۃ المسجد  
 خوبصورت لڑکی ساتھ اٹھارہ شیطان ہوتی ہیں اور محمد بن الحسن خوبصورت ہی امام ابو حنیفہ باوجود کمال تقویٰ کی او کو اپنی پشت پیٹتا کرتی ہی یا مسجد کی ستون  
 حتی لا یقیم علیہ بصرہ مخافة خیانة العین مع کمال تقواه وقال سفیان یكون فی هذه الامة ثلثة اصناف من  
 تاکہ او سپر نگاہ نہ پڑی مبادا انکبہ سی خیانت ہوگی اور سفیان کا قول ہی کہ اس امت میں تین قسم کی لوطی ہونگی  
 اللوطیین صنف ینظرون وصنف یصافحون وصنف یعملون والشر فی الصبیان اکثر من النساء لان من مال قلبہ  
 ایک قسم بانیانی والی نظریان اور ایک قسم دست بوسی کرنیوال اور ایک قسم عمل کرنیوال اور واکوں میں بدبخت عورتوں کی بڑا فتنہ ہی اسلی کہ اگر کسی کا دل عورت پر  
 امرأۃ یمکن استباحۃ بالنکاح والنظر الی وجہ الصبی یوسرۃ الحب فلا یمکن استباحۃ اللواطۃ بوجہ من الوجہ  
 مبتلا ہو تو جو کا مباح کرنا بوسیلہ نکاح کی ممکن ہی اور واکوں کو دیکھنا جو عشق پیدا کرتا ہی تو لواطۃ کا مباح ہوتا ہرگز کسی صورت میں ممکن نہیں ہی  
 فاذا غلب علیہ حبہ یرتکب الفعل القبیح ویكون من الما لکین المستہزین بایات اللہ تعالیٰ و دینہ اذ قد ایشد بینہما  
 پھر جبر اسکا عشق غالب ہو ویکا تو فعل بد کر لگا اور ہلاک ہو کر آیات اور دین الہی سی چل کر نیوالوں میں پڑ لگا کیونکہ بعض دفعہ دونوں میں  
 الاتصال ویحصل فیہما من الاقتران والمخالطۃ مثل ما یحصل بین الزوجین حتی ان فجار الفسقة یسمونہما زوجین  
 نہایت محبت ہو جاتی ہی اور ہر دم کی ملاقات اور لڑکھانا ایسا ہوتا ہی جیسی میان بی بی میں یہاں تک کہ فاسق بدکار و کو ختم جو دو نام رکھتی ہیں  
 ویقولون تزوج فلان بفلان والحاضرین یسمعون قوہم ویرون حالہم ولا یمنعونہم بل یضحکون ویعجبون مثل ذلک  
 و کہتی ہیں فلا فی فلانی کو جو رہتا ہی اور پاس بیٹھتی والی او کی ہر باتیں سناتے کرتی ہیں اور انکا حال دیکھا کرتی ہیں اور منع نہیں کرتی بلکہ ہنس کرتی ہیں اور اسی چیز  
 المزاح ولا یبالون بزوج الا یمان والا سلام عنہم وقد قال قاضیان فی فتاویہ بکہرہ بیع الغلام الا امر من رجل فاسق  
 پسند آتی ہی اور ایمان اور اسلام جائی یار ہی چھ خیال نہیں کرتی اور قاضیان نے اپنی فتاویٰ میں کہا ہی اور غلام کا مردہ اسوقت تک بچہ بنا کر دیا ہی







وروي ايضا انه قال لو غسل الموصي بالمجلس السبعين لم ينجح يوم القيامة الا حيا وذكر في الفتاوى

المصنف عن سفيان ان الواح لا تكون في الجنة لان الله تعالى يستعملها واستعملها وقال فاستعملها

من احد من العالين ومنه ما خيرة حيث قال ونجيبه من القرية التي كانت تعمل الخبائث والجنة مارة

عن الخبائث قيل قد يعلم من هذا ان الجنة لكونها طيبة لطيفة في غاية اللطافة اذ كانت لا تقبل اللطافة

لكونها فعلا خيرا يلزم ان لا يقبل من فعلها في الدنيا لكونه خيرا خبيثا في غاية الخبائث والخبائث لان

المتصف بالخبث خبيث الا ان يتداركه الله بالتوبة النصوح الملحبة لجميع الذنوب المجلس الثامن

والسبعون في بيان حشر الخمر وبيان عقوبتها قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم من شرب الخمر في الدنيا فبات وهو يد منها ولم يتب منها لو بشرها في الآخرة هذا الحديث

من صحيح المصابيح رواه ابن عمر ومعناه ان من دام على شرب الخمر فبات ولم يتب منها لا يدخل الجنة

ولا يشرب من خمرها لان نوحا من شرابها الخمر لقوله تعالى وانهم من خمر لذة للشاربين يعني ان في

الجنة انهارا من خمر لينة ليس فيها كراهة الطعم والريح ولا غائلة السكر والخمار فلما هي تلذذ محض

يتلذذ بها الشاربون فمن يدخل الجنة لا بد ان يشرب منها ولا يكون محروما عنها فيكون عدم شربه

منها كناية عن عدم دخوله فيها بسبب شرب الخمر في الدنيا لان خمر الدنيا حرام نجس نجاسة غليظة لا يحل

شربها ومن شرب منها طائعا ولو قطرة يقام عليه الحد وهو ثمانون جلدة للحر ونصفها للعبد فان لم يضرب

في الدنيا يضرب في الآخرة بسيطا من النار على رؤس الاشهاد ويكفر مستحلبها ويحرم بيعها وشراؤها واكل

تمنها ويمنع اهل الذمة من اظهار شرابها وبيعها وقد ذكر في كتب الفقه ان جارة بيت بالامصار وتقرانا

كها سحر ام هي اور في لوگ بر ملا پیننی اور پچنی نہ پاوین اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ کھر دکان کر ایہ دنیا شہروں میں اور ہاری قریوں میں شراب

اور جہ شخص بر طیب خاطر اگرچہ ایک قطرہ پیوی اوپر حد جاری کیجا دیگی یعنی اسی دہہ اڑاوی اور چالیس دہہ غلام کی اگر دنیا میں نہ لگیگی

اور نہ دیکھی شراب نصیب ہوگی اسلی کہ ایک قسم دیکھی شراب خمر ہی بدلیل اس آیت کی اور نہ ہرین ہین شراب کی جسمین مزہ ہی پینی والون کا مراد یہ ہے کہ

الجنة انهارا من خمر لينة ليس فيها كراهة الطعم والريح ولا غائلة السكر والخمار فلما هي تلذذ محض

جنت میں مزہ دار شرابوں کی نہرین ہین شاد نگار مزہ اور بو مکروہ ہی اور نہ ریح نشہ اور خار کا وہ مزہ ہی مزہ ہی

یتلذذ بها الشاربون فمن يدخل الجنة لا بد ان يشرب منها ولا يكون محروما عنها فيكون عدم شربه

بیتھا والی مزہ اور طوونگی بہر جو جنت میں جاویگا وہ بالضرور پیویگا اسی محروم ہرگز نہوگا اب نہ خدا شراب کا

منها كناية عن عدم دخوله فيها بسبب شرب الخمر في الدنيا لان خمر الدنيا حرام نجس نجاسة غليظة لا يحل

شربها ومن شرب منها طائعا ولو قطرة يقام عليه الحد وهو ثمانون جلدة للحر ونصفها للعبد فان لم يضرب



من بیع فیہ الخمر مسلماً کان او کافراً لا یجوز لانه اعانة علی المعصیة وقد قال الله تعالی تعاونا علی البر و  
 فوش کو مسلم ہو یا کافر جائز نہیں ہے اس واسطے کہ معصیت کی اعادہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے اور آپس میں دیکھ کر ٹیکہ لگام نہ پڑاؤ  
 التقوی ولا تعاونا علی الاثم والعدوان وما نقل عن ابی حنیفة انه سئل عن رجل ذلک فی السواد فمراده بالسواد علی  
 پر ہیز کاری چلے اور دنگو گناہ پر اور مذہب دینی پر اور وہ روایت جو ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ سواد میں بیچنا یا اگر بیوینا جائز ہے سواد کی مراد سواد ہے  
 ما صرح به العلماء سواد الکوفة لان غالب اهلها کان اهل الذمة واما سواد بلادنا فاعلام الاسلام فیها  
 موافق تصریح علماء کی گروہ کوفہ کا ہی اسمیٰ کہ اکثر باشندہ دانتی دینی تھے اور ہا گروہ ہماری شہروں کا سوا اسلام کی چیز یہاں ہے  
 ظاهرة فلا یکنون فیہا کما لا یکنون فی الامصار وهو الصحيح وقد ذکر فی فصلنا ان الاحتساب ان الاحتساب احرق  
 غالب میں یہاں اونکی لئی اتنی قدرت کہاں جیسی شہروں میں قدرت نہیں ہے یہ صحیح ہے اور احتساب الایستباب میں مقرر ہے کہ احتساب اگر ایسا مکان جو  
 الخمر المشهور لا یضمن اذا علم انه لا یزجر بدنه لتعینه طریقاً للحسبة نعم ان اصحابنا لم یرو عنهم فی  
 مشہور مشہور ہو چکے ہیں تو ضمان نہیں آتا اگرچہ سمجھی کہ بدولت کی نہ بازار و بیچا کی سب سے یہ طریقہ احتساب کا ہی ان ہماری علماء ہی درباب جلال دینی کمال خانہ کی  
 احراق البیت شی وانما ورنہ عنہم هدم البیت وکسر الدنان لکن ذکر فی الفصل الثامن من کتاب الصلوة سی مذکور ہے  
 کوئی روایت نہیں ہے انوشی یہ ہے روایتیں ہیں کہ کمال خانہ کو گرا دی اور دھکی پھوڑ دی لیکن محیط کی آٹھویں فصل میں کتاب الصلوة سے مذکور ہے  
 المحيط انه علیه السلام قال لقد هممت ان امر جلا یصل بالناس وانظر الی قوم یتخلفون عن الجماعة فاحرق  
 کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں ارادہ کیا تھا کہ ایک شخص واسطے ارادہ جماعت کی مقرر کروں اور میں اون کو کون کو دیکھوں جو جماعت سے پیچھے جاتی ہیں پھر اونکی گھر  
 بیوتهم وهذا الخبر يدل علی جواز احراق بیت من یتخلف عن الجماعة لان اهلهم علی المعصیة لا یجوز من الرسول لانه  
 پہونک دون اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تارک جماعت کا گھر پہونک دینا جائز ہے اس واسطے کہ عزم معصیت کا رسول سے نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ہے  
 معصیة فاذا علم جواز احراق البیت علی ترک السنة المؤکدة فما ظنک فی احراق البیت علی ترک الواجب  
 معصیت ہے پھر جب گھر کا پہونک دینا سنت مؤکدہ کی ترک سے جائز ہو تو اب گھر جلانی میں ترک واجب اور فرض پر تیر لٹیاں لگد ہے  
 الفرض قد ذکر فی الباب الثلثین من شرح ادب القاضی للخصان ان عمر خطب الناس یوما فقال بلغنی ان فی بید  
 اور خصان کی شرح ادب القاضی کی تیسویں باب میں مذکور ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز لوگوں کو خطبہ سنایا کہا میں سنای کہ  
 فلان وفلان مسکرا فانی اتی بیوتهما فان کان حقا احرق بیوتهما وهما رجلان رجل من قریش ورجل  
 فلانی اور فلانی کی گھر میں شراب ہی میں اونکی تلاش لوگا اگر سچ نکلا تو اونکی گھر پہونک دون کا اور وہ شخص ایک تو قریش میں ہی تھا اور ایک  
 ثقیف فسمع القریشی بذلك فی غیر آخر ما فی بیتہ من المسکر وراقه ولم یفعل الثقفی وکان اسما سرشد فانی  
 ثقیف میں سے سو قریشی فی یہ بات سن پائی ڈرا اور جو اونکی گھر میں نشہ تھا سب پیٹک دیا اور ثقفی نے کچھ ہوا انکی اور اسکا نام سرشد تھا  
 عمر بیت القریشی فلم یجد فیہ شیئا من المسکر واتی بیت الثقفی فوجد فیہ خمر فاحرق بیتہ وقال ما انت  
 عمر قریشی کی گھر کی تلاش کی تو نہ کچھ نہ پایا پھر ثقفی کی گھر گئی تو وہاں مشہ اب نہ پڑتی سوا سکا گھر پہونک دیا اور فرمایا سرشد  
 سرشد وعمر من بعد ان لا تزان المحتسب اذا بلغه خبر من المنکاة انما ینبغی له ان یعلنه ویرید علیہ السلام ان یعلنه  
 ان میں ہی اور اس اثر سے معلوم ہوا کہ یہ منکرات کی رہنمائی تو اونکو چاہی کہ مشہور کرے اور وہی ہے کیونکہ عمر نے  
 جہاد سے ان کی رہنمائی تو خطبہ اور وہاں میں ظاہر کیا اور گھر پہونک دینا ہی اس کا کیا اور قریشی تو نصیحت مانی اور سکا گھر کیا  
 اور نہ یہ کہ نہ تھا اور نہ ہی اس کا یہاں کوئی اثر تھا اور نہ ہی اس کا یہاں کوئی اثر تھا اور نہ ہی اس کا یہاں کوئی اثر تھا  
 اور نہ ہی اس کا یہاں کوئی اثر تھا اور نہ ہی اس کا یہاں کوئی اثر تھا اور نہ ہی اس کا یہاں کوئی اثر تھا اور نہ ہی اس کا یہاں کوئی اثر تھا





عن اسكروا وبنی قریظ من السکر الخمر فقال كبروا الصلوة لو كان فی الخمر لم یمنع من الرزق الحسن  
 وبنی قریظ من السکر الخمر فقال كبروا الصلوة لو كان فی الخمر لم یمنع من الرزق الحسن  
 عن كبروا الصلوة لو كان فی الخمر لم یمنع من الرزق الحسن  
 ثم ان عمر واعداد وبنی قریظ من السکر الخمر فقال كبروا الصلوة لو كان فی الخمر لم یمنع من الرزق الحسن  
 متلفظ قال فذل قوله تعالى یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیها اثم كبير ومناقم للناس واثمها اكبر من نفعها  
 فانه تعالى لم یجزمها بل ذمها وبنی قریظ من السکر الخمر فقال كبروا الصلوة لو كان فی الخمر لم یمنع من الرزق الحسن  
 منهم عن ما فقالوا لا حاجة لنا فیها ان كبروا وقال بعضهم نأخذ نفعها ونترك اثمها فلم یستوعبوا ثم ان عبد  
 الرحمن بن عوف صنع طعاما فدعا جماعة من الصیابة وانا هم یخمر فشربووا وسكروا وحضرت صلوة المغرب فقلدوا  
 احدهم فقرأ فیها الكفرون بعد ما تعبدون صدك الى اخر السورة بعد فاذل قوله تعالى یا ایها الذین امنوا  
 لا تقر بوا الصلوة وانتم سكرى فیه الاية اشده من الاولى لانه تعالى حرم فیها السکر فی مواقيت الصلوة لان رجوع  
 النهی لیس هو المقید مع بقاء القید من خصا بحاله بل مرجع النهی انما هو القید مع بقاء المقید لا بما بحاله  
 لان الصلوة كانت علی المؤمنین کتبا موقوتا فكانت تعالی قال یا ایها الذین امنوا لا تسکروا فی اوقات الصلوة فشر  
 اکثرهم شرها فشرها اقلهم فی غیر اوقات الصلوة فمنهم من كان یشر بها بعد صلوة العشاء فیصبح وقد زال عنه  
 السکر ومنهم من كان یشر بها بعد صلوة الصبح فیصحو عند شئ وقت الظهر فحالا اکثر اوقاتهم عن الشرب فشرقل  
 نقلهم الى التخریج المطلق ثم ان عتبان بن مالك دعا رجلا من المسلمين وشیعهم لیس بعیرا فاکلوا وشربوا الخمر  
 فلما سكروا تفاخروا وتناشدوا الاشعار وكان فیهم سعد بن ابی وقاص فانشد شعرا فیه هجاء الانصار فاخذ رجل  
 منهم لخی البعیر فضرب به لیس سعد فشیعته موضحة فانطلق سعد الى رسول الله علیه السلام فشیکی الیه وكان  
 اوین بنی اونث کا جحر البکر سعد کی سر پر جحر اگر سر کسل گیا پھر سعد فی رسول الله صلی الله کی پاس آکر فریاد کی















[illegible]







[illegible]





ساقط فبقى ثلاثة اصناف وهم البقي والمساكين وابن السبيل لان فقراء ذوي القربى قد خلوت فيهم  
 ابنهين هي ابنتين قسم باقي بين يتيم بچي اور مساكين اور مسافر انتہی کہ ذوی القربی میں سے فقراء اور یتیم و مسافر  
 ويقدمون عليهم ومن اغنياءهم والثالث ما يؤخذ من خراج الارض وجزية الرؤس وما اهدى الى الامام  
 اور اوپر مقدم ہیں یعنی لوگ داخل نہیں ہیں اور تیسرا بیت المال وہ ہے جو زمینوں کا محصول حاصل ہوتا ہے اور چہرہ آدمی سری کا اور امام کو جو اہل حرب  
 من اهل الحرب ما اخذت العاشر من اهل الذمة والمستامن فيصرف الى مصالح المسلمين من سد الثغور  
 دیوں اور جو کہ عاشر ذمی اور مستامن تاجرونی بیوی یہ سب مسلمانوں کی مصالح میں خرچ میں آویگا یعنی راہ آمد کنی رکاوٹوں  
 وعمارة الرباطات والجسور وحفرانها العامة وامر ائق العلماء النافعين والقضاة العادلين والفراسة  
 اور خانقاہوں کی تیاری اور پل بنانی اور عام نهرین کھدوانی اور علماء نفع رسان اور عادل قاضیوں کی اور غازتوں  
 والمحتسبين والرابع المقتطعة وتركه الميت الذي لا وارث له فيصرف الى معالجة المرضى وادويةهم واطعمتهم  
 اور محتسبوں کی مشاہرہ اور چوتھا بیت المال پایا ہوا مال اور لا وارث میت کا ترکہ یہ خرچ ہوگا بیماروں کی علاج اور ادویات اور کھانی میں  
 واكفان الموتى ونفقة اللقيط ومن هو عاجز عن الكسب فعلى الامام ان ينظر في هذه الاموال ويضعها موضعها  
 اور مردوں کی کفون میں اور لا وارث بچوں اور کما حقہ جزدن کی نفقہ میں سواہم کو لازم ہے کہ ان تمام مالوں کو غور کر کے الگ الگ جگہوں پر رکھے  
 فان الشارح قدس لها المصارف وجعل لكل مال قوما فان تعدى فيه وصرفه الى غير موانته ولذاته يكون من  
 کیونکہ شارح انکا مصرف مقرر کر چکا ہے اور ہر ایک مال کی اپنی حق دار ہر ادائیگی پر جو کوئی اس میں تعدی کرے اپنی ہوا اور ہوس اور لذت میں صرف کر دے  
 الخامس من لانه تعالى امر بولاه على المسلمين ليكون رئيسا اكلا اشار باعتراف مجاہل لينصر الدين ويرفع فساد الفسقة  
 وہ پڑا توئی والا ہی کیونکہ او کو اللہ تعالیٰ نے والی مسلمانوں کا سربراہ بنایا ہے کہ سر دار ہو کر کھادی پیروی چین اور اوی بلکہ کسی کہ دین کی مدد اور رفع فساد و فاسق  
 وينظر الى العلماء والفقراء وسائر المستحقين وينظر في منازلهم ويعطيهم كفايتهم من بيت المال الذي هو امانة  
 اور علماء اور فقراء اور تمام حق داروں پر شفقت رکھے اور انکی مراتب میں فرق کرے اور انکو بقدر کفایت بیت المال میں سے جو اسکی پاس امانت ہے عطا کیا کرے  
 عندا ليس له فيه الا واحد منهم اذ قد ذكر في التختيس ان الواجب على الامنة والسلاطين والولاة ان يصرفوا هذه  
 اور امام کا وہ میں سے انتہی حق ہی جتنا کسی ایک کا وہ میں سے اس واسطی کہ تختیس میں مذکور ہے کہ اماموں اور سلاطین اور والیوں پر یہ واجب ہے کہ یہ حقوق  
 الحقوق الى ابوابها ولا يحبسوها عنهم وان قصروا فيه فوباله عليهم يستلون عنه يوم القيمة وذكر في الجمع  
 حق داروں کو کچھ بھی دینا ہونی روک نہ رکھیں اور اگر اس میں کچھ قصور کریں تو انکو وبال ہوگی اور یہی قیامت کی دن آگے پوچھ ہوگی اور شرح جمع میں مذکور ہے  
 ان الواجب على الامراء ان يجعلوا لكل نوع من تلك الاموال بيتا على حدة ويصرفوا كل منها الى مصرفه ولو اخذوا منها لنفسهم  
 کہ امراء پر واجب ہے کہ ہر قسم کی بیت المال کی لئی مکان جدا جدا بنائی اور ہر قسم کی خزانہ کو اسکی مصرف پر خرچ کرے اور اگر امراء وہ میں سے کچھ بھی لے لیں  
 اكثر مما يكفيهم او خلطوها او صرفوها الى غير المصارف ولم يراعوها يكونون من الظالمين وقال الزيلعي وعلى الامام ان  
 قدر کفایت سے زیادہ لیں یا انکو ملا جلا کر لی محل صرف کر دیں اور رعایت نکرین تو وہ ظالم ہوں گی اور زیلعی کہتے ہیں اور امام کو لازم ہے  
 يجعل لكل نوع من هذه الانواع بيتا يخصه ولا يخلط بعضه ببعض لان لكل نوع حكما يختص به وان لم يكن في بعضها  
 کہ ہر قسم کی خزانہ کی واسطی خاص خاص مکان تیار کرے اور ایک دوسری میں نہ ملاوے کیونکہ ہر خزانہ کا جدا خاص حکم ہے اور اگر اتفاقا کسی ایک خزانہ میں  
 شيء فلا امام ان يستقرض عليه من النوع الاخر ويصرفه الى اهل ذلك النوع ثم اذا حصل من ذلك النوع شيء يرد  
 کچھ بھی نہ رہے تو امام کو اختیار ہے کہ اس خزانہ پر دوسری خزانہ سے قرض لیکر مقروض خزانہ کی حق داروں پر صرف کر دے پھر جب اس خزانہ میں مال آجائی تو اس  
 في المستقرض منه الا ان يكون المصروف من الصدقات او من خمس الغنائم على اهل الخراج وهم فقراء فانه لا يرده فيه  
 خزانہ مستقرض نہ میں ہو کر دی مگر اس صورت میں کہ مصرف صدقات سے یا خمس غنائم سے اہل خراج پر ہوئی اور وہ لوگ فقیر ہوں تو اب کچھ بھی نہ لیں



شیئا لانهم يستحقون بالفقر ولكن في غير ما اذا صرفه الى المستحق ويوجب على الامام ان يتقوا الله تعالى ويصرفه الى  
 اسلوا على ان فقر کی جیت سی وہ حق دانستی اور ایسی ہی اور خزانہ میں اگر حق دار پر خرچ ہوا ہو اور امام پر واجب ہی کہ اللہ سی ڈری اور ہر مستحق کو  
 کل مستحق قدر حاجتہ من غیر زیادۃ وان قصر فی ذلك كان الله تعالى عليه حسیبا و ذکر فی محیط ان الامام ان  
 بقدر حاجت دیداری زیادہ نہ دے اور اگر اس میں قصور کرے گا تو اللہ اس پر حساب لینی والا ہی اور محیط میں مذکور ہی کہ امام اگر بیت المال  
 استقرض علی مال بیت الصدقات من بیت مال الخراج و صرفه الى الفقراء لا یصدر قرضا علیہم لان الخراج له حکم  
 صدقات ہے بیت المال خراج سی قرض لیکر فقراء پر صرف کردی تو قرض نہیں ہوتا اسلوا کہ خراج کو حکم  
 الفی والغنیمة والفقراء فیہ حظ وانما لا یعطی لهم لاستغنائهم بالصدقات فاذا احتاجوا الیہ یصرف الیہم فلی الامام  
 فی اور غنیمت کامی اور فقراء کا اس میں حصہ ہوتا ہی اور ان کو دینی اسکا نہیں کہ صدقات کی جیت سی مستغنی ہوتی ہیں جب ان کو اور حاجت حاجت ہوئی تو دینا چاہیے امام کو  
 ان یتقی الله فی صرف هذه الاموال الى مصارفها و فی ایصال هذه الحقوق الى اربابها علی ما یری من تفصیل و تشویع  
 لازم ہی کہ اللہ سی ڈری ان اموال کو اسکی حق داروں پر صرف کرے اور یہ حقوق حق داروں کو پہنچاوی جیسا نیک سمجھی کم و زیادہ یا برابر برابر  
 من غیر ان یمیل فی ذلك الى الهوی ولا یحبسہما عنہم ولا یجعل لهم الا قدر ما یکفیہم و یکفی عوانہم بالمعروف وان قصر  
 اس میں ہونے کی طرف داری نہ کری اور ان کو حق داروں سے روک نہ کری اور ان کا اتنا ہی مقرر کرے جو ان کو اور انکی مددگاروں کو دستور کی موافق کفایت کرے اور اگر  
 فی ذلك وقدر عنہم كان الله عليه حسیبا فقد ظهر من هذا ان السلطان ليس ما فی بیت من بیت المال ملکا له بل  
 اس میں قصور کی جیت ہی کا تو اللہ تعالیٰ اس پر حساب لینی والا ہی اس سی معلوم ہو کہ جو سلطان کی قبضہ میں ہوتا ہی خزانہ بیت المال کا اسکی ملک نہیں ہوتا بلکہ  
 هو لمانۃ عنده یجب علیہ ان یصرفه الى مصارفه لکن لما كان هو ایضا من المصارف فجاز له ان یأخذ من مال الخراج  
 اسکی پاس لانت ہوتا ہی اس پر واجب ہی کہ ان کو مصارف مقرر پر خرچ کرے لیکن چونکہ سلطان ہی مصارف میں داخل ہی تو ان کو جائز ہی کہ خراج کی مال میں سے فقط  
 قدر کفایتہ فقط لا غیر و لو اخذ اکثر من قدر کفایتہ و صرفه الى مالک اصطفاه و زینہا بانواع الملابس المحرمة  
 بقدر کفایت لیلی زیادہ نہیں اور اگر قدر کفایت سی نہ لے لیکر اپنی محبوب غلاموں پر صرف کرے اور ان کو اچھی کپڑی جو بہنی حرام ہیں پہنا دے اور اگر  
 و افقر بقیامہا بین ید ید ید یکن من الخاشین وقد روی انه علیہ السلام قال من سره ان یمثل له الرجال قیاما  
 غرت کی واسطی سامنی کپڑا رکھی غمت والوں میں ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جو کپڑا آوی کہ اسکی آگے آدمی تصویر کی طرح کپڑی رہیں  
 فلیتوا مقعدا من النار ثم یبغی ان یعلم ان من له عطاء من بیت المال ان كان من المصارف یجوز له ان یصرفه  
 تو اپنا مہکا ناؤ رخ میں کرے پھر جان کہہ کہ جسکی لئی بیت المال میں سی روزینہ مقرر ہو اگر وہ شخص مصارف میں داخل ہی تو ان کو جائز ہی کہ اپنی کام میں لاوی  
 الى مصالحه وان لم یکن من المصارف لا یجوز له ان یصرفه الى مصالحه بل یلزمه ان یتصدق به الى الفقراء و اذا  
 اور اگر مصارف میں نہیں ہی تو ان کو جائز نہیں ہی کہ وہ روزینہ اپنی کام میں لگاوی بلکہ ان کو لازم ہی کہ فقراء کو خیرات دیدی اور اگر  
 مات لا یبذل عنه بل یصدر محلولاً للسلطان و نائبا ان یقر فیہ من كان من المصارف وان قور فیہ من  
 چھوڑ دینا تو وہ وراثت میں نہیں آوے گا بلکہ فقراء کو حلال ہوگا جو سلطان یا اسکی نائب کو لازم ہی کہ اسکی جگہ ایسی کو مقرر کر دی جو مصارف میں داخل ہو اور اگر اتفاقاً  
 لیس من المصارف یجب علیہ ان یخرجه و یقر فیہ من هو من المصارف وان لم یفعل یکن اثماً بوجہین کما ذکر فی البراہین  
 ایسی مقرر کر دی جو مصارف میں نہیں ہی تو اس پر واجب ہی کہ اس کو بروقت ہی اور اور ایسی کو قلم کرے جو مصارف میں نہیں آوے گا اگر نہیں کرے گا تو دو وجہ سے گنہگار ہوگا چنانچہ روزینہ میں مذکور  
 ان من له عطاء فی الدیوان ان مات عن ابنین فاصطحا ان یکتب فی الدیوان اسم احدهما و یأخذ العطاء ولا یکن  
 کہ جسکی لئی روزینہ کپڑی میں مقرر ہو وی اگر وہ دو بیٹی چھوڑ کر مر جاوی تو وہ دونوں صلح کر لیں کہ دفتر میں ایک کی نام پر کپڑا ہی وہ ہی روزینہ دیا کری اور  
 لاخر شئی من العطاء و بذلہ من كان له العطاء مالا معلوماً فالصلح باطل و یرد بدل الصلح والعطاء الذی جعل الامام  
 اور وہ روزینہ سی محرم اور وہ روزینہ یعنی والا کچھ مال متعین اس کو دید یا کرے تو یہ صلح باطل ہی اور بدل صلح کا یعنی وہ مال نہ دیا جاوے گا اور وہ روزینہ اسکی ہوگا

بہی امام مجتہد کریم اسلمی کہ حقیقت موزینہ فی امامی بخیر پر ہی سبیل رضا تھا اور سرور علیہ میں پیچھے رہا۔  
 (۱) الظلم مرتین فی قضیۃ واحدة حرمان المستحق واشبات غیر المستحق بمقاصدہ بصرنا اللہ علامہ موقوفہ  
 (۲) ایک مقدمہ میں دوہرا گناہ ہوگا مستحق کا محروم کرنا اور غیر مستحق کا اوکی جگہ قایم کرنا انہما علی مطابق اپنی رضا سے کی ہجرت آسان کر  
 (۳) ثانی فی بیان ظهور الفتن وما یخالف الشرع وكيف یعمل حیث یصلی قال رسول اللہ  
 کہ اس وقت کس طرح عمل کیا جاوی

[illegible][illegible][illegible]

ہونگی سوہر یک طرفین سی ایک دوسریکا حول اور ازل طحال مجھی کا سوہریت دروہ پریا پریا  
 وقوع الاختلاف بینہم فیغلب الکفار علی بلادہم فیدعونہم الی دینہم فیرتد بعضہم لطلب البجاء والمال منہ  
 پسین مختلف ہو جاوین سو کفار او کی ملک پر غالب ہو جاوینگی پھر وہ اپنی دین کی دعوت کرینگی پھر کوئی بجاہ اور مال کی ہوس میں مرتد ہو جاوینگا  
 کہا اشیر الیہ فی آخر الحدیث حیث قیل یبیم دینہ بعرض من الدنیا فان العرض بفتۃ الرء متاع الدنیا و حطامہا  
 بیچک عرض مار کی زینب کا دنیا کی سامان اور نفع کو کہتی ہیں

وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ بَغْلِبَةُ الظُّلْمِ وَالْفُسَادِ عَلَيْهِمْ فَلَا يَرِيعُونَ الشَّرْعَ فِي الْحُكْمِ وَبَلْ يَخْرُجُونَ مِنْهُ إِلَى نَوَاحِ الظُّلْمِ  
اور شاید کہ بسبب کثرت ظلم اور فساد کی کہ فیصلوں میں شرع کی رعایت نہیں کریں گی  
بلكہ شرع سے نکل کر قسم قسم کی ظلم اور  
السياسة - ويسفكون الدماء ويأخذون الأموال بغير حق ويعتقدون أنهم على الحق في ارتكابهم تلك الأثام  
کرینگے اور ناحق لوگوں کی مال چھین لیں گی اور اپنی تئیں ان گناہوں کی عمل کرنی میں حق پر سمجھیں گی

ولایہ سرور انہم بدن لك الاعتقاد یخرجون من الاسلام و ربہا یصلبون السارق ویقتلونہ باعتقاد جوارہ  
اور یہ نہیں سمجھیں گے کہ ہم اس اعتقاد میں اسلام سی باہر ہوئی اور بعض دفعہ چور کو صولی دیں گے اور قتل کر ڈالیں گے اس اعتقاد سی کہ چور کو  
صلبہ و قتله فی كفرون بدن لك الاعتقاد لان ح السارق لیس صلبہ و قتله بل حده قطع یدہ لقولہ تعالیٰ  
اور قتل نہیں ہوتا بلکہ اس کی حد سولی اور قتل نہیں ہی بلکہ اس کی حد اتہ کاٹنا ہی بدلیل اس آیت کی

سولی دینا اور فصل لڑنا جائز ہے سو فی الجملہ اس سے مراد بائیس ہے۔

السارق والسارقة فاقطعوا ايديهما ورميا بغضب ملككم على واحد منهما فيا مريم بقتله من غير سبب يوجب  
 اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ دو الودا کی ہاتھ اور بعض دفعہ بادشاہ کسی پر غصہ کہا کر اس کی قتل حکم دیتا ہے اور کوئی وجہ اس کی قتل کی نہیں ہوتی



فیقتلونہ باعتقاد کون امر حقاً واجباً علیہم فیکفرون بذلك الاعتقاد اذ لا طاعة للمخلوق فی معصیة  
 سوره نوک او کو قتل کرتی ہیں یہ سمجھ کر کہ حکم بادشاہی حق ہی ہے اور جب یہی ہو تو یہی اعتقاد ہی کا خیر ہو جاتی ہیں ایسی کہ خدا کی  
 الخالق علی ما ورد فی الحدیث فالقیل عجز الامم عن السلطان بلا تهدید ولا وعید اکراه فاذا کان اکراهاً ففصل  
 کی طاعت نہیں ہی چنانچہ حدیث میں ہی اگر کوئی کسی طرف حکم بادشاہ کا - بغیر ہتھی اور وعید کی اکراه ہوتا ہی ہے جب اکراه ہوا تو آیا  
 یوحصل یقتلہ فالجواب ان قتل المسلم بغیر حق لا یجوز لضرورة علی ما ذکر فی اکراه شہر الہدیۃ ان من اکراه یقتل علی  
 او کو قتل کی اجازت ہی تو جو سبب یہ کہ با حق قتل مسلم کا کسی ضرورت میں ہی حال نہیں ہی موافق بیان ہا یہ کہ باب اکراه میں اگر کسی کو قتل ہی  
 قتل غیر بغیر حق لا یسعه ان یقتل علیہ بل یصدر حق یقتل فان قتله یکون اثماً لان قتل المسلم بغیر حق مما  
 اکراه کیا کسی کو قتل ہی تو کو کو گناہ نہیں ہی کہ اس پر پیش ہی کری بلکہ صبر کری یہاں تک کہ جان دی اور کو کو قتل کریگا تو گناہ ہو گا ایسی کہ حق  
 لا یتصلح لضرورة فاذا کان اکراه و ذکر فی الاصول ان دلیل الرخصة خوف الهلاك والقاتل والمقتول  
 قتل مسلم کا کسی ضرورت میں ہی مباح نہیں ہی ایسی ہی اگر حق اور اصل میں مذکور ہی کہ رخصت کی دلیل خوف ہلاک کا ہی اور قاتل اور مقتول آئین  
 فیہ سواء فاذا استویا لا یجوز للغافل قتل غیره لتخلص نفسه لان الله تعالى عظم امر قتل المسلم حیث قال و  
 دونہ برابر ہیں یہ جب دونوں برابر ہوں تو فاعل کو غیر کا قتل اپنی جان بچانی کو جائز نہیں ہی اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ قتل مسلم کو بڑا ہی گناہ ٹھہرایا ہی چنانچہ فرمایا اور  
 من یقتل مؤمناً متعمداً فجزاؤه جهنم خالد فیہا فاذا کان كذلك ینبغي ان یعلم ان کثیراً من ولاۃ من ائمتنا وقضاة  
 جو کوئی مار ڈالی مسلمان کو قصد کر کر تو اس کی جزا دوزخ ہی بڑا ہی آئین میں جب یہ ہوتا تو یہ بھی لو کہ ہماری زمانہ کی اکثر ایلیوں فی اور ہماری عہد کی اکثر ضیوں فی  
 عصرنا قد هجر الشرع المحمدي واحد ثواب طریقا غیر رضی وسمو عرفا وشارع بینہم العمل بہ حتی کاد ان یرفض الشرع  
 شرع محمدی کا کو چھوڑ دیا ہی اور نیا رستہ ناپسندیدہ نکال کر اس کا نام عرف رکھا ہی اس سبب تو یہی پر عمل کرتی ہیں یہاں تک کہ اب یہ حال ہی کہ شرع بالکل ترک  
 بہ لانہم کانوا لا یفصلون قضیۃ بحض الشرع بل اخطا العرف لکنہم کانوا یفصلون قضایا کثیرۃ بحض العرف بلا اخطا  
 ہر جاد کی کیونکہ وہ کوئی مقدمہ صرف شرع ہی بدون عرف کی طاعت فیصلہ نہیں کرتی لیکن بہتری قضیہ صرف عرف ہی بدون طاعت شرع کی فیصلہ کرتی ہیں  
 الشرع و یعتقدون ان بعض الشرع لا یتیم النظام ولا یتستقیم حال الانام ویقولون ذلك جهرا ولا یعدونہ نكرا فاکمل  
 اور یہ سمجھتے ہی ہیں کہ نئی شرع ہی نظام پر انہیں ہوتا اور خلقت کا حال درست نہیں رہتا اور یہ بات علی الاعلان کہتی ہیں کہ یہ برا نہیں جانتی اب سوچ تو  
 ایہا المنصف هل لهذا القول وهذا الاعتقاد محل غیر القول بنسب الشریعة المحمدیۃ بما ابتدعوا بارأہم الفاسدة من  
 ای منصف ای کچھ اس قول اور اس اعتقاد کی یہی معنی ہیں بجز اسکی کہ شریعت محمدی کو سبب سیاستا اور تعذیبات سخت کی جو اپنی فاسد عقل و نفسی نکال کر  
 السیاسة الشنیعة والتعذیبات الشدیدۃ و احلہم علی ذلك الاعتقاد و اجراہم علی ذلك الفساد الا ما یرونہ من  
 کبھی کی یہی منسوخ کہتی ہیں اور ان کا یہ اعتقاد اور یہ جہت اس فساد پر اسٹی ہوئی ہی کہ دیکھتی ہیں  
 ظهور السارق والقاتل احیاناً بہت بدایا تم البلیغۃ و تشدیداتہم الالیمۃ نعم قل یظہر السارق والقاتل احتیاجاً بہت بدایا  
 کہ بعض دفعہ جو اور قاتل او کی غایت درجہ کی دہکیوں اور سخت گیری سی اتہ آجاتی ہیں ان اسچ کبھی چور اور قاتل تو ان کی دہکی  
 و تشدیداتہم لکن الی ان یظہر ظالم واحد یظلم خلقاً کثیراً فی انفسہم و اعراضہم بل یہلک بعضهم بانواع العقوبات  
 اور سختی سی پیدا ہو جاتی ہی پر جب تک ایک ظالم اتہ لگی اتنی بہتری خلقت کی جان اور بروی پر ظلم گزر جاتا ہی بلکہ بعض لوگ طرح طرح کی عقوبت  
 واصناف التعذیبات و یتعطل اعضاء بعضہم و اما اخذنا صولہم و اھلکھا فلا یعدونہا شیئاً بل یسبونہا و یستحلون  
 اور قسم قسم کی عذاب میں ہلاک اور بعضوں کی اعضاء بیکار ہو جاتی ہیں اور در اہل بلیت یا تلف کردینا یہ تو کچھ شائبہ نہیں ہی بلکہ یہ تو مباح اور حل جانتی  
 فاذا کان السعی فی رفع ظلم ظالم واحد متضمناً لظالم کثیر غیر منحصرة فتفکر ایہا العاقل هل ینلیق مثلہ  
 ہر جب تک ظالم کا ظلم دفع کرنی کی سعی میں بہت سی ظلم غیر منحصر عمل میں آئیں اب فکر کی بات ہی ای عاقل کیا اہل ایمان کو ایسی عمل لایق ہی

لاهل الايمان وهل يجوز ان نعلم ان الله عز وجل

اور دلا الامان میں ایسا کام کہاں جانیں گا  
 اور یہ کہ شمع دل پر جلا دینا چاہیے جو کہ سکو عقلت کی ترانہ میں  
 الحکمة وظہور غالبہ مضار وھا علی منفعة فان تعلم لا تعلم الا بحکمة فی المنفعة العامة الشافعی  
 اور یہ کہ نقصان بہ نسبت فائدہ کی زیادہ معلوم چکا ہی بیشک حکیم وہی حکم دیتا ہی جس میں منفعہ عام مشاہیر و اجسین فائدہ

يغلب مفعلة على مضرتة لا بما يغلب مضرتة على مفعلة الأثرى ان الخبر المجرى مفعلة لا الله تعالى في

نقصان سی زیادہ ہو وہ حکم نہیں دیتا جسکی مضریت مسقیمت سی زیادہ ہو جبکہ معلوم نہیں کہ شراب اور جوئی کو اللہ تعالیٰ فی کفران میں

القرآن بعد انص فيه بنفعها حيث قال يسئلونك عن الخمر والبزير فيه انتم كبير ومنافع للناس وانتهى البر من هذا

کیسی حرام کیا بعد اسی کہ انہی فائدہ پہنچے یہ چکا چانچہ فرمایا مجھسی لہذا چھٹی میں حکم شراب اور جوی کا تولیہ نہیں کیا ہر ایک اور فائدہ کھجور میں تولون کو اور دوسرا

لا: حایہ النفع اذا غلظت حایہ الضرر حکم جانہ الضرر فان اهل العرف في هذا الزمان اكثر ما يظلمون اهل بلدة و

لان جانب النعم اذا غلبت عليه جانب الضرر يحكي بصرى عن كل حرب في هذا الزمان انما هي ما يضر اهل بيتك  
وكل من نفعه كجانب غالب هو جاني ربي توضر الى جانب كالحاطة وناهي بيضك بل عرف اسن مانه مين ايكن ظالم كي واسطى شهر كي شهر پر اور

اهل قريته يازاع المظلم بسبب ظالم واحد مع هذا لا يظفرون بذلك الظالم فيكون مظالمهم تكثر بالاف مرتبه

گمانو کی گالو پر قسم قسم کی اکثر ظلم کروا لیا ہیں اور تشدد ہی وہ ظالم ہاتھ نہیں آتا

من ظلم ذلك الظالم مع بقاء ظله فليس مثله لا كمثل من يقصد حرق خشيش نبت خلال ثم عير فيقول النار

اور وہ کا وہ باقی رہتا ہی اکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی کہاس جلائی کا ارادہ کری جو کہیت کی اندر اوکتا ہی پیراوس کہیت کی اندر انک جلائی

اور تمام کست بہک جاویں اور وہ کہاں جسکا جڑ نامنظور تھا کہیں جلے اتا ہی اور بعض دفعہ قایم رہتا ہی سوا آمد کی قسم ہی کیہ

اور تمام ہیت پہلک جادی اور وہ لہاس جسکا جلا نامعلوم رہا بھی جلیجی ماری اور جسکی دعوہ کا یم رہتا ہی عوہدی سہا ہی یہ

اصلاح بل ہوم۔ الا فساد فلہ کان و هذا العرف خیر لکان القرون التي یستعمل هذا العرف فیہا خیر

تظام نہیں ہی بلکہ کہنڈت ہی اگر اس عرف میں کچھ خوبی ہوتی تو بیشک یہ زمانہ حسین عرف خوب برتا جاتا ہی اولن عہد سی

لقرون التي لم يستعمل فيها هذا العرف كقرون النبي عليه السلام والخلفاء الراشدين والتابعين ولا شك أن

جمنین یہہ عرفہ بنین برتا گیا بہتر ہوتا جیسی عہد بنی علیہ السلام کا اور عہد خلفاء راشدین کا اور تابعین کا اور اسمین تک ہیں کہ

[illegible]

لَقُرُونٍ يَنْسِبُهُمْ بِذَلِكَ الْأَحَادِيثِ الْمَشْهُورَةِ بِأَنَّ الْمُنْتَازِعَةَ وَلَوْ بِالْقَدْرِ الْمَشْتَرَكِ فَأَنْقِضَ تِلْكَ الْقُرُونُ لَكُنَّا قُرُونٌ

شہور حدیثین بلکہ متواتر اسکی گواہ ہیں اگرچہ طبعی جلتی مضمون سی

للرشد والصلاح وعمل الصدق والفلاح كان الامر يتم بسهولة الشرع ولا يحتاج الى صعوبة العرف واما هذه

اور عہد صدق اور قلاح کی تھی تو انتظام شرع کی سہولت سی ہو جاتا تھا عرف کی اس صعوبت کی حاجت نہیں ہوتی ہی اور یہ ہے

القرآن فلما كان الغالب فيها الفسق والفساد والذنب العناد صطر العفلاء الى جرائع العرب الشديده

عَدَمِ انْزِعَالِ اَهْلِهَا بِالْشَّرْعِ السَّيِّدِ فَالْجَوَابُ اَنْ هَذَا السُّؤَالُ لَا يَبْقَى لَهُ مَوْجِدٌ بَعْدَ رَوَاعِدِ فِي اجْرَاءِ الْعُرْفِ

اس زمانہ کی لوگ صرف شرع حکم سی باز نہیں آتی سو جواب یہ ہے کہ اس سوال کا ٹھکانا نہیں ہے جب عرف کی جاری کرنی میں مفسد

ملف اسد وما في الشرع من كفايته في جميع الاعصار لجميع المقاصد كما ان ما ذكر من كون القرون السابقة قرون

نہی اور شرع کی کفایت تمام عہدوں میں تمام مطالب کی لئے تسلیم کر لی پھر وہ جو مذکور ہوا کہ وہ نہائی رشد









فما ضرب عشر حتى قروا في ما سبق فقال عصام سبحان الله ما رأيت ظلماً أشبه بالعدل من هذا فانظر كيف  
 يهرس كبرى نہیں لگائی تھی کہ اسکی اقرار کیا اور چوری کمال لادیا عصام نے کہا سبحان اللہ میں نے اس ظلم سے زیادہ عدل ہی ملتا ہوا کوئی ظلم نہیں دیکھا اب دیکھ کر  
 سماہ ظلماً مع ظہور الحق ولم يجعله حرجاً بل جعله تشبيهاً به لعدم وجود علامة ظاهرة موجبة لذلك  
 اسکا نام ظلم لیا باوجودیکہ حق ظاہر ہو گیا تھا اور سکود عدل نہیں ٹھہرایا بلکہ عدل کا مشابہہ کیونکہ کوئی ظاہر دلیل جس سے ضرب واجب ہو جاوی نہیں تھی  
 لانه وان ظهري الحق في هذه المرة لكن كثيرا ما لا يظهر فيكون ظلماً محضاً بخلاف المتيقن بالجرایم فان ضربه  
 اسو اعلیٰ کہ اگرچہ اسوقت تو حق ظاہر ہو گیا لیکن اکثر حق ظاہر نہیں ہو کرتا  
 ليس لجرد استحقاق الحق بل يمتنع عن افعاله المذمومة سواء ظهر الحق او لم يظهر في اذكارها ذكر الى هنا من جو  
 او کما مانا صرف حق پیدا کرنی کی لائق نہیں ہی بلکہ اس لائق کہ اپنی افعال بدی باز آوی برابر ہی کہ حق ظاہر ہو یا نہ ظاہر ہو سو ان دونوں میں فرق ہی اور یہاں تک جو مذکور ہوا  
 اجراء العقوبة على المتهمين بالجرایم انما هو قبل ثبوتها بالبينة والاقرار واما بعد ثبوتها باحدھا فيقام عليها ما  
 یعنی اجراء عقوبت کا جائز ہونا جرایم کی بدناموں پر ثبوت ہی پہلی ہی گواہی پر  
 عين ظلم في الشرع من الحد والتعزير يسرنا الله تعالى المجلس الحادي والثانون في بيان احكام القضاء  
 وہ ہی قایم ہو دیکھا جو شرع میں مقرر کیا ہی حد اور تعزیر الہی جہر اعمال موافق اپنی رضا کی آسان کر احکام قضا کی بیان میں  
 واخذ بالرشوة وحكومتها بشهادة الزور قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما انا  
 اور عہدہ قضا کو رشوت سے لینے میں اور جھوٹی گواہی پر حکم کرنے میں  
 بشر انكم تختصمون الي ولعل بعضكم يكون الحن مجتته من بعض واقضى له على نحو ما سمع منه فمن  
 خدا کا بندہ ہوں اور تم میری پاس فیصلی لاتی ہو اور شاید کہ بعضا تم میں سے ججت میں ہوں شاید کہ بعضی سے اور جیسا اس سے ہوں لگا میں فیصلہ کرو لگا پہر  
 قضيت له بشئ من حق اخيه فلا يخذلته فانما اقطع له قطعة من النار هذا الحديث من صحاح المصابيح  
 میں جسکو دوسری کی حق میں سے دلائی لگوں تو وہ ہرگز نہ لیبوی یہہی ہی کہ اسکی واسطی ٹکڑا آگ کا جدا کئی دیتا ہوں یہہی حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی  
 رفته ام المؤمنين ام سلمة ومعناها انكم تختصمون الي وربما يكون بعضكم مبطلا في دعواه ولا اعرف  
 ام المؤمنین ام سلمہ کی روایت سے اسکی معنی یہہی کہ تم اپنی فیصلہ میری پاس لاتی ہو اور بعضی وقت کو ہی اپنی دعویٰ میں جھوٹا ہوتا ہی اور مجھ کو وہ اپنی  
 كونه مبطلا في دعواه الا انه افطن مجتته واقدر على تقديرها بحيث اظنه صادق في دعواه اقضى له  
 دعویٰ میں جھوٹا معلوم نہیں ہوتا لیکن چونکہ وہ ججت میں ایسا قوی اور تقریر میں اتنا چسپ ہوتا ہی کہ میں اسکی دعویٰ کو سچا گمان کر کر اسکی دعویٰ کی اسلام  
 على وفق دعواه فيكون ما قضيت له من حقه قطعة من النار لكونه حرا يسوقه الى النار فانه عليه  
 موافق دلا دیتا ہوں پہر وہ جو میں اسکو دلاتا ہوں بہائی کی حق میں سے آگ کا ٹکڑا ہوتا ہی کیونکہ وہ حرام ہی روزخ میں کہنچ لیجا دیکھا بیشک نبی علیہ السلام  
 صدر كلامه في هذا الحديث بقوله انما انما بشر تنبيهها على جواز عدم مطابقة حكمها في نفس الامر لكونه بشرا لا  
 اپنی کلام اس حدیث میں اس لفظ سے شروع کی کہ میں آدمی ہوں اس تنبیہ کی واسطی کہ حکم نفس الامر سے غیر مطابق ہو سکتا ہی کہ وہ بشر میں  
 يعلم من الغيب لا يطلع على الضمائر الا ما يوحى اليه ولا يلزم منه ان يكون حكمه خطأ اذ ليس هذا من قبل  
 غیب دان نہیں ہیں دل کی بہید پر جب ہی خبر ہوتی ہی کہ وحی آوی اور اس سے یہہی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ حکم سچا ہی اسواسطی کہ یہہی حکم میں غلطی نہیں ہی  
 في الحكم لان الحاكم ما هو مكلف بان يحكم بين الخصمين بالظاهر على حسب ما يسمعه من كلامهما وعلى ما يقتضيه  
 کیونکہ حاکم کی ذمہ یہہی ہی کہ دونوں مدعی مدعی علیہ میں ظاہر کی موافق جیسا کہ اوہی کلام سنکر معلوم ہو اور جو اوہی ججت سے ثابت ہو حکم کر دی  
 مجتته لا بما في نفس الامر حتى ان من كان مبطلا في دعواه اذا اتى بشاهدي الزور ولو يعلم القاض بكنها وقضه  
 یہہی نہیں ہی کہ نفس الامر ہی حکم ہو یہاں تک کہ جسکا دعویٰ جھوٹا ہو اور وہ جھوٹی دو گواہ گزار دی اور قاضی کو دیکھا جو ٹ معلوم ہو اور وہ اوہی گواہی کی





للمالك لا بد من سبب في الاستبراء وكذا لا يمكن للقاضي ان يعين شيئا منها بدون الحجّة اذ ليس بعضها  
 من ملك كذا على كونه سبباً في الاستبراء بل هو سبب في الاستبراء من سبب غير سبب في الاستبراء  
 اولي من البعض فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقاً على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس مما يحتمل الانشاء  
 اذ لا يملك كونه سبباً في الاستبراء بل هو سبب في الاستبراء من سبب غير سبب في الاستبراء  
 والقاضي ليس تامراً بالقضاء بالملك بل هو مأمور بالقضاء بقصر المدعى عليه عن المدعى فهذا هو النافذ منه  
 والقاضي كونه سبباً في الاستبراء بل هو سبب في الاستبراء من سبب غير سبب في الاستبراء  
 ظاهر لا غير بيان ان من اجل ان المدعى على رجل سبباً في جارية او طعام واقام شاهداً في الزور وقضى القاضي  
 فقط اسكنه فصيل من سبب في الاستبراء بل هو سبب في الاستبراء من سبب غير سبب في الاستبراء  
 بينهما بالبيع او الشراء ينفذ قضاءه ظاهر وباطن من نفاذ هو جائز ان يملك حكمه ولو لم يملكه في حلال بل كونه سبباً في الاستبراء  
 وان كل الطعام لشؤون الملك بالثمن الذي وقع الشهادة به واما اذا ادعى رجل على رجل ملكاً مطلقاً في جارية او  
 وطى كرى او غيرها كذا ليدعى كونه سبباً في الاستبراء بل هو سبب في الاستبراء من سبب غير سبب في الاستبراء  
 طعام من غير تعيين سبب من اسباب الملك واقام شاهداً في الزور وقضى القاضي بينهما بالملك لا ينفذ قضاءه الا  
 مري او كونه سبباً في الاستبراء بل هو سبب في الاستبراء من سبب غير سبب في الاستبراء  
 ظاهر حتى لا يجل من حكمه الجارية او الطعام ان يطأ الجارية بعد الاستبراء  
 بيان نكاح كونه سبباً في الاستبراء بل هو سبب في الاستبراء من سبب غير سبب في الاستبراء  
 الله تعالى من مثله العقود ان احداً من الرجال والنساء اذا ادعى على آخر نكاحاً واقام شاهداً في الزور وقضى  
 القاضي بينهما بالنكاح ينفذ قضاءه ظاهر وباطن من نفاذ هو جائز ان يملك حكمه ولو لم يملكه في حلال بل كونه سبباً في الاستبراء  
 نكاح الغير وعده فاما اذا كان في نكاح الغير وعده فاما اذا كان في نكاح الغير وعده فاما اذا كان في نكاح الغير وعده  
 ان احداً من الزوجين اذا ادعى على آخر فسخ النكاح واقام شاهداً في الزور وقضى القاضي بينهما بالفرقة ينفذ قضاءه ظاهر  
 كذا خاوند جرد من سبب في الاستبراء بل هو سبب في الاستبراء من سبب غير سبب في الاستبراء  
 بالظنا حتى يحرم للرجل وطى المرأة التمكن ويحوز لها الزوج بزوج آخر ويحوز للزوج الآخر وطئها وان علم ان الزوج  
 بيان نكاح كونه سبباً في الاستبراء بل هو سبب في الاستبراء من سبب غير سبب في الاستبراء  
 الاول لم يطلقها بان كان احداً شاهداً في الزور وهذا كله قد كان ظاهراً معلوماً فاما ذكر لکن ينبغي ان يعلموا ايضا ان  
 خاوند في اسكواق من سبب في الاستبراء بل هو سبب في الاستبراء من سبب غير سبب في الاستبراء  
 قضاء القاضي في العقود والفسخ بشهادة الزور وان كان نافذاً ظاهر وباطن من نفاذ هو جائز ان يملك حكمه ولو لم يملكه في حلال بل كونه سبباً في الاستبراء  
 القاضي كونه سبباً في الاستبراء بل هو سبب في الاستبراء من سبب غير سبب في الاستبراء  
 انشاء بطريق الاقتضاء الا ان المدعى والشهود لا يخلو من ان يتعرضوا لخط الله تعالى وعقابه حيث ارتكبوا ما نهى الله  
 بطريق اقتضاء كذا من سبب في الاستبراء بل هو سبب في الاستبراء من سبب غير سبب في الاستبراء

اور رسولہ وسعوا فی ابطال حق الغیر وظلمہ لاسیما اذا لم یکن الثمن الذی شہدوا بہ مساویا للقیمۃ اما المدعی فانما یرتکب  
اور اسکی رسول فی منع کیا ہی اور غیر کی حق تلفی اور ظلم میں سعی کی ہی خاصہ کہ اس صورت میں کہ شہن جکی گواہی دی ہی فیت کی برابر نہ ہو مدعی فی تو جھوٹ بولا

الکونین داعی فالیس له وقد روی فیہ السلام قال من ادعی فالیس له فالیس منّا فلیتبعوا مقعدہ من النار واما الشہود  
اور ایسا دعوی کیا جو اس کا حق نہیں ہی اور روایت ہی کہ نبی صلیہ السلام فی فرایا جس نے دعوی کیا جو اس کا حق نہیں ہی وہ ہم میں سے نہیں ہی چاہی کہ اپنی جگہ دوزخ میں تکرار  
فانہم ارتکبوا الکبیرۃ التي تشاہدہا الشمس وهي شهادة الزور وکن الدعی حیث مرضی بہا وقد روی انہ علیہ السلام  
اور ہی گواہ سو دہنوں فی وہ گناہ کبیرہ اختیار کیا کہ شرک کی مانند ہی یعنی جہوئی گواہی ایسی ہی دعوی کہ اوپر صاف مندر ہوا اور روایت ہی کہ نبی صلیہ السلام فی  
قال عدلت شهادة الزور بالاشراک بالله تعالى ثلاث مرات ثم قرأ قوله تعالى فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور فان  
تین بار فرمایا جہوئی گواہی اشراک باللہ کی بار بار ہی  
پہر یہ بات پڑھی سو بچی ہو بچوں کی گندگی سی اور بچی ہو جہوئی بات سی بیشک علیہ السلام

بین فی هذا الخبر ان شهادة الزور كانت مساوية للشرك في حصول الاثر الموجب لدخول النار لان الشك موجب للخلاف  
في اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو کوئی گواہی گناہ میں شرک کہ برابر ہی جس سے باضرف و زرع میں داخل ہوتا ہی اتنا ہی کہ شرک سے دوام کو درخ ہی

اور جوئی کو الٰہی سے دوام نہیں ہے اور یہی سمجھنی کی بات ہے کہ قاضی کا حکم جوئی کو الٰہی سے عقور اور فسوخ میں جب نافذ ہوتا ہے وہ حلت کا فائدہ

وَقَاسِي كَقَاسِي كَوْعْبِهِ قَضَائِفِيرِشْوَتِ لَا هُوَ      اَوْ اِذَا اَخَذَ الْقَضَاءُ بِغَيْرِ رِشْوَةٍ      اَوْ اِذَا اَخَذَ الْقَضَاءُ بِالرِّشْوَةِ فَلَا يَكُونُ قَاضِيًا وَلَا يَنْفِذُ حُكْمَهُ عَلَى مَا ذَكَرْنَا فِي تَامَةِ  
وَقَاسِي كَقَاسِي كَوْعْبِهِ قَضَائِفِيرِشْوَتِ لَا هُوَ      اَوْ اِذَا اَخَذَ الْقَضَاءُ بِالرِّشْوَةِ فَلَا يَكُونُ قَاضِيًا وَلَا يَنْفِذُ حُكْمَهُ عَلَى مَا ذَكَرْنَا فِي تَامَةِ

لکھتے ہیں کہ اگر قاضی نے فیضانِ حرم کا حق باخداً القضاۃ الرشیدۃ وان القضاۃ فی هذا  
س وایت کی موافق اس زمانہ میں ایسا کوئی قاضی نہیں ہے جس کا حکم نافذ ہو کیونکہ بہت کم تر قاضی ہیں جن کو قضا یہ بن شہوت کی مجاہد میں شک اس زمانہ کی قاضی

شوت دیگر قصا یعنی میں نہایت درجہ کی سعی کرتی ہوں اور قصا کی لغت خوب مال خرچ کرتی ہوں اسکا اسم ہوائی شوت کی کچھ اور کچھ چوڑائی باوجودیکہ سب

مرشوة فكيف يوجد فيهم قاضين نقدر حكمهم يأخذهم القضاء بالرشوة يكونون سبباً لإبطال كثير من الأحكام الشرعية  
ثبوت ہی پھر کہاں ہی ایسا قاضی جس کا حکم نافذ ہو وی بہتر نہ فاضل تو رشوتوں ہی سے قتنا لیکر بہتیری احکام شرعی بطل کر تی ہیں

ان كثير من امور المسلمين مفوض الى امراءهم وصوفى على حكمهم وعلما ان اخذوا القضاء بالرشوة لا ينفذ حكمهم في شىء  
فلمنى كذا كثر امور مسلمانوں كى اونكى راى پر مفوض اور اونكى حكم پر موقوف ہيں اور انہوں نے جب قضاء رشوت ديكرى نواں كا حكم كسى فيصلہ شرعى ميں نافذ نہيں ہوتا

من الحكومة الشعبية فيلزم بطلان كثير من امور المسلمين لاسيما النكاح الذي يكون مفوضا اليهم فان القاضي الذي اخذ  
 ارب مسلمون في بهتري امور باطل هو قتي هين خاص كرتكاج جوادكي طرف مفوض هي بشك ر قاضي ني ريتوت ديكبر

فقضاء بالشبهة اذا عقد النكاح الذي فوض اليه يكون ذلك النكاح باطلا لا قبله لان يكون الزوج والزوجة من اثنين مادام  
عنا حاصل كهي حبيبة كسيما عقد نكاح كرجاء جواد كطرف مفوض هي توه نكاح باطل هو كآب يرب لازم آتاهي كدو نو خاوند جبره زاني هون جب يك

نکاح میں رہیں اور یہ حال اسی ہے کہ دنیا کی محبت بہت ہی اور دین کی پر واکستری کیونکہ یہ قاضی آخرت سے خوب غافل ہو کر قضا کو شہوت سے

لر شوة ولا يالون بكونهم ملعونين بلعن رسول الله عليه السلام بل يفتخرون به مع ان كثير من السلف امتنعوا عن قبوله  
صل كرتي بين اورا كتي كچه پروا نهين كرا و نهير رسول عليه السلام كي لغنت بر قتي و كنه اسپر فخر قري بين با حوايكه سلف مين اكتر او گول في با حور نهين كرا كي با

میں کوہا اکراہا بلیغا علی قبولہ فلم یقبلہ فی فضلہ عن ہذا المذہب فی حدیثہ آدرک ان ابا حنیفہ دعی فی القضاء النضر  
اور ادکی ہی مال خرچ کر بیکا تو کیا ذکر ہی رہن نہیں کہ امام ابو حنیفہ کو سننا کی ہی تین دفعہ بلایا



فاني حتى حبس وضرب في كل مرة ثلاثين سوطا فلما خاف على نفسه قال حتى اشاء واصحابي فشاوهم فقال ابو يوسف  
 برا لكارهى كيا آخر كوقيد هوى اودهر بار تيسر تيسر كورى كهائى پير جب جان كا خوف هوا تو كهيا مين ايئى يا بولنى مشوره ييلون پير مشوره كيا تو ابو يوسف كيا  
 لو تقدرت لا تشعبت الناس فطر اليه ابو حنيفة نظر الغضب وقال لو امرت ان اعد الجرح سباحة لكنت اقد عليه  
 اكر قضايلو تو لكون كا برا فاند هوى پير ابو حنيفة فى اوكى طرف غصه سى كهو كركها اكر محبو به حكم هوتا كه دريا كو تير كراوتر جاؤن تو البتة محبو قدرت تى  
 فكان في ذلك قاضيا فاعرض ولم ينظر اليه بعد ذلك وكذلك دعى محمد الى القضاء فالى حتى قيد وحبس نيفا وخمسين  
 ميرى كجكه تو هوى قاضى سى پير منته پير ليا اوداوكى طرف تيكها اورا سى طور امام محبو قضاكى واسطى بلايا سوانكار كيا يهان تيكه قيد هوى اور پچاس اوكى دن محبو  
 واضطر فقلده وانما امتنع هؤلاء الكرام عن تقبله لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من جعل قاضيا  
 سى اودا چاهو كرك قضايلى اور اس حاجت تيرك فى اسى لى نه مانا كه ابو هريرة سى روايت هى كه نبى عليه السلام فى فرمايا جو شخص لوكون پير قاضى هوا  
 بين الناس فقد نجس بغير سكين ولما روى في هذا الحديث القتل فان القتل بغير سكين كسقى السم مثلا لا يؤثر  
 بيشك فى چهرى فوج هوا اور فوج سى موداس حديث مين قتل هى بيشك قتل بغير چهرى كى جيسى نهر پلا دينا شلا ظاهر مين كچه اثر نهين كرتا  
 في الظاهر وانما يؤثر في الباطن بانزهاق الرمح كذا القضاء لا يؤثر في الظاهر لانه في الظاهر رفعة وعظمة وانما يؤثر  
 اور باطن مين ايسا اثر كرتا هى كه جان نكل جاتى هى ايسى قضا ظاهرين كچه اثر نهين كرتى كيو كذا ظاهرين تورفت اور عظمت هى باطن مين ايسا اثر كرتى هى  
 في الباطن باهلاك الدين لان القاضي كلما عدل بين الخصمين بلرعا يميل في الحكم الى الاصدقاء والاقرباء والى من  
 كه دين هلاك كرتى هى اسلى كه قاضى خصمين بيت هى كم عدل كرتى هين بلكه اكثر حكم مين دوست كى اور اقربا كى طرف دارى كرتا هين يا كسى منصب والى كى  
 له منصب توقف نواله او يخاف بلاءه وربها يوسف له نفسه على قبول الرشوة فمن كان حاله كذلك فالموت خير  
 جس سى كچه وصول كى توقع يا اوكى بلاء كا خوف اور بعضى وقت دلهين رشوت ليني كا خطر كرتا هى پير جسكا ايسا حال هوى تو ايسى قضا سى موت بهتوى  
 من القضاء لان الموت يقطعه عن المعاصى والقضاء يوقعه في المعاصى فان قيل القضاء بالحق من اقوى الفرائض  
 كيو كه موت تو معاصى سى الك كرتى هى اور قضا معاصى مين مبتلا كرتى هى پير اكر كوى كى حكم حقا پير دينا عمده فرائض سى  
 واشرف العبادات لكونه امر بالمعروف ونهيا عن المنكر وقد امر الله به النبيين كما قال في كتابه انا انزلنا التوراة  
 اور عبادات مين اشرف هى اسلى كه امر بالمعروف اور نهى عن المنكر كرتا هى سى هى اورا سى انبيا كو ييه حكم كيا هى چنانچه قرآن مين فرماتا هى هينى اوتارى توريت  
 فيها هدى ونور يحكم بها النبيون وقال لنبينا عليه السلام انا انزلنا اليك الكتب بالحق لتحكم بين الناس فهاوجه  
 اسمين بهت اور توريتى او سپر حكم كرتى پير فرائض اور هارى نبى عليه السلام كو فرمايا هينى اوتارى تحكيم كرتا هى سى كه تواصاف كرى لوكون مين پير اس سى  
 الامتناع عنه فالجواب انه وان كان من اقوى الفرائض واشرف العبادات لكن ذكر في كتب الفقه ان من كان  
 كنى كى كيا وجرى جواب ييه هى كه قضا اكر چه بيا فريضه اور عبادات مين اشرف هى پير فقه كى كتابون مين مذكور هى كه جو شخص  
 صالحا لا ينبغي له ان لا يطلبه بقلبه ولا يسله بلسانه فان دعى اليه بلا طلبه قال بعض العلماء يكره له الدخول فيه  
 قضا كى لايق هوا وسكو لازم هى كه دل سى اوسكا طالب هوى اور نه زبانى او سكا سوال كرى پير اكر بلا طلب اوكى لى مقرر كرين تو بعضى علماء كهتو هين كه احتيا رضى قضا مين  
 مختار لما روى عن انس بن مالك عليه السلام قال من ابتغى القضاء وسئل وكل الى نفسه ومن اكره عليه انزل الله تعالى  
 بهننا مكره هى اسلى كه انس سى روايت هى كه نبى عليه السلام فى فرمايا جسنى قضا تلاش كى اور سوال كيا تو اپنى ذات پير حواله كيا جاتا هى اور جو پير قاضى كيا كيا تو الله تعالى  
 عليه ملكا يسده فانه عليه السلام اشار فى هذا الحديث الى ان من يطلب القضاء بقلبه ويسئل بلسانه يفرض  
 او سپر فرشته تعين كرتا هى وه او كوراستى پير كهتاي سونى عليه السلام فى اس حديث مين ييه اشاره كيا كه جو شخص قضا كو بد تلاش اور زبانى سوال كرتا هى توره اوكى  
 الى نفسه ومن يفرض امره الى نفسه لا يهوى الى الصواب لان النفس امارة بالسوء تجر صاحبها الى المخالفة وسوء المطا  
 دات پير حواله هى اور جسكا امر اوكى ذات پير حواله را صواب كاراه نهين پاتا اسلى كه نفس برائى هى بتاتا هى اپنى بار كو مخالفت اورى مطا كى طرف كچهتيا

فلا يسلم من الوقوع في الظلم والمعصية والافتقار من يطلب القضاء ويسئل بعلمه وعلمه وسبقه فيكون صاحب علم  
فيختار من هو أعلم من غيره فيستشير به في كل شأن من شأنيهم ولا يفتقر إلى غيره في شيء من شأنيهم ولا يفتقر إلى غيره في شيء من شأنيهم ولا يفتقر إلى غيره في شيء من شأنيهم

ومن يعتصم بالله فقد هدي إلى صراط مستقيم ومن يتوكل على الله فهو حسبه فيلهمم الله رشدهم وينصهم  
اور جو شخص الله پر توکل کری وہ انکا ذمہ دہم ہی نہیں ہوتا کی دلیل رشید اکرمی اور

الصواب يسرنا الله تعالى عملا مطابقا لرضائه بلطفه وكرمه المجلس الثاني والثمانون في بيان  
عن ابين بيحان تاجی اہم عمل مطابق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کر

من يجوز له الوعظ للناس ومن لا يجوز وما يتفرع عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا يقص الا امرا وامورا ومختالا هذا الخبر من حسان المصابين من اهل البيت بن مالك وشاه ماره ايضا انه  
وعظ نہیں بیان کرتا امیر و امور یا شہین خوار یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی خوف ابن مالک کی روایت سی اور ایسی ہی مضمون کی وہ حدیث سی

قال القصاص ثلثة امير وامور ومختالا والقصاص التكلم بالقصاص ويستعمل في الوعظ وهو المراد ههنا والمعنى الذين  
علیہ السلام نے فرمایا وعظ کہی دلی تین ہیں امیر اور امور اور شہین اور قصہ کی معنی ہیں قصہ بیان کرتا اور قص وعظ میں برتا جاتا ہی اور یہاں وعظ ہی مراد ہی اور معنی ہیں

يعظون الناس ثلثة احدهم الامير وهو الحاكم فان الحكم في الزمان الاول كانوا يعظون الناس ويقصون عليهم احبا  
جو شخص لوگوں کو وعظ کہتی ہیں تین ہیں ایک تو امیر یعنی حاکم بیشک پہلی زمانہ میں حکام ہی لوگوں کو وعظ کیا کرتی تھی اور گذری ہوئی خبرن انکو سناتی تھی

الماضية ليخبروا وتأتيهم الامور وهو الذي امره الامير بالوعظ واذن له فيه وثالثهم المختال وهو الذي ليس بالامير  
تاکہ عبرت پذیر ہوں اور دوسرا امور یعنی جسکو امیر نے واسطی وعظ کی مقرر کیا اور اجازت دی ہی اور تیسرا مختال یعنی نہ وہ امیر ہی

ولا مامور من جهة بل هو فضولي يفعل ذلك تكبرا على الناس وطلب للرياسة بينهم ويأثمهم بقوله وفعله وفيه  
اور نہ امیر کی طرف سی مامور نہ کہ وہ شخص زاہد ہی یہہ ہر شے لوگوں پر بزرگ ہونی کو اور انہیں ریاست لینے کو اختیار کرتا ہی اور انکو اپنا قول اور فعل دکھاتا ہی آئین

ترجى للوعظ عن الامور بغیر اذن الامام وانما كان كذلك لان الامام يجب عليه ان يقوم بمصالح الرعية ويرتب  
واعظ کو کہ بدون اذن امام کی وعظ کہی ممانعت ہی اور مانعت اسلی ہی کہ امام پر واجب ہی کہ واسطی مصلیحت رعیت کی مستعد ہی اور ہر گھانوں میں

في كل قرية وفي كل محلة عالما متدينا يعلم الناس دينهم فينظر في العلماء فمن يرى فيه علما وديانة وحسن عقيدة  
اور ہر محلہ میں ایک ایک عالم دیندار تعین کری کہ وہ لوگوں کو دین تعلیم کیا کری پھر علماء میں غور کری جس میں علم اور دیانت اور نیک عقیدہ دیکھی

ياذن له ان يعظ الناس ومن لا يرى فيه هذه الصفات لا ياذن له في الوعظ لثلاث اوقع الناس في البدعة والضلال  
انکو اجازت دی کہ لوگوں کو وعظ کیا کری اور جس میں یہہ صفات نہ پادی تو انکو وعظ کی اجازت نہ دی تاکہ لوگوں کو بدعت اور بی راہی میں نہ پھنساوی

كما هو واقع في هذا الزمان وذلك لان الخلق لا يولدون بالعلم وانما يولدون بالجهل والجهل مرض من امراض القلوب  
جیسا اس زمانہ میں ہوتا ہی اور یہہ اس واسطی ضروری کہ خلق عالم نہیں پیدا ہوتی یہہ ہی جہالت میں پیدا ہوتی ہی اور جہالت دلی بیماریوں میں سی ایک مرضی

فلا بد له من طبيب حاذق يعالجهم ويزيل مرضهم بتعليم احكام الدين في اصله وفرعه ومن لم يكن حاذقا  
سو اس مرض کی لئی کوئی نیک طبیب چاہی کہ علاج کر کر دین کی اصلی اور فرعی احکام سکھا کر انکا دلی مرض کھودی اور جو نیک طبیب نہیں ہی

لا يزيل مرضهم بل يزيدهم مرضا فيهلكهم وقد ذكر في الاحياء ان الدنيا دار المرض اذ ليس في بطن الارض الا ميتة  
تو انکا کوبہ نہیں کھو ویکو بکھو اور کوبہ بڑا کر ہلاک کر دیکو اور احیاء میں مذکور ہی کہ دنیا بیماری کا گھر ہی کیونکہ جو زمین کی اندر ہی سوزدہ ہی

جو شخص ہی کی رعایت کی جائے گی



ولا على ظهرها الا سقيم ومرض القلب اكثر من مرض الايدان وانما صار كذلك لثلاث علل احدها ان مكان  
 اورجوا وکلی باهری سو باری اور کلی دیکھ جسما فی بیاری زیادہ ہیں اور یہ حال تین سبب ہی ہو گیا ہی ایک تو یہ کہ جو  
 مریض القلب لا بد ہی کو یہ مریضاً والثانية ان عاقبة مرض القلب لا يشاهد قبل الموت بخلاف مرض البدن  
 دیکھا دیکھا ہی وہ اپنی تئیں دیکھا نہیں سمجھتا اور دوسرا سبب یہ ہی کہ دیکھی بیماریا انجام موت ہی پہلی ظاہر نظر نہیں آتا  
 فان عاقبة موت مشاهد تنفر عنه الطباع وليكون ما بعد الموت غير مشاهد قلت النفرة عن الذنوب  
 کہ او سکا انجام موت نظر آتی ہی سو ہی طبیعتیں اس ہی نفرت کرتی ہیں اور موت کی بعد کا حال جو ظاہر نہیں نظر آتا اسلی گناہوں ہی نفرت کم ہو گئی ہی  
 ويتكلم مر تكلمها على فضل الله تعالى ولا يشتغل بعلاج مرض قلبه بل يشتغل بعلاج مرض بدنه من غير ان تكال  
 اور گناہ کا راسد تعالیٰ کی فضل پر تکیہ کر لیتا ہی اور اپنی دیکھ کا علاج نہیں کرتا بلکہ بدنی مرض کا علاج فضل الہی پر ہی تکیہ کئی کرتا ہی  
 على فضل الله تعالى مع كون فضل الله تعالى عام في الدنيا والاخرة والثالثة وهي الداء العضال فقد الطبيب  
 باوجودیکہ اللہ تعالیٰ فضل دنیا اور آخرت دونوں میں برابر ہی اور تیسرا سبب یہ ہی اور یہ بڑا سخت دیکھ ہی یعنی طیب کا ہونا  
 فان اطباء هم العلماء وهم في هذا الزمان قد مرضوا مرضاً شديداً حتى عجزوا عن علاج انفسهم فضلاً عن  
 کیونکہ اسکی طیب تو علماء ہیں سو اس زمانہ میں وہ خود ہی سخت بیمار ہیں یہاں تک کہ اپنا ہی علاج نہیں کر سکتی غیر کی تو کیا گنتی ہی اس سبب ہی یہ دیکھ  
 علاج غيرهم وبهذه السبب عم الداء وانقطع الدواء وهلاك الخلق بل اشتغل اطباء بفنون الاغواء فليستهم  
 اور یہ زیادہ پہل گیا اور علاج ہمارا اور خلق مر گئی بلکہ طیب طرح طرح کی اغوا میں مشغول ہیں کاشکی وہ طیب  
 اذ لم يصلحوا لم يفسدوا وليتهم سكتوا ولم ينطقوا فانهم اذا تكلموا لا يقصدون في مواضعهم الا استمالة قلوب العوام  
 اگر علاج نہ کرتی تو دیکھ ہی نہ بڑا ہی کاشکی وہ خاموش رہتی کچھ نہ بولتی بیشک جب وہ بولتی ہیں تو اس وعظ ہی سواہ بلائی قلوب عوام کی کچھ اور غرض نہیں  
 ولا يتوصلون اليها الا بتكرار الرجاء والرحمة لكون ذلك لائقاً في كلامهم واخف على الطباع فينصرف الخلق عن مجلس  
 ہوتی اور کھاسیل یہ ہی امید اور رحمت کا ذکر ہوا دیکھا ہی کیونکہ یہ ہی کا لون میں لذیذ اور طبیعتوں پر ہلکا ہی بہر حققت مجلس وعظ ہی جب اوٹتی ہی  
 وعظهم وقد استفادوا من بد جراحة على المعاصي وقها كان الطبيب كذا يملك المريض بالدواء حيث يضعه  
 تو دیکھ گناہوں پر اور یہی جرات پیدا ہوتی ہی اور جب طیب ایسا ہودی تو دیکھا دوا ہی ہی مر گیا کیونکہ طیب ہی محل دوا  
 في غير موضعه فان الخوف والرجاء دواءان لكن لشخصين متضادين العلة فالذي غلب عليه الخوف حتى هجر  
 دیتی ہی بیشک خوف اور رجاء دونوں دوا تو ہیں یہ ایسی شخص کی جو ایک ہی بیمار نہیں بہر جس پر خوف اتنا غالب آیا کہ دنیا باکل ترک کی  
 الدنيا بالكلية وتكلف نفسه ما لا يطيق وضيق عليه العيش يكسر سورة خرقه بدن كذا اسباب الرجاء وسعة رحمة  
 اور اپنی جان طاقت ہی زیادہ تکلیف میں ڈالی اور عیش تنگ کر لیا تو اسکی خوف کی شدت کو اسباب رجائی اور فراخی رحمت الہی کا ذکر کر کی  
 الله تعالى ليعود الى الاعتدال وكذا المصير على الذنوب المشتبه للتوبة المستمرة عنها بحكم القنوط والياس استعظاما  
 کھشادی تاکہ وہ اعتدال پر آجادی اور ایسی ہی جگہ پر آجادی تو یہ کا آرزو مشد کہ بسبب تا امید اور یاس کی اپنی گناہوں کو سخت سخت سمجھ کر  
 لذنوب التي سبقت يعالج ايضا بدن كذا اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى حتى يطعم في قبول توبته فينتوب  
 جو اس ہی عمل میں آئی ہیں توبہ نہ کرتا ہو ایسی کا علاج ہی یہ ہی ذکر کرتا اسباب رجائی اور فراخی رحمت الہی کا ہی اسکو توقع قبول توبہ کی پیدا ہو پھر وہ توبہ کر  
 فاما معالجة المذنب المسترسل في المعاصي بدن كذا اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى فيضاهي معالجة المحرم  
 اور راہ ہو کی ہیں بڑا ہوا معاصی میں ہی قید اسکا علاج ذکر اسباب رجائی اور بیان فراخی رحمت الہی ایسی ہی جیسی تپ چڑھی کو  
 بالعسل وذكر في موضع اخر من الاحياء ان هذا الزمان زمان لا ينبغي ان يدن كوفيه الخلق اسباب الرجاء وسعة  
 شہد پادیا اور احیاء کی ایک اور جگہ میں مذکور ہی کہ یہ ایسا زمانہ ہی کہ اس میں خلقت کی سامنی ذکر اسباب رجائی اور بیان فراخی

رحمة الله تعالى لان ذكرها يهلككم بالكلية لکنها لما كانت اخفت على النفوس والقلوب ولم يكن غرض  
 رحمت الله كما اجهلتم من انكم لم تدرى ان خلقكم من نور الله عز وجل انما هو ليعلموا انهم من الله عز وجل  
 الوساظ الا استمالوا القلوب واستنطقوا الخلق بالثناء عليهم كيف كانوا الى الارحاء حتى انزادوا الفساق فيسا  
 غرض من خلقهم ان يبينوا انهم من الله عز وجل انما هو ليعلموا انهم من الله عز وجل انما هو ليعلموا انهم من الله عز وجل  
 والمنهم يكون في طغيانهم تناديا وذكر في موضع اخر ان الخلق الموجودين في هذا الزمان كان الاصل لهم غلبة الخوف بشي  
 اوربى فساد بر كبريا اور طغيان من يهسى بهى لوگ احببى ذوب گئی اور بیک اور بیک من مذکور ہے کہ اس زمانہ کی خلقت کا ہی اصل یہ ہے کہ وہ خائف تھے کیا جاویں پراتنا  
 ان لا يخرجهم الى الياس فترك العمل وقطع الطمع من المغفرة فيكون ذلك سببا للتكاسل عن العمل وداعيا الى الاهلاك  
 کہ وہ ناسید ہو کر عمل ترک کر دیں اور مغفرت کی طمع نہ جاتی رہی کیونکہ اب عمل میں مست اور لاچار معاصی میں کہیں جاویں گی سو یہ درجہ یاس کا ہی

فی المعاصی فان ذلك قنوط وليس بخوف بل الخوف هو الذي يحث على العمل ويكدر جميع الشهوات وينزع القلب  
 خوف کا نہیں ہے بلکہ خوف یہ ہوتا ہے کہ عمل کی رغبت ہو اور تمام شہوات بی مزہ ہو جاویں اور دل دنیا کی رغبت سے بیزار ہو کر  
 عن الركون الى دار الغرور ويدعو الى الميل الى دار السرد وهذا هو الخوف المحمدي لا الياس الموجب للقنوط فاذا كان  
 او کبر جاوی اور آخرت کی رغبت ہوتی لگی اور یہ حالت اچھی خوف کی ہے یاس کا درجہ نہیں جس میں ناسید ہو جاوی جب حال ایسا ہی  
 الا هو كذلك فالطريق الذي ينبغي ان يسلكه الواعظ في وعظه مع الخلق في هذا الزمان اذا كان مأمورا من  
 تودہ رست جو واعظوں کو وعظ میں اس زمانہ کی خلقت کی ساتھ چلنا چاہی جب کہ واعظ امام کی طرف سے مامور ہو تو یہ ہے کہ

سجدة الامام ان يدرك في القرآن من الايات المخوف للذين آمنوا وما ورد في الاخبار والاثر في ذم الجرمين وطرح التائبين  
 کہ قرآن میں سے وہ آیات بیان کری جن میں گنہگاروں کی واسطی خوف ہے اور وہ احادیث اور آثار جن میں گنہگاروں کی سچو اور توبہ کر کے طاعت کرنیوالوں کی مدح ہے  
 المطيعين ويستكثر منها ان كان وارش رسول رب العالمين فانه عليه السلام ما خلف دينارا ولا درهما واما  
 اور اس سے شرم کی کثرت رکھی اگر رسول رب العالمین کا وارش ہے بی شک نبی علیہ السلام نے نہ دینار چھوڑا ہی اور نہ درہم یہ ہے

خلف العلم والحكمة وورث كل عالم بقدر ما صابه ثم ينبغي له ان يقرر عندهم ان تعجيل العقوبة على الذنب متوقع  
 علم اور حکمت چھوڑ گئی میں اور ہر عالم اس کا وارث ہوا جتنا اس کی نصیب میں تھا پہلے یوں چاہی کہ اس کی سامنی تقریر کری کہ گناہ کی وبال سے دنیا میں ایسی عقوبت ہوتی  
 في الدنيا وسبب ان كل ما يصيب الانسان من المصائب في الدنيا فهو بسبب ذنبه كما قال الله تعالى وما اصابكم  
 ممکن ہے اور بیان کری کہ انسان پر دنیا میں جو مصیبت پڑ جاتی ہے سو وہ سب گناہوں کی وبال سے ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جو بڑی تمپر  
 من مصيبة فمما كسبت ايديكم فينبغي له ان يخوفهم بذلك لان بعض الناس يخاف من العقوبة في الدنيا ويتساهل  
 کوئی سختی سوبد لہ اسکا جو کما یا تمہاری ہاتھوں نے اب لازم ہے کہ انکو یہ ہے خوف دلاوی اسلئے کہ بعض آدمی دنیا ہی کی عقوبت سے ڈرتے ہیں اور آخرت کی

في امر الآخرة لفرط جملة فيلزمه ان يبين له ان الذنوب كلها يتجلى في الدنيا شومها في غالب الامر ويضيق عليه رزقه  
 بات میں جہالت کا ماری سہولت برستی ہیں تو اب واعظ کو لازم ہے کہ اس کی سامنی یہ ہے بیان کری کہ گناہوں کی شامت اکثر دنیا میں جلد آجاتی ہے اور اس کی سبب روزی  
 بسبب ما يروى انه عليه السلام قال ان العبد ليحرم الرزق بسبب ذنب يصيبه ثم ينبغي له ان يفهم امر الوعظ ويرفع  
 ہو جاتی ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی گناہ کی سبب رزق سے محروم ہو جاتا ہے پہلے اسکو چاہی کہ وعظ عظمت سے اور پکار کر کہی

صوته ويكون منه في وعظه ما يشعر بالحال الذي هو فيه من الترغيب والترهيب لما روى عن جابر انه عليه السلام  
 اور وعظ میں جو بیان کرتا ہو ویسا ہی حال بنائی کہ صوت سے ترغیب اور خوف معلوم ہو کیونکہ جابر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کا

كان اذا خطب احمر عيناه وعلا صوته كانه عند رجيش وكذا ينبغي له اذا تكلم بكلام ان يكره ثلاث مرات  
 یہ حال تھا کہ جب وعظ فرماتی تو اکھیں سرخ اور آواز بلند ہو جاتی گویا فوج سے ڈراتی ہیں اور ایسی ہی لازم ہے کہ جب کوئی بات کہی تو تین بار تکرار



ليغفرها عنهما من ذنوبهم ويحفظهما من شرورهم عن أنفسهما عليه السلام كان إذا تكلم بكلمة أجادها ثلثا  
 حقه تقم عنه لكن يجب عليه أن يحترق عن خطأ كلامه البدعة لما ذكر في الأحياء أن الواعظ مما خرج كلامه ليد  
 كما يجب سجدتين لكن الوضوء واجب في كل شيء كلام من بدعت في باتين نهى  
 كيونك أحياء من تكلم بهي بدعة الواعظ اگر بدعت بیان کرنی لگی

يجب منعه ولا يجوز حضور مجلسه الأصلي قصد الراد عليه أن قد وان لم يقدر لا يحضر مجلسه ولكن أهما كان كلامه  
 نواوکار وکنا واجب ہی اوضو کی مجلس میں جانا جائز نہیں مگر بارادہ رد کی جاوی تو جاوی اگر قدرت کہتا ہو اور اگر قدرت نہ تو تو اس کی مجلس میں بخادی اور ایسی ہی اگر کسی کلام  
 مائل الی الأمرجله وتخریة الناس علی المعاصی ویزاد بسببه رجاء الخلق علی خوفهم فهو منکر يجب منعه لكون  
 ارجا کی طرف جکتی ہو اور لوگوں کو معاصی پر جرات ہوتی ہو اور اس باعث ہی خلق کو رجاء خوف سے زیادہ بڑھ جاوی اب وہ واعظ نہیں منکر ہی اوکار وکنا چاہی  
 فسادہ عظیم بل الاقرب ولا یبق بطباع الخلق ان یرجع خوفهم علی رجائهم لانهم الی الخوف احوال و ذکر فی الرسالة  
 اسکا بڑا فساد ہی بلکہ حقت کی حال کی مطابق یہی کہ اوپر رجاء ہی خوف غالب رہی کیونکہ خوف کی نیادہ تر محتاج ہیں اور امام غزالی کی رسالہ میں

المسألة یأثم الولد للامام الغزالی ان الواعظ یبغی له ان یكون عزمه وهمة ان یدعو الناس من الدنیا الی  
 حبسکائیم یا ایہ الیہی منکر ہی کہ واعظ کو چاہی کہ اوکار قصد اور ہمت یہی ہو کہ لوگوں کو دنیا سے آخرت کی طرف بلاوی اور معصیت سے طاعت کی طرف  
 الاخرة ومن المعصية الی الطاعة ومن الحرص الی القناعة ويحبیب الیہم الاخرة ویبغض علیہم الدنیا ویعلمہم  
 طلب کری اور حرص ہی طاعت کی طرف اشارہ کری اور اوکار آخرت کی محبت اور دنیا کا بغض دلاوی اور اوکار عبارات

العبادة والتقوى لان الغالب فی طباعهم الزیغ عن منہج الشرع والسعی فیما لا یرضی اللہ تعالی فی قلبہم  
 اور یہ ہر گز ہی تعلیم کری اسلئے کہ اوکی طبیعتوں میں اکثر شرع کی راہ ہی کجی اور برصاف رضا مندی اللہ تعالی کی سعی ہوتی ہی سو اوکی دلوں میں خدا کا خوف  
 الرعی یخوفهم عما یستقبلہم من المخاوف لعل صفات باطنہم تتغیر ومعاطة ظاہرہم تتبدل ویظہر  
 دانی اور اوکار سامنی آتی ہوئی خوفنا چیزوں سے ڈراوی شاید اوکی صفات باطنی بدل جاویں اور ظاہر کا معاملہ بدلت جاوی اور اوکی طاعت کی حرص

الی المطاع والرجوع عن المعصية وهذا هو طریق الوعظ والنصیحة وكل واعظ لا یكون وعظہ هكذا فوعظہ وبال  
 اور معصیت سے رجوع ظاہر ہونی لگی اور یہی ہی طریقہ وعظ اور نصیحت کا اور جس واعظ کا وعظ ایسا ہو دی تو اسکا وعظ کہتی

علی المقاتل والسامع بل قبل ان یشیطان فی صورة الانسان یخرج الخلق عن طریق الحق ویہلکہم فیجب علیہم ان یخبروا  
 اور سنی دونوں پر وبال ہی بلکہ بعضی کہتی ہیں کہ وہ انسان کی صورت میں شیطان ہی کہ خلقت کو طریق حق سے ہچلا کر ہلاک کرتا ہی سو خلق پر واجب ہی کہ اس سے ایسا بہانہ  
 منہ فرارہم من الاسد لان ما یفسدہ هذا الواعظ من دینہم لا یستطیع ان یفسد بمثلہ الشیطان ومن کان یدو  
 جیسی شیر سے بھاگتی ہیں کیونکہ یہ واعظ جتنا انکادین برباد کریگا شیطان کی قدرت نہیں کہ اتنا برباد کری اور جسکو قابو اور قوت ہو دی

قدرة یجب علیہ ان یزله من منابر المسلمین ویمنعہ عما باشر لانه من جملة الامر بالمعروف والنہی عن المنکر وکذا الوعا  
 واجب ہی کہ اوکو مسلمانوں کی منبر سے اتار دی اور وعظ کہنی ہی ہو کہی کیونکہ مزہبی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہی اور ایسی ہی وہ واعظ  
 الذین یشغلون بالقصص التي یطرق الیہا الزیادة والنقصان والکذب والبهتان قد ورد فی السلف عن الجولوس فی  
 کہ کہانیاں بیان کرتی ہیں حسین زیادتی کتی اور جھوٹ اور بہتان ملا ہو ایہ تقدیم انکی مجلس میں جانی سے منع کر گئی ہیں

مجلسہم لان القصص منها ما یمنع سماعہ ومنها ما یضر سماعہ وان کان صدقا فمن فتم علی نفسه ذلك الباب یختلط  
 اسلئے کہ بعضی قصوں کا سنا مفید ہوتا ہی اور بعضی قصوں کا سنا ضرر کرتا ہی اگرچہ سچا ہو دی پھر جو شخص اپنی اوپر یہ دروازہ کھول لیگا تو اس پر  
 علیہ الصدق بالکذب والنافع بالضرار وقال احمد بن حنبل القصص ان کانت من قصص الانبیاء والصالحین  
 سچ جھوٹ میں اور نافع مضر میں ملا ہی گا تمیز نہوگی اور احمد بن حنبل کہتی ہیں کہ قصہ اگر انبیاء اور صالحین کا ہو





وہذا احد القریب علی الانبیاء وروی ان عمر بن عبد العزیز یحدث بذلك وكان عتده رجل من اهل الجوف  
 اور نبیاء بہ تہمت لیکھی یہی حد ہی اور وہی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کی ساعلی یہی بیان ہوا اور اسکی پاس ایک شخص حقائق سے جو وہ تھا سو وہی  
 الخ و قال ان القصص ان كانت علی فی کتاب اللہ تعالیٰ فما ینبی ان یلتبس خلافا بان یقال غیر ذلك  
 اور قصی کو مجھڑا یا کہا کہ قصہ داود کا اگر کتاب اللہ کی موافق ہی تو کیا سب ہی کہ اسکی خلاف تلاش کریں کہ اسکی سوا ہی اندر کچھ  
 وان كانت علی ما ذكرت فقد کف اللہ تعالیٰ عنہا ستر اعلیٰ نبیہ فما ینبی اظہار ہا علیہ فقال عمر بن عبد العزیز  
 اور اگر عمر بن عبد العزیز کی موافق ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ فی اسکا اپنی ہی پروردہ کہا تو اسکا بیان کرنا لایق نہیں ہی عمر بن عبد العزیز کی کہا  
 لم یسمع هذا الکلام احب الی مما طلعت علیہ الشمس واما قال ذلك لانہا قصہ ذل فیما کثیر من الناس وقالوا  
 یہ بات مجھ کو سب سے اتنی محبوب تھی جن پر آفتاب چکا ہی اور یہی سنی کہا کہ یہ ایسا قصہ ہی کہ اس میں بہت لوگ پھسل پڑی ہیں اور داود  
 فی نبی اللہ داود علیہ السلام لا یلیق بحال الانبیاء فان اصل القصہ علی ما ذکر فی بعض التفاسیر ان داود النبی  
 نبی علیہ السلام کو ایسا کہی گئی ہے کہ انبیاء کی حال ہی مناسب نہیں ہی اور اصل قصہ موافق بعضی تفسیر کی ہوں ہی کہ داود علیہ السلام کی نظر اور یا کی  
 ساری امراة رجل یقال له اور یافعال قلبہ الیہا فسالہ ان یطلقہا فاستحی ان یورده ففعل فزوجہا وہی امسلیما  
 جو وہ پر چڑھی تو اس پر اور نکاح لگیا سو داود نے فی اور یا کو کہا کہ اسکو طلاق دیدی اور سنی حیا کی ماری سوال رد کیا جب اسکی طلاق دیدی اور سنی لگا کر لیا  
 التبیح وكان ذلك جائزا فی شریعتہ معتادا بلین امتہ غیر محل بالمرورۃ حیث کان لیسل بعضهم بعضا ان یزول لہ  
 اور وہ عورت بیان علیہ السلام کی اپنی اور یہ طریقہ دو کی شریعت میں جائز اور امت میں مروج تھا اور خلافت مروت تھا کہ کچھ کچھ کی بی بی سیکو پسند آتی تھی تو یہ کچھ میں سے لے لیتا تھا  
 عن امراتہ فیتزوجہا اذا اعجبتہ وكان الانصار فی صدر الاسلام یواسون النمل ہاجرین بمثل ذلك من غیر تکیہ خلا ان علیہ  
 کہ اپنی بی بی میری لئی چھوڑی پھر وہ نکاح کر لیتا اور انصار ابتدا اسلام میں اسے طرح فی طعن و ظن نہ مہاجرین کی ساتھ طریق مروت برتی تھی ان داود علیہ السلام کو  
 لعظم منزلتہ و امرتقاہ مرتبہ و علو شانہ لم یکن ینبغی لہ ان یتعاطی ما یتعاطاہ احاد امتہ و یسال مر جلا اللہ  
 بسبب منزلت اور رفعت قریت اور علو شان کی مناسب نہ تھا کہ ایسا معاملہ کریں جو کہ اسکی امت کی اونی آدمی کرتی تھی اور وہ ہی ایسی شخص ہی سوال کریں کہ اسکی  
 الامراة واحدة ان یزول لہ عنہا فیتزوجہا مع کثرة نسائہ بل کان ینبغی لہ ان یغالب ہواہ و یفقر نفسه و یبصر  
 پاس ایک ہی بی بی تھی کہ میری لئی چھوڑی پھر اسکی نکاح کر لیں یا وجودیکہ انکی پاس بی بیان بہت تھیں بلکہ انکو یوں لازم تھا کہ ہوا کو مغلوب کرتی اور نفس کو دبا لیتی  
 علی ما امتحن بہ فعلی هذا القول لا یلزم فی حق داود اما ترک الاولی لان وقوع بصرہ علیہا کان من غیر قصدہ  
 اور اس امتحان پر صبر کرتی اس بیان کی موافق حضرت داود کی حق میں یہی لازم آتا ہی کہ ترک اولی ہوا کیونکہ اس صورت پر نظر تو بلا قصد چڑھی تھی  
 فلا یكون ذنبا و کذا میل قلبہ الیہا عقیب النظر لا یكون ذنبا لان لا حزن عنہ غیر مقدور للبشر و اما عوتب کل  
 سو کچھ گناہ نہیں ہی اور ایسا ہی دیکھنی کی بعد دل کا آجانا کچھ گناہ نہیں ہی کیونکہ یہ اس آدمی کی بس میں نہیں ہی اور یہ تمام عتاب الہی  
 هذا العتاب حتی یعت المملکۃ بالخصوۃ عندہ تمثیلا لہ و تقریر بذلك لہ لان الانبیاء یواخذون بادی شئی  
 کہ انکی پاس فرشتی جھکڑتی ہوئی او انکی حال کی صورت اور تقریر لیکر آئی تو اسکی ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سے مواخذہ ایسی ذرہ بات پر ہو جاتا ہی  
 کان صنمہم مما لا یؤخذ بذلک غیرہم بل یعد ذلک من غیرہم من ارضہ الاعمال واجلہا الا تری ان یونس النبی ع لما دعی  
 کہ اور ونسی او پر مواخذہ نہیں ہوتا بلکہ وہ بات اور ان کی حق میں بڑا عمل اور نیک تر ہوتا ہی کیا معلوم نہیں کہ یونس نبی علیہ السلام فی جب اپنی قوم کو  
 قوۃ الی الامیان وابوا عن قبولہ و اصر و اعلیٰ الکفر و العصیان وبالغوا فی العناد و الطغیان حق عبل صبرہ ولم  
 ایمان پر بلایا اور انہوں کی تسلیم سی انکار کیا اور کفر اور عصیان پر اڑ گئی اور عناد اور سرکشی حد کو پہنچا دی یہاں تک کہ اسکو صبر و شہد ہو گیا اور  
 یطرق علی المصابرة معہم خیر من بینہم غضب اللہ تعالیٰ و بغض اللکفر و هذا وان کان یعد من ارفع الاعمال  
 طاقت صبر کی نہ ہی تو ان میں ہی خدا کی وسطی غصہ ہو کر کفر کی دشمنی کی ماری چلی گئی یہ بات اگر چہ اور مومن کی حق میں عمدہ اور نیک تر عمل

واجباً بالنسبة إلى غيره من أحاد المؤمنين لكن لما كان خروجهم من بينهم بلا إذن من الله تعالى وكان عليه  
 ان يصبر وينظر الاذن من الله تعالى عوتب وخس في بطن الحوت مقدار ما شاء الله تعالى والحاصل  
 ان الانبياء في زمان نبوتهم معصومون عن الكبائر مطلقاً وعن الصغائر عداً لكن يجوز صدور الصغائر عنهم  
 وهو اولى سبيل النسيان او على سبيل الخطاء في التأويل وتيسر ذلك ذلة وهي الصغيرة التي يفعل من غير قصد  
 اليها كما قال الامام الشافعي في الزلة فلا يوجد فيها القصد الى عيها وانما يوجد فيها القصد الى اصل الفعل  
 لانها مأخوذة من قولهم ترك الرجل في الطين اذا لم يوجد منه القصد الى الوقوع ولا الى الثبات بعد الوقوع  
 وان وجد منه القصد الى المشي في الطريق وانما يؤخذ الانبياء عليهم السلام لانها لا تخلو عن نوع تقصير يمكن المكلف  
 الاحتراس عنه عند التثبت واما المعصية حقيقة فهي فعل حرام يقصد اليه مع العلم بحرمة فيستحيل صدق  
 عنهم وما يوجد ايهم صدور الذين نبوتهم في زمان نبوتهم من قصصهم الواقعة في القرآن والاحاديث والاثار الجوا  
 عن تلك القصص جالاً ان ما كان منها منقولاً بالاحاديث يجب دونه لان نسبة الخطاء الى الرواة اهلون من نسبة  
 المعاصي الى الانبياء وما كان منها منقولاً بالتواتر فنادام له محل خبر محل عليه ويصرف عن ظاهره لدلائل العصمة  
 وقال لا يوجد له محيص يحمل على انه كان من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم هو والنسيان  
 بينا في تسميته ذنباً كما في قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر ولا الاستغفار عنهم كما في قصة  
 داود النبي ولا الاعتراض بكونه ظاهراً كما في قصة ادم النبي لانه وان كان حسنة بالنسبة الى غيرهم لكن  
 بالنسبة اليهم يعد ذنباً ويستغفرون عنه ويعترفون بكونه ظاهراً لكونه حسنات لا لبراسيات المقربين ولهذا  
 قال اهل العرفان من كان في مقام القرب مع الله تعالى وتحركت همته بالتصرف في نهاية تدبر ما يفطر في ليلة  
 اهل عرفان كبتى هي كج شخص الله تعالى سي قسب ركبته هو اور دين او سكي همت صرف هو تاكه آتيا پيدا آرى كرات كوروزه افطار كرى

وكان من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم هو والنسيان



تكتب له خطبة لان ذلك من قلة الوثوق بفضل الله تعالى وقلة اليقين برحمته الموعود وهذه مرتبة الانبياء

والصديقين والاولياء المقربين **المجلد الثالث والثمانون في بيان ان الله يعيّن هذه الامة**

**على راس كل مائة سنة من مجد الدين** قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يعيّن

هذه الامة على راس كل مائة سنة من مجد لها دينها هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريقة والمراد

من راس كل مائة سنة اولها من هجرة النبوية والمراد من تجديد الدين لامة احياء ما اندلس من العمل بالكتنا

والسنة والامر مقتضاها فان المبعوث على راس كل مائة والجد للدين قبل يلزم ان يكون رجلا مشهورا بالعلم

معرفا بالفضل مشاهرا اليه في الدين وان ينقض المائة وهو حي ولا يعلم ذلك المجدد الا بغلبة الظن ممن

عاصره من العلماء بقرائن احواله ولا تنفع بعلمه اذ المجدد للدين لا بد ان يكون عالما بالعلوم الدينية الظاهرة

والباطنة ناصر السنة قاصدا للبدعة وان يعمر اهل زمانه وانما كان التجديد على راس كل مائة سنة

لان اتمام العلماء فيه غالبا واندراس السن وظهور البدع فيحتاج حينئذ الى تجديد الدين فياتي الله من

التخلق بعض من السلف اما واحدا ومتعددا فكان عند المائة الاولى عمر بن عبد العزيز وعند المائة الثانية

الامام الشافعي وعند المائة الثالثة ابن شريج والاشعري وعند المائة الرابعة الباقلاني وعند المائة الخامسة

الامام الغزالي وعند المائة السادسة الامام فخر الدين الرازي والرافعي وعند المائة السابعة ابن دقيق

وعند المائة الثامنة الحبر البلقيني والحافظ زين الدين وعند المائة التاسعة الامام السيوطي وعند المائة

العاشره لم يبق من هو قال السيوطي ونظير هذا الحديث ما ورد ان راس كل مائة سنة يكون عندها

امير كان عند المائة الاولى الحجاج الذي عم ظله وفساده فجدد الله تعالى بعمر بن عبد العزيز وكان عند

سويلى صدرى برتو حجاج تها جكا قلم اور نسا دهوريا سوانه تعالى دين كى تجديد عمر بن عبد العزيز سويلى كى

اور سويلى صدرى برتو حجاج تها جكا قلم اور نسا دهوريا سوانه تعالى دين كى تجديد عمر بن عبد العزيز سويلى كى

اور سويلى صدرى برتو حجاج تها جكا قلم اور نسا دهوريا سوانه تعالى دين كى تجديد عمر بن عبد العزيز سويلى كى

اور سويلى صدرى برتو حجاج تها جكا قلم اور نسا دهوريا سوانه تعالى دين كى تجديد عمر بن عبد العزيز سويلى كى

اور سويلى صدرى برتو حجاج تها جكا قلم اور نسا دهوريا سوانه تعالى دين كى تجديد عمر بن عبد العزيز سويلى كى

اور سويلى صدرى برتو حجاج تها جكا قلم اور نسا دهوريا سوانه تعالى دين كى تجديد عمر بن عبد العزيز سويلى كى

المائة الثانية فتنة المامون الذي خالطه المعتزلة فحسبوا له القول بخلق القرآن وغير ذلك

اور دوسری صدی پر مامون کا فتنہ ہوا کہ معتزلوں نے خالطت ہم پہنچا کر اوسکو جودش قرآن کا اور سوا سی اسکی

من البدع الاعتقادية حتى امتحن العلماء بذلك امتحانا ما في الاقطار ومن لم يحب فبعضهم

اور کتب بدعات اعتقادی کا قایل کر دیا یہاں تک کہ اوسکی اس مسئلہ میں عام علماء دینی زمین کا امتحان لیا اور جس نے ٹاننا پھر بعضوں کو

ضرب وبعضهم قتل وبعضهم قتل وهذه من اعظم الفتن في هذه الامة ولم يدع خليفة قبله الى

مارا اور کسیکو قید اور جبر کیا اور کسیکو جان سے مارا اس امت میں آگے برابر کوئی فتنہ نہیں ہوا اور میں سے پہلی کسی ضعیفہ نے بدعت کو اتنا رواج

شي من البدع فقيض الله تعالى عند هذه المائة الشافعي فطبق الارض بجلوه وهو اول من افق

نہیں دیا سوائے تعالیٰ نے اس صدی پر شافعی کو پیدا کیا پس اوسکی اپنی علم سی زمین کو پر کر دیا اور انہوں نے سب سے پہلی

بقتل من قال بخلق القرآن وتكفيره وكان عند المائة الثالثة فتنة القرامطة في كثير من البلاد

واسطی قتل اور کفر ایسی شخص کی جو حدوث قرآن کا قائل ہو فتویٰ دیا انہیں صدی پر قرامطہ کا فتنہ اکثر شہروں میں پھیلا

حتى خلوا مكة وقتلوا الحجاج في المسجد الحرام قتلا ذريعا وطرحوا القتلى في بئر زمزم وضربوا الحجاج الاسود

یہاں تک کہ مکہ میں جاکر حاجیوں کو مسجد حرام میں بہت قتل کیا اور لاشیں چاہ زمزم میں ڈال دیں اور حجر اسود کو

بالدبوس فكسروه ثم قلعوه وحملوه الى بلادهم وبقى عندهم اكثر من عشرين سنة ثم اشترى منهم

گرز مار کر توڑ ڈالا پھر اوکھاڑ کر اپنی ملک کو لے گئی اور بیس برس سے زیادہ اونکی پاس رہا پھر اوسنی تیس ہزار دینار کو خرید کر

بثلثين الف دينار واعيد الى مكة في محله وكان عند المائة الرابعة فتنة الحاكم بامر الله وناهيك ما فعل

کہ میں اسے اور اسی جگہ پر رکھا اور چوتھی صدی پر فتنہ حاکم بامر اللہ کا ہوا اور کچھ حد نہیں جو فساد

من الفساد بل هو اعظم شر امكن ان قبله بكثرفانه امر الناس بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة و

کہ اوسکی کیا بلکہ اسکا فساد پہلی کی نسبت کئی درجہ بدتر تھا کیونکہ اسنی لوگوں کو یہ حکم دیا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور

من كان قبله لم يامر احدا بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة وكان عند المائة الخامسة استيلاء

جو مفسد اس سے پہلی تھی کسی نے اپنی لئی سجدہ کا حکم نہیں دیا تھا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور پانچویں صدی پر اکثر شام کی شہروں پر

الفرنج على كثير من البلاد الشامية حتى دخلوا بيت المقدس وقتلوا فيه وحده اكثر من سبعين الفا

فرنگیوں کا غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے بیت المقدس میں جاکر صرف دہان ستر ہزار آدمیوں کی زیادہ قتل کر ڈالی

وفهدب الناس هاربين من الشام الى العراق مستعينين على الفرنج وبقى بيت المقدس في ايديهم احد

اور خلقت فرنگیوں کی فریادی شام سے عراق کو بھاگ گئی اور بیت المقدس تین مہینی ایک روز انکی قبضہ میں رہا

وتسعين يوما الى ان خطبه الله تعالى عنهم بيد السلطان صلاح الدين بن ايوب وكان عند المائة

آخر اسے تعالیٰ انکی قبضہ میں لایا سلطان صلاح الدین بن ایوب کی ہاتھ پر چھوڑا اور چھٹی صدی پر

السادسة خرب التتار وعمى الفساد حتى ان العلماء حكموا بكفرهم واختلفوا في البلاد التي استولوا عليها

قوم تتار نے غلبہ کر کے فساد علم کر دیا یہاں تک کہ علماء نے انکی کفر کا فتویٰ دیا اور ان شہروں میں جن پر غالب ہو گئی تھی اختلاف ہی تھا

هم هي من بلاد الاسلام ولا قالوا البلاد التي في ايديهم اليوم لا شك انها من بلاد الاسلام لعدم اتصاف

ایک دہ ہزار الاسلام میں یا نہیں اور کہتی ہیں کہ جو شہر آج انکی قبضہ میں ہیں بیشک وہ دارالاسلام ہیں کیونکہ دارالحرب سے متصل نہیں ہیں

بلاد الحرب ولم يظهروا فيها احكام الكفر بل البلاد التي عليها وال مسلم من جهةهم يجوز فيها اقامة الحج

اجزہ انہیں احکام کفر کی جاری کئی ہیں بلکہ جس نہر میں انکی طرف سے مسلمان حاکم ہی اوس میں نمازین جمعہ اور



الاعیاد واخذ الخراج وتقليد القضاة وتزويج الیتیم لاستیلاء المسلم علیها وطلعت الکفرة امامواد عی  
 عیبه کی پڑھنی اور خراج کا لینا اور قاضیوں کا منصوبہ ہونا اور یتیموں کا نکاح کر دینا جائز ہے کیونکہ ان شہروں پر مسلم کا غلبہ ہے اور وہ کفار کا جو مطیع ہے یا تو بیعت کرتے ہیں  
 او فحار عتہ واما البلاد التي علیها ولا کفار فیحون فیها ایضا قاضی القضاة والعیدین والقاضی قاضی بتر  
 یا قرعہ کی ہے اور جن شہروں پر کفار کا حکم ہے سو انہیں بھی جمعہ اور عیدین کا قیام کرنا جائز ہے اور قاضی بھی قاضی ہو گا مسلمانوں کی غرض  
 المسلمین اذ قد تقر بان بقاء شئی من العلة یبقی بالحکم وقد حکمتا بلا خلاف بان هذه الدیارات قبل استیلاء  
 سی اسلمی کہ یہ بات ٹھہری ہوئی ہے کہ جب تک کچھ علت باقی رہی حکم باقی رہتا ہے اور بیشک بلا خلاف یہ یقین کر چکی ہیں کہ یہ شہر قوم تنہا کی غلبہ سی  
 التتار من دیار الاسلام وبعد استیلائهم اعلان الاذان والجمعة والجماع والحکم بمقتضی الشرع والفتویٰ ناشر  
 پہلی دیار اسلام تھی اور ان کی غلبہ کی بعد برپا ہونا اذان اور جمعہ اور جماعات کا اور حکم مطابق شرع اور فتویٰ کی جاری ہے  
 بلانکیر من ملوکہم فالحکم بانہا من بلاد الحرب کما جہتہ له واعلا ببع الخراج اذ الضارب المکوس برسم التتار  
 ان کی بادشاہ کو اس میں کچھ تکرار نہیں ہے حکم کرنا کہ دار الحرب ہے اس کی کوئی وجہ نہیں ہے اور ظاہر شراب کا کھنا اور چھٹی اور خراج کا لینا موافق رسم تنہا کی ایسا ہی  
 کاعلا ببعی قریظہ فی المینة بالہود وطلب الحکم من الطاعنات فی مقابلہ رسول اللہ علیہ السلام ومع ذلك کانت  
 جیسے ہی قریظہ مدینہ میں یہودیت ظاہر کرتی تھی اور تنہا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقابلہ میں حکم لیتی تھی تبصر یہی مدینہ بلاشبہ  
 بلدة الاسلام بلا سبب ثمان من قال منهم انہا مسلم وشہد بکلمتی الشہادة یحکم بالاسلام لکن فی الخلاصة مسئلہ التنبیہ  
 دار الاسلام تھا یہ بیشک جو شخص ان میں سے کسی میں مسلم ہوں اور دونوں کلموں شہادت کی گواہی دی تو اس کی اسلام کا حکم ہو گا لیکن حکامین ایک مسئلہ ہی میں کان  
 علیہا وہی ان اهل بلدة اذا كانوا یحکون الاسلام ویصلون ویقرءون القرآن ومع ذلك یعبدون الاوثان  
 اطلاق دینی چاہی یعنی اگر ایک شہر والی دعوی اسلام کا کرتی ہوں اور نماز پڑھتی ہوں اور روزہ رکھتی ہوں اور قرآن کی تلاوت کرتی ہوں اور شہر بہت پرستی کرتی ہوں  
 فاغار علیہم المسلمون وسبواہم وامر انسان ان یشتری من تلك السبا یا ان كانوا یقرءون بالعبودیة لملکهم جاز الشراء  
 پہر مسلمان اور پھر غارت کر کے گرفتار کر لائیں اور کوئی شخص ان قیدیوں میں سے کسی خریداری کا ارادہ کرے تو اب اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتی ہیں تو خریدنا  
 وان لو یكونوا مقربین بالعبودیة لملکهم جاز شراء النساء والصبيان دون الکبار قال قاضیخان فی فتاواہ  
 اور اگر اقرار اپنی بادشاہ کی عبودیت کا نہیں کرتی تو خرید لینا عورتوں اور بچوں کا جائز نہیں قاضی خان اپنی فتاویٰ میں کہتا ہے  
 لانہم لما اقروا بالاسلام ثم عبدوا الاوثان كانوا ہر تدین فیجوز استرقاق نسباہم وصغارہم ولا یجوز استرقاق کبارہم  
 ہن کی کہ جب انہوں نے اسلام کا اقرار کیا اور پھر بت پرستی کی تو وہ مرتد ہوئے تو ان عورتوں اور بچوں کا غلام کر لینا جائز ہے اور بالغ مردوں کا غلام کر لینا جائز نہیں  
 الا ان یكونوا مقربین بالعبودیة لملکهم فحیجوز استرقاقہم فاذا ملکہم السبا یجوز لہ بیعہم وکان عند المائۃ  
 ان اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کی قائل ہوں تو اب ان کا بھی غلام کر لینا جائز ہے جب قید کر لیا اور ان کا مالک ہوا تو ان کی بیع بھی جائز ہے اور ساتویں  
 الستۃ غلاء وقناء عظیمان فی دیار مصر والشام بحیث اكلت الحن والبغال والکلاب فی کان عند المائۃ الناصتۃ فتنۃ  
 صدی پر خط گرانی اور دیار مصر اور شام میں اس قدر ہوئی کہ گدے ہی اور شجر اور کئی کہانی اور آٹھویں صدی پر فتنہ  
 تہرتک واما المائۃ التاسعة فقد قال العلامة الناصر لا اشک ولا استتابان فتنۃ المائۃ التاسعة ہی فتنۃ السلطان  
 تیمور لنگ کا ہے اور نویں صدی پر علامہ ناصری کہتا ہے کہ اس میں مجھ کو کچھ شک اور شبہ نہیں ہے کہ فتنہ نویں صدی کا وہ فتنہ سلطان سلیم خان کا ہے  
 سلیم خان وحرورہ مع اخوتہ وقتلہ ایاہم واولادہم ثم حروبہ مع صاحب الشرف وکسرہ وقتلہ ولحد بلادہ ثم اجما  
 اور ان کی لڑائیاں بہائیوں سے اور ان کی اولاد کا قتل کرنا پہر ان کی جنگ و جدال صاحب الشرف سے اور ان کا توڑنا اور مار ڈالنا اور ملک چھین لینا پہر  
 بعسکر مصر وقتل سلطانہا واکارامہا ثم دخولہ مصر وقلعہ فیہا مع اهلہا ما فعل فی المائۃ العاشرة ظہرت فتنۃ  
 مصر کی لشکر کی ساتھ جمع ہونا اور ان کی سلطان کو اور بڑی بڑی امیروں کو قتل کرنا پہر مصر میں جا کر وہ ان کی باشندوں کی ساتھ جو چھوٹا اور دسویں صدی میں بہت

کثیرة متوالية غیر منقطعة الى الان حتى کان اهل الاسلام يتعامل بعضهم مع البعض معاملة الکفار فی قتل بعضهم  
 بعضا وقد روى عن جریر بن عبد الله عليه السلام قال فی حجة الوداع لا ترجعن بعد کفار ایضاً ببعضکم مرقاب بعض  
 اور جریر ہی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی حجة الوداع میں فرمایا تم میری بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسری کو قتل کرنا شروع کری  
 یعنی ان شان الکفار ان یقتل بعضهم بعضاً فلا تشبهوا بهم ای المؤمنون فی قتل بعضهم بعضاً ولا یکن افعالکم شبة  
 مراد یہ ہے کہ یہ کفار کا جتنی ہی کوئی کسیکو مار ڈالی سو تم مؤمن ہو کر آپ کی خون ریزی میں اونکی مثل نہ ہو جانا اور تمہارا جتن مسلمانوں کی  
 بافعالہم فی ضرب مرقاب المسلمین وروی عن ابی بکر انہ علیہ السلام قال اذا التقی المسلمان فحل احدهما السلام علی  
 قتل میں اونکی افعال ہی نہ ملنی لگی اور ابوبکر ہی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جب دو مسلمان مقابل ہوتے ہیں پھر کوئی اپنی بیانی پر ہتھیار اٹھاتا  
 اخیه فہما فی جوبہم فاذا قتل احدهما صاحبه دخلاھا جمیعاً فان القاتل یدخلھا بفعله والمقتول یدخلھا بسعیہ  
 تو وہ دونوں دوزخ کی بیچیں میں جیکے کسی نے مار کر قتل کر دیتا ہی تو وہ دونوں دوزخ میں جاتی ہیں قاتل تو اس کو مار کر دوزخ میں جاتا ہی اور مقتول اپنی بیانی کی قتل کی سعی ہی  
 فی قتل اخیه کہا الجاب بہ النبی علیہ السلام فی حاشی آخر وہ ابوبکرؓ ایضاً انہ علیہ السلام قال اذا التقی المسلمان  
 دوزخ میں جاتا ہی چنانچہ اسکا جواب نبی علیہ السلام فی ایک حدیث میں دیا ہے وہی ابوبکرؓ ہی روایت کرتا ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جب دو مسلمان تلوار لیکر  
 بسیفہما فالقاتل والمقتول فی النار قال ابوبکرؓ قلت یا رسول اللہ هذا القاتل فما بال المقتول قال انہ کان حربیاً  
 مقابل ہوئی ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں ابوبکرؓ کہتا ہے میں عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو قاتل ہی مقتول کا کیا قصور ہے فرمایا یہ ہے اپنی بیانی کی  
 علی قتل اخیه وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال بادر وا بالاعمال فتناک فتنک المظلم یصیب الرجل مؤمناً ویصیب  
 قتل پر حربی تھا اور ابوبکرؓ ہی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جلدی کرو اعمال کی فتنوں پہ جیسی کڑی اندھیری رات کی طرح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو  
 کافر او یحیی مؤمناً ویصیب کافر بدمین بعض من الدنیا فکانہ علیہ السلام قال سیأتی فتن کاللیل المظلم لا یعرف احد  
 کافر اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر پناہ دین بوض اسباب دنیا کی دیکھ لگا سکو گا نبی علیہ السلام فی فرمایا اب نزدیک ایسی فتنی آؤ گی جیسی اندھیری رات  
 طریق الخلاص منها ولا یقدر صاحب العزم علی محافظۃ الوظائف والافات فیہا فاسرعو بالاعمال الصالحۃ قبل ان یتکم الفتن  
 کسیکو غلصی کا رستہ نہ ملے گا اور وہیں صاحب عزم کو قدرت محافظۃ وظائف اور اوقات کی نہ رہے گی سو جلدی کرو صالح اعمال میں اس سے پہلے کہ غیر فتنی آجودین  
 از عند فجیئہ لا یخلوا ما ان یقتل طائفتان من المؤمنین ویستحل کل منہما دم الاخری والھا فیکفر بہذا الاعتقاد واما  
 کیونکہ جب فتنی آؤ گی تو کوئی دو جماعت مؤمنین کی نہ باقی رہے گی پھر ایک دوسری کا خون اور مال حلال سمجھی گا اس عقیدہ سے کافر ہووے گا اور  
 ان یغل البفسقۃ ویریقون دماء المسلمین ویاخذون اموالہم بغیر حق ویزنون ویشربون الخمر ویلبسون الحریر ویعتقدون  
 یا فساق غالب ہو کر مسلمانوں کی خونریزی کریں گی اور ناحق اونکی مال جہین لیں گی اور زنا کریں گی اور شراب پیویں گی اور حریر پہنیں گی اور اعتقاد کریں گی  
 انہم علی الحق ویفتنہم بعض علماء السوء بجزا افعالہم ویزبوا یقتلون السارق ویصلبونه باعتقاد جوار قتلہ  
 کہ ہم حق پہ ہیں اور بعضی علماء بد او کون فتنی دیں گی کہ یہاں افعال جائز ہیں اور بعضی وقت جائز سمجھ کر جو کو قتل کریں گی اور سولی چڑھاویں گی  
 وصلبہ ویکفرون بذلك الاعتقاد لان حال السارق لیس القتل والصلب بل حدة قطریۃ لقلہ تعالی والسارق و  
 اور اس ہی اعتقاد سے کافر ہو جاویں گی سہلی کہ چور کی حد قتل اور سولی نہیں ہے بلکہ چور کی حد اٹھ کاٹنا ہی بدلیل اس آیت کی اور جو کوئی چور ہو  
 السارقۃ فاقطعوا یدیہما ولیس فذلک الا وقوعہ ماروی عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص انہ علیہ السلام قال ان  
 یا عورت تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتھ اور یہ حد روایت کا ظہور ہے جو عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا بیشک  
 اللہ تعالی لا یتقبض العلم انتزاعاً یبذلز عن العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق علما اتخذ الناس  
 اللہ علم یون نہیں اور بجا لگے کہ آدمیوں کی دلیں میں نکال لی لیکن علماء کو قبض کر کر اٹھا لے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گی



من وساجها لا فستلوا فانما بغیر علم فضلوا واضلوا فانه عليه السلام بین فی هذا الحديث ان الله تعالى لا يقبض  
 جب اوسے پر چین کی تودہ جہالت سی فتویٰ دینگی پہر پہر گمراہ ہو گئی اور ان کو گمراہ کر بیگی بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو  
 العلم من بین الناس علی طریق محیوة من صدور العلماء ورفیع من بینہم الی السماء فان ذلك وان كان جائزاً وقدرۃ  
 لوگون میں سے یوں نہیں قبض کرے گا کہ علماء کی دین سے پہلا دیوی اور ان کی اندر سی آسمان پر لیجاوی کیونکہ اس طرح ہی اگرچہ باعتبار قدرت الہی کی ہوتکتا سی  
 الله تعالى لان هذا الحديث يدل علی عدم وقوعه بل الواقع انه تعالى يقبض العلم بقبض ارواح العلماء فانه تعالى  
 پر یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ ہون نہوگا بلکہ یوں قبض ہوگا کہ اللہ تعالیٰ علماء کی روح میں قبض کر کے علم کو اوٹھا لے گا اور جب اللہ تعالیٰ  
 اذا قبض ارواح العلماء ولم يترك عالماً یبقی الجہال فیتخذہم الناس لكونہم فی رزی العلماء قضاة ومفتین فیقضی قاضیہم  
 علماء کی روح قبض کر لے گا اور عالم بھڑکی کا تو جاہل باقی رہ جاوے گی سر لوگ ان کی سند بکریگی کیونکہ وہ جاہل علماء اور قاضی اور مفتیوں کی صورت ہوگی پہر نہیں  
 بغیر علم ویفتی مفتیہم بغیر علم فیکونون ضالین ومضلین قال الذمیر هذا الحديث مبین ان المراد بقبض العلم قضاة  
 قاضی ہر دن علم کی حکم جاری کرے گا اور مفتی بدو علم کی فتویٰ دے گا سو آپ ہی گمراہ ہو گئی اور ان کو گمراہ کر بیگی ذمیر کہتا ہی یہ حدیث بیان کرتی ہی کہ علم کی اوٹہ جانی سی ارادہ احادیث  
 المطلقة لیس محیوة من صدور حفاظہ بل معناه انه یموت تحتہ ویخذ الناس لیساجتہال لیساجتہال لیساجتہال ویفتون  
 مطلقہ میں یہ نہیں کہ حافظوں کی سینہ میں سی محو ہو جاوے گا بلکہ یہ مراد ہی کہ حافظ سب مر جاوے گی پہر لوگ جہال کو سردار بنالیں گی وہ اپنی جہالت سی حکم دے گی اوسانی حادیث  
 فیضلون ویصلون قال القرطبی معنی الحديث ان الله تعالى يقبض العلماء ویبقی الجہال الذین یتعاطون مناصب العلماء  
 فتویٰ آپ ہی گمراہ ہو گئی اور ان کو گمراہ کر بیگی قرطبی کہتا ہی حدیث کی یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ علماء کو اوٹھا لے گا اور ایسی جہال باقی رہ جاوے گی کہ علماء کی منصب فتویٰ  
 فی الفتی والتعلیم فیفتون بغیر علم ویعلون من غیر علم ویبشش الجہل وقد ظہر ذلك ووجد ما اخبر النبی علیہ السلام فکا  
 اور تعلیم آپ لے لے گی پہر بغیر علم کی فتویٰ دے گی اور بغیر علم کی سکھلاوے گی اور جہل ہیل جاوے گا اور بیشک ظاہر ہو چکا ہی اور نبی علیہ السلام فی جو خبر دی تھی سو پائی گئی  
 دلیلا من ادلة نبوته خصوصاً فی هذه الازمة غیر انما فی الترمذی عن ابی الدرداء ما یدل علی ان الذی یرفعہ هو العمل  
 سو یہ ہی دلائل نبوت میں سے ایک دلیل ہی خاص کہ اس زمانہ میں انتاہی کہ ترمذی میں ابو الدرداء اسی روایت سی ہی اوس ہی معلوم ہوتا ہی کہ عمل اوٹہ جاوے گا  
 حیث قال کنا مع رسول الله علیه السلام فتشخص بصره الی السماء ثم قال هذا وان یختلس فی العلم من الناس حتی لا یقدروا  
 چنانچہ کہتا ہی کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کی ساتھ تھی اور آپ فی آسمان کی طرف دیکھا پہر فرمایا یہ وقت ہی کہ اس میں لوگون سی علم اوچک لے گی اتنا کہ کچھ قدرت باقی نہ رہے  
 فیہ علی شئ فقال زیاد بن لبید الانصاری کیف یختلس العلم منا وقد قرأنا القرآن ولنقرائتہ نساءنا وابناؤنا وفقاً للنہی  
 زیاد بن لبید انصاری فی عرض کیا ہم سی علم کیونکر اوچک لے گی اور ہم قرآن پڑھتی اور بالضرور اپنی عورتوں کو اور بچوں کو پڑھائیں گی نبی علیہ السلام فی فرمایا  
 کلوا ناک املک یا زیاد هذه التوراة والاصحاح الیہود والنصارى فماذا اتغنی عنهم وظاہر هذا الحديث یدل علی ان الذی  
 ای زیاد مجھ کو تیری ماری سی یہ توریت اور انجیل یہود اور نصاریٰ کی پاس ہی پہراونکو کیا فائدہ ہوتا ہی اور ظاہر معنی اس حدیث کی ہون دلالت کرتی ہیں  
 یرفعہ هو العمل لانفس العلم بخلاف ما ظہر من الحديث السابق فانه صریح فی رفع العلم وقیل لا یتباعہ بینہما فان العلم اذا  
 کہ عمل اوٹہ جاوے گا خود علم نہیں جاوے گا برخلاف اہل معنوی جو پہل حدیث سی معلوم ہوتی ہیں بیشک اوس سی علم کا اوٹہنا صریح معلوم ہوتا ہی اور بعضی کہتی ہیں ان دونوں میں کچھ  
 ذهب بہم العلماء یخلفہم الجہال ویفتون بالجہل ویعل بہ فیدہب العلم والعمل وان كانت المصاحف والکتب بالیدی  
 مرنے سی علم جاتا رہا اوکی بعد جہال رہے گی اور جہالت سی فتویٰ دے گی اوس ہی پر عمل ہووے گا پہر علم اور عمل دونوں کی اگرچہ قرآن اور کتابیں لوگون کی سامنی دہری رہیں  
 الناس كما كان كذلك اهل الکتابین وکن لذلك قال النبی علیہ السلام لزیاد ککلتک املک یا زیاد هذه التوراة والاصحاح  
 جیسی حال دونوں کتابوں والوں کا ہی اور اسی ہی نبی علیہ السلام فی زیاد کو فرمایا مجھ کو تیری ماری سی یہ توریت اور انجیل یہود اور  
 عندا لیهود والنصارى فماذا اتغنی عنهم فان علماءہم لما انقضوا خلفہم جہالہم وخالفوا الکتاب وحر فوہ فچہلوامعناہ  
 نصاریٰ کی پاس میں پہر کیا فائدہ ہی کیونکہ اوکی علماء جب گزر گئی تو اوکی پیچھی جہال رہ گئی اور کتاب کی برخلاف مرنے لگی اور کتاب کچھ بد ڈالا پہر تھی

فعلوا بالجهل وافتوا بغير علم فانرفع العلم والعمل وبقيت الشخاض الكتب عندهم لا تغني عنهم شيئا سئل  
 اور جہل پر عمل کیا اور بغير علم کی فتویٰ دینے پر علم اور عمل دونوں جاتی رہی اور کتابیں اور کتبیں بیضا نیکہ دہری رہ گئیں  
 الله تعالى علاما موافقا لرضائه المجلس الرابع والثمانون في بيان كيفية السلام وافضلية من  
 عمل موافق اپنی رضا کی سہل کر مجلس چوراسی طرز سلام کی بیان میں اور افضلیت سلام  
 بدأ به قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اولي الناس بالله تعالى من بدأ بالسلام هذه الحديث من  
 پہلی کریموالی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک لوگوں میں سے اولیٰ نزدیک اللہ تعالیٰ کی وہ ہی جو سلام پہلی کری یہ حدیث  
 حسان المصابيح رواه ابو امامة ومعناه ان احق الناس ببرحمة الله تعالى واقربهم اليها من بدأ بالسلام  
 مصابيح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو امامہ کی روایت سے اسکی معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں سے بڑا مستحق رحمت الہی کا اور رحمت سے بہت نزدیک وہ ہی جو سلام پہلی کرے  
 وظاهر يدل على كون السلام افضل من الرد وقد ذهب اليه بعض العلماء وقال بعضهم الرد افضل منه فرض  
 ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور بیشک بعض علماء کا یہ ہے یہ مذہب ہی اور بعض کہتے ہیں کہ سلام افضل ہے کیونکہ جہاں  
 والسلام سنة فاجر الفرض اكثر من السنة ودليل فرضيته قوله تعالى واذاحييتهم بخير فحيوا باحسن  
 سلام کا فرض ہی اور سلام سنت ہی سو ظاہر فرض کا سنت سے زیادہ ہوتا ہی اور دلیل فرضیت کی یہ آیت ہی اور جب نگوں دعا دیوی کوئی تم ہی دعا دو اور اس ہی بہتر  
 منها اور دوا فان كل واحد من قوله تعالى فحيوا اور وظاهره الوجوب فيكون رد السلام واجبا لكن  
 یا وہ ہی کہوا اولٹ کر اس آیت میں دونوں لفظ فحیوا اور دوا امر ہیں اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہی یہ رد سلام واجب ہو دیکھا  
 على وجه التحخير الزيادة على السلام بذكر الرحمة والبركات وبين تركها فان من سلم على الغير فقال السلام  
 سلام پر زیادہ بڑا فی من اختیار ہی ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کری یا نہ کری یہ جہنمی دوسری کو سلام کرتی ہوئی کہا السلام علیک  
 يكون ذلك الغير تحيلا في الرد بين ان يقول وعليك السلام ورحمة الله بزيادة الرحمة والبركات معا او يقول  
 تو دوسرا رد سلام میں مختار ہی اس میں کہ علیک السلام ورحمة اللہ رحمت اور برکت دونوں بڑا کر جواب دی یا اتنا ہی ہی  
 وعليك السلام بغير زيادة شيء منها وهذا القدر فرض والزيادة فضل وليس المراد من الرد ان يقول رد  
 وعلیک السلام دون من سی کچھ ہی نہ بڑا دی اتنا تو فرض ہی اور زیادہ کرنا افضل ہی اور رد سلام سے یہ مراد نہیں ہی کہ رد کرتے  
 عليك سلامك بل المراد به كون الجواب قد السلام فان اقل ما يتلوا به سنة السلام اذا سلم على واحد ان  
 علیک السلام کہی بلکہ مراد یہ ہے کہ جواب برابر سلام کی ہو بیشک کم سی کم حسن سی سلام کی سنت ادا ہو جاوی جب کسی کو سلام کری تو یہ ہے  
 يقول السلام عليك بحرف التعريف ولو قال سلم عليك بغير حرف التعريف بالتثنية يصح لان احدهما يقوم  
 کہ السلام علیک کہی حرف تعریف یعنی الف اسم سی اور اگر یوں کہی سلام علیک بدون الف لام کی بلکہ میم کی تثنیں کی ساتھ تو یہی درست ہی کیونکہ ایک سیر کی  
 مقام الآخر وبدونها لا يصح ولا يكون سلاما والا و ان يقول في السلام على الواحد السلام عليك بحرف التعريف  
 جگہ ہو جائے ہی اور بدون دونو یعنی تثنیں اور لام کی درست نہیں ہی اور سلام میں ہوتا اور پھر یوں ہی کہ ایک شخص پر سلام کرتی ہوئی کہی السلام علیکم ساتھ تعریف کی  
 او سلام عليك بغير حرف التعريف بل بالتثنية مع ضمير الجمع فيكون سلاما عليه وعلى ملئكتك لان المسلم لا يكون  
 یا سلام علیکم بدون حرف تعریف کی بلکہ میم کی تثنیں ہی دونو صورت میں ضمیر جمع کی تاکہ اوپر اور اوکی فرشتوں پر سلام ہو جاوی اسکی کہ مسلمان اکیلا کہی نہیں  
 وحده بل يكون معه على اقل اقل خمس من الملائكة واحد عن يمينه يكتب الحسنات وواحد عن يساره  
 ہوتا بلکہ اسکی ساتھ موافق اصح قول کی پانچ فرشتے ہوتی ہیں ایک تو دائیں طرف جو نیکیاں لکھتا ہی اور ایک بائیں طرف  
 يكتب السيئات وواحد امامه يلقنه الخبز وواحد وراءه يدفع عنه المكاره وواحد عن يمينه يكتب ما  
 جو برائیاں لکھتا ہی اور ایک سامنی جو خیرات کی ہدایت کرتا ہی اور ایک پیچی جو مکروہات ہی بچاتا ہی اور ایک پیشانی کی پاس جو درود کو



یصلی علی النبی علیہ السلام ویبلغہ ایاہ فینبغی اذخلف فی السلام ومن یدخل بیتہ یتعبد لہ ان یسلم علی اہل بطن  
کتابہ ہی جو نبی علیہ السلام پر جتنی بار پڑے ہو اور کو پہنچاتا ہی ہو لائق ہی کہ او کو ہی سلام میں شامل کریں اور جو شخص اپنی کمر میں جاوی تو مستحب کی کہ اپنی اہل پر سلام کرے  
احق بالسلام من غیرہم وقد روی عن انس بن مالک علیہ السلام قال یا بنی اذا دخلت علی اہلک فسلم علیہم ینکون  
کبرک وہ اور ان کی صحبت سلام کی زیادہ مستحسن ہیں اور انس ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ای بنی جب تو اپنی اہل پاس جاوی تو او پر سلام کر وہ  
برکت علیک وعلی اہل بیتک و ذکر فی فتاوی قاضیان ان من اتی باب دار انسان یحب علیہ ان یتساذن قبل  
تجسہ پر اور تیری اہل پر برکت ہو وہی کی اور فتاوی قاضیان میں مذکور ہی جب کوئی کسی شخص کی دروازہ پر آوی تو او پر واجب ہی کہ پہلی سلام کرے اگر اجازت  
السلام ثم اذا دخل یسلم اولاً ثم یتکلم وان کان فی الفضا یسلم اولاً ثم یتکلم وحق عن بعض الصالحین علی ما ذکر  
طریق ہی پر چاہئے جاوی تو پہلی سلام کرے پھر بات چیت کرے اور اگر میدان میں ہو تو پہلی سلام کرے پھر بات چیت کرے اور بعضی صلحا کی حکایت ہی چنانچہ  
فیستان العارفین ان واحداً من اصداقہ استقبلہ وقال کیف اصبت فقال لہ الرجل الصالح ویمک هذا  
ہستان العارفین میں مذکور ہی کہ ایک دوست سامنی ہی گیا کہنی لگا مزاج اچھا ہی اوس مرد صالح نے کہا افسوس تجھ کو یہ کیا کیا  
فہلا قلت السلام علیک فیکون لك عشر حسنات وارسد علیک فیکون لی عشر حسنات فاذا اجتمع عشرون  
اول یہ کہیں نہ کہا السلام علیکم کہ تیری ہی دس نیکیاں ہوتیں پھر میں جواب دیتا تو میری ہی دس نیکیاں ہوتیں اور جب بیس نیکیاں جمع ہوجاتیں  
حسنة یرجی عند ذلک نزول الرحمة وحصول المغفرة واما الانحاء فمكرهہ فی كل حال لکل حد لما روی عن انس ان  
تو پھر نزول رحمت اور حصول مغفرت کی امید ہوتی اور رہا جگہا سو بہر حال ہر ایک کو مکروہ ہی کیونکہ انس ہی روایت ہی  
مرجلا قال یا رسول اللہ الرجل منالیتقی اخاہ ینتفی لہ قال لا قال النور ہذا الحدیث صحیح لہ بات لہ معارض  
کہ ایک شخص عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص ہم میں سے جس اپنی بہائی ہی ملتا ہی تو او کی ہی جگہ فرمایا نہیں نووی کہتا ہی یہ حدیث صحیح ہی اسکی معارض کوئی  
ولا مصداق لہ مخالفتہ ولا ینبغی ان یغتر بکثرة من یفعلہ من ینتسب الی علم وصلاح فان الاقتداء لا یكون الا  
حدیث نہیں ہی اور نہ ہکانا کی مخالفت کا اور سزاوار نہیں ہی کہ بہت سی علم اور صلاح والوں کو جگہا دیکھ کر دھوکا کھا جاوین کیونکہ پیر و پیغمبری ہی کی ہی بن  
بالنبی علیہ السلام لانه تعالی قال وواتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا وقال فی آیتہ اخری فلیحذر الذل  
اسلمی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو دی حکم رسول سو لیں اور جس سے منع کری سو چھوڑ دو اور ایک اور آیت میں فرمایا سو ڈرتی رہیں جو لوگوں  
یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنة او یصیبہم عذاب الیم وقد قال الفضیل بن عیاض کلاما معناه اتبع طر  
خلاف کرتی ہیں او کی حکم کا کہ بڑی اونپر کچھ خرابی یا پہنچی او کو دیکھ کی بار اور فضیل بن عیاض نے ایک بات کہی ہی او کی یہ معنی ہیں ہر بات کا کتنے ہی  
الھدی ولا یضرب قلة السالکین وایاک وطرق الضلالة ولا تغتر بکثرة الھالکین واما المصافحة فسنہ عند التلا  
اختیار کر اور کمر چلتی الوشی کچھ ضرر نہیں ہی اور اگر ہی کی رستہ ہی بچتا رہے اور دیکھیں کی کثرت ہی دھوکہ میں نہ آ اور مصافحہ سولمتی وقت سنت ہی  
لما روی عن البراء انہ علیہ السلام قال ما من مسلمین یلتقین فیتصافحان الا غفر لھما قبل ان یفترقا ویستحب  
کیونکہ برا ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی دو مسلمان کہ ملیں اور مصافحہ کریں مگر جدا ہونے ہی پہلی بخشش جاتی ہیں اور مستحب ہی  
ان ینکون معہا بشاشة بالوجه ودعاء بالمغفرة لما روی عن البراء ایضا انہ علیہ السلام قال ان المسلمین اذا التقیا  
کہ مصافحہ کی ساتھ جبری پر خوشی کی انکار ہون اور مغفرت کی دعا کیونکہ برا ہی یہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک دو مسلمان جب ملکر  
فتصافحا وتحابسا بود ونصیحة تناثر خطایا ہما بینہما و فی رواية انہ علیہ السلام قال اذا التقی مسلمان فتصافحا و  
مصافحہ کرتی ہیں اور محبت اور خیر خواہی جمع ہوتی ہیں تو او کو گناہ دونوں کی بیچ میں چڑھتی ہیں اور روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب دو مسلمان ملکر مصافحہ اور  
حمد اللہ تعالی واستغفر لہ غفر اللہ لھما و فی حدیث اخر رواہ النسائی انہ علیہ السلام قال ما من عبدین متحابین  
اللہ کی حمد کرتی ہیں اور مغفرت مانگتی ہیں تو اللہ دونوں کو بخش دیتا ہی اور ایک اور حدیث میں انس ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی دو شخص ملے ہی دوست

فی الله يستقبل احدهما الاخر فيصافحه فيصليان على الاخر بغير قاض حتى يغفر الله من ذنوبهما ما تقدم  
<sup>که درود آتشی سامی ہو کر مصافحہ کو</sup> <sup>پھر درود پہنچیں مجھے</sup> <sup>مگر اتنی حد نہیں ہونی کہ اسے تعالیٰ اور کئی گناہ جو ہو چکی ہیں</sup>  
 منها وما تاخر وهذه المصافحة يكون من تمام السلام بينهما لما رواه عنه عليه السلام قال اتقيا تكوبا بينكما المصافحة  
<sup>اور جو ہوگی سب بخشد تیرا ہی اور یہ مصافحہ اور میں سلام کی قاضی ہوئی ہی اسلئے کہ وہ اتنی ہی کہ بنی علیہ السلام نے فرمایا تانی تمہاری آپس کی سلام کی مصافحہ کی نسبت</sup>  
 والراي من التحية السلام والاصل في السلام قوله تعالى يا ايها الذين امنوا لا تدخلوا بيوتنا غير مبينين ثم قال من حق تستأ  
<sup>اور تحية سنی گراہی</sup> <sup>اور اصل دلیل سلام کی یہ آیت ہی</sup> <sup>ای ایمان والوں مت جا یا کرو کسی کی گھر میں</sup> <sup>اپنی گھروں کی ہوا جب تک نہ ہو</sup>  
 وتسلموا على اهلها ذلك خير لكم ان الاستئذان والتسليم خير لكم من ان تدخلوا بيوتهم وتحية الجاهلية كان  
<sup>کرو اور سلام دیلو اول گھر والوں پر یہ بہتر ہی تمہاری حق میں یعنی اجازت یعنی اور سلام کرنا تمہاری حق میں اس سے بہتر ہی کہ چاہے کسی جاؤ اور جاہلیت کا سلام یوں نہ تھا</sup>  
 الرجل منهم اذا دخل بيوتا غير بيته قال جيتكم صباحا وحيتكم مساء ودخل فرما اصاب الرجل مع امراته في الحيا  
<sup>جب کوئی شخص ہوا اپنی گھر کی اور کی گھر جاتا تو کہتا میں فی تحیہ کیا تم پر صبح کو اور تحیہ کیا شام کو</sup> <sup>کہ جس جاتا سو اکثر گھر والے کو جو رو کی ساتھ ایک طاقت</sup>  
 ومروى ان رجلا قال للنبي عليه السلام استاذن علي قال نعم قال انما لا اخدم لها غير استاذن كلما دخلت  
<sup>اور روایت ہی کہ ایک شخص نبی علیہ السلام سے پوچھا کیا ماسی ہی اجازت لیا کروں فرمایا ان عرض کیا او کی پاس کوئی خدمتکار بجز میری نہیں ہی پھر کیا جی</sup>  
 قال تحب ان ترها عريانة قال لا قال فاستاذن لعلكم تذكرن متعلق بحدوف انازل عليكم او قيل لكم هذا  
<sup>جایا کروں اجازت لیا کروں فرمایا کیا تم کو پسند آتا ہی کہ او کو تنگی دیکھ لے عرض کیا نہیں فرمایا تو پس اجازت لیا کر لعلکم تذكرن یہ عبارت محذوف یعنی انزل علیکم ہی متعلق</sup>  
 امره ان تذكرن او تعلموا ما احتيلكم فان لم تجدوا فيه احد ياذن لكم فلا تدخلوها حتى يؤذن لكم حتى تأتي من  
<sup>یعنی تم سے بیان کیا اس غرض سے کہ پند پر ہو اگر چہ لازم وہ چیز کہ محتاج ہو او کی پھر اگر وہ میں کوئی نہ ہو کہ تم کو اجازت دیوی تو مت گھسو میں جب تک تم کو اجازت نہ ہو نہ تم کہ</sup>  
 ياذن لكم فان المانع من الدخول ليس الا طهر على العوض قط بل وعلى ما يخفيه الناس عادة من ان التصرف في ملك الغير غير  
<sup>اجازت دینی والا تا جوی کیونکہ رک اند کی جانی سی کچھ یہ ہی نہیں ہی اطلاع عورت پر فقط بلکہ اطلاع او کی جو لوگ عادت کی موافق چہا تی ہیں یعنی تصرف کرنا غیر کی چیز میں بغیر</sup>  
 اذنه حرام واستثنى ما عرض من حرقا وعرقا وكان فيه منكر ونحوها فان قيل لكون ارجعوا فارجعوا هو  
<sup>اجازت کی حرام ہی استثنای کی ہی ضرورت جو پیش آوی قسم جنی دینی سی یا او میں کوئی بات خلاف شرع ہو مانند نکلی اور اگر تم کو ہی کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ</sup>  
 انكي لكم اى الرجوع اظهر لكم وانفع لدينكم فان من يدخل بيوتا يذبحي ان يسلم على من كان فيه فان لم يكن  
<sup>اسی میں خوب تمہاری ہی تمہاری یعنی ہٹ جانا تمہاری ہی طہارت اور دین میں مفید ہی بیشک جو شخص کسی گھر میں جاوی تو اس کو لایق ہی کہ گھر والوں پر سلام پہنچی اور اگر وہ</sup>  
 فيه احد يسلم على نفسه بان يقول السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين لانه تعالى فاذا دخلتم بيوتا فسلموا  
<sup>کوئی نہ تو اپنی اور سلام پہنچی اس طور ہی سلام ہمچہ اور خدا کی صالح بندوں پر</sup> <sup>کیونکہ اسے تعالیٰ فرماتا ہی پھر جب جانی لگو ہی گھر میں تو</sup>  
 على انفسكم فالاية تقتضي هذين الامرين جميعا وهما التسليم على اهل عند وجودهم وعلى نفسه عند عدم  
<sup>سلام گراہی اور پس آیت سی دو لازم ہیں یعنی سلام کرنا اپنی نہ پر اگر وہ ان موجود ہوں اور اپنی او پر اگر وہ ان کوئی نہ ہو</sup>  
 وجوه احد منهم وادنى ما يتأدى به الردان يقال وعليك السلام بواو العطف حتى لو ترك الواو لا يصير رد  
<sup>اور کم ہی کم جہیں سلام کا جواب ادا ہو جاوی اتنا ہی عليك السلام</sup> <sup>ساتھ ولو عطفہ کی یہاں تک کہ اگر واو ترک کرے گا تو جواب نہ ہو گا</sup>  
 لان الوارد في الشرع الرد مع الواو فاذا ترك لا يعتد به ولا يسقط الفرض بدونه وكما قال السلام ان يقال السلام  
<sup>اسلئے کہ شرع میں جواب واو کی ساتھ آیا ہی جب او کو ترک کیا تو عبارت کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور نہ بدون او کی فرض ادا ہوتا ہی اور کمال سلام کا یہ ہی کہ لو کہی</sup>  
 عليكم ورحمة الله وبركاته لما روى انه عليه السلام قال من قال السلام عليكم كتب الله عشر حسنات وعشر  
<sup>السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ</sup> <sup>کیونکہ روایت ہی کہ بنی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کہی السلام علیکم اسلئے ہی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جہنی کہا</sup>

ایک قول



السلام علیکم ورحمة الله کنین له عشرون حسنة وص قال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کتبه ثلاثون  
السلام علیکم ورحمة الله کنین له عشرون حسنة وص قال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کتبه ثلاثون  
حسنة فانه علیه السلام قد بین فی هذا الحديث ان فی السلام عشر حسنات وفي ضم الرحمة اليه عشرون حسنة  
اسم الله على علیه السلام فی اس حدیث میں فرمادیا ہے کہ سلام میں دس نیکیاں ہیں اور اوپر رحمت کی ملا فی میں دس نیکیاں ہیں  
وفي ضم البركات اليها ثلاثين حسنة وهي النهاية لا نظام بالجميع فنون المطالب التي هي السلا عن المضار ونيل المنان  
اور اوپر برکات ملا فی میں تیس نیکیاں ہیں اور یہ انتہا کا درجہ ہی اس میں تمام اقسام کے مطالب آگئی یعنی سلام میں اسباب ضرری اور حصول منفعت کا ت  
ودوامها ونماؤها ولا ينبغي ان يزداد على ذلك كما روى عن ابن عباس انه قال لكل شيء منتهى وصتهى السلام البركا  
یہ ہمیشہ کو اور اوکی افزائش اور بڑھنا دار نہیں ہے کہ اس سے زیادہ بڑا دی اسلی کہ روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا ہے ہر شے کا انتہا ہوتا ہے اور سلام کا انتہا برکات ہی  
ثم ينبغي ان يعلم ان من يسلم على احد ناما يصير مؤديا حق السنة اذا رفع صوته مقدرا يحصل به الاسماء  
پھر سمجھا جائے کہ جو شخص کسی پر سلام بھیجتا ہے اس سے حق سنت جب ادا ہوتا ہے کہ اتنی بلند آواز سے کہی کہ وہ سن لی  
فان لو يحصل به الاسماء لا يصير مؤديا حق السلام فلا يجب الرد لان الشرط في ثبوت الحكم للشيء العلم به فاذا  
اور اگر وہ نہ سنی تو اس سے حق سلام کا ادا نہیں ہوتا اور جواب بھی واجب نہیں ہوتا اس واسطے کہ کسی شے کی حکم ثابت ہونے میں اس کی علم شرط ہے جب  
لم يحصل العلم بالسلام لا يكون الرد فضا وكذا من يرد السلام انما يكون مؤديا فرض الرد اذا رفع صوته مقدرا  
سلام کی خبر نہ ہو تو جواب بھی فرض نہیں ہوتا ایسی صورت میں کہ جواب دیتا ہے اس سے فرضیت جواب کی جب ادا ہوتی ہے کہ اواز اتنی بلند کری  
ما يحصل به الاسماء فان لم يحصل به الاسماء لا يسقط فرض الرد فان من يسلم على واحد يكون الرد فرضا عليه  
کہ وہ سن لی اگر وہ جواب سموع نہ ہو تو فرضیت جواب کی ساقط نہوگی پس جو شخص کسی کو سلام کرتا ہے تو اوپر جواب فرض ہوجاتا ہے  
حتى لو لم يكن فيكون انشا ومن يسلم على جماعة يكون الرد فرضا عليهم حتى لو تركه كلهم يكونون ائمين وان تركه  
یہاں تک کہ اگر جواب نہ دیکھا تو گنہگار ہو گا اور اگر کسی نے ایک جماعت کو سلام کیا تو جواب ہوں سب پر فرض ہوجاتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی بھی جواب نہ دیکھا تو سب گنہگار ہوں  
بعضهم يسقط الفرض عن الباقيين لكن لا فضل ان يرد كلهم ولو كان فيهم صبي ولم يرد الا الصبي لا يسقط  
اور اگر کسی ایک فی بھی جواب دیدیا تو سب کی ذمہ سے فرض ساقط ہوجاتا ہے پرا فضل یہ ہے کہ سب جواب دیوں اور اگر اس جماعت میں بچہ نالغ ہو اور ان میں سے کوئی بچہ  
عنهم الفرض لان الصبي ليس من اهل الفرض ويشترط في الرد ان يكون على الفور حتى لو اخر لا يعدل ولا يسقط  
کوئی جواب نہ دیو تو اس کی ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوتا اسلی کہ بچہ کی ذمہ پر کچھ فرض نہیں ہوتا اور جواب کی یہ شرط ہے کہ تیرت جواب دیو اگر دیر کی بعد جواب دیکھا تو جواب نہیں  
لمن سلم على واحد فسمع سلامه وتوجه عليه الرد بشرطه فلم يرد ان يجعله في حل منه فيقول ابرأته من حق  
گنا جاتا اور جو شخص کسی کو سلام کری اور اس کو سلام سنائی اور جواب اس کی ذمہ پر سلام کی شرط سے لازم آجائی پھر وہ جواب نہ دیو تو مستحب ہے کہ سلام کرے اور اپنی طرف سے بھی مستحب  
في رد سلامي وجعلته في حل منه واخوذ ذلك فاذا قال هذا يسقط به حقه واذا دخل جماعة على قوم يسلمونهم  
کری یہ کہدی کہ میں نے اپنا حق سلام کی جواب کا معاف کیا یا میں نے اپنی طرف سے اس کو سلام کیا یا میں نے اس کی جہاں تک کہ اس کا حق ساقط ہو جائیگا اور اگر ایک جماعت میں جمع ہو کر  
ان يسلموا ويكره لم ترك السلام فان سلم بعضهم يسقط الكراهة عن الباقيين لان السلام سنة على الكفاية  
ایک قوم کی پاس آوی تو سب کو سلام کرنے سے انکار کرنا اور نہ کرنا اس کی ذمہ پر سلام کرنے کی تو کراہت سب کی ذمہ سے اور گئی کی سلام سنت ہے  
كما ان الرد فرض على الكفاية على ما روى عن زيد بن وهب انه عليه السلام قال اذا مرقوم يقوم فسلموا  
جیسی سلام کا جواب فرض کفایہ ہے چنانچہ زید بن وهب سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب ایک جماعت ایک جماعت پر گزری اور ایک شخص نے  
منهم اجزاهم واذا رد واحد منهم اجزا عنهم واذا دخل واحد على جماعة قليلة يعبرهم سلام واحد يكفي سلام  
اور ان میں سے سلام علیک کری گا تو سب کو کافی ہے اور اگر ایک شخص جواب دیدی تو اس کی طرف سے کافی ہے اور اگر ایک شخص چھوٹی جماعت کی پاس آوی تو سب کو ایک سلام کر لی سب پر

علی جمیعہ و ما نراد من تخصیص بعضهم فهو ادب و یکنی فی الریان برون واحد منهم فمن نراد بعضهم فهو ادب  
اور جو زیادہ کرے کسی خاص کو تو یہہ ادب ہی اور جواب ہی کہتی ہی اگر ایک شخص جواب دہی پہر اگر اوچین ہی کسی اور فی جواب تو یہہ

وان کان جمعا عظیما لا ینشر فیہم سلام واحد کالجامع والمسیح العظیم فالسنة ان یصلو علیہم اذا شاهدہم  
ادب ہی اور اگر بڑی جماعت ہو تو ایک سلام کہاں بیٹھا پہر یکا جیسی مسجد جامع اور بڑی مسجد تو سنت یہہ ہی کہ انکو سلام کرتا جاوی جس ہی نماجاوی  
ویکون مؤدیا حق السلام فی جمیعہ من سمعہ فان اراد ان یجلس فیہم یسقط عنہ سنة السلام فیہم لو یسمعہ  
اور حق اونکی سلام کا ادا کر چکیا جو جو سن لینگی پہر یہہ شخص اگر انہیں بیٹھا چاہی تو اسکی ذمہ ہی سنت سلام کی ساقط ہوئی بنسبت باقیوں کا سلام  
من الباقین وان اراد ان یجلس فیہم لو یسمعہ سلام فقیہ وجہا ان احدہما ان سنة السلام علیہم حصلت  
جنہوں فی سلام نہیں سنا اور اگر اس قوم میں بیٹھا چاہی جنہوں فی سلام نہیں سنا تو اس میں دو وجہ ہیں ایک یہہ کہ اب سنت سلام اونکی حق کی پہلے ہی سلام کر ہی  
علی اوائلہم لکنہم جمعا واحدا فلا ادا السلام علیہم یکن ادبا والوجه الثاني کون سنة السلام باقیہ فی حق  
ادامو چکی کیونکہ یہہ سب ایک ہی جماعت ہی پہر اگر اسنی انکو ہی سلام کیا تو ادب ہی اور دوسری یہہ وجہ ہی کہ سنت سلام انکی حق کی چھوٹا سلام

من لم یبلغہم سلامہ والسنة ان یسلم المراكب علی الماشی والماشی علی القاصد والصغیر علی الکبیر والقلیل  
نہیں پہنچا باقی ہی اور مسنون یہہ ہی کہ سوار پیادہ کو سلام کر ہی اور چھوٹا بڑی کو اور چھوٹا بڑی جماعت

علی الکثیر ولو خالفوا وسلم الماشی علی المراكب والکثیر علی القلیل والکبیر علی الصغیر لا یکرہ بل یکن ترکا لہا  
بڑی جماعت کو اور اگر اسکی خلاف کیا یعنی پیادہ فی سوار کو سلام کیا یا بڑی جماعت فی چھوٹی جماعت کو اور بڑی فی چھوٹی کو تو مکروہ نہیں ہی بلکہ ایسا حق ترک کیا  
یستحقہ من سلام غیرہ علیہ ومن مر علی قارئ القرآن لا ینبغی ان یسلم علیہ کیلا یشتغل عن القراءة فان  
کہ دوسرا سلام کرتا اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرتی پاس جا پہنچا تو اسکو سلام کرنا نہیں چاہی تاکہ تلاوت ہی نہ روکدی پہر اگر اسنی

سلم علیہ قال بعضهم لا یجب علیہ الرد وقال بعضهم یجب وهو اختیار فقیہ ابی اللیث ومن مر علی من اتی  
سلام کیا تو بعضی کہتی ہیں اور سیر جواب واجب نہیں ہی اور بعضی کہتی ہیں واجب ہی فقیہ ابو اللیث فی یہہ ہی اختیار کیا ہی اور جو شخص اسنی پاس پہنچا

لخلاء وهو یغفر او یبول ینبغی لہ ان لا یسلم علیہ فی هذه الحالة فان سلم قال ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ علیہ بقلیہ  
جہینا الخد میں پانچا نہ پہر تہا ہی یا پیشاب کرتا ہی تو چاہی کہ اس حالت میں اسکی سلام علیک نہ کری پہر اگر اسکو سلام علیک کی تو ابو حنیفہ کہتی ہیں کہ دی جواب  
لا بلسانہ وقال ابو یوسف لا یرد علیہ بقلیہ ولا بلسانہ ولا بعد الفراغ ایضا وقال شہر یرد علیہ بعد الفراغ و  
دی زبان ہی نہ بولی اور ابو یوسف کہتی ہیں نہ دل ہی جواب دی نہ زبان ہی اور نہ بعد فراغت کی اور امام محمد کہتی ہیں فارغ ہو کر جواب دی اور

لا یسلم علی احد وقت الخطبة فان سلم والخطیب فی الخطبة لا یجب الرد علی السامع ومن کان جالسا مع قوم  
خطبہ کی وقت کسی ہی سلام علیک نہ کری پہر اگر سلام کیا اور خطیب خطبہ میں ہو تو سنی والی چھوٹا واجب نہیں ہی اور جو شخص ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا

ثم قام للذهاب فالسنة ان یسلم علیہم لما روی عن ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال اذا انتہی احدکم الی المجلس فلیسلم  
پہر جانی لگاؤ نہنت یہہ ہی کہ وہ ہی انکو سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جب کوئی مجلس میں آوی تو سلام کری

فاذا اراد ان یقوم فلیسلم فلیست لاولی با حق من الاخری قال الامام النووی ظاہر هذا الحدیث یقتضی ان یجب علی  
پہر اگر پہر ایہو دی تو سلام کری سو پہلی جماعت بڑی حق دار نہیں ہی دوسری ہی امام نووی کہتی ہیں ظاہر اس حدیث کا یوں چاہتا ہی کہ جماعت کی

الجماعة علی السلام علی هذا الذی سلم علیہم وفاسر قہم وقال بعض العلماء جرت عادة بعض الناس بالسلام عند  
ذمہ جواب سلام کا اس شخص پر واجب ہی جسنی سلام کیا تھا اور جدا ہوا ہی اور بعضی علماء کہتی ہیں بعض لوگوں کو سلام کر نیکی عادت بڑی ہوئی ہی

مفارقة القوم وذلك دعاء یستحب لہ الجواب لان السلام انما یكون عند اللقاء لا عند الانصراف وانکر هذا القوم  
جب جماعت سی جدا ہوں اور یہہ دعا ہی اونکی ای جواب تحب ہی اہل کی سلام ملاقات کی وقت ہوتا ہی جدا ہونے میں ہوتا اور امام ابو بکر شافعی



الامام ابو بکر الشافعی قال فی هذا القول فانه لان السلام كان سنة عند اللقاء كذلك فهو سنة عند الفصل  
 اس بات سی ۔ انکار کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ بات غلط ہے اسلئے کہ سلام طبعی ملتی وقت سنت ہی ایسی ہی جدا ہوتی ہوئی سنت ہی  
 علی اول علیہ الحدیث السابق ومن كتب كتابا وكتب فيه سلاما على احد وامرسل اليه سلاما بالرسول قبله  
 چنانچہ اس پر حدیث سابق دلائل کرتی ہے اور اگر کسی نے خط لکھا اور اس میں کسی کو سلام لکھ دیا یا کسی کو سلام زبانی رسول کی کہلا بھیجا پھر اس کی پاس  
 الكتاب والرسالة يجب عليه الرد على الفور لان السلام على الغائب لا يكون الا بالرسالة والكتاب فعليه ان يرد بمثله  
 خط یا زبانی سلام بھیجا تو اس پر فوراً جواب واجب ہے اسلئے کہ سلام غائب پر نہیں ہو سکتا مگر زبانی رسول کی یا خط میں سوا اس پر لازم ہے کہ وہ ایسا ہی جواب دے  
 او بالحسن منه لكن ينبغي ان يعلم ان من بلغ الغير سلام احد ينبغي ان لا يتركه ان يرد عليه او يقول عليك  
 یا اوس ہی بہتر لیکن سمجھا جائے کہ جس کسی کو کسی کا سلام بھیجا یا تو اس میں غیہ کو لازم ہے کہ سلام کا جواب دونوں سکودے اسطورہ علیک  
 وعليه السلام يروى ان رجلا قال للنبي عليه السلام فقال النبي عليه السلام عليك  
 وعلیه السلام اسلئے کہ روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرا باپ آپ کو سلام کہتا ہے سونبی علیہ السلام نے فرمایا تجھ پر  
 وعلى ابيك السلام ومن سلم على احد ثم لقيه ثانيا او رآه ثانيا يستحب له ان يسلم عليه ثانيا لما روى انه عليه السلام  
 اور تیسری باپ پر سلام اور اگر کسی نے کسی کو سلام کیا پھر اس سے دوبارہ مل گیا یا دوبارہ دیکھا تو مستحب ہے کہ اس کو دوبارہ سلام کری کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام  
 كان اذا دخل المسجد يسلم على اصحابه ثم اذا صعد المنبر وقبل عليهم يسلم عليهم ثانيا وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام  
 جب مسجد میں آتی تو اپنی اصحاب سے سلام علیک کرتی پھر جب منبر پر چڑھ کر اس کی آمتنا سامنی ہوتی تو دوبارہ سلام علیک کرتی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام  
 قال اذا لقي احدا من اخاه فليسلم عليه فان حالت بينكما شجرة او جدار او حجر ثم لقيه فليسلم عليه وكان اصحاب رسول  
 نے فرمایا جب کوئی تم میں سے اپنی بیانی سے ملے تو سلام کری پھر اس سے دو لون کی نیچین اگر درخت یا دیوار یا پتھر آجادی اور پھر ملے تو سلام کری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 الله عليه السلام اذا سار في طريق فاستقبلهم شجرة فاجتازوها يسلم بعضهم على بعض واذا التقى الاثنان  
 وسلم كل واحد منهما الاخر فعة او على الترتيب السلام عليكم قبل يصير كل واحد منهما مسلما على الآخر ولا يقوم ذلك  
 اور ہر ایک دونوں میں سے دفعہ یا بترتیب سلام علیک کری کہتی ہیں کہ دونوں کی طرف سے سلام علیک ہو جاتی ہے اور پھر سلام جواب کی جگہ  
 مقام الرد بل يجب على كل واحد منهما الرد والصواب على ذكره النووي ان سلام احدهما ان كان بعد سلام الاخر  
 نہیں ہوگا بلکہ دونوں پر جواب واجب ہے اور صواب موافق ذکر نووی کی یہ ہے کہ ایک کا سلام اگر بعد دوسری کی سلام کی ہے  
 يكون رد الكون هذا اللفظ صالحا للرد والا فلا ومن لقي احدا فقال له ابتدا عليكم السلام لا يكون ذلك مسلما  
 تو جواب ہو جاتا ہے کیونکہ یہ لفظ قابل جواب کی ہے اور نہیں تو نہیں اور اگر کوئی کسی سے ملا اور پہلی ہی کہا علیکم السلام تو یہ عبارت سلام نہیں ہوتا  
 حتى لا يستحق الرد لان هذه الصيغة مشروعة للرد لا للابتداء فلا تقوم مقام السلام على الاحياء بل هي  
 یہاں تک کہ مستحق جواب کا نہیں کیونکہ یہ عبارت شرع میں جواب کی واسطی مقرر ہے ابتداء کی واسطی نہیں ہے ہونہوں پر سلام کی قایم مقام نہوگی بلکہ یہ سلام  
 الموتى على ما روى ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال عليك السلام يا رسول الله فقال النبي عليه السلام تفل  
 موتی کا ہی موافق اس روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس اگر کہا علیک السلام یا رسول اللہ سونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیک السلام  
 عليك السلام عليك السلام تحية الموتى فانه عليه السلام قد ثبت في هذا الحديث ان هذه الصيغة ليست  
 مت کہا کہ علیک السلام موتی کا سلام ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان کر دیا کہ یہ عبارت اسلئے نہیں ہے  
 مما يسلم بها على الاحياء بل انما يسلم بها على الاموات لان الاحياء وضع لهم في الشرع عند السلام صيغة وعند الرد  
 کہ زندوں پر سلام کیجی بلکہ اس عبارت سے مردوں پر سلام کرتی ہیں کیونکہ شرع میں زندوں کی واسطی سلام کی اور عبارت ہے اور جواب کی واسطی

صيغة فلا يخس ان يوضع ما وضع للموضع السلام واما الاموات فلا يرسل عليهم فيستحق في حقهم السلام  
 اور عبارت سوا چنانچه بگویم جواب کی ہی وہ سلام کہ استعمال کریں اور مردوں پر تو جواب نہیں ہوتا پھر ادنیٰ حق میں سلام  
 علیہم بالصیغتين لما روی انہ علیہ السلام کان یسلم علی اهل القبور یقولہ السلام علیہم کو دیا ہر قوم مؤمنین  
 علیہم دونو عبارت ہی برابر ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیک اس عبارت ہی کرتی تھی سلام علیکم ملک قوم مؤمنین کی  
 ومن سلم علی اصم یستحب لہ ان یتکلم السلام بلسانہ لقدرتہ علیہ ولشیریدہ حتی یحصل الالفام فیستحق  
 اور جو شخص ہماری کو سلام کری تو مستحب ہی کہ سلام زبان سے ہی کیونکہ اس کو قدرت ہی اور اتنی ہی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجھ جاوی اور یہ مستحق جواب کا ہو  
 الرد ولو لم یجمع بینہما لا یستحق الرد ولو سلم علیہ اصم واراد ان یرد علیہ یلزمہ ان یتکلم الرد بلسانہ لقدرتہ  
 اور اگر دونوں بات نہ کی گئی تو مستحق جواب کا نہیں ہی اور اگر ہر کو سلام کری اور یہ جواب دیا چاہی تو لازم ہی کہ جواب زبان سے ہی کیونکہ اس پر قاری ہی  
 علیہ ولشیریدہ لیحصل الالفام ویسقط عنہ الرد ولو سلم علی خرس فامشرا الاخرس بیدہ یسقط عنہ الرد  
 اور اتنی ہی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجھ جاوی اور اس کی ذمہ ہی جواب دیا ہو جاوی اور اگر کنگلی کو سلام کیا اور کنگلی فی اتنی ہی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجھ جاوی اور اس کی ذمہ ہی جواب دیا ہو جاوی  
 لان اشارتہ قائم مقام العبارة ولو سلم علیہ الاخرس بالاشارة یستحق الرد والنساء بعضہن مع بعض فی  
 کیونکہ اس کی اشارہ قائم مقام بولنی کی ہی اور کنگلی فی اشارہ ہی اس کو سلام کیا تو وہ مستحق جواب کا ہی اور عورتیں عورتیں آپس میں سلام علیک کی باب میں  
 حکم السلام کالرجال واما الرجل اذا سلم علی امرأة فان كانت زوجتہ او جارتہ او كانت من محارمہ فعلیہما الرد  
 ماشد مردوں کی ہیں اور اگر مرد عورت کو سلام کری اگر وہ عورت اس کی بی بی ہی یا لڑکی ہی یا اس کی کوئی محرم ہی تو اس پر جواب دینا لازم ہی  
 وان كانت اجنبیة شابة لا یجوز لہا الرد ویكون الرجل مفرطاً فی السلام علیہا وکن المرأة ان سلمت علی رجل فاذا  
 اور اگر کوئی غیر جوان ہی تو اس کو جواب دینا جائز نہیں اور وہ مرد اس سلام میں بیجا پڑ ہی اور ایسی ہی عورت اگر مرد کو سلام کری پھر اگر  
 كانت زوجتہ او جارتہ او كانت من محارمہ او كانت عجوزاً لا یخاف منها الفتنة فعلیہ الرد وان كانت شابة یعیل  
 وہ اس کی جو وہ یا لڑکی یا اس کی کوئی محرم ہی یا ایسی بڑھیا ہی کہ اس پر کچھ خوف فتنة کا نہیں تو مرد کی ذمہ جواب دینا لازم ہی اور اگر ایسی جوان ہی کہ  
 الیہا النفس بکرہ لہ الرد وتكون المرأة مفرطاً فی السلام علیہ واما الصبيان فالسنة ان یسلم علیہم لما روی عن  
 نفس کو اس کی طرف رغبت ہوئی تو جواب دینا مکروہ ہی اور عورت اس سلام میں بیجا پڑ ہی اور نابالغ بچوں کو سلام کرنا مسنون ہی اس کی کہ نفس ہی روایت ہی  
 انس انہ مر علی صبيان فسلم علیہم وقال کان النبی علیہ السلام یفعلہ وفي رواية انہ علیہ السلام مر علی خدان  
 کہ وہ دو کون پر گزری تو اس کو سلام کیا اور کہا نبی علیہ السلام ہی کیا کرتی تھی اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام دو کون کی پاس لگتی  
 فسلم علیہم ولو سلم صبی علی بالغ فالصحبہ وجوبہ سلام لقولہ تعالیٰ واذ احببتم بتخیة فحیوا باحسن منہا واما  
 تو اس کو سلام کیا اور اگر نابالغ کو بالغ کو سلام کری تو صحیح یوں ہی کہ جواب دینا واجب ہی بلیل اس آیت کی اور جب نکو دعا دیوی کوئی تو تم ہی دعا دو اس کی  
 المبتدعة ومن اقتروا ذنباً عظیماً ولویتب منہ فیذبحی ان لا یسلم علیہم ولا یرد سلامہم قال البرازی یسلم علی لاعب  
 اور یہ معنی لوگ اور جو بڑی گناہ کرتی ہیں اور اس گناہ ہی تو بہ نہیں کرتی تو سزاوار ہی کہ ان کو سلام نہ کری اور نہ ان کی سلام کا جواب دی بڑا گناہ ہی کہ نام کی  
 الشطر فی عند الامام لیشفلہ عن ساعۃ الرد لا عندہما لان الجاہل بالفسق فی معتقدہ ولو عجزتہما لا یستحق الا کلام  
 نزدیک شطر بخ باز کو سلام کر لی تاکہ دم بہر جواب دیتا ہو شطر بخ سی باز ہی صاحبین کی نزدیک سلام نہ کری اس کی کہ فاسق علی الاعلان اپنی معتقد میں اگر چہ جہاد  
 وقال النووي فمن اضطرب الی السلام علی الظلمۃ اذا دخل علیہم وخاف ان یترب علیہ فی دینہ ودنیاء ضرر ان لم یسلم  
 ہوسزاوار عزت کا نہیں ہی اور نودی کہتا ہی جو شخص ظالموں کو سلام کر نہیں لا چاہو جب اس کی پاس جاوی اور یہ ڈر ہو کہ اگر اس کو سلام نہیں کرتا تو دین کا یا دنیا کا  
 علیہم یسلم علیہم وینبی ان السلام اسم من اسماء اللہ تعالیٰ لیکون المعنی ان اللہ علیکم مرقیب فیما زیکو بہا  
 تو اس کو سلام کر لی اور یہ نیت کر لی کہ سلام اللہ کا نام ہی تاکہ یہ معنی ہو جاوین کہ اللہ تمہاری اور تمہاری لایق سزا دیوگا

بہتر



تستحقون وأما أهل الذمة فیکرم للمسلم ان یسلم علیهم ابتداء لما روی عن ابی هريرة انه علیه السلام  
 اور ہر ذمی کو کہ سوسلم کو مکروہ ہی کہ اور کو پہلی سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا  
 قال لا تبدءوا بالیهود والنصارى بالسلام قال قاضیان فی فتاواہ هذا اذا لم یکن للمسلم خطبة الیہ وأما  
 کہ یہود اور نصاریٰ کو پہلی سلام مت کرو قاضیان اپنی فتاویٰ میں کہتا ہے یہہ اور اس صورت میں ہی کہ مسلمان کی کوئی غرض نہ اٹھی ہو  
 اذا كانت فلا بد ان یسلم علیہ ومن سلم علی من لم یعرفہ فبان انه ذمی یستحب لہ ان یسترہ سلامہ فیقول  
 اور اگر کوئی غرض ہی تو سلام کر نہیں چکے ہیں اور اگر کسی نے ناواقف کو سلام کیا ہے معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہی تو اس کو مستحب ہے کہ اپنا سلام پشالی یا کھجی  
 سر علی سلامی لما روی ان عبد اللہ بن عمر سلم علی رجل فقبل لہ انہ یہودی فقل لہ سر علی سلامی  
 پشادی میرا سلام کیونکہ روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے ایک شخص کو سلام کیا ہے کسی نے کہا یہ تو یہودی ہے یہ عبد اللہ نے اس کی پیچھے جا کر کہا میرا سلام پشادی  
 واذا سلم ذمی علی مسلم ینبغی للمسلم ان لا ینزید فی الرد علیہ علی قوله علیک لما روی عن انس انه علیه السلام  
 اور اگر ذمی مسلمان کو سلام کری تو مسلمان کو چاہی کہ جواب میں اس سے کچھ زیادہ نہ کہی اتنا ہی کہی علیک کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا  
 قال اذا سلم علیکم اهل الکتاب فقولوا علیکم قال الخطابی ہکذا یرویہ عامة المحدثین وعلیکم بالواو وکان  
 جب اہل کتاب کو سلام کریں تو کہو علیکم خطابی کہتا ہے کہ عام محدث یہہ ہی روایت کرتے ہیں وعلیکم واسمیت اور  
 سفیان بن عیینہ یرویہ علیکم بغیر الواو وهو الصواب ذبغیر الواو یدیر ما قالہ بعینہ مرد ودا علیہم وبالواو  
 سفیان بن عیینہ علیکم روایت کرتا ہے بدون واو کی اور حق یہہ ہی ہی اس واسطے کہ بدون واو کی جواہل کتاب کہتی ہیں بعینہ وہ ہی اوپر مرد و ہونگا اور واو  
 یقع الا شترک معہم والدخول فیما قالہ لان الواو حرف عطف یجمع بین الشیئین وقال النووي اتفقوا علی لزوم الرد  
 سی او کی ساتھ شترک اور جواز ہون کی کہی اس میں مل ہونا ہو ویگا اسلی کہ واو حرف عطف کا ہی کوئی جمع کر دیتا ہی اور نووی کہتا ہی سب علماء متفق ہیں  
 علی اهل الکتاب لکن لا ینکر السلام بل بدونہ بان یقال وعلیکم بالواو وعلیکم بدونہا اذ قد جاءت لا حادیت  
 کہ اہل کتاب کا جواب دینا لازم ہی نہیں سلام کو ذکر نہ کری بلکہ بدو سلام کی اس طور کہی وعلیکم واو ہی اور علیکم بدون واو کی اسلی کہ حدیثیں واو کی ساتھ ہی  
 باثبات الواو وحذفها واثباتها اکثر فعلى هذا ینکون فی معناها وجهان احدهما کونها للعطف والتشریک لانہم  
 ہی ہیں او بدون واو کی ہی اور واو کی ساتھ زیادہ ہیں اب اسکی معنی دو طرح ہیں ایک تو یہہ کہ واو عاطفہ ہو اور شترک کی لہی کیونکہ  
 کا نوایقولون للمسلمین السلام علیکم وقد فسر السلام بالموت فیکون المعنی نحن وانتم تموتون کلنا نموت والثانی کونها  
 وہ کہ گے مسلمانوں کو یہہ کہا کرتی ہی السلام علیکم اور سلام کی معنی موت ہی اب یہہ مراد ہوئی ہم اور تم موت میں برابر ہیں ہم سب مر جاویں گی اور دوسری یہہ  
 لا استئینا للعطف والتشریک فیکون المعنی ونحن نقول علیکم ما قلتم وتستحقونہ او ما تریدون بنا وقیل اذا  
 کہ واو استئینا کا ہو اور شترک کا ہو اب یہہ مراد ہوگی اور تم ہی کہتی ہیں تمہر ہی جو تم کہتی ہو یہ جسکی تم لائق ہو یا جو تم ہماری ساتھ ارادہ کرتی ہو اور کوئی  
 لم یکن منهم تعریض بالدعاء علینا ینکون اثبات الواو فی الرد علیہم دعاہم بالاسلام لکونه مدار السلام فی الدارین  
 کہتا ہی اگر وہ نیست میں ہمہ بد دعا کرتی ہوں تو جواب میں واو کی ہونی سی او کی لہی اسلام کی دعا ہوگی کیونکہ دارین میں یہہ ہی سبب سلامتی کا ہی  
 المجلس الخامس والثمانون فی بیان هجران اخیه المسلم فوق ثلثة ايام قال رسول الله صلى الله عليه  
 پچاسی مجلس بیان میں برادر مسلمان کو چہرہ دینی میں زیادہ تین روز سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 وسلم لا یحل لرجل ان یھجر اخاه فوق ثلث لیل یلتقیان فیعرض هذا ویعرض هذا وخیرھما الذی یمید بالسلام  
 حال نہیں ہی کہو کہ اپنی بہائی کو زیادہ تین رات سی چہرہ دینی کہی جب میں تو یہہ ادھر کو ہو جادی اور وہ ادھر کو اور انہیں اجاہد ہی جو پہلی سلام کری  
 هذا الحدیث من صحیح المصابیہ رواہ سعد بن ابی وقاص وهو بمنزلة یدر علی حرمة هجران المسلم اکثر من  
 یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اسکا منطوق دلالت کرتا ہی کہ چہرہ دینا مسلم کا زیادہ

ثلاثة ايام واما حوزة هجرته بثلاثة ايام فاما يدل عليه بمفهومه لا بمنطقه فمن التزم بحجة المفهوم جاز له  
 تين روزی زیادہ مہرم ہی اور تین دن تک چھوڑنیکا اجازت کی مفہوم ہی معلوم ہوتا ہی منطوق سے نہیں معلوم ہوتا یہ جو شخص مفہوم کو محض مانتا ہی ہو تو  
 ان يقول ان الادعي مجبول على الغضب وسوء الخلق فمن خصله في الثلث لقلته حتى يذهب عنه ذلك الغضب  
 جائزہ ہی کہ کبھی بیشک آدمی کو غضب غلبے عادت ہی سو آپ فی تین دن کی اجازت دی کیونکہ مدت قلیل ہی تاکہ اسکا غصہ اور ترچاوی  
 ولو يخلصه فيما فوق ذلك لكثرة فقوله عليه السلام يلتقيان فمعرض هذا ويعرض هذا بيان كيفية هجرتهما  
 اور اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دی بہر مدت زیادہ ہی آپ یہہہ جملہ حدیث کا کہ ملتی ہیں بہر یہہہ اور ہر ہر جاتا ہی اور وہ اوپر یہہہ چھوڑ دینی کی کیفیت کا بیان ہی  
 وقوله وخيرها الذي يبدأ بالسلام حيث على ترك الهجران فانه يزول بالسلام على ما ذهب اليه الجمهور وتخصيص  
 اور یہہہ جملہ انہیں اچھا وہ ہی جو پہلی سلام کری رغبت ہی جدائی کی ترک پر کیونکہ موافق مذہب جمہور کی جہانی سلام سے جاتی رہتی ہی اور خاص  
 الاخر بالذكر يشعر بالغلبة والمراد به الاخر في الدين دون القرابة بدليل قوله عليه السلام في حديث اخر لا يحل  
 اخ کو ذکر کرنا تعلیقا معلوم ہوتا ہی اور اس سے ارادہ دینی برادری قرابت کا مراد نہیں بدلیل ارشاد نبی علیہ السلام کی ایک اور حدیث میں کہ مسلم کو  
 لمسلم ان يهجر مسلما فوق ثلاث ليال فانها ناكبان عن الحق مادام على صراطها واطفا فيا يكون سبقتا بالفي كفاية له  
 حلال نہیں ہی کہ مسلم کو زیادہ تین رات سے چھوڑی رکھی بیشک یہہہ دونوں جب تک رشتہ میں حق سے بچو رہیں اور انہیں سے پہلی بازائی والی کو اسکی بقت ہی کافی  
 وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال تفر أبو بكر بن الحنفية يوم الاثنين ويوم الخميس فغفر لكل عبد لا يشرك بالله  
 اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا پیر کو اور جمعرات کو جنت کی دروازی کھلتی ہیں بہر ایک بندہ کہ اسہ کی ساتہ کچھ شریک نہ تارہو بخشتا  
 شيئا الا رجل كانت بينه وبين اخيه شحنة فيقال انظر اهل دين حتى يصطحا وفي رواية انه عليه السلام قال يعرض  
 جاتا ہی سو ای اوس شخص کی کہ اوس میں اور اسکی پہاٹی میں کینہ ہو بہر حکم ہوتا ہی ان دونوں کو بہنی دو جہنم کے سین صلیح کریں اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا  
 اعمال الناس في كل جمعة مرتين يوم الاثنين ويوم الخميس فغفر لكل عبد مؤمن الا عبدا بينه وبين اخيه شحنة  
 کہ ہر ہفتہ میں لوگوں کی اعمال کا پیش ہوتی ہیں پیر کی دن اور جمعرات کی دن سو ہر ایک بندہ مؤمن بخشتا جاتا ہی مگر وہ بندہ کہ اوس میں اور اسکی پہاٹی میں کینہ ہو  
 فيقال اتركوا هذين حتى يفيا والمراد بالجمعة ايام الاسبوع بدليل انه عليه السلام يتي بقوله يوم الاثنين  
 حکم ہوتا ہی انکو بہنی دو جہنم کے ملاقات کریں اور مراد جمعہ سے ہفتہ کی ايام میں اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام فی اسکو پیر کی دن اور  
 ويوم الخميس على طريق التعدير عن الشئ باخر جزئه والشحنة العداوة والمعنى اتركوا مغفرتها حتى يرجعوا من  
 جمعرات کی دن تقسیم کیا جسطورہ ایک شئی کا اخیر جز بیان کرتی ہیں اور شحنة کی معنی دشمنی کی ہے اور معنی سے تباہی یہہہ چھوڑاؤں بخشتے کہ جب تک  
 العداوة الى الصداقة لان الاخوة الدينية تقتضي الصداقة وتنافي العداوة فان المؤمنين اخوة من حيث انهم  
 دونوں دشمنی نہی دو سنی کھیر آوین اسطی کہ دینی برادری دوستی کا تقاضا کرتی ہی اور عداوت کی برخلافہ کہ کہہ دو کہ نام مؤمن پہاٹی ہوتی ہیں اسطی کہ  
 ينتسبون الى اصل واحد هو الايمان الموجب للحبوبة الباقية كما ان الاخوة من النسب ينتسبون الى اصل واحد هو  
 سببیک اصل شئی نسبت رکھتی ہیں یعنی ایمان سے جس سے دائمی زندگی ہوتی ہی جیسے نسب سے بدرا ایک اصل سے منسوب ہوتی ہیں یعنی  
 الاب موجب للحبوة الغائية فالأخوة الدينية اقوى من الأخوة النسبية لان الأخوة النسبية اذا خلت  
 باب سے جس سے حیات قائم ہوتی ہی سو دینی برادری نسب سے برادری قوی ہوتی ہی اسلی کہ نسب سے برادری جب دینی برادری غیر  
 الدينية لا تعتبر الا ترى ان المسلم اذا مات وكان له اخ كافر يكون ماله للمسلمين لا لآخيه الكافر فعلى هذا انجب  
 ہی تو اسکا کچھ اعتبار نہیں ہوتا دیکھتا نہیں کہ مسلمان اگر مر جاوی اور اسکا پہاٹی کافر موجود ہو تو اس مسلم کا مال مسلمانوں کو ملے گا کافر پہاٹی کو نہیں ملے گا  
 على المسلم ان يترك ما بينا في الاخوة الدينية الموجبة للصداقة والمزيلة للعداوة كما روى عن ابى هريرة عليه السلام  
 کی موافق مسلمان پر واجب کی مخالفت دینی برادری کو ترک کری جو دوستی کو واجب اور دشمنی دور کرتی ہی کیونکہ ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا



## فی بیان هجران اخیه المساء

قال لا يخل مسلمون اهل الجاه فوق ثلث فم من هجر فوق ثلث فمات دخل النار يعني انه استحق ان يدخل النار لانه  
 فرماي مسلم کو طاعت نہیں ہے کہ اپنی بہائی کو تین روزہ سے زیادہ چھوڑ دی اور جس نے تین سے زیادہ چھوڑ دی رکھا ہے وہ مر گیا تو روزہ تین جاوے گا مراد یہ ہے کہ اس  
 مات عاصیا غیر ثابت و ذلت یستدعی ان یکون من اهل النار هذا اذا كان اهل الجاه لا مردنی کی کالتقصیر فی  
 کہو کہ گنہگار کی توبہ مبرا ہی اس سے لازم آتا ہے کہ دوزخ ہی ہو دی یہہ اوس صورت میں ہی کہ یہہ ترک ملاقات و نیادی سبب ہی ہو

حقوق الصبیحة والعشرة وأما إذا كان في حق الدين لفسق ومعصية فالزيادة على الثلث مشروع فان هجران  
حیسی حقوق صبیحة اور عشرت کی اور اگر کیا قصور اور اگر بسبب حق دینی کی ہو جیسی فسق اور معصیت تو تین دن سی زیادہ ہی جائز ہی کیونکہ یہ کاروں کا  
اہل العصیان یحییٰ ان یزول عنهم ذلك العصیان و یظہر توبہ تم لانہ من قبیل الامر بالمعروف والنہی عن المنکر و  
ترک کرنا جائز ہی جب تک کہ وہ بدکاری ترک کریں اور انکی توبہ ظاہر ہو دی کیونکہ یہ عمل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہی اور

قل الله تعالى لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم  
 أو أبناءهم أو إخوانهم أو عشيرتهم فلان هذه الآية على أن من يترك المعاصي والمنكرات يجب هجرة  
 إلى باب یا ایہی ربی یا ایہی نبی یا ایہی کبرانی والی نحو اس آیت سی معلوم ہوتا ہے کہ معاصی اور منکرات پر عمل کرنے والی کی شرک ملاقات واجب ہے  
 وان كان من الاقرباء لا سيما في حق من ظلم الغير وعصى الله تعالى به فان عدم الاعراض عنه احسا  
 اگرچہ سنگا سودہر ہو خاص کر ایسی کی ملاقات جو غیر پر ظلم اور خدا کی نافرمانی کرتا ہو کیونکہ ایسی شخص ہی اعراض نہ کرنا گویا او سپر احسان ہی

الیہ فلا یحسن الاحسان الیہ لان الاحسان الیہ اساءۃ للظلوم وحق للظلوم اولى بالمرأۃ وتقویۃ  
 مساویہ پر احسان کرنا اچھا نہیں ہے کیونکہ احسان مظلوم کی ساتھ برائی ہے اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہے اور مظلوم کا دل  
 قلبہ بالاعراض عن الظالم احب الی اللہ تعالیٰ من تقویۃ قلب الظالم وقد ہجر النبی علیہ السلام الثلاثۃ التی  
 فری کرنا ظالم سے منہ پھیر کر اسکو بہت محبوب ہے ظالم کا دل قوی کرتی ہے اور بیٹنگ نبی علیہ السلام کی تین شخصوں کو جو

تختلفوا عن غزوة تبوك وأريت كلهم خمسين يوماً وأمر الناس بهجرهم حتى أنزل الله تعالى توبتهم ورسول الله  
جنگ تبوک سے بیہوش رہی تھی چوڑھویں دن اور پچاس روز تک اونٹنی نہیں بولتی تھی اور لوگوں نے فرمایا اہل مکہ انکو چھوڑ دو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فی اذنک توبہ قبول فرمائی  
عليه السلام لما اعتل بعير صفيته قال لزيب اعطها بعير وكان عندها فضل بعير فقالت انا اعطتك  
اور دوست ہے کہ نبی علیہ السلام نے حصہ غنیمت کا اونٹ بہار ہو گیا تھا تو زبیب سے کہا تو اونٹوں کو اور اسکی پاس بڑھتی اونٹ تھا سوز زبیب فی عرض کیا

6/10/2019

















جانباً علیہ حیث ظننت به الذنب وهذا من سوء الظن ايضا فلا ينبغي للشان تحسن الظن باحد

تو اسکا گھڑا ہوتا ہی اسو سہی کہ اسکی حق میں گمان چھوٹا کیا یہہ ہی ایک بدگمانی ہی سو مجھکو لایق نہیں ہی کہ ایک کی حق میں گمان اچھا اور

نسبہ بالآخر بل ينبغي البت ان تبحث عن حالها هل بينا عدوة ومحاسنة وتعت اهلها فان كان بينهما

دوسری کی حق میں برا کر ہی بلکہ مجھکو یہہ چاہی کہ ان دونو کا حال دریافت کری کہ آیا ان دونو میں دشمنی اور حسد اور سرکشی ہی یا نہیں یہہ اگر ان دونو میں

شئ منها يتطرق التهمة والشرع قد رتب شهادة الابي العدل للتهمة فلان تتوقف عند ذلك ولا تحكم

کچھ حسد وغیرہ ہو تو اب ہمت فی راہ پائی اور شرع تو عادل باپ کی گواہی کو ہی ہمت کئی تھی نہیں مانا اب مجھکو چاہی کہ کچھ یقین نہ کری نہ جھوٹ اور نہ سچ

عليه بكذا ولا بصدق وتقول ما ذكر من حاله كان في ستر الله تعالى عنك وكان امره محجوباً عنك قد بقي

اور اسکی حال مذکور کو کہنا چاہی کہ وہ مجھسی اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی میں ہی اور اسکا حال مجھسی پوشیدہ ہی اور وہ ویسا ہی ہی تھا

كان لم ينكشف ط من امره شيء هذا اذا اخبرك عدل واحد وما اذا اخبرك عدلان فلا مجال لك من علم قصد

تھا مجھکو اسکا حال کچھ معلوم نہیں یہہ اس صورت میں ہی کہ ایک عادل بیان کری اور اگر مجھکو دو عادل خبر دیوں تو اب تصدیق کرنی ہی مجھکو کوئی علاج نہیں

لاها حجة في الشرع لكن ينبغي ان يعلم ان الانسان لعدم كونه خالياً عن الخطاء والنقصان لا يوجد احد

کیونکہ یہہ دونو شرعی حجت ہیں لیکن جانا چاہی کہ کوئی آدمی از بسکہ خطا اور نقصان ہی خالی نہیں ہوتا تو جو جو من ہوگا

من المؤمنين الاوله محاسن ومساوي فمن غلبت محاسنه على مساويه فهو يعد من الصالحين ولذلك قال

اسکی حسنات ہی ہونگی اور جرائم ہی پھر جسکی خوبیاں بڑی ہونسی زیادہ ہوں وہ صالحہ میں شمار کیا جاتا ہی اسی ہی

الامام الشافعي ما احدث من المسلمين بطيع الله تعالى ولا يعصيه ولا احد من المؤمنين يعصى الله ولا يطيعه

امام شافعی ہی کہا ہی کہ کسی مسلمان ایسا نہیں ہی کہ سر اللہ طیع ہو اور نافرمانی نہ کرتا ہو اور نہ کوئی ایسا مؤمن جو سر اللہ کٹا کرنا ہو اور کچھ اطاعت نہ

فمن كان طاعته اكثر من معاصيه فهو عدل في حكم الشرع فاذا كان مثل هذا عدلا في حق الله تعالى فكون

پھر جسکی طاعت زیادہ ہوں تو وہ شرع میں عادل ہی جب ایسا شخص حق اللہ میں عادل ہو دی تو تیری نظروں میں

عدلا عندك شاولي واخري وروى ان رجلا اثنى على رجل عند النبي عليه السلام فلما كان من بعد ذلك قال

اولی اور سزاوارتر ہی کہ عادل ہوا اور روایت ہی کہ ایک شخص فی نبی علیہ السلام کی سامنی ایک کی ثنا اور تعریف کی جب اگلا دن ہوا تو کوئی بڑا

والله لقد صدقت عليه بالامس وما كنت عليه اليوم فانه امر ضاني بالامس فقلت فحقه احسن ما علمت

کہنی لگا اور کہا تم خدا کی بیشک میں فی کل سچ عرض کیا تھا اور نہ آج جھوٹ کہتا ہوں کل تو اوتی مجھکو خوش کیا تھا سو میں فی اسکی حق میں جو نیک معلوم تھا

واغضبني اليوم فقلت في حق ما علمت فيه فقال النبي عليه السلام ان من البيان سحرا فكانه عليه السلام

کہہ دیتا تھا اور آج اوتی ناخوش کیا تم مجھکو جو برائی معلوم تھی وہ کہہ دی پھر نبی علیہ السلام فی فرمایا بیشک بعضی تقریر جادو ہی گویا نبی علیہ السلام کو فرما

كره ذلك وشبهه بالسحر اذ ما من شخص الا ويمكن تحسين حاله وتقبيلها بما يوجد فيه من الخصال الحميدة والمند

کر وہ مذکور وہا اور جادو سی مشابہت دی کیونکہ ایسا کوئی نہیں کہ اسکی حال پر ملحوظ عدل آئیک اور یہ کی تحسین یا تقبیح نہ ہو سک

المجلس السابع والثمانون في بيان النهي عن المصاحبة والمأكلة مع الفاسق قال

ستاسی مجلس ممانعت کی بیان میں فاسق کی صحبت اور ساتھ کھانی سی رسول

الله صلى الله عليه وسلم لا تصح الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي هذا الحديث من حسان المصابيح

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا مت ساتھ ہو سوا مؤمن کی اور مت کھانا دی سوا پرہیزگار کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

مرواه ابو سعيد والمراد بالمؤمن المند كورفيه المؤمن الخاص الذي يقابله الفاسق كما في قوله تعالى افمن

ابو سعید کی روایت سی اور مؤمن سی مراد اس حدیث میں وہ مؤمن خاص ہی جسکی مقابلہ میں فاسق ہوتا ہی جیسی اس آیت میں پہلا ایک جو

كان

كان مؤمناً لمن كان فاسقاً لا يستون فكانه عليه السلام قال لا تصاحب الا صالحاً ولا تخال ولا تقياً فانه  
 هو اي ايمان به بل براءة من حكمه اي من غير موافقته كونه بنى عليه السلام في فريضة ما مت سائته هو سوار صالح كي اور دوستي مت كر سوار پر ميزگار كي بشك  
 عليه السلام قد حدث المؤمن في هذا الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وزجره عن مخالطة ومواكلة  
 بنى عليه السلام في اسى ريشه من مؤمن كو نا پر ميزگار كي صحبت سي ديا يهي اور اسكي ملني جلني اور سائته كهاني سي منع كيا  
 لان الصلابة والمخالطة توقع اللفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه  
 اسنى كه منشيبي اور ملاقات سي دليين الفت اور صحبت پيدا هو جاتي هي پرهم هي هو كر هي كا جيب بنى عليه السلام في حديث من ابو هريره كي روايت  
 ابو هريره يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل يعني ان من كان صديقه صالحاً يكون صالحاً  
 سي فرما لا هر شخص بنى دوست كي دين پر او هيكا اب هر يك خيال كر كي كسو دوست بنار كه اي مراد هم هي جسكا دوست صالح هو كا وه هي صالح هو كا  
 ومن كان صديقه فاسقاً يكون فاسقاً فدخل في عموم قوله تعالى الا جلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين  
 اور جسكا دوست فاسق هو كا وه هي فاسق هو كا پهر اس آيت كي عام مضمين مين داخل هو كا جتنى دوست مين او سدن دشمن هو كي آپس مين مكر جو مين در ولى  
 فان كل واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول يوم القيمة يويلتى ليتنى لما اتخذ فلاناً خليلاً ليتنى وبينه بعد  
 اي خرابي پيري كمين نيكي هي هو كي ليتنى فلان كي دوستي كي طر مكر مين اور او مين فخر هو  
 المشركين فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يتخذ خليلاً الا من يشق بدينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه اذ لا يصلح  
 مشرق اور مغرب كا سا اس بيان كي موافق مؤمن كو لازم هي كه دوست او هي كو پيري جس كي دين اور امانت پر اعتماد كرلي هو اور او كي خوبي اور تقوى معلوم هو كيونكه هر  
 للصدقة كل حد بل ابدان يكون فيمن يؤثر صداقته على خصال الاولى العقل اذ لا خفي صداقة الاحق لان  
 شخص دوستي كي قابل نهين هو تا بلكه نهو هي كه توجه كي دوستي پند كرنا هي ادين كني خصلتين هو ان اول عقل اسو طي كه احق كي دوستي مين كچه خوبي نهين هي  
 احسن حاله ان يضرك وهو يريد نفعك وترجع الى الطبيعة والوحشة عاقبتها وان طالت مدتها وذللك  
 او سكا اچي سي اچا حال يه هو تا هي كه بهلاي كر نهين نقصان كردي اور اسكا انجام ترك ملاقات اور وحشت هو كي اگر چه دوستي پر مدت كزر جادى اسهي لئى  
 قيل لعادى العاقل خيراً من الصديق الاحق والمعادى من العاقل من يفهم الامور على ما هي عليه اما بنفسه او بتعليمه  
 كيكا قول هي دانا دشمن نادان دوست سي بهتر هي اور عاقل سي مرادو هي كه امور كي حقيقت اور اصل كو سمجھتا هو يا خود بخود يا سيكه سمجھ كر  
 وتفهميه وقد روى عن الحسن انه قال هجران الاحق قربان الى الله تعالى وقال عيسى النبي عليه السلام انى  
 اور حسن هي دايت هي كه وه كهتا هي احق سي الگ نهنا الله تعالى كي قربت هي  
 ما عجزت من احياء الموتى وقد عجزت عن معالجة الاحق والثانية حسن الخلق اذ لا خفي صداقة من لا يملك  
 مردى كو زنده كر تا هو عاجز نهين هو او پر احق كي علاج سي لاچار هو كيا هو ان دوسرى حسن خلق ملني كه جو غصه اور شهوت كبروت ابني قابو مين نهري  
 نفسه عند الغضب والشهوة فان العاقل وان كان يترك الاشياء على ما هي عليه لكن اذا غلبه الغضب والشهوة  
 تو او كي دوستي مين كيا خوبي هي بيشك عاقل اگر چه شيار كي اصل سي واقف هو تا هي پر جب او سپر غصه اور شهوت غلبه كر لي تو اپنا طرفدار  
 يطعم نفسه ويفعل ما يقتضيه هواه والثالثة الصلاح اذ لا خفي صداقة الفاسق لان من يتركب الكبيرة لا يخاف الله  
 هو و كيا اور وه اي كام كر كيا جو او كي خواهش هي اور تيرى صلاح اسو طي كه فاسق كي دوستي مين كچه خير نهين هي كيونكه جو شخص گناه كبيره كر تا هي تو خدا سي نهين  
 ومن لا يخاف الله تعالى لا يؤمن غائلته ولا يوثق بصداقته والرابعة الصدق اذ لا خفي صداقة الكذاب لان  
 اور جو خدا سي نه در تا هو تو او كي بدى هي نهين بچا جاتا اور نه او كي دوستي پر بهر وسه اور چه تقي صدق كيونكه جهو كي دوستي مين كوئى بهلاي نهين هي كيونكه  
 مثله مثل السر البعيد وبعد منك القريب وتكون منه دائماً على الغرور والخاصة الشجاعة اذ لا  
 او كي مثال اسى هي جيسى دهو كه تجسى دور كو نزديك كر ديتا هي اور نزديك كو دور او هميشه قريب ديتا هي كا پانچون مراد انكي اسو طي كه در هر كوي



فی صداقة الجبان لانه یترک نصرتك واثانتك عند المشدة ویخوفك بل یحتفی ویغیب عنك والسادس الوفاء اذ  
دوستی میں کچھ فائدہ نہیں ہی کیونکہ خوف اور سختی کی وقت تیری نصرت اور اعانت ہی پیشہ ہی گا اور تجھ کو ڈراویگا بلکہ جب تک غائب ہو جائیگا چہ بڑی وفا اسوہی  
لاخیر فی صداقة من لا وفاء له ومعنی الوفاء الثبات علی المحبة والدرام علیها والمحبة الدائمة هی التي تكون فی الله لان  
یوفا کی دوستی میں کچھ فائدہ نہیں ہی اور معنی وفا کی محبت پر قائم اور دائم رہنا اور دائمی محبت وہ ہی ہوتی ہی جو خدا کی واسطی ہو اسلئے

ما یكون لغرض من الاغراض یزول بئذ لك الغرض فلا یتحقق الوفاء لان ما ینافی الوفاء لا یكون من الوفاء فمن الوفاء فی  
کہ جو محبت کسی غرض کی واسطی ہوتی ہی تو جب غرض نکلیا تو ہی محبت ہی ہو لیتی ہی پھر وفا کہاں کیونکہ جو وفا کی برخلاف ہو وہ وفا میں داخل نہیں ہوگا ایوفا  
حق صدیقہ مراعاة جميع اصدقائه واقاربہ والمتعلقين به لان مراعاتهم اوقع فی قلبه من مراعاة نفسه فیكون  
واری دوست کی یہی ہی کہ اسکی تمام دوستوں اور سبکی سودہروں اور علاقہ داروں کی رعایت کری کیونکہ ان کو گون کی رعایت اسکی دین بہت جگہ کرتی ہی بہ نسبت

فرجه یتفق من یتعلق به اکثر لانه علی تعدد الحسنة الی من یتعلق به حتی قالوا ان الکلب الذی یكون فی باب دار صدیقہ  
اپنی رعایت کی پیرا اسکی خوشی اسکی متعلقوں پر عنایت کرنی سی زیلہ تر ہوگی کیونکہ اسکی معلوم ہوتا ہی کہ اسکی محبت بڑھ کر متعلقوں کے چہ بڑھتی ہی رہتا ہی کہ کبھی ہر کہ جو تک دوست  
ینبغی ان یتیمز فی قلبه عن سائر الکلاب فمن الوفاء ان لا یصادق علی صدیقہ اذ قال الامام الشافعی اذا طاع صدیقك عدوك  
دروازی پر ہو جائی کہ دین وہ ہی بہ نسبت اور کتون کی متعیر ہو اور ایک وفاداری یہی کہ دوست کی دشمن سی دوستی نکری کیونکہ امام شافعی کہتی ہیں جب تیرا دوست تیری دشمن کا

فقد شاکا فی عدوتك ومن الوفاء ان لا یتغیر حاله فی التواضع مع صدیقہ وان ارتفع شأنه واتسعت ولايته وعظم جاهه  
فراں بردار ہو تو دوست تیری دشمنی میں شریک نہ ہو اور ایک وفاداری یہی کہ دوستی تواضع کر نہیں حال نہ بدل جاوی اگرچہ شان بلند اور ولایت فراخ اور تہ عظیم ہو  
ومن الوفاء ان یتورع عما یوجب الفرقہ بینہما اذ من تمام الوفاء ان یكون شدید الحزم من المفارقة وتلك قال بعض السلف  
اور ایک وفاداری یہی کہ اسباب فرقت سی خوفناک ہی اسلئے کہ پوری دوستی یہی ہی کہ مفارقت سی بہت ڈرتا ہو اور اسلئے ہی بعضی متقدمین فی کہا ہی

وجلت جميع مصیبات الزمان هیبة سبک مفارقتہ الاحباب قال ابن المبارک الذی الاشیاء عجائب فمن الاحباب ومن الوفاء الموافقة  
میں زمانہ کی تمام مصیبتوں کو سہل پاتا ہوں بجز جدا سی دوستوں کی اور ابن مبارک کہتی ہیں بڑی مزہ دار چیز دوستوں کی ہنشتی ہی اور ایک وفاداری یہی کہ  
فیما لا یخالف الحق واما فیما یخالف الحق فی امر یتعلق بالدين فلیس من الوفاء الموافقة فیہ بل من الوفاء المخالفة فیہ والتنبیہ علی ما هو الحق كما  
جو حق کی برخلاف نہ ہو اور سبک سادہ ہی اور ہی وہ بات جو دینیات میں حق کی برخلاف ہو تو اوہیں رفاقت کرنی وفادار نہیں ہی بلکہ اب مخالفت میں اور حق کی جتنی میں وفا

حکى عن الامام الشافعی انه یواسی محمد بن الحکم وكان یعربہ ویقبل علیہ ویقول ما یقیمہ بمصر غیرہ فلما ارى الناس صدق  
داری ہی چنانچہ امام شافعی سی حکایت کرتی ہیں کہ وہ محمد بن الحکم سی الفت برادرانہ رکھتی تھی اور اسکو پاس بیٹھا تھی اور اسکی پاس جایا کرتی اور کہتی تھی کہ مجھ مصر میں اسکی سو کوئی ہیں  
مودعما ظنوا انه یفوض الیہ امر مجلسہ بعد وفاته فقالوا له فی مرضه الذی توفی فیہ الی من تفوض امر مجلسك بعدک  
جیونہ کی صلہ موت اسقدر دیکھا تو خیال کیا کہ اپنی وفات کی بعد اپنی مجلس کا خلیفہ اسکی کو کرے گی سو لوگوں فی اولی سی مرض الموت میں پوچھا اپنی بعد وفات مجلس کی کس کو تفویض کریگا

وكان محمد بن الحکم عندئذ ساء واستشعر لیس الیہ فقال الشافعی سبحان الله مجلس مجلسہ ابو یعقوب البوطی وقال اصحاب الشافعی  
اور اسوقت محمد بن الحکم ہی سرائی کھڑی تھی سو سامنی ہوئی تاکہ اسکی طرف اشارہ کر دین تب امام شافعی فی کہا پاک ہی اسد میری جگہ ابو یعقوب البوطی بیٹھی اور شافعی کی تمام شاکر  
الی البوطی فانکر له محمد بن الحکم مع انه کان حمل عنده من هبه کله الا ان البوطی کان افضل واقرب الی الزهد والورع فان بعض  
بوطی کی طرف متوجہ ہو گئی سو محمد بن الحکم کو یہ بات بری لگی باوجودیکہ اسنی تمام مذہب کی باتا مگر بوطی افضل اور بڑا زاہد اور متورع تھا بیشک بعضا شخص

من یشتهر بالعلم والفضل بین الخلق قد یكون غیبه افضل منه اما مطلقا او بخصیصیۃ فیہ لکن لا یتفطن ذلک کثیر من الناس  
جو عظمت کی اندر علم اور فضل میں مشہور ہو جائی بختی وقت اور شخص اس ہی افضل ہو اگر تا ہی یا ہر باب میں یا کسی خاص امر میں بکن بہات کو اکثر لوگ سمجھ نہیں کرتی  
فیعرضون عن غیر امثلهن ولینتفعون بامثلهن عندہم فیفوتهم فیحصل فضیلة من لیس بمشہور عنہم فنصیر الامام الشافعی  
تو اب غیر مشہور کو چھوڑ کر جو انہیں مشہور ہو جائی اور متوجہ ہو جائی میں سو انسی اس غیر مشہور کی فضیلت ہو جائی ہی سو امام شافعی فی واسطی اسکی اور مسلمانوں کی

لله تعالى والمسلمين واختار لا فضل وترك المداينة ولم يتوثر رضي الخلق على رضا الله تعالى فلما توفي كاعلم  
 شفقت على نبي خير خواهي في اورا فضل كونه تهنيد اور غلطی کو ترک کیا اور خلقت کی رضا مندی اللہ کی رضا مندی پر اختیار کی پیر جب امام شافعی نے وفات کی  
 الشافعی انقلب محمد بن الحكم عن مذهبه ورجع الى مذهب ابيه ودرس كتب مالك وأما البويطي فأثر الزهاد  
 ترجمہ بن الحکم او علی مذہب سے پھر کر اپنی باب کی مذہب پر ہو گیا اور امام مالک کی کتابوں کا درس شروع کیا اور بویطی زہد اور عتوت لیکر عبادت میں  
 الخجل واشتغل بالعبادة ولم يعجبه الجمع والجلوس في الحلقة فظهر من هذا كله ان الصالح للصدقة من يجتمع فيه  
 مشغول ہوا اور او کو جماعت کا ہونا اور حلقہ میں بیٹھنا پسند نہ آیا اس تمام بیان سے ظاہر ہوا کہ دوستی کی لاپرواہی ہی جبین پرہیزگاری میں جمع ہون  
 هذه الخصال فان لم يجتمع فيه هذه الخصال فعليك باعتزال الناس جملة وملازمة بيتك اذ ليس للعاقل في  
 پھر اگر او میں یہہ خصال جمع نہ ہوں تو پھر تمام خلقت سے الگ ہو کر اپنی کمرہ کے اندر بیٹھا رہ اسلئے کہ عاقل کو اس زمانہ میں  
 هذا الزمان الا القصص بالسكوت وملازمة البيت وقد قال ابو سليمان الخطابي رحمه الله في حديثك وللتعلم منك  
 سوائی خاموشی کی اور کمرہ میں بیٹھ رہنے کی کوئی پناہ نہیں ہی اور ابوسلیمان خطابی کہہ چکی ہیں چہوڑ اپنی ہنشتیوں اور شاگردوں کو  
 فليس لك منهم صدق ولا رفیق اخوان العلانية واعدا السخا القوقد واذ اغبت عنهم اغتابوك من تلك  
 کہ انہیں نہ تیرا کوئی دوست ہی اور نہ رفیق ظاہر کی بہائی ہیں باطن میں دشمن جب میں تعریف کریں اور جب تو اونی غائب ہووی تو غیبت کریں برا کہیں  
 منهم كان عليك رقبيا واذ اخرج من عندك كان عليك خطيبا فلا تغتر باجتماعهم لديك ومثلهم يديك  
 او میں سے جو تیری پاس آتا ہی تو تیرا رقبہ ہوتا ہی اور جب تیری پاس سے چلا جاتا ہی تو تیری بدگوئی کرتا ہی سو یہہ فریب نکھانا کہ تیری پاس جمع ہوتی ہیں اور تیری سائی  
 فاعرضهم العالم بل عرضهم ان يتخذوك سلفا الى اوطارهم وحماهم وان قصرت في عرضهم من اعراضهم  
 خوشامد کرتی ہیں سو او کی غرض علم نہیں ہی بلکہ او کی غرض یہہ ہی کہ تجھ کو اپنی حاجات کا زینہ اور اپنی بوجہ کا گد ابار بردار بنالیں اور اگر تو نے او کی کسی غرض میں ذرہ قصو کیا  
 يكونون اشداء عليك ويعذون من دمك اليك مئة عليك ويرونه حقا واجبالدريك ويعرضون عليك ان تبت  
 تو پھر وہ تیری بڑی ہی دشمن ہیں اور اپنی آمد رفت کو تیری اوپا حسان جتلاوین اور او کو تیری اوپر حق واجب سمجھیں اور خواہش کریں کہ تو اپنی  
 لهم عرضك ودينك وتكون لهم تابعا خسيسا بعد ان كنت متبوعا ثريا وقد روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال  
 آبرو اور دین او کی لئی کہو دی اور او کا اولی فرمان بردار بن کر رہی بعد اکی کہ تو حاکم اور سر دار ہوتا اور ابن عمر سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا  
 الشيخ في قومه كالنبي في امته واقما يكون الشيخ في قومه كذلك لانه يعلم دينهم كما علم كل نبي امته دينهم وصرح في  
 کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی کہ نبی اپنی امت میں اور شیخ اپنی قوم میں اس رتبہ پر اسلئے ہوتا ہی کہ او کو دین سکھاتا ہی جیسی نبی اپنی امت کو دین سکھاتی ہی اور شاگرد پر استاد کا حق  
 المتعلم في حق من علمه خيرا ولو حرقا واحدا ان يحترقه ظاهرا وباطنا لكونه مثل ابيه بل هو اولي لما روى عن ابي هريرة انه  
 کہ خیر سکھائی ہو اگر چہ ایک حرفہ بتایا ہو یہہ ہی کہ ظاہر و باطن ہی او کی عزت کری کیونکہ بجای باپ کی ہی بلکہ بہتر اسلئے کہ ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی  
 عليه السلام قال انما انا لكم مثل الوالد لولده وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خيرا لا باء من علمك وسبب ذلك  
 علیہ السلام نے فرمایا میں تمہاری لئی ایسا ہوں جیسی کہ بیٹی کی لئی باپ اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اچھا باپ وہ جو تجھ کو علم سکھادی وجہ اکی یہہ ہی  
 ان المعلم يقصد الانقاذ من نار الآخرة وهو أهم من انقاذ الابوين لولد هما من نار الدنيا وكذلك كان حق المعلم اعظم  
 کہ استاد آخرت کی آگ سے بچاتا ہی اور یہہ مقصود تر ہی اس سے کہ ما باپ اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سے بچاتی ہیں اور ایسی ہی استاد کا حق ہی ما باپ کی حق سے  
 من حق الوالدين فانهما وان كانا سببين للوجود والحياة الفانية لكن لولا المعلم وفادته ما هوسبب للحياة الآخرة  
 بڑا ہی کیونکہ ما باپ اگر چہ سبب وجود اور حیات فانی کی ہیں لیکن اگر استاد اور او کی فائدہ رسائی نہوتی جس سے حیات اخروی دائمی حاصل ہوتی ہی  
 الدائمة لساق ما حصل من جهتها الى الهلاك الدائم انه لما كان مثل الاب يلزمه ان يعجز المعلم هجر ابنه ويشفق  
 تو بیشک جو ما باپ کی جہت سے حاصل ہوا ہی فدیہ کو ہلاک کر دیتا پھر جب استاد بجائی باپ کی ہوا تو او کو لازم ہی کہ شاگرد کو بجائی بیٹی کی سمجھی او سپر شفقت کری



علیه وینمعه عن تجاوز مرتبته الى مرتبته لم يستحقها ولم يحجها وانما وبيّن له ان المقصود من العلم تحصيل سعادة  
 اور ایسا تمیز یعنی سی جساوہ اپنی مستحق نہیں ہی اور اوکا ہی وقت نہیں آیا منع کری اور اوس سی بیان کردی کہ علم سی سعادت اخروی مطلوب ہوتی ہی  
 الاخرۃ لا ینال الریاسة والمفاخرۃ کما حکى ان ابا یوسف لما عقد مجلسا للتدريس من غیر اعلام ابی حنیفۃ ارسل  
 ریاست اور عزت مطلوب نہیں ہوتی چنانچہ حکایت ہے کہ ابو یوسف نے جب مدرسہ بدولہ اہل علم امام ابو حنیفہ کی تجویز کیا تو امام فی اوکی پاس آدمی بھیجا  
 الیہ ابو حنیفۃ وجلا لیسئلہ عن عدۃ مسائل من جملتہا انہ سألہ عن قصار جمل الثوب ثم جاء بہ مقصورا اهل یستحق  
 تاکہ اوس سی چند مسئلہ پوچھا اوس نے ان میں ایک یہ مسئلہ پوچھا ایک دہوی ہی کپڑی کا منکر ہو گیا پھر دہو کر لی آیا تو آیا وہ اجرت کا مستحق ہی  
 الاجرام لا فقال ابو یوسف لیستحق فقال لا یستحق فقال اخطأت فتخیر ابو یوسف فقال الرجل ان کانت  
 یا نہیں ابو یوسف فی کہا مستحق ہی اوس شخص نے کہا غلط پھر کہا مستحق نہیں پھر اوس شخص نے کہا غلط پھر ابو یوسف حیران ہوئی تو اوس شخص نے کہا  
 القصارة قبل ان یحج لیستحق ولا فلا وهکذا الخ طاه فی کل ما اجاب من سائر المسائل فعلم ابو یوسف قصورة فعاد الی  
 اگر انکار کرنی سی پہلی دہو چکا ہی تو اجرت کا مستحق ہی اور نہیں تو نہیں ہی طرح تمام مسائل کی جواب میں غلطی پکڑی اب ابو یوسف اپنا قصور باگئی پھر امام پاس  
 ابی حنیفۃ فوجہن جاء قال له ابو حنیفۃ ما جاء بک الا مسئلة القصار فانک من بیت قبل ان تحضر سبحان الله  
 حاضر ہوئی اور جب وہ آئی تو ابو حنیفہ نے کہا تجھ کو صرف دہوی کا مسئلہ لایا ہی بیشک تو نے انکو بھیجی سی پہلی توڑا سبحان الله  
 من رجل یعقد مجلسا یتکلم فی دین الله ولا یحسن مسئلة فی الاجارة ثم قال من ظن انہ استغنی عن التعلیم فلیک  
 ایک شخص مجلس بنا کر اسے کی دین میں گفتگو کری اور اجارہ کا مسئلہ ہی نہیں کہ نہیں آتا پھر فرمایا جو کو یہ خیال ہو کہ علم سیکھنی کی مجھو حاجت نہیں تو وہ  
 علی نفسه وکان سبب انفراذه علی ما ذکر فی مناقب الکریمی انہ مرض مرضا شديدا فعاده الامام فقال لقد کنت  
 اپنی جان کو دہوی اور سبب ابو یوسف کی جدا ہو گیا موافق مذکور مناقب کریمی کی یہ ہے کہ وہ سخت بیمار ہوئی امام اوکی عبادت کو گئی اور فرمایا مجھ کو تجھ سی اس قدر  
 اوطاک بعدی للمسلمین ولین اصبحت لیموتن علم کثیر فلما ابرا اعجب نفسه وعقد مجلسا لالی ولم یتفطن ان فی قول  
 کہ میری بعد مسلمانوں کا رئیس اور پیشوا ہوتا اور اگر تو مر گیا تو بہت علم مر جاوین گی پھر جب وہ اچھی ہو گئی تو اپنی دلیل خوش ہوئی اور مدبرہ تیار کیا اور یہ نہ سمجھی کہ ان کا  
 الامام لقد کنت اوطاک بعدی للمسلمین اشارة الی ان المتعلم لا یبغی لسان یستبد بنفسه فی من استاذہ بلا  
 مجھو تمیز کہ میری بعد مسلمانوں کا بیشک رئیس اور پیشوا ہوتا اشارہ ہی کہ شاگرد کو نہیں چاہی کہ اپنی آپ استاد کی سامنی ہی اذن مستقل ہو جاوی  
 منہ ثم لما علم قصورة ترك مجلسه وعاد الی ابی حنیفۃ واشتغل بالتعلیم منہ قال ابن المبارک لا ینزال المرء عالمہ  
 پھر او کو جب اپنا قصور ثابت ہوا تو وہ مجلس نو تیار چھوڑی اور امام ابو حنیفہ کی پاس آکر پڑھنا شروع کیا ابن المبارک کہتی ہیں کہ آدمی ہمیشہ عالم رہتا ہی  
 طلب العلم فاذا ظن انہ علم فقد جہل قال الامام الغزالی فی الاحیاء کل متعلم استبقی لنفسه رأیا واختیارا وراۃ اخبة  
 جب تک علم طلب کرتا ہی پھر جب یہ خیال بند کہ میں سیکھ چکا تو اب جاہل ہوا اور امام غزالی احیاء میں کہتی ہیں جو شاگرد اپنی کوئی ہی تجویز کرے عداوتہ فی ان  
 المعلم فاحکم علیہ بالخسران المجلس الثامن والثمانون فی بیان افضل الاعمال المحب فی الله ولینحصر  
 استاد کی رائی کی پسند کری تو او کو خاسر سمجھو اٹھاسی مجلس افضل اعمال کی بیان میں کہ محبت برائی خدا اور بغض برائی خدا ہی  
 قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم افضل الاعمال الحب فی الله والبغض فی الله هذا الحدیث من حسان  
 رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا اچھی سی اچھا عمل سہ دوستی اور نہ دشمنی ہی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں  
 رواہ ابو ذر فیه اشارة الی ان المؤمن لا بد له ان یکن له اصدقاء یحبهم فی الله تعالی واعداء یبغضهم فی الله  
 ابو ذر کی روایت سی اور اس میں یہ اشارہ ہی کہ مؤمن کی کوئی بالضرور بعضی دوست ہو اگرین کہ برائی خدا او کو محبوب رکھا کری اور بعضی دشمن کہ برائی خدا  
 فانه اذا احب الی کونه مطیعاً لله تعالی فلا بد له ان یبغضه عند کونه عاصیا لله تعالی لان من یکن محباً بالسبب  
 او کو منووس رکھا کری بیشک اگر کسی کو اسے کافر مان برادر دیکھ کر محبوب رکھیکا تو پھر بالضرور او کو مبغوض رکھیکا جبکہ اسے کی نافرمانی کر لیکا اسلی کہ جو شخص کسی سبب





ومراعاة القلوب والخوف من فقرتها ووحشتها فيظن الغي لا يظن انه ينظر اليه بنظر الرحمة ومراعاة القلوب ان  
 بعد الدلالة كما كرتي اور نفرت اور وحشت سے خوف کرنا اس اجتناب سے نا فہم ہے خیال کرتا ہے کہ میری طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور اسکا امتحان نہیں ہے کہ اگر  
 کان یترجم علیہ عند جنایۃ علی حقہ ویقول ہذا شیء قد قدرلہ فکیف لا یفعلہ والقدر لا ینفع منہ الحد  
 یہ حال ہوتا کہ اوس پر اپنی حق میں تعدی کرتی سے رحمت کر کے کہتا کہ تقدیر سے یوں ہی ہونا تھا یہ کہہ کر نہ کرتا اور تقدیر سے نہیں بھاگتا  
 یصلیہ ان یترجم علیہ عند جنایۃ علی حق اللہ تعالیٰ وان کان یغتاظ علیہ عند جنایۃ علی حقہ ویترجم علیہ  
 تو مضائقہ نہیں کہ اوس پر حقوق الہی میں تعدی کرتی پر رحم کری اور اگر اپنی حق تغنی پر غیظ و غضب کرتا ہے اور اسے قہر کی گناہ پر  
 عند جنایۃ علی حق اللہ تعالیٰ فهو مدھن صغیر بکبد الشیطان فانقیل العصاة والفساق علی مراتب  
 رحمت کرتا ہے تو یہ ضعیف الایمان شیطان کی مکر میں پھنسا ہوا ہے اور اگر کوئی پوچھے کہ نگار اور فاسق مختلف  
 مختلفہ فمن یسلك فی جمیعہ مسلک واحد ام لا فالجواب ان المخالف لامر اللہ تعالیٰ لا یخلو اما ان یکون فی اعتقاد  
 درجہ کی ہوتی ہیں پہر کیا سب کی ساتھ ایک ہی طریقہ ہوتی یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکم کا مخالف روحانی خالی نہیں ہے یا تو اعتقاد میں ہی  
 او فی عملہ والمخالف فی الاعتقاد ثلاثہ اقسام الاول الکافر وهو ان کان حرباً یستحق القتل ولا یسترقاق وان کان  
 یا عمل میں ہی اور جو اعتقاد میں مخالف ہے تین قسم ہے اول تو کافر اور کافر اگر حربی ہے تو لایق قتل اور غلام بنائی کی ہے اور اگر  
 ذمیا لا یجوز ان یدانہ الا باعراض عنه والکف عن مخالطته ومعاملته ویکرہ کراہۃ شدیدۃ نکاد تنزلہ الی  
 ذمی ہے تو اسکا ستانا جائز نہیں ہے مگر کم تو جہی سے اور مخالطت اور معاملہ ترک کرنی سی اور سخت کچھ ہے بلکہ قریب حرام کی ذمی کی  
 القریب الا ان یسأط معہ ولا یسأل الیہ کالاسترسال الی الاصدقاء والثانی المبتدع الذی یدعو الی بدعتہ فان  
 ساتھ خوشیاں منانی اور تحفہ پہنچا جیسی دوستوں کو پہنچا کرتی ہیں اور دوسرے بدعتی جو اور کو بدعت سکھا دی بیشک  
 بدعتہ ان کانت بحیث یکفر بها فامرہ اشد من الذمی لانہ لا یقر بحزبہ ولا یسامح بعقد الذمۃ وان کانت ہما  
 اوسکی بدعت اگر ایسی ہے کہ اوس کی کافر ہو جاتا ہے تو اسکا حال نہ سی بدعتی اسلی کہ بدعتی نہ اقرار جزیرہ کا کرتا ہے اور نہ پروا ذمی ہونے کی کرتا ہے اور اگر بدعت  
 لا یکفر بها فامرہ بینه و بین اللہ تعالیٰ اخف من امر الکافر لا محالۃ الا ان لا نکار علیہ اشد منہ علی الکافر لان شہر  
 ایسی نہیں ہے جو کافر کر دی تو اسکا معاملہ اس سے بہ نسبت کافر کی بہت سہل ہے مگر اتنا ہے کہ بدعتی سے متارکت بہ نسبت کافر کی زیادہ کرنی چاہی اسلی کہ کافر  
 الکافر غیر متعدد لان المسلمین لا یلتفتون الیہ ولا یقبلون قولہ لکونہ کافر واما المبتدع الذی یدعو الی بدعتہ و  
 کافر اور میں انہ نہیں کرتا کیونکہ مسلمان ادھر متوجہ نہیں ہوتی اور کافر سمجھ کر نہ اوسکا کہا مانتی ہیں اور بدعتی جو اور کو بدعت سکھا دی اور  
 یزعم ان ما یدعو الیہ حق فهو سبب لغوایۃ الخلق فشرۃ متعدد فالاستحباب فی اظہار بغضہ ومعاداتہ والانقطاع  
 کہ جو میں کہنا ہوں حق ہی سو یہ شخص خلقت کو گمراہ کر دیکھا اسکی بدی برہنی والی ہی ایسی سی بغض اور عداوت ظاہر کرنی اور اسکو ترک کرنا  
 عنہ والتشہیم علیہ بدعتہ وتنفیر الناس عنہ وان سلم فی الدلائل الجواب اولی تنفیر الناس عنہ وتقیید الیہ بدعتہ  
 اور بدعت میں اوسکی شاعت کرنی اور لوگوں کو اس سے متفر کرنا مستحب ہے اور اگر مجمع میں سلام کری تو جواب یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو نفرت اور بدعت کی برائی ظاہر ہو  
 لان جواز السلام وان کان واجبا لکن یسقط بادی غرض وغرض الرجوع عن البدعۃ اہم والثالث المبتدع العام الذی  
 اسلی کہ سلام کا جواب اگرچہ واجب ہے پر ادنی غرض سے ساقط ہو جاتا ہے اور بدعت کی مانعت تو بڑی ضروری غرض ہے اور تشہیم اگھیل بدعتی جو  
 لا یقدر علی الدخول فالاولی ان لا یفانح بالمغلیظ والاهانۃ بل ینبغی ان یتلطف بہ فی النصیحۃ لان قلوب العوام سرعۃ  
 اور کو نہیں سکھا سکتا تو بہتر یہ ہے کہ پہلی ہی اوسکی تخلیظ اور امانت نکرین مگر یوں چاہی کہ اوسکو نرمی سے نصیحت کریں کیونکہ عوام کی دل جلد  
 القلب فان لم ینفع النصیحۃ وکان فی الاعراض عنہ تقیید بدعتہ فی عینہ یتاکد الاستحباب فی الاعراض عنہ لان  
 بیش جانی ہیں یہ اگر نصیحت مانتی او اوسکی نظر میں کم تو جہی سے بدعت کی امانت ہوتی ہو تو اب ادھر متوجہ ہونا زیادہ تر مستحب ہے اسواسلی

البدعة اذ لم يبال في تغييرها تشيع بين الخلق وبعث فسادها واذن ذلك قال الفقير علاء الدين <sup>رحمته الله</sup> في حاشية <sup>المراد</sup> من قوله  
البدعة كذا في قوله كبريت توخفت من مروج اورا وفساد بين اهل ايمان اورا هو في شيخ علاء الدين سنائي كهابي كدرستان كوه سمرقاني  
اذ امر اي رجلا يتعاطى شيئا من الاهواء والبدع ويتهاون بشئ من السنن ان يجره ويتبرأ منه ويذكر له حيا وميتا ولا  
يكسبه كسبو كجبة معاملة هو او يترس اور بدعت كاكرا تاكيه ياكسي سنت من سنتي كرتا پاوي تو او يي انگ يي اور بينار هو جاوي اور جيتا مرنا سب چيو يي  
يسلم عليه اذ الفقيه ولا يجيبه اذ ابتداء الاسلام عليه الي ان يترك بدعته ويرجع الى الحق وان مات لا يشبع جنا  
اور جيتي تو سلام نكري اور اگر وہ سلام كري تو اسکا جواب دئي يمان تک کہ بدعت سي باز آوي اور حق کی طرف متوجہ ہو دي اور اگر وہ مر جاوي تو جنازه کی  
والتهی عن الهجران فوق ثلث ليال انما هو فيما يقع بين الرجلين من جهة التقصير في حقوق الصحبة والحشرة  
اور مانعت هجران تین دن سی زیادہ کی جو آئی ہی تو اوس صورت میں ہی کہ دو شخصوں میں بسبب کج ادائی حقوق ملاقات اور حق عشرت کی ہو جاوی  
دون ماكان في حق الدين فان هجران اهل الاهواء والبدع دائر الى ان يتوبوا فقد مضت الصحابة والتابعين و  
اوسمين نہیں جو واسطی حق دین کی ہو بیشک متارکت ہل ہو اور بدعتوں کی ہمیشہ کو ہی بیان تک کہ توبہ کوین بیشک تمام صحابہ اور تابعین اور  
اتباعهم وعلماؤ السنة على هذا مجمعين متفقين على معاداة اهل البدعة وبعث انهم وعن سهل في تفسير قوله نعم  
تبع تابعين اور علماء اہل سنت اس حکم پر مجتمع اور متفق ہو چکی ہیں کہ اہل بدعت سی دشمنی کرنی چاہی اور لو کو چھوڑ لیا جا ہی اور سہل سی اس آیت کی تفسیر  
لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله انه قال من حاد ايمانہ واخلص فوجيده فانه لا  
آيا ہی تو نہ دیکھیں گا کوئی لوگ جو یقین رکھتی ہوں اسد پر اور پچھلی دن پر پھر دوستی کریں ایسا تو سی جو مخالف ہوئی اسد کی اور اسکی رسول کی کہ کجا جسنی اپنا یا کجا کجا  
يجالس مع مبتدع ولا ياكل بل يظمر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدع اسلب الله تعالى عنه  
تو وہ بدعتی کی ساتھ نہ بیٹھی اور نہ ساتھ کھاوی بلکہ اپنی طرف سی او کی حق میں دشمنی اور بغض ظاہر کری اور جسنی بدعتی کی ساتھ نہ ملہنت کی تو اسد تعالی اوس ہی  
حداوة اليقين ومن اجاب الى مبتدع لطلب العز والغنى في الدنيا اذله الله تعالى بذل العز وافقره بذل الغنى  
حلاوة یقین کی لی لیتا ہی اور جسنی بدعتی کو واسطی تلاش عزت اور تو نكري دنیا کی مقبول رکھا اسد تعالی اوس کو اوس عزت میں خوار اور اوس تو نكري میں مغلس کر گیا  
ومن خجلت في وجه مبتدع ينزع الله تعالى نور الايمان من قلبه وعن الثوري من سمع من مبتدع لم ينفعه الله تعالى  
اور جو شخص بدعتی کو کچھ کر خوش ہو تا ہی تو اسد تعالی ایمان کا نور اوسکی دلیں سی نکال لیتا ہی اور ثوری سی روایت ہی جسنی بدعتی کی بات سنی تو اسد تعالی اوس بات  
بما سمع ومن صافحه فقد نقض عروة الاسلام وعن فضيل من احب صاحب بدعة احبط الله تعالى عمله واخرجه نور الاسلام  
فائدہ نہیں دیتا اور جو اوس سی صافحه کرتا ہی تو نور اسلام کا اور فضیل سی روایت ہی جو بدعتی کو دوست رکھی اسد تعالی اوسکی اعمال جبر کر تا ہی اور اسلام کا  
من قلبه وعنده من جلس مع صاحب بدعة فاحذروه وعنده اذ امر ايت مبتدع في طريق فخذ طريقا اخر وقال الفضيل  
اوسکی دل سی نکال دیتا ہی اور اوس سی روایت ہی جو شخص بدعتی کا ہم نشین ہو تو اوس سی بچا اور اسہی روایت ہی اگر توبہ بدعتی کو کسی راہ میں دیکھی تو اور راہ اختیار کر فضیل  
من لا يرضى بدعة يخرج نور الايمان من قلبه واما العاصي بفعله وعمله لا باعترفا فمزالذي يفسق في نفسه بشر  
بدعتی میں جو شخص بدعتی کی ملنی گیا تو ایمان کا نور اوسکی دلیں سی نکل پاتا ہی اور گنگار فعل اور عمل میں بدون اعتقاد کی سودہ ہی جواب اپنی ذات سی بدعتی شراب  
الخمر وترك الواجب ومفارقة محظور يخصه ولا يتعدى منه الى غيره فانه ان صود وقت مباشرت المنكر يصعب  
بیکر یا کوئی واجب ترک کر کر یا امر محظور کو چھوڑ کر جو اوسکی ساتھ خاص ہو اور وہ فسق اور میں اثر کرتا ہو یا کسی شخص کو اگر میں اوس عمل منکر میں یا دین تو اوسکی مانعت  
بما يمتنع منه ولو بالضرب او بالقتل عند القدرة لكون النهي عن المنكر واجبا وجوبه لا يختص بالولاة بل يجوز  
جسٹور منع کیا جاوی اگرچہ مار پیٹ سی یا قتل سی اگر قدرت ہو کیونکہ مانعت امر منکر کی واجب ہی اور منکر کی مانعت کچھ نری حاکم پر واجب نہیں ہی بلکہ  
لكل واحد من احاد الرعية اقامته بالقول والفعل على حسب استطاعته سواء كان حرا وعيدا او امرأة لكن ينبغي  
عوام رعایا میں سی ہر ہر شخص کو ضروری کہ مانعت کری زبانی اور اہم سی موافق طاقت کی برابر ہی کہ حر ہو یا غلام یا عورت لیکن چاہی





الا ترى ان اطباء يستدلون على داء المريض من مائه فلما استمر تلك البدعة ولو يقدر على تغييرها فغير  
 كما ينبغي جاتا كه طبيب لوگ كه بيا كي مرض پر پشابي استدلال كرتي هين بهر جوب بدعت قراره كرتي اور دوك كي قدرت هين هري  
 ذلك لان عاجز الاول لا يستيناس النفس بها وبقي عنده من الانزعاج قدر ما يلزمه من التغيير بالقلب لان  
 تو بهي بدعت دني بدل كئي كيونكه نفس كو چندان اجنبى نه معلوم هوي اور دليمن او سكي بدعت كا خيال جينا باقي رهيگا وسنا دليمن تغيير هوا اسو سطي كدرل كا  
 بالقلب لا يسقط بوجه من الوجوه اذ لا مانع يمنع منه ولا يقتصر عليه الا هو ضعيف الايمان سواء استطاع  
 انكار كسيطر نهين چاتا اسلي كه اسكا كوي مانع نهين هوتا اور اتني بر اکتفا وهي كرتا هي جو ضعيف الايمان هوي برابر هي كه انكار  
 الانكار باليد اللسان ولم يستطع لكن عند عدم الاستطاعة يسقط عنه الاثر ويبقى مع ضعف كليا  
 البته سي اور زبان سي كر سكتا هوا يا نكر سكتا هوا ليكن يبقه وري كي حالت مين گناه نهين هوتا ايمان مين ضعف بدستور هتا هي  
 فان المنكر اذا اكثر ولم يقدر المؤمن على منعه وسكت ولم يتكلم بشئ لا ياثم لان التكليف بقدر الوسع لما قال  
 بيشك نصبت جب كشرت سي هوني گليمن اور مؤمن كو بدعت پر قدرت نهو اور وه چوب هو كر كچه نه كي تو گنگار نهين هوتا سلي كه تكليف بوقت  
 الله تعالى لا يكلف الله نفسا الا ريسع بالمجلس التاسع والثمانون في بيان متابعة الرسول في الامر  
 چا تحه الله تعالى فرماتا هي الله تكليف نهين ديتا كئي كو كچه نهين اسي مجلس اس بيان مين كه اتباع رسول صلى الله عليه وسلم كا امر اور نهين مين لازم هي اسين مخالفت  
 والضمي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فافعلوا منه واستطعتم  
 جاي نهين هي رسول الله صلى الله عليه وسلم ني فرمايا جو حكومين منع كرون تو اوس سي بهر بهر كرو اور جو حكوم حك كرون تو اوسكو جهان تك هو سكي عمل مين لاو  
 فاما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم واختلافهم على انبياءهم هذا الحديث من صحيح المصايع مرده  
 كيونكه تشي پيلي اسين اسي اذ تمام هو گليمن كه پني انبياء شئي كو چوبه كر خطا نه كرتي رمين بهر حديث مصايع كي صحيح حديثون مين هي ابو هريره  
 ابو هريره و ابنه ابني فيه خطا و شافيه و الخطا بالمشافيه فمختص بالوجه الحاضرين في ذلك الوقت وتناوله  
 روايت سي اور اسين خطاب جوي تو خطاب آه اسامني كا هي اور آهنا سامني كا خطاب او نهير هوتا هي جو اوس وقت مين موجود اور حاضر هوتي هين  
 له بهر بهر اسي بيان به اثبات و نه بهر بهر اسي بيان به اثبات و نه بهر بهر اسي بيان به اثبات و نه بهر بهر اسي بيان به اثبات  
 اور اوني حن مين جو وكي سواي عاب هوتي هين اور جو وكي سواي عاب هوتي هين اور جو وكي سواي عاب هوتي هين اور جو وكي سواي عاب هوتي هين  
 الاول على الثاني او بطريق تعميم حاكم هذه دليل خارجي فان الاجماع منعقد على ان اخر هذه الامة مكلف  
 اول كي ثاني پر يا اوس حاكم كوسي دليل خارجي هي عام كر دني سي هوتا هي كيونكه اس امر بهر اجماع بهر چكا هي نه اس امت كي آخر بهر بهر اجماع بهر چكا هي نه اس امت كي آخر بهر بهر اجماع بهر چكا هي نه اس امت كي آخر  
 بما كلف به اولها كما يشير اليه قوله عليه السلام العدل ما جرى على ساني الى يوم القيمة والحرام ما جرى على  
 جوادل پر تها چا تحه اس حديث مين بهر بهر اجماع بهر چكا هي نه اس امت كي آخر بهر بهر اجماع بهر چكا هي نه اس امت كي آخر بهر بهر اجماع بهر چكا هي نه اس امت كي آخر بهر بهر اجماع بهر چكا هي نه اس امت كي آخر  
 لساني الى يوم القيمة ثم ان الحديث المذكور سابقا من جوامع الكلم التي اوتيتها النبي عليه السلام وهو قاعدة عظيمة  
 آچكا هي بهر وه حديث جو سابق مين مذكور هوي گويا جوامع الكلم هي جوني عليه سلام كوما هي اور وه اسلام كي قواعد مين هي  
 من قواعد الاسلام اذ عليه يدور جملة الاحكام التي هو الوجوب والندب والحرم والكراهية والاباحة لان  
 بڑا قاعده هي اسواسطي كه جوامع احكام يعني وجوب اور استحباب اور حرمت اور كراهت اور اباحت كا وه هي بهر بهر اجماع بهر چكا هي نه اس امت كي آخر بهر بهر اجماع بهر چكا هي نه اس امت كي آخر بهر بهر اجماع بهر چكا هي نه اس امت كي آخر  
 النهي يتناول الحرم والكراهية كما يتناول الامر ما عداها فيكون الحديث موافقا لقوله تعالى فاتقوا الله ما  
 نهين مين حرمت اور كراهت داخل هي جيسي امر مين ان دونو كي سوا داخل مين سو بهر بهر حديث موافق اس آيت كي هي سو درواسدي  
 استطعتم لان التقوى وان كانت عبارة عن اجتناب جميع المنهيات والقيام بجميع الامور التي لا نهها مقيدة  
 جهان تك سكو اسلي كه تقوى كچه تمام منهيات سي اجتناب و تمام مامور بهر بهر اجماع بهر چكا هي نه اس امت كي آخر بهر بهر اجماع بهر چكا هي نه اس امت كي آخر بهر بهر اجماع بهر چكا هي نه اس امت كي آخر

ولا يخفى ان الامور



بالاستطاعة وأما قوله ثم اتقوا الله حق تقاته فالصحيح الصواب الذي جزم به المحققون أن قوله تعالى فاتقوا الله

لکافی ہی اور یہ آیت در قرآن ہے اور اس سے جیسے چاہی تو صحیح صحابہ جو مختار محقق لوگوں کا ہی یہ ہے کہ یہ آیت سوڑا و اس سے  
ما استطعتم بمفسرہ ومبین المراد به لانه تعالى لم يكلف عبادة الا بالمستطاعة حتى قال لا يكلف الله نفسا الا وسعها  
جہاں تک سکو اور اسکی تفسیر اور اس سے جو مراد ہی کہو لہذا ہی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو طاقت سے زیادہ کی تکلیف نہیں دی ہی یہاں تک فرمایا

وقال في آية أخرى واجعل عليكم في الدين من حرج ثم أن النهي في قوله عليه السلام ما خيفتكم عنه واجتنبوا  
مگر جو اسکی کنجائش ہے یہ آیت میں فرمایا ہی اور میں کہی نہیں دین میں کچھ مشکل پہر نہی جو احادیث میں ہی کہ جو میں تمکو منع کروں تو اس سے پرہیز کرو

يقتضي ترك جميع ما خيف عنه مطلقا اذ لا يحصل الامتنان الا بذلك بخلاف الامر في قوله عليه السلام وما امرتكم  
یہ ہی تقاضا کرتی ہی کہ تمام منہیات مطلقا عمل میں نہ آویں کیونکہ بدون اسکی اطاعت نہیں ہوتی برخلاف امر کی اس حدیث میں اور جو میں تمکو امر کروں

به فافعلوا ما استطعتم فانه لا يقتضي الامتنان بما يقدر عليه كما ان من كان مريضا اذ لو يقدر على القيام في الصلاة  
تو جس قدر تم سے ہو سکی وہ کرو اس سے عمل کرنا بقدر استطاعت ہی کی لازم آتا ہی جیسی کوئی بیمار ہو اگر نماز میں کھڑا نہیں ہو سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لی

يصلى تاحدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصل بالاياء قاعدا ويجعل سجودا اخفض من ركوعه  
رکوع اور سجود ادا کری اور اگر رکوع اور سجود ہی نہیں ادا کر سکتا تو بیٹھ کر اشارہ ہی پڑھ لی اور سجود کو بہ نسبت رکوع کی زیادہ پست کری

ليتحقق الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصل بالاياء مضطجعا او مستلقيا وكذا اذا كان راكبا على الدابة  
تاکہ دونوں میں فرق ہی اور اگر بیٹھ ہی نہیں سکتا تو اشارہ ہی ادا کری کر وٹ پر پڑا ہوا یا چٹ اور ایسی ہی اگر چو پا پر پر سوار ہو

وخاف عند النزول على نفسه او دابة من سهو او لص او كان في مشرب شديد او طين يغيب وجهه فيه ولا يجزى مكانا  
اور اترنے میں اپنی جان کا یا اس ہوا کی کا خوف کرنا ہو درندہ سی یا چور سی یا مینہ کی رو پڑتی ہو یا ایسا کچھ گارا ہو کہ جس میں منہ دھس جاوی اور کوئی

جاف او كان حرا عن النزول والركوب لكبر سنه او ضعف فراجعه او كان دابة جمودا لا يمكن الركوب بلا معين  
خشک جگہ نہ لی یا سوار سی اوتر میں عاجز ہو ماری بڑا پی کی یا ناتوانی مزاج سی یا اسکا کھڑا ہو کہ بدون مددگار کی نہیں چڑھ سکتا

او كانت القافلة في البادية يسير ويخاف على نفسه وثيابه لو نزل فانه يصل على الدابة بالاياء كيف ما يمكنه وكذا المرة  
یا قافہ جنگل میں چلا جاتا ہو اور اگر اترتی تو خوف ہی جان کا یا کپڑوں کا تو یہ ہی ہوا کی اور پر اشارہ سی جس طرح بن آوی پڑھ لی اور ایسی ہی عورت

اذا لم يكن لها محرم ولم تستطع النزول والركوب بنفسها يصل على الدابة بالاياء فذلك يحصل الامتنان في  
جب اسکی ساتھ محرم نہ ہو اور وہ اپنی آپ اتر کر نہ سکتی ہو تو دابہ کی اور پر اشارہ ہی پڑھ لی ان تمام صورتوں میں اتنی ہی میں امتثال

جميع ذلك وكذلك لو لم يجد من الثياب ما يسه تزيه عورته ومن الماء ما يغسل به اعضاء وضوئه مرة واحدة  
ہو جاوے گا اور ایسی ہی اگر اتنا کپڑا نہیں ہو کہ عورت ڈکھ سکے اور اتنا پانی نہ ملے کہ اعضا وضو کی ایک ایک بار دھو لی

او عجز عن استعمال الماء في بعض اعضاءه في الوضوء والغسل او عن اتیان بعض اركان الصلوة او بعض شروطها  
یا وضو میں یا غسل میں بعض اعضاء پر پانی نہ لگا سکے یا کوئی رکن یا کوئی شرط نماز کی ادا نہ کر سکے

فبإتيان الممكن يحصل الامتنان وقوله عليه السلام فاما اهل الذن من قبلكم كثرة مسائلهم جاء مبينا  
تو یہ جتنا ادا کر سکتا ہی وہ ہی پورا امتثال ہی اور یہ ارشاد نبوی علیہ السلام کا کہ تم سے پہلے لوگوں کو کثرت کی جو جا یا چہم کی بناک کر دیا مسلم میں

في كتاب مسلم عن أبي هريرة فانه قال خطبنا رسول الله عليه السلام فقال يا أيها الناس قد فرض الله عليكم الحج  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہکو خطبہ سنایا فرمایا ای لوگو بیشک اللہ نے تم پر حج فرض کر دیا ہی

فحجوا فقال رجل اكل عام فسكت النبي عليه السلام حتى قالها مرارا فقال النبي عليه السلام لو قلت نعم لوجبت ثم  
اسے حج کرے ایک شخص نے عرض کیا ہر سال پہر نبی علیہ السلام جب ہر ہی یہاں تک کہ توئی کہی بار بار کہ ہاں ہاں یہاں ہی فرمایا اگر میں یہ کہتا کہ ہاں





الزبیر والبدع لسوء الفهم وضعف البصيرة ومن اجل ذلك فضل من كان قبلهم من الائمة السالفة واستوجبوا اللعن  
بسبب ناهي اور ضعف بصيرت کی کمی اور بدعتوں میں جا پڑنے سے اور اسے سبب ہی تھی پہلی امتیں گمراہ ہو کر ملعون ہو گئیں اور انکی  
والمسلم وغير ذلك من الهلايا والحسن وقوله عليه السلام واختلفوا في معطوف على الكثرة لا على السؤل لان الاختلاف  
صورتهن بدل گئیں اور سوال کی اور بہت بلائیں اور محضین پہلئیں اور حدیث کا لفظ و اختلاف فہم کثرت پر معطوف ہی سوال پر معطوف نہیں اسلی کہ انبیاء  
على الانبياء غير جائز قليلا كان او كثيرا لانه تعالى لم يجعل احدا منهم مستعدا لنبوته واصينا الوحيه الا وقد تكفل  
کی مخالفت اصل چیز نہیں ہی تھوڑی نہ بہت پہلی کہ اللہ تعالیٰ نے انکو لایق نبوت کی اور امین اپنی وحی کتاب کیا ہی کہ آپ انکی صواب اندیشی کا ذریعہ  
له بالاصابة وايضا بالحماية الى الاصل ولا يشهد فعل كل واحد من امة ان يلقى سمعه اليه ويشهد بقلبه بين  
ہو گیا ہی اور امور اصح اور ارشد میں ہدایت کی تائید کی ہے اب امت کی ہر ہر شخص کو لازم ہی کہ انکی بات کان لگا کر سنیں اور دلسی انکی سامنی گوئی وی  
يديه ويغتم كلامه اذا تكلم وسكونه اذا سكنت ويسند عنده باب الاختلاف ولا يفهم عليه باب الاعتراض بل يتبعه  
اور انکی کلام کو جبہ کچھ فراموش اور انکی خاموشی کو جب چپ رہیں غنیمت سمجھی اور دروازہ اختلاف کا تیغہ کری اور اعتراض کا باب کبھی نہ کہولی بلکہ طاعت  
اذني معنى نبينا محمد عليه السلام غيره من الانبياء وقد قال الله تعالى في حقته واتبعوه لعلمكم تهتدون وعلم من دين  
کیونکہ اور سب انبیاء اطاعت میں بمنزلہ ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نے انکی حق میں فرمایا ہی اور انکی تابع رہو شاید تم راہ پاؤ اور  
الصحابه ضرورة انهم كانوا يتبعونه في جميع افعاله واقواله من غير توقف ولا تردد اصلا الا ما قام فيه دليل على  
صحابہ کی معاملہ دینی سی یقینی معلوم ہی کہ صحابہ تمام افعال اور اقوال میں انکی اطاعت کرتی تھی اصل تو تفرد و ترد نہیں ہوتا تھا ان اگر کوئی دلیل  
اختصاص به قائمه قد خلعوا الغمام حين خلع نعله ونزعوا خواتمهم حين نزع خاتمه وكانوا يجشون جشا عظيما  
کسی کار کی کہ ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی پیدا ہو جاتی بیشک صحابہ شگ با توہم بیجا تھی جبہ نبی جوئی نکاحی اور انکر طبقات نکاحی تھی جس نبی انگہ ٹھی نکاحی  
عن هيئة جلوسه ونومه وكيفية اكله وشربه وغير ذلك ليقتدوا به وانهم حيث امراد والتبتل والا فقطاع  
اور آپ کی طرز نشست اور خواب اور طریقہ کھانی اور پیتی وغیرہ کی آسیر بہت بحث اور پوچھا پاچہ بکتی تھے تاکہ کسی پیروی کریں اور جب صحابی سے یہ حکم کیا  
للعبادة ليلادونها ما قال لهم اما انا فاكل واشرب وانام واتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني فانها كبر  
رات دن صرف عبادت ہی کی ہور میں تو آپ نے فرمایا میں کہا تا ہی اور پیتا ہی اور سوٹتا ہی اور عزیزی کو اج ہی رائے ہو میری سخت سی پیرو جاوی وہ میرا ہدیہ تھی  
مرثم بفعله عما قمت به انه قبل المتاعل بعلم ان من اكبر الطاعات وافضل العبادات ولذلك قال ابو بكر الصديق  
اب دیکھ تو نبی صلعم نے مجھ کو اولاد ہی اپنا کام بتا کر کر رہا یا ہی باوجودیکہ اہل سی بسنی ظاہر میں معلوم ہوتا ہی کہ بڑی ہی طاعت اور افضل عبادت ہی اور ایسا ہی  
ديننا صحتي على المنقول لا على مناسبات العقول وقال الامام الغزالي في اصول الدين ايالك ان تتصرف بعقلك  
صدیق کہتی ہیں ہماری دین کی بنیاد منقول پر ہی مناسبات عقلی پر نہیں ہی اور امام غزالی اصول الدین میں کہتی ہیں بچتاہ عقل تصرفا سی کہ  
وتقول ما كان خيرا ونافعاً فهو كما كان اكثر كان ادفع فان عقلك لا يقدر ان يعرف الاسرار الاصولية والاسماء  
توبہ نہ کہنی لگی جوابات بہتر اور مفید ہی تو جتنی زیادہ ہوگی مفید تر ہوگی کیونکہ امور الہی کی اسرار کو تیری عقل کہاں پاسکتی ہی اون اسرار کو  
يتلقها قوة النبي عليه السلام فعليك بالانتاع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس بل هو اتري كيف نوذيت الو  
وقت نبوی ہی او پاسکتی ہی سو تجھ کو صرف اتباع ہی لازم ہی کیونکہ بعضی خاص امور قیاس ہی معلوم نہیں ہوتی کیا تو نہیں جانتا کیونکر تجھ کو واسطی نماز کی ہلایا  
الصلوة ونهيته عنها جميع النهار وارمت بتركها بعد الصبح وبعد العصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ليت هي الو  
اور نہیں ہی ہر وقت پڑھنی کی طاعت کی اور بعد صبح کی اور بعد عصر کی اور عین طلوع اور غروب اور زوال پر حکم ترک نماز کا ہوا اور یہ تمام زمانہ  
قدر ثلث النهار واثر الفساد ظاهر في قياسك هذا فانه كقولك الدواء نافع للمريض فكذلك كان نعم ومن المعلوم  
بقدر تنائی دن کی ہوتا ہی کیونکہ تیری اس قیاس میں تو فساد ظاہر معلوم ہوتا ہی یہ قیاس تو ایسا ہی جیسی دوا بیمار کو سودمند ہوتی ہی بہر جتنی زیادہ ہوگی تنائی

اکثر الدواعی یقتل وقال فی الاحیاء اعلم ان الطیب الحاذق كما یطلم فی المعالجات علی اسرار یستبحر  
 که دوا کی کثرت بعضی وقت مار و آتی ہی اور احیاء میں کہا ہی سمجھ تو طیب حاذق جیسی معالجات میں ایسی اسرار جانتا ہی کہ ناواقف لوگ حیران ہوتے ہیں  
 من لا یعرفها فکذا الانبیاء اطباء القلوب والعلماء باسباب الخلق والخریة فلا تتحکم علی سنتهم بعقلک  
 ایسی انبیاء و لوگ کی طیب ہیں اور اخروی زندگی کی اسباب ہی واقف ہیں سو تو ان کی وضع پر عقلی تکلیف مت لگا۔  
 فتمهلك فکم من شخص یصیبه عارض فی اصبعه فیقتضی عقله ان یطليه حتی یذهب طیب حاذق ان فلا  
 تو ہلاک ہو رہی گاہبہت شخص ہوتی ہیں کہ ان کی اونگھی دیکھنی لگتی ہی او کی عقل میں آتا ہی کہ اسپر لپک کرنا چاہی بیان تک کہ طیب حاذق تجویز کرتا ہی کہ اسکا علاج  
 ان یطلى الکثف من الجانب الاخر من البدن فیستبعد ذلك من حیث انه لا یعلم کیفیة انشعاب الاعصاب فلذا  
 بدن کی دوسری طرف کی موٹہ ہی پر لپک کرنا چاہی پھر اس میں وہ حیران ہوتا ہی اسکی کہ بیٹھون کی راہ اور کیفیت سی واقف نہیں ہی ایسا ہی  
 الامر فی طریق الاخر و دقائق سنتهم لیس فی وسع العقل الاحاطة بها کما ان فی خواص الاحجار امور خارجة عنا  
 حال آخرت کی راہ کا ہی اسکی دقیق عقل کی احاطہ میں نہیں سما سکتی جیسی بیٹھون میں بعضی ایسی خواص ہیں کہ ہم نہیں جانتی  
 علمها حتی لا نعرف السبب الذی به یجذب المقناطیس الحديد والعجائب فی العقائد والاعمال اکثر ما فی الادیة  
 یہاں تک کہ پہلو اسکا سبب معلوم نہیں کہ مقناطیس کو ہی کیوں کھینچ لے لیا ہی اور عقاید اور اعمال کی عجائب تو دوا دار وی بہت زیادہ ہیں  
 فکما ان العقل تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة تسبیل الیها فکذا العقل تقصر عن ادراك  
 جیسی غلطیوں اور ان کی تاثیرات سی واقف نہیں ہیں باوجودیکہ تجربہ کو ہی اور دہراہ ہی ایسی ہی عقلیں حیات اخروی کی مفید نشی کی سمجھ سی قاصر ہیں  
 ما ینفع فی الحیوة الاخرة مع ان التجربة غیر متطرة الیها وانما یكون ذلك لورجع الیها بعض الاموات فاخبرونا  
 باوجودیکہ تجربہ کو ہی اور دہراہ نہیں یہ حال جب معلوم ہوتا اگر کوئی مردہ ہماری پاس چلا آتا ہی ہر کوئی بتا دیتا  
 عن الاعمال المقربة الی الله تعالى والمبعد عنه وکذا العقائد وذلك مما لا یطعم فیہ فیکفیک من منفعة العقل  
 کہ انسی اعمال اللہ تعالیٰ ہی نزدیک کر دیتی ہیں اور کوئی دور و الدیتی ہیں اور ایسی ہی عقاید اور اسکی تو کوئی امید نہیں ہی اب عقل کا اتنا فائدہ ہی بہت ہی  
 ان کما یرید الی صدق النبی علیہ السلام ویفهمک موارد اشاراته ثم اعزله عن التصرف ولازم الاتباع فانه  
 کہ تجھ کو واسطی تصدیقی نبی علیہ السلام کی ہدایت کرتی ہی اور موارد اشارات سمجھا دیتی ہی پھر عقل کو تصرف سی بچار کہہ کر اتباع لازم کرنی تیری  
 لا تسلم الابه قال بعض العلماء العقل یوصلک الی صدق النبی علیہ السلام ثم تتركه وتقتدی بالنبی علیہ السلام  
 سلامتی اسہی میں ہی بعضی علماء کہتی ہیں عقل تجھ کو نبی علیہ السلام کی تصدیق تک پہنچا دیتی ہی پھر تو اسکو چھوڑ دو یا فعال اور ترک افعال میں نبی کی  
 فی افعاله وترکھ کالفرس فی سفرك الظاهر فان یوصلک الی البحر ثم تتركه وترک فی السفينة وتقتدی بالملام فی  
 پیروی کی جیسی کہو ظاہر ہی سفر میں دریا تک پہنچا دیتا ہی پھر تو اسکو چھوڑ کر کشتی میں سوار ہو جا اور اسکی جلائی اور پھرانی ملین طلاح کی پیروی کر  
 هجرها و فرسها وقال الشیخ الکلابادی ان الله تعالى لم یبذل امر الدین علی عقول العباد ولم یعبد ولم یؤید  
 اور شیخ کلابادی کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نبی ماورد ہی کی بنیاد بندوں کی عقلوں پر نہیں رکھی ہی اور نہ وعدہ کیا ہی اور نہ وعید  
 علی ما یحتمل عقولهم ویدرکونه بافهامهم او یقیسونه بارائهم بل وعدہ و وعدہ بحیثیہ و امر دتہ و امر وھی  
 موافق عقلی احتمالات کی کہ اسکو وہ اپنی فہم اور ہی سی سمجھ لیں اور جانچ لیں بلکہ وعدہ اور وعید اپنی مشیت اور ارادہ کی موافق اور امر اور نہی  
 بحکمتہ و علمہ و لو کان کل ما یدرکہ العقل مردود الکان اکثر الشرائع مستحیلا علی موضوع عقول العباد و  
 اپنی حکمت اور علم کی مطابق کیا ہی اور اگر جو امر کہ عقل سی دریافت نہیں ہوتا ہو مردود ہوتا تو اکثر احکام شرعی موافق موضوع عقول عباد کی حال ہو جاتی اور  
 ذلك ان الله تعالى اوجب الغسل بخروج المني الذي طاهر عند بعض الصحابة وكثير من فقهاء الامة ووجب غسل  
 وہ بہ امور ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمکی تکلیف سی جو کہ نزدیک بعضی صحابہ کی اور اکثر فقہاء امت کی پاک ہی ہونا نا واجب کیا ہی



الاطراف من خروج الغائط الذي لا خلاف بين الامة وسائر من يقوم به العقل من غيرها على نجاسته و  
 اور پائنتی نہ کی نکلتی سی صرف ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا وضو کا دھونا واجب کیا جسکی نجاست اور پلیدی اور بدبو میں کیونکہ دست میں سی  
 قدر تہ و نیتہ و واجب برائے تحریر من موضع الحديث ما وجبه بخروج الغائط الكثير الفاضل في بائي عقلی  
 در تمام عقل و در ارامت کو اصل خلاف ہیں ہی اور موضع حدیث سی ہوا کی نکلتی پر ہی وہ ہی واجب کیا جو پائنتی نہ کی نکلتی پر ہوتا ہے تقاضی ہی ہوا کی نکلتی  
 نستقیم هذا و بائی برای بحسب مساواة تراجم ليس لها عين قائمة لما يقوم عينه و يزيد على التراجم ثمانية و قد اارة  
 سی ہر دست ہو سکتی اور کونسی راہ میں ہوا جسکی کچھ سمیت قائم نہیں ہی بڑی ہو سکتی ہی اور کونسی ساہتہ جو چشم ہی اور ہوا پر یا مستیساہتہ بدبو اور نجاست کی برتری  
 و اوجب قطع يمين مؤمن بسرقه عشرة دراهم وعند البعض بثلاثة دراهم اودون ذلك ثم يسوي بين هذا القدر  
 اور دس درہم چور راہ پر اور بعضوں کی نزدیک تین درہم کی چار کا پیرا اسی کمتر پر مؤمن کا داہنا ہاتھ کاٹنا واجب کیا ہی ہر اتنی مقدار مال سی بڑھ کر  
 من المال و بين مائة الف دينار و يكتفى بالقطع فيها سواء اعطى الام من ولدها الثلث ثم ان كان للموتى في اخوة  
 لاکہ اشرفی تک وہ ہی داہنا ہاتھ کاٹنا برابر ہی اور انکو بیٹہ بیٹی کی ترکہ میں کا تباہی دلا ہی ہر اگر میت کی ادنی دو پہائی ہیں ہوں  
 جعل لها السدس من غير ان يورث الاخوة من ذلك الميت شيئا فباي عقل يدرك هذا الاستلزام وانقياد ايسرنا  
 تو کی لئی چٹا حصہ ہی حالانکہ وہ پہائی ہیں نہ میت کی کچھ دارش نہیں ہوتی اب یہ کونسی عقل میں آسکتا ہی بجز تسلیم اور اطاعت کی الہی ہو سکتا ہی  
 الله تعالى بلطفه و كرمه تسلما و انقيادا المجلس التسعون في بيان سبق رحمت الله و غلبته على غضبه و  
 اپنی لطفت کی تسلیم اور اطاعت آسان کر دی تو ہی مجلس رحمت الہی کی سبقت میں اور اسکی غلبہ میں غضب پر اور دلو کی حقیقت میں  
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قضى الله الخلق كتب كتابا فيه وعنده فوق عرشه ان رحمتي مسبقت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جب اللہ تعالیٰ خلقت کو پیدا کر چکا تو ایک حکم لکھا سو وہ عرش کی اوپر اسکی پاس ہی بیشک میری رحمت میری غلبہ  
 غضبي في رواية ان رحمتي غلبت غضبي هذا الحديث من صحاح المصابير رواه ابو هريرة و معناه ان الله تعالى  
 سابق ہی اور ایک روایت میں ہی بیشک میری رحمت غلبہ پر غالب ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی الکی معنی یہ ہیں کہ اللہ  
 لما خلق الخلق حكم حكما جازما و وعد وعدا لا نرفا ان رحمته مسبقت و غلبت غضبه فالرحمة عبارة عن  
 جب خلقت کو پیدا کر چکا تو حکم یقینی اور وعدہ ضروری دیا کہ اسکی رحمت غلبہ پر سابق اور غالب ہی سو رحمت کیا ہی ارادہ ثواب دینی کا  
 ارادة لا ثابة للمطيع والغضب عبارة عن ارادة الانتقام من العاصي فعلى هذا كان كل واحد منهما صفة من  
 مطیع کو اور غضب ارادہ بدلانی کا گنہگار ہی اس بیان کی موافق رحمت اور غضب دونو  
 صفات لله تعالى لجهة الى الارادة ومن المعلوم قطعا ان صفاته تعالى كلها قديمة لا يوصف بعضها بكونه  
 اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں انجام انکا ارادہ ہی اور یقینی معلوم ہی کہ تمام صفات الہی قسم ہیں کوئی کسی پر نہ سابق ہو سکتی ہی  
 سابقا و غالبا على الآخر فلزم ان يقال المقصود من هذا الكلام بيان سعة رحمة الله تعالى و شمولها على الخلق  
 اور نہ غالب ابلا چار قائل ہونا پڑا کہ اسی مقصود بیان کرنا وسعت رحمت الہی کا ہی اور اسکا عموم اور شمول خلق پر  
 لانها تتعلق بالمطيع والصغير والكبير و اما الغضب فلا يتعلق الا بالعاصي ثم ان قسط الخلق من الرحمة اكثر  
 کیونکہ رحمت مطیع اور گنہگار اور صغیر اور کبیر سب پر ہوتی ہی اور غضب سو فقط عاصی ہی پر ہوتا ہی ہر بیشک رحمت میں سی حصہ خلقت کا زیادہ ہی  
 من قسطهم من الغضب لانهم ينالون الرحمة بغير استحقاق ولا ينالون الغضب الا بالاستحقاق فصارت الرحمة  
 بہ نسبت حصہ غضب کی کیونکہ وہ لوگ بدون استحقاق کی ہی رحمت پاتے ہیں اور غضب میں بدون استحقاق کی گرفتار نہیں ہوتی اب گویا رحمت  
 كانت السابقة الغالبة بالنسبة الى الغضب لان الرحمة لا تقتضي دفع المضار عن الغير و ايصال المنافع اليه وان  
 غضب سی سابق اور غالب ہی ہر بیشک رحمت عبرتی مہر دور کر نیکا اور فائدہ پہنچانیکا تقاضا کرتی ہی اگرچہ





النعم المقيم لاهل الهداية والعمل الصالح في الآخرة وبوضع المحبة لاهل الضلالة والعمل السيئ فيها وذلك هما  
اور و عید سی پر ہی کہ آخرت میں ہدایت اور نیک اعمال والوں کی نئی عیش و عشرت ہی اور گمراہوں اور بدکاروں کی واسطی دوزخ ہی اور اسی مقبول پر  
اتفق علیہ الرسل من اولهم الى اخرهم وأما المصائب التي تصيبهم في الدنيا فان لم يكن لهم ذنب تكون تلك  
تمام رسل اول سی آخر تک متفق ہیں اور ہی وہ مصیبتیں جو دنیا میں پڑ جاتی ہیں اگر وہ دل خطا کی ہیں تو اول مصائب سی عقبی  
المصائب لرفع الدرجات في العقبی علی ما جاء في الحديث ان الرجل لتكون له عند الله منزلة فما يبلغها بعمله  
میں رفع درجات ہو دیگا چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ بعضی شخص کا اللہ کی طرف سے ہوتا ہی اور وہ بذریعہ عمل کی حاصل نہیں کر سکتا  
فما يزال الله تعالى يبتليهم بما يكبرهم حتى يبلغوا اياها والاحاديث في هذه المعنى كثيرة وان كان لهم ذنب تكون  
پر اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسکو مکروہات میں مبتلا رکھتا ہی آخر وہ درجہ یسلیتا ہی اور اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں اور اگر وہ لوگ خطا وار ہیں تو وہ  
تلك المصائب بسبب ذنوبهم كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فاما كسبت ايدكم فتكون تلك  
مصیبتیں اور انکی گناہوں کا وبال ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو بڑی تمہارے کوئی سختی سوبدہ اسکا جو کما یا تمہاری اہلوت کی پہر وہ مصیبتیں  
المصائب كفارة لذنوبهم على ما روى عن ام المؤمنين عائشة انه عليه السلام قال اذا كثرت ذنوب العبد  
اور انکی گناہ صاف کر دیتی ہیں موافق روایت ام المؤمنین عائشہ کی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جب آدمی کی گناہ بڑھ جاتی ہیں  
ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه الله تعالى بالخرن ليكفرها وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال  
اور کفارہ ہوتا نہیں تو اللہ تعالیٰ غم میں مبتلا کر دیتا ہی تاکہ گناہوں کو صاف کر دی اور ایک اور حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام فرمایا  
لا يزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة في نفسه واطاله وولده حتى يلقي الله تعالى واما عليهم ما من خطيئة الا ان البعض  
ہمیشہ مؤمن مرد اور مؤمن عورت پر بلا نازل رہتی ہی جان پر اور مال پر اور اولاد پر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی ہاں صاف ہو کر چلا جاتا ہی اور انکی ذمہ کوئی گناہ  
منهم مع كونه متلون بالاثام يظن انه قائم على الدين الحق بالتمام ويتهم ربه لجهله ولا يعلم احسانه اليه  
نہیں ہوتا لیکن بعضی لوگ باوجودیکہ گناہوں میں آلودہ ہوتے ہیں پہر گناہ بچا قی ہیں کہ ہم دین حق پر خوب قائم ہیں اور اپنی جہالت سی رب پر تہمت لیتی ہیں یہ نہیں جانتے  
ويقول اذا اصابه نوع من البلاء يارب ما ذنبي حتى فعلت لي هذا ويعتقد ان السلامة والراحة في الدنيا للمصائب  
کہ اسکا کتنا احسان ہی اور جب اسپر کسیرج کی بلا آتی ہی تو کہتا ہی آبی میری کیا خطا ہی جو تو فی میری سائتہ ایسا کیا اور یوں سمجھتا ہی کہ دنیا میں سلامتی اور آرام  
والجنة والمشقة فيها للطالحين ويعتمد على ذلك الاعتقاد وذلك الاعتقاد فتنة عظيمة صدمت كثير من الخلق  
صلی اللہ علیہ وسلم اور محنت مشقت بدکاروں کی اور اسی پر بہرہ رسی ہوئی ہی اور ایسا اعتقاد بڑا ہی فتنہ ہی اس فتنہ نے بہت خلقت کو دین حق پر قائم نہ رہنے  
عن القيام على الدين الحق واصله الجهل بحقيقة الدين الحق ومن هذا الجهل يتولد الاعراض عن القيام على  
بند کر دیا ہی اور اصل میں یہ جہالت ہی کہ دین حق کی حقیقت نہیں جانتا اور اس جہالت سی بہت ایسی غفلتیں پیدا ہوتی ہیں جنکی ماری دین حق پر  
الدين الحق حتى فسد بذلك الاعتقاد كثير من عابدين جاهل لا بصيرة له في امور الدين وناسك منتسب الى  
قائم نہیں رہتا یہاں تک کہ اس اعتقاد سی بہت جہال عابد بگڑ گئی جنکو امور دین میں کچھ سمجھ نہ تھی اور بہت پرہیزگار نام کی عالم جنکو  
العلم لا معرفة له بحقائق الدين اذ من المعلوم قطعاً ان العبد وان كان مؤمناً بما جاءه النبي عليه السلام  
حقائق دین سی کچھ معرفت نہ تھی اسواسطی کہ اتنی بات یقیناً معلوم ہی کہ آدمی اگرچہ احکام شرعی نبی کی لای سی ہوئی پر ایمان لایا ہو  
الا انه محتاج الى ما لا بد له من جلب النفع ودفع الضرر اذا اعتقد ان القيام على الدين الحق ينافي ذلك ومن يتسك  
مگر وہ اپنی ضروریات کا محتاج ہوتا ہی نفع ہونانا اور نقصان دفع کرنا اور جب یہ اعتقاد کر لیا کہ دین حق پر قائم ہونا اسکی برخلاف ہی اور جہنی دین حق کا  
به يتعرض بالافضل عليه من البلاء ويفوته حظوظه ومنافعه العاجلة ويلزم من ذلك اعراضه عن حال  
متسک کیا تو نشانہ ایسی بلا کا ہوگا جسکی طاقت نہ ہو اور اسکو منفعت حالی سی کچھ بہرہ نہ ہوگا تو اس سی لازم آتا ہی کہ وہ مقرب لوگ گزری ہوں کی حال پر

السابقين المقربين بل عن حال المقتصدین اصحاب الیمین بل خوله فی زمرة الظالمین بل فی زمرة المنافقین حتی متوجه ہوں بلکہ راہ رست والوں کی حال پر ہی جو دامن آہستہ والی ہیں بلکہ لازم آتا ہی کہ ظالموں کی زمرة میں داخل ہو بلکہ منافقوں میں بیان تک

یسمعون بعضهم يقول اذا ثبتت الى الله تعالى وعملت عملا صالحا يضيق رزقي ويكدر معيشتي واذا رجعت الى كسنا گیا ہی کہ بعضی یوں کہتی ہیں کہ جب میں اسہ کی طرف رجوع اور اعمال نیک کرتا ہوں تو میری روزی تنگ اور عیش بی لذت ہوتا ہی اور اگر معصیت پر المعصية واعطيت نفسي مرادها يتسع رزقي ويحسن معيشتي وهذا من جعله بدين الله ووعده ووعيدہ وما ظکر نفس کی مراد ہوا ہوس پوری کرتا ہوں تو رزق فراخ اور معیشت درست ہوجاتی ہی اور یہ اسلئے کہ اللہ کی دین کو اور اسکی وعدہ اور وعید کو نہیں سمجھتا

معه من الدين الحق حيث يظن انه قائم على الدين الحق ويفعل ما امر به ويترك ما نهى عنه مع ان كثير ما يترك اور نہ اپنی دین کو جانتا ہی کیونکہ یہ خیال کرتا ہی کہ میں دین حق پر قائم ہوں اور امور بہ پر عمل اور منہیات کو ترک کرتا ہوں باوجودیکہ اکثر اوقات بہتیری ایسی کثیرا من الامور الواجب عليه لعدم علمه بها ولا بوجودها فيكون من اهل التقصير في العلم بل كثير ما يتركها بعد العلم امور جو اس پر واجب ہوتی ہیں فی علمی مطلق ہی یا غیر واجب سمجھ کر ترک کر دیتا ہی سو علم کی باب میں صاحب تقصیر ہوجاتا ہی بلکہ اکثر امور واجبہ جان بوجہ نہ

بها وبوجودها اما كسل او تنها واولو من التاويل الباطل او ظنه انه مشغول بما هو اهم منها او لغير ذلك ترک کرتا ہی یا تو ماری سستی اور کلامی کی یا کوئی جھوٹا بہانہ کرکی یا اس دہم ہی کہ ہم اس سی ہی ضروری کار میں لگے ہیں یا اور کسی دہم سی بل کثیرا ما يتعبد لله تعالى بترك ما هو واجب عليه من الامر بالمعروف والنهي عن المنكر مع قدرته عليه ويزعم بلکہ اکثر اوقات اسہ کی عبارت کرتا ہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جزا اسکی ذمہ واجب ہی قدرت ہوتی سوائی ترک کر دیتا ہی اور کہتا یوں ہی

انه متقرب الى الله تعالى بترك ما لا يعنيه ويظن انه قائم على الدين الحق ولا يعلم انه من امقت الخلق الى کہ ہم پیورہ امور کو ترک کر کر قربت الہی پیدا کرتی ہیں اور خیال یہہہ کرتا ہی کہ دین حق پر قائم ہوں اور یہہہ خبری نہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے زیادہ پسند

الله تعالى وابعضهم له بل كثيرا ما يتعبد لله تعالى بما حرمه الله تعالى عليه ويعتقد انه طاعة وعبادة وحا اور سب سے زیادہ مبغوض ہوتا ہی بلکہ اکثر اوقات حرام کو عمل میں لا کر عبادت کرتا ہی اس اعتقاد پر کہ یہہہ طاعت اور عبادت ہی اب اسکا حال

في ذلك شر من حال من يفعل ذلك ويعتقد انه معصية وذنب كما صحب التغني الدين يتقرب الى الله تعالى اور شخص سی بہتیری جو حرام کو گناہ اور معصیت سمجھ کر کرتا ہی جیسے پیر زادہ مزا سیر کند خدا کی قربت چاہتی ہیں

ويظنون انهم اولياء الله تعالى واجباؤه وكثير من الناس اذا غلب عليه عدوه وهو عند نفسه من الصالحين اور گمان کرتا ہی ہیں کہ ہم خدا کی دوست اور محبوب ہیں اور اکثر لوگ جب اونپر دشمن غالب ہوجاتا ہی اور وہ اپنی گمان میں صالح ہیں

وعدوه من الفاسقين وفي ظنه انه من كل وجه حق ومظلوم وعدوه باطل وظلوم يقول ان اهل الحق في اور اونکا دشمن فاسق ہی اور اپنی گمان میں بہر حال حق پر ہیں اور مظلوم ہیں اور دشمن باطل اپری اور ظالم ہی تو کہتی ہیں کہ حق والی دنیا میں

الدينيا مغلوب ومظلوم واهل الباطل مرفوع ومنصل مع ان الامر في الحقيقة ليس كذلك بل قد يكون معه مغلوب اور مقہور ہی ہوتی ہیں اور اہل باطل سر بلند اور فتحیاب ہوتی ہیں باوجودیکہ حقیقت میں حال یوں نہیں ہی بلکہ کہی وہ خود ہی

نوع من الظلم والباطل ومع عدوه نوع من الحق والعدل الا ان الانسان لكونه محبوا على حب نفسه وعلى کچھ نہ کچھ ظلم اور باطل پر اور اسکا دشمن ایک طرح کی حق اور عدل پر ہوتا ہی لیکن آدمی اپنی محبت اور دشمن کی عداوت پیدا کیتی رکھتا ہی

بعض خصمه لا يرى الا احساس نفسه ومساوى خصمه بل قد يشتر حبه لنفسه حتى يرى مساوئها وبراہوں کو بجز اپنی خوبیوں اور دشمن کی برائیوں کی کچھ نہیں سوچتا بلکہ بعضی دفعہ اپنی محبت اتنی بڑھ جاتی ہی کہ اپنی برائیوں کو ہی حسات سمجھتا ہی

ويشترد بغضه لخصمه حتى يرى احساسها مساوى وهذا من جعله المتطرف بالعلم والهو وبعين علمه بعد اور دشمن کی عداوت اتنی ہوجاتی ہی کہ اسکی خوبیوں کو ہی برا جانتا ہی اور یہہہ جہالت اسکی ظلم اور جھوٹا ہی ہوتی ہی اور نہ خدا ہی بدوہ



الله تعالى ووعد به وواعده من الدين الحق فانه تعالى قد ضمن في كتابه نصر دينه الحق وللقائمين به علما  
 اور وعيد کا اور اپنی دین حق کا علم نہیں ہی بیشک اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم اور عمل کی قائم ہیں انکی امداد کا ضمان  
 وعمل اولم یضمن نصر الباطل ولو اعتقد صاحبہ انه على الحق وكذا كل من العزة والرفعة انما يكون لاهل  
 ہو یا ہی اور باطل کا مددگار نہیں ہی اگرچہ باطل والا اپنی تمکین حق پر جانکاری اور ایسی ہی تمام عزت اور رفعت واسطی دینداروں کی ہی  
 الدين الذي به بعث الله رسوله وانزل كتبه كما قال الله تعالى ولله العزة ولمسوله وللمؤمنين وقا  
 جسکی واسطی اللہ تعالیٰ ہی رسول بھی اور کتابیں اوتاریں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور زور اللہ کا ہی اور اسکی رسول کا اور ایمان والوں کا اور فرمایا  
 الله تعالى وانتم الاصلون ان كنتم مؤمنين فللعبد من العزة والرفعة بحسب مامعه من الايمان حقائقه  
 اللہ تعالیٰ ہی اور تم ہی غالب رہو گی اگر تم ایمان رکھتی ہو سو آدمی کی لئی عزت اور رفعت دینی ہوتی ہی جتنا باعتبار علم اور عمل کی اوسکا ایمان  
 علما وعمل فاذا فاته حظ من العزة والرفعة ففي مقابلة ما فاته من حقائق الايمان علما وعمل وكذا النصر  
 اور ایمانی حقائق ہوتی ہیں پہر اگر اوسکی عزت اور رفعت کچھ بہت جاتی ہی سو دینی ہی جو اوسکی ایمان میں باعتبار علم اور عمل کی فرق آتا ہی اور ایسی ہی پوری  
 التام والتاثير الكامل انما يكون لاهل الايمان الكامل وقد يقع الغلط في كثير من الناس ويعتقد انه تعالى  
 امداد اور کامل تاثیر اوسکی ہی کہ جسکا ایمان کامل ہی اور بیشک اکثر لوگوں کو غلطی ہو جاتی ہی کہ یہ اعتقاد کرتا ہی کہ اللہ تعالیٰ  
 لا يؤيد صاحب الدين الحق ولا ينصره ولا يجعل له العافية في الدنيا بوجه من الوجوه بل يعيش فيها طول  
 دین حق والی کی نہ تاثیر کرتا ہی اور نہ نصرت اور نہ اوسکو سیطر حکا دنیا میں آرام دیتا ہی بلکہ دنیا میں تمام عمر  
 عمره مظلوما مقهورا مع امتثال ما امر به باطنه وانتهائه عما نهى عنه ظاهره وباطنه ويطئن ان  
 مظلوم اور مغلوب رہتا ہی باوجودیکہ مہرہ کی ظاہر و باطن میں اور اٹھ بکرتا ہی اور منہیات سے ظاہر اور باطن میں بچتا ہی اور یہ خیال کرتا ہی  
 اهل الدين الحق يكونون في الدنيا اخلاء مقهورين فاذا ذكر ما وعد في القرآن يقول هذا في الآخرة فقط ولا يتو  
 کہ دین حق والی دنیا میں خوار اور مغلوب ہی ہوتی ہیں اور جب اوسکی ماضی قرآن کا وعدہ بیان کرو تو کہنی لگی یہ صرف آخرت ہی میں ہی اور اللہ کی وعدہ  
 بوعد الله تعالى بنصر دينه واهله في الدنيا والآخرة وهذا من سوء الفهم لانه تعالى بين في كتابه انه ينصر  
 پر یقین نہیں کرتا کہ اپنی دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونوں میں مددگار ہی اور یہہ اوسکی نافرمانی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہی  
 المؤمنين في الدنيا والآخرة قال ان النصر لرسلا والذين امنوا في الحياة الدنيا ويوم يقوم الاشهاد وقال تعالى  
 کہ مؤمنین کی دنیا اور آخرت میں مدد دے گی فرمایا ہم مدد کرتی ہیں اپنی رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی جیتی اور جب کہی ہوں گی گواہ اور فرمایا اللہ تعالیٰ  
 ولوقا تلکم الدین کفر والولوا الادبار ثم لا یجدون ولیا ولا نصیر سنة الله التي قد اخلت من قبل ولن تجد  
 اور اگر تھی تھی کافر تو پھر پیروی نہ پاؤ گی حمایت نہ مددگار رسم پڑی اللہ کی جو چلی آتی ہی پہلی سی اور نہ تو دیکھیں گے  
 لسنة الله تبديلا وهذا خطاب للمؤمنين القائمين بحقائق الايمان ظاهره وباطنه وقل الله تعالى  
 رسم اللہ کی بدلتی اور یہہ خطاب ان مؤمنوں کو ہی جو حقائق ایمان پر ظاہر و باطن میں قائم ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ ہی  
 والعاقبة للمتقين والمراد بالعاقبة العافية في الدنيا قبل الآخرة لانه تعالى ذكر ذلك في سورة الاعراف حكاية عما  
 اور آخر پہلا ہی ڈروالوں کا اور مراد عاقبت سے دنیا کا انجام ہی آخرت سے پہلی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ ہی اسکو سورۃ اعراف میں موسیٰ بنی علیہ السلام کی  
 قال موسى النبي عليه السلام لقمه استعینوا بالله واصبروا ان الارض لله يورثها من يشاء من عباده  
 زبانسی قوم کی لئی بیان فرمایا ہی مدد مانگو اللہ سے اور ثابت ہو زمین ہی اللہ کی اوسکا وارث کری جسکو چاہی اپنی بندوں میں سے  
 والعاقبة للمتقين بل ذكر مثل ذلك في سورة هود عقيب قصة نوح النبي عليه السلام ونصره على قومه  
 اور آخر پہلا ہی ڈروالوں کا بلکہ ایسا ہی سورۃ ہود میں بعد قصہ نوح علیہ السلام کی اوسکی قوم پر نصرت کر فرمایا ہی

فقال تلك من انباء الغيب نوحيها اليك ما كنت تعلم فانك ولا قومك من قبل هذا فاصبر ان العاقبة  
 يہ بعض چیزیں ہیں غیب کی کہ ہم پہنچتی ہیں تیری طرف انکو جاننا تھا تو اور نہ تیری قوم اسی پہلی سورتوں میں اللہ البتہ آخر پہلا ہی  
 للمتقين فيكون المعنى ان عاقبة النصر تكون لك وللمن تبعك كما كانت لنوح النبي عليه السلام ولمن تبعه و  
 در نیوالوں کا سوا بمعنی یہ ہوگی کہ آخر کو نصرت تیری اور تیری ساتھیوں کی لگا ہی جیسی نوح علیہ السلام کی اور اسکی ساتھیوں کی ہوئی تھی اور  
 قال تعالى وكان حقا علينا نصر المؤمنين وقال تعالى فابينا الذين امنوا على عدوهم فاصبوا ظاهرين فمن نقص  
 فرمایا اللہ تعالیٰ فی اور حق ہی ہے ہر مدد ایمان والوں کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ فی ہر زور دیا ہمیں اور تکیہ جو یقین لائی تھی اور تکیہ دشمنوں پر ہر ہوسری غالب ہو چکی  
 عمل مقتضى الايمان ينقص نصيبه من النصر والتأييد وهذا قيل ما اصاب العبد من مصيبة في نفسه او  
 اعمال مقتضى الايمان سيكثر هو في عين اوسكا حصصه من نصر اور تائید کا کتنی ہو جاتا ہے اسکی لگا ہی کیا ہی کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہے جان پر یا  
 ماله او بخله العدو عليه فانها هوبين ثوبه اما بترك واجب او فعل محرم ثم ان هربنا اصورا لا بد من معرفتها  
 مال پر یا دشمن کی غلبہ سی تو یہ سب گناہوں کا وبال ہی یا تو واجب ترک ہوتا ہے یا حرام عمل میں آتا ہے یہ بیان کنی بات ہیں سمجھنی چاہئیں  
 الاول ان ما يصيب الانسان في بعض الامور من غلبة العدو عليه ولينائه له فامر لازم للطبيعة البشرية  
 اول یہ کہ آدمی پر بعضی وقت جو مصیبت آتی ہے دشمن کا غلبہ اور اسکی ایذا ہی سو یہ بات موافق ارادۃ الہی اور حکمت ربانی کی  
 والنشأة الانسانية بالارادة الالهية والحكمة الربانية كالحر الشديد والبرد القوي والامراض والهجوم و  
 طبیعت بشری اور عادات انسانی کی لوازم سی ہی جیسی گرمی کی شدت اور جارحی کی ٹہر اور بیماریاں اور غم و عصبہ  
 الغيوم اللاحقة له حق الاطفال والبهائم فلو تجرد الخیر عن الشر والنفع عن الضرر واللذة عن الالم لكان هذا  
 جو آدمی پر گذرتا ہے یہاں تک کہ بچوں اور جانوروں پر ہر اگر خیر شرعی اور نفع ضرری اور لذت الم سی خالی اور صاف ہو کر رہی  
 العالم عالما اخر غير هذا العالم ونشأة اخرى غير هذا النشأة والثاني ان الانسان مدني بالطبع لا يمكنه ان  
 تو یہ عالم اور ہی عالم ہو جاوی یہ عالم نہ ہی اور پیدا ایش ہو جاوی سوار اس پیدا ایش کی اور دوسری بات یہ ہے کہ آدمی ملن سار ہوتا ہے اکیل  
 يعيش وحده بل لا بد له ان يعيش مع الناس وللناس ارادات واعتبارات يطلبون منه ان يوافقهم عليها  
 زندگی نہیں کر سکتا بلکہ اسکو ضرور ہے کہ آدمیوں کی ساتھ رہ کر ہی اور ان لوگوں کی کچھ کچھ ارادی اور اعتبارات ہوتی ہیں کہ انہیں دوسری کو اپنی موافق  
 وان لم يوافقهم يؤذونه ويعدونونه وان وافقهم وكان موافقته اياهم على باطل يحصل له العذاب والالم من  
 کیا کرتی ہیں اور اگر موافق نہ ہو تو ایذا دیتی ہیں اور ستاتی ہیں اور اگر اوشی موافق ہو اور وہ موافقت باطل پر ہوئی تو اسکو اور طرح کا عذاب اور الم ہو دینا  
 وجه اخر ولا ريب ان الم المخالفه لهم في باطلهم اسهل من الم المرتب على موافقتهم فالم يسير يعقبه لذة  
 اور ہمیں کچھ شک نہیں ہے کہ باطل میں مخالفت کا الم اول الم سی بہت سہل ہے کہ اسکی موافقت سی ہو دینا پس تھوڑا سا الم کہ اسکی پیچھی بڑی لذت  
 عظيمة دائمة اولى بالاحتمال من لذة يسيرة يعقبها الم عظيم دائم والثالث ان البلاء الذي يصيب  
 دائمی ہر دوی اور ہانا اولیٰ ہی بہ نسبت ایسی تھوڑی سی لذت کی کہ اسکی بعد بڑا الم دائمی ہو دے تیسری بات جو بلا کہ آدمی پر حق کی راہ میں گذرتی ہے  
 الانسان في طريق الحق لا يخلو اما ان يكون في نفسه او ماله او عرضه او اهله وانشر هذه الاقسام ما كان  
 اس حال سی خالی نہیں ہے کہ اسکی جان پر ہو دے یا اسکی مال پر یا آبرو پر یا اہل پر ان قسموں میں ہی بڑی سخت وہ ہے  
 في نفسه وغايته ان يقتل ويكون شهيدا وهذا الشرف المرات واسهلها لان الشهيد لا يجد من الالم الا  
 جو جان پر ہو دے اور اسکا انجام یہ ہے کہ مارا جا دے اور شہید ہو جا دے اور یہ موت سب موتوں میں اشرف ہے اور سب سی سہل اسلی کہ شہید کو شہادتی لم ہو دے  
 مثل القرصة وليس في قتل الشهيد الم من الم على ما هو المعتاد لبني ادم عند موتهم على فرشهم ولا صوت مقدم علم  
 کہ جیسی پتھو کا ٹی یا چٹکی کو اور شہید کی قتل میں کوئی الم زیادہ اسی نہیں ہوتا جو ہی آدم کی کسی پتھر مرنے ہوئی دے۔ تو رہی اور کوئی موت حلی مقرر ہے پتھو میں



اجل لان المسطور في التفسير الكلامية ان الميت مقتول يا جله فمن فر من الموت او من القتل ووطن انه  
 اهلي كه عفا ميركي كتابون بين يديه لکها هو اي كه مقتول اپنی اجل پر مر تاي پر جو شخص موت سي يا قتل سي بهاگي اس خيال پر كه بهاگي سي عمر دراز  
 بفراده بطول عمره ويقتنع بالعيش الكثير فقد كان به الله تعالى في هذا الظن وقال قل ان ينفعكم الفران ان فرتم  
 هوگي اور خوب عيش اور اذن گا تو اسد تعالیٰ او سکو اس خيال مين جهل تاي نوکمه هرگز نه فائده ديگا تمو بهاگنا اگر بهاگوگي  
 من الموت والقتل اذا لا تمتنعون الا قليلا فانه تعالى بين في هذه الآية ان الفرار من الموت والقتل لا ينفع  
 مرنى سي يا مرنى جاني سي او هر هر سي پهل نه پاؤگي مگر تهرى دنون پس اسد تعالیٰ في اس آيت مين بيان كريا كه موت يا قتل سي بهاگنا كچه فائده نه مين  
 الا قليلا اذا خلاص لا حد من الموت بل لا بد له منه فيفوت به هذا الفرار ما هو خير له منه من الحياة الابدية  
 مگر كچه تهرى كيو كه موت سي كسيكو مخصي نهين هي بلكه موت ضرر سي سواس بهاگي مين جو موت بهتر سي اهره سي جاني رهنى هي يميني هميشه كي زندگي  
 التي تحصل للشهيد عند ربه فان من اختار في الدنيا الراحة على التعب في سبيل الله اتعبه الله تعالى ضاع  
 كه رب كي بهاگي تشبيه كومتى هي بيشك جو شخص دنيا كا آرام پسند كرتا هي اسد كي رستي كي محنت پر تو اسد تعالیٰ او سكو كئي كوه زياده محنت دنيا هي  
 ما ناله في غير سبيل الله تعالى الا ترى ان ابليس لما استنعم من السجود لادم النبي عليه السلام فرار من الخضوع  
 جوا ورسته مين او پنا تاي كيا نهين ديكتا كه ابليس في جو آدم نبي عليه السلام كي سجد سي ذلت سي بچني كوا زده تو اسد تعالیٰ في او سكو  
 جعله الله تعالى اذل الاذلين وصيروه خادما للفساق ذرئته وفجارهم الى يوم الدين وكذلك كل من يمتنع  
 سب سي زياده خوار كر كيا مت تك آدم كي ذريت مين سي فساق اور فجار كا خادم بناديا  
 ان يدل نفسه لله تعالى ويتعب بدنه في طاعته ومرضاته لا بد ان يدل لمن كان اظلم خلق الله تعالى  
 دليل كرنى سي واسطى اسد كي اور بدن كوا اسد كي طاعت اور مرضي كي محنت او پنا في سي بچاوى تو ضرر هي كه ده شخص ايسى كي سامنى دليل هو كه تمام خلق الله  
 وافسد هم ويتعب نفسه وبدنه في طاعته ومرضاته عقوبة له من الله تعالى ولذلك قال بعض العارفين  
 ظالم اور مفسد هو اور بسبب عقوبت الهى كي او سكي جان اور بدن او سبي كي طاعت اور مرضي كي محنت مين مبتلا هي اور اسهي لى بعضي عارف كهتني مين جو شخص  
 من لم يعبد الحق اختار ايعبد الخلق اضطرارا فينزل عن خدعة الخالق الى خدعة المخلوق فعلى هذا كان  
 ايجي اختيار سي حتى كي بنهگي نهين كرتا توده لاچار هو كر خلق كي بنهگي كرتا هي پس خالق كي خدمت سي معزول هو كر مخلوق كي خدمت كرتي لتا هي اس بيان كي موافق  
 الواجب على العبد ان يشتغل بعبادة الله تعالى وطاعته ويترك الاعتراض عليه ويرضى بقضائه في كل ما  
 آدمي پر واجب هي كه اسد تعالیٰ كي حبادت اور طاعت كيا كرى اور كسيطر حكما اعتراض كرى اور اس حكم پر راضى رهي او سكي بهاگي جو  
 جاء من عنده من النعم والضرا والصحة والمرض والمنع والعطاء واللام والاذى ويلاحظ قوله تعالى عسى ان تكرر  
 آوى نفع يا نقصان صحت يا مرض روک يا بخشش الم يا تكليف اور اس آيت كا مضمون كو لحاظ كرى شايد تكمو  
 شيئا وهو خير لكم وعسى ان تحبوا شيئا وهو شر لكم والله يعلم وانتم لا تعلمون ويتيقن انه تعالى ارحم بعباده  
 برى لگي كچه چيز اور ده بهتر هو تكمو او شايد تكمو خورش لگي كچه چيز اور ده برى هو تكمو اور اسد جانتا هي اور تم نهين جانتى اور يقين كرجاني كه اسد تعالیٰ اپني بندون براس هي تاي  
 الولدة بولدها وانه تعالى اعلم بمصلحته من نفسه ثم اذا ظهر عطاء يشكر الله تعالى واذا وقع بلاء يحاسب نفسه  
 رحمت والا هي كه ما اپني اولاد پر اور اسد تعالیٰ او سكي مصلحت كراوس سي زياده جانتا هي پر اگر عطا ظا هر هو تو اسد كا شكر بجا لوى اور اگر بلا آوى تو اسد حساب بوي  
 فيها صدر منها حتى استحق ذلك اذ قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفو عن كثير  
 كه ايسى كيا خطا هو كي كه جسين اس بلا كا سزاوار هو كيو كه اسد تعالیٰ فرماتا هي جو چرهي تهر كوي سختي سو بدلا او سكا جو كيا تهر تارا اهرن في اور سكا ريتا هي  
 فانه تعالى بين في هذه الآية ان طار اصاب العبد من مصيبة اى مصيبة كانت فهي بسبب ذنوبه التي اكتسبها  
 بيشك اسد تعالیٰ في اس آيت مين بهر بيان فرمايا كه آدمي پر جو مصيبت آتى هي كوي مصيبت هو سو وه گنا هول كا وبال هي جو آب كاسي مين

بنفسه والله تعالى يعفو عن كثير منها فلا يعاقب عليها في الدنيا واما في العقبى فهو في مشيئة الله تعالى  
 اور اسے تعالیٰ بہت بڑی گناہ معاف کرتا ہے سو اونپر دنیا میں عذاب نہیں کرتا اور عقبی میں اگر توبہ نہیں کی تو مشیت الہی میں ہی  
 ان لم یذب عنها فانه تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عذاب وان شاء يعذب به في جهنم  
 بیشک اسے تعالیٰ چاہی معاف کر کے بلا عذاب جنت میں داخل کر دی  
 بقدر ذنوبه ثم يخرجها منها ويدخله الجنة قال على المؤمن عند الله تعالى خمس نعمات قالها المرض  
 پہر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرے حضرت علی کہتے ہیں مؤمن کی حق میں اللہ تعالیٰ کی ان پانچ عقیبت میں  
 ثم المصائب فان كانت ذنوبه اكثر من ذلك يعذب في قبره فان كانت اكثر من ذلك يحبس على الصراط وان  
 پھر مصیبتیں پہر اگر اسکی گناہ اس سے زیادہ ہوں تو گور میں عذاب ہوگا پہر اگر اس سے زیادہ ہوں تو صراط پر رکھیں گے  
 كان اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرجها منها بالترديد المجلس الحادي والتسعون  
 اس سے زیادہ ہوں تو گناہ ہوں کی موافق دوزخ میں رہ کر پہر تو حید کی برکت سے نکلیں گے

في بيان ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم هذا الحديث من صحيح المصابيح مروته ام المؤمنين صفية  
 بیشک شیطان انسان کی اندر خون کی مثال پھرتا ہے یہ نہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ام المؤمنین صفیہ کی روایت سے  
 والمراد بالشيطان ههنا وسوسه لانفسه فخر الجري يحتمل ان يكون اسم مكان فيكون المعنى ان كبد  
 اور شیطان سے مراد اسجکبہ شیطانی وسوسہ ہی عین شیطان نہیں ہی پس اب لفظ مجری میں احتمال ہے کہ اسم ظرف ہو وی اب معنی یوں ہو جائیگا کہ  
 الشيطان وسوسه يجري في الانسان مجرى الدم فان الدم كما يجري في اعضاء الانسان من غير احساس  
 کہ شیطان کا مکرا اور وسوسہ انسان میں لہو کی طرح پھرتا ہے بیشک لہو جیسی انسان کی اعضا میں پھرتا ہے اور آدمی کو اسکی خبر نہیں ہوتی

بجريا بها فكذا وسوسة الشيطان تجري في اعضاء الانسان من غير احساس الانسان بجريها وقيل بجري  
 ایسی ہی شیطان وسوسہ انسان کی اعضا میں پھرتا ہے اور آدمی کو خبر نہیں ہوتی

ان يراد بالشيطان نفسه لا وسوسة تهاون به لكونه غير كفيف لا بعد ان يجري في عروق الانسان لان غير  
 کہ عین شیطان مراد لیں وسوسہ نہ مراد لیں اسلئے کہ شیطان مادی جو نہیں ہی تو کیا تعجب ہے کہ انسان کی رگوں میں پھرتا ہو اسلئے کہ مادی

الكشف يدخل في الكشف كالهواء النافذ في البدن فيجري الشيطان في الانسان مجرى الدم ويصا دنفنفسه  
 مادی میں گھسنے جاتی ہی جیسی ہوا بدن میں سو اب شیطان ہی انسان کی اندر خون کی طرح پھرتا ہے اور اسکی جان کی پاس ہو کر

ويستغلها عما تحب وتريد فاذا عرف مقصودها ومارادها يستعين بها على الانسان في ضلاله واخرجه  
 پوچھتا ہے تجھ کو کیا پسند ہے تیرا کیا ارادہ ہے پہر اسکا مقصود اور مراد پا کر راہ سے بچتا ہے اور طریق مستقیم سے نکالتی ہے

عن الطريق المستقيم فانه يورده الموارح التي يتخيل اليه ان فيها منفعة ثم يصدر المصادرات التي فيها علة  
 انسان کی مدد کرتا ہے پس وہ شیطان آدمی کو ایسی کہاٹ لگا دیتا ہے جہاں یہ خیال ہو کہ اس میں بہ فائدہ ہے پہر ایسی جگہ پہنچتا ہے جہاں عظام تہ آدمی

ثم يتبرأ منه ويسل به ويقف يشمت به ويضرك منه فانه يامر بالسرقه والزنا وقتل النفس ثم يدل عليه  
 پہر اس سے الگ ہو کر اوسے کی حوالہ کرتا ہے اور آپ ٹھٹھا مارتا اور ہنستا ہے آدمی پہلے تو چوری اور زنا اور قتل کر دیتا ہے پہر نظر ہر کر

ويفضي كما فعل بالراهب الذي زنا بامرأة فلما ولدت امرأه بقتلها وقتل ولدها ثم دل عليه اهلها وكشف  
 فضیحت کر دیتا ہے جیسی ایک راہب کی ساتھ کیا کہ اوسنی ایک عورت سے زنا کیا پہر وہ جنی تو اوسنی اسکو اور اسکی بچہ کو قتل کر دیا پہر عورت کی مالکون کو بتا دیا

حاشیہ: لفظ مجری میں احتمال ہے کہ اسم ظرف ہو وی اب معنی یوں ہو جائیگا کہ  
 الشيطان وسوسه يجري في الانسان مجرى الدم فان الدم كما يجري في اعضاء الانسان من غير احساس  
 کہ شیطان کا مکرا اور وسوسہ انسان میں لہو کی طرح پھرتا ہے بیشک لہو جیسی انسان کی اعضا میں پھرتا ہے اور آدمی کو اسکی خبر نہیں ہوتی



لهم امره فلما اراد واصليه امره بالسجود له لينجيه فلما سجد له فرمته وتركه وفيه نزل قوله تعالى  
 اور انکھا سجد کر کے اور کو صولی دیتی تھی تو اپنی ٹانگیں سجود کر کے بچاؤں کا جب سنی سجود کیا تو اسکو چھوڑ کر بھاگ گیا اسہی قصہ میں یہ آیت اتری  
 کہ مثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی برئ منك انی خاف الله رب العلمین ولا  
 جسی کہوت شیطان کہ جب کہی انسان کہ تو منکر ہو پھر جبکہ منکر ہوا کہی میں الگ ہوں تجہی میں ڈرتا ہوں اسہی جو رب ساری جہان کا اور  
 یختص هذا بالذی اذکرت هذه الفضة عنه بل هو عام فی کل من بطیع الشیطان فی امره بالکفر والاع  
 شیطان کا یہ مکر کچھ اوس سی خاص نہیں ہی جسکا یہ قصہ مذکور ہو۔ بلکہ علی العموم ہر یکسی جو شیطان کا کفر اور مصیبت میں مطیع ہی  
 لینصره ویفوض حاجته ثم یتبرأ منه ویسله کما یتبرأ من جملة اولیائہ یوم القیمة ویقول

تاکہ وہ حضرت کری اور حاجت روا کری پھر اسکو اوس ہی پہ ڈال کر الگ ہو جائتا ہی جسی اپنی تمام دوستوں ہی قیامت کو الگ ہو جاویگا یہ کہہ کر  
 طم انی کفرت بما اشکرکون من قبل فانه یؤخهم الموار فی الدنیا ثم یتبرأ منه یوم القیمة فعلم ان یبغی للمعلم  
 میں نہیں قبول رکھتا جو تمہنی جگو شریک شریا تھا پہلی بیشک یہ شیطان اپنی دوستوں کو دنیا میں ایک کہاٹ پر لگا دیتا ہی پھر اوسنی قیامت کو الگ ہو جاویگا اسن باز  
 ان یجتهد فی دفع وسوسته عن نفسه اذ لیس تسلطه علی الانسان بالقهر والاحیاء بل تسلط علیه بالترغیب  
 حائل کو لازم ہی کہ اپنی دلیں سی اسکا وسوسہ جس طرح بنی دور کری اسنی کہ انسان پر شیطان کا غلبہ کچھ بھر اور زور سی نہیں ہی بلکہ معاصی کی نیت دینی اور  
 والاغواء لما روی انه علیه السلام قال خلق ابلیس فریقا و لیس الیه من الاضلال شی فانه علیه السلام  
 بکافی سی ہی کیونکہ وہ ایتہ ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ابلیس زینت دیتی کو پیدا ہوا ہی اور گمراہ کرنی کی کوئی بات اوسکی اختیار میں نہیں ہی بیشک نبی علیہ السلام

میں فی هذا الحدیث ان الشیطان لیس بمسلط علی بنی آدم بحیث یأمرهم بالمعصیة ویلجمهم علیها اذ لو کان  
 اسحدیث میں فرمایا کہ شیطان بنی آدم پر اسطور غالب نہیں ہی کہ معصیت کا حکم کر گناہ پر لاچار کردی اگر یہ حال ہوتا  
 الا هرکن لك لما انجا من شره احد بل شانه ان یوسوس فی صدورهم ویزین المعصیة الیهم و لیس بیدہ اکثر  
 تو اسکی ہر کسی کوئی ہی نہ بچتا بلکہ اسکا یہ طریق ہی کہ ہی آدم کی دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہی اور معصیت کو اونکی نظروں میں خوبصورت بنا دیتا ہی

من ذلك كما اخبر الله تعالى عنه انه یقول لاهل النار یوم القیمة وکان لی علیکم من سلطان الا ان جعلکم  
 اس سی زیادہ کچھ مقدور نہیں ہی چنانچہ اسہ تعالیٰ اسکی خبر دیتا ہی کہ قیامت کی دن دوزخیوں سی یوں کہیگا اور تم پر جگو حکومت نہ ہی مگر میں فی تمکو بلایا  
 فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم یعنی انادعوتی ایاکم الی الباطل لم یکن بطریق القهر والاحیاء ولا  
 پھر تم مان لیا سو مجکو مست الزام دو اور الزام دو اپنی تمیں مراد یہی کہ میرے ملا نا تمکو باطل پر کچھ بطور قہر اور لاچار کر نہیں تھا اور نہ

بحجة وبرهان یدل علی صدق بل بھججہ فی بیان انتموویل فاستجبتم لی الموافقة دعوتی اھواءکم و اغراکم  
 کسی حجت اور دلیل سی تھا کہ میری صدق پر دلالت کرتی ہو بلکہ صرف زینت اور ارایش سی تھا سو تمہنی میرا کہا اپنی ہوا ہوس اور غرضوں کی موافق دیکھ کر مان لیا  
 ولم تستجبوا لربکم الذی دعاکم الی الحق دعوة مقرونة بالحق والبیئت لعدم موافقة دعوتہ اھواءکم  
 اور اپنی رب کا کہانہ مانا جسنی حق پر دلائل اور بیانات کی ساتھ بلا یا تھا کیونکہ اسہ کی طلب تہاری ہوا ہوس اور غرض کی رہ

واغراکم فان عدو الله تعالى لما امتنع عن السجود لادم النبی علیہ السلام واخرج من ذمرة الملكة المقربین  
 مطابق نہ ہی بیشک شیطان ہی جب آدم علیہ السلام کو سجدہ کہیا اور مقرب ملائک کی ذمہ سی یا جنت میں سی نکالا گیا  
 ومن الجنة وسال ان ینظر الی یوم یبعث فیہ ادم النبی علیہ السلام و ذریئہ للجزاء فانظر الی یوم الوقت  
 اور اسی سوال کیا کہ اوس دن تک کہ آدم نبی صا او اوسلی اولاد جرائکی لئی اوٹھائی جاوین مہلت ملی پھر اسکو اوسوقت

المعلوم الذی هو وقت النفخة الاولى التي علم الله تعالى ان من فی السموات ومن فی الارض یصعق عندها  
 معلوم تک مہلت ملی جو کہ وقت پہلی نفخہ ہے جسکا علم اللہ جانتا ہی کہ جو اسمان اور زمین میں ہیں اوسوقت سب بہوش ہو جاویگی

الا من شاء الله تعالى قال رب بما اغويتني لا تزين لي في الارض ولا تخونهم اجمعين الا عبادك  
 مگر جنکو اسے بجا رکھی تو شیطان فی ہمیں کہا ای رب جیسا تو نے مجھ کو راہی کہو یا میں انکو بہار دکھاؤنگا زمین میں اور راہی کہو دوں گا سبکو مگر جو تیری  
 منهم المخلصين واستغنى عباد الله الذين اخلصهم الله تعالى لطاعته وعبادته وطهرهم عن تاتير  
 جنی بندی ہمیں اور اوسے او نے بندوں کو جدا کیا جنکو اللہ تعالیٰ نے واسطی اپنی طاعت اور عبادت کی خاص کیا ہے اور انکو اوسکی بہادری اثر سے  
 اغوته فيهم فلما استشاهم وكان طريقهم مضيا عند الله تعالى قال الله تعالى هذا صراط على مستقيم  
 پاک کر کہا ہے ہر جب انکو جدا کیا اور انکا چین اسے تعالیٰ کو پسند تھا تو اسے تعالیٰ نے فرمایا یہ راہ ہی مجھے تک سید ہے  
 ان عبادي ليس لك عليهم سلطان الا من اتبعك من الغاوين فانه تعالى قد اخبر في هذه الاية ان عباد  
 جو میری بندی ہیں مجھکو اونپر زور نہیں مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگوں میں بیشک اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خبر دی ہے کہ میری بندی  
 الذين اخلصهم لطاعته وعبادته لعدوه عليهم سلطان بل سلطانهم على الذين اتبعوه من الغاوين واخبر  
 جو خاص طاعت اور عبادت کی لئے ہیں اونپر میری دشمن کو غلبہ نہیں ہے بلکہ اسکا غلبہ ان لوگوں پر ہے جو گمراہ اوسکی تابع ہیں اور دوسری  
 في اية اخرى ان عباد المؤمنين المتوكلين لا سلطان لهم عليهم فقال انه ليس له سلطان على الذين امنوا  
 آیت میں خبر دی ہے کہ بیشک میری بندی مؤمن اور متوکل اونپر شیطان کو غلبہ نہیں ہے فرمایا اسکا زور نہیں چلتا اونپر جو یقین رکھتی ہیں اور  
 على ربهم يتوكلون انما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون وهذه الاية تضمنت امرين احدهما  
 اپنی رب پر ہر سہ کرتی ہیں اسکا زور اونہا پر ہے جو اوسکو رفیق سمجھتی ہیں اور جو اوسکو شریک ٹھہراتی ہیں اور اس آیت میں دو باتیں ہیں ایک تو یہ  
 نفى سلطانه على اهل الايمان وعلى الذين يفوضون امرهم الى الله تعالى في كل ما ياتون ويدنون فان وسوسته  
 کہ ایمان والوں پر اور جو لوگ اپنی کار بار اللہ پر حوالہ کر دیتی ہیں تمام جو کرتی ہیں یا نہیں کرتی ان پر غلبہ نہیں ہے بیشک شیطان کا وسوسہ  
 لا تؤثر فيهم ودعوته غير مستجابة عندهم والثاني اثبات سلطانه على اهل الشرك وعلى الذين يتخذونه وليا  
 اونیں اثر نہیں کرتا اور اوسکا بولاوا انکو مقبول ہیں ہی اور دوسری یہ کہ مشرکوں پر اور جو لوگ شیطان کو اپنا دوست رکھتی ہیں  
 ويطيعون وسوسته ويستجيبون لدعوته والمراد بسلطانه عليهم بالوسوسة والدعوة المستبقة  
 اور اوسکی وسوسہ کی مطیع ہیں اور اوسکا بولاوا ماننے ہیں اونپر غلبہ ثابت ہے اور اونپر غلبہ جو ہی تو اوس ہی یہ مراد ہے کہ تسلط وسوسہ سے اور بولاوا سے ہی  
 الاستجابة لا بالقسور لانه منتف من الكل لما سبق من قرأه تعالى حكاية عنه وما كان لي عليه من سلطان  
 کہ ترشمان جانیں کچھ نہ توکا اور لاچار کر نہیں ہے کیونکہ ایسا تسلط تو کسی پر ہی نہیں ہے اسلئے کہ اوسکا قول بطور حکایت کی گذر چکا ہے اور مجھکو تیر حکومت تھی  
 الا ان دعوتكم فاستجبتم لي ولما علم عدو الله تعالى انه تعالى لا يسلطه على عباد المخلصين قال فبعرثك  
 مگر میں نے تمکو بلایا پھر تم نے مان لیا اور جب شیطان کو یقین ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص بندوں پر غلبہ نہیں دیتا بولا تو قسم ہے تیری عزت کی  
 لاخوينهم اجمعين الا عبادك منهم المخلصين وقد اخبر الله تعالى ان عدوه ابليس حين وقر بقوله تعالى  
 میں گمراہ کروں گا ان سبکو مگر جو بندی ہیں انہیں تیری جنی اور اسے تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جب شیطان کو یہ چہر کی ملی  
 وامنعتك الانسجدا امرتك قال فما اغويتني ثم صراطك المستقيم ثم لا يتهم من بين ايديهم ومن خلفهم  
 اور تجھکو کیا مانع تھا کہ سجدہ کیا جب میں نے فرمایا بولا تو جیسی تو نے مجھ پر راہ کیا ہے میں تیری سیدی راہ پر اور تیرا لوگ اگے سے اور پیچھے سے  
 وعن ايمانهم وعن شاكلهم ولا يخبر اكثرهم شاكرين قال جمهور المفسرين والنهاية كلمة على ههنا ونصب صراطك  
 اور داسنی سے اور بائیں سے اور نہ پاویگا تو اکثر اونہیں شکر گزار تمام مفسر اور نحوی کہتی ہیں کہ یہاں لفظ علی کا محذوف ہے اور صراط کا  
 على نزع الخافض كانه قيل لا تعدن على صراطك المستقيم ثم لا يتهم من جميع جهاتهم وهذا تفصيل لم جملة  
 حرف جر دور کرنی سے ہی گویا عبارت یوں ہی لا تعدن علی صراطک المستقیم پہراون پاس سب طرفوں سے تو گناہ دہیہ تفصیل دس جملہ کی



فی قوله فبعض تلك الغيوبهم اجمعين وتمثيل لوسوسته اليهم وتحويله عليهم ما امكنه وقد مر عليه اذا من  
 جواس عبادت من ي تم تیر غرت کی میں ہو گمراہ کرو گناہ تمثیل لوسوستہ کی اور آرائش کی ہی جو اوپر آویگی اور جبرہ قادر ہوگا کیونکہ جو  
 طریق خایر والشیطان قادر علیہ یقطعہ علی السالکین فیہ بانواع مکاتئہ وغرورہ فانہ یشتمل نفس الانسائ  
 خیرا رستہ ہی سو اوپر شیطان بیٹھا ہوا چنی والوں پر طرح طرح کی مکر اور فریب سی راہ مارتا ہی کیونکہ شیطان انسان کی نفس پر غور کر کر  
 لیعلم ان القوتین غالب علیہا هل هي قوة الاقدام ام هي قوة الاجسام فان رأى ان الغالب علیہا قوة الاجسام یاخذ  
 معلوم کرتا ہی کہ دونوں قوت میں سے اسپر کونسی غالب ہی آیا قوت عمل کی یا قوت باز رہنی کی پہر اگر دیکھتا ہی کہ اوپر قوت باز رہنی کی غالب ہی تو اوپر ہر کی  
 فی تشبیطہ واضعاف ہمتہ وارسادہ عن المامور بہ ویتقلہ علیہ ویقوت علیہ ترکہ حتی یتزک جملۃ  
 ہمت ہی سستی کا بڑا نا اور مامور بہ سی ارادہ کا پیرنا شروع کرتا ہی اور اوپر عمل دشوار اور ترک کرنا آسان کر دیتا ہی آخر وہ اوکو سر اسر ترک کرتا ہی  
 او یقتصر فیہ ویبھاون بہ وان رأى ان الغالب علیہا قوة الاقدام یاخذ فی تقلیل المامور بہ عندہ ویوہم انہ  
 یاوہم قصور کرتا ہی یاوہم سستی کرتا ہی اور اگر دیکھتا ہی کہ اوپر قوت عمل کی غالب ہی تو مامور بہ کو اوکی نظر میں کہتا نا شروع کرتا ہی اور وہم میں ڈالتا ہی  
 لا یكفیه بل یحتاج الی مبالغۃ وزیادۃ ویقصر بالاولیٰ یتجاوز بالثانی وقد قال بعض السلفاء امر الله بأمره  
 کہ مجھ کو کافی ہوگا بلکہ حاجت مبالغہ اور زیادت کی ہی اور اول تین تقصیر ہوتی ہی اور دوسری میں بڑہ جاتا ہی اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ اللہ تعالیٰ جو  
 وللشیطان فیہ نزغتان اما الی تفريط وتقصیر او الی فرط وغلو ولا یبالی بایہما ظفر قد قطع کثیرا من  
 حکم ہی سو او میں شیطان کی دو جھٹکی ہیں یا بظرف کوتاہی اور تقصیر کی یا بظرف زیادتی اور افزائش کی اور یہہہ پر واپسین کرتا کہ سپر فتحیاب ہو اور اکثر  
 الناس فی ہذین الوادین وادی التفريط والتقصیر وادی الافراط والتجاوز والثابت منہم علی الطريق  
 لوگون پر شیطان فی اون دونو میدان میں رہ نہتی ہی ایک میدان تفريط اور تقصیر کا اور ایک میدان افراط اور تجاوز کا اور ان لوگوں میں سے اوس  
 الذی کان علیہ رسول الله علیہ السلام واصحابہ قلیل جدا منہم الذین یبنون المساجد والمدارس  
 رستہ پر قائم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اصحاب کا ہی بہت ہی کمتر ہیں اسکی کہ بعضی ایسی شخص ہیں کہ مسجدیں اور مدرسے  
 والقنابر والرباط من اموال جمعوها من الظلم بالغصب والنهب والرشوة والجهات المحظورة ویظنون انہم  
 اور پل اور خانقاہ ایسی مال سی بناتی ہیں کہ جو عظیم سی اور چین چیمٹ اور رشوت اور بجا طریق سی جمع کیا ہی اور خیال باندہ رکھا ہی کہ ہم  
 استحقوا بذلك مغفرة من الله تعالى وثوابا کثیرا ولا یعرفون انہم تعرضوا لخط الله تعالى فی جمعها وانفاقها  
 اسکی بدلہ میں اللہ کی طرف سے سزاوار مغفرت کی اور بڑی ثواب کی ہیں اور یہہہ نہیں سمجھتی کہ وہ قابل غضب الہی کی ہیں اس مال کی جمع کرنی میں ہی اور خرچ کرنی میں  
 اذ کان الواجب علیہم الامتناع عن جمعها علی هذا الوجه فلما عصوا الله تعالى بجمعها علی هذا الوجه کان الواجب  
 ہی سو اسکی کہ اوپر یہہہ واجب تھا کہ اس وجہ سے مال جمع نہ کرتی پہر اگر انہوں نے اس وجہ سے جمع کرنی میں تاوانی کی تو اب اوپر یہہہ واجب تھا  
 علیہم التوبۃ والرجوع الی الله تعالى ورجعوا الی اصحابہا ان امكن والا فالی وراثتہما ان وجروا والا کان الواجب  
 کہ توبہ اور خدا کی طرف رجوع کرنی اور مال مالکوں کو ہر شادی  
 علیہم تفريقها علی الفقراء بنیۃ ان تكون ودیعة عند الله تعالى یوصلها الی اصحابہا یوم القیمۃ وہم لعدم  
 کہ فقر پر اس نیت سے تقسیم کرتی کہ اللہ تعالیٰ ان امانت رہی قیامت کی روز مالکوں کو پہنچا دیوی اور وہ مال جو فقر پر  
 تفريقها علی الفقراء بقیۃ علیہم وتوخذ من اعمالہم یوم القیمۃ ومنہم من یستغفر الله تعالى ویسبحہ ویصلی  
 تقسیم نہوی تو انکی ذمہ باقی رہی قیامت کی روز انکی اعمال میں سے نی جاوینگی اور بعضی لوگ خدا سے مغفرت مانگتی ہیں اور زبان سے ہر روز سبحا  
 بلسانہ فی الیوم مائۃ مرۃ لا یزال یغتاب الناس ویشتہم ویبزی اعراضہم ویبتکلم بما لا یرضاه الله تعالى  
 سو سو مرتبہ پڑھتی ہیں پہر متصل لوگوں کی غیبت کرتی ہیں گالیان سناتی ہیں اور انکی بی آبروی کئی جاتی ہیں اور صرف رضامندی خدا تعالیٰ کی

طول نهاره من غير حصر ولا عد ويظن ان حسناته اكثر من سيئاته لعدم محاسبة نفسه وعدم تفقدها عاصبه  
تمام دن بی انتها اور بی شمار باتیں کی جاتی ہیں اور گناہ یہ کہتی ہیں کہ ہماری حسنت گناہوں سے زیادہ ہیں کیونکہ اپنی نفس کی محاسبہ اور گناہوں کی تلاش نہیں کرتی  
ویكون نظره الى عدد تسبیحه وتهليله ويغفل عن هديانه الذي لو كتب لكان مثل تسبیحه وتهليله مائة  
اب اپنی تسبیح اور تہلیل کی گنتی پر تو نگاہ ہی اور بیہودہ باتوں کا اگر کبھی جاوین تو تسبیح اور تہلیل کی برابر سو بار بلکہ ہزار بار ہو جاوین  
مرة بل الف مرة وقد كتبه كرام الكاتبين وود الله تعالى على كل كلمة عقابا حيث قال ما يلفظ من قول الا لربه  
کچھ خیال نہیں اور بیشک کرام الکاتبین کو کو کبھی بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ہر کلمہ پر عقاب کا وعدہ کر چکا ہے چنانچہ فرمایا نہیں ہوتا ایک بات جو نہیں ہوتی پس  
مرفق بعتيد فهو ابد ايتا مل في فضائل التسبيحات والتهليلات ولا يلتفت الى ما ورد في عقوبة المذنبين النيام  
ایک راہ دیکھتا طیار سو وہ شخص ہر دم تسبیحات اور تہلیلات کی فضائل تو سوچتا رہتا ہی اور ہر خیال نہیں کرتا کہ غیبت کرنی واللہ اور سخن چہنوں  
والكنابين وغير ذلك من لا يجتر من افات اللسان ولعمرك الله لو كان الكرامون الكاتبون يطلبون منه اجر لما  
اور جو لوگ کی لئی کیا عقاب تجویز ہو ہی اور سو لاسکی اور زبان فی آفات جن سے آخر نہیں ہی اور قسم ہی اگر کرام کاتبین اسی اجر پر تیار کرتی کہ جو جو  
يكتبونه من هديانه الذي نرا على تسبیحه وتهليله الف مرة لكان يكف لسانه حتى عذبة حجة من هدياته وكما بعد  
اوی بیہودہ باتیں کہ تسبیح اور تہلیل سے ہزار گونہ زیادہ ہوتی ہیں اور وہ کہتی ہیں تو بیشک اپنا زبان بند رکھتا اور اس کو اپنا ضرور کا کہ سمجھتا اور بولتی کو  
ما نطق به في فتراته ويحسبه ويؤامره بنسبيحاته حتى لا يفضل عليه اجرة الكتابة فيا عجب لمن يحاسب نفسه  
اپنی لغزش میں گنتا حساب کرتا اور تسبیحات کی برابر رکھتا ایسا نہ کہ کتابت کی مزدوری زیادہ دینی آ جاوی پہر بڑا تعجب ہی کہ اپنی نفس کا حساب  
ويحتاج خوف من ذهاب قيراط في الاجرة ولا يحتاج خوف من فوات فردوس الا على جنة الماوى في الآخرة وليس هذه  
اور احتیاط اس خوف کا مارا تو کری کہ کوئی کوئی اہرست میں نہ جاتی ہی اور اس خوف کی احتیاط کری کہ فردوس اعلیٰ اور جنت الماوی آخرت میں نہ نہ تو بیک اور یہ  
الغفلة الا مصيبة عظيمة لمن يتفكر فيها وقد وقعنا في امراض شكننا فيه تكون من الكفرة الجاحدين وان صدقنا  
غفلت تو بڑی مصیبت ہی اس میں کوئی فکر کری اور ہم ایسی بلا میں آگئی ہیں کہ اگر اس میں شک کریں تو منکر کافر ہوتی ہیں اور اسکی تصدیق کریں  
به نكون من الجهلة المغرورين وليس هذا عمل من صدق بما جاء به القرآن ورسول رب العالمين المجلس الثاني و  
تو جاہل مغرور ہیں اور یہ کام اسکا نہیں ہی جو احکام قرآن اور رسول رب العالمین کی تصدیق کرتا ہی بائین مجلس  
التسعون في بيان عدم الماخذة بالوسوسة عالم تعمل بها وتتكلم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
اس بیان میں کہ وسوسہ پر کچھ مواخذہ نہیں ہی جب تک عمل میں نہ آوی اور یا زبان پر نہ گزری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قرآن  
ان الله تعالى تجاوز عن امتي ما توسوسست به صدورهم عالم تعمل به وتتكلم هذا الحديث من صحيح المصنفين رواه  
جب تک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو معاف کیا ہی جو انکی دلوں میں خیالات آوین جب تک عمل نہ کریں یا زبان پر نہ لاوین یہ حدیث مصنفین کی صحیح حدیثوں میں  
ابو هريرة وفيه دليل على ان المرفوع عن هذه الامة لم يكن مرفوعا من الامة السالفة لان التخصيص بالذكر لا بد له  
اور ہر ایک حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ جو اس امت کو معاف ہی پہلی امتوں کو معاف تھا اس کی کہ اس امت کی خاص مذکور ہوئی کوئی فائدہ چاہی  
من فائدة والمعنى انه تعالى عفى عن هذه الامة ما يخطر في قلوبهم من الخواطر المذمومة واحاديث النفس فان ما يقع في  
اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو خیالات بد اور نفسانی وہم جو انکی دلوں میں گذرتی ہیں معاف کر دی ہیں ہر دین جو خیالات کئی  
القلب من الخواطر الدنية المذمومة يسمى وسوسة وما يقع فيه من الخواطر المرضية المحسنة يسمى الهامات والوسوسة  
اور دین جو خیال پسندیدہ ٹیک آتی ہیں الہام کہلاتے ہیں ہر دین  
اما ضرورة او اختيارية فالضرورة هي الخواطر التي تدخل في القلب من خارجها وهذا معفو عن جميع الامة لكونه  
یا تو ضروری ہو رہی یا با اختیار پہر ضروری تو وہ خیالات ہیں جو دین کی اختیار آ جاتی ہیں اور یہ تو تمام امتوں کو معاف ہوئی ہیں اس واسطی



خامس جاعن حد الاستطاعة والاختيارية هي الخواطر التي تدخل في القلب وتستجلبها الطبع وتلقبها النفس وتزودها  
 که صد منتظاعتی باهری اور اختیار دی وہ خیالات ہیں جو دل میں آتی ہیں اور طبعیت اور فکر کہیں لاتی ہیں اور نفس اور بھی نگاہیں لاتی ہیں اور بار بار پڑتا  
 وتتلذذ منها فاقبل الى العمل والتكلم بها وهذا النوع هو الذي عني عن هذه الاقوال سائر الامم تشريفا للنبينا وتفضيلا  
 ہی اور لذت اور لذت گیری پہر اور عمل کی یا بیان کی رغبت کرتا ہی اور یہ ہی وہ قسم ہی جو اس امت ہی علامہ تمام امتوں ہی سبب شرافت ہر ایک اور فضیلت اور ہی استی  
 لامته واما العقائد الفاسدة ومساوی الاختلاف وما ينضج اليها من افعال القلوب فهي بعزل عن الدخول في جملة ما  
 معاف ہو ہی اور ہی فاسد عقیدہ اور عادات بدہ اور جو انہیں علی ہو ہی ہیں یعنی اعمال قلوب سودہ و سودہ دل میں داخل ہو ہی ہیں اگر ہیں  
 وسواء به الصدور بل هي من اعمال القلوب التي يواخذ بها الانسان والحاصل ان ما يقع في القلب على خمس مراتب اول  
 بلکہ یہ وہ اعمال قلوب ہیں جسین انسان ہی مواخذہ ہو دیکھا اور حاصل یہ ہی کہ دلی خیالات پانچ درجہ ہیں پہلا تو  
 الها جس هو ما يقع فيه ابتداء ثم الخاطر وهو جريان ما يقع فيه ثم حديث النفس وهو التردد فيما يقع فيه هل يفعل  
 جس کہ وہ دل میں پہلی ہی آتا ہی پہر اس کی بعد خاطر یعنی اس کا جاری ہونا جو دل میں آتا ہی پہر حديث النفس یعنی او میں تردد جو دل میں آتا ہی کہ کروں  
 ام لا ثم اظهر وهو ترجيح جانب الفعل ثم العزم وهو القطع على الفعل والجزم به وهذه الخواطر ان كانت في المعاصي فيها  
 یا نہیں پہر ہم یعنی کرتی کی جانب کو غالب کرتا پہر عزم یعنی فعل پہر ٹوٹ پڑنا اور جزم کرنا اور یہ خیالات اگر گناہوں کی ہوتی ہیں تو سمیں  
 تفصيل اما الها جس فلا يواخذ به احد اجماعا لانه ليس من فعل العبد وانما هو شئ وارد عليه لا قدرة له على دفعه لا  
 تفصیل ہی جس ہی تو متفق علی کہ گناہ نہیں ہی کیونکہ یہ بندہ کا کیا ہوا نہیں ہی یہ تو ایسی بات ہی کہ خود بخود آجاتی ہی کا نتیجہ نہیں کہ دفع کر دی یا  
 على منعه واما الخاطر الذي بعده فالعبد قادر على دفعه بصرف الها جس اول ووروده ومع هذا هو وابعده من حديث  
 رو کر دی اور خاطر جو اس کی بعد ہی سوادی کو اس کی دفع پر قدرت ہوتی ہی کہ جس کو آتی ہی پہر دی سپر ہی یہہ اور اس کی بعد کا یعنی حديث النفس  
 النفس مرفوعة عن الامة بالحديث الصحيح الوارد في ارتفاع حديث النفس عن هذه الامة وهو قوله عليه السلام عني عن  
 اس امت کو سبب متعین بدیل حدیث صحیح کی جو کس باب آتی ہی کہ حدیث نفس اس امت کو معاف ہی وہ حدیث یہہ ہی کہ میری امت کو معاف ہی  
 ما حدثت به نفوسهم فاذا ارتفع حديث النفس يرتفع ما قبله بالطريق الاولى وهذه الثلاثة لو كانت في الحسنات لا  
 جو انکی نفس حدیث کرتی ہیں پہر جب حدیث نفس معاف ہو تو ادنی پہلی کی خیالات بطریق اولی معاف ہوگی اور یہ تینوں اگر حسنات میں ہیں تو اس کا  
 يكتب له بها اجر لعدم القصد واما الهم فقد بين في الحديث الصحيح ان الهم بالחסنة يكتب حسنة وان لم تفعل لظهور  
 کہ ثواب نہیں ہو تا کیونکہ قصد نہیں ہی اور الہم سو حدیث صحیح میں آیا ہی کہ نیک الہم کا ثواب ہوتا ہی اگرچہ سبب کسی مانع کی علی یہ  
 مانع والهم بالسيئة لا يكتب سيئة بل ينتظر فان تركها العبد لله تعالى يكتب عليه حسنة وان فعلها يكتب عليه  
 نہ آوی اور یہ الہم کا کچھ گناہ نہیں ہوتا بلکہ ملتوی رہتا ہی اگر آدمی فی او سکون نہ کرے کیا تو او کو ثواب ہوتا ہی اور اگر بدیہ تو نری عمل کا گناہ  
 انوالفعل وحده لا اثر الهم لان الهم مرفوع عن هذه الامة واما العزم على السيئة فبعض العلماء وان جعله من الهم المرفوع  
 ہوتا ہی الہم کا کچھ گناہ نہیں ہوتا کیونکہ الہم اس امت کو معاف ہی اور العزم بدی کا سو بعض علماء کو اگرچہ اس میں داخل کیا ہی جو معاف ہی  
 الا ان المحققين على كون العبد مواخذ به لكن ان ندم على عزمه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة  
 پہر محقق سپر ہیں کہ اس میں بندہ ہی مواخذہ ہو دیکھا لیکن اگر اپنی عزم پہر نادم ہوا اور اس کی خوف ہی وہ کام نکلیا تو او کو ثواب ہوتا ہی  
 لان عزمه على السيئة وان كان سيئة لكن امتناعه عنها حسنة فيكتب حسنة واما اذا فات عنه الفعل بعائث  
 کیونکہ عزم گناہ کا اگرچہ گناہ ہی لیکن ادنی باز رہنا نیک عمل ہی سو ثواب ہوتا ہی اور جس صورت میں کہ وہ کام کسی مانع کی سبب یا  
 تركه بعذر لا حق لا خوف من الله تعالى يكتب عليه سيئة لان عزمه فعل اختياري من افعال القلوب فيواخذ به  
 کسی عذر کی ہادی نہیں ہو اگرچہ او کو خوف الہی نہیں چھوڑا ثواب گناہ ہوتا ہی کیونکہ عزم افعال قلوب میں ہی فعل اختیاری ہی سو عزم کی پکڑ ہوگی





حتى تنقلب حسنة لكن ينبغي ان يعلم ان الوسوسة قد تكونت من جهة تلبس ابليس فان الشيطان قد تلبس على  
 كما يترك عمل نيك هو جادى ليكن سمجنى كى بات هى كه وسوسة بعض وقت ابليس كى فریبسى هو ستاى بیشك شیطان بعض وقت انسان پر یہیہ شبہ و انتاى  
 الانسان فيقول العبر طويل والصبر على ترك الشهوات طول العمر شديد فكيف تترك الشهوات والشهوات فعند ذلك  
 كہتا ہى کہ عمر بہت درازسى اور ترك شہوات پر تمام عمر صبر كرنا بڑا ہى سخت عذاب ہى اب لذتیں اور شہوات كيوں ترك كر ديجئى اب ایسى وقت آدمى كو  
 يلزم للعبد ان يدرك عظيم ثواب الله تعالى واليه عقابه ووعده ووعدة ويجرد ايمانه ويقينه ويقول نعم الصبر عن  
 لازم ہى کہ اللہ تعالى كا بڑا ثواب اور سخت عذاب اور او كى وعدى اور وعيد ياد كر كى اور ان سر نو ايمان اور يقين كو سنبھالى اور ہى البتہ صبر كرنا  
 الشهوات شديد لكن الصبر على النار اشد فلا بد من اختيار اخف مما فاذا ذكر العبد ذلك يخنس الشيطان ويهرب اذا لم يستطع  
 شہواتسى سخت ہى ليكن اگ پر صبر كرنا اور ہى بہت سخت ہى سو كتر كو اختيار كرنا چاہئى جب آدمى یہ بات ياد كر تاى تو شيطان پس پشت بہاگ جاتا ہى كيوں كہ شيطان كى  
 ان يقول ليس الصبر على النار اشد من الصبر على المعصية ولا يملك ان يقول المعصية لا تقضى الى النار لان  
 یہ طاقت نہيں ہى كہ كہوى اگ پر صبر كرنا معصيت پر صبر كرنى سى سخت نہيں ہى اور نہ كيرہ سكتاى كہ معصيت دوزخ ميں نہ لجاو كى اس واسطى كہ آدمى كا  
 ايمان العبد يدفعه وينقطع عنه وسوسته بنور الايمان فان العبد اذا كان ايمانه حقيقيا لا لسانيا بل  
 ايمان ايكو دفع كر ديتاى اور ايمان كى نورسى اوسكا وسوسہ كٹ جاتا ہى بیشك جب آدمى كا ايمان حقيقى ہوتا ہى نرا زباني نہيں ہوتا بلكہ  
 قلبيا يقينيا يدفع عن نفسه وسوسة الشيطان ويتخذ عدوا متنا لا لقوله تعالى ان الشيطان لكم عدو  
 دلى يقينى ہوتا ہى تو اپنى دلى شيطانى وسوسہ وركر ديتاى اور شيطان كو دشمن جانتا ہى اس آيت كى موافق تحقيق شيطان تمہارا دشمن ہى  
 فاتخذوه عدوا فانه تعالى بين في هذه الآية ان الشيطان عدو لبني آدم وامرهم ان يتخذوه عدوا  
 سو تم سمجھ كرہاؤ كو دشمن اللہ تعالى نى اس آيت ميں بيان كيا كہ شيطان بنى آدم كا دشمن ہى اور یہہ حك كيا كہ وہ ہى اوسكو دشمن سمجھيں كيوں كہ  
 يريد اضلالهم ليصيرهم مع نفسه الى النار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يعرف عدوه ويجهتد في دفع وسوسته  
 اوكو كمرہ كيا چاہتا ہى تا كہ اپنى اساتدہ دوزخ ميں كہنچ لجاو كى اس بيان كى موافق عاقل كو چاہئى كہ اپنا دشمن پہچان كر اوسكا وسوسہ بزور دفع كر دى  
 ولا يتسلط على وسوسته الا بغالفة الهوى فمن منع نفسه عن الهوى يكون من عباد الله الذين لا يتسلط عليهم  
 اور بدول مخالفت ہوا ہوس كى اوسكا وسوسہ دفع نہيں ہوتا پر جسنى اپنى نفس كو ہوسى رو ك رہا تو وہ اون لوگوں ميں ہوتا ہى جن پر شيطان غالب نہيں ہوتا  
 الشيطان على ما اخبر الله تعالى بذلك وقال ان عبادى ليس لك عليهم سلطان قلت الآية على ان الشيطان  
 موافق مضمون اس آيت كى وہ ميرى بندى ميں او نہيں نہيں تيرى حكومت یہہ آيت دلالت كرتى ہى كہ شيطان  
 لا يتسلط على من كان عبادا لله تعالى وانما يتسلط على من لم يكن من عباد الله تعالى فمن يتبع الهوى لا يكون  
 او نہيں جو اسكى عبادت كر نوالى ميں غلبہ نہيں كر سكتا او نہى پر غلبہ كرتا ہى جو اللہ كى عابد نہيں ہيں پر جو شخص اپنى ہوا كا تابع ہى وہ  
 من عباد الله تعالى بل يكون من عباد الهوى اذ قال الله تعالى امر ايت من اتخذ الهه هواه اشار الى كونه  
 اللہ تعالى كا عابد نہيں ہى بلكہ ہوا كا پوجنى والا ہى اسلى كہ اللہ تعالى فرماتا ہى بہلا ديكھہ تو جسنى پوجنا پكر اپنى چاؤ كا يہہ شاہ ہى كہ  
 الهوى الهه ومعبوده والى كونه من عباد الهوى لا من عباد الله تعالى فمن لم يكن من عباد الله تعالى بل كان  
 ہوا ہى اوسكا خدا اور معبود ہى اور وہ ہوا كا بندہ ہى اللہ كا بندہ نہيں ہى پر جو شخص اللہ كا بندہ نہو دى بلكہ ہوا كا  
 من عباد الهوى يتسلط عليه الشيطان بواسطة الهوى الذى يتشعب منه الشهوات فكما ان الشهوات  
 بندہ ہو دى تو اوكو پر شيطان بوسيلہ ہوا كى جس ميں سى شہوات كى شاخیں نكلتى ہيں غالب رہتا ہى سو جس سى شہوتیں انسان كى  
 سارية في لحم الانسان ودمه كذلك سلطنة الشيطان سارية في لحم الانسان ودمه ومحيطه به من  
 گوشت پرست اور خون ميں پھيلى ہوئى ہيں ایسى ہى شيطان كى سلطنت آدمى كى اندر گوشت اور خون ميں سير كرتى ہى اور ہر طرف سى گيرى ہوئى ہى

جميع جوانبه ولد لك قال النبي عليه السلام من الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم فضيقوا مجاريه  
 اسپی نئی بنی علیہ السلام فی فرمایا کہ شیطان ابن آدم میں شان خون کی پہر تہی استم اوکی آمد کا رستہ ہو کہ سی بند کرو  
 بالجوع وأما امر النبي عليه السلام بتضييق مجاري الشيطان بالجوع لأن تسلط الشيطان على الإنسان ليس  
 اور نبی علیہ السلام فی شیطان کا رستہ بہر کسی بند کر لی کو اسنی فرمایا ہی کہ شیطان کا غلبہ انسان پر بدون وسیلہ شہوت کی  
 إلا بواسطة الشهوة والشهوة تنكسر بالجوع فمن يريد أن يسلم من تسلط الشيطان عليه فعليه الامتناع بالصوم  
 نہیں ہو سکتا اور شہوت بہر کسی ٹوٹ جاتی ہی پہر جو شخص چاہی کہ میں شیطان کی غلبہ سے سلامت رہوں تو او کو روزی رکبئی چاہییں  
 من تسلط الشيطان عليه فإن من يتم مقتضى الشهوة المنشعبة عن الهوى يظهر تسلط الشيطان عليه بوا  
 تا کہ شیطان کا غلبہ سے سلامت رہی بیشک جو شخص شہوت کی پیچی پڑا رہتا ہی جو ہر اک شاخ ہی تو او سپر بوسیدہ ہو کی شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہی  
 الهوى لأن الهوى مرغى الشيطان ومرتعه ولما لم يكن أحد خاليا عن الشهوة المنشعبة عن الهوى لم يوجد أحد  
 کیونکہ ہو اہوس شیطان کی بیڑ اور چرگاہ ہی اور چونکہ کوئی شخص شہوت سے جوشاخ ہو اہوس کی ہی خالی نہیں ہی تو ایسا ہی کوئی نہیں ہی  
 خاليا عن ان يكون للشيطان فيه تسلط ولذلك قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابن مسعود ما منكم  
 کہ او سپر شیطان کا کچھ ہی غلبہ نہو اور اسی نئی بنی علیہ السلام فی فرمایا ہی حدیث میں جواب مسعودی روایت ہی تم میں سے ایسا کوئی نہیں کہ  
 أحد الأوله شيطان قالوا وانت يا رسول الله قال عليه السلام وأنا الأوله تعالى عانى عليه فاسلم فلا يامر  
 او کا شیطان نہو عرض کیا اور تم یا رسول اللہ فرمایا اور میں ہی ہر اتنا ہی کہ اللہ تعالیٰ فی او سپر میری مدد کی سورہ مہمان ہو گیا اب وہ سورہ  
 لا يخبر بيانه على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان الشيطان لا يتصرف في الإنسان إلا بواسطة الشهوة فمن  
 شیر کی کچھ نہیں کہتا اسکی تفصیل موافق بیان امام غزالی کی احیاء میں یہ ہی کہ شیطان انسان میں بدون وسیلہ شہوت کی تصرف نہیں کر سکتا پہر جسکی  
 احبته الله تعالى على كسر شهوته حتى يصير لا يتسلط الا حيث ينبغي والى الحد الذي ينبغي فشبهه بونه لا تدعو  
 اللہ تعالیٰ فی شہوت توڑنی پر احادیث کی بیان تک کہ ایسا ہی حاوی کہ او ہر متوجہ ہو کہ جہان چاہی او اس جنگ جو منہ او اس ہی سوا کی شہوت شریک نہیں بلاتی  
 الى الشرف الشيطان المتداعر بها لا يامر الا بالخير فعلم من هذا الحديث ان بغى احم لا يتصور ان يتفك الشيطان عنهم  
 اور شیطان جو شہوت کا لباس پہنی ہوئی ہی سوار خیر کی نہیں کہتا احادیث سے معلوم ہو کہ خیال میں نہیں آتا کہ کوئی آدمی شیطان سے جدا ہو  
 وإنما يتميز بعضهم عن بعض بموافقتهم اياه ومخالفتهم اياه فمن يغلب عليه مقتضى الشهوة يجد الشيطان  
 اور آپس میں ایک کو دوسری سے اتنا ہی فرق ہی کہ شیطان کتنا موافق ہی یا اوس کی کتنا مخالف ہی پہر جسیر مقتضیات شہوت کا طالب ہیں او سپر شیطان  
 فيه فجاء لا يتسلط عليه ولاكتشاف الشهوات للإنسان من جوانبه قال ابليس على ما اخبر الله تعالى عنه لا تعد  
 چہی قدرت ہا تہی اور او سپر تسلط کر لیتا ہی اور انسان کو جو شہوت فی ہر طرف کی کہیں رکھا ہی تو ابلیس کا یہ قول ہی جیہ کہ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہی میں بیہوشن کا  
 لهم صراطك المستقيم ثم لا يتنهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمائلهم ولا يجد أكثرهم  
 وکی تاکتین تیری سید ہی راہ پر پہر او سپر او نگا آگی سے اور پیچی سے اور راستی سے اور بائیں سے اور بائیں سے اوٹے باؤنگا تو انہیں سے اکثر  
 شكرون فإنه يأتى الإنسان من جميع جهاته بأنواع مكائده ويحجب اليه الفعل الذي يضره حتى يخيل اليه  
 شکر گزار پہر شیطان انسان کی ہر یک طرف سے طرح طرح کی کر لاتا ہی اور وہ کام او کو پسند کر دیتا ہی جو مضر ہی بیان تک کہ وہ خیال کرتا ہی  
 انه من انفع الاشياء اليه ويكره اليه فعل الذي ينفعه حتى يخيل اليه انه من اضر الاشياء اليه وهم هذا الطريق  
 کہ یہ کام سب سے زیادہ مفید ہی اور وہ کام نا پسند کر دیتا ہی جو نافع ہو بیان تک کہ خیال کرتا ہی کہ یہ کام سب سے زیادہ مضر ہی اور اس طریق سے  
 كما د كثير من الناس حتى القاهم في اللهو والمختلفة والآراء المتنوعة واوصلهم الى الكفر والضلال ووقعهم في الاثم  
 بہت لوگوں کو فریب دیا ہی بیان تک کہ او کو مختلف ہو میں نور الگ الگ رائی میں لگا دیا ہی اور کفر اور گمراہی میں پہنچا دیا ہی اور گناہ اور وبال میں





فان الذي اخبر بفضيلة العلم هو الذي اخبر بعقوبة العلماء السوء فانه تعالى قال مثل الذين حملوا التوراة

ثم لم يحملوها كمثل الحمار يحمل اسفارا وقال الله تعالى في آية اخرى فمثل كمثل الكلب فاني اخري اعظم

من القليل بالحمار والكلب وقال النبي عليه السلام اشد الناس عذابا يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعمله وقال

عليه السلام في حديث اخر من زاد علما ولو من دده لم يزد من الله الا بعدا وبعدا واما مال تلك

التشديدات فلا يحصى في حق العالم التارك للعمل كيف يعتقد انه على خير مع تارك حجة الله تعالى عليه

واما علم المكاشفة فهو العلم بالله تعالى وصفاته واسماءه فمن احكم هذا العلم ثم اهل العمل وضيع امر

الله تعالى فهو مغرور ايضا فخره يدل على انه لم يحصل من معرفة الله الا الاسامي دون المعاني لانه لو

عرف الله تعالى حق معرفته لخشيته واتقاه كما قال الله تعالى انما يخشى الله من عباده العلماء فقال الله تعالى

ان يجعلنا ممن يخشى الله تعالى المجلس الثالث والتسعون في بيان ان للشيطان مئة باين ادم و

الملك خزيمة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان للشيطان مئة باين ادم والملك خزيمة فاما مئة الشيطان فاما بعد

بالشر تكذيب بالحق واما مئة الملك فاما بعد بالحق فمن جحد في ذلك فليعلم انه من الله تعالى

فليعلم الله تعالى ومن وجد الاخرى فليتعلم بالله تعالى من الشيطان الرجيم هذا الحديث من جسدان المصابين

من الانسان هذين الامرين وهما الابدان بالخير والشر المارد هما اللذان يقع في القلب احدهما

بواسطة الملك والاخر بواسطة الشيطان وهما يقع بواسطة الملك واليهما او ما يقع فيه بواسطة الشيطان

من الانسان هذين الامرين وهما الابدان بالخير والشر المارد هما اللذان يقع في القلب احدهما

بواسطة الملك والاخر بواسطة الشيطان وهما يقع بواسطة الملك واليهما او ما يقع فيه بواسطة الشيطان

من الانسان هذين الامرين وهما الابدان بالخير والشر المارد هما اللذان يقع في القلب احدهما

بواسطة الملك والاخر بواسطة الشيطان وهما يقع بواسطة الملك واليهما او ما يقع فيه بواسطة الشيطان



صلاحتساویا لا یترجح احدهما علی الآخر الا باتباع الهوی ولا کتاب علی الشهوات او بمخالفة الهوی والاعراض  
 برابر بر یکدیگر چنانچه بر غلبه نہیں ہوتا مگر باعتبار پیروی ہوا کی اور شهوات پر اور اندر گزشتگی یا باعتبار مخالفت ہوا کی اور شهوات سے  
 عن الشهوات فان الانسان اذا اتبع مقتضى الشهوة والغضب يظمر تسلط الشيطان على قلبه بواسطة الهوى يصير  
 منہ پیروی کی بیشک انسان جب شهوت اور غضب کی پیروی کرتا ہی تو اس کی دل پر شیطان کا غلبہ ہو سیکے ہوا کی ظاہر ہو کر تا ہی اور کما دل  
 قلبه عن الشيطان ومقره لكون الهوى عرى الشيطان ومرتعاه واذ جاهد نفسه ولم يقم مقتضى الشهوة و  
 شیطان کا صحبتی اور مقام ہو جاتا ہی کیونکہ ہوا میں شیطان کی چراگاہ اور پیڑ ہی اور اگر اسی نفس کو مارا اور کوڑم شہوت اور  
 الغضب يكون قلبه مستقرا لمثلثة ومهبطهم لكن لما لم يكن قلبه من القلوب خاليا عن الشهوة والغضب والحرص  
 غضب کی پیروی کی تو اس کا دل مائیکہ کا مقام اور گزر گاہ ہو جاتا ہی لیکن چونکہ کوئی دل کسیا ہی شہوت اور غضب اور حرص  
 والطمع وغير ذلك من الصفات البشرية المنشعبة عن الهوى لم يتصور ان يوجد قلب خال من ان يكون فيه  
 اور طمع وغیرہ صفات بشری سی جو ہوا کی شاخیں ہیں خالی نہیں ہوتا تو خیال میں نہیں آتا کہ کوئی ایسا ہو کہ جہاں شیطان کی وسوسہ  
 للشيطان جولان بالوسوسة ولا يزول وسوسته الا بتكرشي وسوس به فيه اذ عند حصول ذكر شئ  
 کا گزر نہوتا ہو اور اس کا وسوسہ کہیں نہیں جاتا بدون ذکر کسی اور بات بجز اس وسوسہ کی اس واسطی کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتا ہی ان  
 فيه ينعدم ما كان فيه من قبل الا ان كل شئ سوى ذكر الله تعالى وما يتعلق به يجوز ان يكون محالا للشيطان  
 تو پہلی بات جاتی رہتی ہی اتنا ہی کہ ہر ایک بات سواء ذکر الہی کی اور جراتی متعلق ہی گزر گاہ شیطان کا ہو سکتا ہی  
 فان ذكر الله تعالى هو الذي يؤمن جانبه ويعلم انه ليس محالا للشيطان فان القلب مثال حصن له ابواب  
 سو ایسا تو ذکر الہی ہی کہ جس کی طرف سب خاطر جمع ہی اور معلوم ہی کہ گزر گاہ شیطان کا نہیں ہی بیشک دل کی مثال ایسی ہی جیسی ایک قلعہ کئی دروازہ والا  
 كثيرة والشيطان يريد ان يدخل فيه من كل باب ويملكه ويستولي عليه فلا بد للعبد من حفظه ولا  
 اور شیطان چاہتا ہی کہ اوس میں ہر ایک دروازہ ہی اگر مالک اور مستولی ہو جاوی  
 يقدر على حفظه الا بحراسة ابوابه وسد مداخله ومواضع ثلثه وابوابه ومداخله الصفات المذمومة  
 اوسکی حفاظت بدون نگہبانی دروازوں کی اور روکنی آمد کی راہ اور کہیں کی رخنہ کی نہیں ہوتی اور قلعہ کی دروازہ اور اند کی راہ صفات مذمومہ میں  
 فليس للادنى صفة من صفات المذمومة الا وهي قوت من اقوات الشيطان وسلاسل من اسلحته وباب من  
 سو آدمی کی کوئی صفت صفات مذمومہ میں سی ایسی نہیں ہی کہ وہ شیطان کا کوئی قوت اور اسکی ہتھیاروں میں کا ایک ہتھیار اور اسکی دروازوں  
 ابوابه ومدخل من مداخله وهذه الابواب والمداخل كثيرة بعضها ظاهرة وبعضها غامضة وكلها  
 میں سی ایک دروازہ اور اسکی آمد کا راہ نہو اور یہ دروازے اور اند کی راہ بہت ہیں بعضی ظاہر ہیں اور بعضی پوشیدہ اور شیطان کی لئے سب  
 مفتوحة للشيطان وليس للملك فيه الا باب واحد وقد يلتبس ذلك الواحد بهذا الكثير فالعبد فيه مثاله  
 کہلی ہوئی ہوت اور ان میں سی فرشتہ کی الی ایک ہی دروازہ ہی اور کہیں وہ کیسے ان سب میں مجاہد ہی اس صورت میں آدمی کی کہاوت ایسی ہی  
 مثال المسافر الذي بقي في بادية كثيرة الطرق غامضة السالك في ليلة مظلمة فلا يكاد يعلم الا بعين بصيرة وخلوع  
 جیسی مسافر تنہا جگہ میں جہاں چار طرف ہر ایک سنی حاق ہوں اندھیری رات میں سو یہ مسافر بدون عین بصیرت اور روشنی چلتی  
 شمس مشرق والمراد بعين البصيرة ههنا هو القلب المصفي بالتقوى والمراد بالشمس المشرقة هو العلم المستفاد من  
 سورج کی انہیں سنہل سکتا اور عین بصیرت سی یہاں تقویٰ سی صاف کیا ہوا دل مراد ہی اور آفتاب روشن سی وہ علم مراد ہی جو  
 كتاب الله تعالى وسنة رسوله اذ بها يعلم غوامض طرقه وابوابه التي يدخل منها في القلب الامراض  
 کتاب اللہ اور سنت رسول سی حاصل ہوا ہو کہ انہی دونوں سی ہر ایک سنی اور اسکی دروازے اور دنگار سنہ جسی بیماری علل کی

المحتاج الى العلاج ولا يبر الشئ لا يكون الا بضد وضد جميع الوساوس الشيطانية ذكر الله بالاستعاذة  
علاج دل بین اسکی ہو گئی ہیں اور ہر مرض کا علاج اسکی ضد سی ہوتا ہی اور تمام وسوسہ شیطانی کا ضد اللہ کا ذکر ہی ساتھ اعوذ باللہ کی

والتبری من الحول والقوة بان يقال احوف بالله من الشیطان الرجیم لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم  
اور بری ہونا حول اور قوت سی اسطوری پڑ ہی پناہ لیتا ہوں اللہ کی شیطاں مردوسی اور نہ پھر ناگنا ہی اور نہ قوت طاقت کی مگر اللہ بزرگ برتر سی

فانقل هل یکنی فی الدفع مجرد ذکر الله تعالی ام لا بد فیہ من العلاج فالجواب ان العلاج فیہ سد  
اگر کوئی پوچھی آیا دفع کی لئی صرف ذکر اللہ کافی ہی یا اس میں کچھ علاج ہی چاہی پھر اس میں علاج کیا ہی سو جواب یہ ہے کہ ہمیں علاج یہ ہے

من اخله بتطهير القلب من الصفات المذمومة وتعميره بالتقوی حتی یتمکن الذکر فیہ ولا یفقد علی ذلك  
کہ اسکی آسکی دلہ دلو صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی سی آباد کر کر بند کر دی تاکہ دل کی اندر ذکر قائم رہی اور پھر سوا متقیوں کی

الا المتقون الذین طهروا قلوبهم من الصفات المذمومة وعملوها بالتقوی وغلب علیهم ذکر الله تعالی فان  
کیکی قدر متقین جنہوں کی اپنی دل صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی کا سی آباد کر رہی ہیں اور انہیں یاد الہی غالب ہو گئی ہی بیشک ذکر الہی

الذکر لا یتمکن فی القلب الا بعد عمارة بالتقوی وتطهيره من الصفات المذمومة فلا بد من تطهيره لیتمکن الذکر  
دلیں جب ہی قائم رہتا ہی کہ تقوی سی آباد اور صفات مذمومہ سی پاک ہو چکی اب اسکا پاک کرنا ضرور ہوا تاکہ اس میں ذکر قائم ہی

فیہ لان الذکر لو لم یتمکن فیہ یصدیحدث النفس قلا یدفع وسوسات الشیطان ولذلك قال الله تعالی ان الذکر  
اسکی کہ اگر ذکر دلیں قائم نہ تو وہ حدیث النفس ہوگا پھر اس سی شیطانی وسوسہ دفع نہیں ہو سکی اور اس لئی اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ

اتقوا اذا صمم طائف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون فانه تعالی قد خص ذلك بالمتقین فان القلب اذا  
ڈر گئی ہیں جہاں پڑ گیا اور پھر شیطاں کا گھر چونک کی ہر تھی اوکو سوجھ آگئی بیشک اللہ تعالیٰ فی اس بات کو پھر ہر گز گار دینی خاص کامی کیونکہ دل اگر

تطهر من الصفات المذمومة لا یکن للشیطان فیہ استقرار بل غما یتوکل فیہ احتیازا وینعہ من الاحتیاز  
صفات مذمومہ سی پاک ہو جاتا ہی تو اس میں شیطاں کا قیام نہیں ہوتا بلکہ یہ ہی اللہ رفت ہوتی ہی اور آمد رفت سی ہی اسکو ذکر الہی بند کر دیتا ہی

ذکر الله تعالی فمثاله مثال کلب یقر بصدق فان لم یکن بین یدیک شیء من الطعام یزجر بقولک احبنا فخرج  
سوا اسکی مثال ایسی ہی جیسی ہوگا کتا تیری پاس چلا آوی پھر اگر تیری سامنی کچھ کہا نہ تو اتنا ہی کہنی چلا جاتا ہی ادب پس صرف

الصوت یدفعه وان کان بین یدیک شیء من الطعام لم یج علیہ ولا یندفع بجر الکلام فالقلب الخالی عن الهوی  
دھنکا اور اسکو دفع کر دیتی ہی اور اگر تیری سامنی کوئی کہا نہ موجود ہو تو حملہ کرتا ہی اور صرف دھنکار سی نہیں جاتا سو جودل ہوا سی خالی ہو

یزجر الشیطان عنه مجرد الذکر اذا لا یطرقہ الشیطان الا عند غفلة وخطوه عن ذکر الله تعالی فاذا احاط بالذکر  
تو شیطاں وہاں نہ پہنچتی صرف ذکر سی چلا جاتا ہی کیونکہ شیطاں غفلت ہی وقت دلیں جب ذکر الہی سی خالی پائی تو جاسکتا ہی پھر جب وہ ذکر کرتا ہی

یخس الشیطان فاما القلب المعلق بالهوی فلو کان الهوی قوی الشیطان یتستقر فیہ الشیطان ولا یندفع بالذکر  
بجلی پائو بھا گتا ہی اور جودل ہوا میں لگا ہوا ہی تو ہوا ہوس جو شیطاں کی قوت یازہی تو وہاں شیطاں جگہ پکڑ لیتا ہی اور ذکر سی نہیں گتا

والحاصل ان القلب معلق بالهوی یجد الشیطان محالاً فیوسوس فیہ وھما اشتغل بالذکر یتخل  
خلاصہ یہ ہی کہ دل پر اگر لازم ہوا کی غالب ہو جاتی ہیں تو شیطاں کا گدڑ ہو جاتا ہی پھر اس میں وسوسہ پیدا کرتا ہی اور جب ذکر میں مشغول ہوتا ہی تو شیطاں

عنه الشیطان ویقبل انیہ الملك فیہ ویلهم فیہ والتطارد بین جندی الملك والشیطان فی معركة القلب  
وہاں اگر اہام کرتا ہی اور قلب کی معرکہ میں درمیان دونو شکر فرشتہ اور شیطاں کی ہمیشہ جنگ دھکا پیل رہتی ہی

دائم الى ان ینفخ القلب لحدھا فاکثر القلوب قد فتمتھا الشیطان وملكھا فامتلات بالوساوس الداعیة الى اثم  
آخر کو سی ایک کی فتح ہو جاتی ہی سو اکثر دل تو شیطاں فتح کر کر مالک ہو گیا ہی پھر وہ ایسی وسوسوں سی پر ہو گئی ہیں جو کہ طرف اختیار کرنی دنیا



الدنیا واطراح الاخری ومبدأ امتلاءها اتباع الهی ولا یکن فتحها بعد ذلك الا بتخلیهما عن الهی وتخلیهما بذكر  
اوراک کرئی آخرت کی بلقی بن اورسبب وسوسه ہوئیگا ہوئیگا پیروی ہی اب اسکی کافتی ہو نا ممکن نہیں ہی بدون اسکی کہ ہواسی عالی کر کر ذکر الہی کی رونق پائی  
اللہ تعالیٰ وذلك لا یتیسر الا بمعرفۃ الخواطر الداخلة فیہا فان الخواطر الداخلة فیہا تنقسم الی ما یعلم قطعاً انه داع  
اور یہ حالت سمجھ نہیں ہوتی بدون درمیت خطرات کی جدولوں  
الی الخیر فلا یجفی فی کونہ الہام والی ما یعلم قطعاً انه داع الی الشر فلا یجفی فی کونہ وسوسۃ والی ما یتزد فیہ فلا  
اب وہ بلاشبہ الہام ہی دوسری جہ کہ یقینی معلوم ہی کہ بدی کی طرف بلاتی ہی پیرودہ بلاشبہ وسوسہ ہی  
یذکر انہ من لمة الملك او من لمة الشیطان اذ من مکائد الشیطان ان یعرض الشر فی معرض الخیر و یقیر ذلك  
معلوم کہ وہ فرشتہ کی اثر ہی یا شیطان کی اثر ہی کیونکہ شیطان کا کریمہ بھی ہوتا ہی کہ یہی کو خوبی کی لباس میں پیش کردی اسکی تیز بہت  
خامض بہ ہر لک کثیر من العباد والزہاد والعلماء والفقراء والاغنیاء وسائر اصناف الخلق من یکرہون  
دشوار ہی اور اس مکر ہی بہت لوگ عابد اور زاہد اور عالم اور صالح اور فقیر اور غنی اور تمام قسم کی خلقت ہر لک ہوئی ہی جو ہر لوگ  
ظاهر الذنب لا یرضون لانفسہم الخوض فی المعاصی الصریحۃ فان الشیطان لا یقدر ان یدعوہم الی الشر الصریح  
کہ ظاہر گناہ کو ناپسند کرتی ہیں اور اپنی ہی مصریح گناہ میں خوض کرنی پر راضی نہیں ہوتی نہ شیطان کی طاقت نہیں ہی کہ او کو صریح گناہ پر بلا ہی اب اس گناہ کو  
فی صورۃ بصورۃ الخیر وتلبیساتہ من ہذا الجنس لا نہایۃ ومکائدہ فیما یتعلق بالعقائد والاعمال لا حصراً فان  
خیر کی صورت دیدیتا ہی اور اس طرح کی تلبیسات کی کوئی نہایت نہیں ہی اور شیطان کی مکر جو عقائد اور اعمال ہی علاقہ رکھتی ہیں بیشمار ہیں بیشک  
تلبیسہ فی الاعتقادات والعبادات قد انتشر فی البلاد وشاع بین العباد فینبغی للعبد ان یقف عند کل ثم یخطر  
شیطان کی مکر اعتقادات اور عبادات کی تمام شہروں میں منتشر اور تمام خلقت میں مشہور ہیں اب انسان کو چاہی ہی کہ ہر ہر مکر جو اسکی ولین گذرتا ہی  
بالہ لیعلم انہ من لمة الملك او من لمة الشیطان ویعین النظر فیہ بنور البصیرۃ لا بہوی الطبع لان الویسوس یجاد  
تامل کر کر سوچی تاکہ معلوم ہو دی کہ فرشتہ کا اثر ہی یا شیطان کا اثر اور بصیرت کی نور ہی اوس میں خوب غور کری ہوا ہی طبیعی ہی نہ سوچی اسکی کہ وسوسہ دلوں کی ہینچکر  
القلب وینارحہ ویلہیہ عن ذکر اللہ تعالیٰ فلا ید من المجاہدۃ وھذہ المجاہدۃ لا اخرھا الی الموت ولا یتخلص  
جیکڑتا ہی اور اس کی ذکر ہی بہل کر بہو میں ڈال دیتا ہی سو اوس میں مجاہدہ ضرور چاہی اور ہم مجاہدہ موت تک پورا نہیں ہوتا اور زندگی بہر شیطان ہی کوئی  
احد من الشیطان ما دام حیاً فانہ ما دام حیاً فابواب القلب للشیطان منفتحة غیر متغلقة وھما کان الباب  
نہیں چھوٹتا کیونکہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہی تو شیطان کی واسطی دروازی دلی کھلی رہتی ہیں بند نہیں ہوتی اور جب دروازا  
مفتوح والعدو غیر غافل لا یدفع الی الحراسۃ والمجاہدۃ ولذلك لما قال رجل للحسن با اسعید انیام ابلیس تبسم  
چوہٹ اور دشمن چوکس ہوا تو بدون نگہبانی اور مجاہدہ کی دفع نہیں ہوگا اسی ہی جب کسی شخص فی حسن ہی پوچھا کہ ای ابو سعید کیا ابلیس شگفتا ہی تو تبسم کر  
وقال لو کان ینام لوجد ناسرا حۃ فان قیل هل یواخذ العبد بجمیع وساوس القلوب وخواطرھا او لا یواخذ بجمیعھا  
کہا اگر ابلیس سویا کرتا تو ہم تمام ہی نہ رہتی اگر کوئی پوچھی کیا انسان ہی تمام وسوسوں دلی اور خواطر کا مواخذہ ہووگا یا سب کا مواخذہ نہیں ہی  
بل بعضھا فالجواب ان ذلك خامض لا یوقف علیہ مالم یعلم تفصیل وساوس القلوب وخواطرھا من مبدء وقوعہا فیہا  
بلکہ کسی کسی کا ہی تو جواب یہ ہی کہ یہ امر بہت مشکل ہی معلوم نہیں ہوکتا جب تک تفصیل دلی وسوسوں اور خطرات کی ابتداء پیدا ہونی ہی معلوم نہ ہو دی  
الی ان یظہر فی الجوارح اثارھا فان ما یقع فی قلب الانسان کما ذکرہ الامام الغزالی فی الاحیاء علی ربع مراتب الاول  
یہاں تک کہ اعضا پر کیا اثر ظاہر ہوا اسکی کہ انسان کی دلی خطرات موافق ذکر امام غزالی کی احیاء میں چار مرتبہ ہیں پہلا مرتبہ یہ ہی  
ان یورد علی قلبہ ابتداء من غیر قصد وھو الخاطر ویسمی حدیث النفس کما لو خطر علی قلبہ النظر الی امرۃ کانت  
کہ اسکی دل پر چھوٹی ہی بی قصد خیال آوی اور اسکو حدیث النفس کہتے ہیں جیسی اسکی دلیں یہ خیال آوی کہ عورت کو جو پس پشت

ومراء ظهرو في الطريق بحيث لو التفت اليها لراها والثانية هيجان الرغبة في قلبه الى الفعل الذي هو النظر اليها  
 دستة من هيديكنا چاهي ايسا که اگر منبه پيري تا ابته وکيم لي اور دستا مرتبه دلمين اوس کام کی رغبت کا جوش کرنا یعنی رغبت اوس عورت کی چکینی کی  
 وهو حرکة الشهوة التي تكون في الطبع وتولد من الخاطر الاول ويسمى ميل الطبع والثالث تصحكه بان هذا الفعل  
 اور یہ شہوت کی حرکت ہے جو خود بخود طبیعت میں ہوتی ہے اور اوس پہلی خیال ہی پیدا ہوتی ہے اکو میل طبع کہتی ہیں تیسری مرتبہ حکم کرنا کہ یہ کام  
 الذي هو النظر اليها ينبغي ان يفعل وهو يتبع الخاطر والميل ويسمى اعتقادا والرابعة تصميم عزمه على الفعل الذي  
 یعنی اوس عورت کا دیکھنا ہی چاہی اور یہ مرتبہ خاطر اور میل دونوں کی پیروی ہوتا ہے اور اسکو اعتقاد کہتی ہیں اور چوتھا مرتبہ اوس کام پر عزم کا مصمم مقرر کرنا  
 هو النظر اليها ويسمى هذا مقصدا ونية وهذا هو قد يكون له مبدأ ضعيف لكن اذا صفي القلب الخاطر حتى  
 یعنی عورت کی دیکھنی پر اور اسکو مقصد اور نیت کہتی ہیں اور اس پہلے کا مبداء کبھی ضعیف ہوتا ہے لیکن اگر دل خاطر کو صاف کرتا ہے بیان تک  
 طالت لحادته للنفس بتاك هذا المبدأ يصير ارادة مجزومة اذا ثبت هذا فالخاطر لا يؤاخذ به العبد لانه لا  
 کہ آپ میں بت کہو نفس کی دراز ہو جاوی تو ہم کچھ تا ہی اور ارادہ بالجزم ہو جاتا ہے جب یہ معلوم ہو چکا تو خاطر پر بندہ سی مواخذہ نہیں ہی کیونکہ یہ خیال  
 يدخل تحت الاختيار وكذا الميل وهو هيجان الشهوة لا يؤاخذ به العبد لعدم دخوله تحت الاختيار وهو  
 اختیاری نہیں ہی اور ایسی میل یعنی جوش شہوت کا آدمی ہی مواخذہ نہیں ہی کیونکہ اختیار میں نہیں ہی اور اسکی بحث میں یہ ہی مراد ہے  
 المراد بقوله عليه السلام عفي عن امثي ما تحدث به انفسها لان حديث النفس عبارة عن الخواطر التي يقع  
 میری امت سی حدیث النفس معاف ہوا ہے اسلمی کہ حدیث النفس خیالات ہوتی ہیں جو دلمین لی قصد آجاتی ہیں اور اونہ  
 في القلب ولا يتبعها عزم اذا لم يمتدححح الحزم حديث النفس واما الثالث وهو اعتقاد وحكم القلب فمراد به ان  
 کچھ عزم نہیں ہوتا کیونکہ ہم اور عزم حدیث النفس نہیں کہلاتا اور رتا تیسرا مرتبہ کہ وہ دلکا اعتقاد اور حکم ہی سو وہ روحانی ہی زیادہ نہیں ہی  
 يكون اختياريا او اضطراريا فالعبد يؤاخذ بالاختيار ولا يؤاخذ بالاضطرار واما الرابع وهو الميول فيواخذ  
 یا اختیار یا ہوگا یا اضطراری سو اختیار میں آدمی ہی مواخذہ ہی اور اضطراری میں مواخذہ نہیں ہی اور رتا چوتھا مرتبہ یعنی ہم سو نہیں  
 به العبد لانهم انذروا على هم وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة لان هم وان كان  
 بندہ سی مواخذہ ہی اتنا ہی کہ اگر اپنی ہم پر نادم ہو کر اوس کام کو اللہ تعالیٰ کی خوف سی ترک کیا تو ثواب ہوتا ہے اسواسطی کہ ہم انسان کا اگرچہ  
 سيئة لكن امتناعه ومجاهدة نفسه يكون من الحسنات التي يستحق بها صاحبها الثواب وان تعوق  
 بدہی ہر اوس سی باز رہنا اور اوپر نفس کا مجاہدہ حسنات میں ہی جسکی عوض میں انسان مستحق ثواب کا ہوتا ہے اور اگر وہ کام  
 الفعل بعائق وتركه لعدم خوفه من الله يكتب له سيئة لان هم فعل اختياري للقلب فيواخذ به صاحب  
 کسی اور مانع کی سبب ہوگا اور کسی عذر سی نکلیا کچھ خوف الہی سی نہیں چھوڑا تو گناہ ہوتا ہے کیونکہ ہم تولد کا فعل اختیاری ہی سو اوپر مواخذہ ہوتا ہے  
 فان من عزم على معصية وتعد مر عليه فعلها بسبب او غفلة لا يكون تركه خوفا من الله تعالى فكيف يكتب  
 بیشک جسکی معصیت پر عزم کیا اور کسی سبب سی اوپر عمل دشوار ہو گیا یا غفلت سی رہ گیا تو یہ خوف الہی کی سبب سی باز نہیں رہا اب اسکو ثواب  
 له حسنة وقد روى انه عليه السلام قال يحشر الناس على نياتهم ولا يشك ان من عزم في الليل ان يصوم ويقتل  
 کیسا ہوی اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ہے کہ آدمی اپنی اپنی نیتوں پر اوٹھیں گی اور اس میں شک نہیں ہی کہ اگر رات کو کسی نے یہ عزم کیا کہ صبح ہوتی علیکم  
 صبرا او يذني بامرأة او يشرب الخمر او يفعل غير ذلك من الذنوب فمات تلك الليلة يموت عاصيا مصرا على الذنوب  
 قتل کر دین کا یا ذنی عورت سی زنا کر دینکا یا شرب پیو دینکا یا کوئی اور گناہ کر دینکا پھر اسی رات میں مر گیا تو کبھی گناہوں پر ڈٹا ہوا مر گیا  
 ويحشر على نيته مع ان الواقع منه العزم على المعصية دون فعلها والدليل عليه ما روى انه عليه السلام قال اذا  
 اور اپنی نیت پر اوٹھیں گا باوجودیکہ اسی صرف گناہ کا عزم واقع ہوا ہے کیا کچھ ہی نہیں ہی اور اسکی دلیل یہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جب



التقى المسلم ان بسيفه فالتقاتل والمقتول في الناس قبل باس رسول الله هذا القتاتل فبا بال المقتول قال لانه امراد  
 دو مسلمان تلوار بیکر مقابل ہوتی ہیں تو قاتل مقتول دونو جہنمی ہیں کسی عرص کیا یا رسول اللہ یہ تو قاتل تھا مقتول کی کیا خطا ہی فرمایا اسلئے کہ وہ یہی  
 ان یقتل صاحبہ وھذا نصی کون المقتول من اهل الناس بجرم لا مرادة مع انہ قتل مظلوما فكيف لا یواخذ  
 تو یار کو قتل کیا چاہتا تھا اور یہ صاف بیان ہی کہ صرف ارادہ ہی مقتول ہی و دشمنی ہی باوجودیکہ مظلوم مارا گیا ہی اب بندہ سی نیت اور عزم پر کیونکر مواخذہ نہیں  
 العبد بالنية والعزم وكل ملید خل تحت اختیار فهو مواخذہ الا ان یکفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة  
 ہوگا اور جوابات اختیار کیا ہی سوا قہمین مواخذہ ہی یا اسکا عوض کسی حسنة کی کردی اور عزم کا ندمت ہی توڑنا ہی حسنة ہوتا ہی

فلنک یکتب حسنة واما فوات المراد بعائنی فلیس بحسنة فلذلك یکتب سببۃ فیواخذہا العبد فكيف لا یواخذ  
 اسلئے ثواب لکھا جاتا ہی اور مراد کام کا فوات ہونا کسی مانع سی ہو یہ حسنة نہیں ہی اسی لئی گناہ لکھا جاتا ہی اور اوپر آدمی سی مواخذہ ہی اب آدمی سی

العبد بالعمال القلوب والكبر والعجب والرياء والحسد والنفاق وحيلة الخباثت من احوال القلوب وقد قال الله تعالى  
 افعال قلوب یعنی کبر اور خود بینی اور ریا اور کینہ اور نفاق پر کیونکر مواخذہ نہو اور خباثت تمام اعمال قلوب سی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

ان السمع والبصر الفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا فانه تعالى اخبر فی هذه الاية ان العبد بكل واحد من  
 بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کی دوستی پوچھ ہوگی بیشک اللہ تعالیٰ فی اس آیت میں یہ خبر دی ہی کہ آدمی سی بعض ہر ہر عضو کی

تلك الاعضاء يكون مسئولا عنه فيما یدخل تحت اختیارة مثلا لو وقع بصرة على حجر م بغير اختیارة لا یواخذہ ہذا  
 جو باتیں اختیاری ہیں پوچھ ہوگی مثلاً اسکی نگاہ کسی حرام پر فی اختیار چارٹی تو اس نظر کا کچھ مواخذہ نہیں ہی پھر اگر اسکی بعد دوبارہ

النظر فان اتبعها نظره ثانیة یكون مواخذہ بهذه النظرۃ الثانیة لكونه مختاراً فیها وكن لك خواطر القلوب تجر  
 نگاہ کی تو اس نگاہ ثانی کا مواخذہ ہوونگا کیونکہ اس میں اختیار تھا اور ایسی ہی دلی خطرات کا یہ ہی

هذا الجری بل القلب اولی بالمواخذة لانه الاصل فان من حکم قلبہ بشئ وكان مخطا فیه یصدر مجزایا بہ ان خیر  
 راہ ہی بلکہ دل پر مواخذہ اولی ہی کیونکہ سب کی اصل ہی بیشک جسکی دل فی کسی بیجا بات پر عزم کیا تو اسکا عوض ہوتا ہی اگر نیک ہی تو نیک

فخیر وان شرافتر کمن ظن انه متطهر وحضر الجمعة وصلاته ثم تذكر انه كان غیر متطهر یكون مثابا بفعله وان  
 اور اگر بد ہی تو بد جیسی کوئی خیال کری کہ میں پاک ہوں اور جا کر نماز جمعہ ادا کی پھر یاد آیا کہ میں پاک تھا تو اس نماز کا ثواب ہوگا اور اگر نماز

تذكره ثم تذكر یكون معاقبا بتركه ومن وجد علی فرشته امرأة فظن انها امراته فوطئها بهذا الظن لا یكون عاصیا بوطئها  
 یون ہی ترک کی پھر یاد آیا تو نماز چھوڑ نیکاً عقاب ہوگا اور اگر کسی نے اپنی بستر پر عورت دیکھی گان کیا کہ میری بی بی ہی پھر اسی خیال پر ہی جماع کیا تو اس جماع ہی گنہگار

وان كانت اجنبیة وان ظن انها اجنبیة فوطئها بهذا الظن یكون عاصیا بوطئها وان كانت زوجه كل ذلك بالنظر  
 اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اسکو اجنبی خیال کیا پھر اسی خیال پر جماع کیا تو اس جماع پر گنہگار ہوگا اگرچہ اسکی بی بی ہی ہوتی یہ تمام باعتبار عزم

الی القلب دون الجوارح فان الوستۃ انما تكون مرفوعة من هذه الامة اذا لم یبلغ مرتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة  
 دل کی ہی جوارح پر نہیں ہی کیونکہ وستہ اس امت کو جب تک عزم کی درجہ کو نہ پہنچی معاف ہی اور اگر اس درجہ کو جا پہنچی

فلا تكون مرفوعة بل یواخذہا العبد فیجب علیہ ان ینقضها بالندم والاستغفار حتی تنقل حسنة والا یكون  
 تو یہ مرتبہ نہیں ہی بلکہ آدمی سی پھر مواخذہ ہی سوا کوہ جب ہی کہ عزم کو ندامت سی توڑی اور استغفار کری تاکہ ثواب ملی اور نہیں تو

الشيطان مستولیا علی مملكة القلب ویخر اللعین وعد الذی حکاه الله تعالیٰ عنه حيث قال لئن اخرجتن الی  
 شیطان دلی مملکت پر غالب ہو جاوے گا اور لعین اپنا وعدہ پورا کریگا جسکی اللہ تعالیٰ حکایت کرتا ہی چنانچہ فرمایا اگر تو مجھ کو دھیل دی

یوم القیمة لا حتکن ذمیتہ الا قلیدا والمعنی انک ان اخرجتنی حیا الی یوم القیمة لا قود ثم حیث فاششت و  
 قیامت کی دن تک تو اسکی اولاد کو ڈانٹ دیوں مگر تھوڑی اور معنی یہ ہیں کہ اگر تو مجھ کو قیامت تک زندہ باقی رہنی دے گا تو اب تیرے میں اونکو جان چاہوگا کہیں لجاوگا

لاستولين عليهم استيلاء مقويا لا قليلا منهم وهم المخلصون من عبادة الصالحين وهذا كقول العبرانيين  
 او بهر خوب قابوگر لوگي <sup>نمک کچھ تھوڑا ہون پر جو تیری بندی</sup> <sup>مخلص صلیب ہو گئی</sup> اور یہ ایسا ہی ہے جیسی عین کا یہ قول ہے البتہ میں  
 لهم في الارض ولا غويزهم اجمعين وانما عرف اللعين حصول هذا المطلب له مع ان لا يعلم الغيب استدلالا باراد  
 اونکو بہا بہن دکھاؤں گا زمین میں اور راہ ہی کہو گنگا سبکو اور شیطان مردود اس مطلب کا باوجودیکہ غیب دان نہیں ہے اس دلیل سے جان گیا  
 فيهم من كون مبدء الشر متعدد او مبدء الخير واحد اذ في نفس الانسان قوة بهيمة شهوانية وقوة سبعية  
 کہ اونہیں آثار بدی کی بہت پائی اور مبدء شر کا ایک کیونکہ انسان کی نفس میں قوت بہیمی شہوانی ہوتی ہے اور قوت سببی غضبی  
 غضبية وقوة وهمية شيطانية وهذه الثلاثة مستوية عليه من اول الخلقة داعية له الى الشر وبعدها  
 اور قوت وہمی شیطانی اور یہ تینوں قوتیں تو آدمی پر ابتداء پیدائش سے غالب ہوتی ہیں شرکیط جلاتی ہیں اور ان  
 الثلاثة فيه قوة عقلية ملكية وهي ان كانت طعية الى الخير لكنها انما تكمل بعد استيلاء الثلاثة اول على القلب  
 تین کی بعد قوت عقلیہ ملکیت ہوتی ہے اور یہ قوت اگرچہ خیر کی راہ بتاتی ہے پر کامل جب ہوتی ہے کہ یہ تینوں پہلی قوتیں دل پر غالب ہو چکیں  
 فلما رأى العین ذلك علم ان ما يريدہ يمكن حصوله فان الشهوة والغضب قد ينقادان للانسان اقتيادا تاما  
 پھر جب عین نے یہ حال دیکھا تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہو جانا ممکن ہے کیونکہ شہوت اور غضب بعض دفعہ انسان کی خوب مطیع ہو کر  
 فيعيناه على طريقه الذي يسلكه ويجسنان مرافقته في سفره الذي هو بصدده وقد يستعصيان عليه استعصاء  
 جس راستہ وہ چلتا ہے اُسکی امداد کرتی ہیں اور وہ جس سفر کی در پی ہوتا ہے اوسمیں رفاقت خوب کرتی ہیں اور کہی اور پھر نہایت سرکشی بتاوت  
 ونهر حتى يملكانه ويستعبدانه وفيه هلاكه وانقطاعه عن سفره الذي به وصل الى سعادة الابد فينبغي له  
 اور نہروں کی گرتی ہیں یہاں تک کہ اُسکی ہلک ہو کر اُسکو مطیع کر لیتی ہیں اور اسمیں انسان ہلاک ہو جاتا ہے اور اس سفر سے جس میں سعادت ابدی وصل ہوتی رہ جاتی ہے  
 ان يستعين عليهما بالعقل وان ترك الاستعانة به وسلطهما على نفسه يهلك هلاكاً بيناً ويجسر خسراناً عظيماً و  
 انسان کو یوں تدبیر کرنی چاہی کہ اونپر عقل سے مدد دیوے اور اگر عقل سے مدد نہ لی اور اپنی اور اور کو تسلط دیدیا تو ظاہر مانا گیا اور بڑی ہی ٹوٹا اور بھایا اور  
 ذلك حال اكثر الخلق فان عقولهم صارت مسخرة لشهواتهم في استنباط الحيل لقضاء الشهوة وكان من حقم ان يكون  
 اکثر خلق کا یہی حال ہے کیونکہ اونکی عقلیں قضا شہوت کی ہی جلد حوالی نکالنے کو شہوت کی مطیع ہو گئی ہیں اور اونکو یوں چاہی تھا کہ  
 شهواتهم مسخرة لعقولهم فيما يفتقر اليه العقل فان المؤمن قد يقع في قلبه خاطر الهوى فيدعوه الى الشر فيلحقه  
 اونکی شہوت عقلوں کی مطیع ہوتی ہے چنانچہ بیشک یوں کی دہلیں کہی خطرہ ہوا کا آ کر بدی کی طرف بلاتا ہے تو پھر اونکو  
 خاطر الايمان فيمنعه عن الشر ويدعوه الى الخير فينبعث الشيطان الى نصرة خاطر الهوى فيقود الى ما يحسن القتم  
 خطرہ ایمانی بدیسی روک کر خیر کی طرف بلاتا ہے اب شیطان بد خطرہ کی قوت کو اوہارتا ہے سو وہاں ہلک ہوا کی زور پکڑ جاتی ہے اور دنیا کی لذتوں سے  
 واليتنعم بما لا الدنيا فيميل النفس اليها فينبعث العقل الى نصرة خاطر الخير ويوجه النفس ويقوم فعلها وينسبها الى الجمل  
 عیش اور جی کو پسند کرتا ہے اب نفس کو اوہر رغبت ہوتی ہے پھر عقل اُسکی مدد کو اوہر کر نیکی دہلیں ڈالتی ہے اور نفس کو جبر کتی ہے اور اُسکی بڑا گمراہ کر اور جمل کیلئے  
 يشبه ما بالهم في هجومها على الشر وعدم اكثر اثارها بالعواقب فيميل النفس الى نصرة العقل فيحمل الشيطان على النفس حيلة و  
 نسبت دیکر دنگو دہلیں ملاتی ہے کہ تجھ کو برائی کی کثرت اور انجام سے بی پروائی ہے انھیں کو عقل کی نصیحت پر رغبت ہوتی ہے پھر شیطان نفس پر یکبار حملہ کر کر سمجھاتا ہے  
 يقول لها مالك تستعين عن هواك وهل يوجد احد من اهل عصرك يخالف هوا ما تريد ان اكثر علماء زمانك لا  
 تجھ کو کیا ہوا کہ اپنی عیش سے الگ ہوتا ہے تیری زمانہ میں کوئی ایسا ہی جو عیش سے الگ رہتا ہو دیکھتا نہیں کہ تیری زمانہ کی اکثر علماء  
 يجترئون عن الهوى ولو كان شر لا متنعوا عنه افتترك لهم ملاذ الدنيا يمتنعون بها وتبقى محروما صغيا يضرك عليك  
 عیش پانی سے پھر ہیز نہیں کرتی اگر عیش وادام برا ہوتا تو وہ ہی باز رہتی کیا عیش اور لذت دنیا کی اونکو دیتا ہے اور تو مشقت میں محروم ہے پھر تیری ہلک  
 کہ وہ جس اور جمل میں



اهل وقتك فيميل النفس الى وسوسة الشيطان فيعمل العقل على النفس حجة ويقول له اهل هلك الا من اتبع هواه ونفسه  
اب نفس كود وسوسة شيطاني پر رغبت آتی گیتی ہی ہر عقل نفس پر حکم کر سبھا تی ہی کہ وہ ہی غریب ہوا جو ہوا کی پیروی نہ کیا اور

الآخر واداه انفععين بلذة يسيرة وتتركين الذلعة التي لا يتناهي نعيمها ابد الابادام تستحقين الم النار وتغترين  
آخرت کی ہکا نیکو بھول گیا کہ تو اس تہوڑی لذت پر قناعت کر جنت کی بی انتہا لذت جو کہی تمام نبودی چھوڑ دیتا ہی کیا منزلوار دوزخ کا عذاب ہوا چاہتا ہی  
بغفلة الناس واتباعهم اهلها هم مع ان عذاب النار لا يخف عنك بمعصية غيرك افترى ان الناس كلهم لو وقفوا في الشمس  
اور لوگوں کی غفلت سی کہ اپنی ہوا ہوس کی پیروی نہ کریں ہر کو میں آتا ہی باوجودیکہ تجھسی دوزخ کا عذاب اور کی معصیت کی سبب ہکا نہیں ہوگا دیکھ تو اگر تمام  
يوم الصيف وكان لك بيت باردا كنت تساعدهم على القيام في الشمس وتذهب من الشمس الى ظل بيتك  
دھوپ میں ہوں اور تیر ہی سرد خانہ ہو تو کیا تو او کی ساتھ دھوپ میں کھڑا ہی گا یا او کی برخلاف تو دھوپ میں سی کہہ کی سایہ میں چلا جاویگا

فانك اذا كنت تخالفهم فارد من جلال الشمس فكيف لا تخالفهم فارد من جلال النار فعند ذلك تميل النفس الى راي العقل وهي لا تتردد  
پھر تو جب او کی برخلاف آفتاب کی گرمی ہی ہکا گتا ہی پھر کیونکر او کی برخلاف آگ کی گرمی ہی نہیں ہکا گتا پھر اب اس فہمائش عقلی ہی نفس عقل کی مشورہ پر متوجہ ہوتا ہی  
تتردد متحاذية بين هذين الجدالين الى ان يغلب على قلب الانسان ما هو اولى به فان كان الغالب عليه الصفات الشيطانية  
اسی دودی میں کہی اور ہر کہی اور ہر ترو کئی جاتا ہی آخر انسان کی دل پر وہ ہی غالب آجاتا ہی جو اسکی حال کی مناسب ہو اگر او سپر صفات شیطانی غالب ہوں  
يميل الى الشر ويجري على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لبعده من الله تعالى وان كان الغالب عليه الصفات الملكية  
تو شر کی طرف متوجہ ہو اور او کی اعضا ہی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی ہوتا ہی جو اللہ تعالیٰ ہی دور ڈال دی اور اگر او سپر صفات ملکی غالب ہوں

يميل الى الخير ويظهر على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لقربه من الله تعالى وهذه الطاعة والمعاصي اذا ظهرت تكون  
توجہ کی طرف جھکتا ہی اور او کی جوارح ہی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی عمل میں آتا ہی جس ہی قرب الہی حاصل ہو اور سپر طاعات اور معاصی جب ظاہر ہوتی ہیں  
علامات يعرف بها سابق القضاء والقدر وهي انما تظهر من خزان الغيب بواسطة خزائن القلب فانه خزائن الملكوت  
توجہ نشانیان ہیں کہ انسی قضا اور قدر کا حکم معلوم ہو جاتا ہی اور طاعات اور معاصی خزانہ غیب سی بواسطہ خزائن دل کی ظاہر ہوا کرتی ہیں کیونکہ دل خزانہ  
فمن خلق الجنة يسرته الطاعة واسبابها ومن خلق النار يسرته المعاصي واسبابها فانه تعالى خلق الجنة وخلق  
باطنی ہی پس جو شخص جنتی پیدا ہوا ہی او کو طاعات اور اسباب طاعات سیر ہوتا ہی ہیں اور جو شخص دوزخی پیدا ہوا ہی او کو معاصی اور اسباب معاصی سیر ہوتا ہی ہیں  
لها اهلا فاستعملهم بالطاعة وخلق النار وخلق لها اهلا فاستعملهم بالمعاصي ثم عرف للخلق علامة اهل الجنة واهل النار  
بیشک اللہ تعالیٰ فی جنت پیدا کیا اور جنتی پیدا کر طاعات میں لگا دی ہیں اور دوزخ پیدا کیا اور دوزخی پیدا کر معاصی میں لگا دی ہیں پھر خلقت کوشتانی جنتی اور

فقال ان الابرار في نعيم وان الفجار في عذاب نسأل الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة ولا يجعلنا من اهل النار المجلس  
دوزخی کی بتا دی ہی فرمایا بیشک نیک لوگ آرام میں ہیں اور بیشک گنہگار دوزخ میں ہیں اہی ہو جنتی کرنا اور نہ گردان ہو کو اہل نار

الرابع والتسعون في بيان ظهر الاسلام غريبا وسيعود غريبا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بدأ  
چورانویں اس بیان میں کہ اسلام غریب ہو گیا اور پھر ہو جاویگا جیسے ظاہر ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خبر اسلام ابتداء میں

الاسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ فطوبى للغرباء هذا الحديث من صحيح المصاير رواه ابوهريرة ومعناه ان  
غریب شروع ہوا تھا پھر غریب ہو جاویگا جیسے شروع ہوا تھا اب غریبوں کو خوشی ہو دی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی  
الاسلام في ابتداء ظهوره في احوال الناس وقلة منهم ثوانتشر وشاع وصادقوا وبعد ذلك سيلحقه النقص والاختلا  
اسکی معنی یہ ہیں کہ اسلام ابتداء میں کسی کسی آدمی سی ظاہر ہوا اور بہت تہوڑا پھر پھیل گیا اور مشہور ہوا اور قوی ہو گیا اور بعد اسکی پھر او سپر نقصان اور خلل آویگا  
حتى لا يبقى الا في احوال الناس وقلة منهم وهم الغرباء وقد جاء تفسير الغرباء في حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعني  
یہ تکہ فی نہیں رہی گا مگر کسی کسی میں بہت تہوڑا یعنی غریبان اور غریبان کی تفسیر ایک اور حدیث میں یوں آئی ہی کہ وہ تہوڑی میں قبیلوں میں سی یعنی

انہم الذین کانوا قلیلا فلا یوجد فی کل قبیلۃ منهم الا الواحد الاثنان بل لا یوجد واحد منهم فی القبائل والبلدان

یہ وہ لوگ ہیں جو تھوڑے ہی تھے سو ہر قبیلہ میں انہیں سے سو ایک یا دو کی نہیں ہوتی بلکہ ایک ہی انہیں کا

تہیوں نور شہر و زمین نہیں ہوگا

کما کان كذلك فی اول الاسلام فی حدیث اخر انہم الذین یصلحون اذا فسد الناس یعنی انہم قوم صالحون عاملون بالسنۃ

جیسا کہ اسلام میں نہیں تھی اور ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو پہلائی کرتی ہیں جب لوگ بگڑ جاتی ہیں مراد یہ ہے کہ وہ اصلاح پر ہیں سنت پر عمل کرتی ہیں

فی زمن فساد الناس فی حدیث اخر انہم الذین یصلحون ما فسدہ الناس بعدی من سنتی فہو کلام الغریب الممدوح

جن زمانہ میں لوگ فساد کرتی ہیں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو درست کر لگیں جو کہ اور لوگ میری بعد میری سنت کو بگاڑ دین کی سو یہ جماعت غریب کی ہے

المخبوطون ولقلتم فی الناس جدا سمو غریبا وہم قسماں احدهما من یصلح نفسه عند فساد الناس والثانی من یصلح

جسکی مع ہوئی اور انکی سی مرتبہ کی آرزو ہوگی اور چونکہ یہ لوگ بہت کتر ہیں تو انکا نام غریبا ہوا انکی دو قسم میں ایک تو وہ جو اپنا حال درست کر لی جب لوگ بگڑ جائیں دوسرے تو وہ

ما فسدہ الناس من السنۃ وهو اعلی القسمن وہم القائمون بوظیفۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر فہو کلام اقل الناس

جو اور لوگوں کی بگاڑی ہوئی سنت کو درست کریں اور یہ دونوں اعلیٰ درجہ کی ہیں یہ ہی لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وظیفہ پر قائم ہو گئی ہوں

فی اخر الزمان ولذلك وصفوا بالعرفۃ لقلتم کما جاء فی بعض الروایات انہم قوم صالحون قلیل فی قوم سوء کثیر من

آخر زمانہ میں بہت کتر ہوں گی اور اسی ہی غریب کا وصف ہے کہ قلیل ہیں چنانچہ بعضی روایات میں آیا ہے کہ وہ لوگ صالح ہیں اور کتر بری قوم کی اندر

یبعثہم اکثر من یطیعہم فی ہذا الشارۃ الی قلتم وقلة المستجبین لهم وکثرة الخالفین لهم والعاصین لامرہم وهذا

جو بہت ہوں انکی بدخواہ بہ نسبت اطاعت کرنے والوں کی بہت زیادہ اور اس میں انکی اور انکی توابع کی قلت کا اور دشمنوں کی اور نافرمانوں کی کثرت کا اشارہ ہے اور اس

الفصل العظیم الموعود لاهل الغربۃ انما ہو لہم بنہم بین الناس وتمسکہم بالسنۃ بدین ظلم الہواء فاذا ساری المؤمن من ما

فضل بگڑ کا جو اہل غربت کی لئے وعدہ ہوا ہے تو اسی لئے کہ وہ لوگ سب لوگوں میں غریب ہیں اور ہوا ہوس کی تاریکی میں وہ سنت کو بگڑتی ہیں پس جب کوئی مؤمن اس زمانہ کی

علیہ الناس فی ہذا الزمان من البدع والضلالات وصد لهم عن الصراط المستقیم الذی کان علیہ رسول اللہ علیہ السلام

حال دیکھی یعنی بدعتیں اور بی راہیاں اور سیدھی راہ سے الگ چلنا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واصحابہ ودعاهم الیہ وقد حرم فیہم علیہ من المنکرات فہذا یتقوم قیامتہم او ینصبون لہ الحبال ویجلبون

اور انکی اصحاب ہتی اور انکو اس راہ مستقیم پر بلائی اور انکی عمل منکرات کو توڑی پس قیامت اوس میں قیامت برپا ہوگی اور اوس مؤمن کی لئے جال بھاوینگی اور اوس پر

علیہم یجلبون ورجلہم فہو غریب فی دینہ لفساد ادیانہم غریب فی تمسکہ بالسنۃ لتمسکہم بالبدع غریب فی اعتقادہ

اپنی سوار اور پیاد کی چڑھاوینگی اب وہ شخص اپنی دین میں غریب ہی کیونکہ انکی دین سب فاسد ہیں اور یہ شخص سنت کی تمسک کر نہیں غریب ہی کیونکہ وہ سب لوگ بدعتوں

لفساد عقائدہم غریب فی طریقہ لفساد طرقہم غریب فی معاشرۃ معہم لانہ لا یعاشرہم فیما تہوی نفوسہم وبالجملة

تمسک کے ہیں اپنی اعتقاد میں غریب ہی کیونکہ انکی عقائد فاسد ہیں اپنی طریق میں غریب ہی کیونکہ انکی سب طریق فاسد ہیں اور انکی ساتھ گذران میں غریب ہی کیونکہ انکی ساتھیوں میں

فہو غریب فی امور دنیاء و آخرۃ لا یجیب مساعدا ولا معینا وقد قال اللہ تعالیٰ تعاونوا علی البر والنقی ولا تعاونوا

کہ وہ تمام امور دنیا میں اور آخرت میں غریب ہی نہ اسکا کوئی مددگار ہی اور نہ کوئی معین اور بی شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیز گاری پر اور

علی الاثم والعدوان فہو عالم بدینہ بین قوم جاہلین بدینہم صاحب سنۃ بدین اہل بدع داع الی اللہ تعالیٰ ورسولہ

گناہ پر اور زیارتی پر پس وہ ہی ایک اوس قوم میں جو اپنا دین نہیں جانتی اپنی دین کا عالم ہی بدعتوں میں صاحب سنت ہی اللہ اور انکی رسول کی طرف

بین دعاۃ الی البدع والضلالات امر بالمعروف ناہ عن المنکر بین قوم المعروف عندہم منکر والمنکر معروف وهذا قال النبی علیہ

بلا تاتوا ہی اوس قوم میں جو بدعتوں اور گمراہیوں پر بلائی ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی اور لوگوں میں کہ معروف انکی عند یہ ہیں بدی اور بد انکی عند یہ ہیں نیک

یاتی علی الناس زمان الصابر فیہم علی دینہ کالقابض علی الجمر فانہ علیہ السلام بیث فی ہذا الحدیث الذی یاخذ النار

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ انہیں دین پر صبر کرنا پڑے جیسا کہ آیت میں پتنگا ہی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص آیت میں اٹھتا ہے

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ انہیں دین پر صبر کرنا پڑے جیسا کہ آیت میں پتنگا ہی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص آیت میں اٹھتا ہے

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ انہیں دین پر صبر کرنا پڑے جیسا کہ آیت میں پتنگا ہی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص آیت میں اٹھتا ہے

لوگوں کا  
جو دنیا کی دولت خواہش کرتا ہے  
اور دنیا کی دولت حاصل کرتا ہے  
اس کا نام غریب ہے



بالکف كما لا يمكنه الاخذ بالسهولة الا بالصبر الشديد فكل من يتمسك بالسنة ويعين بها في اخر الزمان لا يمكنه ان  
 جیسی او کو آگ کا لیتا بدون سخت صبر کی سہل نہیں ہی ایسی ہی وہ جو سنت سے تنسک کرتا ہی اور سنت پر عمل کرتا ہی آخر زمانہ میں او کو دین کی حفاظت  
 علی دینہ بالسهولة الا بالصبر الشديد ولکن کان اجر کثیرا كما قال النبی علیہ السلام من تمسک بسنتی عند فساد  
 بدون بڑی صبر کی سہل نہیں ہی اسہی واسطی او سکا ثواب ہی بہت بڑا ہی چنانچہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جو شخص میری سنت کو اختیار کری جب میری امت  
 امتی قلہ اجر واثمہ شہید و مری عن ابی امامہ انہ علیہ السلام قال ان کل شیء اقبال او دبار او من اقبال الدین کلتم  
 فاسد ہو جاوی تو اوسکی ہی سوشہد کا ثواب ہی اور ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ہر شی کا اقبال جوتا ہی اور دبار اور پیچہ دین کا اقبال ہی  
 علیہ من العی والجمالۃ وما بعثنی اللہ بہ وان من اقبال الدین ان تفقہ القبیلۃ باسرها حتی لا یوجد فیہا الا الفاسق  
 کہ تم سب اندہی اور جاہل ہی جھکواسہ فی ہیجا اور اقبال دین کا یہی کہ تمام قبیلہ دانہو گیا یہاں تک کہ اوسمیں فاسق سوا ہی ایک  
 والفاسقان فہما مقہوران ذیلان وان من ادبار الدین ان تجفوا القبیلۃ باسرها حتی لا یرى فیہا الا الفقیہ والفقہاء  
 یا دو کی نہیں ہی سوسے مغلوب اور خوار اور دین کا ادبار یہی کہ تمام قبیلہ میں دو ہونڈ پھرو تو اوسمیں سوا ہی ایک یا دو فقیہوں کی نہ ہی  
 وهما مقہوران ذیلان لا یجدان حل لذلک اعوانا ولا انصارا فانہ علیہ السلام وصف المؤمن العاقل بالسنة الفقیہ  
 اور وہ ہی مغلوب اور خوار اس حال پر نہ ہو سکی کوئی مددگار اور نہ نیکار پس نبی علیہ السلام فی مؤمن کا وصف جو سنت پر عمل کری دین کا فقیہ ہو  
 فی الدین بانہ یكون فی اخر الزمان عند الناس مقهورا ذلیلا لا یجد معینا ولا نصیرا ولکن قال الثوری اذا مرایت العالم  
 یہہ بیان کیا کہ وہ آخر زمانہ میں جب تمام لوگ فاسد ہو جاویگی مغلوب ہوگا اور خوار نہ معین پاویگا اور نہ مددگار اور اسہی لئی ثوری فی کہا ہی جب قریب کی کہ عالم کی  
 کثیر الاصدقاء فاعلم انہ مغلط لانہ ان نطق بالحق انغصوه وعن کعب الاحبار انہ قال لیا تینکم زمان تکرہ فیہ الموعظۃ  
 بہت دوست ہیں تو سمجھو کہ وہ خالص نہیں ہی کیونکہ اگر وہ حق بولتا تو اوسکی سب شمن ہو جاتی اور کعب احبار سی روایت ہی کہ یوسنی کہا البتہ تمہارے ایک ایسا زمانہ آویگا  
 حتی یختفی المؤمن بایمانہ کما یختفی الفاجر بفجورہ و یعد المؤمن بایمانہ کما یعد الفاجر بفجورہ وانما یعظم ذل المؤمن فی  
 یہاں تک کہ مؤمن اپنا ایمان لیکر ایسی چھپتا پھر لگا جیسی بدکار بدکاری لیکر چھپتا ہو اور مؤمن اپنی ایمانیں مٹون ہوگا جیسی کار خور سی مٹون ہوتا ہی اور مؤمن کی ذلت آخر  
 اخر الزمان لکثرة اهل الفسق والظلم والبدع و یكون بینہم غریبا کلہم یکرہونہ ویؤذونہ لخالفہ طریقہ لطر یقیم  
 زمانہ میں اسہی لئی بڑے جاویگی کہ فاسق اور ظالم اور بدعتی بہت ہو جاویگی اور وہ اوسمیں تنہا ہوویگا سب کی سب اوسکی تحقیر کر کر ایذا دینگی کیونکہ اوسکا رستہ  
 ومہانیۃ مقصودہ لمقصودہم عدم موافقتہم فیما یم علیہ لاسیما ان امرہم بمعروف و نہیہم عن منکر کما قال حدیث  
 او سکی رستہ سی مخالف اور اوسکا مقصود او سکی مقصود سی الگ ہوویگا اور او سکی حال طین سی موافق نہیں ہوگا خاص کر اوس وقت کہ معروف کا او کو حکم اور نہی کا او کو شکر  
 الیما فی یاتی علی الناس زمان یكون فیہم حیفۃ حار احب الیہم من مؤمن یا مرہم بالمعروف وینہم عن المنکر وروی عن ابن عباس  
 بن الیمان فی کہا ہی کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آویگا کہ او کو ہر دار گما زیادہ محبوب ہوگا ایسی مؤمن ہی کہ او کو نیک بات بتا دی اور گناہ سی بند کری اور ابن عباس سی  
 انہ علیہ السلام قال یاتی علی الناس زمان ید وبفیہ قلب المؤمن کما ید وبالماء قیل بوزلک یارسول اللہ قال  
 روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آویگا کہ مؤمن کا دل ایسا گھل جاویگا جیسی پانی میں نمک گھل جاتا ہی کسی عرض کیا کہ سنی یا رسول اللہ فرمایا  
 مما یری من المنکر فلا یستطیع تغیرہ فان من السلف من رای منکرا فلم یقدر علی انزالہ فبالدعا ومنہم من مرض  
 اسلکی کہ منکرات دیکھ لگا اور بدل نہ سکیگا بیشک بعضی مستقدین فی منکر کو دیکھا اور طاقت کی قدرت نہیں ہوئی تو خود موتی لگا اور بعضا نے  
 ایما ما وقد قال النبی علیہ السلام اسد الناس بلاء الانبیاء ثم الصالحون فکما ان الانبیاء لم یخلو عن الابتلاء بالجلد  
 اور بیشک نبی علیہ السلام فی فرمایا تمام لوگوں سی زیادہ بلاء میں انبیاء میں پھر صلحاء سو جیسی انبیاء منکروں کی ابتلا سی خالی نہیں ہوتی  
 کذلک لا یخلو العلماء والصلحاء والامرون بالمعروف والنہون عن المنکر عن الابتلاء بالمصیرین علی المعاصی فان من  
 ایسی ہی علماء اور صلحاء اور معروف کی امر کرنوالی اور منکرات سی روکنی والی اون لوگوں کی ابتلاء میں ہیں جو معاصی پرادی ہوئی ہیں بیشک جو شخص

امر بالمعروف ونهى عن المنكر في هذا الزمان يكون قائما بالركن الاعظم في الدين والمهم الذي بعث الله به جميع

اس نساء من امر بالمعروف ونهى عن المنكر في الزمان يكون قائما بالركن الاعظم في الدين والمهم الذي بعث الله به جميع

المسلمين ولذلك قال النبي عليه السلام من امر بالمعروف ونهى عن المنكر فهو خليفة الله في أرضه وخليفة

اور اس نساء من امر بالمعروف ونهى عن المنكر في الزمان يكون قائما بالركن الاعظم في الدين والمهم الذي بعث الله به جميع

كتابه ورسوله وانما كان كذلك لان الانبياء ما بعثوا الا لادبر بالمعروف والنهي عن المنكر وذلك وظيفتهم التي

اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہ درجہ اس کی ہی کیا نبی اور یہی دہلی پہنچ گئی ہیں کہ نیک بات بتا دیں اور یہی منع کریں اور یہی ہدایت اور نیک و طیفہ ہی جو

جاءوا بها فمن تبعهم فيها وامروهم يكون نائب عنهم في هذا الامر العظيم وتلي قمر لنت منزلتهم في هذا الخط العظيم

لیکھ آئی ہیں یہ جو شخص لوگوں کا تابع ہو اس باب میں اور امر کیا اور نہی کی تو اس امر عظیم میں لوگوں کا نائب ہو اور اس کا مرتبہ اور نیک و طیفہ ہی اس کا بزرگ میں قریب ہو جائیگا

كما اشير اليه في قوله تعالى ان الذين يكفرون بآيات الله ويقتلون النبيين بغير حق ويقتلون الذين يأمرون

چنانچہ اشارہ اس آیت میں ہی جو لوگ منکر ہیں اللہ کی آیتوں میں اور مار دیتے ہیں نبیوں کو ناحق اور مار دیتے ہیں جو کوئی کہی

بالقسط من الناس فبشرهم بعذاب اليم فانه تعالى ذكر الذين يأمرون بالعدل بعد الانبياء في الترتيب وقد

انصاف کو لوگوں میں سے سوا کوئی شخص سزا دہنے والی مار کی سوا کسی اول کو لوگوں کا جو عدل کا حکم کرتی ہیں بعد انبیاء کی ترتیب سے ذکر کیا اور اس

ذكر في تفسير هذه الآية انه عليه السلام قال قتل بنو اسرائيل ثلثة واربعين نبيا في اول النهار في ساعة واحدة ولحد

آیت کی تفسیر میں مذکور ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبیوں کو اول روز ایک گھنٹے میں قتل کر دی یہ

فقام مائة واثناعشر رجلا من عباد بني اسرائيل فامروهم بالمعروف ونهواهم عن المنكر فقتلوا جميعا في اخر

ایک سو بارہ شخص بنی اسرائیل کی عابد مستعد ہوئی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شروع کیا سو آخر وقت اول سب کو قتل کیا

النهار وهم الذين ذكرهم الله تعالى في قوله ويقتلون الذين يأمرون بالقسط من الناس فان اهل الدين من الامم

یہ وہ لوگ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا اور ان میں سے جو کوئی کہیں انصاف کو لوگوں میں سے بیشک دیندار امر بالمعروف

بالمعروف والناهي عن المنكر فلما ينفك عن ضروب الاذى والواعم البلاء بالاجزاء من البلاء والمساهبة

اور نہی عن المنکر کرنا شروع کیا اور انصاف بلایات سے بہت کم بچتا رہتا ہے اور انصاف بلایات سے بہت کم بچتا رہتا ہے اور انصاف بلایات سے بہت کم بچتا رہتا ہے

الى السلاطين والحكام والشرع يادق عليهم بالكفر والخروج عن الدين ونسبتهم الى ما يوجب فسادهم من البدع والاعمال

سلاطین اور حکام کی ان کو بھی پہنچا دیتی ہیں اور ان پر کفر کی اور دین سے الگ ہونے کی نسبت کرتی ہیں اور یہی جو بدعتیں اور اعمال ہیں جو ان کو فساد دیتی ہیں

وغیر ذلك مما هو خير لهم في الدنيا والاخرة فعلى هذا ينبغي للامر بالمعروف والناهي عن المنكر ان يوطن نفسه على

ہو جائی بدعتیں اور معاصی وغیرہ جو کہ ان کی حق میں دنیا اور آخرت میں بہتری سوا ان کے کوئی موقع جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مستعد ہو نہ ہو

على ما يصيبه من اذى الخلق لانه تعالى قد ذكر الصبر في موضع من كتابه وامر به في بعضها وقال يلهمنا الله من

کہ خلقش کی آیت سے جو تکلیف پہنچی ہو پھر خوب صبر کری اس کی کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کو اپنی کتاب میں کئی جگہ ذکر کیا ہے اور بعض جگہ صبر کا حکم فرمایا ہے ایمان والو

امثوا الصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلكم تفلحون وقال في آية اخرى واصبروا ان الله مع الصبرين

مثابت نہ ہو اور مقابلہ میں مضبوطی کرو اور لگی رہو اور دُرّتی رہو اس سے شاید تم مراد کو پہنچو اور ایک اور آیت میں فرمایا اور ہمتی رہو اس سے کہ یہ ہمتی غیوران کی

وقد جمع الله تعالى للصابرین من الاجور ما لم يجمع بالغيرهم وقال اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة و

اور اللہ نے صبر کرنے والوں کی لئے ایسا ثواب جمع کیا ہے جو اوروں کی لئے جمع نہیں کیا اور فرمایا ایسی لوگ ان ہی پر شاہین ہیں اپنی ہی اور مہربانی اور

اولئك هم المهتدون قال العلماء كفى بالصبر اجرا ان الاعمال كلها تضاعف بعشر امثالها الى سبعمائة الا

وہ ہیں راہ پر علماء کہتی ہیں صبر کا یہی اجر بہت ہے کہ تمام اعمال دس گونہ ہو جاتی ہیں سات سو تک سور



الصبر فان اجره يوفق بغیر حساب كما قال الله تعالى انما يوفق الصبر ان اجرامهم بغیر حساب وقد جاء الامر  
 صبری کہ اسکا ثواب بی حساب ہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صبر کرنے والوں ہی کو ملتا ہی اور نہ ان کا نیک ان گنت اور بیشک صبر کا حکم  
 بالصبر مقاسرنا بالامر بالمعروف والنهي عن المنکر صرح فی قوله تعالى الامر بالمعروف والنهي عن المنکر واصبر علما  
 امر بالمعروف اور نہ ہی عن المنکر کے ساتھ اس آیت میں صاف ہے اور سب سے پہلی بات اور منع کو رائی ہی اور ہمارے جو  
 اصابك ان ذلك من عزم الامور وفي هذه الاية اشارة الى ان من يامر بالمعروف وينهي عن المنکر قد يودي فاذا  
 تجہر بشی بیشک یہ میں ہمت کی کام اور اس آیت میں یہ اشارہ ہی کہ امر بالمعروف اور نہ ہی عن المنکر کرنے والی کو تکلیف دیتی ہے جب  
 اوذى يجب عليه ان يصبر ويعلم ان ما يجزر عليه من اذى الخلق فهو بمشيئة الله تعالى وقضائه وقدره في اذ التاديب  
 اسکو تکلیف دینا تو اسکو وہاں ہی کہ صبر کری اور سبھی کہ جو اس پر خلقت کی طرف سے تکلیف گذرتی ہی سو موافق مشیت اور قضا اور تقدیر الہی کی ہی ہو تو کو ایسا نتیجہ  
 بالحر والبر والمرض فاذا شاهدنا بستره ونيقن ان ذلك كائن لا محالة لان ما شاء الله تعالى يكون ويجب  
 تکلیف گرمی جاڑی کی کہہ باری کی جب یہ سبھی کا تو بیخ نہ ہو دیکھا اور یقین کر لیا کہ یہ تکلیف بالضرر ہونی ہی ہے کہ نہ جو اس پر ہوتا ہی ہو کر ہوتا ہی ہو گا  
 وطام يثاب لا يكون بل يستتم وجوده فليس للجزء منه وجه بل لا بد له فيه من الصبر لان من لا يصبر على ما يصيبه  
 اور جو نہیں چاہتا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اسکا ہونا حال ہی اب گہر بہت کی کوئی وجہ نہیں ہی بلکہ ہمیں صبر ضروری ہی ہے اسلی کہ جو شخص مصیبت پر بالا اختیار نہیں کرتا  
 اختيارا وهو محمود يصير على اكشامه اضطرارا وهو مذموم فينبغي له ان يصبر ويتوكل الانتقام لانه ان لم يترك  
 حال آگہ عمومی تو وہ اتنی بڑی مصیبت پر لاچار ہو کر صبر کرتا ہی اور یہ مذموم ہی سو یہ ہی چاہی کہ صبر کر کے انتقام کی در پی نہ ہو اسلی کہ اگر انتقام معاف  
 الانتقام بل اشتغل به يعقبه الخوف والذل والندامة اذ يحصل بسببه العداوة والعاقل لا يامن من عدوه ولو كان  
 نکر لگا بلکہ انتقام میں مصروف ہو دیکھا تو اسکی بعد خوف اور ذلت اور ندامت ہو دیکھی اسلی کہ عدو پیدا ہو جاتی ہی اور مرد عاقل دشمن کی اگرچہ حقیر ہوئی رہتا ہی چاہی  
 حقيرا فاذا غفر وعفى ولم يشتغل بالانتقام يامن من حصول العداوة ويتخذه من وقوع الندامة مع ان في العفو  
 اور اگر بخشید دیکھا اور معاف کر دیکھا اور انتقام پر متوجہ نہ ہو گا تو عدو سے کچھ خوف نہ ہو گا اور ندامت سے ہی بچے گا باوجودیکہ عفو میں  
 عزة اذ قد حمزه عليه السلام قال ما زاد الله عبدا عفوا الا غرابا يذبح له ان يقابله بالاحسان اليه لانه قد  
 بڑی عزت ہی اسلی کہ ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس تعالیٰ مولا کو غلامی بندہ کو عزت ہی دیتا ہی بلکہ اسکو چاہی کہ اس پر کچھ احسان کر دی کہ نہ اسکی  
 اهدا اليه حسنا ته ونقلها من صحيفة نفسه الى صحيفة ويرى ان اسائه اليه نعمة من الله تعالى عليه حيث  
 اپنی حسنت تحفہ دی میں اور اپنی نامہ اعمال میں سے اسکی نامہ اعمال میں بدل دی میں اور یہ سبھی کہ میری سادہ کی برائی میری حق میں اللہ کی نعمت ہی کیونکہ  
 جعله مظلوما يرتقب النصر في الدنيا والاخرى في العقبى ولم يجعله ظالما يرتقب المقت في الدنيا والاخرة والعاقل لو  
 مجھ کو مظلوم بنایا کہ دنیا میں اسکی نصرت ہی اور عقبی میں ثواب اور ظالم نہیں بنایا کہ دنیا اور آخرت میں ہر گز ہمت نہ ہو جس عاقل کو  
 خير بين هاتين الحالتين لا يختار ان يكون مظلوما لان ما يصيبه من اذى الخلق تكون كفارة لخطاياہ اذ لا يصيب  
 ان دونو حالت کا اختیار دین تو البتہ مظلومیت کو پسند کری اسلی کہ اس پر جو تکلیف خلقت سے پہنچی گی اسکی گناہوں کا عوض ہو دیکھا کیونکہ مؤمن کو  
 المؤمن هم ولا غم ولا اذى الا كف الله تعالى به من خطاياہ وذلك في الحقيقة دواء يستخرج به ادواء الخطايا لان ما  
 جو ہم یا غم یا کوئی تکلیف ہوتی ہی تو اللہ تعالیٰ اسکی بدلہ اسکی گناہ اور دنیا ہی اور حقیقت میں یہ اسکی دوا ہی کہ اسکی گناہوں کی دیکھ نطق میں کیونکہ  
 يصيبه من اذى الخلق يكفيه له كالدواء المر الكريمة فينبغي له ان لا ينظر الى مرارة الدواء وكراهته ولا الى من  
 اسکو جس قدر خلقت سے تکلیف ہو گی گو نہ وہ خیر دوا ہی سو یوں چاہی کہ دوا کی تلخی اور بدمزگی پر نظر نہ کری اور سادہ چرک کی طرف ہی آتی ہی  
 يصل اليه من جهة بل ينبغي له ان ينظر الى نفعه ووصوله اليه من جهة من ينفعه بمضرة المجلس  
 بلکہ یوں چاہی کہ نفع پر نگاہ کری اور جسکی طرف ہی آئی وہ اپنی مضرت سے فائدہ دیتا ہی

والتسعون في بيان نعمة الصحة والفراغ وبيان مغيبات صاحبها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اس بيان من كنه تندرستی اور فراغت نعمت ہی اور اس بیان میں کہ صحت اور فراغت والیکو کیا غنیمت ہو تا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وسلم نعمتان مغيبون فيهما كثير من الناس الصحة والفراغ هذا الحديث من حديث المصائب مرواه ابن عباس

دو نعمتیں ہیں کہ لوگوں اکثر لوگ خسارہ ہی اودھاتی ہیں تندرستی اور فراغت یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سے

ومعناه ان الصحة والفراغ نعمتان عظيمتان لكن لا يعرف كثير من الناس قدرهما اذ اموافيهما حيث لا يعملون

اسکی یہ معنی ہیں کہ تندرستی اور فراغت دو بڑی نعمتیں ہیں پر اکثر لوگ انکی قدر نہیں جانتے جب تک تندرست اور فراغ رہتے ہیں کیونکہ نہ اعمال صالح

الصالحات ولا يهتمون ليوم المات فان الانسان في حال صحته يقدر على كسب الخيرات ببدنه وماله

کرتے ہیں اور نہ موت کی دن کا کچھ سامان کیونکہ انسان تندرستی کی حالت میں اپنی بدن اور مال دونوں ہی خیرات حاصل کر سکتا ہی

واذا مرض يضعف بدنه عن العمل ويقصر يده عن المال فيمات اذ على الثلث فلا يقدر على الطاعة ببدنه ولا على

اور جب بیمار ہوا تو بدن سے عمل سے ہٹ کر ہمتا ہی اور ہمتہ تہائی مال کی زیادہ سے کوتاہ ہو جاتا ہی اب نہ بدن کو طاعت پر قدرت ہوتی ہی اور نہ

التصر في ماله الامقدار ثلثة فينبغي له ان يغتنم صحته ويجهت في اكتساب الخيرات ببدنه وماله وكذا في

مال ہر قابو سوائے تہائی حصہ کی سوائے تہائی حصہ کی کو اب صحت کو غنیمت جان کر بدن اور مال ہی خیرات کرلی اور ایسی ہی

حال فراغ يقدر على الطاعة بلا مانع فاذا بدل الفراغ بالاشتغال يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعة فان

فراغت میں طاعت پر ہر روک ٹوک قدرت ہوتی ہی پر اگر فراغت کی بعد مہندی میں لگ گیا تو موانع پیدا ہو جاتی ہیں طاعت کا اختیار کہاں رہتا ہی کیونکہ

الانسان قد يكون صحيحا لكن لا يكون متفرغا بل يكون مشغولا بامر المعاش وقد يكون مستغنيا لكن لا يكون

انسان کہی بہلا چکا ہوتا ہی لیکن فراغ نہیں ہوتا بلکہ کائی کی کار بار میں لگا ہوتا ہی اور بعضی وقت تو فکر ہوتا ہی پر تندرست نہیں ہوتا

صحيحا فاذا اجتمع فيه الصحة والفراغ فغلب عليه الكسل عن الطاعة فهو مغبون ببيان ذلك ان الشيا فر

اور جب آکو صحت اور فراغت دونوں ہوں پر تندرستی کی مدد طاعت نکری تو وہ ٹوٹی میں ہی اسکا بیان یہ ہی کہ دنیا آخرت کی ہر

الآخرة وفيها التجارة التي يظهر بها في الآخرة فمن استعمل فراغ وصحته في طاعة الله تعالى فهو المضبوط لان

ہی اور دنیا میں ایسی تجارت ہوتی ہی جسکا فائدہ آخرت میں ملتا ہی پر جسکی اپنی فراغت اور تندرستی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کیا تو وہ مضبوط و ثابت

الفراغ يعقبه الشغل والصحة يعقبها السقم ومن استرسل في الصحة مع نفسه الامارة بالسوء المخالفة الى الراحة

کہ فراغت کی بعد کار بار لگتا ہی میں اور تندرستی کی بعد بیماری لگی ہوئی ہی اور جو شخص صحت میں ہرگز نفس ہمارہ کی جو ہمیشہ آرام طلب ہی ہی مہار پر تار

فترك المحافظة على الحدود والمواظبة على الطاعات يكون مغبونا وكن لك اذا كان فارغا فان المشغول قد يكون

اور نگہبانی حدود پر اور عبادت طاعات پر نہ کی تو وہ خسارہ اودھاتا ہی اور ایسی ہی اگر فراغ ہووی کیونکہ کار بار کی بعضی وقت

له معذرة بخلاف الفارغ اذ يرتفع عنه المذرة ويقوم عليه الحجة فينبغي له ان يغتنم فراغه ويسعى في

عذر ہوتا ہی برخلاف فراغ کی اسکی کہ فراغ کو کوئی عذر نہیں ہوتا اور سپر حجت قائم ہوتی ہی اب لایق یوں ہی کہ فراغت کو غنیمت سمجھ کر صالح اعمال میں

تحصيل الاعمال الصالحة ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه فان كل نفس من انفس العبر جوهر نفيسة لا قيمة لها الا

خوب سعی کری اور عمر کو بے ہودہ بر باد نہ کری کیونکہ عمر میں ہی ہر آدم ایک نفیس لایا

صالح لان توصل به الى سعادة الابد وتنقذه من شقاوة السوء فان جوهره نفيسة لا قيمة لها فاذا ضيعها

کہاویکی وسیلہ سے سعادت الابد ہی میسر ہو سکتی ہی اور ہمیشہ کی بد بختی سے بچ سکتا ہی ہر اس جوہر ہی کو تساجوج ستر ہو گیا ہے اگر اسکو غفلت میں نہ لیا

في الغفلة قد خسرنا عظيمنا واذا صرنا الى المعصية فقد هلك هلاكنا مبدنا فان عمر الانسان مبدان لا اعمال

توڑا ہی ٹوٹا اودھاتا اور جب آکو معصیت میں لگا گیا تو بیشک ظاہر مانا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی ہی طرح مبدان ہی

تویرا ہی ٹوٹا اودھاتا اور جب آکو معصیت میں لگا گیا تو بیشک ظاہر مانا گیا

تویرا ہی ٹوٹا اودھاتا اور جب آکو معصیت میں لگا گیا تو بیشک ظاہر مانا گیا

تویرا ہی ٹوٹا اودھاتا اور جب آکو معصیت میں لگا گیا تو بیشک ظاہر مانا گیا

تویرا ہی ٹوٹا اودھاتا اور جب آکو معصیت میں لگا گیا تو بیشک ظاہر مانا گیا

تویرا ہی ٹوٹا اودھاتا اور جب آکو معصیت میں لگا گیا تو بیشک ظاہر مانا گیا

تویرا ہی ٹوٹا اودھاتا اور جب آکو معصیت میں لگا گیا تو بیشک ظاہر مانا گیا

تویرا ہی ٹوٹا اودھاتا اور جب آکو معصیت میں لگا گیا تو بیشک ظاہر مانا گیا

تویرا ہی ٹوٹا اودھاتا اور جب آکو معصیت میں لگا گیا تو بیشک ظاہر مانا گیا

و من استعمل فراغ وصحته في طاعة الله تعالى فهو المضبوط لان



الصالح المقرة له من الله تعالى والموجبة له جزيل الثواب في يوم الحساب وهذه هي السعادة التي ليس

الانسان منها الا ما سعى كما قال الله تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى فكل وقت يفوت من عمره خاليا من عمل صالح

يكون حسرة وندامة عليه يوم القيمة على ما جاء في الخبر ما من ساعة ياتي على العبد الا ينكر الله تعالى فيها الا كان له

توبه قیامت کی روز افسوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی پر ایسی ساعت گزرتی ہے کہ وہ کہتا ہوں کہ توبہ کرنا وہی توبہ ہے

علیه حسرة وندامة عن ابی هريرة انه عليه السلام قال ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول الله

عنه ان كان محسنا ندم ان لا يكون انزاد وان كان مسيئا ندم ان يكون توبه وروى عن ابن عباس انه قال

فرما یا اگر وہ نیکو کار ہی تو یوں نادم ہوگا کہ زیادہ کیوں نہ کیا اور اگر بدکار ہی تو یہ ندامت ہوگی کہ کیوں میں بادل آتا اور ابن عباس سے روایت ہے

في تفسير النفس المواتة من احد لا يلوم نفسه يوم القيمة يلوم المحسن نفسه ان لا يكون انزاد احسانا و

انفس المواتة في تفسير من كماله في سقيامت کی دن اپنی انکھلا ماست کرے گا محسن تو اپنی توبہ کی علامت کرے گا کہ حسنات زیادہ کیوں نہ کی اور بدکار

انفسه ان لا يكون مرجع عن اساءته في آخرة العاقل لا تصيغ عمره في الغفلة فاجتهد في تحصيل امعة الاخرة في

اپنی انکھلا ماست کرے گا کہ بدی ہی باز کیوں نہ آیا سوای عاقل اپنی عمر غفلت میں نہ گزاریں اور آخرت کا سامان کر نہیں کوشش کر اور وقت سے پہلی

ان يجي يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعان ذلك اليوم فتندم على ما قام من عملك في غير

کے ایسا دن آجادی کہ تو اس روز کچھ حاصل نہ کر سکیگا اور اب تو جلد اور دن کو دیکھ لیگا اور گزرے گا ہونی عمر پر جو ب کی عبارت سے خالی گئی ہے

ذلك ولا ينفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا وكان يمتنع من العمل واحال ذلك العمل على فراغه

ندامت اور بے نیکی اور ندامت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بیشک جس آدمی دنیا کی کسی شے میں لگا رہتا ہے اور وہ مشغولہ عمل سے روکتا ہے اور اس عمل کو فراغت کی وقت برتنے ہے

وقال اذا فرغت عملت فذلك من ثاقته من وجهين احدهما ان يشار الدنيا على الاخرة وليس هذا من شأن العقلاء و

کہہ کہی فرصت ہوگی تو کرو گے سو یہ بھی حقاقت ہے دو وجہ سے ایک دنیا کا بے فکرنا آخرت پر بہ عقلاء کی شان سے نہیں ہے

قال الله تعالى بل تؤثرون الخبيثة الدنيا الاخرى فخذوا في الدنيا ما تشيرون في العمل الى اوان فراغه فانه قد لا يجزى

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آگے کہتی ہو دنیا کا چرچا اور پیچھے کہتی ہو آخرت کی اور یہی حال اور دوسری وجہ عمل کو فراغت کی وقت تک مہلت دین کہتا کہ کبھی بعض وقت

بل يمتنع من الموت قبل فراغه او يمتنع من العمل لان انشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فيبقى بلائها من يوم المعاد

فرصت نہیں ملتی کہ موت فرحت سے پہلے چھوڑ دے اور ہندو بڑے عالمی کہتے ہیں کہ دنیا کا کاروبار مسلسل ہوتا ہے اور یہی شخص معاد کی لڑائی میں توجہ نہ دیتا ہے

فالواجب على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحة على ما يحتمل ان قبل وصول الموت وحصول الفوت لئلا

پس آدمی پر واجب ہے کہ اعمال صالحہ میں جلدی کرے کیسا ہی وقت ہو وہی موت سے پہلی اور فوت ہونی سے آگے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وسارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقين فان من تعلق قلبه بالدنيا و

اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہلاؤ ہے آسمان اور زمین تیار ہوئی ہے واسطی پر پیڑ گارون کی بیشک جسکا دل دنیا میں الجھتا ہے

اخذه منها القدر الزائد على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به على

دنیا میں سے حاجت سے زیادہ کھاتا پینا لباس حاصل کرچکا ہے تو ایسی حق میں مضر ہوتی ہے ان اگر اسی طاعت الہی کی استمداد لی

طاعة الله تعالى لان كل احبه الانسان وظفر به لا بد ان يفارقه فان احبه لغير الله تعالى يحزن

تو مضر نہیں کیونکہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوتی ہے اور حاصل کر لیتا ہے تو بالضرورت اسی جدا ہو گیا اگر آدمی کی محبت سوا اللہ کی اور وہی تھی تو اسکا فوت ہونا

به بفواته اذ يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه فان من معه يكفيه غم وفاسر غم القلب فلو وجدوا

ہی عذاب ہو دیکھا اسکی دل کو لگاؤ ہوتا ہی کیونکہ جسکی پاس ہر ماہ بقدر کھایت ہوتا ہی تو فارغ دل ہوتا ہی پھر اگر سو  
دیناں بنیعت من قلبہ عشر شہوات یحتاج کل شہوة منها الی عاتۃ دیناں فلا یکفیه ما وجدة بل یحتاج  
اشرفیان او کو ہاتھ لگ جاوین تو اسکی دین شہوت کی دس شاخیں ایسی پیدا ہوتی ہیں کہ ہر شہوت میں سو سو دیناں کی حاجت ہو وی پس جو اتھ آیتا کافی نہیں ہوتا بلکہ  
الی تسعائة اخرى وقد کان قبل وجود المائة مستغنيا فالان وجدها وظن انه صار غنيا بها ولا یشرانه  
نوسو کی اور حاجت ہوتی ہی اور حال یوں ہی کہ جب یہ سو نہ ہتی تو مستغنی ہتا اب جو وہ پائی تو گمان کرتا ہی کہ غنی ہو گیا اور یہ نہیں سمجھتا

صار محتاجا الی تسعائة اخرى لیشتري دارا ولعمرها ولیشتري جارية ولباسا فاخرها ولنفسه وكل منها  
کہ نوسو کا اور محتاج ہو گیا تاکہ مکان خریدی یا چنواوی اور نوٹ دی مول لیوی اور اسکی اور اپنی ہی ستر ہی پٹا کہ بنو اور ہر کی کی

یستدعی ما یناسب ویلحق به ملا آخره فیقع فیها ویة اخرها فصر جهم ولا اخرها سواء وقد حل ان واحدا

لوازم جو اسکی مناسب اور لائق ہو بیشمار چاہیں سو یہ ایسی گڑھی میں گڑھا ہی جسکا انجام دوزخ کا گہراؤ ہی سو اسکی کوئی انتہا نہیں ہی اور حکایت ہی کہ ایک

من الملوك حل الیه قدس من فیروز مرج وکان ذلك القدر مرصعا بالجواهر ولم یر مثله ففرح به الملك فرحاشدیدا

بادشاہ کی پاس فیروزہ کا پیالہ آیا اور اس میں جو اہر ت جڑی ہوئی تھی اسکی مثل دیکھی میں نہیں آیتا بادشاہ اوسی بہت خوش ہوا

وكان عنده حکیم فقال له الملك کفتری ذلك قال اراه عليك مصيبة وفقر قال کیف قال لان کل ما یملكه

اور اسکی پاس ایک حکیم تہا بادشاہ فی فرما یا حکیم جی تم کو کیا ہی عرض کیا مجھ کو تیری حق میں مصیبت اور فقر معلوم ہوتا ہی کہا کیونکہ عرض کیا اسکی کہ انسان کی ملک

الانسان فی الدنیا لا یدوم فهدا القدر ان ضاع وانکسر تصیر محتاجا الیه ولا یوجد مثله ویكون عليك مصيبة

دنیا میں جو ہوتی ہی ہمیشہ نہیں رہتی پھر یہ پیالہ اگر جاتا رہا یا ٹوٹ گیا تو تنکو اسکی حاجت ہو گی اور ایسا نہیں ملے گا تو تم پر ایسی مصیبت ہو گی

لاحبرها وقد کنت قبل ان یحل الیک فی امر من المصيبة والفقر ثم فی یوم من الايام قد اتفق ان القدر قد انکسر

جسکا کچھ علاج نہیں ہی اور ہمیشہ تم اتنی پہلی کہ یہ پیالہ تمہاری پاس آوی مصیبت اور احتیاج ہی امن میں تھی پھر ایک روز اتفاقاً وہ پیالہ ٹوٹ گیا تو

فیه مصيبة الملك وقال ما قال الحکیم کان حقایقه لم یحل الی وامثال هذه المصيبة بل اعظم منها تنزل بكل

بادشاہ کو بڑا ہی رنج ہوا اور کہا حکیم جی کتنی تھی کاشکی یہ پیالہ میری پاس نہ آتا اور ایسا ہی رنج ہوتا ہی بلکہ اس سے ہی بہت زیادہ جو شخص دنیا سی

من له علاقة بالدنیا فانهم معدون بالحرص علیها والتعب العظیم فی تحصیلها والحسرة الشدیده عند فواتها

علاقہ رکھتی ہیں یہ لوگ ہی اسکی حرص میں جلا کرتی ہیں اور اسکی سخت محنت اٹھاتی ہیں اور اسکی حسرت میں تڑپا کرتی ہیں جب جاتی رہتی ہی

وهذا قال بعض السلف من احب الدنیا فلیوطن نفسه علی تحمل المصائب فان محبتها لا تنفک عن ثلث مصائب

اور اسی ہی بعض سلف میں کا قول ہی کہ جس نے دنیا کو دوست کیا تو اپنی جان کو مصیبتوں کی لٹی تیار رکھی کیونکہ دنیا کا دوست تین مصیبتوں سے خالی نہیں ہوتا

هم لازم ویغیب ثم وحسرة لا تنقضي فلو لم یکن لهما من العذاب العاجز الا هذا لیکن له مصيبة فکیف اذا حبل

فکر ہر وقت کا اور غم دہی اور حسرت ہی انتہا اگر دنیا کی دوست کو حال کا عذاب سوا آئندہ کی کچھ نہ ہوتا تو یہ ہی مصیبت کافی تھی پھر کیا حال ہوگا جب میں

بنیتہ وبن محبباتہ ولذاته کلها بالمرت وصار معذبا بنفسه ما کان متلذذا به علی قدر لذته التي شغلته عن

اور اسکی تمام محبوبات اور لذات میں موت قابل ہو جاوے گی اور عذاب دیکھی جتنی لذت اٹھاتا تھا موافق اسے لذت کی جس نے زاد آخر وکا کی سہی روک رکھا تھا

سعیہ فی طلب زاده لیوم معاده اذ لو کان لاحد الف محبوب یزول به عند الموت فی وقت واحد الف مصيبة لانه

اسکی کہ اگر کسی ہزار محبوب ہوں تو ہر وقت ایک میں ہر ہزار مصیبتیں پڑ جاوے گی کیونکہ اسکی ہر

کان یحب جمیعها ویسلب عنه فی لحظة واحدة کلها ویبقى فی حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما یلقاه عقیب

محبوب تھی اور ایک لمحہ ہر میں سب سے جدا ہو گیا اور موت کی بعد حسرت اور ندامت میں پڑا رہے گا اور یہ تودہ الم ہی جو مرقی ہی ہر ہو گیا



موتہ من الالم فضلا عما عده الله تعالى من عذاب النار للذين استحبوا الحياة الدنيا ورضوا بها والحاصل

ان من حب شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبة له الله تعالى ولا لكونه معينا له على طاعة الله تعالى يحصل

له به الضر سواء ظفريه او لويظفريه ان لم يظفر به يعيش بفضته ولا يستريح من التعب فان ظفريه

يكون ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد وفاته ما ضاعف اضعافا حسنة من اللذة والونال

العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل سعادة الآخرة يصير

عند الموت كأنه لم يظفر بشيء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك المحظوظ واللذات عذابا له ويصير معذبا

بنفسه كان منعاه من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو انفعله

والدوم فالعبد لا يحصل يقوت عنه والمحبوب الاعظم لا يحصل له فهذا اول ما يلحقه عقيب موته من

العذاب قبل عذاب النار لان الموت ليس بعدم محض وفناء فشر بل هو مفارقة الدنيا ووقوعه على الله تعالى و

التي تبقى مع العبد عند الموت الاشياء العلم والعمل وهما للعبد من المنجيات والباقيات الصالحات ويوصلانه

الى الله تعالى والى لذة لقائه وهذه هي السعادة التي تتجمل له عقيب الموت ويصير قبره روضة من رياض

الجنة الى ان يدخل وان الرتبة في الجنة والمراد بالعلم العلم بالله تعالى وصفاته وافعاله وملكته وكتبه وسائر

ما يجب العلم به من الاعتقادات والعمليات والمراد بالعمل العبادة الخالصة لوجه الله تعالى الموافقة لكتاب

الله تعالى وسنة رسوله ثم كل من العلم والعمل لا يحصل الا ببقاء البدن وصحته وبقائه وصحته لا يتيسر الا

بالقوت واللباس والمسكن وكل منها يحتاج الى اسباب فالتقدير الذي لا بد منه من هذه الثلاثة ان اخذه

العبد من الدنيا لاخرته لا يكون من ابناء الدنيا بل يكون الدنيا في حقه فرعة الآخرة فان الدنيا والآخرة

عبارتان عن حالتین من احوال الانسان فالقريب الذي يسمى ديناً وهو كل ما ينقض لذته قبل الموت والمترخ  
 الانسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ سواول حالت نزدیک کی دنیا کہتی ہے یعنی جسکی لذت موت سے پہلی ہوگی اور بچھلی حالت  
 المترخ یعنی لیسیم آخرت وهو كل ما لا ينقض لذته بعد الموت فعلى هذا ان جميع ما يكون للانسان اليه ميل ويكون له  
 درنگ کی آخرت کہلاتی ہے یعنی جسکی لذت بعد موت کی تمام نہوگی اس بیان کی موافق جو جو چیزیں کراوی کو ادا ہر رغبت ہوتی ہے اور اونکا  
 حظ اجل ليس بنوم بل كل ما كان له فيه حظ عاجل قبل الموت ولا يبقى له ثمرته بعد الموت فهو من الدنيا في حقه  
 حظا ہی ہی سبب نوم نہیں ہن بلکہ جس میں کما ہی حظ ہو وی موت سے پہلی ادا و کما شہ موت کی بعد شہ ہی وہ ہی اکی حق میں دنیا ہی  
 وكل ما يكون له فيه حظ عاجل قبل الموت ويبقى ثمرته بعد الموت كالطاعات والعبادات وما يكون له اعادة عليها فهو  
 اور جسکا حظا ہی موت سے پہلی ہو اور ادا و کما شہ موت کی بعد ہی باقی ہی جیسی طاعات اور عبادات اور جو بہ باب عبارت کی مدد کار میں سو وہ  
 ليس من الدنيا في حقه بل هو من الاخرة اذ مروى انه عليه السلام قال حُبَّ ابي من دنياكم ثلث الطيب والانساء  
 اوی حق میں دنیا نہیں ہن بلکہ آخرت میں داخل ہن اسو علی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا مجھکو تباری دنیا میں سے تین چیزیں محبوب ہیں خوشبو اور عورتیں  
 وقرع عینی في الصلوة فانه عليه السلام جعل الصلوة من جملة ملاذ الدنيا ولذا اضافها اليها لان التلذذ بتجريد  
 اور بچھندہ میری نگاہوں کی غائز میں ہی اب نبی علیہ السلام نے نماز کو دنیا کی لذتوں میں شمار کیا اس لیے دنیا کی طرف نسبت کیا اس لیے کہ تلذذ انہ پانوں میں سے  
 الجوارح في الركوع والسجود انما يكون في الدنيا وكل ما يدخل في الحس والمشاهدة فهو من عالم الشهادة فيكون من الدنيا  
 رکوع اور سجدہ میں دنیا ہی میں ہوتا ہی اور جو چیز محسوس اور شاہد ہوگی وہ موافقاً رضائے خود عالم ظاہر ہی دنیا ہی کی ہوگی  
 لكن لا يعد منها بل يعد من الاخرة لبقاء ثمرته يسرنا الله تعالى المجلس السادس والتسعون في بيان من اكل  
 لیکن کما بعد منها بل بعد من آخرت ہوتی ہی کیونکہ ادا و کما شہ باقی رہتا ہی اکی ہوگی موافق اپنی پسند کی آساں کہ چنانچہ مجلس بیج بیان ممانعت اوس شخصکی جو  
 حافیه راحة کریمه من دخول المسجد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة المنتمة فلا بد ان  
 بودار چتر کہاوی مسجد میں آئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس درخت بدلوئی کہاوی تو ہمارے مسجد کی نزدیک  
 مسجدنا فالملئكة تنادي ما تاذي من لا نيس هذا الحديث من صحاح المصابير رواه ابوهريرة واسم الاشارة  
 ہرگز آوی کیونکہ فرشتے ایذا یاتی ہن جس سے آویسوں کو ایذا ہوتی ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سے اور اسم اشارة یعنی اشارہ  
 الواقعة فيها إشارة الى جنس طاله راحة کریمه والمعنى ان من اكل شيئاً مما له راحة کریمه فلا يقرب من مسجدنا والظاهر من  
 نہ ہوا مسجد میں آیا ہی اشارہ ہی طرف جنس طالہ کی اور مراد اس سے یہ ہے کہ جو شخص بودار چتر کہاوی تو ہر شخص ہمارے مسجد کی نزدیک نہ آوی اور اضافت سے  
 الاضافه ان يكون المراد من المسجد مسجد النبي عليه السلام لكن الجيم قد قالوا هو عام لكل مسجد لقوله عليه السلام  
 ظاہر یہ ہے کہ مسجد سے مراد مسجد نبوی ہی صلی اللہ علیہ وسلم لیکن عام علامہ کہتی ہن کہ یہ مسجد جسکی حق میں عام ہی اس لیے کہ ایک اور  
 في حديث اخر فلا يقرب من المسجد بل الحقوابه كل مجمع الخیر كجلس العلم ومصلی العيد والجنائز وغيرها لوجود العدة  
 حدیث میں بیان آیا ہی وہ مسجد کی نزدیک نہ آوی علامہ نے تمام انبوء خیر کو جیسی مجلس علم کی اور عید گاہ اور جنازہ وغیرہ کو مساجد میں داخل کہا ہی کیونکہ  
 التي هي تاذي الملكة والناس في اثنان هذا ليس ليأمن دخول المسجد وحضور الجماعة لان الجماعة سنة مؤكدة تشبه  
 موجود ہی یعنی ملائکہ کی اور آدمیوں کی تکلیف پہر یہ مسجد میں آئی ہی اور جماعت میں ملنے سے انہ میں ہوتی ہی اس لیے کہ جماعت سنت مؤکدہ واجب ملتی ہوتی ہی  
 الواجب فلا ينبغي تركها باستعمال طينع من حضورها بل هو مني عن تناول ما يمنع من دخول المسجد وحضور الجماعة  
 سو جماعت کا ترک کرنا ایسی چیز کی استعمال سے جو جماعت سے بندہ کی لائق نہیں ہی بلکہ مانع ہی ایسی چیز کی کہانی کی جو مسجد میں آئی اور حضور جماعت سے منع کرے  
 وقد روي انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ريح البصل والثوم اخرج به فاخرج الى البقيع وهذا في  
 اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اگر کسی شخص میں سے بو یا ز یا ہنس کی باقی تو حکم کرتے کہ ادا و کما بقیع میں نکال دیتی اس لیے ہی فقہاء کہتی ہن



الفقهاء كل من وجد فيه مرتبة كرهية يتأذى به الانسان يلزم اخراجه من المسجد ولو بجرعة من يده او رجله  
 جسمن سى ایسی ہو آتی ہو کہ او مسیون کو تکلیف ہوتی ہو او سکا مسجد میں سى نکال دینا لازم ہی اگرچہ ہاتھ یا پاؤں کیچکے  
 دون الحیة وشعر لاسه فعلى هذا يلزم ان يمنع من قربان المسجد من يتناول الدخان الذى ظهر في هذا الزمان  
 پر ڈار ہی اور سر کی بال نہ کھینچی سواس بیان کی موافق لازم ہی کہ مسجد میں آئی سى جو لوگ دھواں کھینچتے ہیں یعنی حقہ نوش منع کئی جاوین کہ اس زمانہ میں  
 من قبل الكفرة العدة لاهل الايمان وابتلى به كافة الانام من الخواص والعوام لكرهية راحة تحت طاشد من كراهية  
 کفادہ کی طرف سے جو اہل ایمان کی دشمن میں پیدا ہوا ہی اور تمام خلقت خاص اور عام اوسہیں مستحق ہو گئے ہیں کیونکہ اسکی بوجہ پیاڑا اور پسین کی بوسی بڑھتی  
 راحة البصل والثوم بل يلزم اخراجه من المسجد ولو بجرعة من يده او رجله كما هو رأى الفقهاء في كل من يوجد  
 بلکہ او سکا مسجد میں سى نکال دینا لازم ہی اگرچہ ہاتھ یا پاؤں کیچکے  
 فيه راحة كرهية يتأذى بالخلق واما عند عدم اتيان المسجد فمحل استعماله كما يحل اكل البصل والثوم ام لا  
 کہ خلقت کو ایذا ہوئی اور جس صورت میں کہ مسجد میں نہ آوی تو آیا او سکا استعمال حلال ہی یا نہیں جیسے پیازا پسین کھانا حلال ہی

لا شك انه ليس كالبصل والثوم لانهما من مصلحات الطعام وما يكون للفقرام الغذاء ولا دام وهذه الدخان  
 اس میں کچھ شک نہیں کہ حقہ مثل پیازا اور پسین کی نہیں ہی کیونکہ پیازا پسین سى تو کھانا سنورتا ہی اور فقرام کی لئی غذا اور سالن ہی اور حقہ میں ہرگز  
 لا يصلح شئ من ذلك الا قد كثر فيه الاقاويل والحق الذى عليه التعويل ان الفعل الاختيارى الصادر عن المكلف  
 کچھ نہیں ہو سکتا اور اس میں گفتگو بہت ہی اور حقیقات جیسے اعتماد ہی یہ ہی کہ اختیاری کام جو آدمی عاقل بالغ سى عمل میں آوگا  
 ان لم يترتب عليه فائدة دينية او دينوية فهو اثر بين العيب واللعب والله و في كتاب اللغة لم يفرق بين هذه  
 اگر اوس میں کوئی فائدہ دینی یا دنیوی نہیں ہوتا تو وہ یا عیب ہی یا لعب ہی اور لغت کی کتابوں میں ان تینوں میں کچھ فرق نہیں  
 لكن لا بد من الفرق لعطف بعضها على بعض في القرآن وهو على ما ذكره بعض الفحول وكان حقيقا بالقبول ان العيب  
 بیان کیا لیکن فرق ضرور چاہی کیونکہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق ذکر بعضی علماء کی کہ قابل قبول کی ہی یہ ہی کہ عیب وہ کام ہوتا ہی  
 الفعل الذى ليس فيه لذة ولا فائدة واما الذى فيه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ  
 جس میں نہ لذت ہوتی ہی اور نہ فائدہ اور جس کام میں لذت ہو بلا فائدہ وہ لعب کہلاتا ہی اور ایسا ہی ہو ہوتا ہی پر اس میں حظ نفس

النفس بحيث تشتغل به عاينها والكل حرام لانها لم تذكر في القرآن الا على طريق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو  
 زیادہ ہوتا ہی ایسا کہ اس میں ضروری کام رہ جاتی ہیں اور یہ سب حرام میں اس واسطی کہ جہاں قرآن میں آئی ہیں سو بطریق ایجو کی آئی ہیں پھر جب لعب اور اللهو  
 واللعب علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما في اللعب واللعب او في اللهو بل هو بالعبث النسب لخلوه  
 اور عیب کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی ہی حرمت معلوم ہوئی اسلئے کہ حقہ یا لعب ہی یا عیب ہی یا ہوبی بلکہ وہ عیب سى زیادہ مناسب ہی کیونکہ اس میں  
 عن اللذة التي في اللعب واللهو واللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعالمين له بتسويل شيطان فحينئذ يدخل في  
 لذت نہیں ہی یا الہی شاید کہ کسی حقہ پینی والی کو بسبب تسويل شیطانی کی کچھ لذت آتی ہو اب لعب میں داخل ہوگا

اللعب وفي اللهو مع كونه عارية عن الفائدة الدينية وهو ظاهر وعن الفائدة الدينية ايضا لانه لا يصلح شئ من  
 یا ہوبین باوجودیکہ فائدہ دینی سى خالی ہی یہ تو ظاہری اور فائدہ دنیاوی سى ہی کیونکہ نہ کچھ نہیں بن سکتا

الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لا تفاق الا لهما على ان مطلق الدخان مضر قال ابن سينا لو كان الدخان وانتهام  
 نہ غذا اور نہ دوا بلکہ مضر ہی اس واسطی کہ تمام طبیب متفق ہیں کہ مطلق دھواں یعنی سب مضر ہیں شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دھواں اور گرد غبار نہ ہوتا  
 لعاشرا بن ادم الفعام وقال اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة ولا حاجة لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والذئب  
 تو آدمی ہزار برس تک جیتا اور جالیوس کہتا ہی کہ تین چیز سى بچو اور چار چیز ایسی اور لازم کر لو اب تکو طبیب کی حاجت نہوگی دھواں اور غبار اور بدبو کی بچو

وعلیکم بالدرہم والحلوی والطیب والحام وذكرو فی القائل ان جمیع اصناف الدخان محفہ بجمہرہ الامر حتی فیہ  
اور چکنائی اور مشائی اور خوشبو اور حام لازم کرلو اور قائلین میں مذکور ہی کہ تمام قسم کی دھوئیں اجزاء ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہیں اور اس میں  
نامرئیہ سیرۃ قال بعض الفضلاء فاذا کان جمیع اصناف الدخان محفہا یكون هذا الدخان محفہا لمرطوبات البدنیۃ  
مچھ پھوڑی نار یہ یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتی ہیں جب تمام قسم کا دھواں محفہ یعنی خشکی کرتا ہو تو حقیقہ طوبیات بدنہ کو خشک کرتا ہوگا  
فیكون مودیا لحصول امراض كثيرة فلا یجوز استعماله لوجوب صیانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذکر فی نصنا الاحتیاط  
یہ تو اتنی بہت ہی امراض پیدا ہونگی بس تو اسکا پینا جائز نہیں ہی اسلی کہ مرضی جان کا بچانا واجب ہی اور ضابطہ احتیاط میں مذکور ہی  
ان استعمال المضار حرام فان قيل بعض اطباء قد یعالجون بعض امراض بعض اصناف الدخان ویستأخذون نفعہ  
کہ مرضی کا برتن حرام ہی پھر اگر کوئی اعراض کری کہ بعضی طبیب کہی کہی بعضی مرضیوں کا کسی قسم کی دھوئیں ہی علاج کیا کرتی ہیں اور اسکا فائدہ ظاہر کرتے  
فکیف یجوز المنع عن استعمال جمیع اصنافه فالجواب انہم یعالجون لحظۃ سیرۃ لا علی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التخیف فان  
پھر منافعت تمام قسم کی دھوئیں ہی کیونکہ درست ہی سوجا بیہ ہی کہ وہ دم بہر کی لئی علاج کرتی ہیں عیشہ کی لئی نہیں کرتی تاکہ دھوئیں خشکی پیدا ہو جاوے پھر اگر  
قيل ما ذکر من التخیف لا یضر فی البلعی لکثرة رطوباتہ وانتفاعہ بتخفیفہا فضا وجہ المنع عن هذا الدخان فالجواب  
کوئی کہی کہ خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہیں کرتا کیونکہ رطوبت بہت ہوتی ہی اور خشکی ہی نفع ہوتا ہی اب حقہ کی مخالفت کی کیا وجہ ہی تو جواب یہ ہی  
ان حل الانتفاع بہ فحیل فلا بد من معرفة ذلك من طبیب حاذق عارف بالامراض والقدرا الذی ینتفع بہ والا فلا اقدام  
کہ انتفاع کی حد معلوم نہیں ہی سوا اسکا معلوم کرنا ایسی طبیب حاذق ہی جو مزاج و طبی واقف ہو اور اس مقدار کا معلوم کرنا جس میں نفع ہو ضرر نہ ہی اور میں زمین  
علیہ حرام مطلقا لوقوع التردد بین السلامة وعدمہا فالعدل من کان لیستعملہ قد اختلفوا فیہ فمنہم من یقول بضرہ  
مطلق حرام ہی کیونکہ سلامتی اور عدم سلامتی میں تردد ہی بیشک عدول اشخاص جو حقہ پیتی ہیں اختلاف کرتی ہیں بعضا ضرر کا قائل ہی  
ومنہم من یقول بعدم ضررہ ومنہم من یشک فیہ لکن الفريق الاغلب الذی جانب الحق الیہ اقرب لمزید دیانہم یقول  
اور کوئی کہتا ہی ضرر نہیں کرتا اور کسیکو اس میں شک ہی لیکن فریق اغلب جنکی طرف باعتبار اخروی دیانہ کی حق پایا جاتا ہی کہتا ہی  
انہ یحدث فی ابتداء قوۃ فی الجسم وحلۃ فی البصر ونشاط فی الاعضاء وهضم فی الطعام فاذا حصلت المداومۃ یورث  
کہ ابتداء میں قوت اور بینائی میں تیزی اور اعضا میں نشاط اور طعام میں اضمیہ پیدا کرتا ہی اور جب عادت پڑ جاتی ہی تو بینائی پر  
غشاوۃ فی البصر وثقل فی الاعضاء وامساکی فی الهاضمۃ وضعف فی البدن لانه كما قال الاطباء یحفف مع نوع حرارۃ  
پر وہ سا اور اعضا میں بوجہ اور اضمیہ میں امساک اور بدن میں سستی آجاتی ہی اسلی کہ موافق قول طبیبوں کی حرارت کی سائنہ خشکی کرتا ہی  
فیفعل فی ابتداء ما ذکرہ اولاً و فی انتہاء ما ذکرہ اخر علی انہ لو تحقق نفعہ فبعد انفع ینعم من استعمالہ لانه حیث ان  
سوال اول تو وہی تاثیر ہوتی ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو وہی ہوتا ہی جو بہر بیان کیا علاوہ بہ ہی اگر نفع ثابت ہی ہو تو بعد نفع کی پینا منع ہی اسلی کہ اب  
یکون دواء لا یجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم یجزم ضار یزید یا یخف من البدن الا ترى ان الخمر المحرمة بالنفس  
دوا ہوگا اور دوا کا استعمال کرنا بعد زوال مرض کی جائز نہیں ہی اسلی کہ جب مرض نہیں ہوتا جسی دور کری تو بدن میں اثر کرتی ہی دیکھ تو شراب قطعاً حرام ہی اور قرآن  
قد أخبر القرآن بنفعہا كما قال اللہ تعالیٰ یسلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس واتمها اکبر من نفعہا  
سی اسکا نفع ثابت ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی تجھسی بوجہتی میں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ ان میں گناہ بڑا ہی اور فائدہ بھی لوگوں کو اور انکا گناہ فائدہ  
لکن جانب النفع اذا قابلہ جانب الضرر یحیی جانب الضرر حتی قال الفقہاء لو کان فی شیء وجہ کثیرۃ توجب الحلی والجواز و وجہ  
سی بڑی ہی بہن نفع کی جانب جب ضرر کی مقابل پراتی ہی تو ضرر کا لحاظ کیا کرتی ہیں یہاں تک کہ فقہ کہتی ہیں اگر ایک شی میں کئی وجہ حلت اور جواز کی ہوں اور ایک  
وجہ وجب الحرۃ وعدم الجواز یرجح جانب الحرۃ احتیاطاً لکن فی صغر حرۃ الاشیاء و باحتیاط وجہ حسن یرجع الی  
بہن ہم جواز حرۃ ما ہم فی وجہ احتیاط کی وجہ حرۃ کی جانب کہتے ہی کہیں گے ہر شے کی حرۃ است اور اباحت دریافت کرنی کی اجہی وجہ ہی حج





لهم حتى تتولد من كثافته الادواء في عاقبة امره لان تكراره يؤتى ما يقابله فيتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء  
 تاكره او كذا في كثافة سيما يباريان پیدا ہو و درین کیونکہ اسکا تکرار اپنی مقابل کو ایذا دیتا ہے پھر اسی حرارت پیدا ہو جاتی ہے آخر کو مرض پیدا ہوتا ہے  
 الادواء ثم يلزم على قولهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد ان يكون  
 دواہین ہوتا ہے اور انکی قول کی موافق لازم آتا ہے کہ تمام لوگ بیمار ہوں اور انکا مرض ہی تمام چاروں فصول میں ایک ہی طرح کا ہو وی اور انکا  
 معالجہ تمام فیہا بشیء واحد علی جهة واحدة وبطلانہ غیر خفی علی احد من العقلاء ثبوتہ اصناعۃ المال لانه يشتري  
 علاج ہی تمام فصول میں ایک ہی شئی سے ایک ہی طرح پر ہو وی اور اسکا بطلان کسی قائل پر پوشیدہ نہیں ہے پھر اس میں مال ضایع ہوتا ہے کیونکہ خوب مہنگا  
 بئمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم وقد كتب بعض المالکية فی الدیالرجازية جوابا عن سوال يتعلق بالدخان وهو ان  
 شربہ تاتای اب اسراف ہوتا ہے جو حرام ہے اور کسی مالکی مذہب والی فی دیا رجاز میں ایک سوال کا جواب لکھا ہے جو دہوئین کی باب میں ہے یعنی  
 استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لکن اجزاء من الخشب مخروجة باجزاء من النار وهو من حيث اجزائه  
 دخان کا استعمال کرنا حرام ہے جیسی اسکی اصل پہلی کہ اسکی اصل لکڑی ہے اور آگ کیونکہ لکڑی ہی کی اجزاء آگ کی اجزاء میں ملتی ہیں اور وہ باعتبار اجزاء آگ کی  
 النار التي فيها يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون اموال اليتيم ظل انما ياكلون في بطونهم نارافذک النص  
 استعمال کرنا حرام ہے بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتے ہیں یتیموں کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتے ہیں اپنی پیٹ میں آگ اب اس نص سے  
 علی حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى جعله ما يعذب به حيث قال في حق قوم يؤمنون بحليلي السلام  
 حرمت آگ کی معلوم ہوئی سو دہوان ہی حرام ہو اگر آگ ہی نکلتا ہے اور یہہ ہی کہ اسد تعالیٰ دہوئین کو عذاب کی سبب میں مقرر کیا ہے چنانچہ یوحنا علیہ السلام کی  
 لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحياة الدنيا فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في آية اخرى فلراقب  
 قوم کی حق میں فرماتا ہے جب یقین لائی کہ وہ یا ہمیں اور ہمیں ہی ذلت کا عذاب دنیا کی جیسی کیونکہ جو عذاب اونہیں ہی دفع ہوا تھا دہوان ہی تھا اور ایک اور آیت میں فرمایا ہے  
 يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشي الناس هذا عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الآية معناه الحقيقي على قول  
 سورتورہ دیکھ جبکہ کراوی آسمان دہوان صریح جو گھیر لی لوگوں کو یہہ ہی کہہ کی مار اور دخان ہی اس آیت میں جو مذکور ہے ایک قول کی موافق حقیقی معنی مراد ہیں  
 وعلى هذا القول يكون النظم الكروي صريحا في كون الدخان عذابا لهما واثابه التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء  
 اور اس قول کی مطابق مضمون آیت صریح ہے کہ دخان سخت عذاب ہوتا ہے اور جس شئی میں تعذیب واقع ہوئی ہے اسکا استعمال حرام ہے کیونکہ تمام فقہاء  
 قد تفقوا على وجوب الفرار من محل العذاب كبطن محسر فانه على لفظ اسم الفاعل من التحسير اسم وادوا هلك المصطفى  
 متفق ہیں کہ محل عذاب سی ہاگن چاہی جیسی بطن محسر محسر اس فاعل کی وزن پر تحسیر میں سی ایک جھگل کا نام ہے جہاں اسد تعالیٰ فی اصحاب فیل کو  
 فیہ اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجب الفرار من العذاب لولا ان المكان المستعملين له تره ما انه يخرج  
 ہلاک کیا تھا اور جب محل عذاب سی ہاگن واجب ہوا تو جس شئی کا عذاب ہوا ہو اولی تر ہاگن واجب ہے پھر سقہ تینی والون کو تو دیکھتا ہے کہ اولیٰ حق  
 من جليتهم وانوفهم وفيه تشبيه باهل النار وبالنار يهدكون في آخر الزمان من الاشبار كما جاء في الخبر انه يكون في آخر  
 اور انک سی دہوئین نکلتا ہے اور اس میں دوزخیوں کی مشابہت ہے اور انکی مشابہت ہے جو آخر زمانہ میں شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں  
 الزمان دخان يملأ الارض يقيم على الناس اربعين عاما المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام واما الكافر فيخرج من انفه واذنيه  
 دہوان پیدا ہو کر تمام زمین کو بہر دیکھا لوگوں پر چالیس دن تک بھیگا مؤمن کو تو اسکا اتنا اثر ہوگا جیسی زکام اور کافر سوا اسکی ناک میں سی اسد کا نون میں  
 وعينيه حتى يصير اس احدهم كالراس الحنينا المشوي فلا ينبغي للمؤمن ان يشبه باهل العذاب ولا ان يستعمل  
 اور انکھوں میں سی دہوان نکلیگا یہاں تک کہ ایک ایک کاہہ جیسا ہلکا ہو جاگا اب مؤمن کو لایق نہیں ہے کہ عذاب والون کی مثل بنی اور نہ یہہ چاہی کہ ایسی چیز میں  
 ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ولا بسات اهل العذاب وقد كره جميع من العلماء التخم بالحنين والنحاس لما ثبت في  
 جو عذاب کی ہو اور نہ وہ جو اہل عذاب کی مناسب ہو اور اکثر علماء لوی اور تابی کی انگوٹھی پہنا کر وہ کہتی ہیں کیونکہ حدیث میں ثابت ہو چکا ہے



الحديث انما احلية اهل النار <sup>وحيث على ما ذكره البلاذري في مختصر الاحياء انه عليه السلام كان يكره الطعام السخن</sup> <sup>که پیوسته و نود و نه خوراک کی زیورین</sup> <sup>اور موافق بیان بلاذری کی مختصر الاحیاء میں ثابت ہے کہ نبی علیہ السلام گرم کھانا مکروہ جانتی تھی</sup>

ويقول ان الله تعالى لم يطعمنا نارا وهذا الدخان اولى بالكراهة لانه فخط باجزاء نارية كما لم يكن في استعماله <sup>اور فرماتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کھانے میں آگ نہیں بتائی اور یہ دھواں تو اولیٰ تر مکروہ ہے اس لئے کہ اجزاء نار سے ملا ہوا ہے چنانچہ گزر چکا ہے پہلے اگر اسکی استقامت</sup>

الاحياء سنة الكفار الذين اخرجوه في بلاد الاسلام توصل الى اضرار اهل الايمان لكان باعثا للعاقل <sup>کچھ نہ ہو اسو اور وقت طریقہ کفار کی جنہوں نے ایمان داروں کو بلاد اسلام میں پیدا کیا تاکہ ایمان والوں کا ضرر ہو چکا اتنا ہی عاقل کی واسطی اجتناب کر نیکی</sup>

على اجتنابه وما نعاين ذلك بل لو لم يكن في استعماله الا تسويد الثياب ولا يذوق كراهة الريح ولا يذوق لكان <sup>بڑا باعث تھا اور اختیار کرنی سے بڑا مانع تھا بلکہ اسکی استعمال میں اگر کچھ نہ ہو تا سو اسباب ہوں کی پڑوں اور بدن کی اور بڑے اور سڑا ہند کی تو یہی</sup>

من ارجح العاقل عن استعماله لكن اكثر اهل الزمان طبائعهم جامدة صعبة الانقياد مائلة دائما الى ما لا يعينهم ان يفهموا <sup>عاقل کو اسکی استعمال سے روکنے کا موجود تھا لیکن اس زمانہ کی طبیعتیں اکثر کدہ غیر مطیع ہیں ہمیشہ یہودہ کام کی طرف متوجہ رہتی ہیں اگر پہلی بات گونانی</sup>

لا يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يعملوا بما فهموا وهم من الذين بان يروا سبيل الهدى <sup>اور اگر سبکدوش نہ سیکھیں اور اگر سمجھاؤ تو نہ سمجھیں اور اگر سمجھیں تو اسکی موافق کبھی عمل نہ کریں یہی وہ لوگوں میں ہیں اگر دیکھیں ہدایت کی</sup>

لا يتخذون سبيل الهدى وان يروا سبيل الهدى لا يسرون الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وكرمه <sup>وہ نہ سبکدوش رہے اور اگر دیکھیں راہ اولیٰ اور اگر سبکدوش رہے الہی ہم پر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور فضل اور کرم سے آسان کر</sup>

المجلس السابع والتسعون في بيان لزوم ترك ما لا يعنیه من القول والفعل قال رسول الله صلى <sup>ستائزین مجلس اس بیان میں کہ ترک یہودہ کا لازم ہے بات ہو یا کام رسول اللہ صلی اللہ</sup>

عليه وسلم من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنیه هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة ومعهنا ان <sup>علیہ وسلم کی خوبی ہی یہودہ کا ترک کرنا یہی حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اسکی معنی یہ</sup>

السلام الرجل لا يكون كاملا وحسنا الا اذا ترك من الاقوال والافعال ما لا منفعة له فيه اصلا ولا في الدنيا ولا في الآخرة <sup>میں کہ اسلام آدمی کا کامل اور خوب نہیں ہوتا مگر جب وہ اقوال اور افعال چھوڑ دی جن میں اسکا ہرگز کچھ فائدہ نہ ہو وہ نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا</sup>

وما لا منفعة له فيه اصلا الدخان الذي ظهر في هذا الزمان من قبل الكفرة العدوة لاهل الايمان وابتلى <sup>اور جس میں ہرگز کچھ منفعت نہیں ہے اسکی حقہ یہی ہے جو اس زمانہ میں کفار کی طرف سے جو اہل ایمان کی دشمن ہیں پیدا ہوئی اور اسکی</sup>

بصته كافة الانام من الخواص والعوام فانه قد ظهر في ادائل القرب الحادي عشر وصار قسنة عظيمة على عامة البشر <sup>پیشی میں تمام خلق خاص و عام مبتلی ہو گئی ہیں بیشک حقہ گیارہویں قرن کی اول میں نکلا اور تمام خلق پر بڑا ہی فتنہ ہو گیا ہے</sup>

اذ شاع تناوله في البلدان بين الرجال والنساء والصبيان فلزم على علماء الدين بيان حكمه للمسلمين هل يحل استعماله <sup>اسو اسکی کہ حکام بین شہروں کی اندر مردوں اور عورتوں اور بچوں میں پھیل گیا ہے سو علماء دین پر مسلمانوں کی لئے اسکا حکم بیان کرنا لازم ہے آیا اسکا پینا حلال</sup>

ام يحجب اجتنابه فاستمعوا يا اولي الابواب ما يقال لكم في هذا الباب قد كثرت فيه الاقاويل والحق الذي عليه التعويل ان <sup>یا اہل ابواب! جیسے سوئی ہوئی والو جو اس باب میں مذکور ہوتا ہے سو اس میں بہت سی گفتگو ہے اور حق جس پر اعتماد ہو سو یہی ہے</sup>

الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يرتب عليه فائدة دينية او دنيوية فهو دائر بين العبث واللعب و <sup>کہ فعل اختیاری جو عاقل بالغ سے صادر ہوتا ہے اگر اس میں کوئی فائدہ دین کا یا دنیا کا نہ ہو تو اسے تفصیل پر ہی کہ عبث ہی یا لعب ہی</sup>

الدهو وفي كتب اللغة لم يفرق بين هذه الثلاثة لكن لا بد من الفرق لعطف بعضها على بعض في القرآن وهو على ما ذكره <sup>لہو اور آفت کی کتابوں میں ان تینوں میں کچھ فرق نہیں بیان کیا ہے فرق ضرور چاہی کیونکہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہے اور وہ فرق موافق بیان</sup>

بعض الفحول لو كان حقيقاً بالقبول ان لعبت الفعل الذي ليس فيه لذة ولا فائدة وأما الذي فيه لذة فافادة  
بعض علماء الكي جو قابل قبوليت كي هي بهي كه عبت وه فعل هوتا هي جسين نه كچه فافده هوتا نه لذت اور جين كام مين لذت هوتا بل افافده  
فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ النفس بحيث تشتغل به عما يهملها والكل حرام لانها لم تذكر في القرآن  
تو لعب هوتا هي اور اللهو اي هو اتنا هي كه اسين نفس كو زياده حظ هوتا هي ايسا كه هوتا ضروري كار هي ره جاتي مين اور به سب حرام مين اي كه انكا ذكر في تين  
الا على طريق الذم فلما علم حرمه هذه الثلاثة علم حرمه استعمال الدخان لدخوله اما في اللعب او في اللهو او في  
جهان آيا هي سو بطور محو كي هي بهر جاب ان تينون كي حرمت معلوم هوتا تو حقه كي هي حرمت معلوم هوتا اسلي كه حقه اللعب هي يا هوتا  
العبث بل هو بالعبث نسب الخلو عن اللذة التي في اللعب واللهو اللذات لان ليستلذه نفوس بعض المستعجلين له  
عبث هي بلكه عبت سي زياده تر مناسيب هي كيور كه حقه مين وعظمت تين هي جو لعب اور هوتا هي يا اي شايه كه بعضي يعني واللون كو شيطان في تسويل يعني دهو كهي  
بتسويل شيطان في حينه يدخل في اللعب واللهو على وجهه كان فهو عار عن الفائدة الدينية وهو ظاهر وعنه الفائدة  
لذت حاصل هوتا هو بهر اب لعب يا هوتا اور بهر صورت فافده ديني سي تو خالي هي بهر اب تو ظاهر هي اور دنيا كي فافده هي

الدينية ايضاً لانه لا يصلح شيء من الغداع والدواء اصلاً بل هو مضر لا تفاق لا طباء على ان صطلق الدخان مضر  
خالي هي كيور كه هر كسي كام كام تين هي نه غذاي اور نه دوا هي بلكه مضر هي كيور كه تمام طبيب اسير شفق مين كه مطلق دهون مضر هوتا هي  
قال ابن سينا لولا الدخان والقتام لعاش ابن آدم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة ولا حاجة  
شيخ ابن سينا كهتا هي اگر دهون اور گرد و غبار هوتا تو البته آدمي هزار برس جيتا اور جالينوس كهتا هي تين چيزي بجيتا رهو اور چار چيز كو لازم كرو بهر تكمو طبيب  
لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والذاتن وعليكم بالدم والحلوى والطيب والحمام وذكر في القانون ان جميع  
كي كچه حاجت تين هي دهون اور غبار اور بدبو سي بجيتا رهو اور چكفائي اور مشاي اور خشو اور حمام لازم كرو او قانون مين مذكور هي

اصناف الدخان مجفف بخوره الارضي وفيه نارية يسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع الدخان مجففاً يكون  
كه دهون كي سب قسوين جو هر ارضي كي تاثير سي خشكي كرتي مين اور اسين كچه ناريه يعني حرارت هوتا هي بعضي فضلاء كهت مين جسته مين كه دهون كا تمام اقسام خشكي كرتي مين  
هذا الدخان مجففاً للرطوبة البنية فيكون مودياً الى حصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانتها  
به في رطوبات كو خشك كرتا هي اب اسين بهت امراض پيدا هوتا هي سوا سكا پينا جايه تين هي كيور كه مفرشي سي نفس كا بچا نا واجب هي  
النفس عن الحق وقد ذكر في نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض  
اور نصاب الاحتساب مين مذكور هي كه مضر كا استعمال كرنا حرام هي اگر كوي كهي كه بعضي طبيب كهي كهي بعضي

الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهدون نفعه فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون  
بما ريون كا علاج كسي قسم كي دهون سي كيا كرتي مين اور اسكا نفع ظاهر هوتا هي اب مانعت تمام قسم كي دخان كي كيور كه درست هي سو جواب بهي هي كه وه دم بهر كي  
به بخطة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل فاذا ذكر من التجفيف فاذا ذكر من التجفيف لا يضرك البليغ لكثرة رطوباته  
بلي علاج كرتي مين عادت كي اي تين كرتي تا كه اوس سي خشكي پيدا هوتا هي اگر كوي كهي بخكي بلغي مزاج والي كو ضرر تين كرتي كيور كه اسين رطوبات بهت هوتا مين  
وانتفاعه بتجفيفها فافدا وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب ان هذا لا يتفاد به فحسب فلا بد في معرفة ذلك من طبيب  
اور خشكي هي فافده هوتا هي اب حقه سي وجه مانعت كي كيا كا سو جواب بهي هي كه حد انتفاع كي معلوم تين هي اب اي معرفت كي طبيب حاو كي سي

حاذق عارف بالامرجة والقدر الذي يتفاد به ولا فافدا قدم عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فان  
جوز اجون كو جاتا هوتا اور اس مقدار كي جسين فافده سو ضرر جاتا هوتا اور تين تو او دو هر كو قدم كرنا مطلق حرام هي كيور كه صحت اور مرض مين ترددي كيور كه  
العدول من مستعمليه قد اختلفوا فيه فمنهم من قال بضرره ومنهم من قال بجد ضرره ومنهم من شك فيه لكن  
عادل لو كه حقه بهي والي اسين اختلاف كرتي مين بعضي تو اسكي ضرر كي قائل مين اور بعضي كهي مين ضرر تين كرتا اور بعضون كو اسين شك هي ليكن











محسّر فانه على لفظ اسم الفاعل من التفسير اسم واد اهل الله تعالى فيه اصحاب الفيل فاذا وجب القرار من  
 محسّر اسم فاعل في وزن هر تحسيري اوس وادي كا نام هي جهان الله تعالى في اصحاب فيل كولاك كياتا جب محل عذاب سي بها كذا واجب هو  
 محل العذاب فوجب القرار عذاب اولي واحري ثم ان المستعملين له ترجمان يخرج من اوس فم وحلوقم  
 تو عذاب كي چيز سي بها كذا اولي اور لايق تری پھر حقہ نوشتن کو دیکھتا ہی کہ اوکلی ناک میں سی اور طعن میں سی دھوان کھتا ہی  
 وفيه تشبيه باهل النار وبالذين يهلكون في اخر الزمان من الاشراك كما جاء في الحديث انه يكون في اخر الزمان دخا  
 اور امين دوزخيون کی اور اوکلی جو اخير زمانہ میں شرير لوگ ہلاک ہوگلی مشابہت ہی چنانچہ حديث میں آيا ہی کہ آخر زمانہ میں ایسا دھوان  
 يملأ الارض يقيم على الناس اربعين يوما اما المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام واما الكافر فيخرج من منخرية واد  
 پیدا ہووگیا کہ زمین کو پر کر دیکھا اور لوگوں پر چالیس روز تک قائم رہی گا مؤمن کو تو اتنا اثر ہووگیا جیسی زکام اور کافر اوکلی نکتون میں سی اور کافرون  
 وعينيه حتى يصير راس احدهم كالرأس الخيداي المشوي فلا ينبغي للمؤمن ان يتشبه باهل العذاب ولا ان يستعمل  
 میں سی اور اوکلی میں سی کھلیکا یہاں تک کہ ایک ایک کا سر ایسا ہووگیا جیسی سر جلا ہلسا سو مؤمن کو لایق نہیں ہی کہ اہل عذاب سی مشابہت کری اور نہ یہ لایق  
 صاهو من نوع العذاب ولا صاهو من ملائكة اهل العذاب وقد كره جمع من العلماء التخميم بالحديد والنحاس لما جاء في  
 ہی کہ عذاب کی چیر کو ہتھال کری اور نہ جو چیر کہ اہل عذاب کی مناسب ہی اور تمام علماء بالاتفاق کہی کہ تانبی کی انگلی کو مکروہ کہتی ہیں اسلی کہ حدیث میں آگیا  
 الحديث انها حلية اهل النار وصم على ما ذكره البلالی في مختصر الاحياء انه عليه السلام كان يكره الطعام السخن  
 کہ یہ دوزخیوں کا زیور ہی اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء میں ثابت ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کھانا مکروہ کہتی تھی  
 ويقول ان الله تعالى لو يطعمنا نارا فهدنا الدخان اولى بالكره لانه فغلط باجزاء نارية كما هو فلولم يكن في  
 اور فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فی ہمکو آگ کھانی نہیں بتائی اب یہ دھوان اولیٰ تر مکروہ ہی کیونکہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی جیسی گندک اور اگر اسکی  
 استعماله الاتسويد الثياب والابدان وكرهه اللحم والانتان لكفى ذاجرا للعاقل عن استعماله بل فلولم يكن في استعمال  
 استعمال میں بجز سیاهی کپڑوں اور بدن کی اور سوای بدبو اور سڑھانہ کی کچھ نہوتا تو ہی عاقل کی واسطی اسی استعمال کا بڑا ذاجر تھا بلکہ اگر اسکی استعمال میں  
 الاحياء سنة الكفار الذين اخرجوه في بلاد الاسلام توصلوا الى اضرالاهل الايمان لكفى بلعنا للعاقل  
 کچھ نہوتا سو اور دنی طریقہ کفار کی جو اوکو نکال لائی ہیں اور واسطی ضرر دینی اہل اسلام کی بلاد اسلام میں رواج گویا ہی تو ہی عاقل کی لئی  
 على اجتنابه ومانعاً عن ارتكابه لكن اكثر اهل الزمان طبائعهم جامدة صعبة الانقياد مائلة الى ما لا يعينهم  
 اسکی اجتناب کر نیو کا کافی باعث اور اسکی اختیار کر نیو کا بڑا مانع تھا لیکن اس زمانہ میں اکثر طبیعتیں کند ہیں اور بڑی نافرمان ہمیشہ یہودی کی طر ف توجہ  
 ان نصوصهم يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يفهموا وان فعلوا لم يفعلوا وهم من الذين ان يروا سبيل الرشيد  
 اگر اوکو نصیحت کیجی ہی نائین اور اگر سیکھا وکھی نہ سیکھیں اور اگر سمجھا وکھی نہ سمجھیں اور اگر سمجھیں تو کھی کھل نہ کریں یہ اوں لوگوں میں ہیں اگر کہیں  
 لا يتجزوه سبيلاً وان يروا سبيل الغي يتخذوه سبيلاً المجلس الثامن والتسعون في بيان الوصية  
 سوا سکی راہ وہ نہ ہڑا دیں راہ اور اگر دیکھیں راہ الٹی اوکو ہڑا دیں راہ اشادین مجلس میں بیان وصیت کا

في حق النساء حال المعاشرة هن قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في خطبة حجة الوداع اتقوا الله  
 عورتوں کی حق میں اوکلی ساتھ گذران کرتی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع کی خطبہ میں فرمایا اللہ سے ڈرو  
 في النساء فانكم اخذتموهن بامان الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله ولكم عليهن ان لا يوطئن فرشكم احد  
 عورتوں کی حق میں تمہیں انکو سد کی امن میں لیا ہی اور انکی فروج کو کلمۃ اللہ سے حل کیا ہی اور تمہارا حق ہی اوں پر یہ ہی کہ تمہاری بستر پر قدم نہ رکھیں دین جسکی  
 تكهونه فان فعلن ذلك فاضر بهن ضربا غير مبرح وهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف وهذا الحديث من  
 تم بیزار ہو اور اگر وہ ایسا کریں تو اوکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور اوکا حق تمہاری اوپر کھانا اور پہنا موافق دستور کی یہ حدیث



صحیح المصابیح فرما ہوا جابر کہ کانہ علیہ السلام قال اتقوا الله فی امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل بل عاشر وهن  
 مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی پس گویا علی علیہ السلام فی فرمایا درو اسدی عورتوں کی باب میں سوئم او کو ناحق نہ ستاؤ بکلمہ او کی ساتہ  
 بالمعروف كما قال الله تعالى عاشر وهن فانك اخذتوهن بعهد الله الذي عهد اليكم فيمن من الرفق بهن والشفقة  
 گذران کرو جیسی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور گذران کرو عورتوں کی متعلق کیونکہ تم ہی او کو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو او کی حق میں تمہاری ساتہ عہد ہو ہی یعنی او کی ساتہ  
 علیہن واستحللتم فروجهن بامر الله تعالى وحكمه فان نقضتم عهده الذي عهد اليكم وخنتم في امانته ينتقم  
 نرمی اور انہیں شفتت بر تو اور تم ہی او کی فروج امر الہی اور اس کی حکم سی حلال کر لین ہیں اگر تم ہی او کا عہد توڑ ڈالا جو تمہاری ساتہ ہو چکا ہی اور تم ہی او کی امانت میں  
 منكم ولن وذلک لا تمہت امراء الله تعالى فاذا تزوجتموهن بامر الله تعالى وحكمه یکن عندکم امانت وودیعة من  
 خیانت کی تو او کی ہی تم ہی انتقام لیگا اور یہہہ سہی کہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی لونڈیاں ہیں جب تم ہی او کو اللہ کی امر اور حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ تمہارے پاس امانت میں اور  
 الله تعالى فاذا اذيقوهن بالباطل ولم تعاشروهن بالمعروف فكانکم نقضتم عهده تعالى وخنتم في امانته فينتقم منکم  
 اللہ کی طرف سی سپرد ہیں پھر اگر تم ہی او کو ناحق ستایا اور دستور کی موافق گذران نہ کی تو گویا تم ہی اللہ تعالیٰ کا عہد توڑ ڈالا اور او کی امانت میں خیانت کی سو او کی ہی تم ہی  
 لهن ولکم علیہن من الحق ان لا یاذن احد ان یدخل بیوتکم بغیر اذنکم فان فعلن ذلک فاضربوهن ضربا غیر مبرح  
 لیونگی اور تمہارا حق او کی او پر یہہہ ہی کہ سیکو یہہہ اجازت نہ دین کہ تمہاری کہروں میں تمہاری بی بی آسکی اور اگر وہ آئی دین تو او کو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی  
 بحیث یؤلمهن ولا یکسر عظمهن ولا ید فی جسمهن وهن علیکم من الحق من قہن وکسوتھن بالمعروف فعلن من هذا  
 دستور کہ دیکھو پہنچی اور ہڈی نہ ٹوٹی اور او کا بدن ہولہاں نہ ہو جاوی اور تمہارے او کا حق لیگا اور یہہہ دستور کی موافق اسی معلوم ہوا  
 ان یمن الزوجین حقوقا یجب لهما اما ما کان علی الرجل من حقوق النساء فالانفاق علیہن بالمعروف اذ قد قال الفقهاء  
 کہ زوج زوجہ میں ایسی حقوق ہیں کہ او کی رعایت واجب ہی اور عورتوں کی حق جو مرد پر ہیں تو ان کا خرچ پر دستور کی موافق ایسی کہ فقہاء کہتے ہی  
 یجب علی الرجل نفقة زوجته سواء دخلها او لم یدخلها وسواء كانت مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة لان غنائها  
 کہ مرد پر نفقہ بی بی کا واجب ہی برابر ہی کہ اس کی صحبت کی آگاہی نہ کی اور برابر ہی کہ بی بی مسلمہ ہو یا ذمیہ یا کفارہ ہو نفقہ بی بی کا حق نفقہ کا  
 لا یصل حقیقہا فی النفقة علی زوجها سواء كانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لا یجب علیہ نفقة  
 جو طہ وند پر ہی باطل نہیں کر دیتی برابر ہی کہ کبیرہ ہو یا نابالغہ قابل و طہ کی ہو اور اگر قابل و طہ کی نہ ہوگی تو لو کا نفقہ واجب نہیں ہی  
 والنفقة الواجبة علی ما روی هشام عن محمد الطعام والكسوة والسكنی اما الطعام فالذیق والماء والتم والدرهم فان  
 اور نفقہ واجب موافق روایت هشام کی امام محمد سی کہتا ہی اور کبیرہ اور مکان رہنی کا کہتا تو آٹا اور پانی اور نمک اور دھن پھر اگر  
 قالت المرأة لا اظن ولا اخبز قال قاضیان فی فتاواه لا تجبر علی الطبخ والخبز علی الرجل ان یاتیهما الطعام الممعی او یاتیهما  
 عورت ہی میں سالن نہیں پکاتی اور نہ روٹی پکاؤں قاضی خان فی اپنی فتاویٰ میں کہتا ہی کہ روٹی اور سالن پکانی پر زبردستی نہیں چلتی مرد پر لازم ہی کہ او کو تیار کرنا  
 بمن یکفیهما عمل الطبخ والخبز هذا فی القضاء واما فی الدیانة فیحجب علیہا ان تفعل کل خدمۃ فی داخل الدار من الطبخ والخبز  
 لادی یا ایسا آوی کہ سالن روٹی پکا دیکر یہہہ حکم تو قضا کا ہی اور دیانت میں عورت پر واجب ہی کہ جو کار بار کہر کی اندر ہو دی جیسی سالن روٹی پکاتا  
 وغسل الثیاب وغیرہا حق لو لم تفعل شیانها تكون اثمۃ وان لم یجبر علیہا وان کان لها خادم یجب علی زوجها نفقة  
 کپڑی دھونی اور سوا اس کی تمام کیا کری بیان نک کہ اگر کچھ ہی نہ کرگی تو گنہگار ہوگی اگرچہ او سپر زور نہیں ہی اور اگر عورت کا کوئی خادم ہو دی تو خاوند پر او کی  
 خادمہا ان کان الخادم یطبخ ویخبز وان کان لا یطبخ ولا یخبز لا یجب علیہ نفقة لان نفقة فی مقابلة خایمته فاذا  
 خادم کا ہی خرچ واجب ہی جبہ خادم سالن روٹی پکا یا کری اور اگر وہ سالن پکائی نہ روٹی تو او کا خرچ واجب نہیں ہی سہی کہ خادم کا خرچہ عہد کی بدلہ  
 لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیہ نفقة بخلاف المرأة فان نفقة فی مقابلة الخدمۃ بل فی مقابلة الاحتیاس  
 اور اگر وہ سالن روٹی نہیں پکاتا تو او کا خرچ ہی واجب نہیں ہی برخلاف بی بی کی کیونکہ اس کا خرچ خدمت کی بدلہ میں نہیں ہی بلکہ اس کی کپڑی کی بدلہ ہی





او كانوا يعيلون اليه يامره ان يسكنه باين قوم صالحين كي يعرفوا احواله في حقها ويخبروا عن ذلك عند الحاكم اذ لا  
يا خاوند كي طرف دار هفت تو خاوند كوي به حكم دي كبري بي كي لمي صلي رقوم عمن كهر تجوز كزي تا كه خاوند كامسالمه بي بي كي حق مين ديكيتي مين اور حاكم كو خبر كوي كزي  
يجوز للرجل ان يتعدى في حق النساء بل يلزمه حسن الخلق معهن واحتمال الاذي منهن وعدم الالتفات الى  
اسو اسلي كمر دكو جابر نهين بي كه عورتون كي حق مين تعدي كزي بلكه مردكو عورتون كي سائيه خوش خلقي برتن چاهي لور او كي ايد كي برداشت كزي اور او كي بعضي عورتون  
بعض معاشقن عالم يكن اثبات رجاء عليهم بقصور عقولهن بل ينبغي له ان يزيد على احتمال الاذي الملاعبة فله  
جيتك عيوب نگاه كي نهون او نهير رحمت كي لمي توجه كزي كه عورتين بي وقوف هوني مين بلكه مردكو چاهي كه ايد كي برداشت پر ملاعبه برادي بهر ايسي ملاعبه كزي  
بما لا تؤفيه فان ملاعبة الرجل مع نسائه ليست من اللهو الباطل الذي هي عنه في الدين بل هي اللهو الجائز  
جسرين نگاه نهير ميشك مردكي ملاعبه بي بي كي سائيه هو باطل كي قسم نهين بي جودين كي اندمضوع بي بلكه بهر هو جائز بي دين مين بي اجازت بي  
فيه في الدين فانه عليه السلام كان يمزح مع نسائه ويقتل الى درجات عقولهن حتى روى انه عليه السلام كان  
كيد كه نبى عليه السلام ابي ازواج كي سائيه نسا كزي تبي اور او نهون كي وضع پر كام كزي كفتي بهان نك رو ايت بي كه نبى عليه السلام عائشه كي  
يسابق مع عائشة في العدو وجاء في الخبر انه عليه السلام كان من افكه الناس مع نسائه اي من اطهيم وامرهم معهن  
سائيه شرط كزي دور تي اور حديث مين آيا بي كه نبى عليه السلام سبي زياده ازواج كي سائيه ظرافت اور چيل كزي يعنى بهت خوش مزاج اوسى على جلي رهي  
وروى انه عليه السلام قال اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا والطفهم باهل بي وفي حديث اخر انه عليه السلام  
اور رو ايت بي كه نبى عليه السلام كي فرمايا كه ايمان مين بركا كل مؤمن وهى جاني ايل سي خوش خلق اور لطف پر هو اور ايك اور حديث مين بي كه نبى عليه السلام في  
قال خيركم خيركم لاهل طكن ينبغي له ان لا ينسب معهن في حسن الخلق والملاعبة الى حد يقصد خلقهن فيسقط  
فرمايا مين اچاوه بي جاني ايل سي اچا هو مين مردكو لون چاهي كه خوش خلقي مين اثنا انبساط اور ملاعبه بي كزي كه عورتون كي حادوت برك جاري اور او نهير بي  
بالكلية هيته عندهن بل يراعى الاعتدال في ذلك فلا يدع الهيته ولا انقباض مهمراى منكرا ولا يفتح بالمساحة  
بهت سراسر جاني رهي بلكه اس باب مين اعتدال كا لحاظ كزي سو بهت اور هكي كو او نهان دي جب برى بات ديكبي اور برى باتون مين امداد كا دروازه  
في المنكرات البتة بل مهمراى منهن ما يحالف الشرع يتم ويفض لان الله تعالى جعله قوا على من حيث قال  
هرگز نه كهولى بلكه اوسى جب كچه شرح كي خلاف ديكبي تو منع كزي اور غصه كزي اسلي كه مردكو الله تعالى في عورتون پر حاكم بنايا بي چنانچه فرمايا بي  
الرجال قوا صون على النساء فيلزمه ان يقوم عليهم بالامر والنهي ولا يتغافل عن مبادئ الاصول التي يغشى غواظها  
مرد حاكم برين عورتون پر سو مردكو لازم بي كه بي بيون پر اور نهير كزي تاري اور ايسي كامون مين غفلت نكزي چكي انجام كا خرفه بروى  
بل ينبغي له ان يكون صاحب غيره لكن لا يبالغ في التعت وتساءة الظن وتجنس البواطن اذ روى انه عليه السلام  
بلكه بيون چاهي كه سب غيرت بي ليكن كال درجه كي عيب جوئ اور بهر گاني اور باطن تلاش بي نكزي اسلي كه رو ايت بي كه نبى عليه السلام في  
ان يتعم عورات النساء وفي لفظ اخر ان يتعت النساء فان غير الرجل على اهل من غير بيبة يفضها الله تعالى  
سورتون كي عيب نهون نهى نسا منع كزي لور دوسرى عبارت مين كه عورتون كي عيب كي تلاش سي منع كزي كونه مردكي غيرت اپنى ايل پر بدون شك كي ايه تعالى كو  
كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غير يفضها الله تعالى وهي غير الرجل على اهل من غير بيبة لان ذلك من  
ناپسندي چنانچه حديث مين آيا بي كه نبى عليه السلام في فرمايا ايك ايسي غيرت بي كه الله تعالى كو ناپسندي يعنى مردكي غيرت اپنى ايل پر بدون شك كي كونه بهر  
معوذ الظن الذي وقع النسي عنه فان بعض الظن اثر واما الغيرة في محلها فلا بد منها وهي محمود لما روى انه عليه السلام  
به باطن بي چكي مانعت آي بي اسلي كه بعضي گناه مين اور بهر وه غيرت جو نهيك سموده تو ضرور چاهي اور بهر ايسي اسلي كه رو ايت بي كه نبى عليه السلام  
قال ان الله يعاروان المؤمن بغيره الله ان ياتي المؤمن ما حرم الله عليه وفي حديث اخر انه عليه السلام  
اسلام في فرمايا ميشك الله غيرت كزي اور ميشك مؤمن غيرت كزي اور اسه كي غيرت بهر بي كه مؤمن وه عمل كزي جو اسه كي او بهر حرام كزي تا اور ايك اور حديث مين بي كه نبى عليه السلام







فان من كانت له امرتان او اكثر يجب عليه ان يقسم ويعدل بينهما سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عنه  
 بيشك جكي نكاح من رد عورتين يا زياره ہوں تو او سپرد واجب ہے کہ او میں وقت کی تقسیم اور عدالت کری برابر ہی کہ چھی بچی ہوں یا ہمار سوہر یک کی پاس  
 کل واحدة منهن يوم وليلة او ثلاثة ايام وليا لها ولا يقيم عندها حينئذ اكثر من ذلك الا باذن من والثيب  
 ایک دن رات یا تین دن رات اور کسی کی پاس سے زیادہ نہ کری مگر اور دن کی اجازت سے اور اس تقسیم وقت میں  
 البكر والمرأة هفتة وبالغاة والعاقلة والمجنونة والمسلية والكتابية والصحيحة والمريضة سواء في القسم وكذا  
 رائد اور کواری اور قریب بچوانی اور جوان اور ہوشیار اور بادلمی اور مسلمہ اور کتابیہ اور اچھی بچی اور بیمار سب برابر ہیں اور اسی  
 الجديدة والعنيفة سواء في القسم عندنا سواء كانت الجديدة بكرا او ثيبا فانه ان اقام عند الجديدة ثلاثة ايام  
 نئی اور پرانی قسم میں ہمارے نزدیک برابر ہیں برابر ہی کہ نئی یا پرانی اگر چاہی کہ نئی کی پاس تین دن  
 او سبعة ايام يقيم عند العنيفة كذلك ولا يعمل الى بعضهن لما روي انه عليه السلام قال من كانت له امرتان  
 یا سات دن رہی تو پرانی کی پاس بھی دینا ہی ہے اور کسی ایک کی طرف زیادہ میلان نہ کری کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جکی نکل میں جو دن  
 فقال الى احداهما دون الاخرى وفي رواية ولو عدل بينهما جاء يوم القيمة واحد شقيبه ساقط يعني ان احد جنبه  
 ہوں میں ہر ایک طرف بیمار ہی سواء دوسری کی اور ایک ہوا میں ہی اور دونوں میں برابر ہی تو قیامت کی دن تو لگا اور اسکی ایک کٹ گری ہوئی ہوگی تو یہ ہے کہ ایک  
 يكون مجروحاً ساقطاً بحيث يراه اهل المعصاة ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان لا فضلهم اشد العذاب  
 کر دے زخمی ہوگی گری ہوئی ایسا کہ اس میں ان والی سب یکساں کی تاکہ یہہ اور زیادہ عذاب ہو دی کیونکہ بیغزتی کا بڑا عذاب ہوتا ہے  
 لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب في العطاء والمبيت دون المحبة والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار  
 لیکن چاہئے کہ تقسیم اور برابری خراج دینی میں اور سونی میں واجب ہی محبت میں اور صحبت میں واجب نہیں ہی اسلی کہ محبت اختیار کی نہیں ہوتی  
 والوقاع يعتنى على النشاط فلا يقدر على التسوية فيها لما روي انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه فيعدل ثم  
 اور صحبت کرنا نشاط پر موقوف ہی سو ان دونوں میں برابری اختیار میں نہیں ہی اسلی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج میں عدالت سے قسم کرتے تھے  
 يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك قبل امر الله به الحب لان عائشة رضي كانت احب اليه  
 پھر فرماتی تھی یہ میری تقسیم ہے حسین میں مختار ہوں سو مجھ کو ملاست نکلتا جسکا تو مالک ہی اور میں مالک نہیں ہوں کہتی ہیں پس ہی آزاد ہی اسلی کہ عائشہ رضہ آپکو سب  
 اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام كان يقسم بينهم ويعدل في العطاء والمبيت حتى  
 سے زیادہ محبوب تھیں اور تمام ازواج اس حال سے آگاہ تھیں لیکن نبی علیہ السلام سب کو دینی میں اور سونی میں برابر برابر کہتی تھی یہاں تک  
 في مرضه الذي توفي فيه اذ روي انه عليه السلام كان يطاف به محو في مرضه في كل يوم وليلة فبیت عند كل  
 کہ اس مرض میں ہی حسین وفات پائی اسلی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی نذر ہر روز دشب اور ہائی پہرتی تھی یہہ انہیں سے ایک ایک نے ہر ایک کی ایک شب یا شہر  
 واحدة منهن وكان يقول اين انا عند فعلت ازواجه انه يريد يوم عائشة فاذا له ان يكون حيث شاء فقام  
 تھی اور چھ چہا کرتی کل کہان کی باری ہی سو ازواج مطہرہ سمجھ گئیں کہ عائشہ کی باری بوجہی ہیں یہہ سب فی اجازت دیدی کہ جہان چاہیں رہیں یہہ کہیں  
 فقد مضى بدنك فقلن نعم قال حولوني الى بيت عائشة فكان في بيتها حتى مات عندها وما يجب على الزوجة من  
 یو چہا تم سب یہہ رضی ہو سب عرض کیا ہوں فرمایا مجھ کو عائشہ کی کہرتی چہو سو عائشہ کی کہرتی یہاں تک کہ او کی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک حق لی لی کا خاوند یہہ  
 حقها ان يؤدي اليها مهرها كاملا ان كان قادرا على اداءه وان لم يكن قادرا على اداءه ينوي ان يؤدي اليها اذ قدر  
 یہہ ہی کہ او سکامہ پورا کر دی اگر او کر سکتا ہی اور اگر ادا نہیں کر سکتا تو ادا کرنی کی نیت رکھی جب طاقت پاوی اسلی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی  
 لانه تعالى قال واتوا النساء صدقتهن نحلة اي فريضة من الله تعالى فان اعطاء النساء مهرهن ما فرض الله تعالى  
 اور دی ڈالو عورتوں کو مہر او کئی خوشی ہی یعنی اللہ کا فرض کیا ہوا ہے بيشك عورتوں کا مہر دینا اللہ تعالی فی ملت اور دن میں



في الملة والدين فمن نوى ان لا يؤدى اليها مهرها يجمع يوم القيمة انما ارى انه عليه السلام قال ايها رجل تزوج  
فرض کیا ہی ہے جسکی یہ نیت ہوئی کہ بی بی کا مہر ادا نہ کری تو قیامت کی دن زانیوں کی صورت میں آویگا اسلی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص عورت  
انفراة على اقل من المهر او اكثر ليس في نفسه ان يؤدى اليها حقها في الله تعالى يوم القيمة وهو نكاح ولا يطلب منها  
سی نکاح کری مقدار مہری کمتر ہے یا اتنی زیادہ ہے کہ اسکا حق ادا کر نیکی قدرت نہیں تو قیامت کی دن خدا کی سامنی ایسا ہو ویگا جیسا زانی اور بی بی کا ادا نہیں کی  
المهر لا دله مهرها الا ان يكون فقيرا او توجه المرأة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تعبد له مهرها لان الله تعالى بعد ما  
نہی مہلت نہ مانگی ان اگر کنگال ہو یا بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی زوری نہیں اور بی بی کو تکلیف نہ بخشو الی اسواسطی کہ اللہ تعالیٰ بعد اس آیت کی

قال واذا تزوجتموه فصدقوه فان طينكم عن شيء من أنفسكم فكمون هنيئا ثم لا تمنعناه على ما في التيسير وانوار  
اور دی ڈالو عورتوں کو مہر ادا کی خوشی سی مہر ادا نہ کریں اگر وہ اس میں سے کچھ چھوڑ دیں تو وہ کھو جائے گا پچھتا سو اسکی معنی موافق تیسیر اور انوار

التزوي انهن ان وهنالك بعضا من الصدق عن غاية الرضا وطيب القلب بلا كراهة ولا افتداء من سوء العشرة فلتعلم  
التزوي کی یہ ہیں کہ عورتیں اگر کچھ مہر میں سے اپنی عین رضا مندی اور دل کی خوشی سی بی زور اور بی خوف بد معاہدگی کی بخش دین

به بلا شقة ففعل من هذا ان الاستكثار في الاستيها بكموه لانه تعالى كما جعل عقد النكاح ببدل الزوج ان شاء  
بیہ بلا شقہ فعل من هذا ان الاستکثار فی الاستیہا بکموه لانہ تعالیٰ کما جعل عقد النکاح ببذل الزوج ان شاء

يملكها وان شاء يبرئ سلسلها بلا اختيار منها كن لك جعل حلقة سلسلة المهر في رقبته وفسته ففعل النكاح يجرها اليه  
عورت کو رکھی اور جیسا ہی چھوڑ دی عورت کو کچھ اختیار نہیں ایسی ہی حلقہ مہر کی زنجیر کا اوکی گردن میں اور زمرہ پر رکھا ہی سو عقد نکاح سی عورت کو خاوند

وسلسلة المهر تجره اليها فاستيها بكموه لانه تعالى كما جعل عقد النكاح ببدل الزوج ان شاء  
سلسلہ المہر تجرہ الیہا فاستیہا بکموه لانہ تعالیٰ کما جعل عقد النکاح ببذل الزوج ان شاء

بغير ضرورة الا ان تكون سيئة الخلق فاسدة الدين تاركة الصلوة لان الطلاق وان كان مباحا لكنه من ابغض  
بی بی کو طلاق نہ دی ان اگر بد خو بدین بی نماز ہو وی اسلی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی ہے یہ مباح اسہ کی ان

المباح عند الله تعالى لما فيه من ايداء الغير ولا يباح ايداء الغير من غير ضرورة الا بجنابة من جانبها فاذا عزم  
مباح عند اللہ تعالیٰ لما فیہ من ایداء الغیر ولا یباح ایداء الغیر من غیر ضرورة الا بجنابة من جانبہا فاذا عزم

على تطبيقها بسبب الضرورة ينبغي له ان يراعى عدة اموره ان يطلقها في طهر او جامعها فيه لان الطلاق في الحيض  
ضرورت سی طلاق کا ارادہ کری تو لایق یوں ہی کہ کئی باتوں کا لحاظ رکھی ایک یہ کہ اوکو ایسی طہر میں طلاق دیوی جس میں طلاق طہر میں

والطهر الذي جامعها فيه حرام والثاني ان يقتصر على طلاق واحدة ولا يجمع الثلث لانه يدعى فيه والطلقة الواحدة  
اور جس طہر میں کہ جامع کیا ہو حرام ہی دوسری یہ کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کری تین طلاق نہ جمع کر دی اسلی کہ طلاق قبیح ہی اور ایک طلاق میں ہی

بعد انقضاء العدة تغيد المقصود مع انها بعد من الندم لمكنه من التراجع بالرجعة في العدة وتجديد النكاح بعد  
بعد انقضائ العدة تغید المقصود مع انہا بعد من الندم لمکنہ من التراجع بالرجعة فی العدة وتجديد النکاح بعد

العدة واما اذا طلقها ثلاثا فربما يندم ولا يمكنه التراجع الا بالحلة وعقد الحلة منى عنه ويكون هو الساعي فيه  
العدة واما اذا طلقها ثلاثا فربما یندم ولا يمكنہ التراجع الا بالحلة وعقد الحلة منی عنہ ویکون هو الساعی فیہ

ويحتلج الى الصبر مدة مع كون قلبه معلقا بزوج الغير يرجوان يطلقها حتى تعود اليه بعد انقضاء عدتها وكل  
وحتلج الی الصبر مدہ مع کون قلبہ معلقا بزوج الغیر يرجوان يطلقها حتی تعود الیہ بعد انقضائ عدتہا وكل

ذلك فترة الجهم وفي الواحدة يحصل المقصود من غير محذور والثالث ان ينلطف في تطبيقها من غير عنف ولا استغناء  
ذلک فترة الجہم وفي الواحدة يحصل المقصود من غیر محذور والثالث ان ینلطف فی تطبیقہا من غیر عنف ولا استغناء

طلاق جمع کر نیکیا ہی اور ایک طلاق میں بلا کر اہم مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہ کہ طلاق دینی میں لطف برقی خشونت اور حقارت نہ کری

ویطیب قلبہا بان یعطیہا شیئاً زیاد علی مهرها علی سبیل المتبعة وهي درهم وخمس وطفعة عوضاً عن ایحاشہا  
اور اسکا دل خوش کر دی اسطور کہ مہر سی زیادہ کچھ جوڑہ وغیرہ بطور مستعمل کی یعنی کرتا اور رنچہ اور چادرہ وحشت اور خیم کی بدلہ میں دیدی  
والرابع ان لا یفشی سرہا ثم انہ ان طلقها علی مال وهو خلع یکرہ لہ ان یاخذ ذلك المال ان کان التشويع من  
اور چوتھی یہ کہ اسکا بہیہ نہ ظاہر کری پھر اگر اسنی مال کی بدلہ طلاق دی جسی خلع کہتی ہیں تو خاوند کو مکروہ ہی کہ اس مال کو بیلی اگر یہ خوشی ناساز کاری  
جانبہ لانہ او حشہا بالاسمال فلا یرید فی ایحاشہا یاخذ المال وقد قال الله تعالى وان اسرتم استبدال زوج مکا  
خاوند کی طرف سے ہی اسنی کہ اسکو چھوڑ فی کسی ایک تو رنج دیا پھر اسکا مال لیکر وحشت نہ بڑاوی اور اسے تعالیٰ فرماتا ہی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ  
زوج واتیتم احدہن قنطاراً فلا تاخذوا منه شیئاً فانہ تعالیٰ یغنی عن تشیئیسیر من القنطار الذي هو المال  
دوسری عورت اور دی جکی ہو ایک پیر مال تو پیر نہ لو اس میں سے کچھ بیشک اللہ تعالیٰ فی قنطار میں سے جو بہت مال ہوتا ہی تھوڑا سا ہی یعنی سی منع کیا ہی  
الکثیر فضلاً عن الکثیر وان کان التشويع من جانبہا یکرہ لہ ان یاخذ الزائد علی ما دفع الیہ من المهر ثم انہ ان  
بہت یعنی کا تو کیا بالشی اور اگر ناساز کاری عورت کی جانب سے ہی تو اس میں سے زیادہ لینا جو مہر اسکو دی چکا ہی مکروہ ہی پھر اگر مرد فی  
اگرہا علی الخلع والتمت ان تعطیہ مالاً الخلاص منہا واسقطت ما علیہ من المهر ونحو لا یقع الطلاق بلا لزوم  
اوپر خلع کی زبردستی کی اور عورت فی اپنا بدلہ چھوڑنی کو مان لیا کہ مال دوگی یا جو خاوند کی ذمہ مہر وغیرہ تھا ساقط کر دیتو دن لازم ہونی  
ما التزمته من المال وبلا سقوط ما علیہ من المهر ونحو لان الرضا شرط فی لزوم المال وسقوطه والا کما یعم  
مال مانی ہوا کی اور بدول ساقط ہونی مہر وغیرہ کی جو خاوند کی ذمہ تھا طلاق پر جاوی گی اسنی کہ مال لازم ہو جائی میں اور ساقط ہونی میں رضامند کشتہ ہی اور  
الرضا علی ما بین فی موضعہ هذا الذي ذکر الی ہنا ما کان علی الزوج من حقوق الزوجة واما ما کان علی الزوجة  
زبردستی میں رضامندی نہیں ہونی حذی اپنی حکم میں بیان ہو چکا ہی ہاں تک کہ حقوق بیان ہوتی جو بی لکی حق خاوند کی ذمہ ہیں اور رہی خاوند کی حقوق  
من حقوق الزوج فالقول الشافی فیہ ان النکاح نوع مرق والزوجة مرفقة الزوج کما قال النبی علیہ السلام  
جو بی بی کی ذمہ ہیں سو قول ثانی اس میں یہ ہی نہ نکاح علی کی قسم ہی اور زوجہ خاوند کی لونڈی ہونی نہ چنانچہ نبی علیہ السلام فی فرمایا  
النکاح مرق فلینظر احکامہم این یضع کمرہ فانه علیہ السلام بین فی هذا الحدیث ان الاحتیاط فی حقہا اہم  
کہ نکاح غلام ہی سو تم دیکھ لو کہ اپنی پیاری بچی کو کہاں دیتی ہو بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ عورت کی حق میں احتیاط ضرور تر ہی  
لکونہا رقیقۃ بالنکاح لا یخلص لها بوجہ من الوجہ الا بتطبیق الزوج واما الزوج فهو قادر علی الخلاص منها  
کیونکہ وہ نکاح کی سبب سے لونڈی ہو جاتی ہی بدول خاوند کی چھوڑی کی طرح نہیں چھوڑ سکتی اور مہر خاوند سو طلاق دیکر عورت سے آپ چھوڑ سکتا ہی  
بتطبیقہا فاذا كانت المرأة رقیقۃ الزوج یلزمہا ان تصبر علی غیرتہ وترجو علی ذلك من الله الثواب فان ذلك  
پھر جب عورت خاوند کی لونڈی ہوئی تو لازم ہی کہ خاوند کی غیرت پر مہر کری اور اسپر اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید وار رہی اور بیشک اسکا یہ ہی  
جہادہا لما ورد فی الحدیث ان جہاد المرأة حسن التبعل وهو حسن المعاشرة مع زوجها فاعلیہا ان تطیعہ فی کل  
جہاد ہی اسنی کہ حدیث میں آیا ہی کہ عورت کا جہاد حسن تبعل ہی یعنی خاوند کی سادہ نیک گذران پس عورت کی ذمہ ہی کہ خاوند کی اطاعت کری  
ما یامرہا لا معصیۃ فیہ اذ قد ورد فی عظیم حقہ علیہا اخبار کثیرۃ من جملہ ما روی انہ علیہ السلام قال  
جو کہی حسین گناہ نہ ہو دی اسو سنی کہ حدیث میں بہت وارد ہوئی ہیں کہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہی ازان جملہ وہ کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا  
لو کنت امرأ حاداً ان یسجد لک والمرأة ان تسجد لزوجہا من عظم حقہ علیہا وقالت عائشۃ امت خات  
اگر میں کیسکو سجدہ کا حکم دیتا کیسکی ہی تو البتہ عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کیا کری کیونکہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہی اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ایک جوان عورت  
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا نبی اللہ انی فتاة اخطب فاحق الزوج علی الزوجة فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
نبی علیہ السلام کی پاس آئی عرض کیا ای سی اللہ کی میں جوان عورت ہوں نکاح کیا جاہتی ہوں مو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہی پس نبی علیہ السلام فرمایا



كان من قرنه الى قرنه صديقه فحسنته ما دلت شكره وقال ابن عباس اتت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم  
 اگر خاوند کی سرسی یا نوک پستی ہو پھر بی بی جاٹ لی تو ہی اوسکا ٹھکانہ کہیں کیا اور ابن عباس کہتی ہیں ایک عورت نبی علیہ السلام کی پاس آئی  
 وقالت يا نبي الله اني امرأة اعراسي اريد ان اتزوج فاحق الزوج على المرأة فقال النبي صلى الله عليه وسلم من حق الزوج  
 عرض کیا یا نبی اللہ کہ میں عورت ہوں میرا ارادہ نکاح کا ہی سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا ایک حق خاوند کا  
 على المرأة اذا ارادها في نفسها وهي على ظهر البعير ان لا تمنعه ومن حقه ان لا تعطي شيئا من بيتها الا باذنه  
 بی بی پر یہ ہے کہ اگر خاوند اوسکی طرف رغبت کری اور وہ عورت اونٹ کی کمر ہو تو نکاح کرے اور خاوند کا ایک یہ حق ہے کہ اوسکی گھر میں سے اوسکی بی بی اجازت  
 فان فعلت كان الوزر عليها والاجرة ومن حقه ان لا تصوم تطوعا الا باذنه فان فعلت جاعت عطشت  
 کچھ نہ کی اگر دیکھی تو وہ گنہگار ہوگی اور ثواب خاوند کو ہوگا اور اوسکا حق یہ ہے کہ نفل روزہ اوسکی بی بی اجازت کرے اگر روزہ رکھی گی تو بھوک پیاسی مرے گی  
 ولم يقبل منها ومن حقه ان لا يخرج من بيتها الا باذنه فان فعلت لعنتها الملائكة حتى ترجع الى بيتها وروى  
 اور قبول نہ ہوگا اور اوسکا حق یہ ہے کہ اوسکی گھر میں سے بی بی اجازت باہر نکالے اگر جاوے گی تو جب تک بنگرے گی تو کوفرتی لعنت کی جائے گی اور روایت ہے  
 انه عليه السلام قال اني رايت ليلة اسري الى امرأة معلقة بلسانها فقلت يا جبريل ما شانها فقال لها  
 کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ معراج کی شب کو میں نے ایک عورت دیکھی کہ زبان کو مڑھتی ہے میں نے پوچھا یا جبریل اسکی کیا خطا ہے عرض کیا یہ عورت  
 كانت تؤذي زوجها وجيرانها بلسانها ورايت امرأة اخرى معلقة بثديها وهي التي ترضع بغير اذن زوجها و  
 زبان سے خاوند اور ہمایوں کو ستاتی تھی اور ایک اور عورت دیکھی کہ اپنی پستاناں کھسکتی تھی وہ ایسی تھی کہ خاوند کی بی بی اجازت دودھ پلاتی تھی اور  
 رايت اخرى معلقة برجلها وهي التي تخرج بغير اذن زوجها ورايت اخرى معلقة ببديها وهي التي تفسد ما زوجها  
 ایک اور عورت دیکھی کہ اپنی پاؤں پھینکتی تھی وہ خاوند کی بی بی اجازت کمر سے چلی جاتی تھی اور ایک اور دیکھی کہ اپنی اہنٹے کھسکتی تھی وہ وہ تھی کہ خاوند کا مال خراب کرتی تھی  
 وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال اذا دعا الرجل امراته الى فراشه فابت فابت غضبان لعنتها الملائكة  
 اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نمائی پھر وہ مرد خفہ ہو کر سو رہے تو صبح تک فرشتے اُس پر لعنت  
 حتى تصبح وفي رواية انه عليه السلام قال والذي نفسي بيده ما من رجل يدعوا امراته الى فراشه فتا بالي الا  
 کرتی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا قسم یہ اپنی مالک کی کہ جو مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نمائی تو  
 كان الذي في السماء سلطا عليها حتى يرضى عنها والحاصل ان اللازم لها ان تطلب رضاها ولا تمنع نفسها عنه  
 جو کہ آسمان میں ہی اوس سے بڑا ہوگا جب تک خاوند راضی ہو دی خلاصہ یہ ہے کہ بی بی کو لازم ہے کہ خاوند کی رضا طلب کرتی رہے اور اگر اوسکی احوالہ کر دی  
 ولا تغفل بالحيض ولا تؤخر الاجابة بل تطيعه فور طلبه ان كانت طاهرة عن الحيض وما في حال الحيض فتخير  
 اور حیض کا ہانہ نہ کری اوسکی حکم پیہر پر نہ رکھی بلکہ تڑپ کہتی ہی اطاعت کری اگر حیض سے پاک ہو دی اور حیض کی حالت میں ایسا حال  
 عن حالها وتلبس خلاق ثيابها تغلبها لئلا يمل الزوج اليها ويستحب لها اذا دخل وقت الصلوة ان تتوضأ وتجلس في  
 جتادے اور پرانی کپڑے پہن لی تاکہ خاوند کا دل اودھ نہ لو بہادی اور حائضہ کو مستحب ہے کہ جب نماز کا وقت آوے تو وضو کر کر کہ میں  
 مسجد بيتها وتسبح وتهلل قدر اداء الصلوة كيلا يزول عنها عادة العبادة وقد روي انه عليه السلام قال اذا استغفر  
 نماز کی جب سواری پر جتنی دیر نماز کو لگتی ہی سبحان اللہ اور اللہ اللہ اللہ کرے تاکہ عبادت کی عادت نہ جاتی رہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب طہر عورت  
 الحائض في وقت كل صلوة سبعين مرة كتب له الفركة وغفر لها سبعون ذنبا ورفع لها درجة واعطى لها كل  
 ہر نماز کی وقت ستر بار استغفار لکھی ہی تو اوسکو ہزار رکعت کا ثواب ہوتا ہی اور ستر گناہ معاف ہو جاتی ہیں اور اوسکا درجہ بڑھ جاتا ہی اور استغفار کی  
 حرف من استغفارها نول وكتب بكل حرف في جسدها حج وعمره وفي غير حال الحيض تلبس حسن ثيابها وتظهر  
 ہر حرف کی بدلہ نور ملتا ہی اور ہر حرف کی کون کی شمار ہو حج اور عمرہ لکھا جاتا ہی اور اگر پاک ہو تو اچھا لباس پہنا کرے اور جہان تک ہوگی

سنخه  
یا زبانی شکاری ہوئی تھی

سنخه  
یا پستاناں لکھا جاتا تھی

سنخه  
یا پاؤں سے شکاری ہوئی تھی  
یا اہنٹے سے لکھا جاتا تھی

المودة الى زوجها ما استطاعت وتكون معطرة منقطة في نفسها ومستعدة في الاحوال كلها لاستمتاع الزوج

بها متى شاء وتكون قاعة في قعر بيتها ملازمة لغيرها من حين دقت اليه الى ان توف الى المقبر فلا تخرج من بيتها

الا باذن زوجها واذا خرجت باذنه تخرج مخفية في هيئة ثرثرة وتطلب الموضع الخالية دون المشواجر والاعشوا

ولا تخرج عطر متبرجة ولا تتحدث مع رجل في الطريق لما روى ان عمر بن الخطاب مع رجل يتحدثان في الطريق

فصر بهما بالديرة فقال رجل يا امير المؤمنين هي امرأتى فقال له عمر لو كانت امرأتى فلو لم تدخلها في بيتك

حتى لا يتكلم احد في الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها من زوجها لما روى عن عائشة انه عليه السلام قال الحمام

حرام على النساء امتي فان اقتضت الضرورة الى دخولها في الحمام لعذر المرض والنفاس يشترط ان تدخل بميرة ولا تكون

فيه احد من النساء مكشوفة العورة ولا تخرج بزينة فاذا لم يوجد واحد من هذه الشروط لا يحل لها الخروج الى الحمام

وكن لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر في نصاب الاحتمساب ان القاضي سئل عن جواز خروج المرأة الى المقابر فقال لا

تسل عن الجوانب في مثل هذا وانما سئل عن مقدار ما يحق لها من المعن فانها لما نوت الخروج كانت في لعنة الله تعالى

وملكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا التت المقبر يلعنها مردح الميت واذا رجعت كانت في

لعنة الله تعالى ومملكته حتى تعود الى منزلها وفي الخبر ايما امرأة خرجت الى مقبرة يلعنها ملكة السموات

والارضين السبع وتمشي في لعنة الله تعالى وايما امرأة دعت للسبت بخير ولو تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى

ثواب حجة وعمره وعن سلمان والي هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب ابره فالت

فاطمة فقال لها من اين جئت قالت خرجت من منزلة فلانة التي فالت فقال عليه السلام هل ذهبت

قبرها قالت معاذ الله افعل بعد ما سمعت منك ما سمعت فقال عليه السلام لو زرت قبرها لم تر يحيى الخ الجنة

عرض كذا خاكي پناه كيا آپس سكر جوسا هي البسا كرتي پهر بني عليه السلام في فرماي اگر تو ادا سكي قبر پر جائي تو جنت كي بونه سوكنتي



وروي عنه عليه السلام لما قدم المدينة خرج الى جنازة فرأى النساء يتبعن الجنازة فقال لهن انجلن معن  
 اور روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ میں آئے تو ایک جنازہ کی ساتھی تھیں ہر عورتوں کو دیکھا کہ جنازہ کی پیچھی آتی ہیں آپ نے انہیں پوچھا کیا تم سب کی ساتھی  
 یجل فقلن لا فقال علیہ السلام اتصلین معن یصلی فقلن لا فقال علیہ السلام انصرفن ہا زورات  
 جنازہ اور ٹھاڈگی عرض کیا نہیں پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا کیا تم سب کی ساتھی تھیں ہر عورتوں کو دیکھا کہ جنازہ کی پیچھی آتی ہیں آپ نے انہیں پوچھا کیا تم سب کی ساتھی  
 غیر ما جورت قل ذلك على ان المرأة لا يباح لها الخروج الى المقبرة ولا تشيع الجنازة بل يكره لها ان يكون من هتفها  
 اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو گورستان میں جانا جائز نہیں ہے اور نہ جنازہ کی ہمراہ جایا کری بلکہ عورت کو لازم ہے کہ تمام ہمت  
 اصلاح شأنها وتدبر منزلها ولا تدخل في بيت زوجها من يكره دخوله فيه من الرجال والنساء وتقدم حقه على  
 اپنا حال درست اور گھر کا کار بار کیا کری اور خاوند کی گھر میں کسی مرد یا عورت کو جسکا آنا خاوند ناپسند کرتا ہو نہ آنی دی اور اپنی اور تمام سکی سودہرو کی  
 حق نفسها وساثر اقاربها ولا ترفع صوتها فوق صوته ولا تجهر له بالقول ولا تكون منفعتهما عن كسبه اذا  
 حق پر خاوند کا حق مقدم رکھی اور اپنی آواز خاوند کی آواز پر بلند نہ کری اور خاوند کی پیچھی پیچھ کر نہ لگی اور اپنا خرچ خاوند کی حرام کائی میں سے نہ کری  
 كان حراما اذ قل كانت النساء في السلف اذا خرج الرجل من منزله تقول له امراته وبناته اياك وكسب الحرام فانما  
 کیونکہ سلف کی عورتیں ایسی تھیں کہ جب مرد گھر میں سے باہر جاتا تو اسکی جمعہ بیٹی کہہ دیتیں حرام کائی سے پرہیز کرتا ہسی بوجہ پر صبر ہو سکتا ہی اچھ پر  
 نصبر على الجوع ولا نصبر على الناس تكون قاعة من زوجها بارزقه الله تعالى ولا تكلفه ما لا يطيقه ولا تدخل  
 صبر نہیں ہو سکتا اور جو خدا تعالیٰ کا خاوند نہ کر رزق دے ہی اوپر قناعت کری اور خاوند کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی اپنی خرچ کا غم نہ لے دی  
 عما في امر النفقة بل تكون صابرة متوكلة كما حكى ان رجلا من السلف هم بالسفر ففكره جيرة انه سفره فقالوا الزوج  
 بلکہ مہربانی توکل پر ہی چنانچہ حکایت ہے کہ ایک شخص سلف میں سفر کا ارادہ کیا ہوا کہ اسکا سفر پسند نہ آیا سمایوں نے اودکی بی بی سے کہا  
 لم تر ضيق بسفره ولم يدع لك نفقة فقالت زوجي عرفته انا لا اؤا قولي رزاق بين هبكا كال وبيقي  
 تو اودکی سفر پر کیوں راضی ہو گئی اور کچھ تیری لئی خرچ نہیں دے گا تا اودنی جواب دیا میں ہکو کہا فی والا جانتی سون رزاق نہیں جانتی اور میری لئی رزاق اور ہی سوا کاں جاتا ہی  
 الرزاق ولا تشفاخر بها بل تكون كما روي عن الاصمعي انه قال دخلت البادية فرأيت امرأة من حسن الناس زوجها  
 اور رزاق باقی ہی اور اپنی حال پر ناز نہ کیا کری بلکہ ایسی ہی جیسی روایت ہے کہ وہ کہتا ہی کہ میں جنگل میں گیا تو میری ایک عورت نہایت خوبصورت لباس  
 تحت رجل قيم الوجه في الغاية فقلت يا عجبا مثلك تحت مثله فقالت يا هذا قد اخطات في قولك لعله احسن  
 ایک مرد نہایت بد صورت کی دیکھی میں نے کہا کیا عجب ہی تجھی پر ہی ایسی دیو کی وہ بولی اسی شخص تو نے بیجا کہا شاید کہ اسی اپنی خالق کی  
 فيما بينه وبين خالقه فجعلني ثوابه ولعل اسأت فيما بيني وبين خالقي فجعله عقوبتي افلا ارضى الله لي ومما  
 کوئی عبادت کی ہی سو مجھ کو کی لئی اس عبادت کا ثواب ہر ایسی اور شاید مجھ سے اپنی خالق کی کوئی خطا ہو گئی ہی سوا سکھو میری لئی عذاب مقرر کیا ہی پھر اس سے  
 يجب من حقه عليها ديانة ان تفعل كل خدمة في داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل  
 کیوں نہ پسند کروں اور جو حق خاوند کا بی بی پر از روی دینت کی واجب ہی بہم ہی کہ گھر میں تمام کاروبار جیسی سالن روٹی پکانا کپڑی دھوئی وغیرہ کیا کری یہاں تک کہ اگر کچھ  
 شيئا منها تكون ائمة وان لم تجبر عليها وترى تقصيرها في خدمته ولا تسأل طلاقا ضرتها لان لها ما قدر لها ولا  
 ہی نہ کری گی تو گنہگار ہو گی اگرچہ اس میں کچھ اوپر زور نہیں ہی اور خاوند کی خدمت میں اپنی آپ کو مقصر سمجھتی ہی اور اپنی سوکن کی طلاق خواہش نہ کری کیونکہ جو اکی قسمت  
 تمنعه عن نكاح ثلث سواها لانه تعالى جعل له ذلك حلالا بشرط العدل حيث قال فانكحوا ما طاب لكم من النساء  
 سو طہیج اور خاوند کو اور تین کھل سے منع نہ کری کیونکہ اللہ تعالیٰ اود کو یہ اختیار دیا ہی بشرط عدالت حال ہی چنانچہ فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تم کو خوش آوین عورتیں  
 متنى وثلث وربم فان خفتم الا تعدوا فواحدة وتصبر على غير الضرر راجية من الله تعالى الثواب كما ضربت  
 دو دو تین تین چار چار پھر اگر درو کہ برابر نہ ہوگی تو ایک ہی اور سو کوئی کی رشک پر صبر کر کہ اللہ تعالیٰ ہی امیدوار ثواب کی ہی جیسی نبی علیہ السلام کی

انواع النبي عليه السلام حتى ذهب مودة نوبته بالعائشة حين ايسر وعلت محبته عليه السلام لعائشة ولا  
ازواج في صبرها بهان تلكه مودة في بطنها من ابني باري عائشة كود في حب او كوعائنه كي حق بين بني عليه السلام كي محبت معلوم هوئي اور

تسال الطلاق من غير باس وفاقه لما روى انه عليه السلام قال ايما امرأة تسالت زوجها الطلاق فحرام عليها  
بدون ناسية او فاقه كي طلاق نكاحي اسلي كروايت هي كنبى عليه السلام في فرمايا جو عورت اپني خاوندسي طلاق مانكي تو او سپر جنت كي بو حرام هي

من اشارة الجنة ولا تظهر زينتها لغير زوجها ولا يبدل زينتها في حق المؤمنات ولا يبدل زينتهن  
اور سواي اپني خاوند اور محرمون كي اپنا سنگار نه دكهاوي اسلي كروايت كنبى عليه السلام في حق بين مؤمنات كي حق بين فرمايا هي اور نه كهولن اپني سنگار

الا لبعولتهن وابائهن وابناءهن وابناء بعلتهن واخواتهن واخواتهن واخواتهن واخواتهن  
مگر اپني خاوند كي آكي يا اپني باپ كي باسري يا اپني بھي كي يا سونيلي بھي كي يا اپني بھي كي يا اپني بھي كي يا اپني بھي كي

اونسائهن والزينة فانتزین به المرأة من الثياب والحلي وغيرها وهي ظاهرة وباطنة اما الظاهر فلا يجب  
يا اپني عورتون كي اور زينت وہ هي جو عورت كيرون اور زيور وغيره سي سنگار كرتي هي اور زينت ايكيا ظاهري هي او ايكيا باطن كي ظاهري زينت كا چھپانا تو واجب نہي

سترها ولا يحرم الاجنبى النظر اليها لقوله تعالى ولا يبدل زينتهن الا ما ظهر منها لكن اختلف فيها فقيل هي  
اور اجنبى مرد كو او دھر ديكھنا هي حرام نہي بي دليل اس آيت كي اور نه دكهاوين اپنا سنگار مگر جو كهلي چيزي ليكن اسين اختلاف هي كوي كھتا هي كزيت

الثياب وهذا قول ابن مسعود وقيل هي الحلي والخاتم وهذا قول ابن عباس وروى عن اصحابنا انه اراد بهما  
ظاهري صرف كزي زينت هي قول ابن مسعود كا هي اور كوي كھتا هي سر نه اور انگوشتي هي قول ابن عباس كا هي اور بهاري علامه سي سويت هي كروايت ان دونو سي مراد

الوجه والكفين لان الحلي من زينة الوجه والخاتم من زينة الكف فلما ابيح النظر الى زينة الوجه والكف كان  
چھرہ اور دونو اتھ بين اسلي كسر نه چھرہ كي زينت هي اور انگوشتي اتھ كي زينت هي جب چھرہ اور اتھ كي زينت كا ديكھنا مباح هو تو هي

اباحة النظر الى الوجه والكف وهذا اذا كان النظر بغیر شهوة واما اذا كان بالشهوة فلا يجوز الا عند العذر وهو  
اباحت چھرہ اور اتھ ديكھني كي بي اور به اباحت اس صورت مين هي كزيت شهوت نظر كزي اور اگر نگاه شهوت سي هووي تو جائز نہي هي مگر عذر كي وقت اور وہ عذر

القضاء من القاضي والشهادة من الشاهد والعلام من الطبيب وكذا اذا اراد الرجل ان يتزوج امرأة فيجوز  
قضا قاضي كي هي اور كوي گواہ كي اور علاج طبيب كا اور ايسي هي اگر كوي مرد كسي عورت سي نكاح كا ارادہ كزي تو او كو جائز هي

له ان ينظر اليها لكن لا يجوز له ان ينظر اليها حاسرة ولا الى شيء مما هو عورة في حقه بل انما يبصر له ان ينظر الى وجهها  
كروايت عورت كو ديكھني بي به به جائز نہي هي كنبى كزيت ديكھي اور نه ايسا عضو جو اسكي حق مين عورت هو بلكه اتنا هي مباح هي كزيت فقط چھرہ

وكيفية فقط لانها ليست بعورة في حقه وذكر في شرح الكرخي ان النظر الى وجه الاجنبية ليس مجرم لكن يكره  
اور دو اتھ ديكھني كي كيونكه اسكي حق مين عورت نہي هي اور شرح كرخي مين مكره هي كزيت اجنبى عورت كا مھنہ ديكھنا حرام نہي هي ليكن بي ضرورت مكره هي

بغير حاجة اذا لا يؤمن عن الشهوة وذكر في نصاب الاحساب ان الحرمة تمنع من كشف الوجه والكف والقدم فيما  
اسلي كزيت شهوت كا ذر هي اور نصاب الاحساب مين مكره هي كزيت حره كو مھنہ اور اتھ بي كزيت كھولنا حسيه اجنبى كي نظر پڑي ممنوع هي

يقع عليه نظر الاجنبى لانها لا تامة عن شهوة بعض الناظرين اليها الا ان يكون عجزا فحينئذ يجوز النظر الى وجهها  
كيونكه بهر ذر هي كزيت بعضي ديكھني والي شهوت سي نظر كزيت ان اگر برھيا هو تو اب او كا چھرہ ديكھنا جائز هي

ويجمل مصافحتها عند الامن عن الشهوة لكن لا تخلو برجل شاب او شيخا لان الخلوة بالاجنبية وان كان معها غيرها  
اور بي شهوت اس هي مصافحه كزيتي حال هي ليكن بهر كسي مرد كي خلوت مين نه جادى جوان هو يا بورد اسلي كزيت عورت كي ساتھ اگر جادى ساتھ اور

من النساء مكرهته كراهته لم يرد عن ابن عباس انه عاينته في خلوتها رجل مائة الا مصر المحرم  
عورت مين مكرهه مخبري هي كيونكه ابن عباس روايت هي كنبى عليه السلام في فرمايا هي كزيت خلوت مين هووي كزيت مكرهه



واما الزينة الباطنة فهي القرط والقلادة والدخيل والخمائل واختلف في السور قروى عن عائشة رضي الله عنها من  
 اور باطنی زینت بالی اور مار اور بازو بند اور بازو برب اورنگن من اختلاف ہی سوعات رضی روایت ہی کہ کنگن  
 الزينة الباطنة وهو الاشبه لجوازها الكف وهذه الزينة الباطنة يحرم ان ينظر اليها الا جانب لا المحام  
 باطنی زینت میں ہی اور یہ ہی بالی حق معلوم ہوئی ہی اسو اسکی کہ کف ہی اور اس زینت باطنی پر اجنبی مرد پر نظر کرنا حرام ہی مجرم کو حرام نہیں  
 لانه تعالى قد سوا في ذلك بين الزوج ومن ذكر معه فاقضي في ذلك ابا حنيفة النظر الى مواضع الزينة طهلاء المذكورين  
 اسو اسکی کہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں خاند کو اور جو اسکی ساتھ آیت میں مذکور ہیں سب کو برابر کر دیا ہی یعنی ان کو گون کو موضع زینت پر نظر کرنا مباح ہی  
 كما صح للزوج والمراد من نساء المؤمنين المؤمنات قال ابن عباس رضي الله عنهما ان يتحد بين نساء اهل الذمة ولا يحد  
 جیسی خاند کو جائز ہی اور مراد نساء ہیں المؤمنات میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ ایسے مسلمانہ کو جائز نہیں ہی کہ اہل ذمہ کی عورتوں میں کڑی کوتاہی اور کافر عورت کی  
 للكافة الا ما تبدي الا جانب الا ان تكون امتهان ان تظهر زينة الباطنة للاجانب فانها ان اظهرها لم لا يكون لها  
 سنی و تنہا ہی ظاہر کری جو اجنبی مرد کی لئی جائز ہی ان اگر لوند ہی ہو تو اسکو جائز ہی کہ اپنی باطنی زینت اجنبی مرد سی ظاہر کر دی لوند ہی اگر باطنی زینت اجنبی مرد کو دکھاو گی تو حرام  
 حرمة كما روي عن ابي بكر اعشى انه خرج الى بعض الرستاق وكانت النساء على شط الفركاسف الرءوس والذراع  
 نہیں ہی چنانچہ ابو بکر اعشى سی روایت ہی کہ وہ کسی شہر میں گیا وہاں عورتیں نہر کی کنارہ پر سرنگی اور باطنی کھولتی ہوئی تھیں  
 وهو جعل يخالطهن ولا يتحاشى عن النظر اليهن ففعلت هذا فقال لا حرمة لهن انما اشك في ايمانهن  
 اور یہ وہ انکی ساتھ مل رہا تھا اور انکی دیکھنی سی یہ ہیز نہیں کرتا تھا کسینی اس سی کہا تو فی یہ کیا کیا جواب دیا انکی حرمت نہیں ہی مجھکو انکی ایمان میں شک ہی  
 كلهن حريات قروى عن عمر انه هجم في المدينة على نائحة وضربها بالدر حتى سقط خمارها ففعل له يا امير المؤمنين  
 یہ تمام حرری عورتوں میں اور عمر رضی منقول ہی کہ وہ مدینہ میں کسی نوکر عورت کو جا بڑا رلوڑہ سی ستا مارا کہ لوڑہی اورنگنی کسینی کہا ما امیر المؤمنین  
 قد سقط خمارها فقال لا حرمة لها في الشريعة فقوله لا حرمة لها في الشريعة قيل معناه انها لما اشتغلت بما لا يحل  
 اسی و سنی اور تبری ہی جواب دیا اسکی شریعت میں کچھ حرمت نہیں ہی پس اس عبارت سی کہتی ہیں مراد یہ ہی کہ جب اس عورت کی البسا کام کیا جو  
 في الشريعة لم تقصت نفسها والتفتت بالاهاء فلا يلزم لا حرمة عن النظر اليها المجلس التاسع والتسعون والمائة  
 شریعت میں حلال نہیں ہی تو اسی ای حرمت آکر کھودی تو یون میں مل گئی سو اسکی دیکھنی سی احتراز ضروری نہیں ہی ننانوین مجلس اس حدیث کی بیان میں  
 في بيان قوله عليه السلام استوصوا بالنساء قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استوصوا بالنساء خيرا  
 اجنبی وصیت کرو عورتوں کی حق میں آخر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کی باب میں اچھی وصیت کیو  
 فان المرأة خلقت من ضلع فان اعوج شيء في الصلع اعلاه فان ذهبت تقيمة كسرتة وان تركته لم يزل اعوج  
 کیونکہ عورت پسلی سی پیدا ہوئی ہی بیشک پسلی میں ٹیڑھی جگہ اور کمر کی اگر تو اسکو سیدھی کرتا ہی تو توڑ دیگا اور اگر اسی حال پر رکھا تو ٹیڑھی رہی گی  
 هذا الحديث منه رواه ابو هريرة ومعه الاستيصاء قبول الوصية فكانه عليه السلام قال اني اوصيكم بالنساء  
 یہ حدیث بقیہ سی کا ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور معنی استیصاء کی وصیت قبول کرنی سو کو یا نبی علیہ السلام نے بہ فرمایا میں تمکو عورتوں کی باب میں  
 خيرا واقضوا وصيتي فيهن وافعهن لمن خيرا ولا تغضبوا عليهن اذا فعلت فعلا غير مرضي عندكم فالم تكن فيه  
 اچھی وصیت کرتا ہوں انکی حق میں میری وصیت پورا کرو اور انکی ساتھ بہلائی کرو اور اگر تمہاری شرعی کوئی کام کر بیٹھیں تو اوپر غصہ مت کرو جب تک اس کام میں  
 ان في انهن خلقت من شيء اعوج وهو الضلع ما ثبت في الاخبار ما رواه النساء وفي الحوا خلقت من ضلع آدم النبي  
 ان یہ کہ عورتیں ٹیڑھی چیز سی پیدا ہوئی ہیں جینی پسلی سی اسنی کہ حدیثوں سی ثابت ہی کہ پہلی عورت یعنی حوا آدم نبی علیہ السلام کی پسلی سی پیدا ہوئی ہی  
 كما قال الله تعالى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها فيكون في هذا الحديث اشارة الى المرأة خلقت خلقا  
 چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بنایا تمکو ایک جال سی اور اسی سی بنایا اسکا جوڑا سو اس حدیث میں یہ اشارہ ہی کہ عورت کی ایسی پیدا ہوئی ہی





والخاز صیغتا وشتوتیا فالصیغی ما یكون رقیقا یصل فی زمان الحرق الشقوق ما یكون تخمینا یصل لدفع البرد ویم یلکم  
 اور دو اور ہنسی گری جاڑی کی ہن گری کا بار یک ہو جو گرمیوں میں کام آوی اور جاڑی کا وہ جو گارٹھ ہو جس میں سردی دور ہو اور موزی  
 الحق والکعب لان ذلك انما یحتاج الیه الخرج ولبس علی الزوج تھیتہ اسباب الخرج وکم ینکر السراویل ولا بد منه فی الشتاء  
 اور جوئی کا ذکر نہیں کیا اسلئے کہ حاجت باہر جانکی لہی ہوتی ہی اور خاوند کی ذمہ نہیں ہی کہ باہر پہر لیکا سامان تیار کیا کری اور از انکس ہی ذکر نہیں کیا اور از جاڑی میں  
 حتی قال قاضیخان فی فتاواہ ہذا فی عرفہم واما فی دیارنا فیحجب السراویل وثیاب اخر کالجتہ والفراس الذی تبنام علیہ  
 ضرور چاہی ہی بیان تک کہ قاضی خان فی اپنی فتاوی میں کہا ہی ہے اونکا چلن ہی اور ہا ہمارا ملک سوازا رہی واجب ہی اور اور کپڑی جیسی جہ اور بچھونا جیسی سووی  
 والمخاز وایدفع الحر والبرد ویحجب الخادم ہا قتیص وازار وکسلہ وخفہ لانہا یحتاج الی الخرج للمصالح الخارجة من الرسالة  
 اور لحاف اور اور جس میں گری جاڑا دفع ہو اور خادم کی واسطی قتیص اور ازار اور جاڑا اور جوئی واجب ہی کیونکہ خادم کو باہر کی کار بار کی واسطی باہر جانی کی حاجت ہی  
 لا الایوبین ونحو ذلك ولا یحجب الخاز لان شترھا لبس بعوہ واما السکنی فحقھا فی الدار بیت علی حدة تامن علی متاعھا  
 جیسی ہی بلکہ پک پاس بھی اور مانند ہی اور لہی اور ہنسی واجب نہیں ہی کیونکہ اونکی سر کی بل عورت نہیں ہیں اور ہنسی کا گر سوا کو کا حق احاطہ کی اندر لگے ٹاپ ہی اپنی حلقہ  
 ولا تسبی عن غیرھا فی معاشرۃ زوجھا فان کان للزوج احماء من الدار اولخت وولد من غیرھا فقالت اجعلنی فی بیت  
 کا گر ہی اور خاوند کی ساتھ رہنی میں غیر سی حیوانہ آوی پہر اگر خاوند کی اخیانی بہائی ہوں یا نہیں ہو یا اور ہی بی اولاد ہو اور ہی بی کہی بچھو اور گر تجویز کردی  
 کان لها ذلك لانہا لا تامن علی متاعھا وتسبی عن المعاشرة مع زوجها ان کان البیت فی الدار واحدا وان کان متعدد  
 تو ہی بی کا حق ہی اسلئے کہ چیز سبست کا در رہتا ہی اور خاوند کی ساتھ رہنی میں حیوانہ ہی اگر وہ کو ہا احاطہ میں ایک ہی ہووی اور اگر کئی کو ہن ہوں  
 فاعطھا بیتا یغلق ویفتح لم یکن لھا ان تطلب بیتا اخر ان لم یکن فی الدار من احماء الزوج من یؤذیھا الا ان یکن  
 اور اکو ایسا کو ہا حوالہ کیا جس میں کہوئی بند کر لیکا بلا شرکت اختیار ہو تو اب اسکا حق نہیں کہ اور گر مانگی اگر کوں احاطہ میں خاوند کی بہائی بند ستا نیوالی ہوں مگر وہ صورتیں  
 الزوج یضربھا ویؤذیھا فشکت الی القاضی وسئل ان یسکنھا بین قوم صالحین یعرفون احسانہ واساعۃه فالتقاضی  
 کہ خاوند کو مارتا اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی ان فریاد کر رہی ہی کہ مجھ کو بھی صالح قوم میں مکان دی کہ اسکی بہائی برائی دیکھتی رہیں پہر قاضی کو  
 ان علم ان الامر کما قالت یزجرہ عن ذلك ویمنعہ عن التعدی وان لم یعلم ان الامر کما قالت یمنعہ عن التعدی وان قالوا  
 اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دھمکاوی اور تعدی سی منع کردی اور اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو اسکی گھر کی ہمایوں کو دیکھی اگر وہ  
 قوما صالحین یمنعہم هذا الامر کما قالت فان قالوا ان الامر کما قالت یزجرہ عن ذلك ویمنعہ عن التعدی وان قالوا  
 قوم صالحی ہوں تو اوسنی یہ حال جو عورت بیان کرتی ہی دریافت کری پہر اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دھمکاوی اور تعدی سی منع کردی اور وہ  
 لیس الامر کما قالت یترکھا فی تلك الدار وان لم یکنوا قوما صالحین او کانوا یملون الیہ باھرہ ان یسکنھا بین قوم  
 ہا یہ کہیں کہ عورت سچی نہیں ہی تو اوسنی گھر میں رہی دی اور اگر وہ ہمایہ صالح نہیں ہیں یا خاوند کی طرفدار ہوں تو اسکو حکم دی کہ اس عورت کو صلی دین  
 صالحین یمنعہم باحسنہ واساعۃه اذ لا یجوز للرجل ان یتعدی فی حق النساء کما روی انہ علیہ السلام قال اللہ  
 مکان بتاوی کہ وہ پہلی ہی کی خبر کیا کریں اسلئے کہ مرد کو جائز ہی کہ عورتوں کی حق میں تعدی کری اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا عورتوں کی بابت میں  
 اللہ فی النساء فانھن عون عندکم اخذتموھن بعہد اللہ واستحللتم فرجھن بکلمۃ اللہ فانہ علیہ السلام حد  
 اسے سی ڈرو اسے سی ڈرو بیشک عورتیں تمہاری مددگار ہیں تمہنی لو کو اسے کی عہد سی لیا ہی اور اسے کی کلمہ سی اوکی فروج گین ہیں بیشک نبی علیہ السلام فی اس حد میں  
 اھتہ فی هذا الحدیث عن سوا العشرۃ مع نسائھم لان قولہ علیہ السلام اللہ فی النساء بمنزلۃ ان یقال اتقوا اللہ فی  
 اپنی امت کو عورتوں کی ساتھ برائی ہی ڈرایا ہی اسلئے کہ قول علیہ السلام اللہ فی النساء بمنزلۃ اس قول ہی عورتوں کی باب میں اسے سی ڈرو  
 امر النساء فلا تؤذوھن بالباطل لکنھن فی اربابکم کالاساری بل عاشروھن باحسان ورفق کما قال اللہ تعالی عاشروھن  
 سوا کو نہ ستاؤ کیونکہ دی تمہاری قابو میں قیوں کی مثال ہیں بلکہ اونکی ساتھ نرمی سی گذران کرو چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتوں

بالمعروف فانکم اخذتموهن بعہد اللہ الذی عہد الیکم من الرفق بہن والشفقة علیہن واستحلالتم فروجهن  
 معقول کیونکہ تم نے او کو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو کہ اللہ تعالیٰ فی او کی ساتہ نہری کا اور اوں پر شفقت کا تم نے عہد کیا ہی اور تم نے او کی فروع کو اللہ کی  
 بامر اللہ تعالیٰ وحکمہ فان نقضتم عہدہ الذی عہد الیکم فی حقہن وخنتم فی امانتہ ینتقم منکم لہن  
 حکم سی حال کیا ہی بہر اگر تم نے اللہ کا عہد توڑا جو تمہاری ساتہ او کی حق میں کیا ہی اور او کی امانت میں خیانت کی تو اللہ تعالیٰ او کا بدلہ لے گا  
 وذلك لانہن اماء اللہ تعالیٰ فمن تزوجہن بامر اللہ تعالیٰ وحکمہ تکن عنده امانة ووديعة من اللہ تعالیٰ  
 اور یہ سہ اسلئے کہ عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں پھر جس نے او کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے جوڑا بنایا تو وہ او کا پاس اللہ تعالیٰ کی امانت اور سپردگی میں ہیں  
 فاذا اذہن بالباطل ولم یعاشرنہن بالمعروف یصیر کانه نقض عہدہ تعالیٰ وخن فی امانتہ فینتقم منہن  
 پھر جس نے او کو ناحق ستایا اور نہ ہی سی گذران کی تو گویا او نے اللہ کا عہد توڑ دیا اور او کی امانت میں خیانت کی سو اللہ تعالیٰ او کا بدلہ لے گا  
 فعلى هذا يلزم للرجل حسن الخلق معہن واحتمال الاذى منہن وعدم الالتفات الى بعض معایبہن فلام یکن اثماً  
 اس بیان کی موافق مرد کو لازم ہے کہ او کی ساتہ نیک چلن برقی اور او کی ایذا کی برداشت کری اور بعض عیبوں پر ترجمہ کی راہ ہی جب تک گناہ نہوں تو جہنم کی  
 ترحماء علیہن لقصود فقوہن فقد کان بعض العلماء یقولوا الاحتمال علی اذى واحد من الرأفة فهو فی الحقیقة رحمة  
 کیونکہ کم عقل ہوتی ہیں اور بعض علماء کا قول ہی کہ عورت کی ایک ایذا برداشت کرنی حقیقت میں بہت سی ایذاؤں کی برداشت ہے  
 علی اذیة كثيرة اذ فی ذلك احتمال الواحد نجاة الولد من الطمة والقدرة من الکسر والشرب من الخمر بل ینبغي له ان  
 کیونکہ ایک برداشت کرنی میں فرزند کی نجات طمانچہ کہا نہیں اور اندر ہی کی نجات ٹوٹتی سی اور کپڑی کی نجات پھٹتی سی ہی بلکہ خاوند کو لازم ہے  
 یزید علی احتمال الاذى الملاعبة معہن فیلاعبنہن بلا افریہ فان ملاعبة الرجل مع نسائه لیست من اللہ  
 کہ ایذا کی برداشت پر او کی ساتہ ملاعبت زیادہ کری سو او کی ساتہ وہ کہیں کیا کری جس میں گناہ ہو بیشک ملاعبت خاوند کی بی بی کی ساتہ ہو باطل میں داخل  
 الباطل الذی فیہ عنہ فی الدین بل ہی من اللہ الجائز الذی رخص فیہ فی الدین فانه علیہ السلام کان یزجر مع  
 نہیں ہی جسکی دین میں ممانعت ہی بلکہ یہ ہو جائز ہی جسکی دین میں اجازت ہی بیشک نبی علیہ السلام ازواج کی ساتہ خوش طبعی کیا کرتی تھی  
 نسائه ویذل الی درجة یعقوبون حتی روى انه علیہ السلام کان یسابق مع عائشة فی العدو وجاؤ فی الخبث انعم  
 اور او کی ہی موافق بنجاتی تھی یہاں تک کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام حضرت عائشہ کی ساتہ شرط کر کر دوڑتی اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام  
 کان من افکله الناس مع نسائه ای من اطیہم وامر جم معہن وروی انه علیہ السلام قال خیرکم خیرکم لاهلہ  
 ازواج کی ساتہ زیادہ ظرافت کرتی یعنی او کی ساتہ بہت خوش ظنی اور بہت مزاح فرماتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا تم میں اچھا وہ ہی جو اپنی بی بی کی  
 وفی حدیث اخر انه علیہ السلام قال کل المؤمنین ایمانا احسنہم خلقا والطہم باہلہ لکن لا ینبغي ان ینسب  
 اچھا ہوا ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا سب مؤمنین میں کامل ایمان والا وہ ہی جو اپنی اس کی ساتہ نیک خلق اور لطیف برقی لیکن ایسا ہی نہ ہو  
 معہن فی حسن الخلق والملاعبة الی حد یفسد خلقہن ویسقط بالکلیۃ ہیبتہ عنہن بل یراعی الاعتدال  
 کہ او کی ساتہ اس درجہ کا حسن خلق اور ملاعبت برقی کہ او کی عادت بگڑ جاوی اور انتہی سے سرسبب جاتی رہی بلکہ اس باب میں اعتدال کا لحاظ رکھی  
 ذلك فلا یدع الہیبة والانقیاض مما رای منہن منکرا ولا یفتم باب المساءرة البتہ بل ہما رای منہن ما یخالف الشرع  
 سو دیکھی اور وہاں موقوف نہ کری اگر اونی کچھ بری بات دیکھی تو دروازہ اللہ کا بالکل نہ کھولے بلکہ اونی جب کوئی امر خلاف شرع دیکھی  
 یغتصب لہ اللہ تعالیٰ جعلہ قواما علیہن حیث قال الرجال قوامون علی النساء فیلزمہ ان یقوم علیہن بالامور  
 تخصہ کری کیونکہ اللہ تعالیٰ فی مرد کو عورتوں پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی مرد حاکم میں عورتوں پر سو مرد کو لازم ہے کہ او نہ حکومت کی ساتہ قائم ہی  
 ولا یتعاضل عن مبادی الامر التي یخشی غوائلها بل ینبغي له ان یکون صاحب غیرۃ لکن لا یمالغ فی التعتن واساءۃ  
 اور ایسی کام کی مبادی کی خفیت نہ کری جسکی بد انجامی کا خوف ہو بلکہ یوں چاہی کہ خیرت کی ساتہ ہی لیکن غایت درجہ کی عیب جرتی اور یہ گمانی

کذا فی السہل والیسر فی حلالہ وحرامہ



الظن وتجنب من الباطن اذ روی انه عليه السلام یحیی ان تلعب عورات النساء وفي لفظ ان تتعنت النساء فان خفية  
 اور باطن کی تلاش نہ کری اسلئے کہ روایت ہے نبی علیہ السلام سے کہ عورتوں کی چھپی باتیں تلاش نہ کیجیو اور ایک روایت میں ہے کہ عورتوں کی عیب جوئی نہ کریں  
 الرجل علی اہلہ من غیر بیہ یغضہا اللہ تعالیٰ کہا جاء فی الحدیث انه علیہ السلام قال غیرہ یغضہا اللہ تعالیٰ  
 کیونکہ مرد کی غیرت بی بی پر بدون وقوع شبہ کی اسلئے تعالیٰ کو ناپسند ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ایک غیرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے  
 وهي غیرة الرجل علی اہلہ من غیر بیہ لان ذلك من سوء الظن الذي وقع الذہی عنہ فان بعض الظن اثراً والغیرة  
 یعنی مرد کی غیرت بی بی پر بدون شبہ کی کیونکہ یہ صرف بیگانہ ہی جسکی ممانعت واقع ہوئی ہے بیشک بعض گناہ ہیں اور یہی وہ غیرت  
 فی محلها فلا بد منها وهي محمودة لما روی انه علیہ السلام قال ان الله یغار وان المؤمن ینغار وغیرہ قال الله ان ینار  
 جو بیشک ہر سو وہ تو ضرور چاہی اور محمود ہے اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہے اور مؤمن بھی غیرت کرتا ہے اور اللہ کو غیرت پسند ہے  
 المؤمن باحرمة الله علیہ وفي حدیث اخر انه علیہ السلام قال انی لغیر و ما امرء لا یغار الا منکوس القلب الطریق  
 کہ مؤمن ہر کچھ حرام کام میں لاوی اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں بڑا غیرت والا ہوں اور کون شخص ہے کہ غیرت نہ کری مگر اندھے دل اور وہ طریق  
 المغنی عن الغیرة ان لا یدخل علیہ من رجل ولا ینخرج الی الطرقات بعد من عدم الغیرة فیلزم للرجل ان یمنع من زوجته  
 کہ بغیرتی ہی بچاؤی یہ ہے کہ کوئی مرد انکی پاس نہ آئی پاؤں اور عورتیں باہر رستہ پر نہ نکلیں کہ عورتوں کا رستہ پر جانا یہ ہی بغیرتی ہی سمجھ کر لازم ہے کہ  
 عن الخروج من البیت ولا یأذن لها بالخروج الا فی مواضع مخصوصة وهي ما قال صاحب الخلاصة نقلاً عن مجموع النوازل  
 بی بی کو کہیں سے نہ نکلتی دی اور سوا کئی جگہ کی نکلتی کی اجازت نہ دے گا وہ جگہ ہیں جو خاصہ دلی فی مجموع النوازل میں سے نقل کی ہیں  
 یجوز للزوج ان یأذن لها بالخروج الی سبعة مواضع من زیارة الابوين و عیادتهما و تعزیتہما و احداہما و زیارة المحارم  
 خاوند کو جائز ہے کہ بی بی کو سات جگہ جانی کی اجازت دے ما باپ کی ملاقات بی بیار پر ہی اور دونوں کی یا ایک کی تعزیت کو اور محرموں کی ملاقات کو  
 وبعد بیان هذه السبعة قال فان كانت قابلة او غسالۃ او كان لها حق علی خروا لاخر علیہا حق تخرج بالاذن وبغیر  
 اور یہ سات جگہ بیان کر رہا ہے اگر وہ عورت دائمی ہو یا مردہ شو یا دسکا حق کسی پر یا کسی کا حق اسپر آتا ہو تو بااجازت اور بلا اجازت چلی جائیگی  
 وفيما عد ذلك من زیارة الاجانب و عیادتهم والولیمة لا یأذن لها ولواذن و خرجت کانا عاصیین والاذن قد  
 اور ایسی موقع کی سوا جنہوں کی ملاقات اور بیار پر ہی اور ولیمہ میں اجازت نہ دی اور اگر خاوند فی اجازت دے اور وہ چلی گئی تو دونوں گنہگار ہونگی اور اجازت بعض  
 یكون بالسکوت وهو کالقول لان النہی عن المنکر فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس  
 وقت خاموشی سے ہی ہو جاتی ہے اور یہ خاموشی مانند بولنی کی ہوتی ہے اسلئے کہ ممانعت بری بات سے فرض ہے اور اگر عورت چاہی کہ علم کی مجلس میں بدون مرضی خاوند کی جاوے  
 ذلك الا ان یقع لها نازلة واستمع الزوج من السؤال لها فحينئذ یسمع بالخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم فیما  
 تو اسکو اختیار نہیں ہے ان اوس صورت میں کہ کوئی واقعہ پیش آوے اور خاوند پوچھ کر نہ بتاوی پس اب بی مرضی خاوند کی جانی کی گنجائش ہی اسکی کہ علم کی تلاش حاجت  
 یجتنب الیہ فرض علی کل مسلم ومسلمة فیقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبر بانك لا یسمعها الخرج معان  
 کی وقت ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت پر فرض ہے سو فرض خاوند کی حق پر مقدم ہے اور اگر خاوند فی عالم سے پوچھ کر بتا دیا تو پھر باہر جانی کی گنجائش نہیں ملے گی اور اگر  
 لم یقع لها نازلة لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسألة من مسائل الوضوء والصلوة ان كان الزوج یحفظ المسائل  
 او کو کوئی واقعہ نہیں پیش آیا پر دل چاہتا ہے کہ مجلس علم میں جاوے تاکہ مسائل وضو اور نماز کی سیکھے بی اب اگر خاوند کو مسائل یاد ہیں  
 وینکرھا عندہا فقل ان یمنعہا وان كان لا یحفظ فالاولی ان یأذن لها حیثا وان لم یأذن لاشی علیہ ولا یسمعہا  
 اور اسکو بتاتا رہتا ہے تو اسکو منع کر نیکیا اختیار ہے اور اگر خاوند کو مسائل نہیں آتی تو اولی یہی کہی اجازت دیا کری اور اگر اجازت نہ دی تو اسپر کچھ الزام نہیں ہے اور نہ وہ  
 الخروج عالم یقع لها نازلة وان خرجت من بیت زوجها بغیر اذنه یلعنہا کل طائف فی السماء وکل شیء عنہ علیہ الا الناس والجن  
 جاسکتی ہے جسکے کوئی واقعہ پیش نہ آوے اور اگر بی بی خاوند کی کہ میں سے بی اجازت چلی جاوے تو اسپر تمام فرشتہ آسمان کی اور تمام شی جو رستہ میں آتی ہیں لعنت کریں





بل لا بد لها ان تكون واحدة في غير بيتها ملازمة لمغزها من غير بيتها الى زوجها الى ان توفى لغيرها ولا يخرج من

بيتها بغير اذن زوجها قال ابن الهمام وحديث ابيهم لها الخ زهر فاقوا بغير شرط عدم الزينة وتغيير الهيئة الى ما لا يكون

بدون اجازت خاوندگی نه نقلی بن الهمام آتی ہیں عورت کو جہن جانا مباح ہی ہی تو اس شرط سے کہ سنگار نہ کری اور ایسی ہیئت بنائی کہ کسی مرد کو

داعیا الى نظر الرجال واستمالهم اذ قال الله تعالى ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى والتبرج على ما ذكر في الصحيح اظهر

فخر کی رغبت اور میلان نہوی استمالی کہ آمد تعالی فرماتا ہی اور کہ ہلکتی نہ پھر و جیسی دیکھا نہ دستور تھا پہلی وقت مادہ کی اور تبرج کی معنی مطابق بیان صحیح

المراة زینتها ومحاسنها للرجال وكان ذلك عادة نساء اهل الجاهلية الاولى وهي على ما قيل ما آدم ونوح عليهما السلام فهو

دیکھنا عورت کا اپنا سنگار اور خوبی مردوں کو اور جاہلیت اولی میں عورتوں کی یہ عادت تھی اور جاہلیت اولی موافق ایک قول کی آدم علیہ السلام کی نوع علیہ

الله المومنان عن التشبه بهن وامرهن بالقرار في بيوتهم فان المرأة كلما كانت مخفية من الرجال يكون دينها اسلم لها

اسلام تک ہی ہوا کہ تعالیٰ فی مؤمنہ عورتوں کو او کی مشابہت سے منع کیا اور ان کو حکم دیا کہ اپنی گھروں میں بیٹھی رہو بیشک عورت جب تک مردوں سے پوشیدہ رہے گی تو کمال

سری آتہ علیہ السلام قال لیستہ فاطمة امی شی خیر للمرأة قالت ان لا ترى رجلا ولا یراها رجل واستحسن قولها

سلامت رہے گی اسٹی کہ یہ ایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی اپنی بیٹی فاطمہ سے پوچھا عورت کی حق میں کیا بہتری عرض کیا نہ وہ مرد کو دیکھی اور نہ مرد کو دیکھی سو آپ فی ان کا قول

وظمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب النبي عليه السلام يسد من الثقب والكوى في المحيطان لئلا

پسند کر سیں کسی لکھلیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سے ہی اور نبی علیہ السلام کی اصحاب دیاروں کی سوراخ اور روشن دان بند کر دیا کرتی تھیں تاکہ

تظلم النساء على الرجال وراى معاذ امر قظلم في كوة فصرها فقبض على الرجل ان يفعل كذلك ويمنع امراته عن مثل ذلك

عورتیں مردوں کو نہ جھانکین اور معاذ نے فی اپنی بی بی کو روشندان سے جھانکتی ہوئی دیکھلیا تو او کو خوب مارا اور کوٹھک لایم کہ کیا یہ کیا کرتی ہیں لایم

تقرانهم ان كان في قلبها بدعة يزبلها ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلم بها من احكام الصلوة والحیض والنفا

منع کری پھر اگر عورت کی دلہن کوئی بدعت ہو تو او کو دھک دے کر مارا او کو عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا تلقین کری اور مسائل نماز کی اور حیض اور نفاس کی

ما تحتلج اليه وان تساهلت في امر الدين او كانت تاسر كة يؤذيها لكن يتدبر في تأديبها فيقدم او لا الوعظ والتخويف

اور جو حاجت پڑتی ہو سب سکھا دیوی اور اگر دین کی باب میں سستی کرتی ہو یا بی نماز ہو تو او پر دیوی لیکن ایسی توبہ دینی میں آہستگی برقی پس تو زانی پندوی اور خدا سے

بالله تعالى وان لم ينجم يولي اليها ظهرة في المضجع او ينفر عنها بالفراش ويهجرها ثلث ليال وان لم ينجم يضربها ضربا

ڈراوی اگر باز نہ آوی تو سوئی میں غصہ سے او کی طرف پشت کر لی یا اسی جدا سوئی اور تین رات تک اس سے الگ رہی پھر ہی نہ باز آوی تو اتنا ماری

غيره بوجع بحيث يولمها ولا يكسر عظمها ولا يدمي جسمها ولا يضرب وجهها لو رد النهي عنه فان لم ينجم يطلقها كما

کہ پڑی نہ توئی ایسا کہ کہہ تو ہو اور پڑی نہ توئی اور او کا بدن ہی ہو لہاں نہو جاوی اور سونہ پر نہ ماری کی ممانعت آئی ہی اس سے ہی نمازی تو طلاق دایدی چاہیے

قال قاضيان في فتاواه رجل له امرأة لا تصلي يطلقها وان لم يكن له مال يوفيهامهرها وقال البرزالي لان يلقي الله

قاضیان فی اپنی فتاوی میں کہاہی ایک شخص کی بی بی بی نماز ہو او کو طلاق دیدی اگرچہ خاوند کی پاس اتنا مل نہو کہ مہر پورا کر دی اور زانی کہتا ہی مگر مرد مہر

ومهرها في عنقه اولى من ان يطلقها لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسماعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يا امر

کردن پر لیکر اس کی سامنی جاوی تو اس سے بہتری کہ عورت بی نمازی دیتی کری اور بیشک اللہ تعالیٰ فی اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت میں مدح کی ہی اور حکم کرتا تھا

اهله بالصلوة والزكوة وقال الواحلي اهل بيته على الصلوة سبب لا فتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان

اپنی گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا اور کہتی ہیں کہ ایسی بیت کو نماز پر مستعد کر لی سی دروازہ روزی کا کہتا ہی اور خلاصۃ الکھتای خاوند کو اختیار ہی کہ

يضرب المرأة على امر بحد واحد بالخروجها عن منزلها بغير اذنه بعد ايفائها مهرها والثانية تزك الزينة اذ المراد الزوج

نی کو چار بات پراک ایک تو او کی بی اجازت گھڑی ٹھکنی پر جب کہ اپنا مہر لی چکی ہو اور دوسری سنگار نہ کر فی پر اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی

نہ

والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والاربعة ترك الصلوة وبمنزلة ترك الصلوة ترك الغسل  
 اعني ترك ما كان منى به جسدك من طهارة جامع في رغبته كرى اورده عورت پاک ہی ہوا اور چوتی نماز نہ پڑھنی پر اور جنابت اور حیض ہی غسل نہ کرنا یہی فایم  
 عن الجنایة والحیض ثم انه ان اراد ان يتزوج اخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك لكن ان لم يفعل فهو جاح  
 مقام ترك صلوة کی ہی ہر اگر خداوند دوسرا نکاح کیا چاہی اور یقین کرتا ہی کہ دونوں میں عدالت کریگا تو جائز ہی لیکن اگر نکاح نہ کریگا تو ثوب ہووگا  
 لتركه ادخال الفم علیها لاسيما عند كونها امرأة صالحة فان صلاحها نعمة عظيمة لا يكافئها شكر وان خاف ان لا يعدل  
 کیونکہ بی بی کو غم سی بچا یا خاص اس صدمت میں کہ بی بی صالحہ ہو کیونکہ اسکا تقویٰ بڑی نعمت ہی اسکا شکر ادا نہیں ہو سکتا اور اگر یہ خوف ہو کہ عدالت  
 بینہما لايجوز ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك فلا يقول فانكوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلاث  
 نہ کر سکو نکاح تو جائز نہیں کہ دوسرا نکاح کرے اسلی کہ اللہ تعالیٰ نے اگر چہ اسکو حلال تو کیا ہی اس آیت میں سونکے کرو جو تمکو خوش آوین عورتیں دو دو اور تین تین  
 واربعة الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفتم الا تعدلوا فواحدة فان كانت له امرتان او اكثر فليجب عليه  
 اور چار چار پر اسہ تعلیٰ فی اوکی بعد فرمایا ہی ہر اگر تمکو ڈر ہو کہ عدالت نہ کرو تو بس ایک ہی بیشک جسکی پاس دو عورتیں ہوں یا زیادہ تو اسپر واجب ہی  
 ان يقسم ويعدل بينهما سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام وليلة  
 کہ دو میں برابر قسم اور عدالت کرے برابر ہی کہ سہی جنکی ہو یا بیار ہر انہیں سی ہر ایک کی پاس ایک دن رات یا تین دن تین رات برابر ہی  
 ولا يقيم عند احد لهن اكثر من ذلك الا باذنهن والتيب والبكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة  
 اور کسی پاس اس سی زیادہ نہ پڑا کرے ان اوکی اجازت سی مضائقہ نہیں اور انڈ اور کواری اور قریبہ بلوغ اور بالغہ اور ہوشیار اور باولی اور مسلمہ  
 والكتابة والصحيحة والمرضة سواء كانت ابجدية بكرة او ثيبا فانه ان قام عند الجديدة ثلثة ايام او سبعة  
 اور کتابیہ اور تندرست اور بیمار سب برابر ہیں اگر چہ نئی یا پرہ ہو یا راندہ بیشک اگر خداوند نئی کی پاس تین دن یا سات دن رہی  
 ايام يقيم عند الحقيقة مثل ذلك ولا يميل الى بعضهن لما روى انه عليه السلام قال من كانت له امرتان فمال الى  
 تو قدرتی کی پاس ہی و تنہا ہی رہی اور بعضی کی طرف زیادہ میل نہ کرے اسلی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی جسکی پاس دو عورتیں ہوں ہر ایک کی طرف نہ  
 احدهما جاء يوم القيمة واحدا شقيبه ساقطة يعني ان احدا جنبيه يكون هرجا ساقط بحيث يراه اهل العرصة  
 رغبته کرے تو فیاست کی دن ایسی حالت میں آوے گا کہ ایک جانب گری ہوگی یعنی اوکی کروٹ ایسی زخمی گری ہوگی کہ اہل عرصہ نہ کیسیتی  
 ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الاقتصار اشد العذاب لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجيب  
 تاکہ یہ رسوائی اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ رسوائی میں سخت تر عذاب ہوتا ہی لیکن یاد رکھنی کی بات ہی کہ قسم اور عدالت یہہی خراج دینی میں نہ  
 في العطاء والمبيت دون المحر والواقعة لان الحب لا يدخل تحت الاختيار والواقعة يستثنى على النشاط فلا يقدر على التمسك  
 اور سوائی میں واجب ہی محبت میں اور جماع میں واجب نہیں اسلی کہ محبت اختیاری نہیں ہوتی اور جماع نشاط دلی پر موقوف ہی انہیں برابری کی قدرت میں  
 فيها لما روى انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه ويعدل ثم يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك  
 ہی اسوائی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج میں قسم اور عدالت کیا کرتی ہر کہتی ہا تھی مجھسی پہ ہو سکتا ہی جسکے مجھی اختیار ہی سو مجھکو بہت مت کرنا  
 ولا املك قيل اراد به الحب لان عائشة كانت احب نسائه اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام  
 جس میں اختیار ہی اور میں مختار نہیں کہتی میں کہ اس سی محبت مراد ہی اسلی کہ عائشہ ہم آہو سب ازواج سی زیادہ تر محبوب تھیں اور تمام ازواج کو یہ حال معلوم تھا لیکن نبی علیہ السلام  
 كان يقسم ويعدل في العطاء والمبيت حتى في مرضه الذي توفي فيه اذ مروى انه عليه السلام كان يطاف به  
 دینی میں اور رست کی رہی میں قسم و عدالت کیا کرتی تھی یہاں کہ مرض الموت میں ہی اسلی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندھیر روزا و پٹائی بہا کر لی  
 محو لا في مرضه كل يوم وليلة فيبيت عند كل واحدة منهن وكان يقول اين انا غدا اين انا غدا فعملت زواجا انه يبرأ  
 تھی ہر شے کو ہر ایک کی ان رہا کرتی اور بوجہا کرتی کل کہاں کی باری ہی کل کہاں کی باری ہی اس سی ازواج سمجھ گئی کہ عائشہ کی باری



یوم ثانیۃ فاذن لہا ان یکون حیث شاء فقال ہل رضیت بذلك فقلن نعم قال علیہ السلام حولونی الی بیت عائشۃ  
پوچھتی ہیں پیرسب فی اجازت دیدی کہ آپ جہان چاہیں زمین پر کہیں پوچھا تم سب اس پر راضی ہو عرض کیا ان علیہ السلام فی فرمایا مجھ کو عائشہ کی گھر بچھو  
فکان فی بیتہا حتی مات عندہا واما یجب علی الزوج من حقہا ان یؤدی الیہا المہر اکملہا ان کان قادرا علی داءہ وان لیم  
پھر عائشہ کی گھر رہی یہاں تک کہ اوکی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی کا بچھو حق خاوند پر واجب ہی ہے کہ اسکا پورا مہر ادا کر دی اگر قدرت ادا کی رکھتا ہو اور  
یکن قادرا علی داءہ ینوی ان یؤدیہ اذا قدر اذ قال اللہ تعالیٰ انوا للنساء صدقتم من نخلۃ ای فریضۃ من اللہ تعالیٰ فان  
ادا کی قدرت نہیں ہی تو ادا کی نیت رکھی جب قدرت پاوی اسی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو ردی ڈالو عورتوں کو مہر ادا کی خوشی سی یعنی اللہ تعالیٰ کا فرض کیا ہوا بیشک

اعطاء النساء مہر من مافرض اللہ تعالیٰ فی المملۃ والدین فمن نوى ان لا یؤدی الیہا مہر ہا یجب عیوم القیامۃ زانیما  
عورتوں کو مہر دیدینا دین و ملت میں اللہ ہی کا فرض کیا ہوا ہی پھر جب کی یہ نیت ہو کہ بی بی ادا نہ کرے تو قیامت کی دن زانی ہو کر آویگا اسلٹی  
روی انہ علیہ السلام قال لیمارجل تزوج امرأة علی ما قل من المہر کم کثیر لیس فی نفسہ ان یؤدی الیہا حقہا لقی اللہ تعالیٰ  
کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ہی کہ جس شخص کسی عورت سی نکاح کیا مقدار مہر سی کمتر پڑے یا اتنی زیادہ پڑے کہ اوکی ادا کرنی کی نیت نہیں تو اللہ کی پاس  
وہو زانی ولا یطلب منہا المہلۃ لاداء مہر ہا الا ان یکون فقیرا ان تو جملہ المراء طوعا کرہا ولا یكلفہا ان تہب لہ مہر ہا  
زانی ہو کر آویگا اور مہر ادا کرے ہی وسطی بی بی سی مہلت نہ مانگی ہن اگر کنگال ہو تو بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی پھر زانیہ ہی اور یہہ دباؤ نہ دلائی کہ  
لانہ تعالیٰ بعد ما قال انوا للنساء صدقتم من نخلۃ قال فان طبن لکم عن شئ منہ نفسا فکلوہ ہینا امریافعاہ  
مہر بختری اسلٹی کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی بعد اور ردی ڈالو عورتوں کو اوکی مہر فرمائی پھر وہ اگر اس میں کچھ چھوڑ دین ٹکڑی خوشی سی تو وہ کہاؤ رچا بچت سو اس  
علی فی التفسیر وانوار التنزیل ان وہب لکم بعضا من الصدق عن حایۃ الرضاء وطیب القلب بذا کراہ ولا اقتداء  
آیت کی معنی تفسیر انوار التنزیل یہ ہیں بیشک اگر عورتیں ٹکڑی مہر میں سی بخشدین عین رضا اور دلی خوشی سی بی دباؤ اور نہ بد معاہدگی کر نیسی

من سوء العشرۃ فمتنعوا بہ بلا تبعہ فعلم من ہذا ان لا یستکثروا فی شئ من مہرہ لانہ تعالیٰ کما جعل عقد النکاح بید الزوج ان شاء  
سوءہ نہاؤ پیو بدو بجہی بی بی اس آیت سی معلوم ہو کہ زیادہ خواہش کرنی ہر بخشنی کی مکر وہی اسلٹی اللہ تعالیٰ بی جیسے کہ عقد نکاح خاوند کی اختیار  
بیسکے ہاوان شاء یرسلہا بلا اختیار منہا کذلک جعل حلقة سلسلۃ المہر فی قبۃ وذمتہ فعقد النکاح یجر ہا الیہ وسلسلۃ  
میں کرکے ہی اگر چاہی بی بی کی روک کر ہی اور اگر چاہی اوکو چھوڑ دی عورت کو کچھ اختیار نہیں ہی ایسی ہی مہر کی زنجیر خاوند کی گردن میں ڈال دی ہی اسکا دیکھا عقد نکاح عورت کو خاوند کی  
المہر تجرہ الیہا فاستنہا بکل المہر ابطال لحقہا وابقاء لحقہ وقیۃ ترک المعادلۃ ونوع من الظلم ولا یطلقہا بغیر ضرورۃ  
خاوند کو عورت کی طرف کسبیتی ہی سوکل مہر بخشنا عورت کی حق تلفی ہی اور اپنا حق باقی رکھنا ہی اور اس میں بی انصافی اور ایک طرح کا ظلم ہی اور بی بی کو بی ضرورت  
الا ان نکون سببۃ الخلق فاسدۃ الدین تارکۃ الصلوۃ لان الطلاق وان کان مباحا لکنہ من ابغض المباح عند اللہ  
طلاق مذہبی ہاں اگر بہ خود بد مزاج بی دین بی نماز ہو وی تو خیر اسی کہ طلاق اگر چہ مباح ہی پر مباحات میں سی اللہ تعالیٰ کی نزدیک بہت ناپسند

لما فیہا من لا یداء ولا یباح ایداء الغیر من غیر ضرورۃ الا بجماعۃ من طرفہا فاذا حرم علی نطقہا بسبب الضرورۃ ینبغی لہ ان  
ہی کیونکہ اس میں ایداء ہی ہی اور بلا ضرورت کسی کو ایداء دینی مباح نہیں ہی مگر عورت کی خطا پر مہر جب کسی ضرورت میں طلاق دینی کا ارادہ کرے تو چاہی ہی فی  
یراعی عدۃ امور احرہا ان یطلقہا فی طہر لم یجامعہا فیہ لان الطلاق فی الحيض والطہر الذی جامعہا فیہ حرام والثانی  
کہ کئی بات کا لحاظ رکھی ایک تو یہ کہ ایسی طہر میں طلاق دی جس میں طہر میں اور ایسی طہر میں کہ جماع کرچکا ہو حرام ہی دہ سرکا ہے  
ان یقتصر علی طلقۃ واحدة ولا یجمع بین الثلاث لانہ یؤدی فیہم والطقۃ الواحدۃ بعد نقضاء العدۃ تفید المقصود مع  
کہ ایک ہی طلاق ہی کفایت کرتی تین طلاق کہیں نہ کی کیونکہ یہ کچھ فنیج ہی اور ایک طلاق سی ہی بعد گزر جانی عدت کی وہ ہی مقصود حاصل ہوتا ہی  
انہ من المندم لکنہ من التدارک بالرجعۃ فی العدۃ وتجدید النکاح بعد العدۃ واما اذا طلقہا ثلاثا فرما یندم لکنہ التارک  
باہ ہر دیکھتے ہست سی بہت آگہ ہی کیونکہ اسکا تدارک کر سکتا ہی عدت میں تو رجعت سی اور بعد عدت کی نئی نکاح سی اور اگر اسکو تین طلاق دین تو بعضی دفعہ خاوند

میں کرکے ہی اگر چاہی بی بی کی روک کر ہی اور اگر چاہی اوکو چھوڑ دی عورت کو کچھ اختیار نہیں ہی ایسی ہی مہر کی زنجیر خاوند کی گردن میں ڈال دی ہی اسکا دیکھا عقد نکاح عورت کو خاوند کی

اور مہر ہا ہی اور طہر طہر







صفحہ	سطر	غلط	صحیح	ص	س	غ	ص	ص	ص	غ	ص	ص	صفحہ
۴	۴	سعادتمند	سعادتمند	۴۳	۲۱	جیح	جیح	۹۹	۲۰	جانی	جانی	۱۴۲	۲۳
۷	۱۳	احق	احق	۴۳	۱۷	لم یخیر	لم یخیر	۱۰۱	۳۰	کی	کی	۱۴۱	۲۵
۱۰	۱۷	الظلمات	الظلمات	۴۹	۲۳	نورم	نورم	۱۰۲	۲۰	سنی	سنی	۱۴۲	۲۹
۱۱	۲۰	وصولها	وصولها	۵۶	۳۲	ہوگا	ہوگا	۱۰۵	۹	ریافت	ریافت	۱۴۴	۱۷
۱۱	۳	کی	کی	۵۹	۱۹	پہلی	پہلی	۱۰۶	۲۸	علم	علم	۱۴۹	۱۲
۱۱	۲۹	لاحکام	لاحکام	۵۹	۱۱	ہوگا	ہوگا	۱۱۴	۲۷	وجود	وجود	۱۵۰	۲۱
۱۳	۲۸	منرا	منرا	۶۰	۱۸	مین	مین	۱۱۵	۱	وہا	وہا	۱۵۱	۱۱
۱۳	۳۲	توجہ	توجہ	۶۰	۶	پہلی	پہلی	۱۱۵	۶	بکری	بکری	۱۵۱	۱۱
۱۴	۲	چاہی	چاہی	۶۳	۱۵	اللہ	اللہ	۱۱۶	۱۸	فقہ	فقہ	۱۵۲	۲۸
۱۴	۱۵	البام	البام	۶۷	۸	اسر	اسر	۱۱۷	۳۱	تفہیم	تفہیم	۱۵۲	۲۹
۱۵	۲۴	تکلیف	تکلیف	۶۹	۱۸	لا الہ الا اللہ	لا الہ الا اللہ	۱۱۸	۲۷	معجزہ	معجزہ	۱۵۵	۱۰
۱۶	۱۱	زلا	زلا	۷۰	۱۷	اولا	اولا	۱۱۹	۱۵	والسفی	والسفی	۱۵۷	۳۰
۱۶	۲۰	ذکر دل	ذکر دل	۷۱	۳۲	استباین	استباین	۱۲۰	۱۲	اورنگ	اورنگ	۱۵۸	۸
۱۹	۱	من اوخل	من اوخل	۷۲	۵	ہذا	ہذا	۱۲۱	۳	یقرءوا	یقرءوا	۱۶۰	۱۲
۲۰	۲۲	ہونی	ہونی	۷۷	۶	دشوار	دشوار	۱۲۲	۱۹	حت	حت	۱۶۱	۳۲
۲۳	۳	شخص	شخص	۷۸	۱۷	انہا	انہا	۱۲۳	۲۰	اسد	اسد	۱۶۲	۵
۲۴	۳۱	لملفہ	لملفہ	۷۹	۳۲	ثواب	ثواب	۱۲۴	۳	الموقف	الموقف	۱۶۳	۱۲
۲۶	۴	حکم	حکم	۸۰	۱۸	کہ تینوں	کہ تینوں	۱۲۵	۹	زیادہ	زیادہ	۱۶۴	۱۷
۲۷	۲۷	طرف ہی	طرف ہی	۸۲	۳۰	دو محال	دو محال	۱۲۶	۲۰	لوگ	لوگ	۱۶۵	۲۸
۲۸	۹	یقضی	یقضی	۹۰	۱۸	کایہ	کایہ	۱۲۷	۱۰	انکس	انکس	۱۶۷	۸
۲۹	۱۶	عقل	عقل	۹۱	۲۰	ماضی	ماضی	۱۲۸	۲۹	ہر یک	ہر یک	۱۶۸	۲۳
۳۰	۱۷	بہم	بہم	۹۲	۳۲	کر گیا	کر گیا	۱۲۹	۳۱	اتر	اتر	۱۶۹	۲۷
۳۱	۲۹	فما	فما	۹۳	۲۶	آئی	آئی	۱۳۰	۱۱	قولہ	قولہ	۱۷۰	۱۸





To: [www.al-mostafa.com](http://www.al-mostafa.com)